بھارت 2001

حوالہ جاتی سال نامہ

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی

بھارت 2001
حوالہ جاتی سال نامہ

قومی کونسل برائے فروغِ اُردو زبان

وزارت ترقی انسانی وسائل (حکومت ہند)

ویسٹ بلاک۔1، آر۔ کے۔ پورم، نئی دہلی۔ 66

بھارت 2001

حوالہ جاتی سال نامہ

قومی کونسل برائے فروغِ اُردو زبان

وزارت ترقی انسانی وسائل (حکومت ہند)

ویسٹ بلاک۔ا، آر۔ کے۔ پورم، نئی دہلی۔ 66

Bharat 2001

© قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی

سنہ اشاعت : اکتوبر، دسمبر 2001 شک 1923
پہلا اڈیشن : 500
قیمت : -/250
سلسلۂ مطبوعات : 889

ناشر : ڈائرکٹر، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ویسٹ بلاک-I، آر۔ کے۔ پورم،
نئی دہلی-110066
طابع : فہمی کمپیوٹرس، دین دنیا ہاؤس، جامع مسجد، دہلی-110006

پیش لفظ

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نے اردو ذریعۂ تعلیم کو استحکام دینے کی غرض سے مختلف قدم اٹھائے ہیں۔ ان میں نصابی کتب کی بروقت فراہمی اور عصری علوم کی اردو میں منتقلی سب سے اہم ہیں۔ بھارت 2001 کی اشاعت اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

بھارت 2001 کی اشاعت کا مقصد یہ ہے کہ اردو زبان میں بھارت کے بارے میں معتبر اور جامع معلومات اس طرح فراہم کی جائیں کہ اردو قاری مختلف علوم کے تمام اہم گوشوں تک نہ صرف رسائی پاسکے بلکہ ان کا درک بھی وہ حاصل کرسکے۔ بھارت کی تمام ریاستوں اور مرکزی علاقوں کے سیاسی، سماجی، ثقافتی، اقتصادی، تجارتی، صنعتی اور لسانی منظرنامے کو اس کتاب میں معتبر اعداد وشمار کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

بھارت کے بارے میں معلومات عامہ کا یہ خزانہ پہلی بار اردو میں پیش کیا جارہا ہے جس کے توسط سے اردو قاری چاہے وہ بھارت میں رہتا ہو یا بھارت کے باہر؛ تقریباً ان تمام سوالات کے جوابات حاصل کرسکے گا جو وقتاً فوقتاً بھارت کے متعلق اس کے ذہن میں اٹھتے رہے ہوں گے۔ مرکزی اور صوبائی ملازمتوں کے مقابلہ جاتی امتحانات میں حصہ لینے والے اردو طلبہ و طالبات کے لیے تو یہ کتاب انتہائی ممد و معاون ثابت ہوگی۔

یہ کتاب بھارت سرکار کے پبلیکیشن ڈویژن کی جانب سے شائع کی جانے والی کتاب بھارت 2001 کا آزاد اردو ترجمہ ہے۔ کوشش یہ کی گئی ہے کہ تمام معلومات کو بلا کم و کاست تسلسل اور روانی کے ساتھ بامحاورہ اردو ترجمے کے وسیلے سے قارئین کی خدمت میں پیش کیا جائے اور ترجمے کی زبان آسان اور رواں دواں ہو۔ اس کوشش میں ہمیں کہاں تک کامیابی حاصل ہوئی ہے اس کا فیصلہ کتاب کے مطالعے کے بعد قارئین ہی کرسکتے ہیں۔ جہاں تک قومی اردو کونسل کا تعلق ہے اس کی جانب سے سال بہ سال تازہ ترین معلومات پر مشتمل ترمیمات اور اضافوں کے ساتھ اس سلسلے کو جاری رکھنے کی کوشش کی جائے گی۔

قومی اردو کونسل جناب پروانہ ردولوی، جناب سید ظفرالاسلام، جناب پرویز احمد، جناب فہیم احمد، جناب راشد شمسی اور جناب ظہیر رحمتی کی شکرگزار ہے جنھوں نے بھارت 2001 کے مختلف ابواب کا ترجمہ کیا۔

قارئین کی جانب سے کتاب کے سلسلے میں مفید تجاویز و آرا کا خیرمقدم کیا جائے گا۔

(ڈاکٹر محمد حمیداللہ بھٹ)

ڈائرکٹر

فہرست

1-	ملک اور باشندگان ملک	1
2-	قومی نشانات	23
3-	طرز حکومت	27
4-	دفاع	59
5-	تعلیم	76
6-	ثقافتی سرگرمیاں	103
7-	سائنس اور ٹکنالوجی میں ترقی	120
8-	ماحول	178
9-	صحت اور خاندانی بہبود	193
10	فلاح و بہبود	215
11-	عوامی ذرائع ابلاغ	249
12-	بنیادی اقتصادی اعداد و شمار	277
13-	مالیات	293
14-	منصوبہ بندی	333
15-	زراعت	349
16-	آبی وسائل	382
17-	دیہی ترقی	401
18-	خوراک اور رسد عامہ	414
19-	توانائی	432
20-	صنعت	463
21-	کامرس	509
22-	نقل و حمل	523
23-	مواصلات	546
24-	محنت	561
25-	مکانوں کی تعمیر (ہاؤسنگ)	579
26-	انصاف اور قانون	589
27-	نوجوانوں کے امور اور کھیل کود	610
28-	ہندوستان اور دنیا	620
29-	ریاستیں اور مرکزی علاقے	646
30-	خاص قومی واقعات	752
31-	اطلاعات عامہ	781
	ہندوستان کے صدور جمہوریہ	781

ہندوستان کے نائب صدور جمہوریہ	781
ہندوستان کے وزرائے اعظم	782
ہندوستان کے چیف جسٹس	782
ہندوستان کے چیف الیکشن کمشنر	783
شہری انعامات	784
بھارت رتن سے سرفراز افراد	784
سال 2000 میں دیئے گئے عوامی انعامات	786
ساہتیہ اکادمی انعامات 1999	787
نوبل انعام یافتہ ہندوستانی	788
کمانڈران چیف	789
آرمی چیف	790
چیف آف نیول اسٹاف	791
چیف آف ایئر اسٹاف	791
پرم ویر چکر حاصل کرنے والے	792
بہادری کے لئے انعامات	793
قومی شاہراہیں اور ان کی لمبائی	795
اہم ریل گاڑیاں	801
ہندوستان کی کچھ اہم دریا اور ان کی لمبائیاں	807
ہندوستان کی کچھ خاص ندیاں	808
آئینی ترمیمات	808
ضمیمہ	
بھارت سرکار	822
ممبران پارلیمنٹ	826
لوک سبھا	839

1- ملک اور باشندگان ملک

بھارت کا شمار دنیا کی قدیم ترین تہذیبوں میں ہوتا ہے۔ یہ ملک رنگا رنگ ثقافتی ورثہ سے مالا مال ہے اور آزادی ملنے کے بعد کے 53 برسوں میں اس ملک نے ہمہ جہت سماجی و اقتصادی ترقی کی ہے۔ اناج کی پیداوار میں اب بھارت خود کفیل ہو چکا ہے اور دنیا کا دسواں صنعتی ملک بھی بن چکا ہے۔ عوام کے مفاد میں قدرتی وسائل کو استعمال کرنے کے لئے بیرونی خلاء تک رسائی حاصل کرنے والے ملکوں میں بھارت کا چھٹا مقام ہے۔ اس ملک کا رقبہ[1] 32,87,263 مربع کلومیٹر ہے جو کہ ہمالیہ کی بلند و بالا برف پوش چوٹیوں سے جنوب کے منطقہ حارہ کے مانسونی جنگلات تک پھیلا ہوا ہے۔ دنیا کے ساتویں سب سے بڑے ملک کے طور پر بھارت کو ایشیا میں ایک خصوصی مرتبہ حاصل ہے۔ پہاڑوں اور سمندروں نے اسے جغرافیائی اعتبار سے ایک منفرد مقام دے دیا ہے۔ یہ ملک شمال میں عظیم سلسلہ کوہ ہمالیہ سے جنوب میں پھیلتا ہوا خط سرطان کے گرم علاقہ سے گذرتا ہے اور بحرہ ہند تک پہنچ جاتا ہے اسکے مشرق میں خلیج بنگال اور مغرب میں بحیرہ عرب ہے۔

بھارت پوری طرح شمالی نصف الارض میں واقع ہے۔ اس کا زمینی رقبہ شمال میں '4°8 اور '6°37 ارض البلد، مشرق میں طول البلد '7°68 اور '25°97 کے درمیان واقع ہے اور شمال سے جنوب تک 3,214 کلومیٹر انتہائی ارض البلد کے درمیان اور مشرق سے مغرب تک انتہائی طول البلد کے درمیان لگ بھگ 2,933 کلومیٹر ہے۔ اس کی زمینی سرحدیں لگ بھگ 15,200 کلومیٹر ہیں۔ مجموعی زمینی رقبہ کے ساحلوں، جزائر لکش دیپ اور جزائر انڈمان و نکوبار کے ساحلوں کی مجموعی لمبائی 7516.6 کلومیٹر ہے۔

طبعی پس منظر

بھارت سے جن ملکوں کی سرحدیں ملتی ہیں وہ ہیں شمال مغرب میں افغانستان اور پاکستان، شمال میں چین، بھوٹان اور نیپال، مشرق میں میانمار اور مغربی بنگال کے مشرق میں بنگلہ دیش۔ جب کہ سری لنکا کو ایک تنگ سمندری آبنائے بھارت سے جدا کرتی ہے جو کہ پالک اسٹریٹ اور خلیج منار کے ذریعہ عالم وجود میں آئی ہے۔

طبعی پہلو

خاص زمینی رقبہ چار منطقوں پر مشتمل ہے جن کے نام یہ ہیں۔ عظیم پہاڑی منطقہ، گنگا اور سندھ کے میدان، ریگستانی علاقہ اور جنوبی جزیرہ نما۔

ہمالیائی منطقہ لگ بھگ تین متوازی سلسلوں پر مشتمل ہے جن میں بڑے بڑے مرتفع میدان اور وادیاں شامل ہیں۔ ان میں سے کشمیر اور کلو کی طرف کی کچھ وادیاں بہت زرخیز اور قدرتی مناظر سے بھری ہوئی ہیں۔ ان پہاڑی سلسلوں میں دنیا کی کچھ

[1] 31 مارچ 1982 کے عارضی اعداد و شمار کے مطابق

بلند ترین چوٹیاں واقع ہیں۔ان پہاڑوں کی بلند ترین سطحوں پر کچھ درّے ہیں جن میں قابل ذکر درّے جیلپ لا اور ناتھولاء ہیں جو کہ دارجلنگ کے شمال مشرق میں وادی چمبی سے گذرنے والے خاص ہند تبت تجارتی راستہ پر واقع ہیں۔ اور کلپالاء (کنور) کے شمال میں وادی ستلج کا درّہ شپکی لا ہے۔شمال کی کوہستانی دیوار لگ بھگ 2,400 کلومیٹر تک چلی گئی ہے جس کی چوڑائی 240 سے 320 کلومیٹر تک ہے۔بحر شمال میں بھارت اور میانمار اور بھارت اور بنگلہ دیش کے درمیان پہاڑی سلسلوں کی اونچائی بہت کم ہے۔ گارو، کھاسی، جینتیا اور ناگا پہاڑیاں مشرق مغرب سے گذرتے ہوئے شمال جنوب کی طرف جانے والے میزو اور رکھائن پہاڑیوں (Rkhine Hills) سے مل جاتے ہیں۔

گنگا اور سندھ کے میدان لمبائی میں 2,400 کلومیٹر اور چوڑائی میں 240 سے 320 کلومیٹر تک ہیں۔ان کی تخلیق تین امتیازی دریائی نظاموں کے نشیبی علاقوں سے ہوئی ہے۔ان نظاموں کو سندھ، گنگا اور برہمپتر کے نام سے جانا جاتا ہے۔ان کا شمار دنیا کی عظیم ترین ہموار زمینوں میں ہوتا ہے اور یہ علاقے کرہ ارض کے انتہائی گنجان آبادی کے علاقوں میں بھی شمار ہوتے ہیں۔ دہلی میں جمنا سے خلیج بنگال تک 1,600 کلومیٹر کے فاصلہ تک بلندی میں صرف 200 میٹر کی ڈھلان ہے

ریگستانی علاقہ کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ایک بڑا ریگستان اور دوسرا چھوٹا ریگستان۔ بڑا ریگستان رن آف کچھ کے دہانے سے شروع ہو کر شمال میں لونی ندی پر آگے تک چلا جاتا ہے۔اس میں پورا راجستھان اور سندھ کی سرحد شامل ہے۔ چھوٹا ریگستان لونی سے شروع ہوتا ہے اور جیسلمیر اور جودھپور کے درمیان سے چل کر شمالی بنجر علاقوں تک پھیلا ہوا ہے۔ بڑے اور چھوٹے ریگستانوں کے درمیان پتھریلی زمین پر مشتمل اور سریا بنجر زمین کا علاقہ پھیلا ہوا ہے جس میں چونے کی چٹانیں ہیں۔

جزیرہ نما کا نشیبی علاقہ گنگا اور سندھ کے میدانوں سے مختلف نوعیت کا ہے جس میں 460 سے 1,220 میٹر تک کی اونچائی کے پہاڑی سلسلے ہیں۔ان میں قابل ذکر ہیں اراولی، وندھیا، ست پڑا میکالا اور اجنتا۔اس جزیرہ نما کے ایک جانب مشرقی گھاٹ ہیں جن کی بلندی لگ بھگ 610 میٹر ہے اور دوسری جانب مغربی گھاٹ ہیں جن کی بلندی بعض جگہوں پر 2,440 میٹر تک ہے۔ مغربی گھاٹوں اور بحیرہ عرب کے درمیان ایک تنگ ساحلی پٹی ہے جب کہ مشرقی گھاٹ اور خلیج بنگال کے درمیان ایک قدرے چوڑا ساحلی علاقہ ہے۔نشیبی علاقہ کے جنوبی حصہ میں نیلگری کی پہاڑیاں ہیں جہاں مشرقی اور مغربی گھاٹوں کا اتصال ہوتا ہے۔ کارڈیموم پہاڑیوں کو جوان سے آگے واقع ہیں مغربی گھاٹ کی توسیع سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

ارضیاتی ڈھانچہ

ارضیاتی علاقے بڑی حد تک طبعی پہلوؤں ہی کی طرح ہیں جن کو تین علاقوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔یہ ہیں ہمالیہ اور اس کے معاون پہاڑوں کا علاقہ، سندھ۔گنگا میدان اور جزیرہ نمائی ڈھال۔

شمال میں کوہ ہمالیہ اور مشرق میں ناگا۔لوشائی پہاڑ پر مشتمل علاقے پہاڑ سازی کی تحریک کا حصہ ہیں۔اس پورے علاقہ میں دنیا کے حسین ترین پہاڑی علاقوں کے مناظر دیکھنے کو ملتے ہیں۔60 کروڑ سال قبل یہ سمندری علاقہ تھا۔تقریباً سات کروڑ سال قبل اس علاقے میں پہاڑوں کے بننے کا سلسلہ شروع ہوا تھا۔اور گدلے اور زیریں پرتوں کی چٹانیں اونچی ہوتی چلی گئی تھیں۔ تداخل فصلیں اور کٹاؤ کے عمل نے راحت کا وہ سامان پیدا کیا جو آج نظر آتا ہے۔انڈو۔گنگا میدانی علاقے اس سیلابی علاقہ سے تعلق رکھتے ہیں جو شمال میں ہمالیہ کو جنوب میں جزیرہ نما کے علاقہ سے الگ کرتا ہے۔جزیرہ نما کہا جانے والا علاقہ قدرے مستحکم ہے اور جہاں زلزلہ وغیرہ شاذ و نادر ہی آسکتا ہے۔قرون اولیٰ کی انتہائی تبدیل شدہ چٹانیں جو کہ 380 کروڑ سال قبل تک کی ہیں اس علاقہ میں پائی جاتی ہیں باقی ماندہ علاقہ ساحلی علاقہ کی گونڈوانہ، چٹانوں، دکن ٹریپ سے نکلنے والے لاوے اور نوخیز گاد پر مشتمل ہے۔

ندیاں

بھارت کی ندیوں کو ان چار زمروں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔(i) ہمالیائی ندیاں (ii) جزیرہ نمائی ندیاں (iii) ساحلی ندیاں اور (iv) اندرون ملک نالوں کے نشیبی حصہ کی ندیاں۔

ہمالیائی ندیاں ہمیشہ بھری رہنے والی ہیں کیونکہ عام طور پر انہیں برف پگھلنے سے پانی ملتا ہے اور وہ پورے سال بہتی رہتی ہیں۔ موسم باراں میں ہمالیہ میں بھاری بارش ہوتی ہے اور ندیوں سے زیادہ سے زیادہ پانی کا اخراج ہوتا ہے جس کی وجہ سے سیلاب بھی آ جاتا ہے۔ جزیرہ نمائی ندیوں میں عام طور پر بارش کا پانی آتا ہے اس لئے وہ گھٹتی بڑھتی رہتی ہیں۔

بہت بڑی تعداد میں نالے ایسے ہیں جو ہمیشہ پانی سے بھرے ہوئے نہیں رہتے۔ ساحلی نالے، خاص طور پر مغربی ساحل کے نالے لمبائی میں چھوٹے ہوتے ہیں اور ان کی گزرگاہیں بھی تنگ ہوتی ہیں ان میں سے زیادہ تر نالے غیر دوامی اور اتھلے ہوتے ہیں۔

اندرون ملک جو نالے ہیں ان کی تعداد راجستھان میں بہت کم ہے اور وہ ایک دوسرے سے کافی فاصلہ پر بھی ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر نالے عارضی اور مختصر وقفے کے لئے ہوتے ہیں۔ وہ سانبھر کی طرح کے انفرادی نشیبوں کی جانب بہہ کر جاتے ہیں یا ریت میں اپنے وجود کو گم کر دیتے ہیں کیونکہ سمندر تک ان کے بہاؤ کا کوئی امکان نہیں ہوتا۔ اس زمرہ کی واحد ندی لونی ہے جو رن آف کچھ میں گرتی ہے۔

گنگا کا ذیلی نشیبی علاقہ، وسیع تر گنگا، برہمپتر، میگھنا کے نشیبی علاقہ کا ایک حصہ ہے۔ یہ بھارت کا سب سے بڑا نشیبی علاقہ ہے جس کو ایک ایسے علاقہ سے پانی حاصل ہوتا ہے جو ملک کے مجموعی رقبہ کے لگ بھگ ایک چوتھائی رقبہ کے مساوی ہے۔ اس کی چوحدی طے شدہ ہے۔ اس کے شمال میں کوہ ہمالیہ اور جنوب میں وندھیا کے پہاڑی سلسلے ہیں۔ گنگا بھارت میں اتر پردیش، بہار اور مغربی بنگال سے گزرتی ہوئی بنگلہ دیش میں داخل ہوتی ہے۔ ہمالیہ میں اس کے دو خاص آبی وسائل بھاگیرتی اور الکھنندا ہیں۔ بھاگیرتھی گومکھ کے مقام پر گنگوتری گلیشیر سے نکلتی ہے اور الکھنندا الکاپوری سے پہلے واقع ایک گلیشیر سے نکلتی ہے۔ گنگا میں بہت سی ہمالیائی ندیاں مل جاتی ہیں جن میں جمنا، گھاگھرا، گومتی، گنڈک اور کوسی شامل ہیں۔ گنگا کے نظام کی انتہائی مغرب کی ندی جمنا ہے جو یمنوتری گلیشیر سے نکلتی ہے اور الہ آباد میں گنگا سے مل جاتی ہے۔ وسطی بھارت سے شمال کی جانب بہہ کر جمنا/گنگا میں مل جانے والی اہم ندیوں میں چمبل، بتوا اور سون شامل ہیں۔

شمال مشرقی علاقہ میں مشرق سے مغرب کی جانب بہنے والی ندیاں برہم پترا اور بیرک بین الاقوامی درجہ رکھتی ہیں اور ان میں بے انتہا پانی ہوتا ہے جن کو ترقی دینے کا عمل ابھی ابتدائی مرحلہ ہی میں ہے۔

جنوبی جزیرہ نما میں، گوداوری کا نشیبی علاقہ دوسرا سب سے بڑا نشیبی علاقہ (بیسن) ہے۔ جو بھارت کے دس فیصد رقبہ کا احاطہ کرتا ہے جب کہ مہاندی کا نشیبی علاقہ تیسرا سب سے بڑا میدانی حصہ ہے۔ دکن کے بالائی حصہ میں نرمداندی کا نشیبی علاقہ جو کہ بحیرہ عرب سے نکلتی ہے اور جنوب میں کاویری ندی کا نشیبی علاقہ جو کہ خلیج بنگال میں گرتی ہے یکساں حجم کے ہیں حالانکہ ان کی نوعیت اور شکل میں فرق موجود ہے۔

دو دیگر ندیوں کے نظام جو کہ چھوٹے ہیں مگر زراعت کے اعتبار سے کافی اہم ہیں شمال میں تاپتی اور جنوب میں پنار ہیں۔ مغربی ساحل کی یہ دونوں ندیاں بڑی اہمیت کی حامل ہیں کیونکہ یہ ملک کے 11 فیصد آبی وسائل رکھتی ہیں اور دس فیصد زمینی رقبہ کو سیراب کرتی ہیں۔

آب و ہوا

بھارت کی آب و ہوا کو موٹے طور پر گرم مانسونی قرار دیا جاسکتا ہے۔اس ملک میں یہ چار موسم ہوتے ہیں (i) سردی کا موسم (جنوری۔فروری) (ii) (گرمی کا موسم (مارچ۔مئی) (iii) بارش کا موسم (جون۔ستمبر) جوکہ جنوب مغربی مانسون کا موسم بھی کہلاتا ہے۔اور (iv) مانسون کے بعد کا موسم جن کو جنوبی جزیرہ نما میں شمال مشرقی مانسون کے نام سے بھی جانا جاتا ہے (اکتوبر۔دسمبر) بھارت کی آب و ہوا کو دو موسمی ہوائیں متاثر کرتی ہیں یہ ہیں شمالی مشرقی مانسون اور جنوب مغربی مانسون کی ہوائیں۔شمال مشرقی مانسون کی ہوائیں جن کو عام طور پر جاڑوں کی مانسون کہا جاتا ہے زمین سے سمندر کی جانب جاتی ہیں جب کہ جنوب مغربی مانسون کی ہوائیں جن کو گرمیوں کی مانسون کے نام سے جانا جاتا ہے سمندر سے زمین کی طرف آتی ہیں۔یہ ہوائیں بحیرہ ہند، بحیرۂ عرب اور خلیج بنگال سے اٹھتی ہیں۔جنوب مغربی مانسونی ہوائیں ملک میں سال بھر ہونے والی بارش لاتی ہیں۔اب ترقی یافتہ مشینوں اور تجربہ کار افرادی قوت کی مدد سے مانسونی بارشوں کی کامیاب پیش گوئی کی جاسکتی ہے۔

گل۔بوٹے

بھارت میں جہاں کا موسم گرم تر سے سرد تر تک ہے طرح طرح کے پیڑ پودے اور گل بوٹے پیدا ہوتے ہیں۔جن کا مقابلہ بھارت کے حجم کے چند ممالک ہی کر سکتے ہیں۔بھارت کو آٹھ ممتاز گل بوٹوں کے منطقوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔جن کے نام یہ ہیں۔مغربی ہمالیاتی منطقہ، مشرقی ہمالیاتی منطقہ، آسام کا منطقہ، سندھ کا میدانی منطقہ، گنگا کا میدانی منطقہ، دکن کا منطقہ، مالابار کا منطقہ اور جزائر اور انڈومان کا منطقہ۔

مغربی ہمالیاتی منطقہ کشمیر سے کمایوں تک پھیلا ہوا ہے۔اس کا گرم علاقہ چیڑ، پائن، کون والے دیگر درختوں اور چوڑے پتوں والے گرم علاقوں میں پائے جانے والے درختوں کے جنگلوں سے بھرا ہوا ہے۔جب کہ بلندی پر دیودار کے جنگلات، نیلی بلیو پائن اور سناور درختوں کے جنگلات ہیں۔بلند پہاڑوں کے منطقہ 4,750 میٹر یا اس سے زیادہ بلندی پر واقع گرم منطقہ کی بالائی حد سے شروع ہوتا ہے۔اس منطقہ کے سدابہار درخت اعلیٰ درجہ ان سفید صنوبر، سلور برچ اور جیونیپر ہیں مشرقی ہمالیاتی منطقہ سکم سے شروع ہو کر مشرق میں دارجلنگ، کرسیونگ اور ان سے ملحقہ علاقہ تک پھیلا ہوا ہے۔گرم تر منطقوں میں اوک، لاارل، میپل روڈوڈینڈران آلڈر اور برچ کے درخت ہیں اس منطقہ میں بھی بہت سے کونی فر، جیونی پر اور ڈوارف ویلوز ہیں۔ آسام کا منطقہ برہمپتر اور سورما کی وادیوں پر مشتمل ہے جس میں سدابہار جنگل، بانس کی جھاڑیاں اور اونچی گھاس پائی جاتی ہے۔ سندھ کا میدانی منطقہ پنجاب، مغربی راجستھان اور شمالی گجرات کے میدانوں پر مشتمل ہے۔یہ منطقہ خشک اور گرم ہے اور اس میں قدرتی گل بوٹے پیدا ہوتے ہیں۔گنگا کا میدانی منطقہ نشیبی میدانوں پر مشتمل ہے جہاں گیہوں، گنے اور چاول کی کاشت کی جاتی ہے۔صرف چھوٹے سے رقبہ میں مختلف اقسام کے جنگلات ہیں۔دکن کا منطقہ بھارتی جزیرہ نما کی پوری بالائی زمین پر مشتمل ہے جس میں مختلف اقسام کے جنگلات ہیں اس جزیرہ نما کے مغربی ساحل کے متوازی مالابار کا مرطوب پہاڑی علاقہ ہے۔جنگلی پیڑ پودوں سے مالا مال ہونے کے ساتھ ہی اس منطقہ میں اہم تجارتی فصلیں بھی ہوتی ہیں۔ مثلاً ناریل، سپاری، کالی مرچ، کافی اور چائے، ربڑ اور کاجو، جزائر انڈمان کے منطقہ میں سرسبزی و شادابی اور پیڑ پودوں کی کثرت ہے جن میں طرح طرح کے سدابہار درختوں کے جنگلات شامل ہیں۔ ہمالیائی منطقہ کشمیر سے اروناچل پردیش تک پھیلا ہوا ہے۔یہ منطقہ نیپال، سکم، بھوٹان، میگھالیہ اور ناگالینڈ کا احاطہ کرتا ہے اور دکن کا جزیرہ نما نباتی پیڑ پودوں سے بھرا ہوا ہے ان میں بہت بڑی تعداد میں ایسے پیڑ پودے بھی ہیں جو کہیں اور نہیں پیدا ہوتے۔

بھارت گل بوٹوں سے مالا مال ملک ہے۔دستیاب اعداد و شمار کی بنیاد پر طرح طرح کے پیڑ پودوں میں بھارت دنیا کا دسواں

اور ایشیا کا چوتھا ملک ہے۔ اب تک تقریباً 70 فی صد جس جغرافیائی علاقہ کا سروے کیا گیا ہے اس میں بوٹانکل سروے آف انڈیا نے 47,000 اقسام کے پودوں کی نشاندہی کی ہے۔ 15 ہزار اقسام کے تو Vascular فلوراہی ہیں ان میں سے 35 فیصد سے زیادہ ایسے گل بوٹے ہیں جو دنیا میں کہیں اور نہیں پائے جاتے۔ ملک کے پیڑ پودوں کی مجموعی دولت میں صرف بڑے پھولوں والے پودے یا پھولوں کی جھاڑیاں ہی نہیں شامل ہیں بلکہ بہت سے پھول نہ دینے والے درخت بھی شامل ہیں جیسے Ferns, Liverworts, Algae اور پھپھوندی۔

کلکتہ کا بوٹانیکل سروے آف انڈیا (بی ایس آئی) ملک کے گل بوٹوں کا مطالعہ کر رہا ہے ساتھ ہی بہت سی یونیورسٹیوں اور ریسرچ اداروں کے ذریعہ بھی یہ کام چل رہا ہے۔ اصطلاحات (کی شکل میں) میں 'فلورا آف انڈیا' کے نام سے ایک مجلّہ کی اشاعت بی ایس آئی نے شروع کی ہے اور اصطلاحات 20 کی اشاعت کی جا چکی ہے۔ بی ایس آئی کی جانب سے ریاستی اور ضلعی پیڑ پودوں کے بارے میں بھی چاہے وہ پھول والے ہوں یا غیر پھول والے، کتابچے شائع کئے جاتے ہیں۔

نباتات شناسی مطالعہ کا تعلق Ethnic نسلوں کے ذریعہ پودوں اور ان کی پیداوار کے استعمال سے ہے۔ ان پودوں کا ایک سائنسی مطالعہ بی ایس آئی نے کیا ہے۔ ملک کے مختلف قبائلی علاقوں میں بہت سے تفصیلی نباتات شناسی مطالعات کئے جا چکے ہیں اور 800 سے زیادہ اقسام کے نباتات شناسی دلچسپی کے پودوں کو مختلف مرکزوں پر جمع کر کے ان کی نشاندہی کی جا چکی ہے۔

زراعت صنعت اور شہری ترقی کے لئے جنگلات کے کاٹے جانے کی وجہ سے بہت سے بھارتی پودے تباہی کے دہانے تک پہنچ چکے ہیں۔ لگ بھگ 1,336 اقسام کے پودوں کے ختم ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو چکا ہے۔ اونچے درختوں کی لگ بھگ 20 اقسام کو بھی خاتمہ کے زمرے میں شامل کیا جا رہا ہے کیونکہ گزشتہ 6-10 دہوں میں انہیں دیکھا نہیں گیا ہے۔ بی ایس آئی ان درختوں کی فہرست سازی 'ریڈ ڈاٹا بک' نام کے کتابچہ میں کرتا ہے جن کے وجود کے لئے خطرہ ہے۔ اس کتاب کی پانچ جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ ان میں سے کچھ پودوں کے نمونے بوٹانیکل گارڈنوں اور نیشنل پارکوں میں محفوظ کئے گئے ہیں۔ ان پودوں کے خشک نمونوں کو سنٹرل نیشنل ہربیریم میں محفوظ کر دیا گیا ہے۔ بی ایس آئی کے علاقائی ہربیریا اور ملک کے ریسرچ و ٹریننگ کے اداروں میں بھی ان کو محفوظ کیا گیا ہے۔

حیاتیات

زولاجیکل سروے آف انڈیا (زیڈ ایس آئی) پر جس کا صدر دفتر کلکتہ میں ہے اور 16 علاقائی دفاتر ملک کے مختلف حصوں میں واقع ہیں حیاتیاتی وسائل کا سروے کرنے کی ذمہ داری ہے۔ طرح طرح کے موسمی اور طبعی حالات کی وجہ سے بھارت میں طرح طرح کے جاندار پائے جاتے ہیں جنکی 89,451 اقسام کی نشاندہی کی جا چکی ہے ان میں سے لگ بھگ 60,000 اقسام کے کیڑے مکوڑے، 5,000 سے زیادہ اقسام کے سالے 390 اقسام کے دودھ پلانے والے جاندار، 1,232 اقسام کے پرندے، 456 اقسام کے رینگنے والے جانور 209 خشک اور تر دونوں میں رہنے والے جانور، اور 2,546 اقسام کی مچھلیاں ہیں۔

دودھ پلانے والے جانوروں میں کیم شیم ہاتھی، ''گوز'' یا عظیم بھارتی گینڈا، ہمالیائی جنگلی بھیڑیں، سوامپ ڈیر (ہرن) چتی دار ہرن، نیل گائے، چار سینگوں والا بارہ سنگھا، بھارتی بارہ سنگھا یا بلیک بک شامل ہیں۔ درندوں میں باگھ اور شیر، سیاہ چیتے اور سفید شیر وغیرہ بھی پائے جاتے ہیں۔ دودھ پلانے والے جانوروں کی بہت سی اقسام اپنی وضع اور رنگت کے اعتبار سے بے مثال ہیں۔ اس ملک کی کثیر اور رنگ برنگی حیاتیات کے خزانے لاجواب ہیں۔ بہت سے پرندے مثلاً بطخ گیز بطخیں، مینائیں، کبوتر دھنیش۔ تیتر مرغیاں اور سنہرے پروں والے پرندے سارس جنگلات اور مرطوب علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔

دریاؤں اور جھیلوں میں مگرمچھ اور گھڑیال پائے جاتے ہیں، گھڑیال دنیا میں مگرمچھ کی نسل کے واحد جانور ہیں۔ مشرقی ساحلی علاقہ میں اور جزائر انڈمان نکوبار میں بھی نمکین پانی کے مگرمچھ پائے جاتے ہیں 1974ء میں مگرمچھ کی افزائش نسل کا ایک پروجیکٹ شروع کیا گیا تھا جس کے نتیجے میں مگرمچھوں کی نسل کو ختم ہونے سے بچالیا گیا۔ اس وقت ملک کے مختلف حصوں میں مگرمچھوں کی افزائش نسل کی 12 اسکیموں پر عمل ہو رہا ہے۔

عظیم ہمالیائی خطہ میں بہت دلچسپ اقسام کے جانور پائے جاتے ہیں۔ جن میں جنگلی بھیڑ اور بکریاں، مارخور، آئی بکس سا کن، چھچھوندر Taper شامل ہیں۔ ہمالیہ کی بلندیوں پر پانڈا اور برفانی چیتے بھی پائے جاتے ہیں۔

زراعتی اور رہائشی ضروریات پوری کرنے، ضرورت سے زیادہ جنگلی پیڑ پودوں کو استعمال میں لانے، ماحولیاتی کثافت اور ماحولیاتی عدم توازن پیدا ہونے کی وجہ سے اور وبائی امراض سیلاب، قحط، سمندری طوفانوں کی وجہ سے بھی جنگلاتی پیڑ پودوں اور حیاتیات کو کافی نقصان پہنچا ہے۔ 39 سے زیادہ اقسام کے دودھ پلانے والے جانوروں، 72 اقسام کے پرندوں، 17 اقسام کے رینگنے والے جانوروں، 3 اقسام کے خشکی اور تری دونوں میں رہنے والے جانور دو اقسام کی مچھلیوں، بہت بڑی تعداد میں تتلیوں، دیمکوں اور پتنگوں کے وجود کو خطرہ پیدا ہو گیا ہے، جن کو بہت قیمتی سمجھا جاتا ہے۔

آجکل 86 نیشنل پارکوں اور 480 وائلڈ لائف پناہ گاہوں میں ان کو رکھا گیا ہے ان محفوظ جنگلات 1.50 کا رقبہ ملک کے مجموعی جغرافیائی رقبہ کا بقدر 4.66 فیصد ہے۔

آبادی کا پس منظر

مردم شماری

1991ء کی مردم شماری کا کام 9 رفروری کو شروع ہو کر 28 رفروری کو مکمل کرایا گیا تھا اور یکم مارچ 1991ء کو طلوع آفتاب سے قبل تک مردم شماری کیلئے وقت مقرر کیا گیا تھا۔ بے گھر لوگوں کی گنتی 28 رفروری کی رات کو اور بعض مقامات میں ہولی کے تیوہار کی وجہ سے 27 رفروری کو کی گئی تھی۔ یکم مارچ سے 5 مارچ 1991ء تک نظر ثانی کا کام کیا گیا تھا تا کہ یکم مارچ 1991ء کو ملک کی جو آبادی تھی اس کو قطعی شکل دی جائے۔ اتر پردیش، ہماچل پردیش، اروناچل پردیش اور جزائر انڈمان ونکوبار کے کچھ دشوار گزار اور برف پوش علاقوں میں مردم شماری کا کام ایک ساتھ نہیں کیا گیا تھا۔ جموں وکشمیر میں فروری اور مارچ 1991ء میں خراب موسم کی وجہ سے اگست۔ اکتوبر 1991ء میں مردم شماری کا کام کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا مگر حالات خراب ہونے کی وجہ سے مجوزہ وقت پر وہاں مردم شماری نہ کرائی جاسکی۔

آبادی

یکم مارچ 1991ء کو بھارت کی آبادی 846.30 ملین نفوس پر مشتمل تھی (439.23 ملین مرد اور 407.07 ملین عورتیں) اس میں جموں وکشمیر کی مفروضہ 7.72 ملین آبادی شامل تھی۔ بھارت آبادی کے اعتبار سے دنیا کا دوسرا سب سے بڑا ملک ہے اور یہ دنیا کی 16 فیصد آبادی کا ملک ہے جب کہ دنیا کے مجموعی رقبہ کے 2.42 فیصد کے بقدر بھارت کا رقبہ ہے۔

1901ء سے ہر دس سالہ مردم شماری میں آباد میں تیزی سے اضافہ ہوا۔ صرف 1921-1911 کے دوران آبادی میں کمی آئی۔ جدول 1.1 میں بھارت کی آبادی میں ہر دس سال میں ہونے والے اضافہ کو ظاہر کیا گیا ہے۔ اس عشرہ میں تمام ریاستوں میں آبادی میں اضافہ کی شرح کم ہوئی۔ مگر آندھرا پردیش، اروناچل پردیش مدھیہ پردیش، مہاراشٹر، ناگالینڈ، تری پورہ، مغربی

بنگال ڈمن اور دیو، لکش دیپ اور پانڈیچری میں جن کا ملک کی آبادی میں ایک تہائی حصہ ہے آبادی کی شرح میں اضافہ کا رجحان ظاہر ہوا۔ آبادی میں اضافہ کی سب سے اونچی شرح 56.08 فیصد ناگالینڈ کی رہی جب کہ کیرالا میں آبادی میں اضافہ کی شرح سب سے کم یعنی 14.32 فیصد رہی۔ جدول 1.2 میں آبادی کے حجم کے اعتبار سے ریاستوں اور مرکزی علاقوں کے مقام کو ظاہر کیا گیا ہے۔

میٹرو شہر ممبئی، بدستور بہ لحاظ آبادی ملک کا سب سے بڑا شہر بنا رہا جس کی شہری آبادی 12.60 ملین تھی۔ کلکتہ کا دوسرا مقام ہے جس کی شہری آبادی 11.02 ملین تھی۔ دہلی بہ لحاظ آبادی ملک کا تیسرا سب سے بڑا شہر تھا اور جس کی شہری آبادی 8.42 ملین تھی اس کے بعد 5.42 ملین آبادی کے ساتھ چینئی کا مقام تھا۔

آبادی کا حجم

آبادی کی مرکزیت کا ایک اہم اشاریہ آبادی کی کثرت سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کو فی مربع کلومیٹر میں رہائش پذیر افراد کی تعداد سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ 1991ء میں آبادی کے حجم میں اضافہ ہوا تھا جو کہ 1981ء کے فی مربع کلومیٹر 216 افراد کے مقابلہ میں 1991ء میں فی مربع کلومیٹر 267 افراد ہو گیا تھا۔ (آسام اور جموں و کشمیر کو خارج کر کے) 1901ء میں یہ حجم 77 افراد تھا۔ جدول 1.3 میں ریاستوں اور مرکزی علاقوں کی آبادی کے حجم کو ظاہر کیا گیا ہے۔

ملک کے انتہائی گنجان آبادی کے دس اضلاع یہ ہیں۔ کلکتہ، چینئی، عظیم تر ممبئی، حیدرآباد، دہلی، چنڈی گڑھ، ماہی، ہوڑہ، کانپور شہر، اور بنگلور، ان تمام اضلاع میں فی مربع کلومیٹر رقبہ میں 2000 سے زیادہ افراد رہتے ہیں اور ان اضلاع میں ملک کی 5.01 فیصد آبادی رہتی ہے۔ ان اضلاع کی آبادی کا اوسط حجم 6888 ہے۔

صنفی تناسب

صنفی تناسب کو فی ہزار مردوں میں عورتوں کی تعداد کے ذریعہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ بھارت میں صنفی تناسب عورتوں کے خلاف جاتا ہے۔ 1981ء کے علاوہ سال بہ سال ان کے تناسب میں کمی کا رجحان رہا ہے 1981ء میں معمولی طور پر عورتوں کے تناسب میں اضافہ ہوا تھا۔ اس برس ان کا تناسب 927 سے بڑھ کر 934 ہو گیا تھا۔ 1991 میں فی ہزار 927 مردوں میں 7 پوائنٹ گراوٹ آئی تھی۔ مگر کیرالا کا منظر نامہ اس سے مختلف تھا۔ وہاں مردوں سے عورتوں کی تعداد زیادہ تھی جہاں 1,000 مردوں کے مقابلہ میں 1,036 عورتیں تھیں۔

بھارت میں 950 یا اس سے زیادہ کا صنفی تناسب عورتوں کے حق میں سمجھا جاتا ہے۔ اس زمرہ میں آنے والی ریاستیں اور مرکزی علاقے کیرالا کے ساتھ ہی ہماچل پردیش (976) آندھرا پردیش (972) گوا (967) کرناٹک (960) منی پور (958) اڑیسہ (971) تامل ناڈو (974) دادر اور ناگر حویلی (952) ڈمن اور دیو (969) اور پانڈیچری (979) ہیں۔ چنڈی گڑھ میں فی ہزار مردوں پر سب سے کم یعنی 790 عورتیں ہیں (صنفی تناسب (1991-1901) جدول 1.4 میں دیا گیا ہے۔

خواندگی

مردم شماری کے تناظر میں اس شخص (عورت یا مرد) کو خواندہ سمجھا جاتا ہے جو کوئی بھی زبان سمجھ کر لکھ پڑھ سکے۔ 1991 کی مردم شماری میں تعلیم کے متعلق سوال صرف سات سال اور اس سے زیادہ عمر کے لوگوں سے کیا گیا تھا جب کہ اس سے پہلے کی مردم شماری میں 5 سال یا اس سے زیادہ کی عمر کے لوگوں سے خواندگی کے بارے میں پوچھا گیا تھا آخری نتائج سے ظاہر ہوتا ہے کہ ملک

میں خواندگی میں اضافہ ہوا ہے۔

ملک میں (ریاست جموں وکشمیر کو چھوڑ کر) خواندگی کی شرح 52.21 فیصد ہے۔ (64.13 فیصد مرد اور 39.29 فیصد عورتیں) جدول 1.5 سے خواندگی میں مسلسل اضافہ کا اظہار ہوتا ہے۔

کیرالا 89.81 فیصد خواندگی کے ساتھ بدستور ملک میں سرفہرست رہا جب کہ بہار 38.48 فیصد خواندگی کی شرح کے ساتھ سب سے نیچے رہا اور 38.55 فیصد خواندگی کے ساتھ راجستھان اس سے کچھ اوپر رہا۔ راجستھان میں عورتوں میں خواندگی سب سے کم یعنی 20.44 فیصد تھی جب کہ مردوں میں خواندگی کی شرح 54.99 فیصد تھی۔ جدول 1.6 میں عورتوں اور مردوں کی خواندگی کی شرح ظاہر کی گئی ہے۔

جدول 1.1 آبادی 1901-91

سال	آبادی	دس سالہ اضافہ کی شرح ☆(فی صد)	اوسط سالانہ Exponential اضافہ کی شرح (فی صد)	1901 کے مقابلہ میں اضافہ کی شرح (کی رفتار ترقی)
1	2	3	4	5
1901	23,8396,327	-	-	-
1911	25,20,93,390	+5.75	0.56	+5.75
1921	25,13,21,213	-0.31	-0.03	+5.42
1931	27,89,77,238	+11.00	1.04	+17.02
1941	31,86,60,580	+14.22	1.33	+33.67
1951	36,10,88,090	+13.31	1.25	+51.47
1961	43,92,34,771	+21.51	1.96	+84.25
1971	54,81,59,652	+24.80	2.20	+129.94
1981	68,33,29,097	+24.66	2.22	+186.64
1991	84,63,02,688	+23.85	2.14	+255.00

☆ 1991 کی مردم شماری سیریز 1، انڈیا پیپر 2-1992 کی قطعی آبادی کی میزان

نوٹ:

1- 1981ء میں آسام میں مردم شماری نہیں ہوئی تھی۔ 1971ء کی مردم شماری اور 1991ء کی مردم شماری کے آخری اعداد وشمار کی بنیاد پر یکم مارچ 1981ء کو آسام کی آبادی کا تعین کیا گیا تھا۔

2- 1991ء میں ریاست جموں وکشمیر میں مردم شماری نہیں ہوئی تھی بھارت کی آبادی کے اعداد وشمار میں جموں وکشمیر کی آبادی

کے اعداد شمار کا تعین ماہرین کی مجلس قائمہ (اسٹینڈنگ کمیٹی) نے آبادی کے پروجیکشن (اکتوبر 1989ء کی بنیاد پر کیا تھا۔

-3 1971 کی مردم شماری کیم اپریل 1971ء کی تاریخ کو حوالہ کی تاریخ بنا کر کی گئی تھی۔ 1961ء اور 1981 دنوں کی مردم شماریوں میں حوالہ کی تاریخ کیم مارچ تھی۔ جدول میں دی گئی سالانہ اوسط اضافہ کی شرح (فی صد) میں اس فرق کو پیش نظر رکھا گیا ہے اور دس سالہ اضافہ کی شرح کا حساب لگانے کے لئے اس طرح کا کوئی تطابق نہیں کیا گیا ہے۔

-4 اروناچل پردیش میں پہلی بار 1961ء میں مردم شماری ہوئی تھی 61-1951ء کے دس سالہ اضافہ کا تعین کرتے ہوئے اروناچل پردیش کی 1961ء کی مردم شماری کو شامل نہیں کیا گیا ہے۔

جدول 1.2: ریاستیں اور مرکز کے زیر انتظام علاقے (آبادی کے حجم کے اعتبار سے)

1991 میں مقام	ریاست/مرکزی علاقہ	آبادی 1991	ہندوستان کی مجموعی آبادی کا فی صد 1991	ہندوستان کی مجموعی آبادی کا فی صد 1981	1981 میں مقام
1	2	3	4	5	6
1	اترپردیش	13,91,12,287	16.44	16.18	1
2	بہار	8,63,74,465	10.21	10.20	2
3	مہاراشٹر	7,89,37,187	9.33	9.16	3
4	مغربی بنگال	6,80, 77.965	8.04	7.97	4
5	آندھرا پردیش	6,65,08,008	7.86	7.82	5
6	مدھیہ پردیش	6,61,81,170	7.82	7.62	6
7	تامل ناڈو	5,58,58,946	6.60	7.06	7
8	کرناٹک	4,49,77,201	5.31	5.42	8
9	راجستھان	4,40,05,990	5.20	5.00	9
10	گجرات	4,13,09,582	4.88	4.97	10
11	اڑیسہ	3,16,59,736	3.74	3.85	11
12	کیرلا	2,90,98,518	3.44	3.71	12
13	آسام	2,24,14,322	2.65	2.90	13
14	پنجاب	2,02,81,969	2.40	2.45	14
15	ہریانہ	1,64,63,648	1.94	1.89	15
16	دہلی	94,20,644	1.11	0.91	16
17	جموں وکشمیر	77,18,700	0.91	0.87	17
18	ہماچل پردیش	51,70,877	0.61	0.62	18
19	تری پورہ	27,57,205	0.33	0.30	19
20	منی پور	18,37,149	0.22	0.21	20

21	میگھالیہ	17,74,778	0.21	0.19	21
22	ناگالینڈ	12,09,546	0.14	0.11	22
23	گوا	11,69,793	0.14	0.15	23
24	اروناچل	8,64,558	0.10	0.09	24
25	پانڈیچری	8,07,785	0.09	0.09	25
26	میزورم	6,89,756	0.08	0.07	26
27	چنڈی گڑھ	6,42,015	0.08	0.07	27
28	سکم	4,06,457	0.05	0.05	28
29	انڈمان نکوبار	2,80,661	0.03	0.03	29
30	دادراورناگرحویلی	1,38,477	0.02	0.02	30
31	دمن اوردیو	1,01,586	0.01	0.01	31
32	لکش دیپ	51,,707	0.01	0.01	32

بحوالہ: بھارت کی مردم شماری 1991ء آبادی کی آخری میزان (1) پی سی اے پارٹ II بی (i) 1991
(2) پی سی اے۔ پارٹ ii بی (i) 1981 (pp xx)

☆ 1991 کی مردم شماری جموں وکشمیر میں نہیں ہوئی تھی۔ جموں وکشمیر کی آبادی یکم مارچ کو وہی دی گئی ہے جو آبادی کا تخمینہ لگانے والی ماہرین کی اسٹینڈنگ کمیٹی نے (اکتوبر 1989ء) لگایا تھا۔

جدول 1.3 ریاستوں اور مرکزی علاقوں میں آبادی کی کثافت

1991 میں رینک	ریاست / مرکزی علاقہ	کثافت 1981	کثافت 1991
	انڈیا[3]	216[3]	267[3]
1	دہلی	4,194	6,352
2	چنڈی گڑھ	3,961	5,632
3	پانڈیچری	1,229	1,642
4	لکش دیپ	1,258	1,616
5	دمن اوردیو	705	907
6	مغربی بنگال	615	767
7	کیرلا	655	749
8	بہار	402	497
9	اترپردیش	377	473
10	تامل ناڈو	372	429
11	پنجاب	333	403

12	ہریانہ	292	372
13	گوا	272	316
14	آسام	230[1]	286
15	دادرا اور ناگر حویلی	211	282
16	تریپورہ	196	263
17	مہاراشٹر	204	257
18	آندھرا پردیش	195	242
19	کرناٹک	194	235
20	گجرات	174	211
21	اڑیسہ	169	203
22	مدھیہ پردیش	118	149
23	راجستھان	100	129
24	ہماچل پردیش	77	93
25	منی پور	64	82
26	میگھالیہ	60	79
27	جموں و کشمیر	59[3]	76[3&4]
28	ناگالینڈ	47	73
29	سکم	45	57
30	جزائر انڈمان و نکوبار	23	34
31	میزورم	23	33
32	اروناچل پردیش	8	10

بحوالہ: بھارت کی مردم شماری 1991۔ آبادی کی قطعی میزان 1992 کا پیپر 2 اور پی سی اے پارٹ۔ II بی (i)

1۔ آسام میں آبادی کی کثافت کا تعین کرنے کے لئے 1981 کی آبادی کے اعداد و شمار سے مدد لی گئی کیونکہ وہاں مردم شماری نہیں ہوئی تھی۔

2۔ آسام اور جموں و کشمیر کو خارج کر کے

3۔ کثافت میں وہ رقبہ (1,20,849 مربع کلومیٹر) شامل نہیں ہے جو پاکستان اور چین کے ناجائز قبضہ میں ہے۔

4۔ 1991 کی مردم شماری جموں و کشمیر میں نہیں ہوئی تھی۔ آبادی کی کثافت کا تعین کرنے کے لئے آبادی کے ماہرین کی اسٹینڈنگ کمیٹی (اکتوبر 1989) کی 1991 کی آبادی کے اعداد و شمار کو بنیاد بنایا گیا ہے۔

جدول 1.4 صنف کا تناسب 1901-1991

مردم شماری کا سال	صنف کا تناسب
1901	972
1911	964
1921	955
1931	950
1941	945
1951	946
1961	941
1971	930
1981[1]	934
1991[2]	927

بحوالہ: بھارت کی مردم شماری 1991۔سیریز ا پی سی اے۔عام آبادی پارٹ II۔بی(i) جلد 1۔

1۔بشمول آسام کی انٹر پولیٹیڈ (Interpolated) آبادی

2۔1991 کی مردم شماری جموں وکشمیر میں نہیں ہوئی تھی۔ بھارت کے صنفی تناسب کا تعین کرنے کے لئے جموں وکشمیر کی اس آبادی کو بنیاد بنایا گیا ہے جو آبادی کے تعین کے سلسلہ میں ماہرین کی اسٹینڈنگ کمیٹی نے (اکتوبر 1989) مدنظر رکھا تھا۔

جدول 1.5۔خواندگی کی شرح 1951-1991

سال	افراد	مرد	عورت
1951[1]	18.33	27.16	8.86
1961[2]	28.31	40.40	15.34
1971[3]	34.45	45.95	21.97
1981[4]	43.56	56.37	29.75
	(41.42)	(53.45)	(28.46)
1991[5]	52.21	64.13	39.29

آبادی کی قطعی میزان، 1992 کا پیپر II اور پی سی اے 1961 پارٹ II۔اے(ii)

1۔ جموں وکشمیر، پانڈیچری اور نیفا، دادر ناگر حویلی اور گوا، دمن اور دیو کو چھوڑ کر

2۔ گوا دمن اور دیو اور نیفا کو چھوڑ کر

3۔ 1983 کا پیپر 2 اور سیریز 1

4۔ آسام کو چھوڑ کر

5۔ جموں وکشمیر کو چھوڑ کر

نوٹ:۔ 1951، 1961 اور 1971 میں خواندگی کی شرح میں 5 برس اور اس سے زیادہ عمر کی آبادی پر مبنی ہیں جبکہ 1981 اور 1991 کی شرح سات برس اور اس سے زیادہ عمر کی آبادی پر مبنی ہیں۔ 1981 میں 5 برس یا اس سے زیادہ عمر کی آبادی میں خواندگی کی شرحیں بریکٹ میں دی گئی ہیں۔

1981 کی شرحوں میں آسام شامل نہیں ہے جہاں 1981 کی مردم شماری نہیں ہوسکی تھی۔ 1991 کی مردم شماری کی شرحوں میں جموں وکشمیر شامل نہیں ہے جہاں 1991 کی مردم شماری نہیں ہوسکی تھی۔

جدول 1.6 لوگوں میں خواندگی کی شرح مرد اور خواتین۔ ریاستوں/مرکزی علاقوں میں۔ 1991

نمبر شمار	ریاست یا مرکزی علاقہ	مجموعی دیہی شہری	شرح خواندگی (+7) افراد	مردوں	عورتوں
1	2	3	4	5	6
	ریاستیں				
1-	آندھرا پردیش	مجموعی	44.09	55.13	32.72
		دیہی	35.74	47.28	23.92
		شہری	66.35	75.87	56.41
2-	اروناچل پردیش	مجموعی	41.59	51.45	29.69
		دیہی	37.02	47.00	25.31
		شہری	71.59	77.99	62.23
3-	آسام	مجموعی	52.89	61.87	43.03
		دیہی	49.32	58.66	39.19
		شہری	79.39	84.37	73.32
4-	بہار	مجموعی	38.48	52.49	22.89
		دیہی	33.83	48.31	17.95
		شہری	67.89	77.72	55.94
5-	گوا	مجموعی	75.51	83.64	67.09
		دیہی	72.31	81.71	62.87
		شہری	80.10	86.33	73.38
6-	گجرات	مجموعی	61.29	73.13	48.64
		دیہی	53.09	66.84	38.65
		شہری	76.54	84.56	67.70
7-	ہریانہ	مجموعی	55.85	69.10	40.47
		دیہی	49.85	64.78	32.51

		شہری	73.66	81.96	64.06
-8	ہماچل پردیش	مجموعی	63.86	75.36	52.13
		دیہی	61.86	73.89	49.79
		شہری	84.17	88.97	78.32
-9	کرناٹک	مجموعی	56.04	67.26	44.34
		دیہی	47.69	60.30	34.76
		شہری	74.20	82.04	65.74
-10	کیرلا	مجموعی	89.81	93.62	86.17
		دیہی	88.92	92.91	85.12
		شہری	92.25	95.58	89.06
-11	مدھیہ پردیش	مجموعی	44.20	58.42	28.85
		دیہی	35.87	51.04	19.73
		شہری	70.81	81.32	58.92
-12	مہاراشٹر	مجموعی	64.87	76.56	52.32
		دیہی	55.52	69.74	40.96
		شہری	79.20	86.41	70.87
-13	منی پور	مجموعی	59.89	71.63	47.60
		دیہی	55.79	67.64	43.26
		شہری	70.53	82.11	58.67
-14	میگھالیہ	مجموعی	49.10	53.12	44.85
		دیہی	41.05	44.83	37.12
		شہری	81.74	85.72	77.32
-15	میزورم	مجموعی	82.27	85.61	78.60
		دیہی	72.47	77.36	67.03
		شہری	93.45	95.15	91.61
-16	ناگالینڈ	مجموعی	61.65	67.62	54.75
		دیہی	57.23	63.42	50.36
		شہری	83.10	85.94	79.10
-17	اڑیسہ	مجموعی	49.09	63.09	34.68
		دیہی	45.46	60.00	30.79
		شہری	71.99	81.21	61.18
-18	پنجاب	مجموعی	58.51	65.66	50.41

		دیہی	52.77	60.71	43.85
		شہری	72.08	77.26	66.12
-19	راجستھان	مجموعی	38.55	54.99	20.44
		دیہی	30.37	47.64	11.59
		شہری	65.33	78.50	50.24
-20	سکم	مجموعی	56.94	65.74	46.69
		دیہی	54.38	63.49	43.98
		شہری	80.89	85.19	74.94
-21	تمل ناڈو	مجموعی	62.66	73.75	51.33
		دیہی	54.59	67.18	41.84
		شہری	77.99	86.06	69.61
-22	تریپورہ	مجموعی	60.44	70.58	49.65
		دیہی	56.08	67.07	44.33
		شہری	83.09	89.00	76.93
23	اترپردیش	مجموعی	41.60	55.73	25.31
		دیہی	56.08	67.07	44.33
		شہری	61.00	69.98	50.38
24	مغربی بنگال	مجموعی	57.70	67.81	46.56
		دیہی	50.50	62.05	38.12
		شہری	75.27	81.19	68.25

مرکزی علاقے

1	جزائر انڈمان و نکوبار	مجموعی	73.02	78.99	65.46
		دیہی	69.73	75.99	61.99
		شہری	81.69	86.59	75.08
2	چنڈی گڑھ	مجموعی	77.81	82.04	72.34
		دیہی	59.12	65.67	47.83
		شہری	79.87	84.09	74.57
3	دادرا اور نگر حویلی	مجموعی	40.71	53.56	26.98
		دیہی	37.00	50.04	23.30
		شہری	78.44	86.35	68.42
4	دمن اور دیو	مجموعی	71.20	82.66	59.40
		دیہی	61.55	75.23	46.70

		شہری	81.61	91.14	72.35
5	دہلی	مجموعی	75.29	82.01	66.99
		دیہی	66.90	78.46	52.15
		شہری	76.18	82.39	68.54
6	لکش دیپ	مجموعی	81.78	90.18	72.89
		دیہی	78.99	88.66	68.72
		شہری	83.99	91.31	76.11
7	پانڈیچری	مجموعی	74.74	83.68	65.63
		دیہی	65.36	76.44	53.96
		شہری	79.88	87.70	71.98

حوالہ: ہندوستان کی آبادی 1991، سیریز-1 کل حتمی آبادی، 1992 کا پیپر-2

جدول 1.7: مجموعی آبادی اور درج فہرست ذات اور درج فہرست قبائل کی شرح فیصد-1991

نمبر شمار	بھارت ریاستیں یا مرکزی علاقے	مجموعی آبادی (000)	درج فہرست ذات آبادی (000)	مجموعی آبادی میں فیصد شرح	درج فہرست قبائل آبادی (000)	مجموعی آبادی میں فیصد شرح
1	2	3	4	5	6	7
	بھارت[1]	8,38,584	138,223	16.48	67,758	8.08
	ریاستیں					
1	آندھرا پردیش	66,508	10,592	15 . 93	4,199	6.31
-2	اروناچل پردیش	865	4	0.47	550	63.66
3	آسام	22,414	1,659	7.40	4,200	12.82
4	بہار	86,374	12,572	14.56	6,617	7.16
5	گوا	1,170	24	2.08	-	0.03
6	گجرات	14,310	3,060	7.41	6,162	14.92
7	ہریانہ	16,464	3,251	19.75	-	-
8	ہماچل پردیش	5,171	1,310	25.34	218	4.22
9	کرناٹک	44,977	7,369	16.38	1,916	4.26
10	کیرلا	29,099	2,887	9.92	321	1.10
11	مدھیہ پردیش	66,181	9,627	14.54	15,399	23.27
12	مہاراشٹر	78,937	8,758	11.10	7,318	9.27

13	منی پور	1,837	37	2.02	632	34.41
14	میگھالیہ	1,775	9	0.51	1,518	85.53
15	میزورم	690	1	0.10	654	94.75
16	ناگالینڈ	1,210	-	-	1,061	87.70
17	اڑیسہ	31,660	5,129	16.20	7,032	22.21
18	پنجاب	20,282	5,743	28.31	-	-
19	راجستھان	44,006	7,608	17.29	5,475	12.44
20	سکم	406	24	5.93	91	22.36
21	تمل ناڈو	55,859	10,712	19.18	574	1.03
22	تری پورہ	2,757	451	16.36	853	30.95
23	اتر پردیش	139,112	29,276	21.05	288	0.21
24	مغربی بنگال	68,078	16081	23.62	3,809	5.60
	مرکزی علاقے					
1	انڈمان اور نکوبار	281	-	-	27	9.54
2	چنڈی گڑھ	642	106	16.51	-	-
3	دادر اور نگر حویلی	138	3	1.97	109	78.99
4	دمن اور دیو	102	4	3.38	12	11.54
5	دہلی	9,421	1,795	19.05	-	-
6	لکش دیپ	52	-	-	48	93.15
7	پانڈیچری	808	131	16.25	-	-

جموں و کشمیر کے اعداد و شمار شامل نہیں ہیں جہاں 1991 کی مردم شماری نہیں ہوئی تھی۔
بحوالہ: بھارت کی مردم شماری 1991 سیریز 1 پیپر II آبادی کا قطعی میزان

جدول: 1.8 دیہی اور شہری آبادی: 1901-1991

مردم شماری کا سال	آبادی (ملین)		مجموعی آبادی کا فیصد	
	دیہی	شہری	دیہی	شہری
1901	213	26	89.2	10.8
1911	226	26	89.7	10.3
1921	223	28	88.8	11.2
1931	246	33	88.0	12.0
1941	275	44	86.1	13.9
1951	299	62	82.7	17.3
1961	360	79	82.0	18.0

1971	439	109	80.1	19.9
1981[1]	524	159	76.7	23.3
1982[2]	629	218	74.3	25.7

بحوالہ: بھارت کی مردم شماری سیریز 1 - پیپر 2 - 1992 آبادی کی قطعی میزان

1 - آسام میں 1991 کی مردم شماری نہیں ہوسکی۔ آسام کے لئے 1981 کے اعداد و شمار انٹر پولیشن کے ذریعہ متعین کئے گئے۔

2 - جموں وکشمیر کی مجوزہ آبادی شامل ہے۔

جدول 1.9: شہروں کے درجات کے ذریعہ شہر کاری کا فروغ

شہر کا درجہ	آبادی 000s میں					
	1901	1951	1961	1971	1981	1991[1]
i 1,00,000 اور اوپر	5,570	23,483	34,736	52,808	82,227	1,22,291
ii-50,000-99,999	2,948	7,548	9,530	14,712	22,037	28,764
iii-20,000-49-.99	4,346	11,115	15,728	19,865	26,719	35,273
iv-10,000-19,999	5,847	9,331	11,241	13,939	17,588	21,079
v-5,000-9,999	5,332	8,463	6,304	6,089	6,788	7,397
vi-5000 ہزار سے کم	1,560	2,047	805	853	1,062	967
تمام درجات	25693	61,987	78,343	1,08,256	1,56,420	2,15,772
آبادی کی فیصدی شرح	10.84	17.29	17.97	19.91	23.34	25.72

بحوالہ: پارٹ II - اے (ii) اے سیریز - 1991-1901 کی آبادی بشمول 1991 شہری وقصبائی شمولی جدول اے 4

1991 میں جموں وکشمیر کے اعداد و شمار شامل نہیں کئے گئے ہیں، کیونکہ وہاں ناسازگار حالات کی وجہ سے 1991 میں مردم شماری نہیں ہوسکی۔ تقابلی مقاصد کے لئے 1901 سے 1981 میں بھی جموں وکشمیر کے اعداد و شمار شامل نہیں کئے گئے ہیں۔ اس میں آسام 1981 کے اعداد و شمار شامل نہیں ہیں، کیونکہ 1981 میں وہاں مردم شماری نہیں ہوسکی۔

1 - جموں وکشمیر وآسام کے اعداد و شمار شامل ہیں۔

جدول: 1.10 گاؤں کی تقسیم آبادی کے مطابق: - 1991

	ریاستیں / مرکزی علاقے	1,000 سے کم	1,000 سے 1,999	2,000 سے 4,999	5,000 سے 9,999	10,000 اور اس سے زیادہ	میزان
1	2	3	4	5	6	7	8
	بھارت 1+2	3,90,093	1,14,395	62,915	10,597	2,779	580,781[3]
1	آندھرا پردیش	11,856	6.433	6,510	1474	313	26,586
2	اروناچل پردیش	3,538	82	25	3	1	3,649
3	آسام	17,784	4,988	1,793	111	9	24,685
4	بہار	45,164	12,768	7,647	1,604	330	67,513

360	1	31	94	78	156	گوا	5
18,028	75	575	3,418	5,432	8,528	گجرات	6
6759	44	364	1,703	2.021	2,627	ہریانہ	7
16,997	-	5	136	495	16,361	ہماچل پردیش	8
27,066	100	570	3,422	5,861	17113	کرناٹک	9
1,384	1,007	252	102	16	7	کیرالا	10
71,526	7	261	3,264	11,426	56,568	مدھیہ پردیش	11
40.412	192	762	4.715	10.632	24.111	مہاراشٹر	12
2.182[3]	3	16	135	192	1,834	منی پور	13
5.484	-	1	38	129	5.316	میگھالیہ	14
698	-	2	19	61	616	میزورم	15
1,216	1	8	108	170	929	ناگالینڈ	16
46,989	4	103	1,812	5,761	39,309	اڑیسہ	17
12,428	14	209	1,628	3,130	7,447	پنجاب	18
37,889	31	420	3,255	7,060	27,123	راجستھان	19
447	-	3	29	79	336	سکم	20
15,822	271	1,247	4,764	4,625	4,915	تامل ناڈو	21
855	15	94	348	203	195	تری پورہ	22
1.12,803	129	1,336	11,949	24,523	74.866	اتر پردیش	23
37,910	208	1,117	5,819	8,065	22,701	مغربی بنگال	24
504	-	-	15	44	445	جزائر انڈمان ونکوبار	25
25	1	3	8	6	7	چنڈی گڑھ	26
71	1	1	25	17	27	دادر اور ناگر حویلی	27
24	1	2	6	6	9	دمن اور دیو	28
199	21	19	86	44	29	دہلی	29
7	-	1	4	-	2	لکش دیپ	30
263	-	3	38	48	174	پانڈیچری	31

1۔ جموں وکشمیر کی آبادی کو چھوڑ کر جہاں حالات کی خرابی کی وجہ سے 1991 کی مردم شاری نہ ہوسکی

2۔ آبادی کے اعداد وشمار میں پاکستان اور چین کے ناجائز قبضہ میں جو علاقہ ہے اور جہاں مردم شاری نہیں ہوسکی اس علاقہ کے اعداد وشمار کو چھوڑ کر۔

3۔ چونکہ مندرجہ ذیل گاؤں کی آبادی کے اعداد وشمار دستیاب نہیں ہیں اس لئے ان گاؤں کو رینج کلاسیفکیشن سے خارج کر دیا گیا ہے مگر رینج کلاس فیکیشن میں جن گاؤں کے ساتھ ان کی گنتی کی گئی ہے ان گاؤں کو شامل کیا گیا ہے۔

ضلع	سب ڈویزن	جن گاؤں کے ساتھ گنتی کی گئی	گاؤں کا نام
سیناپتی	صدر ہلز ایسٹ	سورالینڈ	1- بچابجول
تامنگ لانگ	تامنگ لانگ ویسٹ	بھائی تول	2- کمار رنگ کھاکوکی

جدول 1.11 میں دس لاکھ سے زیادہ آبادی والے شہر

نمبر شمار	شہر	آبادی 000 میں 1991	1981	1951	فروغ کا تناسب 1991	1981	صنف کا تناسب 1991	1981	خواندگی کی شرح 1991	1981
1	کلکتہ	11,022	9,194	4,670	2.36	1.97	830	781	77	65
2	عظیم تر ممبئی	12,596	8,243	2,967	4.25	2.78	828	772	82	68
3	دہلی	8,419	5,729	1,437	5.86	3.99	830	808	76	63
4	چنئی	5,422	4,289	1,542	3.52	2.78	933	930	81	67
5	بنگلور	4,130	2,922	786	5.25	3.72	902	896	79	64
6	حیدرآباد	4,344	2,546	1,131	3.84	2.25	920	919	71	58
7	احمد آباد	3,312	2,548	877	3.78	2.91	889	869	80	63
8	کانپور	2,030	1,639	705	2.88	2.32	822	804	72	55
9	پونے	2,494	1,686	609	4.09	2.77	903	880	81	67
10	ناگپور	1,664	1,302	485	3.43	2.68	915	910	82	66
11	لکھنؤ	1,669	1,008	497	3.36	2.03	871	832	71	58
12	جے پور	1,518	1,015	304	9,99	3.34	868	861	70	54
13	سورت	1,519	924	237	6.41	3.90	828	840	76	60
14	کوچی	1,141	825	212	5.38	3.89	997	989	94	79
15	وڈودرا	1,127	782	211	5.34	3.71	899	888	82	68
16	اندور	1,109	829	311	3.57	2.67	900	885	77	61
17	کوئمبٹور	1,101	920	287	3.84	3.21	930	924	80	67
18	پٹنہ	1,100	919	326	3.37	2.82	829	815	77	58
19	مدورائے	1,086	907	371	2.93	2.44	959	952	82	68
20	بھوپال	1,063	671	102	10.42	6.58	894	870	72	57
21	وشاکھاپٹنم	1,057	604	108	9.79	5.59	937	933	72	56
22	لدھیانہ	1,043	607	154	6.77	3.94	795	815	72	62
23	وارانسی	1,031	797	370	2.79	2.15	861	842	64	47

بحوالہ: پیپر 2'1991 آبادی کی قطعی میزان

جدول 1.12 آبادی بہ اعتبار مذہب

مذہبی گروپ	1961[3] تعداد (ملین)	فیصد شرح مجموعی آبادی	1971 تعداد (ملین)	فیصد شرح مجموعی آبادی	1981 تعداد (ملین)	فیصد شرح مجموعی آبادی	1991 تعداد (ملین)	فیصد شرح مجموعی آبادی
ہندو	366.5	83.5	453.4	82.7	549.7	82.6	672.6	82.41
مسلم	46.9	10.7	61.4	11.2	75.6	11.4	95.2	11.67

2.32	18.9	2.4	16.2	2.6	14.3	2.4	10.7	عیسائی
1.99	16.3	2.0	13.1	1.9	10.4	1.8	7.8	سکھ
0.77	6.3	0.7	4.7	0.7	3.9	0.7	3.2	بدھسٹ
0.41	3.4	0.5	3.2	0.5	2.6	0.5	2.0	جینی
0.43	3.5	0.4	2.8	0.4	2.2	0.4	1.6	دیگر
100.00	816.2	100.0	665.3	100.0	548.2	100.0	439.2	ٹوٹل

بحوالہ (i) بھارت کی مردم شماری۔سیریز 1 بھارت، پارٹ ii سی،(i)،(ii) بھارت کی مردم شماری سیریز 1 پیپر 1984 (مذہب) بھارت کی مردم شماری سیریز 1 پیپر 1995 (مذہب)

1- بشمول unclassifed افراد

2- آسام اور جموں وکشمیر کو چھوڑ کر

3- آسام اور جموں وکشمیر کو چھوڑ

4- ضلع میزو کو چھوڑ کر جو میزورم کا مرکزی علاقہ ہے

نوٹ: 1981 کے اعداد وشمار میں آسام شامل نہیں ہے۔

جدول نمبر 1.13 مندرج زبانوں کی تقابلی قوت

مجموعی آبادی میں فیصد شرح			ان لوگوں کی تعداد جنہوں نے اپنی مادری زبان بتائی			زبان
1991	1981	1971	1991	1981	1971	
39.85	38.71	38.04	33,72,72,114	26,45,14,117	20.85,14.005	1 ہندی
8.22	7.51	8.17	6,95,95,738	5,12,98,319	4,47,92,312	2 بنگال
7.80	7.41	8.16	6,60,17,615	5,06,24,611	4,47,56,923	3 تیلگو
7.38	7.24	7.62	6,24,81,681	4,94,52,922	4,17,65,190	4 مراٹھی
6.26	N.A[2]	6.88	5,30,06,368	N.A[2]	3,76,90,106	5 تمل
5.13	5.11	5.22	4,34,06,932	3,49,41,435	2,86,20,895	6 اردو
4.81	4.84	4.72	4,06,73,814	3,30,63,267	2,58,65,012	7 گجراتی
3.87	3.76	3.96	3,27,53,676	2,56,97,146	2,17,10,649	8 کنڑ
3.59	3.76	4.00	3,03,77,176	2,57,00,705	2,19,38,760	9 ملیالم
3.32	3.37	3.62	2,80,61,313	2,30,21,528	1,98,63,198	10 اڑیہ
2.76	2.87	2.57	2,33,78,744	1,96,11,199	1,41,08,443	11 پنجابی
1.55	N.A3	1.63	1,30,79,696	N.A[3]	89,59,558	12 آسام
0.25	0.30	0.31	21,22,848	20,44,389	16,76,875	13 سندھی
0.25	0.02	0.26	20,76,645	13,60,636	14,19,835	14 نیپال
0.21	0.23	0.28	17,60,607	15,70,108	15,08,432	15 کونکنی
0.15	0,13	0,14	12,70,216	9,01,407	7,91,714	16 منی پوری
N.A[4]	0.46	0.46	N.A[4]	31,76,975	24,95,487	17 کشمیری
0.01	N	N	49,736	6,106	2,212	18 سنسکرت

نوٹ: 1 ۔ بھارت کی مجموعی آبادی کی بنیاد پر بشمول آسام کی لگ بھگ آبادی، جہاں 1981 میں حالات سازگار نہ ہونے کی وجہ سے مردم شماری نہ ہوسکی ۔ 1981 ء میں ہر زبان کے بولنے والوں کی تعداد کا تعین کیا گیا ہے ۔

2 ۔ 1981 ء کے لئے ,, مل اور آسامی کے مجموعی اعداد وشمار دستیاب نہیں ہیں کیونکہ سیلاب کی وجہ سے تمل ناڈو کا ریکارڈ ضائع ہوگیا تھا اور ناسازگار حالات ہونے کی وجہ سے آسام میں مردم شماری نہیں ہوسکی ۔ اس وجہ سے مجموعی آبادی میں تمل اور آسامی زبانوں کی فیصدی شرح درج نہیں کی گئی ہے ۔

3 ۔ ہر زبان بولنے والوں کی فیصدی شرح کا تعین 1991 ء کے لئے بھارت کی مجموعی آبادی کی بنیاد پر کیا گیا ہے جس میں جموں وکشمیر کی مجوزہ آبادی شامل ہے جہاں 1991 میں ناسازگار حالات ہونے کی وجہ سے مردم شماری کرائی جا سکی تھی ۔

4 ۔ 1991 کے لئے کشمیری زبان کے مکمل اعداد وشمار نہیں دستیاب ہیں جموں وکشمیر میں حالات سازگار نہ ہونے کی وجہ سے 1991 ء میں مردم شماری نہیں کرائی جا سکی تھی ۔

این اے (NA) ---- دستیاب نہیں

این (N) ---- برائے نام

2۔ قومی نشانات

قومی پرچم

قومی پرچم Horizontal تین رنگوں میں ہے۔ سب سے اوپر گہرا زعفرانی (کیسری) رنگ ہے۔ بیچ میں سفید اور گہرا سبز رنگ نیچے ہے۔ تینوں رنگوں کی پٹیاں متوازی اور حجم میں یکساں ہیں۔ اس کا تناسب 3:2 ہے سفید پٹی کے وسط میں ایک نیوی بلیو چکر ہے جو چرخے کی نمائندگی کرتا ہے۔ اسکا ڈیزائن اس چکر جیسا ہے جو اشوک کی راجدھانی سارناتھ کے شیر کے (ستون) میں ہے۔ اس کا قطر سفید پٹی کی چوڑائی کے مطابق ہوتا ہے اور اس میں 24 تیلیاں ہوتی ہیں۔ قومی پرچم کے ڈیزائن کو 22/جولائی 1947ء کو بھارت کی قانون ساز اسمبلی نے منظوری دی تھی۔ اس کے استعمال اور لہرائے جانے کو انڈین فلیگ کوڈ کے ذریعہ ضابطہ بند کیا گیا ہے۔

ریاست کا نشان

ریاستی نشان اشوک کے سارناتھ لائن کیپٹل سے لیا گیا ہے۔ حقیقت میں چار شیر ایک دوسرے کے پیٹھ سے لگے ہوئے ایک اباکس پر کھڑے ہیں جس پر ایک ہاتھی، ایک چھلانگ لگاتا گھوڑا ایک بیل اور ایک شیر بھی کھڑے ہوئے ہیں جو ایک گھنٹی کی شکل کے عکس پر بنے ہوئے چکر سے ایک دوسرے کو جدا کرتے ہیں۔ یہ پالش کئے ہوئے سفید اسٹون کے ایک ٹکڑے سے تراشا ہوا ہے۔ کیپٹل پر قانون کا پہیا (دھرم چکر) بنا ہوا ہے۔ مگر ریاستی نشان میں جن کو حکومت ہند نے 26/جنوری 1950ء کو منظور کیا تھا تین ہی شیر دکھائے گئے ہیں۔ چوتھا شیر نظروں سے اوجھل ہے۔ چکر اباکس کے بیچوں بیچ ہے جس کے دائیں جانب ایک بیل اور بائیں جانب ایک گھوڑا کھڑا ہوا ہے اور دوسرے چکروں کے بیرونی خطوط انتہائی دائیں اور بائیں جانب ہیں۔ گھنٹی کی شکل کے عکس کو نکال دیا گیا ہے۔ ستیہ میو جیتے کے الفاظ منڈکا اپنشد سے لے کر دیوناگری رسم خط میں آباکس کے نیچے لکھے گئے ہیں جن کے معنی ہیں "صرف سچ ہی کی فتح ہوتی ہے۔"

قومی ترانہ

آئین ساز اسمبلی نے 24/جنوری 1950ء کو بنگالی میں لکھے گئے رابندر ناتھ ٹیگور کے گیت جن گن من کو ہندی میں قومی ترانہ کے طور پر تسلیم کیا تھا۔ یہ گیت پہلی بار کانگریس کے کلکتہ اجلاس میں 27/دسمبر 1911ء کو گایا گیا تھا۔ مکمل گیت 5Stanzas (بندوں) پر مشتمل ہے اور پہلا Stanza (بند) پورا قومی ترانہ ہے۔

جن گن من ادھینا ئک جے ہے
بھارت بھاگیہ ودھاتا
پنجاب سندھ گجرات مراٹھا
دراوڑ، اتکل، بنگا

ونِدھیا، ہماچل، جمنا، گنگا
اچھل۔ جلدھی۔ ترنگا
تو شبھ نامے جاگے
تو شبھ آشیش مانگے
گاہے تو جے گاتھا
جن گن منگل دائک جے ہے
بھارت بھاگیہ ودھاتا
جے ہے، جے ہے، جے ہے
جے ہے، جے ہے، جے ہے

پورے قومی ترانے کو گانے میں لگ بھگ 52 سیکنڈ لگتے ہیں۔ بند کی پہلی اور آخری سطروں پر مشتمل مختصر قومی ترانہ بھی چند مواقع پر گایا جاتا ہے۔ (گانے کا وقت تقریباً 20 سیکنڈ) ٹیگور کے قومی ترانہ کا اردو ترجمہ حسب ذیل ہے۔

تو تمام لوگوں کے ذہنوں پر حکمرانی کرتا ہے
بھارت کے مستقبل کا لہرانے والا ہے

تیرا نام پنجاب، سندھ، گجرات
اور مراٹھا کے دلوں میں امنگ بھر دیتا ہے

دراوڑ، اڑیسہ اور بنگال کے دلوں میں بھی

یہ وندھیا اور ہمالیہ کے کوہستانی سلسلوں میں گونجتا ہے۔
جمنا اور گنگا کی موسیقی میں گھل مل جاتا ہے
اور بھارتی سمندروں کی لہروں کے ذریعہ گایا جاتا ہے

وہ تیری عنایت اور آشیرواد کی التجا کرتے ہیں اور تیری تعریف بیان کرتے ہیں۔

تمام لوگوں کی نجات تیرے ہاتھ میں ہے
تو بھارت کی قسمت کا مالک ہے

تیری فتح ہو، فتح ہو، فتح ہو

قومی گیت

سنسکرت میں لکھا گیا بنکم چندر چٹرجی کا گیت ''وندے ماترم'' جدوجہد آزادی میں لوگوں کو تحریک دینے کا ذریعہ تھا۔ اس کا جن گن من کے برابر ہی مرتبہ ہے۔ پہلی بار سیاسی سطح پر 1896ء میں اسے انڈین نیشنل کانگریس کے اجلاس میں گایا گیا تھا۔ اسکے پہلے بند کے الفاظ درج ذیل ہیں۔

وندے ماترم!

سجلام، پھلام، ملیج شیتلام،
شسس یشیاملام، ماترم!
شبھر جیوتسنا، پلکت یامنیم،
پھللا کسمت درمدل شوبھنیم،
سہاسنیم سم دھر بھاشنیم،
سکھدام، وردام، ماترم!

قومی کلینڈر

قومی کلینڈر ساکا ایرا پرمبنی ہے اور چیتہ مہینہ سے شروع ہوتا ہے جس کا سال 365 دن کا ہوتا ہے۔ اس کو 22 / مارچ 1957ء کو گریگورین کلینڈر کے ساتھ مندرجہ ذیل سرکاری مقاصد کے لئے نافذ کیا گیا تھا۔

(i) گزٹ آف انڈیا (ii) آل انڈیا ریڈیو کے ذریعہ خبروں کی نشریات (iii) حکومت ہند کے ذریعہ جاری کئے جانے والے کلینڈر اور (iv) عام لوگوں کو بھیجے جانے والے سرکاری مراسلات۔

قومی کلینڈر کی تاریخیں مستقل طور پر گریگورین کلینڈر کی تاریخوں کے ساتھ جڑی ہوتی ہیں۔ چیتہ کی پہلی تاریخ عام طور پر 22 / مارچ کو آتی ہے اور لیپ سال میں 21 مارچ کو آتی ہے۔

قومی جانور

شان و شوکت والا شیر Pant Hera Tigris (Linnaeus) دھاریوں والا ایک پٹی دار جانور ہے۔ کالی دھاریوں کے ساتھ اس کے گنجان زرد ریال ہوتے ہیں۔ شان و شوکت اور طاقت کے پیکر شیر (باگھ) کو بھارت کا قومی جانور بنایا گیا ہے۔ اس کی آٹھ نسلوں میں سے ہندوستانی نسل یعنی رائل بنگال ٹائیگر شالی مغربی علاقہ اور نواحی ملکوں نیپال، بھوٹان اور بنگلہ دیش سمیت کر پورے بھارت میں پایا جاتا ہے۔ بھارت میں شیروں کی آبادی کو گھٹنے سے روکنے کے لئے اپریل 1973ء میں پروجیکٹ ٹائیگر شروع کیا گیا تھا۔ اب تک اس پروجیکٹ کے تحت ملک بھر میں 23 ٹائیگر ریزرو قائم کئے جا چکے ہیں جن کا مجموعی رقبہ 33,126 مربع کلومیٹر ہے۔

قومی پرندہ

بھارتی مور (Linneaus)Pavo Cristatus بھارت کا قومی پرندہ ہے۔ یہ ہنس کے جسم کا رنگ برنگا پرندہ ہے جس کے پرپنکھوں کی شکل کے ہوتے ہیں۔ اس کی آنکھ کے نیچے ایک سفید دھبہ ہوتا ہے اور اس کی گردن لمبی ہوتی ہے۔ نر مور مادہ مور سے زیادہ خوبصورت ہوتا ہے جس کا سینہ اور گردن چمکدار اور نیلے رنگ کے ہوتے ہیں اور لگ بھگ 200 پروں کے کانسہ وہرے رنگ کے خوبصورت پنکھ ہوتے ہیں۔ مادہ مورنی بھوری رنگت لئے ہوتی ہے اور نر سے تھوڑا چھوٹی ہوتی ہے اس کے بڑے پنکھ نہیں ہوتے۔ نر مور جوڑا کھانے کے لئے جب رقص کرتا ہے تو اپنی دم کو پھیلا دیتا ہے اور پروں کو کھول دیتا ہے۔ یہ ایک بہت خوبصورت

1 شری اوردبندو کی سالگرہ کے موقع پر پاپولر لائبریری کے ذریعہ شائع شدہ 1972 کے ایڈیشن کے مطابق۔

منظر ہوتا ہے۔

برصغیر ہند میں مور دور دور تک پایا جاتا ہے۔ دریائے سندھ کے جنوب اور مشرق سے لے کر، جموں و کشمیر، مشرقی آسام، جنوبی میزورم اور پورے ہندوستانی جزیرہ نما میں مور ملتے ہیں۔ لوگ موروں کو تحفظ دیتے ہیں کیونکہ اسے مذہبی یا جذباتی وجوہات سے کبھی نقصان نہیں پہنچایا جاتا ہے۔ انڈین وائلڈ لائف (پروٹکشن) ایکٹ 1972ء کے تحت اس کو پورا تحفظ حاصل ہے۔

قومی پھول

بھارت کا قومی پھول کمل (Nelumbo nucifera) ہے۔ یہ ایک پاکیزہ پھول ہے اور قدیم بھارتی کلا اور پرانوں میں اس کا ایک اہم مقام ہے۔ زمانہ قدیم سے ہی اسے بھارتی تہذیب کا مبارک نشان مانا جاتا رہا ہے۔

3۔ طرز حکومت

بھارتی ریاستوں کی ایک یونین، ایک خود مختار سوشلسٹ ڈیموکریٹک جمہوریہ ہے جس کا نظام حکومت پارلیمانی ہے۔ اس جمہوریہ پر اس آئین کی حکمرانی ہے جسے آئین ساز اسمبلی نے 26 رجنوری 1949ء کو منظور کیا تھا اور جس کا نفاذ 26 رجنوری 1950ء کو ہوا تھا۔

اس کا طرز حکومت فیڈرل ہے جس کے وحدتی پہلو ہیں۔ بھارت کا صدر یونین کی عاملہ کا آئینی سربراہ ہے۔ آئین کے آرٹیکل 74(1) کی رو سے وزیروں کی ایک کونسل ہوگی جس کا سربراہ وزیراعظم ہوگا جو صدر کو مدد اور مشورہ دیگا اور صدر اس مشورہ کے مطابق ہی اپنی ذمہ داریوں کو انجام دے گا اس طرح عاملہ کے حقیقی اختیارات وزیروں کی کونسل کو حاصل ہیں جن کا سربراہ وزیراعظم ہے۔ وزیروں کی کونسل اجتماعی طور پر ایوان عام (لوک سبھا) کو جواب دہ ہے۔ اس طرح ریاستوں میں گورنر عاملہ کا سربراہ ہے۔ وزیروں کی کونسل کو وزیر اعلیٰ کی سربراہی میں عاملہ کے حقیقی اختیارات حاصل ہیں اور کسی ریاست کی وزیروں کی کونسل اجتماعی طور پر قانون ساز اسمبلی کو جواب دہ ہے۔

آئین نے قانون سازی کے اختیارات پارلیمنٹ اور ریاستی قانون سازیہ کے مابین تقسیم کر دیے ہیں اور پارلیمنٹ کو Residual اختیارات حاصل ہیں۔ آئین میں ترمیم کرنے کے اختیارات بھی پارلیمنٹ کو دیئے گئے ہیں۔ آئین میں عدلیہ، کنٹرولر اینڈ آڈیٹر جنرل، پبلک سروس کمیشن اور چیف الیکشن کمشنر کو پوری خود مختاری دی گئی ہے۔

یونین اور اس کا علاقہ

بھارت 28 ریاستوں اور سات مرکزی علاقوں پر مشتمل ہے۔ ریاستیں یہ ہیں: آندھرا پردیش، آسام، اروناچل پردیش، بہار، گوا، گجرات، ہریانہ، ہماچل پردیش، جموں وکشمیر، کرناٹک، کیرلا، مدھیہ پردیش، مہاراشٹر، منی پور، میگھالیہ، میزورم، ناگالینڈ، اڑیسہ، پنجاب، راجستھان، سکم، تامل ناڈو، تری پورہ، اتر پردیش اور مغربی بنگال ابھی حال ہی میں تین نئی ریاستیں بنائی گئی ہیں۔ چھتیس گڑھ، جھارکھنڈ اور اترانچل۔ مرکزی علاقے یہ ہیں: جزائر انڈمان ونکوبار، چنڈی گڑھ، دادر اور ناگر حویلی، دمن اور دیو، دہلی، لکش دیپ، اور پانڈیچری۔

شہریت

آئین پورے ملک کے لئے واحد اور یکساں شہریت فراہم کرتا ہے۔ ہر وہ شخص جو آئین کے آغاز پر (26 رجنوری 1950ء، بھارت کے علاقہ میں رہنے والا ہر شخص اور (اے) جو بھارت کے علاقہ میں پیدا ہوا تھا یا (بی) جن کے والدین میں سے کوئی بھی بھارت کے علاقہ میں پیدا ہوا تھا یا (سی) آئین کے نفاذ کی تاریخ کے فوراً بعد سے بھارت کے علاقے میں پانچ سال سے رہتا ہوگا۔ بھارت کا شہری مانا جائے گا۔ آئین کے نفاذ کے بعد شہریت ایکٹ 1955 کی رو سے شہریت قبول کرنے یا منقطع کرنے کا اختیار بھی دیا گیا ہے۔

بنیادی حقوق

آئین تمام شہریوں کوانفرادی اوراجتماعی طور پر کچھ بنیادی آزادیاں دیتا ہے۔آئین میں بنیادی حقوق کے چھ زمروں کی شکل میں ان کی ضمانت دی گئی ہے جو کہ Justiceable ہیں۔آرٹیکل 12 سے 35 تک آئین کے پارٹ iii میں بنیادی حقوق سے تعلق رکھتے ہیں جو کہ یہ ہیں: (ا) مساوات کا حق بشمول قانون کی نظر میں مساوات مذہب ،نسل ،ذات ،صنف ،پیدائش کی جگہ کی بنیاد پر امتیاز کی مخالفت اور روزگار کے معاملہ میں مساوی مواقع۔ (ii) تقریر وتحریر ،اجتماع ،ایسوسی ایشن یا یونین کی تشکیل، تحریک ،رہائش ،کسی پیشہ یا روزگار کو اختیار کرنے کا حق کی آزادی ا(ان میں سے کچھ حقوق ریاست کی سلامتی ،غیر ممالک سے دوستانہ تعلقات ،عوامی نظم ونسق ،شرافت یا اخلاق کے تابع ہیں) (iii)استحصال کے خلاف حق ،ہر طرح کی جبری مزدوری کی مخالفت ،بچہ مزدوری اور انسانوں کی خرید وفروخت کی مخالفت (iv) ضمیر کی آزادی اور آزادانہ اظہار رائے کی آزادی۔مذہب پر عمل کرنے اوراس کی تبلیغ کرنے کی آزادی (v) شہریوں کے کسی بھی طبقہ کو اپنی ثقافت ،زبان ،رسم الخط کی حفاظت کرنے کا حق اور اقلیتوں کو اپنی پسند کے تعلیمی ادارے قائم کرنے اوران کا انتظام کرنے کی آزادی اور (vi) بنیادی حقوق کے نفاذ کے لئے آئینی تحفظات کواستعمال کرنے کا حق

بنیادی فرائض

آئین میں 42ویں ترمیم کے ذریعہ جو 1976ء میں کی گئی تھی شہریوں کے بنیادی فرائض بھی گنا دیے گئے ہیں۔آئین کے 51 کے آرٹیکل A میں بنیادی فرائض کی وضاحت کی گئی ہے جن کی رو سے ایک شہری کی ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ آئین کے مطابق عمل کرے ،ان اعلی وارفع نظریات کی قدر کرے اوران پر عمل کرے جس نے ہماری قومی جدوجہد آزادی کی تحریک بخشی تھی ملک کا دفاع کرے اور جب قومی خدمت کے لئے طلب کیا جائے تو پیچھے نہ ہٹے اور بھارت کے تمام لوگوں میں خیر سگالی اور عام بھائی چارہ پیدا کرے اوراس سلسلہ میں کسی مذہبی ،لسانی ،علاقائی یا طبقہ وارانہ اختلاف سے کام نہ لے۔

ریاستی پالیسی کے نگراں اصول

آئین نے ریاستی پالیسی کے کچھ نگراں اصول مقرر کیے ہیں جو Justiciable نہیں ہیں مگر ملک کی حکومت چلانے کے لئے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں اور یہ ریاست کا فرض ہے کہ وہ قانون سازی کے سلسلہ میں ان اصولوں پر عمل کرے۔ان اصولوں کی رو سے ریاست کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ جس قدر موثر طور پر بھی ممکن ہو ایک ایسا سماجی نظام قائم کرے گی جس میں سماجی ،اقتصادی اور سیاسی انصاف قومی زندگی کے تمام اداروں سے حاصل ہو اوراس طرح عوام کی فلاح و بہبود کو فروغ دیا جائے۔ ریاست اپنی پالیسی پر اس طرح عمل کرے گی کہ تمام مردوں اور عورتوں کے حقوق کا تحفظ ہو۔انہیں زندگی گزارنے کے کافی مواقع حاصل ہوں۔مساوی کام کے لئے مساوی اجرت ملے اور ریاست اپنی اقتصادی صلاحیت اور ترقی کی حدود میں رہتے ہوئے کام اور تعلیم کے حق کو استعمال کرنے کے لئے موثر کارروائی کرے گی اور بے روزگاری ،ضعیفی اور دوسری حاجتوں کی تکمیل کے سلسلہ میں عوامی امداد فراہم کرے گی۔ریاست ،مزدوروں کے لئے زندگی کی ضروریات کے مطابق اجرت دلانے کا کام انسانی ماحول پیدا کرنے ،بہترین معیار زندگی قائم کرنے اور صنعتوں کے نظم ونسق میں مزدوروں کو پوری حصہ داری کا موقع فراہم کرنے کی بھی کوشش کرے گی۔

جہاں تک اقتصادی شعبہ کا تعلق ہے۔ریاست اس طرح اپنی پالیسی بنائے گی کہ سماج کو مادی وسائل کی ملکیت اوراس پر کنٹرول حاصل ہوا اور عام بھلائی کا مقصد پورا ہو۔اس کے علاوہ اقتصادی نظام کو اس طرح سے چلایا جائے کہ عوامی مفاد کے

مفائر مغائر اور دولت اور پیداواری وسائل چند ہاتھوں میں سمٹ کر نہ رہ جائیں۔

کچھ دیگر نگراں اصولوں کا تعلق بچوں کی صحت مندانہ ترقی کے مواقع فراہم کرنے 14 برس تک کی عمر کے تمام بچوں کو مفت لازمی تعلیم فراہم کرنے، شیڈولڈ کاسٹس شیڈولڈ ٹرائبس اور دیگر کمزور تر طبقات کے مفاد میں تعلیم اور معیشت کو فروغ دینے۔ گانوں پنچایتیں قائم کرنے، عدلیہ کو انتظامیہ سے الگ کرنے، پورے ملک کے لئے مشترکہ عائلی قانون نافذ کرنے، قومی یادگاروں کا تحفظ کرنے، یکساں مواقع کی بنیاد پر انصاف کو فروغ دینے، مفت قانونی امداد فراہم کرنے، ماحول کی حفاظت کرنے اور اس میں سدھار لانے، ملک کے جنگلوں اور جنگلات کی زندگی کی حفاظت کرنے اور بین الاقوامی امن و انصاف کو فروغ دینے، اقوام عالم کے مابین منصفانہ اور باوقار تعلقات قائم کرنے، بین الاقوامی قانون کا احترام کرنے، معاہدوں پر عمل کرنے اور ثالثی کے ذریعہ بین الاقوامی تنازعات کو حل کرنے سے ہے۔

مرکزی انتظامیہ

مرکزی انتظامیہ صدر، نائب صدر اور وزیروں کو کونسل پر مشتمل ہے جس کا سربراہ وزیراعظم ہوتا ہے جو صدر کی مدد کرتا ہے اور اسے مشورہ دیتا ہے۔

صدر (راشٹر پتی)

صدر (راشٹر پتی) کا انتخاب پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں، اور ریاستی اسمبلیوں کے منتخبہ ارکان، متناسب نمائندگی کے طریقہ کے مطابق واحد اور قابل منتقلی ووٹ کی بنیاد پر کرتے ہیں۔ ریاستوں میں یکسانیت پیدا کرنے اور برابری لانے کی غرض سے ہر ووٹ کی مناسب ''قدر'' کا تعین کیا جاتا ہے۔ صدر کا بھارتی شہری ہونا ضروری ہے۔ اس کی عمر 35 برس سے کم نہ ہونی چاہئے اور بطور ممبر پارلیمنٹ چنے جانے کا اہل ہونا چاہئے۔ اس کے عہدہ کی میعاد 5 سال ہے اور اسے دوبارہ بھی چنا جاسکتا ہے۔ اسے آئین کی دفعہ 61 میں دئے گئے ضابطہ کے مطابق عہدہ سے ہٹایا جاسکتا ہے وہ اپنا استعفا نائب صدر (اپ راشٹر پتی) کے نام بھیج سکتے ہے۔

مرکز کے انتظامی اختیارات راشٹر پتی (صدر) کو تفویض ہیں جو براہ راست یا اپنے ماتحت افسروں کے ذریعہ آئین کے مطابق ان اختیارات کو استعمال کرتے ہیں۔ صدر پارلیمنٹ کو بلاتا ہے۔ ملتوی کرتا ہے۔ خطاب کرتا ہے اور پارلیمنٹ کے لئے پیغامات ارسال کرتا ہے اور لوک سبھا کو تحلیل کرتا ہے۔ کسی وقت پر بھی بشرطیکہ پارلیمنٹ کے دونوں ایوان میں اجلاس نہ چل رہا ہو آرڈی ننس جاری کرتا ہے۔ مالی اور مالیاتی بلوں کو پیش کرنے کی سفارشات کرتا ہے اور بلوں کی توثیق کرتا ہے۔ معافیاں دیتا ہے۔ سرزنش کرتا ہے سزا کو ملتوی کرتا ہے یا اس میں تخفیف کرتا ہے یا بعض معاملات میں سزا کو معطل کرتا ہے۔ سزا میں چھوٹ دیتا ہے، یا سزا معاف کرتا ہے۔ اگر ریاست میں آئینی تعطل پیدا ہو جائے تو اس ریاست کی حکومت کے تمام یا کوئی کام بھی اپنے ہاتھ میں لے سکتا ہے۔ صدر کو اختیار ہے کہ اگر وہ ملک کے لئے یا ملک کے کسی حصہ کی سلامتی کے لئے خطرہ محسوس کرلے اور یہ خطرہ چاہے جنگ، بیرونی جارحیت یا مسلح بغاوت سے پیدا ہوا ہو تو وہ ایمرجنسی (ہنگامی حالات) نافذ کردے۔

نائب صدر (اُپ راشٹر پتی)

نائب صدر (اُپ راشٹر پتی) کا انتخاب واحد قابل منتقلی ووٹ کی بنیاد پر متناسب نمائندگی کے طریقہ سے پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے ارکان کرتے ہیں۔ اس کا بھارت کا شہری ہونا ضروری ہے۔ اس کی عمر 35 سال سے کم نہ ہونی چاہئے اور وہ

راجیہ سبھا کا رکن بننے کے قابل ہونا چاہئے۔اس کے عہدہ کی میعاد 5 سال کی ہے اور اسے دوبارہ بھی چنا جاسکتا ہے۔اسے آئین کی دفعہ 67بی میں دئے گئے طریقہ کے مطابق عہدہ سے ہٹایا جاسکتا ہے۔نائب صدر، بہ اعتبار عہدہ، راجیہ سبھا کا چیئرمین ہوتا ہے اور جب صدر غیر حاضر، بیمار یا کسی دوسری وجہ سے اپنی ذمہ داریاں ادا کر سکے مثلاً یہ کہ اسے ہٹادیا گیا ہو یا اس نے استعفی دیدیا ہو تو نئے صدر کے انتخاب تک (جو کے چھ ماہ کے اندر ہونا چاہئے) نائب صدر، صدر کی ذمہ داری نبھائے گا۔

وزیروں کی کونسل

صدر کو اپنی ذمہ داریوں کی انجام دہی کے سلسلہ میں مدد اور مشورہ دینے کے لئے ایک وزیروں کی کونسل ہے جس کا سربراہ وزیراعظم ہوتا ہے۔وزیراعظم کی تقرری صدر کرتا ہے اور وزیراعظم کے مشورہ پر دوسرے وزیروں کی بھی تقرری کرتا ہے۔کونسل لوک سبھا کو اجتماعی طور پر جواب دہ ہوتا ہے۔وزیراعظم کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ انتظامیہ اور مرکز کے امور کے تعلق سے وزراء کی کونسل کے تمام فیصلوں، قانون سازی کی تجاویز اور ان سے متعلق معلومات کی اطلاع صدر کو دے۔

وزیروں کی کونسل ان وزیروں پر مشتمل ہوتی ہے جو کابینہ کے ارکان ہوں، وزراء مملکت (آزاد چارج) ہوں، وزراء مملکت اور نائب وزراء ہوں۔

قانون سازیہ

مرکز کے قانون سازیہ کو پارلیمنٹ کہا جاتا ہے جو کہ صدر اور دو ایوانوں پر مشتمل ہوتا ہے جن کو کونسل آف اسٹیٹ (راجیہ سبھا) اور ہاؤس آف دی پیوپل (لوک سبھا) کہتے ہیں۔پارلیمنٹ کے ہر ایوان کا اجلاس پہلے اجلاس کے ختم ہونے کی تاریخ سے چھ ماہ کے اندر بلانا ضروری ہے۔بعض معاملات میں دونوں ایوانوں کا مشترکہ اجلاس بھی ہوسکتا ہے۔

راجیہ سبھا

آئین کی رو سے راجیہ سبھا کے ممبروں کی تعداد 250 ہونی چاہئے۔ان میں سے 12 ممبروں کو صدر نامزد کرتا ہے جو ادب، سائنس، فنون لطیفہ اور سماجی خدمت کے میدانوں میں امتیازی مرتبہ رکھتے ہیں۔ریاستوں اور مرکزی علاقوں کے نمائندوں کی حیثیت سے 238 ممبروں سے زیادہ راجیہ سبھا کے ممبر نہیں ہوسکتے۔

راجیہ سبھا کے ممبروں کا چناؤ بالواسطہ طور پر ہوتا ہے۔ریاستوں کی نمائندگی کرنے والے ممبروں کا انتخاب، واحد قابل منتقلی ووٹ کے ذریعہ تناسب نمائندگی کی بنیاد پر ریاستی اسمبلیوں کے ارکان کرتے ہیں اور مرکزی علاقوں کے ممبران کو پارلیمنٹ کے ذریعہ مقرر کئے گئے طریقہ کی بنیاد پر چنا جاتا ہے۔راجیہ سبھا تحلیل نہیں کی جاتی۔ہر دو سال بعد اس کے ایک تہائی ارکان سبکدوش ہوجاتے ہیں۔

فی الوقت راجیہ سبھا کی نشستوں کی تعداد 245 ہے۔ان میں سے 233 ارکان ریاستوں اور مرکزی علاقوں کی نمائندگی کرتے ہیں اور 12 ارکان صدر جمہوریہ کے ذریعہ نامزد کئے گئے ہیں۔ضمیمہ میں راجیہ سبھا کے ممبروں کے نام اور ان کی پارٹیوں کے نام دئے گئے ہیں۔

لوک سبھا

لوک سبھا بالغ رائے دہندگی کی بنیاد پر عوام کے ذریعہ چنے گئے ارکان پر مشتمل ہوتی ہے۔اب آئین کی رو سے لوک سبھا کے

زیادہ سے زیادہ 552 ارکان ہو سکتے ہیں۔ (530 ارکان ریاستوں کی نمائندگی کرنے کے لئے 20 ممبران مرکزی علاقوں کی نمائندگی کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ دو نامزد اینگلو انڈین ممبران بشرطیکہ صدر یہ محسوس کرے کہ ایوان میں ان کی نمائندگی ناکافی ہے)۔ لوک سبھا کی مجموعی منتخبہ ملکیت اس لئے تقسیم کی گئی ہے کہ ہر ریاست کی نشستوں کی تعداد اور اس کی آبادی کے درمیان تناسب ممکنہ حد تک یکساں رہے۔ فی الوقت لوک سبھا 545 ممبروں پر مشتمل ہے ان میں سے 530 ممبروں کا چناؤ براہ راست 25 ریاستوں اور 13 ممبروں کا چناؤ سات مرکزی علاقوں سے ہوتا ہے جب کہ دو ممبروں کو اینگلو انڈین فرقہ کی نمائندگی کے لئے صدر نامزد کرتا ہے۔ موجودہ لوک سبھا کی نشستوں کی تعداد 1971ء کی مردم شماری اور آئین کی 42ویں ترمیم 1976 کے تحت مقرر کی گئی ہے اور یہ تعداد 2000ء کے بعد ہونے والی پہلی مردم شماری کے اعداد و شمار آنے تک برقرار رہے گی۔

لوک سبھا کی میعاد اس کے پہلے اجلاس کے لئے مقررہ تاریخ سے 5 سال کی ہوتی ہے بشرطیکہ درمیان میں اسے تحلیل نہ کر دیا جائے لیکن دیش میں ایمرجنسی کا نفاذ ہو تو پارلیمانی قانون کے ذریعہ پہلی بار ایک سال تک کے لئے اس کی میعاد بڑھائی جا سکتی ہے اور جب ایمرجنسی اٹھ جائے تو چھ مہینہ سے زیادہ مدت کے لئے کسی حالت میں بھی اس کی میعاد میں توسیع نہیں کی جا سکتی۔ اب تک 13 لوک سبھائیں بن چکی ہیں۔ ہر لوک سبھا اور اس کے اسپیکر کی میعاد (جدول 3.1 میں دی گئی ہے۔

دونوں ایوانوں میں ریاست وار نشستوں کی تعداد اور لوک سبھا میں پارٹی پوزیشن جدول 3.2 میں دی گئی ہے۔ 13ہویں لوک سبھا کے ممبروں، ان کے انتخابی حلقوں اور پارٹیوں کے نام ضمیموں میں دئے گئے ہیں۔

پارلیمنٹ کی رکنیت کے لئے لیاقت

پارلیمنٹ کا ممبر چنے جانے کے لئے راجیہ سبھا کے سلسلہ میں امیدوار کا بھارتی شہری ہونا ضروری ہے اور اس کی عمر 30 سال سے کم نہ ہو اور لوک سبھا کے سلسلہ میں اس کی عمر 25 سال سے کم نہ ہونی چاہئے۔ اعزازی لیاقتوں کا تعین پارلیمنٹ کے ذریعہ قانون بنا کر کیا جا سکتا ہے۔

پارلیمنٹ کے فرائض اور اختیارات

دیگر پارلیمانی جمہوریتوں کی طرح بھارت کی پارلیمنٹ کا بھی خاص کام قانون سازی، انتظامیہ کی نگرانی، عوامی شکایات دور کرنا، اور مختلف امور پر بحث کرنا ہے۔ مثلاً ترقیاتی منصوبے، بین الاقوامی تعلقات، اور قومی پالیسیاں۔ مرکز اور ریاستوں کے درمیان اختیارات کی تقسیم کی وضاحت آئین نے کر دی ہے جس میں بہت سے پہلوؤں سے اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ قانون سازی کے شعبہ میں پارلیمنٹ کو عام بالا دستی حاصل ہے۔ کثیر موضوعات کے علاوہ معمول کے مطابق حالات میں بھی بعض صورتوں میں پارلیمنٹ ان موضوعات کے سلسلہ میں بھی قانون سازی کے اختیارات سنبھال سکتی ہے جو خاص طور پر ریاستوں کے لئے ہیں۔ پارلیمنٹ کو یہ اختیار بھی حاصل ہے کہ وہ صدر کی سرزنش کرے اور سپریم کورٹ و ہائی کورٹ کے ججوں، چیف الیکشن کمشنر اور کنٹرولر اور آڈیٹر جنرل کو آئین کے ذریعہ طے کردہ طریقوں سے سبکدوش کر دے۔

عام قوانین کے لئے پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کی منظوری ضروری ہے مگر مالی بل کے لئے صرف لوک سبھا کی منظوری درکار ہے۔ تفویض شدہ قانون سازی بھی پارلیمنٹ کے زیر غور اور زیر کنٹرول آ سکتی ہے۔ قانون سازی کا اختیار دینے کے ساتھ ہی آئین نے پارلیمنٹ کو آئین میں ترمیم کرنے کا بھی اختیار دیا ہے۔ 1998ء میں پارلیمنٹ کے بنائے ہوئے قوانین کی فہرست ضمیمہ میں دی گئی ہے۔

پارلیمانی کمیٹیاں

پارلیمنٹ کی کارگزاریاں صرف مختلف النوع ہی نہیں ہیں بلکہ حجم بھی میں زیادہ ہیں اس کے پاس وقت محدود ہے اور وہ قانون
سازی سے تعلق رکھنے والے یا ان دوسرے امور پر تفصیل سے غور نہیں کر سکتی جو اس کے سامنے آتے ہیں اس لئے اس کی کارکردگی
کا بڑا حصہ کمیٹیاں انجام دیتی ہیں۔

پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں ایک ہی جیسا کمیٹی کا ڈھانچہ ہوتا ہے۔ان کی تقرری، عہدہ کی میعاد کارکردگی اور کارروائی
چلانے کے ضابطے بھی کم و بیش ایک جیسے ہیں اور آئین کے آرٹیکل 118(1) کے تحت دونوں ایوانوں کے ذریعہ بنائے گئے
قاعدوں کے دائرہ عمل میں ہوتے ہیں۔

موٹے طور پر پارلیمانی کمیٹیاں دو طرح کی ہوتی ہیں اسٹینڈنگ اور ایڈہاک کمیٹیاں۔اول الذکر کا تقرر ہر سال یا وقفہ وقفہ
سے ہوتا ہے اور ان کا کام کم و بیش مسلسل چلتا رہتا ہے جب کہ ثانی الذکر کو حسب ضرورت ایڈہاک بنیاد پر قائم کیا جاتا ہے اور جس
کام کے لئے انہیں بنایا جاتا ہے اس کے مکمل ہوتے ہی ان کا وجود ختم ہو جاتا ہے۔

اسٹینڈنگ کمیٹی (مجلس قائمہ) :اسٹینڈنگ کمیٹیوں میں تین مالی کمیٹیاں، تخمینہ جات کمیٹی ، پبلک اکاؤنٹس اور پبلک
انڈر ٹیکنگس (سرکاری کاروباری اداروں کی کمیٹیاں) سے تعلق رکھنے والی کمیٹیوں کا امتیازی مقام ہے جو حکومت کے اخراجات اور
کارکردگی پر کڑی نگرانی رکھتی ہیں۔راجیہ سبھا کے ارکان بھی، پبلک اکاؤنٹس اور پبلک انڈر ٹیکنگس کی کمیٹیوں میں شامل کئے جاتے
ہیں مگر تخمینہ جات کمیٹی کے تمام ارکان لوک سبھا سے لئے جاتے ہیں۔

تخمینہ جات کمیٹی: اقتصادیات، تنظیم میں سدھار، بہتر کارکردگی یا انتظامی اصلاحات کے بارے میں رپورٹ دیتی ہے کہ
انہیں کونسی پالیسی متاثر کر سکتی ہے۔اس کے ذریعہ اس بات کا بھی پتہ لگایا جاتا ہے کہ آیا تخمینہ جات کی پالیسی کے مطابق سرمایہ ہے
اور اس کی جانب سے پارلیمنٹ کے سامنے تخمینے پیش کرنے کا طریقہ کا بھی تعین کیا جاتا ہے جب کہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی حکومت
کے اخراجات اور مالی کھاتوں کی جانچ پڑتال کرتی ہے اور اپنی رپورٹ کنٹرولر اینڈ آڈیٹر جنرل کو دیتی ہے۔اس کی جانب سے اس
بات کی کوشش کی جاتی ہے کہ سرکاری رقم پارلیمنٹ کے فیصلہ کے مطابق خرچ کی جا سکے اور فضول خرچی، زیادہ اخراجات، نقصان یا
منفی اخراجات کی جانب پارلیمنٹ کو متوجہ کیا جاتا ہے۔پبلک انڈر ٹیکنگس کی کمیٹی، کنٹرولر اور آڈیٹر جنرل کی اگر کوئی رپورٹ ہو تو اس
کا جائزہ لیتی ہے۔یہ کمیٹی اس بات پر بھی نظر رکھتی ہے کہ آیا پبلک انڈر ٹیکنگس کو ٹھیک ڈھنگ سے چلایا جا رہا ہے اور ٹھوس کاروباری
اصولوں اور مناسب تجارتی انداز میں ان کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ان کمیٹیوں کے ذریعہ نگرانی کا عمل مسلسل نوعیت کا ہے۔

ان تینوں مالی کمیٹیوں کے علاوہ لوک سبھا رولز کمیٹی نے محکمہ جات سے تعلق رکھنے والی 17 اسٹیڈنگ کمیٹیوں کی تشکیل کی
سفارش کی تھی جس کی رو سے 8 اپریل 1993ء کو ان محکمہ جاتی اسٹیڈنگ کمیٹیوں کی تشکیل ہوئی تھی۔ان کمیٹیوں کا کام یہ ہے
ا(اے) حکومت ہند کی مختلف وزارتوں رمحکموں کے مطالبات زیر غور کر کے دونوں ایوانوں میں اپنی رپورٹ پیش کریں۔(بی)
ان بلوں پر غور کریں جو راجیہ سبھا کے چیئرمین یا لوک سبھا کے اسپیکر نے کمیٹی کے حوالے کئے ہوں۔اور ان پر اپنی رپورٹ دیں۔
(سی) وزارتوں رمحکموں کی سالانہ رپوٹوں پر غور کریں اور ان پر رپورٹ دیں۔اور (ڈی) دونوں ایوانوں میں پیش کئے گئے ان
پالیسی دستاویزات پر غور کریں جن کو راجیہ سبھا کے چیئرمین یا لوک سبھا کے اسپیکر نے کسی کمیٹی کے حوالہ کیا ہو اور اس پر رپورٹ
دیں۔

دونوں ایوانوں میں دیگر اسٹینڈنگ کمیٹیاں جو اپنے کام کی نوعیت کے اعتبار سے تقسیم کی گئی ہیں۔حسب ذیل

ہیں۔(I) تحقیقاتی کمیٹیاں۔(اے) عرض داشتوں کی کمیٹی بلوں پر عرض داشتوں اور عام دلچسپی کے امور پر تحقیقات کرتی ہے۔ اور مرکزی امور کے متعلق عرضداشتوں کی بھی سماعت کرتی ہے۔(بی) استحقاق کمیٹی، استحقاق سے تعلق رکھنے والے کسی بھی معاملہ کی جو ایوان یا اسپیکر رچیئر مین نے اس حوالے کیا ہو۔ تحقیقات کرتی ہے۔(II) چھان بین کی کمیٹیاں (اے) حکومت کی یقین دہانیوں کی کمیٹیاں تمام ان یقین دہانیوں اور وعدوں وغیرہ پر نظر رکھتی ہے جو ایوان میں وزیروں نے کئے ہوں اور اس وقت تک ان پر غور کرتی رہتی ہیں جب تک کہ ان پر عمل نہ ہو جائے۔(بی) ذیلی قانون سازی کی کمیٹی، قوانین وضوابط کے آئین کے مطابق ہونے یا نہ ہونے کے سلسلہ میں چھان بین کر کے اپنی رائے دیتی ہے اور یہ بھی معلوم کرتی ہے کہ ان پر ذمہ داروں کے ذریعہ ٹھیک طرح سے عمل ہو رہا ہے۔ یا نہیں۔ اور (سی) ایوان میں پیش کئے جانے والے دستاویزات سے تعلق رکھنے والی کمیٹی وزراء کے ذریعہ ایون میں پیش کئے جانے والے تمام دستاویزات کا جائزہ لیتی ہے۔ بجز ان قانون اعلانات اور احکامات کے جو معاون قانون کی کمیٹی کے دائرہ کار میں آتے ہیں۔ یہ کمیٹی اس بات پر نظر رکھتی ہے کہ آیا حکومت کی جانب سے ایوانوں میں پیش کئے جانے والے دستاویزات کے سلسلہ میں آئینی اور قانونی تقاضے پورے کئے گئے ہیں۔(III) ایوانوں کے روزمرہ کے کاموں کے سلسلہ میں کمیٹی (اے) بزنس ایڈوائزری کمیٹی آئین میں پیش کئے جانے والے سرکاری آئیٹموں اور دوسری کارروائی کے لئے وقت کا تعین کرتی ہے۔ (بی) پرائیوٹ ممبروں کے بلوں اور قراردادوں کی کمیٹی لوک سبھا میں پرائیویٹ ممبروں کے ذریعہ پیش کئے جانے والے بلوں کے لئے وقت مقرر کرتی ہے، پرائیوٹ ممبروں کو قراردادوں کے لئے وقت دینے کی سفارش کرتی ہے اور لوک سبھا میں آئین میں ترمیم کے لئے پرائیوٹ ممبر کی جانب سے پیش کئے جانے والے بل کا پیشگی جائزہ لیتی ہے۔ راجیہ سبھا میں اس طرح کی کمیٹی نہیں ہوتی اور اس ایوان کی بزنس ایڈوائزری کمیٹی پرائیوٹ ممبروں کے بلوں یا قراردادوں پر بحث کے لئے مرحلہ یا مرحلوں کا تعین کرتی ہے (سی) رولز کمیٹی ضابطہ عمل اور ایون میں کارروائی کے طریقہ پر غور کرتی ہے اور قواعد میں ترمیمات یا اضافوں کی سفارش کرتی ہے اور (ڈی) لوک سبھا کے اجلاس کے دوران ایوان سے ممبروں کی غیر حاضری کی کمیٹی ممبروں کی رخصت کی تمام درخواستوں پر غور کرتی ہے۔ راجیہ سبھا میں اس طرح کی کوئی کمیٹی نہیں ہے ایوان سے رخصت یا غیر حاضر رہنے کے لئے ممبروں کی درخواست پر خود ایوان غور کرتا ہے۔(iv) شیڈولٹ کاسٹس اور شیڈ ولڈ ٹرائبس کی فلاح و بہبود کی کمیٹی اس میں دونوں ایوانوں کے ارکان ہوتے ہیں۔ یہ کمیٹی شیڈ ولڈ کاسٹس ااور شیڈ ولڈ ٹرائبس سے تعلق رکھنے والے ان تمام امور پر غور کرتی ہے جو مرکزی حکومت کے دائرہ اختیار میں ہوتے ہیں۔ یہ کمیٹی اس بات پر نظر رکھتی ہے کہ آیا ان طبقات کو جو آئینی تحفظات دیئے گئے ہیں وہ مل رہے ہیں۔ ممبروں کو سہولیات فراہم کرنے والی کمیٹیاں (اے) کمیٹی برائے عام مقاصد ان امور میں غور و خوض کے بعد راسپیکر رچیئر مین کو مشورے دیتی ہے جن کا ایوان کے ان معاملات سے تعلق ہے اور جو کسی دوسری پارلیمانی کمیٹی کے دائرہ اختیارات میں نہ ہو اور (بی) ہاؤس کمیٹی جو ممبروں کے لئے رہائش اور دیگر سہولیات سے تعلق رکھتی ہے۔(vi) ممبران پارلیمنٹ کی تنخواؤں اور بھتوں کے تعلق سے مشترکہ کمیٹی۔ یہ کمیٹی ممبران پارلیمنٹ کے بھتوں اور تنخواہ کے 1954 کی رو سے بنائی جاتی ہے جو ممبران پارلیمنٹ کی تنخواہ، بھتوں اور پنشن کو ضابطہ بند کرنے کے لئے۔ قواعد بناتی ہے میڈیکل، ہاؤسنگ، ٹیلی فون، ڈاک، حلقہ انتخاب اور دفتری سہولیات کی فراہمی کے قاعدے بھی طے کرتی ہے(vii) منافع بخش عہدوں کے سلسلہ میں مشترکہ کمیٹی، مرکزی وریاستی سرکاروں اور مرکزی علاقوں کے انتظامیہ کے ذریعہ قائم کی جانے والی کمیٹیوں کی ہیئت ترکیبی اور ذمہ داریوں کو طے کرتی ہے اور یہ طے کرتی ہے کہ کون سا عہدہ پارلیمنٹ کے کسی بھی ایوان کی رکنیت کے لئے اہل یا نااہل قرار دینے والا ہے۔(viii) لائبریری کمیٹی دونوں ایوانوں کے ممبروں پر مشتمل ہوتی ہے جو کہ پارلیمنٹ کی لائبریری سے تعلق رکھنے والے امور پر غور کرتی ہے۔(ix) 29 اپریل ر 1997ء کو دونوں ایوانوں کے ممبران پر مشتمل خواتین کو بااختیار بنانے کی ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تھی جس کا مقصد دوسری باتوں کے علاوہ تمام شعبوں میں عورتوں کو عزت، وقار اور مساوی مرتبہ دلانا ہے اور 4 رمارچ 1997ء کو راجیہ سبھا کی اخلاقیات کمیٹی تشکیل دی گئی تھی۔ اسی طرح 16 مئی 2000 کو لوک سبھا کی کمیٹی تشکیل دی گئی۔

ایڈ ہاک کمیٹیاں: اس طرح کی کمیٹیوں کو عام طور سے دو عنوان کے تحت درجہ بند کیا جاسکتا ہے (ا) وہ کمیٹیاں جن کی تشکیل وقتاً فوقتاً یا تو دونوں ہاؤسوں میں سے کسی کی زیر غور قرارداد کی منظوری بنیاد پر کی جاسکتی ہے یا پھر اسپیکر رچیئر مین، کسی مخصوص موضوع رمعاملے کے لئے تحقیقاتی رپورٹ تیار کرنے کے لئے تشکیل دے سکتا ہے۔ (جیسے ،صدر کے خطاب کے دوران کچھ ممبروں کے اطوار یا طرز عمل کے لئے، کمیٹی برائے مسودہ پنج سالہ منصوبہ بندی، ریلوے کنونشن کمیٹی، ممبران پارلیمنٹ لوکل ایریا ترقیاتی اسکیم کے لئے، بوفورس سودے کے لئے جوائنٹ کمیٹی ،زرخیز آور کھادوں کی قیمت کے تعین کے لئے اور بنک کاروبار اور تحفظات کی بے ضابطگیوں کی تحقیقات کے لئے جوائنٹ کمیٹی وغیرہ اور (ب) مخصوص بلوں کے لئے منتخب یا جوائنٹ کمیٹیاں جو کہ کسی مخصوص بل پر غور کرنے اور رپورٹ بنانے کے لئے مقرر کی جاتی ہیں۔ یہ کمیٹیاں، دیگر ایڈ ہاک کمیٹیوں کے مقابلے اس معنی میں نمایاں امتیاز رکھتی ہیں کہ یہ بلوں سے متعلق ہوتی ہیں اور طریق کار ضابطوں کے تحت اسپیکر رچیئر مین کی ہدایتوں کے مطابق عمل کرتی ہیں۔

پارلیمنٹ میں قائدین حزب مخالف

لوک سبھا اور راجیہ سبھا میں حزب مخالف کے قائدین کو ان کے عہدوں کی اہمیت کے پیش نظر قانونی درجہ دیا گیا ہے۔ یکم نومبر 1977ء کو نافذ کئے گئے ایک قانون کی رو سے انہیں تنخواہ اور دیگر مناسب سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔

پارلیمنٹ میں سرکاری کام کاج

پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں سرکاری کام کاج میں ربط دہی، ان کا منصوبہ بنانے، اور اس کے مطابق انتظام کرنے کے لئے پارلیمانی امور کے وزیر کو ذمہ داریاں دی گئی ہیں۔ اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں وہ اپنے وزار مملکت کی مدد اور تعاون حاصل کرتا ہے۔ یہ وزارت پارلیمانی امور کی کابینہ کمیٹی کی مجموعی ہدایات کے مطابق کام کرتی ہے۔ پارلیمانی امور کا وزیر پریسائیڈنگ افسروں (صدر نشینوں) اور مختلف پارٹیوں اور گروپوں کے لیڈروں اور چیف وہپوں اور وہپوں سے بھی قریبی رابطہ اور تعلق قائم کئے رہتا ہے۔

مشاورتی کمیٹیاں

وزارت پارلیمانی امور، ممبران پارلیمنٹ پر مشتمل مختلف وزارتوں کی پارلیمانی کمیٹیاں بناتی ہے اور ان کی میٹنگوں کا انتظام کرتی ہے۔ کسی بھی وزارت کی مشاورتی کمیٹی کا انچارج اس وزارت کا وزیر انچارج وزیر مملکت ہوتا ہے جو متعلقہ وزارت کی مشاورتی کمیٹی کا چیئر مین ہوتا ہے۔ یہ کمیٹیاں حکومت کی پالیسیوں اور پروگراموں پر حکومت اور ممبران پارلیمنٹ کے درمیان مذاکرات اور ان کے نفاذ کے طریقوں پر غیر رسمی بات چیت کے لئے ہوتی ہیں۔ ان کمیٹیوں کے جلسہ پارلیمنٹ کے اجلاس کے دوران اور دو اجلاسوں کے درمیان وقفہ کے دوران بھی ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ، ریلوے کے نو منطقوں (زون) کے لئے بھی غیر رسمی مشاورتی کمیٹیوں کی تشکیل دی جاتی ہے ان کمیٹیوں کا جلسہ پارلیمنٹ کے اجلاس کے دوران ہوتا ہے۔

حکومت کی طرف سے قائم کی جانے والی کمیٹیوں اور بورڈ کے لئے ممبران پارلیمنٹ کی نامزدگی

پارلیمانی امور کا وزیر مختلف وزارتوں میں کمیٹیوں، کونسلوں، بورڈوں اور کمیشنوں وغیرہ میں ممبران پارلیمنٹ کی نامزدگی کرتا ہے۔ موضوعات کے اعتبار سے ممبران کی خاص دلچسپیوں اور رجحانات کو دھیان میں رکھ کر یہ نامزدگی کی جاتی ہے۔

دیگر پارلیمانی معاملات

حکومت ہند کی وزارت پارلیمانی امور وقفہ وقفہ سے کل ہند وہپس کانفرنس بھی کراتی رہی ہے۔ جس کا مقصد مرکز اور ریاستوں میں مختلف پارٹیوں کے ان وہپوں کے مابین مناسب روابط قائم کرنا رہا ہے جو مجالس قانون ساز کی سرگرمیوں سے راست تعلق رکھتے ہیں۔ ان کانفرنسوں میں مشترکہ دلچسپی کے امور پر بحث ومباحثہ ہوتا رہا ہے اور پارلیمانی جمہوریت کے اعلیٰ ترین معیارات قائم کرنے پر توجہ دی جاتی رہی ہے۔

وزارت پارلیمانی امور ان معاملات پر ضروری کارروائی کرتی ہے جو لوک سبھا میں ایوان کی کارروائی کے ضوابط کا ضابطہ 377 کے تحت اور راجیہ سبھا میں خصوصی حوالوں یا تذکروں کے طور پر اٹھائے جاتے ہیں۔ پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں وقفہ سوالات کے بعد ممبران کی جانب سے فوری عوامی اہمیت کے معاملات اٹھائے جاتے ہیں گرچہ یہ ضروری نہیں ہے مگر بعض اوقات وزیروں کی جانب سے اس سلسلہ میں جواب دیا جاتا ہے۔ جب متعلق وزیر موجود نہیں ہوتے ہیں۔ وزیر پارلیمانی امور ایوان/ممبروں کو یقین دلاتا ہے کہ وہ ایوان کے جذبات سے متعلقہ وزارت کے وزیروں کو آگاہ کرے گا۔

یقین دہانیوں پر عمل درآمد

وزارت پارلیمانی امور دونوں ایوانوں میں کرائی گئی یقین دہانیوں اور وعدوں وغیرہ کو روزمرہ کی کارروائی سے چن کر متعلقہ وزارتوں اور محکموں کو عمل درآمد کے لئے بھیجتی ہے۔ پارلیمانی امور کا وزیر/وزیر مملکت دونوں ایوانوں میں کئے گئے وعدوں/یقین دہانیوں پر کی جانے والی کارروائی کی رپورٹیں جو کہ متعلقہ وزارتوں/محکموں سے وصول ہوتی ہیں۔ مناسب چھان بین کے بعد پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں پیش کرتا ہے۔

انتظامی ڈھانچہ

حکومت ہند (کارروائی کی سپردگی) رولز 1961، صدر ہند جمہوریہ ہند نے آئین کی دفعہ 77 کے تحت بنائے ہیں جن کا مقصد حکومت ہند کی کارروائی کا یقین کرنا ہے حکومت ہند کی وزارتوں/محکموں کی تخلیق ان رولز کے تحت وزیراعظم کی صلاح پر صدر جمہوریہ کرتا ہے۔ حکومت ہند کی کارروائیاں وزارتوں/محکمہ جات کے سکریٹریٹ اور دفاتر میں (جن کو محکمہ جات کہا جاتا ہے) موضوعات کی تقسیم کے مطابق ان رولز کی روشنی میں کی جاتی ہیں۔ ہر وزارت (وزارتیں) صدر جمہوریہ کی جانب سے وزیراعظم کی صلاح کے مطابق کسی ایک وزیر کو دی جائے گی اور ہر محکمہ عام طور پر سکریٹری کے تحت ہوگا جو پالیسی امور اور عام انتظام کے سلسلہ میں وزیر کو تعاون دے گا۔

کیبنٹ سکریٹریٹ پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ کابینہ کو دفتری تعاون فراہم کرے۔ اس کا کام کابینہ کی کمیٹیوں، وزیروں کے ایڈہاک گروپوں اور ان کے فیصلوں اور کارروائیوں کا ریکارڈ رکھنا بھی ہے۔ سکریٹریٹ کی ذمہ داری یہ ہے کہ کابینہ کے فیصلہ، ہدایات کو نافذ کرنے۔ کابینہ کی کمیٹیوں اور وزیروں کے گروپوں کے تعلق سے بھی یہی اس کی ذمہ داری ہے۔ سکریٹریٹ حکومت ہند کے نظم ونسق کی بھی ذمہ دار ہے۔ (کاروائی کے ضوابط 1961 کے تحت) وہ وزارتوں/حکومت ہند کے محکموں میں ان ضوابط کے مطابق ٹھیک طور پر کام کاج چلانے کا بھی ذمہ دار ہے۔ سکریٹریٹ وزارتوں/محکموں کے اختلافات دور کر کے بین وزارتی تال میل کی ضمانت دیتے ہوئے سکریٹریوں کی اسٹینڈنگ اور ایڈہاک کمیٹیوں کے ذریعہ حکومت کی فیصلہ سازی میں بھی مدد کرتا ہے۔ اس مشینری کے ذریعہ نئی پالیسیوں پر عمل درآمد کیا جاتا ہے۔ کینٹ سکریٹریٹ اس امر کی ضمانت دیتا ہے کہ صدر، نائب صدر اور وزراء کو وزارتوں/محکموں کی اہم سرگرمیوں سے ان کی سرگرمیوں کی ماہانہ مختصر ایوانوں کے ذریعہ باخبر

رکھا جائے ملک میں کسی بڑی بحران صورت حال کو سنبھالنے اور اس صورت حال میں مختلف وزارتوں کی سرگرمیوں میں تال میل پیدا کرنا بھی اس سکریٹریٹ کی ایک ذمہ داری ہے۔

حکومت کی وزارتیں رمحکمے

حکومت مختلف وزارتوں رمحکموں پر مشتمل ہے جن کی تعداد اور کردار میں وقتاً فوقتاً تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں مثال کے طور پر ان کے کام کے حجم، بعض امور کی اہمیت، تقدیم وتاخیر اور سیاسی اہمیت وغیرہ میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں 15 راگست 1947ء کو مرکز میں حکومت کی وزارتوں کی تعداد 18 تھی جب کہ 14 جون 2000 کو حکومت ہند (ذمہ داریوں کی تفویض) رولز 1961 کے تحت حکومت مندرجہ ذیل وزارتوں رمحکموں پر مشتمل تھی۔

1۔ وزارت زراعت

(i) محکمہ زراعت وامداد باہمی

(ii) محکمہ زراعت، ریسرچ اور تعلیم

(iii) محکمہ افزائش نسل مویشیاں اور ڈیری ونگ (دودھ کی فراہمی)

(iv) محکمہ فوڈ پروسسنگ انڈسٹری (ڈبہ بند خوراک کی صنعت)

2۔ وزارت کیمیکلز وفرٹیلائزر

(i) محکمہ کیمکلز وپیٹرو کیمیکلز

(ii) محکمہ فرٹیلائزر

3۔ وزارت شہری ہوابازی

4۔ وزارت کوئلہ

5۔ وزارت کامرس وصنعت

(i) محکمہ کامرس

(ii) محکمہ صنعتی پالیسی وفروغ

(iii) محکمہ رسد

6۔ وزارت مواصلات

(i) محکمہ ڈاک

(ii) محکمہ ٹیلی مواصلات

(iii) محکمہ ٹیلی مواصلاتی خدمات

7۔ وزارت دفاع

(i) محکمہ دفاع

(ii) محکمہ دفاعی پیداوار و سپلائیز

(iii) محکمہ دفاعی تحقیق و ترقی

8۔ وزارت ماحولیات و جنگلات

9۔ وزارت امور خارجہ

10۔ وزارت مالیات

(i) محکمہ اقتصادی امور

(ii) محکمہ اخراجات

(iii) محکمہ ریونیو

11۔ وزارت خوراک و شہری رسداد اور امور صارفین

(i)۔ محکمہ خوراک و شہری رسد

(ii)۔ محکمہ امور صارفین

12۔ وزارت صحت اور خاندانی بہبود

(i)۔ محکمہ صحت

(ii) محکمہ خاندانی بہبود

(iii) محکمہ بھارتی طریقہ ہائے علاج و ہومیوپیتھی

13۔ وزارت بھاری صنعتیں و پبلک انٹر پرائزیز

(i) محکمہ بھاری صنعتیں

(ii) محکمہ پبلک انٹر پرائزیز

14۔ وزارت امور داخلہ

(i) محکمہ اندرونی سلامتی

(ii) ریاستوں کا محکمہ

(iii) محکمہ سرکاری زبان

(iv) محکمہ داخلہ

(v) محکمہ امور جموں وکشمیر

15۔ وزارت فروغ انسانی وسائل

(i) محکمہ ابتدائی تعلیم وخواندگی

(ii) محکمہ ثانوی تعلیم واعلیٰ تعلیم

(iii) عورتوں اور بچوں کے فروغ کا محکمہ

16۔ وزارت اطلاعات ونشریات

17۔ وزارت اطلاعات ٹکنالوجی

18۔ وزارت محنت

19۔ وزارت قانون، انصاف اور کمپنی امور

(i) محکمہ قانونی امور

(ii) محکمہ قانون سازی

(iii) محکمہ انصاف

(iv) محکمہ کمپنی امور

20۔ وزارت معدنیات

21۔ غیر روایتی توانائی وسائل کی وزارت

22۔ وزارت پارلیمانی امور

23۔ سرکاری عملہ، عوامی شکایات اور پنشن کی وزارت

(i) محکمہ پرسونل و ٹریننگ

(ii) انتظامی اصلاحات اور عوامی شکایات کا محکمہ

(iii) پنشن اور پنشنروں کی بہبود کا محکمہ

24۔ وزارت پٹرولیم و قدرتی گیس

25۔ وزارت منصوبہ بندی

26۔ وزارت بجلی

27۔ وزارت ریلوے

28۔ وزارت دیہی ترقی

(i) محکمہ دیہی ترقی

(ii) محکمہ زمینی وسائل

(iii) پینے کے پانی کی فراہمی کا محکمہ

29۔ وزارت سائنس و ٹکنالوجی

(i) محکمہ سائنس و ٹکنالوجی

(ii) محکمہ سائنس و صنعتی ترقی

(iii) محکمہ بائیوٹکنالوجی

30۔ چھوٹے پیمانے کی صنعتیں، زرعی اور دیہی صنعتوں کی وزارت

31۔ شماریات اور پروگرام پر عمل درآمد کی وزارت

32۔ وزارت فولاد

33۔ وزارت زمینی نقل و حمل

(i)۔ محکمہ سمندری نقل و حمل

(ii) محکمہ سڑک و قومی شاہراہ

34۔ وزارت ٹیکسٹائلز

35۔ وزارت سیاحت و ثقافت

(i) محکمہ سیاحت

(ii) محکمہ ثقافت

36۔وزارت قبائلی امور

37۔وزارت شہری امور وانسداد غربت

(i) محکمہ شہری ترقی

(ii) محکمہ شہری روزگار وانسداد غربت

38۔وزارت آبی وسائل

39۔سماجی انصاف اور بااختیار بنانے کی وزارت

40۔نوجوانوں کے اموراور کھیل کود کی وزارت

41۔محکمہ ایٹمی توانائی

42۔محکمہ سمندری ترقی

43۔محکمہ خلاء

44۔کیبنٹ سکریٹریٹ

45۔صدر جمہوریہ کا دفتر

46۔وزیر اعظم کا دفتر

47۔منصوبہ بندی کمیشن

48۔محکمہ نجکاری

عوامی خدمات

آل انڈیا سروسز

آزادی سے پہلے ہندستان میں تاج برطانیہ کی خدمات میں اعلیٰ ترین خدمت انڈین سول سروس (آئی سی ایس) تھی۔آئی
سی ایس کے ساتھ ہی انڈین پولس سروس بھی موجود تھی۔آزادی کے بعد یہ محسوس کیا گیا کہ گرچہ آئی سی ایس برطانوی راج کی یاد
دلاتی ہے مگر قومی اتحاد، یک جہتی اور استحکام کی برقراری کے لئے آل انڈیا سروس کی ضرورت ہے لہذا مرکز اور ریاستوں دونوں
کے لئے ایک اور آل انڈیا سروس شروع کرنے کی غرض سے آئین کی دفعہ 312 میں مناسب ترمیم کی گئی۔آئین کے نفاذ کے بعد
ایک نئی آل انڈیا سروس ''انڈین فارسٹ سروس'' کے نام سے 1966ء میں بنائی گئی۔ آل انڈیا سروسز کا ایک عام مشترکہ پہلو یہ
ہے کہ ان سروسز کے ارکان کی بھرتی مرکز کرتا ہے مگر ان کی خدمات مختلف ریاستی کیندروں کے تحت دیدی جاتی ہیں اور وہ مرکز کے
تحت ریاستوں اور مرکز دونوں ہی کی خدمت انجام دینے کے پابند ہوتے ہیں۔

تین کل ہند خدمات انڈین اینڈ منسٹریٹیو سروس (آئی اے ایس) انڈین پولیس سروس (آئی پی ایس) اور انڈین فارسٹ سروس (آئی ایف ایس) میں سے آئی اے ایس کیڈر کو کنٹرول کرنے والی اتھارٹی سرکاری عملہ، عوامی شکایات اور پنشن کی وزارت ہے۔ ان تینوں سروسز کے لئے ہر سال منعقد ہونے والے سول سروسز امتحان کے ذریعہ پبلک سروس کمیشن تقرریاں کرتا ہے۔ ان افسروں کو مرکزی حکومت بھرتی کرتی ہے اور ٹریننگ دیتی ہے اور پھر مختلف ریاستوں کے کیڈروں کے حوالہ کردیا جاتا ہے۔ اس وقت 21 ریاستی کیڈر جن میں یہ تین جوائنٹ کیڈر بھی شامل ہیں (i) آسام اور میگھالیہ (ii) منی پور اور تری پورہ اور اروناچل پردیش، گوا، میزورم اور یونین ٹیری ٹریز (مرکزی علاقے) یکم جنوری 2000ء کو انڈین ایڈمنسٹریٹیو سروس کے بااختیار کیڈر کی تعداد 5159 تھی اور عہدہ پر تعینات آئی اے ایس افسروں کی حقیقی تعداد مجموعی طور پر 5,161 تھی۔

سنٹرل سکریٹریٹ سروسز

سنٹرل سکریٹریٹ کی تین خدمات ہیں جن کے نام یہ ہیں۔ (i) سنٹرل سکریٹریٹ سروس (سی سی ایس) (ii) سنٹرل سکریٹریٹ اسٹینوگرافرس سروس (سی ایس ایس ایس) اور (iii) سنٹرل سکریٹریٹ کلریکل سروس (سی ایس سی ایس) سی ایس ایس کے سیکشن آفیسرز گریڈ اور اسسٹنٹس گریڈ، سی ایس ایس ایس کے گریڈ 'ڈی' 'سی' اور 'اے' اور 'بی' (ختم شدہ) اور سی ایس سی ایس کے گریڈ i اور ii اور مرکزی ہیں۔ سی ایس ایس ایس کے پرنسپل پرائیویٹ سکریٹری کا گریڈ اور سی ایس ایس کے سلیکشن گریڈ اور گریڈ مرکزی ہیں۔ مرکزی گریڈ میں تمام تقرریاں اور ترقیاں سکریٹریٹ کی بنیاد پر کی جاتی ہیں۔ لامرکزی گریڈوں کے سلسلہ میں سرکاری عملہ اور ٹریننگ کا محکمہ سینٹروٹی کی کوٹے میں خالی جگہوں پر تقرری کے لئے مختلف کیڈروں کی مجموعی ضروریات پر نظر رکھتا ہے اور ان کی تشخیص کرتا ہے تاکہ براہ راست بھرتی اور محکمہ جاتی کوٹہ کی خالی جگہوں کو کھلے مقابلہ اور محکمہ جاتی امتحان کے ذریعہ بھری جاسکے۔

یونین پبلک سروس کمیشن

آئین مرکزی حکومت کی گروپ اے اور بی کی شہری جگہوں کے لئے بھرتی کرنے کی خدمت کی انجام دہی کے لئے یونین پبلک سروس کمیشن (یو پی ایس سی) کے نام سے ایک آزاد ادارہ کے قیام کا انتظام کرتا ہے (جس کی تنخواہ اسکیل 10,500 روپے سے کم نہ ہو) جو دیگر سروس امور پر صلاح ومشورہ کا کام بھی کرتا ہے۔ اس کمیشن کے چیئرمین اور ارکان کی تقرری 6 سال کے لئے یا 65 سال تک کی عمر تک پہنچنے کے وقت تک کے لئے (ان میں سے جو بھی پہلے ہو) صدر جمہوریہ کرتا ہے۔ اس کمیشن کی آزادی اور خودمختاری کی برقراری کے لئے ان ممبروں کو جو تقرری کے وقت سرکاری ملازمین میں ہوتے ہیں نوکری سے ریٹائر قرار دے دیا جاتا ہے اور چیئرمین وممبران حکومت ہند کے تحت مزید ملازمت کے اہل نہیں رہ جاتے۔ انہیں آئینی وجوہات اور طریقوں ہی سے ہٹایا جاسکتا ہے۔

اسٹاف سلیکشن کمیشن

اسٹاف سلیکشن کمیشن کو جسے پہلے سب آرڈی نیٹ سروسز کمیشن کہا جاتا تھا یکم جولائی 1976ء قائم کیا گیا تھا۔ تقرری عمل کے لئے، اسکو ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ (i) مرکزی حکومت کی مختلف وزارت رمحکمے اور ان سے منسلک و ماتحت دفاتر (سبھی 'B' گروپ میں) جن کی تنخواہ کا اسکیل 10,500 روپے سے کم ہو اور (ii) مرکزی حکومت کی مختلف وزارتوں رمحکموں اور ان سے منسلک و ماتحت دفاتر (سبھی غیر تکنیکی گروپ 'C' آسامی) بجز ان آسامیوں کے، جو خاص طور سے اسٹاف سلیکشن کے دائرے سے باہر رکھی گئی ہیں۔ کمیشن سے منسلک محکمہ عملہ اور تربیت کا ایک دفتر بھی ہوتا ہے۔ کمیشن میں ایک چیئرمین دو ممبران سکریٹری اور

کنٹرولر امتحانات بھی ہوتے ہیں۔امتحانات کے انعقاد کے لئے ایک سکیرٹیری رکنٹرولر ہوتا ہے۔چیئرمین رممبروں کے عہدہ کی میعاد 5 سال ہے یا 62 سال کی عمر تک پہنچنے تک ہے۔ان میں سے جو بھی پہلے ہو۔کمیشن کا صدر دفتر اور شمالی منطقہ کے دفاتر نئی دہلی میں ہیں۔وسطی،مغربی،مشرقی،شمال مشرقی اور جنوبی منطقوں کے دفاتر بالترتیب الہ آباد،ممبئی،چنڈی گڑھ،کلکتہ،گواہاٹی اور چنئی اور بنگلور میں ہیں۔اس کے مدھیہ پردیش اور شمال مغربی منطقوں کے دفاتر رائے پور اور چنڈی گڑھ میں ہیں۔

سرکاری زبان

آئین کی دفعہ 343(1) کی رو سے یونین کی سرکاری زبان ہندی ہے۔مگر آرٹیکل 343 (2) کی رو سے آئین کے نفاذ کے دن سے 15 سال تک سرکاری کام کاج میں رانگریزی کا استعمال جاری رہ سکتا تھا۔(یعنی 25 رجنوری 1965ء تک) آرٹیکل 343(2) پارلیمنٹ کو اختیار دیتا ہے کہ وہ 25 رجنوری 1965ء کے بعد بھی انگریزی کو سرکاری مقاصد سے استعمال کرنے کی قانونی گنجائش پیدا کرے۔لہذا 25 رجنوری 1965ء کے بعد بھی سرکاری کام کاج میں انگریزی کے استعمال کو جاری رکھنے کے لئے سرکاری زبانوں کا ایکٹ 1963 منظور کیا گیا (جس میں 1967ء میں ترمیم کی گئی) اس ایکٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ بعض مقاصد کے لئے انگریزی اور ہندی دونوں کا استعمال ہوگا۔مثلاً قرار دادوں،عام آرڈروں،قواعد،نوٹی فکیشن،پریس کیمونکے، ایڈمنسٹریٹیو اور دیگر رپورٹوں،لائسنسوں،پرمٹوں کنٹریکٹوں،معاہدوں وغیرہ کے لئے۔

اس ایکٹ کی دفعہ 8(1) کے تحت حکومت نے سرکاری زبانوں (مرکز میں سرکاری مقاصد کے استعمال) کے رولز 1976 کی تشکیل کی ہے جس کے نمایاں پہلو حسب ذیل ہیں۔(i) ان کا اطلاق مرکزی حکومت کے تمام دفاتر پر اور اس کے زیر ملکیت کارپوریشنوں اور کمپنیوں پر ہوتا ہے جن میں مرکز کے ذریعہ مقرر کردہ کسی کمیشن،کمیٹی ٹربیونل کے دفاتر شامل ہیں (ii) منقطہ 'اے' کی ریاستوں رمرکزی علاقوں ہماچل پردیش،مدھیہ پردیش،بہار،راجستھان،ہریانہ،انڈمان اور نکوبار جزائر اور دہلی سے تمام خط وکتابت ہندی میں ہوگی۔منطقہ ''بی'' کی ریاستوں رمرکزی علاقوں (پنجاب،گجرات مہاراشٹر اور چنڈی گڑھ) سے مرکزی حکومت کے دفاتر سے بالعموم ہندی میں خط وکتابت ہوگی مگر اس منطقہ ''بی'' کے کسی فرد سے خط وکتابت انگریزی یا ہندی میں ہوسکتی ہے۔مرکزی حکومت کے دفاتر کے مابین اور مرکزی دفاتر سے ریاستی حکومتوں رمرکزی علاقوں کے دفاتر اور افراد وغیرہ سے اس تناسب سے ہندی میں خط وکتابت ہوگی جس کا تعین وقفہ وقفہ سے کیا جائے گا۔مرکزی حکومت کے دفاتر کے سلسلہ میں تمام مینول،کوڈ،(ضوابط وقواعد) اور دیگر کارروائیاں ہندی اور انگریزی دونوں میں ہوں گی۔تمام خارجہ،رجسٹروں کے عنوانات، ناموں کی تختیاں،نوٹس بورڈ اور اسٹیشنری کی مختلف چیزیں وغیرہ بھی دونوں زبانوں میں ہونی چاہئیں۔vi ایکٹ کی دفعہ 3 (3) میں مذکورہ دستاویز پر دستخط کرنے والے افسر کی ذمہ داری ہوگی کہ یہ دستاویز ہندی اور انگریزی دونوں زبانوں میں جاری کئے جائیں۔مندرجہ بالا کے علاوہ مرکزی حکومت کے دفاتر میں ہندی میں کام کرنے کے حجم میں اضافہ کرنے کی ہدایتیں بھی دی گئی ہیں۔ہندی رٹائپنگ،اسٹینوگرافی میں ٹریننگ،دیوناگری اور رومن رسم الخط دونوں زبانوں کی سہولت والے الکٹرانک آلات کی خریداری،محکمہ جاتی ترقیاتی امتحانوں کے لئے ہندی اختیار کرنے والوں کی ہندی میں ٹریننگ کی سہولت بھی دی گئی ہے۔سال 2000-1999 کا سال ہندی کے گولڈن جبلی سال کے طور پر منایا گیا۔

سرکاری زبان ریزولوشن 1968 کی رو سے ہر سال محکمہ سرکاری زبان ایک سالانہ پروگرام تیار کرتا ہے جس میں ہندی میں خطوط،ٹیلی گرام اور ٹیلیکس وغیرہ بھیجنے کے لئے مرکزی حکومت کے دفاتر کے نشانے مقرر کئے جاتے ہیں۔ان نشانوں کے سلسلے میں مرکزی حکومت کے دفاتر سے سہ ماہی رپورٹ پیش رفت رپورٹ منگوائی جاتی ہے اور سہ ماہی پیش رفت رپورٹوں کی بنیاد پر ایک سالانہ جائزہ رپورٹ تیار کی جاتی ہے۔یہ رپورٹ پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں پیش کی جاتی ہے اور اس کی نقول ریاستی

حکومتوں اور مرکزی حکومت کی وزارتوں ر محکموں کو بھی ارسال کی جاتی ہے۔ ان میں پائی جانے والی خامیوں سے متعلقہ انتظامی سربراہوں کو آگاہ کیا جاتا ہے تاکہ وہ ان خامیوں کو دور کرنے کے لئے مطلوبہ کارروائی کریں۔ پورے ملک میں پھیلے ہوئے مرکزی حکومت کے دفاتر کے معائنہ کے لئے معاون دفاتر کے طور پر 8 علاقائی عمل درآمد کے دفاتر قائم کئے گئے ہیں یہ دفاتر ممبئی، کلکتہ، بنگلور، غازی آباد، گواہاٹی، بھوپال، کوچین اور دہلی میں واقع ہیں اس کے علاوہ محکمہ کی جانب سے سرکاری زبان کی پالیسی کے نفاذ کے سلسلے میں مختلف پہلوؤں سے بحث کرنے لئے سرکاری زبان کی علاقائی کانفرنسیں بھی منعقد کی جاتی ہیں۔

سال 2000-1999 کو سرکاری زبان ہندی کے گولڈن جوبلی سال کے طور پر منایا گیا تھا۔

ٹریننگ

ہندی پڑھانے اسکیم کے تحت جو محکمہ سرکاری زبان کے تحت جاری ہے، پورے ملک میں 75 کل وقتی اور 96 جز وقتی مرکزوں کے ذریعہ ہندی زبان میں ٹریننگ دی جاتی ہے اس طرح 17 کل وقتی اور 62 جز وقتی مرکزوں کے ذریعہ ہندی اسٹینوگرافی اور ہندی ٹائپنگ کی ٹریننگ بھی دی جاتی ہے۔ اس اسکیم کے کام کو پانچ منطقوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ان منطقوں کے صدر دفاتر، دہلی، جبلپور، ممبئی، چینئی اور کلکتہ بھی میں واقع ہیں۔ کیندریہ ہندی پر شکشن سنستھان محکمہ سرکاری زبان کے معاون دفتر کے طور پر 21 رمئی 1985 کو قائم کیا گیا تھا جس کا مقصد ہندی زبان ہندی اسٹینوگرافی اور ہندی ٹائپنگ میں جز وقتی اور مراسلاتی تربیت دینا ہے۔ سب کے ذیلی دفاتر 1988ء میں ممبئی، کلکتہ اور بنگلور میں اور 1990 میں چینئی اور حیدرآباد میں کھولے گئے تھے۔ ان ذیلی اداروں کے تحت ترچراپلی اور مدورائی میں دو ذیلی مراکز بھی کھولے گئے ہیں۔

مرکزی ٹرانسلیشن بیورو کا قیام مختلف قسم کے سرکاری ادب، مختصر دستور العمل، کوڈ اور فارم وغیرہ کے ترجمے کے کام کے لئے کیا گیا تھا، جو کہ مختلف وزارت رمحکموں، مرکزی حکومت کے دفاتر، اداروں اور بنکوں وغیرہ سے متعلق ہوتے ہیں۔ بیورو ترجمہ کے کام سے تعلق رکھنے والے افسروں اور اہل کاروں کے ٹرانسلیشن ٹریننگ کورس بھی چلا رہا ہے۔ پہلے صرف دہلی میں ہی اس کی ٹریننگ دی جاتی تھی لیکن علاقائی ضرورتوں کی تکمیل کے لئے ٹرانسلیشن ٹریننگ کے مراکز ممبئی، بنگلور، اور کلکتہ میں بھی کھولے گئے ہیں۔

مطبوعات

محکمہ سرکاری زبان ہندی میں ایک سہ ماہی میگزین ''راج بھاشا بھارتی'' شائع کرتی ہے۔ راج بھاشا ہندی کے گولڈن جبلی سال کے دوران راج بھاشا سورن جینتی، اور آرتھک سدھار (معاشی اصلاحات) پر خصوصی ضمیمے نکالے گئے۔ اپریل 2000ء سے ماہانہ نیوز لیٹر، راشٹریہ راج بھاشا، سماچار بھی شروع کیا گیا ہے۔

سرکاری زبان کے تعلق سے جاری سرگرمیوں کا تعارف کرانے کے لئے مختلف گوشوارے، نقشے، کتابچے اور فولڈر بھی شائع کئے جاتے ہیں۔ ٹی وی رریڈیو کے اسپاٹس بھی تیار اور نشر کئے جاتے ہیں۔ مختلف موضوعات پر ہندی میں فیچر فلمیں بھی بنائی اور دکھائی گئی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی راج بھاشا کے بدلتے چرن کو مختلف شعبوں مثلاً بنکوں، سائنس اور ٹکنالوجی میں ظاہر کرنے والا ایک کلینڈر بھی جاری کیا جاتا ہے۔

کمیٹی رسمتی

سرکاری زبان ایکٹ 1963 کی دفعہ 4 کے تحت لوک سبھا کے 20 اور راجیہ سبھا کے دس ممبروں پر مشتمل سرکاری زبان کی پارلیمانی کمیٹی 1976 میں بنائی گئی تھی۔ اس کمیٹی کی ذمہ داری یہ ہے کہ مرکزی کام کاج میں ہندی کے استعمال کی پیشرفت پر نظر رکھے اور اپنی سفارشات پر مبنی رپورٹ صدر کو پیش کرے۔ اس نے اب تک صدر کو اپنی رپورٹوں کی 5 جلدیں پیش کی ہیں۔ یہ رپورٹیں دونوں ایوانوں میں بھی پیش کی جا چکی ہیں۔ پہلی چار رپورٹوں پر صدارتی احکامات جاری ہو چکے ہیں۔ پانچویں رپورٹ پر صدارتی حکم کے اجراء کا عمل جاری ہے۔

وزیراعظم کی صدارت میں کیندریہ ہندی سمتی کی تشکیل کی گئی ہے تاکہ سرکاری کام کاج میں ہندی کے استعمال میں پیش رفت اور ہندی کے فروغ کی تبلیغ کے کام میں مختلف وزارتوں رمحکموں کے مابین تال میل پیدا کیا جا سکے اس اعلیٰ ترین کمیٹی میں جو سرکاری زبان کی پالیسی کے سلسلہ میں رہنمائی کرنے کے لئے بنائی گئی ہے وزیراعظم، کچھ مرکزی وزراء، چند ریاستوں کے وزراء اعلیٰ ممبران پارلیمنٹ اور ہندی و دیگر بھارتی زبانوں کے دیگر ممتاز افراد کو بطور ممبر شامل کیا گیا ہے۔

متعلقہ وزراء کی صدارت میں مختلف وزارتوں رمحکموں میں ہندی صلاحکار کمیٹیاں بنائی گئی ہیں۔ یہ کمیٹیاں اپنے محکموں روزارتوں اور ان کے دفتروں رانڈرٹیکنگوں میں ہندی کے استعمال میں ہونے والی پیش رفت پر نظر ثانی کرتی ہیں اور سرکاری زبان کی پالیسی کی پیش رفت پر بھی نظر رکھتی ہیں۔

سرکاری زبان کے نفاذ کی مرکزی کمیٹی مرکزی حکومت کے سرکاری کام کاج میں ہندی کے استعمال کی صورت حال پر غور خوض کرتی ہے اور مرکزی حکومت کے ملازمین کی ہندی میں ٹریننگ اور محکمہ سرکاری زبان کی جانب سے جاری کئے جانے والے احکامات پر عمل درآمد کا جائزہ بھی لیتی ہے اور ان پر عمل درآمد کے سلسلہ میں پیدا ہونے والی دشواریوں کو دور کرنے کے لئے مشورے دیتی ہے۔ سرکاری زبان کے نفاذ کی ٹاؤن کمیٹیاں ان بڑے شہروں کے لئے بنائی گئی ہیں جہاں کافی تعداد میں مرکزی حکومت کے دفاتر واقع ہیں۔ یہ کمیٹیاں ان دفاتر میں ہندی کے استعمال کی رفتار ترقی کی نگرانی کرتی ہیں۔

انعام کی اسکیمیں

1986-87 میں محکمہ سرکاری زبان نے اندرا گاندھی راج بھاشا شیلڈ اور اندرا گاندھی راج بھاشا پرسکار کا سلسلہ شروع کیا تھا تاکہ مختلف وزارتوں رمحکموں، بنکوں اور مالی اداروں، بلاک سیکٹر کے اداروں اور افراد کو حکومت کی سرکاری زبان کی پالیسی کے فروغ کے لئے قابل قدر خدمات انجام دینے کے سلسلہ میں انعامات دیئے جائیں۔ اور اندرا گاندھی راج بھاشا نقد ایوارڈ، مرکزی حکومت اور بنکوں، مالی اداروں، یونیورسٹیوں وٹریننگ اداروں اور مرکزی حکومت کے تحت خود اختیاراتی کمپنیوں کے موجودہ رریٹائرڈ ملازموں کو ہندی میں تصنیف کی ہوئی اصلی کتابوں کے لئے دیا جاتا ہے۔ علاقائی راج بھاشا ایوارڈ سرکاری زبان کے نفاذ کی ٹاؤن کمیٹیوں اور مرکزی حکومت رپبلک سیکٹر کے علاقائی رماتحت دفاتر، انڈرٹیکنگ ربنکوں اور مالی اداروں کو سرکاری زبان پالیسی کے قابل قدر ونمایاں نفاذ کے حصول اور ہندی کے ترقی پذیر استعمال کو تیز تر کرنے کے لئے دیا جاتا ہے۔

کنٹرولر اینڈ آڈیٹر جنرل

کنٹرولر اینڈ آڈیٹر جنرل کا تقرر صدر کرتے ہیں۔ عہدہ سے ان کو ہٹانے کا طریقہ وہی ہے جو سپریم کورٹ کے جج کو ہٹانے کا ہے۔ اس عہدہ پر تقرری کے بعد وہ مرکز یا ریاستی حکومت کے تحت کسی اور عہدہ پر تقرری کا مستحق نہیں رہ جاتا اس کے فرائض،

اختیارات اور شرائط ملازمین کی وضاحت کنٹرولر اینڈ آڈیٹر جنرل (فرائض، اختیارات اور شرائط ملازمت) ایکٹ 1971ء میں کی گئی ہیں۔ حکومت اور آڈیٹر جنرل کی صلاح پر صدر اس طریقہ کار کو تجویز کرتا ہے جس کے تحت مرکز اور ریاستوں کے کھاتے رکھے جاتے ہیں۔ مرکز اور ریاستوں کے کھاتوں (حساب کتاب) پر اس کی رپورٹ صدر اور متعلقہ حکومتوں اور پارلیمنٹ و ریاستی مجالس قانون ساز میں پیش کی جاتی ہیں۔

انتظامی اصلاحات اور عوامی شکایات

انتظامی اصلاحات اور عوامی شکایات کا محکمہ جو کہ وزارت سرکاری عملہ، عوامی شکایات اور پنشن کے تحت ہے انتظامی اصلاحات اور عوامی شکایات بالخصوص ان شکایات کے ازالہ کے لئے نوڈل ایجنسی کے طور پر کام کرتا ہے جو بالعموم ریاستوں سے اور بالخصوص مرکزی حکومت کی ایجنسیوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ یہ محکمہ نظم و نسق، مطبوعات اور دستاویز سازی کے ذریعہ انتظامی اصلاحات اور عوامی شکایات کے ازالہ کے متعلق معلومات فراہم کرتا ہے۔ یہ محکمہ بین الاقوامی اشتراک و تبادلوں کے میدان میں بھی سرگرم عمل رہتا ہے تاکہ عوامی خدمات کی اصلاحات کو فروغ دیا جا سکے۔

اقدامی منصوبہ پر عمل درآمد اور 24 مئی 1997ء کو منعقدہ وزراء اعلیٰ کی کانفرنس میں منظور کئے گئے بیان کو زیر عمل لانے کے سلسلہ میں وزراتوں سال مرکزی حکومتوں کے محکموں اور ریاستی حکومتوں / مرکزی علاقوں کے انتظامیہ سے مسلسل رابطہ قائم کیا گیا اس سے متعلق اہم حصولیابیوں میں شامل ہے۔

(i) مختلف وزارتوں / محکموں، مرکزی حکومت کی ایجنسیوں، آسام، انڈمان و نکوبار آئی لینڈس، قومی خطہ راجدھانی دہلی، گوا، ہریانہ، ہماچل پردیش، پانڈیچری، راجستھان، تمل ناڈو اور اترپردیش نے 65 چارٹروں کو قطعی شکل دی۔ (ii) تمام محکموں میں سبھی عوامی شکایات کی زمرہ بندی اور ان کی کمپیوٹر پر نگرانی کے نظام کی تنصیب، جو کہ انتظامی اصلاحات و عوامی شکایات کے مرکزی ٹرمنل سے جڑا ہوا ہے۔ (iii) 45 وزارتوں / محکموں میں اطلاعات اور سہولیات فراہم کرنے کے مراکز (IFCS) کا قیام۔

مئی 1998 میں انتظامی قوانین کے جائزے کے لئے ایک کمیشن قائم کیا گیا تھا جس نے تقریباً 50 فی صد مرکزی قوانین (2,500 قوانین میں تقریباً 1300 قوانین) کی تنسیخ کی سفارش کی۔ سبھی وزارتوں / محکموں کے انتظامی قوانین کو ی دستاویز سازی مستقل قائم رہنے والے نزاع کے حل کے لئے نشان دہی کی ہوں 109 معتر ضانہ ایکٹ کی فہرست میں فوری ترمیم کی بھی سفارش کی گئی۔ کمیشن کی سفارشات کے نفاذ اور عمل درآمد کی نگرانی کے لئے ایک اسٹنڈنگ کمیٹی قائم کی گئی۔ اکثر وزارت / محکموں نے ان خراب قوانین / ضابطوں کی تنسیخ اور ان ایکٹ اور قوانین میں موزوں ترامیم / تبدیلیوں کے لئے ابتدائی اقدام اٹھائے ہیں۔

محکمے کے ذریعہ مندرجہ مطبوعات شائع کی جاتی ہیں۔ (i) سول سروسز نیوز (ایک ماہانہ نیوز سینٹر) اور (ii) مینجمنٹ ان گورنمنٹ (ایک سہ ماہی رسالہ۔ محکمہ اچھے طریقوں کو وسعت دینے اور فیلڈ تجربات کی دستاویز سازی کرنے وغیرہ میں بھی سرگرم عمل ہے۔

محکمے کے اشتراک سے، کامن ویلتھ ایسوسیشن برائے انتظام عامہ اور منتظمہ نے Just and Honest Goverment-International Experience (بہتر اور ایماندار حکومت۔ عالمی تجربہ) کے موضوع پر ایک بین الاقوامی سیمینار 7 سے 11 فروری 2000 تک نئی دہلی میں منعقد کیا گیا۔ جس میں 11 کامن ویلتھ ملکوں کے اعلیٰ حکام نے شرکت کی۔

انتظامی اصلاحات اور عوامی شکایت کا محکمہ انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ایڈمنسٹریٹو سائنسز کے برسلس کا اداری ممبر ہے۔ یہ ادارہ دنیا کے ہر علاقے کے ماہرین انتظام عامہ کے تجربات و تجزیات پیش کرنے اور مباحثے کے لئے مثالی فورم فراہم کرتا ہے۔ IIAS

کی دوسری مخصوص انٹرنیشنل کانفرنس اکتوبر 2002 میں نئی دہلی میں منعقد کی جائے گی۔

انتظامی ٹربیونل

ایڈمنسٹریٹو ٹربیونل ایکٹ 1985 کے ذریعہ وضع قانون نے شکایت کنندہ سرکاری ملازمین کے لئے نظام عدلیہ کے حلقہ
اختیار میں ایک نئے باب کی شروعات کی۔ ایڈمنسٹریٹوٹربیونل ایکٹ آئین کے آرٹیکل 323A کا مرہون منت ہے جس کی رو سے
مرکزی حکومت کو یہ اختیار سونپا گیا تھا کہ وہ پارلیمنٹ کے ایکٹ کے تحت انتظامی ٹربیونل قائم کرے جو مرکز اور ریاستوں سے
منسلک عوامی خدمات اور اسامیوں میں مقرر شدہ لوگوں کی تقرری اور سروس کی شرائط سے متعلق شکایتوں اور تنازعات کے عدالتی
فیصلے کر سکے۔ ملازمین کی سروس سے متعلق سبھی معاملے بنیادی طور پر، اس ایکٹ کے تحت قائم کئے گئے ایڈمنسٹریٹوٹربیونل کے دائرہ
اختیار میں آتے ہیں۔ سپریم کورٹ کے 18 مارچ 1997 کے فیصلے کے مطابق ایڈمنسٹریٹوٹربیونل کے فیصلوں کے خلاف متعلقہ ہائی
کورٹ کے ڈویژن بنچ میں اپیل دائر کی جاسکتی ہے۔

یہ عام عدالتوں سے اپنے فیصلے اور طریقہ کار کے اعتبار سے الگ نوعیت کے ہوتے ہیں۔ مذکورہ ایکٹ کے تحت ان کے حلقہ
اختیار، مقدمے کے فریقوں کے صرف سروس معاملوں سے متعلق ہی ہوتے ہیں۔ انکا طریقہ کار بہت سادہ ہوتا ہے۔ شکایت کنندہ
ذاتی طور پر بھی اس ٹربیونل کے سامنے پیش کرسکتا ہے۔ اور اپنی پیروی کرسکتا ہے ٹربیونل کے سامنے فریق مقدمہ صرف 50 روپے
کی فیس ادا کرکے عرض داشت دے سکتا ہے۔ اس طرح اس کا مقصد فریق کو اس ٹربیونل کے ذریعہ فوری اور کفایتی انصاف فراہم
کرنا ہے۔

اس ایکٹ کے تحت مرکزی انتظامی ٹربیونل سی اے ٹی اور ریاستی انتظامی ٹربیونل کے قیام کا اہتمام کیا گیا ہے۔ سی اے ٹی کا
قیام یکم نومبر 1985 کو ہوا تھا۔ آج کل اس کی 17 باقاعدہ بنچیں ہیں جس میں سے 15 ہائی کورٹ کی خاص نشستوں سے اپنا کام
کرتی ہیں جب کہ باقی دو جے پور اور لکھنؤ میں ہیں۔

یہ بنچیں ہائی کورٹ کی دیگر نشستوں پر گردشی نشست بھی کرتی ہیں۔ مختصراً ٹربیونل ایک چیئرمین، وائس چیئرمین اور ممبروں پر
مشتمل ہوتا ہے۔ ممبران عدالتی اور انتظامی دونوں طرح کے فیصلے کا اختیار رکھتے ہیں۔ یہ قانون اور انتظامی دونوں معاملوں میں
ماہر ہوتے ہیں۔

آج کل مرکزی ایڈمنسٹریٹوٹربیونل میں چیئرمین، وائس چیئرمین اور ممبران کی منظور شدہ تعداد اس طرح ہے۔ چیئرمین ایک،
وائس چیئرمین 16 اور ممبران 49۔

ریاستی انتظامی ٹربیونل، ایڈمنسٹریٹوٹربیونل ایکٹ کے تحت حکومتوں کے ذریعہ مندرجہ ذیل ریاستوں میں قائم کئے گئے ہیں۔
آندھرا پردیش، ہماچل پردیش، اڑیسہ، کرناٹک، مدھیہ پردیش، مہاراشٹر، تمل ناڈو اور مغربی بنگال۔

1985 میں اپنے قیام کی ابتدا سے 30 جون 2000 تک، سینٹرل ایڈمنسٹریٹوٹربیونل کو 3,31,648 معاملے کے عدالتی فیصلے
کے لئے موصول ہوئے (اس میں وہ بھی شامل ہیں جو ہائی کورٹ سے منتقل کئے گئے) جس میں سے 2,86,220 معاملوں کا
تصفیہ کردیا گیا۔

ریاستیں

ریاستوں میں نظام حکومت بالکل مرکزی نظام حکومت جیسا ہے

انتظامیہ

گورنر

ریاستی انتظامیہ، گورنر اور وزیروں کی کونسل پر مشتمل ہوتا ہے جس کا سربراہ وزیر اعلیٰ ہوتا ہے۔ کسی ریاست کے گورنر کی تقرری صدر کے ذریعہ 5 سال کی مدت کے لئے ہوتی ہے۔ اس کے عہدہ کی میعاد صدر کی مرضی کے تابع ہوتی ہے۔ اس عہدہ پر صرف بھارتی شہری کو مقرر کیا جا سکتا ہے جو 35 سال سے زیادہ عمر کے ہوں۔ ریاست کا انتظامی اختیار گورنر کو حاصل ہوتا ہے۔

وزیر اعلیٰ کی سربراہی میں وزیروں کی کونسل حکومت کا کام کاج چلانے میں گورنر کی امداد کرتا ہے اور اسے مشورے دیتا ہے۔ بجز ان امور کے جو اس کی آئینی ذمہ داریوں کے استعمال سے متعلق رکھتے ہیں۔ ناگالینڈ کے گورنر کو لاء اینڈ آڈرر کے سلسلہ میں آئین کی دفعہ 371 اے کے تحت خصوصی اختیارات حاصل ہیں۔ گرچہ اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ لاء اینڈ آرڈر کے امور میں وزیروں کی کونسل سے مشورہ کرے مگر وہ اپنے طور پر بھی کوئی کارروائی کرنے کا فیصلہ کر سکتا ہے۔

اس طرح لاء اینڈ آرڈر اور اپنی ذمہ داریوں کی انجام دہی کے سلسلہ میں اروناچل کے گورنر کو بھی آئین کی دفعہ 371 ایچ کے تحت خصوصی اختیارات حاصل ہیں۔ گورنر کو حق ہے کہ وہ وزیروں کی کونسل سے صلاح و مشورہ کرنے کے بعد اپنی مرضی کے مطابق کوئی اقدام کرے۔ مگر یہ عارضی دفعات بھی شامل ہیں کہ اگر صدر، گورنر کی رپورٹ موصول ہونے یا کسی اور وجہ سے مطمئن ہو کہ لاء اینڈ آرڈر کے سلسلہ میں گورنر کو خصوصی اختیارات دینا ضروری نہیں ہے تو وہ اس مفہوم کا حکم جاری کر سکتا ہے۔

اس طرح آسام، میگھالیہ، تریپورہ اور میزورم کے قبائلی علاقوں پر لاگو ہونے والے شیڈولڈ کے بیسویں پیراگراف میں کی گئی وضاحت کے مطابق ڈسٹرکٹ کونسل اور ریاستی حکومت کے درمیان رائلٹی میں حصہ داری کے سلسلہ میں گورنر کو خصوصی اختیارات حاسل ہیں۔ دسمبر 1988ء سے چھٹے شیڈول سے میزورم اور تریپورہ کے گورنروں کو اپنی تمام ذمہ داریوں کی ادائیگی کے سلسلہ میں اپنی مرضی کے مطابق اقدامات کرنے کا حق دیا ہے (ضلع کونسلوں کے ذریعہ ٹیکسوں کے نفاذ اور غیر قبائلی لوگوں کے ذریعہ سودی کاروبار کے ضوابط کی منظوری کو چھوڑ کر) سکم میں گورنر کو امن اور آبادی کے مختلف طبقات کی سماجی اور اقتصادی ترقی کے لئے گورنر کو خصوصی ذمہ داری دی گئی ہے۔

ریاست کے وزیر اعلیٰ کی تقرری یا کسی ریاست میں آئینی مشینری کی ناکامی کی رپورٹ صدر کو پیش کرتے ہوئے یا مجالس قانون ساز کے ذریعہ منظور کئے گئے بل کی توثیق کرتے ہوئے تمام گورنر اپنے صوابدید پر عمل کریں گے۔

وزیروں کی کونسل

گورنر، وزیر اعلیٰ کو مقرر کرتا ہے اور وزیر اعلیٰ کی سفارش پر دوسرے وزراء کی تقرری بھی کرتا ہے۔ وزیروں کی کونسل اجتماعی طور پر ریاستی قانون ساز اسمبلی کے لئے جوابدہ ہوتی ہے۔

قانون سازیہ (لیجسلیچر)

ہر ایک ریاست میں گورنر کے علاوہ ایک یا دو ایوان ہوتے ہیں (جو بھی صورت ہو) بہار، جموں و کشمیر، کرناٹک، مہاراشٹر اور اتر پردیش میں دو ایوان ہیں جن کے قانون ساز کونسل اور قانون ساز اسمبلی ہیں جب کہ باقیماندہ ریاستوں میں ایک ہی ایوان ہے جس کو قانون ساز اسمبلی (ودھان سبھا) کہتے ہیں۔ پارلیمنٹ کسی قانون ساز کونسل (ودھان پریشد) کو توڑنے یا جہاں وہ موجودہ

نہ ہو وہاں بنانے کا فیصلہ کر سکتی ہے بشرطیکہ متعلقہ ریاست میں اس مفہوم کی قرارداد منظوری کی جا چکی ہو۔

قانون ساز کونسل (ودھان پریشد)

کسی ریاست کی قانون ساز کونسل، ودھان پریشد میں ممبروں کی تعداد اس ریاست کی قانون ساز اسمبلی (ودھان-سبھا) کے ممبروں کی ایک تہائی تعداد سے زیادہ نہیں ہو سکتی اور کسی بھی حالت میں 40 ممبروں سے کم نہیں ہو سکتی۔ (جموں وکشمیر کے آئین کی دفعہ 50 کے مطابق جموں وکشمیر کی قانون ساز کونسل کے ممبروں کی تعداد 36 ہے) کونسل کے لگ بھگ ایک تہائی ممبروں کا انتخاب ممبران اسمبلی ان لوگوں میں سے کرتے ہیں جو اسمبلی کے ممبر نہ ہوں جب کہ ایک تہائی ممبروں کا انتخاب ریاست کی میونسپلٹیوں، ضلع بورڈوں اور دیگر لوکل اتھارٹیز کے ممبران کرتے ہیں جب کہ ممبروں کے بارہویں حصہ کا انتخاب وہ اساتذہ کرتے ہیں جو ریاست کے اسکولوں میں ہوں۔ مگران اساتذہ کا تعلق سکنڈری اسکول سے کم مرتبہ کی تعلیم گاہوں سے نہ ہونا چاہئے اور یہ بھی ضروری ہے کہ یہ اساتذہ کم از کم تین سال سے پڑھا رہے ہوں۔ مزید بارہویں حصہ کا انتخاب وہ رجسٹرڈ گریجویٹ کرتے ہیں جن کو گریجویشن کئے ہوں تین سال کا عرصہ گزر چکا ہو۔ باقیماندہ ممبروں کو گورنر ان لوگوں میں سے نامزد کرتا ہے جو ادب، سائنس، آرٹ، کوآپریٹیو تحریک اور سماجی خدمات میں ممتاز حیثیت رکھتے ہوں۔ قانون ساز کونسلیں تحلیل نہیں ہوتیں۔ مگر ہر دو سال پر ان کے ایک تہائی ارکان سبکدوش ہو جاتے ہیں۔

قانون ساز اسمبلی (ودھان سبھا)

کسی قانون ساز اسمبلی کے ممبروں کی تعداد 500 سے زیادہ اور 60 سے کم نہیں ہوتی۔ (آئین کی دفعہ 371 ایف کی رو سے سکم کی قانون ساز اسمبلی 32 ممبروں پر مشتمل ہے) ان ممبروں کا انتخاب ریاست کے علاقائی حلقوں سے براہ راست چناؤ کے ذریعہ ہوتا ہے۔ علاقائی حلقوں کی تشکیل اس طرح کی جاتی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو پوری ریاست میں ہر ریاست کی آبادی اور اسے دی جانے والی نشستوں کا تناسب یکساں ہو۔ اسمبلی کی میعاد 5 برس ہے بشرطیکہ اسے اس مدت کے پورے ہونے سے قبل تحلیل نہ کر دیا جائے۔

اختیارات اور فرائض

آئین کے ساتویں شیڈول کی لسٹ ii میں درج کئے گئے موضوعات پر ریاستی قانون سازیہ کو بلاشرکت غیرے تمام اختیارات حاصل ہیں۔ اور لسٹ iii میں مندرجہ ذیل موضوعات پر Concurrent (مشترکہ) اختیارات حاصل ہیں۔ قانون سازیہ کے مالی اختیارات میں تمام اخراجات، ٹیکسوں کے نفاذ، اور ریاستی حکومت کی جانب سے قرض حاصل کرنے کے اختیارات شامل ہیں۔ صرف ریاستی اسمبلی ہی منی بل (Money Bill) تیار کر سکتی ہے۔ قانون ساز کونسل، اسمبلی سے منی بل وصول ہونے کے 14 دن کے اندر ضروری تبدیلیوں کے سلسلہ میں صرف سفارش کر سکتی ہے اور اسمبلی ان سفارشوں کو منظور یا مسترد کر سکتی ہے۔

بلوں کو اٹھا رکھنا (ریزرویشن آف بلز)

کسی بھی ریاست کے گورنر کو اختیار ہے کہ وہ کسی بھی بل کو صدر کے غور کرنے کے لئے اٹھا رکھے۔ جائیداد کے لازمی حصول، ہائی کورٹوں کے اختیارات اور مرتبہ کو متاثر کرنے والے اقدامات، بین ریاستی دریائی وادی یا دریائی ذیلی ترقیاتی پروجیکٹوں میں پانی یا بجلی کے اسٹوریج، تقسیم اور فروخت پر ٹیکسوں کے نفاذ سے تعلق رکھنے والے بلوں کے سلسلہ میں بلوں کو لازمی طور پر اٹھا رکھنا

چاہئے۔ بین الریاستی کاروبار پر پابندی لگانے والا کوئی بل صدر کی منظوری کے بغیر کسی ریاستی قانون سازیہ میں نہیں پیش کیا جاسکتا۔

انتظامیہ پر کنٹرول

ریاستی قانون سازیہ مالی کنٹرول کے عام اختیارات کو استعمال کرنے کے ساتھ ہی تمام عام پارلیمانی طریقے مثلاً سوالات، بحث ومباحثہ، التوا اور تحریک عدم اعتماد اور انتظامیہ کے روزمرہ کاموں پر نظر رکھنے کے لئے قراردادوں سے بھی کام لے سکتا ہے۔ قانون سازیہ کی تخمینہ جات اور پبلک اکاؤنٹس کی کمیٹیاں بھی ہوتی ہیں تاکہ قانون سازیہ کے ذریعہ منظور شدہ گرانٹوں کو مناسب طور پر استعمال میں لایا جاسکے۔

مرکزی علاقے

مرکزی علاقوں کا نظم ونسق حسب دلخواہ ایک ایڈمنسٹریٹر کو مقرر کر کے صدر چلاتا ہے۔ جزائر انڈمان ونکوبار، دہلی اور پانڈیچری کے ایڈمنسٹریٹروں کو لفٹیننٹ گورنر اور چنڈی گڑھ کا ایڈمنسٹریٹروں کو چیف کمشنر کہتے ہیں مگر آج کل پنجاب کے گورنر کو چنڈی گڑھ کے ایڈمنسٹریٹر کے اختیارات بھی تفویض ہیں۔ دادر اور ناگر حویلی کا ایڈمنسٹریٹیٹ دمن اور دیو کا بھی ایڈمنسٹریٹر ہے۔ لکش دیپ کا الگ سے ایڈمنسٹریشن ہے۔

قومی راجدھانی خطہ دہلی اور مرکزی علاقہ پانڈیچری دونوں کی اپنی اپنی قانون ساز اسمبلی اور وزیروں کی کونسل ہیں۔ مرکزی علاقہ پانڈیچری کی قانون ساز اسمبلی آئین کے ساتویں شیڈول کی لسٹ ii اور لسٹ iii میں مذکورہ امور سے تعلق رکھنے والے قوانین وضع کرسکتی ہیں۔ جن کا اطلاق مرکزی علاقہ ہی پر ہوگا۔ قومی راجدھانی خطہ دہلی کی قانون ساز اسمبلی کو بھی یہی اختیارات حاصل ہیں مگر لسٹ ii کے مندرجات 1، 2 اور 18 قانون ساز اسمبلی کے قانون سازی کے اختیارات اس میں شامل نہیں ہیں۔ مگر بعض زمروں کو قانون ساز اسمبلی میں پیش کرنے سے قبل مرکزی حکومت کی منظوری حاصل کرنا ضروری ہے۔ مرکزی علاقہ پانڈیچری اور قومی راجدھانی خطہ دہلی کی قانون ساز اسمبلی کے ذریعہ منظور کئے جانے والے کچھ بلوں کو صدر کے ذریعہ زیرغور لانا اور توثیق کرانا ضروری ہے۔

مقامی حکومت

میونسپلٹیاں

بھارت میں میونسپل اداروں کی ایک طویل تاریخ ہے۔ اس طرح کی پہلی میونسپل کارپوریشن سابقہ پریسیڈنسی شہر مدراس میں 1688ء میں قائم کی گئی تھی اور اس کے بعد 1726ء میں ممبئی اور کلکتہ میں اسی طرح کی کارپوریشن قائم کی گئی تھیں۔ پارلیمنٹ اور ریاستی مجالس قانون ساز میں جمہوریت کے تحفظ کے لئے آئین میں تفصیلی دفعات موجود ہیں۔ مگر آئین نے شہری علاقوں میں لوکل سیلف گورنمنٹ پر کوئی واضح آئینی پابندی نہیں نافذ کی ہے۔ ریاستی پالیسی کے نگراں اصولوں میں پنچایتوں کا ذکر تو ملتا ہے مگر میونسپلٹیوں کا کوئی ذکر بجز اس بات کے نہیں ہے کہ ریاستی لسٹ کی انٹری 5 کی رو سے لوک سیلف گورنمنٹ کے موضوع کو ریاستوں کی ذمہ داری کے دائرہ میں رکھا گیا ہے۔

شہری لوکل باڈیز کو مشترکہ ڈھانچہ فراہم کرنے اور انہیں سیلف گورنمنٹ کی موثر جمہوری یونٹوں کے طور پر کام کرنے کے قابل بنائے رکھنے کے لئے 1992ء میونسپلٹیوں کے سلسلہ میں پارلیمنٹ نے آئین (میں ترمیم کل 74 ویں) ایکٹ 1992ء

منظور کیا گیا۔صدر جمہوریہ نے 20اپریل 1993ء اس ایکٹ کی توثیق کی تھی اور حکومت کی مشتہر کی ہوئی تاریخ یکم جون 1993ء سے یہ ایکٹ نافذ ہوگیا تھا۔آئین میں ایک نئے پارٹ x-اے کومیونسپلٹیوں کے سلسلہ میں شامل کیا گیا ہے تاکہ دوسری چیزوں کے علاوہ تین طرح کی میونسپلٹیاں یعنی ان علاقوں کے لئے جو دیہی علاقوں سے شہری علاقوں میں تبدیل ہورہے ہیں نگر پنچایتیں قائم کرنا، چھوٹے شہری علاقوں میں میونسپل کونسلیں قائم کرنا اور بڑے شہری علاقوں میں میونسپل کارپوریشنیں قائم کرنا، میونسپلٹیوں کی میعاد مقرر کرنا، ریاستی الیکشن کمیشن مقرر کرنا، ریاستی مالیاتی کمیشن مقرر کرنا اور میٹروپولیٹین و ڈسٹرکٹ پلاننگ کمیٹیاں بنانا ممکن ہو۔تمام ریاستوں نے اپنے مالیاتی کمیشن قائم کئے ہیں۔شہری مقامی اداروں کے انتخابات کرانے کے لئے تمام ریاستوں/مرکزی علاقوں نے اپنے اپنے الیکشن کمیشن قائم کئے ہیں۔بہار اور پانڈیچری کو چھوڑ کر ریاستوں/مرکزی علاقوں جہاں یہ معاملے عدالت میں زیر سماعت ہیں تمام علاقوں میں میونسپل اداروں کے انتخابات کرائے جا چکے ہیں۔

پنچایتیں

آئین کا آرٹیکل 40 جو ریاستی پالیسی کے ایک رہنما اصول پر مشتمل ہے ریاستوں پر یہ ذمہ داریاں نافذ کرتا ہے کہ وہ گاؤں پنچایتیں قائم کریں اور ان کو سیلف گورنمنٹ کی یونٹوں کے طور پر کام کرنے کے لئے ضروری اختیارات بھی تفویض کریں۔

مذکورہ بالا کی روشنی میں آئین میں پنچایتوں کے سلسلہ میں ایک نیا پارٹ ix شامل کیا گیا ہے تاکہ کسی گاؤں یا کئی گاؤوں کے مجموعہ میں گرام سبھا قائم کی جاسکے گاؤں کی سطح پر یا دیگر سطحوں پر پنچایتوں کی تشکیل کی جاسکے۔پنچایتوں کی تمام نشستوں کے لئے گاؤں کی سطح پر یا درمیانہ سطح پر براہ راست چناؤ کرائے جائیں اور ان سطحوں پر چیئر پرسن (صدر) کے عہدہ کے لئے بھی براہ راست چناؤ کرائے جاسکیں، پنچایت کی رکنیت اور ہر سطح پر پنچایتوں کی صدارت کے لئے شیڈولڈ کاسٹس اور شیڈولڈ ٹرائبس کے لئے ان کی آبادی کے تناسب سے نشستیں محفوظ کی جاسکیں، عورتوں کے لئے نشستوں کی تخصیص کی جاسکے جو کہ ایک تہائی سے کم نہ ہو، پنچایتوں کی میعاد 5 سال کی میعاد مقرر کی جاسکے اور کسی پنچایت کی معطلی کی صورت میں چھ ماہ کے اندر چناؤ کرائے جاسکیں۔

الیکشن کمیشن

پارلیمنٹ اور ریاستی مجالس قانون ساز اور صدر/نائب صدر کے عہدوں کے لئے الیکشن کرانے اور فہرست رائے دہندگان کی تیاری کے سلسلہ میں ہدایت دینے اور اس کام کی نگرانی کرنے کی ذمہ داری بھارت کے الیکشن کمیشن پر ہے یہ ایک آزاد و خودمختار آئینی اتھارٹی ہے جس کا قیام آئین کی دفعہ 324(ا) کے تحت عمل میں آیا ہے۔1950ء میں اپنے وجود کے دن سے اکتوبر 1989ء تک الیکشن کمیشن نے چیف الیکشن کمشنر پر مشتمل ایک رکنی ادارہ کے طور پر کام کیا۔1989ء میں ہونے والے دارالعوام (لوک سبھا) کے عام چناؤ کرانے سے قبل صدر نے 16اکتوبر 1989ء میں مزید دو الیکشن کمشنروں کی تقرری کی۔مگر جب الیکشن کمشنری کی دو جگہوں کو ختم کردیا گیا تو یکم جنوری 1990ء سے دونوں الیکشن کمشنر اپنے عہدہ پر نہیں رہ گئے۔یکم اکتوبر 1993ء کو دوبارہ صدر نے مزید دو الیکشن کمشنروں کی تقرری کی اس کے ساتھ ہی متعلقہ قانون (چیف الیکشن کمشنر اور دیگر الیکشن کمشنروں کی شرائط ملازمت کا) ایکٹ 1991ء میں بھی ترمیم کردی گئی جس کی رو سے چیف الیکشن کمشنر اور دیگر الیکشن کمشنروں کو یکساں اختیارات، تنخواہیں، بھتے اور دیگر سہولیات دی گئیں۔اس قانون کے تحت مزید یہ سہولیت بھی دی گئی ہے کہ چیف الیکشن کمشنر اور ریا دونوں الیکشن کمشنروں کے درمیان کسی اختلاف رائے کی صورت میں کثرت رائے سے کمیشن کے ذریعہ معاملہ کو طے کیا جائے گا اس قانون کے جواز کو (جس کا نیا نام) 1993ء میں الیکشن کمیشن (الیکشن کمشنروں کی خدمت کی شرائط اور طریقہ کار) ایکٹ 1991ء رکھا گیا) سپریم کورٹ میں چیلنج کردیا گیا مگر سپریم کورٹ کی آئینی بنچ نے جو کہ پانچ ججوں پر مشتمل تھی تمام دعووں کو

خارج کر دیا اور مذکورہ بالا قانون کی تمام اصناف کو 14/جولائی 1995ء کو اتفاق رائے سے کئے گئے فیصلہ کے ذریعہ جائز قرار دیدیا۔

الیکشن کمیشن کی آزادی اور انتظامیہ کی مداخلت سے اسے محفوظ رکھنے کی گارنٹی آئین کی خصوصی دفعہ 324(5) کے ذریعہ اس طرح دی گئی ہے کہ چیف الیکشن کمشنر کو اس کے عہدہ سے اسی طریقہ اور انہیں بنیادوں پر ہٹایا جاسکے گا جو کہ سپریم کورٹ کے ججوں کو ہٹانے کا طریقہ اور بنیادیں ہیں اور اس کی تقرری کے بعد شرائط ملازمت اس کے مفاد کے خلاف نہ ہوں گی۔ دیگر الیکشن کمشنروں کو بھی صرف چیف الیکشن کمشنر کی سفارش پر ہٹایا جاسکے گا۔

چیف الیکشن کمشنر اور الیکشن کمشنروں کو وہی تنخواہیں اور سہولیت ملیں گی جو سپریم کورٹ کے ججوں کو ملتی ہیں۔ مثلاً بنا کرایہ رہائش کی جگہ۔ چیف الیکشن کمشنر اور دوسرے الیکشن کمشنروں کے عہدہ کی میعاد اس کے عہدہ سنبھالنے کی تاریخ سے اس کے 65 سال کی عمر کو پہنچنے تک (اس میں سے جو بھی پہلے ہو) 6 سال کے لئے ہے۔ فہرست رائے دہندگان تیار کرنے اور انتخابات کرانے کے لئے مکمل اختیارات، نگرانی اور ہدایات کی ذمہ داری آئین کے آرٹیکل 324 کے تحت الیکشن کمیشن کو تفویض کئے گئے ہیں اور ان کو پارلیمنٹ کے قوانین موسومہ عوامی نمائندگی کے قانون 1950، عوامی نمائندگی کے ایکٹ 1951 صدر اور نائب صدر کے چناؤ کے قوانین 1952 مرکزی علاقوں کی حکومت کے ایکٹ 1963ء، گورنمنٹ آف انڈیا قومی راجدھانی خطہ دہلی ایکٹ 1991ء اور ان کے مطابق جاری کئے جانے والے ضوابط واحکامات کے ذریعہ تقویت پہنچائی گئی ہے۔

سیاسی پارٹیوں کا رجسٹریشن

عوامی نمائندگی ایکٹ 1951 کی دفعہ 29اے کے تحت الیکشن کمیشن کے ذریعہ سیاسی پارٹیوں کا رجسٹریشن ہوتا ہے۔ الیکشن کمیشن سے رجسٹرڈ پالیسی انتخابی کارکردگی کی بنیاد پر بعض تقاضوں کی تکمیل کے بعد قومی یا ریاستی پارٹی کے طور پر تسلیم کی جاسکتی ہے۔ اگر انتخابی کی نشان (ریزرویشن اور الاٹمنٹ) آرڈر 1968 کے تحت کوئی سیاسی پارٹی چار یا چار سے زیادہ ریاستوں میں تمام تقاضوں کو پورا کرتی ہے تو اسے قومی پارٹی تسلیم کیا جاتا ہے اور چار سے کم ریاستوں میں منظور کی گئی سیاسی پارٹی اس ریاست یا ان ریاستوں میں ریاستی پارٹی کا درجہ رکھتی ہے جس میں اسے بطور ریاستی پارٹی تسلیم کیا گیا ہو۔ قومی پارٹی کے لئے پورے ملک میں ایک چناؤ نشان محفوظ ہوتا ہے اور ریاستی پارٹی کے لئے اس ریاست یا ان ریاستوں میں ایک چناؤ نشان محفوظ ہوتا ہے جہاں اسے بطور ریاستی پارٹی تسلیم کرلیا گیا ہو۔ یہ محفوظ نشانات صرف ان پارٹیوں کے ذمہ داروں کو دئے جاتے ہیں جن کے لئے ان کو محفوظ کیا گیا ہوں۔ 9 اگست/1999ء میں الیکشن کمشنر سے رجسٹرڈ سیاسی پارٹیوں کی تعداد 712 ہے۔ ان میں سے سات پارٹیاں قومی اور 49 پارٹیاں ریاستی پارٹیوں کے طور پر تسلیم شدہ ہیں۔

انتخابی اصلاحات

انتخابی قانون میں عوامی نمائندگی (کے ترمیمی) ایکٹ 1996 کے ذریعہ کیم اگست 1996 سے کچھ اہم تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ ان میں سے کچھ اہم تبدیلیاں اس طرح ہیں۔ (i) قومی وقار کی توہین کے ایکٹ 1971 کی دفعہ 2 کے تحت سزایابی (ہندوستان کے قومی پرچم یا ہندوستان کے آئین کی توہین کے جرم میں) دفعہ 2 یا (قومی ترانہ گائے جانے سے روکنے کے جرم) دفعہ 3 کے تحت سزایابی کے نتیجہ میں سزایابی کی تاریخ سے 6 سال تک پارلیمنٹ اور ریاستی مجالس قانون ساز کے انتخابات کرانے کے لئے نااہل قرار پائے گا (ii) زرضمانت اور تجویز کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ: غیر سنجیدہ امیدواروں کی تعداد میں کثرت کی روک تھام کے لئے لوک سبھا یا ریاستی اسمبلی کے چناؤ میں کھڑے ہونے والے امیدوار کی جانب سے داخل کی جانے والی ضمانت کی رقم میں اضافہ کیا گیا ہے۔ لوک سبھا کے لئے زرضمانت 500 روپے سے بڑھا کر 10000 روپے عام امیدواروں کے لئے اور 250

روپے بڑھا کر 5000 روپے شیڈولٹ کاسٹ یا شیڈولٹر ٹرائب کے امیدوار کے لئے کی گئی ہے۔ ریاستی قانون ساز اسمبلی کے
لئے عام زمروں کے امیدوار کو ضمانت کی رقم 5000 روپے جمع کرنی ہوگی۔ پہلے یہ رقم بالترتیب 250 روپے اور 125 روپے تھی۔
ترمیم شدہ قانون میں یہ شرط بھی رکھی گئی ہے۔ کہ پارلیمانی یا اسمبلی حلقہ انتخاب میں کسی امیدوار کی نامزدگی کے لئے، اگر وہ
امیدوار کسی قومی پارٹی یا ریاستی پارٹی کا نہیں ہے حلقہ انتخاب کے دس رائے دہندگان کی جانب سے اس کا نام پیش کیا جانا ضروری
ہے، اور اگر کسی تسلیم شدہ پارٹی کا امیدوار ہے تو صرف ایک نام پیش کرنے والا کافی ہوگا۔ نام واپس لینے کی آخری تاریخ اور ووٹ
ڈالنے جانے کی تاریخ کے درمیان پہلے 20 دن کا فاصلہ تھا جسے کم کر کے 14 دن کر دیا گیا ہے۔ دو سے زیادہ حلقوں سے الیکشن
لڑنے پر پابندی: کوئی امیدوار دو سے زیادہ پارلیمانی یا اسمبلی حلقوں سے عام انتخاب یا ضمنی انتخاب میں جو ساتھ ساتھ ہو رہے ہوں
الیکشن نہ لڑا سکے گا۔ راجیہ سبھا اور ریاستی قانون ساز کونسل کے دو سالہ انتخابات اور ضمنی انتخابات میں بھی اسی طرح کی پابندیاں نافذ
ہوں گی (iv) امیدواروں کے ناموں کی فہرست سازی: امیدواروں کے ناموں کی فہرست سازی کے لئے ان کی زمرہ بندی (I)
بطور امیدوار تسلیم شدہ سیاسی پارٹی (بی) بطور امیدوار رجسٹرڈ غیر تسلیم شدہ سیاسی پارٹی اور دیگر بطور آزاد امیدوار ہوگی۔ مقابلہ
کرنے والے امیدواروں کی فہرست میں ان کے نام اور بیلٹ پیپر میں بھی ان کے نام اب مذکورہ بالا سلسلہ سے ہر زمرہ میں
حروف تہجی کے اعتبار سے درج کئے جائیں گے۔ (v) امیدوار کی موت: پہلے مقابلہ کرنے والے امیدوار کی موت کی صورت میں
چناؤ ملتوی کر دیا جاتا تھا۔ آئندہ مقابلہ کرنے والے کسی امیدوار کی موت کی صورت میں چناؤ ملتوی نہ ہوگا۔ اگر متوفی امیدوار کسی
تسلیم شدہ قومی یا ریاستی پارٹی کو ہوگا تو اس پارٹی کو الیکشن کمیشن کی جانب سے دی گئی اطلاع سے سات دن کے اندر کسی دوسرے
امیدوار کو نامزد کرنے کا اختیار ہوگا (vi) پولنگ اسٹیشن پر یا اس کے نزدیک مسلح ہو کر جانے کی ممانعت: اسلحہ ایکٹ 1959 میں
مذکورہ کسی بھی ہتھیار سے لیس ہو کر کسی پولنگ اسٹیشن کے نواح میں جانا اب قابل دست اندازی پولیس جرم ہے جس کی سزا دو سال
کی قید یا جرمانہ یا دونوں ہیں۔ جرم کرنے والے کے قبضہ میں پایا جانے والا ہتھیار بھی ضبط کر لیا جائے گا اور اس ہتھیار کے لئے
جاری کیا گیا لائسنس بھی منسوخ ہو جائے گا۔ مگر ان دفعات کا اطلاق ریٹرننگ آفیسر، پریذائیڈنگ آفیسر، کسی پولیس افسر یا
پولنگ اسٹیشن پر نظم و ضبط قائم رکھنے کے لئے مقرر کئے گئے کسی شخص پر نہ ہوگا۔ (vii) پولنگ کے دن ملازمین کو چھٹی: تمام رجسٹرڈ
رائے دہندگان جو کسی بھی تجارت، کاروبار، صنعتی انڈرٹیکنگ یا کسی دوسرے ادارے میں کام کرتے ہیں پولنگ کے دن با تنخواہ چھٹی
کے مستحق ہوں گے۔ اس دن کے لئے یومیہ اجرت پر کرنے والوں تک کو ان کی اجرت ملے گی۔ مگر اس رائے دہندہ کے سلسلہ میں
اس قاعدہ کا اطلاق نہ ہوگا جس کی غیر حاضری سے اس روزگار کے لئے خطرہ یا کافی نقصان کا اندیشہ ہوگا جس میں کہ وہ کام کرتا
ہوگا۔ اس یہ قانون کی خلاف ورزی کرنے والے آفیسر کو 500 روپے تک جرمانہ کی سزا ہو سکتی ہے۔ (viii) شراب کی بکری وغیرہ
پر پابندی: کوئی شراب یا نشہ آور شے پولنگ کے علاقہ میں پولنگ کے لئے مقررہ وقت کے 48 گھنٹہ بعد تک کسی دوکان، کھانے کی
جگہ، ہوٹل یا کسی دوسری جگہ پر فروخت نہ ہوگی نہ دی جائے گی نہ تقسیم ہوگی چاہے وہ جگہ سرکاری ہو یا غیر سرکاری اور قانون کی
خلاف ورزی کرنے والے کو 6 مہینے کی قید یا 2,000 روپے تک جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جاسکیں گی۔ اور (ix) ضمنی چناؤ
کرانے کی میعاد: پارلیمنٹ یا ریاستی مجالس قانون ساز کے کسی بھی ایوان کے لئے ضمنی چناؤ ایوان میں جگہ خالی ہونے کے چھ ماہ
کے اندر کرایا جائے گا لیکن اس شق کا نفاذ اس صورت میں نہ ہوگا جس رکن کی خالی کی جانے والی جگہ کو پر کرنا ہے اس کی رکنیت کی
باقیماندہ مدت ایک سال سے کم ہے یا الیکشن کمیشن، مرکزی حکومت سے صلاح و مشورہ کرنے کے بعد یہ رائے قائم کرتا ہے کہ
مذکورہ مدت کے اندر چناؤ کرانا مشکل ہے۔

صدر جمہوریہ نے 5 / جولائی 1997ء کو ایک آرڈی ننس جاری کیا تھا جس کا نام صدر اور نائب صدر کے انتخات کا (ترمیمی)
آرڈی ننس 1997ء تھا جس کی رو سے صدر جمہوریہ ہند کے عہدہ کے لئے ہونے والے چناؤ میں حصہ لینے والے کا نام پیش
کرنے والوں اور تائید کرنے والوں کی تعداد 10-10 سے بڑھا کر 50-50 کر دی گئی ہے اور نائب صدر کے عہدہ کے لئے نام
پیش کرنے اور تائید کرنے والوں والوں کی تعداد بھی 5-5 سے بڑھا کر 20-20 کر دی گئی ہے۔ صدر اور نائب صدر کا چناؤ لڑنے
والوں کے لئے ضمانت کی رقم بھی 25,00 روپے سے بڑھا کر 15,000 روپے کر دی گئی ہے۔

بعض طبقات کے لوگوں کو بذریعہ ڈاک ووٹ ڈالنے کی سہولت فراہم کرنے کے لئے عوامی نمائندگی کے ایکٹ 1951 کی دفعہ میں ترمیم کرنے ایک نئی ذیلی دفعہ کا اضافہ کرنے کے لئے ایک آرڈی ننس جاری کیا گیا تھا۔اس ذیلی دفعہ کا مقصد 12 لوک سبھا کے الیکشن کے پیش نظر کشمیر سے آئے ہوئے تارکین وطن کو ووٹ دینے کا حق دینا تھا۔

نشستوں کی تخصیص (ریزرویشن)

آئین میں (57 ویں ترمیم کا) ایکٹ 1987، آئین کی دفعہ 332 میں ترمیم کر کے اروناچل پردیش، میگھالیہ، میزورم اور ناگالینڈ میں شیڈولڈ ٹرائبس کے لئے مختص کی جانے والی نشستوں کی نشاندہی کرتا ہے۔عوامی نمائندگی (ترمیمی) ایکٹ 1987ء کے تحت اروناچل پردیش میں 60 میں 59، میگھالیہ میں 60 میں 55، میزورم میں 40 میں 39 اور ناگالینڈ میں 60 میں سے 59 شیڈولڈ ٹرائبس کے لئے مختص کی گئی ہیں۔الیکشن کمیشن نے میگھالیہ، ناگالینڈ، اروناچل پردیش اور میزورم کے لئے بتدریج 55، 59، 59 اور 39 ریزرو نشستوں کی نشاندہی کی ہے۔

آئین کے 69 ویں ترمیمی ایکٹ 1991 کے بعد دہلی کے مرکزی علاقہ کو یکم فروری 1992ء سے قومی راجدھانی خطہ دہلی کا درجہ حاصل ہو گیا اور 56 رکنی میٹروپولیٹن کونسل کی جگہ پر ایک 70 رکنی قانون ساز اسمبلی فراہم کی گئی اور حکومت قومی راجدھانی دہلی ایکٹ 1991 کے تحت ستر نشستوں میں سے سات نشستیں شیڈولڈ کاسٹس کے لئے ریزرو کی گئیں۔

آئین میں (میں 72 ویں ترمیم کا) ایکٹ 1992 آئین کی دفعہ 332 میں ترمیم کر کے تریپورہ میں شیڈولڈ ٹرائبس کے لئے ریزرو نشستوں کا تعین کرتا ہے۔عوامی نمائندگی (ترمیمی) ایکٹ 1992 کے تحت شیڈولڈ ٹرائبس کے لئے مزید تین نشستیں ریزرو کی گئیں اور تریپورہ میں شیڈولڈ ٹرائبس کے لئے محفوظ نشستوں کی تعداد 17 سے بڑھ کر جو کہ ترمیم سے قبل تھی 20 ہو گئی۔

جموں و کشمیر عوامی نمائندگی کے ایکٹ 1957 کی دفعہ 4 کے مطابق ڈی لیمیٹیشن کمیشن نے مذکورہ ایکٹ کی دفعہ 4 کی ذیلی دفعہ 3 کے کلاز (ڈی) کے تحت ریاست جموں و کشمیر میں اسمبلی حلقوں کی از سر نو حد بندی کے لئے جو حکم جاری کیا تھا اسے 27 راپریل 1995 کو سرکاری گزٹ میں شائع کیا گیا جس کی رو سے اسمبلی کی نشستوں کی تعداد 76 سے بڑھا کر 87 کر دی گئی۔ اوران میں شیڈولڈ کاسٹس کے لئے محفوظ نشستوں کی تعداد سات ہے۔

الیکٹرانک ووٹنگ مشین

15 رمارچ 1989ء سے عوامی نمائندگی ایکٹ 1951ء میں ترمیم کر کے اس میں دفعہ 161 سے کا اضافہ کیا گیا تاکہ ووٹ ڈالنے کے لئے الیکٹرانک مشینوں کو استعمال کیا جا سکے۔الیکٹرانک ووٹنگ مشین (EVMs) کا استعمال 1998 میں راجستھان، مدھیہ پردیش، اور دہلی کے ریاستی چناؤ میں مختلف اسمبلی حلقوں میں پہلی بار کیا گیا۔گوا کی قانون ساز اسمبلی کے لئے 1999 میں ہونے والے ریاستی چناؤ کے لئے بھی EVMs کا استعمال کیا گیا۔الیکشن کمیشن پورے ملک میں ہونے والے ذیلی چناؤ کے لئے الیکٹرانک ووٹنگ مشینوں کا استعمال منتقل کر رہا ہے۔

عام انتخابات

ہندوستان میں بالغ رائے دہی کی بنیاد پر پہلے عام انتخابات 52-1951ء میں ہوئے تھے۔یہ انتخابات لوک سبھا اور ریاستی اسمبلیوں کے لئے ایک ساتھ ہوئے تھے (بشمول پارٹ اے، 'بی' اور 'سی' ریاستیں) دوسرے عام انتخابات بھی ریاستوں کی تنظیم نو کے بعد ہوئے تھے ایک ساتھ ہی کرائے گئے تھے۔1962ء میں تیسرے عام انتخابات کے ساتھ کیرلا اور اڑیسہ اسمبلیوں کے

انتخاب نہیں ہوئے تھے اس طرح لوک سبھا کے چوتھے عام انتخابات کے ساتھ ناگالینڈ اور پانڈیچری کے عام انتخابات نہیں کرائے گئے تھے 1967ء کے بعد تمام اسمبلیوں کے انتخابات مقررہ میعاد سے قبل کرائے گئے جس کے نتیجہ میں 1971ء کے عام انتخابات اڑیسہ، تامل ناڈو، اور مغربی بنگال کے چناؤ لوک سبھا اور ریاستی اسمبلیوں کے انتخابات کے ساتھ ہوئے۔ 1977ء میں کیرلا واحد ریاست تھی جہاں چھٹے عام انتخابات میں لوک سبھا کے ساتھ ہی اسمبلی کے بھی چناؤ ہوئے۔ جب جنوری 1980ء میں ساتویں عام انتخابات ہوئے تو صرف منی پور، اروناچل پردیش، گوا، دمن اور دیو اور پانڈیچری میں اسمبلی کے انتخابات لوک سبھا کے انتخابات کے ساتھ ہوئے۔ آٹھویں لوک سبھا کے چناؤ 20 ریاستوں اور 9 مرکزی علاقوں میں، پنجاب اور آسام کو چھوڑ کر 24-24 اور 28 دسمبر 1984ء کو ہوئے۔ تامل ناڈو، منی پور، اروناچل پردیش، گوا، دمن اور دیو، میں اسمبلی کے چناؤ اس کے ساتھ ہوئے۔

آٹھویں لوک سبھا کی میعاد 14 رجنوری 1990ء تک تھی۔ نویں لوک سبھا کے عام انتخابات آسام کو چھوڑ کر جب اس وقت تک رائے دہندگان کی فہرست سا پر نظر ثانی مکمل نہیں ہوسکی تھی 22، 24 اور 26 نومبر 1989ء کو ہوئے۔ ان کے ساتھ ہی آندھرا پردیش، گوا، کرناٹک، سکم اور اتر پردیش کی نئی اسمبلیوں کی تشکیل کے لئے بھی چناؤ ہوئے۔

نویں لوک سبھا نے اپنی میعاد پوری نہیں کی۔ 12/1991ء کو ایوان تحلیل کر دیا گیا۔ دسویں لوک سبھا کی 511 نشستوں کے لئے انتخاب جموں وکشمیر کی 6 نشستوں اور پنجاب کی 13 نشستوں کو چھوڑ کر 20 رمئی، 12,8,6 اور 15 رجون 1991ء کو ہوئے۔ آسام، مغربی بنگال، اتر پردیش، ہریانہ، کیرلا، تامل ناڈو، اور پانڈیچری کی اسمبلیوں کے بھی چناؤ ہوئے 16 رنومبر 1991ء کو 14 ریاستوں میں 156 اسمبلی نشستوں کے لئے اور لوک سبھا کی 15 نشستوں کے لئے ضمنی چناؤ ہوئے۔ 9 رفروری 1992ء کو پنجاب میں لوک سبھا اور اسمبلی کی نشستوں کے لئے چناؤ ہوا۔

دسویں لوک سبھا کی میعاد 8 رجولائی 1996ء تک تھی۔ گیارہویں لوک سبھا کے لئے عام چناؤ 27 راپریل، 27,23، 7,2 اور 30 مئی 1996ء کو ہوئے اس کے ساتھ ہی کیرلا، تامل ناڈو، ہریانہ مغربی بنگال آسام اور پانڈیچری کی نئی اسمبلیوں کی تشکیل کے لئے بھی چناؤ ہوئے۔ ریاست جموں وکشمیر میں اسمبلی کے چناؤ 21,16,7 اور 30 ستمبر 1996 کو لگ بھگ سال کے وقفہ کے بعد ہوئے۔ یوپی کی نئی اسمبلی کی تشکیل کے لئے 30 رستمبر اور 3 راور 7 راکتوبر 1996ء ہوئے اور پنجاب میں بھی نئی اسمبلی کی تشکیل کے لئے چناؤ 7 رفروری 1997ء کو ہوئے۔

گیارہویں لوک سبھا میں 4 دسمبر 1997 تک تھی۔ 12 ویں لوک سبھا کے لئے عام چناؤ 28,22,16 رفروری اور 7 مارچ 1998 کو 539 پارلیمانی حلقوں میں ہوئے۔ مدھیہ پردیش، میزورم، قومی راجدھانی خطہ دلی اور راجستھان اسمبلیوں کے عام انتخابات 25 نومبر 1998 کو ہوئے۔

ویں لوک سبھا کی مدت 26 اپریل 1999 کو ختم ہوئی۔ 13 ویں لوک سبھا کے لئے 5,11,18,25 ستمبر اور 13 اکتوبر 1999 کو عام انتخابات ہوئے۔ گوا اسمبلی کے لئے 4 جون 1999 کو انتخاب ہوئے۔ بہار کے 14 انتخابی حلقوں اور آسام کے ایک انتخابی حلقے کے لئے 28 اکتوبر 1999 کو ووٹ ڈالے گئے۔ اسی دن باہری منی پور کی ایک نشست پر دوبارہ ووٹنگ کرائی گئی۔ اس کے ساتھ ہی آندھرا پردیش، اروناچال پردیش، کرناٹک اور مہاراشٹر میں نئی اسمبلیوں کی تشکیل کے لئے چناؤ ہوئے۔

بہار، ہریانہ، منی پور، اور اڑیسہ کی نئی اسمبلیوں کی تشکیل کے لئے 12,17,22 فروری 2000 کو انتخابات ہوئے۔

جدول 3.1 لوک سبھا کی معیاد اور اسکے اسپیکر

لوک سبھا	اس کی تشکیل کے بعد پہلا اجلاس	تحلیل ہونے کی تاریخ	اسپیکر: نام	سے	تک
پہلی لوک سبھا	13 مئی 1952	4 اپریل 1957	گنیش واسدیو ماؤلنکر	15 مئی 1952	27 فروری 1956[3]
			ایم اننتھ شینم اینگر		
دوسری لوک سبھا	10 مئی 1957	31 مارچ 1962[4]	ایم اننت شینم اینگر	8 مارچ 1956	10 مئی 1957
تیسری لوک سبھا	16 اپریل 1962	3 مارچ 1967[5]	حکم سنگھ	11 مئی 1957	16 اپریل 1962
چوتھی لوک سبھا	16 مارچ 1967	27 دسمبر 1970[6]	نیلم سنجیو ریڈی	17 مارچ 1967	19 جولائی 1969
			گورودیال سنگھ ڈھلوں		
پانچویں لوک سبھا	19 مارچ 1971	18 جنوری 1977[8]	گورودیال سنگھ ڈھلوں	22 مارچ 1971	1 دسمبر 1975
			بالی رام بھگت	5 جنوری 1976	25 مارچ 1977
چھٹی لوک سبھا	25 مارچ 1977	22 اگست 1979[10]	نیلم سنجیو ریڈی	26 مارچ 1977	13 جولائی 1977
			کے۔ ایس۔ ہیگڑے	21 جولائی 1997	21 جنوری 1980
ساتویں لوک سبھا	21 جنوری 1980	31 دسمبر 1984[13]	بال رام جاکھڑ	22 جنوری 1980	15 جنوری 1985
آٹھویں لوک سبھا	15 جنوری 1985	27 نومبر 1989[14]	بال رام جاکھڑ	16 جنوری 1985	18 دسمبر 1989
نویں لوک سبھا	18 دسمبر 1989	13 مارچ 1991	رابی رائے	19 دسمبر 1989	9 جولائی 1991
دسویں لوک سبھا	9 جولائی 1991	10 مئی 1996	شیوراج وی۔ پاٹل	10 جولائی 1991	22 مئی 196
گیارہویں لوک سبھا	22 مئی 1996	4 دسمبر 1997[15]	پی۔ اے۔ سنگما	23 مئی 1996	23 مارچ 1998(FN)
بارہویں لوک سبھا	23 مارچ 1998	26 اپریل 1999[16]	جی۔ ایم۔ سی بالیوگی	24 مارچ 1998	20 اکتوبر 1999(FN)
تیرہویں لوک سبھا	20 اکتوبر 1999	-	جی۔ ایم۔ بالیوگی	22 اکتوبر 1999	اب تک

1- آئین کی دفعہ 94 کے تحت لوک سبھا تحلیل ہو جانے پر اسپیکر اپنا عہدہ نئی لوک سبھا کے پہلے اجلاس تک قائم رکھتا ہے۔
2- اپنی مدت سے 38 دن پہلے ہی تحلیل ہو گئی۔
3- انتقال ہو گیا۔
4- اپنی مدت ختم ہونے سے 40 دن پہلے ہی تحلیل ہو گئی۔

5-اپنی مدت ختم ہونے سے 44 دن پہلے ہی تحلیل ہوگئی۔
6-اپنی مدت ختم ہونے سے ایک سال پہلے اور 79 دن پہلے ہی تحلیل ہوگئی۔
7-استعفیٰ دے دیا۔
8-لوک سبھا کی مدت جو کہ 18 مارچ 1976 کو ختم ہوئی تھی وہ ایک سال کے لئے یعنی 18 مارچ 1977 تک بڑھادی گئی (مدت کی توسیع، ترمیم ایکٹ 1976 کے تحت) لیکن پانچ سال 10 مہینے اور چھ دن تک وجود میں رہنے کے بعد لوک سبھا کو تحلیل کردیا گیا۔
9-استعفیٰ دے دیا۔
10-دو سال، چار مہینے اور 28 دن وجود میں رہنے کے بعد لوک سبھا تحلیل کردی گئی۔
11-استعفیٰ دے دیا۔
12-اپنی مدت ختم ہونے سے 20 دن قبل ہی تحلیل ہوگئی۔
13-اپنی مدت ختم ہونے سے 28 دن قبل ہی تحلیل ہوگئی۔
14-ایک سال، دو مہینے اور 25 دن وجود میں رہنے کے بعد ہاؤس کو تحلیل کردیا گیا۔
15-ایک سال چھ مہینے اور 13 دن وجود میں رہنے کے بعد ہاؤس کو تحلیل کردیا گیا۔
16-ایک سال، ایک مہینے اور چار دن وجود میں رہنے کے بعد ہاؤس کو تحلیل کردیا گیا۔

جدول 3.2: پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں ریاست وار نشستیں اور پارٹی پوزیشن (19 اکتوبر 2000 کو)

ریاست/مرکزی علاقے	راجیہ سبھا میں سیٹوں کی تعداد	لوک سبھا میں سیٹوں کی تعداد	بی جے پی	آئی این سی	سی پی آئی (ایم)	ٹی ڈی پی	ایس پی	ایس ایچ ایس	بی ایس پی	ڈی ایم کے	جے ڈی (ایس)	جے ڈی (یو)	اے آئی اے ڈی ایم کے	بی جے ڈی	ٹی سی	این سی پی	آر جے ڈی	دیگر	آزاد	خالی
1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14	15	16	17	18	19	20	21
ریاست																				
آندھرا پردیش	18	42	7	5	-	29	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	1[1]	-	-
اروناچل پردیش	1	2	-	2	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-
آسام	7	14	2	10	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	1[2]	1	-
بہار	22	54	23	4	1	-	-	-	-	-	10	8	-	-	-	-	7	-	1	-
گوا	1	2	2	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	
گجرات	11	26	20	6	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	
ہریانہ	5	10	5	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	5[3]	-	-
ہماچل پردیش	3	4	3	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	1[3]	-	-
جموں و کشمیر	4	6	2	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	4[5]	-	-
کرناٹک	12	28	7	18	-	-	-	-	-	-	1	2	-	-	-	-	-	-	-	-
کیرلا	9	20	-	8	8	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	4[6]	-	-
مدھیہ پردیش	16	40	29	11	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	
مہاراشٹر	19	48	13	10	-	-	-	15	-	-	-	-	-	-	-	-	-	3[7]	1	-
منی پور	1	2	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	6	-	1[8]	-	-
میگھالیہ	1	2	-	1	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-		1	-	-	-	-
میزورم	1	1	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	1	-	-	1	-
ناگالینڈ	1	1	-	1	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-
اڑیسہ	10	21	9	2	-	-	-	-	-	-	-	-	-	10	-	-	-	-	-	-
پنجاب	7	13	1	8	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	41[9]	-	-
راجستھان	10	25	16	9	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-
سکم	1	1	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	11[10]	-	-
تامل ناڈو	18	39	3	2	1	-	-	-	-	12	-	-	10	-	-	-	-	10[11]	-	1
تری پورہ	1	2	-	-	2	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-

1-

1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14	15	16	17	18	19	20	21
اتر پردیش	34	85	29	10	-	-	26	-	14	-	-	-	-	-	-	-	-	[5] 12	1	-
مغربی بنگال	16	42	2	3	21	-	-	-	-	-	-	-	-	9	-	-	-	[7] 13	-	-
مرکزی علاقے																				
جزائر انڈمان و نکوبار		-	1	1	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-
چنڈی گڑھ	-	1	-	1	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-
دادر اور نگر حویلی	-	1	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	1	-	-
دمن اور دیو	-	1	-	1	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-
دہلی	3	7	7	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-
لکش دیپ	-	1	-	1	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-
پانڈیچری	1	1	-	1	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-
نامزد	12	2	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-
میزان	245	545	182	113	33	29	25	21	15	14	12	10	10	8	8	7	48	6	2	-

1- آل انڈیا مجلس اتحاد المسلمین-1
2- کیمونسٹ پارٹی آف انڈیا (مارکسسٹ لینن)1
3- انڈین نیشنل لوک دل 5
4- ہماچل وکاس کانگریس 1
5- نیشنل کانفرنس 4
6- کیرل کانگریس 1(M): مسلم لیگ-2: کیرل کانگریس 1
7- سیز منس اینڈ وکرس پارٹی-1 جنتا دل سیکولر-1 بھارتی بہوجن مہاسنگھ-1
8- منی پور اسٹیٹ کانگریس پارٹی-1
9- شرومنی اکالی دل (2) کیمونسٹ پارٹی آف انڈیا-1 شرومنی اکالی دل مان-1
10- سکم ڈیموکریٹک فرنٹ-1
11- پٹالی مکال کاچی-5- جینالارچی درودیھ نیت کدھم-MGR4 آل انڈیا انا دروڈ منیتر کدھم-1
12- راشٹریہ لوک دل 2 اکھل بھارتیہ لوک تانترک کانگریس-2، سماج وادی جنتا پارٹی (راشٹریہ)-1
13- کیمونسٹ پارٹی آف انڈیا-2، فارورڈ بلاک-2، ریولیشنری سوشلسٹ پارٹی-3

4۔دفاع

بھارت کی دفاعی پالیسی کا مقصد برِ صغیر میں پائیدار امن قائم کرنے اور اسے فروغ دینے کے ساتھ ہی جارحیت کے خلاف دفاعی افواج کو پوری طرح لیس کرنے کی ہے۔

مسلح افواج کی سپریم کمان صدر جمہوریہ ہند کے ہاتھ میں ہے مگر قومی دفاع کی ذمہ داری کابینہ پر عائد ہوتی ہے۔ دفاع سے متعلق تمام امور میں وزیر دفاع پارلیمنٹ کو جواب دہ ہے۔ مسلح افواج کا انتظامی اور عملی کنٹرول وزارت دفاع اور فوج کے تینوں بازوؤں کے ہیڈکوارٹرز کے ہاتھ میں ہے۔

تنظیم

تینوں بازو اپنے اپنے چیف آف اسٹاف کے تحت کام کرتے ہیں۔ یکم اکتوبر 2000ء کو یہ چیف آف اسٹاف (سربراہان) تھے۔

چیف آف دی آرمی اسٹاف	:	جنرل ایس پدمانابھن
چیف آف دی نیول اسٹاف	:	ایڈمرل سوشیل کمار
چیف آف دی نیول اسٹاف	:	ایر چیف مارشل اے۔وائی۔ٹپنیس

بری فوج (ARMY)

نئی دہلی میں واقع بری فوج کے ہیڈکوارٹر میں چیف آف آرمی اسٹاف کی معاونت وائس چیف آف آرمی اسٹاف اور سات دیگر پرنسپل اسٹاف آفیسر یعنی دو ڈپٹی چیف آف آرمی اسٹاف، ایڈ جوائنٹ جنرل، کوارٹر ماسٹر جنرل، ماسٹر جنرل آف آرڈی ننس، ملٹری سکریٹری اور انجینئر ان چیف کرتے ہیں۔

بری فوج پانچ آپریشنل کمانوں جنوبی، مشرقی، مغربی، وسطی اور شمالی کمانوں اور ایک ٹریننگ کمان پر مشتمل ہے۔ ہر کمان ایک جنرل آفیسر کمانڈنگ انچیف کے تحت ہے جو لیفٹیننٹ جنرل رینک کا ہوتا ہے۔ کسی اوپریٹیو کمان کی کمان سنبھالنے والے جنرل آفیسر کمانڈنگ انچیف ایک نشان زدہ جغرافیائی رقبہ کا کمانڈر رہتا ہے اور اس کی کمان کے تحت فیلڈ اسٹیک فارمیشن دونوں ہی ہوتی ہیں۔ اہم فیلڈ فارمیشن کور، ڈویژن اور بریگیڈ ہوتی ہیں جن کی کمان بالترتیب لیفٹیننٹ جنرل رینک کا جنرل آفیسر کمانڈنگ، میجر جنرل رینک کا ایک جنرل آفیسر کمانڈنگ اور بریگیڈ سنبھالتا ہے۔ اہم اسٹیٹک فارمیشن ایریا، انڈی پنڈنٹ سب ایریا اور سب ایریا پر مشتمل ہیں۔ ایریا کا کمانڈر میجر جنرل رینک کا جنرل آفیسر کمانڈنگ اور انڈی پنڈنٹ سب ایریا اور سب ایریا کا کمانڈر بریگیڈیر ہوتا ہے۔

فوج کے متعدد بازو اور سروسز ہوتی ہیں۔ یہ ہیں بکتر بند کور، رجمنٹ آف آرٹیلری، کور آف سگنلز، میکنکل انفینٹری، انفینٹری، آرمی سروس کور، ملٹری نرسنگ سروس، آرمی میڈیکل کور، آرمی ڈینٹل کور، آرمی آرڈی ننس کور، کور آف الیکٹریکل اینڈ میکنیکل

انجینئرز، ری ماؤنٹ اینڈ ویٹرنری کور، ملٹری فارمس سروس، آرمی ایجوکیشن کور، انٹلی جنس کور، کور آف ملٹری پولیس، جج ایڈووکیٹ جنرل
ڈیپارٹمنٹ آرمی فزیکل ٹریننگ کور، پائنیر کور، آرمی پوسٹل سروس، ٹیری ٹوریل آرمی، ڈیفنس سیکورٹی کور۔ اس کے علاوہ فوج کی خود
اپنی بھرتی کی تنظیم ہے اور اس کے ریکارڈ آفس، ڈپو، بوائز اسٹیبلشمنٹ اینڈ سلیکشن سنٹرز اور ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ ہیں۔

بحریہ (NAVY)

بحر ہند علاقے میں بھارت کا وقوع اسے ایک اہم جغرافیائی فوجی حیثیت فراہم کرتا ہے۔ تین اطراف سے سمندر سے
گھرے، دور دراز تک پھیلے جزائر علاقوں اور وسائل سے بھرپور ای ای زیڈ والے ہمارے اس ملک کی بحری اہمیت کا مفاد قابل ذکر
ہے۔ بھارت کی 97 فی صد تجارت سمندری راستے سے ہوتی ہے اور ہمارا ملک اہم بین الاقوامی بحری راستوں کو مستقل وسعت
فراہم کرتا رہا ہے۔ ان بحری مفادات اور اثاثوں اور سرمایوں کی حفاظت دفاع و تحفظات کی ذمہ داری بھارتی بحریہ کی ہے، جسے
قابل فخر بحری سیاحت کا تر کہ وراثت میں ملا ہے۔

نیول ہیڈ کوارٹر، نئی دہلی میں چیف آف نیول اسٹاف (امیر البحر) جو کہ بحریہ کے سربراہ ہوتے ہیں، ان کی معاونت چار
پرنسپل اسٹاف آفیسرز کرتے ہیں۔ جن کے نام ہیں وائس چیف آف سول اسٹاف، ڈپٹی چیف آف سول اسٹاف، چیف آف پرسونل
اور چیف آف میٹریل۔

بحریہ کی تین کمانیں ہیں۔ مغربی، مشرقی، اور جنوبی، جن کے ہیڈ کوارٹرز بالترتیب ممبئی، وشاکھا پٹنم اور کوچی میں ہیں۔ ہر
کمان کا سربراہ فلیگ آفیسر کمانڈنگ انچیف ہوتا ہے، جس کا عہدہ وائس ایڈمرل کا ہوتا ہے۔ مغربی اور مشرقی کمان دو آپریشنل
کمانیں ہیں اور ان میں بالترتیب مغربی اور مشرقی بیڑے (فلیٹ) شامل ہیں، جن کے تحت کئی جہاز اور ایئر کرافٹ ہیں۔ ممبئی اور
وشاکھا پٹنم میں دو پن ڈبی (آبدوز) بیڑے ہیں۔ جنوبی نیوی کمان بھارتی بحریہ کی سبھی تربیتی سرگرمیوں کے لئے ذمہ دار
ہوتی ہے۔

بھارتی نیوی انتہائی متوازن تین رخی فورس ہے جو کہ جدید ترین میزائل کیپ ایبل جنگی جہازوں، طیارہ بردار جہازوں، مائن
سوپیپرز جدید ترین آبدوزوں، اور جدید ترین طیاروں سے لیس ہے۔ بہت سے جنگی جہازوں کے ڈیزائن بھارت میں بنے ہیں
اور انہیں بھارت شپ یارڈوں ہی میں تیار کیا گیا ہے۔ یہ جہاز ترقی یافتہ ملکوں کے تیار کردہ جہازوں کے مقابلہ کے ہیں۔ بحری
فورس کو جدید ترین ڈاک یارڈ سہولیات بھی حاصل ہیں جہاں انتہائی جدید ٹکنالوجی کی سہولیات دستیاب ہیں۔

ساحلی محافظ (COAST GUARD)

کوسٹ گارڈ کوسٹ گارڈ (ساحلی محافظ) کا قیام یکم فروری 1977ء کو عمل میں آیا تھا اور اسے یونین آف انڈیا کی ایک آزاد
مسلح فورس کا درجہ 18 اگست 1978ء کو سی جی ایکٹ 1978ء بنا کر دیا گیا تھا۔ کوسٹ گارڈ کی ذمہ داریوں میں (اے) آف
شور تنصیبات کی سلامتی اور حفاظت اور مصنوعی جزائر کا تحفظ (بی) مصیبت میں پھنسے ہوئے ماہی گیروں کو تحفظ فراہم کرنا (سی)
سمندری ماحول کا تحفظ (ڈی) اسمگلنگ مخالف سرگرمیوں میں کسٹمز کی مدد کرنا (ای) ایم زیڈ آئی ایکٹ کا نفاذ اور (ایف) سمندر
میں جان و مال کا تحفظ، شامل ہیں۔ (جی) بحری آلودگی کی روک تھام اور کنٹرول کرنا۔

کوسٹ گارڈ کی عام نگرانی، ہدایت اور کنٹرول کی وزارت وزارت دفاع کے تحت ڈائریکٹر جنرل کوسٹ گارڈ انجام دیتا
ہے۔

بھارت کا پورا ساحلی علاقہ اور سمندری حدود کو تین کوسٹ گارڈ منطقوں مغربی، مشرقی اور جزائر انڈمان ونکوبار، میں تقسیم کردیا گیا ہے جو کہ ان منطقوں کی متعلقہ کمان کے تحت ہیں ان کے ریجنل ہیڈ کوارٹر ممبئی، چنئی اور پورٹ بلیئر میں واقع ہیں۔

کوسٹ گارڈ منطقوں کو گیارہ کوسٹ گارڈ اضلاع میں تقسیم کیا گیا ہے جو کہ سمندر کے کنارے واقع ہماری ریاستوں میں ہیں۔ مغربی ساحل پہ پانچ ضلع ہیڈ کوارٹرز، پوربندر، ممبئی، گوا، نیومنگلور اور کوچی ہیں۔ مشرقی ساحل پر چار ضلع ہیڈ کوارٹر چنئی، وشاکھا پٹنم، پیرا دیپ اور ہلدیا ہیں اور جزائر انڈمان ونکوبار میں دو ضلع ہیڈ کوارٹرز ڈگلی پور اور کیمپبل بے (خلیج کیمپبل) ہیں۔ ان کے علاوہ مختلف مقامات پر ایرانکلیوز میں بھی کوسٹ گارڈ تعینات ہیں۔

دو فریگیٹس اور پانچ سی وارڈ ڈیفنس بوٹ (ایس ڈی بی) کے ساتھ کوسٹ گارڈ سروس کا آغاز کیا گیا تھا مگر گزشتہ 23 سال میں اس نے تیز رفتار ترقی کی ہے۔ اب اس سروس نے مکمل سمندری تنظیم کی شکل اختیار کرلی ہے جس میں نو آف شور پیٹرول جہاز (او پی وی) دو ترقی یافتہ آف شور پیٹرول جہاز، (اے او پی وی) 23 فاسٹ پیٹرول جہاز (ایف پی وی) 24 انٹرسیپٹر بوٹ (آئی بی) اور آئی سی، 17 ڈورنیر ایر کرافٹ، اور 17 چیتک ہیلی کاپٹر ہیں۔ اس کے علاوہ چھ ہور کرافٹ، دو تیز رفتار والے گشتی جہاز، دو انٹرسیپٹر بوٹ، ایک ترقی یافتہ گشتی جہاز اور سات ڈورنیر کو کوسٹ گارڈ میں شامل کرنے کی اجازت حکومت نے دے دی ہے۔
کوسٹ گارڈ ترقیاتی منصوبے 2000-1997 کے تحت ایک ترقی یافتہ پیٹرول جہاز، چار آلودگی کنٹرول کرنے والے جہاز، چار ترقی یافتہ ہلکے ہیلی کاپٹر اور تین متوسط دوری کے نگرانی رکھنے والے ایرکرافٹ کو بھی منظوری دی گئی ہے۔

فضائیہ (AIR FORCE)

نئی دہلی میں واقع فضائیہ کے ہیڈ کوارٹر میں چیف آف ایر اسٹاف کی معاونت کے لئے۔ وائس چیف آف ایر اسٹاف برائے آپریشن (عمل درآمد)، ڈپٹی چیف آف ایر اسٹاف حصولیابی اور منصوبہ بندی سے متعلق معاملوں کے لئے، انسپکٹر جنرل آف فلایٹ برائے طیران سلامتی اور نگرانی سے متعلق، ایرافسر انچارج، حملہ آور تربیت کے معاملوں میں ہوتے ہیں۔

بھارتی فضائیہ خطرات کے ادراک کے لئے مستقل نگرانی کرتی ہے اور ملک کے دفاع کے لئے پیدا شدہ کسی بھی موجودہ یا مستقبل کے خطرے کا مقابلہ کرنے کے لئے پوری متعدی اور چستی سے کام کرتے ہوئے اس نے پورے احتیاط سے موثر کن قدم اٹھائے ہیں۔ بھارتی فضائیہ نے آپریشنل صلاحیت اور تکنیکی نبرد آزمائی کو بنائے رکھنے اور اسے بڑھانے کے لئے جدت پسند او رموثر کن طریقے سے منصوبہ بندی کی ہے۔ اس وقت بھارتی فضائیہ کے پاس جدید طرز کے طیارے، امدادی آلات، ویپن سسٹم، ترسیل مواصلات اور سراغ رسانی نظام سے بڑے پیمانے پر لیس ہے اور جو اسے ہر قسم کے حالات میں ناقابل عبور حملہ آور اور دفاعی صلاحیت فراہم کرتے ہیں۔ فضائیہ کی مار کرنے والی طاقت اس کی فضائی بالادستی رکھنے والے جنگی طیارے ملٹی رول لڑاکو طیارے اور حملہ، فضائی دفاع رسراغ رسانی طیارے ہیں۔ ہنٹر جیسے پرانی نسل کے طیارے دھیرے دھیرے خدمات سے باہر کردئے گئے ہیں اور کینبر اطیاروں کا بھی آج کل آپریشنل طور پر استعمال محدود کردیا گیا ہے۔

فضائیہ میں تقرری اور تربیت کا معیار مہارت اور وسیع بنیادوں پر قائم ہے اس کی خدمات میں اب خواتین کی تقرری کے دروازے بھی کھول دئے گئے ہیں اور انہیں پائلٹ کے ساتھ ہی ساتھ دیگر سبھی برانچوں (شاخوں) میں افسران کے عہدوں پر فائز کیا جارہا ہے۔ 17 دسمبر 1994 کو خواتین پائلٹوں کے پہلے بیچ کو کمیشن دیا گیا۔ خواتین افسران ٹیکنکل، منتظمہ، تعلیمی، طبی شاخوں، ایرٹریفک اور فائیٹر کنٹرولر برانچ وغیرہ میں بھی خدمات انجام دے رہی ہیں۔ اسی طرح بھارتی فضائیہ کی سبھی شاخوں میں خواتین کام کررہی ہیں۔

کمیشنڈ رینک

تینوں بیڑوں میں مندرجہ ذیل کمیشنڈ رینک ہیں۔ ہر رینک دوسری سروس میں اپنی مساوی رینک کے سامنے ظاہر کی گئی ہے۔

آرمی	نیوی	ایرفورس
جنرل	ایڈمرل	ایر چیف مارشل
لیفٹننٹ جنرل	وائس ایڈمرل	ایر مارشل
میجر جنرل	ریرایڈمرل	ایر وائس مارشل
بریگیڈیر	کموڈور	ایر کموڈور
کرنل	کیپٹن	گروپ کیپٹن
لیفٹننٹ کرنل	کمانڈر	ونگ کمانڈر
میجر	لیفٹننٹ کمانڈر	اسکویڈران لیڈر
کیپٹن	لیفٹننٹ	فلائٹ لفٹننٹ
لیفٹننٹ	سب لیفٹننٹ	فلائنگ آفیسر

بھرتی

مسلح افواج خدمت، ایثار، حب الوطنی اور ملک کی گنگا جمنی تہذیب کی مثالی علامت ہے۔ مسلح افواج میں بھرتی رضا کارانہ ہے اور بھارت کا ہر شہری ذات، طبقات، مذہب اور فرقے کی تفریق کے بغیر بھرتی ہوسکتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ وہ جسمانی، طبی اور تعلیمی معیاروں پر پورا اترنے کی اہلیت رکھتا ہو۔ فوج میں بھرتی ہر ریاست کے قابل تقرر مرد آبادی کے مطابق کی جاتی ہے۔

مسلح افواج میں عورتوں کی شمولیت

مسلح افواج کی مندرجہ ذیل شاخوں میں شارٹ سروس کمیشن کی بنیاد پر اہل خواتین کی تقرری کی جاتی ہے۔ فوج۔ ای۔ ایم۔ ای۔ سگنلس، انجنیئر، آرمی ایجوکیشن کور، آرمی آرڈی ننس کور، آرمی سروس کور اور محکمہ خفیہ اطلاعات و جج ایڈوکیٹ جنرل شاخ۔ بحریہ۔ بھارتی بحریہ کی سبھی شاخوں میں اور ایرفورس۔ فلائنگ ایرونائٹکل انجنیئرنگ (میکانکی)، تعلیمی، منتظمہ، لاجسٹک، اکاؤنٹ اور علم موسمیات۔

کمیشنڈ افسروں کی بھرتی

مسلح افواج میں کمیشنڈ افسروں کی بھرتی خاص طور سے یونین پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ تکنیکی شاخوں کے لئے خواتین کی اسپیشل انٹری اسکیم، این سی سی اسپیشل انٹری اسکیم اور خدمات تقرریاں، فوج، بحریہ اور فضائیہ کے لئے براہ راست متعلقہ بھرتی ڈائرکٹریٹ کے ذریعہ کی جاتی ہیں۔

یونین پبلک سروس کمیشن سال میں دو بار کمبائنڈ ڈیفنس سروسز اگزامنیشن (سی ڈی ایس ای) منعقد کرتا ہے۔ یونیورسٹی کے گریجویٹ اس امتحان میں شمولیت کے مجاز ہوتے ہیں۔

کامیاب امیدوار متعلقہ تربیتی اکیڈمیوں جیسے بری فوج کے لئے انڈین ملٹری اکیڈمی (آئی۔ ایم۔ اے)، نیوی (بحریہ) کے لئے نیول اکیڈمی، ایرفورس کے لئے ایرفورس اکیڈمی میں داخلہ لیتے ہیں۔ یونین پبلک سروس کمیشن سال میں دو بار نیشنل ڈیفنس اکیڈمی میں داخلہ کے لئے بھی امتحان منعقد کرتا ہے۔ 2+10 امتحان پاس کرنے یا 12 ویں کلاس میں پڑھائی پوری کرتے ہوئے بھی امیدوار اس امتحان میں بیٹھ سکتے ہیں۔ کامیاب امیدوار این۔ ڈی۔ اے کا کورس مکمل کرنے کے بعد کمیشن قبل تربیت کے لئے متعلقہ فوجی خدمات اکیڈمیوں میں بھیج دئے جاتے ہیں۔

سروس سلیکشن بورڈ رایرفورس سیلکشن بورڈ کے ذریعہ فوج، بحریہ اور فضائیہ کی درج ذیل شاخوں کے لئے بھرتی کی جاتی ہے۔ فوج کی بھی برانچوں اور خدمات کے لئے، بحریہ: الیکٹریکل انجینیر نگ، نیول آرکیٹکٹ (بحریہ تعمیراتی) انجینیر نگ، لاجسٹک (فوجی نقل وحمل اور قیام ورسد)، قانون، تعلیم، ایرٹریفک کنٹرول، اور ایرفورس۔ ایروناٹکل انجینیر نگ (الیکٹرانکس)، ایروناٹکل انجینیر نگ (میکنکل)، تعلیم، منتظمہ، لاجسٹک، اکاؤنٹ اور علم موسمیات۔

انجینیر نگ کی تعلیم حاصل کرنے والے فائنل رپری فائنل سال کے طالب علم بری فوج کی ٹیکنکل برانچوں رخدمات میں یونیورسٹی انٹری اسکیم کے تحت کمیشنڈ افسروں کے طور پر داخلے کے اہل ہوتے ہیں۔

فوج میں ٹیکنکل افسروں (انجینیر نگ) کی کمی دور کرنے کے لئے حکومت نے ایک شارٹ سروس کمیشن (ٹیکنیکل) انٹری اسکیم کو بھی منظوری دی ہے۔ اس اسکیم کا مقصد کوالیفائیڈ ٹکنکل گریجوایٹوں کو ایس ایس بی امتحان کے ذریعہ بھرتی کرنے اور انہیں میڈیکل ٹسٹ کے بعد 10 مہینے کے کورس کے لئے آفیسرز ٹریننگ اکیڈمی چنئی میں داخل کرنا ہے۔ کورس کے افتتاح پر کامیاب امیدواروں کو شارٹ سروس کمیشن ملے گا۔

پونے میں واقع آرمڈ فورسز میڈیکل کالج کے تمام کامیاب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس گریجویٹوں کو مستقل کمیشن دے دیا جاتا ہے اور غیر فوجی میڈیکل کالجوں کے پوسٹ گریجویٹ رایم بی بی ایس ڈگری ہولڈروں کو کل ہند بنیاد پر مقابلہ جاتی امتحانوں کے ذریعہ چنا جاتا ہے۔ یہ امتحان مستقل کمیشن اور شارٹ سروس کمیشن دینے کے لئے ڈائریکٹوریٹ جنرل آف آرمڈ فورسز میڈیکل خدمات کراتا ہے۔

کم سے کم 'بی' گریڈ میں این۔ سی۔ سی کا 'سی' سرٹی فیکٹ حاصل کرنے والے یونیورسٹی گریجویٹ (جنہوں نے گریجویشن کے امتحان میں کم سے کم 50 فی صد نمبر حاصل کئے ہیں) کو بحریہ اور فضائیہ میں ریگولر کمیشنڈ افسروں اور بری فوج میں شارٹ سروس کمیشنڈ افسروں کے طور پر بھرتی کیا جاتا ہے۔ ان گریجویٹوں کو یونین پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ لئے جانے والی سی۔ ڈی۔ ایس۔ ای۔ امتحان میں شمولیت سے چھوٹ مل جاتی ہے اور ان کی بھرتی (ایس۔ ایس۔ بی) کے ذریعہ کی جاتی ہے۔

حکومت نے اسپیشل کمیشنڈ افسروں کے 6,000 کا ایک مضبوط معاون کیڈر کے تشکیل کی منظوری دی ہے۔ ان عہدوں پر اہل جے۔ سی۔ او اور دو۔ آر۔ سے بھرتی کی جائیگی۔ اس داخلہ اسکیم کے تحت 35-30 سال کی عمر گروپوں میں خدمات انجام دینے والے جے۔ سی۔ او رایین سی او راو آرجن کے پاس آرمی سینئر اسکول سرٹیفکٹ پاس کی لیاقت (سی۔ بی۔ ایس۔ ای کی کلاس XI کی طرز پر) ہوگی۔ وہ ایس ایس بی اور میڈیکل بورڈ کے ذریعہ چھان بین رسلیکشن کے بعد کمیشن پانے کے مستحق ہوں گے۔ کمیشن پانے سے قبل انہیں 6 مہینے کی ٹریننگ لینی ہوگی۔ اس طرح سے کمیشن حاصل کرنے والے افسران کرنل کے عہدے تک ترقی

کر سکیں گے۔ مستقل ترقی اور عوضی ترقی کے لئے ضوابط و قواعد ریگولر افسروں کے ترقی ضوابط کی طرح ہی ہوں گے۔ یہ افسران یونٹوں میں سب یونٹ کیڈر رکیو، ایم جاب رای۔ آر۔ ای تقرریاں میجر کے رینک تک حاصل ہوں گی۔ 25-20 سال تک خدمات انجام دینے کے بعد یہ افسران 57 سال کی عمر میں سبکدوش ہو جائیں گے۔

اس اسکیم سے نہ صرف موجودہ جے۔سی۔ او را ین۔سی۔ او را و۔ آر کوان کے کیریر کو بہتر بنانے میں مدد ملے گی بلکہ جلد شروع کی جانے والی اس اسکیم کے تحت 2+10 لیاقت والے امیدواروں کو ایس۔ بی کے ذریعہ انتخاب کے بعد ملٹری اور انجینیر نگ ٹریننگ کے لئے آئی۔ ایم۔ اے اور ملٹری انجینیرنگ کالج پونا بھیجا جائیگا۔ ابتدائی چھ مہینے کی ملٹری ٹریننگ کے بعد چار سالہ ڈگری انجینیر نگ ٹریننگ دی جائے گی۔ اس اسکیم سے تکنیکی شاخوں رخدمات میں افسران کی کمی دور کرنے میں مدد ملے گی۔

دیگر رینکوں کی بھرتی

فوج میں بھرتی ہر ریاست کے قابل تقرری مرد آبادی (آر۔ایم۔پی) کے مطابق کی جاتی ہے۔ ہر ریاست کا آر۔ایم۔پی اس ریاست کی مرد آبادی کے 10 فی صد کو مانا جاتا ہے۔ فضائیہ میں ایرمینوں کی بھرتی نئی دہلی کے ایرفورس اسٹیشن کے ایئرمین تقرری بورڈ کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ اس کے تحت اس بورڈ کے 13 سلیکشن مراکز ہیں۔

پہلی اپریل 1998 سے تقرری کے لئے ایک نیا نظام شروع کیا گیا ہے۔ ترمیم شدہ نظام کے تحت فوج میں جوانوں کی بھرتی کھلی بھرتی ریلیوں کے ذریعہ کی جاتی ہے جن کا انعقاد، جغرافیائی، آبادیاتی اور وضعی حالات کو دھیان میں رکھ کر پہلے ہی پلان بنا کر بہتر ڈھنگ سے کیا جاتا ہے۔ ہر مہینے ضلعوں، علاقوں اور خطوں کے لئے ردعمل کی توقعات کی بنیاد پر ایسی کم از کم ایک ریلی منعقد کی جاتی ہے۔ مخصوص علاقوں رضلعوں میں ہونے والی ریلیوں کے لئے پہلے ہی سے پبلسٹی کی جاتی ہے۔

علاقائی فوج (ٹیری ٹوریل آرمی)

علاقائی فوج، ایسی یونٹوں کی تنظیم ہے۔ جن میں زندگی کے ہر شعبے کے شہری شامل ہوتے ہیں جو عام طور سے اپنے کاروبار میں لگے ہونے کے ساتھ ساتھ فوجی خدمات کے لئے رضا کارانہ طور پر اپنی خدمات پیش کرتے ہیں۔ علاقائی فوج میں شامل ہونے کے بعد ان شہریوں کو ایک قلیل مدتی سخت ٹریننگ سے گزرنا پڑتا ہے۔ جو انہیں کافی حد تک اہل فوجی بنا دیتی ہے۔ بعد میں ہر سال وہ دو مہینے کے لئے اپنی اپنی یونٹوں میں دوبارہ تربیت کے لئے جاتے ہیں تا کہ فنون سپہ گری سے ان کا تعلق قائم رہے۔ جب بھی ضرورت ہوتی ہے علاقائی فوجیوں کو فوجی خدمات کے لئے طلب کیا جاتا ہے۔ اور وہ خاص متعین اوقات میں اپنی اپنی یونٹوں میں شامل ہو جاتے ہیں۔ یہ یونٹیں جب افرادی قوتوں سے مکمل ہو جاتی ہیں تو عام طور سے ان کو سرگرم خدمات کے لئے قلیل مدتی سخت ٹریننگ کے لئے بھیج دیا جاتا ہے۔ علاقائی فوجی یونٹیں ریگولر آرمی کی معاونت کے لئے اپنے سرگرم خدمات کے دوران ڈیوٹی پر تعینات کر دی جاتی ہیں۔ علاقائی فوجی یونٹوں نے ریگولر انڈین آرمی کے ساتھ مل کر کئی جنگوں میں بھی حصہ لیا ہے۔ ان کا قیام ریلوے، تیل سیکٹر اور طب (محکمہ جاتی یونٹوں) جیسی لازمی خدمات کو ہنگامی صورت حال کے دوران بنائے رکھنے کے لئے ہوا تھا۔ جنگل کاری اور بنجر زمینوں کو کاشتکاری کے قابل بنانے جیسے قومی ترقیاتی کاموں کے لئے بنائی گئی کچھ یونٹوں نے قابل تعریف خدمات فراہم کی ہیں۔

نیشنل کیڈٹ کور

نیشنل کیڈٹ کور کا قیام 15 رجولائی 1948ء کو عمل میں آیا تھا اور اب اس کو بھارت میں سب سے بڑی باقاعدہ طور پر منظم

نوجوانوں کی تحریک کا درجہ حاصل ہو چکا ہے۔ اس کی بری، بحری اور فضائی ونگ میں سینئر اور جونیئر ڈویژنوں میں 12 لاکھ لڑکے اور لڑکیاں ہیں یہ تعداد ملک کے حقیقی طالبعلموں کی تعداد کے 4.1 فیصد کے مساوی ہے۔ وزارت دفاع نے جولائی 2000 سے بھرتی کے لئے ایک لاکھ اضافی اسامیوں کی منظوری دی ہے۔ این سی سی کے ڈائریکٹر جنرل کا دفتر نئی دہلی میں واقع ہے جو کہ 16 این سی سی ڈائریکٹوریٹوں کے وسیلہ سے جو کہ ملک بھر میں پھیلے ہوئے ہیں این سی سی کی مختلف سرگرمیوں کی نگرانی کرتا ہے۔ این سی سی کے لئے ایک مرکزی مشاورتی کمیٹی ہے جو کہ ''مجموعی پالیسی رہنمائی'' کا کام کرتی ہے۔ این سی سی میں فوجی عملہ، کل وقتی این سی سی افسران، اساتذہ، پروفیسر صاحبان اور شہری شامل ہیں۔ ہر تعلیمی ادارہ میں ایک لکچرار/ٹیچر کو ایسوسی ایٹ این سی سی آفیسر مقرر کیا جاتا ہے۔

این سی سی کا مقصد مختصر لفظوں میں ''اتحاد اور ڈسپلن'' ہے اور اس کے مقاصد حسب ذیل ہیں: نوجوانوں میں (اے) کردار، ہمت بھائی چارگی، قیادت سیکولر نظریات، مہم جوئی اور کھلاڑی کی اعلیٰ ترین صفات ابھارنا اور بے لوث خدمت کا جذبہ پیدا کرنا تا کہ وہ مفید شہری بن سکیں (بی) منظم، بجربہ اور باعزم نوجوانوں کا ایک انسانی وسیلہ پیدا کرنا تا کہ بشمول مسلح افواج، زندگی کے تمام شعبوں میں قیادت فراہم کی جا سکے اور اسے ہمہ وقت قوم کی خدمت کے لئے تیار رکھا جا سکے۔

2000-1999 کے دوران 21 مرکزی طور پر منظم کئے گئے کیمپ منعقد ہوئے تھے۔ ملک بھر میں 68 قومی یکجہتی کیمپ لگائے گئے جن میں تقریباً 1.41 لاکھ کیڈٹوں نے حصہ لیا۔ سال 2000-1999 کے دوران سالانہ ٹریننگ کیمپ میں مجموعی طور پر 4.72 لاکھ کیڈٹوں نے شرکت کی۔ نیشنل کیڈٹ کور کا برطانیہ، نیپال، سنگاپور، بنگلہ دیش اور سری لنکا کے نوجوانوں کے ساتھ باہمی تبادلے کا پروگرام بھی چلتا رہتا ہے اور افسروں اور کیڈٹوں (لڑکوں و لڑکیوں) مختلف ٹیمیں وہاں جاتی ہیں۔

تربیتی ادارے

سینک اسکول

سینک اسکول کے قیام کی اسکیم 1961 میں ڈیفنس فورسز کے افسروں کے کیڈر میں بھرتی کی بنیاد کو وسیع بنانے کے لئے شروع کی گئی تھی۔ سینک اسکول مرکزی اور ریاستی حکومتوں کے مشترکہ ادارے ہیں۔ فی الوقت 18 سینک اسکول ہیں جن میں سے ایک ایک سبھی اہم ریاستوں میں واقع ہیں اور ان کے نظم و نسق کی دیکھ بھال سینک اسکول سوسائٹی کررہی ہے۔ جس ریاست میں اس کے اپنے سینک اسکول نہیں ہیں۔ وہاں کے لڑکوں کو نواحی ریاستوں کے سینک اسکولوں میں داخل کیا جاتا ہے۔ سینک اسکولوں میں داخلہ پوری طرح محاسن کی بنیاد پر درجہ vi اور درجہ ix میں، ہر سال فروری میں ہونے والے آل انڈیا سینک اسکول داخلہ امتحان کے ذریعہ دیا جاتا ہے اور یہ اسکول پوری طرح رہائشی ہیں۔ ہر طالب علم کی ٹیوشن فیس 20 ہزار روپے سالانہ ہے یہ اسکول سنٹرل بورڈ آف سکنڈری ایجوکیشن سے ملحق ہیں اور سائنس 2+10 کے طریقہ کے مطابق تعلیم دیتے ہیں۔

99-1998ء میں سینک اسکول کے درجہ x اور درجہ xii کے سی بی ایس ای امتحانات میں پاس ہونے والے طالب علموں کی شرح بالترتیب 99.60 فیصد اور 93.43 فیصد تھی۔ 104 سینک اسکولوں سے طالب علموں نے 1999 میں این ڈی اے میں داخلہ لیا تھا۔ اب تک سینک اسکولوں سے 5,137 میں داخلہ لیا ہے۔

نیشنل ڈیفنس اکادمی

نیشنل ڈیفنس اکادمی (این ڈی اے) کھڑک واسلا میں واقع ڈیفنس سروسز کے مستقبل کے افسروں کے طور پر نوجوان

کیڈٹوں کو تربیت دینے والا جوائنٹ سروسز ادارہ ہے۔ اس اکیڈمی کا مرکزی تصور "سیوا پرمودھرما" ہے (بے لوث خدمت) کیڈٹوں کو ان کی ٹریننگ کے دوران عام تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ اس اکادمی کے نصاب کو اکادمی کی تعلیم مکمل کرنے پر جواہر لال نہرو یونیورسٹی نے بی اے/ بی ایس سی کی ڈگری دینے کے لئے منظور کیا ہے۔ اس وقت کیڈٹوں کی تعداد 1,822 ہے ان میں بھوٹان کے 69 کیڈٹ فلسطین کے چھ اور مالدیپ کا ایک کیڈٹ شامل ہے۔

انڈین ملٹری اکادمی

انڈین ملٹری اکادمی (آئی ایم اے) دہرہ دون کا قیام فوج میں کیڈٹوں کو کمیشن حاصل کرنے کی ٹریننگ دینے کے لئے 1932ء میں عمل میں آیا تھا یہ ٹریننگ جنٹل مین کیڈٹوں کو فوجی تربیت کے ذریعہ ذہانت، اخلاقی اور جسمانی معیارات کو بڑھانے، عام تعلیم، آگے بڑھ کر کام کرنے کی صفات پیدا کرنے، پیشقدمی اور مزاحمت کی خصوصیات سے انہیں لیس کرنے میں مدد کرتا ہے۔ یہ صفات جنگ اور امن دونوں ہی حالتوں میں قیادت کی بنیادی خوبیاں پیدا کرنے والی ہیں۔ اکادمی کا مرکزی تصور ہے۔ ویرتا اور وویک (شجاعت اور دور اندیشی) آئی ایم اے میں جنٹل مین کیڈٹوں کی موجودہ تعداد 1653 ہے

آفیسرز ٹریننگ اکادمی

آفیسرز ٹریننگ اکادمی (او ٹی اے) چنئی مندرجہ ذیل کورسوں کے لئے کمیشن سے پہلے کی ٹریننگ دیتی ہے یہ یونین پبلک سروس کمیشن امتحان میں کامیاب ہونے والے یونیورسٹی گریجویٹوں کے لئے 44 ہفتوں کا شارٹ سروس کمیشن کورس (بی) خواتین کیڈٹوں کے لئے 6 مہینوں کا کورس (ویمن اسپیشل انٹری اسکیم) اور (سی) پر ماننٹ کمیشن آن اسپیشل لسٹ (پی سی ایس ایس) سروس امیدواروں کا انتخاب کے لئے جو چار ہفتوں کی ٹریننگ کے بعد لائق قرار پاتے ہیں۔ اکادمی میں 500 افراد کو ٹریننگ دی جاسکتی ہے۔ اب تک 468 خواتین کیڈٹوں کو شارٹ سروس کمیشن دیا جاچکا ہے۔

راشٹریہ انڈین ملٹری کالج

راشٹریہ انڈین ملٹری کالج دہرہ دون میں پبلک اسکولوں جیسی تعلیم دی جاتی ہے۔ خاص طور پر ان لڑکوں کو، جو فوج میں کمیشن حاصل کرنے کی غرض سے بعد میں این ڈی اے میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ کالج آٹھویں کلاس میں طالب علموں کو تحریری اور زبانی امتحان کی بنیاد پر داخلہ دیتا ہے۔ یہ امتحان پورے ملک میں سال میں دو بار ریاستی حکومتوں کی نگرانی میں کرائے جاتے ہیں اور فروری و اگست میں ہوتے ہیں۔ اس کالج کو یہ فخر حاصل ہے کہ تین آرمی چیف آف اسٹاف اور ایک چیف آف ایر اسٹاف اس میں پڑھ چکے ہیں۔

نیشنل ڈیفنس کالج

نیشنل ڈیفنس کالج کا قیام 1960 میں ان سینئر ڈیفنس اور سول سروس افسروں کو تیار کرنے کے لئے عمل میں آیا تھا جو قومی سلامتی اور حکمت عملی کے اہم مسائل کا جامع تصور رکھتے ہوں۔ اس کالج کے نصاب کو خاص طور سے تیار کیا گیا ہے جس میں قومی سلامتی کے سماجی، سیاسی، اقتصادی، صنعتی، سفارتی اور فوجی حجم کو لیا گیا ہے۔ یہ نصاب 47 ہفتے کے سات مطالعات اور مطالعاتی سفروں پر مشتمل ہے۔

آرمی کیڈٹ کالج

آرمی کیڈٹ کالج، آئی ایم اے کا ایک بازو ہے جو کہ کمیشن کے لئے چنے جانے والے سروس کیڈٹوں کی ٹریننگ کی ضروریات پوری کرتا ہے۔اس کا تعلیمی ڈھانچہ این ڈی اے جیسا ہی ہے یا3+2+10 کے خطوط پر ہے اور نصاب مشترک ہے۔ کورس مکمل ہونے پر یہ کیڈٹ بی اے/بی ایس سی ڈگری کے بھی حقدار ہو جاتے ہیں جو کہ جواہر لال نہرو یونیورسٹی سے تسلیم شدہ ہے۔

آرمی اسکول آف فزیکل ٹریننگ

جسمانی تربیت کا یہ فوجی اسکول (اے ایس پی ٹی) پنے میں واقع ہے۔جس کا قیام 1947ء میں عمل میں آیا تھا۔اس میں کیڈٹوں کو فوج کے لئے جسمانی اور تفریحی تربیت دی جاتی ہے۔اس کا تربیتی ڈھانچہ ایسا ہے کہ جسمانی ٹریننگ کے لئے بارے میں جامع اور باضابطہ ہدایات دی جاسکتی ہیں۔فوج کے تمام رینکوں سے منتخبہ امیدواروں، پولیس، نیم فوجی دستوں اور دوست ممالک کے طلبہ اے ایس پی ٹی میں جسمانی ٹریننگ یوگا، مارشل اسپورٹ اور متعلقہ مضمون کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے داخلہ لیتے ہیں۔

دیگر تربیتی مراکز اور اسکول

مہو میں کالج آف کمبیٹ میں ہائر کمانڈ، سنیئر کمانڈ اور جونیئر کمانڈ کے کورس فوجی افسروں کے لئے چلائے جاتے ہیں۔اس کے ذریعہ کمبائنڈ آپریشنل ریویو اینڈ ایوے لوایشن (سی او آر ای) پروگرام بھی سال میں ایکبار میجر جنرل یا اس کے مساوی رینک کے تینوں فوجی کے منتخبہ افسروں کے لئے چلایا جاتا ہے۔سال میں ایک بار فوج کے بریگیڈیر اور عام افسروں کے لئے فارمیشن کمانڈر اور سٹیشن کورس بھی چلایا جاتا ہے۔کالج آف ملٹری انجینیئرنگ کرکی (پنے) فوجی انجینیئرنگ کے تمام پہلوؤں کے بارے میں افسروں اور دیگر رینک کو ٹریننگ دیتا ہے۔دو سال سے زیادہ مدت کے لمبے کورس بھی چلائے جاتے ہیں تا کہ ڈگری کے معیارات تک افسروں کو ٹریننگ دی جاسکے۔ملٹری کالج آف ٹیلی کمیونی کیشن انجینیئرنگ مہو میں ٹیلی مواصلات اور سگنل کی بنیادی اور ترقی یافتہ تکنیکی معلومات کی تربیت دی جاتی ہے۔آرمورڈ کور سینٹر اینڈ اسکول، احمد نگر، آرمورڈ فائٹنگ کے استعمال وھیکلو بکتر (بکتر بند لڑاکا گاڑیوں) ڈرائیونگ اور رکھ۔رکھاؤ کی ٹریننگ دیتا ہے۔دیولالی کے اسکول آف آرٹیلری، فیلڈ برانچ آرٹیلری میں تربیت دیتا ہے۔ایرڈیفنس گائیڈ ڈمیزائل اسکول گوپال پور آن سی، ایرڈیفنس توپخانہ کے عملہ کو ٹریننگ دیتا ہے۔ہائی آلٹی چیوڈ وار فیر اسکول (بلند مقامات پر جنگ لڑنے کا ہنر سکھانے والوں اسکول) گلمرگ اور سون مرگ میں واقع ہے جس میں فوجیوں کو پہاڑی جنگجوں کے ہنر کی بشمول راک، اسنو اور آئس کرافٹ، تعلیم و تربیت دی جاتی ہے۔کاؤنٹر آفیسر جنسی اینڈ جنرل اور فیر اسکول میں افسروں اور جوانوں کو شورش کے سد باب کے ہنر کی تربیت دی جاتی ہے۔بریلی کی جونیئر لیڈرس اکیڈمی جونیئر لیڈرس کورس کے لئے اداری لیڈر شپ اور محرکہ وترغیبی ٹریننگ کا بھی اہتمام کرتا ہے۔یہ کورس فوج کی سبھی شاخوں اور خدمات کے J-CO1 اور سینئر N.CO1 کے لئے ہوتا ہے۔

بریلی کی جونیئر لیڈرس اکادی، جونیئر لیڈر کورس کے لئے اداری لیڈر شپ اور محرکہ وترغیبی ٹریننگ کا بھی انعقاد کرتا ہے۔یہ کورس فوج کی سبھی شاخوں و خدمات کے جے۔سی۔او۔ اور سینئر این۔سی۔او کے لئے ہوتا ہے۔

میکینیکل انفینٹری رجمنل سینٹر، میکنکل انفینٹری کے رنگروٹوں کو بنیادی اور ٹیکنکل ٹریننگ دیتا ہے اس کے علاوہ اینٹی ٹینک گائیڈ میزائلوں پر بنیادی اور انسٹرکٹر کورس بھی چلاتا ہے جو کہ افسروں، سی جی او اور میکانائزڈ انفینٹری کے دوسرے رینکوں کے

لئے ہوتے ہیں۔اس کے ذریعہ یونٹوں کے میکنا ئا ئزڈ انفنٹری میں تبدیل ہونے پر یا آلات کی تبدیلی کی صورت میں کنورزن ٹریننگ بھی دی جاتی ہے۔کالج آف میٹیریلز مینجمنٹ جبلپور میٹریلز مینجمنٹ میں خصوصی تربیت دیتا ہے جن میں گولہ بارود اور دھماکہ خیز مادہ بھی شامل ہے۔اس کے ذریعہ عصری انتظامی طریقے بھی سکھائے جاتے ہیں۔کچھ دوسرے فوجی تربیتی مراکز اور اسکول یہ ہیں: آرمی سروس کور اسکول بریلی،ایم ایم ای اسکول وڈوڈرا،ملٹری کالج آف الیکٹرانکس اینڈ میکنکل انجینیر نگ سکندرآباد، کالج آف ڈیفنس مینجمنٹ سکندرآباد،مری ماؤنٹ اینڈ ویٹرنری کور سنٹر اینڈ اسکول میرٹھ،آرمی ایجوکیشن کور ٹریننگ کالج اینڈ سینٹر پنج مڑھی، آرمی اسکول آف فزیکل ٹریننگ پنے،آرمی رایئر ٹرانسپورٹ اسکول آگرہ۔ملٹری انٹلی جنس ٹریننگ اسکول اینڈ ڈپو پنے،آرمی ایر ٹرانسپورٹ اسکول آگرہ،کور آف ملٹری پولیس سینٹر اینڈ اسکول بنگلور،انسٹی ٹیوٹ آف ملٹری لاء کامپٹی،آرمڈ فورسز میڈیکل کالج پنے،انسٹی ٹیوٹ آف نیشنل انٹگریشن پنے،اور آرمی میڈیکل کور سینٹر اینڈ اسکول لکھنؤ۔

پیداوار اور بہم رسانی

موجودہ محکمہ دفاعی پیداوار اور سپلائز کی تشکیل کے لئے دسمبر 1984 میں محکمہ دفاعی سپلائز کو ضم کر دیا گیا تھا۔اس محکمہ کی بنیادی ذمہ داری ملک کی مسلح افواج کو جدید ترین آلات اور ہتھیاروں سے لیس کرنا اور مسلح افواج کی جدید کاری میں حصہ لیتا ہے۔یہ کام 39 آرڈی نینس فیکٹریوں اور 8 ڈیفنس پبلک سیکٹر اور ان کے ذریعہ کی جاتی ہے۔

فوجی کارخانے (ORDINANCE FACTORY)

مسلح افواج اور نیم فوجی دستوں/پولیس کے لئے دفاعی ہارڈویر کی پیداوار کے لئے آرڈی نینس فیکٹری آرگنائزیشن سب سے بڑی محکمہ جاتی تنظیم ہے۔اس وقت 39 آرڈی نینس فیکٹریاں ملک بھر میں پھیلی ہوئی ہیں۔

آرڈی نینس فیکٹریاں، مسلح افواج کو جدید ہتھیاروں اور گولہ بارود اور ٹینک وغیرہ سے لیس کرنے میں بنیادی واہم کردار نبھاتے ہیں۔آرڈی نینس فیکٹریوں نے مہلک اور غیر مہلک ہتھیاروں اور ساز و سامان کی پیداوار کرنے والی حربی و جنگی حکمت عملیوں میں ماہر اور وقف شدہ کارخانوں کے طور پر فروغ حاصل کی ہے۔ان کی اصل پائیں ساخت پر سرمایہ کاری قومی سلامتی اور جنگی پالیسیوں کی ضرورتوں کو دھیان میں رکھ کر کیا جاتا ہے۔اس تنظیم کا خاص مقصد مسلح افواج کے روایتی مہلک اور غیر مہلک آلاتوں کی ضرورتوں کو پورا کرنا ہے۔اس کا ابتدائی مقصد دفاع کے کام میں آنے والے عمدہ اور مخصوص ساز و سامان کو کم سے کم قیمت پر کافی مقدار میں اور بروقت مہیا کرانا ہے۔یہ کارخانے ملٹری ٹرانسپورٹ کے لئے گاڑیاں،انفنٹری کے لئے جنگی گاڑیاں، بکتر بند گاڑیاں، بصری اور نظر کے الکٹرانک آلات، فیلڈ کیبل،گری و سردی کی وردیاں، پیراشوٹ، چمڑے کے مختلف سامان، تیرنے والے پل، جنرل اسٹورس کا سامان،سول کاموں کے لئے دھماکہ خیز مادے وغیرہ کی پیداوار کرتے ہیں۔اس کے علاوہ ہتھیاروں اور گولہ بارود کے لئے آلات اور اوزاروں کی ڈیزائن کرنے اور پیداوار کرنے کی بھی سہولت اس کارخانے میں مہیا ہے۔

مسلح افواج کو ہتھیار اور گولہ باردو اور دیگر سامان مہیا کرانے کے علاوہ یہ کارخانے پولیس اور نیم فوجی دستوں کی تنظیموں کی بھی ضرورتوں کو بھی پورا کرتے ہیں۔ریلوے، پبلک سیکٹر ادارے اور دیگر سرکاری محکموں کے لئے بھی ان کارخانوں میں سامان تیار کیا جاتا ہے۔ان کارخانوں نے فوجوں اور دفاعی قوتوں کی نئی نئی ضرورتوں کو دیکھتے ہوئے اپنی مصنوعات اور اور مصنوعاتی تکنیک کو مسلسل بہتر اور عمدہ بنایا ہے۔

سال 2000-1999 کے دوران آرڈینس کارخانوں نے 5,400 کروڑ روپے کی فروخت کی تھی، جب کہ پچھلے سال یہ

3,957 کروڑ روپے تھی۔ آرڈیننس کارخانوں کی پچھلے کچھ سالوں کی اہم حصولیابیاں ہیں۔(1) اپنے ملک میں ترقی یافتہ 5.56 مم ایف۔این۔ایس۔اے۔ایس ہتھیاروں اور گولہ بارود کی پیداوار (2) الفنٹری کمبٹ گاڑیاں بی۔ایم۔پی (سارتھ) اور ٹینک (اجے) T-72 کی پیداوار وطن میں ترقی یافتہ مخصوص جنگی ٹینک، ارجن، کی پیداوار کا کام بھی شروع کردیا گیا ہے۔(3) تمام 39 آرڈیننس فیکٹریوں نے آئی۔ایس۔1400/آئی ایس۔او 9000 کے تحت سرٹیفکٹ بھی حاصل کرلیا ہے۔(4) ٹی 155,72 ایم۔ایم اور 130 ایم۔ایم سسٹم کے گولا بارود جیسے کم وزن اور زیادہ قوت کے تناسب والے نئے ہتھیاروں کی پیداوار کا کام بھی آرڈیننس فیکٹریوں میں شروع کیا گیا ہے۔

1999 کی گرمیوں میں بھارتی علاقے میں مسلح پاکستانیوں کی دراندازی کے خلاف کرگل کارروائی کے دوران آرڈیننس فیکٹریوں نے فوج کی اضافی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے اہم گولہ بارود اور دیگر جنگی سامانوں کے آئٹم کی پیداوار میں پچھلے سال کے مقابلے 60 سے 230 فی صد تک اضافہ کیا۔

فراہمی شاخ (SUPPLIES WING)

وزارت دفاع کے لئے خریداری پالیسی تیار کرنے والی مرکزی ایجنسی سپلائز ونگ کے اہم کام ہیں: (ا) درآمد کی بدل قائم کرنے کے لئے آئٹموں کی پہچان ونشاندہی اور ان کے پیداوار کا انتظام کرنا (ب) ڈی۔آر۔ڈی۔او کے ذریعہ ترقی یافتہ آئٹموں کا نجی سیکٹر کی صنعت کے پیداواری انتظام کرنا۔ غیرفوجی صنعتوں کو دفاعی سامان کے گھریلو پیداوار میں حوصلہ افزائی کرنے کے لئے 94-1993 میں دیسی کاری میں شاندار و بہتر عمل کے لئے نیشنل ایوارڈ کا ایک منصوبہ شروع کیا گیا تھا۔ دفاعی ساز و سامان کے پرزوں اور ذخیروں کے بدل قائم کرنے کی سمت میں صنعتوں کے ذریعہ کی گئی کوششوں کو سپلائز ونگ مناسب طریقہ سے تسلیم کرتا ہے اور مستحق اکائیوں کو مناسب انعام بھی دیئے جاتے ہیں۔

عام طور سے سپلائز ونگ انہیں آئٹموں سے متعلق ہوتی ہے۔ جن میں شروع میں ہی فروغ دینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ پھر بھی آپریشن وجے، کے تحت عملی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے سال رواں میں اس شاخ نے مسلح افواج کی فوری ضرورتوں کو پورا کرنے میں ایک اہم کردار نبھایا اور کم سے کم ممکنہ وقت میں ان کے آرڈر دئے۔

نجی سیکٹر کو دئے گئے ترقیاتی دفاعی سپلائی آرڈروں کی قیمت آٹھویں دہے کے شروع میں 60 کروڑ روپے سالانہ سے بڑھ کر حال کے سالوں میں 200 کروڑ روپے کے قریب جا پہونچی ہے۔ 2000-1999 کے دوران مختلف دفاعی سازوں سامان و ذخیرات کے ابتدائی فروغ کے لئے دیئے گئے آرڈروں کی قیمت 278.58 کروڑ روپے تھی اور 13 نظاموں/ذیلی نظاموں کے بشمول کل 2,826 آئٹموں کی دیسی کاری کی گئی۔

حال کے سالوں میں دفاعی پیداوار میں غیرفوجی سیکٹر کی حصہ داری سے دفاعی پیداوار کی تکنیکی بنیادوں کو وسعت فراہم کرنے اور کوالٹی کا معیار بڑھانے میں کافی مدد ملی ہے۔ نتیجتاً کئی اسمبلیوں/معاون اسکیموں کے لئے اب دفاعی افواج اس سیکٹر پر کافی انحصار کرنے لگی ہیں۔ اب ہمہ گیر، وسیع اور خودکفیل دیسی دفاعی بنیاد تیار کرنے کے لئے حکومت وصنعت کی موثر حصہ داری کے لئے طویل مدتی منصوبہ بنایا جارہا ہے۔

دفاعی ادارے (DEFENCE UNDERTAKINGS)

ڈیفنس پبلک سیکٹر انڈرٹیکنگز (ڈی پی ایس یو) کی تشکیل اس طرح کی گئی ہے کہ وہ آسانی سے بدلے ہوئے حالات میں کام

کرسکیں۔ ان کا نظم و نسق لامرکزی ہو اور انہیں کام کی کافی آزادی حاصل رہے تا کہ دفاعی ٹکنالوجی کی بنیاد کو طرح طرح سے استعمال میں لایا جاسکے اور وہ مسلح افواج کی بنیادی ضروریات بھی پوری کرسکیں۔

محکمہ دفاعی پیداوار اور رسدات کے تحت فی الوقت آٹھ پبلک سیکٹر انڈرٹیکنگس (پی ایس یو) چل رہی ہیں۔ یہ ہیں ہندوستان ایروناٹکس لمیٹیڈ (ایچ اے ایل) بھارت الیکٹرانکس لمیٹیڈ (بی ای ایل)، بھارت ارتھ موورز لمیٹیڈ (بی ای ایم ایل)، مزگاؤں ڈاک لمیٹیڈ (ایم ڈی ایل) گارڈن ریچ شپ بلڈرز اینڈ انجینیرز لمیٹیڈ (جی آر ایس ای)، گوا شپ یارڈ لمیٹیڈ (جی ایس ایل) بھارت ڈائنمکس لمیٹیڈ (بی ڈی ایل) اور مشر دھاتو نگم لمیٹیڈ (ایم آئی ڈی ایچ اے این آئی)۔

ہندوستان ایروناٹکس لمیٹیڈ کا قیام 1964 میں عمل میں آیا تھا۔ اس وقت اس کی چھ ریاستوں میں 12 ڈویژنیں ہیں۔ اس کا ہیڈ آفس بنگلور میں ہے۔ یہ دفاعی پیداوار اور سپلائزونگ کے تحت پبلک سیکٹر کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔ یہ پہلے پرائیوٹ لمیٹیڈ کمپنی تھی، جسے 10 جولائی 1995 کو پبلک لمیٹیڈ کمپنی میں بدل دیا گیا۔ اس کا خاص کام مختلف اقسام کے جہازوں، ہیلی کاپٹروں اور ان سے متعلق ہوائی انجنوں ایویانکس کے کل پرزوں وآلات کے ڈیزائن بنانا اور ان کو تیار کرنا مرمت کرنا، اوور ہال کرنا وغیرہ شامل ہے۔ ہندوستان ایروناٹکس لمیٹیڈ نے اعلی اقدار کا ورک پیکجز مہیا کرانے کے لئے بوئینگ یو۔ ایس۔ اے سے ایک معاہدے پر دستخط کیا ہے۔ اس کمپنی کی سبھی ڈویزنوں کی کوالٹی بین الاقوامی معیار کی توثیق فراہم کرنے والی ایجنسی سے آئی۔ ایس۔ او 9001/9000 کی سرٹیفکٹ ملی ہوئی ہے۔

بھارت الیکٹرانکس لمیٹیڈ (بی ای ایل) کا قیام 1954ء میں عمل میں آیا تھا۔ اس کا کارپوریٹ آفس بنگلور میں ہے۔ اس کی نو پیداواری اکائیاں ہیں۔ دفاعی افواج اور نیم فوجی تنظیموں کے استعمال کے لئے بی ای ایل جدید ترین الیکٹرانکس آلات کے ڈیزائن تیار کرنے، ڈولپمنٹ اور تیاری میں مصروف ہے۔ دیگر استعمال کنندگان میں آل انڈیا ریڈیو، دور درشن، محکمہ ٹیلی مواصلات، پولیس، محکمہ موسمیات، وغیرہ شامل ہیں۔ BEL پیشہ وارانہ الکٹرانک ساز وسامان کا ایک اہم دیسی ماخذ ہے۔ ان مصنوعات کا تعلق مواصلات کے آلات، فوجی اور شہری استعمال کے لئے راڈاروں، آپٹکل اور آپٹو الیکٹرانک اکوپمنٹس عملی اور بصری براڈ کاسٹنگ آلات، اور الیکٹرانکس کمپونٹس سے ہے۔ بی ای ایل کے تمام مینوفیکچرنگ ڈویژن انتہائی جدید ٹسٹ اور پیمائش اور کوالٹی کنٹرول انتظام سے آراستہ ہیں جو ساز وسامان کے آن لائن کمپیوٹرائیزیشن منتظمہ کی ترقی یافتہ جانچ سہولتیں، ماحول قابل اعتماد ٹیسٹ کرنے کی سہولتیں، الکٹرومیکنیکل، مداخلت رہم معیاری تکنیکی معلومات، دستاویز سازی کی بیک اپ معاونی اور کمپیوٹر کی مدد سے ڈیزائن، اور بنانے کی سہولتوں نے ہندوستان الکٹرانک لمیٹیڈ ایک جدید کاروباری الکٹرونک کمپنی بن گئی ہے۔ کہ این آئی ایل گریڈر بین الاقوامی شہری معیارات کے مطابق ہیں۔ بی ای ایل کی تمام مینوفیکچرنگ اکائیوں کو آئی ایس او 9002 کے تحت تسلیم کیا جاچکا ہے۔

بنگلور میں بھارت ارتھ موورز لمیٹیڈ (بی ای ایم ایل) کو مئی 1964ء میں ڈی پی ایس یو کے طور پر قائم کیا گیا تھا اور جنوری 1965ء میں اس نے اپنا کام شروع کیا تھا۔ اس کی تین جدید ترین پیداواری یونٹیں بنگلور، کولار گولڈ فیلڈ اور میسور میں ہیں یہ کمپنی بھارتی ریلوں کے لئے ریل ڈبوں، ریل بس اور ڈی۔ سی ای۔ ایم۔ یو، ہیوی ڈیوٹی ٹرکوں راس کی مختلف شکلوں، کریشن فائر ٹنڈر، ہیوی رکوری گاڑیاں محکمہ دفاع کے لئے پی۔ ایم۔ ایس پلوں، مٹی کھودنے والے آلات وغیرہ کی تیاری میں لگی ہیں۔ بھارت ارتھ مورس لمیٹیڈ کے دیگر اہم کسٹمر ہیں کول انڈیا لمیٹیڈ، نیولی لگنائٹ کارپوریشن، ایسوسیٹیڈ سیمنٹ کمپنی، اسٹیل اتھارٹی آف انڈیا لمیٹیڈ اور دی نیشنل ہائیڈرو تھرمل پاور کارپوریشن۔

مزگاؤں ڈاک لمیٹیڈ (ایم ڈی ایل) ملک کا صف اول کا جہاز سازی کا کارخانہ ہے اور 6000 ڈی ڈبلوٹی تک کے سمندری

جہاز اور 2700 ڈی ڈبلیو ٹی تک کے تجارتی جہاز تیار کر سکتا ہے۔ اس وقت ہندوستانی بحریہ کے لئے آبدوزوں، میزائل بوٹوں کے تباہ کار، فریگیٹ (چھوٹا جنگی جہاز) بادبانی جنگی جہازوں کی تعمیر اور کوسٹ گارڈ کے لئے گشتی کشتیاں وغیرہ کی تعمیر اسکی خاص اہم سرگرمیوں میں شامل ہے۔ اس نے تیل تلاش کرنے والے علاقوں کے لئے اپنی مصنوعات کے لئے تنوع پیدا کیا ہے۔ جن کے لئے تیل کنوؤں کے دہانوں پر پلیٹ فارموں کی تنصیب وان کی تعمیر کی سہولتیں اور سمندر کے اندر پائپ لائن کے بچھانے ران پر پرت چڑھانے کے لئے غوطہ خوری خدمات فراہم کرنی شروع کی ہیں۔ آبدوز ''ششومار'' کی میڈیم ری فٹ اور جدیدکاری کا کام ہندوستان میں پہلی بار کمپنی کے ایسٹ یارڈ میں کیا جارہا ہے۔ کمپنی کے محکمہ تعمیرات جہاز کو، آئی۔ ایس۔ او 9001 کا سرٹی فکٹ دیا گیا۔ کمپنی نے B.55 ویل ہیڈ پلیٹ فارم اور 7 کلمپ آن پروجیکٹ کی تعمیر کر کے تیل اور نیچرل گیس کمیشن کو فراہم کیا ہے۔

گارڈن ریچ شپ بلڈرز اینڈ انجینئر لمٹیڈ کے نام سے ایک جوائنٹ اسٹاک کمپنی کے طور پر عمل میں آیا تھا۔ اس کا کارپوریٹ آفس کلکتہ میں بنایا گیا ہے۔ 1960 میں حکومت ہند نے اس کمپنی کو اپنی تحویل میں لے لیا تھا۔ یہ کمپنی بحریہ اور کوسٹ گارڈ کے لئے جنگی جہازوں اور معاون جہازوں کی تعمیر و مرمت کا کام کرتی ہے۔ اس کی مصنوعات میں فریگیٹ کیریر اور آئل ٹینکر، گشتی جہاز، جہاز پر لگنے والے اعلی درجے کے تکنیکی آلات، پورٹیبل بیلی ٹائپ اسٹیل، برجز، ایگریکلچرل سیکٹر کے لئے ٹربائن پمپ، سیرین سیوتیج پلانٹ، ڈیزل انجن وغیرہ شامل ہیں۔ GRSE کی کیمیکل لیبورٹری کو ٹیفس بیوریٹری کے طور پر نیشنل اکریڈیشن بورڈ کے ذریعہ سرٹی فیکٹ فراہم کی گئی ہے۔

گوا شپ یارڈز لمٹیڈ (جی ایس ایل) واسکوڈاگاما میں واقع ہے اس کی سرگرمیوں کا تعلق بنیادی طور پر جہازوں کی مرمت تیاری اور ''ری فٹ'' سے ہے۔ اس نے بھارتی نیوی اور کوسٹ گارڈ اور غیر دفاعی شعبہ کے لئے مختلف قسم کے جہازوں کی تیاری اور ری فٹ کی خدمت انجام دینے کا کام اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔

بھارت ڈائنامکس لمٹیڈ (بی ڈی ایل) حیدرآباد کا قیام گائیڈڈ میزائل تیار کرنے کے لئے 1970ء میں عمل میں آیا تھا۔ کنچن باغ اور بھرور میں اس کے دو یونٹ ہیں اور یہ بھی میزائلی ہتھیاروں کا نظام تیار کرنے والی ایک صف اول کی ایجنسی ہے۔ اسے آئی۔ ایس۔ او 9002 سرٹی فیکٹ حاصل ہو چکا ہے۔

مشرا دھاتو نگم لمٹیڈ (ایم آئی ڈی ایچ اے این آئی) حیدرآباد میں واقع ہے۔ اس کو 1973ء میں قائم کیا گیا تھا۔ اس کی پیداوار میں اعلی درجہ کے دھاتوں کے ڈبے۔ پریجنگ اسٹیلوٴ حدت کا مقابلہ کرنے والے دھات کے ڈبے۔ کنٹرولڈ ایکسپنشن دھات کے ڈبے، ٹنکس ٹین اور مولب ڈینم وغیرہ دونوں فولاد کی مختلف اقسام) شامل ہیں جس سے ملک کی اہم ضروریات بشمول ڈیفنس، ایٹمی توانائی، اسپیئر ایرونانکس پوری کی جاتی ہیں۔ تا کہ اس جدید ترین شعبہ میں خود کفیل ہوا جا سکے۔ اس کمپنی کو پورے پلانٹ کے لئے آئی ایس او 9002 حاصل ہو چکا ہے۔

تحقیق و ترقی (RESEARCH AND DEVELOPMENT)

ڈیفنس ریسرچ اینڈ ڈولپمنٹ آرگنائزیشن (ڈی آر ڈی او) کا قیام ڈیفنس سروس آرگنائزیشن اور دفاعی ریسرچ و ڈولپمنٹ کے چند اداروں کے انضمام کے بعد 1958ء میں عمل میں آیا تھا۔ 1980ء میں ڈیفنس ریسرچ و ڈولپمنٹ کا ایک علیحدہ محکمہ قائم کیا گیا تھا۔

آج ڈی۔ آر۔ ڈی۔ او۔ موجودہ نظام میں سائنس اساس پر تکنیکی اصلاح کرنے والی ایجنسی سے، ایک ہائی ٹکنالوجی ایجنسی بن گیا ہے جو ابتدائی ڈیزائن، ترقیاتی اور کلیات کے ایسے کاموں کو کرنے میں اہل ہے جس سے افواج کو مطلوب اعلی درجات اور

خوبیوں کے سازوسامان سے متعلق ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے بین الاقوامی معیار کے دفاعی آلات نظام کو فروغ دینے میں
بہت مدد ملتی ہے۔ DRDO کے گولہ بارود، بکتر بند سسٹم، زمین سے زمین تک مار کرنے والی میزائلس اور جدید کمپیوٹنگ
(شماریات) کے میدان میں خودکفیل ہو چکا ہے۔

ڈی۔آر۔ڈی۔او۔ نے مسلح افواج کی ضرورتوں کے مطابق کئی ڈیفنس سسٹم، سازوسامان اور دیگر مصنوعات کو فروغ دیا
ہے اور اسی بنیاد پر پیداوار بھی شروع کردی ہے۔ ان میں شامل ہیں: زمین سے زمین تک مار کرنے والے میزائل پرتھوی، بنا
پائلٹ کے نشانے پر مار کرنے والے جہاز، ایرفورس کے لئے EW سسٹم، 105 مم کی ہلکی فیلڈ گن، 5.56 آئی این ایس اے
ایس آئی، رائفل، ایل ایم جی اور ان کی گولیاں ڈسوناررکب اور انٹگریٹیو فائر کنٹرول سسٹم، ''پنچ اندریہ'' سونو بائے، سائی بحری
ریسرچ جہاز، ساگردھونی۔۔ ایم این ٹی 'ارجن'130 مم SP گن، FSAPDS 125، انفلوینس سرنگیں، لپیٹے سرنگیں، روشنی پیدا
کرنے والے گولے، کئی طرح کے فیوز، آر ئی یو کے ساتھ تیز رفتار والے لوڈر یگ بم، کم اونچائی کے لئے راڈر اندر، رات کو دکھائی
دینے کی صلاحیت پیدا کرنے والے آلات، لیمر رینج فائیڈر تھرگیٹ ڈیزگنیٹر، جدید شماریاتی سسٹم، کئی طرح کی جنگی چالوں کو تیار
کرنے والے سیمولیشن سافٹ ویر مصنوعات ٹیریل الکٹرونک آلات، کھانے اور زندہ رہنے کے لئے تیار شدہ خوراک (ایم آر
ای) شدید سردی کے لئے کپڑے این بی سی تحفظ شدہ آشم اپنا گاہیں اور کوہ پیائی آلات۔

بنا پائلٹ نشانہ پر مار کرنے والے ایرکرافٹ (PTA) ''لکشیہ'' زمین سے چلائے جانے والے بار بار استعمال کئے جاسکنے
والے ایم پل ٹارگیٹ کی محدود سطح پر تعمیر کی جارہی ہے۔ لکشیہ کی پہلی کھیپ ستمبر 1999 میں فضائیہ کو سونپ دی گئی ہے۔ فوج نے
5.56 مم کیلی بر کے بھارتی چھوٹے ہتھیار، انساس، رائفل (موڑے جاسکنے والے کندے) اور ایل۔ ایم۔ جی (موڑے
جاسکنے والے کندے) کے وسیع پیمانے پر تیار کرنے کو منظوری دے رہی ہے۔ پرتھوی کے نیوی دوزن دھنش کا مستحکم پلیٹ فارم
سے 11 اپریل 2000 کو اڑان ٹیسٹ کرلیا گیا ہے۔ ریموٹلی پایلیڈ وھیکل (RPV) کا بھی ٹیسٹ کرلیا گیا ہے۔ مختلف محرابوں
والا پل سسٹم، سروتر، کے استعمال اور افادیت سے متعلق آدی مرحلے کا ٹیسٹ اکتوبر 1999 میں ہو چکا ہے۔ اس پل میں 15 میٹر
کی 5-5 محرابیں ہیں یہ 75 میٹر تک کی رکاوٹ کو پار کرنے کا اہل ہے۔ وھیکل کی حرکت پذیری، استحکام اور عسکری افادیت ثابت
ہو چکی ہے۔ سال کے دوران جن دیگر اہم پروگراموں میں پیش رفت ہوئی ہے۔ ان میں ہلکے لڑاکوں جہاز، اسکا انجن، کاویری،
آئی۔ جی۔ ایم۔ ڈی۔ پی کے تحت مختلف میزائلیں، کئی نلیوں والا راکٹ سسٹم، پناکا، اور فوج و بحریہ کے لئے ای۔ ڈبلو سسٹم شامل
ہیں۔

کھانے کے لئے تیار شدہ خوراک اور ہنگامی حالتوں میں زندہ رہنے کے لئے فوجیوں کے لئے راشن حال کی فوجی
کارروائیوں کے دوران فراہم کیے گئے۔ ان راشنوں کو پکانے کی ضرورت نہیں پڑتی، کیونکہ اس میں شامل اشیاء کو محفوظ رکھنے کے
حرارتی عمل سے گزارا جاتا ہے، انہیں با آسانی سیدھے ہی کھایا جاسکتا ہے اور اگر ضرورت ہو تو ہلکا سا گرم بھی کیا جاسکتا ہے۔
سیاچن میں فوجیوں کو جما دینے والی سردیوں میں تازہ دودھ اور مقامی، گرین ہاؤسوں، میں پیدا کی گئی پتے والی سبزیاں بھی فراہم
کرائی جارہی ہیں۔

سابق فوجیوں کی باز آبادکاری اور بہبود

مسلح افواج کو تازہ خون پر مشتمل رکھنے کے لئے ہر سال قدرے کم عمر میں 60,000 فوجیوں کو ریٹائر/ریلیز کیا جاتا ہے۔
اعداد و شمار کے مطابق مجموعی طور پر 15,44,600 لاکھ سابق فوجیوں اور 3,06,559 لاکھ بیواؤں نے اپنے نام درج کرائے
تھے اور 31 دسمبر 1999ء کو بقید حیات تھے۔ وزارت دفاع کے تحت دائرکٹوریٹ جنرل آف ری سٹلمنٹ (ڈی جی آر) کا قیام

عمل میں لایا گیا ہے تا کہ وہ سابق فوجیوں اور ان کے وابستگان کی باز آبادکاری اور بہبود سے متعلق خدمات انجام دے۔ وزیر دفاع کی صدارت میں سابق فوجیوں اور ان کے کنبہ کے افراد کی بہبود کے لئے تمام پالیسی طے کرنے اور ویلفیئر فنڈ کے انتظام و انصرام اور ملک بھر کے سینک بورڈوں کی سرگرمیوں میں تال میل پیدا کرنے کے لئے ایک کیندریہ سینک بورڈ تشکیل دیا گیا ہے۔ ریاستی سطح پر راجیہ سینک بورڈ اور ضلعی سطح پر ضلع سینک بورڈ قائم کئے گئے ہیں۔ راجیہ اور ضلع سینک بورڈوں پر آنے والے اخراجات کا نصف حصہ حکومت ہند ادا کرتی ہے اور باقیماندہ حصہ متعلقہ ریاستی حکومتیں ادا کرتی ہیں۔

باز آبادکاری

ریٹائر ہو چکے / ریٹائر ہونے والے، فوجیوں کے سلسلہ میں باز آبادکاری کی سرگرمیاں مندرجہ ذیل پر مشتمل ہیں (اے) ریٹائر ہونے والے فوجیوں کو شہری روزگار کے قابل بنانے کا ٹریننگ پروگرام (بی) سرکاری / نیم سرکاری / پبلک سیکٹر تنظیموں میں دوبارہ روزگار فراہم کرنا اور (سی) خود روزگاری اسکیمیں۔

ٹریننگ

سال 2000-1999 میں ریٹائر ہو رہے فوجی افسروں کے لئے مندرجہ ذیل ٹریننگ پروگرام شروع کئے گئے (ا) ای کامرس اور ویب ڈیزائننگ، (ب) عملہ اور صنعتی منتظمہ میں پوسٹ گریجوٹ ڈپلومہ (ج) فائر انجینئرنگ اور سیفٹی مینجمنٹ (د) ایونٹ مینجمنٹ شروع کئے گئے کئی کورسوں کی مدت بھی بڑھائی گئی ہے۔ فی الوقت ریٹائر ہونے والے افسروں کی بہ نسبت دیگر عملہ کے لئے پیشہ وارانہ ٹریننگ، آئی۔ ٹی۔ آئی ٹریننگ اور آن۔ دی جاب ٹریننگ چلائی جا رہی ہے۔ 2000-1999 کے دوران کل 8,603 کارکنوں (ملازموں) کو ٹریننگ دی گئی۔

دوبارہ ملازمت

سابق فوجیوں کی باز آبادکاری اور بحالی میں دوبارہ روزگار کی فراہمی کی بڑی اہمیت ہے۔ اس مقصد کے لئے مرکزی اور ریاستی دونوں ہی حکومتوں نے بہت سی رعایتیں / سہولیات فراہم کر رکھی ہیں۔ ان میں ملازمتوں میں ریزرویشن، عمر کی حد میں رعایت / تعلیمی معیارات میں رعایت اور روزگار دینے میں ترجیح وغیرہ شامل ہیں۔ مرکزی حکومت نے گروپ سی کی دس فیصد اور گروپ ڈی کی 20 فیصد ملازمین مرکزی وزارتوں اور محکموں میں سابق فوجیوں کے لئے مخصوص کر رکھی ہیں۔ پبلک سیکٹر انڈر ٹیکنگوں اور قومی ملکیت کے بینکوں میں ریزرویشن کی فیصد شرح ان زمروں میں بالترتیب 14.5 اور 24.5 ہے۔ جب کہ ریاستی حکومتوں کی ملازمتوں میں دو فیصد سے 20 فیصد تک مختلف شرحوں سے ریزرویشن ہے۔

ڈی جی آر کی جانب سے ساق فوجیوں کی سیکورٹی ایجنسیوں کے نام پی ایس یو اور پرائیویٹ سیکٹر کی کمپنیوں کو بھیجے جاتے ہیں۔ یہ سیکورٹی ایجنسیاں افسروں اور دیگر رینکوں کو ملازمت کے مواقع فراہم کرتی ہیں۔ ڈی جی آر سے درج رجسٹر 690 سے زیادہ سابق فوجیوں کی سیکورٹی ایجنسیاں ہیں ان میں سے 522 کے نام مختلف کاموں کے لئے پیش کئے جا چکے ہیں۔ صرف اس کی وجہ سے پچھلے پانچ سالوں میں 43.953 سے زیادہ سابق فوجیوں اور 550 سے زیادہ سابق افسروں کے لئے کام نکلا ہے۔

خود روزگار اسکیمیں

سابق فوجیوں کے لئے روزگار کی اہم اسکیمیں SEMFEI SEMFEX II اور SEMFEX III ہیں۔ یہ اسکیمیں

اسمال انڈسٹریل ڈولپمنٹ بینک آف انڈیا، نابارڈ(NABRD) اور کھادی اینڈ ولیج انڈسٹریز کمیشن کے اشتراک سے سابق فوجیوں اور ان کے کنبہ کے افراد کو وسیع پیمانہ پر خود روزگار مواقع فراہم کرنے کے لئے شروع کی گئی ہیں۔

SEMFEX-I اسکیم کے تحت جسے 1987 میں شروع کیا گیا تھا، خود روزگار کے لئے سابق فوجیوں کو چھوٹے صنعتی پروجیکٹوں کے قیام کے لئے مالی امداد دی جاتی ہے۔ اس اسکیم کے تحت متعلقہ ریاستی مالی کارپوریشن کی جانب سے قرضے دیئے جاتے ہیں۔ 31 رمارچ 1999ء کو اس سے استفادہ کرنے والوں کی تعداد 6,727 تھی اور اس کے آغاز سے منظور کی گئی رقم مجموعی طور پر 275.56 کروڑ روپے تھی۔

SEMFEX-II اسکیم جنوری 1988ء میں جی ڈی آر نے نیشنل بینک برائے زراعت ودیہی ترقی (نابارڈ) کے اشتراک سے زراعتی اور دیگر متعلقہ سرگرمیوں میں امداد دینے کے لئے شروع کی گئی تھی۔ اس اسکیم کے تحت صنعتی یونٹیں، خدمتی ادارے قائم کرنے کے لئے 2 لاکھ روپے تک کی مالی امداد دی جاتی ہے۔ جس کا استعمال سرمایہ کاری اور ورکنگ کیپٹل کے طور پر کیا جا سکے گا۔ دولاکھ روپے سے زیادہ خواہش مند یونٹوں کو انٹگریٹیڈ لون اسکیم کے تحت 15 لاکھ روپے تک کی رقم۔ فنانس قرض منظور کیا جا سکتا ہے۔

اسی طرح دیہی غیر زراعتی پیداوار کی فروخت کے لئے فروخت گاڑیاں، موبائل رساکن فروخت کاریں اور کیوسکو کی خرید کے لئے امداد مہیا کی جاتی ہے۔

Semfex-III اسکیم اکتوبر 1991 میں کھادی گرام ادیوگ کمیشن کے اشتراک سے شروع کی گئی تھی مگر اس پر عمل درآمد 1992-93 میں ہوا۔ اس کے تحت کی وی آئی سی کے دائرہ عمل میں خود روزگار گرام ادیوگ قائم کیا جا سکتا ہے۔ اس اسکیم کے تحت سابق فوجی اور ان کی بیوائیں اور معذور فوجی اسکیم کے تحت سابق فوجی اور ان کی بیوائیں اپنا کاروبار شروع کر سکتی ہیں۔ آسان مالی امداد کھادی وگرام ادیوگ فراہم کرتا ہے۔ مارچ 2000 تک اس سے استفادہ کرنے والے 601 لوگوں کو 5.34 کروڑ روپے کے قرضے منظور کئے جا چکے ہیں۔

سابق فوجیوں ربیواؤں رکی دست نگر کی بازآبادکاری کے لئے دیگر خود روزگار اسکیمیں ہیں (ا) V-B درجے کی گاڑیوں کا الاٹ منٹ (ب) کوئلہ نقل وحمل گاڑیاں (ج) بیواؤں کے لئے ٹیپر اسکیم (د) تیل مصنوعات ایجنسیوں کا الاٹ منٹ (ہ) دفاعی تنظیموں ٹائپ رائیٹرون اور ڈپلیکٹروں کا الاٹ منٹ (ح) مدر ڈیری دودھ کے دودھ اور پھل وسبزیوں کے بوتھوں کا الاٹ منٹ۔

بہبود

سابق فوجیوں اور ان کے دست نگر فیملی افراد کے بہبود کے لئے عام پالیسیاں بنانے کے لئے وزیر دفاع کی صدارت میں کیندریہ سینک بورڈ کی تشکیل کی گئی ہے۔ جوان کے بہبود کے ساتھ ساتھ بہبود کے لئے فنڈ کی عمل درآمدگی بھی کرتا ہے۔ اور ریاستی سینک بورڈوں اور ضلعی سینک بورڈوں کے کاموں میں ہم آہنگی کے لئے عام پالیسی متعین کرتا ہے۔ ریاستوں میں بازآبادکاری کاموں میں آنے والے اخراجات کو مرکز اور ریاستی حکومتیں 50:50 کی بنیاد پر برداشت کرتی ہیں۔ مرکزی سینک بورڈ مسلح افواج فلیگ ڈے فنڈ کا بھی انتظام کرتا ہے۔ مختلف فلاحی پروگرام اس فنڈ کے سودے سے ملنے والی رقم سے چلائے جاتے ہیں۔ اس وقت فنڈ میں 60.63 کروڑ روپے کا جمع سرمایہ ہے۔ کرکی اور موہالی میں واقع مفلوج مریضوں کی رہائش گاہ، ریڈ کراس سوسائٹی، چیتا تر ہومس، فوجی اسپتال، سنٹ دنستانس آفٹ کیر آرگنائزیشن اور ضعیفوں اور جسمانی طور پر معذور سابق فوجیوں ان کے

دست نگر افراد کی دیکھ بھال کرنے والے مرکزوں کو مالی امداد دی جاتی ہے۔ سابق فوجیوں اور ان کے خاندان کو نجی طور سے بھی مالی امداد فراہم کی جاتی ہے۔

سابق فوجیوں / افراد خانہ کو سینک بورڈوں کے ذریعہ مندرجہ ذیل رعایتیں / سہولتیں دی جاتی ہیں۔

تعلیم: (ا) کچھ کٹگریوں کے فوجیوں کے دست نگر بچوں کے مرکزی سینک بورڈ کے وسیلے سے ایم۔ بی۔ بی ایس میں 28 سیٹیں، بی۔ ڈی۔ ایس میں ایک سیٹ اور انجینیرنگ میں دو سیٹیں (انا ملائی یونیورسٹی) میں فراہم کی جاتی ہیں۔ (ب) جنگ میں مارے گئے۔ اپاہج ہوئے اور امن کے دنوں میں شہید ہوئے فوجیوں کے بچوں کو پڑھائی کے لئے 35 جنگ میموریل ہوسٹلوں میں مفت رہائش کے علاوہ بتدریج 600 روپے اور 300 روپے فی ماہ کا وظیفہ دیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنے مطالعات جاری رکھ سکیں۔

میڈیکل سہولتیں: (ا) کچھ خاص سخت مرض میں مبتلا سابقہ فوجیوں کو اگر وہ کسی دیگر ذرائع سے علاج کے لئے رقم نہیں مہیا کر پاتے ہیں۔ غیر فوجی اسپتال میں علاج کے کل خرچ کے 60 فی صد تک کی (پی۔ بی۔ او۔ آر کے لئے 80 فی صد) مالی امداد دی جاتی ہے (ب) پورے ملک کے خاص اسپتالوں کو درجہ بند کیا گیا ہے۔ جہاں سے سابق فوجی کل علاج خرچ کے 40 فی صد کی ادائیگی پر (پی۔ بی۔ او۔ آر کے لئے 20 فی صد) خطرناک مرضوں کا علاج کرواسکتے ہیں۔ باقی اخراجات کی ادائیگی براہ راست K.S.B کے ذریعہ کی جاتی ہے (ج) حکومت نے ان سابق فوجیوں کو 100 روپے فی ماہ میڈیکل الاونس منظور کیا ہے منظور کیا ہے جو دور دراز کے ایسے علاقے میں رہتے ہیں جہاں مسلح افواج کے اسپتال / کلینک نہیں ہیں۔

سفری الاونس: (ا) IPKF (انڈین پیس کیپنگ فورس) اور آپریشن وجے (کارگل کی جنگ) اور دیگر کارروائیوں میں شہیدوں کی بیواؤں کو دوسرے درجہ کے ریلوے سفر میں 75 فی صد اور انڈین ایر لائنس کے ذریعہ سفر میں 50 فی صد کی کرایہ میں چھوٹ (ب) ''چکر'' سلسلے کے بہادری ایوارڈوں کو حاصل کرنے والوں کو ریلوے کے سفر میں درجہ اول / IIAC کلاس کی مفت سفر اور چکر ایوارڈ حاصل کرنے والے آزادی کے بعد کی جنگی بیواؤں کو انڈین ایر لائن کی گھریلو اڑانوں پر 50 فی صد کی چھوٹ۔

رکشا منتری صوابدید پر مبنی فنڈ

تنگ حالی میں رہ رہے سابق فوجیوں اور ان کی بیواؤں کو رکشا منتری کے صوابدید پر مبنی فنڈ سے مندرجہ ذیل مالی امداد دی جاتی ہے۔ (i) پرانے ضعیف، کمزور فوجیوں / بیواؤں کو دو سال تک ماہانہ امداد -/A 1000 (ii) تنگ حال سابق فوجیوں / بیواؤں کی لڑکیوں کی شادی کے لئے -/8,000 روپے (iii) تنگ حال سابق فوجیوں / بیواؤں کو مکان کی مرمت کے لئے -/10,000 روپے (iv) علاج معالجے کے لئے 15,000 روپے زیادہ سے زیادہ اور (v) تنگ حال سابق فوجیوں / بیواؤں کے بچوں کی تعلیم (12 ویں تک زیادہ سے زیادہ تین بچے)۔ 100 روپے فی ماہ۔

مسلح افواج فلیگ ڈے فنڈ

اپریل 1993 سے پہلے چار مختلف فنڈ تھے۔ (ا) جنگ کی بیواؤں۔ جنگی معذور اور دیگر سابق فوجی / موجودہ فوجیوں کے لئے ایک اسپیشل فنڈ، (ب) فلیگ ڈے فنڈ (ج) سنٹ ڈنسٹن کا (ہندوستان) اور کیندریہ سینک بورڈ فنڈ (د) بھارتی گورکھا سابق فوجی فلاحی فنڈ۔ ان مختلف فنڈوں کو اب ایک ساتھ ملا کر، مسلح افواج فلیگ ڈے فنڈ بنایا گیا ہے۔ کیندریہ سینک بورڈ کے ذریعہ چلائے جانے والے مسلح افواج فلیگ ڈے فنڈ سے کئی فلاحی منصوبوں کو مالی امداد دی جاتی ہے۔

5۔ تعلیم

1976 سے قبل تعلیم کی تمام تر ذمہ داری ریاستی حکومتوں پر تھی۔ مرکزی حکومت کا اس سے تعلق صرف بعض علاقوں مثلاً تکنیکی
تعلیم اور اعلیٰ تعلیم میں تال میل اور معیار کے تعین تک محدود تھا۔ 1976 میں آئین میں ترمیم کے ذریعہ تعلیم مرکزی اور ریاستی
حکومتوں دونوں کی مشترکہ ذمہ داری قرار دی گئی تنظیم اور تعلیم کے ڈھانچے سے متعلق بیشتر فیصلے ریاستی حکومتیں کرتی ہیں تعلیم کے
معیار اور کیرکٹر سے متعلق بہرحال ساری ذمہ داری مرکزی حکومت پر عائد ہوتی ہے۔ پالیسی وضع کرنے کے علاوہ انسانی وسائل کی
ترقی کی وزارت تعلیمی منصوبہ بندی کی ذمہ داری پوری کرنے میں ریاستی حکومتوں کی شریک رہتی ہے۔

تعلیم کا مرکزی مشاورتی بورڈ جو آزادی سے قبل 1935 میں قائم کیا گیا تھا تعلیمی پالیسیوں اور پروگراموں کے ارتقاء اور نگرانی
میں بدستور اہم رول ادا کر رہا ہے ان پالیسیوں اور پروگراموں میں تعلیم پر قومی پالیسی 1986 کارروائی کا پروگرام 1986 اور نظر
ثانی شدہ تعلیم پر قومی پالیسی اور کارروائی کا پروگرام 1992 خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

اخراجات

تعلیم پر قومی پالیسی 1986 اور کارروائی کا پروگرام 1992 میں یہ بات واضح کر دی گئی ہے کہ اکیسویں صدی کے آغاز سے
قبل 14 سال کی عمر تک کے بچوں کو اطمینان بخش معیار کی مفت اور لازمی تعلیم دی جائے۔ حکومت کی یقین دہانی کے بموجب مجموعی
گھریلو پیداوار (جی ڈی پی) کا لگ بھگ 6 فیصد 2000 تک تعلیمی زمرہ کے لئے مخصوص کر دیا جائے گا اور مجموعی رقم کا 50 فیصدی
ابتدائی تعلیم پر خرچ کیا جائے گا۔

تعلیمی مصارف میں اضافے کے ساتھ تعلیمی زمرہ کے لئے مختص رقوم میں بھی حالیہ برسوں میں قابل لحاظ اضافہ ہوا ہے۔
مجموعی گھریلو پیداوار کے لحاظ سے تعلیمی اخراجات 52-1951 میں 0.7 فیصدی سے بڑھ کر 98-1997ء میں 3.6 فیصدی ہو گیا۔
آٹھویں پنچ سالہ منصوبہ (97-1992 میں تعلیم کیلئے منصوبہ کا خرچ 19,600 کروڑ کر دیا گیا ہے جب کہ پہلے منصوبے میں یہ
153 کروڑ روپے تھا۔

نویں منصوبے کے اخراجات (مرکز اور ریاستیں) کے لئے 20,381.64 کروڑ روپئے کی جو رقم منظور کی گئی تھی وہ آٹھویں
منصوبے کے اخراجات 7,443 کروڑ روپئے سے 2.7 گنا زیادہ تھی۔ اس میں 4,526.74 کروڑ روپے کا وہ اہتمام شامل نہیں
ہے جو نویں پنچ سالہ منصوبے کے آخری تین سالوں میں پرائمری اسکولوں تغذیہ (دوپہر کا کھانا) امداد کے لئے کیا گیا۔ اس نظام کو
مدنظر رکھتے ہوئے مرکزی منصوبے میں تعلیم کے لئے مخصوص کی جانے والی رقم میں قابل لحاظ اضافہ کیا گیا۔ 96-1995 میں
1,825 کروڑ روپئے تھا اور 2000-1999 بڑھا کر 4,700 کروڑ روپے اور 2001-2000 میں 5,540 کروڑ روپئے کیا
گیا۔ جس میں 3,728.75 کروڑ روپئے محکمہ پرائمری تعلیم اور خواندگی کے لئے 1721.25 کروڑ روپے محکمہ ثانوی تعلیم اور اعلیٰ
تعلیم کے لئے مختص کیا گیا تھا۔

ہندوستان میں ابتدائی تعلیم

داخلوں کی پیش رفت

کس - لاکھ میں

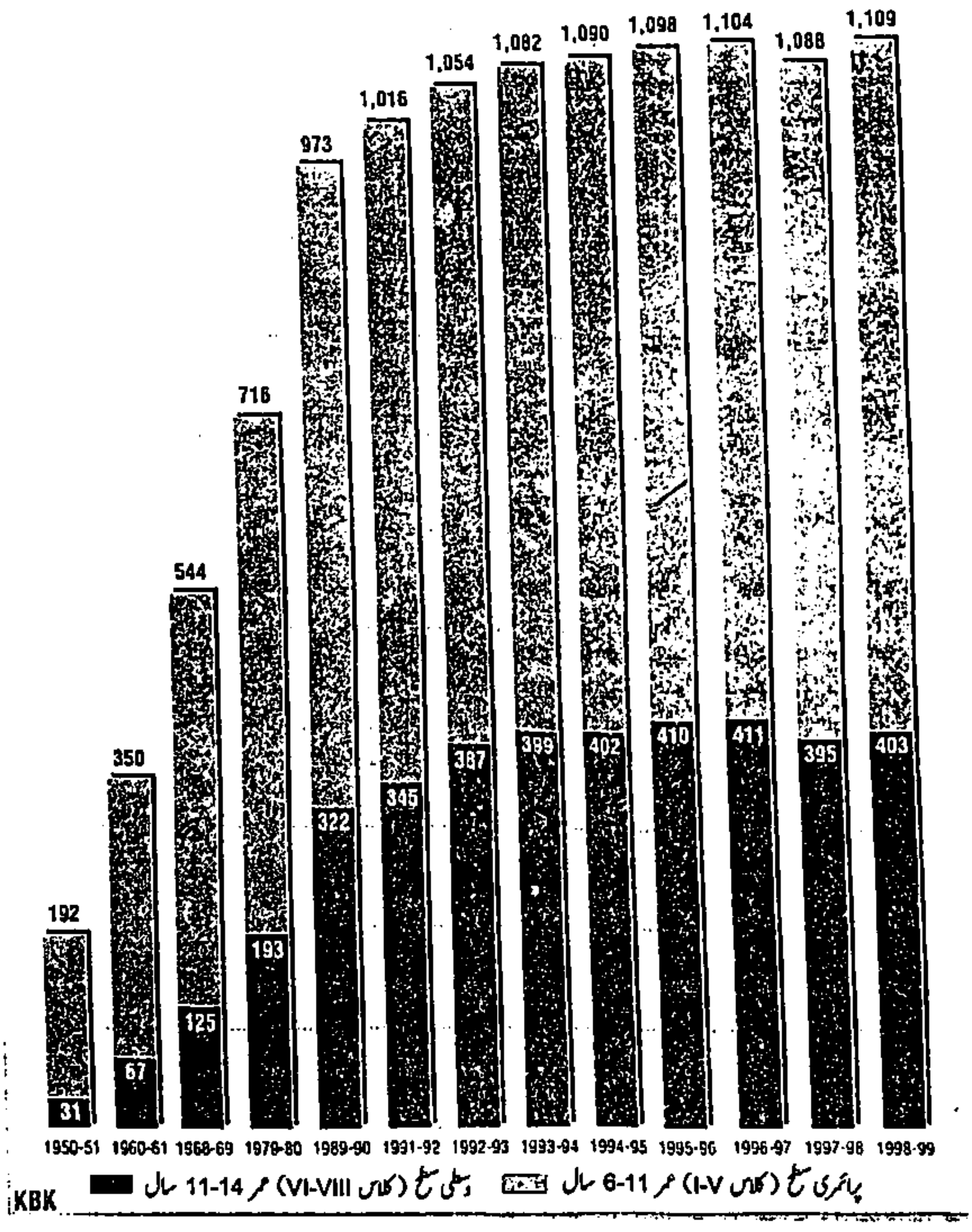

سال 2000-2001 میں مجموعی مرکزی سیکٹر کے اخراجات منصوبے کا 66.22 فی صد ابتدائی تعلیم کے لئے مختص کیا گیا ہے۔اس اخراجات منصوبے میں 600 کروڑ روپے ثانوی تعلیم کے لئے، 501-85 کروڑ روپے یونیورسٹی اور اعلی تعلیم کے لئے، 120 کروڑ روپے تعلیم بالغان کے لئے اور 500 روپے کروڑ روپے تکنیکی تعلیم کے متعین کئے گئے تعلیم کے مختلف شعبوں میں اخراجات منصوبہ جدول 5.1 میں دیا گیا ہے۔

ابتدائی تعلیم

ہمہ گیر ابتدائی تعلیم (UEE) کو قومی لکشیہ کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔قومی تعلیمی پالیسی 1986 (1992 میں نظر ثانی شدہ) میں پختہ ارادہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اکیسویں صدی کے آغاز سے قبل ملک میں چودہ برس کی عمر تک تمام بچوں کو مفت، لازمی اور اطمینان بخش معیاری تعلیم فراہم کی جائے۔نویں پنج سالہ منصوبے میں سب کے لئے ابتدائی تعلیم، کے ہدف کے بارے میں موٹے طور پر تین پیمانے مقرر کئے گئے ہیں۔ ہمہ گیر رسائی، ہمہ گیر پابندی اور ہمہ گیر حصولیابی یا کامیابی، مرکزی اور ریاستی حکومتوں کو کوششوں کے نتیجے کے طور پر ملک کی 94 فی صد دیہی آبادی کو ایک کلومیٹر کے دائرے میں کم سے کم ایک پرائمری اسکول اور 84 فی صد دیہی آبادی کو تین کلومیٹر کے دائرے میں ایک اپر پرائمری اسکول فراہم کئے گئے۔نتیجتاً، پرائمری اسکولوں اور اپر پرائمری اسکولوں میں داخلہ فی صد میں مستقل اضافہ ہو رہا ہے اور یہ پرائمری اسکولوں میں 1950-51 میں 42-60 فی صد سے بڑھ کر 1998-99 میں 92.14 فی صد ہو گیا ہے۔ پرائمری اور اپر پرائمری اسکولوں کی تعداد 1950-51 میں 2.23 لاکھ تھی، جو 1998-99 میں بڑھ کر 8.17 لاکھ ہو گئی۔اسی طرح پرائمری اور اپر پرائمری اسکولوں کے اساتذہ کی تعداد جو 1950-51 میں 6.24 لاکھ تھی وہ 1998-99 میں بڑھ کر 31.80 لاکھ ہو گئی۔

مرکزی اور ریاستی حکومتوں نے وقتاً فوقتاً اسکولوں میں کارکردگی کی سطح میں بہتری اور بچوں کے اسکول سے بھاگنے کی روش پر قابو پانے کی جو حکمت عملی وضع کی ہے ان کے کلیدی نکات یہ ہیں۔(i) سرپرستوں میں بیداری پیدا کرنا اور عوامی اداروں کو سرگرم کرنا۔(ii) پی آر آئی اور دوسری برادریوں کی شمولیت (آئین میں 73 ویں اور 74 ویں ترمیم)(iii) معاشی ترغیبات (iv) سیکھنے کی کم سے کم سطح کو بہتر بنانا۔(v) ضلع پرائمری تعلیم پروگرام میں پیش قدمی اور (vi) پرائمری تعلیم کے لئے غذایت والی خوارک کی امداد کے لئے قومی پروگرام (دوپہر کے کھانے کی اسکیم)(vii) غیر رسمی تعلیم (NFE) اسکیم)(vii) ٹیچر ایجوکیشن سسٹم

بچوں کو دوپہر میں کھانے کی سہولت فراہم کرنا راجیہ سبھا میں 83 واں آئینی ترمیمی 28 جولائی 1997 کو (6 سے 14 سال) بل پیش کیا گیا ہے جس میں ابتدائی تعلیم کو بنیادی حق اور بنیادی فرض بنائے جانے کی بات کہی گئی ہے۔وزارت فروغ انسانی وسائل سے متعلق پارلیمانی کمیٹی نے بل میں اصلاح کی کی کچھ تجاویز پیش کی ہے۔مجوزہ اصلاح کو دھیان میں رکھتے ہوئے آئینی ترمیمی بل کا مسودہ حکومت کے زیر غور ہے۔

ریاستی وزراء تعلیم کی قومی کمیٹی کی سفارشات کی بنیاد پر ایک نئی اسکیم ''سروشکشا ابھیان'' (SSA) کے ذریعہ ہمہ گیر ابتدائی تعلیم کو تحریکی طرز پر فروغ دیا گیا ہے جس کو حاصل کرنے کے لئے یہ ہدف رکھا گیا ہے۔(i) 2003 تک اسکول EGS مرکز یا مدرج کورس میں جائیں (ii) 2007 تک مکمل پانچ سال کی ابتدائی تعلیم کا انتظام (iii) 2010 تک آٹھ سالہ مکمل اسکولی تعلیم۔

''سروشکشا ابھیان'' کے جز کے طور پر ابتدائی تعلیم کی ہمہ گیریت کے لئے ایک میڈیا تائید و پبلسٹی مہم بھی شروع کی جارہی ہے۔اس کے تحت ''ہر بچے کو ابتدائی تعلیم کا حق'' کے موضوع پر توجہ مرکوز کی جائے گی۔میڈیا مہم میں ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے علاوہ مواصلات کے روایتی اور لوک طرز کو اپنایا جائے گا۔سبھی کے لئے تعلیم کی حوصلہ افزائی و فروغ کے لئے پرنٹ میڈیا وغیرہ کا بھی بھرپور استعمال کیا جائے گا۔

جدول 5.1: تعلیم کے مختلف شعبوں میں منصوبہ اخراجات

(فی صد میں)

سیکٹر	پہلا منصوبہ اخراجات 1951-56	دوسرا منصوبہ اخراجات 1956-61	تیسرا منصوبہ اخراجات 1961-66	منصوبہ تعطیل اخراجات 1969-74	چوتھا منصوبہ اخراجات 1969-74	پانچواں منصوبہ اخراجات 1974-79	چھٹا منصوبہ اخراجات 1980-85	ساتواں منصوبہ اخراجات 1985-90	1990-92 اخراجات	آٹھواں منصوبہ اخراجات 1992-97	نواں منصوبہ اخراجات 1997-2002 (مرکزی سیکٹر)
ابتدائی تعلیم	56	35	34	24	30	35	33	37	37	47	58
	(850)	(950)	(2010)	(750)	(2390)	(3170)	(8360)	(2890)	(17290)	(92010)	(118428)[1]
سکنڈری تعلیم	13	19	18	16	18	17	21	24	22	18	13
	(200)	(5110)	(1030)	(530)	(1400)	(1560)	(5300)	(18320)	(10530)	(34980)	(26035)
تعلیم بالغاں اعلیٰ تعلیم	9	18	15	24	25	22	22	16	12	8	12
	(140)	(480)	(8790)	(770)	(1950)	(2050)	(5590)	(12010)	(5880)	(15160)	(25000)
دیگر	9	10	12	11	14	14	4	3	2	4	2
	(140)	(300)	(730)	(370)	(1060)	(1060)	(1080)	(1980)	(1180)	(7510)	(4314)
تکنیکی تعلیم	13	18	21	25	13	12	11	14	17	14	12
	(200)	(490)	(1250)	(810)	(1060)	(1070)	(2730)	(10830)	(8230)	(27860)	(23735)
ٹوٹل مجموعہ	100	100	100	100	100	100	100	100	100	100	100
	(1530)	(2730)	(5890)	(3230)	(7860)	(9120)	(25300)	(76330)	47270)	(196000)	(203816)[1]

نوٹ: قوسین میں دیے گئے اعداد 10,00,000 (ملین) روپے میں ہیں۔

1-اس میں منصوبے کے آخری تین سالوں کے دوران ابتدائی تعلیم کے لئے تغذائی امداد (دوپہر کا کھانا) کے لئے 4,526.74 کروڑ روپے کی رقم شامل نہیں۔

وسیلہ: ڈاکٹر آر۔ وی ویدناتھ ایر، ایجوکیشنل پلاننگ اینڈ ایڈمنسٹریشن ان انڈیا:
ماضی و مستقبل، جرنل آف ایجوکیشنل پلاننگ اینڈ ایڈمنسٹریشن والیوم vii نمبر 2: NIEPA نئی دلی۔

غیر رسمی تعلیم

مرکزی حکومت کے محکمہ تعلیم نے 80-1979 سے چھ سے چودہ سال کی عمر تک کے بچوں کے لئے جو مختلف اسباب کی بنا پر
رسمی تعلیم سے محروم ہیں ان کے لئے غیر رسمی تعلیم کا ایک پروگرام شروع کر رکھا ہے۔ان میں وہ بچے شامل ہیں جو سبق کے دوران
اسکول چھوڑ کر چلے جاتے ہیں ایسے علاقوں کے بچے جہاں اسکول نہیں ہیں یا وہ بچے جو گھریلو کاموں مثلاً ایندھن، چارہ، پانی
لانے ،اور مویشی چرانے میں گھر والوں کی مدد کرتے ہیں اور وہ لڑکیاں جو رسمی اسکولوں میں تعلیم نہیں حاصل کرتیں۔اگر چہ غیر رسمی
تعلیم پروگرام 10 ان ریاستوں کے لئے ہے جو تعلیمی میدان میں پسماندہ ہیں لیکن اس کے تحت یہ پروگرام شہر کے گندی بستی
والے علاقوں پہاڑی ،قبائلی اور ریگستانی علاقوں میں بھی شروع کیا گیا ہے۔ یہ پروگرام 25 ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام
علاقوں میں چلا جا رہا ہے۔ پروگرام کے تحت ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو مخلوط تعلیم کے مراکز اور لڑکیوں کے مراکز کو
علی الترتیب 60:40 اور 90:10 کے تناسب سے امداد دی جاتی ہے غیر رسمی تعلیم کے مراکز قائم کرنے کے لئے رضا کار تنظیموں کو
100 فیصدی امداد دی جاتی ہے۔ابتک غیر رسمی تعلیم کے 2.97 لاکھ مراکز کو منظوری دی جا چکی ہے جو لگ بھگ 74.25 لاکھ بچوں
کی ضروریات پوری کرتے ہیں ان مراکز میں 1.17 لاکھ سنٹر صرف لڑکیوں کے لئے ہیں۔تقریباً 58,788 مراکز 816 رضا
کارانہ ایجنسیوں کے چلائے جا رہے ہیں۔

پلاننگ کمیشن کے ذریعہ غیر رسمی تعلیم کی نظر ثانی کی گئی ہے اور اصلاحات کے تحت اس کا نیا نام تعلیم کی گارنٹی اسکیم اور متبادل و
جدید نظم کر دیا ہے۔ یہ نظر ثانی کی گئی یہ اسکیم ابتدائی تعلیم کی ہمہ گیریت تحریک یعنی، سروشکشا تحریک کے اساسی قومی پروگرام کے جز
کے طور پر ہوگی۔مرکز اور ریاستی حکومتیں اس اسکیم کے 75:25 کے تناسب میں اخراجات برداشت کریں گی۔

ضلع پرائمری تعلیم پروگرام

یہ پروگرام بھی پرائمری تعلیم کو مقبول عام بنانے کے لئے 1994 میں شروع کیا گیا ہے۔اس پروگرام کو شروع کرنے کا
مقصد ابتدائی تعلیم کی ترقی کا ہر پہلو سے جائزہ لے کر واضح منصوبہ بندی مثلاً شرکت کے طریقہ کار، اختیارات کی تفویض اور
صلاحیت میں اضافے کے اقدام کے ذریعہ ابتدائی تعلیم کو مقبول عام بنانے کی حکمت عملی کو بروئے کار لانا ہے۔اس کا نفاذ ریاستی
سطح پر رجسٹرڈ سوسائیٹیوں کے ذریعہ کی جا رہا ہے۔

اس پروگرام کا ایک اور مقصد ہر بچے کو پرائمری تعلیم تک رسائی فراہم کرنا، پرائمری سطح پر اسکول سے بھاگنے والے بچوں کی
تعداد ہی 10 فیصد سے بھی کم کرنا، تعلیم حاصل کرنے کے خواہشمند بچوں کی تعداد میں 25 فیصدی کا اضافہ کرنا اور جنس اور سماجی
فرق کو گھٹا کر 5 فیصدی سے کم کرنا ہے۔

یہ پروگرام ابتدائی تعلیم کے لئے مرکزی ریاستی حکومتوں کی اسکیموں کو موثر انداز میں بروئے کار لانے کی غرض سے وضع کیا
گیا ہے یہ پروگرام پرائمری تعلیم میں موجودہ خلاء کو پر کرتا ہے اور موجودہ نظام کو استحکام بخشتا ہے۔ ضلع پرائمری تعلیم پروگرام کی
خاص ذمہ داریوں میں درجوں اور نئے اسکولوں کی تعمیر، غیر رسمی یا متبادل تعلیمی مراکز کا قیام، کم عمر بچوں کے لئے تعلیمی مرکز کا قیام،
تعلیمی تحقیق اور تربیت اور تعلیمی تربیت کے ضلع اسکول کی ریاستی کونسلوں کو مضبوط بنانا، بلاک سطح کے وسائل کے کے سینٹر کا قیام،
اساتذہ کی ٹریننگ، تحقیق پر مبنی مداخلت درج فہرست ذاتوں ر درج فہرست قبائل، اور لڑکیوں کی تعلیم کے امور میں خصوصی طور پر
مداخلت شامل ہے۔اس اسکیم میں معذور بچوں کو مربوط تعلیم اور ٹیچر ٹریننگ کے لئے فاصلہ جاتی تعلیم کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

اضلاع کی سطح پر ہی پروگرام پر عملدرآمد ہوتا ہے اور ایسے اضلاع کا انتخاب ان بنیادوں پر ہوتا ہے (اے) تعلیمی طور پر

پسماندہ اضلاع جہاں خواتین میں خواندگی قومی اوسط سے کم ہے (ب) ایسے اضلاع جہاں مکمل خواندگی مہم کامیاب رہی ہے اور نتیجتاً ابتدائی تعلیم کی مانگ میں اضافہ ہوا ہے ضلع پرائمری ایجوکیشن پروگرام (ڈی پی ای پی) مرکزی حکومت کی اسپانسر کی ہوئی اسکیم ہے۔ پروجیکٹ کی لاگت کا 85 فیصدی مرکزی حکومت اور 15 فیصدی متعلقہ ریاستی حکومتیں برداشت کرتی ہیں۔ مرکزی حکومت کا حصہ باہری فنڈ سے پورا کیا جاتا ہے۔ اس پروگرام کو متعدد بیرونی ایجنسیاں امداد فراہم کرتی ہیں۔

یہ پروگرام جو 1994 میں سات ریاستوں کے 42 اضلاع میں شروع کیا گیا تھا اس کی توسیع اب پندرہ ریاستوں کے 219 اضلاع میں ہو چکی ہے۔ یہ ریاستیں ہیں: آسام، ہریانہ، کرناٹک، کیرل، مہاراشٹر، تملناڈو، مدھیہ پردیش، گجرات، ہماچل پردیش، اڑیسہ، آندھرا پردیش، مغربی بنگال، اتر پردیش، راجستھان اور بہار، راجستھان کے نو، اڑیسہ کے آٹھ اور گجرات کے چھ اضلاع میں اس کی مزید توسیع کی تیاریاں کی جارہی ہیں۔

آپریشن بلیک بورڈ

سال 88-1987 میں شروع کئے گئے آپریشن بلیک بورڈ پروگرام کا مقصد مرحلہ وار طریقے سے ملک کے سبھی پرائمری اسکولوں میں ضروری سہولتیں (دو اساتذہ اور تدریس و تربیت کے ساز وسامان) فراہم کرنا ہے۔ 94-1993 میں اس پروگرام کی توسیع کی گئی تاکہ 100 سے زیادہ داخلے والے اسکولوں میں تیسرا ٹیچر بھی فراہم کیا جاسکے اور اپر پرائمری اسکولوں کو بھی اس پروگرام میں شامل کرتے ہوئے ان میں اضافی ٹیچر اور تدریسی و تربیتی ساز وسامان کی بھی بہم رسانی کی جاسکے۔ پروگرام کے تحت اس منصوبے کی مدت میں ٹیچروں کی تنخواہوں اور تدریس و تربیت کے ساز وسامان کے لئے مرکزی امداد سو فی صد مہیا کی گئی ہے۔ اسکولوں کی عمارتوں کی تعمیر ریاستوں کی ذمہ داری ہے۔

سال 88-1987 سے 2000-1999 کے دوران طے شدہ ہدف کے مطابق 5,22,902 پرائمری اور 1,27,257 اپر پرائمری اسکولوں کے لئے تدریس، تربیت کے ساز وسامان منظور کئے گئے۔ 83,045 پرائمری اسکولوں کے تیسرے ٹیچر اور 75,504 اپر پرائمری اسکولوں کے لئے اضافی ٹیچروں کے عہدوں کی منظوری دی گئی۔ 2001-2000 اپر پرائمری اسکولوں کے تیسرے ٹیچر اور 75,504 اپر پرائمری اسکولوں کے لئے اضافی ٹیچروں کے عہدوں کی منظوری دی گئی۔ 2001-2000 کے لئے پرائمری اسکولوں کے لئے تیسرے ٹیچر کے 20,000 اور اپر پرائمری اسکولوں کے لئے اضافی ٹیچر 10,000 عہدوں کی منظوری دیئے جانے کی تجویز ہے۔

لوک جنبش

سوئیڈش انٹرنیشنل ڈیولپمنٹ ایجنسی (ایس ای ڈی اے) کی امداد سے لوک جنبش (سب کے لئے تعلیم کی عوامی تحریک) نام کا ایک پروجیکٹ راجستھان میں شروع کیا گیا ہے۔ اس پروجیکٹ کا بنیادی مقصد عوام کی شمولیت کے ذریعہ سب کے لئے تعلیم کے مواقع فراہم کرنا ہے 98-1997 کے دوران یہ پروگرام 75 ترقیاتی بلاکوں میں چلایا جارہا تھا۔ مجموعی طور پر 435 حلقوں کو منتخب کیا گیا تھا جن میں 8,675 مواضعات میں عوامی رابطے کے لئے مرکز قائم کئے گئے 5,712 خواتین گروپ قائم کئے گئے۔ 6,954 مواضعات میں اسکول کی تعمیر کے لئے نقشے تیار کئے گئے، 529 پرائمری اسکول کھولے گئے۔ 268 پرائمری اسکولوں کا درجہ بڑھا کر، اپر پرائمری اسکول کر دیا گیا اور پروجیکٹ کے تحت 5,010 غیر رسمی تعلیم کے مراکز کھولے گئے۔ لوک جنبش پروجیکٹ نے پہلے سے چوتھے درجے کی ایم ایل ایل پر مبنی نصابی کتابوں کے معیار کو بہتر بنانے میں مثبت رول ادا کیا ہے اور یہی کتابیں راجستھان کے تمام اسکولوں میں رائج ہیں.

پرائمری تعلیم کو تغذیہ بخش غذا کے سہارے کا قومی پروگرام

پرائمری تعلیم کو نٹریشنل (Nutritional) سہارے کا قومی پروگرام جس کو عرف عام میں دوپہر کا کھانا اسکیم کہا جاتا ہے 15
اگست 1995 کو شروع کیا گیا تھا جس کا مقصد طلبا کے داخلوں کی تعداد یا حاضری میں اضافہ اور ان کے تعلیم جاری رکھنے کے عمل کو
برقرار رکھنا تھا اور ایک مقصد یہ بھی تھا کہ پرائمر اسکول میں طلبا کو دوپہر میں صاف ستھری اور تغذیہ بخش غذا بھی فراہم کی جائے۔ اس
پروگرام میں تمام سرکاری، لوک باڈی اور سرکاری امداد یافتہ پرائمری اسکولوں میں پہلے سے پانچویں درجے تک پڑھنے والے طلباء
کو پکا کھانا یا پروسیڈ (Processed) کھانا فراہم کرانے کی گنجائش رکھی گئی تھی۔ 2000-1999 کے دوران اس اسکیم سے فائدہ
اٹھانے والے بچوں کی تعداد کا اندازہ 9.90 کروڑ لگایا گیا ہے۔ جو 6,88 لاکھ اسکولوں میں پڑھتے تھے 2001-2000 کے لئے
1090 کروڑ روپے مختص کردیئے گئے ہیں۔ اس پروگرام کے تحت جو مرکزی امداد ملتی ہے اس رقم سے اناج کی قیمت، فوڈ کا
رپوریشن کے گوداموں۔ اسکولوں یا مواضعات تک اناج پہنچانے کے مصارف، باورچیوں اور ان کے مددگاروں کی تنخواہوں اور
باورچی خانوں کی تعمیر پر ہونے والے اخراجات کی ادائیگی کردی جاتی ہے اناج کو پکے ہوئے یا پروسیسڈ کھانے میں تبدیل کرنے
کے اخراجات اسکیم پر عملدرآمد کرنے والی ایجنسیاں ریاستیں برداشت کرتی ہیں۔ جن اسکولوں میں تیار کھانا فراہم کرنے کی ابھی
کوئی صورت نہیں نکل سکی ہے وہاں پر بچے کو ہر مہینے تین کیلو گیہوں یا چاول دے دیا جاتا ہے۔

تعلیم برائے مساوات خواتین

حکومت ہند، تعلیم کے ذریعہ خواتین کی حالت میں اساسی تبدیلی لانے کے لئے اپنے پختہ عہد کی پابند ہے۔ اسکا ماننا ہے کہ
تعلیمی عمل میں حصہ داری کے لئے خواتین کو بااختیار بنانا ضروری واولین شرط ہے۔ عورتوں کو بااختیار بنانے کی خاص پروگرام اور
اسکیم اس طرح ہیں۔ (1) مہیلا سماکھیا: یہ پروگرام 1989 میں شروع ہوا۔ مہیلا سماکھیا عورتوں کو بااختیار بنانے کا تعلق ان کی تعلیم
سے جوڑنے کی سمت میں سب سے زیادہ کامیاب کوشش ہے۔ یہ پروگرام 8 ریاستوں کے 51 ضلعوں کے 7,335 مواضعات
میں چل رہا ہے۔ آٹھ ریاستیں اس طرح ہیں: آندھرا پردیش، آسام، بہار، گجرات، کرناٹک، کیرل مدھیہ پردیش اور اتر پردیش
(2) سروشکشا ابھیان: اس پروگرام کا مقصد سبھی انسانی، اقتصادی اور اداری وسائل مہیا کرکے ابتدائی تعلیم کے ہمہ گیریت کے
ہدف کو حاصل کیا جائے۔ وزیر انسان فروغ وسائل کی صدارت میں ایک قومی کمیٹی بنائی گئی ہے۔ اس میں ریاستوں کے وزراء تعلیم
ممبر بنائے گئے ہیں۔ (3) آپریشن بلیک بورڈ: اس اسکیم میں تین اجزا ہیں۔ (ا) ہر ایک پرائمری اسکول میں کم از کم دو کلاس روم کا
اہتمام (ب) پرائمری اسکول میں اضافی ٹیچر کا انتظام اور (ج) ضروری تدریسی مواد و سامان کا انتظام جس میں ٹیچروں کے لئے
فرنیچر کا انتظام بھی شامل ہے۔ (4) غیر رسمی تعلیم: اس وقت 2.97 لاکھ غیر رسمی تعلیمی مراکز ہیں۔ جن سے 74.20 لاکھ بچے تعلیم
حاصل کررہے ہیں۔ اور یہ 24 ریاستوں اور مرکزی علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ان میں سے 1.18 لاکھ مراکز صرف لڑکیوں
کے مختص ہیں اور جن میں 90 فی صد امداد مرکز سے ملتی ہے۔ (5) ضلعی پرائمری تعلیم اسکیم: اس کا مقصد سبھی بچوں کو ابتدائی تعلیم مہیا
کرانا اور لڑکیوں کی تعلیم کی خصوصی حوصلہ افزائی کرنا ہے۔ اس کے علاوہ، اس میں درمیان میں ہی اپنی تعلیم نامکمل چھوڑ دینے کی
شرح میں کمی لانا، پرائمری اسکولوں کے بچوں میں تعلیم کی حصولیابی بڑھانا اور صنفی نابرابری اور سماجی نابرابری کو گھٹا کر 5 فی صد سے
بھی کم کرنا شامل ہے۔ (6) راشٹریہ ساکشرتا مشن۔ قومی خواندگی مشن کا مقصد تین چوتھائی لوگوں کو خواندہ بنانا یعنی سال 2005
تک 75 فی صد خواندگی کی سطح پر لانا ہے۔ یہ مہم ہندوستان میں ناخواندگی کم کرنے کی موثر حکمت عملی کا خاص جز ہے۔ (7) نودیہ
ودیالیہ۔ نودیہ ودیالیہ (NV) اسکیم تین خاص مقاصد ہیں۔ (i) دیہی بچوں کو اعلی جدید تعلیم مہیا کرنا (ii) سبھی بچوں کو سہ لسانی
فارمولے کے تحت لے آنا۔ (iii) ہر ایک ضلع میں اعلی اسکولی تعلیم مہیا کرنا۔ یہ اسکول پوری طرح سے رہائشی مخلوط تعلیمی اور اعلی
ثانوی معیار کے ہیں۔ نودیہ ودیالیہ میں بھی بچوں کے لئے مفت رہائش، نصاب کی کتابیں اور یونیفارم وغیرہ کا انتظام کیا جاتا

ہے۔ (8) پیشہ وارانہ تعلیم: اس اسکیم کا اہم مقصد ہر ایک کو ملازمت کے مواقع سے متعلق صلاحیت بڑھانا، مانگ اور فراہمی کے فرق کو بہتر عملے کے لئے کم کرنا اور متبادل اعلی تعلیم کے لئے اہتمام کرنا (9) طالبات کے لئے ہوسٹل اور بورڈنگ کا انتظام اس اسکیم کے تحت دیہی اور کمزور سیکشن کی لڑکیوں کو پڑھائی کے لئے حوصلہ افزائی کرنے کے لئے اہل رضا کارانہ اداروں کو مالی امداد دی جاتی ہے۔ یونیورسٹی گرانٹ کمیشن بھی ایسے اداروں کو مالی امداد فراہم کرتا ہے۔ جو خواتین کے مطالعاتی اسکیم کے تحت ریسرچ پروجیکٹ پر کام کرتی ہیں۔ کمیشن نے 22 یونیورسٹیوں اور 110 ڈگری کالجوں کو خواتین مطالعہ مراکز قائم کرنے کی ذمہ داری سونپی ہے۔ یونیورسٹی گرانٹ کمیشن اعلی تعلیم کی سہولتوں میں سماجی تفاوت اور علاقائی عدم توازن دور کرنے کے لئے امداد فراہم کرتا ہے۔

اساتذہ کی تعلیم

جیسا کہ این پی اے اور پی او اے۔ 1986 میں کہا گیا تھا ٹیچر تعلیم کے ڈھانچے میں تبدیلی اور اس کی تشکیل نو کی اسکیم کی جو مرکز کی اسپانسر کی ہوئی تھی۔ 88-1987 میں شروع کی گئی۔ اس اسکیم کے قیام کا مقصد ملک میں ابتدائی تعلیم دینے والے اساتذہ کی صلاحیت میں اضافہ کرنا اور ان کے لئے قابل عمل ادارہ جاتی بنیادی ڈھانچہ اور تعلیم اور ٹریننگ کے معیار میں مسلسل اضافہ کے لئے تعلیمی اور تکنیکی وسائل پیدا کرنا ہے۔ اسکیم میں سکنڈری اسکولوں کے اساتذہ کی قبل ملازمت اور دوران ملازمت تربیت کا اہتمام کرنے اور سکنڈری اسکولوں کی توسیع کے لئے سکنڈری اساتذہ کی تعلیم کے اداروں کا رتبہ بڑھا کر انہیں سی ٹی ای اور آئی اے ایس ای میں تبدیل کردینے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ آئی اے ایس ای ابتدائی تعلیم کے ٹریننگ کی تیاری، پرائمری اور سکنڈری اسکولوں کے اساتذہ اور سکنڈری اسکولوں کے پرنسپلوں کی ٹریننگ کے پروگرام کا اہتمام کرتی ہے اور جدید سطح کی بنیادی اپلائیڈ ریسرچ اور ڈی آئی ای ٹی کو تعلیمی سرگرمیوں سے متعلق رہنما خطوط فراہم کرتی ہے۔ 31/ مارچ 1999 تک مختلف ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں 451 ڈی آئی ای ٹی کو منظوری دی گئی۔ 76 سی ٹی ای اور 34 آئی اے ایس ای کو منظوری دی گئی۔ 20 ریاستی تعلیمی ریسرچ اور ٹریننگ کونسل کو مضبوطی فراہم کرنے کے لئے مالی امداد بھی دی جارہی ہے۔ بارہ لاکھ سے زیادہ ٹیچروں کے لئے اسپیشل اورنٹیشن پروگرام (SOPT) کے تحت اورنٹیشن ٹریننگ دی گئی ہے۔ جس کے تحت آپریشن بلیک بورڈ کے ساز و سامان کے استعمال اور سیکھنے کی کم سے کم سطح (M.L.L) پالیسی حکمت عملی نافذ کرنے کی ٹریننگ دی جاتی ہے اور زبان (لسانیات) حساب اور ماحولیاتی مطالعاتی تعلیم پر خاص زور دیا گیا ہے۔

قومی کونسل برائے ٹیچر ایجوکیشن

قومی کونسل برائے ٹیچر ایجوکیشن (این سی ٹی ای) 17 اگست 1995 کو قومی سطح کے قانونی ادارے کے طور پر قائم کیا گیا تھا۔ قومی کونسل برائے ٹیچر ایجوکیشن ایکٹ 1993 کے تحت قائم کی گئی تھی۔ یہ کونسل ٹیچر ایجوکیشن نظام کی منصوبہ بند اور مربوط ترقی، اساتذہ کی تعلیم کے معیار اور ضوابط کی برقراری اور ریگولیشن اور دوسرے متعلقہ امور کے حصول کے مقصد سے قائم کی گئی ہے۔ ایکٹ کے تحت شمالی، جنوبی، مشرقی اور مغربی خطوں کے لئے چار ریجنل کمیٹیاں علی الترتیب جے پور، بنگلور، بھونیشور، اور بھوپال میں قائم کی گئی ہیں۔ یہ کمیٹیاں (این سی ٹی ای) ایکٹ کے تحت ٹیچر ایجوکیشن کے اداروں کو تسلیم کئے جانے یا اجازت دیئے جانے سے متعلق ٹیچر ایجوکیشن اداروں کی درخواستوں پر غور کرتی ہیں۔

ثانوی (سکنڈری) تعلیم

ثانوی تعلیم، ابتدائی تعلیم اور اعلی تعلیم کے درمیان پل کا کام کرتی ہے۔ اسکے ذریعہ 18-14 سال کی عمر والے نوجوان اعلی تعلیم میں جانے کی تیاری کرتے ہیں۔ کوٹھاری کمیشن نے 1966 میں اسکولی تعلیم پر خاطر خواہ توجہ دی ہے۔ تعلیمی نظام میں اصلاح کے لئے 1986 میں نئی تعلیمی پالیسی بنائی گئی اور سال 1992 میں اس پر بھی نظر ثانی کی گئی 97-1996 میں NSSO نے ذریعہ کرائے گئے سروے کے مطابق ثانوی اور اعلی ثانوی معیار سے متعلق بچوں کی آبادی کا تخمینہ 9.66 کروڑ کا تھا لیکن ان اسکول جانے والے بچوں کی تعداد 98-1997 میں صرف 2.72 کروڑ ہی پائی گئی۔ اس طرح دو تہائی بچے جو اسکول جانے کے قابل ہیں، ثانوی تعلیم حاصل کرنے سے رہ گئے تھے۔

ثانوی تعلیم میں پچھلے 50 سالوں میں ہوئی حصولیابیاں ہیں۔ ثانوی اور اعلی ثانوی تعلیمی اداروں کی تعداد 1951 میں 7,416 تھی، جو کہ 1999 میں بڑھ 1.10 لاکھ ہوگئی اسکول میں جانے والے بچوں کی تعداد اسی دوران 15 لاکھ سے بڑھ کر 272 لاکھ ہوگئی۔ اسکول جانے والی لڑکیوں کی تعداد 1951 میں صرف دو لاکھ تھی جو 1999 میں بڑھ کر 101 لاکھ ہوگئی، ٹیچروں کی تعداد بھی اسی عرصے میں 1.27 لاکھ سے بڑھ کر 15.42 لاکھ تک پہونچ گئی، 6 خود مختار ادارے۔ سی۔ بی۔ ایس۔ ای۔ این سی۔ ای آر۔ ٹی۔ این۔ او۔ ایس وغیرہ قائم ہوئے۔ مرکزی حکومت 10 اسکیمیں شروع ہوئیں، 2+10 تعلیمی طرز تقریباً سبھی ریاستوں نے اپنالیا ہے۔ اس میں 10 سال کی عام تعلیم اور 2 سال کی خصوصی تعلیم شامل ہے۔

پیشہ وارانہ تعلیم

ثانوی تعلیم کو پیشہ وارانہ بنانے کی مرکزی حکومت کی اسکیم 1998 سے نافذ ہے اس کی ترمیم شدہ اسکیم 1993 سے نافذ ہو چکی ہے۔ پلاننگ کمیشن اس پروگرام کو مرکزی حکومت کی کفالت والے دیگر پروگراموں کے ساتھ ریاستی حکومتوں کو منتقل کرنا چاہتا ہے لیکن ابھی تک کوئی ٹھوس فیصلہ نہیں ہو پایا ہے۔ اس وجہ سے نویں منصوبے کے شروع میں پیش رفت دھیمی رہی۔ اگست 1999 میں اس پروگرام کو سرگرم بنانے کے فیصلہ لیا گیا اور ریاستی حکومتوں کو توسیع کے تحت تجاویز دینے کو کہا گیا۔ اس کے جواب میں کئی ریاستوں نے اسی پروگرام کو کامیاب بنانے اور اس کی وسعت کے لئے قدم اٹھائے ہیں۔ ان ریاستوں میں کیرل، مدھیہ پردیش، ہریانہ، آسام اور اتر پردیش زیادہ سے زیادہ اسکولوں کو اس پروگرام کے تحت لانے اور نئے رائج نصاب شروع کرنے کی مہم شروع کر چکے ہیں۔

معاون پروگرام کے تحت قومی فیشن ٹکنالوجی (NIFT) کے معاون وسائل سے تین سرکاری اسکولوں میں فیشن اور سلے سلائے کپڑوں کا کورس شروع کیا گیا ہے۔ ان میں ایک اندور میں ہیں، دوسرا وشاکھاپٹنم اور تیسرا لدھیانہ میں ہیں۔ فلی کے تعاون سے اسی طرح کے پیشہ وارانہ نصاب سی۔ بی۔ ایس۔ ای سے تسلیم شدہ ثانوی اسکولوں میں جلد شروع کئے جا رہے ہیں۔

معذور بچوں کے لئے مربوط تعلیم

معذور بچوں کے لئے مربوط تعلیم کی اسکیم 1974 میں شروع کی گئی تھی تاکہ عام اسکولوں میں معذور بچوں کو تعلیمی مواقع فراہم کئے جاسکیں اور انہیں اس نظام سے جوڑ رکھا جاسکے۔ اسکیم کے تحت معذور بچوں کی تعلیم کے لئے صدفی صد امداد فراہم کی جاتی ہے یہ امداد ریاستی حکومتوں اور غیر سرکاری اداروں کو دی جاتی ہے۔ جس میں کتابوں کاپیوں اور یونیفارم، ٹرانسپورٹ الاؤنس، نابینا بچوں کے لئے ریڈرس الاؤنس، بری طرح معذور بچوں کے لئے محافظ الاؤنس، ہوسٹلوں میں رہنے والے معذور بچوں کے کھانے وغیرہ کے اخراجات شامل ہیں۔ اس کے علاوہ معاون آلات کی مدد سے معذور بچوں کے مخصوص کمروں کا قیام، اساتذہ کی

تنخواہیں ،طلبا کی صلاحیت کے جائزہ، تربیت میں کام آنے والے آلات کی خریداری،معذور بچوں کے اساتذہ کی ٹریننگ، اسکولی عمارت میں ردو بدل اور انتظامی شعبے کے عملے کی تنخواہوں کے لئے بھی امداد فراہم کی جاتی ہے۔

معذور بچوں کے لئے مربوط تعلیمی پروگرام ابھی تک مفید و کارگر نہیں رہا۔معذور اشخاص کے ایکٹ 1995 (یکساں مواقع، حقوق کا تحفظ اور مکمل حصہ داری) کا نفاذ ہونے کے بعد معذور بچوں کی تعلیم سب کے لئے توجہ کی مرکز بن گئی ہے۔

فی الوقت معذور بچوں کے لئے مربوط تعلیم 27 ریاستوں رمرکزی علاقوں کے 22,000 اسکولوں میں چلائی جارہی ہےاور 95,000 معذور بچے اس کا فائدہ اٹھارہے ہیں۔معذور بچوں کے لئے 2 پولی ٹکنک کھل گئے ہیں۔ان میں سے ایک میسور میں اور دوسرا کانپور میں ہے۔حکومت معذور بچوں کو اسکول بھیجنے کے لئے عوامی بیداری مہم چلانے جارہی ہے۔جس سے کہ وہ معذور بچوں کو پابندی سے اسکول بھیج سکیں۔نویں پنج سالہ منصوبے میں معذور بچوں کے لئے مربوط تعلیمی اسکیم کے تحت مجموعی طور پر 100 کروڑ روپے کے اخراجات ہوئے ہیں۔اس پروگرام پر پہلے تین سالوں میں 31.69 کروڑ روپے خرچ کئے جاچکے ہیں۔15 کروڑ روپے سال 2001-2000 میں خرچ ہونے کی امید ہے۔

تعلیم میں اقدار اور کلچر کا فروغ

تعلیم کی قومی نظام کے تحت تعلیم پر قومی پالیسی میں ہندستان کے عام ثقافتی ورثہ کی نشاندہی ایک بنیادی علامت کی حیثیت سے کی گئی ہے۔تعلیم میں ثقافت اور اقدار کو مستحکم بنانے کی غرض سے مرکزی امدادی اسکیم کے تحت سرکاری ایجنسیوں، تعلیمی اداروں، پنچایت راج اداروں، رجسٹرڈ سوسائٹیوں، عوامی ٹرسٹ، اور منافع نہ کمانے والی کمپنیوں کو مالی امداد فراہم کی جارہی ہے۔ اس اسکیم کے دو خاص اجزا ہیں۔(i) اسکولوں اور غیر رسمی تعلیم کے مراکز میں اقدار اور ثقافتی تعلیم کے وسائل کو مضبوط بنانا اور (ii) دوران ملازمت آرٹ، دستکاری ،موسیقی اور رقص کی تعلیم دینے والے ٹیچروں کو ٹریننگ دینا 2000-1999 کے دوران 25 تنظیموں کو 123 لاکھ روپے فراہم کرنے کی منظوری دی گئی۔رواں بجٹ میں 5 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔

قومی آبادی تعلیم پروجیکٹ

یہ اسکیم اسکول تعلیم نظام میں آبادی تعلیم کو ادارہ جاتی بنانے کی غرض سے اپریل 1980 میں شروع کی گئی تھی۔این سی ای آر ٹی یہ اسکیم انسانی وسائل کی ترقی کی وزارت کی طرف سے چلارہی ہے۔وزارت صحت اور خاندانی بہبود اس پروجیکٹ کی بنیادی ایجنسی ہے۔اس پروجیکٹ پر 29 ریاستوں اور مرکزی علاقوں میں عملدرآمد ہورہا ہے۔اعلا تعلیم اور تعلیم بالغان زمرہ میں بھی اس اسکیم پر عملدرآمد کیا جارہا ہے۔اس پروجیکٹ کے اب تک جو تین مرحلے مکمل ہوئے ہیں ان میں نصابی کتابوں میں آبادی تعلیم کو شامل کرنے، اسکولی تعلیم کے ہر اسٹیج کے لئے تربیت کا سامان اور نمونے کا کورس تیار کرنا، ملک بھر میں آبادی تعلیم میں ٹیچرس ٹریننگ پروگرام کا انعقاد اور این سی ای آر ٹی کی نصابی کتابوں میں آبادی تعلیم سے متعلق تمام امور کو شامل کرنے پر خاص زور دیا گیا۔

پروجیکٹ کا چوتھا مرحلہ (2000-1999) جون 1998 میں شروع ہوچکا ہے۔اسے اسکولوں میں آبادی اور ترقی طلب تعلیم، ایک نئی اصطلاحات ہے۔اس مرحلے میں وزارت فروغ انسانی وسائل، سی، پی ایس ای این او ایس، سی آئی ایس سی ای این سی ٹی ای کیندریہ ودیالیوں اور نودیہ ودیالیوں اے ذریعہ مختلف پروجیکٹ سرگرمیاں چلائی جائیں گی۔

طالبات کے لئے بورڈنگ اور ہوسٹل کی سہولتیں

سکنڈری اور ہائر سکنڈری اسکولوں کی طالبات کے ہوسٹل اور بورڈنگ کی سہولتیں فراہم کرنے کی اسکیم شروع کی گئی۔ اسکیم کے تحت اہل رضا کار تنظیموں کو مالی امداد دی جاتی ہے تا کہ وہ سکنڈری اور ہائر سکنڈری اسکولوں میں کمزور طبقات اور دیہی علاقوں کی لڑکیوں کے داخلے میں اضافے کی کوشش کریں۔ امداد فراہم کرنے کے معاملے میں تعلیمی طور پر پچھڑے اضلاع میں۔ خاص طور سے ایسے علاقوں میں جہاں شیڈول کاسٹ رشیڈولڈ ٹرائبس کے لوگ خاص طور سے رہتے ہیں۔ ثانوی اور اعلی ثانوی اسکولوں میں بنائے گئے ہوسٹلوں کو ترجیح دی جاتی ہے۔ یہ امداد ان ذیل مدوں پر خرچ کی جاتی ہے۔

(i) ہوسٹل میں رہنے والی ہر لڑکی کی صرف ایک مرتبہ 1500 روپے کی امداد پلنگ، فرنیچر، برتن، بنیادی تفریحی ساما خصوصاً اسپورٹس کا سامان اور کتابوں کی خریداری کے لئے دی جاتی ہے۔

(ii) ہوسٹل میں رہنے والی ہر لڑکیوں کو کھانے کے اخراجات، باورچی اور وارڈن کی تنخواہ کے لئے 5000 روپے سالانہ دیئے جاتے ہیں بشرطیکہ ہوسٹل۔ بورڈنگ ہاؤس میں 25 سے 50 لڑکیاں ہوں اور وہ تسلیم شدہ تعلیمی اداروں میں نویں سے بارہویں درجات میں تعلیم پا رہی ہوں (iii) ترمیم شدہ اسکیم منظور ہو جانے پر ہوسٹل بنانے کے لئے بھی مدد دی جاتی ہے۔

اسکولوں میں کمپیوٹر خواندگی اور مطالعات

سال 85-1984 میں محکمہ الکٹرانکس کے اشتراک سے اسکولوں میں ایک پائلٹ پروجیکٹ کمپیوٹر خواندگی اور کمپیوٹر تعلیم کی ٹیسٹ اسکیم شروع کیا گیا۔ اس پروجکٹ کا خاص مقصد طالب علموں کو کمپیوٹر سے متعلق غلط فہمیوں کو دور کرنا اور کمپیوٹر چلانے کا تجربہ فراہم کرنا تھا۔ 93-1992 تک پروجیکٹ عارضی طور پر جاری رہا اور سال 94-1993 سے کلاس پروجیکٹ مرکز کے ذریعہ کفالت کے ذریعہ چلایا جا رہا ہے۔ آٹھویں پنج سالہ منصوبے میں 2,371 اسکول اس منصوبے میں شامل کئے گئے۔ یکم اپریل 1999 سے یہ پروجیکٹ ختم ہو گیا ہے۔ اس محکمہ نے کلاس اسکیم کی جگہ پر ترمیم شدہ اسکیم شروع کرنے کے لئے قدم اٹھائے ہیں۔

اسکولی تعلیم میں ماحولیات کا تحفظ

تعلیم پر قومی پالیسی 1986 میں وضاحت کر دی گئی ہے کہ ماحولیات کا تحفظ دوسری بعض اہم ضرورتوں کی طرح ایک ضرورت ہے جس کو تعلیم کے ہر مرحلے پر نصاب کا بنیادی حصہ بنایا جانا چاہے۔ اس نیک مقصد کا حصول اس بات کا متقاضی ہے کہ طلبا کو ماحولیات کی کثافت کے نقصانات اور قدرت کے عطیات کے استحصال اور ناقدری کے مضمرات سے واقف کرایا جائے۔ ان اقدام کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ ماحولیات کے تحفظ سے متعلق بنیادی تصور کے لئے طلبا میں بیداری پیدا کی جائے۔

اس مقصد کے حصول کے لئے اسکولی تعلیم کو ماحولیات رخی بنانے کی مرکز کی ایک اسکیم 89-1988 میں شروع کی گئی۔ یہ اسکیم رضا کار ایجنسیوں کو تجرباتی اور جدید پروگرام چلانے کے لئے مالی امداد فراہم کرتی ہے جس کا مقصد اسکولوں میں مربوط تعلیمی پروگرام کو مقامی ماحولیاتی کیفیات سے ہم آہنگ کرنا ہوتا ہے۔ ماحولیات کے تحفظ کے نظریہ کے پس منظر میں پرائمری، اپر پرائمری، سکنڈری، سینئر سکنڈری کی مختلف سطحوں میں نصاب کے فروغ کی نظر ثانی کے لئے بھی ریاستوں رمرکزی زیر انتظام کا علاقوں کو مدد فراہم کی جاتی ہے۔

اسکولوں میں سائنس کی تعلیم

اسکولوں میں سائنسی تعلیم میں سدھار:۔سائنس کی تعلیم کے معیار کو بہتر بنانے اور سائنسی مزاج کے فروغ دینے کے لئے 88-1987 کے دوران اسکولوں میں سائنس کی تعلیم میں بہتری نام کی ایک اسکیم شروع کی گئی تھی۔اس کے تحت مرکز کے زیر انتظام علاقوں و ریاستی حکومتوں اور رضا کار تنظیموں کو مالی امداد فراہم کی جاتی ہے۔رضا کار تنظیموں کو تجرباتی پروگرام کے لئے مالی امداد فراہم کی جاتی ہے جب کہ ریاستی حکومتوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو اپر پرائمری اسکولوں میں سائنس کٹس (Kits) کی فراہمی سکنڈری اور سینئر سکنڈری اسکولوں کی سائنس لیبارٹریز اپ گریڈ کرنے اور مضبوط بنانے، سکنڈری اور سینئر سکنڈری اسکولوں سائنس سے متعلق مضامین کی کتابوں کی سپلائی اور سائنس اور حساب کے اساتذہ کی ٹریننگ کے لئے مالی امداد دی جاتی ہے۔

اس اسکیم کا ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ اسکول سطح کے ہندوستانی طلبا کو ریاضی کی بین اقوامی اولمپیاڈ (آئی ایم او) اور بین اقوامی فزکس اولمپاڈ (آئی پی او) میں شریک ہونے کا اہل بنایا جائے۔ہندوستانی طلبا آئی ایم او میں 1989 سے اور آئی پی او میں 1998 سے شرکت کر رہے ہیں۔سال 2000 کے دوران بھارتی طلباء انٹرنیشنل بائلوجی اولمپیاڈ میں حصہ لیں گے۔

نیشنل اوپن اسکول

نیشنل اوپن اسکول کا قیام نومبر 1989 میں حکومت ہند کے وزارت فروغ انسانی وسائل کے تحت ایک خود مختار رجسٹرڈ سوسائٹی کے طور پر ہوا تھا۔کلاس ایک سے 12 تک کے رجسٹرڈ طلبا کا امتحان لینے اور سرٹیفکیٹ دینے کا اختیار نیشنل اوپن اسکول کو دیا گیا ہے۔یہ اپنے ابتدائی، ثانوی اور اعلی ثانوی نصابوں کے ذریعہ ان طالب علموں کو پڑھانے کا موقع دیتا ہے۔جو اپنی تعلیم جاری رکھنا چاہتے ہیں۔نصاب کو مفید بنانے کے لئے ثانوی یا اعلی ثانوی سطح کے نصاب تعلیم کے ساتھ پیشہ وارانہ تعلیم بھی دیتا ہے، جو نصاب کے ساتھ یا الگ بھی ہوتی ہے۔NOS کا بنیادی تصور اپنی پسند اور اپنی جگہ پر بہ آسانی مطالعہ کرنا ہے۔نیشنل اوپن اسکول اساتذہ، پرنسپلوں، اور عام شہریوں، نجی صنعت کاروں کی زندگی کو خوش حال بنانے کے لئے نصاب فراہم کرتا ہے۔ نیشنل اوپن اسکول نے 6 سے 14 سال تک عمر کے اسکول جانے والے بچوں اور بالغاں طلباء کے لئے اوپن ابتدائی تعلیم پروجکٹ شروع کیا ہے۔اس کی تین سطحیں ہیں (1) ابتدائی (فاؤنڈیشن) (2) پرائمری (3) بنیادی جو رسمی اسکولوں کی کلاس 5,3 اور 8 کے برابر ہیں۔اس کے علاوہ نیشنل اوپن اسکول غیر سرکاری اداروں پر ائمری تعلیم کے شعبے میں ابتدائی اور اپر پرائمری معیار کے لئے مواد، ہم معیاریت اور سرٹیفکیٹ وغیرہ کے طور پر امداد فراہم کرتا ہے۔اسکول کو درمیان میں چھوڑ کر گئے طالب علم، گاؤں کے نوجوان، لڑکیاں اور عورتیں، شیڈولڈ کاسٹ اور شیڈولڈ ٹرائب کے لوگ، معذور اور سابق فوجی وغیرہ جیسے حاشیئے پر ہوئے گروپوں کو نیشنل اوپن اسکول ترجیح دیتا ہے۔

فاصلاتی تعلیمی پروگرام، جو نیشنل اوپن اسکول فراہم کر رہا ہے۔اس کے طریقہ کار میں درج ذیل اجزا شامل ہیں: (1) خود مطالعاتی مطبوعہ مواد: یہ مواد نیشنل اوپن اسکول کے اکیڈمک اسٹاف کے ذریعہ تیار کیا جاتا ہے جو کہ باتصویر اور تمثیلی ہوتا ہے۔(2) ذاتی ربط پروگرام: ذاتی پروگرام کے تحت کلاسیں لگائی جاتی ہیں یا پڑھایا جاتا ہے اور تسلیم شدہ اداروں میں طلباء کو صلاح بھی دی جاتی ہے۔یہ مرکز مطالعات پورے ملک میں ہیں۔ان مطالعاتی مرکزوں میں مشق (تجرباتی مطالعہ) بھی ہوتے ہیں۔(3) سامعی، بصری پروگرام: طالب علم ان پروگراموں کو تسلیم شدہ مراکز مطالعات میں جا کر دیکھ سکتے ہیں یا تجربہ کر سکتے ہیں۔عام طالب علم معمولی رقم کی ادائیگی کر کے خرید بھی سکتے ہیں۔

ملک اور غیر ممالک میں نیشنل اوپن اسکول کے 1000 مراکز مطالعہ ہیں۔یہ مرکز مطالعہ انفرادی امداد کے ذریعہ تعلیمی عمل کو

آسان بنادیتے ہیں۔ غیر مقیم ہندوستانیوں اور غیر ملکی طلباء کے لئے تعلیم کو آسان بنانے کے مقصد سے نیشنل اوپن اسکول کے تسلیم شدہ مراکز وسطی ایشیا (دبئی ابوظہبی، مسقط اور کویت) نیپال (کٹھمنڈو اور بھشوال) اور کناڈا (وینکور) میں ہیں۔ نیشنل اوپن اسکول کا اپنا ایک ایکزامینیشن بورڈ ہے۔ نیشنل بورڈ آف سکنڈری اینڈ سینئر سکنڈری اینڈ ووکیشنل ایکزامینیشن، جو ثانوی و اعلی ثانوی اور ووکیشنل امتحانات منعقد کرتا ہے۔ یہ بورڈ بھارت کے سی بی ایس ای (سینٹرل بورڈ آف سکنڈری ایجوکیشن) اور کونسل فار دی انڈین اسکول سرٹی فیکیٹ ایکزامینیشن کے مساوی ہے۔ فاصلاتی تعلیم کے شعبے میں نیشنل اوپن اسکول سال میں دو بار امتحان لیتا ہے۔ مئی اور نومبر میں۔ نیشنل اوپن اسکول مارچ 1991 میں برونئی (دار السلام) میں منعقدہ پین کامن ویلتھ فورم آن اوپن لرننگ میں فاصلاتی کورس کے شعبے میں بہتر اور اداری حصولیابیوں کے لئے، کامن ویلتھ لرننگ ایوارڈ سے بھی نوازا گیا۔

نوودیہ ودیالیہ

ملک کے ہر ضلع میں ایک ماڈل اسکول کھولنے کا تصور قومی تعلیمی پالیسی 1986 کے تحت کیا گیا تھا۔ اس کے مطابق ایک اسکیم تیار کی گئی جس کے تحت ہر ضلع میں اقامتی اسکول یعنی نوودیہ ودیالیہ کھولنے کا فیصلہ کیا گیا۔ نوودیہ ودیالیہ مکمل طور پر اقامتی ہیں اور مخلوط تعلیم کے انسٹی ٹیوٹ ہیں اور یہ سینئر سکنڈری سطح تک کی تعلیم فراہم کرتے ہیں یہ اسکیم 86-1985 میں تجربہ کے طور پر دو اسکولوں کے قیام کے ساتھ شروع ہوئی تھی۔ آج اس کے تحت 30 ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں 423 اسکول کھولے جاچکے ہیں جن میں 1.27 لاکھ طلباء تعلیم حاصل کررہے ہیں۔ ہر سال تقریباً 25,000 نئے طلباء ان اسکولوں میں داخلہ لیتے ہیں۔ نوودیہ ودیالیوں میں نشوونما کا ایک نیا اسلوب اپنایا جارہا ہے۔ جس میں خاص طور سے دیہی علاقوں کے ذہین، تابندہ اور باصلاحیت بچوں کی پہچان کی جاتی ہے اور انہیں آگے بڑھنے کے مواقع دیئے جاتے ہیں ورنہ ایسے بچوں کو بہتر تعلیمی سہولیات نہیں مل پاتیں۔ ہر ایک نوودیہ ودیالیہ میں کم سے کم ایک تہائی لڑکیوں کے داخلے کو یقینی بنانے کی بھی کوشش کی جاتی ہے۔ مائیگریشن (منتقلی) نوودیہ ودیالیہ کی ایک بے مثال خوبی ہے جہاں نویں کلاس کے 30 فی صد طالبعلموں کو لسانی علاقے (ہندی بولنے والوں کے علاقوں میں غیر ہندی زبان بولنے والے اور اس کے برخلاف) سے مختلف لسانی علاقوں میں تبادلے کی اجازت ہے۔ شرط یہ ہے کہ انہوں نے کسی اسکول میں ایک پورے اکیڈمک سال تک تعلیم حاصل کی ہو، اس کا مقصد ملک کی گنگا جمنی تہذیب اور طرح طرح کے لوگوں کو سمجھتے ہوئے قومی اتحاد کو فروغ دینا ہے۔

کیندریہ ودیالیہ

سنٹرل اسکولوں کے قیام کی اسکیم کی منظوری مرکزی حکومت نے 1962 دوسرے پے کمیشن کی سفارشوں کی بنیاد پر دی تھی لیکن اس اسکیم پر عملدرآمد وزارت تعلیم نے 1963 میں شروع کیا جب وزارت دفاع کے تحت چلنے والے 20 ریجمنٹل اسکولوں کو قبضے میں لے کر انہیں مرکزی اسکولوں یا کیندرہ ودیالیوں میں تبدیل کردیا گیا۔ بعد میں وزارت تعلیم نے کیندریہ ودیالیہ سنگھٹن کی تشکیل کی اور دسمبر 1965 میں سوسائٹی کی حیثیت سے اس کا رجسٹریشن بھی ہوگیا۔ جس کا مقصد کیندریہ ودیالوں کا قیام اور ان پر نگرانی رکھنا تھا۔ یہ اسکول بشمول فوجیوں کے مرکزی حکومت کے ان ملازمین کے بچوں کے لئے کھولے گئے تھے جن کے تبادلے ملک بھر میں کہیں بھی ہوتے رہتے ہیں تاکہ انہیں تعلیم کا یکساں نصاب سبھی جگہ فراہم کرایا جاسکے۔ اس وقت کیندریہ ودیالیوں کی تعداد 874 ہے۔ ماسکو اور کٹھمنڈو میں بھی ایک ایک کیندریہ ودیالیہ کا قیام ہے۔ سبھی کیندریہ ودیالیوں میں یکساں نصاب اپنایا جاتا ہے۔

تعلیمی تحقیق اور تربیت کی قومی کونسل

تعلیمی تحقیق اور ٹریننگ کی قومی کونسل (این سی ای آر ٹی) کا قیام ستمبر 1961 میں ہوا تھا۔ کونسل حکومت ہند کے وزارت

فروغ انسانی وسائل کے مشیر کے طور پر کام کرتی ہے۔کونسل کا خاص مقصد وزارت کو اسکولی تعلیم کے میدان میں پالیسیاں اور اہم پروگرام کے نفاذ میں تعاون اور صلاح دینا ہے۔ پالیسیوں اور پروگرام کو تیار کرنے اور ان کے نفوذ کے لئے بھی وزارت کافی حد تک کونسل کے ماہرین کی خدمات حاصل کرتا ہے۔کونسل کے کل اخراجات کو حکومت ہند برداشت کرتی ہے۔

کونسل کے ملک بھر میں علاقائی ادارے اور سبھی اہم ریاستوں میں علاقائی دفاتر بھی ہیں۔کونسل اسکولی تعلیم اور ٹیچر تعلیم میں تحقیق کے لئے ،امداد اور ترغیب دیتی ہے اور ہم آہنگی قائم کرتی ہے۔اساتذہ کے لئے قبل خدمات اور خدمات کے دوران ٹریننگ کا اہتمام کرتی ہے اداروں کو اضافی خدمات فراہم کراتی ہے۔تدریس کی بہتر تکنیک ،عمل اور قیمت کو فروغ دیتے ہوئے ان کے بارے میں تجرباتی عمل کرتی ہے: تعلیم سے متعلق معلومات اکٹھا کرنا ،تالیف ،نشر و اشاعت اور مدون کے عمل بھی انجام دیتی ہے، اسکولی تعلیم میں بہتر اصلاح کے لئے پروگرام کا نفاذ کرنے اور فروغ دینے میں ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو تعاون دیتی ہے، یہ بین الاقوامی تنظیموں کے ساتھ بھی تعاون کرتی ہے۔ایشیا اور پیسفک علاقوں میں فروغ سے متعلق تجدید تعلیمی پروگرام (APEID) یونیسکو، بنکاک سے منسلک قومی ترقیاتی گروپ (NDG) کے اکیڈمک سکریٹریٹ کے طور پر بھی کام کرتی ہے۔اور نصاب کی کتابوں کو فروغ دینا، طبع کرنا، اور ان کی تقسیم کا کام بھی کرتی ہے۔ستمبر 2000 میں قومی تعلیمی تحقیق اور ٹریننگ کونسل میں اقدار پر مبنی تعلیم کے لئے ایک مرکز وسائل کا قیام عمل میں آیا۔اس مرکز کو اسکولوں میں اقدار پر مبنی تعلیم کے لئے بنیادی خاکہ تیار کرنے کا کام سونپا گیا ہے۔اس کے علاوہ یہ مرکز مزید دیگر کام بھی کرے گا جس میں شامل ہیں: موجودہ تعلیمی نصابوں کی نظر ثانی اور تجزیہ ،اقدار تعلیم کے موجودہ پروگرام پر غور کرنا، بچوں کے لئے ضمنی مطالعاتی مواد تیار کرنا اور ان سرگرمیوں کو فروغ دینا جن سے قومی اتحاد و تہذیبی ،ثقافتی میل ملاپ کو بڑھاوا ملے اور اس کا فروغ حاصل ہو۔

ذہین بچوں کی تلاش کی قومی اسکیم

تحقیق اور ٹریننگ کی قومی کونسل نے نیشنل سائنس ٹیلنٹ سرچ اسکیم 1963 میں ایک اہم منصوبے کے طور پر مرکز کے زیر انتظام علاقے دہلی میں شروع کیا تھا1964 میں پورے ملک میں اس کی توسیع کی گئی،اس کے تحت مجموعی طور پر 350 اسکالرشپ دی جاتی تھی۔پچھلے تین دہے میں اس اسکیم میں کئی طرح کی تبدیلیاں کی گئیں۔1977 میں نیشنل سائنس ٹیلنٹ سرچ اسکیم کا نام بدل کر نیشنل ٹیلنٹ سرچ اسکیم کردیا گیا مختصراً اسکیم درج ذیل ہے: دسویں کلاس کے ذہین طلباء کی پہچان کرنا، اس اسکیم کے تحت 1,000 ذہین طلباء کو اسکالرشپ دی جاتی ہے (775 عام درجے کے طالب علموں کو، 150 شیڈولڈ کاسٹ اور 75 شیڈولڈ ٹرائب کو) اس اسکیم کے دو مرحلے ہیں۔پہلے مرحلے میں ریاست رمرکز کے زیر انتظام علاقے اپنے متعلقہ علاقوں میں تحریری امتحان کا انعقاد کرتے ہیں۔ریاستیں اور مرکز کے زیر انتظام علاقے اس تحریری امتحان میں کامیاب طلباء کو استحقاق وصلاحیت کی بنیاد پر اور شیڈولڈ کاسٹ اور درج فہرست قبائل کو محفوظ سیٹ کے مطابق منتخب کرتے ہیں اس کے بعد NCERT ہر ریاست اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے ایک مرکز پر مئی ماہ کے دوسرے اتوار کو قومی سطح کا امتحان منعقد کرتا ہے۔تحریری اور زبانی امتحانوں میں حاصل شدہ نمبروں کی بنیاد پر منتخب طلباء کو 30 دن کے لئے گرمائی اسکول اور ان کے انڈر گریجویٹ اور پوسٹ گریجویٹ سطح پر یونیورسٹی، آئی۔آئی۔ٹی قومی لیبروٹریز ،سائنس انسٹی ٹیوٹ وغیرہ میں گرمائی تعطیلات تفویض پروگرام کے طور پر تربیتی پروگرام مہیا کرائے جاتے ہیں۔

اساتذہ کو قومی ایوارڈ

یہ قومی ایوارڈ 1958 میں قائم کئے گئے تھے۔شروع میں ان ایوارڈوں کو دینے کی کوئی تاریخ مقرر نہیں تھی لیکن 1960 کے وسط سے قومی ایوارڈ دینے کی تاریخ 5 ستمبر مقرر کردی گئی ہے۔20 ایوارڈ روایتی اداروں میں سنسکرت عربی اور فارسی پڑھانے

والے اساتذہ کے لئے مخصوص ہیں۔ عام ٹیچروں کے لئے دو زمرے ہیں (i) پرائمری ٹیچرس (پہلے سے آٹھویں درجے تک)
(ii) سکنڈری ٹیچرس (نویں سے بارہویں درجے تک) ہر ریاست اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے لئے اساتذہ کی آبادی پر مبنی
کوٹہ مقرر کیا گیا ہے۔ سکنڈری ٹیچرس کا کوٹہ پرائمری ٹیچرس کے کوٹہ کا نصف ہوتا ہے۔ مرکز کے زیر انتظام چھوٹے علاقوں کے
لئے سکنڈری ٹیچرس اور پرائمری ٹیچرس کا ایک ایک کوٹہ ہے۔ ایوارڈ حاصل کرنے کا وہی ٹیچر اہل ہوسکتا ہے جس نے ریاستی سطح کی
سلیکشن کمیٹی کے ذریعہ ان کے دعوے پر غور کی تاریخ تک مسلسل ملازمت کے 15 برس مکمل کر لئے ہوں۔ پرنسپلوں اور
ہیڈ ماسٹروں کے اہلیت کی مدت 20 برس ہے۔

اہل امیدواروں کا انتخاب ڈائرکٹر (تعلیمات) کی زیر صدارت ریاستی سلیکشن کمیٹی کرتی ہے اس میٹنگ میں این سی ای آر ٹی
کا ریاستی کوآرڈینیٹر بھی ممبر کی حیثیت سے شریک رہتا ہے یہ کمیٹی اضلاع سے موصول سفارشات پر غور کرتی ہے۔ اس کے بعد
ریاستی حکومت کمیٹی کی سفارشات کو من وعن مرکزی حکومت کے پاس بھیج دیتی ہے۔ البتہ ریاستی حکومت کو فہرست سے نام خارج
کرنے کے اسباب کی وضاحت کے بعد کسی بھی امیدوار کا نام فہرست سے خارج کر دینے کا اختیار ہے۔ مرکزی حکومت کوائف
اور سروس ریکارڈ کی سختی سے جانچ کے بعد صلاحیت کی بنیاد پر امیدواروں کا حتمی انتخاب کرتی ہے۔

ہر ایوارڈ ایک توصیفی سند، طلائی تمغے اور 10,000 روپے کے نقد انعام پر مشتمل ہوتا ہے۔ ایوارڈ کی تقسیم ہر سال 5 ستمبر کو
ایک خصوصی تقریب کے دوران کی جاتی ہے۔ 2000-2001 کے لئے 55 لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں۔

یونیورسٹی اور اعلا تعلیم

اعلا تعلیم ملک میں 227 یونیورسٹیوں
کے ذریعہ دی جاتی ہے۔ ان میں 16 مرکزی یونیورسیٹیاں ہیں اور بقیہ ریاستی ایکٹ
کے تحت قائم ہیں اور کام کرتی ہیں۔ ملک میں کالجوں کی مجموعی تعداد 11,089 ہے۔ ملک میں 140 ایسے تعلیمی ادارے ہیں جنہیں
یونیورسٹی گرانٹس کمیشن ایکٹ 1956 کے تحت ڈیمڈ ٹو بی (Deemed-to-be) یونیورسٹیاں قرار دیا گیا ہے۔ یونیورسٹیوں میں
طلبا کی مجموعی تعداد 74.18 لاکھ اور اساتذہ کی تعداد 3.42 لاکھ ہے۔

یونیورسٹی گرانٹس کمیشن

اعلا تعلیم میں معیار کا تعین اوران کو مربوط بنانے کا عمل مرکزی فہرست کا موضوع ہے لہذا اس ضمن میں مرکزی حکومت کی
خصوصی ذمہ داری بھی ہے۔ یہ ذمہ داری خاص طور پر یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کے ذریعہ پوری کی جاتی ہے جس کا قیام پارلیمنٹ
میں قانون بنا کر 1956 میں عمل میں آیا تھا۔ اس کمیشن کے قیام کا مقصد یونیورسٹی تعلیم کا فروغ اور پڑھائی کے معیار کا تعین کرنے
اور ان کو برقرار رکھنے کے اقدام کرنا ہے۔ اور یونیورسٹیوں میں امتحانات اور ریسرچ کی سہولتوں کو فراہم کرنا ہیں۔ ان مقاصد کی
تکمیل کے لئے یونیورسٹی گرانٹس کمیشن منجملہ دوسری باتوں کے یونیورسٹیوں کی مالی ضروریات کی بارے میں معلومات حاصل کرتا
ہے۔ ان کو امداد فراہم کرتا ہے، یونیورسٹی تعلیم کے فروغ کے لئے ضروری اقدام کی سفارش کرتا ہے اور مالی امداد کے الاٹمنٹ اور نئی
یونیورسٹیوں کے قیام کے لئے مشورے دیتا ہے۔

خودمختار ریسرچ تنظیمیں

تاریخی تحقیق کی ہندوستانی کونسل نئی دہلی، جو 1972 میں قائم ہوئی تھی۔ تاریخی تحقیق پر ایک قومی پالیسی پر عمل درآمد کرتی ہے
اور تاریخ کو سائنسی انداز میں تحریر کرنے کی حوصلہ افزائی کرتی ہے یہ تنظیم ریسرچ پروجیکٹ چلاتی ہے۔ نجی اسکالروں کے

پروجیکٹوں کو مالی امداد دیتی ہے۔فیلوشپ ایوارڈ کرتی ہےاوراشاعت اور ترجمہ کے کا کام کرتی ہے۔

فلسفیانہ ریسرچ کی ہندوستانی کونسل نے 1981 میں کام کرنا شروع کیا تھا اس کے نئی دہلی اور لکھنؤ میں دفاتر ہیں۔یہ تنظیم ترقی کا جائزہ لیتی ہے، فلسفہ میں ریسرچ اور تحقیق کے پروگراموں اور پروجیکٹوں کو اسپانسر کرتی ہے یا امداد دیتی ہے اور فلسفہ اور موضوعات ڈسپلن میں تحقیق کے لئے فرد یا تنظیموں کو مالی امداد فراہم کرتی ہے۔

انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ایڈوانسڈ اسٹڈی شملہ 1965 میں قائم ہوا تھا۔جو ہیومینٹیز (Humanities) سوشل سائنس اور نیچرل سائنس میں ایڈوانس ریسرچ کے لئے ایک رہائشی مرکز ہے۔یہ اسکالروں کی ایک برادری ہے جو تصوراتی ترقی پر مبنی علم اور معلومات کی نئی سرحدوں کی تلاش میں ہے اور عصری افادیت کے سوالوں پر ڈسپلن کا ایک منظرنامہ پیش کرتی ہے۔

سوشل سائنس ریسرچ کی ہندوستانی کونسل نئی دہلی ایک خودمختار ادارہ ہے جو سماجی سائنس تحقیق کو فروغ دینے اور ان میں تال میل قائم رکھنے کے اقدام کرتی ہے اس کے اصل کاموں میں سماجی سائنس ریسرچ کی ترقی کا جائزہ، حکومت کو ریسرچ سرگرمیوں میں مشورے دینا، ریسرچ پروگرام اسپانسر کرنا اور سوشل سائنس میں ریسرچ کے لئے نجی طور پر کام کرنیوالوں اور تنظیموں کو امداد دینا شامل ہیں۔

دیہی اداروں کی قومی کونسل (این سی آر آئی)

دیہی اداروں کی قومی کونسل ایک خودمختار تنظیم کی حیثیت سے 19 اکتوبر 1995 میں قائم کی گئی تھی جس کو مرکزی حکومت پوری امداد دیتی ہے۔اس تنظیم کے قیام کا مقصد تعلیم پر مہاتما گاندھی کے انقلابی نظریات کے خطوط پر دیہی اعلا تعلیم کو فروغ دینا، تعلیم پر گاندھیائی فلسفہ کی رو سے رضا کار تنظیموں اور تعلیمی اداروں کو فروغ دینا اور نیٹ ورک کو مضبوط بنانا نیز سماجی اور دیہی ترقی کے لئے ریسرچ کو ایک اہم وسیلے کے طور پر ترقی دینا ہے۔

اندرا گاندھی نیشنل اوپن یونیورسٹی

اندرا گاندھی نیشنل اوپن یونیورسٹی (اگنو) پارلیمنٹ میں قانون بنا کر ستمبر 1985 میں ملک کے تعلیمی نظام میں اوپن یونیورسٹی اور فاصلہ جاتی نظام تعلیم کو رائج کرنے اور فروغ دینے اور ایسے نظاموں میں معیار کا تعین کرنے اور ان کو مربوط بنانے کے لئے قائم کی گئی تھی۔یونیورسٹی کے اہم مقاصد میں آبادی کے ایک بڑے حصے کے لئے اعلا تعلیم تک رسائی کو وسعت دینا، تعلیم کے عمل کو جاری رکھنے کے پروگرام منظم کرنا اور خواتین و پسماندہ نیز پہاڑی علاقوں میں رہنے والوں کے لئے اعلا تعلیم کے خصوصی پروگرام شروع کرنا شامل ہے۔اگنو یونیورسٹی سطح پر تعلیم کا ایک جدید نظام فراہم کرتی ہے۔ کورسیز کے تال میل، نام لکھانے کی اہلیت، داخلے کی عمر اور امتحانات کے طریقوں میں بھی وہ دوسروں سے بالکل مختلف ہے۔یونیورسٹی نے شائع شدہ لٹریچر اور سمعی اور بصری آلات پر مشتمل ایک مربوط کثیر میڈیا تعلیمی حکمت عملی اختیار کی ہے اس کے ساتھ وہ ملک بھر میں اسٹڈی مراکز کے نیٹ ورک پر مشاورتی سیشن کا بھی اہتمام کرتی ہے۔یونیورسٹی مسلسل اور سیشن کے اختتام پر دونوں امتحانات کراتی ہے۔

اندرا گاندھی اوپن یونیورسٹی نے 1987 میں اپنے پروگرام شروع کئے اور اب تک 604 کورسوں پر مشتمل 50 پروگرام شروع کر چکی ہے۔2000 کے دوران 1.96 لاکھ سے زاید طلبا کو تعلیم کے مختلف پروگراموں کے لئے رجسٹرڈ کیا گیا۔یونیورسٹی نے خاص طور پر طلبا کی مدد کے لئے سروس نیٹ ورک قائم کئے ہیں جو ملک کے مختلف حصوں میں قائم 26 ریجنل مراکز اور 504 اسٹڈی مراکز پر مشتمل ہے۔یونیورسٹی نے قانونی اتھاریٹی کی حیثیت سے جو فاصلہ جاتی تعلیمی کونسل قائم کی ہے وہ فاصلہ سے دی

جانے والی تعلیم کے معیار کے تعین میں ایک کلیدی ادارہ ہے۔ دوردرشن نے مئی 1991 میں اگنو کے پروگراموں کو ٹیلی کاسٹ کرنا
شروع کیا جب کہ آل انڈیا ریڈیو کے ممبئی اور حیدرآباد اسٹیشنوں نے اگنو کے منتخب سمعی پروگراموں کو 1992 کے اوائل سے نشر کرنا
شروع کیا۔ 26 جنوری 2000 کو اندرا گاندھی نیشنل اوپن یونیورسٹی نے 'گیان درشن' نام سے ایک تعلیمی چینل شروع کیا ہے۔

اس وقت ملک میں نو دیگر اوپن یونیورسیٹیاں تھی جن کے نام یہ ہیں۔ بی۔ آر۔ امبیڈکر یونیورسٹی حیدرآباد (آندھرا پردیش)
کوٹہ اوپن یونیورسٹی کوٹہ (راجستھان) نالندہ اوپن یونیورسٹی (بہار) یشونت راؤ چوہان مہاراشٹر اوپن یونیورسٹی ناسک (
مہاراشٹر) بھوج اوپن یونیورسٹی بھوپال (مدھیہ پردیش) امبیڈکر اوپن یونیورسٹی احمد آباد (گجرات) کرناٹک ریاستی اوپن
یونیورسٹی میسور (کرناٹک) اور نیتاجی سبھاش اوپن یونیورسٹی کلکتہ مغربی بنگال اور راجرشی ٹنڈن اوپن یونیورسٹی الہ آباد (یوپی)

درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کی تعلیم

تعلیم پر قومی پالیسی 1986 میں مساوی حقوق سے محروم لوگوں خصوصا درج فہرست اقوام، درج فہرست قبائل اور تعلیمی طور پر
پسماندہ اقلیتوں کے لئے تعلیمی مواقع میں نابرابری ختم کرکے سب کیلئے یکساں مواقع فراہم کرنے پہ زور دیا گیا ہے۔ محکمہ تعلیم کے
چند اہم پروگرام یہ ہیں (i) پرائمری اسکول کھولنے کے ضوابط نرم کردیئے گئے ہیں اب یہ اسکول 300 آبادی والے مواضعات کے
بجائے 200 آبادی والے مواضعات میں ایک کیلومیٹر فاصلے کے اندر کھولے جاسکتے ہیں (ii) تمام ریاستوں کے سرکاری اسکولوں
میں کم از کم اپرائمری سطح تک ٹیوشن فیس ختم کردی گئی ہے۔ کئی ریاستوں نے سینئر سیکنڈری سطح تک ایس سی / ایس ٹی طلبا کی ٹیوشن
فیس معاف کردی ہے ان لڑکوں کو نصابی کتابیں، یونیفارم اور اسکول بیگ وغیرہ بھی فراہم کئے جاتے ہیں (iii) محکمہ تعلیم کے اہم
پروگرام جیسے تعلیم کو عام بنانا، آپریشن بلیک بورڈ، غیر رسمی تعلیم، ضلع پرائمری ایجوکیشن پروگرام مندرجہ اقوام و قبائل والے علاقوں کو
ترجیح دیتے ہیں۔ لوک جنبش اور شکشا کرمی پروجیکٹ بھی ایس سی۔ ایس ٹی والے علاقوں پر خصوصی توجہ مرکوز کرتے ہیں۔
(iv) آئی۔ ای۔ ٹی ریجنل انجینئرنگ کالج، مرکزی یونیورسٹیاں، کیندریہ ودیالیہ اور نوودیہ ودیالیوں سمیت اعلا تعلیم کے مرکزی
حکومت کے اداروں میں ایس سی اور ایس ٹی کے لئے سیٹوں کا ریزرویشن، یونیورسٹیوں اور کالجوں میں ریزرویشن اور ساتھ ہی
داخلے کے لئے مقررہ کم از کم اہلیت میں بھی رعایت دی جاتی ہے۔ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن نے ریزرویشن پالیسی پر عمل درآمد کو یقینی
بنانے کے لئے مرکزی یونیورسٹی سمیت 98 یونیورسٹیوں میں ایس سی۔ ایس ٹی شعبے قائم کئے ہیں اس کے علاوہ ایک اسٹینڈنگ
کمیٹی بھی بنائی ہے جو ریزرویشن کے اطلاق کا جائزہ لیتی رہتی ہے (v) ایس سی اور ایس ٹی طلبا کی مختلف مضامین میں تعلیمی
صلاحیت کو بہتر بنانے کی غرض سے خصوصی کوچنگ سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں۔ آئی آئی ٹی میں ایک اسکیم وضع کی گئی ہے۔ جس کے
تحت ہائی اسکول میں کم نمبروں سے فیل ہونے والے ایس سی، ایس ٹی طلبا کو ایک سال کی تربیت فراہم کی جاتی ہے اس کے بعد
انہیں B.Tech کورس کے پہلے سال میں داخل کرلیا جاتا ہے۔ (vi) 43,000 ہزار وظائف میں سے 13,000 وظائف ایس
سی، ایس ٹی طلبا کو دیئے جاتے ہیں یہ وظائف دیہی علاقوں میں ذہین بچوں کو سکنڈری سطح پر قومی اسکالرشپ اسکیم کے تحت دیئے
جاتے ہیں اس کے علاوہ 70% اسکالرشپ شیڈولڈ کاسٹ اور شیڈولڈ ٹرائب کے امیدواروں کے لئے محفوظ کی گئی ہیں۔ (vii)
یوجی سی خاص طور پر ایس سی ایس ٹی طلبا کو جونیئر ریسرچ فیلوشپ (سالانہ 50) اسکالرشپ 25، ریسرچ ایسوسی ایٹ شپ 20
اور فیلوشپ 50 ایوارڈ کرتا ہے UGC نے ماسٹر ڈگری سطح پر ایس سی اور ایس ٹی امیدواروں کے لئے لکچررشپ کے لئے مطلوبہ
قومی اہلیت ٹیسٹ کے لئے 55 فی صد نمبروں سے گھٹا کر 50 فی صد کردیا ہے (viii) ہندوستانی زبانوں کا مرکزی ادارہ (سی آئی
ایل) میسور نصابی کتابیں، قواعد کی کتابیں، ڈکشنریاں تیار کرتا ہے جس سے علاقائی زبانوں سے قبائلی زبانوں میں ترجمہ کرنے
میں سہولت ہوتی ہے اس ادارے نے 75 قبائلی اور علاقائی زبانوں میں بھی کام کیا ہے۔ این سی ای آر ٹی نے قبائلی بولیوں میں
10 نصابی کتابیں شائع کی ہیں اور 15 قبائلی بولیوں میں پڑھانے اور لکھانے کا سامان تیار کیا ہے (ix) ریاستیں اور مرکز کے زیر

انتظام علاقے تعلیمی پروگرام اور اسکیم کے نفوذ کے لئے خصوصی توجہ مرکوز کرنے کے لئے ملک کے 146 اضلاع کی نشاندہی کی ہے جہاں ایس سی اور ایس ٹی خواتین کی خواندگی کی شرح 10 فی صد سے کم ہے۔

اقلیتوں کی تعلیم

نظرثانی شدہ پروگرام آف ایکشن (P.O.A) 1992 کی روشنی میں مرکز کی اسپانسر کی ہوئی دو اسکیموں (i) تعلیمی طور پر پسماندہ اقلیتوں کے لئے ایریا Intensive پروگرام کی اسکیم (ii) مدرسوں کی تعلیم کو جدید بنانے کے لئے مالی امداد اسکیم کا آغاز 94-1993 کے دوران ہوا۔

تعلیمی طور پر پسماندہ اقلیتوں کے لئے ایریا Intensive پروگرام اسکیم کا مقصد ان علاقوں میں بنیادی تعلیمی ڈھانچہ اور سہولتیں فراہم کرنا ہیں جہاں تعلیمی طور پر پسماندہ اقلیتوں کی تعداد نسبتاً زیادہ ہے اور جہاں ابتدائی اور سکنڈری اسکولوں کی کوئی خاص سہولیت نہیں ہے۔ اس اسکیم کے تحت نئے پرائمری اور پرائمری اسکولوں اور غیر رسمی تعلیم کے مراکز کے قیام کے لئے، پرائمری اور اپر پرائمری اسکولوں میں تعلیم کے بنیادی ڈھانچے اور فزیکل سہولتوں کو مستحکم بنانے اور لڑکیوں کے لئے رہائشی ہائر سکنڈری اسکولوں کے قیام کے لئے جن کا تعلیمی طور پر پسماندہ اقلیتوں سے ہو صد فی صد مالی امداد دی جاتی ہے خاص طور پر جہاں سائنس، کامرس، اور پیشہ وارانہ کورسوں کی تعلیم دی جاتی ہے۔

مدرسہ تعلیم کو جدید بنانے کے لئے مالی امداد اسکیم روایتی تعلیمی اداروں کی مثلاً مدرسوں اور مکتبوں کی حوصلہ افزائی کے لئے شروع کی گئی ہے تاکہ وہ اپنے نصابوں میں سائنس، حساب، سماجی علوم ہندی اور انگریزی کو بھی شامل کریں۔ اس اسکیم کے تحت ایسے اداروں میں شروع کئے جانے والے نئے مضامین کو پڑھانے کے لئے اساتذہ کا تقرر کرنے کی غرض سے صد فی صد امداد فراہم کی جاتی ہے۔

شمال مشرقی علاقے کا تعلیمی فروغ

شمال مشرقی علاقے (این ای آر) کی تعلیمی ترقی کے لئے نئی پہل کی گئی ہے۔ اس میں بجٹ منصوبے کا 10 فی صد شمال مشرقی علاقے کے تعلیمی فروغ کے لئے مقرر کرنا اور پلاننگ کمیشن میں وسائل کا ایک نان لیپسیبل سنٹرل پول (غیر تجدیدی مرکزی پول) کی تشکیل کرنا شامل ہے۔ 2000-1999 میں تعلیم کے مختلف شعبوں کے لئے اس غیر تجدیدی مرکزی پول میں سے 300 کروڑ روپے کی 41 تجاویز کو منظور کیا گیا ہے۔ یہ تجاویز آئی۔ آئی۔ ٹی گوہاٹی، تیج پور یونیورسٹی، آسام یونیورسٹی، تریپورہ یونیورسٹی کے بنیادی ساختی فروغ اور پرائمری، اپر پرائمری اسکولوں میں مزید کمرے بنانے، اسکولی عمارتوں کی تعمیر پورہ کرنے، بیت الخلاء ہوسٹل و کمپیوٹر کی لیب وغیرہ کی تعمیر کے متعلق ہے۔

تکنیکی تعلیم

تکنیکی تعلیم، انسانی وسائل کے فروغ کا اہم جزو ہے۔ کیونکہ اس میں پیداواروں اور خدمات کے اقدار کی افزائش اور قومی اقتصادی نظام میں اشتراک کرنے کی بے مثال قوت نہاں ہے۔ پنج سالہ منصوبوں میں تکنیکی تعلیم کے فروغ پر کافی زور دیا گیا۔ پچھلے پانچ دہوں میں ملک میں تکنیکی تعلیم کے شعبے میں بڑے پیمانے پر توسیع ہوئی ہے۔ اس وسعت کے تحت تکنیکی اور منتظمہ اداروں کے قیام میں سرکاری سیکٹر کے علاوہ نجی سیکٹر اور رضا کار تنظیموں کو بھی شامل کیا گیا۔ آزادی حاصل کرنے کے وقت ملک میں ڈپلوما سطح کے پولی ٹکنک اداروں کی تعداد 43 تھی، جن میں صرف 3,400 طالب علموں کو داخلہ دینے کی صلاحیت تھی، جب کہ

جون2000 میں یہ ادارے بڑھ کر 1,215 ہو گئے اوران میں سیٹوں کی تعداد 2.12 لاکھ تک پہونچ گئی۔اس طرح ڈگری سطح کے اداروں ان میں داخلوں کی تعداد بالترتیب 1947 میں 38 اور 2,940 سے بڑھ کر 2000 میں 778 اور 1.86 لاکھ ہوگئی۔ انجینئر نگ ،ٹکنالوجی، اپلائیڈ سائنس میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری سطح کے مطالعاتی سہولتیں کئی تکنیکی اداروں میں فراہم کرائی جارہی ہیں۔

مرکز اور ریاستی حکومتوں کے ذریعہ قائم تکنیکی کے علاوہ مرکز ریاست مشترکہ وینچر ادارے اور سرکاری امداد یافتہ ونجی ادارے بھی اس سمت میں کام کررہے ہیں۔ یہ سبھی ادارے آل انڈیا کونسل فار ٹیکنکل ایجوکیشن (AICTE) سے تسلیم شدہ ہیں جوایک قانونی اور باضابطہ ادارہ ہے اور جس کا قیام مرکزی حکومت کے ذریعہ پارلیمنٹ کے ایکٹ کے تحت کیا گیا تھا۔ کئی اہم ادارے ٹکنالوجی اور انتظامیہ کے مختلف شعبوں میں لوگوں کو تربیت دے رہے ہیں۔ان میں 6 انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ٹکنالوجی (IIT) ممبئی ،دلی، کانپور، کھڑگ پور چنئی اور گوہاٹی میں واقع ہیں۔6 انڈین انسٹی ٹیوٹ آف مینجمنٹ (IIM) جواحمد آباد، کلکتہ، بنگلور، نئی دلی میں واقع اسکول آف پلاننگ اینڈ آرکیٹکٹ (S.P.A) یعنی منصوبہ بندی اورفن تعمیر جیسے خصوصی اعلی تکنیکی ادارے، انڈین اسکول آف سائنس (ISM) ،نیشنل انسٹی ٹیوٹ فار ٹریننگ ان انڈسٹریل انجینئر نگ (NIFFT) ممبئی، نیشنل انسٹی ٹیوٹ فاؤنڈری اینڈ فورج ٹکنالوجی(NIFFT) گوالیار شامل ہیں۔اس کے علاوہ مرکز اور ریاست کے مشترکہ وینچر کے طور پر قائم 17 علاقائی انجینئری کالج اور مرکز اور ریاست کی یونیورسٹی کے کئی انجینئری رٹکنالوجکل اکادمیوں اور سرکاری وسرکار سے تسلیم شدہ اور نجی انجینئری رتکنیکی ادارے بھی اس سمت میں اپنا اشتراک کررہے ہیں۔ مشرق شمالی علاقائی سائنس اور ٹکنالوجی ادارے (NERIST) ایٹانگر اور سنت لونگووال انجینئر نگ اور ٹکنالوجی انسٹی ٹیوٹ (SLIET) سنگرور (پنجاب) مربوط طریقے سے تکنیکی افرادی قوت کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے انجینئر نگ رٹکنالوجی راپلائیڈ سائنس میں سرٹی فیکٹ ، ڈپلوما اور ڈگری نصابوں کو چلاتے ہیں۔ان کی خاص بات یہ ہے کہ یہ لچیلے اور غیر روایتی نصاب اپناتے ہیں۔

ملک بھر میں ڈپلومہ سطح کے پولی ٹکنک اداروں کا وسیع نٹ ورک ہے۔ جو مختلف مضامین اور ٹکنالوجی کے ابھرتے شعبوں میں تکنشیوں کے طور پر موزوں تکنیکی افرادی قوت تیار کرنے میں اپنا اشتراک کررہے ہیں۔ ہندوستان میں تقریبا 1,215 ڈپلومہ سطح کے پالی ٹیکنک ہیں، جودسویں یا بارہویں کلاس کے بعد انجینئر نگ رٹکنالوجکل رفارمیسی رفن تعمیر جسے کئی روایتی شعبے اور جدید وعصری ٹکنالوجی میں تین سالہ ڈپلومہ کورس چلاتے ہیں۔ پولی ٹکنک بنیادی طور پر ریاستی سطح کے ادارے ہیں اوران میں سے تقریبا 50 فی صد نجی کوششوں سے قائم کئے گئے ہیں۔ کئی پولی ٹیکنک ایسے ہیں، جو پوسٹ ڈپلومہ نصابوں اور ایڈوانس ڈپلومہ نصابوں کو چلاتے ہیں تا کہ تکنیشوں کو تعلیمی اور کاروباری پیش رفت جاری رکھنے میں مدد کی جاسکے۔

کئی تسلیم شدہ کاروباری انجینئر نگ سوسائٹیاں بھی ان کوششوں میں ضمنی کردار ادا کرتی ہیں جیسے (I) انسٹی ٹیوشن آف انجینئر س (انڈیا)(ii) انسٹی ٹیوشن آف کیمکل انجینئر نگ (انڈیا)(iii) انسٹی ٹیوشن آف الکٹرانکس اینڈ ٹیلی کمیونکیشن انجینئر س (انڈیا) (iv) (انڈین انسٹی ٹیوٹ آف سیلس (v) انسٹی ٹیوشن آف انڈسٹریل انجینئر س (انڈیا)(vi) انسٹی ٹیوٹ آف ٹاؤن پلانرس (انڈیا)(vii) انڈین انسٹی ٹیوٹ آف آرکیٹکٹ وغیرہ۔ یہ ادارہ تکنیکی صلاحیت میں بہتری پیداوار کرنے کے خواہش مند کام کرنے والے کاروباریوں کے لئے مختلف سطحوں کی انجینئری رتکنیکی امتحانوں کا انعقاد کرتی ہیں۔ ایسے سبھی پیشہ وارانہ امتحانوں کو مرکزی حکومت کے ذریعہ مناسب سطحوں کے لئے مناسب تعلیمی صلاحیتوں کے مساوی تسلیم کیا گیا ہے۔ تعلیمی اور پیشہ ورانہ صلاحیتوں کو تسلیم کرنا (صحت اور طبی سائنس کو چھوڑ کر) دینے کے لئے حکومت کے ذریعہ تسلیم شدہ بورڈ آف اسس منٹ فار ایجوکیشنل کوالیفکیشن کا قیام، مرکزی حکومت کے تحت روزگار کے مقصد کو دھیان میں رکھ کر تعین قدر کرتا ہے۔ اور انہیں تسلیم کرتا ہے۔

تعلیم بالغان

قومی خواندگی مشن (این ایل ایچ) جو1995 تک 15 سے 35 برس عمر گروپ کے 8 کروڑ بالغ ناخواندہ لوگوں کو خواندہ بنانے کے مقصد سے 1988 میں شروع کیا گیا تھا اب اس مشن نے مارچ 1998 تک 15 سے 35 برس عمر گروپ کے 10 کروڑ ناخواندہ بالغوں کو حرف شناس بنانے کی مہم شروع کی ہے ان میں 9 سے 14 برس عمر گروپ کے بچے شامل ہیں جنہیں کہ ابھی تک غیر رسمی تعلیم کی سہولتیں فراہم نہیں کی جا سکی ہیں۔قومی خواندگی مشن کے دوران جو قابل ذکر بات دیکھنے میں آئی وہ یہ کہ ملک میں تعلیم بالغان پروگرام میں مہم چلانے کے طریقوں تک تقریباً رسائی حاصل ہوگئی۔

مکمل خواندگی کے حصول میں 1988 ارناکلم (کیرالا) کی کامیابی کے بعد مکمل خواندگی کے لئے ان مہموں میں بعض ایسی خصوصیات نمایاں ہوگئی ہیں جس کی بنا پر دوسرے پروگراموں کے مقابلے اس مہم کو ممتاز حیثیت حاصل ہوگئی ہے۔آج ناخواندگی دور کرنے کے لئے مکمل خواندگی کی مہم علاقے کے حساب سے، مقررہ وقت پر، رضا کارانہ بنیاد پر کفایتی، نتیجہ رخی ہونا یہ قومی خواندگی مشن کی ناخواندگی ختم کرنے کی مہم کی نمایاں حکمت عملیاں ہیں۔ یہ یقینی بنانے کے لئے کہ بنیادی خواندگی مرحلے میں حاصل حصولیابیاں ضائع نہ ہو جائیں اور نئے خواندہ لوگوں میں کسی کے سکھانے کے بجائے خود ہی سیکھنے کا رجحان پیدا ہو، تب بعد کی خواندہ بنانے کی مہم شروع کی گئی: پوسٹ لٹریسی مہم میں ہنر مندی کو بڑھانا ایک اہم جز ہے۔تعلیم بالغاں کا خاص مقصد مسلسل تعلیم پروگراموں کے ذریعہ ایک تعلیم یافتہ معاشرہ کا قیام کرنا ہے۔اس پروگرام کے تحت دیہی لائبریری بہت اہمیت کا درجہ رکھتی ہے تا کہ لوگوں میں مطالعے کی عادت پیدا کرنا ہے۔ مسلسل تعلیم جاری رکھنے کے پیکج کے تحت کئی پروگرام شامل کئے گئے ہیں۔ جیسے مساوات پروگرام، آمدنی پیدا کرنے والا پروگرام، زندگی کے معیار کو بلند کرنے سے متعلق پروگرام اور انفرادی دلچسپیوں کو بڑھانے کا پروگرام۔

ابھی تک 556 اضلاع میں مکمل خواندگی مہم چلائی گئی ہے جن میں 259 اضلاع میں پوسٹ خواندگی مہم بھی شروع کی جا چکی ہے۔ 85 ضلعوں میں مسلسل تعلیمی پروگرام شروع کئے گئے ہیں۔ان مہموں کا رخ اب چار ہندی بولنے والے ریاستوں بہار، مدھیہ پردیش، راجستھان اور اتر پردیش کی طرف ہوگیا ہے جہاں ناخواندہ لوگوں کی ایک بڑی تعداد رہتی ہے۔اس پروگرام کے تحت حرف شناسی کی اہلیت حاصل کرنے والوں میں 60 فیصدی خواتین ہیں اور ان خواتین میں 22 فیصدی درج فہرست اقوام کی عورتیں اور 13 فیصدی درج فہرست قبائل کی عورتیں ہیں۔

خواندگی کی شرح

آزادی ملنے کے وقت خواندگی کی شرح 18.33 فی صد (مرد خواندگی 27.16 اور عورتوں کی خواندگی 8.86 فی صد) تھی 1991 میں پہلی بار ایسا ہوا جب کہ خواندہ لوگوں کی تعداد ناخواندہ لوگوں سے زیادہ ہوئی جب کہ بھارت میں وہ 52.12 فی صد خواندگی کی شرح حاصل کرتے ہوئے آدھا راستہ طے کیا اس میں مرد خواندگی 64.1 فی صد اور عورتوں کی خواندگی شرح 39.3 فی صد تھی۔

قومی نمونہ سروے تنظیم کے 53 ویں دور کے سروے کے مطابق بھارت میں خواندگی کی در بڑھ کر 62 فی صد تک پہنچ گئی تھی، جس میں مرد اور عورت کی خواندگی شرح بتدریج 73 اور اور 50 فی صد تھی۔ 15.35 سال کے عمر گروپ میں خواندگی شرح 66 فی صد تھی جس میں 77 فی صد مرد اور 54 فی صد عورتیں خواندہ تھیں۔ 97-1991 تک کے عرصے میں عورتوں کی خواندگی میں 11 فی صد اور اسی مدت میں مردوں کی خواندگی میں 9 فی صد کا اضافہ ہوا۔ 1991-1981 کے دہے میں مردوں کے مقابلے عورتوں کی خواندگی شرح میں زیادہ اضافہ ہوا۔(اس عرصے میں مردوں کی خواندگی میں 7.8 فی صد اور عورتوں کی خواندگی میں 9.6 فی صد

اصافہ ہوا تھا) اس طرح عورتوں میں خواندگی کی شرح نہ صرف یہ کہ زیادہ رہی بلکہ اس میں تھوڑا اضافہ اور ہوا۔ 1991 میں ناخواندہ لوگوں کی تعداد 3288.8 لاکھ سے 1997 میں گھٹ کر 2946.6 لاکھ رہ گئی۔ یہ اس حقیقت کے باوجود ہوا کہ بھارت کی سالانہ آبادی میں اضافہ کی شرح اس مدت میں 1.8 فی صد سے تھوڑا ہی زیادہ رہی ہے۔ نیشنل نمونہ سروے تنظیم کے اعداد وشمار میں 1991 سے 1997 یعنی صرف 6 سال کے دوران خواندگی میں 10 فی صد اضافہ دکھایا گیا ہے۔ پچھلے دہوں یعنی 61-51، 71-61، 81-71 اور 91-81 میں خواندگی میں اضافہ کی شرح بالترتیب 10، 6.1، 6.1، 9.1 اور 8.7 تھی۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ صرف 6 سال میں 10 فی صد اضافہ ہونا سبھی دہوں میں ہوئی اوسط اضافے سے زیادہ ہے۔

کل خواندگی کے معاملے میں میزورم کا نمبر پہلا ہے جہاں 1997 میں 95 فی صد لوگ خواندہ تھے، جب کہ دوسرے نمبر پر کیرل ہے جہاں یہ شرح 93 فی صد تھی۔ جنوبی ریاستوں میں تملناڈو نے 1991 سے 1997 کے دوران شاندار حصولیابیوں کا سلسلہ جاری رکھا، جو اس دوران 62.66 فی صد سے بڑھ کر 70 فی صد پر پہنچ گیا۔

1991-1997 کے درمیان راجستھان میں خواندگی حالات میں ڈرامائی طور پر سدھار ہوا اس مدت میں خواندگی کی شرح 38.55 سے بڑھ کر 55 فی صد ہوگئی۔ اس عرصے میں خواندگی کی شرح اتر پردیش میں 41.6 فی صد سے 56 فی صد، بہار میں 38.5 فی صد سے 49 فی صد اور مدھیہ پردیش 44.2 سے 56 فی صد پر پہنچ گئی۔ اس مدت میں ہماچل پردیش کا نمبر تیسرا رہا جہاں خواندگی شرح 63.9 فی صد سے بڑھ کر 77 فی صد ہوگئی۔ مہاراشٹر میں خواندگی شرح 64.9 فی صد سے بڑھ کر 74 فی صد اور گجرات میں 61.3 فی صد سے بڑھ کر 68 فی صد ہوگئی۔

مشرقی ریاستوں میں سکم، مغربی بنگال اور آسام کی حصولیابیاں بہتر رہی ہیں۔ سکم میں خواندگی شرح 56.9 سے بڑھ کر 79 فی صد اور مغربی بنگال میں 57.7 فی صد سے بڑھ کر 72 فی صد پر پہنچ گئی جہاں 14.3 فیصد کا نمایاں اضافہ ہوا۔ اسی طرح آسام میں خواندگی شرح 52.9 فی صد سے بڑھ کر 75 فی صد پر پہنچ گئی۔ بدقسمتی سے اڑیسہ کی حصولیابی مایوس کن رہی جہاں 1.9 فی صد اضافہ ہوا ہے۔

شمال مشرقی علاقوں میں بھی خواندگی شرح میں قابل ذکر اضافہ ہوا۔ جہاں میگھالیہ میں یہ 49.1 فی صد سے بڑھ کر 77 فی صد اور ناگالینڈ میں 61.1 فی صد سے بڑھ کر 84 فی صد پر پہنچ گئی۔ مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں مجموعہ انڈمان نکوبار جزائر میں اب 97 فی صد، لکش دیپ میں 96 فی صد اور پانڈیچری میں 90 فی صد لوگ خواندہ ہیں۔ قومی راجدھانی خطے میں دلی کی خواندگی شرح 1991 میں 75.3 فی صد تھی، جو 1992 میں بڑھ کر 85 فی صد پر پہنچ گئی۔

یونیسکو سے تعاون کے لئے ہندوستانی قومی کمیشن

بھارت 1946 سے جب متحدہ اقوام کی تعلیمی، سائنسی اور کلچرل تنظیم (یونیسکو) وجود میں آئی تھی۔ اس کا ممبر رہا ہے۔ بھارتی حکومت نے یونیسکو سے تعاون کے لئے 1949 میں ایک عبوری بھارتی قومی کمیشن قائم کیا تھا جس کو 1951 میں مستقل حیثیت دے دی گئی۔ کمیشن کی ساخت اور اس کے اصول وضوابط کا وقتاً فوقتاً جائزہ لیا جاتا ہے تاکہ یونیسکو کے پروگراموں کے سلسلے میں اس کو جو کام سونپے جاتے ہیں انہیں انجام دینے میں کمیشن کو مزید موثر بنایا جاسکے۔ آخری بار 1997 میں کمیشن کی نو تنظیم کی گئی تھی۔ کمیشن پانچ ذیلی کمیشنوں پر مشتمل ہے جس کے نام یہ ہیں تعلیم، قدرتی سائنس، سماجی سائنس، کلچر اور مواصلات

بھارتی قومی کمیشن کے اہم مقاصد میں امن وسلامتی کی برقراری میں تعاون، یونیسکو کی سرگرمیوں میں شامل ہوکر بنی نوع انسانی کی بہبود کے اقدام اور یونیسکو کے کاموں خصوصاً پروگرام وضع کرنے اور ان پر عملدرآمد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا شامل

ہے۔ انسانی وسائل کی ترقی کے وزیر اس کمیشن کے صدر اور محکمہ تعلیم کے سکریٹری اس کے سکریٹری جنرل ہیں۔ قومی کمشن کے سکریٹریٹ کا سربراہ سکریٹری ہے جو انسانی وسائل کی ترقی کی وزارت میں محکمہ تعلیم کا افسر ہے۔ انسانی وسائل کی ترقی کی وزارت سکریٹریٹ بھی فراہم کرتی ہے۔

کمیشن کی رکنیت دو طرح کی ہے ایک انفرادی دسری ادارہ جاتی اس وقت 50 انفرادی اور 50 ادارہ جاتی ممبر ہیں جن کو پانچوں ضمنی کمیشنوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ کمیشن کا انفرادی ممبروں کو نامزد کرتے ہیں ان ممبروں کا انتخاب ممتاز ماہرین تعلیم اور سائنسداں اور سماجی سائنس، ہیومنٹیز (Humanitics) کلچر اور مواصلات کے میدان میں نمایاں خدمات انجام دینے والی شخصیتوں میں سے کیا جاتا ہے ادارہ جاتی ممبر متعلقہ سرکاری محکموں اہم خود مختار اداروں قومی پیشہ ورانہ تنظیموں اور قومی غیر سرکاری اداروں سے لئے جاتے ہیں۔ انفرادی اور ادارہ جاتی ممبروں کی مدت عہدہ چار برس ہوتی ہے بشرطیکہ کمیشن تحلیل نہ کیا جائے۔ اس کی نو تشکیل نہ کی جائے یا کمیشن کی دوبارہ تشکیل سے قبل ان کی مدت میں اضافہ نہ کر دیا جائے۔

قومی کمیشن یونیسکو سے متعلق تمام امور میں قومی سطح پر مشاورتی اور رابطہ کی حیثیت سے کام کرتا ہے۔ یہ تعلیم سائنس کلچر اور مواصلات میں علاقائی اور دوطرفہ تعاون کو فروغ دینے کے لئے خطے کے قومی کمیشنوں اور یونیسکو سے مل کر کام کرتا ہے قومی کمیشن یونیسکو کو پن پروگرام، عوامی اطلاعات سرگرمیوں، یونیسکو کلب تحریک اور ملک میں یونیسکو کے اسکول پروجکٹ میں تال میل قائم رکھنے کا بھی کام کرتا ہے۔ اس کے علاوہ یونیسکو کی ماہانہ میگزین کوریر کے ہندی اور تامل اڈیشن کی اشاعت، ورکشاپ، سمینار اور قومی، علاقائی اور بین الاقوامی میٹنگوں میں شرکت کے لئے ماہرین کی نامزدگی، یونیسکو کی نوٹی فائی کی ہوئی جگہوں کے لئے امیدواروں کی نشاندہی اور سفارش ممبر ریاستوں کے یونیسکو فیلوز، کی سلف یونیورسٹیوں، اداروں اور لیباریٹریز میں تعیناتی، یونیسکو کے شرکت پروگرام کے تحت منظور کی جانے والی رقم کا انتظام کا بھی کام کرتا ہے۔ بھارتی قومی کمیشن لکچر سیریز کا آغاز 1997 کے دوران ہوا۔

کتابیں

نیشنل بک ٹرسٹ (این بی ٹی)

نیشنل بک ٹرسٹ ایک خود مختار ادارہ ہے جو 1957 میں قائم کیا گیا تھا ٹرسٹ کی اہم سرگرمیاں ہیں: (1) اشاعت (2) کتابوں اور ان کے مطالعات کی حوصلہ افزائی کرنا (3) غیر ممالک میں ہندوستان کتابوں کے لئے حوصلہ افزائی کرنا (4) ناشرین اور مصنفین کو امداد فراہم کرنا اور بچوں کے ادب کو فروغ دینا۔

مختلف سیریز کے تحت ہندی انگریزی اور 15 دوسری اہم بھارتی زبانوں میں کتابیں تیار کرتا ہے این بی ٹی ہر سال عالمی کتاب میلہ کا اہتمام کرتا ہے جو ایشیا اور افریقہ میں سب سے بڑا کتاب میلہ ہے۔ اگلا عالمی کتاب میلہ فروری 2002 میں منعقد کیا جائے گا۔ کتاب صنعت کی ترقی میں مدد دینے کی غرض سے نیشنل بک ٹرسٹ ہر سال 14 سے 20 نومبر تک ملک میں سیمینار اور ورکشاپ کا اہتمام کرتا ہے اتفاق سے اسی مدت کے دوران قومی کتاب ہفتہ کی تقریبات بھی ہوتی ہیں۔

2000-1999 میں نیشنل بک ٹرسٹ نے بریلی اور شلانگ میں کتابوں کی تقریبات، بھوپال اور چنڈی گڑھ میں قومی کتاب میلوں کا انعقاد کیا۔ ٹرسٹ نے 200 موبائل کتب اسٹال کا اہتمام کیا گیا۔ نیشنل بک ٹرسٹ نے بین الاقوامی کتاب میلوں میں شرکت کی اور منتخب کتابوں کو نمائش میں رکھنے کے انتظامات کئے۔ ٹرسٹ نے بولوگنا، بڈاپیسٹ، سڈنی، ہرارے، فرینک فرٹ اور کاٹھمانڈو کے کتاب میلوں میں ہندوستانی پبلشروں کی منتخب کتابوں کے لئے خصوصی نمائشوں کا اہتمام کیا۔

پہلی بار ٹرسٹ نے عالمی کتاب اور کاپی رائٹ ڈے 23 اپریل 1999 کو فیڈریشن آف انڈین پبلشر کے اشتراک سے منایا تھا۔

کتابوں کی برآمد اور درآمد پالیسی

موجودہ پالیسی کے تحت جس کا اعلان وزارت کامرس نے اپریل 1997 سے 31 مارچ 2002 تک کے لئے کیا ہے کوئی بھی فرد یا تنظیم اوپن جنرل لائنس کے تحت بچوں کی کتابوں سمیت جریدے، میگزین اور اخبارات کے علاوہ ہر قسم کی کتابیں درآمد کرنے کے لئے آزاد ہے۔

انٹرنیشنل اسٹینڈرڈ بک نمبرنگ سسٹم

بین لاقوامی اسٹینڈرڈ بک نمبرنگ نظام بین لاقوامی تجارتی علاقوں میں گھریلو اشاعتوں کی برآمد کو بڑھاوا دینے کی غرض سے 1985 میں رائج کیا گیا تھا۔ ISBN ایک بین الاقوامی نمبرنگ نظام ہے جس میں ہر ناشر کو ایک منفرد 10 اعداد کا ہندسہ تفویض کیا جاتا ہے۔

ISBN کے لئے راجہ رام موہن رائے نیشنل ایجنسی ہندوستانی ناشرین اور مصنفین کے لئے موزوں بلاک کا رجسٹریشن ہے اس نظام کے قیام کے بعد سے مئی 2000 تک 5228 چھوٹے اور بڑے ناشرین اور مصنفین اسکے ممبر بن چکے ہیں۔

کاپی رائٹ

کاپی رائٹ تحفظ انڈین کاپی رائٹ ایکٹ مجریہ 1957 کے تحت فراہم کیا جاتا ہے اس ایکٹ میں تکنالوجیکل ترقیوں کو دھیان میں رکھتے ہوئے 1994 میں تبدیلی کردی گئی تھی ترمیم شدہ ایکٹ کا نفاذ 10 مئی 1995 کو کیا گیا تھا۔ اس کے بعد اس میں مزید ترمیم کی گئی اور یہ 15 جنوری 2000 کو نافذ ہوگیا۔

کاپی رائٹ آفس کاپی رائٹ ایکٹ 1957 کی دفعہ 9 کے تحت جنوری 1958 میں قائم کیا گیا تھا تاکہ مختلف زمروں کے تحت کاموں کا کاپی رائٹ رجسٹر کرایا جاسکے۔ کاپی رائٹ ایکٹ کی دفعہ 9 کے تحت مرکزی حکومت کاپی رائٹ کا کاروبار کرنے کے لئے کاپی رائٹ سوسائٹیوں کو بھی رجسٹر کرتی ہے۔

کاپی رائٹ ایکٹ 1957 کی دفعہ 11 کے تحت بھارتی حکومت نے 4 جنوری 1996 سے کاپی رائٹ بورڈ کی نو تشکیل کردی ہے۔ کاپی رائٹ بورڈ نیم جوڈیشیل ادارہ ہے جو چیئرمین اور دس ممبروں پر مشتمل ہے۔ بورڈ کاپی رائٹ رجسٹریشن میں تبدیلی اور ترمیم سے متعلق معاملات اور کاپی رائٹ کے الاٹمنٹ اور لائسنسوں کی منظوری سے متعلق تنازعات کی سماعت کرتا ہے۔ بورڈ کی میٹنگیں ملک کے مختلف منطقوں میں ہوتی ہیں تاکہ تخلیق کاروں اور دانشورانہ املاک کے مالکان کو انصاف کی سہولت فراہم کی جاسکے۔

ہندستان دو اہم بین لاقوامی کنونشنوں مثلاً عالمی دانشورانہ املاک تنظیم کے زیر انتظام برن کنونشن فار دی پروٹکشن آف لٹریری اور آرٹسٹک ورکس (Berne Convention for the Protection Of Literary and Artistic Works) اور یونیسکو کے زیر اہتمام یونیورسل کاپی رائٹ کنونشن کا ممبر ہے۔ بھارت اقوام متحدہ کی دونوں نمائندہ تنظیموں عالمی دانشورانہ املاک آرگنائزیشن (ڈبلیو آئی پی او) اور یونیسکو کا بھی ممبر ہے۔ بھارت کے منظور شدہ کاپی رائٹ اور متعلقہ حقوق اب ذہنی سرمائے کے تجارتی پہلوؤں سے متعلق معاہدے کا ایک جزو بن گیا ہے۔

اسکالرشپ

محکمہ تعلیم اسکول اور اعلا تعلیم کی خاطر بھارتی طلبا کے لئے متعدد اسکالرشپ اور فیلوشپ پروگراموں کو رقوم فراہم کرتا ہے۔ ان میں میٹرک کے بعد کی تعلیم کے لئے قومی اسکالرشپ اسکیم: غیر ہندی والے علاقوں کے طلبا کو ہندی میں پڑھنے کی سہولت فراہم کرنے کے لئے اسکالرشپ اسکیم اور دیہی علاقوں کے ذہین بچوں کو سکنڈری تعلیم جاری رکھنے کا اہل بنانے کے لئے اسکالرشپ اسکیم شامل ہیں۔ یہ پروگرام ریاستی حکومتوں اور مرکزی علاقوں کے ذریعہ مکمل کئے جاتے ہیں۔

ثقافتی تبادلہ پروگرام، باہمی معاہدوں، دولت مشترکہ اسکالرشپ یا فیلوشپ منصوبہ، اور مختلف ملکوں سے موصول ایڈہاک اسکالرشپ کے ضوابط کے تحت جدید اور اعلا تعلیم کے حصول کے لئے اسکالرشپ دی جاتی ہے۔ ان میں بیشتر اسکالرشپ پوسٹ گریجویشن اور کسی بھی فیکلٹی میں اعلا تعلیم کے لئے دیئے جاتے ہیں۔ 2000-1999 کے دوران 78 امیدوار جرمنی، فرانس، آئرلینڈ، برطانیہ، جاپان، چین، اٹلی، کناڈا، بلجیم، میکسیکو، اسرائیل، چیک، نیدرلینڈ اور پولینڈ گئے۔

زبانوں کا فروغ

حکومت کلاسیکی، جدید اور قبائلی زبانوں سمیت تمام بھارتی زبانوں کی ترقی کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ زبانوں کے فروغ کی پالیسی میں سہ لسانی فارمولے کے تحت اساتذہ کو ٹریننگ دینے کے علاوہ یونیورسٹی سطح کی نصابی کتابیں تیار کرنے پر خاص زور دیا گیا ہے تاکہ انگریزی کے بجائے علاقائی زبانوں میں کام ہو سکے۔

ہندی

سہ لسانی فارمولے پر موثر عملدرآمد کے لئے غیر ہندی ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں سے تعاون اور ان کی مدد کرنے کی غرض سے ایک مرکزی اسکیم کے تحت ایسی ریاستوں اور مرکزی علاقوں میں ہندی تعلیم کی سہولیت کے لئے اسکولوں میں ہندی اساتذہ کے تقرر اور ہندی ٹیچرس ٹریننگ کالجوں کے قیام کے لئے مالی امداد دی جاتی ہے۔ رضاکار تنظیموں کو بھی امداد فراہم کی جاتی ہے۔ تاکہ وہ ہندی تعلیم اور اس کے پڑھانے کے طریقے پر ریسرچ کا اہتمام کریں اور دوسری تنظیموں کو ہندی کی کتابیں مہیا کرائیں۔ کیندریہ ہندی سنستھان آگرہ اور دہلی، میسور، حیدرآباد، گوہاٹی اور شیلانگ میں قائم اس کے دفاتر کے ذریعہ بھارتی حکومت غیر ہندی علاقوں کے طلبا کو ہندی پڑھانے کے طریقوں کو فروغ دینے اور ان کو زیادہ موثر بنانے کے اقدام بھی کرتی ہے۔ ''بیرون ملک ہندی پروپیگنڈہ اسکیم کے تحت سنستھان غیر ملکیوں کو ہندی پڑھانے کا مکمل کورس کا بھی اہتمام کرتا ہے۔ مرکزی ہندی نظامت کتابوں کی خریداری اور ان کی اشاعت سے متعلق پروگرام کا اہتمام کرتی ہے اور کتابوں کو غیر ہندی علاقوں اور بھارتی سفارت خانوں میں مفت تقسیم کراتی ہے۔ ہندی نظامت ہندی خریدے مثلاً یونیسکو دوت، بھاشا اور ساہتیہ مالا بھی شائع کرتی ہے۔ مرکزی ہندی نظامت انگریزی، تامل، ملایالم اور بنگالی زبانوں کے ذریعہ ہندی سکھانے کے لئے مراسلاتی کورسوں کی اسکیم پر بھی عملدرآمد کر رہی ہے۔

کمیشن برائے سائنسی اور تکنیکی اصطلاحات نئی دہلی سائنسی اور تکنیکی اصطلاحات کی ڈکشنریاں بھی مرتب کر کے انہیں شائع کراتا ہے۔ جن میں مختلف میدانوں اور پان۔ بھارتی اصطلاحات کی جامع تعریف اور وضاحت ہوتی ہے۔ کمیشن بنیادی سائنس، سماجی سائنس اور اپلائیڈ سائنس، زراعت اور انجینیر نگ کی یونیورسٹی سطح کی نصابی کتابوں اور دوسرے مضامین کی معہ معنی ہندی، انگریزی الفاظ کی فہرست بھی شائع کرتا ہے۔

جدید بھارتی زبانیں

جدید بھارتی زبانوں کی فروغ دینے کی غرض سے انسائیکلو پیڈیا، ڈکشنریاں اور معلوماتی کتابیں شائع کرنے۔ لسانی، ادبی، سماجی اور ثقافتی موضوعات پر مضامین اور قدیم مخطوطوں پر تبصرے لکھنے کے لئے رضاکار تنظیموں کو اور انفرادی طور پر بھی مالی امداد دی جاتی ہے۔ ادبی کانفرنس، سیمینار منعقد کرنے قلیل مدتی مطالعات اور شائع ہونے والی کتابوں کی جلدوں کی خریداری کیلئے بھی امداد دی جاتی ہے۔ یونیورسٹی سطح کی کتابوں کو علاقائی زبانوں میں تیار کرنے کے لئے ریاستی حکومتوں کو خصوصی امداد دی جاتی ہے۔ قومی کونسل برائے فروغ اردو اپریل 1996 سے اردو، فارسی اور عربی کے فروغ کے لئے ایک خودمختار ادارے کی حیثیت سے کام کر رہا ہے کونسل نے اقلیتوں کی تعلیم کے سلسلے میں کافی کام کیا ہے اور ماضی میں بند ہوئی میگزینوں کی اشاعت پھر سے شروع کی ہے۔ کونسل نے (NCPUL) نے انفارمیشن ٹکنالوجی کو اردو زبان میں منتقل کر کے، ایک اہم اور نمایاں کام کیا ہے۔ کونسل CDAC پونے کے اشتراک سے اردو کے لئے جدید سافٹ ویر کو بھی فروغ دے رہی ہے جو انٹرنیٹ کے لئے قابل قبول ہوگا۔ کونسل۔ 54 کمپیوٹرائزڈ کیلیگرافی تربیتی مراکز قائم کئے ہیں۔ جن میں یک سالہ ڈپلوما ان کمپیوٹر اپلیکیشن اینڈ ملٹی لنگیول DTP (اردو، ہندی اور انگریزی) کورس کرایا جاتا ہے۔

یو این آئی اردو خدمات ملک بھر میں فراہم کردی گئی ہے۔ کونسل ان خدمات کی نگرانی کر رہی ہے اور اردو روزناموں کو خدمات فیس کا 50 فی صد امداد بھی فراہم کرتا ہے۔

حکومت نے سندھی زبان کی ترقی کے لئے قومی کونسل قائم کی ہے۔ یہ سندھی زبان کے فروغ کی ایک خودمختار تنظیم ہے جس کو حکومت پوری امداد دیتی ہے۔ اس کونسل کا ہیڈ کوارٹر گجرات بڑودہ میں ہے۔

کشمیری زبان کے فروغ کے لئے قومی کونسل برائے فروغ اردو اور قومی کونسل برائے فروغ سندھی کے طرز پر قومی کونسل برائے فروغ کشمیری کی تشکیل کے لئے رواں مالی سال میں تجویز پیش کی ہے اور جس کو اصولی طور پر پلاننگ کمیشن نے منظوری بھی دے دی ہے۔ حکومت مادری زبان کے علاوہ دوسری زبانیں سیکھنے کی بھی سہولتیں فراہم کرتی ہے۔ اس کے لئے میسور میں قائم بھارتی زبانوں کا مرکزی انسٹی ٹیوٹ زبان کے تجزیے، زبان کی پڑھائی، زبان کی تکنالوجی اور زبان کے استعمال کے میدانوں میں ریسرچ بھی کراتا رہتا ہے۔ یہ ادارہ تین اسکیمیں چلا رہا ہے (1) قبائلی زبانوں کے ساتھ ساتھ دیگر ہندوستانی زبانوں کا فروغ (2) سہ لسانی فارمولہ نافذ کرنا (3) قبائلی زبانوں کے ساتھ ساتھ ہندوستانی زبانوں (ہندی، اردو، سندھی، سنسکرت، اور انگریزی کو چھوڑ کر) میں کتابوں کی اشاعت کے لئے مالی امداد فراہم کرنا۔ بھونیشور، میسور، پٹیالہ، پونے، سولون اور لکھنؤ میں علاقائی زبانوں کے چھ مراکز اور شمالی مشرقی خطے میں قبائلی زبانوں کو ترقی دینے کی غرض سے گوہاٹی میں بھی ایک مرکز قائم کیا ہے۔ جو یہ ادارہ اکیڈمک سیشن 2001-2000 سے ٹیچروں کو نیپالی اور منی پوری کی ٹریننگ دے گا۔

اس کے علاوہ مرکزی حکومت نے ایک اسکیم کو اسپانسر کیا ہے جس کے تحت 'ریاستوں ر مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں اردو ٹیچروں کی تقرری اور اردو پڑھانے کے لئے اعزازیہ (اعزازی تنخواہ) کی منظوری 22 اپریل 1999 سے شروع کی ہے۔ یہ اسکیم ان بلاکوں راضلاع میں لاگو کی جاتی ہے۔ جہاں خاص طور پر تعلیمی طور پر پسماندہ اقلیتوں کے علاقے کی نشاندہی سوشل جسٹس اور امپاورمنٹ کی وزارت نے کی ہے۔

انگریزی اور دوسری غیر ملکی زبانیں

حیدرآباد میں واقع انگریزی اور دیگر غیر ملکی زبانوں کے لئے ادارہ مکمل مالی وسائل کے ساتھ ایک خودمختار تنظیم ہے۔ اس کے

کاموں میں دیگر باتوں کے علاوہ اسکولی ٹیچروں کے لئے تربیتی پروگرام چلانا، تدریسی مواد کو فروغ دینا، انگریزی زبان کے تدریسی ادارے کی اسکیم کا نفاذ اور اس پر نگرانی رکھنا اور انگریزی زبان میں کتابیں شائع کرنے اور خریدنے کے لئے مالی امداد مہیا کرنا اور سیمینار، کانفرنس ورکشاپ وغیرہ کا اہتمام کرنا اور انگریزی کی تعلیم وتربیت کے معیار میں حقیقی اصلاح کرنا شامل ہے۔ اس تنظیم نے دی نیشنل انگلش لینگویج ٹسٹنگ سروس، نام کی خدمات شروع کی ہے جس کا مقصد مخصوص اکیڈمک مقاصد کے لئے مختلف سطحوں پر انگریزی میں قابل اعتماد امتحانات کو فروغ دینا ہے۔ یہ عوام کو اور نجی سیکٹر کی تنظیموں کو مشاورتی خدمات بھی فراہم کریگا۔ پہلا ٹیسٹ 19 نومبر 2000 کو ملک بھر کے مختلف مراکز پر منعقد کیا جاتا تھا۔

سنسکرت اور دوسری کلاسیکی زبانیں

سنسکرت اور دوسری کلاسیکی زبانوں کو مقبول بنانے اور ان کی ترقی کے لئے بھی کئی اسکیمیں شروع کی گئی ہیں جن میں ریاستی حکومتوں اور رضا کار تنظیموں کو آدرش سنسکرت مہاودیالیوں کے قیام، سبکدوش اسکالروں مثلاً شاستری چوڑامنی پنڈت جیسے اعزاز سے نواز کر ترغیبات دینے، معاصر ادیبوں کی تخلیقات کی اشاعت، نادر مخطوطات اور مخطوطات کی حروف تہجی کے اعتبار سے تدوین اور اشاعت، نایاب سنسکرت کتابوں کی دوبارہ اشاعت، سنسکرت پاٹھ شالاؤں کے فارغین کو پیشہ وارانہ تربیت، عربی، فارسی اور سنسکرت کے ممتاز اسکالروں کو قومی ایوارڈ، اور سنسکرت ڈکشنریوں کی تیاری اور اشاعت کے لئے مالی امداد کی اسکیمیں شامل ہیں۔

سنسکرت کی رجسٹرڈ رضا کار تنظیموں کو، جو سنسکرت کی ترویج اور اس کی ترقی کے لئے سرگرم ہیں۔ ٹیچروں کی تنخواہوں، طلبا کو سکالرشپ، عمارت کی مرمت اور تعمیر، لائبریری کی کتابوں اور ریسرچ پروجیکٹ وغیرہ کیلئے منظور شدہ اخراجات کی 75 فیصد رقم امداد کے طور پر دی جاتی ہے۔ اس اسکیم سے ہر سال عربی اور فارسی کی ترویج و اشاعت کا بندوبست کرنے لگ بھگ 950 رضا کار تنظیمیں مستفید ہوتی ہیں۔ جن اداروں کی ترقی کے زیادہ مخصوص امکانات ہوتے ہیں ان کو آدرش سنسکرت مہاودیالیوں اور شودھ سنستھاتوں کی اسکیم کے تحت کرایا جاتا ہے۔ اب تک 19 پوسٹ گریجویٹ سنسکرت مہاودیالیوں اور ایک ریسرچ ادارے کو اس اسکیم کے تحت لایا گیا ہے۔ سنسکرت سیکھنے والے طلبا کی حوصلہ افزائی کے لئے رضا کار تنظیم اسکیم کے تحت 300 روپے ماہانہ کا اسکالرشپ دیا جاتا ہے۔

محکمہ تعلیم مہارشی سندیپنی راشٹریہ ویدودیا پرتشٹھان کے ذریعہ کل ہند ویدک کونشن کا اہتمام کرتا ہے جس میں ملک بھر سے ویدوں کی مختلف شاکھاؤں کے اسکالروں کو شرکت کی دعوت دی جاتی ہے تاکہ نادر وید شاکھاؤں اور ان کے ذخائر کی نشاندہی کر کے ان کو زبانی یاد کرنے کی قدیم روایت کو برقرار رکھنے کے طریقہ کار پر غور کیا جا سکے۔ منتروں اور اشلوکوں کو زبانی یاد کرنے کی قدیم روایت کو محفوظ رکھنے کی خصوصی مہم کے طور پر ایک اسکیم شروع کی گئی ہے جس کے تحت ہر سوادھیائے کو 12 برس سے کم عمر کے کم از کم دو بچوں کو کسی خاص وید شاکھا میں تربیت دے گا۔ اسکالر کو 3000 روپے کی ایک آنوریریم اور طالب علم کو 300 روپے کی ماہانہ اسکالرشپ دی جاتی ہے۔ فی الوقت ایسی 136 اکائیاں کام کررہی ہیں۔ محکمہ تعلیم راشٹریہ سنسکرت سنتھان کے ذریعہ ہر سال کل ہند تقریری مقابلے کا بھی اہتمام کرتا ہے۔ یہ مقابلہ روایتی خطوط کے اداروں کے طلبا کو فی البدیہہ تقریر کرنے کی مشق کے طور پر کرائے جاتے ہیں۔ اس مقابلے میں ہر ریاست سے ایک ٹیم کو جو آٹھ امیدواروں پر مشتمل ہوتی ہے مدعو کیا جاتا ہے۔

مہارشی سندیپنی راشٹریہ ویدودیا پرتشٹھان ویدک تعلیم کے تمام پہلوؤں کو محفوظ رکھنے اور فروغ دینے کے خیال سے 1987 میں قائم کیا گیا تھا۔ 97-1996 کے دوران پرتشٹھان نے مختلف موضوعات پر چھ ریجنل وید سمیلن، سیمینار اور ورکشاپ کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ بزرگ پنڈتوں وید پڑھانے والے اداروں کو مالی امداد اور وید کے طلبا کو وظائف دینا۔ عوام کے لئے وید کی کلاسیں چلانا، وید پاٹھ کے ٹیپ تیار کرنا وغیرہ شامل ہے۔

سنسکرت، عربی اور فارسی کے ممتاز اسکالروں کو توصیفی سند اور نقد رقم دینے کی اسکیم 1958 میں شروع کی گئی تھی۔ 1996 میں اس اسکیم میں پالی اور پراکرت کے اسکالروں کو بھی شامل کر لیا گیا۔ یہ ایوارڈ ہر سال یوم آزادی پر دیا جاتا ہے۔ اب تک مجموعی طور پر 22 اسکالروں کو ایوارڈ دیئے جا چکے ہیں جن میں 15 سنسکرت، ایک پالی یا پراکرت اور تین تین عربی اور فارسی کے اسکالر شامل ہیں۔ صدر جمہوریہ ہر اسکالر کو 50 ہزار روپے سالانہ تاحیات کی امداد ایک سند اور شال پیش کرتے ہیں۔

راشٹریہ سنسکرت سنستھان محکمہ تعلیم کے تحت ایک خودمختار ادارہ ہے اور اس کا صدر دفتر دہلی میں ہے۔ یہ ادارہ جموں، الہ آباد، گرودیور، یوپی، جے پور، لکھنؤ اور سری نگر میں قائم آٹھ کیندریہ سنسکرت ودیا پیٹھ اس کا تعلیمی اور انتظامی کنٹرول اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے جہاں روایتی شاستروں میں سنسکرت کی تعلیم دی جاتی ہے اور مختلف میدانوں میں ریسرچ کی سرگرمیاں جاری رہتی ہیں۔ سنستھان پرتھما سے ودیا وارِدھی (پی۔ ایچ۔ ڈی) اور واچسپتی (ڈی۔ لٹ) تک کے امتحان منعقد کرتا ہے۔ اس کے اپنے ودیا پیٹھوں کے علاوہ ملک بھر کے 50 سے زیادہ ادارے اس سے منسلک ہیں۔

مرکز کی کفالت میں سنسکرت کے فروغ کی اسکیم کے تحت ریاستی حکومتیں رمرکز کے زیر انتظام علاقوں کی صدفی صد امداد مہیا کی جاتی ہے۔ اس امداد سے (1) معاشی پریشانیوں کا سامنا کر رہے ضرورت مند عالموں کو 1,000 روپے سالانہ مالی تعاون دیا جاتا ہے۔ (2) روایتی سنسکرت پاٹھ شالاؤں میں جدید مضامین پڑھانے والے اساتذہ کو مقرر کیا جاتا ہے (3) ہائی اسکول اور رانٹر میڈیٹ اسکولوں میں سنسکرت کی تعلیم کا بھی اہتمام بھی کیا جاتا ہے (4) سنسکرت کی ترویج و اشاعت کے لئے ریاستی حکومتوں کی اسکیموں کے لئے مالی امداد فراہم کی جاتی ہے (5) یونیورسٹی سطح کے سنسکرت اداروں، غیر سرکاری تنظیموں وغیرہ سے حاصل اور ریاستی حکومتوں کے ذریعہ توثیق شدہ ریسرچ اور ریسرچ پروجکٹوں کے رقم مہیا کرائی جاتی ہے اور (6) اسکولوں، سنسکرت ڈگری سنستھانوں، یونیورسٹیوں کے مساوی اداروں، سی۔ بی۔ ایس۔ ای/این۔ سی۔ ای۔ آر۔ ٹی/ایس۔ سی۔ ای۔ آر۔ ٹی کو مالی امداد فراہم کی جاتی ہے۔

مدرسہ تعلیم کی جدید کاری کے لئے 94-1993 میں شروع کی گئی اسکیم کے تحت 2000-1999 میں 1,187 مدرسوں کو 461 لاکھ روپے امداد دی گئی تھی۔

6۔ ثقافتی سرگرمیاں

وزارت سیاحت و ثقافت میں محکمہ ثقافت آرٹ اور کلچر کے تحفظ، فروغ اور اس کو وسعت دینے میں اہم رول ادا کرتا ہے۔ اس محکمہ کا مقصد اس طریقہ کار کو بھی فروغ دیتا ہے جس سے عوام میں بنیادی کلچر اور جمالیاتی قدریں سرگرم اور متحرک رہتی ہیں یہ محکمہ عصری تخلیقیت کے اظہار کے طریقوں کو آگے بڑھانے، ان کی حوصلہ افزائی کرنے اور محفوظ رکھنے کے پروگراموں کا بھی اہتمام کرتا ہے۔ یہ محکمہ اہم واقعات کی یاد منانے اور عظیم شخصیتوں کی صد سالہ تقریبات کے اہتمام میں بھی نمایاں رول ادا کرتا ہے۔

ویزول (VISUAL) آرٹس

للت کلا اکیڈمی

حکومت نے بھارتی آرٹ کی اندرون ملک اور بیرونی ملکوں میں ترویج اور ترقی کے لئے 1954 میں نئی دہلی میں للت کلا اکیڈمی نیشنل اکیڈمی آف فائین آرٹس) قائم کی تھی۔ اس کی سرگرمیوں کو لامرکزی بنانے کی غرض سے اکیڈمی نے راشٹریہ للت کلا کیندر کے نام سے لکھنؤ، کلکتہ، چنئی، اور بھوبنیشور میں ریجنل سنٹر اور ممبئی میں ایک چھوٹا دفتر قائم کیا ہے اکیڈمی نے موضع گڑھی نئی دہلی میں کیمونٹی آرٹسٹ اسٹوڈیو کامپلکس بھی قائم کیا ہے جہاں پینٹنگ، مجسمہ سازی، پرنٹ اور مٹی کے برتن بنانے کے لئے ورکشاپ کی سہولتیں دستیاب ہیں۔

اکیڈمی جب سے وجود میں آئی ہے تب سے عصری بھارتی آرٹ کی قومی نمائشوں کا اہتمام کرتی ہے جس میں پچیس پچیس ہزار روپے کے دس قومی ایوارڈ دیئے جاتے ہیں بھارت کے ممتاز آرٹسٹوں کے تصورات پر مبنی تین یا چار خصوصی نمائشوں کا بھی ہر سال اہتمام کیا جاتا ہے۔ اکیڈمی ہر تیسرے سال ٹرائنیل انڈیا نمائش (Triennale India) کا بھی اہتمام کرتی ہے جو دنیا کے اس حصے میں عصری آرٹ کی انتہائی اہم نمائشوں میں شمار ہوتی ہے۔ اکیڈمی راشٹریہ کلا میلہ کا بھی اہتمام کرتی ہے جہاں ملک بھر کے آرٹسٹ اپنی تخلیقات پیش کرتے ہیں۔

اکیڈمی ہر سال ممتاز آرٹسٹوں کو اکیڈمی کا فیلو منتخب کر کے انہیں اعزاز دیتی ہے بھارتی آرٹ کی باہری ملکوں میں ترویج کے لئے اکیڈمی پابندی کے ساتھ دو سالہ یا تین سالہ غیر ملکی نمائشوں میں پابندی سے شرکت کرتی ہے اور خود بھی دوسرے ملکوں کے فن پاروں کی نمائش کا اہتمام کرتی ہے بیرونی ملکوں کے فنکاروں کے ساتھ روابط کو مضبوط بنانے کی غرض سے اکیڈمی بھارتی حکومت کے مختلف ثقافتی تبادلہ پروگراموں اور معاہدوں کے تحت دوسرے ملکوں سے فنکاروں کے تبادلہ بھی کرتی ہے۔

للت کلا اکیڈمی آرٹ اداروں اور ایسوسی ایشنوں کو تسلیم شدہ حیثیت عطا کرتی ہے اور ان اداروں اور ریاستی اکیڈمیوں کو ہر سال مالی امداد دیتی ہے۔ یہ اپنے ریجنل مراکز کے مستحق نوجوان آرٹسٹوں کو اسکالرشپ بھی دیتی ہے۔ یہ اپنے اشاعتی پروگرام کے تحت ہندی اور انگریزی میں بھارتی معاصر آرٹسٹوں کے فن پاروں اور ممتاز مصنفوں اور آرٹ کے ناقدین کی عصری، روایتی

،لوک اور قبائلی آرٹس پر لکھی کتابوں پر مونو گراف شائع کرتی ہے۔ اکاڈمی ششماہی آرٹ جریدے للت کلا کنٹمپریری اور للت کلا ایشینٹ (انگریزی) اور سمکالین کلا (ہندی) شائع کرتی ہے۔ اس کے علاوہ اکیڈمی وقتاً فوقتاً بڑی سائز کی رنگ برنگی عصری پینٹنگس وغیرہ بھی شائع کرتی ہے اکیڈمی نے ریسرچ اور ڈاکومنٹیشن کا ایک مستقل پروگرام شروع کیا ہے۔ اسکالروں کو عصری ،لوک، قبائلی اور روایتی آرٹ میں پروجیکٹ کے لئے بھی مالی امداد فراہم کرتی ہے۔

میوزیم میں 10 ہزار سے زیادہ کتابوں سے آراستہ ایک بہت بڑی لائبریری ہے۔ یہاں ملکی۔ غیر ملکی 125 رسائل پابندی سے آتے ہیں۔ لائبریری میں سامعین ربصری (آڈیو ویژول) اکائی اور ملٹی میڈیا سی ڈی روم (CDROM) اور ایڈیٹنگ کی سہولت کے ساتھ کمپیوٹرسیکشن بھی ہے۔ اکیڈمی ایک Website (ویب سائٹ) کا بھی اہتمام کرتا ہے۔

پرفارمنگ آرٹس

موسیقی

کلاسیکی موسیقی کے دو خاص اسکول بھارتی اور کرناٹک زبانی تعلیم کے رواج کے ذریعہ ابھی قائم ہیں موسیقی کی تعلیم اساتذہ اپنے شاگردوں کو زبانی تربیت کے ذریعہ دیتے ہیں۔ اس روایت کے نتیجے کے طور پر، گھرانوں اور سمپر دایوں، کی شکل میں خاندانی روایتیں بنی ہوئی ہیں۔

رقص

بھارت میں رقص کی ایک قدیم روایت ہے جو دو ہزار سال سے بدستور قائم ہے۔ اس کے موضوعات دیو مالائی قصے کہانیوں اور کلاسیکی ادب سے اخذ کئے جاتے ہیں۔ رقص کی دو خاص قسمیں ہیں کلاسیکی رقص اور لوک رقص۔ کلاسیکی رقص کے طریقے قدیم رقص ڈسپلن پر مبنی ہیں اور آج بھی انہی طریقوں پر عمل کیا جاتا ہے ان میں بھارت ناٹیم، کتھاکلی، کتھک، منی پوری، کچی پڈی اور اوڈیسی اہم ہیں۔ اگرچہ بھارت ناٹیم کی جڑیں تامل ناڈو میں ہیں تاہم اس نے اب کل ہند شکل اختیار کر لی ہے۔ کتھاکلی کیرالا کا مخصوص رقص ہے۔ کتھک کلاسیکی رقص ہے لیکن بھارتی کلچر پر مغلوں کے اثرات کے نتیجے میں اس کو بڑا عروج ملا۔ منی پور نے رقص کی موسیقی ریز طرز ایجاد کی ہے جس کو منی پوری کہا جاتا ہے۔ جب کہ کچی پڈی رقص کی جڑیں آندھرا پردیش میں ہیں۔ اڑیسہ کا رقص اوڈیسی جو پہلے مندر میں رقص کہا جاتا ہے۔ اب ملک بھر کے رقاص اس کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ لوک اور قبائلی رقصوں کے متعدد طریقے ہیں۔

کلاسیکی اور لوک دونوں رقصوں کی موجودہ مقبولیت سنگیت ناٹک اکیڈمی، دوسرے تربیتی اداروں اور کلچرل تنظیموں کی مرہون منت ہے۔ اکیڈمی کلچرل تنظیموں کو مالی امداد اور رقص و موسیقی کے مختلف طریقوں کو فروغ دینے کے لئے اسکالروں، رقاصوں اور ٹیچروں کو فیلوشپ ایوارڈ کرتی ہے۔ کبھی کبھار یا شاذ روایتی طریقوں کی طرف خاص توجہ دی جارہی ہے۔

تھیٹر

بھارت میں تھیٹر اتنا ہی قدیم ہے جتنا کہ رقص اور موسیقی۔ کلاسیکی تھیٹروں کا وجود اب صرف چند جگہوں پر ہے۔ لوک تھیٹر اپنی علاقائی خصوصیت کے ساتھ ہر خطے میں موجود ہیں۔ ملک میں کچھ پیشہ وارانہ تھیٹر بھی ہیں جو خاص طور پر شہروں میں ہیں۔ اس

کے علاوہ بھارت میں کٹھ پتلی تھیٹر کی بھی قدیم روایت ہے۔ جن میں چھڑی والی کٹھپتلیاں اور چمڑے والی کٹھپتلیاں شامل ہیں۔ ملک میں نیم پیشہ وارانہ اور غیر پیشہ وارانہ تھیٹر گروپ بھی ہیں جو انگریزی اور بھارتی زبانوں میں ڈرامے کرتے ہیں۔

سنگیت ناٹک اکیڈمی

سنگیت ناٹک اکاڈمی ریاستوں اور رضا کارانہ تنظیموں کے اشتراک سے 1953 میں قائم کی گئی تھی جس کا مقصد موسیقی، رقص اور ڈرامہ کو فروغ دینا تھا۔ باصلاحیت فنکاروں سے ذریعہ مفت مظاہروں کا اہتمام کر کے اکاڈمی موسیقی رقص اور ڈرامہ میں عوام کی دلچسپی بڑھانے اور بھارتی رقص وموسیقی اور ڈرامہ کے مشترکہ فوائد کے لئے خیال اور تکنیک کے تبادلے پر زور دیتی ہے۔

سنگیت ناٹک اکیڈمی دو تربیتی ادارے چلا رہی ہے۔ دہلی میں کتھک کیندر اور امپھال میں جواہر لال نہرو منی پوری ڈانس اکیڈمی، کتھک کیندر کتھک رقص اور موسیقی کی تربیت دیتا ہے۔ جب کہ جواہر لال نہرو منی پور ڈانس اکیڈمی منی پور رقص اور متعلقہ آرٹس کی تربیت دیتی ہے۔ دلی میں رچ میں واقع رویندر رنگ شالہ اکیڈمی کی تیسری یونٹ ان دونوں اداروں کا انتظام اور دیکھ بھال اکیڈمی کے ایکزیکیٹو بورڈ کے ہاتھوں میں ہے۔ بورڈ کی مدد کے لئے دونوں اداروں کی مشاورتی کمیٹیاں بنادی گئی ہے۔

اکیڈمی اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے میور گنج کی چھوؤ ڈانس طرز اور کیرل کی سیرائی کلی اور کوڈیا ہم طرز میں تربیتی پروگرام میں مدد کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ اکیڈمی متعدد اسکیمیں بھی چلا رہی ہے جن میں تھیٹر ڈائرکٹروں اور روایتی پرفارمنگ آرٹس کے فروغ اور تحفظ میں ریاستی ثقافتی تبادلہ پروگرام، غیر ممالک سے ثقافتی تبادلہ پروگرام اور ان فنون کی بقا کے لئے جن کے ناپید ہو جانے کا خطرہ ہے مالی امداد کی فراہمی شامل ہے۔ اکیڈمی رقص موسیقی ڈرامہ کے میدانوں میں فنکاروں کو سالانہ اعزاز دیتی ہے اور فسیٹول، سیمینار اور ورکشاپ وغیرہ کا اہتمام کرتی ہے۔

نیشنل اسکول آف ڈرامہ

نیشنل اسکول آف ڈرامہ (N.S.D) دنیا بھر میں تھیٹر ٹریننگ کے اداروں میں صف اول کا اور بھارت میں اپنی نوعیت کا واحد ادارہ ہے۔ اسے سنگیت ناٹک اکیڈمی نے 1959 میں قائم کیا تھا۔ 1975 میں یہ خودمختار ادارہ بن گیا جس کی تمام تر مالی ضروریات محکمہ ثقافت پوری کرتا ہے۔ N.S.D کا مقصد تھیٹر کی تاریخ، پیداواری، سائنس، منظر، ڈیزائن، لباس ڈیزائن۔ روشنی کا انتظام اور میک اپ بشمول سبھی پہلوؤں کے بارے میں طلبا کی تربیت کرنا ہے۔

این ایس ڈی نے اداکاروں، ہدایت کاروں، اسکرپٹ لکھنے والوں، ڈیزائن تیار کرنے والوں تکنیکی اور تعلیمی ماہرین کی ایک کہکشاں تیار کردی ہے جو نہ صرف تھیٹروں بلکہ فلم اور ٹی وی میں بھی کام کرتے ہیں۔ اس ادارے نے قومی اور بین الاقوامی سطح پر کئی ایوارڈ بھی جیتے ہیں۔ اسکول میں مربوط اور منصوبہ بند نصاب کی بنیاد پر ٹریننگ دی جاتی ہے۔ سنسکرت ڈرامہ، جدید بھارتی ڈرامہ، روایتی بھارتی تھیٹر، ایشیائی ڈرامہ اور مغربی ڈرامہ کی باضابطہ تعلیم اور پریکٹیکل ٹریننگ کے تجربات طلبا کو تھیٹر کے آرٹ میں ایک ٹھوس بنیاد اور وسیع منظر نامہ پیش کرتے ہیں۔ بھارت کے روایتی تھیٹروں اور جدید تھیٹروں میں ربط پیدا کرنے کی غرض سے اسکول طلبا کو تربیت دینے کے لئے ماہرین کی خدمات حاصل کرتا ہے اور روایتی تھیٹر میں تربیت کے لئے طلبا کو ریجنل مراکز میں بھیجتا ہے۔ اسکول کے تربیتی مراکز میں بھارت اور بیرون ملک کے انتہائی باصلاحیت طلبا زیر تربیت ہیں۔ اسکول کی ایک ریپرٹوری کمپنی اور تھیٹر ان ایجوکیشن کمپنی اور ایک ریجنل وسائل اور ریسرچ سنٹر بنگلور میں ہے۔ نیشنل اسکول آف ڈرامہ کے توسیعی پروگرام کے تحت ملک کے ہر خطے میں اس کی سرگرمیوں کو پھیلانا ہے۔ اسکول کی تعلیمی و تربیتی سرگرمیوں میں تحقیق اور اشاعت کا پروگرام بھی شامل کر دیا گیا ہے۔ دلی میں اسکول کی ڈراموں کے لئے تیار ذخائر والی ایک ڈرامہ کمپنی کے اور تعلیم ساتھ تھیٹر کو

جوڑنے کے لئے سنکار رنگ ٹولی، نام کی ڈرامہ کمپنی ہے۔سنسکار رنگ ٹولی بچوں کے لئے ڈراموں کے انعقاد کے ساتھ ساتھ بچوں اور اساتذہ کے لئے ورکشاپ کا اہتمام کرتی ہے اور یہ اسکول ڈرامہ آرٹ سے متعلق 3 سال کا ڈپلومہ بھی دیتا ہے۔اس اسکول نے مارچ اپریل 1999 اور مارچ اپریل 2000 میں پہلا اور دوسرا قومی تھیٹر تقریبات کا اہتمام کیا تھا۔

ادبی آرٹ

قدیم اور عہد وسطی کے بھارتی ادب کی دوبارہ دریافت اور انگریزی نیز اہم بھارتی زبانوں کے جدید ادب کی ترقی سے بھارت کی موجودہ ادبی سرگرمیوں کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔جدید بھارتی ادب کے فروغ میں ادبی ماہناموں، جریدوں، ادبی تنظیموں اور آل انڈیا ریڈیو نے اہم رول ادا کیا ہے۔

ساہتیہ اکیڈمی

ساہتیہ اکیڈمی ادب کی بھارتی اکیڈمی ہے جس کا مقصد اشاعتوں، تراجم، سیمیناروں، ورکشاپوں، ثقافتی تبادلہ پروگراموں اور ادبی تقریبات کے توسط سے بھارتی ادب کے مقصد کو فروغ دینا ہے۔ 1954 میں قائم ہونے والی ساہتیہ اکیڈمی ایک خودمختار ادارہ ہے۔جس کے تمام مصارف محکمہ ثقافت برداشت کرتا ہے۔اس کا 1956 میں سوسائٹی کی حیثیت سے رجسٹریشن کرادیا گیا تھا۔ساہتیہ اکیڈمی کا ایک تحریری آئین ہے جو اس کے مختلف پروگراموں کے انعقاد میں رہنمائی کرتا ہے۔اکیڈمی سے 22 زبانوں کو تسلیم کیا ہے۔اس کا ایک مشاورتی بورڈ ہے جو ان زبانوں کے دس دس ممبروں پر مشتمل ہے۔بورڈ متعلقہ زبانوں میں مختلف تقریبات اور اشاعتوں کے بارے میں مشورے دیتا ہے۔اکیڈمی کے چار ریجنل بورڈ میں جو شمالی جنوب مشرق اور مغرب کی زبانوں کے درمیان باہمی روابط کو فروغ دیتے ہیں۔نئی دہلی میں اس کے صدر دفتر کے علاوہ کلکتہ، ممبئی، بنگلور اور چنئی میں اس کے دفاتر ہیں۔بنگلور، دلی، ممبئی اور شانتی نکیتن میں چار ترجمہ کے مراکز ہیں۔اس کے علاوہ زبانی اور قبائلی ادب کی حوصلہ افزائی کے لئے بڑودہ میں ایک پروجیکٹ آفس اور ایک ہندوستانی ادب آرکائیوز بھی ہے۔اکیڈمی کی ایک لائبریری بھی ہے۔جس میں مختلف زبانوں کی دو لاکھ سے زائد کتابیں ہیں۔

اکیڈمی ممتاز مصنفین کی تخلیقی خدمات کے اعتراف میں ان کو 22 ایوارڈ، ترجموں میں 22 انعامات، ادب میں نمایاں خدمات کے لئے فیلوشپ، غیر تسلیم شدہ زبانوں کے فروغ کے لئے بھاشا سمان، جنوب ایشیائی اسکالروں کو آنند کمار سوامی فیلوشپ اور بھارتی ادب میں نمایاں کام کرنے والے غیر ملکی اسکالروں کو اعزازی فیلوشپ دیتی ہے۔اکیڈمی 22 زبانوں میں کتابیں شائع کرتی ہے جن میں ایوارڈ جیتنے والی کتابوں کے تراجم، بھارتی ادب کی عظیم شخصیتوں کے خاکے، ادب کی تاریخ، بھارتی اور بیرونی شاہکاروں کے ترجمے، سوانح عمری، ترجموں کے رجسٹر، بھارتی ادیبوں کے بارے میں معلومات اور بھارتی ادب کی انسائیکلوپیڈیا بھی شامل ہے۔اکیڈمی نے اب تک مختلف زبانوں میں تین ہزار کتابیں شائع کی ہیں۔اکیڈمی تین جریدے بھارتی ادب (پندرہ روزہ انگریزی میں) سمکالین بھارتیہ ساہتیہ (پندرہ روزہ ہندی میں) سنسکرت پرتبھا (چھ ماہی سنسکرت میں) شائع کرتی ہے اکیڈمی پابندی سے ترجمہ کا ورکشاپ بھی منعقد کرتی ہے۔

ساہتیہ اکیڈمی ادب، ادب کی تاریخ اور جمالیات کے مختلف موضوعات پر ہر سال تقریباً 30 ریجنل، قومی اور بین الاقوامی سیمینار کرتی ہے۔اس کے علاوہ اکیڈمی دوسرے پروگرام مثلاً مصنف سے ملئے۔کوی سندھی، کتھا سندھی، اسمتیا ملاقات، آدمی اور کتابیں، دی منی وائس، اوشکار، انترال، تھرو مائی ونڈو، اور لٹریری فورم کا بھی اہتمام کرتی ہے۔اکادمی پابندی سے ترجمہ ورکشاپ چلاتی ہے۔

اکیڈمی ہر سال فروری میں ایک ہفتے کے فیسٹول کا بھی اہتمام کرتی ہے۔اس کے پاس کئی خصوصی پروجیکٹ ہیں مثلاً قدیم ہندستانی ادب،عہد وسطی کا ہندستانی ادب اور جدید بھارتی ادب تینوں پروجیکٹوں کے بہترین بھارتی مضامین دس جلدوں پر مشتمل ہیں۔ اکیڈمی نے قبائلی ادب کے تراجم اور اشاعت کا ایک پروجیکٹ بھی شروع کیا ہے۔جس کا ہیڈ کوارٹر وڈوڈرا میں ہے۔اکیڈمی نے 100 بھارتی ادب کے شاہکاروں کے ترجموں کی اشاعت کے لئے نیشنل بک ٹرسٹ کے ساتھ ایک مشترکہ پروجیکٹ شروع کیا ہے۔ایک دوسرا پروجکٹ بھارتی ادب کا آرکائیوز ہے۔اس کے قیام کا مقصد فلم،ویڈیو،آڈیو،سی ڈی ایس کے بھارتی ادب کی دستاویز تیار کرنا اور ممتاز بھارتی ادیبوں سے وابستہ مخطوطات،تصاویر اور دوسرے ساز وسامان کو محفوظ رکھنا ہے۔

اکیڈمی بھارت کے دوسرے حصوں کے مصنفین سے رابطہ قائم کرنے کے لئے نوجوانوں ادیبوں کو سفر کے سلسلے میں امداد دیتی ہے۔اس کا ایک ثقافتی تبادلہ پروگرام بھی ہے جس کے تحت بھارتی ادیبوں اور اسکالروں کو باہر بھیجا جاتا ہے اور بیرونی ادیبوں اور اسکالروں کو بھارت آنے کی دعوت دی جاتی ہے۔ساہتیہ اکادی نے اپنا ویب سائٹ 'ایچ ٹی پی: ڈبلیو ڈبلیو ڈبلیو ڈاٹ ساہتیہ اکاڈمی' شروع کی ہے

وظائف اور مالی امداد

رقص موسیقی ڈرامہ،پینٹنگ اور ادبی آرٹس کے مختلف میدانوں میں تخلیقی کام کرنے والے فنکاروں کو امداد دینے کی حکومت کے ذریعہ ذیل کی اسکیموں پر عملدرآمد کیا جارہا ہے۔

اعزازی وظائف

ایمیریٹس وظائف کی اسکیم ان فنکاروں کو مالی امداد دینے کے لئے وضع کی گئی ہے جنہوں نے اپنے اپنے متعلقہ میدانوں میں غیر معمولی صلاحیت حاصل کرلی ہے۔دراصل یہ اسکیم اس لئے شروع کی گئی ہے کہ ایسے فنکار مالی پریشانیوں کی الجھنوں سے بے نیاز ہوکر اپنا تخلیقی عمل جاری رکھ سکیں۔اس وظائف کی مالیت 7500 روپے ماہوار ہے اور دو برس کی مدت کے لئے دی جاتی ہے 1998-99 میں اس وظائف ایوارڈ کی تعداد 24 سے 30 کردی گئی ہے۔

کمار گندھرو وظائف

یہ وظائف پنڈت کمار گندھرو کی یاد میں 1992-93 میں شروع کی گئی تھی۔وظائف کی مالیت اور مدت ایمیریٹس وظائف کے برابر ہے۔حکومت ہند وظائف موسیقی ڈرامہ اور وژول آرٹس کے میدانوں میں 40-30 برس کے عمر گروپ کے نمایاں سینئر فنکاروں کو دیتی ہے۔اس وظائف کے تحت فی ماہ 7,500 روپے کی رقم دی جاتی ہے۔ 1998-99 سے فیلوشپ کی تعداد ایک سے بڑھا کر پانچ کردی گئی ہے۔

سینئر رجونیئر وظائف اسکیم

آرٹ کی روایتی پہلوؤں کو ازسر نو زندہ کرنے کے لئے انفرادی طور پر کی جانے والے تعمیری کوششوں میں نہایت اعلیٰ سطحی تربیت کے واسطے امداد دینے کے لئے یہ اسکیم شروع کی گئی ہے۔ اس کے تحت 40 سال سے زیادہ عمر والے فنکاروں کو 6,999 روپے ماہانہ کی سینئر وظائف دی جاتی ہے، جبکہ 40-25 سال تک کے فنکاروں کو 3,000 روپے ماہانہ جونیئر وظائف دی

جاتی ہے۔ سینئر جونیئر وظائف دو سال کے لئے علی الترتیب 150 اور 300 فنکاروں کو ہر سال دیا جاتا ہے۔

نئے شعبوں کے لئے وظائف

یہ اسکیم آرٹ اور ثقافت اور اس سے متعلق شعبوں میں جدید تصورات، اصولیات، ٹکنالوجی اور طور طریقوں کی حوصلہ افزائی
کے مقصد سے 1998-99 میں شروع کی گئی۔ اس کے تحت اہم موضوعات ہیں: (i) انڈالوجی (ii) ثقافتی معاشیات (iii) تاریخی
یادگار کے مقامات کی ساخت اور انجینئرنگ سے جڑے پہلو (iv) علم مسکوکات (سکہ شناسی) (v) گفتار کا سائنسی اور تکنیکی اصول
(vi) ابی گرانی (vii) ثقافت کا معاشرتی رسوم و رواج (ix) ورثہ اور آرٹ و ثقافت سے متعلق اداروں کا منتظمہ۔ ہر سال 15 افراد
کو سینئر وظائف دی جاتی ہے۔ یہ رقم 6000 روپے ماہانہ ہوتی ہے۔ جونیئر وظائف کے تحت 3000 روپے ماہانہ دیا جاتا ہے۔ فیلو
شپ دو سال کی مدت کے لئے دی جاتی ہے۔

نوجوانوں فنکاروں کو اسکالرشپ

اس اسکیم کے تحت 18-35 برس عمر گروپ کے نوجوانوں، ابھرتے فنکاروں کو موسیقی، رقص، پینٹنگ، مجسمہ سازی، ڈرامہ اور
روایتی آرٹس میں بھارت کے اندر اعلا تربیت حاصل کرنے کی غرض سے مالی امداد دی جاتی ہے۔ اس اسکالرشپ کی مالیت دو ہزا
رروپے ماہانہ اور مدت دو برس ہے۔ ہر سال 400 ابھرتے فنکاروں کو اسکالرشپ دی جاتی ہے۔

ثقافتی تنظیموں کو امداد

ثقافتی سرگرمیوں کے فروغ میں معروف کل ہند سطح کے اداروں کو سرگرمیوں پر ہونے والے مصارف کے لئے جزوی امداد
دی جاتی ہے تاکہ وہ ترقیاتی سرگرمیوں کو جاری رکھ سکیں۔ ایسے جن اداروں کو مالی امداد فراہم کی جاتی ہے ان میں رام کرشن مشن
انسٹی ٹیوٹ آف کلچر کلکتہ، تاریخی مطالعات کا انسٹی ٹیوٹ کلکتہ، نیومسمیٹک (Numismatic) سوسائٹی آف انڈیا بنارس، روایتی
کلچر کا انسٹی ٹیوٹ چینئی، بھارتیہ ودیا بھون ممبئی اور سکوں اور تمغوں کے مطالعات (Numismatic) کا انسٹی ٹیوٹ ناسک شامل
ہیں۔

آرکیالوجیکل سروے آف انڈیا (اے ایس آئی)

اے ایس آئی کا قیام محکمہ ثقافت (وزارت سیاحت و ثقافت) کے ملحق دفتر کے طور پر 1961 میں عمل میں آیا تھا اس کی خاص
سرگرمیاں یہ ہیں۔ ملک میں قدیم یادگاروں ریگجہوں کا تحفظ اور ان کو قائم رکھنا، آثار قدیمہ کی تلاش اور کھدائی، یادگاروں کی باقیات
کا کیمیاوی طریقہ سے تحفظ، یادگاروں کا ڈھانچہ جاتی سروے، پتھروں پر کندہ نشانات کی ریسرچ کا فروغ، میوزیم کا قیام اور ان
کی تنظیم اور آثار قدیمہ میں تربیت فراہم کرنا۔ اس وقت سروے نے ملک میں 3598 یادگاروں کو قومی اہمیت کا حامل قرار دیا ہے
جن میں 16 عالمی ورثہ (Heritage) یادگاریں بھی شامل ہیں۔

میوزیم

میوزیم ہمارے ثقافتی ورثے کا خزانہ ہیں جن کا مقصد تاریخی تکنیکی اور دوسری اشیا کو حاصل کرنا اور محفوظ رکھنا ہے تاکہ تاریخ
کے ریکارڈ کی حیثیت سے انہیں وارثوں کو منتقل کرایا جائے۔ میوزیم اڈیو وژول (Audio-visual) تعلیم کے اہم ذریعہ کے طور
پر خدمت انجام دیتے ہیں میوزیم کا فروغ اس لئے بھی بہت اہم تصور کیا جاتا ہے کہ وہ قومی یکجہتی اور بین الاقوامی مفاہمت کو فروغ

دیتے ہیں۔ سرکاری اور نجی میوزیم میں موجودہ کلکشن کی دستاویز سازی، تازہ ترین سائنسی آلات کے استعمال سے میوزیم میں جمع اشیا کا تحفظ اور موجودہ کلکشن کی حروف تہجی کے اعتبار سے فہرست کی اشاعت پر مخصوص توجہ مرکوز کی جاتی ہے۔

قومی میوزیم 15 اگست 1949 کو نئی دہلی میں راشٹرپتی بھون کے احاطے میں قائم کی گئی تھی میوزیم کا 18 دسمبر 1960 کو رسمی طور پر افتتاح کیا گیا تھا۔ شروع میں نیشنل میوزیم میں بہت چھوٹا کلکشن تھا جو آرٹ کی 1000 تخلیقات پر مشتمل تھا اس وقت قومی میوزیم میں مختلف اقسام کے معیاری آرٹ کی دو لاکھ سے زائد ایسی اشیا موجود ہیں جو ہمارے ثقافتی ورثے کے پانچ ہزار برسوں کا احاطہ کرتی ہیں 1989 میں ایم اے اور پی ایچ ڈی کے طلباء کے لئے آرٹ کی تاریخ کے قومی میوزیم انسٹی ٹیوٹ کے (جس کو ڈیمیڈ یونیورسٹی کا رتبہ حاصل ہے) قیام کے بعد قومی میوزیم کو ایک نئی وسعت مل گئی ہے۔

شروع میں یعنی 1960 میں آرٹ، ارکیالوجی اور علم الانسان کے تمام پہلوؤں کی نمائندگی کرنے والی 10 مستقل گیلریاں قائم کی گئی تھیں لیکن مستقل گیلریوں کی تعداد 26 ہے جن نئی گیلریوں کا اضافہ کیا گیا ہے وہ ہیں بودھ آرٹ، تنترا آرٹ، لکھنے کے بھارتی طریقوں اور سکوں کے آرائشی آرٹس کا ارتقا تنجور اور میسور اسکول پینٹنگ اور جواہرات کی گیلری۔ آج نیشنل میوزیم لائبریری میں ایلون، ستیم بھائی، ہرمانک اور دیشک آچاریہ سمیت قدیم اور قرون وسطی کی تاریخ ارکیالوجی، فنون لطیفہ اور علم الانسان وغیرہ پر 48163 کتابیں ہیں۔

میوزیم مختلف موضوعات پر سیمینار اور نمائشوں کا اہتمام کرتا ہے۔ میوزیم منتخب موضوعات پر عارضی نمائشوں اور بین الاقوامی نمائشوں کا بھی وقتاً فوقتاً اہتمام کرتا ہے۔ قومی میوزیم ثقافتی تبادلہ پروگرام کے تحت گزشتہ 51 برسوں سے میوزیم عملے کے تبادلے، آرٹس نمائشوں، آرٹ سے متعلق اشاعتوں، وغیرہ کے سلسلے میں 161 ملکوں کے ساتھ مل کر کام کر رہا ہے۔ حکومت کی مالی امداد اسکیم کے تحت میوزیم نے تو تنظیم اور ترقی کے مقصد کے لئے بہت سے نجی میوزیموں کو امداد دی ہے۔

نیشنل کونسل آف سائنس میوزیم کلکتہ جو محکمہ کلچر کے تحت ایک خود مختار تنظیم ہے مربوط پروگراموں اور سرگرمیوں کے رابطہ طلباء میں خصوصاً اور عوام میں عموماً سائنس اور تکنالوجی کو معقول بنانے کے عمل میں مصروف ہے۔ یہ ادارہ ملک بھر میں 26 سائنس، میوزیم مراکز اور پارکوں کی دیکھ بھال کرتا اور ان کا نظم ونسق چلاتا ہے۔ کونسل نے اندرون ملک اور بیرون ملک نمائش کی جانے والی کئی اشیا اور روبوٹ سے چلنے والے ڈائنا سور کی تخلیق کی ہے۔ سائنسی سٹی اس کا مثالی پروجکٹ ہے جو کلکتہ کے شہریوں اور کلکتہ کے دورے پر آنے والے ملکی اور غیر ملکی سیاحوں کے لئے کشش کا باعث ہوگا۔ 150 ایکڑ آراضی پر قائم کئے جانے والا سائنس سٹی دنیا میں سب سے بڑا اور بہترین سائنس سٹی ہوگا۔ کونسل نے ملک بھر کے دیہی اسکولوں میں 300 سائنس مراکز قائم کئے ہیں اور وہ ان مراکز کو ساز وسامان، کتابیں اور تربیتی سہولتیں فراہم کر رہا ہے۔ کونسل نے گوا میں سائنس مارٹن کا قیام کر رہی ہے۔ جو بحری علم اور انسانی زندگی پر پڑنے والے اس کے اثرات پر زیادہ زور دے گی۔

حکومت نے 1985 میں الہ آباد میوزیم کو قومی اہمیت کا ادارہ قرار دیا تھا۔ اس وقت سے یہ وزارت ثقافت کے زیر اہتمام کام کر رہا ہے یہ میوزیم بھارہت، بھومرا اور جاسوت، مجسموں کے کلکشن اور کوسمبی، بھیٹا، جھونسی، پاٹلی پتر، سارناتھ، راجگھاٹ اور رہی چھتر کی مورتیوں (ٹیراکوٹہ) کلکشن کے لئے مشہور ہے اس میوزیم میں جواہر لال نہرو کی خودنوشت کا مخطوطہ اور خطوط کی کئی جلدوں سمیت نہرو خاندان کی بطور یادگار بہت چیزیں رکھی ہوئی ہیں۔ وجے ورگیا اور بنگال اسکول آف پیٹرس کی پینٹنگس بھی اس کے کلکشن میں شامل ہیں غیر ملکی پنٹروں میں جن کی اس میوزیم میں نمائندگی ہے۔ نکولس رورچ ان کے بیٹے سیٹلو سلاف اور الگاریکا گووندا شامل ہیں۔

لکھنؤ میں قائم ثقافتی املاک کے تحفظ کی قومی ریسرچ لیبوریٹری ایک سائنسی ادارہ ہے جو ثقافتی ورثہ کے تحفظ میں مصروف

ہے۔ یہ وزارت ثقافت کا ماتحت ادارہ ہے اس کی سرگرمیوں میں تحفظ کے سامان اور طریقوں میں ریسرچ، آرٹ اشیا کی تکنالوجی اور ساز وسامان کا مطالعہ، تحفظ کے طریقوں کی تربیت اور میوزیموں اور متعلقہ اداروں کو مشورے اور امداد دینا شامل ہیں۔ لیباریٹری کی لائبریری میں تحفظ کے مختلف پہلوؤں پر لٹریچر کا اچھا ذخیرہ ہے یہ دوسرے اداروں کو دستاویز سازی کی سہولت بھی فراہم کرتی ہے۔ لیباریٹری ہر سال تدارکی تحفظ پر ڈائرکٹروں اور کیوریٹروں کے لئے دس روزہ ورکشاپ اور کنزرویٹروں کے لئے چھ مہینے کی تربیت کے کورس کا اہتمام کرتی ہے جنوبی خطے کے لئے میسور میں لیبارٹری کا ایک ریجنل مرکز قائم کیا گیا ہے۔ بھارت، ثقافتی املاک کی بحالی اور تحفظ کے مطالعہ کے لئے بین الاقوامی سنٹر کی کونسل کا ممبر منتخب کیا گیا ہے جس کی نمائندگی لیباریٹری کے ایک سائنسداں کرتے ہیں۔

نیشنل گیلری آف ماڈرن آرٹ NSMA کا قیام 1954 میں محکمہ ثقافت کے تحت خودمختار تنظیم کے طور پر ہوا تھا۔ اسکا خاص مقصد معاصر بھارتی آرٹ کی حوصلہ افزائی کرنا اوراس کو فروغ دینا ہے۔ گیلری میں تقریباً 1000 ہم عصر بھارتی آرٹسٹوں کی تقریباً 14,500 تخلیقات ہیں۔ یہاں کی زیادہ تر آرٹ تخلیقات خریدی گئی ہیں اور کچھ تحائف میں ملی ہیں۔ گیلری کے خاص مجموعات میں مصوری، سنگ تراشی یا مجسمہ سازی، نقاشی، اور فوٹوگرافی کی تخلیقات شامل ہیں۔ NSMA اپنے مجموعات کی نمائش کے ساتھ ساتھ ثقافتی تبادلہ پروگرام کے تحت بھی وقتاً فوقتاً نمائشوں کا اہتمام کرتا رہتا ہے۔ اسی نے ان آرٹ ورک کو کئی رنگین نقل بھی بنائی ہیں۔ اس کا مقصد لوگوں میں ماڈرن آرٹ کو سمجھیں اور اسے محسوس کریں۔ اسی مقصد کو دھیان میں رکھتے ہوئے 1996 میں ممبئی میں قومی ماڈرن آرٹ گیلری قائم کی گئی۔ 2002-2001 میں بنگلور میں بھی گیلری کی ایک شاخ کھولنے کی اسکیم ہے۔

سالار جنگ میوزیم حیدرآباد کا نام نظام حیدرآباد کے سابق تین وزرائے اعظم (سالار جنگ اول دوم سوم) کے نام پر رکھا گیا ہے۔ یہ قومی اہمیت کا حامل میوزیم ہے جس میں نایاب اور مختلف آرٹ کے کلکشن موجود ہیں جنہیں تینوں سالار جنگ خصوصاً نواب میر یوسف علی نے (سالار جنگ سوم) دنیا بھر سے حاصل کر کے جمع کیا تھا۔ سالار جنگ سوم کا عہد 1889 سے 1949 تک محیط ہے۔ سالار جنگ میوزیم ایکٹ کی بموجب میوزیم کی اصل سرگرمی وہاں آنے والے زندگی کے ہر شعبے کے لوگوں کو کلکشن دیکھنے کا موقع فراہم کرنا ہے۔ اس میوزیم میں ہندوستانی، مشرقی وسطی، مشرق بعید، اور یوروپی آرٹ اشیاء شامل کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ میوزیم میں سالار جنگ خاندان کی ایک الگ سے گیلری بچوں کے لئے سیکشن، حوالہ جاتی لائبریری، دارالمطالعہ وغیرہ ہیں اور ریرمنواسکرپٹ سیکشن میں عربی، فارسی اور اردو کی نایاب کتابیں بھی موجود ہیں۔ ان کی وجہ سے سالار جنگ میوزیم زندگی کے ہر شعبے سے متعلق لوگوں کی تفریح وار علم کا مرکز بنا ہوا ہے۔

نیشنل آرکائیوز آف انڈیا

بھارت کا قومی آرکائیوز، جس کا آزادی سے قبل تک نام شاہی ریکارڈ شعبہ تھا۔ 11 مارچ 1891 کو قائم ہوا تھا۔ یہ ادارہ بھارتی حکومت اور اس کی پیشرو اداروں کے مستقل قدر و قیمت کے تمام قدیم ریکارڈوں کا سرکاری محافظ ہے۔ ریکارڈوں کا منظم ذخیرہ رکھنے والی یہ ایشیا کی ایک ممتاز تنظیم ہے۔ اس کے ریکارڈ کو اگر پھیلایا جائے تو وہ 30 کیلومیٹر لمبے رقبے کا احاطہ کریں گے۔ یہ وزارت کلچر کا ایک ملحق دفتر ہے۔ اس کے بھوپال، بھوبنیشور، جے پور، اور پانڈیچری میں ریجنل دفاتر ہیں۔

اس شعبہ کی اہم سرگرمیاں ہیں (i) سرکاری ایجنسیوں اور ریسرچ اسکالروں کی سرکاری ریکارڈوں تک رسائی (ii) حوالہ میڈیا کی تیاری (iii) ریکارڈوں کا تحفظ اور ان کی دیکھ بھال کرنا اور اس مقصد کے لئے سائنسی تحقیقات اور جانچ کا بندوبست کرنا (iv) ریکارڈوں کے تحفظ کے میدان میں افراد اور اداروں کو تکنیکی امداد فراہم کرنا (v) آرکائیوز انتظامیہ کار ریکارڈوں کی دیکھ بھال، اور پیشہ وارانہ اور نیم پیشہ وارانہ سطحوں پر ریکارڈوں اور مخطوطات کی مرمت اور تحفظ کے میدان میں تربیت دینا (vi) ہر سال

آرکائیوز ہفتہ منا کر ملک میں آرکائیوز سے متعلق بیداری پیدا کرنے کے اقدام۔

نیشنل آرکائیوز ریاستی آرکائیوز، رضا کار تنظیموں اور دوسرے اداروں کو مالی امداد فراہم کرتا ہے تاکہ دستاویزی ورثہ کو محفوظ اور آرکائیوز سائنس کو فروغ دیا جاسکے۔ نیشنل آرکائیوز نے 26 جنوری 2000 کو اپنا ویب سائٹ ایچ ٹی ٹی پی/ڈبلو ڈبلو ڈبلو نیشنل آرکائیوز۔نک۔ان میں بھی شروع کیا ہے۔

سمندری آثار قدیمہ (MARINE ARCHAEOLOGY)

بھارت سے گوا میں قومی انسٹی ٹیوٹ آف اوشینو گرافی (Oceanography) میں سمندری آثار قدیمہ سینٹر قائم کرکے 1981 میں زیر آب آثار قدیمہ ریسرچ شروع کی۔اس کا خاص مقصد سمندر میں ڈوبی ہوئی آثار قدیمہ کی جگہوں کے جائزہ اور باقیات سے ماضی کے سمندری سفر کی تاریخ دوبارہ مرتب کرنا ہے۔

1983 سے تقریباً ہر سال قدیم دوارکا پانیوں میں آثار قدیمہ کی تلاش کا کام کیا جارہا ہے چار سے بارہ میٹر گہرے پانی میں دوارکا کی مسلسل چھان بین کے دوران ڈوبی ہوئی پتھر کی متعدد عمارتوں کے ٹکڑوں کی موجودگی کا پتہ چلا ہے۔1992 سے 1995 کے دوران کی جانے والی تلاش صرف اس بات پر مرکوز تھی کہ ڈوبی ہوئی دوارکا کی حد بندی کی جائے اور ڈوبے ہوئے ڈھانچوں اور دوسری چیزوں کی مکمل دستاویز تیار کی جائے۔دوارکا میں لگ بھگ 980,000 مربع میٹر علاقے میں سمدرنرائنا مندر کے قریب تین سے بارہ میٹر گہرے پانی کے درمیان آثار قدیمہ کی کھوج کی گئی اور اس کے دوران جو چیز بھی نظر آئی اس کی اسٹل فوٹو گرافی، زیر آب ویڈیو فلم اور زیر آب ڈرائنگ کی مدد سے ایک رپورٹ تیار کی گئی۔

95-1992 کے دوران سومناتھ کے ساحلی علاقے میں ابتدائی زیر آب کھوج کی گئی۔دریافت اشیا میں تین سوراخوں والا تین رایوں کا پتھر کا لنگر، تین سوراخوں والا ایک میٹر لمبائی کا پتھر کا لنگر اور ایک سوراخ والی گول پتھر کی بنی ہوئی کوئی دوارکا والی شہ سے ملتی جلتی چیز شامل ہیں۔

حکومت تامل ناڈو کے محکمہ آثار قدیمہ کے تعاون سے 1991 سے پوم پوہار میں آثار قدیمہ کی تلاش جاری ہے۔اس سروے کا مقصد موجودہ کاویری ندی کے شمال میں قدیم شہر کاویری، پوم پٹنیم کے ڈوبے حصوں کی حد بندی اور اس مقام پر پھر توجہ مرکوز کرنا جہاں پہلے سروے کے دوران انگریزی لفظ یو شکل کا ڈھانچہ نظر آیا تھا۔مزید براں اس بات کی تصدیق کی بھی کوشش کی گئی کہ آیا یو شکل کا ڈھانچہ انسان کا بنایا ہوا تھا۔جہاز کے ڈوبے کی جگہ پر غوطہ خور اس لئے اتارے گئے تاکہ یہ معلوم کیا جاسکے کہ ڈوبا جہاز کس ملک کا تھا۔کاویری ندی کے شمال اور موجودہ گاؤں پوم پوہار کے جنوب میں بھی آثار کی تلاش کا کام شروع کیا گیا جس کے دوران بعض مقامات پر گہرے پانی میں پتھروں کے ٹکڑے پائے گئے۔ان میں ایک انگریزی لفظ ایل کی شکل کا پتھر تھا۔انہیں ہوا برداری کے ذریعہ سمندر سے باہر نکالا گیا۔اس جگہ سے پتھر کے بڑے ٹکڑے اور قبل تاریخ دور (300BC سے AD300) کے برتنوں کے ٹکڑے ملے۔

23 میٹر گہرے پانی میں اترنے کے بعد یو شکل کے اس ڈھانچے کی موجودگی کا پتہ چلا جو کڈ ائنک کڈو سے پانچ کیلومیٹر دور سمندر میں نظر آیا تھا۔اس ڈھانچے کے وسط میں ایک سوراخ تھا جس میں بالو بھرا ہوا تھا۔ڈھانچے کی باہری طرف اونچائی تین میٹر اور اندرونی طرف ایک میٹر سے کم ہے۔جنوبی طرف اس ڈھانچے کی اونچائی شمالی طرف سے زیادہ ہے۔اس کی گولائی 140 میٹر اور چوڑائی 20 میٹر ہے۔جس جگہ پر یہ ڈھانچہ پایا گیا تھا وہاں سے 40 میٹر شمال میں دو چھوٹے ڈھانچے نظر آئے جن کے بارے میں خیال ہے کہ وہ اصل ڈھانچے کا ہی حصہ ہیں۔سمجھا جاتا ہے ان ڈھانچوں کو انسانی ہاتھوں سے بنایا گیا تھا اور یہ بودھ دور سے

تعلق رکھتے ہیں۔

تلاش کے دوران پوم پوہار کے شمال میں کاویری ندی سے نکالی گئی ایک ڈوبی نہر کا پتہ چلا۔اس ہنر کی چوڑائی کہیں 300 میٹر
اور کہیں 500 میٹر ہے اور یہ سمندر کی تہہ سے 20 میٹر نیچے دفن ہے بتایا جاتا ہے یہ نہر زمانہ قدیم سے برف سے جمی ہوئی ہے۔یہ
نہر گہرے پانی کے ڈھانچہ تک چلی گئی ہے جس سے اس بات کا پتہ چلتا ہے۔کہ قدیم سمندری ساحل موجودہ ساحل سے پانچ
کیلومیٹر سمندر کی جانب تھا۔

پوم پوہار میں جو جہاز ڈوبا تھا وہ بھارت میں ڈچ حکمرانوں کا تھا۔اس کے ملبے سے سیسہ کے بنے جو اجزا ہیں ان سے یہ
اشارہ ملتا ہے کہ 93-1792 میں فرانس کے خلاف جنگ میں یہ جہاز ڈوبا تھا۔ان میں سے دو پر تاج کا نشان بنا ہوا ہے اور اس
کے نیچے لفظ ڈی کندہ ہے۔ڈی کے اوپر تاج کا نشان ان سکوں پر کندہ ہوتا تھا جو ڈچ حکمران بھارت میں جاری کرتے تھے۔

لکش دیپ کے قریب سمندر میں تلاش کے دوران کورٹی، اندروت اور امنی علاقوں کے مختلف رنگوں کے مٹی کے برتنوں کی
اہم موجودگی کا انکشاف ہوا تھا۔مقامی سخت مٹی سے بنائے گئے گوتم بدھ کے دو استوپ جن میں ایک کی لمبائی 95 سنٹی میٹر اور
دوسرے کی 55 سنٹی میٹر تھی ان کی جانچ کے بعد پتہ چلا کہ ان کا زمانہ چھٹی ساتویں صدی عیسوی کا ہے۔لال پالش کے مٹی کے
برتنوں کی موجودگی اس بات کی دلالت کرتی ہے کہ ان جزائر میں 500-100 عیسوی میں لوگ آباد تھے۔لکش دیپ کے سمندر میں
چار جہازوں کے جو ملبے پائے گئے ان میں ایک بیلی پار اور تین مینکوائے کی چوٹی پر تھے۔پہلے جہاز کے باقیات کے کچھ حصہ
ٹینک کے حصہ معلوم ہوتے ہیں جو چند ٹائروں کے ساتھ ایک چوٹی پر ملے تھے سمجھا جاتا ہے یہ کوئی جنگی جہاز تھا جو پہلی یا دوسری
جنگ عظیم کے دوران ڈوب گیا تھا۔جہاز کے دو باقیات چار سے پندرہ میٹر گہرائی پر ملے جنکی لمبائی سو میٹر ہے۔ان میں ایک کا
انجن محفوظ تھا۔اس کے علاوہ 100 میٹر لمبی لنگر کی زنجیر بھی 15 میٹر گہرائی میں نظر آئی تھی دوسرے جہاز کا انجن ٹوٹ پھوٹ گیا تھا
لیکن دو بوائلر بہرحال بہ آسانی دیکھے جاسکتے تھے۔

اوشینالوجی (Oceanology) کے قومی انسٹی ٹیوٹ گوا کے سمندری آثار قدیمہ سینٹر کے زیر آب چارٹوں سے حاصل
اطلاعات کی روشنی میں 1987 میں گوا کے قریب گرینڈی جزیرہ میں جہاز کے ملبے کا پتہ لگایا تھا۔یہ فولاد سے بنے مال بردار جہاز کا
ملبہ تھا جس میں کیبن بھی دیکھی جاسکتی تھی اور دوراز ے بھی۔یہ 60 میٹر سے زائد لمبا تھا۔قیاس کیا جاتا ہے کہ یہ جہاز سمندری
طوفان میں پھنس کر ڈوب گیا تھا۔جہاز کا یہ ملبہ سمندری آثار قدیمہ کے ماہرین کی تربیت کا بنیاد بن سکتا ہے۔

سمندری آثار قدیمہ مرکز نے نومبر 1989 میں مارم گوا کے قریب سمندر میں ابھی کے اتھلے پانی میں ایک تاریخی جہاز کے
ملبے کا پتہ لگایا تھا چونکہ یہ ملبہ اتھلے پانی میں دیکھا گیا تھا اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ جہاز کسی چٹان سے ٹکرا کر تباہ ہوا تھا۔اس میں
گرینائٹ کی بڑی بڑی سلیں ملیں۔اس کے علاوہ یہاں ایک توپ اور ایک لوہے کا لنگر بھی ملا ہے۔

لائبریریاں

لائبریریاں ہماری تاریخ اور کلچر کی محافظ ہیں۔غیر رسمی اور مسلسل تعلیم کی جو اسکیم بنائی گئی ہے لائبریری نظام کا فروغ اسی کا
ایک حصہ ہے۔آئینی طور پر لائبریری کا موضوع ریاستی فہرست میں شامل ہے۔مرکز کے دائرہ اختیار میں صرف وہی لائبریریاں
اور ادارے ہیں جن کو اس نے قومی اہمیت کا حامل قرار دیا ہے۔ملک میں اس وقت 60,000 سے زائد لائبریریاں ہیں۔
نیشنل لائبریری کلکتہ، بھارت میں جو کچھ شائع ہوتا ہے یا بھارتیوں کا تحریر کردہ جو بھی مواد منظر عام پر آتا ہے۔یا بھارت کے
بارے میں جس زبان میں جو کچھ غیر ملکی تحریر کرتے ہیں ان کے مستقل اسٹور ہاؤس کی حیثیت سے کام کرتی ہے کتابوں کی ڈلیوری

ایکٹ 1954 کے تحت یہ لائبریری ملکی اشاعتوں کی ایک کاپی پانے کی مجاز ہے۔اقوام متحدہ کی تمام اشاعتوں کا بھی ذخیرہ اس کے پاس رہتا ہے۔ یہ لائبریری مختلف النوع خدمات انجام دیتی ہے اور مطالعہ کرنے والوں،اسکالروں،وزارتوں، قومی اور بین الاقوامی تنظیموں کو کتابوں کی مفصل فہرست بھی فراہم کرتی ہے۔اس وقت لائبریری میں رسائل اور جراید،نقشوں،مخطوطات، اخبارات، مائیکروفلم کے علاوہ 30 لاکھ سے زائد کتابیں موجود ہیں۔ بیش قیمت اور نجی و تاریخی کلکشن مثلاً آسوتوش کلکشن، جدو ناتھ سرکار کلکشن، بوہار کلکشن وغیرہ بھی لائبریری کی ملکیت میں ہیں۔

مرکزی حوالہ لائبریری کلکتہ بھارتی قومی کتابوں کی مفصل فہرست کی ترتیب اشاعت اور فروخت کی ذمہ داری انجام دیتی ہے یہ انگریزی سمیت 14 بھارتی زبانوں میں موجودہ بھارتی پبلکشن کا ماہانہ ریکارڈ ہے جو کتابوں کی ڈیلیوری ایکٹ 1954 کے تحت نیشنل لائبریری کلکتہ کو موصول کتب، جرائد، رسائل اور اخبارات کی بنیاد پر تیار کیا جاتا ہے۔ ریفرنس (حوالہ) لائبریری موجودہ بھارتی رسائل و جراید کی چھ اہم زبانوں میں اشاعت کے لئے مضامین منتخب کرنے کی غرض سے ایک سالانہ اشاریہ ''انڈکس انڈیا نا'' مرتب کر کے اس کو شائع کرتی ہے۔

راجا رام موہن رائے لائبریری فاؤنڈیشن جب سے قائم ہوا ہے اس وقت سے ملک میں لائبریری خدمات کو فروغ دینے کی کوشش میں مصروف ہے۔ فاؤنڈیشن اس وقت دو طرح کی امدادی اسکیمیں چلا رہا ہے۔ میچنگ (Matching) اسکیم اور نان میچنگ (Non-Matching) اسکیم۔ میچنگ اسکیم کے تحت امداد اس فنڈ سے دی جاتی ہے جو ریاستی حکومت اور فاؤنڈیشن مل کر قائم کرتے ہیں اور اس فنڈ میں دونوں کا حصہ برابر کا ہوتا ہے۔ غیر میچنگ اسکیم کے تحت جو امداد فراہم کی جاتی ہے۔ اس کی پوری رقم فاؤنڈیشن دیتی ہے۔2000-1999 کے دوران ملک میں تقریباً 7,000 لائبریریوں کے لئے رقوم مہیا کرائی گئیں۔ جس میں سے میچنگ اسکیم کے لئے 7.35 کروڑ روپے اور غیر میچنگ اسکیم کے تحت 2.83 کروڑ روپے خرچ کئے گئے۔ فاؤنڈیشن سہ ماہی نیوز لیٹر اور ایک دو سالہ جرنل گرنتھا تا بھی شائع کرتا ہے۔

دہلی پبلک لائبریری دہلی یونیسکو کی تکنیکی اور مالی امداد سے 1951 میں قائم کی گئی تھی جس نے ترقی کر کے اب میٹرو پولیٹین پبلک لائبریری نظام کی شکل اختیار کر لی ہے۔ یہ نظام ایک مرکزی لائبریری۔ سروجنی نگر میں ایک منطقائی لائبریری، پٹیل نگر، لکشمی نگر، قرول باغ، اور شاہدرہ میں چار شاخوں، باز آبادکار کالونیوں میں 24 لائبریریوں، 9 ریڈنگ روم جو سماج کے کمزور طبقات میں مطالعہ کا شوق پیدا کرنے کی غرض سے قائم کئے گئے ہیں نابینا افراد کے لئے لائبریری، دہلی کے مختلف علاقوں میں واقع سب برانچ مرتبے کی تین اسپورٹس لائبریروں، دو اسپتالوں میں مریضوں کے لئے اور سنٹرل جیل میں قیدیوں کے لئے ایک خصوصی لائبریری، کتابیں جمع کرنے کے 30 اسٹیشنوں اور دہلی کی دیہی علاقوں کے لئے 73 گشتی سروس اسٹیشنوں پر مشتمل ہے۔ کتابوں کی ڈیلیوری ایکٹ کے تحت دہلی پبلک لائبریری ہر کتاب کی ایک جلد حاصل کرنے کی مجاز ہے۔ اس وقت لائبریری میں 14.47 لاکھ سے زاید کتابوں کا ذخیرہ ہے۔

سنٹرل سکریٹریٹ لائبریری جو پہلے امپیریل سکریٹریٹ کے نام سے مشہور تھی 1891 میں قائم ہوئی تھی۔ لائبریری میں اس وقت 8.5 لاکھ سے زائد کتابیں ہیں۔ لائبریری کا اصل مقصد مرکزی سرکاروں دفاتر یا تنظیموں کے ملازمین، عام قاریوں اور ریسرچ اسکالروں کو حوالہ جات اور ریسرچ کی سہولتیں فراہم کرنا ہے۔ لائبریری نے لائبریری کا پبلکس کے لئے ممبر شپ کا مرکزی نظام قائم کر رکھا ہے۔ لائبریری کا ہندی اور علاقائی زبانوں کا شعبہ علیحدہ ہے۔ تلسی سدن بہاول پور ہاؤس نئی دہلی میں اور برانچ لائبریری۔ آر۔ کے۔ پورم نئی دہلی میں ہے لائبریری نے کتابیں پڑھنے والوں کو بہتر خدمات فراہم کرنے کے لئے متعدد پبلیکشن پروجیکٹ شروع کئے ہیں یہ لائبریری مائکروگرانی اور ریپروگرانی کی سہولتوں سے بھی لیس ہے۔

کاپی رائٹ لائبریریاں

کتابوں اور اخبارات کی ڈیلیوری (پبلک لائبریریاں) ایکٹ 1954 کے تحت چار لائبریریاں ملک میں شائع ہونے والی نئی کتابوں اور رسالوں کی ایک کاپی حاصل کرنے کی مجاز ہیں۔ ان میں نیشنل لائبریری کلکتہ، سنٹرل لائبریری ممبئی، کونیمارا پبلک لائبریری چینئی اور دہلی پبلک لائبریری دہلی شامل ہیں۔ ریسرچ کرنے والوں کے لئے بھی خصوصی لائبریریاں ہیں جو یہ ہیں۔ نہرو میوزیم اور لائبریری نئی دہلی۔ عالمی امور کی بھارتی کونسل نئی دہلی۔ بھارتی اسٹیٹسٹکل انسٹی ٹیوٹ کلکتہ، گوکھلے انسٹی ٹیوٹ پونے، تھیوفیزیکل سوسائٹی چینئی، نیشنل کونسل آف اکنامک ریسرچ نئی دہلی اور انڈین انسٹی ٹیوٹ آف پبلک ایڈمنسٹریشن نئی دہلی۔ ان کے علاوہ چند بڑی یونیورسٹیوں میں بھی بڑی لائبریریاں ہیں۔

مخطوطات کی لائبریریاں

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ 1891 میں قائم ہوئی تھی۔ 1969 میں پارلیمنٹ میں قانون بنا کر اسے قومی اہمیت کا ادارہ قرار دیا گیا تھا۔ اس میں عربی اور فارسی، اردو، ترکی، پالی اور سنسکرت کے 20,000 ہزار سے زائد مخطوطات اور 2,000 سے زاید مغل اور راجپوت پینٹیکس کے ذخیرہ کے علاوہ 2,00,000 چھپی ہوئی کتابیں ہیں۔ لائبریری نے ممتاز شخصیتوں کے 1,600 آڈیو اور ویڈیو ٹیپ بھی تیار کئے ہیں۔ یہ سہ ماہی ریسرچ جریدہ بھی نکالتی ہے۔ لائبریری نے 64 نایاب کتابوں کے تنقیدی اڈیشن بھی شائع کئے ہیں اس نے کچھ وظائف بھی قائم کی ہیں جن کا مرتبہ یو جی سی کی وظائف کے برابر ہے۔ پی ایچ ڈی اور ڈی لٹ کی ڈگریاں ایوارڈ کرنے کے لئے اس کو سات یونیورسٹیوں نے ریسرچ کے مرکز کے طور پر تسلیم کرلیا ہے۔ خدا بخش لائبریری نے ایک توصیفی سند اور ایک لاکھ روپے پر مشتمل ذی وقار ایوارڈ بھی قائم کیا ہے۔

ٹی ایم ایس ایس ایم لائبریری

تنجاور مہاراجہ سرفوجی سرسوتی محل (ٹی ایم ایس ایس ایم) لائبریری تنجاور دنیا کی ان چند قرون وسطی کی لائبریری میں ہے جس کا وجود ابھی تک باقی ہے۔ یہ لائبریریاں ثقافت کے بیش قیمت اسٹور اور علم کے کبھی نہ ختم ہونے والے خزانے کے مماثل ہے جس کو تنجاور کے مراٹھا اور نائک حکمرانوں نے قائم کیا تھا مدراس حکومت نے اس کو 1918 میں عوامی لائبریری بنادیا اور 9 جولائی 1986 کو تامل ناڈو سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ کے تحت سوسائٹی کی حیثیت سے رجسٹریشن کردیا گیا۔ اس وقت مرکز اور تامل ناڈو دونوں حکومتیں اس کی دیکھ بھال کرتی ہیں۔ اس لائبریری میں سنسکرت، مراٹھی، تیلگو، تامل اور دوسری زبانوں کے 46,695 مخطوطات کاغذ اور تاڑ کے پتوں دونوں پر محفوظ ہیں۔ ان مخطوطات کی حروف تہجی کے اعتبار سے تیار کی گئی فہرستوں کی 35 سے زاید جلدیں شائع کی جاچکی ہیں۔ چھوٹی پینٹنگیں، رنگین ڈرائنگ، اٹلس، نقشے، چارٹ اور نایاب کتابوں کا جو کلکشن ہے اس پر تانجور اسکول آف پینٹنگ کا عکس نمایاں ہے۔ اس کے علاوہ لائبریری میں بھارتی زبانوں کی 52,000 کتابیں بھی ہیں ان میں یورپی زبانوں کی 4,500 نایاب کتابیں بھی شامل ہیں۔ جن کو راجا سرفوجی نے حاصل کیا تھا۔ اس نے غیر شائع شدہ مخطوطات سے 420 سے زائد کتابیں شائع کی ہیں۔ لائبریری ایک سہ ماہی رسالہ بھی شائع کرتی ہے۔

رام پور رضا لائبریری

رام پور رضا لائبریری جو رام پور کے قلعہ میں حامد منزل میں قائم ہے وزارت کلچر کے تحت ایک خود مختار ادارہ ہے۔ یہ

لائبریری رام پور رضا لائبریری ایکٹ 1975 کے تحت قائم کی گئی تھی۔ اس میں لگ بھگ 51,000 شائع شدہ کتابیں اور 15,000 مخطوطات کا بیش قیمت کلکشن ہے۔ اس کے علاوہ اس لائبریری میں پینٹنگیں، اسلامی خطاطی اور بھوج پتروں کے نمونے بھی موجود ہیں۔

ایشیاٹک سوسائٹی

سر ولیم جونس (1746-1794) نے 1784 میں ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ قائم کی تھی۔ یہ سوسائٹی ایشیا میں تاریخ، سائنس، آرٹس اور ادب کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے مقصد سے قائم کی گئی تھی۔ ملک میں تمام ادبی اور سائنسی سرگرمیوں کو آگے بڑھانے میں اس ادارے کی خدمات سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا۔ اس سوسائٹی نے بھارت میں ادبی اور سائنسی اداروں کے فروغ اور ترقی میں براہ راست یا بالواسطہ طور پر ٹھوس تعاون کیا ہے۔ یہ دنیا کی دوسری ایشیاٹک سوسائٹی کے لئے ایک نمونہ تھی۔ 1984 میں اس کے قیام کے دو سو برس مکمل ہونے پر حکومت نے اس کی تاریخی حیثیت کو تسلیم کرتے ہوئے اس سال اسے قومی اہمیت کا ادارہ قرار دیا۔ سوسائٹی کا ایک میوزیم ہے جس میں تیسری صدی قبل مسیح تانبے کی پلیٹیں اور بھارتی تاریخ اور کلچر کے مطالعے کے لئے اہم دستاویزوں اور سکوں کے کلکشن بھی ہیں اس کی لائبریری میں مختلف زبانوں میں 65,000 مخطوطات بھی ہیں۔ اس میں چھپی کتابوں اور ارکائیوز کا ایک بڑا ذخیرہ ہے۔ بھارتی ادب، کلچر، سائنس اور دوسرے علوم کے مطالعہ کے تعلق سے یہ دنیا کے بڑے مراکز میں ایک ہے۔ حال میں سوسائٹی نے دوطرفہ ثقافتی تعلقات قائم کرنے کی غرض سے دنیا کے مختلف ملکوں میں اپنی سرگرمیاں بڑھا دی ہیں۔ یونیسکو نے سوسائٹی کے میموری آف دی ورلڈ پروگرام (Memory Of the World Programme) کے لئے اسے دنیا کا بہترین ادارہ منتخب کیا ہے۔ سوسائٹی نے آٹھ جلدوں میں انسائیکلوپیڈیا ایشیاٹک پروجیکٹ پر بھی کام شروع کر دیا ہے تاریخی مٹیکاف ہال میں جسے سوسائٹی نے اکوائر کر لیا ہے۔ ایک نئی آرٹ گیلری بھی کھول دی ہے۔

تبتی اور بودھ مطالعات کے ادارے

صدیوں پہلے بھارت اسکالر۔ انتہائی تکلیف دہ حالات میں تبت کا سفر کرتے تھے اور اپنے ساتھ بھارتی فلسفہ اور افکار وہاں لے جاتے تھے۔ تبتی افکار اور کلچر کا ارتقا انہی اسکالروں کے دوروں کا نتیجہ ہے۔ حصول آزادی کے بعد تبتی کلچر، فلسفہ اور ادب کے تحفظ کے لئے ملک میں متعدد ادارے قائم کئے گئے ہیں۔ حکومت ان اداروں کو مالی امداد دینے کی اسکیم پر عملدرآمد کر رہی ہے۔

اعلا تبتی مطالعات کا مرکزی انسٹی ٹیوٹ وارانسی ایک خودمختار تنظیم ہے جس کو مرکزی حکومت پوری امداد دیتی ہے اس کا قیام تبتی کلچر اور روایات کے تحفظ، تبتی زبانوں میں محفوظ قدیم بھارتی ادب کی بحالی اور سرحدی علاقے کے طلبا کی بودھ مطالعات میں اعلا تعلیم کی سہولتیں فراہم کرنے کے مقصد سے عمل میں آیا تھا۔ یہ انسٹی ٹیوٹ مختلف کورسوں کے لئے طلبا کو تیار کرتا ہے۔ اپریل 1988 سے اس انسٹی ٹیوٹ کو ڈیمڈ یونیورسٹی کا درجہ دے دیا گیا ہے۔

بودھ مطالعات کا مرکزی انسٹی ٹیوٹ لیہہ۔ بودھ فلسفہ، ادب اور آرٹس میں طلبا کو تربیت دینے کے لئے 1959 میں قائم کیا گیا تھا۔ اس کا الحاق سمپورنانند سنسکرت وشو ودیالیہ وارانسی سے ہے۔

گنگٹوک میں قائم تبتی فلسفہ اور کلچر کا سکم ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ایک خودمختار ادارہ ہے جو تبت کے کلچر فلسفہ اور ادب وغیرہ کے مطالعات اور ریسرچ کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ اس انسٹی ٹیوٹ نے سچھ او (تبتی دھرم کے لئے ایک لفظ) میں اور متعلقہ مضامین مثلاً آئیکا نوگرافی (iconography) میڈیسن، تاریخ اور علم فلکیات میں ریسرچ کو فروغ دینے میں نمایاں کام کئے ہیں۔ ادارہ

ایک سہ ماہی رسالہ بھی شائع کرتا ہے۔اس ادارے کومرکزی حکومت سے امداد ملتی ہے۔

تبتی تخلیقات اور ارکائیوز کی لائبریری تبتی کتابوں اور مخطوطات کو حاصل کر کے انہیں محفوظ رکھتی ہے دھرم شالہ میں قائم اس
لائبریری کی خاص سرگرمیوں میں بودھ فلسفہ اور تبتی زبانوں پر تحقیق اور اور لکڑی پر ثقافتی اور تھنکا پینٹنگس کی ٹریننگ کی سہولت فراہم
کرنا شامل ہے۔

نالندہ میں 1956 میں نو نالندہ مہاوہار، قائم کی گئی۔اسکا مقصد پالی اور بودھ فلسفہ، علم منطق، اور نظریہ علم کے مطالعے کے لئے
بین الاقوامی اہمیت کی تعلیم کے لئے ایک رہائشی مرکز کا فروغ کرنا تھا۔تسلیم شدہ یونیورسٹیوں/اداروں کے گریجویٹوں اور تحقیقی
اسکالروں کو داخلہ دینا اور بودھ مطالعے کے پوسٹ گریجویٹ نصابوں اور ریسرچ میں تربیت دینا اور انہیں اکیڈمک ایوارڈ، فیلو
شپ اور وظائف دینا، پالی، سنسکرت اور دیگر زبانوں سے بودھ کتابوں کا ترجمہ اور اشاعت کرنا اور بودھ ادب وغیرہ کے لئے
لائبریری کا قیام۔

اینتھروپالوجیکل (Anthropological) سروے آف انڈیا

یہ ادارہ جو دسمبر 1945 میں قائم ہوا تھا۔وزارت کلچر کے تحت ایک سائنسی ریسرچ تنظیم ہے۔اس کا ہیڈ کوارٹر کلکتہ میں اور
ملک کے مختلف حصوں میں سات رنجل مراکز، ایک سب رنجل مرکز اور آٹھ فیلڈ اسٹیشن ہیں جس میں نئی دہلی میں کیمپ آفس بھی
شامل ہے۔اپنے زمانہ قیام سے علم الانسان اور متعلقہ علوم میں سائنسی ریسرچ کی ایک بنیادی تنظیم کی حیثیت سے ملک میں انسان
کی ارتقا کی مکمل اور جامع بایو کلچرل تحقیق کے میدان میں اس ادارے کا قابل رشک ریکارڈ ہے۔

اندرا گاندھی راشٹریہ مانو سنگرا ہالیہ

اندرا گاندھی راشٹریہ مانو سنگرا ہالیہ بھوپال، وزارت کلچر کے تحت ایک خود مختار تنظیم ہے جس نے بھارت پر مخصوص توجہ کے
ساتھ عالمی تناظر میں نبی نوع انسان کی ایک مربوط کہانی کے واضح اظہار کے لئے خود کو وقف کر رکھا ہے۔سنگرا ہالیہ 1200 ایکڑ کے
خوبصورت رقبے پر اوپن ایر میوزیم کی حیثیت سے تیار کیا گیا ہے اس میں مندرجہ ذیل تین وسیع میدانوں سے متعلق حالات و
واقعات کی بھرپور عکاسی کی گئی ہے۔(i) انسانی ارتقا اور تبدیلی (ii) قبل تاریخ اور مابعد تاریخ کلچر اور سوسائٹی (iii) عوامی کلچر اس
نے پہلے ہی چار اوپن ائر نمائشوں کا اہتمام کیا تھا جس میں قبائلیوں کا رہن سہن، ساحلی مواضعات میں زندگی، ریگستانی مواضعات
میں زندگی اور بڑی تصاویر کے ذریعہ ماقبل تاریخ راک آرٹ کے بھارتی ورثہ کو اجاگر کیا گیا تھا۔میوزیم میں ماقبل تاریخ راک
آرٹ کے 36 شیلٹر ہیں جس میں ایک ہزار سے چھ ہزار سال پرانی پینٹنگس ہیں۔ان میں متعدد پرانی پینٹنگس کو راک آرٹ ہیر
ٹیج (Heritage) پر چوتھی اوپن ایر نمائش میں دکھایا گیا تھا۔نمائشوں کی جگہ سے تعلیمی سرگرمیوں اور قبائلی اور لوک زندگی سے
متعلق پروگراموں کو براہ راست دکھایا جاتا ہے۔سنگرا ہالیہ میں خصوصی نمائشوں کے لئے انڈور سہولت بھی ہے۔ یہ ایک انڈور
میوزیم بھی تیار کر رہا ہے یہ تنظیم جو دوسرے اہم کام کر رہی ہے ان میں قومی ورثہ کی علم الانسان سے متعلق اشیا کا تحفظ، ریسرچ
پروجیکٹ اور کلچروں کی کثیر میڈیا دستاویز سازی کے پروگرام شامل ہیں۔

تکنیک، لوک کلچر، لوک اور کلاسیکی موسیقی کے جو مظاہرے کھلی جگہوں پر ہوتے ہیں ان کو براہ راست دکھایا جاتا ہے۔میوزیم
کے حالیہ طریقوں کو عام کرنے کی غرض سے سنگرا ہالیہ۔لکچر، سیمینار اور مذاکروں کا اہتمام کرتا ہے۔میوزیم میں ایک معیاری
لائبریری بھی ہے جس میں 19,000 سے زاید کتابیں ہیں۔

لائبریری میں 125 قومی اور بین الاقوامی رسائل اور جریدے بھی منگائے جاتے ہیں۔ میوزیم میں آڈیو۔وژول کیسٹ، ویڈیو آڈیو یونٹ اور ایک کمپیوٹر سیکشن بھی ہے۔

ثقافت کا فروغ

مرکز برائے ثقافتی وسائل وتربیت

حکومت نے تربیت اور ثقافتی وسائل کا مرکز ایک خودمختار تنظیم کی حیثیت سے مئی 1979 میں قائم کیا تھا۔ یہ مرکز براہ راست وزارت برائے ثقافت وسیاحت کے محکمہ کلچر کے زیر انتظام ہے۔ اسکا صدر دفتر نئی دہلی میں ہے اس کے دو ریجنل مراکز حیدر آباد اور اودے پور میں ہیں۔

اس سینٹر کا ایک خاص مقصد یہ ہے کہ بھارت کے علاقائی کلچروں کی بہتات کے بارے میں طلبا میں مفاہمت اور بیداری پیدا کر کے نظام تعلیم میں نئی جان ڈالی جائے اور ان معلومات کو تعلیم سے مربوط کر دیا جائے۔ یہ تعلیم کو کلچر سے جوڑنے اور تمام ترقیاتی پروگراموں میں کلچر کی اہمیت سے طلبا کو واقف کرنے پر بھی خاص زور دیتا ہے۔ اس کا ایک اور اہم ملک بھر سے آنے والے زیر ملازمت ٹیچروں کے لئے مختلف طرح کی تربیتی پروگراموں کا اہتمام کرتا ہے۔ ٹریننگ میں سائنس اور ٹکنالوجی، ہاؤسنگ، زراعت اور اسپورٹس وغیرہ میں کلچر کے رول پر بھی خاص زور دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ طلبا اور اساتذہ میں ماحولیاتی آلودگی کے مسئلہ کو حل کرنے میں ان کے رول اور قدرتی اور کلچرل ورثہ کے تحفظ کے بارے میں ان کو خاص طور پر واقف کرایا جاتا ہے۔ ان مقاصد کی تکمیل کی غرض سے مرکزی حکومت ملک بھر میں اساتذہ منتظمین اور طلبا کے تربیتی پروگراموں کا اہتمام کرتی ہے۔ سینٹر غیر ملکی اساتذہ اور طلبا کے لئے بھارت آرٹ پر تعلیمی پروگرام اور آرٹ اور دستکاری میں پریکٹکل ٹریننگ فراہم کرنے کے لئے مختلف سرگرمیوں مثلاً ڈرامہ اور موسیقی کے ورکشاپ بھی منعقد کرتا ہے۔

سینٹر مختلف تربیتی اور ثقافتی سرگرمیوں کا بھی اہتمام کرتا ہے۔ ان پروگراموں میں تاریخی یادگار دن، میوزیموں، آرٹ، گیلریوں، دستکاری مراکز، پارکوں، اور باغات، قومی اور ثقافتی ورثہ کے تحفظ پر کیمپ مقامی طور پر دستیاب سستے وسائل کے استعمال سے دستکاری سکھانے کے کیمپ، مختلف آرٹ پر فنکاروں اور ماہرین کے لکچر اور مظاہرے اور اسکولوں میں فنکاروں اور ماہرین کے مظاہرے شامل ہیں۔ ان تعلیمی سرگرمیوں کے دوران طلبا کی ذہنی سطح اور جمالیاتی ذوق کو فروغ دینے کی ضرورت پر زور دیا جاتا ہے۔

سینٹر گزشتہ کئی برسوں سے اسکرپٹ، رنگین، سلائیڈ، فوٹو گراف، آڈیو ریکارڈنگ اور فلموں کی شکل میں سائل جمع کررہا ہے۔

ہر سال سینٹر کی دستاویز سازی ٹیم دیہی بھارت کے آرٹ اور دستکاری کی اقسام کی بحالی اور حوصلہ افزائی کے مقصد سے ملک کے مختلف حصوں میں پروگراموں کا انعقاد کرتا ہے۔ ان سے حاصل نتائج کو بھارت کے طلبا اور اساتذہ کو بھارتی کلچر کے بارے میں معلومات فراہم کرنے کی غرض سے تعلیمی پروگراموں کی تیاری میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔ ان میں کچھ چیزیں اساتذہ کی ٹریننگ کے دوران استعمال ہوتی ہیں اور پھر کلچرل کٹ کے حصے کے طور پر ان اسکولوں کو مفت تقسیم کردی جاتی ہیں جہاں سے ٹیچر نے تربیت حاصل کی ہے۔

سینٹر کلچرل ٹیلنٹ سرچ اسکالرشپ اسکیم پر عملدرآمد کررہا ہے جو 1982 میں محکمہ کلچر سے لے لی گئی تھی۔ اس اسکیم کے تحت 10 سے 14 برس عمر گروپ کے بچوں کو خواہ وہ تسلیم شدہ اسکولوں میں پڑھ رہے ہوں یا پرفارمنگ آرٹس سے وابستہ کنبوں سے تعلق

رکھتے ہوں۔مختلف ثقافتی میدانوں میں ان کی صلاحیت کو فروغ دینے کے لئے اسکالرشپ دی جاتی ہے۔ یہ اسکالرشپ 20 برس کی عمر تک یا یونیورسٹی ڈگری کے پہلے سال تک دی جاتی ہے۔ ہر سال لگ بھگ 300 اسکالرشپ دی جاتی ہیں۔اب تک 4,863 طلباء کو ایسی اسکالرشپ دی جا چکی ہیں۔مرکز نے اساتذہ کے لئے سالانہ ثقافتی وسائل وتربیت انعام شروع کیا ہے۔ ہر سال تعلیم وثقافت کے میدان میں بہترین کام کرنے والے اساتذہ کو یہ انعام دئے جاتے ہیں۔ایوارڈ میں ایک توصیفی سند، ایک آرائشی لوح ایک انگ وسترم، اور 10 ہزار روپے کی رقم دی جاتی ہے۔سنٹر نے 2000-1999 کے دوران ملک کے ہر حصوں کے زیر ملازمت 1705 اساتذہ کے لئے 9 اورنٹیشن کورسوں کا اہتمام کیا تھا۔322 طلباء کو وظائف دیئے تھے۔

معطقائی ثقافتی مراکز

معطقائی ثقافتی مراکز کے قیام کا مقصد ہے علاقائی حدود سے نکل کر ثقافتی رشتوں کو استوار کیا جائے۔ان مراکز کا ایک تصور یہ بھی ہے کہ مقامی کلچروں کے تئیں بیداری کی جائے اور یہ بتایا جائے کہ کس طرح یہ منطقائی شناختوں میں مدغم ہو کر بھارت کے گنگا جمنی کلچر کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

اس اسکیم کے تحت جو منطقائی ثقافتی مراکز قائم کئے گئے ہیں وہ یہ ہیں (i) شمالی زون ثقافتی مرکز پٹیالہ (ii) مشرقی زون ثقافتی مرکز کلکتہ (iii) جنوبی زون منطقائی مرکز تنجاور (iv) مغربی زون ثقافتی مرکز اودے پور (v) شمالی مشرقی زون منطقائی مرکز الہ آباد (vi) شمالی مشرقی زون منطقائی مرکز دیماپور (vii) جنوبی وسطی زون ثقافتی مرکز ناگپور،ان مراکز کے تشکیل کی خصوصیت یہ ہے کہ ایک ریاست اپنے ثقافتی تعلقات کے مطابق ایک سے زیادہ ثقافتی مراکز کی سرگرمیوں میں شامل ہو سکتی ہے۔

رام کرشنا مشن انسٹی ٹیوٹ آف کلچر

رام کرشنا مشن انسٹیٹیوٹ آف کلچر نظریات، معلومات اور تعلیم کو فروغ دینے کے عمل میں مصروف ہے۔قومی اور بین الاقوامی سطحوں پر ثقافتی سرگرمیوں میں مصروف ہونے کے علاوہ انسٹی ٹیوٹ تعلیم اور تربیت کے کئی اسکول بھی چلا رہا ہے۔

اندرا گاندھی نیشنل سینٹر برائے آرٹس

یہ سنٹر آنجہانی وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی کی یاد کو تازہ رکھنے کی غرض سے قائم کیا گیا ہے۔19 نومبر 1985 کو قائم کیا جانے والا یہ سنٹر ایک خودمختار ٹرسٹ ہے جس کو مرکز سے پوری امداد ملتی ہے۔اس ادارے کو تمام فنون کے مکمل مطالعہ اور تجربے کے لئے قائم کیا گیا ہے مگر قدرتی ماحول، سماجی ڈھانچ اور علم کائنات سے ان فنون کے تعلق سے مطالعات اور تجربات کرنا بھی اس ادارے کا ایک مقصد ہے۔تحقیق، مطبوعات، تربیت، تحقیقی سرگرم اور کارکردگیوں پر مبنی مختلف پروگراموں کے ذریعہ یہ سنٹر قدرتی اور انسانی ماحول کے تناظر میں فنون لطیفہ کا مطالعہ کرتا ہے۔دہلی یونیورسٹی نے پی۔ایچ۔ڈی، ڈگری کے لئے ہندوستانی آرٹ پر ریسرچ مرکز کے طور پر اس مرکز کو تسلیم کیا ہے۔

صدسالہ اور سالانہ تقریبات

بھارتی حکومت کی اہم سرگرمیوں میں ایک سرگری کا تعلق ان ممتاز بھارتی شخصیتوں کی صد سالہ تقریبات کا اہتمام کرنا ہے۔ جنہوں نے ملک کی تاریخ اور زندگی پر انمٹ نقوش چھوڑے ہیں ایسی تقریبات کے موقعہ پر حکومت ایک قومی کمیٹی کی تشکیل کرتی ہے جو صدی سال ک دوران سال بھر چلنے والے پروگراموں کا خاکہ تیار کرتی ہے۔ان پروگراموں میں عام طور پر قومی سیمیناروں کا اہتمام، مجسموں کی تنصیب، یادگاری ڈاک ٹکٹ اور سکے کا اجرا جبلی کیشن، نمائش اور دوسری تقریبات شامل ہوتی ہیں۔محکمہ کلچر

رجسٹرڈ رضا کار تنظیموں کو بھی مالی امداد دیتا ہے تاکہ وہ ان سرکردہ شخصیتوں کی صدسالہ تقریبات منا سکیں۔ جن کی صدسالہ تقریبات کا اہتمام حکومت نے نہیں کیا تھا۔

گاندھی سمرتی اور درشن سمیتی

محکمہ ثقافت نے 1984 میں گاندھی اسمرتی اور درشن سمیتی قائم کی تھی۔ اس کا قیام خاص طور پر قومی یادگار جہاں گاندھی نے جام شہادت نوش کیا تھا اور جواب گاندھی اسمرتی کے نام سے مشہور ہے اور راج گھاٹ پر تصویروں کی مستقل نمائش جواب گاندھی درشن کہلاتی ہے کو برقرار رکھنے اور اس کی دیکھ بھال کرنے کے لئے عمل میں آیا تھا۔ گاندھی درشن 1969 میں گاندھی جی کے صد سالہ یوم پیدائش پر عالم وجود میں آیا تھا۔ یہ ادارہ گاندھی، فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور قومی یک جہتی پر کئی کتابیں شائع کر چکا ہے۔ یہ ایک سہ ماہی نیوز لیٹر شائع کرتا ہے اور سالانہ گاندھی میموریل لکچر کا اہتمام کرتا ہے جس میں بھارت اور بیرون ملک کے دانشور شرکت کرتے ہیں۔

30 جنوری مارگ پر واقع گاندھی اسمرتی اب قومی یادگار ہے۔ اس میں گاندھی جی کی زندگی کے آخری 144 دنوں کی یادیں محفوظ ہیں جواب قومی ورثہ کا حصہ بن چکی ہیں۔ گاندھی درشن گاندھی جی پر ایک جامع نمائش پیش کرتا ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد انسٹی ٹیوٹ آف ایشین اسٹڈیز

ایشیائی مطالعات کا مولانا ابوالکلام آزاد انسٹیٹیوٹ، جو وزارت کلچر کے زیر انتظام ہے مولانا ابوالکلام آزاد کی حیات اور کارناموں اور 19 ویں صدی کے وسط سے ایشیا میں سماجی، ثقافتی، سیاسی اور معاشی تحریک کے مطالعہ کے لئے تربیت اور تحقیق کا مرکز ہے۔ اس انسٹی ٹیوٹ کی ایک لائبریری بھی ہے جس میں کتابوں، اخبارات، تصاویر، جدید بھارت کی سیکولر روایات اور 19 ویں صدی کے اہم واقعات سے متعلق اہم مواد بھی موجود ہیں۔ انسٹی ٹیوٹ نے مولانا ابوالکلام آزاد کی سابق رہائش گاہ پر ایک نجی میوزیم بھی کیا ہے۔ جو ممتاز لیڈر اور مفکر کی حیثیت سے مولانا آزاد کی حیات اور کارناموں کو اجاگر کرتا ہے۔

گاندھی امن انعام

مہاتما گاندھی کے 125 ویں یوم پیدائش یعنی 2 اکتوبر 1994 کو بھارتی حکومت نے دنیا بھر میں گاندھیائی افکار ونظریات کی اہمیت کو فروغ دینے اور ان کی حوصلہ افزائی کے لئے بین الاقوامی گاندھی امن ایوارڈ قائم کیا تھا۔ یہ ایوارڈ نقد ایک کروڑ روپے ایک توصیفی سند اور یادگاری لوح پر مشتمل ہے انعام دینے کا فیصلہ وزیر اعظم کی سربراہی میں پانچ رکنی جیوری کرتی ہے۔ پہلا گاندھی امن انعام، تنزانیہ کے سابق صدر ڈاکٹر جولیس کے نیریرے کو دیا گیا تھا۔ 1999 کا ایوارڈ 14 جنوری 2000 کو صدر نے مشہور گاندھی وادی مرلی دھر دیوی داس آمٹے (بابا آمٹے) کو دیا۔

بھارت کی تقریبات

حکومت بھارت نے برطانیہ، امریکا، فرانس، سوویت یونین (سابق)، سویڈن، جرمنی، چین، جاپان اور تھائی لینڈ میں فیسٹول آف انڈیا کو اہتمام کیا۔ جواب میں سوویت یونین فرانس، سویڈن، جاپان، چین اور تھائی لینڈ کے فیسٹول بھارت میں منعقد ہوئے۔ ہندوستان میں جرمنی فیسٹول چل رہا ہے جو اکتوبر 2000 سے مارچ 2001 تک چلے گا۔

7۔ سائنس اور ٹکنالوجی میں ترقی

پراچین کال کی حصولیابی سے لیکر موجودہ صدی کی عظیم کامیابیوں تک بھارت کی امتیازی سائنسی روایات رہی ہیں۔ موجودہ
صدی کے دوسرے نصف عرصہ کے دوران بڑی حد تک خالص تحقیق پر زور دیا گیا ہے۔ آزادی ملنے کے وقت سائنس اور تکنالوجی
کا ہمارا ڈھانچہ ترقی یافتہ ملکوں کے مقابلہ میں نہ تو مضبوط ہی تھا اور نہ ہی منظم تھا جس کی وجہ سے ہمیں آزادی کے بعد کے ابتدائی
برسوں کے دوران دیگر ممالک میں دستیاب عمارتوں اور دفتروں پر تکیہ کرنا پڑا۔ گزشتہ چار دہوں میں قومی ضروریات کے مطابق
ایک ڈھانچہ اور صلاحیت کی تخلیق کی گئی جس کے نتیجہ میں دوسرے ملکوں پر ہمارے انحصار میں کمی آئی۔ چھوٹی صنعتوں سے لیکر انتہائی
جدید صنعتوں تک کا قیام عمل میں لایا گیا جو طرح طرح کی ضروریات، خدمات ور مصنوعات کا احاطہ کرتی ہیں۔

سائنس اور ٹکنالوجی کا بنیادی ڈھانچہ

ہندوستان میں سائنس اور ٹکنالوجی کی سرگرمیوں کی مندرجہ ذیل زمرہ بندی کی جاسکتی ہے۔ (I) مرکزی حکومت (II) ریاستی
حکومتیں (III) اعلیٰ تر تعلیم کا شعبہ (IV) پبلک اور پرائیویٹ سیکٹر کی صنعت اور (V) غیر منافع بخش ادارے / انجمنیں (ایسوسی
ایشنز) ملک میں ریسرچ اور ڈولپمنٹ کا جو کام ہو رہا ہے ان میں یہ ادارہ جاری ڈھانچے اپنی ریسرچ لیباریٹریوں کے ساتھ سب
سے زیادہ اعانت کر رہے ہیں۔ یہ ہیں سائنسی اور صنعتی ریسرچ کی کونسل، زراعتی ریسرچ کی انڈین کونسل، میڈیکل ریسرچ کی
انڈین کونسل اور مختلف محکموں / وزارتوں کی محکمہ جاری لیباریٹریاں مثلاً محکمہ ایٹمی توانائی، محکمہ الیکٹرانکس، محکمہ خلاء، محکمہ سمندری ترقی،
دفاعی تحقیق و ترقی کی تنظیم، وزارت ماحولیات و جنگلات، غیر روایتی توانائی کے وسائل کی وزارت، اور وزارت سائنس و ٹکنالوجی۔
ان کے علاوہ لگ بھگ 1200 ریسرچ اور ڈولپمنٹ کی یونٹیں صنعتی اداروں میں موجود ہیں جو کہ اپنی متعلقہ صنعتوں میں ریسرچ
کے کام میں مدد دے رہی ہیں۔ ریاستی حکومتوں کے تحت زراعتی یونیورسٹیاں ان کے تحقیقی مرکزوں کے ساتھ قائم کی گئی ہیں۔

ٹکنالوجی پالیسی بیان

ٹکنالوجی پالیسی بیان (ٹی پی ایس) 1983 میں تیار کیا گیا تھا جس کا بنیادی مقصد دیسی ٹکنالوجی کو ترقی دینا اور درآمد ٹکنالوجی
کو قومی ترجیحات اور دستیاب وسائل کے مطابق مناسب طور پر استعمال کرنا اور بروئے کار لانا تھا۔ اس کا مقصد تکنیکی مہارت اور
خود کفالت حاصل کرنا۔ دیسی تکنیکوں کے فروغ پر توجہ مرکوز کرنے اور ٹکنالوجی شعبے میں ہندستان کو خود کفیل اور مقابلہ جاتی بنانے
کے لئے ٹکنالوجی پالیسی بنائی جارہی ہے

سائنس اور ٹکنالوجی محکمہ کے سائنسی پروگرام

1971 میں قائم کئے گئے محکمہ سائنس و تکنالوجی نے جو پالیسی بیانات اور نگراں اصول بنائے ان سے سائنس اور ٹکنالوجی
کے ان شعبوں میں تال میل کا طریقہ فراہم ہوا۔ جن میں بہت سے اداروں اور محکموں کو دلچسپی ہے اور کافی مہارت بھی حاصل
ہے۔ اس کی جانب سے سائنسی ریسرچ اور پیشہ ورانہ اداروں کو امداد بھی دی جاتی ہے اس محکمہ کی سرگرمیوں کی نوعیت تال میل پیدا

کرنے والی ہے۔

تحقیق وترقی کے پروگرام

سائنس وٹکنالوجی کا محکمہ سائنس اور ٹکنالوجی کے مختلف موضوعات میں تحقیق وترقی (آر اینڈ ڈی) کے صف اول کے اور ترجیحی شعبوں کی نشاندہی اور فروغ کے سلسلہ میں نازک کردار ادا کررہا ہے۔ یہ کام مشاورتی ادارہ سائنس وانجنیئرنگ تحقیق کونسل (ایس ای آرسی) کے ذریعہ کیا جارہا ہے جو کہ اعلیٰ تعلیم کے اداروں میں آئی آئی ٹی، یونیورسٹیوں اور قومی لیباریٹریوں اور صنعت کے ممتاز سائنسدانوں اور ماہرین ٹکنالوجی پر مشتمل ہے۔ یہ کونسل اپنی مشاورتی کمیٹیوں کے ذریعہ نہ صرف تجاویز پر غور کرنے کے لئے محکمہ کو مدد دیتی ہے بلکہ ٹھوس اقدام کے لئے ریسرچ اور ڈولپمنٹ کے نئے اور بین ماحولیاتی شعبوں کی نشاندہی بھی کرتی ہے۔ مشاورتی کمیٹیوں کی مدد سے یہ کونسل مختلف موضوعات سے تعلق رکھنے والے زیر عمل انفرادی پروجیکٹوں کی پیشرفت کی نگرانی بھی کرتی ہے اور مربوط اور ملے جلے اقدامات کا جائزہ بھی لیتی ہے۔ محکمہ ہذا میں ہر سال 1000 پروجیکٹ تجاویز برائے غور وخوض موصول ہوتی ہیں جن میں سے زیادہ تر بنیادی سائنس اور انجینئرنگ ریسرچ سے تعلق رکھتی ہیں۔ 2000-1999 کے دوران 217 ریسرچ پروگراموں کو مالی امداد کی منظوری ملی۔

آزادی کی پچاسویں سالگرہ کے موقع پر محکمہ ہذا نے سورج جینتی فیلوشپ اسکیم 30-40 سال کی عمر کے سائنسدانوں کے ذہین سائنسدانوں کو اپنے مخصوص شعبوں میں ریسرچ کرنے کا موقع فراہم کرنے کے لئے شروع کیا۔ 1999 کے دوران 6 نوجوانوں سائنسدانوں کو فیلوشپ دی گئی۔

بنیادی ڈھانچوں کا فروغ

چھٹے منصوبے کی مدت میں شروع کئے اعلیٰ ترجیحی شعبوں میں تحقیقات کو بڑھاوا آئی آر ایچ پی اے نے سائنس اور انجینئرنگ کے چنندہ شعبوں میں اساسی سہولیات اور تحقیقی صلاحیتوں کو مضبوط کرنے میں مدد کی ہے۔ اس پروگرام کے تحت ایک بہترین سائنس داں کے چاروں طرف اکائیوں/کورگروپوں اور قومی تحقیقاتی سہولتوں کو مہیا کیا جاتا ہے۔ جو اس شعبے میں تحقیقی سرگرمیوں کو بڑھاوا دینے کے لئے نقطہ ماسکہ ہوتے ہیں۔

آر ایس آئی سی (علاقائی جدید ترین آلات مرکز) اور ایس آئی ایف (جدید آلات سہولت مرکز) کے قیام کے پروگرام کے تحت یونیورسٹیوں، تحقیقی وترقی تجربہ گاہوں اور صنعتوں میں کام کررہے سائنس دانوں کو جدید ترین تجزیاتی آلات کی سہولت مہیا کرائی جاتی ہے۔ سات اداروں میں آر ایس آئی سی کو تعاون دیا جارہا ہے۔ یہ ہیں آئی ٹی آئی چنئی، آئی آئی ٹی ممبئی، بوس انسٹی ٹیوٹ کلکتہ، سی ڈی آر آئی لکھنؤ، پنجاب یونیورسٹی، چنڈی گڑھ، این ای ایچ یو شلانگ، اور ناگپور یونیورسٹی ناگپور۔ تحقیق اور جانچ کا نیا جدید ترین آلات مرکز ولبھ ودیانگر، گجرات میں قائم کیا گیا ہے۔ ایس۔ آئی۔ ایف۔ آئی۔ ایس بنگلور، اے آئی آئی ایم ایس نئی دہلی اور گوہاٹی یونیورسٹی گوہاٹی سے کام کررہے ہیں۔ اس کے علاوہ رڑکی یونیورسٹی رڑکی کے پروگراموں کے تحت ای۔ پی۔ ایم۔ اے سہولیات کو بھی تعاون دیا جارہا ہے۔

انسانی وسائل کا فروغ

محکمہ ہذا نئے ٹیلنٹ کی پہچان کے لئے بھی مختلف پروگراموں میں تعاون دیتا ہے اور سائنس وٹکنالوجی کے ترقی یافتہ شعبوں میں تحقیق کے لئے فیلوشپ کے طور پر مالی امداد فراہم کرتا ہے۔ محکمہ ریسرچ اسکالروں کے تربیتی پروگرام، موسم گرما اسکول اور رابطہ

پروگرام چلاتا ہے۔ جن پروگراموں کو تعاون دیا گیا ہے وہ ہیں۔ بایوسکاٹ (BOYSCAST)، فیلوشپ، ایس۔ای۔آر۔سی طلبا فیلوشپ وغیرہ۔ بایوسکاٹ فیلوشپ کے تحت 41 نوجوان سائنس دانوں کو غیر ملکوں کے تجربہ گاہوں کے کام کے لئے منتخب کیا گیا۔ گریجویٹ سطح کے طلبا کو بھی فیلوشپ دی جاتی ہے تاکہ انہیں بہترین ریسرچ تجربہ گاہوں میں کام کا تجربہ حاصل ہو سکے۔

نوعمر سائنس داں ترغیبات اسکیم (کشور وگیانک پروتساہن یوجنا) نام کی ایک نئی اسکیم شروع کی گئی ہے۔ جس کا مقصد سکنڈری اسکول رکالج سطح پر ہونہار نوجوانوں کو متحرک کرنا اور انہیں سائنس کے میدان میں اپنا پیشہ منتخب کرنے کے لئے تیار کرنا ہے۔ اسکول سطح پر مقابلوں کے انعقاد کے ذریعہ ذہانت کو تلاش کیا جائے گا اور منتخب ہونہار لوگوں کو تلاش فیلوشپ روظیفہ تب تک دیا جائے گا جب تک وہ سائنس میں پوسٹ گریجویٹ ڈگری حاصل نہ کرلیں۔ سائنس اور ٹکنالوجی کے چنندہ شعبوں میں تربیت یافتہ لوگوں کو تیار کرنے کے لئے تربیت پروگرام، موسم گرما رسرما اسکول چلائے گئے جس میں نظریاتی علم کیمیا، علم ارضیات، علم فلکیات، فلکیاتی فزکس، لیزر اور علم بصریات، ایٹمی اور مالیکولر فزکس مضامین کے لئے منتخب کیا گیا۔ تعلیمی اداروں اور قومی تحقیقات وفروغ تجربہ گاہوں میں کام کرنے والے 396 ہندوستانی سائنس دانوں کو مالی امداد فراہم کی گئی تاکہ وہ بین الاقوامی سمینار رکانفرنسوں میں حصہ لے سکیں۔

ٹکنالوجی ترقی اور متعلقہ پروگرام

محکمہ، صنعتوں اور سماجی۔ اقتصادی وزارتوں کے تعاون سے ٹکنالوجی کے فروغ کے پروگراموں کو پہچان کرنے، باضابطہ بنانے اور نفوذ کے لئے ترغیبی عامل کا کام کرتا ہے۔ اس سمت میں محکمہ کی کوششوں کے نتیجے میں ٹکنالوجی کے ابھرتے ہوئے شعبوں میں کثیر ادارہ جاتی پروگراموں کی شروعات ہو پائی۔ محکمہ سائنس و ٹکنالوجی کی جانب سے شروع کئے گئے چار اقدامات یہ ہیں: ایڈوانسڈ کمپوزٹس، فلیش ڈسپوزل اور استعمال، انسٹرومنٹ ڈیولپمنٹ ایڈوانسڈ میٹر یلڈ کریٹکل ٹکنالوجی اور چینی کی پیداوار کی ٹکنالوجی۔

1983 کے ٹکنالوجی پالیسی بیان اور ٹکنالوجی پالیسی پر عملدرآمد کمیٹی کی سفارشات کی روشنی میں محکمہ نے ایک خود مختار ادارہ۔ ٹکنالوجی انفارمیشن اینڈ فورکاسٹنگ اسسمنٹ کونسل (ٹکنالوجی کے بارے میں اطلاعات اور پیش گوئی کا جائزہ لینے والی کونسل ٹی آئی ایف اے سی) قائم کی ہے۔ ٹی آئی ایف اے سی کے خاص مقاصد ہیں ٹکنالوجی فورکاسٹنگ (ٹی ایف) ٹکنالوجی اسسمنٹ (ٹی اے) اور ٹکنو مارکیٹ سروے (ٹی ایم ایس) دستاویز تیار کرنے اور ایک ٹکنالوجی رانفارمیشن سسٹم پیدا کرنا ہے۔ ٹکنالوجی فورکاسٹنگ رٹکنالوجی اسسمنٹ (ٹی ایف رٹی اے) مطالعات انسانی بستیوں کی منصوبہ بندی رتعمیراتی ٹکنالوجی اور مہارتوں، چینی کی صنعت فولادی سامان کی ٹکنالوجی آٹومیٹک مشینری اور پروڈکشن سسٹم، فاؤنڈری کی جدید کاری، توانائی ہائی ویلیوم اسٹنڈرڈ گیس، ہندستان میں صحت اور زراعتی شعبہ میں 2000 تک بائیوٹکنالوجی مصنوعات کے امکانات۔ کیمیاوی کھادوں کے شعبوں میں متعدد مطالعات کئے گئے ہیں اور اب تک لگ بھگ 150 رپورٹیں شائع کی گئی ہیں۔ ٹی آئی ایف اے سی نے سرفیس انجینئرنگ اور ہائی پرفارمنس کمپیوٹیشنل سہولیات کے سلسلہ میں بھی نئے اقدامات کئے ہیں۔ جن میں ٹکنالوجی ویژن پر 25 دستاویزوں کی سیریز اور مختلف شعبوں میں سائنس و ٹکنالوجی پر 16 دستاویزوں کی سیریز شامل ہے۔

ٹی آئی ایف اے سی کی ایک اہم سرگرمی کا تعلق گھریلو ٹکنالوجیوں کو فروغ دینا ہے جن سے ریسرچ اداروں اور صنعت کے مابین دیسی ٹکنالوجی کو تجارتی پیمانہ پر استعمال کرنے کے سلسلے میں مستحکم تال میل پیدا کرنے سے ہے۔ لگ بھگ 20 پروجکٹوں پر عمل شروع ہو چکا ہے۔ اور ان میں سے چار کامیابی کے ساتھ منتقل بھی ہو چکی ہے دیگر 15 پروجیکٹ پر کام چل رہا ہے۔

ٹی آئی ایف اے سی کی ایک براں اورانوکھی حالیہ حصولیابی طویل المیعاد ٹکنالوجی پیش گوئی رپورٹوں سے تعلق رکھتی ہے جس کو ٹکنالوجی ویژن 2020 کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ یہ رپورٹیں ٹکنالوجی کے 16 شعبوں کا احاطہ کرتی ہیں جن کے نام یہ ہیں۔ ایگرو فوڈ پروسیسنگ، شہری ہوابازی، بجلی، آبی راستوں، سڑکوں پر آمدورفت، خوراک وزراعت صحت کی دیکھ بھال، حیاتیاتی سائنس اور بائیو ٹکنالوجی، ایڈوانسڈ سنسر، انجینیئرنگ صنعتیں، میٹریل اور پروسیسنگ خدمات، نوجی نوعیت کی صنعتیں، الیکٹرانکس اور مواصلات، کیمیکل پروسیس صنعتیں، اور ٹیلی مواصلات، ان کے علاوہ ایک رپورٹ کا تعلق ڈرائیونگ فورسز، اہمی ڈینمز سے ہے۔

ٹی آئی ایف اے سی نے ایک پیٹنٹ سہولیات کا ایک سیل قائم کیا ہے جس کا خاص مقصد تحقیقاتی اور ترقیاتی پروگراموں کی حوصلہ افزائی کے معاملے میں پیٹنٹ معلومات فراہم کرنا۔ ملک کے سائنس دانوں اور ٹکنالوجی کے ماہرین کو منتقل سہولیات فراہم کرنا۔ ذہنی سرمایہ حقوق کے شعبوں میں سرگرمیوں پر نظر رکھنا، پیٹنٹ کے بارے میں بیداری پیدا کرنا اور معلومات دینا۔ ٹرپس معاہدے اور عالمی تجارتی تنظیم کے تحت دیگر معاہدوں سے متعلق پالیسی سازی مطالعات اور تجزیات کرنا بھی ہے۔ سیل نے 50 بیداری ورکشاپ کا انعقاد کیا جس میں 100 سے زیادہ یونیورسٹیوں، 100 حکومتی وترقیاتی اداروں اور 125 صنعتوں کے تقریباً 5,000 سائنس دانوں اور ٹکنالوجسٹ کو اس بارے میں بتایا گیا۔ اس بارے میں 71 پیٹنٹ درخواست داخل کی گئی ہیں۔ پیٹنٹ سہولیات کے سیل نے دوسی ڈی روم ڈیٹابیس بھی نکالے ہیں۔ اکاسوا-A بھارت میں دائر پیٹنٹ درخواستوں کے بارے میں ہے۔ جب کہ اکاسوا B پیٹنٹ منظوری اور اعتراضات کی معلومات سے متعلق ہے۔ ان ڈسکوں میں 1995 کے بعد کے ڈاٹا ہیں۔ اس کے علاوہ آئی۔ پی۔ آر بلیٹن کے سات شمارے نکالے جاچکے ہیں۔

کونسل نے سی۔ ایم۔ سی لمیٹیڈ کے ساتھ مل کر کام کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ تاکہ انفارمیشن ٹکنالوجی کے شعبے اور انٹرنیٹ کے ذریعہ ملک گیر نٹ ورک میں ان کے تجربے کا فائدہ حاصل ہوسکے۔ ٹیفیک لائن خدمات اب آن لائن کے ذریعہ بڑے شہروں جیسے۔ بنگلور۔ دلی، چینئی، حیدرآباد، ممبئی، اور کلکتہ میں سی۔ ایم۔ سی کے اٹڈ ونٹ سے دستیاب ہے۔ کونسل اور سی۔ ایم۔ سی نے دنیا بھر میں ٹکنالوجی کے حصول کے لئے نیا ڈیٹابیس بنایا ہے۔ ڈیٹابیس میں ابھی 4,400 ریکارڈ ہیں، جن میں دنیا بھر میں فوری طور پر فراہم رمنتقل ہوسکنے والی ٹکنالوجی اطلاعات ہیں۔ کونسل نے آسیان ویٹرو، اور آئی۔ اے۔ ٹی۔ اے۔ ایف۔ آئی کے ساتھ بین الاقوامی تعلقات بھی قائم کئے ہیں۔ اس کے علاوہ کونسل صنعتی ایسوسیشن۔ جیسے سی۔ آئی۔ آئی۔ ایسوچیم، فکی سے مختلف امور پر رابطہ بنائے ہوئے ہیں۔

کاروباری اداروں میں نئے پن کو بڑھاوا دینے کے لئے ایک نئی سورن جینتی شروعات "ٹیکنو پرینور پروموشن پروگرام" ٹی۔ ای۔ پی۔ پی شروع کی گئی ہے۔ ٹی۔ آئی۔ پی۔ پی کا خاص زور ہندوستانی کاروباریوں میں چھپی ہوئی جدت کاری کی صلاحیت کو باہر نکالنا ہے۔ اس کے تحت انفرادی جدت کاروں کے ڈیزائن رخیالات رتلاش وجستجو رمعلومات کو کام کررہے ماڈل پروٹوٹائپ ر پائلٹ پلانٹوں میں بدلنے کے پروجیکٹوں میں تعاون دیا جاتا ہے۔ مالی امداد کے ساتھ ساتھ یہ بھی کوشش رہے گی کہ ان کو مناسب تحقیق وترقی کے لئے سہولیات اور مہارت سے واقف کرایا جائے ان کو پیٹنٹ تلاش کرنے یا پیٹنٹ دائر کرنے میں مدد کی جائے، پیشہ وارانہ طور پر ابھرنے کے لئے مالی اداروں سے جڑنے میں مدد کی جائے۔

محکمہ سائنس وٹکنالوجی (ڈی ایس ٹی) اپنی ڈرگس اور فارمیسوٹیکل ریسرچ اسکیم کے تحت مشترکہ تحقیق وترقی پروجیکٹوں کی حمایت کرتا ہے جو کہ دواساز کمپنیوں اور اکیڈمک رقومی اداروں کی جانب سے پیش کئے گئے ہوں۔ یہ اشتراک سائنس، تکنیکی، اور مالی تمام سطحوں پر ہونا چاہئے جس میں سرکاری سرمایہ سے ہونے والی تحقیق وترقی کے اخراجات ڈی ایس ٹی کی جانب سے ادا کئے جائیں گے۔ یہ اسکیم تمام طریقہ ہائے علاج ایلوپیتھک، آیورویدک، ہومیوپیتھک اور یونانی کا احاطہ کرتی ہے۔

ٹکنالوجی ترقیاتی بورڈ

ستمبر 1996 میں ٹیکنالوجی ترقیاتی بورڈ قائم کیا گیا تھا۔ یہ بورڈ صنعتوں اور دیگر ایجنسیوں کو مالی امداد فراہم کرتا ہے تاکہ وہ دیسی ٹکنالوجی کی ترقی اور وسیع تر استعمال کا کام کرسکیں۔ بورڈ نے اب تک کل ملاکر 11 ریاستوں میں پہلے 43 کاروباری اداروں اور بشمول دوا ایجنسیوں کے 55 سمجھوتوں پر دستخط کیے ہیں۔ جن کی مجموعی لاگت 639.99 کروڑ روپے تھی جس میں 249.06 کروڑ روپے بورڈ نے دیئے تھے۔ ان پروجیکٹوں میں دوائیں اور فارمیسیوٹیکل، انجینئرنگ اور الیکٹرانکس، کیمکلز اور لبری کینٹ، بائیوٹکنالوجی، پاور کیبل، ٹیلی مواصلات نقل وحمل توانائی تضیع کے صحیح استعمال وغیرہ شامل ہیں۔

نیشنل اکریڈیٹیشن بورڈ فار ٹیسٹنگ اینڈ کیلبریشن لیبارٹریز (NABL)

جانچ اور پیمانہ بندی تجربہ گاہوں کے لئے قومی اکریڈیشن بورڈ کا رجسٹریشن 12 اگست 1998 سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ کے تحت سوسائٹی کے طور پر کیا گیا۔ ماہرین کے ذریعہ جانچ پڑتال وتجزیہ کے بعد بورڈ نے جانچ اور پیمانہ بندی تجربہ گاہوں کی تصدیق کرنے وتسلیم کرنے کا عمل جاری رکھا۔ اب تک بورڈ نے 186 جانچ تجربہ گاہوں اور 87 پیمانہ بندی تجربہ گاہوں کوتسلیم کیا ہے۔ اور 145 جانچ تجربہ گاہوں اور 75 پیمانہ بندی تجربہ گاہوں کی جانچ پڑتال کرلی ہے۔ بورڈ ایک سہ ماہی رسالہ این۔ اے۔ بی۔ ایل۔ نیوز بھی شائع کرتا ہے۔

سماجی واقتصادی ترقی کے لئے سائنس اور ٹکنالوجی پروگرام

محکمہ سائنس وٹکنالوجی نے ایسے مخصوص پروگراموں کو بنانے اور ان کے نفاذ کے لئے اپنے کو وقف کررکھا ہے جس کے تحت معیار زندگی میں بہتری پیدا کرنا، خاص کر سماج کے پسماندہ طبقات کے لئے سائنس وٹکنالوجی کے استعمال کو فروغ دیا جاتا ہوتا ہے۔ جن شعبوں میں نمایاں حصولیابیاں حاصل کی گئی ہیں وہ ہیں: عورتوں کے لئے ٹکنالوجی پارکوں کا قیام، کفایتی مکانات اور صفائی ستھرائی، زمین، پانی اور سطح کا متحدہ منتظمہ، پہاڑی علاقوں میں بایوماس مستقل استعمال اور ماحولیات کا تحفظ وبحالی، مٹی کے برتن بنانے کے طریقہ کار میں اصلاح، لوہے کے کام کے طریقے میں اصلاح، چمڑے کے پیداواری عمل میں اصلاح، زرعی پیداوار میں بہتری کے لئے کسان مزدوروں (شیڈولڈ کاسٹ کے نوجوانوں) کو جدید زرعی آلات کے استعمال کی تربیت، زراعت رخی کم لاگت والی ''اجولا'' حیاتی کھاد (بایوفرٹلائیزر) کے طور پر استعمال کی تکنیک، میل گھاٹ علاقے میں پن دھارا کے فروغ کے ذریعہ شیڈولڈ ٹرائب کے معیار زندگی میں بہتری پیدا کرنا وغیرہ۔

محکمہ ہذا 1982ء میں قائم کیے گئے اپنے قومی سائنس وٹکنالوجی انٹرپرینورشپ ڈولپمنٹ بورڈ (این ایس ٹی ای ڈی بی) کے تحت سائنس اور ٹکنالوجی کے ذریعہ کاروبار کے فروغ اور روزگار کے مواقع پر پیدا کرنے کی متعدد اسکیموں پر عمل کرتی آرہی ہے۔ انٹرپرینورشپ ڈولپمنٹ پروگرام (ای ڈی پی) کے تحت جو کہ پورے ملک میں بورڈ کے ذریعہ چلائے گئے لگ بھگ 19,432 سائنس اور ٹکنالوجی سے منسلک افراد کو تربیت دی جاچکی ہے۔ اس تربیت یافتہ گروپ کے لگ بھگ 14,371 افراد خود اپنا کاروبار قائم کرچکے ہیں۔ ان میں سے ہر یونٹ اوسطاً سات یا آٹھ افراد کو روزگار فراہم کرتی ہے۔ مخصوص ٹکنالوجی کے شعبوں میں بھی ای۔ ڈی پروگراموں پر عمل کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بورڈ کی جانب سے مختلف ٹریڈوں میں مہارت کو فروغ دینے کی ٹریننگ کے پروگرام چلائے جاتے ہیں اور اب تک لگ بھگ 72,000 افراد کو ٹریننگ دینے کے بعد نفع بخش روزگار/خود روزگار کے مواقع فراہم کیے جاچکے ہیں۔

ملک میں ٹکنالوجی ڈولپمنٹ ٹسٹنگ اور کیلی بریشن کے لئے پہلے سے موجود اور شروع کی جانے والی کاروباری اکائیوں کو

سہولیات فراہم کرنے کے لئے سائنس اورٹکنالوجی کے 15 مختلف اداروں میں یا ان کے گردونواح میں سائنس وٹکنالوجی انٹرپری نیور پارک (ایس ٹی ای پی) قائم کئے گئے ہیں جہاں ڈاکومینٹیشن ،کمپیوٹیشن ،اور ٹریننگ وغیرہ کی سہولیات بھی دستیاب ہیں۔ انٹر پری نیورشپ ڈولپمنٹ سیل (ای ڈی سی) کا قیام تعلیمی اداروں میں بھی عمل میں لایا گیا ہے تاکہ سائنس اورٹکنالوجی کے کوالیفائیڈ افراد میں کاروباری جذبہ کو فروغ دیا جاسکے اور خودروزگار راجرت پر روزگار کے دوسرے گوشے پیدا کئے جاسکیں۔

سائنس وٹکنالوجی پری نیورشپ ڈولپمنٹ اسکیم (ایس ٹی ای ڈی ایس) کے تحت 1985 سے 8 پسماندہ اضلاع میں پروجیکٹوں کو زیرعمل لایا جارہا ہے جن کا مقصد وسائل پرمبنی مخصوص علاقوں میں کاروباری مواقع پیدا کئے جائیں۔ ان پروجیکٹوں کے پروجیکٹ ڈائریکٹرز ضلع کی سطح کی تنظیموں سے قریبی تعاون قائم کرکے چھوٹی صنعتوں کے فروغ ،دیہی کاروباری مزاج کے فروغ اور روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے لئے کام کررہے ہیں۔ اس کا مقصد ان لوگوں کی حوصلہ افزائی کرنا ہے جو مستقل انٹرپری نیورشپ ڈولپمنٹ پروگراموں میں حصہ نہیں لے سکے۔ 95-1994ء میں انٹرپری نیورز میں اوپن ٹریننگ پروگرام شروع کیا گیا تھا جس میں احمد آباد کے انٹرپری نیورشپ انسٹی ٹیوٹ آف انڈیا کا اشتراک حاصل تھا اس پروگرام میں 9 مہینوں کی ٹریننگ اور دو مہینوں کی فالو اپ سپورٹ شامل ہیں۔

قدرتی وسائل کے اعدادوشمار کے انتظام کا سسٹم

ضلعی سطح پر موجودہ اعدادوشمار کے انتظام سسٹم کے اصلاح کے لئے قدرتی وسائل کے اعدادوشمار کے انتظام کا سسٹم چلایا جارہا ہے تاکہ مقامی علاقوں کے فروغ اور منتظمہ میں فیصلہ لینے کے عمل آسان ہوسکا۔ 83-1982 میں شروع کئے گئے اس پروگرام میں ملک کے کئی مشہور RBD انسٹی ٹیوٹ اور یونیورسٹیاں اور غیرسرکاری ایجنسیاں مشترکہ طور پر شامل ہیں۔

سائنس وٹکنالوجی کی ریاستی کونسلیں

محکمہ سائنس وٹکنالوجی نے 1980 کے دوران شروع کی گئی سائنس وٹکنالوجی کی ریاستی کونسلوں کی ترقی کی اسکیم کے ذریعہ سائنس اور ٹکنالوجی کو ترقی کے مقاصد کے استعمال کے لئے ریاستوں اور مرکزی علاقوں کی مدد کررہی ہے کونسلوں کے لئے مشاورتی خدمات اور مربوط کوششوں کے ذریعہ اس کی جانب سے کونسلوں کے تنظیمی ڈھانچہ کی تشکیل کے لئے بھی مدد دی جاتی ہے اور ریاستی سائنس وٹکنالوجی پروگراموں کی نشاندہی ،تشکیل اور ان پر عمل درآمد کے لئے بھی مدد دی جاتی ہے۔

سائنس ،مواصلات اور مقبولیت

نیشنل کونسل آف سائنس اینڈ ٹکنالوجی کی تشکیل 15 سال پہلے ہوئی تھی ۔نیشنل کونسل آف سائنس اینڈ ٹکنالوجی (این سی ایس ٹی سی) کے بنیادی مقاصد یہ ہیں کہ عام لوگوں میں سائنس وٹکنالوجی کیمونی کیشن اور سائنس وٹکنالوجی پر مشتمل رجحانات پیدا کئے جائیں۔ اپنے قیام کے وقت ہی سے این سی ایس ٹی سی ملک میں دیسی ٹکنالوجی سمیت سائنس وٹکنالوجی کو مقبول بنانے کے لئے مختلف مواصلاتی طریقوں اور ٹکنالوجیوں کو جن میں روایتی اور غیرروایتی دونوں ہی طریقے شامل ہیں ،استعمال کررہی ہے اور ان کو ترقی بھی دے رہی ہے۔

بچوں کی قومی سائنس کانگریس ایک اہم سرگرمی ہے۔ جس میں ملک بھر سے 17-10 سال کے عمر گروپ کے بچے حصہ لیتے ہیں۔ اس پروگرام کا مقصد بچوں کو اپنے آس پاس کے ماحول ،قریبی معاشرتی اور فطری ماحول سے سائنس سیکھنے کے لئے حوصلہ افزائی کرنا اور ایسا اسٹیج فراہم کرنا ہے ،جہاں پر بچے سائنس دانوں سے مل کر اپنے سوالوں کے جواب پاسکیں اور تخلیق اور تعمیر میں

حصہ لے سکیں۔ اس پروگرام میں بچوں کو اوسطاً 5-5 کے گروپ میں بانٹا جاتا ہے۔ یہ گروپ مقامی معاملوں سے متعلق سائنسی پروجیکٹ پر کام کرتے ہیں۔ وہ اساتذہ/سائنس کارکنوں کے رہنمائی میں کام کرتے ہیں اور اپنی تحقیق کو اسکول/ بلاک، ریاست اور قومی سطح کی کانفرنس میں پیش کرتے ہیں۔ 1999 میں قومی چلڈرن سائنس کانگریس، گوا میں منعقد ہوئی تھی۔

سائنس کے علم کو حاصل کرنے کو دلچسپ بنانے کے لئے مڈل اسکولوں کے سائنسی اسباق سے متعلق ہاتھوں سے کی جانے والی سرگرمیوں کا ماڈل بنایا گیا ہے۔ سائنس کو لوگوں میں مقبول بنانے اور ان میں سائنسی سوچ پیدا کرنے کے لئے ''سائنس جتھا'' کے پروگراموں کو بھی تعاون دیا جارہا ہے۔ قومی سائنس سوال جواب پر 27 کڑیوں کا ایک ٹی وی سیریل اسٹار پلس پر نشر کیا گیا عام لوگوں کے کئے سائنس سے متعلق ایک دوسرا سیریل ''وگیان کی راہیں'' دوردرشن سے پیش کیا گیا اس کی تخلیق این سی ایس ٹی سی نے کی تھی۔

وگیان پرسار

وگیان پرسار کا قیام 1989 میں عمل میں آیا تھا تاکہ بڑے پیمانے پر سائنس کو مقبول بنانے کے پروگراموں کو زیر عمل لایا جاسکے۔ عوامی ذرائع ابلاغ کے ذریعہ اسکو عوام تک پہنچانے کی زوردار کوشش کی جارہی ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ سائنس کلبوں کے قیام کے ذریعہ سائنسی بیداری پیدا کرنے اور سائنسی طریقوں کو رواج دینے کی کوشش بھی کی جارہی ہیں۔ اس صدی کے آخری سورج گرہن کے موقع پر ایک سی ڈی روم بنایا جارہا ہے۔ جس کا تعلق گرہنوں سے ہے۔ وگیان پرسار نے ایک ماہانہ خبرنامہ ''ڈریم 2047'' بھی جاری کیا ہے جن میں وگیان پرسار کی سرگرمیوں او پروگراموں پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ وگیان پرسار نیٹ ورک سائنس کلبوں، سوسائٹیوں، تنظیموں میں تال میل پیدا کرتا ہے جو پہلے سے ہی موجود ہیں اور سرگرمی سے کام کررہی ہیں یا جن کا قیام جلد ہی عمل میں آنے والا ہے۔

سائنس وٹکنالوجی وسائل کی معلومات

سائنس وٹکنالوجی کا محکمہ، سائنس وٹکنالوجی کی سرگرمیوں کے تعلق سے مسلسل وسائل کے بارے میں وہ معلومات فراہم کرتا ہے جو افرادی قوت اور مالی وسائل دونوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ بھارت میں تحقیقی وترقیاتی اداروں کے جدید ڈائرکٹری میں اور مرکزی حکومت کے دوسرے محکموں، ریاستی حکومتوں، اور پبلک وپرائیویٹ سیکٹر کی صنعتوں کی ریسرچ و ڈولپمنٹ کی یونٹوں، یونیورسٹیوں، قومی سطح کے اداروں اور نجی سیکٹر کے سائنسی اور صنعتی تنظیموں کے لگ بھگ 2900 سائنس وٹکنالوجی کے اداروں کا احاطہ کرتا ہے۔

بین الاقوامی تعاون

بین الاقوامی سائنسی وتکنیکی اشتراک تین سطحوں پر ہوتا ہے یعنی ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک کے ساتھ باہمی اشتراک، علاقائی اشتراک، جیسے سارک، آسیان اور بی آئی۔ ایم ایس۔ ٹی ملکوں کے ساتھ اور نیم سائنس وٹکنالوجیکل مراکز، کوسٹ، یونیسکو وغیرہ کے ساتھ متعدد فریقی اشتراک۔ بھارت کا فرانس، جاپان، روس وغیرہ کے علاوہ دنیا کے 53 ممالک کے ساتھ باہمی سائنسی اور ٹکنالوجیکل اشتراک ہے۔ ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک کے ساتھ سائنس اور ٹکنالوجیکل اشتراک کے چل رہے پروگراموں کے علاوہ پرتگال اور ملیشیا کے ساتھ باہمی سرکاری معاہدے ہوئے ہیں۔ بھارت۔ یوروپی یونین اطلاعات اور ٹکنالوجی پہل کے بارے میں بات چیت کرنے کے لئے برسلس میں مشترکہ میٹنگ ہوئی۔ سائنس اور ٹکنالوجی کے ان شعبوں کے بارے میں بات چیت ہوئی۔ جن میں دونوں فریقوں کو دلچسپی تھی۔ بھارت اور یوروپی یونین کے درمیان امکانی معاہدے پر بھی بات چیت ہوئی۔

یوروپی یونین کے 2000-1998 کے پانچویں فریم ورک پروگرام کے تحت بھارت کی حصہ داری جاری رکھنے کی بھی بات چیت ہوئی۔اس پروگرام کے تحت ترقی پذیر ملکوں میں یوروپی یونین کا اشتراک رہا۔

موسمیاتی خدمات

بھارت کا موسمیات کا محکمہ (آئی ایم ڈی) 1875ء میں قائم کیا گیا تھا۔موسمیات، زلزلہ اور متعلقہ امور کے سلسلہ میں یہ قومی موسمیات رویس اور صف اول کی سرکاری ایجنسی ہے۔اس کی یونٹیں ملک بھر میں ہیں جو کہ موسمی حالات اور زلزلہ کے بارے میں معلومات جمع کرتی رہتی ہیں اور مختلف قسم کی موسمی خدمات انجام دیتی ہیں۔اس کے خاص مقاصد ہیں۔موسم سے تعلق رکھنے والی سرگرمیوں اور خدمات کے فائدہ کے لئے موسمی حالات کے بارے میں اطلاعات فراہم کرنا، ان میں ہوابازی، جہاز رانی، زراعت، آبپاشی، ساحلی علاقوں میں تیل کی کھوج اور صنعتیں شامل ہیں۔محکمہ ہذا شدید موسمی زنان مثلاً سمندری طوفان، آندھیوں، بھاری بارش، ٹھنڈی اور گرم لہروں کے بارے میں بھی وارننگ دیتا ہے جن سے جانی اور مالی نقصان ہوتا ہے۔اس کے علاوہ موسمی معلومات فراہم کرتا ہے۔زلزلوں کو ریکارڈ کرتا ہے اور موسمیات میں ریسرچ کو فروغ دیتا ہے۔پورے ملک میں محکمہ ہذا نے جدید رصد گاہیں قائم کی ہیں اور مواصلات کا جال بچھا رکھا ہے۔

ان سیٹ 2 ای سیارچہ سے اعداد وشمار حاصل کرنے اور ان کی اپ گریڈنگ کے لئے ان سب موسمیات کے اعداد وشمار اپنے گریڈنگ سسٹم کو بہتر بنایا جارہا ہے۔

نیشنل سیمالوجیکل ڈاٹابس سینٹر (NSDC) (قومی علم زلزلیات اعداد وشمار مرکز) کا قیام محکمہ موسمیات، نئی دلی میں کیا گیا ہے۔اس کا کام زلزلیاتی اعداد وشمار کو اکٹھا کرنا اور تجزیہ کرنا ہے۔جزیرہ نما علاقوں میں علم زلزلیات سے متعلق رصد گاہوں کی تجدید کاری کے 10 رصد گاہوں میں ڈیجیٹل براڈ بینڈ سسموگراف سسٹم لگا کر انہیں بہتر کیا جارہا ہے۔

بھارتی محکمہ موسمیات کئی شعبوں سے متعلق بحری تحقیقاتی جہازی گشت میں بھی حصہ لیتا ہے۔یہ بحری سیر مانسون سے پہلے، مانسون کے دوران اور مانسون کے بعد کی مدتوں میں بحر عرب، خلیج بنگال اور بحر ہند وغیرہ میں کی جاتی ہے۔اس سفر کا مقصد آس پاس کے سمندری علاقوں کے اوپر کے موسم سے متعلق معلومات کو جمع کرنا ہے تاکہ مانسون کے دوران کے مختلف پہلوؤں اور ملک پر اثر انداز ہونے والے دیگر موسمیاتی نظاموں کا مطالعہ ہو سکے اور انڈین ریموٹ سنسنگ سٹیلائٹ سے حاصل ہونے والے موسم سے متعلق پیرامیٹر اور اعداد وشمار کی ضرورت پڑنے پر توثیق کی جاسکے۔محکمہ موسمیات میں ملک میں بھی تیزی سے رطوبت (نمی) کا پتہ لگانے والے حیاتی آلے کو فروغ دیا گیا ہے۔کاربن ہائی گرسٹر نام کا یہ آلہ ریڈیو سائنڈ میں استعمال کیا جاتا ہے۔اس کا فیلڈ تجربہ ہو چکا ہے اور اسے ایک اپر ایر اسٹیشن میں کام کے لئے لگا دیا گیا ہے۔پورے نیٹ ورک میں استعمال کئے جانے کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔

موسمی مانسون کی بارش (جون-ستمبر) کے طویل المیعاد پیش گوئی کے طریقے کو موسمیات نے پہلی بار 1986 میں جاری کیا تھا۔اس کے بعد سے ہر سال یہ پیش گوئی جاری کی جاتی ہے جن میں 16 پیرامیٹر والے پاور رگریشن اور پیرامیٹرک ماڈل، ڈائنمک اسٹاکسٹ، ٹرانسفر اور ملٹی پل ریگریشن ماڈل کا استعمال کیا جاتا ہے۔

محکمہ ہذا کے حاصل فصل تعین اکائی نے (Crop Yield formulation) شماریاتی ماڈلوں کو فروغ دیا ہے۔جن میں کوریلیشن اور ریگریشن تکنیکوں کی مدد سے خریف کے چاول پیدا کرنے والے 26 سب ڈویژن اور گیہوں پیدا کرنے والے 16 سب ڈویژن کے لئے آپریشنل بنیاد پر فصل کی پیداوار کے بارے میں پیش گوئی کی جاتی ہے۔ان ماڈلوں کی بنیاد پر ہر سال اگست

سے دسمبر کے درمیان خریف کے چاول اور جنوری سے مئی کے درمیان گیہوں کی کٹائی سے پہلے ماہانہ فصل پیداوار کے لئے پیش گوئی تیار کی جاتی ہے۔

محکمہ موسمیات نے طوفان کی آگاہی کی 250 اطلاعاتی سسٹم (CWDS) نصب کئے گئے ہیں۔ یہ دنیا میں الگ ہی طرح کا منفرد سسٹم ہے۔ اس سے عوام اور خصوصا ساحلی انتظامیہ کو طوفانی گردآباد کی تنبیہہ براہ راست دینے میں مدد ملتی ہے۔ محکمہ موسمیات سہ ماہی میگزین موسم بھارتی علم فلکیات کی سالانہ اشاعتیں، ''پنچانگ''، اور ''راشٹریہ پنچانگ'' کی 13 زبانوں میں اشاعت کرتا ہے۔ کلکتہ میں واقع فلکیاتی مرکز کے ذریعہ سورج کے نکلنے، غروب، آفتاب، چاند کے نکلنے اور اس کے ڈوبنے کا جدول بھی شائع کیا جاتا ہے۔

اوسط درجے کی موسم پیش گوئی کے قومی مرکز کا قیام 1988 میں کیا گیا تھا۔ کیرے اکس۔ ایم پی ر پرمبنی سوپر کمپیوٹر جیسی اساسی سہولتوں والے اس مرکز کا اہم مقصد اوسط درجے کی پیش گوئی (10-3) دن پہلے کے سسٹم کو فروغ دینا اور شروع کرنا، ساتھ ہی ساتھ زراعت پر غیر موافق اثرات کو کم کرنے کے لئے زراعتی علم موسمیات سے متعلق صلاح دینا ہے ملک کے 127 زرعی موسم علاقوں میں سے ہر ایک میں سے ایک مرکز کو یہ خدمات فراہم کرائی جاتی ہے۔

فصلی نقل ماڈل، سی ای آر اس ای گیہوں کی درجہ بندی پیداکاروں کے لئے آٹھ ایسی جگہوں پر کیا گیا، جو بھارت کے گیہوں پیداواری علاقے ہیں سی۔ ای۔ آر۔ ای۔ ایس چاول کا حیدرآباد اور کوئمبٹور اور۔ آر۔ او۔ جی۔ پی آر۔ او۔ سویابین کا سی۔ وی گورو (جے ایس 7244) کے لئے مدھیہ پردیش میں درجہ بندی کی گئی۔ ان تینوں درجوں کے فصل ماڈلوں کا اے۔ اے۔ ایس اکائیوں سے حاصل شدہ اعداد وشمار کو سافٹ ویر میں جمع کیا گیا اور انہیں زرعی موسمیات کے مشاورتی استعمال کے لئے متعلقہ فیلڈ اکائی کو بھیج دیا گیا۔

سروے آف انڈیا

سروے آف انڈیا (ایس او آئی) محکمہ سائنس وٹکنالوجی کی ایک اہم تنظیم ہے جو کہ ملک میں طرح طرح کے نشتوں کی مانگ پوری کرتا ہے۔ ایس او آئی کی بنیادی ذمہ داری 1:250,000 اسکیل 1:50,000 اور 1:25,000 اسکیل پر جغرافیائی سروے کرنے کی ہے۔ 1:25,000 اسکیل اور 1:50,000 اسکیل پر سروے جارہی ہے۔ ان جغرافیائی نشتوں پر وقفہ وقفہ سے نظر ثانی کی جاتی ہے۔ تاکہ تازہ ترین زمینی معلومات کو شامل کیا جاسکے۔ جغرافیائی نقشے تیار کرنے کے علاوہ ایس او آئی بہت سی دوسری متعلقہ سرگرمیوں میں بھی مصروف ہے مثلاً Geodesy جیوفیزیکل اسٹیڈیز، زلزلہ سے متعلق علم، انسٹرومنٹس رآلات وغیرہ کو ملک کے اندر تیار کرنے کا سلسلہ میں تحقیق وترقی پروگراموں پر عمل درآمد۔ ایس او آئی نے ڈیجیٹل کارٹوگرافکل ڈاٹا بیس جغرافیائی نقشے اسکیل 1:25000 1:5000 اور 1:25000 پر تیار کرنا بھی شروع کر دیا ہے۔ بہت سی ایجنسیاں منصوبہ بندی اور جی آئی ایس مقاصد کے لئے ڈیجیٹل ڈاٹا استعمال کرتی ہیں۔ اس کی ذریعہ بڑے پیمانہ پر کئی مختلف ترقیاتی منصوبوں جیسے پن بجلی، سنچائی، کمانڈر ایریا، نہر ایریا، اور چھاؤنی علاقوں کے منصوبوں وغیرہ کے لئے سروے کیا جاتا ہے۔

محکمہ پر بھارت کی باہری سرحد طے کرنے، ملک میں شائع ہونے والے نقشوں میں ان کو دکھانے اور بین ریاستی سرحدوں کو دکھانے میں صلاح دینے کی ذمہ داری ہے۔ ساحلی نقشہ سازی بھی کی گئی ہے تاکہ سمندر کی سطح میں اضافہ اور دوسرے قدرتی حالات کی وجہ سے زیر آب آنے والے رقبہ کے اثرات کا مطالعہ کیا جاسکے۔

سروے آف انڈیا کی جانب سے سروے کا مطالعہ اور ٹکنالوجی کے تبادلہ کے سلسلہ میں بھی پڑوسی ملکوں کو تعاون دیا جاتا ہے۔

دہلی میں ایک جغرافیائی ڈاٹا اور جیو ڈیٹک مرکز قائم کیا گیا ہے جس کا مقصد کرہ ارض، علاقائی اور شہری منصوبہ بندی، وسائل منتظمہ، بنیادی سہولتوں کے فروغ، ماحولیاتی نگرانی، زراعت، سینچائی، مٹی کا تحفظ، جنگل بانی، ریلوے، ہوائی پٹی، غیر بحری آبی نقل وحمل، معدنی وسائل وغیرہ کی ضرورتوں کو پورا کر سکے گا۔

حالیہ برسوں میں سروے آف انڈیا نے مختلف سائنس پروجیکٹوں میں شامل رہا ہے مثال کے طور پر محکمہ سمندری سطح میں تبدیلی سمندری ترقی (ڈی او ڈی) کا کی ماڈلنگ اور مانیٹرنگ پروجیکٹ (ایس ای ایل ایم اے ایم)، کیڈسٹرل سروے کی جدید کاری اور ڈی اس ڈی کا جھرنوں سے متعلق (گلیشیو لاجی) ہمالیائی علاقوں میں زلزلے کے بعد کا مطالعہ پروگرام وغیرہ۔

عوام میں نقشہ کے تعلق سے بیداری پیدا کرنے کے لئے بھی سروے آف انڈیا نے ایک مہم چلائی۔ مناسب دام کے آرٹ پیپر پر اعلی درجہ کے خوش نما نقشے مختلف موضوعات پر چھاپے جا رہے ہیں۔ جن کو آسانی سے فولڈ کیا جا سکتا ہے۔ یہ نقشے مختلف موضوعات مثلاً قدیم نقشہ سیریز، تلاش ہند سیریز، ریاستی نقشہ سیریز، ضلع پلاننگ نقشہ سیریز، ٹورسٹ نقشہ سیریز، اور ٹریکنگ نقشہ سیریز کے ہیں۔ ان کی اشاعت کا مقصد ماحولیات کے سلسلہ میں عوامی بیداری میں اضافہ کرنا ہے۔ انڈین نیشنل کارٹوگرافک ایسوسی ایشن (آئی این سی اے) کے ذریعہ محکمہ ہذا نقشوں کے بارے میں بیداری پیدا کرنے اور سروے کی تعلیم کے پروگراموں میں بھی مختلف تعلیمی اور سماجی اداروں کو تعاون دے رہا ہے۔ یو این ڈی پی امداد سے قائم کیا گیا سروے ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ محکمہ جاتی اور دیگر غیر ملکی اور سرکاری طرف سے بھیجے جانے والے امیدواروں کو سروے ٹریننگ دینے والا ایک چوٹی کا ادارہ ہے۔

قومی اٹلس اور موضوعاتی نقشہ سازی کی تنظیم

سروے آف انڈیا جغرافیائی نقشوں کی قومی ضروریات کو پوری کرتا ہے مگر مخصوص استعمال کنندگان کی ضرورت پوری کرنے کے لئے موضوعاتی نقشوں کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ قومی اٹلس اور موضوعاتی نقشہ سازی کی تنظیم (این اے ٹی ایم او) انجام دیتی ہے جو کہ اس محکمہ کے تحت کام کرتی ہے۔

خودمختار سائنسی ادارے

ملک میں سائنس وٹکنالوجی کی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کے پروگرام کے حصہ کے طور پر محکمہ سائنس وٹکنالوجی، مندرجہ ذیل 13 خودمختار سائنسی ریسرچ کے اداروں کو مالی امداد دیتا ہے۔ جو کہ بنیادی اور اپلائیڈ سائنس کے جدید ترین علاقوں میں تحقیق کر رہے ہیں۔ (i) بوس انسٹی ٹیوٹ کلکتہ، فیزیکل اور لائف سائنسز میں بنیادی اور اپلائیڈ ریسرچ کرتا ہے۔ (ii) اگھارکر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ پنے، بائیولاجیکل سائنسز کے بنیادی اور اپیلائیڈ پہلوؤں پر ریسرچ کرتا ہے۔ (iii) شری چترا تیرونل انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز اینڈ ٹکنالوجی تیروننتا پورم، قومی اہمیت کا ادارہ ہے جس کا قیام ان مقاصد کے لئے عمل میں لایا گیا ہے۔ (اے) بائیومیڈیکل انجینئرنگ اور ٹکنالوجی کو فروغ دینا (بی) ایڈوانسڈ میڈیکل اسپیشلٹیز میں مریض کی دیکھ بھال کے اعلی معیارات کی فراہمی اور ان کا مظاہرہ (سی) ان شعبوں میں اعلی درجہ کا پوسٹ گریجویٹ ٹریننگ پروگرام تیار کرنا۔ (iv) انڈین ایسوسی ایشن برائے کلٹی ویشن آف سائنسز کلکتہ، سالڈ اسٹیٹ فزکس، میٹریل سائنسز تھیورٹیکل فزکس، اسپکٹروسکوپی، انرجی ریسرچ، فزیکل کیمسٹری، آرگنک اور ان آرگنک کیمسٹری، بائیولاجیکل کیمسٹری پولیمر سائنس وغیرہ میں مطالعات کرتی ہے۔ (v) انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ٹراپیکل میٹیو رولاجی، پنے، ٹراپیکل میٹیو رولاجی میں بنیادی اور اپلائیڈ ریسرچ کے لئے قومی مرکز کے طور پر کام کرتا ہے۔ (vi) انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ایسٹروفزکس بنگلور، ایسٹروفزکس اور آسمانی عناصر مثلاً سورج، تاروں اور شہاب ثاقب وغیرہ اور ایسٹروفزکس کے مختلف پہلوؤں پر ریسرچ کرتا ہے۔ (vii) جواہر لال نہرو سنٹر برائے ایڈوانسڈ سائنٹفک ریسرچ بنگلور، انڈین

انسٹی ٹیوٹ آف سائنس بنگلور، کے تعاون سے فرانیٹر ایریاز میں سائنسی ریسرچ کرتا ہے۔ (viii) رمن ریسرچ انسٹی ٹیوٹ بنگلور بنیادی سائنس میں ریسرچ کا ایک قومی ادارہ ہے۔ جس کی تحقیق کے خاص میدان فلکیات، ایسٹروفزکس اور لکوڈ کرسٹل ہیں۔ (ix) ایس این بوس نیشنل سنٹر برائے بنیادی سائنسز، کلکتہ، بنیادی سائنز کی منتخبہ برانچوں میں ایڈوانسڈ مطالعات کو فروغ دیتا ہے۔ (x) بیربل ساہنی انسٹی ٹیوٹ آف پیلیو باٹنی، لکھنؤ۔ پیلیو باٹنی (قدیم پودوں) اور جدید تناظر میں اس کی ضرورت کے شعبہ میں تحقیق کرتا ہے۔ (xi) انڈین انسٹی ٹیوٹ آف جیومیگنیٹزم، ممبئی، زمین کی انتہائی اندرونی تہوں میں رونما ہونے والی کچھ طبعیاتی تبدیلیوں اور سورج پر اور زمین کے قریب اور سیارگان کے خلاء میں رونما ہونے والے قدرتی تغیرات پر نظر رکھتا ہے۔ اور ان کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور (xii) ہمالیاتی جیولاجی واڈیا انسٹی ٹیوٹ دہرہ دون، بائیو اسٹرائیگرافی، پیٹرولاجی، اور جیوکیمسٹری ،سپلائی منثولاجی، ٹیکٹونکس اور ماحولیاتی جیولاجی کے شعبوں میں ریسرچ کرتا ہے تاکہ ہمالیاتی منطقہ کے جیوڈائمنکس کو سمجھا جاسکے اور (xiii) پاؤڈر میٹلرجی اور نیو میٹریلیز کے لئے بین الاقوامی ایڈوانسڈ ریسرچ سنٹر حیدرآباد، اعلا کارکردگی کے میٹریلز اور پروسیسیز کے لئے کام کرتا ہے۔

ڈی ایس ٹی کی جانب سے مندرجہ ذیل اکیڈیمیوں اور پیشہ وارانہ اداروں کو مالی اور انتظامی تعاون بھی دیا جاتا ہے جو کہ ملک میں سائنسدانوں اور انجینئروں کی مدد سے سائنس اور ٹکنالوجی کے فروغ میں مصروف ہیں۔ (i) انڈین اکاڈمی آف سائنسز بنگلور (ii) انڈین نیشنل سائنس اکاڈمی نئی دہلی (iii) انڈین نیشنل اکاڈمی آف انجینئرنگ نئی دہلی۔ (iv) نیشنل اکاڈمی آف سائنز الہ آباد اور (v) انڈین سائنس کانگریس ایسوی ایشن کلکتہ۔

محکمہ سائنس وصنعتی تحقیق

محکمہ سائنس وصنعتی تحقیق (ڈی ایس آئی آر) سائنس وٹکنالوجی کی وزارت کے تحت ہے۔ اور سائنسی وصنعتی تحقیق کی کونسل، (سی ایس آئی آر) چار محکمہ جاتی اسکیمیں یعنی صنعت کے ذریعہ تحقیق وترقی (آرڈی آئی) ٹکنالوجیکل خود کفالت پر مبنی پروگرام (ایس ای ای ٹی او ٹی) اور سائنس وٹکنالوجی کے لئے معلومات کے قومی نظام (این آئی ایس ایس اے ٹی) اور دو پبلک انٹرپرائز یعنی نیشنل ریسرچ ڈولپمنٹ کارپوریشن (ایس آرڈی سی) اور سنٹرل الیکٹرانکس لمٹیڈ (سی ای ایل) کے کام کو بھی یہ محکمہ دیکھتا ہے۔

صنعت کے ذریعہ تحقیق وترقی

ملک میں سائنس اور ٹکنالوجی کا ایک مضبوط ڈھانچہ قائم ہو چکا ہے۔ یہ قومی لیبارٹریوں، مخصوص مراکز، مختلف ریسرچ و ڈولپمنٹ اور تعلیم کے اداروں اور تربیتی مراکز پر مشتمل ہے۔ صنعتی یونٹوں کے اندر تحقیق وترقی کے جو شعبے ہیں ان کو حکومت کے ذریعہ تسلیم کرنے کی اسکیم سائنسی اور صنعتی تحقیق کا محکمہ عمل کر رہا ہے۔ کسٹمز ڈیوٹی میں چھوٹ، دیسی ٹکنالوجی کی بنیاد پر تیار کئے جانے والے سامان پر تین سال کے لئے ایکسائز ڈیوٹی سے چھوٹ مگر یہ سامان باقاعدہ طور پر یوروپی یونین کے کسی ملک رامریکہ یا جاپان میں باقاعدہ پیٹنٹ کردیا گیا ہو۔ دیسی ٹکنالوجی پر مبنی پلانٹ اور مشینری پر ایکسی لریٹڈ ڈوپرے سی ایشن الاؤنس، دیسی ٹکنالوجی سے تیار کی جانے والی دواؤں کو پرائس کنٹرول سے چھوٹ، کارخانوں میں موجود تحقیق وترقی سنٹروں کے لئے مالی امداد 31 دسمبر 1999ء کو تسلیم شدہ یونٹوں کی تعداد 1,207 تھی۔ اس سال کے دوران 61 ان ہاؤس (کارخانوں میں قائم) تحقیق وترقی سنٹروں کو از سر نو تسلیم کیا گیا اور 230 مرکزوں کی منظوری کی توسیع کی گئی۔ صنعتوں میں گھریلو تحقیقات اور فروغ پر 13 قومی کانفرنس منعقد کی گئی۔ چھ صنعتی اکائیوں کو ایوارڈ پیش کئے گئے اور 21 گھریلو تحقیقات اور فروغ مراکز کی ترقی پر مرکوز ایک نمائش منعقد کی گئی۔

سائنسی اور صنعتی تحقیقاتی تنظیموں (ایس۔آئی۔آر۔او) کو تسلیم کرنے کے لئے سائنسی اور صنعتی تحقیقاتی محکمہ کے منصوبے کے تحت صحت، زراعت، علم طبیعات، اور علمیات اور سوشل سائنس کے شعبے کے سائنسی تحقیقات تنظیم، محکمہ سے منظوری لیتے ہیں۔ محکمہ کے ذریعہ منظور شدہ تنظیموں کو ایسے ساز و سامان اور استعمال ہونے والی اشیا کے درآمدات پر محصول میں چھوٹ اور ضروری سائنسی اور تکنیکی آلات ساز و سامان (بشمول کمپیوٹر) اسپیر پارٹس اور استعمال ہونے والے اشیا کی خرید پر پیداواری فیس میں رعایت دی جاتی ہے۔ جن کا استعمال تحقیقاتی اور ترقیاتی سرگرمیوں اور پروگراموں میں ہوتا ہے۔

ٹکنالوجی میں خود کفیل ہونے کا پروگرام

ٹکنالوجی میں خود کفیل ہونے کے لئے پروگرام کے تحت سائنس اور صنعتی ریسرچ محکمے نے صنعتی اکائیوں کی تقریبا 100 تحقیقی اور ترقیاتی منصوبوں جزوی مالی امداد فراہم کی ہے۔ یہ پروجیکٹ کئی اہم صنعتوں جیسے دھاتی علم، بجلی، الکٹرانکس، میکانکی انجینئرنگ مٹی اٹھانے کی اور صنعتی مشینری، کیمکل اور بارودی مادوں کی پیداوار اور ٹکل سے متعلق ہیں۔

ٹکنالوجی کی منتقلی کی صلاحیت میں اضافہ کی اسکیم

ٹکنالوجی کی منتقلی کی صلاحیت میں اضافہ کی اسکیم (ایس ای ای ٹی او ٹی) غیر ملکی اشتراک کے قومی رجسٹر (این آر ایف سی) ٹکنالوجی کی منتقلی اور تجارت (ٹی اے ٹی ٹی) اور مشاورتی خدمات کے فروغ اور حمایت (پی ایس سی ایس) کا احاطہ کرتی ہے۔

NRFC اسکیم کا مقصد ملک میں مطلوبہ ضروری ٹکنالوجی کی آسان حصولیابی کو سودمند بنانا ہے۔

ٹی اے ٹی ٹی اسکیم کا مقصد ٹکنالوجیوں، پروجیکٹوں اور خدمات کی برآمد کو فروغ دینا ہے۔ 2000-1999 کے دوران کی سرگرمیاں درج ذیل رہیں: نئی دلی بھارت قومی تجارتی میلہ، 1999 میں ٹکنالوجی برآمد ہیولینس لگایا گیا، کولمبو میں انڈیا ٹیک 2000 میں تحقیقاتی اور ترقیاتی تجربہ گاہوں میں حصہ لینے کے لئے اشتراک اور سی۔آئی۔آئی میں ٹکنالوجی برآمدی افزائشی سیل، کی تشکیل کی گئی وغیرہ۔

مشاورتی خدمات کے فروغ اور تعاون کی اسکیم (پی ایس سی ایس) گھریلو اور غیر ملکی منڈیوں کے لئے مشاورتی صلاحیتوں کو مستحکم بنانے کے لئے ہے 2000-1999 کے دوران اس کے اہم کاموں میں کانپور میں غذائی صنعت کے لئے مرکز خدمات کی ڈیزائن اور انجینئرنگ اور بھیلواڑہ میں کپڑے کی صنعت کے مشاورتی مرکز رہے

سائنس اور ٹکنالوجی کا قومی اطلاعاتی سسٹم

اس سسٹم کا کام سائنس اور تکنیکی پروگراموں کے فروغ اور تعاون کے لئے اطلاعاتی نظام کو ایک نٹ ورک میں پرونا ہے۔ موجودہ مراکز، سسٹم اور خدمات کو با اہل بنانے کی کوششوں پر زور دیا جا رہا ہے۔ تاکہ وہ اطلاعات کی قومی پیانے کی افادیت کی ضرورتوں کو پورا کر سکیں۔

قومی ریسرچ فروغ کارپوریشن

سائنس اور ریسرچ تجربہ گاہوں سے ٹکنالوجی کو صنعتوں میں منتقل کرنے کی ایک اہم تنظیم ہے۔ اس کی سرگرمیاں تمام تر صنعتی تکنیکوں سے جڑی ہیں۔ کیمیا سے لے کر علم دھات تک، میکنکل انجینئرنگ، الکٹریکل انجینئرنگ، الکٹرونکس اور بائیو ٹکنالوجی وغیرہ۔ کارپوریشن نے 2000-1999 میں جن اہم ٹکنالوجیوں کو لائسنس فراہم کیا وہ ہیں بیکری مرگرین، گلوکوز، بائیوسنسر، نیئوشکل کی

استوار زرکانیہ مصنوعات، وینڈیم پیرا آکسائڈ، اسپر ولینا سیوار، گیمبیر سے کتھا بنانا، مونگ پھلی کی شکل کو بغیر بدلے چکنائی نکالنا،
جھالا بیماریوں کے علاج کے 777 تیل، پینے کے پانی میں خورد جرثوموں کی جانچ کے لئے آلات اور حیاتی طور سے ختم ہونے والا
پلاسٹک۔

سنٹرل الیکٹرانکس لمٹیڈ

سنٹرل الیکٹرانکس لمٹیڈ (سی ای ایل) کو ملک میں سولر فوٹو وولٹائکس، فیرائنس اور پیزو سیرامکس کی شروعات کا فخر حاصل
ہے۔ آج دنیا میں سنگل کرسٹلائن سلی کون سولر سیلوں (مسالوں) کی تیاری میں مصروف صف اول کے اداروں میں اسے بین
الاقوامی مرتبہ حاصل ہے۔ الیکٹرانکس کے پبلک سیکٹر اداروں میں سی ای ایل کو ایک انفرادی مقام حاصل ہے۔ اس کی سرگرمیاں
ان تین شعبوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ (i) سولر فوٹو والیک سیل مختلف طریقوں سے استعمال کے لئے موڈیول اور سسٹم (ii) منتخبہ
الیکٹرانک سسٹم۔ ریلوے سگنلنگ اور سیفٹی کے لئے آلات، کیتھوڈکس پروٹکشن کے آلات برائے پائپ لائن، سوئچنگ سسٹم اور
وی سیٹ (iii) منتخبہ الیکٹرانک کل پرزے، پروفیشنل (سافٹ) فیریز، الیکٹرانکس سیرامکس، پیزو الیکٹرک ایلی منٹس اور مائیکرو
ویو کے کل پرزے۔

سائنسی اور صنعتی تحقیق کی کونسل

سائنسی اور صنعتی تحقیق کی کونسل (سی ایس آئی آر) کا قیام 1942ء میں ایک خودمختار سوسائٹی کے طور پر عمل میں آیا تھا۔ اس کا
ایک جامع چارٹر ہے جس میں سائنس اور صنعتی تحقیق کا فروغ رہنمائی اور تال میل، لیبارٹریوں کے لئے فنڈ کی فراہمی اور ریسرچ
کے نتائج کو صنعتی ترقی کے لئے استعمال کرنا شامل ہے۔ اس کے ذمہ ایکسٹرا مورال ریسرچ میں تعاون دینے کی خدمت بھی
ہے۔ سی ایس آئی آر نے پورے ملک میں 40 لیبارٹریوں اور 80 فیلڈ توسیعی مرکزوں کا جال قائم کر رکھا ہے۔ لیبارٹریاں ریسرچ
و ڈولپمنٹ کی خدمات انجام دیتی ہیں۔ یہ خدمات مائیکرو الیکٹرانک سے لے کر فیبلر جی، جڑی بوٹیوں سے لے کر صنعتی مشینوں
کیمکلز سے لے کر مولی کولر بائیولاجی سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس کے علاوہ شیشہ، مٹی اور چمڑے کی اشیاء سے بھی ان کا تعلق ہے۔
جن شعبوں میں سی ایس آئی آر کو عالمی طور پر تسلیم کیا گیا ہے وہ ہیں۔ ایرواسپیس انجینیرنگ، ڈرگ اور فارمیسیوٹیکل، بائیو سائنس
اور بائیو ٹکنالوجیڈ کیمکلز (کیٹلسٹ اور پولی میر) پٹیرولیم (صاف کرنے اور میٹرو کیمکلیز) میٹریل (مرکبات) چمڑا (پروسیسنگ،
کیمکل اور پروڈکٹس ڈیزائن) جیوفیزکس اور ریڈیو فزاکس، سی ایس آئی آر ایس کا اسی وقت سرکاری سرمایہ سے صنعتی ریسرچ کی
خدمات انجام دینے والی لیبارٹریوں کا طویل سلسلہ قائم کرنے والی دنیا کی صف اول کی تنظیموں میں شمار ہوتا ہے۔

سی ایس آئی آر کنبہ میں 22,000 افراد ہیں۔ ان میں 5,300 سائنسداں ہیں اور ان میں سے 60 فیصد کے پاس پی ایچ
ڈی یا ایم ٹیک کی ڈگریاں ہیں۔ سی ایس آئی آر کا سالانہ بجٹ لگ بھگ 800 کرورز روپے ہے۔ اس میں سے 75 فیصد رقم
حکومت بطور گرانٹ دیتی ہے۔ اور 25 فیصد رقم کا انتظام خود سی ایس آئی آر اپنی ٹکنالوجیوں کی ریسرچ اور ڈولپمنٹ لائسنگ اور
تکنیکی خدمات اور مشاورت فراہم کرتی ہے۔ سی ایس آئی آر نے عالمی دانش کی منڈی میں کاروبار کا آغاز کر دیا ہے اور ریسرچ و
ڈولپمنٹ کے ٹھیکوں کے ذریعہ لگ بھگ 3 ملین امریکی ڈالر کماتی ہے 2000-1999ء میں سی ایس آئی آر کی معلومات پر مبنی صنعتی
پیداوار لگ بھگ 4,500 کروڑ روپے کی تھی۔ اب تک سی ایس آئی آر نے لگ بھگ 4,000 ٹکنالوجیاں تخلیق کی ہیں جن میں
80 فیصد چھوٹی صنعتوں میں استعمال کے لئے نہایت موزوں ہیں۔ سی ایس آئی آر نے بھارت میں لگ بھگ 340 پیٹنٹ کے
لئے درخواستیں دیں۔ اور بیرون ملک 200 کسی ایک تنظیم کی جانب سے دی جانے والی درخواستوں کی یہ سب سے بڑی تعداد
ہے۔ سی ایس آئی آر ملک میں املاک دانش کی تحریک میں پیش پیش ہے۔ اور ہلدی کو امریکہ کی جانب سے پیٹنٹ کرانے کی

مخالفت کر کے راہ نمائی کی ہے۔ اب تک سی ایس آئی آر نے لگ بھگ 50,000 ریسرچ فیلوشپس رایسوی ایٹ شپس کو منظوری دی ہے اور لگ بھگ دس ہزار اعلیٰ قابلیت رکھنے والے ذہین سائنسدانوں کی مدد کی ہے۔ لگ بھگ 450 عمر رسیدہ سائنسدانوں کو بھی مالی امداد دی ہے تاکہ وہ سائنس کی ترقی کے لئے اپنی ذہانت اور تجربہ کو استعمال کریں۔ 99-1998 میں کونسل نے انوکھی اسکیم' سائنس میں لیڈرشپ کے لئے نوجوانوں کا C.S.I.R. پروگرام' شروع کیا، جس کے تحت ہائی اسکول امتحان (10 ویں کلاس) کے بہترین 50 طلبا کی کونسل کے خرچ پر قریبی کونسل کی تجربہ گاہ راداروں میں مدعو کیا جاتا ہے۔

سی ایس آئی آر، ٹکنالوجی اور ٹکنالوجی کی خدمات کا عالمی درجہ کا وسیلہ ہے اس کی جانب سے فراہم کی جانے والی ٹکنالوجی کی خدمات اور امداد میں وسائل کا سروے مسائل کو حل کرنے کے طریقے، ٹسٹنگ، کیلیبریشن اور سرٹیفیکیشن اور انسانی وسائل کی ٹریننگ شامل ہیں۔ ملک میں سائنسی تحقیق کے نتائج کو عام کرنے اور سائنسی مزاج پیدا کرنے کے ساتھ ہی تخلیق کا رجحان بڑھانے کے لئے بھی سی ایس آئی آر نے قابل ذکر خدمات انجام دی ہیں۔ سائنسی مطبوعات اور مواصلات کے لئے دو ادارے الگ الگ کام کرتے ہیں۔ یہ ہیں سائنسی مواصلات کا قومی ادارہ (این آئی ایس سی او ایم) اور سائنسی و دستاویز سازی کا قومی بھارتی مرکز (این ایس ڈی او سی) یہ دونوں ادارے نئی دہلی میں ہیں۔

حصولیابیاں

بھارت میں عوامی زندگی پر گہرے اثرات مرتب کرنے والی سی ایس آئی آر کی کچھ مصنوعات میں کم ہارس پاور (20 ایچ پی) کے پہلے بھارتی ٹریکٹر سوراج اور اموال بے بی فوڈ شامل ہیں۔ واضح رہے کہ امل بے بی فوڈ بھینس کے دودھ پر مبنی ہے اور دیسی بے بی فوڈ صنعت کے بنیادی پتھر کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ اچھی طرح پہچان بنانے والے صنعتی اور تکنیکی مصنوعات کی ایک لمبی فہرست ہے جیسے: (اے) آل کمپوزٹ، دیسی دو سیٹوں والا ٹریز ہوائی جہاز "ہنسا" جب 11 مئی 1998ء کو اس کی کامیاب تجرباتی پرواز ہوئی تو اس نے ایک نئی تاریخ بنائی اور (بی) متوازن سپر کمپیوٹر فلوسولور ایم کے 3 جس کو نیشنل ایرو اسپیس لیبارٹیز بنگلور نے تیار کیا ہے اور جس کو مانسون ڈائمنکس، اسٹرکچرل میکانکس، امیج پروسیسنگ اور کرپٹوگرافی کی طرح کے مختلف سپر کمپیوٹنگ مقاصد کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

بھارت میں بہت سے صنعتی اور دیگر شعبوں میں تغیر پیدا کرنے میں سی ایس آئی آر نے بہت نازک کردار ادا کیا ہے۔ مثال کے طور پر مندرجہ ذیل شعبوں اور کرداروں کا ذکر کیا جا سکتا ہے۔ (i) کیمیکل صنعت: سی ایس آئی آر نے چند شعبوں میں عالمی پیمانہ پر پیش قدمی کی ہے جب کہ دوسرے شعبوں میں اس نے ہندوستان کو ایم این سی کو اجارہ داری ختم کرنے کے قابل بنایا ہے (اے) ایگرو کیمیکلز: بھارت میں تکنیکی گریڈ کی کیڑے مار دواؤں کی پیداوار کا لگ بھگ چوتھائی حصہ سی ایس آئی آر ٹکنالوجی پر مبنی ہے۔ سی ایس آئی آر نے مقررہ نشانہ کی کیڑے مار دوائیں کپاس اور میٹھے آلو کے کیڑوں مکوڑوں پر قابو حاصل کرنے کے مرکبات اور بائیولوجیکل طریقے اور نیم پر مبنی کیڑے مار دوائیں بھی تیار کی ہیں۔ (بی) پیٹرول وار پیٹرو کیمکلز، سی ایس آئی آر کے وسیع دائرہ اثر والی خدمات میں عطریات (بی ٹی ایکس) نکالنے کی ٹکنالوجیاں، کھانے کے لائق ہگزین، ایڈیپک تیزاب، (سنگل اسٹیپ پروسیس) وزبریکنگ آف پٹیر ولیم ریزیڈیوز، زیولائٹ کیٹالسٹ (زیلوفلنگ ہائیڈرو ڈی ویکسنگ) پی ٹی۔ آر ایس ریفارمنگ کیٹالسٹ شامل ہیں۔ سی ایس آئی آر کی اس شعبہ کی ٹکنالوجیوں میں سالانہ صنعتی پیداوار لگ بھگ 1,500 کروڑ روپے کی ہے۔ (سی) صنعتی کیٹالسٹ (غیر تغیز پذیر مادہ) سی ایس آئی آر نے صنعت کو بہت سی مصروف اور نئی کیٹالسٹ کے بارے میں معلومات فراہم کی ہیں۔ (2) دواؤں اور فارمیسی کی صنعت: سی ایس آئی آر نے کم از کم 30 عام استعمال کی دواؤں کو تیار کرنے کے نئے طریقے تلاش کرنے میں مدد دی ہے۔ آزادی کے بعد بھارت نے 14 نئی دوائیں ایجاد کی ہیں ان میں سے دس دوائیں

سی ایس آئی آر کی تیار کی ہوئی ہیں۔(3) چمڑے کی صنعت سی ایس آئی آر نے اس صنعت کو عالمی درجہ کی، ماحول کے لئے سازگار ٹکنالوجیاں فراہم کی ہیں جو کہ اس صنعت کے تمام شعبوں کا احاطہ کرتی ہیں۔ معیار اور مقدار کو بڑھانے کے مقصد سے سی ایس آئی آر نے چمڑے کی صنعت کی مسلسل ترقی کے لئے ایک ٹکنالوجی مشن شروع کیا ہے۔(4) کوئلہ کی صنعت: کوئلہ کے سلسلہ میں سی ایس آئی آر کی بنیادی خدمت کے نتیجہ میں۔ ان فلوشیٹس کی تیاری اور تمام واشریز کی تصریح کرنے میں مدد ملی جو کہ 1958ء سے قائم کی جاتی رہیں۔(5) دیہی صنعتیں: سی ایس آئی آر نے ان ٹکنالوجیوں کو فروغ دیا اور فراہم بھی کیا جو کہ کم خرچ سے تیار ہونے والے مکانات، نیم مشینی اینٹ سازی، دیہی صنعتوں کی تعمیر، صفائی ستھرائی، پینے کے پانی، آگ کا مقابلہ کر سکنے والی چھپروں کی چھت اناج اور پانی کا ذخیرہ کرنے کی جگہیں، آیوڈین کا پتہ لگانے والی کٹس، جڑی بوٹیوں اور عطریات میں کام آنے والے پودوں کی کاشت، اور ضروری تیلوں کو نکالنے میں مدد دینے والی ٹکنالوجیوں کو فروغ دیا ہے۔(6) معلومات میں اضافہ: سی ایس آئی آر نے کئی شعبوں میں بنیادی سائنس میں قابل ذکر اضافہ کیا ہے۔ مثال کے طور پر (4) نیشنل کیمیکل لیباریٹریز نے کا تیار کیا گیا بانس میں فصل سے پہلے پھول آنے کا طریقہ جس کا ذریعہ 15 سال میں پھول آنے کی مدت کو گھٹا کر چند ہفتے کر دیا گیا ہے (بی) بحیرۂ ہند کی تہہ میں پولی میٹلک سمندری نوڈیول کے لئے سروے کرنا اور اسے نکالنا جو اقوام متحدہ کے سمندری قانون کے تحت بھارت کو اولین سرمایہ کار کا مرتبہ دیتا ہے۔(سی) کالرا (ہیضہ) جینی سطح پر مطالعات کے نتیجہ میں دو ٹیکے تلاش کئے گئے ہیں جن پر تجربات ہو رہے ہیں ایک اور کام مشترکہ جینی اور طبعی نقشہ پورے (V) کالرا جینوم کا تیار کیا گیا ہے اور دنیا پر پہلی بار مشتہر کیا گیا ہے۔(ڈی) کالا آزار: اس کی وجہ کو سمجھنا اور علاج کرنا (ای) موتیا بند: بڑھاپے کے ساتھ آنکھوں کی پتلیوں میں رونما ہونے والی تبدیلیوں کی تفہیم (ایف) چھ مختلف جینین کے کلون اور اظہار کے لئے سالٹ سنس ٹیوا یکسپریشن ویکٹر (جی) خلاء کے قریبی ماحول کی آئیونسفیرک کیمسٹری اسٹراٹو اسفیرٹ میسو اسفیر کو پلنگ کے ابتدائی مطالعات اور کالی کپاس کی زمین تیار کرنے کی بنیادی ٹکنالوجی جس نے ملک میں اس قسم کی زمین کے ابتک مشکل سمجھے جانے والے شعبوں کے دریچے تعمیراتی سرگرمیوں کے لئے کھول دیئے ہیں (گجرات اور مہاراشٹر میں)۔(7) وسائل کی تلاش: سی ایس آئی آر نے نئے اضافی قدرتی وسائل کا پتہ لگانے میں مدد دی جیسے کوئلہ، ہائیڈرو کاربن گیس ہائیڈریٹس، سونے، ہیروں اور معدنیات، پولی میٹلک سمندری نوڈلس جو کہ میگنیز اور تانبے سے بھری ہوئی ہیں اور زیر زمین پانی کے نئے ذخائر وغیرہ کی نشاندہی۔(8) ماحول اور قدرتی حالات: اپنے این ای آر ناگپور کے ذریعہ سی ایس آئی آر اگر ماحول کے نظام کے ڈیزائن اور ماڈلنگ ماحولیاتی نگرانی اور ماحولیاتی بائیو ٹکنالوجی میں پیش پیش ہے سی ایس آئی آر نے حال ہی میں جو دو نئی ٹکنالوجیاں تلاش کی ہیں ان سے تاج محل کے آس پاس آلودگی کو دور کرنے میں بڑی مدد ملی ہے یہ ٹکنالوجیاں ہیں (اے) آگرہ کی فاؤنڈری سے پیدا ہونے والی کثافت کو ختم کرنے کے لئے دھواں نہ دینے والے ایندھن کا استعمال (بی) متھرا ریفائنری کی تیل گیسوں کیمو۔ بائیوکیمیکل ڈی سلفرائزیشن۔

ایٹمی توانائی

ایٹمی انرجی کا محکمہ وسیع بنیاد والی کثیر رخی کمیشن ہے جو کہ اساسی اور عملی ٹکنالوجی کے فروغ اور صنعت میں اس کے استعمال کے شعبوں میں عمل پذیر ہے۔ اس کی اہم ذمہ داری ملک میں دستیاب یورینیم اور تھوریم سے محفوظ اور کفایتی ایٹمی توانائی پیدا کرتا ہے۔ یہ ریڈیو، آسیوٹوپوں کی پیداوار کے لئے ریسرچ ری ایکٹر بناتا ہے۔ اور صحت، زراعت اور صنعت میں استعمال کے لئے آسیوٹوپ اور گیز رٹکنالوجی کے پروگرام چلاتا ہے۔ یہ ہائی ٹکنالوجی کے کئی شعبوں جیسے۔ ایکسی لٹریٹرس، لیزرس، سپر کمپوٹر، ترقی یافتہ اشیاء اور آلات میں کام کرتا ہے اور صارفین وصنعتوں کو ٹکنالوجی کی منتقلی کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ یہ ایٹمی توانائی اور اس سے منسلک سائنس کے اولین شعبوں میں بنیادی تحقیقات میں تعاون فراہم کرتا ہے۔ جس کا تعلق محکمہ کے پروگراموں سے متعلق ہوتا ہے۔ یہ قومی سلامتی میں بھی اشتراک کرتا ہے۔ تحقیق سے متعلق ترقی یافتہ شعبوں میں بین الاقوامی تعاون کی ترغیب دیتا ہے۔

اس وقت ڈی اے ای کے تحت 5 تحقیقاتی مراکز ہیں جن کے نام یہ ہیں: بھابھا اٹمک ریسرچ سنٹر (بی اے آر سی) ممبئی، اندرا گاندھی سنٹر برائے ایٹمی ریسرچ (آئی جی سی اے آر) کلپکم (تامل ناڈو)، سنٹر برائے ایڈوانسڈ ٹکنالوجی (سی اے ٹی) اندور، (مدھیہ پردیش) ویری ایبل انرجی سائیکلوٹرون سنٹر (وی ای سی سی) کلکتہ اور اٹمک منرل ڈائرکٹریٹ برائے تلاش وتحقیقات (اے ایم ڈی) حیدرآباد، تین صنعتی تنظیمیں ہیں جن کے نام ہیں ہیوی واٹر بورڈ (ایچ ڈبلو بی) ممبئی، نیوکلیائی ایندھن کمپلکس (ایس ایف سی) حیدرآباد اور بورڈ آف ریڈی ایشن اینڈ آئسوٹوپ ٹکنالوجی (بی آر آئی ٹی) ممبئی، چار پبلک سکٹر انڈرٹیکنگز یہ ہیں نیوکلیر پاور کارپوریشن آف انڈیا لیمیٹڈ (این پی سی آئی ایل) ممبئی، یورانیم کارپوریشن آف انڈیا لمیٹڈ ممبئی (یو سی آئی ایل) جادوگوڈا (بہار) انڈین ریرارتھ لمیٹڈ (آئی آر ای) ممبئی اور الیکٹرانکس کارپوریشن آف انڈیا لمیٹڈ (ای سی آئی یل) حیدرآباد اور چار خدماتی تنظیمیں ڈائریکٹوریٹ آف پرچیز اینڈ اسٹورز (ڈی پی ایس) ممبئی، کنسٹرکشن سروسز اینڈ اسٹیٹ منیجمنٹ گروپ سی ایس اور ای ایم جی) ممبئی، جنرل سروسز آرگنائیزیشن (جی ایس او ممبئی کلپاکم اور ایٹمی توانائی تعلیمی سوسائٹی (اے ای ای ایس) ممبئی ہیں۔

ڈی اے ای سات خودمختار ریسرچ اداروں کو بھی مالی امداد دیتا ہے جن کے نام یہ ہیں: ٹاٹا انسٹی ٹیوٹ آف فنڈامنٹل ریسرچ ممبئی، ٹاٹا میموریل سنٹر ممبئی، ساہا انسٹی ٹیوٹ آف نیوکلیر فزکس کلکتہ انسی ٹیوٹ آف فزکس بھونیشور، مہتہ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، الہ آباد میتھ سائنس انسٹی ٹیوٹ چنئی، اور انسٹی ٹیوٹ فار پلازما ریسرچ احمد آباد۔

ڈی اے ای کا بورڈ آف ریسرچ ان نیوکلیئر سائنس (بی آر این ایس) اور نیشنل بورڈ برائے ہائر میتھمیٹکس (این بی ایچ ایم) بالترتیب نیوکلیائی اور متعلقہ شعبوں میں اور میتھمیٹک میں ریسرچ کے فروغ کے لئے کام کرتا ہے۔

نیوکلیائی توانائی پروگرام

محکمہ ایٹمی توانائی کے نیوکلیائی توانائی پروگرام کے تحت پریشرائزڈ ہیوی واٹر ری ایکٹروں، فاسٹ بریڈر ری ایکٹروں اور تھوریم پر مبنی ری ایکٹروں کو کاروباری سطح پر تیار کیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ، ان ری ایکٹروں کے چلانے اور رکھ رکھاؤ فضلہ منتظمہ، تحفظ اور ماحولیاتی نگرانی کے لئے ٹکنالوجی کو فروغ دینا بھی اس پروگرام کا حصہ ہے۔ آج بھارت میں 12 نیوکلیائی توانائی ری ایکٹر کاروباری سطح پر کام کررہے ہیں۔ نئے ری ایکٹروں کے ڈیزائن میں مستقل سدھار ہوتا رہا ہے اور سلامتی، بھروسے مند ہونا اور کم خرچ کی خوبیوں کو شامل کرلیا گیا ہے۔ پرانی مشینریوں کی چلتے چلتے جانچ کرنا، رکھ رکھاؤ اور اصلاح کی تکنیک کو خود ہی کامیابی کے ساتھ فروغ دیا ہے۔

حالانکہ بھارتی نیوکلیائی توانائی پروگرام کے پہلے مرحلے کے ری ایکٹر کے طور پر پریشرائزڈ، ہیوی واٹر ری ایکٹرول ربی۔ ایچ۔ڈبلو۔آر کو چنا گیا تھا لیکن آپریشنل تجربہ حاصل کرنے کے لئے شروع میں تاراپور (مہاراشٹر) میں ایک ایٹمی توانائی مرکز نصب کیا گیا۔ اس مرکز میں دو بوایلنگ واٹر ری ایکٹر تھے۔ جنہوں نے 1969 میں کام کرنا شروع کردیا۔ یہ ری ایکٹر ابھی بھی کام کررہے ہیں اور اچھی حالت میں ہیں۔

تحقیق اور ترقی و ملک میں موجودہ صنعتی ڈھانچے کے اشتراک سے 220 میگاواٹ کے پی۔ ایچ۔ ڈبلو ری ایکٹروں کے ڈیزائن میں اصلاح اور معیار بندی ہو پائی۔ اس ڈیزائن کی بنیاد پر نرورہ (اترپردیش) میں دو ری ایکٹر لگائے گئے، جنہوں نے 1989 اور 1991 میں کام کرنا شروع کردیا۔ بعد میں 1992 اور 1995 میں 220 میگاواٹ والے دو دیگر ایٹمی توانائی ری ایکٹروں نے کاکراپار (گجرات) میں کام کرنا شروع کردیا۔ اس کے ساتھ ہی پریشرائزڈ واٹر ری ایکٹروں کی دیسی تکنیک پوری طرح سے تجارتی طور پر پختہ ہوگئی۔

بھارتی نیوکلیائی توانائی کارپوریشن لمٹیڈ (کیگا) اور راوت بھاٹا (راجستھان) میں ہائی ٹکنالوجی کے دو دو 220 میگاواٹ
والے پی۔ایچ۔ڈبلو۔ای ایکٹر لگا رہا ہے۔ تاراپور میں 500 میگاواٹ کے دو ری ایکٹر لگا رہا ہے۔ اس سال دو بجلی ری ایکٹروں۔
کیگا اور راوت بھاٹا میں ایک ایک نے تجارتی طور پر کام کرنا شروع کر دیا ہے۔

نیوکلیائی ٹکنالوجی میں بھارت کے بڑھتے تجربات کے نتیجے میں اس کے نیوکلیائی بجلی پلانٹوں میں کام کاج میں سدھار آیا
ہے۔ 2000-1999 کے دوران کل ملا کر 1,200 کروڑ اکائیوں سے بھی زیادہ کی بجلی پیدا ہوئی۔ پلانٹوں کی اوسط صلاحیت
بڑھ کر 80 فی صد کی سطح تک پہنچ گئی جب کہ 96-1995 میں شرح 60 فی صد تھی۔ این۔پی۔سی۔آئی۔ایل نے نہ صرف نقصان
کا دامن چھوڑ کر فائدے کا رخ کیا بلکہ 2000-1999 کے مالی سال کے دوران سرکار کو 61.48 کروڑ روپے کے منافع کی
ادائیگی بھی کی گئی۔

دو ہزار میگاواٹ کڈن کولم ایٹمی توانائی منصوبہ اور 440 میگاواٹ کیگا ایٹمی توانائی پروجیکٹ۔ 3 و 4 این۔پی۔سی۔آئی۔
ایل کے نئے پروجیکٹ ہیں۔ بھارت آج ایٹمی توانائی پلانٹوں کے ڈیزائن، تعمیر، آپریشن اور رکھ رکھاؤ میں اپنی صلاحیت کا اظہار
کر چکا ہے۔ یہ سبھی متعلق آلات اور پرزوں کو بناتا ہے اور ضروری ایٹمی ایندھن اور مخصوص اشیا کی بھی پیداوار کر سکتا ہے۔

فاسٹ بریڈر پروگرام

فاسٹ بریڈر ری ایکٹر پروگرام کی تشکیل اور بننے والے تجرباتی ری ایکٹر کے بارے میں مطالعہ 60 کے دہے میں شروع
ہوا۔ فاسٹ بریڈر ٹسٹ ری ایٹر (ایف۔بی۔ٹی۔آر) کی تعمیر 1972 میں شروع ہوئی اور 1984 میں اس کی تکمیل ہوئی۔
ایف۔بی۔ٹی۔ری ایکٹر کے بعد 'پروٹو ٹائپ فاسٹ بریڈر' کی تعمیر کا فیصلہ لیا گیا۔ اندرا گاندھی ایٹمی ریسرچ سنٹر میں
وسیع ڈیزائن جاب کیا گیا۔ 500 میگاواٹ کے پروٹو ٹائپ فاسٹ بریڈر ری ایکٹر کا ڈیزائن کر لیا گیا ہے اور بھارتی صنعت کے
ساتھ مل کر ٹکنالوجی فروغ کا کام چل رہا ہے۔ پی۔ایف۔بی۔ری ایکٹر کی تعمیر کا کام نویں منصوبہ کے آخری سال میں شروع کیا
جانا ہے۔

تھوریم استعمال

بھارتی نیوکلیائی پروگرام کے تیسرے مرحلے میں بجلی پیداوار کے لئے تھوریم کے استعمال کرنے کی تجویز ہے اور اس سمت میں
تحقیقاتی کوششیں شروع کر دی گئی ہیں۔ جب تھوریم پر ریڈیشن (اشعاع) پڑتا ہے تو یہ نیوکلیائی ایندھن یورینیم 233 میں تبدیل
ہو جاتا ہے۔ یورینیم 233 (نیوکلیائی ایندھن) کے پیداوار کی تکنیک ثابت کی جا چکی ہے۔ کا کار ہار ایٹمی توانائی مرکز تھوریم
ایندھن کے بنڈلوں کا کامیاب استعمال فلکس فلیٹنگ کے لئے کیا جا چکا ہے۔ نیوٹران ماخذ ری ایکٹر کامنی، جو کہ اشعاعی تھوریم
سے حاصل یورینیم 233 ایندھن کا استعمال کرتا ہے، اپنی 90 کلوواٹ کی پوری الکٹرک صلاحیت کی سطح پر کام کر رہا ہے۔ اس ری
ایکٹر کا استعمال نیوٹران ریڈیو گرافی، نیوٹران عامل کاری تجربہ اور دیگر کاموں کے لئے کیا جاتا ہے۔ ٹرامبے میں تھوریم پر مبنی ترقی
یافتہ پریشرائزڈ واٹر ری ایکٹر کے ڈیزائن اور انجینئرنگ فروغ کا کام چل رہا ہے۔ اس ری ایکٹر کا مقصد بھارت میں دستیاب تھوریم
کے وسیع ذخیروں کا استعمال کرنا ہے اور اس میں کئی سلامتی کے اقدامات شامل کئے گئے ہیں۔

نیوکلیائی ایندھن کا بار بار استعمال

نیوکلیائی ایندھن کو بار بار استعمال کرنے اور اس سے متعلقہ ٹکنالوجیوں (ری ایکٹروں کے علاوہ) میں ڈی اے ای خود کفیل

ہو چکا ہے۔ یہ ٹکنالوجیاں ان سرگرمیوں کا احاطہ کرتی ہیں جو نیوکلیائی بجلی پروگرام کے سلسلہ میں معدنیات کو تلاش کرنے، کان کنی، ہیوی واٹر پیدا کرنے اور ایندھن فیبری کیشن سے لے کر ایندھن کو دوبارہ استعمال میں لانے اور فضلے کے نظم ونسق تک پھیلی ہوئی ہیں۔ اس نے ہیوی واٹر تیار کرنے، ایندھن فیبری کیشن، ایندھن کی ری پروسیسنگ اور نیوکلیائی فضلہ کو ناکارہ بنانے کے کارخانوں کی ڈیزائن سازی، تعمیر اور انہیں چلانے کی صلاحیت بھی حاصل کر لی ہے۔

محکمہ ایٹمی توانائی کے جو ادارے اس کام میں لگے ہوئے ہیں۔ وہ ہیں۔ حیدرآباد کا ایٹمی معدنی ریسرچ اور تلاش ڈائرکٹریٹ جادوگڑا (بہار) کا بھارتی یورنیم کارپوریشن لمیٹڈ ممبئی کا بھارتی ریرارتھس لمیٹڈ ممبئی کا ہیوی واٹر حیدرآباد کا نیوکلائی ایندھن کمپلکس بی۔اے۔آر۔سی اور آئی۔جی۔سی۔اے آر۔

معدنیات کی تلاش اور کان کنی

آندھرا پردیش میں لمباپور، یلاپور اور تمملاپلے میں ایٹمی معدنیات ڈائرکٹریٹ کی کوششوں کے نتیجے میں جادوگڑا۔ بھٹین اور نرواپہاڑ میں یورنیم کانیں کھول چکی ہے۔ ان کانوں کا انتظام بھارتی یورنیم کارپوریشن لمیٹڈ کرتا ہے۔

ڈائرکٹریٹ نے میگھالیہ کے ڈومیاسیاٹ اور وائی کیان، آندھرا پردیش کے لمباپور ایلاپور اور توما لی پلے، بہار کے ترار مدھ، بگجاتا، کنیا لکا اور موہولدیہ اور مدھیہ پردیش کے بیدال و بجاوال میں یورنیم کے بڑے ذخائر کا پتہ لگایا ہے۔ کرناٹک میں گوگی اور آندھرا پردیش میں کوپونورو اور گنڈی میں یورنیم ملنے کے آثار ملے ہیں۔ ڈائرکٹریٹ بھارت کے ساحلی علاقوں اور دیگر اندرونی علاقوں میں بھی دیگر اہم معدنیات، جیسے مونازایٹ، زرکان، اکیم نائب کے کافی ذخیروں کا پتہ لگایا ہے۔ نیوبیم، ٹینلسیم، ویریلیم، تھیم، ریرارتھ عناصر وسٹریم کے بھی کافی مقدار میں ذخائر کا پتہ چلا ہے۔ اور ان کا ذخیرہ کرلیا گیا ہے۔

انڈین ریرارتھ (آئی آر ای) تھوریم اور ریرارتھ معدنیات پر مشتمل معدنی ریت کی کان کنی اور پروسیسنگ میں 1950ء سے مصروف ہے۔ اس کمپنی کے معدنی ریت الگ کرنے کے تین کارخانے مانوالاکوردچی، (تامل ناڈو) چوار (کیرالہ) اور اوایس سی اور ایم چھترپور میں (اڑیسہ) ہیں جہاں المینایٹ روٹائیل، مونازائٹ، زرکون، اور گارنٹ تیار کئے جاتے ہیں۔

آئی۔آر۔آئی۔ ہر سال 70 کروڑ روپے کی غیر ملکی کرنسی کماتا ہے۔ ابھی حال ہی میں مصر میں مونازایٹ مصنوع کے لئے چھوٹے پائلٹ پلانٹ کی تنصیب کے لئے 23.3 لاکھ امریکی ڈالر کا آرڈر حاصل ہوا ہے۔

ھیوی واٹر کی پیداوار

چونکہ پریشرائزڈ ہیوی واٹر ری ایکٹروں (پی ایچ ڈبلو آر) میں بطور موڈریٹر اور کولینٹ (حرارت کم کرنے کے لئے) ھیوی واٹر استعمال ہوتا ہے اس لئے واٹر ٹکنالوجی کے لئے الیکٹرولائسیس استعمال کرنے ننگل (پنجاب) (بڑودہ اور) ہریرا (گجرات) کوٹہ (راجستھان) مانوگورو (آندھرا پردیش) تالچر (اڑیسہ) تھل (مہاراشٹر) اور ٹوٹیکورین (تامل ناڈو) میں قائم ہو چکے ہیں۔ مانوگرو اور کوٹا کے ھیوی واٹر پلانٹ ملک میں ہی ترقی یافتہ ہائیڈروجن سلفائڈ واٹر اکیچ پروسس پر مبنی ہے جب کہ دیگر ہوی واٹر امونیا ہائیڈروجن مبادلہ پروسس پر مبنی ہے۔ ناننگل کے پلانٹ میں ہیوی واٹر پیداوار الکٹرولائیس کے ذریعہ کی جاتی ہے۔

نیوکلیائی ایندھن کی تیاری

یلو کیک کو نیوکلیائی خالص یورانیم میں بدلنے کی ٹکنالوجی اور ایندھن کے عنصر کی تیاری کی ٹکنالوجی بھی ملک کے اندر ہی تیار کی

گئی ۔ پچھلے چار دہوں کے دوران الکٹرک ری ایکٹروں کے لئے ایٹمی ایندھن تیار کرنے کی صلاحیت بھارت نے حاصل کرلی۔ بی اے آر سی کے ذریعہ کئے جانے والے ڈولپمنٹ ورک کی بنیاد پر 1959ء کے وسط میں پہلا ایندھن کا عنصر تیار کرلیا گیا تھا۔ ٹرامبے میں فیول فیبری کیشن پلانٹ کو (ایندھن تیار کرنے والے کارخانہ کو) بھارت کے ریسرچ ری ایکٹروں کے لئے ایندھن کے عناصر پیدا کرنے کے ساتھ ہی نئے ایندھن اور میٹریل کی تحقیق وترقی کے لئے بھی استعمال میں لایا گیا۔ زرکولوائے کلیڈ یورانیم آکسائیڈ کی راجستھان ایٹمی بجلی گھر کی پہلی یونٹ کے لئے ابتدائی لوڈنگ کا نصف حصہ ٹرامبے ہی میں تیار کیا گیا تھا۔ اس طرح بھارت کے فاسٹ بریڈرنسٹ ری ایکٹر کے لئے تھوریم آکسائیڈ کے ٹکڑے بھی یہیں تیار کئے گئے تھے۔

ٹرامبے میں ایندھن تیار کرنے کی ٹکنالوجی کے کامیاب مظاہرہ کے بعد 1971ء میں حیدرآباد میں نیوکلیائی ایندھن کمپلکس (این ایف سی) قائم کیا گیا یہاں پی ایچ ڈبلو آر اور بوائلنگ واٹر ری ایکٹروں (بی ڈبلو آر) کے لئے صنعتی پیانہ کی نیوکلیائی ایندھن اسمبلی اور زرکالوائے ڈھانچہ جاتی میٹریل تیار کئے جاتے ہیں۔ پچھلے چار دہوں کے دوران بی۔ اے۔ آر۔ سی اور نیوکلیائی ایندھن کمپلکس (N.F.C) میں صنعتی استعمال کے لئے مختلف طرح کے دھاتی، سیرمک اور ڈسپریشن ایندھن کو فروغ دیا گیا ہے۔ اور تیاری کئے گئے ہیں۔

این ایف ۔سی میں مختلف انجینئرنگ صنعتوں کے لئے بغیر جوڑ والے اسٹین لیس اسٹیل ریفیری دھات اسٹیل ٹیوب اور الکٹرانک صنعتوں کے لئے بہت زیادہ خالص اشیاء کی بھی پیداوار ہوئی ہے۔ پی ۔ایف ۔سی آر جیسے ترقی یافتہ ری ایکٹروں کے حصوں کا فروغ بھی اس کمپلکس میں کیا جاتا ہے۔ این ایف سی نے نیوکلیائی ایندھن اور زرکوے لائے کے اجزا کی تیاری کی صلاحیت کے ساتھ ساتھ یورنیم آکسائیڈ ایندھن یورنیم ایندھن اسمبلی اور زرکو بلائے کے اجزاء کے نئے منصوبوں کو شروع کردیا ہے۔

ایندھن کی تیاری اور فضلہ کا رکھ رکھاؤ

بھارتی ایٹمی توانائی وسائل کے بازعمل کاری نے ایک بند سلسلے کو اپنایا ہے جس کے تحت استعمال کئے گئے ایندھن کے ری پروسسنگ اور پلوٹینیم اور یورنیم 233 کو دوبارہ قابل استعمال بنانا اس کا اہم جز ہے۔ بھارت میں ٹرامبے، تاراپور اور کلپکم میں ایندھن کاری پروسسنگ پلانٹ ہے۔ تاراپور میں ایک پلانٹ ہے۔ جہاں بہت زیادہ سرگرم فضلے ر کچرے کو شیشے کے میٹرکس میں تبدیل کیا جاتا ہے۔ اس تجربہ کی بنیاد پر ٹرامبے اور کل پکم میں نئے ایٹمی فضلوں فصلوں کو بے کار کرنے کا پلانٹ لگایا جارہا ہے۔

نیوکلیائی توانائی کے شعبہ میں تحقیق وترقی

نیوکلیائی توانائی اور نیوکلیائی ایندھن سائکل کے شعبہ کے سلسلے میں پروگرام کثیر پہلو ریسرچ وڈولپمنٹ کی بنیاد پر محکمہ ہذا نے تیار کئے ہیں۔ ری ایکٹر ٹکنالوجی کے شعبہ میں بڑے پیانہ پر کئے گئے کام کے نتیجہ میں اندرون ملک آلات اور پرزے تیار کرنے کا عمل تیز ہوا ہے۔ اس کی وجہ سے پاور ری ایکٹروں کو چلانے اور رکھ رکھاؤ کی تکنیک کو فروغ حاصل ہوا ہے۔

غیر توانائی پروگرام

محکمہ ایٹمی توانائی کے ریسرچ پروگرام ایٹمی توانائی پروگرام کے لئے ریسرچ اور ترقیاتی تعاون مہیا کرانے کے ساتھ ساتھ نیوکلیائی ٹکنالوجی کے صحت، زراعت، صنعت میں استعمال کے لئے طریقے ڈھونڈتا ہے۔ یہ ہائی ٹکنالوجی کے فروغ، اور سائنس کے اولین شعبوں میں کثیر رخی ریسرچ کے کام بھی کررہا ہے۔

ایٹمی توانائی محکمہ کے ریڈیشن اور آیسوٹوپ ٹکنالوجی پروگرام کا مقصد صنعتوں، صحت حفاظتی خدمات، زراعت اور تحقیق کے شعبوں میں ریڈیو آیسوٹوپ اور ریڈیشن ٹکنالوجی کی بڑھتی ہوئی مانگ کو پورا کرنا ہے۔ بی۔اے۔آر۔سی پچھلے چار دہوں سے ریڈیو۔آیسوٹوپوں کی پیداوار کر رہی ہے۔ اور آج یہ مرکز دنیا کے اولین ریڈیو آیسوٹوپ پیدا کاروں میں سے ہے۔ بی۔آر۔آئی۔ٹی ریڈیو آیسوٹوپ اور متعلقہ پیداوار کو صارفین ایجنسیوں کو مہیا کراتا ہے۔

سال 1999-2000 میں بی۔آر۔آئی۔ٹی نے 21 کروڑ روپے کی قیمت کے ریڈیو آیسوٹوپ پیداوار صنعت، تحقیق، زراعت اور صحت خدمات میں استعمال کے لئے مہیا کرائے۔ اس دوران 1.50 کروڑ روپے قیمت کے ریڈیو آیسوٹوپ پیداوار اور آلات برآمد کئے گئے۔

ریسرچ ری ایکٹر: محکمہ ایٹمی توانائی کا ریسرچ ری ایکٹر پروگرام ایٹمی توانائی پروگرام کے تحقیق اور ترقی میں تعاون دیتا ہے۔ ریڈیو آیسوٹوپ پیدا کرتا ہے۔ اور بنیادی اور عملی تجربے کے لئے سہولتیں مہیا کراتا ہے۔

نیوکلیئر زراعت: محکمہ ایٹمی توانائی کے نیوکلیئر زرعی پروگرام کے تحت زیادہ پیداوار دینے والے اور مرض سے آزاد بیجوں کی پیداوار، کھاد کی پیداوار، جراثیم کش سے متعلق مطالعات، غذا کے ریڈیشن کا پروسس اور تفصیح منتظمہ کی جاتی ہے۔ بی۔اے آر۔سی کے فصل سدھار پروگرام کے تحت دالوں، تلہنوں، چاول، اور پٹ سن کی بہتر اور زیادہ پیداوار دینے والی نسلیں فروغ دی گئیں اور انہیں بویا جارہا ہے۔

حکومت ہند نے گھریلو استعمال اور برآمد کے لئے کئی غذاؤں کی ریڈیشن عمل کو منظوری دے دی ہے۔ یکم جنوری 2000 سے نوی ممبئی میں مسالوں کے ریڈیشن پروسس کا مظاہرہ پلانٹ کام کر رہا ہے۔ اسے محکمہ کے ریڈیشن اور ریڈیو آیسوٹوپ ٹکنالوجی بورڈ (بی۔آر۔آئی۔ٹی) نے لگایا ہے۔

آلو اور پیاز کو ٹھیک رکھنے کے لئے ایک کاروباری پلانٹ کی تعمیر بی۔اے۔آر۔سی کے ذریعہ سسل گاؤں (مہاراشٹر میں کیا جارہا ہے۔)

پانی سے نمک ہٹانا: بی۔اے۔آر۔سی نے کثیر مرحلے والا فلیش تبخیر، ریورس اوسموسس اور کم حرارت پر تبخیر کی ٹکنالوجی کو فروغ دیا ہے۔ جن کا استعمال پانی سے نمک ہٹانے میں ہوتا ہے۔ ان عمل کی بنیاد پر مرکز نے دیہی علاقوں، جہاز میں لگے پلانٹوں اور دیگر استعمال کے لئے نمک ہٹانے کے لئے پلانٹوں کو فروغ دیا گیا ہے۔ کاپکم میں 6,300 مکعب میٹر ہر روز کی صلاحیت والا مشترکہ کثیر مرحلائی ریورس اوسموسس نیوکلائی نمک ہٹانے کے مظاہرہ پلانٹ لگائے جارہے ہیں۔

نیوکلیائی ادویات: ٹرامبے کے ریسرچ ری ایکٹروں اور بی۔ای۔سی۔سی کے ایکسی لریٹر میں پیدا ریڈیو آیسوٹوپوں کا استعمال علاج کے لئے ضروری ریڈیو ادویاتی مصنوعات کے بنانے میں ہوتا ہے۔ نیوکلیائی پروگرام کے محکمہ صحت کے لئے جو تنظیمیں اشتراک کر رہی ہیں۔ وہ ہیں۔ ممبئی کے بی۔آر۔آئی۔ٹی اور آر۔ایس۔سی اور کلکتہ کا علاقائی ریڈیشن مرکز (آر۔آر۔ایم۔سی)

صنعت میں ریڈیو۔آیسوٹوپ: ٹرامبے میں پیداواری ریڈیو۔آیسوٹوپوں کا صنعت میں وسیع استعمال ہوتا ہے۔ جسے بنا توڑے جانچ، گاما اسکیننگ کے ذریعہ کیمکل پلانٹ کے ساز و سامان میں خرابی کا پتہ لگانا اور بہت کم مقدار میں استعمال ہونے والے کیمکل کا استعمال بنا توڑے جانچ کے لئے بی۔آر۔آئی۔ٹی کوبالٹ۔60 اور ایریڈیم۔192 ریڈیوگرافی وسیلوں کو متواتر مہیا کراتا ہے۔ بی۔آر۔آئی۔ٹی کے ذریعہ ڈیزائن اور ترقی یافتہ رولوں ریڈیوگرافی آلات کا استعمال ہندوستانی صنعتوں میں بڑی

تعداد میں ہو رہا ہے۔

اعلیٰ ٹکنالوجی کا فروغ

ڈی اے ای کی ریسرچ تنظیم نے بہت سی اعلیٰ درجہ کی ٹکنالوجیوں کو فروغ دیا ہے۔ ان میں نیوکلیائی ریسرچ کے لئے ایکسی
لیٹرز، سرجری (چیڑ پھاڑ) اور صنعت میں استعمال کیلئے لیزر، متوازن پروسیسنگ تکنک کے استعمال کے ذریعہ سپر کمپیوٹر سسٹم کی
تنصیب تاکہ کرنچنگ جاب کی جاسکے۔ جائنٹ میٹر ویو ریڈیو ٹیلی اسکوپ (جی ایم آر ٹی) پنے، ایڈوانسڈ ریموٹ ھینڈ لنگ اور
روبوٹک خدمات اور صنعتوں میں استعمال کے لئے سرو دھنی پولیمرز، میڈیکل تشخیص کے دوران آرگن امیجن میں استعمال ہونے
والی سائنسی گرافک طریقے اور الٹرپیور اور میٹریلز کے کمپوزیشنل کیرکٹرائزیشن اور جائزہ کے لئے مختلف ترقی یافتہ سہولتیں اور
مختلف الکٹرانک نظام و آلات شامل ہیں۔

ایکسی لیریٹیرز: بڑی اور بھاری بھرکم سائنسی مشینیں ہیں جن کو نیوکلیائی تحقیق اور آئسوٹوپ کی تیاری کے لئے اور بطور ار یڈی
ایڑ استعمال کیا جاتا ہے۔ ڈی اے ای کو پارٹیکل ایکسی لیریٹر ٹکنالوجی کی بھرپور صلاحیت حاصل ہو چکی ہے۔ ملک کی چند بڑی ایکسی
لیریز سہولیات میں کلکتہ میں ویری ایبل نرجی سائیکوٹرون، (وی ای سی) ممبئی میں 14 ایم وی پیلٹرون ایکسی لیریٹر، اور اندور میں
زیر تعمیر سنکروٹرون ریڈی ایشن سورسز (ایس آر ایس) شامل ہیں۔

بی اے آر سی کے ذریعہ 1977ء میں کلکتہ میں قائم کئے گئے ویری ایبل انرجی سائیکلوٹرون (وی ای سی) کو قومی مرتبہ کی تحقیق
سہولت کا مرتبہ حاصل ہے۔ اسے نیوکلیائی شعبوں کو پروٹون، ڈیوٹیرون اور الفاذرات ریسرچ کے لئے فراہم اور ریڈیو آئسوٹوپ
کیلم تیار کرنے کے لئے ڈیزائن کیا گیا ہے۔ سائیکوٹرون 36 قومی لیباریٹریوں اور یونیورسٹیوں کی خدمت انجام دے رہا ہے۔
سی اے ٹی بھارت کا پہلا سنکروٹرون ریڈی ایشن سورس ''انڈس i'' اور 2 تیار کر رہا ہے۔ سنکروٹرون ایک ایسی قومی سہولت
ہوگی جو کہ بنیادی اور اپلائیڈ ریسرچ کے لئے سائنسدانوں کو دستیاب ہوگی۔ سی اے ٹی نے ایک 2 جی ای وی، ایس آر ایس نے
انڈس 2 کی تیاری کام بھی شروع کر دیا ہے۔ ٹرامبے میں ایک فولڈ ٹینڈم آئیون ایکسی لیریٹر (ایف او ٹی آئی اے) قائم کیا جا رہا
ہے۔ حال ہی میں اس کے انکٹر نظام کی تنصیب کی جا چکی ہے۔ ایک 500 کے ای وی صنعتی الیکٹرون ایکسی لیریٹر نیو ممبئی میں
نصب کیا جا رہا ہے۔ ایکسی لیریٹروں کی جن ٹکنالوجیوں کو فروغ دیا گیا ہے وہ بین الاقوامی معیار کی ہیں۔ حال ہی میں امریکہ کی
بروک ہیون قومی تجربہ گاہ میں بی۔ اے۔ آر۔ سی کے ذریعہ ڈیزائن کئے ہوئے اور ترقی یافتہ، ذرات کا پتہ لگانے والے پلانٹ کو
شروع کیا گیا۔ جو کہ نیوکلیئر فزکس کے اولین شعبوں میں تجربہ کرے گا۔

لیزر: لیزر تحقیق و ترقی پروگرام میں جو یونٹیں مصروف ہیں وہ ہیں سی اے ٹی اور بی اے آر سی۔

لیزر پروگرام کے تحت طب، صنعت اور ریسرچ و ڈولپمنٹ میں استعمال کے لئے سی اے ٹی نے لیزر ٹکنالوجیاں تیار کی ہیں۔
سرجری (جراحی) اور فولاد کی موٹی چادروں کو کاٹنے کے لئے کاربن ڈائی آکسائیڈ لیزر کامیابی سے تیار کئے گئے ہیں۔ سی اے ٹی
نے میڈیکل استعمال، سرجری، انڈواسکوپ سرجری اور تپ دق کے علاج کے لئے بھی لیزر پر مبنی آلات تیار کئے ہیں۔ لیزر کے
حیاتی طب استعمال کے لئے سی۔ اے۔ ٹی عمل پذیر ہے۔ ان کوششوں کے نتیجے میں کئی طرح کے کینسروں کے علاج اور جلن
والے زخموں کے علاج کے لئے نائٹروجن لیزروں کا فروغ ہو پایا۔ کئی لیزروں/آلات کا سی اے ٹی میں فروغ دیا گیا اور استعمال
کنندگان کو فراہم کر دیا گیا۔ حال ہی میں جن ریسرچ سہولیات کی تشکیل ہوئی ہے۔ ان میں پلسڈ لیزر ڈپوزیشن سہولیات بھی شامل
ہے۔ یہاں وائڈ بینڈ گیپ والے نیم موصل پر باریک جھلی چڑھانے کی سہولت ہے۔ فیرو الکٹرک آکسائیڈ باریک جھلی بنانے کی

سہولت بھی قائم کی جا رہی ہے۔

اطلاعاتی ٹکنالوجی: بی۔اے۔آر۔سی سپر کمپیوٹر کے فروغ کے لئے کام کر رہی ہے جن کی ضرورت اعداد وشماریات کے لئے ہوتی ہے۔اس مرکز نے 16 پینیٹم۔3 نوڈس والے سپر کمپیوٹر کا کامیابی کے ساتھ فروغ دیا ہے۔سپر کمپیوٹر متواتر 5 گیگا فلوپس (فلوٹنگ پوائنٹ فی سکینڈ سے کام کرتا ہے۔اس طرح کا ایک نظام بنگلور کی ایرو ناٹکل ڈیولپمنٹ ایجنسی میں مئی 2000 سے کام کر رہی ہے۔ جہاں لائٹ کمپسیٹ ہوائی جہاز سے متعلق سیال حرکی شماریات کے لئے اس کا استعمال ہوتا ہے۔

ریموٹ ہینڈلنگ اور روبوٹکس: بی۔اے۔آر۔سی اور آئی۔جی۔سی۔اے آر دونوں ہی جگہ رپورٹ سائنس ریسرچ وفروغ پروگراموں کی اسکی بڑی بڑی اہمیت ہے۔بی۔اے۔آر۔سی اور ایچ ایم۔ٹی بنگلور کے تعاون سے بنایا سیلیئر ماسٹر سلیب سرو۔مینو پلیٹرس کا فیلڈ میں تجربہ کیا جا چکا ہے۔ریڈیو ایکٹو کیمکل تجربہ گاہوں میں استعمال کے لئے پانچ ڈگری آف فریڈم والے روبوٹ، 6 ڈگری آف فری ڈم والے روبوٹ اور چلنے پھرنے والے روبوٹ کوٹرامبے میں فروغ دیا گیا۔آئی جی سی اے آر میں غیر تباہ کن ای ویلوایشن کے لئے مختلف آلات مثلاً موبائل ہکینر (موب اسکین) اور ربوٹک آلات مثلاً ریموٹ سے چلائے جانے والے پاور مین پولیٹر (روپ مین) بھی تیار کئے گئے۔ریموٹ آپریشن کے لئے بوتلوں کے ڈھکن لگانے اور کھولنے کے لئے ایک ڈی کنگ روبوٹ بھی تیار کیا گیا۔

پلاسما ٹکنالوجی: بی اے آر سی، پلاسی ٹکنالوجی تیار کر رہی ہے، جس کے صنعتی استعمال کے بہت سے پہلو ہیں۔حال ہی میں سنٹر نے پلاسما پر مبنی ایک زیرو جزیٹر تیار کیا ہے اور جس نے کاربن اسٹیل مولڈ پر المونیٹ کی کوٹنگ میں کامیابی حاصل کی ہے۔کے۔اے۔ایل آئی 5000 پلس پاور سسٹم ٹرامبے میں اسمبلی ہونے کے اپنے آخری مرحلے میں ہے اس مرکز میں بننے والی پلسڈ الکٹروں شعاؤں کا استعمال ہائی پاور کے مائیکرو ویو پیداوار اور پلسڈ ان ٹینس نیوٹران سورس وغیرہ کے استعمال کے لئے ہوگا۔

کرائیو جنیکس: کرائیو جنیکس کے شعبہ میں سی اے ٹی اور وی ای سی سی مصروف ہیں۔سی اے ٹی نے کرائیو جنکس میں مہارت حاصل کی ہے۔کلوز سائیکل کرائیو ریفریجریٹر بھی سی اے ٹی میں تیار کئے گئے ہیں۔ جو کہ 10 کیلون کی حرارت پیدا کر سکتے ہیں۔

فلکیات ریسرچ سہولیات: ریڈیو فلکیات کے میدان میں تملناڈو کے اوٹی کے قریب نیل گری کی پہاڑیوں میں ریڈیو ٹیلسکوپ کی تعمیر کی گئی ہے۔اس ٹیلی اسکوپ سے دسیوں سال تک بعید کہکشاں سے باہر کے ریڈیو ذرائع اور دوران سیارات کی اشیاء کا مطالعہ کیا گیا۔ان مطالعات سے علم فلکیات کے بارے میں معلومات کے معیار میں کافی اضافہ ہوا ہے۔بین الاقوامی معیار کی ایسٹرونامی (فلکیات) ریسرچ کا انتظام بی اے آر سی نے ماؤنٹ آبو (راجستھان) میں کیا ہے جس کا افتتاح 13 اکتوبر 1997ء کو کیا گیا تھا اور ٹی اے سی ٹی آئی سی سلسلہ کے امیجنگ ریلی منٹ کو بھی کامیابی کے ساتھ چلایا گیا ہے۔ب

کل پرزے اور کنٹرول نظام: محکمہ کے ریسرچ مراکز میں نیوکلیائی پروگراموں کے لئے جدید آلات کے پرزے اور معاون نظاموں کو فروغ دیا جاتا ہے۔ٹرامبے میں الکٹرونکس شعبے میں تیار ترقی یافتہ مصنوعات اور معلومات کی بنیاد پر 1967 میں، حیدرآباد میں ہندوستانی الکٹرانکس کارپوریشن لمٹیڈ (ای۔سی۔آئی۔ایل) کا قیام عمل میں آیا۔اس کارپوریشن میں ٹی ڈی سی سیریز سے متعلق ایک عدد والے کمپیوٹر کو فروغ دے کر، ملک میں کمپیوٹر انقلاب کی قیادت کی۔کارپوریشن نے ٹیلی مواصلات محکمے کی کوششوں میں بھی اشتراک کیا۔اس نے ملک بھر میں ایس۔پی۔سی ٹیلکس نٹ ورک، میز سوئچنگ نٹ ورک اور ٹیلیفون ایکسچینجوں کے رکھ رکھاؤ کا سسٹم مہیا کرایا ہے۔دفاعی اہمیت کے الکٹرانکس شعبے میں کارپوریشن سطح افواج میں ٹکنالوجی حل بھی مہیا کراتا ہے۔ یہ کمان۔نگرانی، مواصلات کمپیوٹر اور اطلاع رخفیہ نظاموں سے متعلق ہے۔اسی کے دہے میں ایرڈیفنس سسٹم فضائیہ کو مہیا کرایا

گیا۔ کارپوریشن، ڈی۔ آر۔ ڈی۔ اور کومپیزائل پروگراموں کے لئے پوری طرح سے خود کارمان اور نگرانی سسٹم و جانچ نظام بھی مہیا کراتا ہے۔ ای۔ سی۔ آئی۔ ایل نے گلوبل پوزیشنگ سسٹم سیلائٹ ڈاٹا لنک کے استعمال والی ایئر ٹریفک منتظمہ کو فروغ دیا ہے۔ انہیں شہری ہوائی بازی کے شعبے میں چنئی اور کلکتہ کے ہوائی اڈوں پر لگایا گیا ہے۔ کمپنی، دفاعی شعبے میں ایچ۔ ایف۔ بی۔ ایچ۔ ایف اور یو۔ ایچ۔ ایف ریڈیو مواصلاتی آلات بھی مہیا کرا رہی ہے۔

محکمہ ٹیلی مواصلات، خلائی، دفاع اور نجی سیلولر نٹ ورکوں میں استعمال ہونے والی انٹینا نظاموں کے فروغ اور تعمیر سے کمپنی کو شہرت حاصل ہوئی

نیوکلیائی اور حرارتی بجلی گھروں، فولاد پلانٹوں اور دیگر متعلقہ پروسس صنعتوں میں ای۔ سی۔ آئی۔ ایل۔ کے ذریعہ مہیا نگرانی کنٹرول سسٹم لگے ہوئے ہیں۔ نگرانی، کنٹرول اور سماریات حاصل کرنے کے نظاموں، پروگرامیبل لوجک کنٹرولر، توانائی منتظمہ سسٹم، ریموٹ ٹیلی میٹری اکائیاں، تیل اور گیس پائپ لائینوں کے نگرانی نظام۔ ان سبھی کا فروغ گھریلو تحقیق اور فروغ کے کاموں کے ذریعہ ہوا اور اس نے قوم کی تعمیری سرگرمیوں میں اشتراک کیا۔

سی اے آر سی کی حالیہ کامیابیوں کا تعلق مائکرو پروسیس پرمبنی ٹریکشن کنٹرول سسٹم ہے جو کہ ڈبلو اے جی۔ 5 سیریز ریلوے انجنوں سے تعلق رکھتا ہے۔ اس نے ایک فیمٹو سکنڈ اسپکٹرومیٹر بھی تیار کیا ہے اور ڈائمنڈ فلم ڈیپوزیشن کی ایک لیبارٹری بھی قائم کی ہے۔

بہت سے سیلی کون پرمبنی ڈیٹکٹر بھی ٹرامبے میں تیار کئے گئے ہیں۔ پی سی پرمبنی اے ایم اے سی ایکسی لریٹر کنٹرول سسٹم، عملہ پر نظر رکھنے کے لئے امیج انالیسز سسٹم، اور چہرہ، دستخط انگلیوں کے نشان اور آواز کی کلپ کا ذخیرہ کرنے اور بروقت ضرورت ان سے کام لینے اور حفاظتی نقطہ نظر سے استعمال کرنے کے لئے انفرادی تفصیلات کا ڈاٹا بیس بھی تیار کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ کمپیوٹر سے کنٹرول ہونے والے تھرل آئیونائزیشن ماس اسپکٹرومیٹر کے اے آر پی میں استعمال کے لئے تیار کیا گیا ہے اور ایک انڈکٹیولی کوپلٹ پلازما سورس ماس اسپکٹرومیٹر (آئی سی پی۔ ایم ایس) بھی دیسی مہارت سے تیار کیا گیا ہے۔ آئی اے ای اے پروگرام کے تحت بی اے آر سی کے گاما کیمرے کے 81 انوگامی۔ ایس کارڈوں کو ایکسپورٹ بھی کیا۔

علم زلزلہ: زمین کے اندر زلزلیاتی کیفیت کی نگرانی کے لئے گوری بدانور (کرناٹک) اور دلی میں دو زلزلے سے متعلق ایرے (Arrays) لگائے گئے ہیں جو کہ اعلیٰ درجے کے زلزلیاتی اعداد وشمار حاصل کرتے ہیں۔ بی۔ اے۔ آر۔ سی۔ نے زلزلہ نگرانی نظام کو ملک میں ہی فروغ دیا ہے اور تشکیل دیا ہے۔

پوکھرن تجربات

18 مئی 1974ء کو بھارت نے راجستھان کے ریگستان میں پوکھرن کے مقام پر ایک پرامن زمین دوز نیوکلیائی تجربہ کیا تھا۔ 24 سال گزر چکنے کے بعد بھارت نے پوکھرن رینج میں 11 اور 13 مئی 1998ء کو کامیابی کے ساتھ پانچ نیوکلیائی تجربات کئے۔ ان میں ایک تھرمونیوکلیر ڈی وائس، ایک نیو من ڈی وائس اور ایک سب کلوٹن نیوکلیائی ڈی وائس شامل تھے۔ سبھی آلات کے پہلے سے اعلان کئے گئے نتیجوں اور ڈیزائن پیرامیٹر کی جانچ سے موصول پیمائشوں سے تجربہ کیا گیا اور انہیں درست پایا گیا۔

ٹکنالوجی کے تانے بانے

ڈی اے ای کو اپنے مختلف تحقیقی مراکز میں انتہائی اور اعلیٰ درجہ کی ٹکنالوجی کے شعبوں میں کی گئی کثیر پہلو تحقیق سے نیوکلیائی بجلی

کے پروگرام میں اور اس سے متعلقہ نیوکلیائی ایندھن کی سائیکل میں خود کفیل ہونے میں مدد ملی ہے۔ ڈی اے ای کی تنظیموں کی اندرونی طور پر حاصل شدہ ٹکنالوجی کی دوسرے شعبوں میں منتقل کر کے استعمال میں لانے کے سلسلہ میں زبردست کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اس ٹکنالوجی کو معدنیات کی پروسیسنگ، ہیوی واٹر کی تیاری، پروسیسنگ اور ایندھن تیار کرنے کے کارخانوں اور پبلک سیکٹر کے اداروں میں استعمال کیا گیا ہے۔ ڈی اے ای کے زیر اہتمام تحقیق و ترقی کا جو کام ہوا ہے اس کے نتیجہ میں بہت سی ٹکنالوجیاں حاصل ہوئی ہیں جن سے بہت سی صنعتوں کو فائدہ پہنچا ہے۔ ان میں میٹرل اور ریلوے، ریڈیو آئسوٹوپ پر مبنی آلات اور تکنیک، ٹشو کلچر ٹکنالوجی، جراحی کے لئے لیزر، اور صنعتی استعمال، الیکٹرانک آلات اور کل پرزے وغیرہ شامل ہیں۔ محکمہ ٹکنالوجی کی منتقلی، ہائی ٹکنالوجی شعبوں میں مشاورتی خدمات اور تال میل کے کئی شعبوں میں داخل ہو گیا ہے۔

نیوکلیائی سائنسز اور ریاضیات میں تحقیق کو فروغ

محکمہ ایٹمی توانائی، نیوکلیئر سائنس، حساب اور کینسر کے اولین شعبوں میں تحقیق کو بڑھاوا دینے کے لئے قومی شہرت کے 7 اداروں کو مالی امداد فراہم کرتا ہے۔ 2000-1999 کے دوران محکمہ کے ذریعہ دی گئی مالی امداد کی تفصیل اس طرح ہے: ٹاٹا انسٹی ٹیوٹ آف فنڈامنٹل ریسرچ (85.95 کروڑ روپے) ٹاٹا میموریل سنٹر (68.50 کروڑ روپے) ساہا انسٹی ٹیوٹ آف نیوکلیئر فزکس (28 کروڑ روپے) انسٹی ٹیوٹ آف فزکس (6.4 کروڑ روپے) مہتا ریسرچ انسٹی ٹیوٹ آف پیتھ میٹکل فزکس (5.43 کروڑ روپے) انسٹی ٹیوٹ آف میتھ میٹکل سائنسز (5.55 کروڑ روپے) انسٹی ٹیوٹ فار پلازمہ ریسرچ (30.80 کروڑ روپے)۔

محکمہ کچھ اولین کینسر اداروں کو بھی مالی امداد فراہم کرتا ہے۔

ٹی۔ آئی۔ ایف کے ذریعہ پونے کے قریب لگائے گئے نہایت بڑے میٹرو یور یڈیو ٹیلسکوپ نے حال ہی میں کام کرنا شروع کر دیا۔ سمبلک اور نیومیرکل کمپیوٹیشن پیراڈگم کو قائم کرنے کے لئے ٹی۔ آئی۔ ایف۔ آر۔ نے بی۔ اے۔ آر۔ سی کے ساتھ مل کر پورے کمپیوٹیشنل میتھ میٹکس تجربہ گاہ قائم کیا ہے۔ کلکتہ کے ساہا انسٹی ٹیوٹ آف نیوکلیئر فزکس میں ہائی کرنٹ آئسوٹوپ سپریشن اور آئن امپلانٹیشن ملٹی۔ ایلی منٹ گاما، ہیوی آئن اور نیوٹران ایرے ڈٹکٹر (میگھناد) کے قومی سہولیات مرکز کو قائم کرنے کا کام ترقی پر ہے۔

احمد آباد کے انسٹی ٹیوٹ آف پلازما ریسرچ میں اسٹیڈی اسٹیٹ سپر کنڈکٹنگ ٹوکامک۔1 (ایس۔ اس۔ ٹی۔1) کا ترقیاتی عمل چل رہا ہے۔

ڈی۔ اے۔ ای یونیورسٹی۔ قومی تجربہ گاہیں باہمد گر عمل: محکمہ ایٹمی توانائی کے ادارے قوم کی سائنسی قابلیت میں اضافہ تعلیمی اداروں اور قومی تجربہ گاہوں کے باہمد گر عمل کے ذریعہ کر رہی ہیں۔ اس سمت میں کی گئی نئی کوششوں میں بی۔ اے۔ آر۔ سی کا مہاراشٹر کے زرعی یونیورسٹیوں کے ساتھ تال میل اور چنئی کے اسٹرکچرل انجینئرنگ ریسرچ مرکز جیسے اداروں میں چل رہے بڑے پیمانے، کا کمپونٹ جانچ کا کام شامل ہے۔ آئی۔ آئی۔ ٹی۔ ممبئی میں ایڈوانسڈ ہیوی واٹر ری ایکٹر سے متعلق تھرمل ہائیڈرالکس مطالعہ بی۔ اے۔ آر۔ سی کے ساتھ مل کر کیا جائے گا۔

ممبئی میں واقع بورڈ آف ریسرچ اور نیوکلیئر سائنسز (بی۔ آر۔ این۔ ایس) اور نیشنل بورڈ آف میتھ میٹکس (این۔ بی۔ ایچ۔ ایم) کے ذریعہ محکمہ ایٹمی توانائی نیوکلیئر سائنس اور حساب میں علی الترتیب یونیورسٹیوں اور دیگر تعلیمی اداروں میں مطالعات کو بڑھاوا دیتا ہے۔ این۔ بی۔ ایچ۔ ایم بین الاقوامی میتھ میٹکل اولمپاڈ میں بھی حصہ لیتا ہے۔

بورڈ آف ریسرچ ان نیوکلیئر سائنسز یونیورسٹیوں اوراداروں میں تحقیق عمل کواسپانسر کرتا ہے۔پچھلے چھ سالوں میں بی۔آر۔ این۔ایس۔ نے قومی تجربہ گاہوں میں بھی کئی تحقیقی پروجکٹوں کواسپانسر کیا ہے۔محکمہ کے تحقیقاتی مرکزوں نے قومی اداروں، یونیورسٹیوں اوردیگر کے ساتھ تحقیقی تال میل کے معاہدوں پر دستخط کئے ہیں۔ 2000-1999 کے دوران بی۔آر۔این۔ایس نے 83 نئے پروجکٹوں کو مالی امداد دینا قبول کیااور 128 چل رہے پروجکٹوں کوجاری رکھا۔بی۔آر۔این۔ایس نے آئی۔آئی۔ٹی ممبئی میں سنٹر فار ڈیزائن کا اینڈ ویری فکیشن آف سافٹ ویر، پونے یونیورسٹی میں نیشنل سنٹر فار فاسٹ ری ایکشن کائینٹکس اور ای۔آر۔ڈی۔وڈوڈرا، میں لاس آف کولینٹ اکسیڈنٹ اینوارنمنٹ ریسٹولیشن اینڈ ٹیسٹنگ ٹیسٹ فیسلٹی فار لارج کپومنٹ قائم کئے جانے کی منظوری دے دی ہے۔بی۔آر۔این۔ایس ہونہار سائنس دانوں کو ینگ سائنٹسٹ پروجکٹ انعام، ڈاکٹر کے۔ ایس۔کرشن تحقیقاتی ایسوسیٹ شپ اور ہومی بھابھا چیئرس بھی فراہم کرتا ہے۔

انسانی وسائل کی ترقی

ایٹمی ٹکنالوجی کو بڑھاوا دینے کے محکمہ ایٹمی توانائی کی کوششوں کے تحت اس کے سائنس دانوں رانجینئروں کے لئے اعلی درجے کا تربیتی پروگرام چلایا جاتا ہے۔محکمہ کے تحقیقاتی سہولتوں کے استعمال کے لئے بین یونیورسٹیوں کی تنظیم کے تحت پروگرام چلایا جاتا ہے۔محکمہ کے ماہرین کے تجربے کے فائدے سے یونیورسٹی نظام میں اعلی سائنسی تعلیم کا معیار بڑھتا ہے۔آئی۔اے۔ ای۔اے کے ذریعہ یادوطرفہ معاہدوں کے تحت دیگر ملکوں کوتربیتی سہولتیں رفیلوشپ بھی مہیا کرائی جاتی ہے۔

ٹرامبے کا ٹریننگ اسکول خصوصی تربیت کا اعلی ٹریننگ مرکز ہے۔جہاں نیوکلیئراور متعلقہ ٹکنالوجی کثیر موضوعاتی چیلنج کا سامنا کرنے کے لئے نوجوان سائنس دانوں اورانجینئروں کوتیار کیا جاتا ہے۔فروغ انسانی وسائل کی کوششوں کے تحت محکمہ کی اکائیوں کے ذریعہ کئی تربیتی کورس، سیمنار، مذاکرات اورورکشاپ پابندی سے منعقد کئے جاتے ہیں۔بی۔اے۔آر۔سی کے ذریعہ تشکیل شدہ ہومی بھابھا نوجواں سائنس داں ایوارڈ، تحقیق کے فروغ میں بڑھاوا دیتا ہے۔

فروغ انسانی وسائل پروگراموں سے نیوکلیئر زراعت، نیوکلیئر ادویات، ریڈیو، آیسوٹوپ ٹکنالوجی اور خصوصی خدمات کے میدان میں کئی ملکوں کو فائدہ ہوا ہے۔ہند۔جرمن دوطرفہ معاہدوں اور دیگر پروجیکٹوں کے تحت مل جل کر تحقیقاتی پروگرام چلائے جارہے ہیں۔تربیتی سہولیات، فیلوشپ، سائنسی دورے وغیرہ اور خصوصی کاموں کے لئے سائنس دانوں کی خدمات فراہم کرنے کی پیش کش آئی۔اے۔ای۔اے کے ذریعہ ان ملکوں کو کی جاتی ہے۔جن کے ساتھ ہندوستان نے ایٹمی توانائی کے پرامن استعمال کے شعبے میں دوطرفہ معاہدے کئے ہیں۔

بین الاقوامی تعلقات

بھارت بین الاقوامی ایٹمی توانائی ایجنسی آئی اے (ای۔اے) کے گورننگ بورڈ کا ممبراس کے قیام کے وقت سے ہی ہے۔ ستمبر 1994ء میں بھارت کوایک سال کے لئے آئی اے ای اے کے گورننگ بورڈ کا چیئرمین بھی چنا گیا تھا۔اس ایجنسی کے ذریعہ ٹریننگ سہولیات اور سائنسدانوں کے دوروں کے علاوہ اہم سائنسی خدمات کے لئے ایٹمی توانائی کے پرامن استعمال کے لئے خدمات فراہم کی جاتی ہیں۔ساتھ ہی ہندوستان ایٹمی توانائی کے پرامن استعمال کے میدان میں دوطرفہ معاہدے کئے ہیں۔ورلڈ ایسوسی ایشن آف نیوکلیئر آپریشن (ڈبلو اے این او) کے سرگرم رکن کی حیثیت سے بھارتی ماہرین نے بہت سے ملکوں بشمول امریکہ جاپان اور جنوبی کوریا میں غوروخوض میں حصہ لیا ہے۔آئی۔جی۔سی۔اے۔آر نے بھی انٹرنیشنل ورکنگ گروپ آن فاسٹ ری ایکٹرس میں سرگرم کردار ادا کیا ہے۔

محکمہ کے ریسرچ مراکز کئی بین الاقوامی ریسرچ تعاون پروگراموں میں سرگرم اشتراک کرتے ہیں۔نوع انسانی کی مائیکرو نیوکلیائی اور فنکس کے لئے ڈنکٹر فلیم اور سی۔ ایم۔ایس۔ ڈنکٹر کے فروغ کے بین الاقوامی تعاون ریسرچ پروجکٹوں میں بی۔اے۔ آر۔سی حصہ لیتا رہا ہے۔

بھارت کے خلائی پروگرام

بھارت کے خلائی پروگرام کا باقاعدہ آغاز 1972ء میں ہوا تھا جب خلائی کمیشن اور محکمہ خلاء (ڈی او ایس) کا قیام عمل میں آیا تھا مقصد یہ تھا کہ خلائی ٹکنالوجی اور اس کے استعمال کو فروغ دیا جائے بالخصوص ٹیلی مواصلات ٹیلی ویژن نشریات، موسمیات، وسائل کے سروے اور نظم ونسق کے شعبوں میں۔ سٹلائٹوں، لانچ گاڑیوں اور زمینی نظام کی تیاری خلائی پروگرام کے ناگزیر مقاصد ہیں۔خلائی پروگرام پر خاص طور پر بھارت خلائی تحقیق کی تنظیم (اسرو) قومی ریموٹ سنسنگ ایجنسی اور فزیکل ریسرچ لیباریٹری کے ذریعہ عمل کیا گیا۔گزشتہ 25 سال کے دوران بھارت کے خلائی پروگرام کے مربوط اور خودکفیل نظام کے ذریعہ متاثر کن ترقی ہوئی ہے۔

انسیٹ سسٹم

انڈین نیشنل سٹلائٹ سسٹم (انسیٹ سسٹم) ٹیلی مواصلات، موسم پر نظر رکھنے اور اعداد وشمار نشر کرنے، ٹیلی ویژن براڈ کاسٹنگ اور ریڈیو ٹیلی ویژن پروگرام کی تقسیم کے لئے ایک کثیر مواصلاتی سٹلائٹ کا نظام ہے۔ یہ محکمہ خلاء (ڈی او ایس) محکمہ ٹیلی مواصلات (ڈی او ٹی) بھارت کے محکمہ موسمیات (آئی ایم ڈی) آل انڈیا ریڈیو (اے آئی آر) اور دوردرشن کے مشترکہ اہتمام میں کام کرتا ہے۔انسیٹ خلائی شعبہ کے قیام اور اسے چلانے کی براہ راست ذمہ داری ڈی او ایس پر ہے۔

انسیٹ بی کو متحرک کرنے کے ساتھ ہی 1983 میں انسیٹ نظام کا قیام عمل میں آیا تھا۔اب یہ نظام 1991 میں داغے گئے پہلی نسل کے انسیٹ 1 ڈی، تین اسرو میں تیار کئے گئے دوسری نسل کے سٹلائٹوں، انسیٹ 2 بی، اور انسیٹ 2 سی اور انسیٹ 2 ای اور انسیٹ۔3 بی پر مشتمل ہے، جولائی 1993 میں اور دسمبر 1995 میں اور اپریل 1999 اور مارچ 2000 میں داغے گئے تھے۔ اس نظام میں انسیٹ 2 ڈی ٹی بھی شامل ہے جو کہ اکتوبر 1997 میں اے آر اے بی ایس اے ٹی نے مہیا کرایا تھا۔

انسیٹ۔2 بی میں جو مواصلاتی آلات نصب ہیں وہ 12 سی بینڈ ٹرانسپونڈروں چھ توسیع شدہ سی بینڈ ٹرانسپونڈروں، اور دو ہائی پاور ایس بینڈ ٹرانسپونڈروں پر مشتمل ہیں۔موسمی حالات کا پتہ لگانے والے جو آلات نصب ہیں ان میں بہت تیزی سے گھومنے والے ریڈیو میٹر (وی ایچ آر آر) شامل ہیں جو ویزیبل بینڈوں میں 2 کلومیٹر ریزولوشن اور انفرریڈ بینڈوں میں 8 کلو میٹر ریزولوشن کی صلاحیت والے ہیں۔اس میں موسمی اعداد وشمار نشر کرنے والا ایک ٹرانسپونڈر بھی نصب ہے۔ان سٹلائٹوں میں ریسرچ اور امدادی اقدامات کے لئے پریشانیوں سے ہوشیار کرنے والے اشارات وصول کرنے والے ٹرانسپونڈر بھی موجود ہے۔

انسیٹ 2 سی انسیٹ 2 اے اور 2 بی میں مواصلاتی ٹرانسپونڈروں کو لے جانے کے علاوہ کے یو بینڈ ٹرانسپونڈر بھی شامل ہیں جو کہ کاروباری مواصلات، توسیع شدہ دوری تک ٹی وی پروگراموں کو پہنچانے والے سی بینڈ ٹرانسپونڈروں سے لیس ہیں جو ان پروگراموں کو جنوب مشرقی ایشیا سے مشرق وسطی تک پہنچاتے ہیں اور موبائل سٹلائٹ سروسز کو چلانے کے لئے ٹرانسپونڈروں سے بھی لیس ہیں۔اس میں موسم کی خبر رکھنے والے آلات نہیں نصب ہیں۔انسیٹ 2 سی اور انسیٹ 2 بی جیو اسٹیشنری مدار میں واقع ہیں اور مقررہ آربیٹل سلاٹس کو ٹھیک ڈھنگ سے استعمال کر سکتے ہیں۔انسیٹ 2 ای میں بہتر قسم کے موسمی آلات رکھے جاسکتے ہیں۔اور انسیٹ 2 سی ہی کی طرح مواصلاتی آلات رکھے جاسکتے ہیں۔ڈی او ایس کی جانب سے انسیٹ 2 ای پر سی بینڈ

صلاحیت کے 36 ایم ایچ زیڈ کے مساوی گیارہ یونٹس انٹل سیٹ تنظیم کو لیز پر (پٹہ پر) دی جائیں گی۔ انسیٹ 3 اے سے انسیٹ 3 ای تک کے پانچ سٹلائٹوں کو 2000-1999 کے درمیان 1 لانچ کرنے کا پروگرام ہے 22 مارچ 2000 میں انسیٹ 3 اے سے چھوڑا گیا۔

انٹل سیٹ کے ذریعہ استعمال کی جانے والی صلاحیت انسیٹ 2 ای میں پیدا کی جارہی ہے ملک کے شمال مشرقی حصہ میں مختلف اقسام کے 450 سے زیادہ ٹیلی مواصلات کے ٹرمنل دیہی ٹیلی گرانی کے لئے ہیں جو کہ انسیٹ نٹ ورک میں کام کررہے ہیں جو کہ 166 سے زیادہ راستوں پر دونوں جانب سے کام کرنے والے لگ بھگ 15.500 اسپیچ سرکٹ فراہم کرتے ہیں۔ ضلعی اور ریاستی صدر مقامات کے درمیان قومی پیمانہ پر اعداد و شمار کے بارے میں معلومات فراہم کرنے والے 800 سے زیادہ مائکرو ٹرمنل بھی قومی اطلاعاتی مرکزوں کے تحت قائم کئے گئے ہیں۔

انسیٹ کے ذریعہ کپمپو سٹلائٹ پر مبنی نیٹ ورک بھی کام کررہے ہیں جیسے نیشنل تھرمل پاور کارپوریشن (این ٹی پی سی) گیس اتھارٹی آف انڈیا لمیٹڈ (جی اے آئی ایل) نیوکلیر پاور کارپوریشن (این پی سی) انڈین ٹیلی فون انڈسٹریز (آئی ٹی آئی) آئیل اینڈ نیچرل گیس کمیشن (او این جی سی) نیشنل فرٹی لائزرس لمیٹڈ (این ایف ایل) اور کول انڈیا لمیٹڈ (سی آئی ایل) پریس ٹرسٹ آف انڈیا (پی ٹی آئی) نیشنل تھرمل پاور کارپوریشن NTPC نے زیادہ سرعت کے ساتھ اور زیادہ سے زیادہ خبریں فراہم کرنے اور اطلاعاتی خدمات فراہم کرنے کے لئے انسیٹ سٹیلائٹ کی براڈ کاسٹ سہولیات سے استفادہ کیا ہے۔ انسیٹ 2 سی، انسیٹ۔2 ای کی دستیابی کے ساتھ ہی کے یو بینڈ اور موبائل سٹلائٹ سروس کو استعمال کرکے کاروباری مواصلات کو فروغ دیا جارہا ہے۔

انسیٹ میں لگے ہوئے وی ایچ آر آر آلہ کی مدد سے موسم کے بارے میں جو معلومات حاصل کی جاتی ہیں ان سے ملک میں موسم کی بہتر پیش گوئی میں کافی مدد ملی ہے۔ سٹیلائٹ پر مبنی کسی خاص علاقہ میں نازل ہوسکنے والی تباہی کے بارے میں وارننگ وصول کرنے والے سو سے زاید آلات ان ساحلی علاقوں میں نصب کئے گئے ہیں جو سمندری طوفانوں سے خبردار کرتے ہیں۔

انسیٹ سے ٹیلی ویژن کی خدمات میں بھی سدھار آیا ہے۔ 900 سے زیادہ ٹی وی ٹرانسمیٹروں کو انسیٹ کے ذریعہ جوڑ دیا گیا ہے۔ انسیٹ ٹیلی ویژن نیٹ ورک کی رسائی ملک کی 85 فیصد آبادی تک ہے۔ انسیٹ 2 سی کیبلوں کے ذریعہ بھارتی ٹیلی ویژن کی رسائی ملک کی سرحدوں سے بھی آگے تک ہوگئی ہے اور اب جنوب مشرقی ایشیا اور مشرق وسطی تک بھارتی ٹی وی کے پروگرام دیکھے جاسکتے ہیں۔ ٹیلی ویژن سے تعلیم دینے کی خدمت انسیٹ کے ذریعہ نیشنل نیٹ ورکس میں قومی سطح پر انجام دینے کا اور کئی ریاستوں بشمول آندھراپردیش، اڑیسہ مہاراشٹر گجرات اور اترپردیش میں پرائمری اسکول کی سطح پر ٹیلی ویژن سے تعلیم دینے کا انتظام کیا گیا ہے۔ انسیٹ کے ایک چینل کو تعلیم اور ٹریننگ کے لئے وقف کردیا گیا ہے۔ سٹلائٹ پر مبنی ترقیاتی مواصلات و ٹریننگ کے مظاہرہ کے لئے ایک دو سالہ پائلٹ پروجکٹ مدھیہ پردیش کے ضلع جھبوا میں ہاتھ میں لیا گیا ہے۔

بھارت کا ریموٹ سنسنگ سٹلائٹ نظام

بھارت کے ریموٹ سنسنگ (آئی آر ایس) سٹلائٹ قدرتی وسائل کے قومی انتظام کا نظام (این این آر ایم ایس) کی جان ہیں جن کی نوڈل ایجنسی محکمہ خلاء (ڈی او ایس) ہے اور جو آپریشنل ریموٹ سنسنگ اعداد و شمار کی خدمت انجام دیتے ہیں۔ مارچ 1988 میں آئی آر ایس۔1 اے کو متحرک کرکے آئی آر ایس نظام کو شروع کیا گیا تھا۔ ایک اسی طرح کا سٹیلائٹ آئی آر ایس 1۔بی اگست 1991 میں داغا گیا تھا تاکہ آئی آر ایس کی خدمات کو جاری رکھا جائے۔ آئی آر، ایس، ایس آئی آر ایس، پی 3، آئی آر ایس 1 ڈی اور آئی۔آر۔ایس۔پی۔4 کے ذریعہ آئی آر ایس نظام کو مزید طاقتور بنایا گیا ہے۔ ان میں سے آخری دو

سٹیلائٹ بھارت کی اپنی ہی لانچ گاڑی پی ایس ایل وی، آئی آر ایس۔1 سی 28 دسمبر 1995 کو ایک روسی راکٹ سے داغے گئے تھے اور آئی آر ایس 1 ڈی کو 29 ستمبر 1997 کو پی ایس ایل وی کے ذریعہ داغا گیا تھا جس کے نتیجہ میں زیادہ لمبے چکر کاٹنے، اسپیکٹرل بینڈوں اسٹریو اسکوپ امیجنگ، وسیع علاقہ کا احاطہ کرنے اور پہلے کے سیارچوں سے زیادہ واپس آنے کی اہلیت حاصل کرنے میں مدد ملی ہے۔ان پر اعداد و شمار کو ریکارڈ کرنے کے لئے ٹیپ ریکارڈر لگے ہوئے ہیں آئی آر ایس۔پی 3 کو پی ایس ایل وی کی تیسری ترقیاتی پرواز (پی ایس ایل وی۔ڈی 3 کے ذریعہ 21 مارچ 1996 کو داغا گیا تھا۔اس میں ایک موڈولر آپٹو الیکٹرانک اسکینر (ایم او ایس) لگا ہے جو کہ ڈی ایل آر جرمنی نے ڈیزائن اور تیار کیا ہے۔اس میں آئی آر ایس۔اسی ہی کی طرح کا ایک وائیڈ فیلڈ سینسر (ڈبلو آئی ایف ایس) بھی اعزازی شارٹ ویو آئی آر (ایس ڈبلو آئی آر) بینڈ کے ساتھ لگا ہوا ہے تا کہ پیڑ پودوں کی دولت کا پتہ لگایا جا سکے۔اس کے ساتھ ہی ایک ایکسرے ایسٹرونامی پے لوڈ (ایکس اے پی) بھی نصب ہے تا کہ کائنک ایکسرے کے وسائل اور ٹرانزی اینٹ ایکسرے وسائل کی چھان بین کی جا سکے۔پی۔ایس۔ایل وی سے آئی۔آر۔ایس۔پی (اوسیان سیٹ) کو 26 مئی 1999 کو داغا گیا۔نقشہ تیار کرنے اور زرعی وسائل کے سروے کے لئے اگلے تین سالوں میں علی الترتیب آئی۔آر۔ایس۔پی۔5 اور آئی۔آر۔ایس۔پی۔6 بھیجے جانے کا منصوبہ ہے۔

این این آر ایم ایس کے تحت ملک میں ریموٹ سنسنگ کا استعمال اب مختلف شعبوں میں ہوتا ہے مثلاً زیر کاشت رقبہ اور پیداوار کا تخمینہ لگانے، خشک سالی کی وارننگ دینے اور اس کا جائزہ لینے، سیلاب پر قابو پانے اور اس سے ہونے والے نقصان کا جائزہ لینے، زمین سے استعمال رصورتحال کے بارے میں معلومات فراہم کرنے، زراعت کے تعلق سے موسمی منصوبہ بندی، بنجر زمین کے نظم ونسق، آبی وسائل کا انتظام کرنے، زیر زمین پانی کو استعمال کرنے، برف کے پگھلنے کے بارے میں معلومات حاصل کرنے واٹرشیڈ اور کمانڈ ایریا کی دیکھ ریکھ ماہی گیری کو ترقی دینے، شہری ترقی، معدنیات کا اندازہ لگانے اور جنگلات کے وسائل کا سروے کرنے وغیرہ کے لئے۔آئی۔آر۔ایس سے موصول اطلاعات کا اہم استعمال 1992 میں شروع کئے گئے مستقل ترقی کے تطبیق مشن میں کیا جاتا ہے۔اس مشن کے لئے 175 ضلعوں کو منتخب کیا گیا ہے۔جن میں طویل مدتی فروغ کے مخصوص جگہ عمل پروجکٹ شروع کرنے کا نشانہ رکھا گیا ہے۔آئی۔آر۔ایس۔پی۔4 سے بحری وسائل سے متعلق استعمالات کی نئی راہ کھول دی ہے۔

لانچ گاڑی ٹکنالوجی

ہندوستان نے لانچ گاڑیوں کے شعبے میں شروعات ایس۔ایل۔وی۔3 کی عام صلاحیت کے ساتھ کی جو 40 کلوگرام کے درجہ کے سٹیلائٹ کو زمین کے قریب مدار میں بھیج سکتا تھا۔اس صلاحیت میں فروغ یافتہ لانچ گاڑی (Augmented Satellite Launch Vehicle-ASLV) بننے سے کافی بہتری ہوئی۔ان گاڑیوں نے مئی 1992 و مئی 1994 میں کامیابی سے دو اڑانیں بھریں۔اور ایس۔آر۔او۔ایس۔ایس (وسیع رونی سٹیلائٹ سیریز) سیلائٹوں کو گاما رے برسٹ تجربے سے اور ریکارڈنگ پوٹینشیل اینلائزر کے ساتھ زمین کے نچلے مدار میں پہونچایا گیا۔دوسرا مصنوعی سیارہ ایس۔آر۔او۔ایس ایس۔سی 2 ابھی بھی اہم وقیمتی سائنسی اعداد و شمار بھیج رہا ہے۔

اب ہندوستان میں آپریشنل لانچ وہیکل (PSLV) کو فروغ دیا جا چکا ہے۔اس سے 1200 کلوگرام IRS درجے تک کے ریموٹ سنسنگ مصنوعی سیاروں کو قطبی شمس یک زمانی (Polar Sunsyncronise) مدار میں قائم کیا جا سکتا ہے۔ترقی کی پہلی کامیاب اڑان پی۔ ایس۔ ایل۔ وی ڈی 2، 15 اکتوبر 1994 کو ہوئی اور اس نے سٹیلائٹ آئی۔پی۔آر۔ایس۔پی۔ 2 کو مقررہ قطبی مدار میں کامیابی کے ساتھ قائم کیا۔ دوسری اور آخری ترقی اڑان پی۔ ایس۔ایل۔وی۔ڈی۔3، 21 مارچ 1996 کو ہوئی۔جس سے آئی۔ایس۔آر۔پی۔3 کو قطبی مدار میں پہونچا دیا گیا۔پہلی

آپریشنل اڑان پی۔ایس ایل وی سی اے آئی۔آر۔ایس۔1 ڈی کو مدار میں قائم کیا۔پی۔ایس۔ایل۔وی 2 نے انڈین ریموٹ سنسنگ سٹیلائٹ، آئی۔آر۔ایس۔پی 4 (اوسین سیٹ) ایک کوریائی مصنوعی سیارہ کٹ سیٹ۔3 اور ایک جرمن مصنوعی سیارہ ٹوب سیٹ کو 26 مئی 1999 کو 727 کلومیٹر کے قطبی یک زمانی مدار میں چھوڑا گیا۔ 2000-01 میں پی۔ایس۔ایل۔وی۔سی 3 سے آئی۔آر۔ایس۔پی۔5 (کروٹوسیٹ) اور بیلجیم سیٹلائیٹ پروبا کو لانچ کیا جائے گا۔جیوسنکرونس سیٹلائیٹ لانچ گاڑی (GSLV) جس میں ایک کرایوجنک مرحلہ بھی ہوگا اور جو 2,500 کلوگرام کے ان سیٹ درجے کے سیارے کو جیوسنکرونس منتقلی مدار میں پہونچانے کے اہل ہوگا۔اس کی کافی تیزی سے ترقی ہوچکی ہے اور 2000-2001 تک اس کا پہلا ترقیاتی تجربہ کئے جانے کی امید ہے۔

خلائی سائنس

خلائی سائنس تحقیق کے تحت خاص طور سے علم فلکیات، فلکی طبیعات، سیاراتی کرہ ہوا، ایرونامی، علم ارضیات اور نظام شمسی کے مطالعات و نظریاتی طبیعات میں تحقیق ہوتی ہے۔ تحقیقی کام خاص طور سے احمد آباد کی علم طبیعات کے تجربہ گاہ میں ہوتا ہے۔تھوڑا بہت تحقیقی کام تروانت پورم کی خلائی طبیعات کے تجربہ گاہ، خلائی اطلاقی مرکز احمد آباد، ISRD سیٹلائٹ سینٹر بنگلور میں ہوتا ہے۔ ارضیاتی ماحول پر انسانیاتی سرگرمیوں کے مطالعے کے لئے کرہ ارض۔کرہ حیاتیات تحقیقی پروگرام کے تحت باقاعدہ غباروں، راکٹوں اور سیاروں کے ذریعہ تجربے کئے جارہے ہیں کرہ ہوا حرکیات، کرہ ہوا کی ہلچل اور ان کی وسعت کی پیمائش کرہ ہوا کی آلودگی، ہوا کے دباؤ کی سمت، بادل طبیعات وغیرہ کے لئے تروپتی کے قریب گاداکی میں ایک قومی میواسفیرڈ، اسٹیریٹواسفیررڈار فیسلٹی (NMRF) قائم کیا گیا ہے۔ایس۔آر۔او۔ایس۔ایس مصنوعی سیاروں میں کی گئی ماکرنوں کے دھماکہ تجربوں اور آئی۔آر۔ایس۔پی 3 سٹیلائٹ پر ایکس رے پیلوڈ سے ملے قیمتی اعداد و شمار سے اعلیٰ توانائی علم فلکیات میں تحقیق میں مزید مدد ملی ہے۔

خلائی صنعت تعاون

خلائی صنعت تعاون کے تحت 236 سے زیادہ صنعتوں کو اسرو کے ذریعہ ترقی یافتہ جدید ٹکنالوجی کے کاروباری استعمال کے لئے منتقل کیا گیا ہے۔صنعتوں کو ٹکنالوجیوں سے متعلق صلاح بھی دی جاتی ہے۔صنعتوں کے ذریعہ اپنی ٹکنالوجی صلاحیت اور مہارت کا استعمال کرنے میں بھی خلائی پروگرام معاون ثابت ہوئے ہیں ایرونائکس، مواصلات اور انجینیرنگ سے متعلق کئی بڑی کمپنیوں نے خلائی ہارڈ ویر کے بارے میں خصوصی محکمے بنائے ہیں۔اسرو کے ذریعہ ترقی یافتہ ٹکنالوجی کے مختلف شعبوں میں استعمال اور کاروباری بنانے کے لئے انترکش کارپوریشن لمٹیڈ نام سے ایک سرکاری کمپنی کی تشکیل کی گئی ہے۔

انترکش لمٹیڈ کو ایک سرکردہ امریکی کمپنی سے پوری دنیا میں ہندوستانی ٹیلی مواصلاتی سیاروں سے ملنے والے اعداد و شمار کو حاصل کرنے و فروخت کرنے کا ایک اہم کنٹرکٹ مل چکا ہے۔دنیا بھر میں کئی ارضی مراکز اب تک ہندوستان کے ذریعہ دئے گئے ساز و سامان سے انڈین ریموٹ سنسنگ سیٹلائٹ کے اعداد و شمار حاصل کرنے کے لئے آگے بڑھ چکے ہیں اور انترکش لمٹیڈ کئی معاہدوں کی تکمیل بھی کر چکا ہے۔

تعلیمی اور تحقیقی و فروغ اداروں سے تعلقات

خلائی پروگرام میں بہتری لانے کے لئے اسرو تعلیمی اور تحقیقی و فروغ اداروں کے ساتھ تعلق بنائے رکھنے کا ایک سرگرم پروگرام چلا رہا ہے۔اسپانسر ریسرچ اسکیم کے تحت تعلیمی اور تحقیقی و فروغ اداروں میں چلنے والے کئی پروجکٹوں کو محکمہ خلاء کے ذریعہ فنڈ کا اہتمام کیا جاتا ہے۔کئی سرکردہ اداروں خلائی ٹکنالوجی سیل قائم کیا گیا ہے۔

بین الاقوامی تعاون

بین الاقوامی تعاون، ہندوستانی خلائی پروگرام کا اہم جز ہے۔ اکیوٹوریل راکٹ لانچنگ مرکز قیام، ایس۔ آئی۔ ٹی۔ ای اوراس۔ ٹی۔ ای۔ پی کا آپریشن، آریہ بھٹ، بھاسکر 1 اور 2، اوراپیل لانچ کرنا، انسانی خلائی مہم ’وکاس‘ انجن کا فروغ وغیرہ کام کئی ملکوں کے تعاون سے ممکن ہوئے ہیں۔ ان پروگراموں میں جن ملکوں کا تعاون حاصل ہوا ہے، وہ ہیں۔ امریکا، سابق سوویت یونین، فرانس، جرمنی، یوروپی خلائی ایجنسی وغیرہ۔ ہندوستان نے چین، فرانس، جرمنی، کناڈا، ہنگری، ماریشش، ناروے، روس، سویڈن، سیریا، نیدرلینڈ، اوراکرین اور کئی خلائی ایجنسیاں جیسے یوروپی خلائی ایجنسی کے ساتھ تعاون کے معاہدے کئے گئے ہیں۔ دیگر ملکوں کے ساتھ اپنے تجربوں کی حصہ داری کے تحت ہندوستان "SHARES" پروگرام دوسرے ملکوں کے ملازمین کو تربیت دیتا ہے۔

ماحولیات سے متعلق تحقیق کے بین الاقوامی مہم میں ہندوستان نے سرگرم حصہ داری کی ہے۔ بیرونی خلا کے پرامن استعمال کے لئے تشکیل کی ہوئی اقوام متحدہ کی کمیٹی میں بھی ہندوستان بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا ہے۔ سیارے کی مدد سے تلاش اور بچاؤ کے بین الاقوامی پروگرام کے تحت ہندوستان نے مقامی استعمال کے دوٹرمنل اور مشن کنٹرول مرکز قائم کئے ہیں۔ نومبر 1995 میں ہندوستان میں اقوام متحدہ کے ایشیا بحرالکاہل علاقائی مرکز کا افتتاح ہوا، جو خلائی ٹکنالوجی کے سماجی فائدے کے شعبے میں کی گئی تحقیق وترقی کی حصہ داری میں ہندوستان کے کردار کو ظاہر کرتا ہے۔

خلائی مرکز اور اکائیاں

خلائی مرکز اور اسرو کا ہیڈکوارٹر بنگلور میں واقع ہے۔ خلائی پروگرام کے تحت تحقیق وفروغ کے تحت تحقیق وفروغ کے کام مندرجہ ذیل مراکز اور محکمہ خلاء/اسرو کی اکائیوں میں کئے جاتے ہیں۔

(1) وکرم سارابھائی ریسرچ مرکز، تری اننت پورم، لانچ گاڑیوں کے فروغ کا اولین مرکز ہے۔ یہ راکٹ تحقیق منصوبے، اور لانچ گاڑیوں کے فروغ کے پروجکٹوں کو بنانے اور ان کے نفاذ کے لئے اہم مرکز ہے (2) اسرو سٹیلائٹ مرکز (ISAC) بنگلور، سائنسی، تکنیکی اور ان کے استعمال سے متعلق مشنوں کے لئے سٹیلائٹ کے ڈیزائن، تعمیر، جانچ اور انتظامیہ کے لئے ذمہ دار ہے۔ (3) خلائی اطلاق مرکز (SAC) احمد آباد، مصنوعی سیاروں کے پےلوڈ نظام کا تصور اور فروغ اور خلائی ٹکنالوجی کے استعمال کے مظاہرے کا مرکز ہے۔ (4) شار (SHAR) مرکز، شری ہری کوٹہ آندھراپردیش کے مشرقی ساحل پر واقع ہے اور اسرو کا خاص لانچ مرکز ہے۔ اس مرکز میں ہندوستانی لانچ گاڑیوں کے ٹھوس ایندھن کے مختلف مراحل کا زمین پر تجربہ اور آگے بڑھانے کے عمل بھی کیا جاتا ہے۔ (5) مائع کی قوت سابقہ سسٹم کا مرکز (LPSC) لانچ گاڑیوں اور مصنوعی سیاروں کو مائع کی قوت سابقہ نظام کے فروغ کا اہم مرکز ہے۔ ترواننت پورم، بنگلور، اور مہندرگری (تملناڈ) میں اس مرکز کی شاخیں ہیں۔ (6) ترقی اور تعلیمی ترسیل اکائی، اقتصادی تعین قدر کا کام دیکھتی ہے۔ (7) اسرو ٹیلی میٹری ٹریکنگ (نگرانی) اور کنٹرول نٹ ورک کا ہیڈکوارٹر اور مصنوعی سیارہ کنٹرول مرکز بنگلور میں ہے۔ شری ہری کوٹا، تری اننت پورم، بنگلور، لکھنؤ، پورٹ بلیر اور ماریشس میں اس کے ارضی اسٹیشن ہیں۔ یہ اسرو کی لانچ گاڑیوں اور سٹیلائٹ مشنوں اور دیگر خلائی ایجنسیوں کو ٹیلی میٹری، نگرانی اور کنٹرول سہولتیں فراہم کرتے ہیں۔ (8) ہاسن، کرناٹک کا ماسٹر کنٹرول سہولتوں (MCF) کا مرکز ان سیٹ مصنوعی سیاروں کے لانچ کرنے کے بعد کی سبھی سرگرمیوں کے لئے ذمہ دار ہے۔ جن میں سٹیلائٹ کے دیگر عمل شامل ہیں۔ (9) اسرو جمود نظام اکائی (IISU) ترواننت پورم سٹیلائٹوں اور لانچ گاڑیوں کے لئے جامد نظام کو فروغ دیتا ہے۔ (10) فزیکل ریسرچ تجربہ گاہ (PRL) احمد آباد محکمہ خلاء (DOS) کے تحت خلائی اور متعلقہ سائنس میں تحقیق کرنے والا اہم مرکز ہے۔ (11) محکمہ خلا کے تحت قومی ریموٹ سننگ ایجنسی

(NRSA) حیدر آباد سیٹلائٹ سے حاصل اعداد و شمار کا استعمال کر زمینی وسائل کی شناخت، درجہ بندی اور نگرانی کے لئے ذمہ دار ہے اور (12) نیشنل میسواسفیر، اسٹریٹواسفیر، اسٹریٹواسفیر، ٹروپواسفیر ریڈر فیسلٹی (NMRF) ترو پتی کے پاس گاندکی میں واقعہ ہے۔ ماحولیات تحقیق میں، سائنس داں اس سہولیت کا استعمال کرتے ہیں۔

انفارمیشن ٹکنالوجی

انفارمیشن ٹکنالوجی کے شعبے میں سب سے زیادہ سافٹ ویر کے پیدا کار اور برآمد کار کے طور پر ہندوستان دنیا میں ایک بڑی قوت کے طور پر ابھر رہا ہے ہندوستانی انفارمیشن ٹکنالوجی (I.T) صنعت کی سافٹ ویر سے آمدنی 10 گنا سے بھی زیادہ بڑھ گئی ہے۔

1988-89 میں 5 امریکی ڈالر کمایا گیا تھا، جب کہ 2000-1999 میں یہ آمدنی بڑھ کر 57 کروڑ ڈالر ہوگئی۔ اس کے نتیجے میں دنیا بھر میں ہندوستان کی پہچان آئی۔ ٹی صنعت کے فروغ اور ترقی کے اہم ماخذ کے طور پر کی جانے لگی ہے۔

اس سیکٹر کو اور زیادہ اور وسیع پیمانے پر فروغ دینے کے لئے حکومت ہند نے 15 اکتوبر 1999 کو انفارمیشن ٹکنالوجی کی وزارت (MIT) کی تشکیل کی۔ یہ نوڈل ادارہ جاتی طریق کار، مرکزی حکومت، ریاستی حکومتیں، تعلیمی اداروں اور نجی سیکٹر میں کی جارہی پہل (پیش قدمی) کو سہولتیں مہیا کراتی ہے۔ تاکہ انفارمیشن ٹکنالوجی کا چوطرفہ فروغ ہو سکے۔

وزارت سہولتیں مہیا کرانے، حوصلہ افزائی کرنے، ترغیب دینے اور جدید پہل کرنے کو شروع کرنے کا سرگرم کردار نبھاتا ہے، تاکہ انفارمیشن ٹکنالوجی کی وسعت عوام تک ہو سکے اور انفارمیشن ٹکنالوجی پر مبنی ترقی میں تیزی آسکے اس طرح وزارت ایک جامع عمل منصوبے کو ہدف کے مقرر کرنے کے طریقہ سے لاگو کر رہا ہے تاکہ اس دہے کے آخر تک ہندوستان آئی۔ ٹی۔ ایک عظیم طاقت بن جائے اور 2008 تک 500 کروڑ ڈالر کے سافٹ ویر برآمد کے ہدف کو حاصل کیا جا سکے۔ اس کے لئے ہندوستان میں انٹرنیٹ انقلاب میں تیزی، ہندوستانی زبانوں میں اہم فہرست قائم کرنے پر زور دینا، آئی۔ ٹی۔ مجاز خدمات، آئی۔ ٹی تعلیم الکٹرانک اور کمپیوٹر ہارڈ ویئر کی پیداوار اور برآمد، ٹیلی کام سہولتیں، ای کامرس اور انٹرنیٹ پر مبنی ای بزنس پر زور دینے کی ضرورت ہے۔

مستقبل میں انفارمیشن ٹکنالوجی کا تصور

سال 2008 تک ہندوستان کو انفارمیشن ٹکنالوجی میں عالمی طاقت بننے کے لئے جدید آئی۔ ٹی تصور کی ضرورت ہے۔ جس سے یہ فائدے ہوں گے۔ (1) دولت پیدا کرنا (2) روزگار کے مواقع پیدا کرنا (3) آئی۔ ٹی۔ پر مبنی اقتصادی ترقی۔

نصب العین کی جانب پیش قدمی

پالیسی ساز اقدام۔ مقررہ تصور کی تکمیل کے لئے کئی اہم اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔ آئی۔ ٹی۔ اور سافٹ ویر ترقی کی قومی ٹاسک فورس، تجارت وصنعت پر وزیر اعظم کی کونسل، اور آئی۔ ٹی۔ قومی مشاورتی کونسل تشکیل کی گئی ہے، اسکے بعد کئی پالیسی ساز قدم اٹھائے گئے ہیں تاکہ آئی۔ ٹی کے فروغ کے محرک موافق ماحول بن سکے۔ ان میں کچھ اہم اقدامات مالیاتی شعبے میں بہتری سے متعلق ہیں۔ جیسے 100 فی صد تک کی بیرونی ایکوئٹی کے سرمایہ کاری کے لئے نرم شرائط اور پورا پیسہ واپس لے جانے کا فائدہ، سافٹ ویر ٹکنالوجی پارک میں قائم کی جانے والی آئی ٹی اکائیوں کو مرحلہ وار بنیاد پر 10 سال تک ٹیکس کی رخصت، جوکھم پونجی فنڈوں کو ایک ہی مقام پر ٹیکس لگانے کے لئے پاس۔ تھرو نظام، تحقیق وترقی کو بڑھاوا دینے کے لئے 10 سال تک ٹیکس کی

چھوٹ، کمپنیوں کی ترقی کے لئے انہیں اپنے برآمدات کی قیمت کے 10 گنا تک اے۔ڈی۔آر۔ری۔ڈی۔آر جاری کرنے کی اجازت، سویٹ اکویٹی جاری کرنا، اسٹاک متبادل، اوران سب پر ایک ہی مقام پر ٹیکس لگانا تاکہ انفرادی خوش حالی لائی جاسکے۔کارپوریٹیوں کوآمدنی فراہم کرنے کے لئے کمپیوٹر کے کی قیمت کی شرح میں اضافہ کیا گیا، سافٹ ویئر صنعت کی عارضی پونجی ضرورتوں کی منظوری کے لئے الگ رہنما اصول بنائے گئے، آئی ٹی جوکھم پونجی فنڈ قائم کئے گئے۔الکٹرانک سامان کے صنعت کاروں کے ذریعہ درآمد شدہ اشیاء کوجلدی نکالنے کا عمل قائم کیا گیا، برآمدرخی منصوبوں کولاگوکرنے کے لئے درآمد و برآمد پالیسی اور عمل درآمد کوآسان اورنرم بنادیا گیا۔

ٹیلی مواصلات میں بھی کافی ترقی کے لئے کئی قدم اٹھائے گئے ہیں، جیسے ملک میں جامد وموبائل اور سٹیلائٹ پر مبنی مواصلات سہولتوں میں نجی سیکٹر کی زیادہ حصہ داری، سٹیلائٹ پر مبنی پروجکٹوں میں 74 فی صد تک ایکوٹی سرمایہ میں 4 فی صد کی بنیاد پر حصہ داری، غیرملکی مصنوعی سیاروں کے پاس جانے کے لئے نرم طریقہ عمل، بین الاقوامی گیٹ وے کھولنا، اور براڈ بینڈ انٹرنیٹ سہولتوں کو بڑھاوادینے کے لئے آپٹک، فائبرنٹ ورک بچھانا، ان سب کا مقصد، آئی ٹی ٹیلی مواصلات، صارف الکٹرانکس او رتفریحی میڈیا کوایک دھاگے میں پرونے کی کوشش کرنا۔سال 2008 تک فی ہزار شخص کے پیچھے 20 پرسنل کمپیوٹر، 225 ٹی۔وی 125 فکسڈ ٹیلیفون کے ہدف کوحاصل کئے جانے کی کوشش ہورہی ہے۔

اب سب کوششوں کے نتیجے میں سرمایہ اور بازار کے لئے مواقع کی بھرمار ہوجائے گی اس لئے ایک اندازے کے مطابق ملک میں تقریبا 1,600 کروڑ امریکی ڈالر کے سرمایہ کاری کی ضرورت ہوگی۔ ہارڈویر صنعت کے لئے کل آلات کی ضرورت 16,000 کروڑ امریکی ڈالر کی ہوگی اور جن سے سال 2008 تک 8,700 کروڑ ڈالر کے سافٹ ویئر پیداوار کا بازار قائم ہوسکے گا۔اس سرمائے سے کل 70 لاکھ لوگوں کوروزگار مل سکے گا۔ جس میں سے 32 لاکھ لوگوں کو بالواسطہ طور پر روزگار ملے گا۔اس سے آئی۔ٹی۔ٹریننگ سیکٹر میں سرمایہ کاری کے ایسے موقع پیدا ہوں گے، جن کی دنیا میں کوئی برابری نہیں کرسکے گا۔

انفارمیشن ٹکنالوجی اور سافٹ ویر ٹکنالوجی کا قومی ٹاسک فورس: وزیراعظم کے دفتر کے ذریعہ مئی 1998 میں تشکیل شدہ انفارمیشن ٹکنالوجی و سافٹ ویر ترقی پر تشکیل شدہ ٹاسک فورس نے اپنی رپورٹ تین حصوں میں پیش کردی ہے۔ 108 سفارشوں والی پہلی رپورٹ کوحکومت نے منظور کرلیا ہے۔ یہ سفارشیں ٹیلی مواصلات پالیسیوں اور طریق عمل، سائبر قانونوں، آئی۔ٹی صنعت میں محنت قانونوں، ٹیکس فائدوں اور مالیاتی معاملوں، اسکولوں اور دیہی علاقوں میں آئی۔ٹی کی حوصلہ افزائی، کمپیوٹر خواندگی میں اضافہ اور ملک میں کمپیوٹر کی گھس پیٹھ سے متعلق ہے۔

وزارت برائے انفارمیشن ٹکنالوجی کی صلاح کار کمیٹی: وزارت کی صلاح کار کمیٹی کی تشکیل 17 جنوری 2000 کو وزیر برائے انفارمیشن ٹکنالوجی کی صدارت میں کی گئی جس میں ہندوستانی انفارمیشن ٹکنالوجی صنعت کے کاروباری شامل ہیں۔ صلاح کار کمیٹی کا کام وزارت برائے انفارمیشن ٹکنالوجی کو اہم وابھرتے ہوئے ٹکنالوجی شعبوں کی پہچان کرنا اور ہندستانی آئی۔ٹی صنعت کوعظیم طاقت بنانے کے لئے قدموں/پالیسیوں/تدابیر کے بارے میں صلاح دیتا ہے۔

سلی کان ویلی پر مبنی کامیاب اور مشہور کاروباریوں کا ایک چنندہ گروپ تیار کیا گیا ہے جو کہ حکومت کو آئی۔ٹی فروغ سے جڑے امور، ٹیلی مواصلات کی سہولتوں اور ملک سے سافٹ ویر برآمد کے بارے میں مشورہ دیے گا۔اس گروپ کی صدارت انفارمیشن ٹکنالوجی کے وزیر کرتے ہیں۔

الکٹرانک کامرس اطلاعات ٹکنالوجی بل: الکٹرانک کامرس اشخاص اور کمپنیوں کو سبھی طرح کے مالیاتی لین دین الکٹرانک طریقے سے کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ انفارمیشن ٹکنالوجی بل 18 اکتوبر 2000 سے لاگو ہوگیا ہے۔اس میں

الکٹرانک معاہدوں کو تسلیم کرنا، کمپیوٹر جرائم کو نہ ہونے دینے، دستاویزوں اور ڈیزیٹل دستخطوں کو الکٹرانک طور سے داخل کرنے کے لئے قانونی ڈھانچہ ہے۔ اس کے لئے ہندستانی ثبوت ایکٹ، ہندستانی پینل کوڈ، آر۔بی۔آئی۔ ایکٹ اور بنکرس بک ثبوت ایکٹ میں مناسب ترمیم کی گئی ہے۔ آئی۔ٹی۔ ایکٹ کے لاگو ہو جانے سے ہندوستان ان چنندہ درجن بھر ملکوں میں شامل ہو گیا ہے جہاں ای۔کامرس کے لئے قانونی ڈھانچہ موجود ہے۔

سیمی۔کنڈکٹر انٹیگر یٹیڈ سرکٹ لے آؤٹ ڈیزائن بل: حکومت ہند نے عالمی تجارت تنظیم کے انٹلیکچویل پراپرٹی رائٹس (TRIPS) کے تجارت سے متعلق امور کے معاہدے کی توثیق کردی گئی ہے۔ اس معاہدے کے تحت انٹیگریڈ سرکٹوں کے لے آؤٹ ڈیزائن کے لئے قانون بنایا جاتا ہے۔ اس بارے میں بل 20 دسمبر 1999 کو راجیہ سبھا میں پیش کیا گیا۔

مواصلات کی بنیادی سہولیات: وزارت برائے انفارمیشن ٹکنالوجی نے قومی اطلاعات بنیادی سہولیات کے لئے نیشنل فوکس شروع کیا ہے۔ جس کا مقصد انفارمیشن ٹکنالوجی کے استعمال اور وسعت کو بڑھاوا دینا ہے۔ بنیادی سہولتوں کو مضبوط کرنے کے لئے قدم اٹھائے جا رہے ہیں۔ ہندوستانی سافٹ ویر ٹکنالوجی پارکوں کے ذریعہ بین الاقوامی گیٹ ویز کی عظیم وسعت اور ترقی کمپیوٹر نٹ ورکنگ میں ترقی یافتہ ٹکنالوجی پروگرام کے ذریعہ ڈسٹنس ایجوکیشن نٹ ورک پروگرام ای۔کامرس اور الکٹرانک گورنس کے استعمال کے ٹیسٹ بینڈ، وی سیٹ اور سات گیٹ ویز کا قیام، پیمانہ بندی، جانچ اور کوالٹی سرٹی فیکشن ڈائرکٹوریٹ (STQC) جو کہ ملک بھر میں پھیلی اپنے 22 تجربہ گاہوں کے ذریعہ الکٹرانک صنعتوں کی کوالٹی سے متعلق ضرورتوں کے لئے ایک ہی جگہ سبھی حل مہیا کراتا ہے۔ قومی اطلاعات سہولتوں کی پہل کے تحت ایک پروجکٹ شروع کیا گیا ہے جس کا نام ڈیولپمنٹ اینڈ ڈپلائے منٹ آف ملٹی پریز، ملٹی لنگویل، اسکیلیبل انفارمیشن ویر ہاؤس بیسڈ آن (PARM) (پرم) اوپن فار اسٹیٹ لیبل گورنس آف اے۔پی۔ اس پروجیکٹ کا مقصد کثیر المقاصد گھریلو اعداد و شمار کو اس طرح منظم کرنا ہے۔ جن کا استعمال فیصلہ لینے والوں ضروری اہم اعداد و شمار کی مدد کے لئے بامعنی قابل پیمائش اطلاعاتی ویر ہاؤس کے طور پر کیا جا سکے۔

انٹرنیٹ بینڈ ودتھ: انٹرنیٹ کے لئے بینڈ ودتھ کی ضرورت 2001 تک 4.جی۔بی۔پی۔ایس اور 2008 تک 15.جی۔ بی۔پی۔ایس ہونے کا اندازہ ہے۔ دیگر 10 جی۔بی۔پی۔ایس بینڈ وڈتھ کی ضرورت 2008 تک سافٹ ویر برآمد کنندگان اور آئی۔ٹی مجاز خدمات کے لئے ہوگی۔ اس لئے انٹرنیٹ سروس پرووائیڈرس کو بین الاقوامی گیٹ ویز قائم کرنے اور غیر ملکی سٹیلائٹوں سے بینڈ وڈتھ کرائے پر دینے کی اجازت دے دی گئی ہے۔ کے یو رکے۔اے بینڈ میں اعلیٰ ارتعاش کی منظوری دے دی گئی ہے۔ اس سے ملک میں انٹرنیٹ بینڈ وڈتھ کی زیادہ فراہمی ہو پائے گی اور انٹرنیٹ سہولتوں کو توسیع ہو پائے گی۔

جوکھم پونجی فنڈ: انفارمیشن ٹکنالوجی کی وزارت نے ہندوستانی چھوٹی صنعتوں کے ترقیاتی بینک (SIDBI) اور ہندوستانی صنعتی ترقیاتی بینک (IDBI) کے ساتھ مل کر سافٹ ویر اور آئی۔ٹی۔ صنعت کے لئے 100 کروڑ روپے قومی جوکھم فنڈ کی تشکیل دی۔ اس فنڈ کا مقصد سافٹ ویر کاروباریوں اور آئی۔ٹی اکائیوں کو چھوٹے پیمانے کے شعبوں کے لئے (10 دسمبر 1999) جوکھم فنڈ مہیا کراتا ہے۔ اس فنڈ کی دو سطحیں ہیں۔ ایک الگ سے ٹرسٹی کمپنی ہے اور ایک کاروباری طور پر انتظامی ایسیٹ مینجمنٹ کمپنی ہے۔ جوکھم پونجی فنڈ سے متعلق ایک ویب سائٹ جوکھم پونجی سرگرمیوں کی جانکاری دینے کے لئے بنائی گئی ہے۔ اس سائٹ کا نام http:/venturefindindio.mit.gov.in ہے۔

الکٹرانکس اقتدار: انفارمیشن ٹکنالوجی کے رجحان سے خدمات کے نئے دروازے کھلے ہیں۔ اور روایتی خدمات کو تیز ترین حوالگی (فاسٹ ڈیلوری) کی اصطلاح میں بالکل کایا پلٹ کردی ہے۔ انفارمیشن ٹکنالوجی کی وزارت نے ادارہ جاتی تدابیر اپنائی ہیں تاکہ انتظامیہ کو موثر و اہل بنانے کے لئے انفارمیشن ٹکنالوجی کے استعمال میں آسانی ہو سکے۔ آندھرا پردیش حکومت کے

ساتھ الکٹرانک اقتدار کے شعبے میں 3 ٹیسٹ بینڈ تیار کیے گئے جن میں دیگر ریاستیں ہو بہو استعمال کر سکتی ہیں۔ ای۔ کامرس سرگرمیوں کے پورٹل کے فروغ کے لئے ایک ویب سائٹ http://egmit.giv.in قائم کیا گیا ہے۔

آئی ٹی مجاز خدمات: آئی ٹی مجاز خدمات کی ایک بڑے موقع کے طور پر پہچان کی گئی ہے۔ آئی۔ ٹی مجاز خدمات میں 100 فی صد غیر ملکی راست سرمائے کی اجازت دی گئی ہے۔ پورے پیسے کی واپسی بھی لے جایا جاسکتا ہے۔ آئی ٹی مجاز خدمات میں کال مراکز سے آن لائن اطلاع اور امداد تعاون، میڈیکل ٹرانسکرپشن، بینک آفس کام کاج، آمدنی کی اکاؤنٹنگ اور دیگر متعلقہ کام، پے رول اور لوجسٹکس منتظمہ، بیمہ دعوں کو نمٹانا، قانونی ڈیٹا بیس وغیرہ شامل ہیں۔ ہندوستان دنیا کی بڑی کمپنیوں کی آئی ٹی مجاز خدمات کے پسندیدہ مقام ہے کیونکہ اس کا امریکی اور آئی ٹی مجاز خدمات کے دیگر بازاروں سے تقریباً 12 گھنٹے کے وقت کا فرق ہے جس سے ایک ورچول آفس میں کام 24 گھنٹے چل سکتا ہے۔ ساتھ ہی یہاں انگریزی زبان کے کمپیوٹر کا علم رکھنے والے گریجویٹ لوگوں کو بڑی تعداد ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ مقابلہ جاتی خدمات دے سکتے ہیں۔

پی سی داخلہ: پرسنل کمپیوٹروں کا داخلہ معیشت کے مختلف شعبوں میں آئی۔ ٹی کی پہونچ کا انڈیکیٹر ہے۔ ایسا منصوبہ ہے کہ 2008 تک ہندوستان میں پی۔ سی کی دستیابی آج 3.43 فی ہزار سے بڑھا کر 20 فی ہزار تک پہونچا دی جائے۔ اس مقصد کی تکمیل کے لئے پرسنل کمپیوٹروں کی درآمد کو آزاد کر دیا گیا ہے۔ پی سی کے درآمد پر لگنے والی کسٹم ڈیوٹی کو کم کر دیا گیا ہے اور انفارمیشن ٹکنالوجی کی وزارت ہندوستانی زبانوں میں آئی۔ ٹی پلس کے فروغ کو بڑھاوا دے رہی ہے۔

فروغ انسانی وسائل: 2008 تک 5,000 کروڑ ڈالر کے کمپیوٹر سافٹ ویر اور آئی۔ ٹی مجاز خدمات کو برآمد کر پانے کے لئے 20 لاکھ آئی ٹی کاروباریوں کی ضرورت ہے۔ ملک میں آج سبھی مضامین میں کل دو لاکھ گریجویٹ انجینئر ہر سال نکل رہے ہیں۔ فروغ انسانی کو بڑھاوا دینے کے لئے کئی قدم اٹھائے جا رہے ہیں۔ قومی سافٹ ویر صلاحیت بڑھاوا پروگرام، سافٹ ویر ٹکنالوجی کا قومی مرکز، الکٹرونکس ڈیزائن اور انفارمیشن مرکز ہندوستانی انفارمیشن ٹکنالوجی ادارے کا قیام، وی۔ ایل۔ ایس۔ آئی۔ ڈیزائن کے شعبے میں تربیت یافتہ لوگوں کو تیار کرنے کا خصوصی پروگرام، انفارمیشن ٹکنالوجی کے اعلیٰ ترین فروغ انسانی وسائل، آئی، ٹی شعبے کے لئے آئی ٹی مجاز فاصلاتی تعلیم، ڈی۔ او۔ ای۔ سی۔ سی اسکیم اور پروجیکٹ۔ اسپکٹ انڈسٹری اور بینڈ میں پاور اور اپراپریٹ کامپنس اینڈ ٹریننگ۔

سافٹ ویر صلاحیت میں اضافہ: ہندوستانی سافٹ ویر صنعت کی کوالٹی کو بین الاقوامی سطح کا بنانے کے لئے وزارت نے امریکہ کے کارنیگے میلن یونیورسٹی کے ساتھ مل کر سافٹ کوپ سافٹ ویر کی صلاحیت بڑھانے کا پروگرام چلایا ہے۔

ٹکنالوجی فروغ: انفارمیشن ٹکنالوجی وزارت نے ملک میں ٹکنالوجی فروغ کو اعلیٰ ترجیح دی ہے۔ اس کے نتیجے میں اعلیٰ درجے کا متوازی سوپر کمپیوٹر (PARAM) ماحول کے محرک مطالعات کے لئے بہت زیادہ رڈار، رڈار اور مواصلات کے ساتھ اعداد و شمار کا منتظمہ اور سیکوریٹی سسٹم، گلوبل پوزیشنگ سسٹم کے پرزے، کینسر کے علاج کے لئے لینیر ایکسی لیٹر، سیمی کنڈکٹر صنعت کی آلات سازی، جیسے مولی کیولر بیم اپی ٹیکسی، انگلی کے نشانوں کا تجزیہ اور مجرم کو ڈھونڈ نکالنے کا نظام، 200 ایم۔ ڈبلو/200 کے وی۔ کے ایچ۔ وی۔ ڈی۔ سی لائن کو شروع کرنا، خود کار ڈرپ آبپاشی سسٹم، زرعی آلات سسٹم، پانی کی صفائی کے پلانٹ کی خود کار مشینیت، فاصل آب پلانٹ کے فروغ کے لئے آئی۔ ٹی۔ آلہ کم لاگت کے ملٹی میڈیا فہرست تیار کرنا اور ہندوستانی زبانوں کے لئے ٹکنالوجی فروغ وغیرہ کام کیے گئے ہیں۔

استعمال کا فروغ: الکٹرانکس اور آئی۔ ٹی کے استعمال کو بڑھاوا دینے کے مقصد سے صنعتی الکٹرانکس پروموشن پروگرام، ٹرانسپورٹ اور توانائی تقسیم پروگرام، توانائی بجلی شعبے میں الکٹرانکس پروگرام، الکٹرانکس اور صحت کی خدمات پروگرام، ذہانت کی

تعمیر نظام کے فروغ کا پروگرام اور وزارت کے دیہی رمعاشرتی رزرعی رآبی شعبوں کے لئے الکٹرانکس پروگرام کے تحت کافی حصولیابیاں حاصل کی گئی ہیں۔

الکٹرانکس: 3,500 سے زیادہ اکائیاں الکٹرانکس پیداوار کے شعبے میں کام کر رہی ہیں۔ جس میں 29 تعمیری اکائیوں والے 13 مرکزی پبلک سیکٹر کی کمپنیاں، ریاستی پبلک سیکٹر کی 165 اکائیاں منظم نجی سیکٹر کی تقریباً 600 اکائیاں اور چھوٹے پیمانے کے سیکٹر کی 2,800 سے بھی زیادہ اکائیاں شامل ہیں۔ 2000-1999 میں الکٹرانکس پیداوار 51,900 کروڑ روپے تھا، جب کہ 99-1998 میں یہ 41,000 کروڑ روپے تھا۔ اس طرح 26 فی صد سے زیادہ کا اضافہ ہوا۔ 2000-1999 میں الکٹرانکس برآمدات 18,400 کروڑ تقریباً ہوا۔ جو کہ 99-1998 کے 12,800 کروڑ روپے سے 45 فی صد زیادہ ہے۔ پچھلے پانچ سالوں میں ہوئی الکٹرانکس پیداوار کی تفصیلی جدول 7.1 میں دی گئی ہے۔

جدول 7.1 الکٹرانکس پیداوار

(بلین روپیوں میں)

نمبر شمار	مد	1995-96	1996-97	1997-98	1998-99	1999-2000
-1	صارف الکٹرانکس	58.00	65.00	76.00	92.00	112.00
-2	صنعتی الکٹرانکس	29.00	31.00	31.50	33.00	34.00
-3	کمپیوٹر	22.25	27.40	28.00	23.00	20.00
-4	انفارمیشن اور نشریات آلے	26.00	30.00	32.50	44.00	44.00
-5	دفاعی اہمیت کے الکٹرانکس	10.75	13.00	9.00	13.00	14.50
-6	پرزے	35	37.00	44.00	47.00	52.00
	سب ٹوٹل	181.00	203.40	221.00	252.50	276.50
-7	برآمدات کے لئے سافٹ ویر	25.50	37.00	65.00	109.40	170.00
-8	گھریلو سافٹ ویر	16.90	26.00	34.70	49.00	73.00
	کل جمع	223.40	266.40	320.70	411.40	519.50

1- اندازا

صارف الکٹرانکس

ہندوستان الکٹرانکس صنعت کے لئے صارف الکٹرانکس شعبے نے ترغیب کار کے طور پر کام کیا ہے اور کل الکٹرانکس ہارڈویر پیداوار میں تقریباً 40 فی صد کا اشتراک کیا ہے۔ اس سیکٹر میں 2000-1999 میں 112 ارب روپے کی پیداوار ہوئی جب کہ 99-1998 میں یہ 29 ارب روپے تھی۔ رنگین ٹیلی ویژن صنعت ترقی میں سب سے آگے رہا اور 2000-1999 میں 57 لاکھ سیٹ بکے۔ ٹیپ ریکارڈر صنعت نے 35 فی صد کا اضافہ درج کیا اور تعداد 1.4 کروڑ تک پہونچ گئی۔ گھڑی صنعت نے بھی 35 فی صد کا اضافہ دکھایا۔ گھریلو بازار میں جاری اضافے کی وجہ سے کمپنی کے لئے کم شرح میں پیداوار کر پانا ممکن ہو پایا۔

سال2000-1999 کے دوران ہندوستان سے 3ارب روپے کا صارف الکٹرانکس اشیاء کی برآمدات کا اندازہ ہے۔ برآمدات کی خاص اشیاء میں بلیک اینڈ وہائٹ ٹی۔وی۔رنگین ڈی۔وی۔سی۔آر وی۔سی پی۔ٹیپ ریکارڈر گھڑیاں، کلائی گھڑیاں، ایمپلی فائرس، خالی اور پہلے سے ریکارڈ کئے گئے آڈیو ویڈیو کیسٹ اور سی۔ڈی شامل تھے۔

سافٹ ویر

پچھلے کچھ سالوں سے ہندوستانی سافٹ ویر صنعت مسلسل اچھا مظاہرہ کر رہی ہے وہ سالانہ اوسطا اضافہ کی شرح 50فی صد درج کر رہی ہے۔صنعت کی ہیئت سال99-1998 کے 159 ارب روپے سے بڑھ کر2000-1999 میں 243ارب روپے تک پہونچ جانے کا اندازہ ہے۔ملک سے سافٹ ویر کی برآمد بڑھتی جارہی ہے اور سال2000-1999 میں 170ارب روپے تک پہونچ سکتا ہے۔جو کہ 99-1998 کے 109 ارب روپے سے 55فی صد زیادہ ہوگا۔گھریلو سافٹ ویر میں بھی 99-1998 کے 49ارب روپے کے مقابلے اضافہ ہوگا اور یہ 2000-1999 میں 73ارب روپے پہونچ جائے گا۔

ہندوستانی سافٹ ویر کی سب سے بڑی مضبوطی یہ ہے کہ انگریزی بولنے والی تکنیکی افرادی قوت کی کثرت ہے جو کہ سافٹ ویر فروغ جیسے تجزیاتی کاموں کے کرنے میں اہل ہیں۔

96-1995 سے الکٹرانکس برآمدات کی تفصیل جدول 7.2 میں

جدول7.2 الکٹرانکس برآمدات

(بلین روپیوں میں)

نمبر شمار	مد	1995-96	1996-97	1997-98	1998-99	1999-2000
1-	صارف الکٹرانکس	430	535	600	400	300
2-	صنعتی الکٹرانکس	140	170	200	160	200
3-	کمپیوٹر	775	932	1,250	400	240
4-	مواصلات اور نشریات کے سازو سامان	310	400	100	70	50
5-	دفاعی الکٹرانکس	20	30	10	10	10
6-	پرزے	360	520	840	760	600
	سب ٹوٹل (ہارڈویئر)	2,035	2,587	3,000	1,800	1,400
7-	کمپیوٹر سافٹ ویر	2,550	3,700	6,500	10,940	17,000
	کل	4,585	6,287	9,500	12,740	18,400

[1] اندازاً

الکٹرانک ہارڈویر کی برآمدات خاص طور سے امریکہ، کناڈا، سنگاپور، ہانگ کانگ، جنوب ایشیا کے ممالک اور یوروپ کو کی جاتی ہیں جب کہ کمپیوٹر سافٹ ویر اور خدمات کی برآمدات خاص طور سے امریکہ، کناڈا، یوروپ، جاپان، کوریا اور مشرق بعید کے ملکوں میں کی جاتی ہے۔

قومی اطلاعاتی مرکز

انفارمیشن ٹکنالوجی کی وزارت کا قومی اطلاعاتی مرکز (این۔آئی۔سی) اطلاعاتی خدمات اور انفارمیشن ٹکنالوجی کے ہندوستان میں استعمال کے میدان میں حکومت ہند کی اولین سائنس اورٹکنالوجی تنظیم ہے۔این۔آئی۔سی کا قیام 1977 میں اس وقت موجود الکٹرانکس محکمہ کی ایک اکائی کے طور پر کی گئی تھی اور 1988 میں اسے پلاننگ کمیشن کے تحت کردیا گیا، تاکہ حکومت کی وزارتوں رمحکموں منسلک،اور ماتحت دفاتر، نیم سرکاری تنظیموں، سرکاری کمپنیوں، خودمختار سوسائیٹیوں، کوآپریٹیو ں اور حکومت کے ذریعہ اکثر مالی تعاون حاصل کررہی دیگر تنظیموں کے قومی، ریاستی اور ضلعی سطح پر فیصلے لینے میں تعاون دینے کے لئے کمپیوٹر پرمبنی اطلاعاتی خدمات مہیا کرائی جاسکیں۔حکومت نے قومی اطلاعاتی مرکز کے ذریعہ تیار کئے گئےقومی پیانے پرکمپیوٹر مواصلات نٹ ورک NICNET کو نامزد کیا ہے۔این آئی سی ہندوستان کی واحد ایسی تنظیم ہے، جو کہ ابھی سی۔ بینڈ اور کے یو بینڈ (ٹی۔ ڈی۔ایم۔اے)،ایف۔ڈی۔ڈی۔اے۔ایم۔اےاورایس۔سی۔پی۔سی) وی۔ویٹ کی نٹ ورک خدمات، وایرلیس میٹروپولیٹن ایریا نٹ ورک(ایم اے این)اورلوکل ایریا نٹ ورک (ایل۔اے۔این) انٹرنیٹ وسائل کے لئے ٹک نیٹ گیٹ وے کے ذریعہ مہیا کراتا ہےتاکہ حکومت کی اقتصادی، ساجی، سائنسی اورٹکنالوجی سرگرمیوں کو بڑھاوامل سکےاور" کلاں اقتصادی تطبیق پروگرام" پر بھی عمل کرسکیں۔این۔آئی۔سی۔"فروغ کے لئے اطلاعات" کے شعبے میں اہم کردارادا کرتا ہے۔جس میں ڈاٹا ویرہاوس (ڈاٹا بیس اور ماڈل بیس) ماہرانہ نظام او رمعلومات پرمبنی، نٹ ورک خدمات (انٹرنیٹ، انیرانیٹ) جیوگرافکل انفارمیشن سسٹم(جی۔آئی۔ایس) ریموٹ سنسنگ اعداد وشمار کا استعمال، ملٹی میڈیا انفارمیشن سسٹم، ڈیجیٹل لائبریری ای۔ گورننس، ای۔کامرس اورڈیسرن ٹکنالوجی سسٹم شامل ہے۔

عدالتوں میں انفارمیشن ٹکنالوجی

عدالتوں میں معاملات کوجلدی نمٹانے کے لئے حکومت نے انفارمیشن ٹکنالوجی کے وسیع پیانے پراستعمال کرنے کاپروگرام بنایا ہے۔مرکز کی سرپرستی میں عدالت کے لئے بنیادی سہولیات کی ترقی کی اسکیم کے تحت مرکز نے 2001-2000 کے دوران مختلف ریاستوں رمرکز کے زیرانتظام علاقوں کوعدالتوں میں آئی۔ٹی لاگوکرنے کے لئے 208.28 لاکھ روپے دئے۔ پہلے قومی عدلیہ پے کمیشن کی انفارمیشن ٹکنالوجی کے استعمال کے بارے میں سفارشوں کو بھی ہائی کورٹوں کو عمل کے لئے پیش کردیا گیا ہے۔ سبھی ریاستوں اورمرکز کے زیرانتظام علاقوں سے کہا گیا ہے۔کہ این۔آئی۔سی۔کی مدد سے کمپیوٹرائزیشن کے معاملوں میں عدلیہ کے ملازمین کوبھی تربیت دی جائے۔

بحری فروغ

محکمہ بحری فروغ کا قیام جولائی 1981 میں ملک میں بحری فروغ کی سرگرمیوں کومنظم کرنے ،مربوط اورترقی دینے کے عمل کے لئے ایک نوڈل ایجنسی کے طور پر کی گئی۔

محکمے کے خاص مقاصد یہ ہیں۔ (1) سمندری سطح کی کان کنی کرنا، دھات صاف کرنے اور اخراج اور توانائی سے متعلق ٹکنالوجی کا فروغ (2) قطبی سائنس کے اولین شعبوں کی تحقیق میں اشتراک (3) بحری وسائل کی تلاش اور بحراعظم سے متعلق پیرامیٹر کا باہمی تعلق، سیاحت اور تلاش سے متعلق پیمانہ بندی اور پالیسیوں کو طے کرنے کے لئے مطالعہ کرنا (4) بحری جاندار اور غیر جاندار وسائل کی تلاش اور متواتر ومناسب استعمال کے لئے ٹکنالوجی وسہولتوں کوفروغ دینا (5) متحدہ ساحلی اور بحری علاقوں کا منتظمہ، بحری کمیونٹی کا فروغ، بحراعظم اطلاعاتی خدمات وغیرہ سے متعلق ترقیاتی سرگرمیاں جن کا براہ راست استعمال سماج کے

فائدے کے لئے کیا جاسکے۔ (6) بحری سائنس اور ٹکنالوجی میں بنیادی تحقیق، انسانی وسائل کا فروغ، تعلیمی اداروں میں تفوق و فضلیت کے مرکز قائم کرنا اور بحراعظم اس کی فوقیت اور استعمال کے بارے میں عوامی شعور پیدا کرنا۔

محکمہ کے ذریعہ چلائے جارہے پروگرام اور سرگرمیاں متواتر اور ماحول دوست کے طور ملک کے سماجی اور اقتصادی فائدے کے لئے بحری جانداروں اور غیر جاندار وسائل کے استعمال سے متعلق ہے۔ ان مقاصد کا حصول محکمہ کے پروگراموں کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ جنہیں نویں پنج سالہ منصوبے کے دوران نئی شکل اور ہیت دی گئی ہے۔

انٹارکٹک مہم اور قطبی سائنس

1981 میں بھیجے گئے پہلے ہندوستانی سائنس داں انٹارکٹک مہم سے ملک میں قطبی سائنس پروگرام کی شروعات ہوئی۔ اب تک 19 سالانہ سائنس داں مہم انٹارکٹک پر بھیجی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ سمندر پر اور انٹارکٹک کے پانی میں کرل شخیص کے مطالعے کے لئے ایک ایک مہم بھیجی گئی۔

ہندوستانی اسٹیشن، میتری، مشرقی انٹارکٹک کے مرکزی ڈرائننگ ماڈلینڈ میں واقع ہے۔ اس نے قطبی علم کے سبھی اہم مضامین میں استعمال کرنے کے لئے تقریباً 50 قومی ریسرچ تجربہ گاہوں، اداروں اور یونیورسٹیوں کے 1,300 سے زیادہ اشخاص کو پلیٹ فارم مہیا کرایا۔ مہم کے لئے خصوصی سامان اور تعاون ہندوستانی فوج اور ڈی۔ آر۔ ڈی۔ او۔ کی تجربہ گاہوں کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔

ہندوستان کے ذریعہ انٹارکٹک میں مستقل مرکز بنا کر سائنس کی اولین شعبوں میں مطالعات کی صلاحیت کی وجہ 1983 سے ہمارے ملک کو انٹارکٹک معاہدہ نظام میں صلاح کار ممبر کا اہم درجہ ملا ہوا ہے۔ انٹارکٹک میں ہندوستان کی طویل مدتی سائنسی پالیسی اس طرح کی بنائی گئی ہے کہ قومی ترجیح والے امور کا حل حاصل ہو۔ ساتھ ہی دنیا کے اس مسائل پر بھی دھیان دیا جاتا ہے۔ کہ جو برفانی براعظم سے متاثر ہوتی ہیں۔ ان سب سے حوصلہ پا کر قطبی علم کے کئی شعبوں میں فرانس، اٹلی، ارجنٹائنا، ایران، پیرو اور جنوبی افریقہ کے ساتھ مل کر کئی بین الاقوامی تجربے کئے جارہے ہیں۔

انٹارکٹک کا استعمال سائنسی تحقیقی کاموں کے پلیٹ فارم کے طور پر کرتے ہوئے ہندوستان نے ہمیشہ اس بات کو اہمیت دی ہے کہ یہاں کے قدرتی ماحول کو تحفظ فراہم کیا جائے کیونکہ اس براعظم سے زمین کے پیچیدہ گلوبل پروسس پر کنٹرول ہوتا ہے۔ اس ذمہ داری کو قائم رکھنے کے لئے ہندوستان، جوکہ انٹارکٹک معاہدے کے ماحولیاتی تحفظ کے ذیلی معاہدے کا بنیادی حمایتی ہے۔ نے اس ذیلی معاہدے کو اپریل 1998 میں تصدیق کی ہے اور اس کے نتیجے میں ناروے میں ہوئی 22 ویں انٹارکٹک معاہدے کی میٹنگ کے دوران اسے ماحولیاتی تحفظ کمیٹی (CEP) کا رکن بنادیا گیا۔

ہندوستانی قطبی سائنس کی تاریخ میں پہلی دفعہ 19 ویں ہندوستانی سائنس داں مہم کی شروعات جنوبی افریقہ کے کیپ ٹاؤن میں 9 دسمبر 1999 کو ہوئی۔ اس مہم ٹیم کے 47 ممبران ہیں۔ اسے جنوبی افریقہ سے شروع کرنے کا مقصد ممکنہ سائنسی اور اقتصادی فائدے اور ہندوستان دیگر ممالک کے درمیان قطبی علم کے شعبے میں مستقبل میں بین الاوامی تعاون ہے۔

پہلے سے چل رہے پروگراموں کے علاوہ اس مہم کے دوران کئی نئے تجربے شروع کئے گئے۔ جن میں شامل ہیں۔ (1) ارضی ہوا کے کرنٹ (رخ) نظام کا مطالعہ تا کہ گہرے اسپیس پروسس کا پتہ لگے سکے (2) برفانی چٹانوں میں آرہی دراڑ کی وسعت پر تجربہ، تاکہ برفانی چٹانوں کے بننے کے عمل اور دیگر اسباب کو سمجھا جاسکے (3) کئی خودکار موسم مراکز قائم کرنا، تاکہ دنیا میں تبدیلیوں کے مطالعے کے طور پر توانائی توازن اور برف کے ایل بیڈو اسباب کی پیائش کی جاسکے۔ (4) انٹارکٹک کے تازہ پانی کی جھیل کی

تلچھٹ میں موجود نامیاتی کچرے کے مطالعے سے ماضی کے موسم اور نباتات سے متعلق تاریخ کو دوبارہ قائم کیا جا سکے۔
(5) مستری ؑ سے پہلی بار ماحول نگرانی تجربہ گاہ قائم کرنا، تا کہ انٹارکٹک میں ہوا، شور، پانی، حیاتیاتی اور ارضی ماحول کے حالات کا
جائزہ حاصل ہو سکے۔ انیسویں مہم کی موسم گرما ٹیم 19 ویں مہم کے موسم سرما ٹیم کے ممبران کے ساتھ 6 مارچ 2000 کو واپس گئی۔

بحری جاندار وسائل

اس پروگرام کے اہم مقاصد ہیں:

بحری ماحول اور اس کی پیداواری صلاحیت کا مطالعہ: بحری ماحول اور پیداواری صلاحیت کے پیٹرن سے مفید جاندار وسائل
کے بکھراؤ اور دستیابی کا پتہ لگتا ہے۔ محکمہ کے بحری جاندار وسائل پروگرام کے تحت ہندوستانی استعمال کے لئے نشاندہی کئے ہوئے
مخصوص اقتصادی زون (ای۔ای۔زیڈ) کی موسم کے بنیاد پر ان امور کی معلومات اکٹھا کی جاتی ہے۔ ماہی گیری تحقیقی جہاز، بحری
سائنس اور ریسرچ جہاز، ساگر سمپدا صرف اسی کام کے لئے سفر کرتے ہیں۔

برعظیم ہند کے نشیبی علاقوں میں ماہی وسائل کا سروے: اس پروجیکٹ کے تحت برعظیم ہند کے نشیبی علاقوں میں آواز سروے
اور کشتیوں کے ذریعہ ذمرسل مچھلیوں کے وسائل کا تجزیہ کیا جاتا ہے۔ ایف۔او۔آر۔بی ساگر سمپدا نے ہندوستان کے ای۔ای۔
زیڈ میں چار سفر اس پروجیکٹ کے لئے کیا۔ بحر انڈمان میں گہرے سمندری کیکڑے اور گہرے سمندری شرمپ کا 300-330 میٹر
کی گہرائی پر پتہ لگا۔ جنوب مغربی سال پر 300-620 میٹر کے گہرے علاقے میں گہرے سمندری شرمپ کا پتہ لگا۔

گہری پراگندہ سطحوں کا مطالعہ: اس منصوبے کے تحت ہندوستانی ای۔ای۔زیڈ میں ڈی۔ایس۔ایل وسائل کے حیاتیاتی
ترتیب دستیابی اور تقسیم پر تفصیلی مطالعہ کیا گیا۔ 150 سے 500 میٹر کی گہرائی پر ای۔ایس۔ایل وسائل کا مطالعہ حیاتیاتی علم آواز
کے ذریعہ کیا گیا۔ 150 سے 500 میٹر کی گہرائی پر ای۔ایس۔ایل وسائل کا مطالعہ حیاتیاتی علم آواز کے ذریعہ کیا گیا۔ اس کے
لئے ایف۔او۔آر۔وی نے چھ بحری گشت بحرہ عرب میں، تین خلیج بنگال اور ایک بحر انڈمان میں کئے۔ سروے کے دوران ایسا
دیکھا گیا کہ گہرے سمندروں کیکڑے دن میں عمودی ہجرت کرتے ہیں۔

زہریلے الگی پھولوں کا مطالعہ: اس پروجکٹ کے تحت زہریلے الگی پھولوں کا سائنسی مطالعہ کیا جاتا ہے تا کہ موثر انتظامی امور
ہو سکے۔ اسباب کو سمجھا جا سکے۔ پیدا ہونے کا قبل انداز ہو سکے، اور اس کے خراب اثرات کو کم کیا جا سکے۔ ایف۔او۔آر۔بی کے
5 سمندری کشتوں سے 147 مراکز سے ملے نمونوں میں زہریلے الگی کی دستیابی کی جانچ کی گئی۔ مائیکرو فلورا میں الگی کی 152
اقسام ملیں، 11 نقصان وہ قسموں کا بھی پتہ چلا۔

بنتھک کی پیداواری صلاحیت کا مطالعہ: اس پروجیکٹ کے تحت ہندوستانی ای۔ای۔زیڈ کے برعظیم علاقے کے بنتھک
نباتات کی پیداواری، وسائل کی فطرت، نامیاتی اشیاء کی تبدیلی، معدنیانے کا عمل، درجہ بندی اور کمیونٹی ڈھانچے کا تفصیلی مطالعہ کیا
جا رہا ہے۔ بنتھک پیداواری مطالعہ کے لئے ایف۔او۔بی ساگر سمپدا نے ایک خصوصی سفر مغربی ساحل کے پانی کے شیلف میں
کیا۔ 30،50،100 اور 200 میٹر کی گہرائی سے 58 مراکز سے تلچھٹ نمونے جمع کئے گئے۔

کوچی میں ساگر سمپدا ایسل (جزو) جو کی مچھلی پالن اور علم موسمیات ریسرچ جہاز ساگر سمپدا چلاتا اور اس کا انتظام کرتا ہے اور
سمندری حیاتیاتی وسائل کے تجزیہ کے پروگرام کو لاگو کرنے میں تطبیق کرتا ہے۔ اگلے کچھ سالوں میں اپنے آپ میں مکمل بحری
حیاتیاتی وسائل اور ماحولیات مرکز بن جائے گا۔

DOD کے قومی پروجکٹ ،سمندر سے دوائیوں کے تحت اب تک مختلف ساحلی علاقوں کے سمندری جانداروں اور نباتات کی 800 اقسام کی پہچان کی گئی ہے۔اور جمع کی گئیں ہیں۔تقریباً 60 نئے پودوں اور 190 نئے جانداروں کو عام حیاتیاتی چھٹنی کے لئے اکٹھا کیا گیا ہے۔حیاتیاتی سرگرمیوں کو ثابت کرنے اور اس کے بعد مطالعات کے لئے 19 پودوں اور جانداروں کو پھر سے اکٹھا کیا گیا۔ 23 خام اشیاء میں حیاتیاتی سرگرمی دیکھی گئی اور سات عضوئیوں میں خالص مرکبات راگلے اجزا میں سرگرمیوں کی توثیق ہوئی۔

پیداوار کے فروغ کے لئے 6 بحری عضوئیوں پر کام کیا گیا جاتا ہے،جن میں ذیابیطس مخالف ردست روکنے والی زیادہ چکنائی کو کم کرنے ،کولسٹرال اور آکسیڈینٹ مخالف ،بیکٹریا اور پھپھوندی کو ضائع کرنے اور لاروا مارنے کی صلاحیت ہے۔ذیابیطس مخالف اور دست مخالف عمل کے لئے سرگرم کیمکل کو الگ کرنے کے لئے سی۔ی۔آر۔134 کے لئے بایوگیس گائیڈ وموڈیفکیشن آف اکسٹریکشن پروسس کو کامیاب پایا گیا۔ان میں سے ایک تیار شے نے جانوروں کے ماڈلوں پر متواتر ذیابیطس مخالف عمل دکھایا اور اس میں دست مخالف عمل نہیں دکھائی دیا۔دیگر تیار اشیا میں دست مخالف سرگرمیاں تھیں۔ان دونوں تیار اشیا اور چکنائی (شحم) کی زیادتی کو کم کرنے والے مچھلی کے تیل کے اسپتال میں استعمال سے پہلے کے مطالعے اطمینان بخش طریقے سے چل رہے ہیں۔فکر دور کرنے ،کولسٹرال اور آکسیڈیشن مخالف ،پھپھوندی ربیکٹریا کو ختم کرنے کے لئے پیداواری فروغ عمل بھی کیا جائے گا۔

بحری غیر جاندار وسائل

وسطی بحر ہند بیسن (CIOB) کثیر دھات نوڈیولس کی پہچان اور تجزیہ میں کی گئی کوششوں اور فروغ کی وجہ ہندوستان کو 1987 سے مقامی سرمایہ کار کا درجہ ملا ہوا ہے۔ان وسائل کی پہچان اور تجزیہ،ان وسائل کو استعمال کے لئے ٹکنالوجی اور افرادی قوت کے فروغ کے شعبے میں ہندوستان نے تب سے کافی ترقی کی ہے۔کثیر دھات نوڈیولس کے پروگرام کے چار حصے ہیں: کثیر دھاتی نوڈیولس کا وسطی بحر ہند بیسن میں سروے اور تلاشی ،ماحول پر اثر کا جائزہ و مطالعہ ،نوڈیولس کی کان کنی کے بارے میں ٹکنالوجی کا فروغ اور دھات کا اخراج۔پی۔ایم۔این۔کا انتظامی بورڈ اس پروگرام کی رہنمائی اور اس کی نظر ثانی کرتا ہے۔

پہلے ہی سے طے مختلف بلاکوں میں نوڈیولس کی نسبتاً ارتکاز اور تلاش کا کام جاری رہا۔ 12.5 کلومیٹر کے مکمل گرڈ نمونہ اعداد و شمار کا ارضی شماریاتی تجزیہ شروع کیا گیا تاکہ وسائل کی دستیابی کی پرکھ کو بہتر کیا جائے۔وسطی بحر ہند بین میں کئے گئے۔بحری گشت کے دوران چنندہ بلاکوں میں نزدیک سے گرڈ نمونے اکٹھا کرنے کے لئے پانچ کلومیٹر علاقے سے نمونے لئے گئے۔

زیادہ گہرائی پر کان کنی کے لئے کرالر پر مبنی ملکسیبل رائزر ریوزیٹو پمپنگ نظریہ کے فروغ کے لئے جرمنی کی سکن یونیورسٹی کے انسٹی ٹیوٹ فار کنسٹرکشن (آئی۔کے۔ایس) کے ساتھ گہرے سمندر کان کنی ٹکنالوجی کے لئے مشترکہ تال میل کا ایک پروگرام شروع کیا گیا ہے۔پہلے مرحلے میں آئی۔کے۔ایس کے ذریعہ ترقی یافتہ زیر آب کرالر میں 500 میٹر کی گہرائی پر ریت کھودنے کے لئے منی پولیسٹر ،سلری پمپ ،ہائیڈ رالکس ،توانائی نظام ،آلات سازی ،کنٹرول نظام لگادئے گئے ہیں۔

پہلے مرحلے کے حصے کے طور پر مارچ 2000 میں توتی کورن کے پاس 410 میٹر کی پانی کی گہرائی میں کرالر اور مختلف نظام کا کامیاب تجربہ کیا گیا۔سسٹم نے مختلف رفتار پر ریت اور گارے کو پمپ کیا اور زیادہ سے زیادہ ارتکاز 1,170 کلوگرام رمکعب میٹر رہا۔ کرالر کے ڈیزائن میں میکنک ،توانائی اور آلات کی ٹکنالوجیوں کی پیچیدہ آمیزش تھی۔بین الاقوامی سطح پر یہ ایک پہل تھی اور فروغ کے اگلے مرحلے میں یہ ٹھوس بنیاد فراہم کرے گی۔

روس کی اکادمی آف سائنسز (آر۔اے۔ایس) ساتھ ہوئے معاہدے کی عرض داشت میں 6,000 میٹر کی گہرائی تک کام کر سکنے والے بغیر انسان کے زیر آب آلات کے فروغ کی تجویز ہے۔ این۔ آئی۔ او۔ ٹی چینئی اور آر۔ اے۔ ایس کے ایکسپیر منٹل ڈیزائن بیورو آف اوسیناولوجکل انجینئرنگ نے 6,000 میٹر پانی کی گہرائی تک کام کر سکنے والے بغیر انسان کے زیر آب آلات کے ڈیزائن، فروغ اور جانچ کی تجویز رکھی ہے۔ مشترکہ تال میل کی اس کوشش پر کام شروع ہو چکا ہے۔

علاقائی ریسرچ تجربہ گاہ، بھوبنیشور اور بھابھا ایٹمی ریسرچ سینٹر، ٹرامبے کے ذریعہ نوڈیولس سے دھاتوں کے اخراج کے عمل کی ٹکنالوجی کو ثابت کرنے کے لئے ادے پور میں ہندوستان زنک لمیٹڈ کے ذریعہ ہندوستانی کان کنی مقاموں سے 500 کلوگرام روزآنہ کثیر دھات نوڈیولس کی تالیف والا متواتر مظاہرہ پائلٹ پلانٹ لگایا جارہا ہے۔ اس مظاہر پلانٹ کے لئے محکمہ نے ریسرچ جہاز آر۔ بی۔ اے۔ اے سورینکو کی مدد سے تقریباً 80 ٹن نوڈیولس پہلے سے ہی اکٹھا کر لئے ہیں۔ مظاہرہ مہم سے ٹکنالوجی۔ اقتصادی مطالعات کے لئے اعداد وشمار ل پائیں گے۔

بحری ماحولیات اور ساحلی علاقے

کوسٹل اوسین مانیٹرنگ اینڈ پری ڈکشن سسٹم پروگرام کو 91-1990 سے چلایا جارہا ہے۔ 82 جگہوں پر، بحری ساحل سے سمندر تک کے 0.25 کلومیٹر کی دوری تک کے علاقے میں 11 اداروں کے ذریعہ جانچ کا کام کیا جارہا ہے۔ اب تک اکٹھا کی گئی اطلاع سے پتہ چلا ہے کہ ساحل سے دو کلومیٹر دوری سے آگے کا سمندر صاف ہے۔ ممبئی کا معاملہ بالکل الگ ہے۔ جہاں سمندری ساحل سے 5 کلومیٹر دور جاکر سمندر صاف ملتا ہے۔

ساحلی تحقیقی جہاز

ساگر پوربی اور ساگر پچھمی نام کے دو ساحلی ریسرچ جہازوں کا استعمال نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اوسین ٹکنالوجی (NIOT) اور (DOD) کو شمول COMAPS ساحلی بحر اعظم سائنس تحقیقاتی پروگراموں کے لئے کیا جاتا ہے۔ جہازوں کو ادائیگی کی بنیاد پر اور پروگرام کو دھیان میں رکھتے ہوئے پبلک اور نجی سیکٹروں کو بھی مہیا کرایا جاتا ہے۔ 2000-1999 کے دوران دونوں جہازوں نے کل 43 بحری سفر کئے، 340 نمونے مراکز پر گئے اور پانی کے 2,100 تلچھٹ سی۔ ڈی۔ ڈی اور پلینکٹن کے 561 سے بھی زیادہ نمونے اکٹھے کئے۔

متحدہ ساحلی اور بحری علاقے کا منتظمہ

نویں منصوبے کی مدت کے دوران محکمہ نے بنیادی سہولتوں کی ترقی اور صلاحیت کی تعمیری سرگرمیوں کو لاگو کیا، تاکہ آنے والے سالوں میں متحدہ ساحلی اور بحری علاقہ انتظامیہ (آئی۔سی۔ایم۔اے۔ایم) کے تصور کو عملی جامہ پہنایا جا سکے۔ یہ سرگرمیاں آئی۔سی۔ایم۔اے۔ایم رخی سرگرمیوں میں مہارت کے فروغ اور تربیتی پروگراموں کے انعقاد کے ذریعہ حاصل معلومات کو صارفین تک پہونچانے پر زور دیتی ہے۔ محکمہ نے چینئی میں آئی۔سی۔ایم۔اے۔ایم پروجکٹ ڈائرکٹریٹ کی تشکیل کی ہے۔ جو کہ 99-1998 کے بعد سے مختلف سرگرمیوں کو عمل میں لایا جارہا ہے۔

ماحولیات اور جنگلات کی وزارت کے ذریعہ مربوط "ماحولیات منتظمہ صلاحیت کی تعمیر" پروجیکٹ کے تحت عالمی بینک کے ذریعہ حاصل رقم سے چل رہی صلاحیت کے تعمیری سرگرمیوں سے مختلف شعبوں میں کام ہورہا ہے:۔ (1) گیارہ بہت زیادہ اہم سکونت کے علاقوں، جیسے مونگے کی چٹانوں اور خصوصی ہرے علاقوں وغیرہ کے لئے جی۔ آئی۔ ایس پر مبنی اطلاعاتی نظام کا

فروغ۔ یہ علاقے ہیں۔ خلیج کھمبات۔ خلیج کچھ، مال ون، کارواڑ کے قریب 5 جزائر، کوچین کے قریب 3 جزائر خلیج منار، پچادرم کورنگا مینگرو، گاہرماتا، سندربن اور کڑامت (جزیرہ لکش)۔ پچاورم مینگرو علاقے کا خاکہ جی۔آئی۔ایس پورا کرلیا گیا ہے۔ اور خلیج منار کا شروع کردیا گیا ہے۔ (2) چنندہ دریا دہانوں (تاپی ندی دہانہ، اور ایینور کریک) میں کچرے کو اکٹھا ہونے کی خصوصیت کی بنیاد پر کچرے کے وزن کی تقسیم طے کرنا، اس کے لئے اعداد وشمار اکٹھا کرنے کا کام چل رہا ہے۔ (3) اہم ساحلی ترقیاتی سرگرمیوں میں بندرگاہوں، پورٹ اور پانی کو تقسیم کرنے والے تعمیری کام گھریلو اور صنعتی کچرے کو ٹھکانے لگانا، بحری نقل وحمل اور ساحلی سیاحت شامل ہے۔ بندرگاہوں اور پورٹوں کے لئے ماحولیاتی اثر کے جائزے کے رہنما اصولوں کا خاکہ تیار ہوچکا ہے۔ (4) چنئی، گوا اور خلیج کچھ کے لئے مثال آئی۔سی۔ایم۔اے۔ایم اسکیموں کا فروغ (5) بنیادی سہولتیں، تربیت، تحقیق وفروغ اور سروے، اس جز کے تحت صلاحیت کی تعمیر پروگرام کے تحت بنی صلاحیتوں کے استعمال کے طویل مدتی تربیت پروگرام کو چلانے کے لئے بنیادی سہولتیں قائم کی جارہی ہیں۔ آئی۔سی۔ایم۔اے۔ایم منصوبوں کے لئے ساحلی ریاستوں کو تربیت دی جائے گی۔ اس کے تحت تحقیق وترقی کے کاموں کو کئے جانے کی تجویز ہے جیسے ساحلی پانی کے استعمال کو درجہ بند کرنا اور اہم سکونتوں جیسے منگرو، لیگون وغیرہ میں اثر سے آزاد زون کی پہچان کرنا۔

بحر اعظم آبز رویشن اور انفارمیشن خدمات

بحر اعظم آبز رویشن اور انفارمیشن خدمات (او۔او۔آئی۔ایس) کے تحت لہروں، ہوا، حرارت، دھارا، کھاراپن، کنوؤں کی جانکاری، مچھلیوں کی دستیابی کے ممکنہ منطقوں کی اطلاع، ساحلی نقشوں وغیرہ جیسے ساحلی اور بحر اعظم اعداد وشمار پیداواروں کی یقینی جانکاری کو فراہم کرانا شامل ہے تاکہ ساحلی اور آف شور ترقیاتی سرگرمیوں کو تعاون مل سکے اور علم بحریات کی تحقیق کی کوالٹی میں سدھار ہوسکے۔ او۔او۔آئی۔ایس کے تحت نویں منصوبے کے آخری سال تک تجرباتی بنیاد پر سارے بحر اعظم کی حالت کے پیش گوئی کے نظام کو فروغ دینے کی تجویز ہے۔ او۔او۔آئی۔ایس پروگرام کے چار خاص اجزا ہیں۔ بحر اعظم مشاہدہ نظام، بحر اعظم اطلاعاتی خدمات، بحر اعظم حرکی اور ماڈلنگ، سٹیلائٹ ساحل اور بحر اعظم تحقیق۔

بحر اعظم مشاہدہ نظام

بحر اعظم آبزرونگ سسٹم (او۔او۔ایس) پروگرام کا مقصد ہندوستان کے آس پاس کے سمندروں سے اصل وقت کی بنیاد پر اس جگہ کی سطح، موسم اور بحر اعظم سے متعلق معلومات حاصل کرنا ہے۔ اس پروگرام کے تحت سطح پر ہوا، لہروں، ماحولیاتی دباؤ حرارت، کھاراپن، حرارت میں تبدیلی پیمانہ بندی کے لئے۔ کھلی ہوئی آکسیجن، ہائیڈروکاربن، تغذیہ، ریڈیوایکٹیوٹی، سمندر سطح وغیرہ کے پیمائش کی جاتی ہے۔ ان اسباب کی پیمائش کے لئے موڈرڈیٹا بوائے، ڈرفٹنگ بوائے، اکسپنڈیبل، تھرموگراف (ایکس۔بی۔ٹی) کرنٹ میٹر ایرے اور ٹائیڈ گاج جیسے آلوں کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اس پروگرام سے حاصل سمندر کی اصلی حالات کی جانکاری سے سٹیلائٹ سنسر کی توثیق ہوجائے گی۔ او۔او۔ایس پروجیکٹ کے تین ذیلی پروجکٹ ہیں۔ قومی ڈیٹا بووے پروگرام سمندر سطح آبزرویشن اور ڈرفٹنگ بوائے دیگر آبزرونگ نظام۔

این۔آئی۔او۔ٹی چنئی کے ذریعہ چلائے جارہے قومی ڈیٹا بوائے پروگرام کے تحت ہندوستانی سمندروں میں 12 ڈیٹا بوائے لگائے گئے ہیں۔ ان بوایوں میں ہوا، لہروں، دھارا، ہوا کا دباؤ، ہوا کی حرات، سمندری سطح کی حرارت، کھلی ہوئی آکسیجن، کلوروفل، ریڈیو ریکٹیوٹی، ہائڈرکاربن، گندلے پن کو ناپنے کے لئے نہایت جدید سنسر لگے ہوئے ہیں۔ این۔آئی۔او۔ٹی کے ذریعہ بوائیوں سے اعداد وشمار حاصل کرنے پروسس، تجزیہ اور اسٹور کے لئے ساحل پر ایک مرکز قائم کیا گیا ہے۔ این۔آئی۔

او۔ گوا کے ذریعہ چلائے جارہے پروگرام میں ڈرفٹنگ بوایوں، ایکسپینڈیبل بیتھی تھرموگراف اور کرنٹ میٹرایرے لگانے کی تجویز ہے تاکہ اس جگہ سے مل رہے بحر اعظم سائنس کے اعداد وشمار کے علاوہ کچھ جانکاری مل پائے۔ نویں منصوبہ کی مدت میں اس پروگرام کے تحت تقریباً 48 ڈرافٹنگ بوائے، تین کرنٹ میٹرایرے اور 1900 ایکس۔ بی۔ ٹی لگائے جائیں گے۔

سمندر سطح آبزروِنگ پروجیکٹ کے تحت ممبئی، پوربندر، گوا، کوچی، چنئی، وشاکھاپٹنم، پرادیپ، کوارتی، مچھلی پٹنم اور توتی کورن میں 10 جدید مدوجزر ناپنے کے آلات والے مرکز بنائے گئے ہیں۔ یہاں مدوجزر پر سلسلے وار اور مناسب و چوکس طریقے سے نظر رکھی جاتی ہے اور اوسط سمندر سطح کی طویل مدتی تبدیلیوں کا پتہ لگایا جاتا ہے۔ ان ٹائڈ گیجوں سے اعداد وشمار کو پابندی سے اکٹھا کیا جاتا ہے۔ اور پھر دہرہ دون کے ہندوستانی سروے قومی مدوجزر اعداد وشمار مرکز میں بھیج دیا جاتا ہے۔

ہندوستانی ساحل کے آس پاس سے حاصل سمندری سطح کے اعداد وشمار کی بنیاد پر شمالی بحر ہند میں تقسیم سمولیٹ کرنے کے شماریات ماڈل کو فروغ دیا گیا ہے۔ ساحلی علاقوں میں زمین سمندر کے باہمی تعلقات منصوبے کے تحت زمین اور سمندر کی سرحد پر اشیا کے آمدورفت کا اندازہ لگایا جاتا ہے اور علاقائی و عالمی سطح پر ساحلی علاقوں میں موسم میں ہورہے بدلاؤ کے ضمن میں گوداوری بیسن اور مشرقی بحر عرب مارجن کے دو ساحلی علاقوں میں ان کا مطالعہ کیا جائے گا۔

بحری اطلاعاتی خدمات

ہندوستانی قومی بحر اعظم انفارمیشن خدمات مرکز کا قیام فروری 1999 میں حیدرآباد میں ایک خودمختار ادارے کے طور پر کیا گیا۔ تاکہ صارفین کے قابل استعمال مناسب اعداد وشمار حاصل ہوسکیں اور نشر کیا جاسکے۔ اس طرح ایک ہی چھت کے نیچے ریاستوں، مرکزی حکومت، کارپوریٹ سیکٹر کی صنعتوں کو سمندری سطح کی حرارت (SST) اور مچھلیوں کے پائے جانے کے ممکنہ منطقوں (PFZ) کے بارے میں صلاح، اپ ویلنگ علاقے، نقشے، گروپ، کلوروفل، معلق گادوغیرہ کے بارے میں صلاح مل سکے گی۔

بحری علم حرکی و ماڈلنگ

بحری حالت کا قبل اندازہ۔ بحری ماڈلوں سے پتہ لگانے کے لئے بحری علم حرکی کا جاننا ضروری ہے۔ 99-1998 میں ماڈیولر بحری ماڈل کے استعمال سے سمندری ماحولیات اور سمندر اور ہوا کے درمیان کاربن ڈائی آکسائڈ مبادلے کا مطالعہ کیا گیا۔ آندھرا ساحل پر زمین کے پانی سے بھر جانے کے جائزے کے لئے ایک طوفان کے آگے بڑھنے کی پیشن گوئی کے ماڈل کو فروغ دیا گیا، سات اشیاوالا نائیٹروجن پر مبنی ماحولیاتی سسٹم کا ماڈل مکمل ہوا۔

سیٹلائٹ ساحلی اور بحری ریسرچ

اس پروجیکٹ میں، بحری موسمیات کی پیمانہ بندی کو حاصل کرنے کے لئے ماڈول اور تعدیلی عمل کو فروغ دینے کی تجویز ہے۔ ان کی پیمانہ بندی جیسے سطح کی حرارت، لہریں، بیتھی میٹری، معلق اشیاء، آمیزہ سطح کی گہرائی، کلوروفل، ایروسل، پانی کی بھاپ بادل، دھارا اور بحری سطح کا وغیرہ کو سیٹلائیٹوں کے سنسر (حیاتی آلہ) سے کی جاتی ہے۔ لہروں اور سمندری گردش کے اعداد وشمار کو ملاکر ماڈل فروغ دئے جائیں گے اس سال کے دوران آئی۔ آر۔ ایس اے سے لہروں اور بحری سطح حرارت کو تعدیلی کرنے اور ان کی تصدیق کا کام کیا گیا۔ اس میں ضرورت کے حساب سے سافٹ ویر کو بھی فروغ دینا شامل ہے۔ ای۔ آر۔ اس۔ اور الٹی میٹر سے لیٹنٹ ہیٹ فلکس اور ایڈیلیس کا بالترتیب مطالعہ پورا کرلیا جائے گا۔ ایس۔ اے۔ آر اور الٹی میٹروں سے بیتھی میٹری کے جانچ پرکھ

کے سافٹ ویئر کو فروغ دینے کا کام پورا کرلیا گیا ہے۔

بحری تحقیق اور صلاحیت کی تعمیر

DOD (محکمہ بحری فروغ) بحر سے متعلق موضوعات میں بنیادی اور عملی تحقیق پر خاص زور دیتا ہے۔ خاص دھیان یونیورسٹیوں کو امداد دینے بحریاتی علم کے شعبے میں ماہر انسانی وسائل کی اساس تیار کرنے پر زور دیا جاتا ہے۔ اس پروگرام کا مقصد ساحلی انجینئرنگ، بحری علم کیمیا، بحری علم حیاتیات اور علم حیاتیات (خورد) فارمیسی ساحلی علاقے کا انتظامیہ وغیرہ شعبوں میں اعلیٰ سطحی اور جیدا ولیں میدانوں میں تحقیق کی حوصلہ افزائی کرنا نیورسٹی کو بنیادی سہولتیں دینا اور بحریاتی علم کے بارے میں لوگوں میں علمی سوچ پیدا کرنا ہے۔

علم بحریات اور ٹکنالوجی میں اعلیٰ سطح کی تحقیقات کو بڑھاوا دینے اور متعلق انسانی وسائل کو فروغ دینے کے لئے مندرجہ ذیل مضامین میں نو مراکز میں علم بحریات اور ٹکنالوجی سیل کھولے گئے ہیں۔ (1) بحری مائیکرو بایولوجی۔ گوا یونیورسٹی، گوا، (2) سمندری ساحلی ماحولیات (مشرقی ساحل) برہام پور یونیورسٹی برہام پور (3) سمندری ساحل ماحولیات (مغربی ساحل) بھاؤنگر یونیورسٹی، بھاؤنگر (4) بحری ارضیات اور ارضی طبیعات۔ منگلور یونیورسٹی منگلور (5) ساحلی سمندری کلچر سسٹم۔ آندھرا یونیورسٹی، وشاکھاپٹنم (6) تیج پلیمرس۔ تمل یونیورسٹی، تنجور (7) بحری علم حیاتیات۔ انا ملے یونیورسٹی پرنگی پٹی (8) بحری انجینئرنگ اور زیر آب روبوٹکس۔ آئی۔ آئی۔ ٹی۔ کھڑگ پور (9) میرین بلحوس۔ کوچین یونیورسٹی آف ایس اینڈ ٹی۔ کوچی۔

ساحلی کمیونٹی پروگرام

سمندری ساحل سے مچھلی پکڑنے والے جہازوں کے درمیان مواصلاتی نظام

سمندر میں جانے والے ماہی گیروں کو مواصلاتی نظام کے فائدوں کو ظاہر کرنے کے لئے سات مقام پر ساحلی مراکز قائم کئے گئے ہیں۔ یہ ہیں: مغربی بنگال میں شنکر پور اور فریزر گنج، اڑیسہ میں پرادیپ اور چاندی پور، شمالی گوا میں سلے گاؤں اور پانڈیچیری میں پر ماویرم پٹی نم۔ ان میں سے مغربی بنگال اور اڑیسہ کے چار مرکزوں میں کام شروع ہو چکا ہے۔ انڈمان اور نکوبار جزائر میں ساحلی مرکز کی تعمیر اور ٹاور مستولوں کو لگانے کا کام چل رہا ہے۔

جزائر ترقی

جزیروں میں رہنے والوں لوگوں کو، بحری علوم اور ٹکنالوجی سے متعلق ضرورتوں کو پورا کرنے اور سمندری وسائل کو بڑھانے کی کوششوں میں قومی بحری ٹکنالوجی ادارے (این۔ آئی۔ او۔ ٹی) چنئی نے کئی نئی پہل کی ہے۔ محکمہ کی لیونگ میرین رسورسز ان ہاسمنٹ پروجیکٹ کے تحت پہلی کارروائی کے طور پر این۔ آئی۔ او۔ ٹی نے جزائر کے کیکڑہ وسیلہ بڑھانے کا پروگرام چلایا۔ چنئی کے نیلن کرے میں تملناڈو مچھلی فروغ کارپوریشن مچھلیوں کی افزائش نسل کی جگہ کا استعمال کیکڑہ وسائل میں اضافہ کے پروگرام کے لئے کیا جارہا ہے۔ مندرجہ ذیل علاقوں میں کئی تجربے کئے جارہے ہیں (1) کاٹنے دار کیکڑے پن لرس وو مارس کو موٹا کرنے کے لئے مختلف خوراکوں (مرلس اور کلیمس) کا استعمال (ii) کیکڑوں اور غذا کا حیاتی کیمیاوی تجزیہ (iii) پانی کی کوالٹی اور مرض کا منتظمہ (iv) انڈے بچے دینے اور لاروا افزائش اور (iv) خلیج منار اور انڈمان جزائر میں کیکڑہ وسیلوں کا سروے۔

بین الاقوامی پروگرام

سی۔او۔ایم۔این۔پی/ایس۔سی۔اے۔ایل۔او پی میٹنگ

انٹارکٹک معاہدے کا ممبر بننے کے بعد ہندوستان نے 24-19 ستمبر 1999 کو گوا میں کونسل آف منیجرس آف نیشنل انٹارکٹک پروگرام (سی۔او۔ایم۔این۔اے۔پی) اور انٹارکٹک اینڈ لوجیک آپریشنس (ایس۔سی۔اے۔ایل۔او۔پی) کی مستقل کمیٹی اور انٹارکٹک تحقیق کی سائنسی کمیٹی ایگزیکیٹو کی میٹنگ کا انعقاد کیا۔ صلاح کار رکن ملکوں کے 80 نمائندوں نے شرکت کی۔

انٹارکٹک سمندری جانداروں کے تحفظ اور بچاؤ کے لئے کمیشن۔

انٹارکٹک معاہدے نظام کے تحت انٹارکٹک سمندری جانداروں کے تحفظ اور بچاؤ کے لئے کمیشن (سی۔سی۔اے۔ایم۔ایل۔آر) نام کے بین حکومتی تنظیم کی تشکیل کی گئی ہے۔ اس میں 23 رکن ممالک اور معاہدے کو منظور کرنے والے 6 ممالک شامل ہیں۔ یہ ماحول دوست کے طور پر انٹارکٹک پانی سے جاندار وسائل کو نکالنے کے لئے بہترین طریقوں کے رہنما اصول متعین کرتا ہے۔ سی۔سی۔اے۔ایم۔ایل۔آر کی ہوبرٹ۔ آسٹریلیا میں 25 اکتوبر سے 5 نومبر 1999 تک 18 ویں میٹنگ ہوئی جس کی صدارت ہندوستان نے کی۔ ہندوستان نے اس بات پر زور دیا کہ کمیشن مچھلی پکڑنے کی ان سرگرمیوں پر موثر کنٹرول کرے، جو کہ معاہدہ یا اس سے جڑے جذبات کے خلاف ہوں۔

بین حکومتی بحری سائنس کمیشن

1960 میں جونیسکو کے تحت قائم بین حکومتی سمندری سائنسی کمیشن (آئی۔او۔سی) اپنے سبھی 127 رکن ملکوں کی بھرسک کوششوں کے ذریعہ بحری سائنسی تلاش، بحری خدمات اور ترقی پذیر ملکوں میں صلاحیت کی تعمیر کو بڑھاوا دے رہا ہے۔ ہندوستان کمیشن کا ممبر ہے اور فی الحال انتظامی کونسل کے ممبر کے طور پر سمندری سائنسی تحقیق اور خدمات میں اشتراک کر رہا ہے۔

کمیشن کی وسطی بحر ہند کی کمیٹی کے مقامی ورکشاپ اور بحر ہند کے شمالی حصے میں طوفان کی وجہ سے ہونے والی تباہیوں کے بارے میں تجاویز کو لے کر ڈبلو۔ای۔او اور آئی۔او۔سی کی علاقائی میٹنگ دلی میں 26-20 اکتوبر 1999 کو منعقد ورکشاپ کا مقصد شمالی بحر ہند کے رکن ملکوں کی تجاویز کے خاکے پر غور کرنا تھا۔ کمیٹی کی سفارش تھی کہ پروجکٹ کو لاگو کرنے کے لئے دلی میں علاقائی پروجکٹ دفتر کھولا جائے۔ کمیشن کا وسطی بحر ہند کی کمیٹی کا تیسرا اجلاس تہران میں 23-21 فروری 2000 کو ہوا۔

متواتر فروغ پر اقوام متحدہ کمیشن کا ساتواں اجلاس

متواتر فروغ پر اقوام متحدہ کمیشن (سی۔ایم۔ڈی) کا ساتواں اجلاس نیویارک میں 30-19 اپریل 1999 کو منعقد کیا گیا۔ اس کا خاص موضوع ''بحر اور بحر اعظم'' تھا اس دوران مذاکرات و بحث کے موضوع رہے: بحر اعظم کی منتظمہ، مچھلی پالن شعبے میں سب سڈی متواتر نامیاتی آلودگی کے استعمال پر پابندی، اکولیبلنگ، نقصان دہ بدبو مخالف پینٹ کے استعمال پر پابندی وغیرہ۔

قومی بحر اعظم ٹکنالوجی ادارہ (این۔آئی۔او۔ٹی)

قومی بحر اعظم ٹکنالوجی ادارے کا قیام 1993 میں چنئی میں ہوا۔ اس ادارے کی سرگرمیاں سمندری توانائی، گہرے سمندر میں

کان کنی، ساحلی اور ماحولیاتی انجینیرنگ اور بحری آلات سائنس کے شعبوں میں ہیں۔ دو جدید طرح کے پروجیکٹ، کان کنی، ٹکنالوجی مظاہرہ اور ایک میگاواٹ کے تیرتے ہوئے او۔ ٹی۔ ای۔ سی پائلٹ پلانٹ کے ڈیزائن مزید قائم کرنے سے متعلق ہے۔ ادارے کے ذریعہ چلائی جارہی ایک نئی کوشش جرائز کے لوگوں کو سائنس اور ٹکنالوجی کی ضرورتوں کو پورا کرنے سے متعلق ہے۔ ادارے کے ذریعہ چلائے جارہے دیگر پروگرام، قومی ڈیٹا بوائے پروگرام اور بحری ترقیات کی ملکیت والے ساحلی تحقیقی جہازوں کو چلانا اور انکا انتظامی معاملہ ہے۔

قومی انٹارکٹک اور بحری تحقیقاتی مرکز

انٹارکٹک مہم سے حاصل فائدے کو بڑھانے اور قطبی علم کے اولین شعبوں میں تحقیق کو تیز کرنے کے مقصد سے 25 جنوری 1998 سے محکمہ بحری ترقی کے تحت قومی انٹارکٹک اور بحری ترقیاتی مرکز، واسکو، گوا (سابقہ انٹارکٹک مطالعاتی مرکز) کی تشکیل ایک خودمختار سوسائٹی کے طور پر کی گئی ہے۔ اس ادارے کو آنے والے سالوں میں سائنس کے قطبی علم کے ان شعبوں میں تحقیق کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ جن کے بارے میں کام کسی دیگر تجربہ گاہ یا ادارے کے ذریعہ نہیں کی جاتی۔ قدیم آب وہوا اور قدیم ماحولیاتی مطالعہ کے شعبوں میں بنیادی سہولیات اور مہارت حاصل کرنے پر خاص زور دیا جائے گا۔ اس کے لئے برف اور تلچھٹ کے اندر کا تجزیہ، سمندری برف ماحول باہمی تعلق کی جانچ، قطبی فاصلاتی حسیات کے ذریعہ آب وہوا کی ماڈلنگ جنوبی سمندروں کی بحری سائنس کم حرارتی علم حیاتیات اور ماحولیاتی طبیعی پیمانہ بندی کے بارے میں مطالعہ کیا جائے گا۔ گوا اور منگلور یونیورسٹیوں میں نے اس مرکز کو تعلیمی کوششوں کے لئے تحقیقی مرکز کے طور پر تسلیم کیا ہے جس کے نتیجے میں قطبی سائنس میں ڈاکٹری ڈگری دی جاسکتی ہے۔

اس مرکز کو ملک میں قطبی علم اور لوجسٹک سرگرمیوں کے لئے منصوبے بنانے، حوصلہ افزائی کرنے اور عمل میں لانے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ تاکہ انٹارکٹک میں ہندوستان کی موجودگی اور موثر ہو اور جنوبی بحر اعظم اور آس پاس کے سمندروں میں دنیا بھر کے ملکوں کے درمیان اس کے مفاد کی حفاظت ہو سکے۔

حیاتیاتی ٹکنالوجی

ڈی۔ این۔ اے۔ ٹکنالوجی میں انقلابی ترقی، انسانی جینوم اور متعلق شعبوں میں ہوئے کاموں سے انسان کو فائدوں کے کئی امکانات کے دروازے کھل گئے ہیں۔ اب ہمارے پاس ڈیزائنر نسلیں تیار کرنے کی صلاحیت ہے۔ سائنس اور ٹکنالوجی کی وزارت کے تحت 1986 میں حیاتی ٹکنالوجی محکمہ کے قیام سے ہندوستان میں حیاتی ٹکنالوجی کے فروغ کو نئی رفتار حاصل ہوئی ہے۔ 1,000 سے بھی زیادہ تحقیقی اور فروغ پروجکٹوں، مظاہروں اور بنیادی سہولتوں کو مہیا کرنے کے ذریعہ ملک میں حیاتی ٹکنالوجی کے فروغ کو محکمہ نے تیز رفتار کیا ہے۔ زراعت، صحت خدمات، ماحول اور صنعت میں حیاتی ٹکنالوجی مصنوعات، اور پروسس کے طور پر عروج پر ہے۔ اعلی درجے کے تحقیقی دستاویزوں کی اشاعت، حیاتی ٹکنالوجی میں ماہر لوگوں کی نشوونما، ٹکنالوجی منتقلی، قومی اور بین الاقوامی پیٹنٹ محکمہ حیاتی ٹکنالوجی کی خاص حصولیابیوں میں سے کچھ ایک ہے۔

محکمہ ہر سال 5,000 سے زیادہ سائنس دانوں کے ساتھ باہمی تعلقات بنا کر رکھتا ہے۔ تاکہ یونیورسٹیوں اور قومی تجربہ گاہوں کے تجربے کا فائدہ اٹھایا جاسکے۔ عام درجے اور سطح کے لوگوں کے کام کی نظر ثانی جائزے اور دیکھ بھال کے لئے ایک مضبوط نظام قائم کیا گیا ہے۔ حیاتی ٹکنالوجی کا فائدہ پروجکٹوں کے فروغ، تسلیم شدہ، ٹکنالوجی کے مظاہرے اور انسانی وسائل کے فروغ کے معاملوں میں ریاستی سرکاریں، خاص طور سے ریاستوں کی سائنس اور ٹکنالوجی کونسلوں کے ذریعہ نزدیکی رابطے بنے

ہوئے ہیں۔ گجرات، راجستھان، مدھیہ پردیش، اڑیسہ، مغربی بنگال، ہریانہ، پنجاب، جموں وکشمیر، میزورم، آندھرا پردیش، اور اتر پردیش ریاستوں کے ساتھ پروگرام بنائے گئے ہیں۔

انسانی وسائل کا فروغ

حیاتی ٹکنالوجی کے شعبے کافی تعداد میں تربیت یافتہ ماہرین کی دستیابی کو یقینی بنانے کے لئے محکمہ نے مربوط انسانی وسائل کا فروغ پروگرام لاگو کیا گیا ہے۔ پوسٹ گریجویٹ، پی۔ ایچ۔ ڈی، ایم۔ ڈی۔ ایم۔ ایس کے بعد کے پروگرام اداروں میں لاگو کئے جا رہے ہیں۔ تقریباً 500 طلباء کو ہر سال داخلہ دیا جاتا ہے۔ حیاتیاتی ٹکنالوجی کے اولین شعبوں میں تحقیق کے لئے ہر سال 20-25 غیر ملکی اور تقریباً 15 قومی ایسوسیٹ شپ دیے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہر سال کے دیگر پروگرام سیمینار، مذاکرات، سمپوزیم اور قلیل مدتی تربیتی کورس چلاتا ہے۔ حیاتی ٹکنالوجی تحقیق میں حوصلہ افزائی کے لئے قابل سائنس دانوں / ریسرچ اسکالرس کو ایوارڈ دیے جاتے ہیں۔ 45 سال سے کم عمر کے نوجوان حیاتی سائنس دانوں کو اپنے پیشے کے فروغ کے لئے 10 قومی علم حیاتیات انعام اور خواتین سائنس دانوں کے لئے 3 خصوصی ایوارڈ مقرر کئے گئے ہیں۔ محکمہ نے ملک اور بیرون ملک مظاہروں اور نمائشوں میں بھی حصہ لیا۔

حیاتی ٹکنالوجی کی سہولتیں

جدید علم حیاتیات اور حیاتیاتی ٹکنالوجی کے نہایت ترقی یافتہ شعبوں میں بنیادی سہولیات کی دستیابی سے تحقیق اور فروغ اور خدمات کو کافی بڑھاوا ملا ہے۔ چنڈی گڑھ میں واقع انسٹی ٹیوٹ فار مائیکروبیل ٹکنالوجی میں مائکروبیل ٹائپ کلچر کلکشن (MTCC) کے مطابق قومی مرکز میں 10,000 سے زیادہ صنعتی خورد عضویے ہیں۔ اسے بین الاقوامی ڈیپازٹری اتھارٹی کے معیار کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ نئی دلی میں واقع ہندوستانی زرعی تحقیقی ادارے میں نیلے ہرے الگی کنجال (بایوگرین ایلگی) کلکشن کے قومی مرکز میں تقریباً 750 نیلے ہرے الگی کنجال ہیں۔ رزواچراپلی کے بھارتی داسن یونیورسٹی میں سمندری سائنو بیکٹر یا کے قومی مرکز میں ملک کے مختلف سمندری ساحلوں سے اکٹھا کئے گئے۔ 300 سے زیادہ سمندری سائنو بیکٹر یا کی قسمیں ہیں۔

این۔ بی۔ پی۔ جی۔ آر۔ پوسائی دلی میں پلانٹ ٹشو کلچر کلکشن کے قومی مرکز میں جسم سے باہر پیدا کئے گئے 850 پودوں کی قسموں کو محفوظ کیا گیا ہے۔ لکھنؤ کے مرکزی دواؤں کے ریسرچ ادارے میں قومی تجربہ گاہ میں عضویات کلکشن (اینمل ہاؤس) مرکز اور حیدرآباد قومی تغذیہ ادارے نے 85,000 اور 58,000 تجرباتی حیوانات فراہم کیا ہے۔ مدورے کا مراج یونیورسٹی، مدورے کے سنٹر فار جینٹک انجینیرنگ اینڈ اسٹرین مینی پولیشن میں اینٹی بایوٹک اسٹرپٹو مائیسس پر کام چل رہا ہے اور آئی۔ ایم۔ ٹی۔ ای۔ سی۔ ایچ چنڈی گڑھ میں حیاتیاتی کیمکل انجینیرنگ ریسرچ اور عمل ترقیاتی مرکز کلاس حیاتیاتی، ری ایکٹروں میں پیشہ وارانہ سطح کے مطالعے کے لئے اعلی قیمت کے میٹابولائیٹس کی جانچ اور معیار بندی میں مدد کرتا ہے۔

ممبئی کے انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ہیمے ٹالوجی میں خون کے خلیوں کو کم حرارت کے تحفظ مرکز، لکھنؤ کے سینٹرل انسٹی ٹیوٹ آف میڈیسنل اینڈ ایرومیٹک پلانٹس میں دوائیں اور ایرومیٹک پودوں کے سامان کے گودام مرکز اور سیوا گرام کے ایم۔ جی۔ آئی ایم ایس میں کرم اور کیمکل کے گودام مرکز نے 1997 سے دیگر مرکزوں کی طرز پر کام کرنا شروع کر دیا ہے۔ اسکولوں اور کالجوں می جینٹک تجربات کے مظاہرے کے لئے تعلیمی سیٹ کو فروغ دینے کے لئے ڈروسوفلا کا کلکشن مضبوط کیا گیا ہے۔ ہزاروں سائنس داں، طالب علم اور صنعتی ادارے ان سہولتوں کا مستقل فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

پروگرام تعاون اسکیم کے تحت ترقی یافتہ حیاتی ٹکنالوجی اور جدید علم حیاتیات کے مختلف شعبوں میں اعلی مراکز اور پروگرام پر

مبنی سہولتوں کو قائم کرنے کے لئے تعاون دیا جاتا ہے۔ان مراکز میں جدید علم حیاتیات کے شعبے میں اساسی ریسرچ کیا جاتا ہے، جہاں خصوصی پیداواروں اور عمل کو اجتماعی کوششوں سے فروغ دیا جاتا ہے۔ یہ مرکز بنیادی سہولتوں کے مرکز کے طور پر کام کرتے ہیں جو سائنس دانوں کی کمیونٹی کو خدمات فراہم کرتے ہیں۔ بنگلور کے ہندوستانی سائنس ادارے میں جدید علم حیات کے اعلیٰ ترجیحی علاقوں کے لئے مخصوص تعاون پروگرام 5 سال کے لئے چلایا گیا۔ جس کے تحت 55 فیکلٹی ممبر نے مندرجہ ذیل ذیلی پروگراموں میں حصہ لیا۔

چھوا چھوت کا مرض، دوائیں اور سالمی ڈیزائن اور جینوم تنوع و جنٹیک کمیاں۔ایک دیگر پروگرام تعاون کے تحت راجیو گاندھی حیاتیاتی ٹکنالوجی مرکز ترونیدرم اولین شعبوں میں بنیادی تحقیق کی جارہی ہے یہ شعبے ہیں۔ چھوا چھات سے پھیلنے والی بیماریاں، حیواناتی حیاتیاتی ٹکنالوجی، ماحولیاتی، حیاتیاتی ٹکنالوجی۔ جنیٹک بیماریاں، اور حیاتیاتی طریق کی سالمی بنیاد۔اس تعاون کے پروگرام سے مختلف پیداواری عمل کو فروغ ہونے کی امید ہے۔ جیسے بیماریوں کے علاج اور بچاؤ کے لئے مستقل ماپ والے ریجنٹ، دوا کے ڈیزائن اور جینٹک کیسوں کا علاج۔

حیاتیاتی ٹکنالوجی اطلاعاتی نٹ ورک

جدید معلومات کی بڑھتی ضرورت پوری کرنے کے لئے حیاتیاتی ٹکنالوجی اطلاع نٹ ورک (بی۔ٹی۔آئی۔ایس۔نٹ قائم کیا گیا ہے۔ یہ منقسم ڈیٹا بیس اور نٹ ورک تنظیم کے طور پر کام کرتی ہے۔اور حیاتیاتی ٹکنالوجی کے سبھی پہلوؤں کے بارے میں مربوط اطلاع فراہم کرتا ہے۔ یہ نٹ ورک ریسرچ اسکالروں اور پیداکاری سرگرمیوں کو بایوانفارمیٹکس اور بایوکمپیوٹنگ خدمات بھی فراہم کرتا ہے۔

ان خدمات میں حیاتیاتی اعداد وشمار کا تجزیہ، شائع شدہ دستاویزوں کی تفصیلی اطلاع، سالمی ماڈلنگ اور سمولیشن، جیسے علم حیاتیات کی شماریات، خاص مسائل کے لئے سافٹ ویر کا فروغ، جینوم نقشہ سازی، ساختی عمل متعین رنا، ساخت پر مبنی دوڈیزائن، ساخت کو صف بند کرنا اور موازنہ، ساخت کا قیاس، سالمی ارتقاء جین کی شناخت وغیرہ شامل ہیں۔اس نٹ ورک میں ملک بھر کے مختلف اداروں اور یونیورسٹیوں میں قائم 11 تقسیم کے اطلاعاتی مراکز اور 42 تقسیم کے ہوئے ذیلی مراکز شامل ہیں۔محکمہ کا اعلیٰ حیاتی ٹکنالوجی اطلاعاتی مرکز ان نٹ ورک کی کارروائیوں کو مربوط کرتا ہے۔اس مرکز میں حیاتی ٹکنالوجی پیٹنٹ سہولیات کا سیل قائم کیا گیا ہے جو کہ حیاتیاتی ٹکنالوجی میں پیٹنٹنگ کو بڑھاوا دیتا ہے۔

اطلاعتی مراکز کو اعلیٰ رفتار رابطے کے لئے نک نیٹ کے کیوبینڈ آئی۔پی۔ایڈوائنزوی۔سیٹ کے ذریعہ انٹرنیٹ اور بی۔ٹی آئی۔ایس۔نٹ سے جوڑا گیا ہے۔ ریسرچ اسکالروں کے فائدے کے لئے خاص بین الاقوامی ڈاٹا بیس، جیسے ای۔ایم۔بی نیٹ، پی۔ڈی۔بی۔جی۔ڈی۔وی۔پودجینوم ڈیٹا بیس اور پبلک ڈومین حیاتی ٹکنالوجیکل سافٹ ویر کو ہندوستان میں مررڈ کیا گیا ہے۔حیاتیاتی انفارمیشن سائنس کے شعبے میں اہل لوگوں کو تیار کرنے کے لئے مدورے کامراج یونیورسٹی، پونے یونیورسٹی، کلکتہ، یونیورسٹی، اور جواہر لعل نہرو یونیورسٹی میں حیاتیاتی سائنس انفارمیشن میں ایک سال کا ایڈوانسڈ پوسٹ ڈپلومہ کورس شروع کیا گیا ہے۔

سالمی اور ساختی علم حیاتیات کے شعبے میں انٹرایکٹو گرافکس بنیادی سالمی ماڈلنگ کے 6 قومی سہولیات کے مرکز قائم کئے گئے ہیں۔ ہندوستانی سائنس ادارہ، بنگلور، مدورے کامراج یونیورسٹی مدورے، سیلولر اور سالمی علم حیاتیات مرکز حیدرآباد، جواہر لعل یونیورسٹی، نئی دلی، پونے یونیورسٹی، پونے اور بوس انسٹی ٹیوٹ، کلکتہ، ان سہولیات مراکز میں سیلکان گرافکس پر مبنی اعلیٰ صلاحیت کا

کمپیوٹنگ ماحول ہے۔ جس سے ریسرچ اسکالر جدید علم حیاتیات رحیاتیاتی ٹکنالوجی کے سالمی سطح تک استعمال کر سکتے ہیں۔ حیاتیاتی سائنس دانوں کے لئے ہارڈ ویئر اور سافٹ ویرحل راوزار فروغ کرنے کے لئے تحقیق اور فروغ عمل کو مالی تعاون دی گئی ہے۔ سی۔ ڈی۔ اے۔ سی نے سالمی ماڈلنگ کا دیسی سافٹ ویرپیکج کو فروغ دیا ہے۔ جو ڈیسک ٹاپ پی۔ سی۔ پر چل سکتا ہے۔ اس کی قیمت کم ہے اور طلبا کے ذریعہ کالجوں رگھروں میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔ جے۔ این۔ یو۔ نئی دلی کے ڈی۔ آئی۔ سی نے سائنس کمیونٹی کے فائدے کے لئے سکوینس اینالسس سافٹ ویرپیکج (جین اسکین) کو فروغ دیا ہے۔ حیاتیاتی ٹکنالوجی محکمہ کی کارروائیوں والا ویب سائٹ http://www.nic.in/ کے یو۔ آر۔ ایل کے ساتھ انٹرنیٹ پر ہوسٹ کیا گیا ہے۔

قومی جے وگیان ایس اینڈ ٹی مشن

(1) وبائی امراض کے لئے نئی نسل کے ٹیکے: اس پروگرام کا مقصد ہیضہ، ریبز، جاپانی این سیفیلائٹس، ملیریا، اور ایچ آئی۔ وی جیسے امراض کے لئے ممکنہ ٹیکوں کو تیار کرنا ہے۔ (2) کافی میں بہتری کے لئے حیاتیاتی ٹکنالوجیکل طریقے، کافی حیاتیاتی ٹکنالوجیکل کا ایک نٹ ورک پروگرام چلایا جا رہا ہے تا کہ سالمی حیاتیاتی طریقوں سے کافی بہتری کے سبھی پہلوؤں میں اصلاح کیا جائے۔ (3) جڑی بوٹیوں کے مصنوعات میں فروغ کے لئے حیاتیاتی ٹکنالوجیکل طریقے: اس پروجکٹ کا مقصد روایتی طریقہ علاج سے پہلے ہی موجودہ ذرائع کو آگے بڑھا کر قیمت افزائش جڑی بوٹیوں اور دوائیوں کو فروغ کرنا ہے۔ اور (4) جینوم تحقیق کے لئے مرر سائٹ: اس پروگرام میں حیاتی میں انفارمیشن سائنس پر جینوم تحقیق کا انحصار اور کنور جینس کے بڑھتے رجحان پر جینوم تحقیق کے طریقے مہیا کرائے جاتے ہیں۔ اس کے لئے پروٹین اور جینوم کے ڈیٹا بیس، ای۔ بی۔ آئی۔ کے ڈیٹا بیس اور حیاتی ای۔ بی۔ آئی کے ڈیٹا بیس اور حیاتی ریسرچ کے لئے عوامی استعمال کے سافٹ ویر اور الکٹرانک سافٹ ویر کے مرر سائیٹ کو فروغ دیا گیا ہے۔

فصلی حیاتی ٹکنالوجی

خوراک کی پیداواری بڑھانے اور تغذیہ کوالٹی طے کرنے کے لئے دنیا بھر میں جینٹک انجینئرنگ طریقوں کے ذریعہ چاہی گئی خوبیوں والے مختلف جینس والی قسموں کی اہمیت بڑھتی جا رہی ہے۔ ہندوستان میں حال ہی میں آئی۔ سی۔ اے۔ آر کے تال میل کے ذریعہ بین الاقوامی چاول جینوم سوسینگ پروگرام میں شامل ہوگیا ہے اور کروموسوم عدد 11 سکوینس ڈھونڈنے کی کوشش کرے گا۔ اس کروموسوم کو چنا گیا کیونکہ اس کے ذریعہ لئے جا رہے جینس کئی اہم زرعی اقتصادی اجزا کو کنٹرول کرتے ہیں۔ جینٹک طور پر بہتر مطلوبہ خصوصیت جیسے سدھرا ہوا پلانٹ آرکیٹکچر، زیادہ اناج کی پیداوار، بہتر کوالٹی، تباہ کن کیڑے مکوڑے اور مرض سے مداخلت، سوکھے جیسی حالت میں بھی بہتر مطابق پذیری کے لئے یہ پروجکٹ بنیادی طور پر اعداد و شمار فراہم کرانے میں مدد کرتا ہے۔

حیاتی فرٹلائزر

نائٹروجن ثبت کرنے کی بنیادی میکنزم سمجھنے کے لئے فصل مخصوص حیاتی فرٹلائزر کے کئی پروجکٹوں کو تعاون دیا گیا ان سے ٹکنالوجیکل فروغ میں مدد ملے گی۔ نیلے ہرے الگی کیچال، رائزوبیم، ایسی ٹوبکٹر، ایزوس پائریلویم، اور ایزوٹوبکٹر کی اعلیٰ نائٹروجن فکسنگ نسلیں اور ہائی فاسفیٹ سالو بلائزنگ، مائیکوررہیزا کو چھانٹ لیا گیا ہے۔ اور فیلڈ حالات میں مظاہرہ کیا گیا ہے۔ مختلف حیاتی فرٹلائزر کی بڑی تعداد میں پیداوار کی کئی ٹکنالوجیوں کو فروغ دیا گیا ہے۔ اور کمرشلائزیشن کے لئے بڑھا دیا گیا ہے۔ اے۔ ایم پھپھوند ٹکنالوجی۔ جو کہ سبھی فصلوں کے لئے مناسب ہے، کا بڑی تعداد میں پیداوار ایک مثال ہے۔

حیاتی کنٹرول عوامل

آٹھ نئے حیاتی جراثیم کش کو فروغ دیا گیا ہے۔ اور دو پائلٹ پلانٹوں میں 2.24 لاکھ ہیکٹر زمین میں استعمال کے لئے کسانوں کے لئے حیاتی کنٹرول اشیا کی پیداوار کی جارہی ہے۔ حیاتی کنٹرول اشیاء کے استعمال کے مظاہرے کے لئے مختلف فصلوں کے تحت 60,000 ہیکٹر کھیتوں کی زمین چنی گئی۔ تقریباً 30,000 کسانوں کو کھیتوں میں تربیتی پروگراموں اور سرگرمیوں سے فائدہ ہوا ہے۔ اقتصادی طور پر اہم فصلوں کے لئے حیاتی کنٹرول، بیکولووائرس پیراسائٹس، پریڈیٹرس، اینٹاگونکس، پھپھوند اور بیکٹیریا کی بڑی سطح پر پیداوار کے لئے ٹکنالوجی کو صنعتوں کو منتقل کیا گیا ہے۔

پیڑ اور لکڑی والی نسلیں، ٹشو کلچر

پونے کی قومی کیمکل لیبارٹری (NCL) اور ٹاٹا انرجی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی میں دو ٹشو کلچر پائلٹ پلانٹوں کے قیام سے 17 ریاستوں میں تقریباً 60 لاکھ سفیدا، شیشم، بانس اور اینو کسیا (ریگستانی ساگوان) کے چھوٹے چھوٹے پودے کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔ ان پائلٹ پلانٹوں میں قائم مائکرو، پراپیگیشن ٹکنالوجی پارک تکنیکی منتقلی کے موثر ذریعہ ثابت ہورہے ہیں۔ پھول والے پودوں اور جنگل بانی نسلوں کے بڑی تعداد میں پھیلاؤ کی ضروری تکنیک کے مظاہرے اور لوگوں کو تربیت میں بھی یہ اہم ثابت ہوئے ہیں۔ صنعت کو منتقل کرنے کے لئے 20 نسلوں کی ٹکنالوجی کو پوری طرح نشو ونما ہو چکی ہے اور 10 کا کاروباری استعمال شروع ہو گیا ہے۔

حیاتیاتی جستجو

ہندوستان ایک بہت زیادہ تنوع کا مرکز ہے اور یہاں پر بہت حیاتیاتی دولت ہے۔ خاص کر مشرق شمالی ہمالیہ اور جنوب مغربی گھاٹوں میں۔ ملک میں حیاتی نظام کی نسلوں اور جینس کے تنوع کی وجہ حیاتیاتی خوش حالی ہے جو وسائل کی صلاحیت کی بہت بڑی بنیاد کو دکھاتا ہے۔ اس لئے حیاتیاتی جستجو کے لئے بڑا پروگرام شروع کیا گیا ہے۔ مختلف حیاتیاتی جغرافیائی علاقوں میں حیاتیاتی تنوع کی مشکل فہرست اور تحفظ اور جینس و حیاتیاتی سالموں کا پتہ لگانے کے لئے کئی اداروں کے تعاون سے پروگرام شروع کیا گیا ہے۔ اکتوبر 1997 میں شروع کئے گئے اس پروگرام میں نو خاص اور چار معاون ادارے ہیں۔ ریموٹ سنسنگ اور چنے ہوئے ایریا سے سٹلائٹ سے تصویریں لینے میں مدد کے محکمہ خلاء سے کافی تال میل رکھا جارہا ہے۔ دو ریاستوں میں نباتات کی نقشہ سازی کا کام کرلیا گیا ہے۔ ٹکساس اور روڈنڈران جیسے اہم نسلوں کی بھی نقشہ سازی کی جارہی ہے۔

ادویاتی اور خوشبو والے پودے

حیاتی ٹکنالوجی کے مداخلت کے ذریعہ جینٹک دولت کی حفاظت اور ادویاتی پودوں رمصنوعات میں بہتری کی کوشش کی جارہی ہے۔ ملک میں ایسے پودوں کی کئی قسموں کی حفاظت کے چار قومی جین بینک بنائے گئے ہیں۔ ٹراپکل بوٹینکل گارڈن اینڈ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، تریاانت پورم، نیشنل بیورو آف پلانٹ جینٹک ریسورس، نئی دہلی، آر۔ آر۔ ایل۔ اے جموں اور سی۔ آئی۔ ایم۔ اے۔ پی لکھنؤ۔ ان میں فیلڈ بینک، بیج بینک، ان وٹرو رکم حرارت پر تحفظ کی سہولیات ہیں۔ حیاتی ٹکنالوجی محکمہ جی۔ 15 ملکوں میں جین بنکوں کے نٹ ورک کی تشکیل کی نوڈل ایجنسی کے طور پر کام کررہا ہے۔ محکمہ ایشیائی علاقوں کے لئے خاص کوآرڈینیٹر کا کردار بھی نبھا رہا ہے۔ محکمہ نے نٹ ورک کے نیوز لیٹر کے پہلے 4 شمارے بھی شائع کئے۔ ہندوستان اور انڈونیشیا کے ادویاتی اور خوشبو والے پودوں کی فہرست بھی شائع کی گئی ہے۔ ادویاتی اور خوشبو والے پودوں اور کئی جڑی بوٹیوں سے بنی دوائیوں کی ایشیائی

علاقے کی مکمل فہرست تیار کر لی گئی ہے۔ آیوروید میں جانے پہچانے کچھ پودوں کے مرض مخالف عوامل کے مطالعات سے پائپر لونگم
اور ننوسپورا کارڈیفولیا سے بیکٹریاں کش خوبیوں والے سرگرم حیاتی مرکباتی اشیا کو خالصتاً الگ کرنے میں مدد ملی۔ ان کی مکمل
مشکلوں کا بھی پتہ لگایا گیا ہے۔

ریشم حیاتیاتی ٹکنالوجی

محکمہ نے مرکزی ریشم بورڈ کے ساتھ مل کر ریشم کی پیداوار (شہتوت اور دیگر پیڑوں والے) ایسے علاقوں کی شناخت کی ہے۔
جن میں حیاتیاتی ٹکنالوجی کی مدد سے ریشم کی پیداوار اور کوالٹی میں بہتری پیدا کی جاسکتی ہے اور میزبان پودے کو بھی بہتر بنایا جاسکتا
ہے۔ ریشم کے کیڑے پر پلنے والے کیڑے۔ اجیفلائی پر طفیلی کیڑوں کو چھوڑ دینے سے کسان کی سطح پر ہی اجی کی پریشانی کو ٹھیک
سے دبایا جاسکتا ہے۔ ریشم کے کیڑوں پر پیبرین اور نیوکلیر پولی ہیڈراسس کی جلدی پہچان کے لئے دبا کے علاج کے ٹیسٹ کو
فروغ دیا جارہا ہے۔ ان کی کھیتوں میں بڑے پیمانے پر جانچ کی جارہی ہے۔ تاکہ انہیں اور زیادہ مخصوص اور حساس بنایا جاسکے۔
ریشم کے کیڑوں کے لاروا کو پالنے کے لئے کئی مصنوعی خوراک کے فارمولوں کو فروغ دیا گیا ہے۔ اور ان کا تجربہ گاہ میں تجربہ
کیا جارہا ہے۔ سالمی جینٹک نقشہ سازی کے لئے ریشم کے کیڑوں کی ایک جینوم پروجکٹ شروع کیا گیا ہے۔

حیوانات حیاتی ٹکنالوجی

مختلف جینس والی مخلوقات کے نشوونما، تغذیہ، مرض کے علاج اور ٹیکے کا فروغ، جینس کی خصوصیات کی پہچان، دیسی نسلوں او
رجانوروں کے ذیلی مصنوعات کے استعمال کے پروگرام چل رہے ہیں۔ انٹرلیوکیسن ۔ 2 جین ۔ 15 ایچ ٹی را ے جین اور گرین
فلورسینٹ پروٹین جین کے استعمال سے چوہوں کی کئی ٹرانسجینک نسلوں کی نشوونما ہوئی ہے۔ ہر اگلی نسل میں تجزیہ کیا جاتا ہے کہ جین
کس طرح ظاہر ہورہے ہیں؟ اونٹ کے لئے جین منتقلی ٹکنالوجی کی معیار بندی کر لی گئی ہے۔ اور دوائی۔ ٹی اونٹ کے بچوں کی
پیدائش بیکانیر کے قومی اونٹ تحقیقاتی مرکز میں ہوا۔ کھیتوں میں استعمال ہونے والے جانوروں میں استعمال کے لئے ریکمبی ننیٹ
اوبین گروتھ ہارمون بیکٹریل ایکسپریشن سسٹم کے ذریعہ کافی مقدار میں پیدا کیا جاچکا ہے۔

ریبز کے ٹیکے کا جانوروں میں پی۔ بی۔ 11 سیڈ وائرس کے استعمال سے پیداوار مائکرو کیریر سسٹم کے ذریعہ معیار بند کرلیا گیا
ہے۔ اور ڈبلو۔ ایچ۔ او رہنما اصولوں کے مطابق اس کا بانجھ پن زہریلا پن، پہچان کرنیکی حس وغیرہ کی جانچ کرلی گئی ہے۔
اینتھرکس کے لئے بھی ریکمبینٹ ٹیکے کی پیداواری کوشش کی جارہی ہے۔ ریکمبنٹ ڈائنک زوبا پیلی کو ڈاگلائکو پروٹین زیادہ
پیداوار ہو۔ ان کی کتوں میں جنم دینے کی قوت محدود کرنے میں کتنا اثر ہے اس کا تجزیہ کیا جارہا ہے۔ دودھ دینے والے جانوروں
کے لئے وبائی بووائین رائینوٹروشٹس ٹیکے کی ٹکنالوجی کی صنعت (ہوچسٹ راوسل ویٹ لمیٹیڈ) کو منتقل کردیا گیا ہے۔ بلوٹنگ وائرس
مرض۔ پی۔ پی۔ آر۔ وائرس مرض۔ دودھ دینے والے جانوروں میں مائکروبکیٹریل انفکشن کے خاتمے کے لئے طریقے فروغ
دینے کی کوشش چل رہی ہے۔

ہندوستان میں مال مویشی کی پیداوار کا سب سے اہم حصہ تغذیہ ہوتا ہے کیونکہ ان کو ملنے والا کھانا مقدار اور کوالٹی دونوں ہی
حساب سے ناکافی ہوتا ہے قیمتی للکینس ایکسپریشن کے لئے رومن فرمنٹیشن میں بہتری ناول ری ایکٹر کا فروغ اور خورد عضویات
کے جینٹک مینوپلشن کے لئے کئی مرکزوں میں ایک پروگرام شروع کیا جارہا ہے ان کوششوں کے نتیجے میں زرعی تصنیع کی تغذیہ
قیمت بھی بڑھ جائے گی۔ بوچڑ خانوں کے تصنیع سے دو ہائیڈ رولیس انزائم۔ سورجگر ایسٹریس اور سور پلیکری آس لیس کو الگ کرنے
کے طریقہ کو فروغ دیا گیا ہے۔

آبی کلچر اور بحری حیاتی ٹکنالوجی

آبی کلچر میں تحقیق وترقی کی اہمیت پیداوار اور پیداواری صلاحیت بڑھانے پر ہے۔اسٹرین پہچان کے لئے جنگ مارکرس، مرض مخالف ٹرانسجینک مچھلی، پانی میں رہنے والے جانداروں کے لئے سیل اور ٹشو کلچر نظام کا قیام اور تازے پانی میں جھینگوں کی پیداوار کی جگہوں کی ترقی دینے کے پروجیکٹوں نے بہتر پیش رفت کا جائزہ لینے کے لئے پہل کی گئی۔سفید دھبے (شرمپ مرض) کی پی۔سی۔آر پر مبنی علاج سسٹم کے فروغ کے لئے ہورہے ریسرچ سے ایک کٹ بن پایا ہے، جس کا فیلڈ میں بھی استعمال ہوسکتا ہے۔تاکہ اس مسئلے کے حل کی پالیسی بنائی جاسکے۔

حیاتی تنوع کا تحفظ اور ماحول

ٹکنالوجی کے استعمال اور انجذاب کو آسان کرنے کے لئے اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ صارف صنعت کو شروع سے ہی اس میں شامل کیا جائے اور ترقی یافتہ ٹکنالوجی کا مظاہرہ صنعت کی جگہ پر کیا جائے۔درجن سے زیادہ پروجیکٹوں میں پروسس فروغ، پروسس (طریق کار عمل) کا سب سے بہتر طریقہ تلاش کرنے، توثیقی عمل اور فنڈ کی تقسیم میں کئی صنعتیں شامل ہوئی ہیں۔اہم حصولیابیاں مندرجہ ذیل ہیں:

کان کنی کے بعد خالی بچے علاقے ماحولیات کی بحالی۔دلی یونیورسٹی کے ایک پروجکٹ میں ماحولیاتی بحالی کی ٹکنالوجی تیار کی گئی اور مسوری۔کے قریب بھٹا اور لمبدار چونے کی پتھر پٹی میں پھر سے پیڑ پودے لگانے میں کامیابی ملی۔اسکا دہرا بھٹی اور اسولا کانوں میں کی گئی۔پانچ سالوں کے اندر ہی پورے پہاڑی علاقے کو گھاس اور تالاب والے ہرے جنگل میں بدل دیا گیا۔

تاڑ کے تیل کے مل کے کچرے کو نمٹانا: سی بی۔ٹی نئی دلی اور این سی۔ایل، پونے کے ملے جلے پروجکٹ کے تحت بنگلور کے سیرز کرناٹک اوسوال آئل پالم لمٹیڈ کے تاڑ کے تیل کی مل سے نکل رہے کچرے کے حل کے لئے تجربہ گاہ سطح کے طریق عمل کی معیار بندی کی گئی۔اس طریق عمل کے تحت کچرے سے 300 لیٹر فی کلو سوکھی اشیا، بایوگیس پیدا کی جاتی ہے۔جس کا استعمال فیکٹری میں ہی اس کی توانائی کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے کیا جاسکتا ہے۔بایوگیس پلانٹ سے نکلنے والے آلودہ پانی کی مزید تالیف کی جاتی ہے۔پائلٹ پیمانے کے تجربے ٹرن کی بنیاد پر قائم کرنے کی کوشش چل رہی ہے۔اس تجربے کے لئے کچرے کی مقدار 1000 لیٹر فی دن کے لئے ہوگی۔

بشمول کلورین کیڑے مار ادویات سے آلودہ ہوئی مٹی کو حیاتیاتی طور پر ٹھیک کرنا: اس شعبے میں تحقیقی پیش رفت کا جائزہ لینے کے لئے پہل کی گئی، تاکہ اس مسئلے کے حل کی پالیسی بنائی جاسکے۔

ڈائی صنعت کے کچرے کا حل: جے پور یونیورسٹی میں ڈائی تصفیع پانی کے علاج کی وہٹ لینڈ سسٹم کی معیار بندی کی جاچکی ہے۔علاج کے بعد صاف پانی کا اجولا، ہائیڈریلا اور اسپیریڈلا اور نمو والے پودوں سمو پاس جیسے حساس پانی میں اگنے والے پودوں کی نمو مٹی پر کوئی مخالف اثر نہیں پڑتا۔

RRL، تریویندرم کے ایک پروجکٹ کے تری پور علاقے میں کپڑے کی ملوں سے نکل رہے گندے پانی میں پیدا کئے گئے کنسورشیا کی چھنٹی سے چار پھپھوندی وار چار بیکٹیریاں کی کالونی کا پتہ چلا۔دو بیکٹیریاں اور دو پھپھوندی سے کپڑے کی 15 ڈائیوں کو خاص کر سلفونیڈ ایزو ڈائی کو الگ تھلگ کیا گیا۔مدراس یونیورسٹی کے ایک پروجیکٹ کے تحت خورد عضویوں کا کمب سورشیا کو فروغ دیا گیا ہے۔اس میں کافی الگ تھلگ کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے، ساتھ ہی ایک کیریر نظام ہے جس میں اضافی سیلولر پانی

سیکرائیڈس ہوتے ہیں۔

پیٹرولیم کیچڑ کو بے اثر کرنا: ٹی۔ای۔آر۔آئی نئی دہلی میں کچے تیل اور تیل والے کیچڑ کو بے اثر کرنے والے نہایت موثر بیکٹریا کنسورشیم اور خالص بیکٹیریل اسٹرینس کا انتخاب کیا گیا ہے۔ چنندہ کچے تیل اور تیل والے کیچڑ کو بے اثر کرنے والے بیکٹریل اسٹرینس کی سرگرمیوں کو ختم کرنے کے لئے آٹھ مختلف کیریل اشیا، کی جانچ کی گئی ہے۔ دو تیل صاف کرنے والے کارخانوں (متھرا اور برونی) میں آلودہ زمین کو چنا گیا اور ان جگہوں پر کیریل پر مبنی اشیا کا استعمال کیا گیا اس سے بائیڈروکاربنس میں پھر سے معدنیات واپس آ گئے۔ اور آلودہ جگہ اپنی اصل حالت میں آ گئی۔ ڈگ بوئی تیل صاف کرنے والے کارخانے اور بی۔پی۔سی۔ایل کے ممبئی کارخانے میں استعمال میں کئے جا رہے ہیں۔

گوا یونیورسٹی میں ایک پروجکٹ کے تحت بیکٹریل کنسورشیم کے ذریعہ آکل اسپیل اور تار بالس کے بایوری میڈایشن کے علاقے میں مطالعہ کیا جا رہا ہے۔ مائیکروکوسم میں بیکٹریا کی نسلوں کے درمیان جین منتقلی کی مقدار کا پتہ لگانے کے لئے باری جینفل جین ٹرانسفر کنسٹی ٹیوٹڈ مطالعہ کیا جا رہا ہے۔

جرم پلازم کی خصوصیات: ٹی۔ای۔آر۔آئی، نئی دہلی کے ایک پروجکٹ کے تحت ہندوستان کے مختلف ماحولیاتی جغرافیائی علاقوں سے حاصل نیم کے 37 اقسام اور تھائی لینڈ سے حاصل چار نئی قسموں پر اے۔ایف۔ایل۔پی مارکرس کے ذریعہ جینٹک متنوع کا جائزہ لیا گیا۔ کلسٹر اینالسس سے پتہ لگا کر ہندوستان میں نیم جرم پلازم کا جینٹک اساس وسیع ہوا ہے۔ ہندوستانی جینو ٹائپس پرنسپل کارسپورنڈنس پلاٹ پر زیادہ وسیع تھے۔ جس سے وسیع جینٹک اساس کا پتہ چلا ہے اس کے برخلاف تھائی لینڈ سے حاصل چار اقسام میں کم چوڑا جینٹک اساس تھا۔

پالم پور میں آئی۔ایچ۔بی۔ٹی میں ایک پروجکٹ کے تحت آرٹیمیسا نسل کی ڈی این اے فنگر پرنٹنگ کی گئی ہے اور او۔پی۔اے۔سیریز کے 10 دیگر پرائمرس کو چھانٹا گیا ہے۔ پوری طرح واضح تصویر حاصل کرنے کے لئے آرٹیموسیا ایس۔پی۔پی کے 20 دیگر ایکسشنس کے آر۔اے۔پی۔ڈی پیٹرنس ابھی حاصل کئے گئے ہیں۔ پالم پور کے آئی۔ایچ۔بی۔ٹی کے ایک دیگر پروجیکٹ میں آر۔اے۔پی۔ڈی اور آر۔ایف۔ایل۔پی۔تجزیہ کے ذریعہ۔پی۔آئی۔نے چائے کے 127 اہم مختلف کلونس کی خصوصیات کا پتہ لگایا ہے۔

سی۔سی۔ایم۔بی۔حیدرآباد۔نہرو زولوجیکل پارک، حیدرآباد اور آندھرا پردیش ریاستی محکمہ جنگلات نے مل کر غائب (ختم) ہو رہے جانوروں کے تحفظ کی تجویز پر کام شروع کیا ہے۔ جس کے تحت شیر اور ٹائیگر پر کام کیا جا رہا ہے اور ان کے جین بینک اور سیمن بینک قائم کئے جائیں گے۔

میڈیکل حیاتیاتی ٹکنالوجی

اس میں خاص زور مرض کا سالمی میکنزم سمجھنے میں کیا جاتا ہے۔ نئے تشخیص نظام، ٹیکوں، نئی دوا سپرد کرنے کے نظام اور جینٹک خرابیوں کے لئے جینٹک صلاح کے فروغ کے لئے پروگرام بنائے گئے ہیں۔ بنیادی ریسرچ پروگرام کینڈی ڈیٹ ریکمبنینٹ کیمکل ٹیکے ڈی۔این۔اے۔ٹیکے۔جینٹک طور پر تبدیل شدہ عضویئے اور ویکسی نوجن علاج کے نظام کے لئے رکمبنینٹ کیمکل اشیاء ابھر رہے اور پھر سے واپسی ہو رہے وبائی اور غیر انتقال پذیر خرابیوں کے لئے سالمی جانچ، جینٹک خرابیوں کو قبل پیدائش پتہ لگانے کے سالمی جانچ،

کھانے کے قابل ویکسین کا فروغ اور حیاتی صحت اور علم ادویات کے ریسرچ کے لئے ٹرانسجینک جانوروں پر چلائے

جارہے ہیں۔مرض جذام مخالف ویکسین: اس ویکسین کا استعمال مائیکو بیکٹریم ایم۔ڈبلو پرمبنی ہے اور اسے نئی دلی کے نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ایمیو نالوجی کو فروغ دیا ہے۔اگر کوڑھ کا مریض ملٹی ڈرگ تھیراپی کے ساتھ اس ویکسین کا امینوتھیراپٹک ایجنٹ کے طور پر استعمال کرے تو اسے موثر پایا گیا۔یہ ویکسین اب بازار میں لیپر و بیک کے نام سے دستیاب ہے۔

ہیضے کے خلاف ویکسین: تجرباتی نمونوں میں کینڈی ڈیٹ ویکسین کو کافی مفید پایا گیا اور جانوروں میں ویکسین کا پتہ لگانے سے صحیح طریقے سے بچاؤ حاصل ہوا اور کوئی ری ایکٹوجینیسٹی نہیں دکھی۔

بارروری مخالف ویکسین: BHCG پر مبنی بارروری مخالف ویکسین عورتوں میں بچہ پیدا کرسکنے کی صلاحیت کو روکنے کے لئے ہوگا۔رضا کاروں پر کلنکل جانچ کا مرحلہ۔2 اور توسیعی مرحلہ۔2 پورا کرلیا گیا ہے۔جتنی عورتوں کو یہ ویکسین دیا گیا،اس میں سے 60 فی صد میں مخصوص اینٹی باڈیز کی مطلوبہ سطح تک بالیدگی حاصل ہوئی۔

روٹاوائرل: دست مخالف ویکسین: روٹاوائرس کے دو اسٹرین کو چھانٹا گیا ہے اور اے۔آئی۔اے۔ایم۔ایس۔نئی دلی اور آئی۔آئی۔ایس۔سی بنگلور میں ان کی خصوصیات کا پتہ لگایا گیا۔یہ مطالعہ ہندوستان۔امریکی ویکسین ایکشن پروگرام کے تحت کئے گئے۔

جاپانی این سیفلائٹس (جے۔ای) کینڈی ڈیٹ ویکسین: اب کوشش کی جارہی ہے کہ چوہے کے دماغ کا جے۔ای۔ویکسین کے متبادل کے طور پر کینڈی ڈیٹ ویکسین کو فروغ کیا جائے۔اس کے علاوہ ایک کینڈی ڈیٹ ڈی۔این۔اے۔ویکسین کی پہچان بھی کی گئی ہے۔

روبیز مخالف ویکسین: جانوروں میں ربیز کے کنٹرول کے لئے ویکسین کی قوت بنائے رکھنے والے ڈی۔این۔اے۔سیکوینس کی پہچان کرلی گئی ہے۔جس کا بعد میں انسانوں کے علاج میں بھی استعمال کیا جاسکے گا۔

ملیریا مخالف ویکسین: دو اہم کینڈی ڈیٹ ویکسین پر کام چل رہا ہے۔ان میں سے ایک پلاس موڈیم فلکی پرم کے نو مختلف مراحل پر مبنی ہے۔اسے ویکیولووائرس ایکسپریشن سسٹم کے ذریعہ ظاہر کیا گیا ہے۔ریکمبنینٹ پروٹینوں سے جانوروں میں تحفظ دکھائی پڑتا ہے۔دوسرے کینڈی ڈیٹ ویکسین پیپٹائڈ، جو کہ پی۔فلکی پرم اور پی۔وی ویکسین میں عام طور پر پایا جاتا ہے۔سے جانوروں میں مناسب تحفظ عمل دکھائی دیتا ہے۔پیپٹائیڈ سے کوئی سائیڈ افلکٹ بھی نہیں ہوتا۔

ویکسین کی پیداوار: 1999-2000 کے دوران ہندوستان ایمونولاجیکل اینڈ بایولاجکل کارپوریشن لمٹیڈ نے او۔پی۔بی۔کی 175 کروڑ خوراکیں بنائیں، جس میں سے ایک حصہ یونیسیف کو دیا گیا۔

تشخیص کار: اس میں اصل مقصد ہندوستانی اسٹرینس کے لئے آسانی سے استعمال ہونے والے کفایتی اور موزوں جانچ سسٹم کو فروغ دینا ہے۔جنہیں بعد میں صنعتوں کی مدد سے بڑے پیمانے پر استعمال کے لئے مناسب آلات میں بدلا جاسکے پرٹوٹائپ نظاموں کی سطح تک پہونچنے کے بعد محکمہ، صنعتوں کی مدد سے ان تکنیکوں کی سطح کو اونچا کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔یہ ٹکنالوجی ڈینگو کے لئے ایک ایم میک ایلسیا، کالا اجر کے لئے جیبی اور ویسٹ نائل، سیالک ایسڈ کے 0-9 ایسلٹیڈ ڈیریورین لے جانے والے اریتھوسائٹس کا ہیماگ گلوٹینشن تپ دق کے لئے پی۔سی۔آر، ملیریا کے لئے ایل۔ڈی۔ایچ پر مبنی جانچ سسٹم، ربیز کے لئے آئی۔ایف۔اے ٹوکسو پلازموس کے لئے ڈی۔اے۔ٹی۔بارروری ہارمونوں کے لئے ایلیسا، ایلفا فوٹو پروٹینوں کے لئے جانچ نظام، اکیوٹ لمفو سامرک لیوکیمیا اور سانپ کے زہر کے قسم کے اساس پر تشخیص کار ہے۔

انسانی جنیٹک اور جینوم تجزیہ

ملک میں جنیٹک خرابیوں کی تشخیص، بچاؤ اور انتظامیہ کے لئے 'انسانی جنیٹکس اور جینوم تجزیہ' پروگرام 1994 میں شروع کیا گیا۔ عام جنیٹک خرابیوں کی سالمی تشخیص اور صلاح کے لئے 14 تشخیص اور مشاورتی اکائیاں چلائی جارہی ہیں۔ سی۔ بی۔ ٹی دلی میں چلائی گئی فنکشنل جینومک کے پروجکٹ میں جینومک عدم استحکام، ٹرائی، نیوکلوآئیڈ ریپیٹ ایکسپنشن اور نیوروڈیزائن ریب بے ضابطگیوں اور خرابیوں پر مطالعہ کیا گیا۔ انسانی جینوم تنوع پروجکٹ آئی۔ ایس۔ آئی۔ آئی۔ آئی۔ سی۔ بی اور ایس۔ آئی۔ این۔ پی کلکتہ کے درمیان تال میل والے پروجکٹ کے طور پر لاگو کیا گیا۔ مشرقی ہندوستان میں کئی آبادی گروپوں میں غیر متعلق اشخاص خون کے نمونے، ان کی جانکاری اور منظوری سے لئے گئے۔ تقریباً 20 ڈی۔ این۔ اے۔ مارکر لوکی کی جینوٹائپ کے پروٹوکال کو معیار بندی کرنے کا کام پورا کیا جاچکا ہے۔

غذا حیاتی ٹکنالوجی

حیاتی ٹکنالوجی عمل کے ذریعہ ترقی یافتہ کم قیمت کے تغذیاتی خوراک تکملہ کے بڑے پیمانے پر پیداوار کے لئے پائلٹ پلانٹوں کو شروع کرنے کی کوشش ہورہی ہے۔ کھانے میں زہریلی اشیاء جیسے سلمو نیلا ایس۔ پی۔ ہیکی لس سیریس، شیگیلا ایس۔ پی اور روٹا وائرس کی جلدی پہچان کے لئے کئی طریقوں کا پتہ لگا ہے۔ دوسال سے کم عمر کے بچوں کا روٹا وائرس دست سے بچاؤ کی بنیاد پر تکملہ کے طور پر روٹا کولوسٹرام کے استعمال کا پتہ لگا ہے۔ کھٹے جوسوں سے کھٹا پن بنانے کی ٹکنالوجی کو پختہ کیا جارہا ہے۔ کئی جنگلی کھمبیوں کے اقسام کو چھٹنی یہ جاننے کے لئے کی گئی ہے۔ یہ کھانے کے قابل ہیں یا نہیں۔ ان کے بڑے پیمانے پر پیداوار کے لئے پروٹوکال کو فروغ دیا جارہا ہے۔ کھانے کے سرسوں کے تیل میں ایگری مون ملاوٹی اشیاء کا پتہ لگانے کے لئے ریپڈ ایمونو لوجکل ڈائیگنوسٹک جانچ کو فروغ دیا جارہا ہے۔

خورد عضویے اور صنعتی حیاتی ٹکنالوجی

ملک کے مختلف جغرافیائی مقاموں اور ماحولیاتی پہلوؤں کے حساب سے پھیلے ہوئے 14 مراکز میں خورد عضویوں کی حیاتیاتی تنوع کا پروگرام چلایا جارہا ہے۔ آکسیجن کی بڑھتی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اسٹریپٹومیسن نسل میں بیکٹر یا ہیموگلوبین پروٹین جین کے کلون اور ایکسپریس کی کوشش چل رہی ہیں۔ میسوفلیک اور تھرمافیلیک عضویوں کے ذریعہ خام دھات کے خورد عضویوں کے لیچنگ سے پتہ لگا کر دوسرے طریقے سے اخراج بہتر ہوتا ہے۔ کئی خورد عضویوں کے اسٹرین چھانٹے گئے ہیں۔ کئی قابل برداشت ایلکافیلک ایکٹی نومائسی ٹوس ایس۔ پی۔ پی۔ کی جانچ کرتے ہوئے پتہ لگا کر کیمکل آکسیجن مانگ، خاص کر کرومیم کے لئے، میں کمی پائی گئی۔ سئی گوموناس ایس۔ پی۔ پی سے اعلیٰ ارتکارز والے خورد عضویائی پالی سیکرائڈ، گیلان کو پایا گیا۔ ایکسی لونا یسٹرائل کا ایکری لامائیڈس خورد عضویوں کے ذریعہ موثر تبدیلی کرنے میں کامیابی ملی۔

ذہانت اثاثہ حقوق

محکمہ حیاتی ٹکنالوجی سے مالی تعاون پروجیکٹ کے نتیجے میں ہورہی ایجاد کو ایک ہی مقام پر پٹنٹ کی سہولتیں فراہم کرانے کے لئے حیاتی ٹکنالوجیکل پیٹنٹ سہولیاتی مرکز (سیل) (بی۔ پی۔ ایف۔ سی) کھولا گیا ہے۔ حیاتیاتی ٹکنالوجیکل میں پیٹنٹ عمل' پر اس سیل نے جے پور، لکھنؤ، ترواننت پورم اور گوہاٹی میں قومی سیمینار کا انعقاد کیا گیا، جن میں 600 سے زیادہ سائنس دانوں نے شرکت کی۔ سیل نے دو اشاعت بھی نکالی، جن کے عنوانات تھے۔ ''بایوٹکنالوجی پیٹنٹ فیسلیٹنگ سیل، اور ''پیٹنٹنگ ان بایو

ٹکنالوجی' پیٹنٹ انفارمیشن آن انٹرنیٹ، اب تک سیل نے 13 نئی درخواستوں پر غور کیا ہے۔ جس میں سے پانچ پٹنٹ درخواستیں سی۔ایس۔آئی۔آر تجربہ گاہوں میں چل رہی ڈی۔بی۔ٹی پروجیکٹوں سے تھے۔ محکمہ کے ذریعہ حاصل 11 پٹنٹ درخواستوں میں سے 30 کارروائی کے مختلف مراحل میں ہیں۔

حیاتیاتی پیداوار

محکمہ الکٹرانکس کے ساتھ مل کر دو بین محکمہ جاتی پروجیکٹوں نے اچھی ترقی کی۔ ایک الکٹرو پوریشن آلے کو فروغ دیا ہے اور دوسری مائکرو ویو ٹکنالوجی کے ذریعہ اسپتال کے کچرے کو ٹھکانے لگانے کے نظام پر ہے۔ صنعتی ادارے کی ایک ملے جلے پروڈکٹ کے تحت انسانوں ایچ۔آئی۔وی۔ جراثیم کے پھیلنے کی حالت کی توثیق کے لئے براہ راست آنکھ سے دیکھنے والے ایگلوٹینیشن ایسے کا فروغ دیا گیا اور اس کی ٹکنالوجی کو صنعت میں منتقل کیا جارہا ہے۔ حیاتی ٹکنالوجی ریسرچ کے لئے مناسب پلاسٹک سامان، جیسے پتلی ٹیوب (وائل) ٹیوب اور مائکرو ٹیسٹ ٹیب کو فروغ دیا گیا۔ سیل کلچر کے لئے مناسب ویٹ بل پالیسٹائرین پلیٹوں اور ایلیسا پلیٹوں کو فروغ دیا گیا جو کہ درآمد شدہ پلیٹوں کی جگہ لیں گی۔

حیاتی تحفظ امور

کپاس، ہندوستانی سرسوں اور دیگر فصلوں جینک طور پر بوئے پودے کے کھیتوں میں استعمال کے لئے حیاتیاتی تحفظ معاہدہ اور رہنما اصولوں کو تیار کرلیا گیا ہے۔ ہندوستانی ماحول میں تجربے کی بنیاد پر ٹرانس جینک فصلوں کے بارے میں کافی معلومات حاصل کرلی گئی ہے۔ ماہرین نے ٹرانسجینک تجرباتی مقام کا معائنہ کیا۔ کاروباری طور پر استعمال کے لئے تیار کئی ایکسینٹ ڈی۔این۔اے۔ دوائیوں کو بھی دوبارہ جانچ کی گئی۔

کمزور طبقات کے لئے حیاتی ٹکنالوجی پر مبنی پروگرام

اس پروگرام کے تحت یونیورسٹیوں، سرکاری اداروں، رضاکار اور غیر سرکاری تنظیموں کے پروجیکٹوں کو مالی امداد مہیا کرائی جاتی ہے۔ جس کے تحت ہدف شدہ گروپ کی حصہ داری کو یقینی بناتے ہوئے ثابت کی گئی حیاتیاتی ٹکنالوجی عمل اور تکنیکیوں کو تربیت، مظاہرہ اور وسعت رخی سرگرمیوں کے ذریعہ منتقل کی جاتی ہے۔ درج فہرست ذات / درج فہرست قبائل کے لوگوں میں مہارت بڑھانے کے لئے اپنے لئے اضافی روزگار کا موقع جٹانے اور ان کی صحت کے معیار میں بہتری لانے میں یہ پروگرام مدد کرتے ہیں۔ حیاتیاتی، فرٹلائزر، حیاتیاتی جراثیم کش، ریشم کے کیڑوں کو پالنا، مچھلی پالن، کگرمتے کی کھیتی، پھولوں کی کھیتی، مویشی پالن ادویات اور اقتصادی طور سے اہم پودوں کی کھیتی، بایو گیس پیداوار، سمندری وسائل کا استعمال، جڑی بوٹیوں کی پیداوار کے فارمولے بنانے وغیرہ سے متعلق 43 پروجیکٹوں کو 19 ریاستوں / مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں چلایا گیا جس میں تقریبا 15,000 لوگوں نے فائدہ اٹھایا۔

بین الاقوامی اشتراک

جرمنی، اسرائیل، سوئیزرلینڈ، سویڈن، یو کے اور امریکہ کے ساتھ چل رہے دو طرفہ پروگراموں نے اچھی ترقی کی۔ ان ملکوں اور مصر، فرانس، جاپان، قزاکستان، پولینڈ، روس، سری لنکا اور ٹیونیشیا سمیت کئی ملکوں کے ساتھ نئے پروگرام بھی تیار کئے جارہے ہیں۔ آسٹریلیا، برازیل، ہنگری، میکسکو، ناروے، رومانیہ، سلوانیا اور بیلا روس کے ساتھ رابطہ قائم کیا گیا ہے۔ ہندوستان روس تعاون کے تحت حیاتی ٹکنالوجی کا ایک مشترکہ مرکز قائم کیا جارہا ہے۔ ہندوستان امریکہ تعاون کے تحت 10 نئے پروجکٹوں کی

سفارش کی گئی ہے۔ سارک اور اسیان ملکوں کثیر طرفہ پروگرام جاری رہے۔

حیاتی ٹکنالوجی سے متعلق ادارے

نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ایمونالوجی (NII) نئی دہلی: اس ادارے میں دوطرفہ مقاصد کی پالیسی اپنائی جاتی ہے جس کے تحت بنیادی ریسرچ میں کوالٹی کے ساتھ ساتھ صنعت کاروں کے ساتھ شراکت کے ذریعہ استعمال کے امکانات کو تلاش کرنے کا کام بھی کیا جاتا ہے۔ ریسرچ کے اہم میدان ہیں۔ مرض سے بچاؤ اور انفکشن، جین ریگولیشن، سالمی ڈیزائن، باروری اور فروغ۔ ادارہ ہے۔ ای۔ بی (جے پی۔97) کے ہندوستانی آسیولیٹ کے پورے جینوم کے سلسلے کا بھی پتہ لگایا ہے۔ اس سے پتہ لگا کہ اس میں اور چینی ایس۔ اے 14 آیسولیٹ کے ارتقاء کی یکسانیت ہے۔ ٹشو کلچر میں جے۔ ای۔ بی اعلی ٹائیر تک بڑھانے کا طریقہ کامیابی سے حل کرلیا گیا، جسے وائرل ویکسن کی بڑی تعداد کی پیداوار میں اپنایا گیا۔ ایک ہندوستانی نباتاتی پیداوار (این۔ آئی۔ 60) کے نئے امینو۔ موڈیلٹری استعمال کا امریکی پٹنٹ حاصل کیا گیا۔ اس سے سپٹک شاک سے بچاؤ ملتا ہے۔ اسے کاروباری پیداوار کے لئے ہندوستانی ادویات کمپنی کو سونپ دیا گیا۔ ایک دیگر پیداوار، این۔ آئی۔ 70 کو بھی امریکہ نے پٹنٹ تحفظ مل گیا۔ یہ ہیمو پائس پر مثبت اثر دکھاتا ہے۔ کاروباری پیداوار کے لئے ایک فرانسیسی کمپنی کے ساتھ مل کر ترقیاتی کام کیا جارہا ہے۔

قومی خلیہ سائنس مرکز (این۔ سی۔ سی۔ ایس) پونے: یہ مرکز تین اہم شعبوں میں کام کرتا ہے (1) حیوانات خلیوں کے کلچر کا قومی گودام (2) ریسرچ کو بنیادی سہولتیں فراہم کرنا اور (3) علم خلیہ کے شعبے میں تحقیق کرنا۔ خلیوں کے گودام میں 1,127 خلیوں کے گروپوں کا مجموعہ ہے۔ جو کہ ہائی بریڈو ماس سمیت 25 مختلف نسلوں سے حاصل کئے گئے ہیں۔ پچھلے سال 384 مختلف سیل گروپوں والے 390 خلیوں کا کلچر ملک کے 384 تحقیقی مراکز کو مہیا کرائے گئے۔ مطالعہ سے پتہ چلا ہے کہ بون میرو ڈرائیورڈ فیکٹر سے پستان کے ایڈنو کارسینوما خلیوں کا ان وٹرو منتقل ہوتا ہے۔ ایک سرگرم حصہ۔ 55 کے ڈی۔ اے۔ پروٹین کی پہچان کرلی گئی ہے۔ ڈی۔ این۔ اے کلون میں تسلسل کا حال ہی میں پتہ چلا ہے۔ اور کینسر پھیلانے والے اجزا سے میل نہیں کھاتا۔ جن کا مقصد یہ ہے کہ ایک ناول او کوجن ہے۔

قومی برین ریسرچ سنٹر (NBRC) نئی دہلی: محکمہ کے اس خودمختار مرکز کو جون 1999 میں ایک سوسائٹی کے طور پر رجسٹرڈ کرایا گیا۔ یہ مرکز مرض اور عام حالات میں برین کے عملی نظام کو سمجھنے کے لئے بنیادی ریسرچ کرے گا۔ برین سائنس کے میدان میں کام کررہی مختلف تجربہ گاہوں کے درمیان نئے تعلق جوڑتا ہوا نٹ ورک قائم کیا جائے گا۔ مرکز کی شروعاتی سرگرمی کے طور پر مرکز کے ذریعہ نئی دلی میں انٹرنیشنل کلوکیم آن برین ریسرچ، کا انعقاد کیا گیا۔ اس رسمی مذاکرات کے دوران برین ریسرچ کے ابھرتے ہوئے میدانوں پر دھیان دیا گیا۔ اس دوران این۔ بی۔ آر۔ سی اور امریکہ کے نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف منٹل ہیلتھ کے درمیان سائنسی تعاون بڑھانے سے متعلق مشترکہ بیان پر دستخط کئے گئے اسی طرح ایک معاہدہ جاپان کے رکین برین سائنسی انسٹی ٹیوٹ کے ساتھ بھی کیا گیا۔

سنٹر فار ڈی۔ این اے فنگر پرنٹنگ اینڈ ڈائیگنوسٹکس (سی۔ ڈی۔ ایف۔ ڈی) حیدرآباد: اس مرکز میں 155 معاملے آئے، جو کہ باپ کے متعلق تنازعات، پہچان، زنا کاری، قتل اور دیگر جرائم سے متعلق تھے۔ دوریاست عدالتی تجربہ گاہوں کے ساتھ تعاون کے معاہدے پر دستخط کئے گئے۔ مختلف جنگک بے ضابطگیوں کے ڈی۔ این۔ اے حل کے لئے مرکز کے پاس 409 معاملے آئے، جب کہ 129 معاملے کروموسوم کے حل کے لئے تھے۔ کئی ڈیٹا بیس کے ساتھ حیاتی انفارمیشن سائنسی کی سہولت پوری طرح سے کام کررہی ہے۔ ریشم کے کیڑے کے جینوم کا سلسلہ جاننے اور مائیکروم بیکٹریم ٹیوبرکلوس کے سالمی تجزیہ

جاننے کے لئے بنیادی ریسرچ بھی کیا جا رہا ہے۔ ڈی۔این۔اے فنگر پرنٹنگ کا ایک اعلیٰ تربیت کورس بھی اس سال چلایا گیا۔

قومی نباتاتی جینوم ریسرچ سنٹر: جواہر لعل نہرو یونیورسٹی، نئی دلی میں دستیاب سہولتوں اور مہارت کی سطح کو سدھار کر یہ مرکز تشکیل کیا گیا۔ اس کا اہم مقصد نباتی جینوم کے پہچانے گئے پہلوؤں پر بنیادی اور عملی تحقیق کرنا ہے تاکہ اہم جینو کی پہچان ہو سکے اور سدھرے ہوئے زرعی موسمی خصوصیات اور مرض مخالف ٹرانس جینک پودوں کو تیار کرنے کے لئے ان کا استعمال کیا جا سکے۔

قومی حیاتیاتی وسائل ترقی بورڈ، نئی دلی: حکومت نے قومی حیاتیاتی وسائل ترقی قومی بورڈ کی منظوری دے دی ہے۔ اس بورڈ کی ذمہ داری ملک میں حیاتی تنوع کا متواتر استعمال کرنے سے ہے۔ اس بورڈ نے ملک کے حیاتی وسائل کی ڈیزیٹائزڈ انوینٹری، کے پروگرام اور خصوصی علاقوں کے لئے خاص پروگرام بھی چلائے ہیں۔

8۔ ماحول

وزارت برائے ماحول وجنگلات مختلف ماحولیاتی وجنگل بانی روگراموں کی منصوبہ بندی، نشوونما، ارتباط اور نفاذ کی نگرانی کے لئے حکومت ہند کے انتظامی ساخت میں ایک نقطہ ماسکہ کے طور پر کام کرتا ہے۔ وزارت کو ملک میں اقوام متحدہ کے ماحولیاتی پروگرام (یو۔این۔ای۔پی) انٹرنیشنل سنٹر فار انگریٹڈ ماؤنٹین ڈویلپمنٹ (آئی۔سی۔آئی۔ایم۔او۔ڈی) کے لئے مرکزی ایجنسی کے طور پر نامزد کیا گیا۔ اور اقوام متحدہ ماحولیات اور فروغ کانفرنس (یو۔این۔سی۔ای۔ڈی) کی متعاقب کارروائی پر دھیان دیتا ہے۔

نباتاتی حیوانات، جنگل اور حیات جنگلاتی کے تحفظ اور سروے، ماحولیاتی آلودگی کی روک تھام ونگرانی، جنگل کاری، تنزل پذیر علاقوں کو پھر سے ہرا بھرا بنانا اور ماحول کا تحفظ کرنا اس وزارت کی ذمہ داری ہے۔ ان مقاصد کے لئے قانونی وباضابطہ تدابیر کا انتظام کرنا ہے۔ جن کا مقصد ماحول کا تحفظ اور حفاظت ہے۔ کچھ تدابیر ہیں: فضائی (آلودگی کنٹرول نگرانی) ایکٹ 1981 پانی (آلودگی کنٹرول ونگرانی) ایکٹ 1974 ماحول (تحفظ) ایکٹ 1986 عوامی ذمہ داری وجواب دہی انشورنس ایکٹ 1991 قومی ماحول ٹریبونل ایکٹ 1995 اور جنگلی (تحفظ) ایکٹ 1980 اقدامات قانون سازی کی ان تدابیر کے علاوہ، قومی تحفظ حکمت عملی اور ماحول وترقی سے متعلق پالیسی کا بیان 1992، قومی جنگل پالیسی 1988 اور ماحول کی آلودگی کی تخفیف کے لئے پالیسی بیان 1992 بھی تیار کئے گئے ہیں۔

قدرتی وسائل کا سروے

1980 میں قائم ہندوستانی نباتاتی سروے ملک کے جنگلاتی وسائل کی نشاندہی کرتا ہے۔ اس کا صدر دفتر کلکتہ میں ہے او رملک کے مختلف حصوں میں اس کے نو سرکل ہیں جن کھوجی ذریعہ سے باقاعدگی سے کھوجی سفر کرتے ہیں اور نتائج کو قومی، ریاستی اور ضلعی سطح کی نباتاتی فہرست میں شائع کر دیتا ہے۔

1916 میں قائم ہندوستانی حیاتیاتی سروے، ملک کے حیوانی وسائل کا سروے کرتا ہے۔ ZSI کا صدر دفتر کلکتہ میں ہے اور ملک کے مختلف حصوں میں اس کے 16 مراکز واقع ہیں۔ ZSI پورے ملک کے حیوانات کا سروے کرنے کے لئے باقاعدگی سے دورے کرتا ہے۔

ہندوستانی جنگلاتی سروے (FSI) پر ملک کے جنگلاتی وسائل کے سروے کی ذمہ داری ہے۔ اس کا صدر دفتر دہرہ دون میں ہے اور اس کے چار علاقائی، دفاتر، بنگلور، کلکتہ، ناگ پور اور شملہ میں واقع ہیں۔ FSI آر ایف 1:50,000 کے پیمانے پر موضوعی نقشے اور آر ایف 1:2,50,000 کے پیمانے پر ملک کے جنگلاتی اور نباتاتی نقشے تیار کرتا ہے۔ موضوعی نقشے دس سالہ عرصے پر محیط ہوتے ہیں اور نباتاتی نقشے دو سال کے عرصے پر۔ اس سال دی اسٹیٹ فارسٹ رپورٹ 1997 کی اشاعت ہوئی جو ہندوسان کے جنگلاتی علاقے سے متعلق چھٹی رپورٹ ہے۔

محفوظ کرۂ حیات

محفوظ کرۂ حیات اپنے نمائندہ ماحولی نظام میں نسلی تنوع قائم رکھنے والے کثیر المقاصد محفوظ علاقے ہیں۔ محفوظ کرۂ حیات کے خاص مقاصد ہیں (i) پودوں، جانوروں اور خورد بینی جرثوموں میں یک جہتی اور تنوع قائم رکھنا (ii) ماحولیاتی تحفظ اور دوسرے ماحولی عناصر سے متعلق تحقیق کی حوصلہ افزائی کرنا، (iii) تعلیم، آگہی اور تربیت کی سہولت فراہم کرنا۔ اب تک 12 محفوظ کرۂ حیات علاقوں کی نشاندہی کی گئی ہے جن کے نام ہیں (i) نیل گیری، (ii) نندا دیوی (iii) نوکریک (iv) گریٹ نیکوبار (v) گریٹ نیکوبار (v) منارکی کھاڑی (vi) ماناس (vii) سندربن (viii) سمیلی پال (ix) ڈبرو سیکھووا (x) ریہانگ ریٹیلا اور (xi) پنچ مڑھی ماحولی ترقی اور تشریحی پراجیکٹ، ڈاٹا بیس کی توسیع و ترقی، خاص نوع کے جانداروں کے تحفظ کا منصوبہ، تجربہ گاہوں کا قیام اور سماجی بہبود کے عمل کے نفاذ پر زور دینے کے لئے رہنما اصول مرتب کئے گئے ہیں اور عوام میں کرۂ حیات کے تحفظ کے ضمن میں آگہی پیدا کرنے کے لئے غیر سرکاری اداروں کی بھی مدد لی جارہی ہے۔

مرطوب زمین، مین گرو اور مرنجانی سنگستان

ہندوستان میں مرطوب علاقائی ماحولیاتی نظام کا قابل قدر سرمایہ موجود ہے، جو شمال میں لداخ کے سرد اور خشک منطقہ سے مشرق میں امپھال کے مرطوب منطقہ تک، مغرب میں راجستھان کے خشک اور گرم منطقہ سے ٹراپیکی مانسونی وسطی ہندوستان تک اور جنوبی جزیرہ نما کے مرطوب منطقے تک کے مختلف جغرافیائی خطوں میں پھیلا ہوا ہے۔ ہندوستان کے زیادہ تر مرطوب علاقہ براہ راست یا بالواسطہ طور پر گنگا، برہمپتر، نرمدا، تاپتی، گوداوری، کرشنا، کاویری وغیرہ کے اہم دریائی نظام سے منسلک ہیں۔ حکومت کو مرطوب علاقے کے تحفظ اور مینجمنٹ کے لئے موزوں منصوبوں اور تدابیر کے ضمن میں مشورہ دینے کے لئے ایک قومی سطح کی کمیٹی تشکیل دی گئی ہے۔ جس نے اولیت کی بنیاد پر تحفظ اور مینجمنٹ کے لئے ابھی تک 20 مرطوب علاقوں کی نشاندہی کی ہے۔ متعلقہ ریاستی حکومتوں کے ذریعہ کارساز کمیٹیاں قائم کی گئی ہیں جن میں ریاستی حکومت کے محکموں کے نمائندے، یونیورسٹی اور تحقیقی ادارے شامل ہیں۔ ہر ایک منتخب مرطوب علاقے کے لئے نوڈل تحقیقی/تعلیمی ادارے کی نشاندہی کی گئی ہے۔ زیادہ تر مرطوب علاقوں کے لئے انتظامی لائحہ عمل مرتب کئے جاچکے ہیں۔ ہندوستان کے مختلف علاقوں کے محل وقوع رقبہ اور ماحولیاتی درجہ بندی کے سلسلے میں معلومات بہم پہنچانے کے لئے مرطوب علاقوں کی ڈائریکٹری شائع ہوچکی ہے۔ مرطوب علاقوں کے بین الاقوامی اہمیت کے حامل معاہدے کا ہندوستان بھی دستخط کنندہ ہے۔ خاص طور سے مرغابیوں کی قدرتی رہائش گاہ (رام سسار معاہدہ) اور چھ ہندوستانی مرطوب علاقوں کیولا دیو، قومی پارک بھرت پور اور سامبر (راجستھان)، چلکا (اڑیسہ)، لوکٹک (منی پور)، بلور (جموں وکشمیر) اور ہریکے (پنجاب) کو اس معاہدے کے تحت نامزد کیا گیا ہے۔

مین گرو نمکینیت برداشت کرنے والے جنگلاتی نظام ماحولیات ہیں جو خاص طور پر ٹراپیکی اور نیم ٹراپیکی بین اقوامی سطح پر مدوجزری علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ یہ نباتاتی اور حیاتیاتی انواع کے بڑے مخزن ہیں جو ایک طویل ارتقائی دور تک ساتھ ساتھ رہے ہیں اور ان میں نمکینیت برداشت کرنے کی غیر معمولی صلاحیت ہوتی ہے یہ خط ساحل کو پائیداری عطا کرتے ہیں اور سمندر کی مداخلت روکنے کے لئے فصیل کا کام کرتے ہیں۔ دنیا کے چند سب سے عمدہ قسم کے مین گرو ہندوستان میں پائے جاتے ہیں۔ جو ہندوستانی سمندری ساحل کے محفوظ دہانوں، مدوجزری آبی درّوں میں پائے جاتے ہیں۔ اس کا رقبہ 6,000 مربع کلومیٹر ہے جو دنیا کے کل مین گرو علاقے کا سات فیصد ہے۔ مین گرو تحفظ اور مینجمنٹ کی اسکیم کے تحت عمیق تحفظ اور مینجمنٹ کے لئے 15 مین گرو علاقوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ جن کے نام ہیں: شمالی انڈومان اور نیکوبار (انڈومان اور نیکوبار جزیرے) ماسندربن (مغربی بنگال) بھیتر کانکا (اڑیسہ) کورنگ، گوداوری ڈیلٹا اور دریائے کرشنا کا دہانہ (آندھرا پردیش)، مہاندی ڈیلٹا (اڑیسہ)،

پچھاورم ،اور پوائنٹ کالی مار (تمل ناڈو) گووا، کچھ کی کھاڑی (گجرات)، کنڈاپور (کرناٹک) اچرا رتنا گیری (مہاراشٹر) اور وسباند (کیرل)، ان سبھی مین گرو علاقوں کے مینجمنٹ کے لئے لائحہ عمل کو منظوری مل چکی ہے۔

مرجانی سنگستان اتھلے پانی کے ٹراپیکل بحری نظام ماحولیات میں جن کی خصوصیت نباتاتی اور حیاتیاتی تنوع اور ہائی بائیوماس کی پیداوار ہے۔ تحفظ اور مینجمنٹ کے لئے چار مرجانی علاقوں کو منتخب کیا گیا ہے جو اس طرح ہیں۔ منار کی کھاڑی، انڈومان اور نیکوبار جزیرے بلکشد یپ جزیرے اور کچھ کی کھاڑی، ان کے انتظامی لائحہ عمل کی ترتیب اور نفاذ کے لئے ریاستی سطح کی کارساز کمیٹیاں قائم کی گئی ہیں۔ انڈومان اور نیکوبار اور منار کی کھاڑی کے مرجانی سنگستان کے لئے اس لائحہ عمل کو منظوری بنایا جاچکا ہے۔

حیاتیاتی تنوع

متعلقہ اہتمام کے ساتھ عمل پذیر حیاتی تنوع معاہدہ (کنونشن آن بایولوجیکل ڈرایورسٹی) درج ذیل مقاصد ہیں: حیاتیاتی تنوع کا تحفظ، اس کے اجزاء ترکیبی کا کا مسلسل استعمال اور وسائل کے استعمال سے ہونے والے فائدے کا مناسب ومساوی تقسیم۔ حیاتیاتی تنوع کے معاہدے پر ہندستان کے 1994 میں دستخط کے بعد ایسے اقدام کئے گئے جن سے اس معاہدے کے وعدوں اور اس سے پیدا شدہ مواقع سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔ وزارت نے 6 جنوری 2000 کو ایک قومی حیاتیاتی تنوع کی پالیسی اور لائحہ عمل جاری کیا جس کا مقصد حیاتی تنوع کے تحفظ اور لگاتار استعمال کی موجودہ کوششوں کو قومی بنانا ہے۔ بھارت باقاعدہ حیاتی تنوع سے متعلق اہم بین الاقوامی معاہدوں میں شامل ہوتا رہتا ہے۔ حیاتیاتی تنوع بل 2000 پارلیمنٹ میں پیش کیا جاچکا ہے۔

جنگلات

جنگلات تجدیدی وسائل ہیں جو ملک کی معاشی ترقی میں قابل قدر شراکت کے ساتھ ساتھ ماحولی معیار کے اضافے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ہندوستان میں 6,33,397 لاکھ ہیکٹر رقبے پر جنگلات پھیلے ہوئے ہیں جو ملک کے کل جغرافیائی رقبے کا 19.27 فیصد ہے۔ اس میں گھنے جنگل 11.17 فیصد، کھلا جنگل 7.95 فیصد اور مین گرو جنگلات 0.15 فیصد کے رقبے پر ہیں۔ اور جھاڑ جھنکار رقبہ 1.74 فی صد ہے۔

جنگلاتی پالیسی اور قانون

ہندوستان ان چند ممالک میں سے ہے جن کے پاس 1894 سے ہی جنگلات سے متعلق ایک واضح پالیسی رہی ہے۔ جس پر 1952 اور 1988 میں نظر ثانی کی گئی۔ 1988 کی جنگلاتی پالیسی کا خاص نعرہ جنگلات کی حفاظت، تحفظ اور ترقی ہے۔ اور اس کے اہم مقاصد ہیں (i) ماحولیاتی تناسب کی بحالی اور بازیابی کے ذریعہ ماحولی استحکام کی نگہداشت (ii) قدرتی میراث کا تحفظ (iii) دریاؤں، جھیلوں اور مصنوعی جھیلوں کے آبگیرہ علاقوں میں مٹی کے کٹاؤ اور مٹی کے کٹاؤ کی روک تھام، (vi) راجستھان کے ریگستانی علاقے اور ساحلی علاقے کی جانب ٹیلوں ریگ کی توسیع پر روک، (v) وسیع جنگل کاری اور سماجی شجر کاری کے ذریعہ جنگل کے درختوں کی تعداد میں اضافہ کرنا، (vi) دیہی اور قبائلی آبادی کے لئے ایندھن، چارہ اور دوسری چھوٹی موٹی جنگلاتی چیزوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے اقدام کرنا (vii) قومی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے جنگلاتی پیداوار میں اضافہ کرنا، (viii) جنگلاتی پیداوار کے حسن استعمال کی حوصلہ افزائی کرنا اور لکڑی کا متبادل تلاش کرنا اور (ix) ان مقاصد کے حصول اور موجودہ جنگلات پر دباؤ کم کرنے کے لئے عوام، خاص کر عورتوں کا زیادہ سے زیادہ تعاون حاصل کرنا۔

1988 کی قومی جنگلاتی پالیسی کے مطابق جنگلاتی سرگرمیوں کے دائرہ کار کو نیا رخ دیا جارہا ہے اور اس کو کارگر بنانے کے

لئے قومی جنگل بانی کا لائحہ عمل تیار کیا جارہا ہے۔اسی پروگرام کے تحت ہر ایک ریاست کے لئے بھی ریاستی جنگل بانی لائحہ عمل، تیار کیا گیا، جسے اگست 1999 میں جاری کیا گیا۔

جنگل تحفظ ایکٹ 1980 کے تحت جنگلاتی زمین کو غیر جنگلاتی زمین میں تبدیل کئے جانے سے قبل مرکزی حکومت کی منظوری ضروری ہوتی ہے۔ علاقائی چیف محافظین جنگلات کو 5 ہیکٹر تک کی جنگلاتی زمین کو غیر جنگلاتی مقصد کے لئے تبدیل کرنے کی منظوری کا اختیار حاصل ہے۔ان کانکنی و ناجائز قبضوں کے معاملے شامل نہیں ہیں۔ریاستی مشاورتی گروپ کی صلاح سے انہیں 5 سے 20 ہیکٹر تک کی جنگلاتی زمین کے معاملوں پر غور کرنے کا اختیار ہے۔

''پست شدہ جنگلوں کو' عارضی استعمال کی شراکت کی بنیاد پر نئی زندگی دینے کے لئے درج فہرست قبائلی اور دیہات کے غریب عوام کی انجمن'' کی ایک اسکیم ملک کی نو ریاستوں میں نافذ کی جارہی ہے۔ جنگلاتی علاقے میں اضافے کے علاوہ اس اسکیم کا مقصد قبائلی لوگوں کو روزگار اور زمین کے عارضی استعمال کی سہولت فراہم کرنا ہے۔''مشترکہ فارسٹ مینجمنٹ پر ملک کی 22 ریاستوں میں عمل ہورہا ہے۔ ملک کے تقریباً 102.5 لاکھ ہیکٹر رقبہ کے پست شدہ جنگلوں کی حفاظت اور انتظام و انصرام 36,075 دیہی جنگل محافظ کمیٹیوں کے ذریعہ کیا جارہا ہے۔

جنگل کی آگ سے بچاؤ

ملک میں جنگلات کی تباہ کاری کے سب سے اہم عوامل میں آگ بھی شامل ہے۔ ہندوستان میں جنگل کی آتش زدگی کی زیادہ تر وارداتیں انسان کے ذریعہ آگ لگانے سے پیش آتی ہیں۔ یہ کبھی کبھی ہی ناگہانی طور پر لگ جاتی ہے۔آگ لگانے کی کئی وجوہات ہیں۔ چارہ گاہ، مہوا کے بیجوں اور پھلوں کی تحصیل تیندو کے پتوں کی تحصیل، غیر قانونی شکار اور انتقالی زراعت وغیرہ شامل ہیں۔ مرکز کی تائید یافتہ'' جدید فارسٹ فائر کنٹرول کے طریقہ کار کی ابتداء نام کی یہ اسکیم (i) جنگلوں کی آگ کی روک تھام، پتہ لگانے اور بجھانے کے اصول اور تکنیکی تیار کرنا، انکا ٹیسٹ کرنا اور ان کا مظاہرہ کرنا اور (ii) جنگلاتی آتش انتظامیہ میں شرکت کے لئے کارکنوں میں رجحان پیدا کرنا اور انکو تربیت دینا ہے۔ طویل مدتی بنیاد پر جنگلاتی آگوں سے نمٹنے کے لئے ایک قومی ماسٹر پلان تیار کیا گیا۔

جنگلاتی ذی حیات

قومی جنگلی ذی حیات لائحہ عمل جنگلاتی ذی حیات کے تحفظ کی حکمت عملی اور منصوبوں کا ڈھانچہ تیار کرتا ہے۔ ہندوستانی وائلڈ لائف بورڈ، جس کے صدر وزیراعظم ہیں۔ جنگلاتی ذی حیات کے تحفظ کے مختلف منصوبوں کی تعمیل کی نگرانی اور ہدایت کرنے والی چوٹی کی مشاورتی جمعیت ہے۔ تا حال تحفظ شدہ علاقوں کی فہرست میں 86 قومی پارک اور 480 پناہ گاہ ہیں۔ جو ملک کے کل جغرافیائی رقبے کا 4.66 فیصد ہیں۔ جنگلاتی ذی حیات (حفاظت) ایکٹ 1972، کو قطع نظر جموں اور کشمیر (جس کے پاس جنگلاتی ذی حیات کا اپنا ایکٹ ہے) سبھی ریاستوں نے اختیار کرلیا ہے۔اس ایکٹ کے ذریعہ جنگلاتی ذی حیات کے تحفظ اور زیر خطر انواع کی حفاظت کی جاتی ہے اور نایاب اور زیر خطر انواع کی تجارت پر بھی روک لگائی جاتی ہے۔ جنگلاتی ذی حیات (حفاظت) ایکٹ 1972 اور دوسرے متعلقہ قوانین پر نظر ثانی کے لئے ایک بین ریاستی کمیٹی تشکیل دی گئی ہے۔ ہندوستان زیر خطر حیاتیاتی اور نباتیاتی انواع کی تجارت سے متعلق بین الاقوامی معاہدے کا دستخط کنندہ ہے۔ جس کے مطابق زیر خطر انواع اور اس کی پیداوار کی برآمد اور درآمد پر سخت نگرانی رکھی جاتی ہے۔ ہندوستان سائبیرین کرین کے تحفظ سے متعلق ایک مفاہمتی میمورنڈم کا بھی دستخط کنندہ ہے۔قومی پارکوں کی ترقی اور عمدہ انتظام، جنگلاتی ذی حیات کے تحفظ، شکار پر پابندی اور جنگلاتی پیداوار کی غیر

قانونی تجارت پر پابندی، قومی پارکوں اور پناہ گاہوں کے گردو نواح میں ماحولیاتی ترقی، ہاتھیوں اور ان کی قدرتی رہائش کی حفاظت اور آسام میں گینڈہ کے تحفظ کے لئے مرکز ریاستوں کو مالی اور تکنیکی امداد فراہم کرتا ہے۔ باگھ پراجیکٹ اپریل 1973 میں جاری کیا گیا۔ اس پراجیکٹ کے تحت پورے ملک میں 25 ٹائیگر ریزرو قائم کئے گئے ہیں۔ یہ پناہ گاہیں 14 ریاستوں میں لگ بھگ 33875 مربع کلومیٹر میں پھیلی ہوئی۔ تحفظ شدہ علاقوں میں آباد خاندانوں کو اپنی مرضی سے دوسری جگہ آباد ہونے کے لئے سرکار مالی امداد فراہم کرتی ہے۔ ہاتھی پراجیکٹ کے تحت جنگلی ہاتھیوں کی آزاد چارہ گاہ والی آبادی کی پہچان کی جاتی ہے اور ان کے طبعی مسکن اور نسلی بقا کو یقینی بنانے کے لئے متعلقہ ریاستوں کی مالی معاونت کی جاتی ہے۔ حیاتیاتی پارکوں کے انتظام و انصرام کی نگرانی کے لئے مرکزی چڑیا گھر اتھاریٹی قائم کی گئی ہے۔ جو 200 زائد چڑیا گھروں میں ربط اور جانوروں کی سائنٹفک منتقلی کی نگرانی کرتی ہے۔ اتھاریٹی کے ذریعہ چڑیا گھروں سے متعلق تیار کی گئی پالیسی حکومت اور چڑیا گھروں کے آپریٹروں کی مناسب رہنمائی کرتی ہے۔ 2000-1999 کے دوران دور کے پروں اوران سے بنے سامانوں اور دستکاری پر پابندی لگادی گئی۔

ماحولی اثرات کا جائزہ

بھارت میں ماحولی اثرات کے جائزہ کا پروگرام 1978 میں شروع کیا گیا۔ جنوری 1994 میں جاری ایک نوٹی فیکشن کے ذریعہ صنعتی، کان کنی، آبپاشی، بجلی، نقل وحمل، سیاحت، ترسیل، وغیرہ شعبوں کے فروغ کے پروجیکٹ کے 29 درجات کے لئے اس پروگرام کو لازمی بنادیا گیا۔ 1997 میں اس جائزہ پروگرام نوٹی فیکشن میں ترمیم کی گئی اور عوامی سماعت کو اس جائزہ عمل کا لازمی جزو بنادیا گیا۔ ماحول سے متعلق منظوری وزارت میں اثرات کے جائزے عمل کی ایجنسی کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ کسی بھی صلاحیت کے بجلی پلانٹوں کے معاون تخلیق کے معاملوں میں یہ اختیار ریاستی حکومتوں کو دے دیا گیا ہے۔ اس کے تحت 500 میگاواٹ قوت تک کے سیال شدہ بیڈ ٹکنالوجی والی گیس نا پتھار مبنی اور کوئلے پر مبنی بجلی پلانٹ اور 250 میگاواٹ تک روایتی کوئلے پر مبنی بجلی گھر آتے ہیں۔ لیکن یہ محفوظ جنگلوں، محفوظ کرہ حیات اور آلودگی کی نگاہ سے نازک علاقوں کی سرحد سے 25 کلومیٹر کے اندر یا ریاستی سرحد کے 50 کلومیٹر کے اندر نہیں ہونا چاہئے۔ سی آر زیڈ-1 کے طور پر درجہ بند علاقوں کو چھوڑ کر موجودہ بندرگاہ سرحدوں کے اندر پراجکٹوں کے معاملوں میں ساحلی ضابطہ زون نوٹی فکیشن کے تحت منظوری دینے کا اختیار وزارت آبدوز نقل وحمل کو دے دیا گیا ہے۔ بڑے پراجکٹ کے بارے میں ماہرین کی صلاح ضرورت پڑنے پر خاص گروپ رکمیٹیوں اور ٹاسک فورس کی تشکیل کی جاتی ہے۔ تفصیلی چھان بین اور تعین قدر کے بعد تعین قدر و تشخیص کمیٹی پراجکٹوں کی توثیق تردید کی سفارش کرتی ہے۔ اس کے کھلے پن کو یقینی بنانے کے لئے فروری 1999 سے جنگلات اور ماحول کی منظوری سے متعلق معلومات کو ویب سائٹ پر مہیا کرایا گیا ہے۔ (http://www.nic.in/envfor.nic.in) منصوبوں کی نوعیت وفطرت کے حساب سے کچھ حفاظتی اقدامات کے لئے بھی سفارش کی جاتی ہے۔ نگران حفاظتی اقدامات کی نگرانی اور وقت پر نفاذ کے لئے وزارت نے شیلانگ، بھوبنیشور، چنڈی گڑھ، بنگلور، لکھنؤ اور بھوپال میں چھ علاقائی مراکز بھی قائم کئے ہیں۔

ماحولی (حفاظت) ایکٹ 1986 کے تحت قائم اتھاریٹی (AUTHORITES UNDER ENVIRONMENT PROTECTION ACT 1986)

ماحول سے متعلق تجاویز کی تردید کی صورت میں اپیل کی سماعت کے لئے ایک 'قومی ماحولی اپیلٹ اتھاریٹی' کا قیام عمل میں آیا۔ اس اتھاریٹی کا مقصد ترقیاتی منصوبوں اور پراجیکٹوں کی تیز رو اور رواں نفاذ اور اس عمل میں جواب دہی کی وضاحت کو یقینی بنانا ہے۔

قومی راجدھانی خطہ میں پراجیکٹ منصوبوں سے پیداشدہ ماحولی تحفظ کے مسائل سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ''اتھاریٹی برائے ماحولی اثرات کا جائزہ'' قائم کی گئی ہے۔

آلودگی کی روک تھام اور کنٹرول

سال 1992 کے دوران آلودگی میں تخفیف کی پالیسی اسٹیمنٹ اپنائی گئی جس میں آبی، فضائی اور زمینی آلودگی کے کنٹرول اور اس میں تخفیف کے لئے قانونی دستاویز، مالی حوصلہ افزائی رضاکارانہ قرار، تعلیمی پروگرام اور معلوماتی مہم چلانے کی گنجائش ہے۔اس پالیسی اسٹیمنٹ کو اپنانے کے بعد تمام سرگرمیوں کا محور حسب ذیل مسائل ہیں۔صاف اور کم فضلا پیدا کرنے والی تکنیک کی حوصلہ افزائی، دوبارہ استعمال رری سائکلنگ، پانی کے معیار میں سدھار، ماحول کی آڈٹ، قدرتی مسائل کی اکاؤنٹنگ معیاروں کی ترقی، اداروں اور انسانی وسائل کی ترقی، وغیرہ۔آلودگی کی روک تھام اور کنٹرول کے سبھی معاملوں کو حکم اور کنٹرول میتھڈ کے ساتھ ساتھ رضاکارانہ ضابطوں، مالی اقدامات، عوام کی شمولیت اور ان میں آگہی کے فروغ سے بھی حل کیا جاتا ہے۔

ماحول کے لئے موزوں صرفی اشیا کی نشاندہی کے لئے ایکو مارک لیبل جاری کی گئی ہے۔اس کے لئے 1991 سے 50 4 پیداواروں کو 16 پیداوار گریڈوں کے لئے ،ایکومارک، کے معیار کو آخری شکل دی گئی اور اس کا اعلانیہ جاری کردیا گیا۔

چھوٹے درجہ کی صنعتوں میں صفائی تکنیک کو اختیار کرنے اور انہیں ضروری تکنیکی امداد فراہم کرنے کی اسکیم کے تحت چھوٹی صنعتوں کی ترقیاتی آرگنائزیشن کے ملازمین اور صنعت کاروں کے لئے تربیتی اور آگہی کے پروگرام منعقد کئے جارہے ہیں۔''ردی سے منافع'' نام کی ایک کتاب تیار کی گئی ہے جس میں ردی کم کرنے کی ترکیب بتائی گئی ہے۔لگدی(PULP) اور کاغذ، کیڑے مکوڑے مارنے والی دوا، کپڑا رنگائی اور چھپائی اور برقی قلعی کے مخصوص سیکٹروں میں ردی کم سے کم کرنے کے لئے ہدایت نامے مرتب کئے گئے ہیں۔

چھوٹے اور اوسط درجہ کی صنعتوں میں کم سے کم فضلا پیدا کرنے والی تکنیک استعمال کرکے پیداوار بڑھانے اور ماحول کی حالت بہتر کرنے کے لئے گروہ بند کوششوں کی حوصلہ افزائی ''ویسٹ منی منریشن سرکل'' کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ملک کے مختلف صنعتی خطوں میں اب تک اس طرح کے پندرہ سرکل قائم کئے جاچکے ہیں

موٹر گیسولین اور ڈیزل جیسے ایندھن میں بہتری لانے کے لئے ایک پروگرام شروع کیا گیا ہے جسے مرحلہ وار طریقے سے ملک بھر میں شروع کیا جارہا ہے۔ملک بھر میں سبھی پیٹرول پمپوں پر یکم فروری 2000 سے صرف وہ پیٹرول ملے گا جس میں سیسہ موجود نہ ہو اور 0.25 فی صد بشمول سلفر ڈیزل یکم جنوری 2000 سے ملے گا۔آبی نقل وحمل وزارت نے قومی راجدھانی خطہ میں غیر کمرشیل پیٹرول اور ڈیزل سے چلنے والے چار پہیوں کی سبھی گاڑیوں کے لئے یکم جون 1999 کو یورو۔1 اخراج معیاروں کے مساوی انڈیا 2000 اخراج معیاروں کے مطابق رجسٹریشن سے متعلق اصولوں کا اعلانیہ بھی جاری کردیا گیا ہے۔سبھی طرح کی گاڑیوں کے لئے یہ معیار پورے ملک میں یکم اپریل 2000 سے اثر پذیر ہوگئے ہیں۔آبی نقل وحمل کی وزارت نے بھارت 11 نام کے اور سخت معیاروں کو بھی نوٹیفائی کیا ہے جو یورو۔11 اخراج معیاروں کے مطابق تا۔یکم اپریل 2000 سے قومی راجدھانی خطہ میں لاگو ہونے والے یہ معیار یورو۔11 معیاروں کے مطابق مانے جانے والے سبھی موٹر کاروں اور چار پہیوں والے ان مسافر گاڑیوں کے رجسٹریشن کے لئے ہوں گے جن کا کل گاڑی وزن 3,500 کلوگرام کے مساوی یا اس سے کم ہوگی۔نئی گاڑیوں کے رجسٹریشن کے لئے ملک بھر میں زیادہ سے زیادہ 0.85 فی صد سلفر عنصر والے ایندھن کی شروعات کے لئے مرحلہ وار ٹائم ٹیبل بنانے کے مقصد سے ایک کمیٹی کی تشکیل کی گئی۔

مرکزی آلودگی کنٹرول بورڈ

مرکزی آلودگی کنٹرول بورڈ، پانی اور ہوا کی آلودگی کے جائزے، نگرانی اور کنٹرول کے لئے قومی سطح کا چوٹی کا ادارہ ہے۔ بورڈ پر پانی کی آلودگی کی روک تھام اور کنٹرول ایکٹ (1974) ہوا کی آلودگی کی روک تھام اور کنٹرول ایکٹ (1981) اور پانی (محصول) ایکٹ (1977) کو نافذ کرنے کی انتظامی ذمہ داری ہے۔ مرکزی آلودگی کنٹرول بورڈ، ہوا، پانی اور آواز کی آلودگی کی روک تھام اور کنٹرول کے لئے مرکزی حکومت کو اپنے مشورے سے بھی نوازتا ہے اور ماحولی (حفاظت) ایکٹ 1986 کو نافذ کرنے کے لئے وزارت کو اپنی تکنیکی خدمات فراہم کرتا ہے۔ اس ایکٹ کے تحت 61 زمروں کی صنعتوں کے لئے اور اخراجی معیاروں کا اعلان کیا جاچکا ہے۔

زیادہ آلودگی پیدا کرنے والی صنعتوں کے 17 اقسام کی پہچان کرلی گئی ہے۔ جس میں سمنٹ، حرارتی بجلی، شراب کے کارخانے، چینی، کھاد، منظم لوہا اور فولاد صنعت، تیل صاف کرنے کے کارخانے، لگدی اور کاغذ صنعت پٹرو، کیمکل صنعت، پسٹی سائڈ، چمڑے کی تجربہ گاہیں، بنیادی دوائیں اور فارماسیوٹیکل، کاسٹک سوڈا اور جستہ، تانبا اور المونیم پگھلانے کے کارخانے شامل ہیں۔ اس ضمن میں کل 1551 صنعتی اکائیوں میں سے 1284 اکائیوں نے آلودگی کنٹرول کے لئے مناسب طریقوں کا استعمال کرلیا ہے اور 153 اکائیوں کو بند کردیا گیا ہے۔

مرکزی آلودگی کنٹرول بورڈ نے ریاستوں کے آلودگی بورڈوں سے مشورہ کرکے 24 ایسے خطرناک طور پر آلودہ علاقوں کی نشاندہی کی ہے جہاں آلودگی روکنے کے لئے خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ یہ علاقے ہیں۔ واپی (گجرات)، سنگرولی (اترپردیش)، کوربا، رتلام، ناگور، (مدھیہ پردیش)، ڈگبوئی (آسام)، تلچر (اڑیسہ) بھدراوتی (کرناٹک) ہوڑا (مغربی بنگال)، دھنباد (بہار) پالی اور جودھپور (راجستھان)، منالی اور شمالی آرکوٹ (تمل ناڈو) وشاکھاپٹنم اور پٹن چیرو (آندھراپردیش)، چیمبور (مہاراشٹر) نجف گڑھ (دہلی) گوبند گڑھ (پنجاب) اور یوگ منڈل (کیرل) اور پروانو اور کالا امب (ہماچل پردیش)۔ ان علاقوں کے لئے لائحہ عمل تیار کرلیا گیا ہے اوران پر عمل کیا جارہا ہے۔

مرکزی آلودگی کنٹرول بورڈ، ریاستی آلودگی کنٹرول بورڈوں کے تعاون سے پورے ملک میں قائم 507 نگراں اسٹیشنوں کے ذریعہ تازہ پانی کے وسائل کی نگرانی کرتا ہے۔ جس کی وجہ سے 13 زیادہ آلودہ اور 26 کم آلودہ ندیوں کے حصوں کی پہچان کرلی گئی ہے۔

قومی محیط ہوا کے معیار کی نگرانی کے پروگرام کے تحت 92 شہروں/مہانگروں میں پھیلے 290 مراکز ملک کی محیط ہوا کے معیار کی نگرانی کرتے ہیں۔

بورڈ میں ایک غیر سرکاری NGO سیل ہے، جو ایسی تنظیموں کے ساتھ باہمی غور خوض کرتا ہے۔ چنندہ غیر سرکاری تنظیموں کو آسان پانی ٹیسٹ کٹیں مفت بانٹی جاتی ہیں اور آلودگی کی روک تھام و کنٹرول کے لئے عوامی شعور بیداری مہم چلانے کے لئے انہیں مالی امداد دی جاتی ہے۔

خطرناک اشیا کا منیجمنٹ

وزارت برائے ماحول اور جنگلات خطرناک کیمیکل، بیکار اشیا اور خرد جسموں کے منیجمنٹ اور کنٹرول کی مرکزی ایجنسی ہے۔ ماحول (حفاظت) ایکٹ، 1986 کے مطابق حسب ذیل قوانین وضع کئے گئے ہیں۔ (i) خطرناک کیمیا کی پیداوار، ذخیرہ

اندوزی اور درآمد قانون 1989 (ii) خطرناک بے کاراشیا (انتظام و انصرام) قانون 1989 اور (iii) خطرناک خرد جسیمہ رنسلیاتی انجینئرڈ عضویہ یا خلیہ کی پیداوار، استعمال، برآمد، درآمد اور ذخیرہ اندوزی، 1989 (iv) بایومیڈیکل ویسٹ رول 1998 وزارت نے ستمبر 1999 میں باز دوروی پلاسٹک صنعت کار و استعمال ضابطے 1999 کے بارے میں اعلانیہ جاری کیا ہے۔

خطرناک کیمیکل کی وجہ سے پیدا ہونے والے خطروں سے بچنے کے لئے وزارت میں ایک کنٹرول روم اور ایک بحرانی چوکسی نظام، قائم کیا گیا ہے۔ ریاستی حکومتوں کو بحرانی مینجمنٹ منصوبہ تیار کرنے کے لئے رہنما اصول بھیج دیئے گئے ہیں۔ اور اس منصوبے کے بنیادی ڈھانچے کو بہتر بنانے کے لئے ان کی مالی معاونت بھی کی جاتی ہیں۔ بھوپال، بڑودرا، منالی اور کھپالی میں ہنگامی جوابی اقدام کے مراکز قائم کئے جارہے ہیں۔ ''مرکزی بحرانی گروپ کا چوکس نظام'' نام کی ایک کتاب شائع کر کے تمام ضرورت مندوں میں تقسیم کی گئی ہے۔ اس کتاب میں مرکزی اور ریاستی سطح کے ان حکام اور ماہرین کے دفتروں کے نام اور پتے اور ٹیلی فون نمبر شامل کئے گئے ہیں جن سے ہنگامی صورت حاصل میں رابطہ قائم کیا جاسکے۔ آٹھویں پنج سالہ منصوبے سے ہی انڈسٹریل پاکٹ وائز ہیزرارڈ اینالسس (خطرناک صنعتوں کا خطہ اور تجزیہ) نام کی ایک ذیلی اسکیم بھی جاری ہے۔

صنعتوں سے پیدا ہونے والے خطروں کی استعداد کا جائزہ لینے کے لئے 47 صنعتی خطوں کا سروے کی اجاچکا ہے۔ خطرناک کیمیائی صنعتوں کے حادثے کے شکار لوگوں کو فوراً راحت پہنچانے کے لئے عوامی جواب دہی بیمہ ایکٹ نافذ کیا گیا ہے۔

اقوام متحدہ کے ماحول سے متعلق ادارے UNEP کے تعاون سے 1989 میں باسیل (سوئٹزرلینڈ) میں خطرناک کچرے سے متعلق ہونے والے معاہدے پر دستخط کرنے والے دنیا کے 126 ملکوں میں ہندستان بھی شامل ہے۔ اس معاہدے کا مقصد خطرناک بے کار اشیا کی ایک ملک سے دوسرے ملک میں غیر قانونی منتقلی پر پابندی لگانا ہے۔ خطرناک کچرے کے سرحد پار آمد و رفت اور نمٹانے کے بارے میں بیسل معاہدے کے فریقوں کا پانچواں سیشن (سی۔او۔پی۔5) بیسل میں 10-6 دسمبر 1999 کو ہوا تھا۔ کانفرنس کے دوران خطرناک کچرے کے ماحول کے نقطہ نگاہ سے مناسب نمٹارے کے بارے میں بیسل اعلانیہ اور جواب دہی اور ازالہ پروٹوکل پاس کیا گیا۔

حیاتی طب کچرا (انتظامیہ و انصرام) ضابطہ 1998 کے بارے میں آخری اعلانیہ 27 جولائی 1998 کو جاری کی گئی تھی خاص طرح کے کچرے کو نپٹانے کا پلانٹ لگانے کی مدت جون 2000 تک بڑھادی گئی۔ ان ضابطوں میں ترمیم زیر غور ہے۔

وزارت نے مٹی کی اوپری پرت کے تحفظ اور کوئلہ یا لگنائٹ پرمبنی حرارتی بجلی گھروں سے نکلنے والی راکھ کا ڈھیر لگانے کو روکنے اور اس کے نمٹارے کے لئے 14 ستمبر 1999 کو آخری نوٹیفکیشن جاری کی۔

استعمال شدہ سیسہ ایسڈ بیٹریوں کو بیک یارڈ میں سودھے سے پیدا ہونے والے ماحولیاتی خطروں کو کنٹرول کرنے کے لئے استعمال شدہ سیسہ بیٹریوں کے سادہ عمل و باز دوری کے بارے میں سیسہ ایسڈ بیٹریاں (انتظام و انصرام) ضابطہ 2000 نام کے ضابطوں کے بارے میں ایک ابتدائی نوٹیفکیشن کو آخری شکل دے دی گئی ہے۔

ریاستوں رمرکز کے زیر انتظام علاقوں کی حکومتوں کے ساتھ خطرناک کیمکل بنانے، ذخیرہ کرنے اور درآمدات کے عمل درآمد ضابطے 1989 اور کیمکل حادثے (ایمرجنسی منصوبہ تیاری ردعمل) ضابطہ 1996 کو نافذ کرنے کے لئے کہا جارہا ہے، اس وقت 269 اضلاع میں خطرے والی 1,429 بڑی اکائیاں ہیں۔ جدید رپورٹوں کے مطابق 1,309 آن سائٹ منصوبے اور 90 آف سائٹ منصوبے بنائے گئے ہیں اور 11 ریاستوں نے اپنی اپنی ریاستی سطح پر ہنگامی گروپ بنالئے ہیں۔

قومی اتھارٹی برائے تحفظ ندی

1985 میں مرکزی گنگا اتھارٹی کا قیام گنگا لائحہ عمل کے تحت عمل میں آیا۔ 1995 میں قومی اتھارٹی برائے تحفظ ندی، کو منظوری کے بعد مرکزی گنگا اتھارٹی، کی تشکیل ثانی کی گئی اور اس کو قومی اتھارٹی برائے تحفظ ندی، میں ضم کر دیا گیا۔ گنگا پراجیکٹ ڈائریکٹوریٹ کا نیا نام قومی تحفظ ندی ڈائریکٹوریٹ رکھا گیا۔

گنگا ایکشن پلان کے مقاصد میں ندی میں بہنے والی گندگی کو دوسری جگہ جمع کرنا اور انہیں صاف کر کے قابل قدر توانائی کے وسیلے کے روپ میں تبدیل کرنا ہے۔ روزانہ 87 کروڑ 30 لاکھ لیٹر گھریلو گندگی کو گنگا میں گرنے سے روکنے، اس کی سمت بدلنے اور انہیں صاف کرنے کے لئے بنیادی ڈھانچہ تیار کرنے کا نشانہ رکھا گیا ہے۔ اس ضمن میں 87.3 کروڑ لیٹر گندگی کو بیچ میں روکنے اور 54 کروڑ لیٹر شہری گندگی کی روزانہ صفائی کرنے کے قابل بنیادی ڈھانچہ تیار کر لیا گیا ہے۔ اب تک منظور شدہ 261 پراجیکٹوں میں سے 258 پورے کر لئے گئے ہیں۔ ان میں کم خرچ والی تقریباً تمام صفائی اسکیموں اور بجلی سے چلنے والے مردہ سوز گھروں کی تعمیر کا کام پورا کر لیا گیا ہے۔ ان اسکیموں سے گنگا ندی پر آلودگی کے بوجھ میں قابل قدر کمی آئی ہے۔

ایک سرکاری قرارداد کے مطابق گنگا ایکشن پلان کے دوسرے دور کو قومی منصوبہ برائے تحفظ ندی کے ساتھ ضم کر لیا گیا ہے۔ اس وسیع ایکشن پلان کے تحت اب 14 ریاستوں میں 22 بین ریاستی ندیوں کے کنارے بسے 141 شہر آتے ہیں۔ ان منصوبوں پر 2013.40 کروڑ روپے کی لاگت آئے گی اس ایکشن پلان کے تحت 29 شہروں میں آلودگی کم کرنے کا شروع ہو رہا ہے ان میں سے 10 اتر پردیش میں، 11 بہار میں، 8 مغربی بنگال میں ہیں۔ آلودگی کم کرنے کی کل ملا کر 35 منصوبے منظور کر لئے گئے ہیں تقریباً 618 ایم۔ ایل۔ ڈی گندے پانی کو روکنے اور دوسری جگہ منتقل کرنے اور صاف کرنے کا ہدف رکھا گیا۔

جمنا ایکشن پلان کے تحت 21 شہروں میں آلودگی کم کرنے کا کام شروع کیا گیا ہے۔ ان میں سے دلی کے علاوہ، 12 ہریانہ اور 8 اتر پردیش میں ہیں۔ اب تک 31 منصوبے پورے کئے جا چکے ہیں۔ 496.45 کروڑ روپے کے منصوبے میں سے 390.84 کروڑ خرچ کئے جا چکے ہیں۔ جمنا ایکشن پلان کے جزوی مالی اخراجات کے لئے جاپان کے او۔ ای۔ سی۔ ایف کے ذریعہ 77-17 ارب این کی غیر ملکی امداد مہیا کر دی گئی ہے۔ گومتی ایکشن پلان کے تحت اتر پردیش میں لکھنؤ، سلطان پور اور جونپور میں گومتی ندی کے ساتھ ساتھ آلودگی کم کرنے کا کام شروع کیا جا رہا ہے۔ اس ایکشن پلان کے تحت تقریباً 269 ایم۔ ایل۔ ڈی گندے پانی کو روکنے، دوسری جگہ منتقل کرنے یا اس کا حل پیدا کرنے کا ہدف ہے۔ ایک قومی جھیل تحفظ منصوبہ شروع کیا گیا ہے جس کے تحت فوری تحفظ کے لئے کئی شہری جھیلوں کو منتخب کیا گیا ہے۔ جموں و کشمیر میں ڈل جھیل کے تحفظ کے پروگرام کے لئے منظوری دی گئی ہے۔

قومی شجرکاری اور ماحولیاتی ترقی بورڈ

مئی 1985 میں قائم قومی بورڈ برائے ترقی بنجر زمین این ڈبلو ڈی بی کو 1992 میں دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ جو اس طرح ہیں: (i) بنجر زمین کی ترقی کا محکمہ اور (ii) قومی بورڈ برائے شجرکاری اور ماحولیاتی ترقی (NAEB) قومی شجرکاری اور ماحولیاتی ترقی بورڈ، وزارت برائے ماحول اور جنگلات کا ایک حصہ ہے۔ جب کہ بنجر زمین کا محکمہ، وزارت برائے دیہی علاقہ اور روزگار، کے زیر نگرانی کام کرتا ہے۔ قومی شجرکاری اور ماحولیاتی ترقی بورڈ کی ذمہ داریوں میں شجرکاری کی حوصلہ افزائی کرنا، پیڑ لگانا، ماحولیات کی بحالی اور ملک میں ماحولیاتی ترقی کی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کرنا جس میں پست شدہ جنگلاتی علاقوں اور اس سے منسلک علاقوں، قومی پارکوں، پناہ گاہوں اور ماحولیات کے لحاظ سے دوسرے کمزور علاقوں جیسے مغربی ہمالیہ، آراولی اور مغربی گھاٹ وغیرہ

پر خاص توجہ دینا شامل ہے۔ قومی شجر کاری اور ماحولیاتی ترقی بورڈ، بنجر زمین کی ترقی کے مربوط منصوبوں ایندھن کی لکڑی اور چارہ کے منصوبوں، طبی نباتات اور چھوٹے جنگلاتی پیداوار کے منصوبوں، ہوائی سیڈنگ، بیج کی ترقی، تکنیکی پھیلاؤ اور رضا کار اداروں کو مالی امداد فراہم کرنے کی ذمہ داریوں کو نبھاتا ہے۔ نویں پنج سالہ منصوبے کے دوران چار کلیدی عناصر، مشترکہ جنگل مینجمنٹ کی ترقی، بہتر تکنیکوں کا اتحاد اور پراجیکٹوں کی نگرانی اور جانچ، کو لاگو کرنے پر خاص زور دیا جائے گا۔ اتر پردیش، راجستھان اور جموں وکشمیر کے جن علاقوں میں ماحول پست ہو چکا ہے۔ اور جہاں پہنچنا دشوار ہے۔ وہاں سابق فوجیوں کے ٹاسک فورس تعینات کیے گئے ہیں۔ جو پیڑ لگانے، چارہ گاہ تیار کرنے اور مٹی اور پانی کے تحفظاتی کارروائی کے ذریعہ ماحول کو بہتر بناتے ہیں۔ بورڈ نے ملک جنگلاتی منتظمہ اور جنگل بانی پروگراموں میں خواتین کی شراکت سے منسلک معاملوں کی جانچ کے لئے اکتوبر 1998 میں ایک مشاورتی کمیٹی کی تشکیل کی تھی۔

قومی شجر کاری اور ماحولیاتی ترقی بورڈ کے سات علاقائی مراکز ملک کی منتخب یونیورسٹیوں اور قومی سطح کے اداروں میں واقع ہیں۔ یہ مراکز بے مثال ٹکنالوجیوں کو وسعت دینے اور تحقیقاتی حصولیابیوں کو ایک بڑے ناظرین تک پہونچانے میں بورڈ کی معاونت کرتے ہیں۔

ریسرچ پروموشن

تحقیقی پروگرام برائے ماحول

اس پروگرام کا مقصد وسائل کے مینجمنٹ کے لئے مستقل حکمت عملی کو ترقی دینا اور ماحول کے اعتبار سے اولیت رکھنے والے علاقوں میں ماحولی تجزیے کے لئے سہولتیں اور تربیت یافتہ لوگوں کو فراہمی ہے۔ تحقیقی پراجیکٹوں کی تین خصوصی اسکیموں کے تحت حمایت کی جاتی ہے۔ (a) انسان اور کرۂ حیاتی تحقیقی پروگرام (b) ماحولی تحقیقی پروگرام اور (c) مشرقی اور مغربی گھاٹوں کے لئے تحقیقی پروگرام کئی چھوٹی اور خصوصی تحقیقی پراجیکٹوں کی بھی حمایت کی جارہی ہے۔ ماہرین کی کمیٹیاں اور کارگزار عملہ ماحولی تحقیق کے سلسلے میں ماحول کے اعتبار سے اولیت والے علاقوں کے لئے سفارشات پیش کرتا ہے۔ تجاویز کی جانچ کرتے ہیں۔ ترقی کی جانچ کرتے ہیں اور تحقیقی پراجیکٹوں کو لاگو کرنے کے لئے مناسب مشورے دیتے ہیں۔

2000-1999 کے دوران 21 نئے پراجکٹوں کو منظور کیا گیا 28 کو پورا کیا اور 106 جاری پراجکٹوں کا تجزیہ کیا گیا اور ترقی کا نقطہ نگاہ سے ان کی نگرانی کی گئی۔

بھارت، اقوام متحدہ کے آب و ہوا تبدیلی سے متعلق بنیادی ڈھانچے کے معاہدے (UNFCCC) کا ایک فریق ہے۔ اس کثیر فریقی معاہدے کا مقصد کرہ ہوا میں گرین ہاؤس گیس کے ارتکاز کو ان سطحوں پر قائم رکھنا ہے جن سے آب و ہوا کے نظام کے ساتھ خطرناک انسانی مداخلت کو روکا جاسکے گا۔ اس معاہدے کا کیوٹو پروٹوکل کے مطابق ترقی یافتہ فریق ملکوں کو ان کے گرین ہاؤس جیسے اخراج کو 1990 کی سطح سے 5.2 کی عالمی اوسط سے نیچے لے جانا ہوگا۔ ابھی یہ معاہدہ لاگو ہوتا ہے۔ یو۔این۔ایف۔سی۔سی کے تحت ذمہ داریوں کو لاگو کرنے سے جڑے مختلف معاملوں اور کیوٹو پروٹوکل کے سے اہتمام سے متعلق رسمی، اصولوں ضابطوں اور رہنما اصولوں کو فروغ دینے پر 2000-1999 کے دوران ہوئے تذکرے اور معاہدوں پر خاص دھیان دیا گیا۔

جی بی پنت ادارہ برائے ہمالیائی ماحول

1988 میں قائم جی بی پنت ادارہ المورہ (اترانچل) برائے ہمالیائی ماحول (GB PIHE) وزارت برائے ماحول اور

جنگلات کا ایک خودمختار ادارہ ہے جو ماحولیات کے لحاظ سے ہمالیہ کے علاقے کی صحت مند ترقی کے لئے حکمت عملی تکنیک اور جانکاری فراہم کرنے کی ذمہ داری پورا کرتا ہے۔ قابل عمل تحقیقی پراجیکٹوں کو چلانے کے علاوہ اس ادارے نے ہمالیہ کے علاقوں میں آب وہوا سے متعلق جانکاری جمع کرنے اور ان کا تجزیہ کرنے کے لئے تین موسم کا پتہ لگانے والے تین مراکز قائم کئے گئے ہیں۔ سکم، ناگالینڈ، اور ہماچل پردیش میں اس ادارے کے یونٹس واقع ہیں۔

ادارے نے آئی۔ ایچ۔ آر سے متعلق تین اہم علاقوں میں رہنما اصولوں کو تیار کیا ہے۔ جس میں آئی۔ ایچ۔ آر (گرین روڈ نظریہ) میں سڑک سیکٹر۔ آبپاشی و گھریلو استعمال کے لئے برساتی پانی کے استعمال اور پہاڑی شہروں میں رہائشی عمارتوں، ٹورسٹ رکمرشیل کمپلکس کے لئے جگہوں کی منصوبہ بندی اور جگہ کا انتخاب شامل ہے۔

تحقیق برائے جنگل بانی

جنگل بانی تحقیق کی خصوصی ذمہ داری ہندوستانی کونسل برائے جنگلاتی تحقیقی تعلیم، دہرہ دون پر ہے۔ اس سے وابستہ مندرجہ ذیل جنگل بانی تحقیقی ادارے اور مراکز ہیں جو اپنے مخصوص ماحولیات اور آب وہوا میں تحقیقی کام جاری رکھتے ہیں۔

(i) جنگلاتی تحقیقی ادارہ دہرہ دون (ii) خشک منطقہ کے جنگل بانی کا جنگلاتی ادارہ، جودھپور (iii) بارش اور مرطوب پت جھڑ جنگلات کا ادارہ جورہٹ (iv) ٹراپیکل جنگل بانی تحقیقی ادارہ، جبلپور (v) اوڈ سائنس اور تکنیک کا ادارہ بنگلور (vii) معتدل جنگلاتی تحقیقی مرکز، شملہ (viii) مرکز برائے جنگلاتی پیداوار رانچی (ix) ادارہ برائے سماجی شجرکاری اور ماحولیاتی باز آبادکاری الہ آباد (ix) حیاتی ٹکنالوجی اور مین گرووجنگلوں کے لئے جدید مرکز حیدرآباد (x) جنگلاتی تحقیق اور انسانی وسائل کی ترقی کا ادارہ چھندواڑ (xi) انسٹی ٹیوٹ آف فارسٹ جینٹکس اینڈ ٹری بریڈینگ کوئمبٹور علاوہ ازیں ہندوستانی پلائی اوڈ صنعتی تحقیقی ادارے بنگلور کا تبادلہ وزارت برائے صنعت سے وزارت برائے ماحول اور جنگلات میں کردیا گیا ہے۔ یہ ادارہ لکڑی کی پیداوار کی تحقیق کے علاوہ ملازمین کو ٹمبر کے بہترین استعمال کے لئے تربیت بھی دیتا ہے۔ بھوپال میں واقع ادارہ برائے جنگلی منیجمنٹ، جنگل کے منیجمنٹ سے متعلق تعلیم، تربیت، تحقیق اور مشورے بھی دیتا ہے۔

تحقیق برائے جنگلاتی ذی حیات

تحقیق برائے جنگلاتی ذی حیات کا کام ہندستانی جنگلاتی ذی حیات ادارہ، دہرہ دون اور سالم علی مرکز برائے طیورات (ornithology) اور نیچرل ہسٹری کوئمبٹور کرتے ہیں۔ ان دونوں اداروں کے ذریعہ مندرجہ ذیل موضوعات پر تحقیقی پراجیکٹ چلائے جارہے ہیں۔ جنگلی جانوروں کے جائے وقوع کا ارتقاء ہاتھیوں کی خلفی حرکت۔ گھڑیالوں اور کچھوؤں کی ماحولیات، زیر خطر توع، کردار ماحولیات، حیاتیاتی تنوع، وسائل تحفظ کا مطالعہ اور مخصوص جانوروں کی Ecnology اور منیجمنٹ وغیرہ۔

قومی قدرتی وسائل کے منیجمنٹ کا نظام

قومی قدرتی وسائل کے منیجمنٹ کا نظام کا بنیادی مقصد ریموٹ سنسنگ (Remote Sensing) کی تکنیک کا روایتی طریقوں سے استعمال سے تاکہ ملک میں قدرتی وسائل کا مناسب استعمال اور منیجمنٹ کیا جاسکے۔ اس اسکیم کے نفاذ سے جڑے پہلوؤں پر حیاتیاتی وسائل اور ماحول پر ایک مستقل کمیٹی وزارت کو مشورے دیتی ہے۔ اس اسکیم کے تحت خصوصی تحقیقی پراجیکٹوں کو بھی مدد دی جاتی ہے۔ اب تک کمیٹی نے 23 ترجیحی علاقوں کا انتخاب کیا ہے اور ان علاقوں میں 62 پروجکٹوں کی سفارش کی ہے۔

تعلیم، آگہی اور اطلاعات

سبھی عمر گروپ کے لوگوں میں ماحول سے متعلق تعلیم اور آگہی کے فروغ کے لئے وزارت برائے ماحول اور جنگلات، ماحولی نظام اطلاعات کے ذریعہ ماحولی جانکاری دینے کو اولیت دیتی ہے۔ وزارت نے تعلیمی نصابوں میں ماحولیاتی تعلیم کو الگ سے اور ایک لازمی مضمون کے طور پر شامل کرنے کے لئے رسمی تعلیم کی سبھی سطحوں میں اہم پہل کی ہے۔ اس کے ثانوی، اعلیٰ ثانوی اور تیسری سطح پر قدم اٹھائے گئے ہیں۔ اسکولی کورس میں ماحولیاتی مضمون کو شامل کرنے والی پہلی ریاست ہے۔ سیمینار، سیمپوزیم ورکشاپ، تربیتی پروگراموں، ماحولیاتی کیمپوں، شاعی وبصری نمائش وغیرہ کے وسیلے سے غیر رسمی تعلیم پر خاص زور دیا گیا ہے۔ جولائی 1986 سے وزارت ایک قومی ماحولی آگہی پروگرام چلا رہی ہے۔ اسی مہم کے جزو کے طور پر ہر سال 19 نومبر سے 18 دسمبر کے دوران قومی ماحولی ماہ منایا جاتا ہے۔ وزارت نے ماحول کے ضمن میں آگہی پیدا کرنے کے مقصد سے مختلف پروگرام منعقد کرنے کے لئے بڑی تعداد میں اداروں کو مالی مدد دی۔ وزارت ماحول پر فلم بنانے اور اسکولوں میں ماحولیات کلب چلانے کے لئے بھی مالی معاونت کرتی ہے۔

وزارت نے ماحولی سائنس اور مینجمنٹ کے اولیت والے علاقوں میں آگہی، تحقیق اور تربیت کی سہولیت کو اور مضبوط بنانے کے لئے 7 اعلیٰ درجے کے مراکز قائم کئے ہیں۔ یہ مراکز ہیں: مرکز برائے ماحولیاتی تحقیق اور تربیت بنگلور، مرکز برائے ماحول کان کنی، دھنباد CPR مرکز برائے ماحولی تعلیم، چنئی اور سالم علی مرکز برائے طیورات اور قدرتی تواریخ، کوئم بٹور دو دوسرے مراکز پست شدہ ماحولیات کا منجمنٹ دہلی اور ٹراپکی نباتاتی باغ اور تحقیقی ادارہ، تیرواننت پورم کو بھی اس اسکیم میں شامل کرلیا گیا ہے۔

نئی دہلی میں 1978 میں قومی قدرتی تواریخی عجائب خانہ قائم کیا گیا، اس کا مقصد ماحول اور تحفظ کے لئے غیر رسمی تعلیم کو فروغ دینا ہے۔ ماحول کے مختلف پہلوؤں سے متعلق مستقل نمائش گیلری کے علاوہ، یہ میوزیم اسکولی بچوں، کالجوں کے طلباء اور عوام کے عارضی نمائشوں اور کئی تعلیمی سرگرمیوں کا بھی اہتمام کرتا ہے۔ میسور اور بھوپال اور بھوبنیشور میں تین علاقائی قدرتی تواریخی عجائب خانے قائم کئے گئے ہیں۔

ہندوستانی کونسل برائے جنگلاتی تحقیق اور تعلیم ملک میں جنگلاتی تعلیم اور پھیلاؤ کی ترقی کی سرگرمیوں کا محور ہے۔ دہرہ دون میں واقع اندرا گاندھی قومی جنگلاتی اکادمی میں ہندوستانی فارسٹ سروس کے عہدیداروں کو عرصہ ملازمت میں پیشہ وارانہ تربیت دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ریاستی فارسٹ سروس ڈگری کالج، ریاستی فارسٹ سروس کے عہدیداروں کو تربیت دیتے ہیں۔ ہندوستانی ادارہ برائے پلائی اوڈ صنعت کی تحقیق اور تربیت، بنگلور میں واقع بھارتی پلائی اوڈ انڈسٹری ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ لکڑی سائنس کے میدان میں قلیل مدتی نصاب کا انتظام کرتا ہے۔ علاوہ ازیں ہندوستانی ادارہ برائے فارسٹ منجمنٹ بھوپال کے ذریعہ بھی جنگلاتی منجمنٹ کی لیاقت میں ترقی کے لئے ہندوستانی جنگلاتی سروس، جنگلاتی ترقی کارپوریشن اور جنگل سے وابستہ صنعتوں سے متعلق افراد کو تربیت دی جاتی ہے۔ ہندوستانی ادارہ برائے وائلڈ لائف دہرہ دون، فارسٹ حکام، ماہرین وائلڈ لائف ماحولیات اور فارسٹ مینجمنٹ کے ملازمین کو ملک کے وائلڈ لائف وسائل کے تحفظ اور مینجمنٹ کے لئے تربیت دینے کے لئے کئی پروگرام چلائے جارہے ہیں۔

ماحولی اطلاعات نظام

وزارت برائے ماحول اور جنگلات نے 1982 میں لامرکزی ماحولی اطلاعاتی نظام کے روپ میں عوام کے لئے اطلاعات کی فراہمی، ذخیرہ اندوزی، حصول اور نشر و اشاعت کے لئے ایک ماحولی اطلاعاتی نظام قائم کیا وزارت میں واقف وکل پوائنٹ

کے علاوہ وہ ماحولی اطلاعاتی نظام نٹ ورک میں فی الحال اس سلسلے کے کے 25 متعلقہ مراکز ہیں جنہیں ماحولی اطلاعاتی نظام مرکز کہا جاتا ہے۔ یہ مراکز ملک میں اولیت کے اعتبار سے اولیت والے علاقوں کے مختلف اداروں اور تنظیموں میں ماحول کے لحاظ سے قائم کیئے گئے ہیں۔ وزارت میں واقع مرکزی دفتر ایک سہ ماہی جریدہ نکلتا ہے پریارن اکسٹریکٹ جس میں ہندوستانی تناظر میں ماحولی تحقیق کی جانکاری دی جاتی ہے۔

اقوام متحدہ ماحولی پروگراموں کے ماحولی ماخذوں کے لئے بین الاقوامی یعنی حوالہ جاتی نظام نے ماحولیاتی اطلاعاتی نظام کو جنوب ایشیائی اور ملکوں کے لئے علاقائی سروس مرکز اور قومی نقطہ ماسکہ کا نام دیا ہے۔ ماحولی اطلاعاتی نظام نے 2000-1999 کے دوران ماحولی سائنس کے مختلف پہلوؤں سے متعلق کل 14,100 سوالوں کا جواب دیا۔ ماحولیاتی اطلاعاتی نظام، این وایرونیور، نام کا ایک ماہانہ نیوز لیٹر بھی نکالتا ہے اور اسے وزارت کا ہوم پیج بھی بنایا ہے۔ انٹرنیٹ پر اس سے مندرجہ ذیل پتہ پر اطلاعات حاصل کی جاسکتی ہے۔URL:http://cnvfor.nic.in/cnvis اینوالیسی کو یو۔این۔ڈی۔پی اور آئی۔ڈی۔آر۔سی سے مالی امداد حاصل کرنے والا منصوبہ ''سٹیلیبل ڈیولپمنٹ نیٹ ورک پروگرام (ایس۔ڈی۔ای۔پی) پر عمل درآمد کرنے کی بھی ذمہ داری دی گئی ہے۔ ایس۔ڈی۔این۔پی کے لئے ایک ویب سائٹ بنائی گئی ہے۔ جس کا فائدہ مختلف طبقات کے لوگ اطلاع حاصل کرنے کے لئے اٹھا سکتے ہیں۔(http://sdnp.delhi.nic.in)

فیلوشپ اور انعامات

اندراگاندھی پریاورن پرسکار 1987 سے جاری کیا گیا۔ یہ انعام ماحول کے شعبے میں اہم خدمات انجام دینے والی تنظیم یا فرد کو ہر سال دیا جاتا ہے یہ انعام ایک لاکھ روپیہ نقد، ایک چاندی کی ٹرانی اور ایک اعزازی سند پر مشتمل ہوتا ہے۔

اندراگاندھی پریہ درشنی برکھ متر 1986 میں وزارت برائے ماحول اور جنگلات نے شروع کیا۔ جنگل بانی اور بنجر زمین کے نشوونما کے لئے بہترین خدمات پیش کرنے والے افراد اور تنظیموں کو یہ انعام دیا جاتا ہے۔ 1993 سے اب تک 12 انعامات مختلف تعلیمی اداروں، پنچائتوں، رضاکار ایجنسیوں، سرکاری ایجنسیوں اور افراد کو دیئے جاچکے ہیں۔ ہر ایک انعام ایک تمغہ، ایک اعزازی نشان اور پچاس ہزار روپے پر مشتمل ہوتا ہے۔

94-1993 میں قومی جنگل بانی اور ماحولیاتی ترقی بورڈ کے ذریعہ شروع کیا گیا مہابرکش پرسکار مخصوص نسلوں کے پیڑ لگانے والے اشخاص اور تنظیموں کو پیڑوں کے زیادہ سے زیادہ گھیرے، اونچائی قوت واچھی حالت کے لئے ہر سال دیا جاتا ہے۔ اس میں 25 ہزار روپے توصیف نامہ اور آرائشی لوح دیا جاتا ہے۔

راجیوگاندھی ماحولی انعام برائے صاف تکنیک 1993 میں شروع کیا گیا یہ انعام ان صنعتی اکائیوں کو دیا جاتا ہے جنہوں نے صاف تکنیکیوں کی ترقی میں اہم کردار ادا کیا ہے اور صنعتی کاموں سے پیداشدہ ماحولی مسئلوں کے حل کے لئے نت نئے ذرائع مہیا کرائے ہیں۔

وزارت برائے ماحول اور جنگلات کا مخصوص سائنس انعام وزارت برائے ماحول اور جنگلات اور اس سے منسلک دفاتر اور رضا کار تنظیموں کے گروپ .A کے سائنس دانوں میں طبع زاد اور عمل تحقیق کی حوصلہ افزائی کے لئے سال 93-1992 میں وزارت برائے ماحول اور جنگلات کا خصوصی سائنسی انعام جاری کیا گیا۔ اس اسکیم کے تحت ہر سال بیس ہزار روپے کے دو انعام دیئے جاتے ہیں۔

پیتمبر پنت قومی ماحولی فیلوشپ انعام 1998 میں شروع کیا گیا یہ سالانہ انعام ماحولی سائنس سے متعلق تحقیق کے کسی بھی

شاخ میں افضیلت کے اعتراف، حوصلہ افزائی اور حمایت کے لئے دیا جاتا ہے۔

ریگستانی ماحولیات کی فیلوشپ قدرتی تحفظ کے تئیں بشنوئی برادری کے رول کے اعتراف اور ریگستانی ماحولیات کے مطالعہ کی حوصلہ افزائی کے لئے وزارت کے ذریعہ جودھپور یونیورسٹی میں ریگستانی ماحولیات کی فیلوشپ جاری کی گئی ہے۔

بی۔ پی۔ پال قومی ماحولی فیلوشپ انعام برائے حیاتیاتی تنوع 1995 سے شروع کی گئی۔ یہ فیلوشپ بہت ہی اہم تحقیق اور ترقیاتی کاموں کے اعتراف میں دی جاتی ہے اور اس کا مقصد باصلاحیت افراد کی حوصلہ افزائی ہے جو حیاتیاتی تنوع کے میدان میں تحقیق اور ترقیاتی کاموں کے لئے اپنا سارا وقت صرف کر دیتے ہیں۔

راجیو گاندھی قومی انعام برائے تحفظ وائلڈ لائف اور سالم علی رکیلاشسانکلا فیلوشپ جنگلاتی ذی حیات اور تحقیق کے میدان میں اہم کاموں کے لئے مشہور حکام اور فلڈ ورکروں کے اہم کاموں کے اعتراف میں وزارت نے حال میں اسی انعام کو جاری کیا ہے۔ اس کے علاوہ جانداروں کی حفاظت میں غیر معمولی بہادری اور ہمت کا نمونہ پیش کرنے والوں کے لئے امرتا دیوی بشنوئی کے نام سے ایک اور انعام کا قیام کیا گیا ہے۔

ماحول کے تحفظ کے لئے قومی ایوارڈ ہر سال ان صنعتوں اور مہم کو دیا جاتا ہے۔ جو صاف ٹکنالوجیوں، پیداوار اور نظاموں کے فروغ یا استعمال کی سمت اہم اور ٹھوس تعاون کرتے ہیں، جس سے آلودگی کم ہوتی ہے اور ماحول کی آلودگی کے مسائل تجرباتی حل تلاش کرتے ہیں۔ ہر سال 18 انعام دئے جاتے ہیں جو زیادہ آلودہ صنعتوں کے منتخبہ درجوں کے لئے ایک ایک اور چھوٹی صنعتوں کو پانچ دئے جاتے ہیں۔

ماحول سے متعلق قوانین

وائلڈ لائف (حفاظت) ایکٹ، 1972 جنگلاتی ذی حیات کے معقول اور جدید منجمنٹ کا انتظام کرتا ہے۔ جب کہ جنگلاتی (تحفظ) ایکٹ، 1980 جنگلاتی کی اندھا دھند کٹائی اور جنگلاتی زمین کو کسی دوسرے کام کے لئے استعمال سے روکنے کے لئے بنایا گیا تھا۔ آبی اور ہوا ایکٹ، پانی اور ہوا کی آلودگی کے کنٹرول کا ایک اہم حربہ ہے۔ ان کے مطابق مرکزی اور ریاستی سطح پر آلودگی کنٹرول بورڈ قائم کرنے کا اہتمام ہے۔ ان سبھی ایکٹوں میں وقتاً فوقتاً ترمیم کی جاتی ہے۔ تاکہ ان کے دائرہ عمل، وسعت اور تعزیراتی دفعات کے حقیقت پسندانہ اور وسیع بنایا جا سکے۔

وزارت کے ذریعہ ماحول پر ایک وسیع قومی پالیسی تیار کی جا رہی ہے۔ پانی (آلودگی سے بچاؤ اور کنٹرول) محصول ایکٹ 1977 میں بھی ترمیم کیا جا رہا ہے۔

بین الاقوامی تعاون

وزارت برائے ماحول اور جنگلات اقوام متحدہ کے ماحولی پروگرام، جنوبی ایشیائی ماحولی تعاون پروگرام (SACEP) مرکز برائے بین الاقوامی مربوط کوہ اور ترقی اور بین الاقوامی یونین برائے تحفظ قدرت اور قدرتی وسائل اور دوسری بین الاقوامی ایجنسیاں، علاقائی جماعتیں اور کثیر فریقی اداروں کے لئے مرکزی ایجنسی کے طور پر میں کام کرتے ہیں۔

ہندوستان نے ماحول کے حلقہ عمل میں کئی معاہدوں پر دستخط کئے ہیں۔ وزارت کے اور اس کی ایجنسیوں کو سویڈن، نیدرلینڈ، ناروے، ڈنمارک، آسٹریلیا، برطانیہ، امریکا، کناڈا، جاپان اور جرمنی وغیرہ مختلف ملکوں سے دوطرفہ بنیاد پر تعاون حاصل ہوتا ہے۔ مختلف ماحول اور جنگلاتی منصوبوں کے لئے اقوام متحدہ اور کئی دوسری کثیر فریقی، ایجنسیاں، جیسے، یو۔این۔ ڈی۔ پی۔ عالمی

بینک، ایشائی ترقیاتی بینک، او۔ای۔سی۔ایف (جاپان) اور او۔ڈی۔اے (برطانیہ) سے امداد حاصل ہوتی ہے۔

اوزون سیل

اوزون پرت کو محفوظ رکھنے کے لئے 70 کے عشریہ کی ابتداء میں عالمی سطح پر کوششیں کی گئیں جن کی وجہ سے 1985 میں اوزون پرت کو نقصان پہنچانے والے عناصر O.D.S ویانا معاہدہ ہوا اور 1987 میں مانٹریال قرار داد منظور ہوئی۔ ہندوستان مانٹریال قرارداد میں اور 1992 کے لندن ترمیم میں شامل ہوا۔ اس قرارداد کے تحت اوزون پرت تباہ کرنے والے عناصر کو مرحلہ وار طریقے سے ختم کرنے اور اوزون اور اسے تباہ کرنے والی اشیا سے متعلق جانکاری دینے کے لئے وزارت نے اوزون سیل قائم کیا ہے۔ اوزون سے متعلق موضوعات پر اس سیل کے ذریعہ ایک دو ماہی نیوز لیٹر شائع کیا جاتا ہے۔ صنعتوں میں اوزون سے متعلق آگہی پیدا کرنے کے لئے یہ سیل کئی ورک شاپوں اور سیمینار کا اہتمام کرتا ہے۔ وزارت O.D.S کو مرحلہ وار طریقے سے ختم کرنے والی پراجیکٹوں کو درآمد محصول / آبکاری محصول کی رعایت دیتا ہے اور O.D.S سے خالی تکنیکوں میں نئی سرمایہ کاری کے لئے ٹیکس میں رعایت سے متعلق رہنما اصول / ضابطوں کو آخری شکل دے چکا ہے۔ O.D.S کے درآمد کے لئے لائسنس جاری کرنے کی پالیسی نافذ کی جا چکی ہے اور وزارت کی سفارش پر ہندوستانی ریزرو بینک (RBI) نے تمام تجارتی بینکوں کو ہدایت دیا ہے کہ وہ O.D.S تکنیکوں کو سرمایہ فراہمی یا سرمایہ باز فراہمی کی ممانعت کی ہے۔ اس معاہدے کے تحت سال 1999 کے دوران 1.14 کروڑ امریکی لاگت کی 55 پراجیکٹوں کو منظوری ملی۔ ان پراجکٹوں کے مکمل ہوجانے پر ان سے 3,448 ٹن اوزون کے تنزلی مادے کو ختم کرنے میں مدد ملے گی۔ سبھی ایروسول بھرنے والوں کو اطمینان بخش حفاظتی معیاروں کے اپنانے کے بعد اسی صرف فاصلاتی ایل۔پی۔جی کے استعمال کی صلاح دی گئی تھی۔ بھارت 2000 کے لئے مینٹریل پروٹوکل انتظامیہ کا ممبر و صدر منتخب کیا گیا۔ یو۔این۔ای۔پی، آئی۔ای اوزون کارروائی پروگرام نے جنوبی ایشیا میں ایک اور O.D.S کا افسران نٹ ورک قائم کیا گیا ہے۔ جس کا بھارت بھی ممبر ہے۔

9۔ صحت اور خاندانی بہبود

آئین کی رو سے صحت ریاستی فہرست کے تحت آتا ہے۔تاہم مختلف معاملوں میں مرکزی حکومت کے تعاون کی ضرورت ہوتی ہے۔ بڑے سرایت پذیر امراض اور غیر سرایت پذیر امراض کے کنٹرول اور سدباب، واضح پالیسی سازی، میڈیکل اور نیم طبی تعلیم اور اس کے انضباطی اقدام، ادویہ پر کنٹرول اور اشیا خوردنی میں ملاوٹ پر روک جیسے اہم کاموں میں مرکزی حکومت بھی مداخلت کرتی ہے۔ علاوہ ازیں آبادی کے اضافے پر کنٹرول، محفوظ زچگی، طفلی بقا اور ٹیکا لگانے کے پروگراموں میں بھی مرکز ریاستی حکومتوں کی مدد کرتا ہے۔

آزادی کے وقت زچگی کے دوران شرح اموات 27.4 فی ہزار تھی جو 1998 میں کم ہوکر صرف 9 فی ہزار ہوگئی۔ اس عرصے میں طفلی شرح اموات 134 فی ہزار سے کم ہوکر 72 فی ہزار رہ گئی۔ 1947 میں اوسط عمر 32 سال تھی جو اب تقریباً 62 سال ہوگئی ہے۔ گنی ورم سے ہونے والی بیماریوں پر پوری طرح قابو پالیا گیا ہے۔ 1996 کے بعد سے ان بیماریوں کا کوئی معاملہ سامنے نہیں آیا۔ جذام کا مرض، پولیو، نوزائیدہ بچوں کے ٹیٹنس اور آئیوڈین کی کمی سے ہونے والے امراض کے مکمل خاتمے کی سمت مسلسل پیش رفت ہو رہی ہے۔

صحت کے منصوبے

متعدی امراض میں لوگوں کے مبتلا ہونے اور اموات روکنے کے لئے مرکزی حکومت کے ذریعہ چلائی جارہی اسکیموں کے تحت کئی قومی سطح کے پروگرام عمل میں لائے جارہے ہیں۔ اہم صحت اسکیموں میں انسداد ملیریا، اندھاپن، جذام، ٹی بی، ایڈس (جس میں خون کی حفاظت کے اقدام شامل ہیں) اور سرایت پذیر جنسی امراض کے کنٹرول اور کینسر کنٹرول کے قومی پروگرام چلائے جارہے ہیں۔ اچانک صدمہ اور ریڑھ کی ہڈی کے چوٹوں کے علاج پر خاص توجہ دی جارہی ہے۔ دل کی بیماریوں، ذیابیطس کے علاج اور طبی لحاظ سے معذور افراد کی بازآبادکاری کے لئے پیشگی پراجیکٹس چلائے جارہے ہیں۔

مرکزی سیکٹر کے صحت پروگراموں کے لئے سال 2000-1999 اور 2001-2000 میں بالترتیب 1,160 کروڑ اور 1,300 کروڑ روپے خرچ کرنے کا منصوبہ رکھا گیا۔ اس میں علی الترتیب 483.47 اور 482 کروڑ روپے کی غیر ملکی امداد شامل ہے۔

قومی صحت پروگرام

ملیریا (Malaria)

قومی انسداد ملیریا پروگرام کسی ایک قابل سرایت مرض کے خلاف چلایا جانے والا دنیا کا واحد سب سے بڑا پروگرام ہے اور یہ ملک کا بھی سب سے جامع اور کثیر الجہتی عوامی صحت پروگرام ہے۔ حصول آزادی کے وقت ملک میں ملیریا کے مرض میں مبتلا

مریضوں کی تعداد 7.5 کروڑ تھی لیکن 1958 میں قومی انسداد ملیریا پروگرام کے کامیاب نفاذ سے 1965 میں حاصل شدہ اعداد وشمار کے مطابق یہ تعداد صرف ایک لاکھ رہ گئی۔ ملیریا سے ہونے والی اموات پر پوری طرح قابو پالیا گیا۔ بدقسمتی سے کچھ وجوہ کی بنا پر ان کی کامیابیوں کو جاری رکھنا ممکن نہیں ہوسکا۔ دوبارہ ملیریا پھیلنے کی وجہ سے انسداد ملیریا پروگرام کو معمولی ترمیم کے ساتھ پھر شروع کیا گیا۔ یہ ترمیم شدہ پروگرام یکم اپریل 1977 کو نافذ ہوا۔

اس پروگرام کے نفاذ کے بعد ملیریا کے معاملوں میں متواتر کمی آئی۔ سال 1976 میں جہاں 6.47 ملین معاملے سامنے آئے تھے وہیں 1987 میں یہ تعداد کم ہوکر محض 1.66 ملین رہ گئی۔ 1989 سے ملیریا کے معاملوں کی تعداد سالانہ 20 سے 30 لاکھ تک ہے۔ 1999 میں 2280 لاکھ (عارضی) معاملوں کا پتہ چلا جن میں 11 لاکھ 40 ہزار معاملے پی۔ فالسیپرم سے جڑے تھے اور ملیریا سے 1053 اموات ہوئی تھیں۔ 1997 کے آخری اعداد وشمار کے مطابق ملیریا اور پی فالسیپرم (پی ایف) کے معاملوں میں کمی آئی۔ ملیریا کے 24.5 لاکھ اور پی ایف کے 9.2 کچھ معاملے درج کئے گئے۔ 1996 میں ملیریا سے 1009 اور 1997 میں 711 موتیں واقع ہوئیں۔ شمال مشرقی ریاستوں میں ملیریا کے زیادہ پھیلاؤ اور ان ریاستوں میں وسائل کی کمی کے مدنظر دسمبر 1994 سے ریاستوں کو ملیریا کے سدباب کے لئے مرکز سے صد فیصد مالی امداد دی جارہی ہے۔ ملیریا موثر کنٹرول کے لئے ستمبر 1997 سے عالمی بینک کے تعاون سے ایک وسیع ملیریا پراجیکٹ چلایا جارہا ہے۔ اس پراجیکٹ کے تحت آندھرا پردیش، بہار، گجرات، مدھیہ پردیش، مہاراشٹر، راجستھان اور اڑیسہ کے سو قبائلی اکثریتی اضلاع اور ملیریا کے لحاظ سے غیر محفوظ 19 قصبے شامل کئے گئے ہیں۔

فائیلریا

فائیلریا کی روک تھام کے لئے 1955 سے قومی فائیلریا کنٹرول پروگرام چلایا جارہا ہے۔ یہ پروگرام مندرجہ ذیل سرگرمیوں کا احاطہ کرتا ہے: (i) آج تک جن علاقوں کا سروے نہیں ہوا ہے وہاں سروے کرکے وسائل کی حد بندی کرنا اور (ii) شہری علاقوں میں لاروا اور جراثیم تباہ کرنے کی تراکیب کے پروگرام کو تیز کرنا۔ ایک تخمینے کے مطابق فائیلریا مرض کے غیر محفوظ علاقوں میں 45.4 کروڑ لوگ رہتے ہیں۔ شہری علاقوں میں تقریباً 11 کروڑ 90 لاکھ لوگ شہری علاقوں اور باقی دیہی علاقوں میں ہیں۔ اس وقت تقریباً 4 کروڑ 98 لاکھ 70 ہزار شہری لوگوں کے تحفظ فراہم کرنے کے لئے لوگوں کو 206 کنٹرول یونٹوں اور 199 فلیریا کلینکوں کے ذریعہ لاروا ختم کرنے والی تدابیر اپنا کر تحفظ دیا جارہا ہے۔ قابل سرایت امراض کے قومی ادارے، دہلی کے زیر نگرانی کالی کٹ، راجامندری اور ورانسی کے تین علاقائی فلیریا تربیتی اور تحقیقی مراکز میں فلیرولوجی کی تربیت دی جاتی ہے۔ 1997 میں بہار، اتر پردیش، مغربی بنگال، آندھرا پردیش، اڑیسہ، تمل ناڈو اور کیرل کے 13 اضلاع کے تقریباً 14.18 ملین آبادی کو ڈائی تھائل کاربامزین (ڈی ای سی) خوراک دی گئی فلیریا کنٹرول کا یہ ترمیم شدہ پروگرام پانچ سال کے عرصے پر محیط ہوگا۔

کالا آزار

بہار اور مغربی بنگال سے مختص کالا آزار عوامی صحت کا ایک سنگین مسئلہ بن گیا ہے۔ سال 91-1990 تک اس مرض کے کنٹرول کے لئے انسداد ملیریا پروگرام کے بجٹ سے مالی امداد فراہم کی جاتی تھی۔ 1998 کے آخری اعداد وشمار کے مطابق کالا آزار کے 13,577 معاملے اور 226 اموات درج کی گئیں۔ 1999 میں 11,272 معاملے اور 260 اموات درج کی گئیں (عارضی اعداد وشمار) مرکز، متاثرہ ریاستوں کے جراثیم کش ادویات اور کالا آزار کی درآمد شدہ دوائیں اور معلومات مہیا کراتا ہے۔

خاندانی فلاح و بہبود کے طریقہ کار کی قبولیت

لاکھ میں

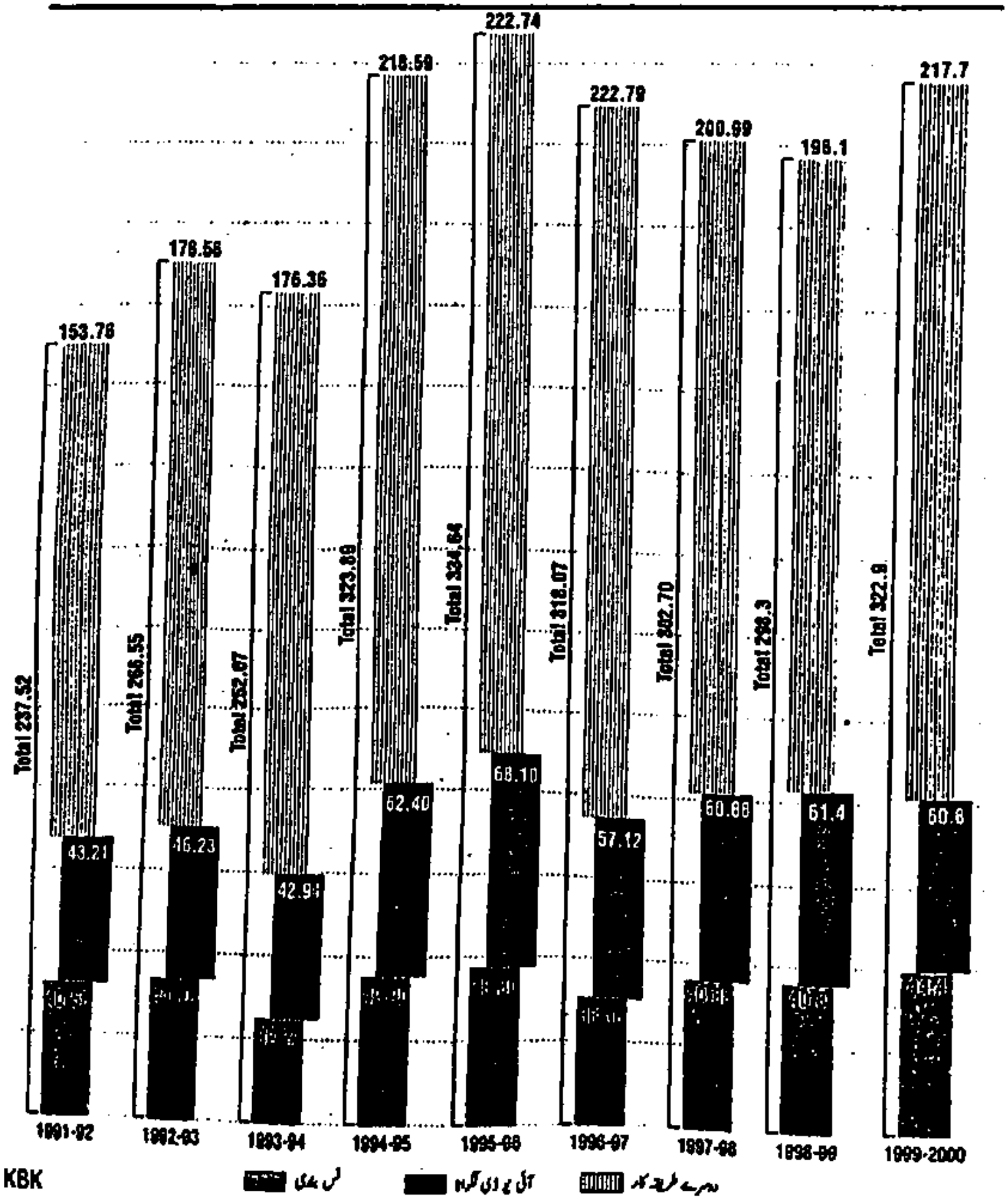

جاپانی انسیفلیٹس

جاپانی انسیفلیٹس (اے ای) مرض ایک خوردبینی وائرس کی وجہ سے ہوتا ہے اور مچھروں کے ذریعہ پھیلتا ہے۔ اس مرض کی وجہ سے ہونے والی اموات کی شرح 30 سے 45 فیصد تک ہے۔ آندھرا پردیش، اتر پردیش، مغربی بنگال، آسام، تمل ناڈو، کرناٹک، کیرالا، منی پور، ہریانہ اور بہار میں اس کے سب سے زیادہ معاملے درج کئے گئے۔ 1998 کے دوران 2120 معاملوں کا پتہ چلا اور 507 موتیں 1999 میں 3,427 معاملے اور 680 موتیں درج کی گئیں۔ مرکزی تحقیقی ادارہ، کسولی میں اس مرض کے علاج کے لئے ٹیکا تیار کیا جاتا ہے۔ جاپانی انسیفلیٹس کے کنٹرول کے لئے قومی انسداد ملیریا پروگرام کے تحت سرمایہ فراہم کیا جاتا ہے۔

ڈینگو بخار/ڈینگو دماغی بخار

ڈینگو بخار ایک جراثیمی بیماری ہے جو مادہ اے ڈیز (AEDES) مچھروں کے کاٹنے سے ہوتی ہے۔ ہندوستان میں پہلی بار 1950 کے دہے میں اسکے جرثومے کو پہچانا گیا۔ ملک کے مختلف حصوں بالخصوص شہری علاقوں میں کئی بار اس بیماری نے وبائی شکل اختیار کر لی چار قسم کی ڈینگو وائرل کی بیماریاں ہندوستان میں پائی جاتی ہیں ڈینگو وائرل صرف علامتی بھی رہ سکتا ہے یا پھر بخار کی وجہ ہونے والی بیماری (وائرل سنڈروم) یا ڈینگو ہیمرج بخار کی شدت کی شکل لے سکتی ہے۔

دلی میں 1996 میں ڈینگو کی وبا پھیلی تھی اس وقت کل 10,252 معاملے سامنے آئے تھے اور 423 اموات کی اطلاع ملی تھی۔ ہریانہ، پنجاب، اتر پردیش، کرناٹک، مہاراشٹر، اور تامل ناڈو سے بھی اسی سال 16517 لوگوں کے بیمار ہونے اور 595 لوگوں کے مرنے کی اطلاع ملی تھی 1997 میں 1177 لوگوں کو یہ مرض ہوا تھا اور 36 اموات ہوگئی تھیں 1999 میں 944 لوگوں کو ڈینگو ہوا جن میں 17 کی موت ہوگئی یہ موتیں تامل ناڈو، کرناٹک، دہلی، کیرالہ، ہریانہ، مہاراشٹر، اڑیسہ اور راجستھان سے پنجاب، اتر پردیش اور گجرات میں ہوئی۔ سال 2000 کے دوران 92 معاملوں کا پتہ چلا ہے۔ جن میں دلی (2) گجرات (29) کرناٹک (23) پنجاب (1) مہاراشٹر (1) اور تملناڈ (36) معاملے درج کئے گئے اور ایک موت بھی ہوئی۔

دق

ایک اندازے کے مطابق ملک میں تقریباً 1 کروڑ 40 لاکھ دق کے مریض ہیں۔ ان میں سے 35-30 لاکھ مریضوں میں اس مرض نے خطرناک متعدی مرض کا روپ لے لیا ہے۔ اندازہ ہے کہ اس مرض سے ہر سال 5 لاکھ مریضوں کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ 466 ضلعوں میں ضلع ٹی۔ بی مراکز قائم کئے گئے ہیں۔ ملک میں بڑے قصبوں اور شہروں میں 330 ٹی بی کلینک ہیں جب کہ 17 دق تربیتی اور مظاہری مراکز ہیں اور ملک کے مختلف ہسپتالوں میں دق کے مریضوں کے لئے 47,600 بیڈ فراہم کئے گئے ہیں۔

قومی ٹی بی کنٹرول پروگرام کو حکومت اعلیٰ ترجیح دیتی ہے اس پروگرام کے نفاذ کے لئے بجٹ میں قابل قدر اضافہ کیا گیا ہے۔ 1981 میں اس پروگرام کے لئے 183.05 لاکھ روپے مختص کئے گئے تھے جب کہ 2000-1999 میں 95 کروڑ روپے مقرر کئے گئے۔ ٹی بی کے کنٹرول کے نظر ثانی شدہ عملی منصوبوں میں تھوک کی جانچ کے ذریعہ علاج پر زیادہ توجہ دی جارہی ہے۔ اور اس کے نظر ثانی شدہ نشانے بھی رکھے گئے ہیں۔ ٹی بی 85 فیصد مریضوں کے علاج میں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ نظر ثانی شدہ قومی ٹی بی کا کنٹرول پروگرام 26 مارچ 1997 سے شروع کیا گیا۔ ترمیم شدہ عملی منصوبہ عالمی بینک کے تعاون سے ملک کے 102 اضلاع میں مختلف مرحلوں میں چلایا جارہا ہے۔ اس کے مطابق 40 کروڑ لوگوں کو علاج کے دائرے میں لایا جائیگا۔ یہ پروگرام کافی

کامیابی سے چل رہا ہے۔ڈانڈا اور ڈی۔ایف۔آئی۔ڈی کی مدد سے بالترتیب اڑیسہ، آندھرا پردیش میں دس کروڑ لوگوں کو مزید علاج کے دائرے میں لانے کی تجویز ہے۔اس وقت ترمیم شدہ قومی دق کنٹرول پروگرام کے تحت قریب 20 کروڑ لوگوں کی سہولتیں فراہم کی جارہی ہیں۔اس پروگرام جن دس مریضوں کے تپ دق کے مریض ہونے کی توثیق ہو جاتی ہے۔ان میں سے آٹھ تو صحت یاب ہو ہی جاتے ہیں۔ابھی تک تقریباً 25 لاکھ لوگوں کو ترمیم شدہ تپ دق کنٹرول پروگرام کے تحت علاج کیا گیا ہے۔ 40,000 سے زیادہ لوگوں کو بچایا گیا ہے اور لاکھوں لوگوں کو تپ دق کے مرض کے سرایت پذیر ہونے سے بچاؤ کیا گیا ہے۔

جذام

دنیا میں سب سے زیادہ 67 فیصد جذام کے مریض ہندوستان میں ہیں۔قومی انسداد جذام پروگرام 1983 میں شروع کیا گیا۔یہ پروگرام پوری طرح مرکزی حکومت کے ذریعہ چلایا جارہا ہے۔اس پروگرام کا مقصد جذام کے مرض کو 2000ء تک پوری طرح ختم کر دینا ہے تاکہ اس مرض کے معاملوں کو 1 مریض فی 10,000 آبادی سے بھی کم کر دیا جائے۔مختلف ریاستوں اور مرکزی علاقوں میں مارچ 2000 تک 778 جذام کنٹرول اکائیاں، 907 شہری جذام مراکز، 290 عارضی ہسپتال بھرتی واڈ، 290 ضلع جذام اکائیاں، 5744 سروے اور علاج مراکز، 75 وارڈ تعمیری سرجری اکائیاں، 49 جذام کے علاج کے لئے تربیتی مراکز، 40 نمونہ سروے اور تخمینہ اکائیاں اور 353 گشتی علاج اکائیاں قائم کی گئی ہیں۔ملک کے تمام اضلاع میں مفت علاج کی سہولت فراہم کرنے کے لئے 490 ضلع جذام سوسائٹیاں بنائی گئی ہیں۔قومی انسداد جذام پروگرام کے ساتھ ساتھ تقریباً 285 رضا کار تنظیمیں بھی کام کر رہی ہیں۔مارچ 2000 تک ملک میں ساڑھے چار لاکھ جذام کے مریض تھے۔1981 میں فی 10 ہزار آبادی میں 57 جذام کے مریض تھے مارچ 2000 تک یہ تعداد کم ہو کر صرف 4.5 فی 10 ہزار رہ گئی۔

ملک کی سبھی ریاستوں اور مرکزی علاقوں میں انسداد جذام کے ترمیم شدہ مہم چلانے کا فیصلہ کیا گیا ہے اس مہم کے تحت کل 4 لاکھ 64 ہزار نئے مریضوں کی پہچان کی گئی ہے۔اس طرح کے مہم کا دوسرا دور 2000-1999 میں سبھی ریاستوں رمرکز کے زیر انتظام علاقوں (دلی۔دادر و نگر حویلی اور مجموعہ جزائر انڈومان و نکوبار کو چھوڑ کر) میں چلایا گیا مہم کے تحت 2 لاکھ 10 ہزار نئے مشکوک جذام کے مریضوں کی پہچان کی گئی، جن میں اس مرض کی توثیق ہوگئی۔ان کے مریضوں کا مفت علاج کیا گیا۔ناگالینڈ، ہریانہ،، پنجاب، ہماچل پردیش، تریپورہ، میگھالیہ، میزورم، سکم اور جموں وکشمیر کے جموں ڈویژن میں جذام مرض خاتمے کی سطح پر پہونچ چکا ہے اور سات ریاستی رمرکز کے زیر نگرانی علاقے اس سطح پر پہونچنے والے ہیں۔مرض جذام کا پتہ لگانے، اس کے بارے میں جانکاری دینے اور اس کے علاج میں غیر سرکاری تنظیموں کو حکومت ہند مالی امداد فراہم کر رہی ہے۔

اندھاپن

قومی اندھاپن کنٹرول پروگرام 1976 میں مرکزی حکومت کے صد فیصد مالی تعاون سے شروع کیا گیا تھا۔اس پروگرام کی مختلف سرگرمیوں میں یہ بھی ہیں۔علاقائی عام امراض چشم اداروں کا قیام، میڈیکل کالجوں اور ضلع ہسپتالوں کا درجہ بڑھانا، گشتی آنکھ اکائیوں کی ترقی، امراض چشم کے ماہرین کی قابل قدر تعداد میں بحالی اور مختلف خدمات کا انتظام۔اس پروگرام کے نتائج کے جائزے کے لئے سال 89-1986 کے دوران قومی سطح کا سروے کیا گیا جس کے مطابق 1.49 فیصد لوگوں میں اندھے پن کے آثار نظر آئے۔

قومی سطح کے سروے کے نتیجوں کے مطابق بھارت میں ایک کروڑ 20 لاکھ اندھے ہیں۔ان میں 80.1 فی صد لوگوں کے

اندھے پن کی وجہ موتیابند ہے۔آندھرا پردیش، اڑیسہ، مدھیہ پردیش، مہاراشٹر، راجستھان، تملناڈو اور اتر پردیش میں کل اندھے لوگوں کا دو تہائی حصہ ہے۔99-1998 میں کرائے گئے سروے سے یہ پتہ چلا ہے کہ اندھے پن کے معاملوں میں معمولی کمی ہوئی ہے اور آپریشن کرانے والوں کی فی صد میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔2000-1999 کے دوران تقریباً 35 لاکھ لوگوں نے موتیابند کا آپریشن کرایا۔

تیسری سطح پر ملک میں آنکھوں کے علاج کے لئے نئی دہلی میں AIIMS کے ڈاکٹر راجندر پرساد مرکز کے علاوہ 11 علاقائی مراکز کام کر رہے ہیں۔ان مرکزوں کو آنکھوں کے علاج کے لئے بہترین اداروں کی شکل میں قائم کیا گیا ہے۔ان کے علاوہ قومی انسداد اندھا پن کنٹرول پروگرام کے تحت 82 میڈیکل کالجوں درجہ بڑھایا گیا ہے۔آنکھوں کے علاج سے متعلق مددگاروں کے تربیت کا انتظام 39 میڈیکل کالجوں میں کیا گیا ہے۔اب تک سرکاری اور غیر سرکاری سطح پر 166 آئی بینک قائم کئے گئے ہیں۔

ثانوی سطح پر 445 ضلع اسپتالوں میں آنکھوں کے علاج کے لئے آلات مہیا کئے گئے ہیں۔اس پروگرام کے تحت ضلع اندھا پن کنٹرول سوسائٹی قائم کرنے کا منصوبہ سبھی ریاستوں میں حال ہی میں کامیابی کے ساتھ نافذ کیا گیا ہے۔اس منصوبے کی کامیابی سے متاثر ہو کر اب تک 520 ضلع اندھا پن سوسائٹیاں قائم کی جا چکی ہیں۔ ہر ایک سوسائٹی میں سرکاری، غیر سرکاری تنظیموں اور نجی سیکٹر کے نمائندوں کو شامل کیا جاتا ہے۔ضلع اندھا پن کنٹرول سوسائٹی کا مقصد یہ تھا کہ آنکھوں کے علاج کے عمل میں سرکاری ،غیر سرکاری اور نجی سیکٹر کی حصہ داری شروع ہو۔

دیہی علاقوں میں اندھے پن کا مسئلہ سب سے زیادہ ہے۔اس لئے امراض چشم کے امراض کی خدمات سروس کے خدمات کے دائرے کو وسیع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔فی الحال 80 مرکزی گشتی یونٹ (میڈیکل کالجوں سے منسلک) اور 341 ضلع گشتی آئی کیمپ لگا کر آنکھوں کے عام علاج اور خاص طور پر موتیابند کے آپریشن کئے جا رہے ہیں۔دیہی علاقوں میں موتیابند کے آپریشن عام طور پر انہیں گشتی اکائیوں کے ذریعہ کئے جاتے ہیں ابھی تک 5,633 ابتدائی صحت مرکزوں میں آنکھوں کے علاج کے لئے ضروری آلات مہیا کئے جا چکے ہیں۔اور وہاں آنکھوں کے علاج کے لئے نیم طبی عملہ بحال کیا گیا ہے۔

سرایت پذیر جنسی امراض

حکومت ہند نے دوسرے پنج سالہ منصوبے کے تحت سرایت پذیر جنسی امراض (STDs) کنٹرول پروگرام کو مرکز سے تعاون شدہ کنٹرول پروگرام کے طور پر شروع کیا تھا۔چونکہ یہ مان لیا گیا ہے کہ HIV کے اثر پذیری کی ایک خاص وجہ سرایت پذیر جنسی امراض ہیں۔اس لئے چوتھے منصوبے کے بعد اس پروگرام کو ایڈس پروگرام کے ساتھ ضم کر لیا گیا۔اسی پروگرام کے تحت حکومت نے خاص طور پر سرایت پذیر جنسی امراض کے متعلق تعلیم، تربیت، تحقیق ،امراض کے پھیلاؤ اور صحت کی تعلیم پر زور دیا ہے۔قومی ایڈس کنٹرول پروگرام کے تحت سرایت پذیر جنسی امراض کے کنٹرول کے لئے ان امراض کے کلینکوں اور ابتدائی صحت مراکز میں علاج اور تشخیص کے نظام کو مضبوط بنایا گیا ہے۔ابھی تک ملک کے میڈیکل کالجوں، ضلع ،میونسپل ایسوسی ایشن کے ذریعہ اس پروگرام میں پرائیویٹ ڈاکٹروں کی بھی مدد لی جا رہی ہے۔فی الحال 504 کلینک کام کر رہے ہیں۔سرایت پذیر جنسی امراض کی علامتوں سے متعلق ایک ہدایت نامہ تیار کیا گیا ہے اور سرکاری اور پرائیویٹ ڈاکٹروں کی تربیت کے لئے تقسیم کیا گیا ہے۔ایس۔ٹی۔ڈی کی روک تھام کے لئے ایک منظم تعلیمی مہم پیکیج تیار کر کے سبھی سطحوں پر تقسیم کیا جا رہا ہے۔تجربہ گاہوں میں STDs کے موثر تشخیص کے لئے پورے ملک میں کیونٹی صحت مراکز میں Dark Field Ground illumination Microscope نصب کئے گئے ہیں۔سال رواں میں پورے ملک میں 500 STDs کلینک کھولنے کی تجویز ہے جس میں مریضوں کو صلاح مشورہ دیا جائیگا۔تقریباً 18,600 میڈیکل افسروں (سرکاری سیکٹر کے) اور 10,000 میڈیکل افسروں (نجی

سیکٹر کے) کو ٹریننگ دی گئی۔

ایڈس

اکیوائیرڈ ائیمنو ڈیفی سینسی سنڈ روم یعنی ایڈس کا مرض ہیومن ڈیفی سیلسی وائرس)(HIV) نام کے زہریلے جرثوے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس مرض کا پتہ پہلی بار 1981 میں امریکا میں لگا تھا۔ تب سے HIV/ایڈس کی وبا پوری دنیا میں تیزی سے پھیل رہی ہے اور اس سرایت سے ہر روز تقریباً 16 ہزار نئے معاملے سامنے آتے ہیں۔ 1986 میں جیسے ہی ایڈس کے پہلے معاملے کا بھارت میں پتہ چلا، ایک قومی ایڈس کمیٹی تشکیل کی گئی تا کہ ملک میں H.I.V سرایت وبا کے حالات کا جائزہ لیا جاسکے۔ HIV سرایت کی وبا کے سنگین اندیشے کے مدنظر حکومت نے 1987 میں قومی ایڈس کنٹرول پروگرام شروع کیا تھا۔ جس میں خاص طور سے HIV ایڈس کے بارے میں شعور پیدا کرنے، HIV کا پتہ لگانے کی خون کی جانچ اور ایسے لوگوں کی عادتوں کا پتہ لگانے پر خاص زور دیا گیا جس میں ایڈس کی بیماری ہونے کا زیادہ امکان رہتا ہے۔ 1992 میں مرکزی وزارت صحت و خاندانی بہبود کے تحت قومی ایڈس کنٹرول تنظیم قائم کی گئی اور عالمی بینک سے 84 ملین ڈالر کے رعایتی شرطوں والے قرض اور عالمی ادارہ صحت کے ذریعہ 15 کروڑ ڈالر کے تکنیکی تعاون کے ساتھ پانچ سالا لائحہ عمل تیار کیا گیا ہے۔ اس منصوبے کی مدت مارچ 1999 تک بڑھادی گئی۔ سبھی ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں HIV میں مبتلا مریضوں کے ہونے کا پتہ چلا ہے۔ لیکن دستیاب اعداد وشمار سے مندرجہ ذیل حقائق سامنے آئے ہیں۔ HIV(1) سے سرایت مریض سب سے زیادہ مہاراشٹر اور تملناڈو میں ہیں اور منی پور میں ہیں جہاں لوگ انجکشن کے ذریعہ نشیلی اشیاء کا استعمال کرتے ہیں (2) ایڈس کے مریضوں میں سرایت کا جو سب سے زیادہ مضبوط ذریعہ ہے وہ ایک سے زیادہ اشخاص کے ساتھ جنسی تعلق، کسی دوسرے شخص کا خون یا خون میں اشیا کا چڑھایا جانا اور نشیلی دواؤں کے انجکشن لینا (3) ایڈس میں مبتلا 15 سے 49 سال کی عمر والے اشخاص میں 78.6 فی صد مرد، اور 21.4 فی صد عورتیں ہیں۔ (4) یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ ایڈس کا مرض دو طریقوں سے پھیل رہا ہے۔ شہری علاقوں سے گاؤں کی طرف اور ایسے لوگوں سے جن میں بری عادتوں کی وجہ سے ایڈس ہونے کا امکان زیادہ رہتا ہے، یہ عوام میں پھیل رہی ہے۔ زچہ خانوں سے لئے گئے اعداد وشمار سے پتہ چلا ہے کہ عورتوں میں HIV کے معاملوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ جس کے نتیجے کے طور پر بچوں میں بھی اس مرض میں کافی اضافہ ہو رہا ہے۔ (5) ایڈس کے مریضوں میں سب سے زیادہ تپ دق ہونے کا خطرہ رہتا ہے۔ اس لئے مستقبل میں ایڈس اور تپ دق کی وباء ہری شکل اختیار کر سکتی ہے۔ قومی ایڈس کنٹرول تنظیم کو HIV سروے کی جو رپورٹ ملی ہے اس کے مطابق HIV کے لئے کل 35 لاکھ 50 ہزار نمونوں کی جانچ کی گئی جن میں اکتوبر 1999 تک 89,840 نمونے سروپوزیٹو پائے گئے ہیں۔ اس مدت کے دوران بھارت میں ایڈس کے کل 9504 معاملوں کا پتہ چلا ہے۔

آئیوڈین کی کمی سے ہونے والی بیماریاں

آئیوڈین جسم کے لئے ضروری تغذیہ ہے اور عام جسمانی نشوونما کے لئے ہر روز 150-100 ملی گرام آئیوڈین ضروری ہے۔ روزانہ کے کھانے میں آئیوڈین کی کمی کی وجہ سے گھینگا اور آئیوڈین کی کمی سے وابستہ دوسرے امراض لاحق ہو جاتے ہیں۔ گھینگا کو ہندوستان میں صحت کا بڑا سنگین مسئلہ مانا گیا ہے۔ 25 ریاستوں اور 4 مرکزی علاقوں کے 282 اضلاع میں کرائے گئے نمونہ سروے کے نتیجوں سے معلوم ہوتا ہے کہ 241 اضلاع میں آئیوڈین کی کمی سے پیدا ہونے والی بیماریوں کا اثر ہے۔ جہاں 10 فیصد سے زیادہ لوگ آئیوڈین کی کمی سے لاحق ہونے والے امراض میں مبتلا ہیں۔ اندازہ ہے کہ ملک میں 7 کروڑ 10 لاکھ لوگ آئیوڈین کی کمی سے پیدا ہونے والے امراض کے شکار ہیں۔

سرکار نے 1962 میں مرکز کے صد فیصد مالی تعاون سے قومی گھینگا کے کنٹرول پروگرام شروع کیا تھا۔ اس پروگرام کا مقصد

ان علاقوں میں جہاں آئیوڈین کی کمی ہے آئیوڈائزنمک مہیا کراتا ہے۔ 1985 میں سرکار نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ 1992 تک پورے ملک میں کھانے میں استعمال ہونے والے خوردنی نمک کی پیداوار کو پوری طرح آئیوڈائز کر دیا جائے گا۔ ہندوستان میں ہر سال 44 لاکھ میٹرک ٹن آئیوڈائزنمک تیار ہوتا ہے۔ نمک کمشنر نے جن 795 نجی نمک صنعت کاروں کو لائسنس جاری کیا تھا ان میں سے تقریباً 532 نے آئیوڈائزنمک تیار کرنا شروع کر دیا ہے۔ آئیوڈین کی کمی سے ہونے والی تمام بیماریوں کی اہمیت پر زور دینے کے لئے National Goitre Control Programme کا نام بدل کر National Iodine Deficiency Disorder Controal Programme) رکھ دیا گیا ہے۔ پی ایف اے ایکٹ کے تحت مرکزی سرکار نے 29 ریاستوں رمرکزی علاقوں میں خوردنی آئیوڈائزنمک کو چھوڑ کر دوسرے تمام قسم نمک پر پابندی لگانے کے احکامات جاری کر دیا ہے۔ دیگر دو ریاستوں میں بغیر آئیوڈین کے نمک پر جزوی پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ ان ریاستوں نے اپنے ہیلتھ ڈائریکٹوریٹ کے دفتر میں آئی۔ڈی۔پی سیل قائم کر لئے ہیں۔

امراض کی نگرانی کا پروگرام(Diseases Sarveillance Programme)

قابل سرایت امراض کے قومی نگرانی پروگرام کے تحت ان امراض پر خاص طور پر دھیان دیا جاتا ہے۔ جن کے بڑے پیمانے پر یا وبا کے طور پر پھیلنے، کا خدشہ رہتی ہے، جیسے ڈائریا (پیچش) کالرا، وائرل ہیپی ٹائیٹس، ڈینگو رڈینگو ہیمر یج، جاپانی انسیفلائٹس، لپسٹو اسپائرس اور پلیگ۔ اس پروگرام کا مقصد ضلعی سطح پر اس بیماری کا پتہ لگانے کے انتظام کو مضبوط بنانا اور بیماری پھیل جانے پر اس کی روک تھام کی مناسب ترکیب کرنے کی صلاحیت کو فروغ دینا ہے۔ یہ پروگرام 98-1997 میں پانچ منتخب ریاستوں کے ایک ایک ضلع میں تجرباتی طور پر شروع کیا گیا تھا اور اسی سال اسے 10 ریاستوں کے 20 اضلاع کو مزید شامل کیا گیا۔ 99-1998 میں اس میں 20 ضلعوں اور 8 ریاستوں کو اور شامل کیا گیا۔ نویں منصوبے کے آخر تک اس پروگرام کو 31 ریاستوں کے 100 اضلاع میں شروع کر دیا جائے گا۔ اس مقصد کے لئے ریاستی حکومتوں رمرکز کے زیر انتظام علاقوں کو 99-1998 میں 3 کروڑ 75 لاکھ روپے اور 2000-1999 میں 2 کروڑ 71 لاکھ روپے کی رقم دی گئی تھی۔ قومی قابل سرایت امراض کے ادارے اور W.H.O نے 2000-1999 کے دوران ہریانہ، گجرات، مدھیہ پردیش، کرناٹک، کیرل، مہاراشٹر، او راتر پردیش میں پروگرام کے نفاذ کے لئے مشترکہ تشخیص کرائی گئی تھی۔

ذہنی صحت(Mental Health)

قومی ذہنی صحت پروگرام، 1982 میں شروع کیا گیا۔ اس پروگرام کے مسائل کے لئے کمیونٹی بنیاد کے طرز عمل کو اپنایا گیا ہے۔ اس میں مندرجہ ذیل امور شامل ہیں۔ (i) ریاستوں میں شناخت کئے گئے مرکزی اداروں میں ذہنی صحت کے کارکنوں کی ٹیم کو تربیت دینا (ii) ذہنی صحت کے مسائل کے علاج کے لئے آگہی پیدا کرنا، (iii) ذہنی امراض کی تشخیص اور علاج کے لئے معاشرے میں ہی علاقائی طور پر انتظام کرنا۔ اس میں OPD اور ہسپتال میں علاج اور مریض کے صحت یاب ہو جانے کے بعد اس کے صحت کی لگاتار دیکھ ریکھ کا انتظام شامل ہے۔ (iv) علاقائی سطح پر حاصل شدہ اعداد و شمار اور تجربوں کو ریاست اور مرکز تک پہنچانا تا کہ مستقبل کے منصوبے اسی تجربے کی بنیاد پر بنائے جا سکیں۔ اور سروس اور تحقیقی امور میں بہتری لائی جا سکے۔ ضلعی ذہنی صحت پروگرام کی شروعات 1996 میں ہوئی تھی اور اس وقت 18 ریاستوں کے 20 اضلاع میں چلایا جا رہا ہے۔ جن دیگر ریاستوں رمرکز کے زیر انتظام علاقے اور اضلاع میں اس سال سے اس پروگرام کی شروعات کی گئی ہے ان میں چنڈی گڑھ، تری شور(کیرل) آیزول (میزورم) اور آسام میں گول پاڑہ ضلع شامل ہے۔ زیادہ تر ریاستوں میں ذہنی صحت کے لئے ادارے بنائے گئے ہیں۔ ذہنی صحت کے تربیت دہندگانوں کو بنگلور کے "قومی انسٹی ٹیوٹ برائے ذہنی صحت اور نیورو سائنسز" میں ریاستی

سطح پر تربیت دی جاتی ہے۔

کینسر (Cancer)

وقت پر تشخیص نہ ہونے اور علاج نہیں ہونے کی حالت میں کینسر کی وجہ سے موت واقع ہو جانے کا خدشہ زیادہ رہتا ہے۔ اس لئے اس مرض کی روک تھام، جلد شناخت اور پورے ملک میں علاج کی سہولت بڑھانے پر خاصی توجہ دی جا رہی ہے۔ قومی کینسر کنٹرول پروگرام کے تحت درج ذیل منصوبے عمل میں لائے جا رہے ہیں۔ (I) علاقائی کینسر مراکز کی ترقی (ii) میڈیکل کالجوں میں اون کولوجی شعبوں کو قائم کرنا (iii) کوبالٹ تھیراپی یونٹوں کا قیام کرنا (iv) ضلعی کینسر انسداد پروگرام اور (v) صحت سے متعلق تعلیم اور سرعت عمل۔ مختلف ریاستوں میں 14 علاقائی مراکز کو تجربہ گاہ اور ریفرل مرکز تسلیم کر لیا گیا ہے۔

پروگرام برائے انسداد گنی ورم

1977 میں ہندوستان سے چیچک کے مرض کو پوری طرح ختم کرنے کے بعد گنی ورم کے انسداد کا نشانہ رکھا گیا ہے۔ 84-1983 میں ہندوستان اس مرض کے انسداد کا پروگرام شروع کرنے والا دنیا کا سب سے پہلا ملک بنا۔ ملک کے دور افتادہ گاؤں میں جہاں پینے کا صاف پانی نہیں ملتا وہاں بڑی تعداد میں لوگ اس بیماری کے شکار ہیں۔ پروگرام برائے انسداد گنی ورم، مرکزی وزارت برائے دیہی علاقہ اور روزگار اور ریاستوں کے عوامی صحت محکموں کے تعاون سے ملک کے ابتدائی صحت نگہداشت کے بنیادی ڈھانچے کے روپ میں نافذ کیا گیا ہے۔

مرکزی اور ریاستی حکومتوں کی موثر حکمت عملی اور متواتر کوششوں کی وجہ سے گنی ورم کا آخری معاملہ جولائی 1996 میں آیا تھا۔ اور تب سے اس مرض پر پوری طرح قابو پا لیا گیا ہے۔ اور جنوری 1998 اور اپریل 1999 میں اس امر کی دوبارہ تصدیق کر دی گئی کہ ہندوستان سے گنی ورم کا مرض ختم ہو گیا۔

پروگرام برائے انسداد یاز

یاز جسم کو بدنما اور معذور بنانے والا (Non-Venereal Treponemal In fection) ہے۔ اس کو پوری طرح سے روکا جا سکتا ہے۔ لمبے عرصے تک اثر کار پینسلین کے ایک ٹیکے کے ذریعہ اس کی روک تھام اور علاج کیا جا سکتا ہے۔ یاز کے مرض کا انسداد ممکن ہے۔ دور افتادہ علاقوں میں صحت خدمات کی کمی کی وجہ سے یہ مرض لاحق ہوتا ہے۔ یاز کے پھیلاؤ کو روکنے کا پروگرام ابتداء میں مرکزی حکومت کے ایک منصوبے کے تحت 97-1996 میں اڑیسہ کے کوراپوٹ ضلع میں شروع کیا گیا۔ 98-1997 میں اسے مدھیہ پردیش، آندھرا پردیش، مہاراشٹر اور گجرات میں بھی چلایا گیا۔ 99-1998 میں اس منصوبے کو آندھرا پردیش، مہاراشٹر، اڑیسہ، اتر پردیش، بہار اور آسام میں جاری رکھا گیا۔ اس پروگرام کے عمل درآمد کی نگرانی کے لئے اور تال میل قائم رکھنے کے لئے دلی میں واقع قومی قابل سرایت مرض کی انسٹیٹیوٹ اہم ایجنسی ہے۔ اس کے لئے نویں منصوبے میں 3 کروڑ 70 لاکھ کی رقم مختص کی گئی ہے۔

میڈیکل راحت اور رسد

اسپتال اور ڈسپنسریاں

میڈیکل سہولیات خصوصی طور پر مرکزی اور ریاستی حکومتیں مہیا کراتی ہیں۔ کچھ چیریٹیبل، رضاکار اور نجی ادارے بھی یہ سہولیات

فراہم کرتی ہیں۔ چھوٹے اسپتالوں سے بہتر علاج کے لئے بڑے اسپتالوں میں بھیجے جانے والے مریضوں کی نگہداشت کے لئے ضلع اور سب ڈویژنل اسپتالوں کی خامیوں کو دور کرکے اسے بہتر بنایا جارہا ہے۔ یکم جنوری 1996 میں اسپتالوں کی تعداد 15,188 لاکھ تھی اور نی اسپتال 63,578 مریضوں کا علاج کیا گیا۔

دیہی صحت کا بنیادی ڈھانچہ

دیہی آبادی کو صحت کی نگہداشت کی سہولیات فراہم کرنے کے مقصد سے حکومت نے کم سے کم ضرورت پروگرام کے تحت دیہی علاقوں میں صحت کی بنیادی سہولت فراہم کرنے پر خاص توجہ دینا شروع کیا ہے۔ قومی صحت پالیسی میں عوام کے لئے مرض کی روک تھام، علاج اور بازآبادکاری وصحت خدمات کی فراہمی پر زور دیا گیا ہے۔ اس کا مقصد ابتدائی صحت نگہداشت کے طرز عمل کو اپناتے ہوئے عوام کے صحت اور علاج کے عمل میں ان کی حصہ داری کو یقینی بنایا جاتا ہے۔

دیہی علاقوں میں مربوط صحت اور خاندانی بہبود کے سپردگی نظام کے تحت نٹ ورک کے ذریعہ صحت سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔ 30 جون 1999 تک 2935 کمیونٹی صحت مراکز، 22,975 ابتدائی صحت مراکز، 1,37,271 ذیلی مراکز کا جامع نٹ ورک تیار کرلیا گیا تھا۔ جس کے ذریعہ عوام کے نچلے سطح تک ابتدائی صحت سہولیات فراہم کی جارہی ہیں۔ میدانی علاقوں میں 5,000 آبادی کے لئے ایک ذیلی مرکز ہے جب کہ درج فہرست ذات اور درج فہرست قبائل کے مشکل علاقوں کے لئے 3,000 کی آبادی پر ایک ذیلی مرکز کی سہولت ہے۔ ایک ذیلی مرکز میں ایک عورت اور ایک مرد ملازم بحال کئے گئے ہیں۔ جو عام طور پر مرکز کے تمام کام خود انجام دیتے ہیں۔ میدانی علاقوں میں 30,000 کی آبادی کے لئے اور قبائلی اور دور افتادہ علاقوں میں 20,000 کی آبادی کے لئے ایک ابتدائی صحت مرکز کی سہولت دی گئی ہے۔ ایک ابتدائی صحت مرکز کے ساتھ یا کمیونٹی سینٹر میں 30 بیڈ، عمدہ لیباریٹری اور ایکسرے کی سہولت بھی فراہم کی جاتی ہے۔ یہ مراکز 80,000 سے 1 لاکھ 20 ہزار تک کی آبادی کو اپنی خدمات مہیا کراتے ہیں۔

مرکزی حکومت کی صحت اسکیم

مرکزی حکومت کی صحت اسکیم مرکزی حکومت کے ملازمین، پنشن یافتہ ملازمین اور ان کے لواحقین کو تمام طبی سہولیات مفت مہیا کرانے کے مقصد سے 1954 میں شروع کی گئی تھی۔ اس اسکیم کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ ملازمین کو علاج کے خرچ کی واپسی کے قانون کے تکلیف دہ عمل سے نہ گزرنا پڑے۔ اس منصوبے کے تحت مرکزی حکومت کے ملازمین کے علاوہ پارلیمنٹ کے موجودہ اور سابق ممبران، ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے ججوں (موجودہ اور ریٹائر)، مجاہدین آزادی، نیم خودمختار باڈی، نیم سرکاری تنظیموں کے ملازمین، تسلیم شدہ جرنلسٹ، سابق گورنروں اور بھارت کے سابق نائب صدور کو بھی خدمات فراہم کرائی جاتی ہے۔ شروع میں یہ اسکیم دلی میں شروع کی گئی تھی۔ اس کے بعد الہ آباد، احمد آباد، بنگلور، ممبئی، کلکتہ، حیدرآباد، جے پور، جبلپور، لکھنؤ، چنئی، میرٹھ، ناگپور، پٹنہ، پونے، کانپور، ترونت پورم اور گوہاٹی میں بھی سی۔جی۔ایچ۔ایس کی خدمات شروع کی گئیں۔ اس کے تحت بھونیشور اور رانچی میں اکاؤنٹ جنرل آف انڈیا کے ملازمین کو بھی اس کی خدمات فراہم کی جاتی ہیں۔ اس وقت ملک میں 9 لاکھ 74 ہزار کارڈ ہولڈروں کے لئے 241 ایلوپیتھی ڈسپنسریاں ہیں اور 43 لاکھ 66 ہزار لوگ سی۔جی۔ایچ۔ایس خدمات کا فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ انہیں مرکزی حکومت کے صحت پروگرام (سی۔جی۔ایچ۔ایس) سہولتوں کے تحت ڈسپنسریوں کی آیورویدِ، ہومیوپیتھی، یونانی، سدھ اور یوگا اکائیوں کے ذریعہ ہندوستانی علاج سسٹم کے خدمات بھی فراہم کرائے جاتے ہیں۔ ہر سسٹم کی ڈسپنسریوں کی تعداد اس طرح ہے۔ آیورویدک ڈسپنسری (31 یونٹ) ہومیوپیتھی ڈسپنسری (34 اکائیاں) یونانی ڈسپنسریاں (9 اکائیاں) سدھ ڈسپنسریاں (2 اکائیاں) اور یوگ کی 3 اکائیاں۔ سی۔جی۔ایچ۔ایس کے تحت 19 پولی کلنک، 2 لیب اور 17 دانتوں کے علاج

کی اکائیاں کام کر رہی ہیں۔

مرکزی حکومت کی صحت اسکیم سے استفادہ کرنے والے، سی۔جی۔ایچ۔ایس/سرکاری اسپتال کے ڈاکٹروں کی سفارش پر اپنی پسند کے سی۔جی۔ایچ۔ایس تسلیم شدہ اسپتال میں خاص علاج کرا سکتے ہیں۔اس علاج کے اخراجات کا انتظام حکومت کے ذریعہ طے شدہ شرح/حدوں کے مطابق ہے۔

ہنگامی طبی راحت

متنوع آب و ہوا اور طبعی ساخت والے اس ملک میں لوگوں کو وقتاً فوقتاً قدرتی آفات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ پیسفک خطے میں ہندوستان قدرتی آفات کے خدشے والا اہم ملک ہے۔اڑیسہ میں 29 اکتوبر کو آئے بھیانک طوفان اور بھاری بارش کی وجہ سے جان مال کا کافی نقصان ہوا۔ وہاں بڑے پیمانے پر راحت پہونچانے کے لئے وزارت نے میڈیکل افسروں کی ایک ٹیم بھیجی اور تقریباً 2 کروڑ 76 لاکھ روپے کا راحت سامان بھیجا۔

آفت کی صورت حال کی منیجمنٹ کی ذمہ داری ریاستی حکومتوں پر ہے حکومت ہند کے وزارت برائے صحت اور خاندانی بہبود کا صحت سروس ڈائرکٹوریٹ، صحت سیکٹر کی ذمہ داریوں کو پوری کرنے کے لئے ریاستی حکومتوں کو تکنیکی امداد فراہم کرتا ہے۔ یہ کام صحت سروس ڈائرکٹوریٹ کا ہنگامی طبی راحت کا محکمہ کرتا ہے۔اس مقصد کے حصول کے لئے ریاستی حکومتوں کے ساتھ لگاتار رابطہ رکھا جاتا ہے۔ ہنگامی طبی راحت محکمہ دوسرے ملکوں میں قدرتی آفات کے وقت انسانی بنیاد پر امداد دینے کے لئے وزارت خارجہ سے رابطہ کرتا ہے۔

ادویہ

ادویہ اور کاسمیٹک ایکٹ 1940 (جس میں وقتاً فوقتاً ترامیم کی گئیں) ادویہ اور کاسمیٹک کی درآمدات، پیداوار، فروخت اور تقسیم کی دیکھ ریکھ کرتا ہے۔اس ایکٹ کے تحت گھٹیا قسم کی ملاوٹی اور غلط برانڈ کی ادویہ درآمدات، پیداوار اور فروخت پر پابندی لگائی جاتی ہے۔مرکزی حکومت کے ذریعہ غیر ممالک سے درآمد کی گئی ادویہ کی جانچ کرنے، ریاستی حکومتوں کی سرگرمیوں میں ربط کرنے، ادویہ کی انضباطی معیار بندی اور نئی دواؤں کو غیر ممالک سے درآمد کرنے یا ملک میں تیار کرنے کی اجازت دینے کا اختیار ہے۔جن ادویہ کی پیداوار، فروخت اور تقسیم اندرون ملک ہوتی ہے اس کی معیار بندی اور منیجمنٹ کا فریضہ ریاستی حکومتیں ادا کرتی ہیں۔مرکزی ادویہ معیار کنٹرول آرگنائزیشن (CDSCO) کے ممبئی، کلکتہ، غازی آباد اور چنئی میں واقع علاقائی دفاتر اور لکھنؤ، پٹنہ اور حیدر آباد میں واقع ذیلی علاقائی دفاتر اس ایکٹ کو نافذ کرنے کے لئے ریاستی تنظیموں کے ساتھ قریبی رابطہ رکھتے ہیں۔ CDSCO ادویات کی معیار بندی کے ضمن میں متعلقہ افراد کے لئے تربیتی پروگرام بھی منعقد کرتا ہے۔کلکتہ میں واقع مرکزی ہدایات لیباریٹری، مرکزی حکومت کے ذریعہ بیرونی ممالک سے درآمد ادویات کی جانچ کرتی ہے اور ملک میں تیار ادویات کی بھی معیار بندی کرتی ہے۔اس کام میں غازی آباد کی مرکزی ہندوستانی فارما کوپیا لیباریٹری، چنئی اور ممبئی اور ریاستی ادویات کنٹرول اتھاریٹی تعاون کرتے ہیں۔ادویات اور کاسمیٹک ایکٹ کے تحت عدالتوں کے ذریعہ بھیجے گئے نمونوں کے لئے اپیلی لیباریٹری کی روپ میں CDL کلکتہ سرگرم عمل ہے۔ بلڈ بنکوں، بلڈ مصنوعات، منی (اسپرم) اور ٹیکوں وغیرہ کے لائسنس ریاستی لائسنسنگ اتھاریٹی کی سفارش کے بعد نئی دلی کے سی۔ڈی۔ایس۔سی۔او۔ میں واقع مرکزی لائیسنسنگ اپرول اتھاریٹی سے منظوری لینی ہوتی ہے۔قانون کے تحت تشکیل دیا ہوا ادویہ تکنیکی مشاورتی بورڈ مرکز اور ریاستی حکومتوں کی تکنیکی امور پر صلاح دیتا ہے۔

کیمیا اور پیٹرو کیمیا کا محکمہ ادویات کی قیمت اور فارمولے پر 1962 سے ہی قانونی کنٹرول رکھتا ہے۔لیکن 1970 کے بعد

سے اسے موثر طریقے سے نافذ کیا جا رہا ہے۔ ادویہ (قیمت کنٹرول) آرڈر 1970 کی جگہ ترمیم شدہ ادویات (قیمت کنٹرول) آرڈر 1994 نے لے لیا ہے۔ جس کی وجہ سے ادویات کی تھوک قیمت اشاریے دوسری اجناس کی طرح ایک جیسے رکھے جاتے ہیں۔

ٹیکا (ویکسین) کی پیداوار

ہندوستان پولیو کو چھوڑ کر خسرا کے ساتھ قومی حفاظتی اقدامی پروگرام کے تحت آنے والے تمام ٹیکوں کی پیداوار میں خود کفیل ہے۔ پولیو کا ٹیکا کثیر مقدار (مرتکز شکل) میں درآمد کیا جاتا ہے۔ اسے ہافکین بائیو فارموسیوٹیکل لمیٹیڈ ممبئی بھارت ایمونولوجیکلز اینڈ بائیولوجیکل کارپوریشن لمیٹیڈ، بلند شہر (یوپی) ریڈی کیورا فارما، دہلی اور بائیو میڈ پرائیویٹ لمیٹیڈ، غازی آباد (یوپی) میں پتلا کر کے شیشی میں بھرا جاتا ہے۔ پولیو کے ٹیکے کی پیداوار بھی جلد ہی ملک میں شروع ہونے کی امید ہے۔ بی۔سی۔جی ٹیکے کی مانگ کو پورا کرنے کے لئے قومی ایمونائزیشن پروگرام کے تحت بی۔سی۔جی کے کی باقی ماندہ مانگ کو پورا کرنے کے لئے چننئی کے گنڈی میں بی۔سی۔جی لیباریٹری کی توسیع کا کام چل رہا ہے۔

تغذیہ

ہندوستان میں تغذیہ سے متعلق مخصوص مسائل ہیں پروٹین توانائی ناقص تغذیہ، آئیوڈین کی کمی سے ہونے والی بیماریاں، وٹامن 'A' اور خون کی کمی۔ علاوہ ازیں فلوروسس بھی تغذیہ سے متعلق ایک اہم بیماری ہے اور لیتھورزم کا بھی کچھ علاقوں میں اثر رہتا ہے۔ صحت سروس کے ڈائریکٹوریٹ جنرل کا تغذیہ سیل ان تمام معاملوں میں تکنیکی صلاح دیتا ہے۔ سترہ ریاستوں اور مرکزی علاقوں میں قائم تغذیہ ڈویژن کا کام غذا کا جائزہ لینا۔ تغذیہ سے متعلق تعلیمی مہم چلانا، ضمنی غذا کے پروگرام کی دیکھ ریکھ کرنا اور ناقص تغذیہ میں اصلاح کے لئے اقدام مربوط طفلی ترقیاتی اسکیم (ICDS) سو تغذیہ اور صحت کے مسائل کو کنٹرول کرنے کے لئے اپنی خدمات کا ایک پیکج فراہم کر رہی ہے۔ غذا میں وٹامن 'A' کی کمی سے ہونے والے بچوں کے اندھے پن کی روک تھام کے لئے صحت کارکن ہر چھ مہینے بعد بچوں کو وٹامن 'A' کی مرتکز خوراک دیتے ہیں۔ اسی طرح عورتوں اور بچوں میں تغذیہ کی کمی سے ہونے والی خون کی کمی کی روک تھام کے لئے لوہا اور فولک ایسڈ کی گولیاں بھی صحت مراکز کے ذریعہ تقسیم کی جاتی ہیں۔ ''قومی ادارہ برائے تغذیہ'' حیدرآباد، اور کل ہند ادارہ برائے حفظان صحت اور عوامی صحت، کلکتہ، تغذیہ کی تحقیق اور تربیت کے اہم ادارے ہیں۔

میڈیکل تعلیم اور تحقیق

ہندوستانی کونسل برائے میڈیکل تحقیق

ہندوستانی کونسل برائے میڈیکل تحقیق (آئی۔سی۔ایم۔آر) وزارت صحت و خاندانی بہبود کے تحت ایک خود مختار ادارہ ہے۔ یہ بائیو میڈیکل کی تشکیل، ربط اور تحقیق کے لئے بڑھاوا دینے والی چوٹی کا ادارہ ہے۔ کونسل کے بنیادی کاموں میں قومی سطح میڈیکل تحقیق کے لئے حکمت عملی تیار کرنا، تحقیقی مقصد کے لئے ترجیحی علاقوں کی شناخت تحقیقی اداروں، میڈیکل کالجوں اور یونیورسٹیوں کو مالی امداد فراہم کر کے، ان تحقیقات پر عملدرآمد کرانا شامل ہے۔ کونسل کے اہم تحقیقی پروگرام عام طور پر بیرونی تحقیقی پروگراموں کے ذریعہ چلائے جاتے ہیں۔ اس کے لئے ملک کے مختلف حصوں میں واقع میڈیکل کالجوں میں 31 انسانی تناسل و توالد تحقیقاتی مراکز کام کر رہے ہیں۔ داخلی تحقیقی سرگرمیاں ممبئی میں واقع تناسل و توالد تحقیقی مرکز اور حیدرآباد کے قومی تغذیائی

ادارے کے ذریعہ چلایا جاتا ہے۔ قومی خاندانی بہبود پروگرام کے تحت خاندانی منصوبہ بندی تکنیک پر ریسرچ کے لئے کونسل کو سالانہ بنیاد پر مالی امداد مہیا کرائی جاتی ہے۔

ہندوستانی میڈیکل کونسل

ہندوستانی میڈیکل کونسل کا قیام ایک قانونی ادارے کے روپ میں، ہندوستانی میڈیکل کونسل ایکٹ، 1938 (جسے بعد میں ہندوستانی میڈیکل ایکٹ، 1956 کے تحت مسترد کردیا گیا اور 1958 میں اس ایکٹ میں معمولی ترمیم کی گئی) کے تحت عمل میں آیا۔ 1993 میں ہندوستانی میڈیکل کونسل ایکٹ 1956 میں ترمیم کی گئی تاکہ وزارت برائے صحت اور خاندانی بہبود کی پیشگی منظوری کے بغیر میڈیکل کالجوں کی تعداد میں اندھادھند اضافہ نشستوں میں اضافہ اور نئے تدریسی کورس شروع کرنے پر پابندی لگائی جاسکے۔ کونسل کے دیگر اہم کاموں میں انڈر گریجویٹ اور گریجویٹ سطح کی تعلیم کے لئے یکساں معیار قائم رکھنا، ہندوستانی میڈیکل رجسٹر تیار کرنا، غیر ممالک میں میڈیکل ڈگریوں کے تبادلے کو منظوری دینے کے لئے ان ممالک سے رابطہ قائم کرنا، میڈیکل تعلیم جاری رکھنا اور منظور شدہ لیاقت والے ڈاکٹروں کو عارضی رمستقل منظوری دینا، زائد لیاقت والے ڈاکٹروں کا رجسٹریشن اور دولت مشترکہ ممالک میں جانے والے ڈاکٹروں کو گڈ اسٹینڈنگ ڈاکٹر سرٹیفیکٹ دینا۔ ابھی تک ملک میں 171 میڈیکل کالج ہیں ان میں 147 کو ہندوستانی میڈیکل کونسل کی توثیق مل چکی ہے۔ 21 نئے میڈیکل کالجوں کو M.B.B.S کورس چلانے کے لئے مرکزی حکومت سے منظوری ملی ہوئی ہے۔ ان کالجوں میں ہر سال تقریباً 17 ہزار طالب علموں کے داخلے کی گنجائش ہے۔

ہندوستانی ڈینٹل کونسل

ہندوستانی ڈینٹل کونسل کا قیام ڈینٹسٹ ایکٹ، 1948 کے تحت عمل میں آیا۔ اس ایکٹ کا خاص مقصد ملک میں دندانی تعلیم، پیشہ اور اخلاقیات کو باقاعدہ بنانا ہے۔ کونسل تعلیمی سہولیات کی موزونیت کو یقینی بنانے کے لئے وقتاً فوقتاً ڈینٹل اداروں کی جانچ کرتی ہے۔ ملک میں 126 ڈینٹل کالج ہیں جن میں بی۔ ڈی۔ ایس کورس کے لئے 7020 طالب علموں کے داخلے کی گنجائش ہے۔

ہندوستانی فارمیسی کونسل

ہندوستانی فارمیسی کونسل ایک قانونی جمعیت ہے جس کا قیام فارمیسی ایکٹ، 1948 کے تحت عمل میں آیا۔ کونسل فارسٹوں کی تربیت کے لئے یکساں معیار کی تعدیل اور نگہداشت کرتی ہے۔ فارمیسی کے ڈپلوما کورس کے لئے نصابی اور ضابطے کے ساتھ ساتھ فارمیسٹوں کے رجسٹریشن بھی کونسل کے ذریعہ ہی کئے جاتے ہیں۔ فی الحال 343 ڈینٹل اداروں سے ہر سال 20,078 طالب علموں کو فارمیسی میں ڈپلوما (ڈی۔ فارما) دیا جارہا ہے اور 132 اداروں کے ذریعہ 6680 طالب علموں کو فارمیسی کی ڈگری بی۔ فارما کی تربیت دی جارہی ہے۔

میڈیکل سائنسز کی قومی اکادمی

میڈیکل سائنسز کی قومی اکاڈمی کا قیام ایک رجسٹرڈ سوسائٹی کے طور پر کیا گیا جس کا مقصد طبی سائنس کی ترقی کی حوصلہ افزائی کرنا تھا۔ اکادمی فیلو اور ممبروں کا انتخاب کرکے صلاحیتوں اور فضیلتوں کو منظوری دیتی ہے پیشہ ور ڈاکٹروں کو نئے مسائل سے عہدہ برآمد ہونے اور طبی سہولیات فراہم کرنے کے لئے ان کے علم کو تازہ کرنے (Up to date) کے لئے اکادمی نے 1982 سے

متواتر میڈیکل تعلیم پروگرام نافذ کیا ہے۔ اس اکاڈمی میں 25 اکتوبر 1999 تک 7 اعزازی فیلو، 683 فیلو اور 1627 ممبران تھے۔

تعلیم صحت

مرکزی تعلیم صحت بیورو صحت کی تعلیم کے لئے چوٹی کا ادارہ ہے جو ریاست اور ضلع سطح کے صحت اور متعلقہ سیکٹروں کے عملے کو تربیت دیتے ہیں۔ یہ تربیت یافتہ لوگ سماج میں صحت کی تعلیم کو عام کرتے ہیں۔ 1956 میں قائم یہ بیورو مواصلات اور تربیت کے علاوہ صحت کی تعلیم کی ترقی اور صحت سے متعلق حالیہ مسائل کے ضمن میں جانکاری مہیا کرتا ہے۔ بیورو 8 تکنیکی ڈویژنوں کے ذریعہ اپنے مقاصد کی حصول یابی کی کوشش کرتا ہے جن کے نام ہیں۔ تربیت، میڈیا، ادارہ، صحت کی تعلیم، سروسز، تحقیق اور تعین قدر، فیلڈ اسٹڈی اور مظاہرہ سینٹر اور صحت سے متعلق ووکیشنل کورس۔ تربیتی ڈویژن کے ذریعہ جو پروگرام چلائے جاتے ہیں وہ ہیں: دہلی یونیورسٹی کا دو سال کا تعلیم صحت کا پوسٹ گریجویٹ ڈپلوما، میڈیا کے عملے کے لئے 8 ہفتوں کا تربیتی کورس، پارا میڈیکل ایجوکیشن میں سرٹیفکیٹ کورس، ضلع سطح کے میڈیکل افسروں کے لئے کورس، وغیرہ علاوہ ازیں نرسنگ، پارا میڈیکل پروفیشنل اور بین الاقوامی مندوبین کے لئے ایک دن کے 28 کورس منعقد کئے جاتے ہیں۔

میڈیا ڈویژن، بیورو کے تشہیر سے متعلق کام کی نگہداشت کرتا ہے اور یہ ڈویژن سواستھ ہند (انگریزی ماہنامہ) آروگیہ سندیش (ہندی ماہنامہ) اور سواستھ شکچھا سماچار (ہندی سہ ماہی) نام کے تین رسالے شائع کرتا ہے۔ ان رسالوں میں صحت سے متعلق اہم مواد شائع کئے جاتے ہیں۔ یہ ڈویژن عوامی صحت کے اہم مسائل پر پرچے، فولڈر، وغیرہ مطبوعہ مواد بھی تیار کرتا ہے۔ جس کو ہیلتھ ڈویژن اسکولوں میں مشتہر کرتا ہے۔ ہیلتھ ایجوکیشن سروس ڈویژن، ہیلتھ ایجوکیشن کے فروغ کے لئے سرکاری اور غیر سرکاری تنظیموں کا تعاون کرتا ہے۔ یہ ڈویژن قومی اور بین الاقوامی ایجنسیوں سے رابطہ قائم رکھتا ہے۔ مرکزی ہیلتھ ایجوکیشن بیورو، 10+2 سطح پر صحت سے متعلق پیشہ وارانہ کورس کے فروغ کے لئے مرکزی تنظیم کے روپ میں کام کرتا ہے۔ اور اس کام میں اسے ایجوکیشن ڈویژن کا تعاون حاصل رہتا ہے۔ صحت سے متعلق پیشہ وارانہ کورس ڈویژن۔ اس کورس کے لئے نصاب اور نصابی بک تیار کرتا ہے اور ریاستوں اور مرکزی علاقوں کو اس کورس کے آغاز کے لئے حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ تحقیق ڈویژن صحت کے مختلف پہلوؤں پر کرداری مطالعہ کرتا ہے۔ علاقائی مطالعہ اور مظاہرہ مرکزی بیورو کی علاقائی تجربہ گاہیں ہیں جہاں ہیلتھ ایجوکیشن کے نظام کو اپنانے سے پہلے ان کا تجزیہ کیا جاتا ہے۔

قومی امداد فنڈ برائے امراض

ملک کے 14 ریاستوں میں یہ فنڈ قائم کیا گیا ہے۔ آندھرا پردیش، ہماچل پردیش، جموں وکشمیر، کرناٹک، کیرل، گوا، گجرات، مدھیہ پردیش، مہاراشٹر، میزورم، راجستھان، تری پورہ، تملناڈو اور مغربی بنگال، دہلی میں بھی اس طرح کا فنڈ قائم کیا گیا ہے۔ اس منصوبے کے تحت ان ریاستوں اور مرکز کے زیر نگرانی علاقوں کو مالی امداد جاری کی جاچکی ہے۔ علاج کے معاملوں کی چھان بین کے لئے سبھی پانچوں مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں کمیٹیاں بھی قائم کی گئی ہیں۔ ان مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے لئے 99-1998 میں 50-50 لاکھ روپے کی رقم منظور کی گئی تھی۔ جنوری 1998 میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ دلی میں مرکزی حکومت کے تین اسپتالوں اور قومی سطح کے تین سرکردہ اداروں جیسے آل انڈیا انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنس (ایمس) نئی دلی، پی۔ جی۔ آئی۔ ای۔ ای۔ آر چنڈی گڑھ اور جپمیر، پانڈیچری کو قومی امداد فنڈ برائے امراض سے دس لاکھ روپے (ہر ایک) منظور کیے جائیں۔ اس کا مقصد نہایت غریب مریضوں کو 26 ہزار روپے تک کی مدد فراہم کرانا تھا۔ یہ اسکیم اب بنگلور میں واقع نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف نیشنل ہیلتھ اینڈ نیورو سائنسز میں بھی لاگو کی گئی ہے۔

خاندانی بہبود

ہندوستان دنیا کا سب سے بڑا جمہوری ملک ہے اور آبادی کے لحاظ سے دنیا میں اس کا مقام دوسرا ہے۔ دنیا کے 2.4% رقبے پر یہاں دنیا کی کل آبادی کا 16% حصہ آباد ہے۔ ہندوستان کی آبادی میں ہر سال 1.8 کروڑ کا اضافہ ہوتا ہے۔ عوامی صحت اور بہبود کے فروغ کے لئے خاندانی منصوبہ بندی کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے 1951 میں یہ پروگرام شروع کرنے والا ہندوستان دنیا کا پہلا ملک تھا۔ ملک کی جمہوری روایت کے مطابق خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کے ذریعہ کوشش کی جارہی ہے کہ لوگ اپنی مرضی اور سہولت کے مطابق خاندانی منصوبہ بندی کے دستیاب طریقوں کو اپنا کر ذمہ دار منصوبہ بند خاندان کے روپ میں زندگی گزار سکیں۔

آزادی کے وقت گاؤں میں قیام پذیر غریب عوام کے لئے صحت کی سہولتیں بہت کم دستیاب تھیں۔ لیکن گزشتہ پانچ دہائیوں میں تمام ملک میں صحت مراکز کا جال بچھانے میں بھاری سرمایہ کاری کی گئی ہے۔ ذیلی مراکز، ابتدائی صحت مراکز، اور عوامی صحت مراکز کے عظیم ڈھانچے کی مدد سے حکومت لوگوں کو خاندانی منصوبہ بندی کی خدمات فراہم کر رہی ہے۔

صحت سیکٹر میں سرمایہ کاری کے مثبت نتائج سامنے آئے ہیں۔ شرح اموات میں کافی کمی آئی ہے۔ طفلی اموات کی شرح آدھی رہ گئی ہے اور دور حیات دوگنی ہوگئی ہے۔ ان تمام کامیابیوں کے باوجود ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔

خاندانی بہبود کے پروگراموں کی کامیابی، خواندگی کی شرح میں سدھار، عورتوں کی تعلیم، لوگوں کی سماجی اور مالی حالت جیسے مختلف پہلوؤں پر منحصر کرتی ہے۔ آبادی کے فروغ پر 1994 میں منعقد قاہرہ کانفرنس میں آبادی کو قابو میں رکھنے اور لوگوں کی تولیدی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے واضح بنیاد کے نقطہ نظر کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔ قاہرہ کانفرنس میں تیار کی گئی منصوبہ عمل پر حکومت ہند نے بھی دستخط کئے ہیں۔

1992 میں شروع کئے گئے بقائے اطفال اور محفوظ زچگی پروگرام کے نتیجے میں متعدی امراض سے حفاظت کی سمت میں قابل قدر سدھار ہوا ہے۔ اس پروگرام کے دوران ٹیکوں کی مدد سے روکی جانے والی بیماریوں کے معاملوں میں کافی کمی آئی ہے۔

تولیدگی اور طفلی صحت کا پروگرام

1994 میں قاہرہ آبادی اور فروغ کانفرنس، میں منظور شدہ منصوبہ عمل کی بنیاد پر 15 اکتوبر 1997 میں تولیدگی اور طفلی صحت کا پروگرام شروع کیا گیا۔ اس پروگرام کے مطابق خاندانی منصوبہ بندی خدمات، ماں اور بچے کی صحت کی دیکھ ریکھ اور تولیدگی سے متعلق امراض کے ساتھ ساتھ اس سے منسلک سرایت پذیر امراض کی روک تھام کے لئے جامع منصوبوں کا نفاذ ہوگا۔ صحت کی سہولیات کی کمی والے علاقوں میں ان خدمات کی فراہمی کے لئے ضروری انتظامات کئے جائیں گے۔ صحت کے عملے کی تربیت، صحت خدمات کی نگرانی اور سپرویزن کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک بہتر صحت سہولیات فراہم کرتے ہوئے الگ الگ ضلعوں میں خاص ضرورتوں اور صلاحیتوں کو مدنظر رکھا جائے گا تاکہ وہاں ان سہولیات کا موثر طور پر استعمال ہو سکے۔

خام شرح پیدائش، عورتوں کی شرح خواندگی، جو ضلع کے تولیدگی اور طفلی صحت کی حیثیت کو نمایاں کرتے ہیں۔ کی بنیاد پر ان ضلعوں کو A (58)، B(184) اور C(265) کے زمروں میں منقسم کیا گیا ہے۔ ان ضلعوں میں مرحلہ وار طریقے سے تین سال کی مدت میں یہ پروگرام نافذ کیا جائے گا۔

تولیدگی اور طفلی صحت کے پروگرام پر 9ویں منصوبے میں تخمیناً 5112.53 کروڑ روپے کا خرچ ہوگا۔ اس مرحلے میں ملک

گیر پروگراموں میں تولیدگی اور طفلی صحت کی مد میں 4565.03 کروڑ روپے صرف ہوں گے۔ علاوہ ازیں 17 ریاستوں کے 24 ضلع پراجیکٹوں پر 283.88 کروڑ روپے صرف ہوں گے۔ان پراجیکٹوں کو ریاستی سطح کے معیار تک لانے کے لئے بنیادی سہولیات اور خدمات کو مضبوط بنایا جائے گا۔ 9ویں منصوبے کے دوران تولیدگی اور طفلی صحت کے پروگرام کے لئے ایک ارب ڈالر کی بین الاقوامی مدد مل سکے گی۔ عالمی بینک نے پروگرام شروع کرنے کے لئے دوسرے مرحلے کی منظوری دیدی ہے۔ یوروپی کمیشن نے اس پراجیکٹ کیلئے 25 کروڑ ڈالر منظور کئے ہیں۔ یونیسیف نے 12.10 کروڑ ڈالر اور یو این ایف نے 10 کروڑ ڈالر منظور کئے ہیں ی اے این آئی ڈی اے، ڈی ایف آئی ڈی اور کے ایک ڈبلیو جیسی دو فریقی ایجنسیوں نے بھی قابل قدر رقم فراہم کرنے کا وعدہ کیا ہے۔

عوامی ضرورتوں کے تخمینے کا طرز نظر

اپریل 1996 سے پورے ہندوستان میں خاندانی بہبود کے پروگرام بے نشانہ طرز نظر کی بنیاد پر نافذ کیا جارہا ہے۔اس طرز نظر کے مطابق مانع حمل طریقوں کے متعلق اوپر سے نشانہ طے کرنے کے بجائے نچلی سطح پر لامرکزی شمولیت پر مرکوز نظام کو اپنایا گیا ہے۔اس نظام میں عوامی ضرورتوں کو دھیان میں رکھا جائے گا اور جس سے خدمات کی معیار میں سدھار لایا جائے۔ سہولیات کا فائدہ اٹھانے والوں کو زیادہ آسودگی حاصل ہو سکے گی اوران کے درمیان ان خدمات کی قبولیت بڑھائی جا سکے۔

پلس پولیو کے انسداد کی مہم

ملک میں پولیوں کا پوری طرح قلع قمع کرنے کی مہم میں تیزی لانے کے لئے 96-1995 میں پلس پولیو کے سدباب کی مہم شروع کی گئی جس میں 3 سال تک کے سبھی بچوں کو پولیو خوراک دی گئی۔ 97-1996 میں عمروں کی حد بڑھا کر 5 سال تک کے سبھی بچوں کے لئے کردی گئی۔ 2000-1999 میں اس مہم کی حکمت عملی میں تھوڑی تبدیلی کی گئی اور اکتوبر 1999 سے جنوری 2000 تک پورے ملک بچوں کو پلس پولیوں کی خوراک دینے کے چار دور چلائے گئے۔ ہر دور میں 14 کروڑ 60 لاکھ سے زیادہ بچوں کو پولیو کی خوراک دی گئی۔ فروری۔ مارچ ماہ کے دوران ایسی آٹھ ریاستوں میں پلس پولیو سے بچاؤ کے دو مرحلے اور چلائے گئے جہاں بچوں میں پولیو ہونے کا خطرہ زیادہ تھا۔ یہ ریاستیں ہیں۔ آسام، بہار، گجرات راجستھان، مدھیہ پردیش، پنجاب، اتر پردیش اور اڑیسہ اس میں ہر مرحلے میں ایسے بچوں کو گھر گھر جا کر پلس پولیو کی خوراک پلائی گئی جو پہلے چھوٹ گئے تھے۔

1987 میں پولیو کے 28,257 معاملوں کی جانکاری ملی تھی۔اس میں کافی کمی آئی ہے۔اور 1999 میں پولیو کے 2,810 معاملے درج کئے گئے۔سال 2000 کے دوران مئی تک 70 معاملے درج ہوئے تھے، جس میں 34 معاملے اتر پردیش سے اور 28 بہار کے تھے۔ دسمبر 2000 اور جنوری 2001 میں دو مرحلے قومی سطح پر چلانے کی سفارش کی گئی ہے۔اس میں ایک مرحلہ دلی، اتر پردیش، بہار اور دور مغربی بنگال میں ستمبر ماہ میں چلایا جائیگا۔ دوسرا مرحلہ نومبر 2000 میں آسام، راجستھان، گجرات، مدھیہ پردیش، پنجاب، اتر پردیش اور اڑیسہ میں چلایا جائیگا۔

کامیابیاں

ہندوستان میں قومی خاندانی بہبود پروگرام 1951 میں شروع کیا گیا تھا۔اس کا مقصد شرح پیدائش کو کم کر کے آبادی کو قومی معیشت کی ضرورتوں کے مطابق متوازن کرنا تھا (پہلے پنج سالہ منصوبے کا دستاویز) خاندانی بہبود پروگرام کی کامیابیوں کو اس کی ابتدا سے لے کر اب تک مندرجہ ذیل میں دیکھا جاسکتا ہے۔

نمبر شمار	پیرامیٹر	1951	1981	1991	تازہ ترین حوالے اور سال قوسین میں دیئے گئے ہیں
1	شرح پیدائش	40.8	37.20 (مردم شماری)	29.5 (SRS)	26.5 (SRS 98)
2	شرح اموات	25.1	15.0 (مردم شماری)	9.8 (SRS)	9.0(SRS 98)
3	مجموعی شرح زرخیزی	5.99	4.5	3.5	3.3(SRS 97)
4	شرح اموات اطفال (فی 1000 زندہ پیدائش)	146.0	110.0	80.0	72.0 (SRS 98)
5	شرح حفاظت ازدواج (فیصد)	10.4	22.8	44.1	44.00(Service 99)
6	پیدائش روکنے کی تعداد (ملین میں)		44.2	130.1	241.97(31مارچ1999)

SRS(Sample Registration System)

1951 میں ہندوستان کی آبادی 36.11 کروڑ تھی جو 1991 کی مردم شماری کے مطابق بڑھ کر 84.63 کروڑ ہوگئی۔ اندازہ ہے کہ اگر آبادی پر روک نہ لگائی جاتی تو 91-1981 کے دہے میں آبادی کا سالانہ متواتر شرح اضافہ 2.71 فیصد ہوگیا ہوتا جب کہ 1991 کی مردم شماری میں یہ شرح 2.14 فیصد رہا۔ نمونہ رجسٹریشن نظام کے مطابق آبادی کی قدرتی شرح نمو میں 1998 میں 1.97 فیصد کی کمی آئی جبکہ 1997 میں 1.75 فیصد کی کمی آئی۔

ریاستوں میں آبادی کے اضافے کو روکنے کی کامیابیوں میں کافی تنوع ہے۔ جیسے کیرل اور تمل ناڈو میں خام شرح پیدائش بالترتیب 18.3 اور 19.2 ہے۔ یہ بہت اچھی کامیابی ہے۔ دوسری جانب خام شرح پیدائش بہار میں 31.7، مدھیہ پردیش میں 30.7، راجستھان میں 31.6 اور اتر پردیش میں 32.4 ہے۔ ان چار ریاستوں میں ہندوستان کی کل آبادی کا 40 فیصد حصہ آباد ہے۔ یہ شرح پیدائش 1998 سے 26.5 فی ہزار کے قومی اوسط سے زیادہ ہے۔ تولیدگی شرح بہار میں 4.4 مدھیہ پردیش میں 4.0 راجستھان میں 4.2 اور اتر پردیش میں 4.8 ہے۔ یہ آل انڈیا سطح کی اوسط 3.3 سے کہیں زیادہ ہے۔ اسی طرح طفلی اموات کی شرح میں بھی تنوع دیکھی گئی ہے۔ ایک جانب کیرل ہے جہاں طفلی اموات کی شرح 16 فی ہزار زندہ پیدائش ہے۔ جبکہ دوسری جانب مدھیہ پردیش میں اور اڑیسہ میں 98 فی ہزار ہے۔

نفاذ کی مشینری

خاندانی بہبود کا پروگرام ریاستی حکومتوں توسط سے چلایا جاتا ہے۔ اور مرکز اس میں صد فیصد سرمایہ صرف کرتا ہے دیہی علاقوں میں خدمات دستیاب کرانے کے لئے ذیلی مراکز، ابتدائی صحت مراکز اور عوامی صحت مراکز قائم کئے گئے ہیں۔ 1981 سے ذیلی مراکز کے قیام کے لئے (ذیلی مرکز کی عمارت اور مرد صحت عملہ کی تنخواہ سے قطع نظر) مرکزی حکومت تمام مالی اخراجات بہم پہنچائی

ہے۔30 جون 1999 میں ملک میں 1.33 لاکھ ذیلی مراکز کام کر رہے تھے جبکہ 1.34 لاکھ ذیلی مراکز کی ضرورت تھی۔

ضبط پیدائش کے طریقے

سال 2000-1999 کے دوران ملک میں 40.8 لاکھ لوگوں کی تاسنف سازی کی گئی۔ اسی عرصے میں 60.8 لاکھ لوگوں کو لوپ (IUD Insertion) لگائے گئے۔ علاوہ ازیں 152.3 لاکھ لوگوں نے Condom اور 65.4 لاکھ لوگوں نے OP کا استعمال کیا۔ اندازہ ہے کہ 31 مارچ 1998 میں 16.29 کروڑ جوڑوں میں سے 45.44 فیصد نے کسی نہ کسی خاندانی منصوبہ بندی کے طریقے کو اپنالیا اور اس طرح اس پروگرام کے نفاذ سے 31 مارچ 1999 تک 24.19 کروڑ پیدائش کو روکا گیا۔

مانع حمل اشیا کی سوشل مارکیٹنگ

مانع حمل اشیا کی سماجی فروخت کا مقصد ان لوگوں کو مانع حمل اشیا مہیا کرانا ہے جو انہیں کم قیمت پر بازار سے خرید سکتے ہیں اس اسکیم کے تحت غیر سرکاری تنظیموں اور نجی کمپنیوں کے تقسیم کے نٹ ورک کے ذریعہ Condom اور مانع عمل گولیاں کم قیمت پر فروخت کئے جاتے ہیں ان مانع حمل اشیاء کی فروخت پر حکومت کی جانب سے 55 سے 91 فیصد تک سب سڈی دی جاتی ہے۔

زچہ بچہ کی صحت

ملک میں زچہ بچہ کی صحت کا مسئلہ سب کے لئے قابل فکر ہے۔ ملک میں زچگی کے دوران ایک لاکھ میں سے 408 ماؤں کی موت ہو جاتی ہے اور یہ ترقی پذیر ممالک کے مقابلے میں دوگنا ہے۔ ان کی وجوہات بھی معلوم ہیں اور ان کا سد باب ہوسکتا ہے لیکن عام طور پر نہ تو اسے روکا جاسکتا ہے اور نہ ہی اس کا پہلے سے پتہ چل سکتا ہے۔ اس خطرناک مسئلے سے نمٹنے کے لئے موجودہ آر سی ایچ پروگرام میں دخل دینے کے کئی طریقہ سوچے گئے ہیں جو یہ ہیں:۔ پہلی ریفیرل یونٹیں طے کر کے ابتدائی صحت مراکز ر مرکزی صحت مراکز میں چوبیس گھنٹے زچگی کی خدمات مہیا کر کے ادارہ جاتی زچگی کی حوصلہ افزائی کرنا، حاملہ خواتین کا آغاز میں ہی رجسٹریشن کرانا، تا کہ ایسا انتظام ہو سکے کہ کسی بھی ہنگامی صورت حال میں احتیاطی اقدام کئے جاسکیں۔ حاملہ عورتوں کی زچگی سے قبل کم سے کم تین بار جانچ کرنا تا کہ یہ پتہ چل سکے کہ بچے کی نشو ونما مناسب طریقے سے ہو رہی ہے زچگی کے بعد بھی تین بار جانچ کرنا جس سے زچگی کے بعد زچہ کی صحت کا پتہ چل سکے لوگوں کو پنچایت کے ذریعہ زچگی خدمات طریقہ کار سے واقف کرانا اور اس کے لئے غریب خاندانوں کی حاملہ خواتین کو اسپتال پہنچانے کا خرچ مہیا کرانے کے لئے ایک خدماتی فنڈ کا قیام کرنا۔ بہتر خدمات دینے کے مقصد سے اے این ایم کے میدان عمل کو بڑھانا اور آئی ای سی اور ٹریننگ کے ذریعہ معاشرتی بیداری پیدا کرنا۔

قانونی اسقاط حمل

اندازہ ہے کہ ماں کی کمزوری اور کل اموات میں 12.5 فیصد اموات کا سبب غیر قانونی اسقاط حمل ہے قانونی اسقاط حمل، تولیدگی اور اطفال کی صحت کا پروگرام (آر۔سی۔ایچ پروگرام) کا ایک اہم جز ہے۔ اور محفوظ اسقاط حمل کرانے والی ماؤں کی شرح اموات میں کمی لانے کا اہم ذریعہ عورتوں کو صحت سے متعلق خطرے سے بچانے کے لئے MTP ایکٹ، 1971 نافذ کیا گیا اس ایکٹ کے تحت حاملہ عورتیں 20 ہفتے کا حمل کی اسقاط کرا سکتی ہیں اگر یہ محسوس ہو کہ حمل کی وجہ سے غیر تندرست بچے کی پیدائش ہوگی یا متواتر حاملہ ہونے کی وجہ سے ماں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے یا پھر مانع حمل طریقے ناکامیاب ہوں تو قانونی اسقاط حمل کرایا جاسکتا ہے۔

پیدائش سے قبل جنس معلوم کرنے پر روک

پیدائش سے قبل بچے کا جنس معلوم کرنا غیر قانونی قرار دے دیا گیا ہے اس ضمن میں پیدائش سے قبل جنس کی پہچان (ریگو لیشن اور غلط استعمال کی روک) ایکٹ 1994ء کو یکم جنوری 1996ء سے پورے ملک میں نافذ کردیا گیا ہے پیدائش سے قبل بچے کی جنس کی جانچ کے لئے الٹراسونوگرافی ایمنوسیٹس کی تکنیک کے استعمال کرنے والے والدین کے لئے سزا کا پرویژن ہے۔ ان تکنیکوں کے استعمال اور جنسیاتی جانچ صرف قانون کے مطابق رجسٹرڈ جنسیاتی کلینک لیباریٹری اور کونسلنگ مراکز ہی کر سکتے ہیں۔

محکمے نے اس قانون سے لوگوں کو آگاہ کرنے کے لئے پریس اشتہار ویڈیو اسپاٹس (Video Spots) کے ذریعہ ماس میڈیا کا پروگرام شروع کیا ہے۔

تحقیق اور تعین قدر

مرکزی وزارت برائے صحت اور خاندانی بہبود نے آبادی کنٹرول، اور آبادیات اور سماجی و معاشی سروے کے مختلف موضو عات پر تحقیق کے لئے قومی راجدھانی خطہ دلی کے بشمول 17 ریاستوں میں 18 آبادی تحقیق مراکز قائم کیے ہیں ان میں 12 مرکزی یونیورسٹیوں میں 6 مراکز دیگر اداروں میں کام کررہے ہیں سبھی مراکز خود مختار اداروں کے طور پر اپنا کام کرتے ہیں۔ اور مرکزی حکومت انہیں سالانہ بنیاد پر صد فیصد مالی امداد مہیا کراتی ہے۔ 2000-1999 میں ان مراکز نے 91 تحقیقی کام پورے کئے اور پرچے وغیرہ نکالے۔

ہندوستانی نظام ادویہ اور ہومیوپیتھی

آئیورویدو سدھی اور یونانی ادویہ جیسے ہندوستانی نظام علاج اور یوگ اور قدرتی علاج جیسے بغیر دوا کے نظام علاج کا ہندوستان میں بڑے پیمانے پر استعمال ہوتا رہا ہے۔ صدیوں پہلے ان نظام علاج میں کافی فروغ ہو چکا تھا اور ہندوستان میں انگریزوں کی آمد سے قبل خاص طور پر علاج کے یہی طریقے اختیار کئے جاتے تھے۔ ہومیوپیتھی کی ابتدا جرمنی سے ہوئی یہ نیا نظام علاج ہے اور ہندوستان میں اس کا استعمال کافی ہوتا ہے۔ یہ طریقہ محفوظ، یقینی، کفایتی، امراض کی روک تھام اور علاج کی سہولتیں فراہم کرتا ہے جس کے نتیجے میں کہ صحت کے مسائل کافی کم لاگت میں حل کئے جاسکتے ہیں۔

ملک کی آزادی کے بعد حکومت نے ہندوستانی طریقوں اور ہومیوپیتھی کی اہمیت کو تسلیم کیا اور لوگوں کے صحت سے متعلق مسئلوں کے لئے انہیں قابل استعمال طریقوں کے روپ میں فروغ دینے کی کوشش کی۔ یہ محسوس کیا گیا کہ عالمی ادارہ صحت (WHO) کے ذریعہ مقرر سب کے لئے صحت کا نشانہ محض ایلوپیتھی کے ذریعہ حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ اس نشانے کو حاصل کرنے کے لئے ہندوستانی نظام علاج اور ہومیوپیتھی کو بھی شامل کیا جانا ضروری ہے اس لئے آیوروید، سدھ اور یونانی ادویہ جیسے روایتی طریقوں کو اور ایلوپیتھی کے ساتھ ساتھ قومی نظام علاج میں شامل کیا گیا۔ اس سے علاج کے ان تمام طریقوں کے اپنی اپنی خوبیوں کے ساتھ ترقی کرنے کا راستہ ہموار ہوا۔ ان میں ہر نظام علاج کا اپنا فلسفہ اور طریقہ ہے اپنی خوبیاں اور خامیاں ہیں۔ ہندوستانی نظام طب اور ہومیوپیتھی محفوظ استعمال میں آسان اور کفایتی ہیں اور کثیر تعداد میں لوگ انہیں پسند کرتے ہیں۔ حکومت ان طریقوں کی حوصلہ افزائی کرتی ہے جس کے نتیجے میں ان طریقوں کو اداری طور پر فروغ حاصل ہوا ہے۔

اداری ڈھانچہ

ان طریقوں میں پیڑ پودوں سے بنی ادویات کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اگر چہ بحری اور معدنی اشیا سے بنی دوائیں بھی کام میں لائی جاتی ہیں۔ نتیجتاً اب ان سسٹم کی اداری شکل کے طور پر فروغ ہوا ہے۔ جس میں قانونی تعدیلی باڈی، تحقیقاتی کونسل، قومی کونسل، فارماکوپیل لیبارٹریز اور ادویہ پیداوار کی اکائیاں شامل ہیں۔

قومی تعدیلی باڈی: بھارتی ادویات کی مرکزی کونسل (سی۔سی۔آئی۔ایم) اور مرکزی کونسل برائے ہومیوپیتھی کا قیام پارلیمنٹری قانون کے تحت کیا گیا۔ آیوروید، سدھ اور یونانی طریقہ کار، مرکزی ہومیوپیتھی کونسل کے تحت مرکزی ہندوستانی ادویات و ہومیوپیتھی کونسل کے دائرے میں آتی ہیں۔ یہ کونسلیں نصاب کا تعین، تعلیم کا معیار بنانے اور اسے قائم رکھنے اور آیوروید، سدھ، یونانی اور ہومیوپیتھی کے ڈاکٹروں کا مرکزی رجسٹر رکھنے کا کام کرتی ہیں۔

تحقیقی کونسلیں: چار چوٹی کی تحقیقی کونسلوں کے نام اس طرح ہیں: مرکزی کونسل برائے آیوروید و سدھ تحقیق، مرکزی کونسل برائے یونانی علاج تحقیق، مرکزی ہومیوپیتھی تحقیقی کونسل مرکزی یوگ و قدرتی علاج کونسل۔ یہ کونسلیں ملک بھر میں پھیلی اپنی اکائیوں کے ذریعہ تحقیقی کام کراتی ہیں۔ یہ صحت کی دیکھ بھال، ادویات کی تحقیقی سروے کا کام کرتی ہیں اور اعلیٰ درجے کے قدیم ادب کو بحالی کرنے، زچگی کے قبل اور زچگی کے بعد کی دیکھ بھال پر ریسرچ کرنے اور مانع حمل ادویات کو فروغ دینے کے کام میں لگی ہوئی ہیں۔

قومی ادارے: ہندوستانی نظام ادویہ اور محکمہ ہومیوپیتھی کے پاس درج ذیل سات قومی ادارے ہیں' قومی آیوروید، ادارہ جے پور، قومی ہومیوپیتھی ادارہ کلکتہ، قومی یونانی علاج کا ادارہ، بنگلور قومی سدھ ادارہ، چنئی، قومی ادارہ برائے قدرتی علاج، پونے، مرارجی دیسائی قومی یوگ ادارہ، نئی دہلی اور قومی آیوروید پیٹھ، نئی دہلی اور قومی ادارہ برائے یونانی علاج۔

ادویہ ایکٹ: ہندوستانی نظام علاج اور ادویات ہومیوپیتھی، ادویات و کاسمکس ایکٹ 1940 کے تحت شامل ہیں۔ آیوروید، سدھ اور یونانی ادویات کے لئے ایک الگ سے ادویات تکنیکی مشاورتی بورڈ ہے۔ ادویہ بنانے والوں کے لائسنس ریاستی ادویات اتھارٹی جاری کرتی ہے۔ پیداواری اکائیوں کے لئے ادویات بنانے کے موزوں طریقے متعین کئے گئے ہیں۔

پیدا کاری اکائیاں: اتر پردیش میں واقع، دی انڈین میڈیسن فارماسیوٹکل کارپوریشن لمیٹڈ بہتر وعمدہ فارمولوں سے آیوروید و یونانی دوائیں تیار کرتا ہے۔ یہ کمپنی 300 سے زیادہ آیورویدک اور یونانی دوا بھی بناتی ہے۔

ہندوستانی نظام علاج اور ہومیوپیتھی کے تحت ہندوستان میں صحت کی دیکھ بھال کے لئے ایک وسیع ڈھانچہ ہے۔ اس میں 2,854 اسپتال، 22,735 ڈسپنسریاں، 9,496 ادویات بنانے والی فارمیسیاں اور ہندوستانی نظام علاج اور ہومیوپیتھی کی پریکٹس کرنے والے 5 لاکھ 87 ہزار ڈاکٹر موجود ہیں۔

نویں منصوبے کے دوران منصوبے کے تحت 266 کروڑ 35 لاکھ روپے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ 2001-2000 کے لئے 100 کروڑ مختص کئے گئے ہیں۔

فروغ کے مخصوص دائرے

ہندوستانی نظام ادویہ اور ہومیوپیتھی کے محکمے نے مندرجہ ذیل حلقوں کے فروغ پر خاص توجہ مرکوز کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ (1) ہندوستانی نظام ادویہ اور ہومیوپیتھی کی تعلیم کے معیار میں اضافہ کرنا (2) ادویہ کی معیار بندی (3) ہندوستانی نظام ادویہ

اور ہومیوپیتھی کے خام مال (مثلاً جڑی بوٹیاں، دھات اور معدنیات، سمندری اور جاندار اشیا وغیرہ) کی فراہمی کو بہتر بنانا (4) تحقیق اور فروغ (5) اطلاعاتی نظام، تعلیم اور مواصلاتی نظام (6) قومی صحت پروگرام اور خاندانی بہبود کے پروگرام میں ہندوستانی نظام ادویہ اور ہومیوپیتھی کی حصہ داری میں اضافہ کرنا۔

تعلیمی معیار

اس محکمے کے زیر نگرانی پورے ملک میں 305 انڈر گریجویٹ اور 49 پوسٹ گریجویٹ کالج کام کررہے ہیں یونانی، ہیومیوپیتھی اور سدھ طریقہ کے بھی چودہ پوسٹ گریجویٹ کالج کھولے گئے ہیں۔ اس سسٹم کی حوصلہ افزائی کے ماڈل ادارے کے طور پر قومی سطح کے تعلیمی ادارے بھی قائم کئے گئے ہیں۔

مرکزی حکومت انڈر گریجویٹ اداروں کے کام کاج کو بہتر بنانے اور ان کے معیار میں اضافے کے لئے مالی امداد فراہم کررہی ہے۔ معلموں، ڈاکٹروں اور نیم علاجی عملے کے کام کے ساتھ ساتھ تعلیم جاری رکھنے اور ان میں حوصلہ پیدا کرنے کے لئے تربیتی پروگرام چلائے جارہے ہیں۔ ریاستی حکومتیں ان کورسوں کے لئے معلموں اور ڈاکٹروں کے نام اسپانسر کرتی ہیں۔ اس درمیان ہندوستانی طریقہ علاج اور ہومیوپیتھی کے گریجویٹ یا پوسٹ گریجویٹ کالجوں کو مضبوطی فراہم کرنے کے لئے موجودہ منصوبے میں ہندوستانی طریقہ علاج اور ہومیوپیتھی سے متعلق علم کی تعلیم کے مختلف اجزاء کو بھی اس میں شامل کرلیا گیا ہے۔ یوگ اور قدرتی علاج کی تعلیم کے شعبے میں، نصاب میں شامل کئے جانے والے موضوعات تیار کرلئے گئے ہیں۔ اس کے لئے علیحدہ تعدیلی ادارے بنانے کے سوال پر غور وخوض ہورہا ہے۔ لیکن یوگ اور قدرتی علاج کی تعلیم کے لئے جب تک دستوری تعدیلی ادارہ نہیں بن جاتا ہے تب تک ڈپلومہ رڈگری نصابوں کی تعلیم دینے والے اداروں کو منظوری فراہم کرنے کے لئے کوئی طریقہ نکالا جارہا ہے۔ دستوری تعدیلی ادارہ۔ سی۔ سی۔ آئی۔ ایم اور سی۔ سی۔ ایچ نے تعلیم، معیار نصاب وغیرہ کے لئے کم سے کم معیار بندی طے کی گئی ہے اور ان طریقوں سے علاج کرنے والوں کا رجسٹریشن کیا جاتا ہے۔ ہندوستانی طریقہ علاج کا بین الاقوامی سطح پر وسعت دینے کے لئے بین الاقوامی تبادلہ پروگرام بھی شروع کیا گیا ہے۔

ادویہ کی معیار بندی

آیورویدہ، سدھ، یونانی اور ہومیوپیتھی کی دواؤں کی ذخیرہ ادویہ کمیٹیاں دواؤں کے معیار بندی کے ارتقاء کے لئے کوشاں رہی ہیں۔ 158 آیورویدک دواؤں کی معیار بندی کو شائع کیا جاچکا ہے جب کہ اور 100 ادویات کے نام تیار کئے جارہے ہیں۔ ہومیوپیتھی ادویات کی ذخیرہ کمیٹی نے 916 دواؤں کو معیار بند کیا ہے جو آٹھ حصوں میں ہے اور یونانی ادویات ذخیرہ نے 269 ادویات کی معیار بندی کی ہے۔ سدھ ادویات ذخیرہ کمیٹیاں نے 200 ادویات کی معیار بندی کی ہے۔ ادویات کی لغت کمیٹیوں مزید ادویات کی معیار بندی کرنے کے کام میں لگی ہوئی ہیں۔ یہ تجربہ گاہیں ہیں فارمیکوپیل لیباریٹری آف انڈین میڈسن، غازی آباد اور ہومیوپیتھک فارمیکوپیل لیباریٹری، غازی آباد۔ اضافی اساسی سہولتیں مہیا کرکے ان تجربہ گاہوں کو مضبوطی فراہم کرنے کے لئے ایک پروجیکٹ تیار کیا گیا ہے۔ اسی طرح ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کی ادویات جانچ تجربہ گاہوں اور ادویات کی پیداواری اکائیوں کو مضبوطی فراہم کرنے کا منصوبہ بنایا گیا ہے تاکہ گورنمنٹ فارمیسیوں میں تیار کی گئی اعلیٰ کوالٹی کی آیورویدک، سدھ اور یونانی فارمیسوں ادویات کی معیار بندی کے کام میں تیزی لانے کے لئے تحقیقی اداروں کے تجربہ گاہوں کو سالانہ 10 دواؤں کی معیار بندی کے کام میں شامل کیا گیا ہے۔ اس طرح کے 31 ادارے اس مقصد کے لئے مالی امداد فراہم کررہے ہیں۔ تحقیقی کونسلیں اور ادویہ کی تحقیقی اکائیاں اس کام میں لگی ہیں۔

ہندوستانی ادویہ سے متعلق معاملوں میں حکومت کو صلاح دینے کے لئے آیورویدرسدھ ریونانی ادویہ کے تکنیکی صلاح کار بورڈ اور ادویہ صلاح کار کمیٹی قائم کی گئی ہے۔ہندوستانی ادویات کی جانچ کرنے والی نجی ادویات جانچ تجربہ گاہوں کو منظوری فراہم کرنے کا ایک منصوبہ بنایا جارہا ہے۔ادویات کی کچھ بنیادی جانچ کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔

خام مال

ہندوستانی طریقوں اور ہومیوپیتھی کے دواؤں کے لئے خام مال کے طور پر مختلف جڑی بوٹیاں، معدنیات، دھات اور بحری اور جانداروں سے پیدا شدہ اشیا استعمال کی جاتی ہیں۔80 فیصد دوائیں جڑی بوٹیوں سے حاصل کی جاتی ہیں۔محکمہ نے ایسے پودوں کی سپلائی بڑھانے کے لئے تحفظ، روک تھام ٹیسوکلچر، جین بینکوں میں ذخیرے اور ایسے پودوں کے بڑے پیمانے پر باغیچے تیار کرنے کے لئے اقدام کئے ہیں۔زرعی تکنیکوں کے فروغ کے لئے تحقیقی اداروں کو امداد بہم پہچانے کے لئے ایک خصوصی منصوبہ تیار کیا گیا ہے۔جس میں سرکاری اور نیم سرکاری اداروں کو شامل کیا گیا ہے۔اس منصوبے میں 34 ادارے شامل ہیں اور انہیں 125 قسم کے پودوں کے تحفظ کا کام دیا گیا ہے۔ محکمہ نے ادویات والے پودوں سے متعلق بورڈ (میڈیسن پلانٹس بورڈ) کی تشکیل کا عمل حال ہی میں شروع کیا ہے۔یہ بورڈ ادویاتی پودوں کے تحفظ، مارکیٹنگ اور برآمد کرنے میں تال میل قائم کرے گا۔

تحقیق اور ترقی

چار چوٹی کی تحقیقی کونسلیں (i) مرکزی کونسل برائے آیوروید اور سدھ کی تحقیق (CCRAS)، (ii) مرکزی کونسل برائے یونانی ادویہ کی تحقیق (CCRM) مرکزی کونسل برائے ہومیوپیتھی کی تحقیق (CCRH) اور (iv) مرکزی کونسل برائے یوگا اور قدرتی علاج کی تحقیق (CCRYN)، طبی تحقیق، ادویات کی معیار بندی کے لئے تحقیق، ادویات کی پرکھ کرنے کی تحقیق، خاندانی بہبود سے متعلق تحقیق، قبائلی تحقیق کے شعبوں میں تحقیقی سرگرمیاں چلاتی ہے۔مرکزی آیوروید وسدھ کونسل کی ملک میں 86 سے زیادہ اکائیاں ہیں۔اس کونسل نے 18 آیورویدک اور سدھ کی دواؤں کا پیٹنٹ کیا ہے۔ CCRUM کے 32 ادارے را کائیاں ہیں۔یہ کونسل اپنی پیداوار کا پیٹنٹ حاصل کرنے کی کوشش کررہی ہے۔ CCRYH کی پورے ملک میں 50 ادارے را کائیاں ہیں۔ CCRYN رضا کار یوگ اور قدرتی علاج کے اداروں کو تربیتی پروگرام چلانے کے لئے مالی اعانت کررہی ہے۔جیسے کلینک ریسرچ، مریض کی نگہداشت یونٹوں کو مضبوط کرنا، ایک سال کا ڈپلومہ کورس چلانا، اور سیمینار ورکشاپ رکانفرنس وغیرہ کا انعقاد کرنا۔

اطلاع، تعلیم اور مواصلات

ہندوستانی ادویات اور ہومیوپیتھی سے خاص طور پر پرانی بیماریوں کا موثر علاج ہوسکتا ہے۔جس کا ایلوپیتھی میں نہیں ہے اس نظام علاج کی خوبیوں سے متعلق عوام میں جانکاری دینا ضروری ہے۔آیوروید اور یونانی طریقہ علاج کے ذریعہ عام بیماریوں کے علاج کے بارے میں کچھ پرچے بھی نکالے ہیں۔ان طریقوں کے معیاری تشہیر کے لئے رضا کار اداروں کو حصہ دار بنانے کا منصوبہ تیار کیا گیا ہے۔محکمہ نے اپنی سرگرمیوں کے بارے میں مزید معلومات دینے کے اپنی ویب سائٹ بھی بنائی ہے۔ htt/mohfw.nic.in/ismh/ .

10۔ فلاح و بہبود

ہندوستان ایک رفاہی ملک ہے جو عام طور سے اپنے تمام شہریوں اور خاص طور سے سماج کے پسماندہ طبقات کی فلاح و بہبود کے لئے پابند ہے۔ بھارتی آئین کی تمہید میں مذکور، ریاست کے ہدایتی اصول، بنیادی حقوق اور 46,39,38 جیسی خصوصی دفعات رفاہ عام کے لئے ریاست کے عہد کا ثبوت ہیں۔

بہبود کا مطلب خیرات نہیں ہے۔ شروع میں رفاہی پروگراموں کا مقصد کچھ بنیادی اور آبادکاری کی خدمات مہیا کرانا تھا۔ لیکن پچھلے کئی سالوں سے رفاہی پروگراموں کو لاگو کرنے میں تحفظاتی اور شفا بخش نظریہ اپنانے کے بجائے انہیں ارتقا پذیر بنانے پر زور دیا جارہا ہے۔ ان پروگراموں کا مقصد معذوروں، سن رسیدہ لوگوں، نشیلی اشیا کے عادی لوگوں، سماج کے حاشیائی طبقے کے لوگوں اور درج فہرست ذاتوں، درج فہرست قبیلوں و دیگر پسماندہ و اقلیتوں، معذوروں، ضعیفوں، بے گھر بچوں اور نشیلی اشیا کے استعمال کی عادت والے لوگوں کو طبقوں کو سماجی انصاف اور اختیار دلانا ہے۔

ان سبھی طبقوں کے علاوہ جانوروں کی دیکھ بھال کے لئے بھی سماجی انصاف اور اختیارات کی وزارت ذمہ دار ہے۔ صرف درج فہرست ذاتوں کا معاملہ 13 اکتوبر 1999 کو بنائے گئے وزارت برائے قبائلی معاملات کے ذمہ سونپ دیا گیا ہے۔

انتظامی ڈھانچہ

فلاح و بہبود کے پروگراموں کو عملی جامہ پہنانے کی ذمہ داری مرکزی رریاستی حکومتوں کے ذریعے مل کر نبھائی جاتی ہے۔ مرکز فلاح و بہبود سے متعلق حکمت عملی اور پروگرام بنانے کے ساتھ ساتھ ریاستوں کی رفاہی خدمات کے بیچ تال میل قائم کرنے اور انہیں راہ دکھانے و تقویت پہنچانے کا بھی ذمہ دار ہے۔ وزارت سماجی انصاف اور اختیار کی سرگرمیوں کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ فلاح معذور، سماجی تحفظ، درج فہرست قبیلوں کی ترقی، درج فہرست ذاتوں کی ترقی اور اقلیت و پسماندہ طبقات کی ترقی۔

درج فہرست ذاتوں کی فلاح

درج فہرست ذاتوں کا تعین آئین کی دفعہ 341 کے تحت کیا گیا ہے۔ 1991 کی مردم شماری کے مطابق ملک میں درج فہرست ذاتوں کے لوگوں کو تعداد 13.82 کروڑ اور درج فہرست قبائل کے لوگوں کی تعداد 6.78 کروڑ ہے۔ جو ملک کی کل 84.63 کروڑ تعداد کا علی الترتیب 16.48 فیصد اور 8.08 فیصد ہے۔ 1991 کی مردم شماری کے مقابلے، ان کی تعداد میں تھوڑا سا اضافہ ہوا ہے۔

اس وقت درج فہرست ذاتوں کی تعداد ملک کی کل آبادی کا 15.75 فیصد اور درج فہرست قبائل کی تعداد 7.85 فیصد تھی۔ آئین میں ان طبقوں کے مفاد کے لئے بہت سی تدبیریں کی گئی ہیں۔ ساتھ ہی ہر پنج سالہ منصوبے میں ان طبقوں کی ترقی کو قومی پالیسی کا سب سے اہم ہدف تسلیم کیا گیا ہے۔

آئینی تحفظات

بھارت کے آئین میں درج فہرست ذاتوں، قبیلوں و دیگر پسماندہ طبقوں کو تعلیمی اور معاشی اعتبار سے آگے بڑھانے اور ان کی سماجی معذوری کو دور کرنے کے لئے انہیں ضروری تحفظ فراہم کرانے کی تدبیریں کی گئی ہیں۔ اس کے لئے یا تو کچھ خصوصی انتظامات کئے گئے ہیں یا پھر بطور شہری ان کے عام حقوق پر زور دیا گیا ہے۔

ان طبقوں کے لئے آئین میں کچھ مخصوص حفاظتی اقدامات اس طرح ہیں: (i) انسداد چھوا چھوت اور کسی بھی شکل میں ان کے چلن پر روک (دفعہ 17) (ii) ان کے تعلیمی اور معاشی مفاد کو ترقی دینا اور ہر طرح کے استحصال و سماجی ناانصافیوں سے ان کا تحفظ (دفعہ 46) (iii) ہندوؤں کے عوامی مذہبی مقامات کے در قانونی طور پر ہر ذات اور طبقے کے لئے کھولنا (دفعہ (B)25)، (iv) دکانوں، عوامی کھانے پینے ٹھہرنے کے مقاموں تفریحی مقاموں و کنوؤں، تالابوں، نہانے کے گھاٹوں، سڑکوں اور سرکاری پیسے سے کلی یا جزوی طور سے محفوظ کسی بھی جگہ یا عوامی مقامات کے استعمال سے متعلق تمام محرومیوں، جواب دہی، روکاوٹوں اور شرائط کا خاتمہ کرنا، (دفعہ (2)-15)، (v) درج فہرست قبائل کے لوگوں کے مفاد کے تحفظ کے لئے، عام شہریوں کو بھارت میں کسی بھی جگہ پر آمد و رفت، رہنے و سکونت اختیار کرنے اور جائیداد کے خرید و فروخت سے متعلق عام قانون پر جائز پابندی لگانے کا قانونی اہتمام، (دفعہ (5)-19) (vi) سرکار کے ذریعے چلائے جانے والے یا سرکاری خزانے سے امداد حاصل کرنے والے تعلیمی اداروں میں داخلے سے متعلق پابندیوں کو ختم کرنا، (دفعہ (2)29) (vii) ریاستوں کو سرکاری نوکریوں میں درج فہرست ذات و قبائل کے لوگوں کو معقول نمائندگی دینے اور اس سے جڑے ان کے دعوؤں پر غور کرنے کا اختیار عطا کرنا (دفعہ 16 اور 335) (viii) لوک سبھا اور صوبائی اسمبلیوں میں درج فہرست ذات و قبائل کے لئے 25 جنوری 2000 تک خصوصی نمائندگی کا انتظام کرنا، (دفعہ 332 اور 335) (ix) ان کی فلاح و بہبود اور مفاد کے تحفظ کی خاطر ریاستوں میں قبائلی صلاح کار کونسلیں و علیحدہ شعبے قائم کرنا اور مرکز میں خصوصی افسر کا تقرر کرنا (دفعہ 164 اور 338 و پانچواں شیڈیول) درج فہرست ذات و قبائلی علاقوں کے انتظام اور کنٹرول کے لئے خصوصی اہتمام (دفعہ 244 اور پانچواں و چھٹا شیڈیول) اور (xii) انسانوں کی تجارت اور ان سے جبراً مزدوری کرانے پر پابندی لگانا (دفعہ 23)

قومی کمیشن برائے درج فہرست ذات و قبائل

آئین کی (65 ویں ترمیم) 1990 میں شامل دفعہ 338 کے تحت مقرر کئے جانے والے خصوصی افسر کی جگہ قومی درج فہرست ذات و قبائل کمیشن تشکیل کیا گیا ہے۔ اس میں صدر جمہوریہ کے ذریعہ چیئر مین (صدر) اور نائب چیئر مین کے ساتھ ساتھ پانچ اور ممبروں کا بھی تقرر کیا جاتا ہے۔ کمیشن کے فرائض درج ذیل ہیں۔ (الف) آئین یا کسی اور قانون کے تحت درج فہرست ذاتوں و قبائل کے لوگوں کے تحفظ سے متعلق سبھی معاملوں کی جانچ اور نگرانی (ب) درج فہرست ذاتوں و قبیلوں کے لوگوں کو ان کے حقوق و ان کے حفاظتی اقدامات سے محروم کئے جانے کی خصوصی شکایتوں کی جانچ (ج) ان لوگوں کی سماجی اور معاشی ترقی کے لئے منصوبے بنانے میں تعاون و صلاح دینا اور مرکزی و ریاستی سرکاروں کے ذریعے ان میں ہو رہی ترقی کا جائزہ لینا، (د) صدر جمہوریہ کو سالانہ یا جب بھی کمیشن بہتر سمجھے، اس وقت عملی حفاظتی اقدامات کی رپورٹ بھیجنا (ح) درج فہرست ذاتوں، قبیلوں کے تحفظ، فلاح و بہبود اور سماجی و معاشی ترقی کی مختلف تدبیروں سے متعلق مرکزی/ریاستی سرکاروں کے ذریعے کیا احتیاط برتی جائے اس بارے میں رپورٹ و مشورہ دینا اور (و) درج فہرست ذاتوں، قبیلوں کے تحفظ، فلاح و بہبود ترقی اور آگے بڑھانے کے لئے ایسے تمام کام کرنا جن کی ذمہ داری پارلیمان کے ذریعے کسی قانون یا قاعدے کے تحت صدر جمہوریہ نے کمیشن کو سونپی ہو۔

صدر جمہوریہ اس طرح کی سبھی رپورٹوں کو پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں پیش کرنے کا اہتمام کرائینگے۔ ان رپورٹوں کے

ساتھ اس کی عرضداشت بھی شامل رہی گی۔ جس میں مرکزی سرکار سے متعلق سفارشوں کے بارے میں کی گئی مجوزہ کارروائی کی تفصیل ہوگی۔ اگر کوئی سفارش قبول نہیں کی گئی ہے تو اس کی وجہ بھی عرض داشت میں دینی ہوگی۔ اگر اس طرح کی رپورٹ یا اس کا کوئی حصہ ریاستی سرکار سے متعلق ہوگا تو اس کی کاپی گورنر کو بھیجی جائیگی۔ جو اسے صوبائی اسمبلی میں پیش کرنے کا اہتمام کرینگے۔

کمیشن جس وقت درج فہرست ذاتوں وقبیلوں کو آئین یا کسی موجودہ قانون یا سرکار کے کسی حکم کے تحت مہیا کرائی گئی حفاظت سے متعلق معاملے کی چھان بین یا نگرانی کر رہا ہوگا تو اسے دیوانی عدالت کے تمام اختیارات حاصل ہوں گے۔ درج ذیل طرح کے معاملوں میں اسے خاص طور سے یہ اختیارات حاصل ہوں گے (الف) بھارت کے کسی بھی حصے سے کسی بھی شخص کو طلب کرنا، کمیشن کے سامنے اس کی حاضری کو ناگزیر بنانا اور حلف کے ساتھ اس سے پوچھ گچھ کرنا (ب) کسی دستاویز کی چھان بین کرنے اور اسے کمیشن کے سامنے پیش کرنے کا حکم دینا (ج) حلف نامہ کے ساتھ گواہی لینا، (د) کسی بھی عدالت یا دفتر سے عوامی ریکارڈ یا اس کی کاپی منگانا (ح) گواہوں اور دستاویزوں کو جانچ پڑتال کے لئے حکم نامہ جاری کرنا اور (و) صدر جمہوریہ کے ذریعے قانون کے تحت سونپا گیا دیگر کوئی معاملہ

مرکزی اور سبھی ریاستی سرکاریں درج فہرست ذاتوں وقبیلوں سے متعلق سبھی خصوصی پالیسیوں کے بارے میں کمیشن سے مشورہ کریں گی۔

پارلیمانی کمیٹی

درج فہرست ذاتوں قبیلوں کے لوگوں کے تحفظ کی خاطر آئینی تحفظاتی تدبیروں پر عملدرآمد کی جانچ کے لئے حکومت نے تین پارلیمانی کمیٹیاں تشکیل دی ہیں۔ ان میں سے اول پارلیمانی کمیٹی 1966 میں، دوسری 1971 میں اور تیسری 1973 میں تشکیل کی گئی۔ اب ان کے مقام پر محنت اور بہبود کے لئے پارلیمنٹ کی مستقل کمیٹی تشکیل کی جا چکی ہے۔

ریاستوں میں فلاحی محکمے

ریاستوں اور یونین علاقوں میں درج فہرست ذاتوں رقبیلوں اور دیگر پسماندہ طبقوں کی دیکھ ریکھ کے لئے الگ محکمے ہیں۔ الگ الگ ریاستوں میں انتظامی ڈھانچہ الگ الگ طرح کا ہے۔ بہار، مدھیہ پردیش، اور اڑیسہ میں آئین کی دفعہ 164 کے تحت قبائلی لوگوں کی فلاح کے لئے الگ سے وزیروں کا تقرر کیا گیا ہے۔ کچھ دیگر ریاستوں نے مرکز کی پارلیمانی کمیٹی ہی کی طرح ریاستی اسمبلی کے ممبروں کی کمیٹیاں بنائی ہیں۔ تمل ناڈو اور مغربی بنگال سمیت درج فہرست علاقوں والی سبھی ریاستوں نے درج فہرست قبیلوں کی فلاح و بہبود اور ترقی کے بارے میں مشورے کے لئے آئین کی پانچویں شرائط کے تحت قبائلی صلاح کار کونسلیں تشکیل دی ہیں۔

رضا کار تنظیمیں

کئی رضا کار تنظیمیں بھی درج فہرست ذاتوں قبیلوں کی فلاح کو بڑھاوا دینے میں لگی ہوئی ہیں۔ کل ہند سطح کی اہم تنظیموں میں ہریجن سیوک سنگھ دہلی، بھارتی ریڈ کراس سوسائٹی نئی دہلی، رام کرشن مشن، نریندر پور، بھارتی آدم جاتی سیوک سنگھ نئی دہلی، رام کرشن مشن، پری، سلچر اور پرولیا، مہاراشٹر میں بھارتیہ سماج انتی منڈل، بھیونڈی اور سرونٹس آف سوسائٹی، پونا شامل ہیں۔ حکومت درج فہرست ذاتوں کے کام کرنے والی مقامی سطح کی رضا کار تنظیموں کو مالی تعاون بھی عطا کرتی ہے۔ 1999-2000 کے دوران اس طرح کی 276 رضا کار تنظیموں کو 26 کروڑ روپے دیے گئے۔

چھوا چھوت مخالف قانون

چھوا چھوت کی غلط روایت کو روکنے کے لئے 1955 میں بنے قانون کے دائرے کو وسیع کیا گیا ہے اور اس کے سزا کے نظم کو مزید سخت کر دیا گیا ہے۔ اس کے لئے قانون میں بڑے پیمانے پر ترمیم کی گئی ہے اور اسے "قانون تحفظ برائے شہری حقوق" 1955 کا نام دیا گیا ہے۔ ترمیم شدہ ایکٹ 19 نومبر 1976 سے نافذ ہو گیا ہے۔ اس قانون میں چھوا چھوت کی وجہ سے کسی بھی شخص کو انسداد چھوا چھوت کے بعد حاصل حقوق کے استعمال سے روکنے والوں کے لئے سزا دینے کا اہتمام ہے۔ بار بار اس طرح کے جرائم کرنے والوں کو مزید سخت سزا اور جرمانہ دینے کا انتظام کیا گیا ہے۔

قانون تحفظ برائے شہری حقوق (1955) ریاستی سرکاروں کے ذریعہ لاگو کیا جاتا ہے۔ قانون کی دفعہ 15A(4) کی شرائط کے مطابق مرکزی حکومت اس قانون کی دفعہ 15A کی شرائط پر عمل سے متعلق سالانہ رپورٹ پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں پیش کرتی ہے۔ قانون تحفظ برائے شہری حقوق 1955 کی دفعہ 15A(2) کی شرائط کے تحت ریاستی و مرکزی علاقوں کے نظام کو اس قانون پر کارگر طریقے سے عمل کرنے کے لئے مرکزی امداد فراہم کرائی جاتی ہے۔ 23 صوبوں / یونین علاقوں نے چھوا چھوت کے معاملوں میں درج فہرست ذات کو لوگوں کے لئے قانونی امداد کا اہتمام کیا ہے۔ 19 صوبوں نے قانون تحفظ برائے شہری حقوق کی خلاف ورزی کی نگرانی کے لئے خصوصی دستے / سیل بنائے ہیں۔ 20 صوبوں / مرکزی علاقوں نے چھوا چھوت کے مسئلوں اور اس سے متعلق دشواریوں کی وقت وقت پر معائنہ کے لئے مختلف سطح پر کمیٹیاں تشکیل دی ہیں۔ یہ کمیٹیاں قانون تحفظ برائے شہری حقوق کو موثر طریقے سے نافذ کرنے کے مشورے بھی دیتی ہیں۔

اس قانون کو نافذ کرنے کے لئے ریاستوں کو کل خرچ کا 50 فی صد اور مرکزی علاقوں کو سو فی صد مالی تعاون دیا جاتا ہے۔ آندھرا پردیش، بہار، کرناٹک، مدھیہ پردیش، راجستھان اور تمل ناڈو کے چھوا چھوت کی بری رسم والے اضلاع میں اس طرح کے معاملوں کو تیزی سے نمٹانے کے لئے 42 خصوصی عدالتیں / خصوصی چلتی پھرتی عدالتیں تشکیل کی گئی ہیں۔ ریاستوں کو قانونی شرائط کو موثر طریقے سے نافذ کرنے کیلئے وقت وقت پر ضروری خط و رہنمائی اور ہدایتیں دی جاتی ہیں۔

درج فہرست ذات اور قبائل پر ہونے والے ظلم کی روک تھام

درج فہرست ذات و قبائل (انسداد ظلم) قانون 1989، 30 جنوری 1990 سے نافذ ہوا۔ اس میں ظلم کی فہرست میں آنے والے جرائم کے اندراج کے ساتھ ساتھ ان کے لئے سخت سزا کا بھی انتظام ہے۔ 1995 میں درج فہرست ذات و درج فہرست قبائل (ظلم کی روک تھام) ایکٹ کے تحت وسیع ضابطے بھی بنائے گئے جس میں دیگر باتوں کے علاوہ متاثر لوگوں کے لئے راحت اور باز آبادکاری کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔

ریاستوں سے کہا گیا ہے کہ وہ اس طرح کے مظالم کی روک تھام کی تدبیریں کریں اور مظلوموں کے لئے مالی اور سماجی آباد کاری کا اہتمام کریں۔ اروناچل پردیش، میزورم اور ناگالینڈ کو چھوڑ کر دیگر سبھی ریاستوں و مرکزی علاقوں میں اس طرح کے معاملوں میں اس قانون کے تحت مقدمہ چلانے کے لئے خصوصی عدالتیں قائم کی گئی ہیں۔ درج فہرست ذات و قبائل کے لوگوں پر مظالم کی روک تھام کے قانون کے تحت آندھرا پردیش، مدھیہ پردیش، راجستھان، گجرات اور کرناٹک میں خصوصی عدالتیں تشکیل دی جا چکی ہیں۔

مرکز کے ذریعے پیش کی گئی اسکیم کے تحت اس قانون کو نافذ کرنے پر آنے والے مصارف کا 50 فیصد ریاستی اور 50 فیصد مرکزی حکومت ادا کریں گی۔ مرکزی علاقوں کو اس کے لئے صد فی صد تعاون دیا جاتا ہے۔

خصوصی مرکزی اعانت

یہ مرکزی اسکیم درج فہرست ذاتوں میں غریبی کے استیصال کے لئے وزارت سماجی انصاف اور حقوق کا سب سے اہم منصوبہ ہے۔ جس کے لئے خصوصی مرکزی مدد کے تحت، صوبوں اور مرکزی علاقوں کو ان کے اس طرح کے پروگراموں کے لئے صدفی صد مدد دی جاتی ہے۔ اس منصوبے کا بنیادی مقصد درج فہرست ذاتوں کے لوگوں کے ارتقائی پروگراموں کو آگے بڑھانا ہے۔ اس کے تحت کنبوں پر مرکوز منصوبوں کے ذریعے محدود وسائل سے ہی ان کی کاروباری/پیشہ وارانہ صلاحیت، پیداوار اور آمدنی بڑھانے کی کوششیں کی جاتی ہیں۔

خصوصی مرکزی تعاون کے ذریعے آمدنی بڑھانے کے کنبوں پر مرکوز پروگراموں کی کمزوریوں اور وسائل کی کمی کو دور کر کے اسکیم کو زیادہ مقصدی اور موثر بنانے کی کوششیں کی جاتی ہیں۔ 80-1979 میں جب یہ اسکیم شروع کی گئی تھی اس وقت اس کے لئے فقط پانچ کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے۔ صوبائی حکومتوں و مرکزی علاقوں کی انتظامیہ سے یہ امید کی جاتی ہے کہ وہ مختلف علاقوں و درج فہرست ذاتوں کی معاشی ترقی کے پروگراموں کو نافذ کرنے والی ایجنسیوں کی خصوصی مرکزی اعانت عطا کریں۔ 2000-1999 کے دوران اس کے لئے 437 کروڑ روپے فراہم کئے گئے۔

تربیت اور دیگر پروگرام

مرکزی عوامی سروس کمیشن، صوبائی عوامی سروس کمیشن، پبلک سیکٹر کے کاروباری شعبوں بینکنگ سروس بھرتی بورڈ اور اس طرح کے دیگر اداروں کے ذریعے منعقد کئے جانے والے مختلف تقابلی امتحانات کے لئے درج فہرست ذاتوں وقبیلوں کو تربیت دینے کے لئے تربیت اور دیگر پروگرام کی اسکیموں کو چوتھے پنج سالہ منصوبے میں شروع کیا گیا۔ اس کے لئے قبل امتحان تربیتی مرکزوں کو، خواہ وہ ریاستی/مرکزی علاقوں کی حکومتوں، یونیورسٹیوں یا نجی اداروں کے طور پر چلائے جارہے ہوں، گرانٹ عطا کی جاتی ہے۔ ریاستی حکومتوں کو ان کے قول سے زیادہ 50:50 کی بنیاد پر مالی تعاون دیا جاتا ہے۔

مرکزی علاقوں کی انتظامیہ، یونیورسٹیوں (جامعات) اور نجی اداروں کو صوفی صد امدادی رقم فراہم کی جاتی ہے۔ کچھ تربیتی مرکزوں نے درج فہرست ذاتوں وقبیلوں کے امیدواروں کو تربیت دیکر ہندوستانی انتظامی سروس (I.A.S) و دیگر متعلقہ خدمات، میڈیکل، انجینئرنگ اور بینکنگ سروس میں آنے میں قابل ذکر خدمات انجام دی ہیں۔ 2000-1999 میں ان مراکز کو 2.30 کروڑ روپئے فراہم کئے گئے۔

بک بینک اسکیم

میڈیکل اور انجینئرنگ ڈگری کے نصابوں کے لئے درج فہرست ذاتوں/قبیلوں کے طلبہ کو درسی کتاب فراہم کرانا کتاب بینک کا مقصد ہے۔ اس اسکیم میں 92-1991 سے زراعت، مویشیوں کا علاج، صنعتی نصابوں کی بھی شامل کرلیا گیا ہے۔ 2-2 طلبہ کے لئے کو درسی کتابوں کا ایک سیٹ فراہم کیا جاتا ہے۔ 2000-1999 کے دوران 2.43 کروڑ روپے اس پروگرام کے لئے جاری کئے گئے۔

قبل میٹرک وظیفہ

78-1977 میں شروع کیا گیا یہ پروگرام ایسے لوگوں کی تعلیمی ترقی کے لئے ہے۔ جو نام نہاد غلیظ پیشوں یعنی خشک پاخانوں

کی صفائی، چمڑا صاف کرنے، چمڑا اتارنے، جھاڑو لگانے جیسی روایتی صفائی کا کام کرتے ہیں۔ یکم نومبر 1991 سے اس پروگرام میں ترمیم کر کے پہلی جماعت سے پانچویں جماعت تک کے طلبہ کو 25 روپئے ماہانہ چھٹی جماعت سے آٹھویں جماعت تک 40 روپئے ماہوار نویں سے دسویں جماعت تک کے طلبہ کو 50 روپئے ماہانہ، کو وظیفہ مہیا کرایا جا رہا ہے۔ ہاسٹل میں رہنے والے تیسری سے آٹھویں جماعت تک کے طلبہ کو 200 روپئے ماہانہ اور نویں سے دسویں جماعت تک کے طلبہ کو 250 روپئے ماہانہ وظیفہ دیا جاتا ہے۔ ہاسٹل میں رہنے والے اور دیگر طلبہ کو 500 روپئے سالانہ ایڈہاک (عارضی) مدد بھی دی جاتی ہے۔ 25 فروری 1994 سے اس اسکیم میں مزید ترمیم کر کے آمدنی کی حد ہٹا دی گئی ہے۔ آٹھویں جماعت تک بچوں کی کوئی قید نہیں ہے ایک ہی ماں باپ کے سبھی بچوں کو وظیفہ حاصل ہو سکتا ہے۔

لیکن اگر تیسرے یا اس سے اگلے بچے کی پیدائش یکم اپریل 1993 کے بعد ہوئی ہو تو خاندان کے صرف دو بچوں کو ہی وظیفہ دیا جائیگا۔ نویں اور دسویں جماعت میں پڑھنے والے ایک ہی والدین کے صرف دو بچے ہی وظیفہ پانے کے اہل ہوں گے۔ یکم اپریل 1998ء سے متعلقہ طبقے کے معذور طلبا کے لئے اضافی فنڈ مہیا کرایا گیا ہے۔ 2000-1999 میں دسمبر 1998ء تک 7.88 کروڑ روپئے کی مرکزی امداد دی گئی جس سے 4.37 لاکھ طلبا کو فائدہ حاصل ہوا۔

میٹرک کے بعد وظیفہ برائے طلبہ درج فہرست ذات و قبائل

درج فہرست ذاتوں و قبیلوں کے طلبہ کو میٹرک کے بعد وظیفہ دینے کی اسکیم 95-1994 میں شروع کی گئی۔ اس کا مقصد مختلف اسکولوں اور کالجوں کے میٹرک کے بعد کی جماعت کے طلبہ کو جو اپنی تعلیم پوری کرنے سے قاصر ہوں انہیں مالی تعاون عطا کرنا ہے۔ 95-1994 میں جب یہ اسکیم شروع کی گئی تھی اس وقت درج فہرست ذاتوں کے فقط 114 طلبہ کو وظیفہ عطا کیا گیا تھا، اب یہ تعداد بڑھ کر 20 لاکھ پہونچ گئی۔ سال 2000-1999 میں 160.81 کروڑ روپے کی مرکزی امداد اس پروگرام کے لئے دی گئی۔ آمدنی کی حد 33,400 اور 44,500 روپئے سالانہ میں ترمیم کر کے اسے 38,220 اور 50,920 روپئے سالانہ کر دی گئی ہے۔ ترمیم شدہ حد صنعتی مزدوروں کے لئے اکتوبر 1997 تک کے صارفی قیمت اشاریہ کے لئے تسلیم ہوگی اس اسکیم کے فائدہ ایسے والدین / سرپرست کے سبھی ممبروں کو ملے گا جو اس کے اہل ہیں۔

صفائی مزدوروں کی نجات اور بازآبادکاری

صفائی مزدوروں اور ان کے اہل وعیال کی نجات و آبادکاری کے لئے بنائی گئی قومی اسکیم کی درج ذیل خصوصیتیں ہیں (i) صفائی مزدوروں اور ان کے متوسلوں کی شناخت کرنے کے لئے وقت مقررہ پر سروے کرنا اور متبادل تجارت کے لئے ان کی صلاحیتوں کا تعین کرنا (ii) مرکز / ریاستی سرکار / نیم سرکاری / غیر سرکاری تنظیموں کے ذریعے چلائے جا رہے نزدیک کے تربیتی مرکز میں منتخب صنعت میں ٹرائی سیم کے ذریعے طے شدہ پیمانوں کے تحت تربیت اور (iii) صفائی مزدوروں کو سرکاری امداد حاشیائی رقم قرض اور بینکوں سے قرض جیسی سہولیات فراہم کرا کر مختلف صنعتوں میں ان کو کھپانا۔ اس اسکیم کے تحت اپنا کاروبار شروع کرنے کے لئے 50,000 روپئے تک کے منصوبوں کو مالی تعاون فراہم کیا جاتا ہے۔

منصوبے کی لاگت کا 50 فیصد یا زیادہ سے زیادہ 10,000 روپئے اعانت کے طور پر مہیا کرائے جاتے ہیں۔ 15 فیصد رقم چار فی صد سود پر حاشیائی رقم قرض کی شکل میں دی جاتی ہے۔ جب کہ باقی رقم بینک قرض کی شکل میں ہوتی ہے۔

تربیت اور اعانتی مصارف مرکزی حکومت برداشت کرتی ہے اور حاشیائی رقم قرض مرکزی و ریاستی سرکاریں 49:51 کی شرح پر برداشت کرتی ہیں۔ 2000-1999 ریاستی سرکاروں کو اس منصوبے کے لئے 70 کروڑ روپئے عطا کئے گئے۔

اعلیٰ تعلیم کے لئے قومی بیرونی وظیفہ اور سفری امداد

اس اسکیم کے تحت منتخب طلباء کو غیر ممالک میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے مالی امداد فراہم کی جاتی ہے۔ یہ امداد انجنیئرنگ ،ٹکنالوجی اور سائنس مضامین میں پی۔ایچ۔ڈی اور پوسٹ ڈاکٹرل ریسرچ اور کچھ مخصوص شعبوں میں پوسٹ گریجوٹ سطح کے کورسوں کے لئے دی جاتی ہے۔اس اسکیم میں ردوبدل کرکے اسے پھر سے نافذ کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے اب برطانیہ میں پڑھنے والے طلبا کو 700, 7ڈالر یا 5,000 پونڈ اسٹرلنگ سالانہ گزارہ بھتہ دیا جائیگا۔ برطانیہ میں پڑھنے والے طلبا کو کتابیں خریدنے کے لئے ضروری آلات ،سفری اخراجات پر ہونے والے مصارف کے لئے دی جانے والی رقم 385امریکی ڈالر سے بڑھاکر 500ڈالر یا 325پونڈ سالانہ کردی گئی ہے۔ساتھ ہی ویزا فیس بھی بھارتی روپوں میں ادا کی جائے گی۔اس کے تحت آنے جانے کے لئے کفایتی درجہ کا ہوائی کرایہ بھی دیا جائے گا جس کا انتظام کسی ملکی ہوائی سروس کے ساتھ ہوگا اس کے علاوہ آلات بھتہ اور فوری سفری خرچ ،متعلقہ ادارہ کے ذریعہ وصول کی جانے والی حقیقی فیس اور میڈیکل بیمہ پریمیم پر ہونے والے خرچ کی بھی ادائیگی کی جائیگی۔

برطانیہ میں پڑھنے والے طلبہ کے لئے یہ رعایت بھی ہے کہ وہ معینہ بھتہ کے ساتھ 2400امریکی ڈالر یا 1560پونڈ سالانہ تک کا تحقیقی کام کرنے کے لئے کمائی بھی کرسکتے ہیں لیکن معینہ حد سے زیادہ آمدنی پر اسی مناسب سے وظیفہ میں سے رقم کم دی جائیگی۔غیر ممالک میں مختلف کورسوں میں مطالعہ کے لئے مدت کی زیادہ سے زیادہ حد پی۔ایچ۔ڈی کے لئے 4سال ،ماسٹرس ڈگری کے لئے 3سال اور پوسٹ ڈاکٹرل ریسرچ کے لئے ایک مزید ڈیڑھ سال طے کی گئی ہے۔غیر ممالک کے لئے منتخب امیدوار اگر ملازمت میں ہے تو اس کی ماہانہ آمدنی یا اس کے والدین /سرپرست کی آمدنی 12ہزار روپے سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے۔کسی بھی والدین /سرپرست کا صرف ایک بچہ ہی اس اسکیم کا فائدہ اٹھا سکتا ہے۔اس کی عمر 35سال سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے اور اسے صرف ایک بار ہی یہ فائدہ ملے گا۔

اس اسکیم کے تحت ہر سال فیس وظیفے دئے جاتے ہیں درج فہرست ذاتوں کو 17،درج فہرست قبائل کو 9،درج فہرست ذات عیسائی /2 مشتہر فہرست سے خارج فرقوں خانہ بدوش اور نصف خانہ بدوش ایک۔ بے زمین کھیتی مزدور اور پشتینی دستکار ایک۔55-1954 میں اس اسکیم کے تحت اب تک کل 732 طلبا کو یہ وظیفہ دیے جاچکے ہیں۔ان میں سے 1998 تک 532 طلبا نے اس سے استفادہ کیا۔

درج فہرست ذات کے لئے ریاستی ترقی کارپوریشن

درج فہرست ذاتوں وقبیلوں کے لوگوں کو غریبی کی سطح سے اوپر اٹھانے کی غرض سے 79-1978 میں صوبائی سطح پر درج فہرست ذات ترقی کارپوریشن کو امداد دینے کی اسکیم شروع کی گئی۔اس وقت صوبوں و پانچ یونین علاقوں میں یہ کارپوریشن کام کررہے ہیں۔مرکزی سرکار کارپوریشن کے سرمایہ حصص میں 49فیصد تک کی حصے دار ہے اور صوبائی حکومتیں 51فیصد کا اشتراک کرتی ہیں۔سال 2000-1999 کے دوران حکومت ہند کی جانب سے 20 کروڑ روپے تعاون کے طور پر دئے گئے۔

باباصاحب ڈاکٹر امبیڈکر فاؤنڈیشن

اس فاؤنڈیشن کو 24مارچ 1992 کو ایک رجسٹرڈ سوسائٹی کی شکل میں قائم کیا گیا تھا۔ فاؤنڈیشن کو بھارت رتن ڈاکٹر بابا صاحب بھیم راؤ امبیڈکر کے صد سالہ سالگرہ تقریب کو لاگو کرنے ان کے دیکھ ریکھ اور انتظام کی ذمہ داری سونپی گئی۔(i) دلی میں ڈاکٹر امبیڈکر قومی عوامی کتب خانہ (ii) ڈاکٹر امبیڈکر کے خیالات اور اصولوں کے بارے میں ریسرچ کے لئے یونیورسٹیوں /

تعلیم اداروں میں ڈاکٹر امبیڈکر نشست کا قیام (iii) کمزور طبقات کے معیار زندگی میں بہتری لانے کے لئے اور معاشرہ ہم آہنگی کے لئے ڈاکٹر امبیڈکر قومی ایوارڈ (iv) سماج کے حاشیائی اور نظرانداز کئے جانے والوں کے لئے معاشرتی تبدیلی ہم آہنگی برابری کا بین الاقوامی ایوارڈ (v) ہندی اور دیگر ہندوستانی زبانوں میں بابا صاحب ڈاکٹر امبیڈکر کے کاموں کے مجموعے کی اشاعت (vi)26 علی پور روڈ، دلی میں ڈاکٹر امبیڈکر کے یادگار کی تعمیر (vii) ڈاکٹر امبیڈکر کی سوانح حیات اور مقاصد پر سیمینار، کانفرنس، ورکشاپ، نمائش اور میلوں وغیرہ پروگراموں کا انعقاد۔

درج فہرست قبیلوں کی ترقی

درج فہرست قبائل کی ترقی پر مزید دھیان مرکوز کرنے کے مقصد سے اکتوبر 1999 میں ایک علیحدہ وزارت برائے قبائلی معاملات کی تشکیل کی گئی۔ سماجی انصاف اور اختیارات کی وزارت سے الگ ہوئی اس نئی وزارت کا کام، درج فہرست قبائل کے بارے میں پالیسی متعین کرنا، منصوبے بنانا اور ان کے فلاح کے لئے پروگراموں اور منصوبوں میں تال میل قائم کرنا ہے۔ یہ وزارت، دیگر مرکزی وزارت، محکموں اور ریاست رمرکز کے زیرانتظام علاقوں کے ذریعہ درج فہرست قبائل کے فلاح کی تدابیر کی تائید اور تکمیل بھی کرتا ہے۔

1991 کی مردم شماری کے مطابق درج فہرست قبیلوں کی کل ہند تعلیمی شرح 29.60 فی صد ہے۔ جب کہ تعلیم کا قومی اوسط 52.21 فیصد ہے۔ قبائلی عورتوں اور عام عورتوں کی تعلیمی شرح میں آج بھی بڑا فرق ہے۔ قبائلی عورتوں کی تعلیم کا اوسط صرف 18.19 فیصد ہے جب کہ اس کے بالمقابل ملک میں عام عورتوں کی تعلیمی شرح 39.29 فیصد ہے۔

پانچویں پنج سالہ منصوبے میں اختیار کئے گئے قبائلی ذیلی منصوبے کے دو مقاصد ہیں۔ (i) قانونی اور انتظامی تعاون سے قبائلی لوگوں کے مفاد کا تحفظ، (ii) ان کے معیار زندگی کو بہتر بنانے کے لئے منصوبہ بند پروگراموں سے ترقیاتی کوششوں کو بڑھاوا، فی الحال قبائلی ترقی کے 194 مربوط منصوبے چلائے جارہے ہیں۔ چھٹے منصوبے میں مربوط قبائلی ترقی پروگرام سے باہر کے علاقوں کی شناخت کی گئی۔ ایسے علاقے جن کی 10,000 تک کی کل تعداد میں قبائلی آبادی 50 فیصد سے زیادہ ہے انہیں ذیلی قبائلی منصوبے کے تحت ترمیمی علاقہ ترمیماتی پیش کش کا نام دیا گیا ہے اور انہیں M.A.D.A 252 کے ذیل میں شامل کرلیا گیا۔ اس کے علاوہ 79 ایسی بستیوں کی بھی نشاندہی کی گئی ہے۔ جن کی 5,000 کی آبادی میں درج فہرست قبیلوں کی تعداد 50 فیصد ہے۔

خصوصی مرکزی امداد

یہ خصوصی مرکزی امداد ان ریاستوں رمرکز کے زیرانتظام کے لئے دی جاتی ہے جو قبائلی ترقی کے تکملہ کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ یہ امداد بنیادی طور پر خاندان پر مبنی آمدنی اسکیموں کے لئے زراعت، باغبانی، چھوٹی سنچائی، مٹیوں کے تحفظ، مویشیوں کو پالنے، جنگلی بانی، تعلیم، کوآپریٹیو، مچھلی پالنا، دیہی اور چھوٹی صنعتوں جیسے شعبوں میں اور کمترین مزدوری پروگراموں کے لئے دی جاتی ہے۔ 2000-1999 کے دوران اس کے لئے ریاستوں رمرکز کے زیرانتظام علاقوں کو 400 کروڑ روپے جاری کئے گئے۔

آئین کی دفعہ (i) 275 کی پہلی شرط کے مطابق ریاستی حکومتوں کی درج فہرست قبیلوں کی فلاح و بہبود کو فروغ دینے والے مالیاتی منصوبوں کے لئے سرمایہ مہیا کرانے اور قبائلی علاقوں میں نظم ونسق کی سطح کو ریاست کے دیگر علاقوں کے نظم ونسق کی سطح پر لانے کے لئے مالی امداد دی جاتی ہے۔ 2000-1999 میں اس کے لئے بجٹ میں 100 کروڑ روپئے جاری کئے گئے۔

قدیم قبائلی گروپوں کے اسکیم

ٹکنالوجی کے قبل زراعت کی سطح، خواندگی میں کمی اور کم ہوتی ہوئی یا جامد آبادی کی بنیاد پر 15 ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں 75 قبائلی گروپوں کی شناخت کرانہیں قدیم قبائلی گروپ کا درجہ دیا گیا ہے۔ 99-1998 سے ان گروپوں کے ہمہ گیر ترقی کے لئے ایک مرکزی سیکٹر کی اسکیم شروع کی گئی ہے۔ اس اسکیم کے تحت دیگر کسی اسکیم کے ذریعہ جو پروجیکٹ/سرگرمیاں نہیں چلائی جاری ہیں، انہیں شروع کرنے کے لئے مربوط قبائلی ترقیاتی پروجیکٹ قبائلی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ اور غیر سرکاری تنظیموں کے مالی امداد فراہم کی جاتی ہے۔ پچھلے دو سالوں میں اسکیم کے تحت 11.57 کروڑ روپے کی مالی امداد کی منظوری دی گئی۔

قبائلی تحقیق ادارہ

آندھرا پردیش، آسام، بہار، گجرات، کیرل، مدھیہ پردیش، مہاراشٹر، اڑیسہ، راجستھان تمل ناڈو مغربی بنگال، اتر پردیش، منی پور اور تری پورانے 14 قبائلی تحقیقی ادارے قائم کئے ہیں۔ یہ تحقیقی ادارے، ریاستی حکومتوں کو منصوبہ بنانے کی ضروری معلومات فراہم کرنے، ریسرچ اور تعین قدر کا مطالعہ کرانے، اعداد وشمار جمع کرنے، روایتی قانونوں کی فہرست بنانے اور تربیت، سیمینار اور ورکشاپ کا اہتمام کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

ان میں سے کچھ اداروں میں میوزیم بھی ہے۔ جہاں قبائلی اشیاء کی نمائش کی گئی ہے۔ 2000-1994 کے دوران، ریاستی حکومتوں کو اس مد میں 105.55 لاکھ روپے فراہم کئے گئے۔

قبائلی طلبہ/طالبات کے لئے ہوسٹل

طالبات کے لئے ہوسٹل اسکیم تیسرے پنج سالہ منصوبے میں شروع کی گئی تھی۔ اس کا مقصد تعلیم حاصل کررہی قبائلی طالبات کو رہائشی سہولت مہیا کرانا تھا۔ اس منصوبے کے تحت صوبوں کو ہوسٹلوں کی تعمیری لاگت کی 50 فیصد رقم اور مرکزی علاقوں کو سو فیصد رقم مرکزی اعانت کی شکل میں دی جاتی ہے۔ 2000-1999 کے دوران 29 ہوسٹلوں کی تعمیر کے لئے 393 لاکھ روپے دیئے گئے۔ لڑکیوں کے لئے جس طرح ہوسٹل کی اسکیم شروع کی گئی تھی اسی طرح لڑکوں کے لئے بھی 90-1989 میں اسکیم شروع کی گئی۔ سال 2000-1999 کے دوران 77 ہاسٹلوں کی تعمیر کے لئے 698.43 لاکھ روپے کی رقم جاری کی گئی۔

قبائلی ذیلی منصوبہ علاقوں میں آشرم اسکول

مرکز کے ذریعہ مجوزیہ اسکیم 91-1990 میں شروع کی گئی۔ اس کے تحت اسکول کھولنے کے لئے ریاستوں کو 50 فیصد اور مرکزی علاقوں کو صدفی صد اعانت دی جاتی ہے۔ 2000-1999 میں آشرم 36 اسکولوں کی تعمیر کے لئے 532.28 لاکھ روپے دیئے گئے۔

قبائلی علاقوں میں پیشہ وارانہ تربیت

مرکزی سیکٹر کی یہ اسکیم 93-1992 میں شروع کی گئی۔ اس کا مقصد بے روزگار قبائلی نوجوانوں کو روزگار/خود روزگار کے مواقع فراہم کرنا تھا۔ اس اسکیم کے تحت پیشہ وارانہ مراکز کھولے جاتے ہیں۔ 2000-1999 میں 19 ایسے مراکز کے لئے 375 لاکھ جاری کئے گئے۔

کم تعلیم والے علاقوں میں قبائلی لڑکیوں کی تعلیم

آٹھ صوبوں کے 48 منتخب قبائلی اضلاع میں جہاں نسوانی تعلیم کی شرح دو فیصد سے کم ہے وہاں قبائلی لڑکیوں کی تعلیم میں اضافے کے لئے 94-1993 میں یہ اسکیم شروع کی گئی۔ اور جولائی 1998 میں اس میں ترمیم کی گئی۔ اس منصوبے کے تحت پانچویں جماعت تک کی لڑکیوں کے لئے رہائشی اسکول قائم کئے جاتے ہیں۔ یہ اسکیم رضا کار تنظیموں اور ریاستوں و مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے ذریعے لاگو کی جاتی ہے۔ 2000-1999 میں 75 کمپلکس کے لئے 183.76 لاکھ روپے جاری کئے گئے۔

بھارتیہ قبائلی کوآپریٹیو مارکٹنگ ترقی فیڈریشن (TRIFED)

قبائلی لوگوں کو نجی تاجروں کے استحصال سے بچانے اور انہیں ان کی معمولی جنگلاتی پیداوار اپنی ضرورت سے زائد زرعی پیداوار کو منافع بخش بنانے کے لئے سرکار نے اگست 1987 میں بھارتیہ قبائلی کوآپریٹیو مارکٹنگ ترقی فیڈریشن (ٹرائیفیڈ) قائم کیا تھا۔ فیڈریشن کثیر ریاستی کوآپریٹیو سوسائٹی ایکٹ 1984 کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ ٹرائیفیڈ چینلا ئزنگ ایجنسی کے طور پر بھی کام کرتی ہے۔ 2000-1999 اس کا مجازی شیئر سرمایہ ایک ارب روپے اور اداشدہ سرمایہ 98 کروڑ روپے تھا۔ ٹرائیفیڈ کے اصل سرمایہ میں سرکاری اصل کاری 99.75 کروڑ روپے تھی۔ اور باقی 23 لاکھ روپے دوسرے حصہ داروں نے دیئے۔

معمولی جنگلاتی پیداوار کے لئے امدادی گرانٹ

یہ مرکزی سیکٹر کی اسکیم ہے۔ اس کے تحت صوبائی قبائلی فروغ کوآپریٹیو کارپوریشن، (STDCCS) جنگلاتی ترقی کارپوریشن (FDCS) اور معمولی جنگلاتی پیداوار (تجارت اور ترقی) (MFPTDFS) فیڈریشن کو معمولی جنگلاتی پیداوار آپریشن شروع کرنے کے لئے صدفی صد اعانت فراہم کی جاتی ہے۔ اس اسکیم کے تحت ریاستیں، گرانٹ کا استعمال ان کاموں کے لئے کر سکتے ہیں۔ STDCCS اور MFPTDF کا حصص سرمایہ مضبوط کرنے، (ii) سائنسی طریقے کے گوداموں کی تعمیر کرنے (iii) معمولی جنگلاتی پیداوار کی افادیت بڑھانے کے لئے پروسس صنعتیں اور (iv) کارپوریشن کے ذریعے تحقیق اور ترقیاتی سرگرمیوں میں سال 2000-1999 میں 15 کروڑ کی رقم کا بجٹ تھا، جس میں سے 7 ریاستی کارپوریشنوں کو 9.05 کروڑ روپے جاری کئے گئے۔ 2001-2000 کے دوران 13 کروڑ روپے بجٹ میں مختص کئے گئے ہیں۔

دیہی اناج بینک اسکیم

دور دراز اور پچھڑے قبائلی علاقوں کے بچوں کو غیر معیاری غذا کی وجہ سے ہونے والی اموات کی روک تھام کے لئے حکومتی اقدام کی شکل میں 97-1996 میں دیہی اناج بینک اسکیم شروع کی گئی۔ دور دراز اور پچھڑے قبائلی علاقوں میں اطفال کی شرح اموات کم کرنے کے طریقوں کے لئے ان علاقوں کی شناخت کر لی گئی تھی ان دور دراز دیہی علاقوں میں رہنے والے درج فہرست قبائلیوں میں تغذیہ معیار کو کم ہونے سے بچانے کے لئے ان اناج بینکوں کا پرووِیژن کیا گیا۔ اس کے لئے رقوم ٹرائی فیڈ کے ذریعہ جاری کی جاتی ہے۔ 2000-1999 میں اس اسکیم کے لئے ایک کروڑ روپے جاری کئے گئے جب کہ 2001-2000 میں دو کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔

درج فہرست قبیلوں کے لئے کام کر رہی رضا کار تنظیموں کو اعانت

وزارت، درج فہرست قبیلوں کی فلاح کے لئے کام کر رہی ان رضا کار تنظیموں کو امدادی گرانٹ فراہم کرتی ہے۔ جو رہائشی

اسکولوں، ہوسٹلوں، طبی اکائیوں، کمپیوٹر ٹریننگ اکائیوں، مختصر نویسی اور ٹائپ تربیتی اکائیوں، بال واڑی، بچہ خانہ (آئی۔سی۔ڈی۔ایس پروگراموں کے تحت نہ آنے والے علاقے) کتب خانوں اور سماعی۔بصری اکائیوں جیسے منصوبوں کے لئے کام کرتے ہیں۔ یہ گرانٹ عام طور سے منصوبے کی کل منظور شدہ لاگت کی 90 فیصد تک ہوتی ہے۔اور بقیہ 10 فیصد رقم تسلیم شدہ رضا کار تنظیموں کے ذریعے خود مہیا کی جاتی ہے۔2000-1999 میں 137 غیر سرکاری تنظیموں کو تقریباً 14.74 کروڑ روپے جاری کئے گئے۔

پسماندہ طبقوں کی فلاح و بہبود

آئین کی دفعہ (4)15 میں ریاستوں کو، شہریوں کے سماجی اور تعلیمی اعتبار سے پسماندہ طبقوں، درج فہرست ذاتوں و قبیلوں کے لوگوں کی ترقی کے لئے مخصوص تدبیریں کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔اس کے علاوہ دفعہ (4)16 میں ریاستوں کو یہ اختیار بھی دیا گیا ہے کہ وہ سرکاری خدمات اور عہدوں میں ایسے کسی بھی پچھڑے طبقے کے لئے، جنہیں ان میں مناسب ریزرویشن نہیں ملا ہے۔ریزرویشن کا انتظام کر سکتے ہیں۔

دفعہ 16 یا 46.38اور دفعہ 38 کے 16 ویں حصہ کے شق (i) کے تحت آئین میں دیئے گئے دیگر فرائض کے تحت ریاستوں کے لئے لازم کر دیا گیا ہے کہ وہ ''سماجی نظم و نسق کو جہاں تک ممکن ہو سکے بہتر بنائے اور موثر ڈھنگ سے لاگو کر عوامی بہبود کو بڑھاوا دے، جن میں انصاف، سماجی، اقتصادی، اور سیاسی قومی زندگی کے سبھی اداروں کو مطلع کریں'' دیگر کمزور طبقوں کے تعلیمی اور معاشی مفاد کو بڑھاوا دینے، سماجی ناانصافی اور تمام طرح کے استحصال سے انہیں بچانے کے لئے دفعہ 46 میں ایک بے حد اہم ہدایت ہے۔آئین کے 16 ویں حصہ میں'' کچھ طبقوں سے متعلق مخصوص انتظامات'' ہیں۔اسی حصہ کی دفعہ 340 میں پسماندہ طبقوں کی حالت کا پتہ لگانے کے لئے کمیشن مقرر کرنے کا بھی اہتمام ہے۔

سرکار نے دفعہ 15 اور 16 پر سنجیدگی سے غور کیا اور 1979 میں دوسرے پسماندہ طبقات کمیشن (منڈل کمیشن) کا تقرر کیا۔ کمیشن کو جن باتوں پر غور کرنا تھا یہ ہیں (i) یہ متعین کرنا کہ سماجی اور تعلیمی اعتبار سے پسماندہ طبقوں کی پہچان کا اصول کیا ہو، (ii) سماجی و تعلیمی اعتبار سے پسماندہ طبقوں کو برتر بنانے کے لئے کون سے اقدامات کئے جائیں (iii) جن پس ماندہ طبقات کو عوامی خدمات میں مناسب نمائندگی نہیں ملی ہے ان کے تقرر میں دیگر اقدامات سے ریزرویشن کا انتظام کرنا، اور (iv) کمیشن کے ذریعہ امر واقعہ کا پتہ لگا کر جو سفارشیں کی جائیں۔ان کی بنیاد پر رپورٹ پیش کرنا۔کمیشن نے اپنی رپورٹ 31 دسمبر 1980 کو پیش کی۔

منڈل کمیشن کی سفارشوں پر طویل بحث و غور خوض کے بعد اس وقت کی حکومت نے انہیں نافذ کرنے کا فیصلہ کیا اور 13 اگست 1990 کو ایک سرکاری میمورنڈم جاری کیا گیا۔جس میں دیگر پس ماندہ طبقات کو حکومت ہند کے تحت آنے والی عوامی خدمات اور عہدوں میں 27 فیصد ریزرویشن دینے کا فیصلہ کیا گیا۔

اس میمورنڈم کے نتیجے میں دیگر پسماندہ طبقات کو ریزرویشن دینے کے خلاف چاروں طرف احتجاج کیا گیا اور مبینہ ریزرویشن پر سوالات اٹھاتے ہوئے عدالت عظمی میں کئی استغاثے داخل کئے گئے۔عدالت عظمی نے 16 نومبر 1992 کو سبھی استغاثوں کا فیصلہ کیا عدالت عظمی نے اکثریت سے فیصلہ کیا کہ 13 اگست 1990 کے حکومتی میمورنڈم کو نافذ کرتے وقت دیگر پس ماندہ طبقات کے سماجی اعتبار سے برتر لوگوں کو ریزرویشن سے باہر رکھا جائیگا۔عدالت نے حکومت ہند، ریاستی اور یونین علاقوں کی حکومتوں کو دیگر پسماندہ طبقات کی فہرست میں نام شامل کرنے کی درخواستوں اور ضرورت سے زیادہ نام شامل کرنے یا کم کرنے کی شکایتوں کی، جانچ کرنے کی سفارشوں کے لئے کوئی مستقل ادارہ تشکیل کرنے کی بھی ہدایت دی۔اس کے مطابق

14 اگست 1993 کو پس ماندہ طبقات کے لئے ایک قومی کمیشن بنایا گیا۔ جس کی پچھلے کمیشن کی میعاد ختم ہونے کے بعد 28 فروری 1997 کو تشکیل کی گئی ہے۔ اب ایک بار پھر اس کی بار تشکیل کی جارہی ہے۔ قومی کمیشن برائے پسماندہ طبقات ایکٹ کے متن کے مطابق ہر ممبر اپنا کام کاج سنبھالنے کی تاریخ سے 3 سال کی مدت تک ممبر رہ سکتا ہے۔

حکومت ہند نے سماجی اعتبار سے خوش حال طبقے کی پہچان کرنے کے لئے 22 فروری 1993 کو ماہرین کی ایک کمیٹی تشکیل دی۔ اس کمیٹی کی سفارشوں کی بنیاد پر حکومت ہند نے 8 ستمبر 1993 کو ایک مورنڈم جاری کیا۔ جس میں درج ذیل سہولتیں دی گئی ہیں۔ حکومت ہند کے تحت آنے والی نوکریوں میں دیگر پسماندہ طبقات کے لوگوں کو 27 فیصد ریزرویشن اور انہیں طبقے کے خوش حال لوگوں کو ریزرویشن نہیں دیا جائیگا۔

دیگر پس ماندہ طبقات کے لئے 27 فیصد ریزرویشن کو پوری طرح نافذ کرنے کے مقصد سے ان طبقوں کو یہ سہولتیں بھی فراہم کی جارہی ہیں۔ (i) درج فہرست ذاتوں، قبیلوں کے امیدوار ہی کی طرح 13 اکتوبر 1994 سے دیگر پسماندہ طبقات کے لئے بھی تحریری امتحانات اور انٹرویو کے معیار میں رعایت دی گئی ہے۔ اور (ii) 25 جنوری 1995 کو سرکار نے نوکریوں میں سیدھی بھرتی کے وقت دیگر پسماندہ طبقات کے امیدواروں کو دیگر اہلیت ہونے پر اوپری عمر کی حدود میں تین سال کی چھوٹ دینے اور سول سروسز امتحانات میں شامل ہونے کے سات مواقع فراہم کئے جانے کی ہدایتیں بھی جاری کی ہیں۔

حکومت ہند نے عدالت عظمیٰ کی ہدایت کے مطابق پہلے مرحلے میں اعلان شدہ دیگر پسماندہ طبقات کی مرکزی فہرست مکمل کرلی ہے۔ اس میں وہ ذاتیں رکیونٹی شامل ہیں جو منڈل کمیشن کے ذریعے بنائی گئی فہرست اور 21 ریاستوں اور 5 مرکزی علاقوں کی حکومتوں کے ذریعے تیار کی گئی پچھڑے طبقات کی فہرست میں عام طور سے شامل ہیں۔ حال میں حکومت نے دیگر پسماندہ طبقات کی مرکزی فہرست میں شامل کرنے رترمیم کرنے سے متعلق تین اعلانیہ جاری کی ہیں۔

قومی پسماندہ طبقات مالیاتی اور ترقیاتی کارپوریشن

قومی پسماندہ طبقات مالیاتی اور ترقیاتی کارپوریشن (NBCFDC) کی تشکیل حکومت ہند کی وزارت فلاح و بہبود کے تحت 13 جنوری 1992 کو کی گئی۔ کمپنی ایکٹ کی دفعہ 25 کے تحت یہ ایک کمپنی ہے، جس کا مقصد منافع حاصل کرنا نہیں ہے۔ اس کا مجازی سرمایہ حصص 200 کروڑ روپے تنہا حکومت ہند نے لگائے ہیں۔ جسے بڑھا کر اب 700 کروڑ روپے کردیا گیا ہے۔ کارپوریشن کا خاص مقصد پسماندہ طبقات کی بہبود کے لئے مالی اور ترقی سے متعلق سرگرمیوں کو بڑھاوا دینا اور ان طبقات کی غریب ترین لوگوں کی پیشہ وارانہ مہارت کی ترقی اور خود کے روزگار میں مدد دینا ہے۔ کارپوریشن کو جاری کی گئی پونجی۔ 99-1998 تک 290.40 کروڑ تھی جواب بڑھا کر کروڑ 40-390 روپے کردی گئی ہے۔

کارپوریشن درج ذیل علاقوں کے مناسب نفع حاصل کرنے والوں کو قرض رگرانٹ کی شکل میں مالی تعاون دیتا ہے۔ زراعت اور اس سے متعلق دست کاروں اور روایتی پیشہ وروں، تکنیکی تجارت، چھوٹے کاروبار، چھوٹی صنعت اور نقل و حمل کی خدمات، کارپوریشن نے 2000-1999 تک 3,09,597 مستفید لوگوں کے لئے کل 424,83 کروڑ تقسیم کئے ہیں۔

کارپوریشن نے پسماندہ طبقات کی مجاز کا نفع اٹھانے والی خواتین کے سورنیما نام سے ایک خاص اسکیم شروع کی ہے اس اسکیم کے تحت مجاز خواتین کو رعایتی شرح پر ایک لاکھ روپے تک کی مالی امداد حاصل کرسکتی ہے۔

مذکورہ کارپوریشن کی اس اسکیم کے تحت 30 فیصدی منافع کمانے والی خواتین کو مدد دی جائیگی جس میں سے 50 فیصد منافع خوروں کو "سورنما" کے تحت امداد دی جائے گی۔ نگ ایجنسیس اور بینک رمالیاتی ادارے مل کر جمع کرتے ہیں۔

پسماندہ طبقات کی بہبود کے لئے اسکیمیں

سرکار نے دوسرے پسماندہ طبقات کی بہبود کے لئے سال 99-1998 میں درج ذیل اسکیمیں شروع کی ہیں۔

(الف) امتحانات سے قبل کوچنگ: اس اسکیم کا مقصد دیگر پسماندہ طبقات کے امیدواروں کو کوچنگ دینا ہے تا کہ وہ مختلف مقابلہ جاتی رداخلے کے امتحانات میں کامیابی حاصل کر سکیں ان کوچنگ مراکز میں وہی طلبہ داخلہ لینے کے مجاز ہوں گے جس کے والدین رسرپرست کی سالانہ آمدنی ایک لاکھ روپے سے کم ہو۔ اس کے لئے سال 2000-1999 میں آٹھ اداروں کو 23 لاکھ روپے جاری کئے گئے۔

(ب) دیگر پسماندہ طبقات کے لڑکے لڑکیوں کے لئے ہوسٹل: اس اسکیم کے تحت ان ریاستوں رمرکزی علاقوں میں ہوسٹلوں کی تعمیر کی جائے گی جہاں ان طبقات کی گھنی آبادی ہے اور ہوسٹلوں کی کمی ہے۔ یہ اقامت گاہیں سکنڈری سینئر سیکنڈری، کالج اور یونیورسٹی میں پڑھنے والے طلبا کے لئے بنائی جائیں گی۔ ان میں کم سے کم ایک تہائی اقامت گاہیں صرف طالبات کے لئے ہوں گی۔ 5 فیصد سیٹیں معذور طلبا کے لئے مخصوص ہوں گی۔ یہ اسکیمیں اس طبقہ کے خوشحال خاندانوں کے طلباء کے لئے نہیں ہوگی۔ ان تعمیر کا نصف خرچ مرکزی حکومت اور باقی ریاستی سرکاریں دیں گی۔ مرکزی حکومت کے اداروں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے ذریعہ بنائے جانے والے ہوسٹلوں کو صدفی صد اخراجات مرکز برداشت کرے گا۔ اس کے لئے زمین کی تحویل، ملازمین کی تنخواہ اور رکھ رکھاؤ پر ہونے والے اخراجات رمتعلق ریاستی حکومتوں رمرکز کے زیر انتظام علاقوں کو برداشت کرنا ہوگا۔

(ج) دیگر پسماندہ طبقات کے لئے قبل میٹرک وظائف: ایسے طلبا کو دیئے جائیں گے جن کے والدین رسرپرستوں کی سالانہ آمدنی 44,500 روپئے سے زاید نہ ہو یہ وظیفہ پہلی سے دسویں جماعت تک کے ان طلبہ کو ملے گی جو ہوسٹلوں میں نہیں رہتے ہیں اور ہوسٹلوں میں رہنے والے دوسری سے دسویں جماعت تک کے طلبا کو ملے گی دسویں کے بعد وظیفہ موقوف کر دیا جائے گا اور سال میں 10 ماہ وظیفہ ملے گا۔ یہ انہیں طلبا کو ملے گا جو ریاستیں حکومتوں رمرکزی علاقوں کی امداد سے چلنے والے اسکولوں میں پڑھ رہے ہوں گے۔ اس میں 50 فیصد مدد مرکزی حکومت دے گی۔ اس اسکیم کے لئے 2000-1999 کے سال میں آندھرا پردیش، بہار، مدھیہ پردیش، اور تریپورہ کو 5.75 کروڑ روپے کی رقوم جاری کی گئی۔

(د) میٹرک کے بعد پڑھنے والے دیگر پسماندہ طبقات کے طلبا کو وظیفہ: اس اسکیم کے تحت دیگر پچھڑے طبقات کے ان طلباء کو وظائف دیے جاتے ہیں جو میٹرک پاس کرنے کے بعد سنیئر سیکنڈری کی پڑھائی پوری کرنا چاہتے ہیں اس میں مرکزی حکومت کے ذریعہ ریاستوں رمرکزی علاقوں کو وظیفہ کے لئے صد فیصد امداد دی جاتی ہے۔ یہ مرکزی امداد دیگر پچھڑے طبقات کے ان طلباء کے لئے ہے جو تسلیم شدہ اداروں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں نیز انہیں طلبا کو دی جائے گی جن کے والدین رسرپرست کی سالانہ آمدنی 44,500 روپئے سے زاید نہ ہو اس کے لئے 2000-1999 میں آندھرا پردیش، بہار، کرناٹک، مدھیہ پردیش، اور تری پورہ کو 961.86 کروڑ روپے جاری کئے گئے۔

(ح) دیگر پچھڑے طبقے کی بہبود کے لئے رضا کار تنظیموں کو امداد: اس اسکیم میں رضا کار تنظیموں کے ذریعہ دیگر پچھڑے طبقات کی سماجی رمعاشی حیثیت بہتر بنانے نیز تعلیم کا معیار بڑھانے کے لئے خدمات شامل ہیں تا کہ انہیں مناسب روزگار مل سکے اس کے لئے ایسے مرکز کھولنے اور خدمات دینا شروع کرنے میں امداد دی جائے گی جو پچھڑے طبقوں کو اپنی آمدنی بڑھانے میں تعاون کریں سرکار کے ذریعہ میرٹ کی بنیاد پر طے کی گئی اس امداد کا 90 فیصد تک سرکار دے سکتی ہے اس مد میں 2000-1999 سال کے دوران کے لئے 199 غیر سرکاری تنظیموں کو 1.73 کروڑ روپے مختص کئے گئے۔

اقلیتوں کی فلاح و بہبود

حکومت نے قومی سطح پر پانچ کمیونٹیوں مسلم، سکھ، عیسائی، بودھ، زرتشت کو اقلیتوں کے طور پر نوٹی فائیڈ کیا ہے۔ 1991 کی مردم شماری کے مطابق ملک کی کل آبادی کا 17. 17 فیصد حصہ اقلیتوں کا ہے۔ آئین ہند میں اقلیتوں کے مفاد کے تحفظ کا اہتمام ہے اور اس کے تحت انہیں اپنی زبان، رسم الخط، تہذیب کو محفوظ رکھنے اور اپنی پسند کے مطابق تعلیمی اداروں کو قائم کرنے اور چلانے سے متعلق ان کے حقوق کو منظوری دی گئی ہے۔

مذہبی اقلیتوں کے تحفظ کے لئے آئین میں درج مختلف تدابیر پر عمل کا معائنہ کرنے اور تمام تحفظاتی تدابیر و قوانین پر کارگر ڈھنگ سے عمل کا نفاذ کرنے کے لئے جنوری 1978 میں اقلیتی کمیشن تشکیل دیا گیا۔ کمیشن اقلیتوں کے بارے میں مرکز اور ریاستی حکومتوں کی عمل درآمد کی پالیسیوں کا معائنہ کرتا ہے اور اپنی سالانہ رپورٹ حکومت کو پیش کرتا ہے۔ قومی اقلیتی کمیشن ایکٹ، 1992 پارلیمنٹ کے ذریعے پاس کیا گیا ہے۔ اس ایکٹ کے تحت پرانے کمیشن کے مقام پر 17 مئی 1993 کو قانونی سطح پر قومی اقلیتی کمیشن تشکیل کیا گیا ہے۔ کمیشن میں ایک صدر، ایک نائب صدر اور مرکزی حکومت کے نامزد کئے ہوئے ممبر ہوتے ہیں۔ 21 جنوری 2000 کو قومی اقلیتی کمیشن کی باز تشکیل کی گئی۔

آئین کی دفعہ 350-B کے تحت لسانی اقلیتوں کو مہیا کرائے گئے حفاظتی اقدامات سے متعلق سبھی معاملوں کی جانچ کے لئے لسانی اقلیتی کمشنر کا تقرر کیا گیا ہے۔ اس کے ذریعے ان فرقوں کے لوگوں اور ان کی انجمنوں سے حاصل شکایتوں اور درخواستوں کی چھان بین کی جاتی ہے۔ کمشنر کا ہیڈ کوارٹر الہ آباد میں ہے اور اسکے علاقائی دفاتر کلکتہ، بلگام اور چنئی میں ہے اب تک کمشنر نے اپنی 35 رپورٹیں پارلیمان کے سامنے پیش کی ہیں۔

اقلیتوں کی بہبود کے لئے 15 نکاتی پروگرام کا مقصد اقلیتوں کے جان و مال کی حفاظت کرنا، سرکاری نوکریوں میں اقلیتوں کا خاص طور سے خیال رکھنا، ترقیاتی پروگراموں میں ان کے ساتھ بھید بھاؤ روکنا اور انہیں مالی امداد مہیا کرانا ہے۔ اس پروگرام کا ریاستوں / مرکز کے زیر انتظام علاقوں کی حکومتیں اور متعلقہ مرکزی وزارت / محکمہ نفاذ کر رہی ہیں۔

سرکاری نوکریوں میں اقلیتوں کے لئے مواقع بڑھانے اور پیشہ وارانہ نصابوں میں ان کی تعداد بڑھانے کے لئے وزارت سماجی انصاف اور حقوق 93-1992 سے ایک اسکیم چلا رہا ہے۔ جس کے تحت ان طبقے کے امیدواروں کو امتحانات سے قبل کوچنگ (امدادی تدریس) دی جاتی ہے۔ نویں منصوبے کے دوران اسکے لئے 12 کروڑ روپے کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں سے مارچ 2000 تک اقلیتوں کے کمزور طبقات کے 13,150 لوگوں کی کوچنگ کے لئے 5.51 کروڑ روپے کی رقوم جاری کی گئی۔ اقلیتوں کی اکثریت والے علاقوں میں سماج۔ معاشی ترقی کے لئے حکومت نے علاقائی بنیاد پر کام کرنے کو منظوری دی ہے۔ اس کے تحت پہلے مرحلے میں 1971 کی مردم شماری کی بنا پر 41 اضلاع کا انتخاب کیا گیا ہے۔

قومی اقلیتی ترقی اور مالیاتی کارپوریشن

حکومت نے پانچ ارب روپئے کے مجاز اصل سرمایہ والا قومی اقلیتی ترقی اور مالیاتی کارپوریشن قائم کیا ہے۔ کارپوریشن اقلیتی فرقے کے پسماندہ طبقوں کی بہبود کے لئے معاشی اور ترقیاتی سرگرمیوں کو بڑھاوا دیتا ہے۔ اس میں کچھ خاص پیشے والے لوگوں اور اقلیتی عورتوں کو ترجیح دی جارہی ہے۔

آٹھویں منصوبے کے دوران کارپوریشن کو 125 کروڑ روپیے جاری کئے گئے۔ 99-1998 کے دوران سرکار نے اپنا حصہ

125 کروڑ سے بڑھا کر 300 کروڑ کر دیا بشرطیکہ کارپوریشن کی پونجی میں ریاستی حکومتیں رمرکزی علاقے بھی اپنے اپنے حصہ کو شامل کریں۔ سال 2000-1999 میں کارپوریشن نے 22,510 مستفید لوگوں کو 60.78 کروڑ روپے کے قرض منظور کئے۔

وقف

وقف، ایسے کاموں کے لئے مستقل طور پر وقف کی گئی منقولہ یا غیر منقولہ ایسی جائداد ہے جو مسلم قانون کے مطابق مقدس، مخیرانہ اور مذہبی اہمیت کی حامل ہو۔ دینی خدمات کے لئے خیرات کی گئی ہو۔ ان اداروں کے بہتر انتظام اور ان کے مقاصد ترقی اور فروغ کے عمل کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ ریاستی حکومتیں وقف جائیداد کا سروے جلد پورا کر کے وقف قانون کو زیادہ موثر بنانے کی تدبیر کر سکتی ہیں۔

وقف ایکٹ 1995

اوقاف اداروں کے بارے میں مرکزی قانون پر عمل کی ذمہ داری سماجی انصاف اور اختیارات کا مجاز بنانے کی وزارت کی ہے۔ اوقاف اداروں کے انتظام کو مزید مستحکم کرنے کے لئے پارلیمان نے ایک نیا قانون بنا کر 1995 میں اسے نافذ کیا۔ اسے وقف ایکٹ 1995 کا نام دیا گیا ہے۔ یکم جنوری 1996 سے ملک میں اس قانون کے نافذ ہونے کے بعد وقف سے متعلق پہلے کے مرکزی قانون جیسے وقف ایکٹ، 1945 اور وقف (ترمیم) ایکٹ 1984 ختم ہو گئے ہیں۔ 1995 کا نیا وقف قانون جموں و کشمیر کے علاوہ بقیہ پورے ملک پر لاگو ہوتا ہے۔ اس قانون میں وقف اداروں کے انتظام کے لئے لامرکزی سسٹم قائم کرنے کے ساتھ ساتھ وقف بورڈ کو جمہوری بنانے کا بھی اہتمام ہے۔ تمام وقف اداروں کے متولی (ناظم) کو اپنے کام کی خودمختاری حاصل ہے۔

ریاستوں کے تمام اوقاف کی ذمہ داری ریاستی حکومتوں کے ذریعہ تشکیل دیئے گئے وقف بورڈوں کی ہوتی ہے۔ ریاستی وقف بورڈ یہ طے کرتے ہیں کہ اوقاف اداروں کا کام اور انتظام ٹھیک طرح سے چلتا رہے اور ان کی آمدنی کا استعمال انہیں مدوں میں کیا جائے، جن کے مقاصد کے لئے ان کی تشکیل کی گئی ہے۔ بورڈ کا اپنا دفتر اور عملہ ہوتا ہے اور اس کا خرچ مختلف اوقاف اداروں سے ضابطے کے تحت حاصل کئے گئے چندوں سے چلتا ہے۔ ریاستی حکومتیں وقف بورڈوں کے کام کی نگرانی کے لئے ذمہ دار ہیں۔ بورڈ کے ممبروں اور اعلیٰ انتظامی افسر (معتمد) کے تقرر کے علاوہ بورڈ کا سالانہ بجٹ حاصل کرنے اور اس کے حساب کتاب کی جانچ کے لئے محاسب کے تقرر کی ذمہ داری بھی ریاستی حکومت کی ہے۔ صوبائی حکومتیں بورڈ کو ہدایات دے سکتی ہیں اور بعض معاملوں میں بورڈ کی جگہ پر کام بھی کر سکتی ہیں۔

مرکزی حکومت، مرکزی وقف کونسل اور ریاستی وقف بورڈ کے کام کاج سے مواقفت رکھ کر تب تک کام کر سکتی ہیں جب تک کہ ان کی سرگرمیاں جمہوری ہوں۔ وقف ایکٹ 1995 کی شرائط کے تحت آندھرا پردیش، گجرات، میگھالیہ، مدھیہ پردیش، تمل ناڈو اور مغربی بنگال و مرکزی علاقے دادرا نگر حویلی لکش دیپ، انڈمان نکوبار اور دلی انتظامیہ نے نئے وقف بورڈ تشکیل کئے ہیں۔

مدھیہ پردیش راجستھان، اتر پردیش، کیرل اور تمل ناڈو کی ریاستی حکومتیں و لکش دیپ کے مرکزی علاقے کی انتظامیہ اور قومی راجدھانی خطہ دلی کی انتظامیہ نے اس نئے ایکٹ کے تحت وقف عدالتیں بھی قائم کی ہیں۔ ملک میں وقف اداروں وقف بورڈوں کے نظم و نسق اور کام کاج کے بارے میں مرکز کو صلاح دینے کے لئے مرکزی وقف کونسل نام کا ایک قانونی ادارہ قائم کیا گیا ہے۔ وقف سے جڑے معاملوں کا انچارج مرکزی وزیر کونسل کا صدر رہتا ہے۔ وقف ایکٹ 1995 کے تحت 26 جون 1997 کو مرکزی وقف کونسل کی دوبارہ تشکیل کی گئی۔

درگاہ خواجہ صاحب

بین الاقوامی سطح پر مشہور اجمیر کی حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کی درگاہ 1955 کے درگاہ خواجہ صاحب ایکٹ کے تحت ایک وقف کی دیکھ ریکھ میں ہے۔اس وقت ادارے کا انتظام درگاہ کمیٹی نام کی مرکز کے ذریعے مقرر کی گئی کمیٹی کے ہاتھوں میں رہتا ہے۔جس کی مدد کے لئے ایک افسر ''ناظم'' ہوتا ہے۔کمیٹی کے پاس اپنا فنڈ ہے اور دیگر چیزوں کے ساتھ، یہ درگاہ میں آنے والے زائرین کی سہولیت کے انتظام کرتی ہے۔کمیٹی کے دو دواخانے ہیں اور زائرین کو کم خرچ پر رہنے کی سہولت فراہم کرنے کے لئے ایک کثیر منزلہ مہمان خانہ بھی تعمیر کرایا گیا ہے۔1998 تک خیرات، اشتراک اور کرایہ سے 1.12 کروڑ روپے حاصل ہوئے۔2000-1999 کے دوران درگاہ شریف کے رکھ رکھاؤ کے لئے درگاہ کمیٹی نے 2.01 کروڑ روپے کا بجٹ منظور کیا۔

مولانا آزاد ایجوکیشن فاؤنڈیشن

مولانا آزاد ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا قیام ایک سوسائٹی کے طور پر کی گئی تھی۔جس کا مقصد اقلیتوں، خاص طور پر پسماندہ اور دیگر لوگوں میں تعلیم کو فروغ دینا تھا۔مولانا آزاد ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے مقاصد کی تکمیل کے لئے حکومت ہند مالی امداد بھی فراہم کرتی ہے۔مولانا آزاد ایجوکیشن فاؤنڈیشن رضا کارانہ، منافع کے بغیر کام کرنے والا سماجی خدمات کرنے والا ادارہ ہے۔جسے مرکزی وقف کونسل نے قائم کیا تھا۔اس کا مقصد اقلیتوں و پس ماندہ طبقات کو خاص طور سے اور دیگر لوگوں میں عام طور سے تعلیم کو فروغ دینا تھا۔لیکن اب اسے کونسل سے الگ کر دیا گیا ہے۔6 جولائی 1989 کو سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ کے تحت ایک سوسائٹی کی شکل میں اس کا رجسٹریشن کیا گیا۔

حکومت ہند مولانا آزاد ایجوکیشن فاؤنڈیشن کو اپنے اغراض و مقاصد پورا کرنے کے لئے گرانٹ دینے کا فیصلہ کیا۔ 98-1997 کے دوران فراہم رقوم 70.01 کروڑ روپے تک پہونچ چکی تھی۔99-1998 میں اس کام کے لئے 30 کروڑ کے مدد کے برابر رقم ہر سال امداد کے طور پر دی جارہی ہے۔وزارت نے 99-1998 میں 3.75 کروڑ روپے جاری کئے گئے اور 2000-1999 میں 3.15 کروڑ روپے جاری کئے گئے۔فاؤنڈیشن نے 31 مارچ 2000 تک 295 غیر سرکاری تنظیموں کے لئے 40.17 کروڑ روپے کی امداد منظور دی اور 281 غیر سرکاری تنظیموں کو 30.64 کروڑ روپے جاری کئے۔

نوکریوں میں ریزرویشن

آئین کی دفعہ (4)16 کے تحت ایسے کسی بھی پس ماندہ طبقے کو ریزرویشن دینے کی اجازت دی گئی ہے جس کے بارے میں ریاست کو یہ لگتا ہو کہ اسے سرکاری نوکریوں میں مناسب نمائندگی نہیں ملی ہے۔اس اہتمام کے تحت حکومت نے اپنی نگرانی والے عہدوں اور خدمات میں درج فہرست ذاتوں رقبیلوں کے لئے ان کی آبادی کی تناسب میں ریزرویشن کا اہتمام کیا ہے۔آئین کی دفعہ 335 میں یونین یا ریاست کی سرگرمیوں سے متعلق کسی عہدے یا خدمات میں تقرری میں انتظامی صلاحیت بنائے رکھنے کے ساتھ ساتھ اور خدمات میں درج فہرست ذاتوں رقبیلوں کے ممبروں کے دعوں کا لگاتار خیال رکھنے کا انتظام کیا گیا ہے۔

آئین کی دفعہ 341 اور 342 میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ کسی ریاست یا یونین علاقے میں درج فہرست ذاتوں اور قبیلوں میں کن کو شامل کیا جائیگا۔کسی مخصوص علاقے میں جسے درج فہرست ذاتوں رقبیلوں کے لئے مختص کیا گیا ہے، رہنے والے خاص فرقے کے لوگوں کو ہی ان سہولیات کا فائدہ حاصل ہو۔یہ متعین کرنے کے لئے بین الریاستی پابندی لگائی گئی ہے۔ سرکاری نوکریوں اور خدمات میں درج فہرست ذاتوں رقبیلوں کے لوگوں کو ریزرویشن دینے کا مقصد ان ذاتوں کے کچھ لوگوں کو روزگار مہیا کسرا کر خدمات میں فقط ان کی نمائندگی بڑھانا نہیں ہے (حالانکہ یہ ریزرویشن کا ایک خاص اور فوری مقصد ہے) بلکہ

ان ذاتوں کے لوگوں کو سماجی اور تعلیمی اعتبار سے اوپر اٹھا کر انہیں سماج میں مناسب مقام دلانا بھی اس کا ایک مقصد ہے۔ درج فہرست ذاتوں اور قبیلوں کے علاوہ کچھ دیگر پس ماندہ طبقے اور فرقے بھی ایسے ہیں جن کی طرف فوراً توجہ مبذول کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی بات کو دھیان میں رکھ کر ان ذاتوں اور کمیونٹیوں (جو دیگر پسماندہ طبقات کے نام سے جانی جاتی ہیں) کے لئے حکومت ہند کی خدمات و نوکریوں میں ریزرویشن کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ جسمانی طور سے معذوروں اور سابق فوجیوں کو بھی کچھ خاص عہدوں پر ریزرویشن دینے کا اہتمام ہے۔

کل ہند سطح پر کھلے تقابلی امتحانات کے ذریعے سیدھی بھرتی سے پُر کی جانے والی اسامیوں میں درج فہرست ذاتوں، قبیلوں اور دیگر پسماندہ طبقات کے لئے علی الترتیب 15 فیصد، 7.5 فیصد اور 27 فیصد ریزرویشن کا انتظام ہے۔ کھلے مقابلہ جاتی امتحان کے علاوہ دیگر طریقے سے کل ہند سطح پر سیدھی بھرتی سے پُر کی جانے والی اسامیوں میں درج فہرست ذاتوں کے لئے 16⅔ فیصد، درج فہرست قبیلوں کے لئے 7.5 فیصد اور دیگر پسماندہ طبقات کے لئے 27 فیصد ریزرویشن کا انتظام ہے۔ پرموشن (ترقی) کے معاملے میں درج فہرست ذاتوں کے لئے 15 فیصد اور درج فہرست قبیلوں کے لئے 7.5 فیصد ریزرویشن کا انتظام کیا گیا ہے۔ ترقی کے لئے ریزرویشن کا انتظام نہیں ہے۔ آر۔ کے سبروال کے مقدمے میں عدالت عظمیٰ کے فیصلے کو دیکھتے ہوئے 2 جولائی 1997 کے حکم سے قبل بنائی جانے والی خالی اسامیوں کے بدلی جدول اہتمام کی جگہ پر اب عہدوں کی بنیاد بدلی پر جدول کا انتظام کیا گیا ہے۔

درج فہرست ذاتوں، درج قبیلوں اور دیگر پس ماندہ طبقات کو سرکاری اسامیوں میں مناسب نمائندگی دینے کیلئے کچھ چھوٹ اور رعایتیں دی گئی ہیں۔ ان میں سے کچھ اس طرح ہیں۔ (الف) درج فہرست ذاتوں/قبیلوں کے لئے اوپری عمر کی حد میں 5 سال کی چھوٹ (ب) دیگر پسماندہ طبقات کے امیدواروں کو اوپری عمر کی حد میں تین سال کی چھوٹ (ج) درج فہرست ذاتوں اور قبیلوں کے امیدواروں کو سیدھی بھرتی کے معاملوں میں جہاں ضروری ہو وہاں تجربے سے متعلق اہلیت میں رعایت اور (د) درج فہرست ذاتوں/قبیلوں کے امیدواروں کو درخواست کی فیس سے چھوٹ۔

درج فہرست ذاتوں اور قبیلوں کے پرموشن میں ریزرویشن کی مدت 15 نومبر 1997 کو ختم ہونے والی تھی کو جاری رکھنے کے لئے آئین میں (77 واں ترمیمی) ایکٹ، 1995 کیا گیا اور آئین کی دفعہ (4)16 کے تحت ایک شق 4A داخل کیا گیا، جس کے ذریعے ریاستوں کو یہ اختیار دیا گیا کہ اگر ان کی نظر میں درج فہرست ذاتوں/قبیلوں کے امیدواروں کی صوبائی خدمات میں مناسب نمائندگی نہیں ہے تو انہیں پرموشن کے معاملوں میں ریزرویشن دیا جائے۔ نتیجتاً ان طبقات کے ریزرویشن کا مقررہ فیصد پورا ہونے تک، 15 نومبر 1997 کے بعد بھی جاری رکھے جانے کے لئے 13 اگست 1997 کو فرمان جاری کئے گئے۔

ریزرویشن کی یہ اسکیم قومیائے گئے بینکوں سمیت عوامی سیکٹر کے کاروبار میں بھی اپنائی جا رہی ہے۔ ریاستی حکومتوں نے آئین کی ساتویں فہرست کے تحت ریاستی فہرست کے 41 ویں مد میں دیئے گئے حقوق کا استعمال کر کے ان طبقات کو اسامیوں کے لئے ریزرویشن دیا گیا ہے۔ لیکن ریاستی حکومت کی خدمات کلی طور سے ریاستی حکومت کے اختیار میں آتی ہیں۔ ریزرویشن سے متعلق احکامات پر عمل درآمد کے تعین کے لئے مختلف وزارتوں/محکموں کے تحت ہر ایک شعبے میں درج فہرست ذاتوں/قبیلوں اور دیگر پسماندہ طبقات کے لئے محکموں میں علیحدہ افسر رابطہ کا تقرر کیا گیا ہے۔ بھرتی افسروں کو سالانہ توضیح پیش کرنا ہوتی ہے۔ تاکہ سرکاران کی چھان بین کر سکے۔ یکم جنوری 1996 کو مرکزی حکومت کی خدمات میں درج فہرست ذاتوں/قبیلوں کی نمائندگی کی جدول 10.1 میں پیش کی گئی ہے۔

جدول 10.1: مرکزی حکومت کی خدمات میں درج فہرست ذاتوں رقبیلوں کی نمائندگی

(یکم جنوری 1998 کے مطابق)

گروپ	کل	درج فہرست ذاتیں	فیصد	درج فہرست قبائل	فیصد
A	63,466	6,608	10.41	2,047	3.23
B	105,679	12,510	11.84	2,868	2.71
C	21,35,640	3,48,309	16.31	1,28,776	6.03
D (صفائی مزدوروں کو چھوڑ کر)	9,98,672	2,14,784	21.51	69,168	6.93
صفائی مزدور	1,71,994	93,430	54.32	6,916	4.02
کل (صفائی مزدوروں کو چھوڑ کر)	33,03,457	5,82,211	17.62	2,02,859	6.14
کل (صفائی مزدوروں کو شامل کر کے)	34,75,451	6,75,641	19.44	2,09,775	6.04

نوٹ: اس جدول میں 5 مرکزی وزارت رمحکموں کی اطلاعات نہیں شامل ہیں۔

معذوروں کی بہبود

وزارت برائے سماجی انصاف اور حقوق کا نفاذ، معذور افراد کے فلاح کے لئے سبھی پالیسیوں رمعاملوں سے متعلق ایک اہم وزارت ہے۔

قومی نمونہ سروے تنظیم کے ذریعے 1991 میں کرائے گئے سروے کے مطابق ملک میں 16.15 ملین لوگ بولنے، سننے اور لنگڑے پن میں سے کسی ایک جسمانی معذوری کا شکار ہیں۔ جو ملک کی کل آبادی کا 1.9 فیصد ہے۔ دیہی علاقوں میں جسمانی معذوری ایک ہزار لوگوں میں 20 کے تناسب میں اور شہری علاقوں میں 16 افراد فی ہزار پائی گئی ہے۔ تنظیم کے ذریعے 1991 میں ایک اور سروے کرایا گیا، جس میں 14-1 سال تک کی عمر کے بچوں کے ذہنی ارتقا میں تاخیر کے بارے میں جانکاری حاصل کی گئی۔ جو ملک کی کل آبادی کا 3 فیصد ہے۔

مرض جذام سے متاثر لوگوں کے بارے میں اندازہ ہے ان کی تعداد تقریباً 40 لاکھ ہے، جس میں 20 فی صد بچے ہیں۔ ہر سال معذوری کے لئے معاملوں کے بارے میں اندازہ ہے کہ ان کی تعداد ساڑھے سات لاکھ ہو جاتی ہے۔ عام طور پر ملک کی آبادی کا 5 فی صد حصہ کسی نہ کسی طرح کی معذوری کا شکار ہے۔

معذور شخص (یکساں مواقع، حقوق کی حفاظت اور پوری شرکت) ایکٹ، 1995 نام کے جامع قانون کو فروری 1996 میں نافذ کیا گیا۔ اس قانون کے تحت مرکز اور ریاستی سطح پر معذوروں کی آبا کاری کو بڑھاوا دینے والے پروگرام جیسے۔ تعلیم، روزگار، اور پیشہ وارانہ تربیت، بغیر روک ٹوک کا ماحول پیدا کرنا، معذوروں کے لئے آبادکاری خدمات کا انتظام، ادارہ جاتی خدمات اور بے روزگاری بھتہ وشکایتوں کا ازالہ جیسے امدادی سماجی تحفظ کی تدبیریں کرنا وغیرہ باتوں پر دھیان دیا گیا ہے۔ معذور افراد کے لئے

وزارتوں رمحکموں اور پبلک سیکٹر کی اکائیوں میں A,B,C,D گروپوں میں محفوظ کیئے جانے والے عہدوں کی شناخت رنظر ثانی کے لئے 2 جولائی 1999 کو ماہرین کی ایک کمیٹی کی تشکیل کی گئی۔

قومی ادارے

جسمانی اور ذہنی طور سے معذور افراد اور گروپوں کو فلاح کے منصوبے کے تحت مکمل سہولیات فراہم کرنے اور ان کے مختلف مسائل سے موثر طریقے سے نمٹنے کے مقصد سے بھی طرح کے معذوروں کے لئے ان قومی اداروں کو معذوروں کے بڑے علاقوں میں قائم کیا گیا ہے۔ (1) قومی نابینہ ادارہ، دہرہ دون (2) قومی ادارہ برائے جسمانی معذور، کلکتہ (3) علی یاور جنگ قومی ادارہ برائے سماعی معذور، ممبئی اور (4) قومی ادارہ ذہنی معذور سکندر آباد (5) ادارہ برائے قومی باز آبادکاری ٹریننگ وریسرچ، ٹیسٹنگ اور (6) ادارہ برائے جسمانی معذور نئی دہلی۔

ان قومی اداروں میں اس بات پر زیادہ زور دیا جاتا ہے کہ افرادی قوت کا فروغ ہو، باز آبادکاری کے لئے خدمات فراہم کرنے کے پروگراموں کے ماڈلوں کو ترقی دی جائے، دور دراز لوگوں تک یہ خدمات مہیا کرائی جائیں اور بائیو میڈیکل انجینیئرنگ، ذہنی، کمزوری، دیکھنے، سننے، اور بولنے میں مشکلات کے معاملوں میں تحقیقاتی اور ترقیاتی کام چلائے جائیں۔

کانپور کا بھارتی مصنوعی اعضا پیدا کاری محکمہ جو کمپنی ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ 1976 سے جسمانی نقائص سے متعلق بیماریوں اور اندھے پن سے معذور افراد کے لئے معاون آلات کی ترقی پیداوار اور مارکیٹنگ میں لگا ہوا ہے۔

24 جنوری 1997 کو شروع کیا گیا قومی مالیاتی فروغ کارپوریشن برائے معذور، معذور افراد کو خود روزگاری صنعت لگانے کے لئے قرض کی امداد اور اپنے ہنر میں بہتری پیدا کرنے کے لئے مواقع فراہم کرتا ہے۔

ہندوستانی آبادکاری کونسل

6 مئی 1986 کو رجسٹرڈ سوسائٹی کے طور قائم باز آبادکاری کونسل کو ہندوستانی باز آبادکاری ایکٹ 1992 کے تحت قانونی درجہ دیا گیا جو کہ 31 مئی 1993 سے نافذ ہوا۔ یہ کونسل مختلف معذوروں کے معاملوں میں الگ الگ کیٹیگری کے کاروباریوں کے لئے ٹریننگ، پالیسی اور پروگرام طے کرنے کے لئے ذمہ دار ہے۔ اس کے کاموں میں شامل ہیں۔

(1) مختلف سطحوں پر ٹریننگ کورسوں کی معیار بندی (ii) ملک بھر کے بھی تربیتی اداروں میں ٹریننگ کا معیار ایک سا بنانا (iii) ملک میں اور ملک سے باہر کے اداروں ریونیورسٹیوں کو ان کے تربیتی کورسوں کو مبادلہ بنیاد پر منظوری فراہم کرنا (iv) باز آبادکاری کے شعبے میں تسلیم شدہ پیشہ وارانہ مہارت رکھنے والے پیشہ ور لوگوں کا ایک مرکزی باز آبادکاری رجسٹر رکھنا۔

قومی اداروں کے اضافی مراکز کے طور پر ملک بھر میں 6 مربوط علاقائی وسائل مراکز کی تشکیل کی ایک تجویز کو منظوری دے دی گئی ہے۔ یہ مراکز باز آبادکاری کے میدان میں ہنرمند کارکن تیار کرنے کے لئے ٹریننگ پروگرام چلائیں گے اور معذوروں کی باز آبادکاری خدمات بھی فراہم کرائیں گے۔ ریڑھ کی ہڈی کی چوٹوں اور دیگر ہڈی بیماریوں کے شکار معذور لوگوں کے لئے چار علاقائی باز آبادکاری مراکز کی تشکیل کرنے کی ایک اور تجویز منظور کرلی گئی ہے۔ یہ مراکز اسی طرح کی معذور لوگوں کو عام طور پر کام چلانے اور انہیں خود کفیل بنانے کی سہولتیں فراہم کریں گے۔ اٹلی کی حکومت ان مراکز کو آلات کے طور پر امداد فراہم کررہی ہے۔

چنئی میں قومی انسٹی ٹیوٹ برائے مختلف معذوری قائم کرنے کی تجویز ہے جو مختلف معذوروں سے متاثر افراد کو بڑے پیمانے پر خدمات فراہم کرائے گا۔

معذوروں کے لئے روزگار

یہ مرکز کی مدد سے چلائی جانے والی اسکیم ہے۔ اس اسکیم کا اہم مقصد معذوروں کو ملک بھر میں پھیلے عام روزگار دفاتر یا خصوصی روزگار دفاتر میں بنائے گئے خصوصی دستوں کے ذریعے منافع بخش روزگار مہیا کرانا ہے۔ خصوصی سیل کے لئے مرکزی حکومت صدفی صد مالی امداد فراہم کرے گی جب کہ خصوصی روزگار دفتروں کے لئے 80 فی صد مالی تعاون دیا جائے گا۔

ضعیفوں کی بہبود

ضعیفوں کی فلاح کے لئے نومبر 1992 میں وزارت سماجی انصاف اور حقوق نے رضا کار تنظیموں کے لئے مرکزی امدادی اسکیم شروع کی۔ یہ مدد ضعیفوں کے لئے بنے مکانات دن میں ان کی دیکھ بھال کرنے والے مراکز اور چلتے پھرتے ہسپتالوں کو قائم کرنے اور انہیں جاری رکھنے کے لئے دی جاتی ہے۔

ضعیفوں کی بہبود کی غیر اداری خدمات اور انہیں مدد دینے کے لئے بھی امداد دی جاتی ہے۔ 99-1998 میں ترمیم شدہ اسکیم کو 'ضعیف افراد کے لئے مربوط پروگرام' کا نام دیا گیا ہے۔ اس ترمیم شدہ اسکیم کے تحت آنے والے اخراجات کا 90 فی صد حصہ حکومت ہند برداشت کرے گی۔ جب کہ باقی اخراجات متعلق تنظیمیں/اداروں کو برداشت کرنا ہو۔ لیکن اسکولوں، کالجوں اور نہرو یووک مرکزی تنظیم، جیسے تسلیم شدہ ادارے برائے نوجوانوں اور ضعیف اشخاص کے لئے پروگرام وخدمات چلانے والی تنظیم، راشٹریہ سیوا یوجنا (N.S.S) کے معاملے میں پروجیکٹ کا صدفی صد اخراجات حکومت برداشت کرے گی۔ اگر کوئی پروگرام ریاستی حکومت/کارپوریشن کے ذریعہ سیدھے ہاتھ میں لیا جاتا ہے تو حکومت ہند اور ریاستی حکومتیں/میونسپل کارپوریشن، اس کے اخراجات 10:90 کے تناسب میں برداشت کریں گے لیکن اگر کوئی پروگرام مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے انتظامیہ کے ذریعہ چلایا جاتا ہے تو اس کے سارے اخراجات حکومت ہند دے گی۔

اس طرح اگر پروگرام کے کسی حصے کو وزارت چلاتی ہے۔ (منصوبے کا تعین قدر رواور اس پر نظر رکھنا، تائید کرنا، شعور پیدا کرنا، تحقیق، دستاویز سازی، تربیت وغیرہ) تو اس کے سارے اخراجات کا پروگرام کے لئے کئے گئے بجٹ اہتمام میں سے برداشت کیا جائے گا۔ ان میں سے ہر ایک پروگرام کے لئے تنظیموں کو کل خرچ کا 10 فی صد دینا ہوگا (قبائلی علاقوں میں فقط پانچ فیصد) اور باقی 90 فیصد (قبائلی علاقوں میں 95 فیصد) امداد حکومت ہند کی امدادی رقم سے دی جائے گی۔

ضعیفوں کے لئے گھر: اس گھر میں 60 سال اور اس سے زیادہ عمر کے کم سے کم 25 غریب/بے سہارا لوگوں کو رکھا جاتا ہے۔ سماج کے نچلے اور متوسط آمدنی والے طبقے کے ایسے ضعیف لوگوں کو بھی ان گھروں میں پناہ دینے پر غور کیا جاسکتا ہے۔ جن کی کہیں سے کوئی آمدنی نہ ہو اور جنہیں رہنے کی جگہ کی از حد ضرورت ہو۔ لیکن اس سے قبل متعلقہ رضا کار تنظیمیں اچھی طرح جانچ پڑتال کرتی ہیں اور کسی کو سہارا دینا ان کے صوابدید پر منحصر ہے۔ اس پروگرام کے تحت جزوقتی میڈیکل آفسر اور تربیت یافتہ سماجی کارکن/صلاح کار کے تعاون سے رہائش گاہ کے ضعیفوں کی جسمانی اور ذہنی صحت کی دیکھ بھال کی جاتی ہے۔ ایک متعین حد تک انہیں دوائیں بھی فراہم کی جاتی ہیں۔

ضعفیوں کی دیکھ بھال کے لئے دن کے مراکز (ڈے کیئر سنٹر): شہری جھگی جھونپڑی والی بستیوں اور دیہی/قبائلی علاقوں میں ضعیفوں کے ڈے کیئر سینٹر لئے چلانے کے لئے رضا کار تنظیموں کو امداد دی جاتی ہے۔ ان میں کم از کم 50 ضعیفوں کا ہونا ضروری ہے۔ اس پروگرام کا مقصد ضعیفوں کا ان کے کنبے سے میل جول قائم رکھ کر ان کی دیکھ ریکھ کی کوششوں میں ہاتھ بٹانا ہے۔ 60 سال اور اس سے زیادہ عمر کے غریب اور خوش حال، دونوں ہی طبقوں کے ضعیف اس پروگرام کا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

ضعیفوں کے لئے گشتی طبی خدمات: شہری جھگی جھونپڑی والی بستیوں اور دیہی رقبائلی علاقوں میں طبی خدمات فراہم کرنے کے لئے تجربہ کار و ماہر رضا کار تنظیموں کو گرانٹ عطا کی جاتی ہے۔

ضعیفوں کے لئے غیر اداری خدمات: ضعیفوں کو قانونی صلاح، پنشن، جی پی ایف، ایچ آر اے، انکم ٹیکس اور بینک وغیرہ کے کاموں میں تعاون کرنے کے لئے ایک سماجی کارکن کو مقرر کیا جاتا ہے۔ چشمے بنانے کے لئے آنکھوں کی جانچ، سماعی آلات اور نقلی دانت حاصل کرنے میں بھی ان کی مدد کی جاتی ہے۔

پنچایتی راج اداروں رضا کار تنظیموں کو ضعیفوں کیلئے گھروں کی تعمیر کیلئے مالی امداد دینے کی اسکیم 97-1996 میں شروع کی گئی۔ اس اسکیم کے تحت ہر ضلع میں جہاں سرکاری امداد یافتہ کوئی گھر ضعیفوں کے لئے نہیں ہے۔ کم سے کم ایک پناہ گاہ ضعیفوں کو مہیا کرانا جس میں 60 سال سے زیادہ عمر کے کم از کم 25 ضعیفوں خاص کر بے سہارا ضعیفوں کو رکھا جا سکے (اس میں 25 فیصد جگہ درج فہرست ذاتوں رقبائل کے لئے محفوظ ہوگی) اس اسکیم کے تحت ایک بار تعمیری کام کے لئے 5 لاکھ روپے سے بڑھا کر 30 لاکھ روپے کر دی گئی ہے۔ وزارت کی طرف سے چلائی جا رہی اسکیم کے تحت ضعیفوں کو غیر ادارہ جاتی خدمات بہم پہنچانے کے لئے 2000-1999 کے دوران 44 ضعیفوں کے آشرم 164 نئے ڈے کیئر سینٹر 12 نئی گشتی دواخانے نیز ایک اور منصوبہ شروع کرنے کے لئے غیر سرکاری تنظیموں کو امداد دی گئی ہے۔ وزارت موجودہ وقت میں 298 بزرگ آشرم، 425 ڈے کیئر سنٹر 58 چلتے پھرتے دواخانے اور غیر ادارہ جاتی تین منصوبوں پر عمل کر رہا ہے۔

ضعیف افراد کا قومی سال

2000 کو ضعیف اشخاص کے قومی سال کے طور پر منایا گیا۔ ضعیفوں کی بڑھتی آبادی اب تک صرف صنعتی ممالک کے لئے باعث تشویش تھی، اب ہندوستان سمیت کئی ترقی پذیر ممالک کے لئے قابل غور مسئلہ بن گیا ہے۔ بھارت میں 60 سال سے زیادہ عمر والے لوگوں کی آبادی ملک میں چوتھے نمبر پر ہے۔ اور اس صدی کے آخر تک صرف چین میں ضعیفوں کی تعداد ہم سے زیادہ ہوگی۔ آج دنیا کے ہر 10 ضعیف شہریوں میں سے ایک بھارت میں ہے۔ 1991 میں ضعیفوں کی آبادی 5 کروڑ 67 لاکھ تھی لیکن 2001 تک اس کے 7 کروڑ 60 لاکھ سے بھی زیادہ ہو جانے اور 2021 تک 13 کروڑ 70 لاکھ تک ہو جانے کا امکان ہے۔

بے سہارا بچے

آٹھ بڑے شہروں میں 93-1992 میں اس وقت کی وزارت فلاح و بہبود اور یونیسیف کے ذریعے بے سہارا بچوں کے بارے میں کئے گئے سروے سے پتہ چلا کہ بڑی تعداد میں بے سہارا بچوں کو افلاس، نظر اندازی، بدسلوکی اور استحصال کا شکار ہونا پڑتا ہے اس کی وجہ ایسے حالات ہیں جن پر ان بچوں کا کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ سروے سے یہ بھی پتہ چلا کہ مختلف وجوہات سے بنیادی شہری خدمات ان بچوں تک کارگر اور منظم ڈھنگ سے نہیں پہنچ پاتیں۔ وزارت فلاح و بہبود نے بے سہارا بچوں کی فلاح کے لئے 93-1992 میں ایک اسکیم شروع کی تھی۔ جس کے تحت بے سہارا نظر انداز بدسلوکی اور استحصال کا شکار بچوں کی دیکھ بھال، تحفظ اور ترقی کے لئے کمیونٹی کی بنیاد پر مربوط غیر اداری، بنیادی خدمات عطا کی جاتی ہیں اس اسکیم کو 99-1998 میں ترمیم کیا گیا۔

بے سہارا بچوں کے لئے مربوط پروگرام نام کی اس ترمیم شدہ پروگرام میں بے سہارا بچوں سے متعلق کئی طرح کے پروگراموں کو مالی امداد دی جا سکتی ہے۔ اس میں ان کی رہائش، تغذیہ اور صحت کا تحفظ، صفائی ستھرائی، پینے کے قابل پانی، تعلیم، تفریح کے ذرائع اور استحصال اور خراب سلوک سے بچنے کے پروگرام شامل ہیں۔

بے سہارا بچوں کی فلاح اور ترقی میں لگی غیر سرکاری تنظیموں کو قوت عطا کرنے اور امداد کے لئے مالی تعاون دیا جاتا ہے۔ اسکیم کا 90 فیصد خرچ حکومت ہند اٹھاتی ہے اور 10 فیصد خرچ متعلقہ غیر سرکاری تنظیمیں اٹھاتی ہیں۔ اسکیم شروع ہونے سے 2000-1999 تک اس پر 25 کروڑ 94 لاکھ، 69 ہزار روپے خرچ کئے جا چکے ہیں۔

نوعمروں کی انصاف دلانے کے لئے مربوط پروگرام

وزارت کے ذریعہ نوعمروں کی سماجی غیر ہم آہنگی کی روک تھام اور نگرانی کے لئے 87-1986 سے چلائی جارہی اسکیم کی سال 99-1998 کے دوران ترمیم بھی کی گئی۔ اس کا مقصد نظر انداز کئے جانے والے اور جرائم پیشہ بچوں کے بہتر اصلاح اور نوعمروں کو انصاف فراہم کرنے والے ایکٹ 1986 کو موثر طریقے سے نافذ کرنا ہے۔ نوعمروں کو انصاف دلانے کے پروگرام کے نام سے چلائی جارہی اس ترمیم شدہ اسکیم کے اہم مقاصد یہ ہیں: (1) نوعمروں کے انصاف فراہمی ایکٹ 1986 کے نفاذ سے متعلق معاملوں میں جن میں اس ایکٹ کے تحت دستیاب ملازمین اور اساسی ساخت کی کوالٹی بہتر بنانا اور حکومت کو صلاح دینے کے لئے نوعمر انصاف سے متعلق قومی مشاورتی بورڈ (این۔اے۔بی) کا قیام بھی ہے۔ سماجی انصاف اور اختیارات کے نفاذ کی وزارت کے سکریٹری اس بورڈ کے چیئر پرسن ہیں اور اس میں دیگر مرکزی وزارت ریاستی حکومتوں، نوعمروں کا فلاحی بورڈ، نوعمر عدالتوں، اسکول آف سوشل ورک، لا اسکولوں اور غیر سرکاری تنظیموں کے نمائندے بھی شامل ہیں۔ (2) نوعمر انصاف فنڈ کا قیام (3) قومی مشاورتی بورڈ کے لئے سکریٹریٹ قائم کرنا (4) سوشل آڈٹ پین بنانا، جس میں 6-5 سرکردہ اشخاص شامل ہوں گے اور وہ ملک سے نوعمر انصاف سہولتوں کے بارے میں اپنی رپورٹ دیں (5) ملک کی مختلف ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں قانون کے نفاذ کے لئے مشاہدوں کی تقرری (6) نیشنل لا اسکول آف انڈیا یونیورسٹی، بنگلور کے اطفال و قانون مرکز میں نوعمروں کو انصاف سے متعلق بنچ کا قیام (7) ہر ریاست میں قومی سطح پر نوعمر عدالتی اداروں کو عمدہ رکھ رکھاؤ کے لئے ایوارڈوں کا قیام (8) نوعمر عدالتی ایکٹ 1986 کے نفاذ کے لئے ذمہ دار عدالتی، انتظامی، پولیس اور غیر سرکاری تنظیموں سے متعلق اشخاص کی تربیت رہنمائی واثر پذیری بنانا (9) ملک کے جن اضلاع میں اب تک یہ سہولتیں نہیں ہیں وہاں اس ایکٹ کے مقررہ معیاروں کے مطابق اساسی ساخت تیار کرنے کے لئے ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں/رضا کار تنظیموں کو صد فی صد مالی امداد دینے کا اہتمام (10) پہلے سے موجود اساسی ساخت کوالٹی میں بہتری لانے کے لئے مالی امداد (11) اداری خدمات کے متبادل کے طور پر غیر اداری خدمات جیسے، کفالت، رضائی دیکھ بھال، آزمائشی سروس، وغیرہ کی وسعت اور (12) اس ایکٹ کے تحت جن نوعمروں کی دیکھ بھال کی جارہی ہے۔ انہیں اسکالرشپ دینے کا اہتمام ہے۔ تاکہ پڑھائی لکھائی یا کھیل کود وغیرہ اور دیگر سرگرمیوں میں اپنا جوہر دکھا سکیں۔ 87-1986 میں پروگرام شروع کئے جانے سے لے کر 2000-1999 تک اس پر 56.84 کروڑ روپے خرچ کئے جا چکے ہیں۔

سماجی دفاعی خدمات کے لئے رضا کار تنظیموں کو امداد

اس منصوبے کے تحت رضا کار تنظیموں کو ایسے پروگراموں کے لئے مدد دی جاتی ہے جو کہ وزارت کے موجودہ منصوبوں کے تحت نہیں آتے ہیں۔ خاص طور سے اس اسکیم کے تحت ان علاقوں میں پائلٹ پروجیکٹ فراہم کئے جاتے ہیں جہاں آنے والے وقت میں وزارت بذات خود آزادانہ طور پر کام کرنا چاہتی ہے۔ طوائفوں کے بچوں کی بازآبادکاری کے سلسلے میں پروگراموں مدد کی جاتی ہے بیواؤں کی بازآبادکاری کے لئے چل رہی اسکیموں اور متاثرہ بچوں وخواتین خاص طور سے ان خواتین کی امداد کرنے اور انہیں صلاح ومشورہ دینے کے لئے پہل کی گئی ہے جو جسمانی تشدد اور جنسی استحصال کا شکار ہوئی ہیں اس کے لئے بجٹ میں 93-1992 سے 2000-1999 تک بالترتیب 739 لاکھ روپے کا بجٹ تقسیم کیا گیا اور 532.31 لاکھ روپے خرچ کئے گئے۔

شراب اور منشیات کی روک تھام

نشے اور منشیات کے مسئلے سے نمٹنے کے لئے وزارت سماجی بہبود نے 86-1985 میں شراب اور منشیات کے نشے کی روک تھام کے لئے پروگرام شروع کیا تھا اس اسکیم کے تحت غیر سرکاری تنظیموں کو 90 فی صد (مشرق شمالی ریاستوں، جموں وکشمیر اور سکم میں 95 فی صد) تک کی مالی امداد دی جاتی ہے۔ وزارت ملک بھر میں 350 رضا کار تنظیموں کو 440 مرکز چلانے کے لئے امداد دیتا ہے۔ 2000-1999 میں اس پر 19 کروڑ روپے خرچ کئے گئے اور 2001-2000 کے لئے 22 کروڑ روپے تقسیم کئے گئے۔

جانوروں کی فلاح و بہبود

3 ستمبر 1998 سے جانوروں کی بہبود کا معاملہ وزارت برائے جنگل و ماحولیات سے تبدیل ہو کر وزارت برائے سماجی انصاف و اختیارات کا نفاذ کے تحت جانے کے بعد سے بیمار، چھوڑ دئے گئے، آوارا اور زخمی جانوروں کے بہبود کی مختلف اسکیموں کا نفاذ کیا گیا ہے۔

بھارتی جانور بہبود بورڈ کی تشکیل جانوروں پر ظالمانہ سلوک کی روک تھام ایکٹ 1960 کے سیکشن 4 کے مطابق 1962 میں کی گئی۔ بورڈ جانوروں پر ظالمانہ رویہ کے خاتمہ کا سد باب قانون کو بھارت میں سروے عمل لے آتا ہے۔ وقتاً فوقتاً بورڈ کے ذریعہ جانوروں کے فلاح و بہبود کے لئے تربیتی کیمپ کا بھی اہتمام کرتا ہے۔

2000-1999 کے دوران NGO کو 52 شلیٹر ہاؤسوں (پناہ گاہ) کی تعمیر کے لئے 5.61 کروڑ (تخمینے کے مطابق) کی مالی اعانت دی گئی۔

جانوروں کی بیماریوں کے لئے ایمرجنسی خدمات کی دستیابی کے سلسلے میں جانوروں کے بہبود کے شعبے میں کام کرنے والی اہل تنظیموں کو ایمبولینس خدمات کے لئے مالی اعانت فراہم کی گئی۔

آوارہ کتوں کے مسائل سے نپٹنے کے لئے ایسے کتوں کے ضبط تولید اور ٹیکا کاری کی اسکیم بنائی گئی ہے۔ 2000-1999 کے دوران 3.4 NGO کو تقریباً 0.75 کروڑ روپے کی رقم جاری کی گئی۔

جانوروں کو پناہ دینے کے لئے انکے رہنے کی جگہوں کی تعمیر کے لئے رضا کار تنظیموں کو مالی اعانت بھی دیتا ہے۔ 2000-1999 میں 57 غیر سرکاری تنظیموں کو اندازاً 2.25 کروڑ روپے کی مالی اعانت دی گئی۔

خواتین اور اطفال کی ترقی

خواتین اور اطفال کو ان کی پوری صلاحیت کے ساتھ فروغ دینا کلی انسانی وسائل کی سعی کا ایک ناگزیر جز ہے۔ یہ محکمہ ملک بھر میں خواتین و اطفال کی حالت میں سدھار کے لئے کام کر رہا ہے سرکاری اور غیر سرکاری دونوں طرح کی تنظیموں کی کوششوں میں تال میل قائم کرنے کے ساتھ ساتھ ان سے متعلق منصوبے پالیسی اور پروگرام تیار کرنے اور قانون بنانے اور ان میں ضروری ترمیم کرنے کے لئے مرکزی ایجنسی کے طور پر کام کرتا ہے۔ محکمہ ترقی خواتین و اطفال کے سرگرمیوں کے انتظام کے لئے چار بیورو ہیں اور وہ اس طرح ہیں۔

تغذیہ اور ترقی اطفال بیورو، فلاح اطفال بیورو، ترقی خواتین بیورو، اور بیورو برائے بچیاں و چوکسی۔ اس محکمہ کے اختیار میں تین ادارے آتے ہیں۔ قومی ادارہ برائے عوامی تعاون اور ترقی اطفال، راشٹریہ مہیلا کوش اور مرکزی سماجی بہبود بورڈ، قومی ادار

برائے عوامی تعاون اور ترقی اطفال اور راشٹریہ مہلا کوش 1860 کے سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ سوسائٹیاں (انجمن) ہیں۔ مرکزی سماجی بہبود بورڈ بھارتیہ کمپنی ایکٹ 1956 کی دفعہ 25 کے تحت رجسٹرڈ ایک فلاحی کمپنی ہے۔ ان اداروں کے تمام اخراجات بھارت سرکار اٹھاتی ہے۔ اور مذکورہ محکمے اس کے کاموں میں تعاون کرنے کے ساتھ ساتھ کچھ پروگراموں/منصوبوں کو لاگو کرنے میں بھی تعاون کرتے ہیں۔

قومی کمیشن برائے خواتین (N.C.W) کی تشکیل ملک کے ایک چوٹی کے قانونی ادارے کی شکل میں 1992 میں کی گئی تھی۔ جس کا کام خواتین کی آئینی اور قانونی تحفظاتی تدابیر کی جانچ کرنا اور انہیں موثر طریقے سے نافذ کرنا ہے۔

ترقی اطفال

مربوط ترقی خدمات برائے اطفال (ICDS)

سن 1974 میں قومی اطفال حکمت عملی اختیار کئے جانے کے بعد 76-1975 میں 33 مربوط ترقی اطفالی خدمات بلاکوں/منصوبوں کے ذریعہ اس پروگرام کی شروعات ہوئی اس پروگرام میں ضمنی غذا، ٹیکے لگانا صحت کی جانچ، مشورۂ صحت، قبل اسکول غیر رسمی تعلیم اور ماؤں کے لئے صحت وغذائی تعلیم جیسی سہولیات یک مشت طور پر مہیا کرائی جاتی ہیں۔ حاملہ اور زچگی والی مائیں 6 سال تک کے بچے اس پروگرام کے ہدف ہیں۔ مربوط ترقی اطفال خدمات کا دائرہ لگاتار بڑھتا گیا آئی سی ڈی ایس ملک میں اطفال کی حفاظت اور نشوونما کے لئے چلائے جانے والا اپنی طرح کا اکیلا سب سے بڑا پروگرام ہے جس کا فائدہ تقریباً 2 کروڑ 60 لاکھ سے زاید بچوں اور 55 لاکھ حاملہ وزچہ خواتین کو مل رہا ہے دھیرے دھیرے یہ پروگرام وسیع تر ہوتا چلا گیا مارچ 2000 تک اس کے ماتحت منظور شدہ اسکیموں کی تعداد بڑھ کر 4,200 چل رہی تھیں جن میں 3177 دیہاتوں میں 750 درج فہرست ذاتوں کے لئے اور 273 شہری علاقوں کی جھگیوں میں 2000-1999 میں حکومت نے دیسی وسائل سے 390 اضافی پروجیکٹ اور عالمی بینک کے تعاون سے 461 نئی آئی۔سی۔ڈی۔سی پروجیکٹ کے نفاذ تجویز کو منظوری دی۔

انیس نویں منصوبے کی مدت کے اگلے 3 سالوں میں مرحلہ وار طریقے سے آئی سی ڈی سی۔ 3 اور آئی سی ڈی سی اپیر کے تحت لاگو کیا جاتا ہے ان میں سے 3 ریاستوں میں گھریلو وسائل سے چلائی جانے والی 130 اضافی پروجیکٹ اور عالمی بینک کی مدد سے چلائی جانے والی 168 پروجیکٹ کو 2000-1999 کے دوران کام شروع کرنے کی منظوری دی گئی۔ ہر آئی سی ڈی سی منصوبے میں اوسطاً 140 مرکز برائے فروغ اطفال ہوتے ہیں۔ جنہیں آنگن باڑی مراکز کے نام سے جانا جاتا ہے یہ آئی سی ڈی سی پروجیکٹ کے تحت خدمات فراہم کرنے کی اہم مراکز ہوتے ہیں۔

ICDS کی سب سے نچلی سطح کی اکائی دیہی/قبائلی علاقوں یا جھگی جھونپڑی والی بستیوں میں کام کرنے والی آنگن باڑیاں ہیں۔ دیہی علاقوں/جھگی جھونپڑی والی بستیوں میں عام طور پر تقریباً 1,000 کی آبادی پر ایک آنگن باڑی کھولی جاسکتی ہے۔ جبکہ قبائلی علاقوں میں 700 کی آبادی پر ایک آنگن باڑی کھولی جاسکتی ہے۔ ہر ایک آنگن باڑی کی دیکھ بھال کے لئے ایک آنگن باڑی کارکن ہوتا ہے اور اس کی مدد کے لئے ایک معاون بھی فراہم کیا جاتا ہے۔ کئی آنگن باڑیوں کی نگرانی کے لئے ایک نگراں ہوتا ہے۔

کسی بھی ایک آنگن باڑی کارکن 6 سال سے کم عمر کے تقریباً 60 بچوں اور 12 حاملہ اور زچگی والی خواتین کو خدمات فراہم کراتا ہے۔ ترقی اطفال افسر اس منصوبے کا سربراہ ہوتا ہے۔ جو خدمات کارکن اور انتظامیہ کے درمیان رابطہ کی کڑی ہوتا ہے۔ اس منصوبے کا نگراں آنگن باڑی کارکنوں کو مربوط ترقی اطفال خدمات کے پروگرام لاگو کرنے میں تعاون اور مشورہ دیتا ہے اس

کے علاوہ وہ پروجیکٹ کی شکل کا دھیان رکھتے ہوئے 17 سے 25 آنگن باڑی کارکنوں روزگار پر مبنی خدمات بھی مہیا کراتا ہے۔

آئی سی ڈی سی مرکز کے ماتحت پروجیکٹ ہے اس کے لئے جہاں مرکزی حکومت منصوبے کے چلانے کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے پورا خرچ اٹھاتی ہے وہیں ریاستی حکومتیں تکملہ تغذیات کا خرچ برداشت کرتی ہیں۔ 2000-1999 کے دوران اس اسکیم کے نفاذ پر مرکزی حکومت نے 881.46 کروڑ روپے خرچ کئے۔ اس میں ضمنی تغذیاتی پروگرام کا خرچ شامل نہیں تھا۔ عالمی بینک کیرل، تملناڈو، مہاراشٹر، راجستھان اور اتر پردیش میں آئی سی ڈی سی۔ 3 پروجیکٹ اور ملک بھر میں تربیتی پروگرام کے لئے 30 کروڑ امریکی ڈالر کا قرض مہیا کرا رہا ہے۔ آندھرا پردیش، اقتصادی بازتشکیل پروگرام کے آئی سی ڈی ایس جز کے لئے ساڑھے سات کروڑ امریکی ڈالر کا قرض دینے پر بھی راضی ہو گیا۔ کوآپریٹو فار اسسٹنس اینڈ ریلیف اور عالمی غذا پروگرام آئی سی ڈی ایس کو اناج کی شکل میں امداد فراہم کرتے ہیں۔

مربوط ترقی اطفال خدمات (ICDS) پروگرام سماجی، اقتصادی اور عورت و مرد کی نابرابری کو کم کرنا چاہتا ہے۔ محکمہ نے اس منصوبے کے سبھی اجزاء کا استعمال کرتے ہوئے بچیوں کے لئے خاص پروگرام تیار کئے ہیں جس میں خاص طور سے اسکولی تعلیم ادھوری چھوڑنے والی ان بچیوں کی طرف زیادہ توجہ دی جا رہی ہے۔ جنھیں اب تک نظرانداز کیا جاتا رہا ہے۔ جن کی عمریں 11 سے 18 سال کے درمیان ہیں اس منصوبے کو ICDS کے تحت آنے والے 500 بلاکوں میں چلائی جارہی ہیں۔ ان بلاکوں کی 3.50 لاکھ بچیوں کو اس کا فائدہ حاصل ہوگا۔ جہاں لڑکیاں گروپوں میں آتی ہیں وہاں بالیکا منڈلوں کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔

آئی سی ڈی ایس تربیتی پروگرام۔ ادیشا پروجکٹ

آنگن واڑی کارکن تنظیمیں، ترقی اطفال منصوبے کے فاضل افسران کو قومی ادارہ برائے پبلک کوآپریشن اور ترقی اطفال کے ذریعے اس کے علاقائی مراکز لکھنؤ گوہاٹی و بنگلور میں قائم، 18 درمیانی سطح کے تربیتی مراکز اور 300 آنگن واڑی کارکنوں کو تربیتی مراکز کے ذریعے تربیت دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ مربوط مرکزی تکنیکی کمیٹی ماں اور ترقی اطفال کے لئے میڈیکل اور ذیلی میڈیکل عملے کو بھی تربیت دی جاتی ہے۔

محکمہ برائے ترقی خواتین اور اطفال نے آئی۔ سی۔ ڈی۔ ایس کے تربیتی پروگرام کا تفصیلی تجزیہ اور تعین قدر کیا۔ اس تجزیہ کی بنیاد پر محکمہ نے آئی۔ سی۔ ڈی۔ ایس تربیتی پروگرام 'ادیشا' منصوبہ بنایا جس میں دیگر باتوں کے علاوہ معاشی معیار بندی کو بلند کرتے ہوئے تجزیہ، آئی۔ سی۔ ڈی۔ ایس کارکنوں کی تربیت میں بہتر تال میل اور تربیتی نصاب کا ترمیم کیا جاتا ہے۔

اگلے 5 سالوں کے دوران آئی سی ڈی سی ایس کو اور بھی بڑے پیمانے پر لاگو کئے جانے کے لئے عالمی بینک نے 600.55 کروڑ روپے کی مالی امداد دینے کی منظوری دی ہے۔ قومی تربیت عالمی بنک کی مدد سے چلائی جانے والی خواتین اور اطفال کے لئے ترقیاتی منصوبے کا ایک حصہ ہوگا اور ایسے آئی۔ سی۔ ڈی۔ سی۔ ایس ٹریننگ پروگرام۔ ادیشا پروجیکٹ کے نام سے جانا جائے گا۔ یونیسیف کے ذریعہ اس سلسلے میں دی جا رہی مالی اور تکنیکی امداد جاری رہے گی۔

جن علاقوں میں ICDS کے مراکز ہیں وہاں پر ابتدائی طفلی تعلیم اور بال واڑی غذائی پروگرام کی اسکیم لاگو کی جا رہی ہے۔ ابتدائی طفلی تعلیم اسکیم تعلیمی اعتبار سے پچھڑے ہوئی نو ریاستوں میں آندھرا پردیش، آسام، بہار، جموں و کشمیر، مدھیہ پردیش، اڑیسہ، راجستھان، اتر پردیش، اور مغربی بنگال میں رضا کار تنظیموں کے ذریعے چلائی جارہی ہیں۔ اس میں سے 3 سے 6 سال کے بچوں کو قبل اسکول تعلیم دلائی جاتی ہے۔

سال 2000-1999 کے دوران 1200 ابتدائی طفلی تعلیم مراکز کو چلانے کے لئے گرانٹ عطا کی گئی، جس کا فائدہ تقریباً

ایک لاکھ بچوں نے اٹھایا۔ بال واڑی غذائی پروگرام اسکیم پر عمل درآمد مرکزی سماجی فلاح و بہبود بورڈ، بھارتیہ آدم جاتی سیوک سنگھ، ہریجن سیوک سنگھ، بھارتی کونسل برائے بہبودی اطفال اور کستوربہ گاندھی نیشنل میموریل ٹرسٹ کے ذریعے کیا جارہا ہے۔

اس منصوبے میں پورے ملک کے 3 سے 5 سال کی عمر کے بچوں کو اضافی غذا دی جاتی ہے۔ 2000-1999 کے دوران 672 کے دوران بال واڑیوں کے لئے رقم کی منظوری دی گئی۔ محکمے سے ملنے والی مالی امداد سے رضا کار تنظیموں کے ذریعے 12,470 اطفال خانے چلائے جارہے ہیں۔ یہ اطفال خانے غریب کام کاجی ر بیمار ماؤں کے فائدے کے لئے ہیں۔ جس میں دن میں دیکھ بھال، اضافی غذا، صحت کی دیکھ بھال، تفریح وغیرہ کی سہولیات ہوتی ہیں قومی اطفال خانہ فنڈ کی تشکیل مارچ 1994 میں 19.90 کروڑ روپے سے کی گئی تھی تا کہ اطفال خانوں کی بڑھتی ہوئی مانگ کو پورا کیا جاسکے۔ اس طرح 14.925 اطفال خانے اب کام کررہے ہیں ان میں تقریبا 3.73 لاکھ بچوں کو دن کے وقت دیکھ بھال کی سہولت دی جارہی ہے۔

اعزازات

بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے قومی اعزازات کے شروعات 1979 میں بین الاقوامی سال اطفال کے دوران کی گئی تھی۔ ان کا مقصد فلاح اطفال کے لئے رضا کارانہ طور پر کام کرنے والوں کو حکومت کی طرف سے منظوری عطا کرنا تھا۔ فلاح اطفال کے میدان میں عمدہ کارکردگی کیلئے ہر سال پانچ اعزازات اداروں کو اور تین افراد کو عطا کئے جاتے ہیں ادارہ کو دو لاکھ روپئے اور توصیف نامہ اور انفرادی اعزاز حاصل کرنے والوں کو 50,000 روپے و توصیف نامہ دیا جاتا ہے۔

فلاح اطفال کے لئے قابل ستائش کام کرنے والے اشخاص کی حوصلہ افزائی کے لئے حکومت ہند نے راجیو گاندھی مانو سیوا اعزاز کی شروعات کی ہے۔ آنجہانی وزیر اعظم راجیو گاندھی کی یاد میں شروع کئے گئے اس اعزاز کے تحت کسی شخص کے ذریعے کی گئی قابل ستائش خدمات کے لئے ایک لاکھ روپے نقد اور توصیف نامہ عطا کیا جاتا ہے۔

قومی بہادری اعزازات کا آغاز 1957 میں بھارت سرکار نے کیا تھا۔ مشکل حالات میں غیر معمولی سوجھ بوجھ اور بہادری دکھانے کے لئے بچوں کو یہ اعزاز عطا کئے جاتے ہیں۔ قومی فلاح اطفال کونسل حکومت کے مالی تعاون سے یہ اعزاز دیتی ہے۔ ہر سال یوم جمہوریہ کی قبل شام کو وزیر اعظم یہ اعزاز عطا کرتے ہیں۔

حکومت ہند نے 1996 سے 4 تا 15 سال کے بچوں کے لئے قومی اعزازات کا آغاز کیا ہے۔ اس کے تحت پڑھائی۔ لکھائی فن تہذیب اور کھیل کود جیسے میدانوں میں نمایاں کارکردگی انجام دینے والے بچوں کو انعام عطا کئے جاتے ہیں۔ اس میں ایک گولڈ میڈل اور 32 سلور میڈل (ہر ریاست رمرکز کے زیر انتظام علاقے کے لئے ایک) دئے جاتے ہیں۔ گولڈ میڈل کے ساتھ 10 ہزار اور توصیف نامہ اور سلور میڈل کے ساتھ 5,00 روپے اور توصیف نامہ دیا جاتا ہے۔

یونی سیف (UNICEF) کا کردار

محکمہ خواتین اور ترقی اطفال یونی سیف سے متعلق معاملوں میں تال میل بنائے رکھنے والے مرکزی ادارے کا کام کرتا ہے۔ بھارت 1949 سے ہی یونیسیف کی سرگرمیوں سے جڑا ہوا ہے۔ خواتین اور ترقی اطفال کے میدان میں یونی سیف کے ساتھ اشتراک کئے ہوئے اسے پانچ دہائیاں ہوچکی ہیں۔ بھارت سرکار اور یونیسیف کے درمیان تعاون پانچ سال کی مدت والے ایک ماسٹر پلان کے تحت ہوتا ہے۔ بھارت سرکار اور یونیسیف کے درمیان 3 مئی ر 1999 کو نئے ماسٹر پلان 2000-1999 کو شروع کرنے سے متعلق دستخط کئے گئے۔ اس پروگرام کے لئے عام وسائل کے تحت 12 کروڑ ڈالر اور مجموعی رقم سے 18 کروڑ

ڈالر کی رقم فراہم کی گئی ہے۔

سارک سرگرمیاں

12 سے 14 اگست 1999 کو کولمبو میں صحت، آبادی اور بچوں کی فلاح و بہبود کی سرگرمیوں کے بارے میں سارک کی تکنیکی کمیٹی کی میٹنگ ہوئی۔ اس میٹنگ میں محکمہ علاج و خواتین و اطفال کے ذریعہ تیار کی گئی بچوں کی حالت کے بارے میں تجزیاتی رپورٹ پیش کی گئی۔

اقوام متحدہ کنونشن برائے حقوق اطفال

بھارت نے 1992 میں بچوں کے حقوق کے بارے میں اقوام متحدہ کے کنونشن کی توثیق کی اور 1997 میں اپنی پہلی رپورٹ پیش کی۔ 15 دسمبر 1999 کو اس ابتدائی رپورٹ پر بھارت کا تحریری جواب حقوق اطفال کے بارے میں اقوام متحدہ کی کمیٹی کو سونپا گیا۔ محکمہ ترقی خواتین و اطفال نے سکریٹری کی صدارت 15 ممبران کی نیشنل کوآرڈی نیٹنگ میکنزم کی تشکیل کی ہے جو بچوں کے حقوق کے بارے میں اعلانیہ کے عمل درآمد پر نگرانی رکھے گا اور اس سے براہ راست متعلقہ دیگر سبھی سرگرمیاں پر بھی دھیان رکھے گا۔

قومی کمیشن برائے اطفال

محکمہ برائے ترقی خواتین و اطفال کا قومی کمیشن برائے اطفال کی تشکیل کرنے کا عمل چل رہا ہے۔ وزارت وسائل فروغ انسانی کے بارے میں پارلیمنٹ کی مستقل کمیٹی نے 1998 میں اپنی دو میٹنگوں میں اس طرح کی تجاویز کو اصولی طور پر منظوری دے دی ہے۔

کمیٹی کی سفارشوں کے بنیاد پر ایک مسودہ نوٹ تیار کیا گیا اور سبھی ریاستی حکومتیں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو انتظامیہ اور متعلقہ مرکزی وزارت/محکموں کو بھیج دیا گیا۔ زیادہ تر ریاستیں اور مرکزی علاقے اور مرکزی وزارت/محکمے عام طور سے اس تجویز سے متفق ہیں۔ 29 جون 1999 کو ہوئی میٹنگ میں قومی کمیشن برائے انسانی حقوق کی طرح ہی قومی کمیشن برائے اطفال تشکیل کرنے پر عام اتفاق ظاہر کیا گیا۔ مسودہ بل حکومت کے زیر غور ہے۔

ترقی خواتین

سن 1991 کی مردم شماری کے مطابق بھارت میں خواتین کی تعداد 40.71 کروڑ ہے۔ جو دیش کی کل آبادی (84.63 کروڑ) کا 48.1 فیصد ہے۔ آزادی کے بعد سے ہی خواتین کی ترقی، ترقیاتی کے منصوبوں کا اہم منشا رہی ہے۔ پچھلے 50 سالوں کے دوران اس سے متعلق حکمت عملی میں کئی تبدیلیاں آئی ہیں۔ جس میں 70 کی دہائی تک ''بہبود'' کے عزم سے 80 کی دہائی تک ''ترقی'' کی حکمت عملی بنی اور 90 کی دہائی میں ''حقوق'' پر پہنچا گیا ہے۔

محکمہ خواتین اور ترقی اطفال ابتدا سے ہی خواتین کی سماجی، اقتصادی سطح میں سدھار لانے کے لئے خصوصی طرح کے پروگرام بنا تا رہا ہے۔ محکمہ خواتین اور ترقی اطفال ذریعے صحت، تعلیم، دیہی شہری ترقی وغیرہ جیسے دیگر ترقی کی راہوں پر گامزن پروگرام اور خواتین کو با اختیار بنانے کی طرف کی گئی کوششیں درج ذیل ہیں۔

بہبود اور تعاونی خدمات

کام کاجی عورتوں کے لئے ہوسٹلوں کی تعمیر کی اسکیم کا مقصد دیگر مقامات سے شہروں میں آنے والی کم آمدنی والے طبقے کی خواتین کو کم قیمت پر محفوظ رہائشی سہولت مہیا کرانا ہے۔ کچھ ہوسٹلوں میں ان عورتوں کے بچوں کے لئے دن کے وقت دیکھ بھال کی بھی سہولت مہیا ہے۔ سال 2000-1999 کے دوران 1246 کام کاجی عورتوں کو رہنے کی سہولت فراہم کرانے کے لئے 15 مزید ہوسٹلوں کو منظوری دی گئی تھی۔ اس طرح اب کل ہوسٹلوں کی تعداد 841 ہوگئی ہے۔ جس سے 59,500 کام کاجی خواتین فائدہ اٹھا رہی ہیں۔

حکومت ہند نے مرکزی علاقوں جز وقتی رہائش منصوبہ 1969 میں شروع کیا۔ اس پروگرام کے تحت ایسی عورتوں اور دوشیزاؤں کو عارضی رہائشی سہولت فراہم کی جاتی ہے۔ جو خاندانی مسائل، ذہنی تناؤ، سماجی استحصال بتائے جانے یا کسی دیگر وجہ سے مصیبت میں ہیں۔ یہ اسکیم ان سہولیات کا اہتمام کراتی ہے۔ جیسے: طبی دیکھ بھال، نفسیاتی علاج، صلاح ومشورہ (کونسلنگ) پیشہ وارانہ علاج، تعلیم، پیشہ وارانہ اور تخلیقی سرگرمیوں اور سماجی ہم آہنگی کی سہولیات۔

تربیت اور روزگار

خواتین کو روزگار اور تربیت دینے کے لئے امدادی پروگرام 1987 میں شروع کیا گیا۔ اس کا مقصد زراعت، مویشی پالن، ہتھ کرگھا دستکاری، چھوٹی و دیسی صنعت اور ریشم پروری (ریشم کیٹ پالن) جیسے خواتین کی اکثریت والے روایتی کاموں میں غریبی کی سطح سے نیچے زندگی گزارنے والی خواتین کو روزگار کے مواقع فراہم کرانے کے لئے ان کے ہنر میں مزید بہتری پیدا کرنا ہے۔ اس پروگرام میں بے سروسامان اور حاشیائی عورتوں اور کمزور طبقوں کے ایسے کنبوں پر خاص توجہ دی جارہی ہے جن کی مالک عورتیں ہیں۔ اب تک 4.48 لاکھ خواتین اس پروگرام سے فائدہ ہو چکی ہیں۔

نوراڈ کی ترقیاتی ایجنسی (NORAD) سے امداد یافتہ خواتین کے تربیتی اور روزگار پروگرام کے تحت عوامی سیکٹر انڈرٹیکنگ ر کارپوریشنز رخود مختار ادارے ر رضا کار تنظیموں کو غیر روایتی تجارت میں خواتین کو تربیت دینے اور مناسب کاروبار فراہم کرانے کے لئے امداد دی جاتی ہے۔ انہیں برقیات، بجلی، کمپیوٹر پروگرامنگ، ہتھ کرگھا، کپڑا بنانا، بنائی، کتائی، کینٹین کا انتظام، فیشن تکنالوجی، اور دفتری انتظام جیسے جدید کاروباروں کی تربیت دینے کو ترجیح دی جاتی ہے۔ 1983 میں ان پروگراموں کو نافذ کرنے کے بعد 2.49 لاکھ عورتوں اور لڑکیوں نے اس سے فائدہ اٹھایا ہے۔

دیہی پہاڑی اور قبائلی علاقوں کی ضرورت مند خواتین کے تعلیم کی کثیف اسکیم 1958 میں اور پیشہ ورانہ تربیت کا پروگرام 1975 میں شروع کیا گیا۔ بعد میں ان اسکیموں میں ترمیم کی گئی۔ 91-1990 سے ترمیم شدہ اسکیم کا نفاذ عمل میں آرہا ہے۔ کثیف تعلیم اسکیم کے تحت رضا کار تنظیموں کو دو سالہ کورس چلانے کے لئے مالی امداد دی جاتی ہے تاکہ 15 سال سے زیادہ عمر کی خواتین میٹرک ر سیکنڈری انٹرمیڈیٹ اور پرائمری سطح کے امتحانات پاس کرنے میں اہل ہوسکیں۔ پیشہ وارانہ تربیتی پروگرام کے تحت ڈریس ڈیزائننگ، کمپیوٹر، ٹائپ سیٹنگ، بوتیک، ہتھ کرگھا، نرسری، معلمہ، اسٹینو جیسے پیشوں کی تربیت کے لئے مالی امداد فراہم کرائی جاتی ہے۔ 2000-1999 کے دوران ایسے 391 کورسوں کو منظوری دی گئی اور 47-720 لاکھ روپے کی رقم منظور کی گئی۔

سماجی۔ معاشی پروگرام

1998 میں شروع میں کئے گئے سماجی معاشی پروگرام کے تحت رضا کار تنظیموں کو مالی امداد دی جاتی ہے تاکہ وہ مختلف طرح کی

آمدنی پیدا کرنے والی سرگرمیاں چلا سکیں۔ ان کاموں میں ذیلی کاروباری اکائیاں، ہتھ کرگھا، دست کاری، زرعی بنیاد کی سرگرمیاں، جیسے: مویشی پالن، ریشم سازی، مچھلی پالن، سبزیاں اور مچھلیاں وغیرہ فروخت کرنے جیسے خود روزگاری کے کام شامل ہیں۔

آگاہی وشعور پیدا کرنے کا پروگرام

دیہی اور غریب خواتین میں بیداری لانے کے لئے مرکزی سماجی فلاح و بہبود بورڈ نے 87-1986 میں اس پروگرام کی شروعات کی۔ اس کا اہم مقصد مختلف معاشرتی معالموں پر دیہی اور غریب خواتین کے درمیان بیداری وآگاہی پیدا کرنا ہے تاکہ وہ خاندان اور سماج میں اپنا مناسب مقام بنا سکیں۔ غیر سرکاری تنظیموں کو اس طرح کے کیمپ لگانے کے لئے دو ہزار فی کیمپ کی شرح سے 20 ہزار تک کی رقوم مہیا کرائی جاتی ہے۔ 31 مارچ 2000 تک 1960 کیمپوں کے کل 198.27 لاکھ روپے جاری کئے۔

سو۔شکتی پروجیکٹ

سوشکتی پروجیکٹ جو پہلے دیہی خواتین کی ترقی اور اختیارات کا مجاز بنانے کا پروجیکٹ کہلاتا تھا اس کو مرکز کے منصوبے کے طور پر 16 اکتوبر 1998 کو 5 سال کے لئے منظور کیا گیا اور اس کے لئے 186.21 کروڑ روپے کا اہتمام رکھا گیا اس کے علاوہ فائدہ اٹھانے والے گروپوں کو خاص طور سے شروعاتی دور میں سود شدہ قرض مہیا کرانے کے لئے پروجیکٹ مدت کے دوران 5 کروڑ روپے فراہم کرائے گئے۔ اس پروجیکٹ کے درج ذیل مقاصد ہیں۔ (1) خود کفیل خواتین کو 7,400 سے 12,000 تک سلف ہلپ گروپ (ایس۔ ایچ۔ جی۔) تشکیل کرنا، ہر گروپ میں 15 سے 20 ممبران ہوں گی جو وسائل کا بہتر ڈھنگ سے استعمال کر کے اپنی معیار زندگی میں سدھار لائیں گی (2) خواتین کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے مدد کرنے والی ایجنسیوں کی اداری صلاحیت کو مضبوط اور اثر پذیر بنانا (3) سلف ہلپ گروپ (ایس۔ ایچ۔ جی) اور قرض دینے والے اداروں کے درمیان رابطے کو فروغ دینا تاکہ آمدنی پیدا کرنے کے کاموں کے لئے خواتین کو قرض کو سہولتیں مستقل یقینی بنائی جاسکیں (4) خواتین کے بہتر معیار زندگی کے لئے نچلی سطح کے کاموں سے آزادی اور وقت کی بچت کرنے والے آلات کے ساتھ وسائل کا آسانی سے مہیا کرانا اور (5) آمدنی پیدا کرنے والے کاموں میں خواتین کو شامل کر کے خواتین خاص طور پر غریب خواتین کی نگرانی آمدنی اور اخراجات پر بڑھانا۔

مرکزی سطح پر یہ پروجیکٹ، خواتین واطفال فلاح بہبود کے محکمے کے قومی پروجیکٹ تائید اکائی کے ذریعہ لاگو کی جارہی ہے۔ 6 ریاستوں، بہار، گجرات، ہریانہ، کرناٹک، مدھیہ پردیش اور اتر پردیش کے کچھ حصوں میں یہ پروجیکٹ لاگو کیا جائیگا۔ ان علاقوں میں عمل درآمد ایجنسیاں۔ بہار، ہریانہ، اور کرناٹک کے خواتین فروغ کارپوریشن، گجرات میں گجرات خواتین اقتصادی فروغ کارپوریشن، مدھیہ پردیش، خواتین اقتصادی ترقیاتی کارپوریشن اور اتر پردیش میں خواتین فلاح و بہبود کارپوریشن اس کام کو پورا کرنے کے لئے غیر سرکاری تنظیموں کیساتھ سرگرم تعاون کرے گا۔ اس کے رقوم کا انتظام مالی اعانت کے طور پر حکومت ہند دے گی۔ اس پروجیکٹ نے اطمینان بخش ترقی کی ہے۔ 31 مارچ 2000 تک خواتین کے 1,925 سلف ہلپ گروپ تشکیل کئے جاچکے ہیں۔

اندرا مہیلا یوجنا

اس یوجنا کا مقصد سماج کی سب سے نچلی سطح پر خواتین کو منظم کرنا ہے۔ جس سے وہ بااختیار بن سکیں اور فیصلہ لینے میں حصے داری نبھا سکیں۔ 20 اگست 1995 کو 200 ICDS بلاکوں سے اس کی شروعات ہوئی۔ اس منصوبے کی اصلی قوت اس کے

ماتحت تشکیل کئے جانے والے خواتین کے گروپ پر منحصر ہے۔ اندرا مہیلا یو جنا کے مقاصد اس طرح ہیں۔ اس میں ہر شعبے کے منصوبوں میں رابطہ کی کوشش کی جاتی ہے۔ دیہی علاقوں اور شہروں کی جھگی جھونپڑی والی بستیوں میں رہنے والی خواتین کو بیدار بنایا جاتا ہے اور خواتین کو مالی اعتبار سے زیادہ خوش حال بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اب تک 40,000 سلیف گروپ بنائے جا چکے ہیں۔

خواتین کو با اختیار بنانے کا پروجیکٹ:

یو این ایف پی اے کے تعاون سے مہاراشٹر کے 14 اضلاع کے 21 'اندرا مہیلا یو جنا' بلاکوں میں تجرباتی طور پر خواتین کو با اختیار بنانے کے پروجیکٹ کے لئے تربیت دی جارہی ہے۔ اسمیں اندرا مہیلا یو جنا کے تحت ٹریننگ کے طور طریقے شروع کرنے پر خاص زور دیا جارہا ہے۔ اب تک ٹریز س کی ٹریننگ مکمل ہو چکی ہے اور اسکے بعد انی میٹر (جوش دلانے والے یا ترغیب دلانے والے) کی ٹریننگ چل رہی ہے۔ جلد ہی ین علاقوں میں کیمپ لگائے جائیں گے۔ خواتین کو معلومات فراہم کرانے کے لئے بلاک سطح پر معلوماتی مراکز (مہیلا ماہتی کیندر) قائم کئے گئے ہیں۔

بالیکا سمردھی یو جنا (B S Y)

یہ اسکیم مربوط اسکیم ہے جس کا مقصد لڑکیوں کی زندگی کے معیار کو اوپر اٹھانا ہے۔ BSY کی شروعات 2 اکتوبر 1997 کو ہوئی تھی۔ اسکے تحت 15 اگست 1997 کو یا اس کے بعد پیدا ہونے والی لڑکیوں کی ماں کو 500 روپے کی امدادی رقم دی جائیگی تاکہ وہ پیدائش کے بعد کی اپنی غذائی ضرورتیں پوری کر سکیں۔

یہ اسکیم غریبی کی سطح سے نیچے زندگی بسر کرنے والے کنبوں پر لاگو ہوگی۔ اس منصوبے کی شروعات لڑکیوں کے تئیں سماج کے رویے کو بدل کر ان کی حیات کے معیار کو اوپر اٹھانے سے متعلق طویل مدتی حکمت عملی کا حصہ ہے۔ حکومت اس منصوبے میں مزید اصلاح کرنے پر غور کر رہی ہے جاری مالی سال اس اسکیم میں کچھ تبدیلی کی گئی ہے یعنی پیدائش کے بعد جو ہر ایک لڑکی کو 500 روپے کی امداد دی جاتی ہے (نہایت غریبی کی حالت میں رہنے والے خاندان کی دو لڑکیوں تک محدود) نیز وہ رقم لڑکی کے نام بینک میں محفوظ کر دی جائے گی۔ اگر قرب وجوار میں بینک نہیں ہے تو وہ رقم ڈاک خانہ میں جمع کر دی جائے گی اور لڑکی جب اسکول جانے لگے گی تو اس کا سالانہ وظیفہ بھی اسی کے کھاتے میں جمع کر دیا جائے گا یہ وظیفہ پہلی کلاس کے لئے 300 روپے اور میٹرک کے لئے 1000 روپے ہے۔

لڑکی کی عمر 18 سال ہونے اور تب تک غیر شادی شدہ رہنے پر سود کے ساتھ یہ رقم اسے مل جائے گی۔ اگر 18 سال کی ہونے سے پہلے اس کی شادی ہو جاتی ہے تو اسے سالانہ وظیفہ اور سود نہیں ملے گا لیکن پیدائش پر ملنے والی 500 روپے کی رقم اور اس کا سود مل جائے گا۔ ترمیم شدہ بالیکا سمردھی یو جنا 2000-1999 کے دوران لاگو کر دی گئی ہے۔

ایوارڈ

ہندوستانی تاریخ کی 5 اولین خواتین کے نام پر محکمہ نے اس سال 5 ایوارڈ شروع کئے ہیں۔ یہ خواتین ہیں۔ دیوی اہلیا بائی ہولکر کنگی، ماتا جیجا بائی، رانی گائی دن لیو ولیا نگ اور رانی لکشمی بائی۔ ہندوستانی خواتین کو معاشرتی فروغ کے دوران قابل ذکر اشتراک کے لئے یہ ایوارڈ دئے جائیں گے۔ ہر انعام میں ایک لاکھ روپے کی نقد رقم اور توصیف نامہ دیا جاتا ہے۔

خواتین اور بچوں کو جنسی استحصال کے خلاف کارروائی کا منصوبہ

عدالت عظمیٰ نے 9 جولائی 1997 کو ایک مقدمے کے معاملے میں ایک حکم نامہ جاری کیا تھا، جس میں دیگر باتوں کے ساتھ ساتھ عصمت فروشی کے مسئلے، دوشیزہ طوائفوں اور طوائفوں کے بچوں سے منسلک مسئلوں کا بغور مطالعہ کرنے کے لئے ایک اسکیم بنانے اور ان کی بہتری اور آبادکاری کے لئے مناسب منصوبے بنانے کی ہدایت کی تھی۔

اس کے مطابق عصمت فروشی، دوشیزہ طوائفوں اور پیشے وارانہ جنسی استحصال کی شکار طوائفوں کے بچوں اور خواتین و بچوں کی تجارت اور مظلوم عورتوں کے بچوں سے متعلق معاملوں کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تاکہ ایسے منصوبے بنائے جاسکیں جو عدالت عظمیٰ کی ہدایتوں کے مطابق وموافق ہوں۔ کمیٹی کے ذریعے بنایا گیا کارروائی کا مسودہ عزت ماب وزیراعظم کی صدارت میں ہوئی ایک بیٹھک میں منظور کرلیا گیا ہے۔

کارروائی کے منصوبے سے مرکزی حکومت کی وزارتوں / محکموں، غیر سرکاری تنظیموں، عوامی اور نجی سیکٹر میں اور سماج کے دیگر طبقوں کی سرگرمیوں کی رہنمائی ملے گی۔ منصوبے کی کارروائی میں شامل مدے درج ذیل ہیں۔ غیر قانونی تجارت کی روک تھام، بیداری پیدا کرنا اور سماجی تحریک پیدا کرنا، صحتی خدمات، تعلیم اور بچوں کی دیکھ بھال، رہائش، پناہ گاہوں وشہری سہولیات کا انتظام، معاشی خود مختاری قانونی اصلاح واحکام نافذ کرنا، بچاؤ وآبادکاری سے متعلق تنظیمیں مشینری اور طریقہ کار۔ خواتین اور بچوں کی غیر قانونی تجارت اور پیشہ وارانہ جنسی استحصال کا سامنا کرنے کے لئے تشکیل دی گئی۔ کمیٹی کی رپورٹ اور کارروائی کے منصوبے مرکزی حکومت کی متعلقہ وزارتوں / محکمہ اور ریاستی حکومتوں / مرکزی علاقوں کو ارسال کردی گئی ہے تاکہ وہ کارروائی کے نکات کو نافذ کرسکیں۔

تحقیق اور اشاعت

1999-2000 کے دوران خواتین اور بچوں سے متعلق معاملوں پر 123 تحقیقاتی مطالعہ کو محکمہ کے ذریعہ اسپانسر کیا گیا۔ محکمہ نے اسکیم برائے تعاون، ایک نظر میں نام کا ایک پبلیکشن بھی نکالا ہے جس میں محکمہ کے ذریعہ مختلف پروگراموں کی تفصیل دی گئی ہے۔

قومی کمیشن برائے خواتین

قومی کمیشن برائے خواتین کی تشکیل 31 جنوری 1992 کو قومی خواتین کمیشن ایکٹ 1990 کے تحت کی گئی تھی۔ کمیشن کو سونپے گئے کام جامع اور مختلف النوع ہیں۔ جو خواتین کے حقوق وان کے فروغ کو تحفظ فراہم کرنے سے متعلق تقریباً تمام پہلوؤں سے جڑے ہوئے ہیں۔ کمیشن میں ایک صدر، پانچ ممبر اور ایک ممبر سکریٹری (معتمد) ہوتا ہے۔ یہ سبھی عہدیدار مرکزی حکومت کے ذریعے نامزد کئے جاتے ہیں۔

کمیشن اپنی ہدایتی سرگرمیوں جیسے قانون کا جائزہ، ظلم سے متعلق کسی خاص فردی شکایتوں کے معاملوں میں مداخلت کرنے اور مناسب وقابل عمل ہونے پر خواتین کے مفاد کے تحفظ کے لئے تدبیری کارروائی کرنے والے کاموں میں مسلسل عمل پیرا ہے۔ کمیشن نے خواتین کو جلد انصاف دلانے کو سب سے زیادہ ترجیح دی ہے۔ اس مقصد کے لئے کمیشن "پاریوارک مہیلا لوک عدالتیں" لگانے، خاندانوں کے نزاعی معاملوں میں مشاورتی خدمات دینے اور خواتین میں قانون کے تئیں بیداری لانے کے لئے تربیتی پروگرام منعقد کرنے کا کام کرتا ہے۔

راشٹریہ مہیلا کوش

30 مارچ 1993ء میں 31 کروڑ روپے کی پونجی سے راشٹریہ مہیلا کوش کی تشکیل کی گئی۔ اس کا اہم مقصد غریب خواتین، بالخصوص غیر رسمی حلقوں کی مفلس خواتین کی قرض سے متعلق ضرورتوں کو پورا کرنا ہے۔ اسے 1860 کے سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ کے تحت قائم کیا گیا تھا۔ جس کے نظم ونسق کے لئے ایک گورننگ بورڈ بنایا گیا ہے۔ ریاستی وزیر برائے ترقی خواتین واطفال فنڈ کے صدر ہوتے ہیں۔ کوش نے 31 مارچ 2000 تک 82.29 کروڑ روپے کے قرض منظور کئے تھے۔ جن سے 712 غیر سرکاری تنظیموں کے تعاون سے 3,60,383 لاکھ خواتین مستفیض ہوئیں۔ معمولی قرض دینے کے علاوہ راشٹریہ مہیلا کوش نے خواتین کو خود امدادی گروپ بنانے اور انہیں استحکام بخشنے کے لئے بھی غیر سودی قرض کی ایک اسکیم بنائی ہے۔ جسے گرانٹ میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ اس اسکیم کے تحت 25 رضا کار پارٹیوں کو ایک لاکھ روپے کا بغیر سودی قرض دیا جاتا ہے کچھ شرطیں پوری کرنے پر یہ قرض امداد میں بدل سکتا ہے۔ اس میں 31 مئی 2000 تک 327 غیر سرکاری رضا کار پارٹیوں کو سیلف ہلپ گروپ بنانے کے لئے 311.78 لاکھ روپے منظور کئے گئے

قومی عوامی تعاون اور ادارہ ترقی اطفال

قومی عوامی تعاون اور ادارہ ترقی اطفال خواتین اور اطفال کی ترقی کے محکمے کے تحت کام کرنے والا خودمختار ادارہ ہے۔ ادارے کے خصوصی مقاصد میں، سماجی ترقی میں خود کے کاموں کو بڑھاوا دینا، ترقی اطفال کی سرگرمیوں کا جامع ڈھنگ سے معائنہ کرنا اور قومی حکمت عملی برائے اطفال کے مطابق پروگراموں کو فروغ دینا اور ان کی حوصلہ افزائی کرنا شامل ہے۔ ادارہ سماجی ترقی میں سرکاری اور رضا کارانہ کوششوں کے درمیان تال میل رکھنے اور سرکاری اور رضا کارانہ کوششوں سے بچوں سے متعلق پروگراموں کے لئے یکساں بنیادی ڈھانچہ فراہم کرنے کے لئے بھی کام کرتا ہے۔

اپنے ان مقاصد کے حصول کے لئے ادارہ تحقیق اور ترقی کا مطالعہ بھی کرتا ہے۔ اس کے علاوہ پروگرام کو نافذ کرنے والے کارکنوں کے لئے تربیتی پروگرام، کانفرنس، سیمینار وورکشاپ کا انعقاد اور اطلاع و تدوین اسناد خدمات منعقد کرانے میں بھی شمولیت رکھتا ہے۔ ادارہ مربوط ترقی اطفال خدمات پروگراموں کے کارکنان کو تربیت دینے والا چوٹی کا ادارہ ہے۔ ادارے کے بنگلور، گوہاٹی اور لکھنؤ میں تین علاقائی مراکز بھی ہیں۔

مرکزی سماجی بہبود بورڈ

ملک میں سماجی بہبود سے متعلق سرگرمیوں کو بڑھاوا دینے، خواتین، بچوں اور معذوروں کے بہبودی کے پروگراموں کو رضا کار تنظیموں کے تعاون سے نافذ کرنے کے لئے 1953 میں مرکزی سماجی بہبود بورڈ قائم کیا گیا تھا۔ بورڈ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ آزاد بھارت میں یہ پہلی تنظیم ہے جو خواتین اور اطفال کے ترقیاتی پروگراموں کو نافذ کرنے میں عوامی امداد حاصل کرنے کے لئے غیر سرکاری اداروں سے مدد لے رہی ہے۔ اس وقت 18,000 سے زائد غیر سرکاری تنظیمیں بورڈ سے مالی تعاون اور ہدایتیں لے رہی ہیں۔ بورڈ کے ذریعہ نافذ کئے گئے پروگراموں میں ضرورت مند بے سہارا خواتین کی سماجی، معاشی ترقی کے پروگرام، عورتوں و دوشیزاؤں کے لئے تعلیم و پیشہ وارانہ تربیت کے پروگرام، دیہی وغریب خواتین میں بیداری پیدا کرنے کے پروگرام، خاندانی مشاورتی مراکز، رضا کارانہ کارروائی بیورو، بچوں کے لئے تعطیلی کیمپ، سرحدی علاقوں میں بہبودی کی توسیع کے منصوبے اور بال واڑی، اطفال خانہ، کام کاجی عورتوں کے لئے ہوسٹل کی سہولیت فراہم کرانا شامل ہے۔

تغذیہ

خوراک اور تغذیہ بورڈ کو قومی تغذیہ یائی پالیسی کے تحت یکم اپریل 1993 کو محکمہ ترقی خواتین اور اطفال میں تبدیل کر دیا گیا۔ اس پالیسی کے مطابق 1995 میں حکومت کے 14 متعلقہ خطوں کی نشاندہی طے کرنے والا قومی عمل درآمد کا پروگرام بنایا گیا اور اسے جاری کیا گیا 96-1995 میں مائکرو نیوٹرینٹ (وٹامن A اور آئرن) کے بارے میں بنائے گئے عمل دستے میں ان کی کمی کو دور کرنے اور ان پر کنٹرول کے طور پر طریقوں کی پہچان کی گئی 96-1995 کے دوران ملک کے 87 اضلاع میں لوگوں کے تغذیاتی حالت کی الگ الگ جانکاری حاصل کی گئی۔ اور اس کے اعداد و شمار 1998 میں جاری کئے گئے آندھرا پردیش میں حکومت کے اور آئی سی ڈی ایس ساخت کا استعمال کرتے ہوئے تغذیہ نگرانی سسٹم کو فروغ دیا گیا۔ اڑیسہ میں آئی۔سی۔ڈی۔ایس کی معلومات کی بنیاد پر اسکول جانے سے کم عمر کے بچوں میں تغذیہ کی حالت کا ہر بلاک کی بنیاد پر پورا حساب کتاب تیار کیا گیا ہے۔ یہ دیگر ریاستوں رمرکز کے زیر انتظام علاقوں کے لئے بھی قابل تقلید ہے کہ وہ بھی لوگوں میں تغذیہ کی کمی دور کرنے کے مقصد سے اسی طرح کا سروے نگرانی اور اطلاعات جمع کرنے کا کام کریں۔

خوراک اور تغذیہ بورڈ کے دلی، ممبئی، کلکتہ، اور چنئی میں چار علاقائی دفاتر اور 27 ریاستوں رمرکز کے زیر انتظام علاقوں میں 43 کمیونٹی خوراک اور تغذیہ کی توسیع اکائیاں ہیں۔

اطلاع اور عوامی تعلیم

خواتین اور ترقی اطفال سے متعلق سبھی معاملوں کے بارے میں اطلاعات کی ترسیل کے سبھی دستیاب ذرائع سے ہدف کئے ہوئے گروپوں اور عوام تک پہونچانے کی سنجیدہ کوششیں کی جا رہی ہیں معاشرتی ترقی کا نشانہ حاصل کرنے کیلئے لوگوں کا نقطہ نگاہ ر نظریہ بدلنا ضروری ہے۔

اس کے لئے انہیں معلومات فراہم کرنے، انہیں ترغیب دینے کے لئے بیرونی تشہیراتی سرگرمیاں چلائی جا رہی ہیں۔ اس کے خاص مقاصد میں، بچوں کی مزدوری، بچیوں اور بچوں کی مکمل نشو و نما، عورتوں کو بااختیار بنانے، تغذیہ، عورتوں کو برابری کا درجہ دلانے اور بچپن کی شادی، جہیز، بچیوں کا جنسی استحصال جیسے معاملوں پر رائے عامہ تیار کرنا ہے۔

پنشن اور حاملین پنشن کی بہبود

روزگار، عوامی شکایات اور وزارت پنشن کے تحت محکمہ پنشن اور حاملین پنشن کی بہبود، پنشن سے متعلق عمومی پالیسی کا تعین کرنے والی مرکزی ایجنسی ہے۔ یہ محکمہ ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد ملازموں کو ملنے والے مختلف فائدوں کے بارے میں شکایتوں کو دور کرنا اور حاملین پنشن کی بہبود کے اقدام کرتا ہے۔ پچھلے کچھ سالوں میں پنشن کے انتظامی طریقہ کار کو آسان اور کارگر بنانے کے لئے کئی قدم اٹھائے گئے ہیں۔ پانچویں مرکزی تنخواہ کمیشن کے مطابق پنشن، فیملی پنشن کی شرحوں میں جو اضافے کئے گئے ہیں وہ اس طرح ہیں:

(1) کم سے کم پنشن رفیملی پنشن 1275 روپے ماہانہ طے کر دی گئی ہے بشرطیکہ پیشتر جس عہدہ سے سبکدوش ہوا ہے اس کا کم سے کم مشاہرہ حقیقی پنشن رفیملی پنشن کی رقم سے بالترتیب 50 فیصد اور 30 فیصد سے کم نہ ہو (2) کیموٹیشن کو پنشن کا 40 فیصد کر دیا گیا ہے (3) گریجویٹی کی حد بڑھا کر ساڑھے تین لاکھ کر دی گئی ہے۔ (4) فیملی کی تعریف وسیع کر دی گئی ہے اور اس میں والدین کو بھی شامل کر لیا گیا ہے جو یکم جنوری 1998ء سے فیملی پنشن کے حقدار ہوں گے (5) ڈپازٹ لنکڈ بیمہ اسکیم کے تحت ادا کی جانے

والی رقوم 30 ہزار سے بڑھا کر 60 ہزار روپے کر دی گئی ہے۔ (6) مرکزی حکومت کے ان سبھی حاملین پنشن کو 100 روپے ماہانہ میڈیکل الاؤنس ملے گا جو ایسے علاقوں میں رہتے ہیں جہاں مرکزی صحتی خدمات فراہم نہیں ہیں۔ (7) 18 نومبر 1960 سے 31 دسمبر 1985 کے درمیان ریٹائر ہونے والے مرکزی پروویڈنٹ فنڈ کے حاملین (جنہوں نے سبکدوشی سے پہلے 20 سالہ سروس مدت پوری کی تھی) کو یکم نومبر 1997 سے 600 روپے فی ماہ کی شرح سے اضافی رقم دی جائے گی (8) وزارت داخلہ سے متعلق پارلیمنٹ کی مستقل کمیٹی کی 44 ویں رپورٹ کے پیرا 61 میں کی گئی سفارشوں کے مطابق مرکزی حکومت کی خدمات سبکدوش والے ملازمین کو پنشن اور دیگر ادائیگی وقت پر کرنے کے بارے میں تفصیلی ہدایتیں دی گئی ہیں۔ اس میں یہ بھی اہتمام ہے کہ خدمات سے سبکدوش ملازمین کو گریجویٹی کی ادائیگی میں دیر ہونے پر دیا جانے والا سود، متعلقہ افسران / سپروائزر اور آفس انچارج کی تنخواہوں میں سے تناسبی بنیاد پر کاٹا جائے گا (9) فیملی پنشن پانے والے سبکدوش اشخاص کو 18 جولائی 1997 سے فیملی پنشن پر مہنگائی راحت اسی حالت میں ادا ہوگی، اگر ان کی دوبارہ خدمات کی تنخواہ، عہدے کے کم از کم تنخواہ اسکیل کے برابر کر دیا گیا ہو، (10) مرکزی حکومت کے وہ ملازمین جنہیں ان کے محکمہ کے پبلک سیکٹر کی اکائی / خود مختار تنظیم میں شامل ہو جانے پر یکمشت رقم حاصل ہوئی ہو انکو عدالت عظمی کے 15 دسمبر 1995 کے فیصلے کے مطابق، ترمیم شدہ پنشن کے ایک تہائی کیموٹڈ حصے کی بحالی کا حق ہے۔ پنشن کی اس دوبارہ حاصل اور مربوط رقوم پر ہنگامی راحت بھی دی جائے گی۔ سپریم کورٹ کے 26 اپریل 2000 کے فیصلے کی وجہ سے پنشن کے ایک تہائی کیموٹڈ حصے کے بجائے پوری پنشن پر مہنگائی راحت کو منظوری دی گئی ہے۔

11۔عوامی ذرائع ابلاغ

بھارت جیسے ملک میں ارتقاء کی پالیسیوں اور پروگراموں کے تئیں عوام میں بیداری پیدا کرنے کی راہ میں عوامی ذرائع ترسیل کا رول بہت اہم ہے۔ یہ انہیں ملک کی تعمیر کے کام میں سرگرم ساجھے دار بننے کے لئے اکساتا ہے۔اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے عوامی ذرائع ابلاغ کے روایتی اور عوامی طور طریقوں وسیلائٹ کے ذریعے ہونے والی ابلاغ کے ساتھ ساتھ جدید ترین سماعی بصری ابلاغ کے بیچ منطقی اور تدابیری طریقے سے رابطہ قائم رکھنے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔وزارت اطلاعات ونشریات اس میدان کی سب سے اہم ایجنسی ہے نشریات کے شعبے میں پرسار بھارتی ہے جسے 1997 کے ایکٹ کے تحت تشکیل دیا گیا اور دور درشن اور آکاش وانی کو اس کے تحت لایا گیا۔اس کے علاوہ، ملک بھر میں تقریباً 100 نجی چینل اور کیبل نٹ ورک نشریات کے شعبے کے تحت ہے۔اطلاعات کے شعبے میں اخبارات ہیں جن کے کام کاج پر پریس کونسل آف انڈیا نگرانی رکھتی ہے۔اسکے علاوہ سرکار کی میڈیا اکائیاں بھی ہیں جو اس طرح ہیں۔پریس انفارمیشن بیورو، ڈائرکٹریٹ آف ایڈورٹائزنگ اینڈ ویژول پبلسٹی، پبلکیشنز ڈویژن، ڈائرکٹریٹ آف فیلڈ پبلسٹی، سانگ اینڈ ڈرامہ ڈویژن، فوٹو ڈویژن اینڈ دی ریسرچ، ریفرنس اینڈ ٹریننگ ڈویژن۔فلم بنانا غیر سرکاری سیکٹر میں ہے۔لیکن فلم ڈویژن، ڈائرکٹریٹ آف فلم فیسٹیول، نیشنل فلم ڈیولپمنٹ کارپوریشن، سنٹرل بورڈ آف فلم سرٹی فکیشن، فلم آرکائیو آف انڈیا اینڈ چلڈرن فلم سوسائٹی کے ذریعہ حکومت فلموں کے سیکٹر میں بھی اپنا اشتراک کرتی ہے۔ گورنمنٹ نے دو فلم ادارے قائم کئے ہیں۔ان میں پہلا پونے میں اور دوسرا کلکتہ میں ہے۔

پچھلے دو دہوں میں ٹکنالوجی میں ہوئی ترقیوں کے نتیجے میں اطلاعات ونشریات کے شعبے میں انقلابی تبدیلیاں ہو رہی ہیں۔ 1980 کے دہے میں دوردرشن نے اپنے چینلوں کے قومی پیمانے پر نشریات کے لئے ان سیٹ کا استعمال شروع کیا اور ملک بھر میں 1000 سے زیادہ ارضی ٹرانسمیٹر قائم کئے ہیں۔90 کی دہائی میں ملک کے کئی حصوں میں نجی ٹیلیویژن چینلوں کا جال بچھ گیا۔ اطلاعات کو جمع کرنا اور نشریات میں کمپیوٹر کے استعمال سے انقلابی ترقی ہوئی ہے۔

کنورزنس کے مختلف طرح کے استعمال کا رواج ایک تکنیکی انقلاب ہے، جس نے کلی میڈیا مناظر کو متاثر کیا ہے۔فلم ٹیلیویژن اور میوزک انڈسٹری کی مختلف شاخوں میں یہی نظام اپنایا جارہا ہے۔ یہ سبھی صنعتیں، کمپیوٹر، آڈیو ویڈیو ٹیپ کا استعمال کر رہی ہیں ٹیلی کمیونیکشن ہو، کمپیوٹر ہو یا نشریات ہو سبھی کے لئے ایک ہی سیٹلائٹ اور آپٹکل فائبر کو اطلاعات کی نشریات کے اساسی ساخت کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے۔کمپیوٹر نہ صرف اطلاعات کے تحویل کے لئے استعمال ہو رہا ہے، بلکہ اطلاعات حاصل کرنے اور نشریات کے لئے بھی اس کا بڑے پیمانے پر استعمال ہو رہا ہے۔حکومت کنورزنس قانون کا خاکہ تیار کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اس قانون میں نشریات، ٹیلی کمیونکیشن اور اطلاعاتی تکنیک تینوں شعبوں کے ترقیاتی مسائل اور ضابطہ کے بارے میں متحدہ طور پر گنجائش رکھی جائے گی۔

100 سے زیادہ ایف ایم ریڈیو اسٹیشنوں کی منظوری دی گئی ہے جنہیں نجی کمپنیوں کے ذریعہ قائم کیا جائے گا اور چلایا جائے گا۔حکومت نے ملک کے ٹیلیویژن چینلوں کے اپ لنکنگ پالیسی کو سہل بنایا ہے، کیبل چینلوں پر چوری کی فلموں کو دکھانے سے روکنے اور شراب، تمباکو اور ماں کے دودھ کی متبادل مصنوعات پر پابندی لگانے کے لئے کیبل نٹ ورک قانون میں ترمیم کی گئی

ہے۔اس ترمیم کے تحت کسی بھی کیبل نٹ ورک کو دوردرشن کے کم از کم تین چینل دکھانا بھی لازمی بنایا گیا ہے۔حکومت نے کچھ شرائط کے ساتھ ڈائرکٹ ٹو ہوم (ڈی۔ٹی۔ایچ) خدمات کی منظوری دینے کا بھی فیصلہ کیا ہے۔

الیکٹرانک میڈیا

آکاش وانی

بھارت میں نشریات کی شروعات 1927 میں ممبئی اور کلکتہ کے دونجی ملکیت والے ٹرانس میٹروں سے ہوئی تھی۔حکومت نے ان ٹرانس میٹروں کو 1930 میں اپنے اختیار میں لے لیا اور انڈین براڈکاسٹنگ کے نام سے اسے چلانا شروع کردیا۔1936 میں اسے ''آل انڈیا ریڈیو'' نام دیا گیا اور 1957 میں اسے ''آکاش وانی'' کے نام سے جانا جانے لگا۔آل انڈیا ریڈیو عوام کی معیاری تفریح کرانے کے ساتھ ہی ان تک اہم جانکاری پہنچانے کا بھی موثر ذریعہ ہے۔

نیٹ ورک

حصول آزادی کے وقت ملک میں 6 ریڈیو اسٹیشن تھے۔اس وقت آکاش وانی نٹ ورک میں 313 ٹرانسمیٹر کام کررہے ہیں۔ان میں 142 میڈیم ویو، 55 شارٹ ویو اور 116 ایف۔ایم۔ٹرانسمیٹر ہیں۔اس نیٹ ورک کے ذریعہ ملک کے 90 فیصد علاقے میں کل 98.8 فیصد عوام تک آکاش وانی نشریات پہنچتی ہیں۔

موسیقی

آکاش وانی کے کل نشریاتی اوقات میں سے 40 فیصد اوقات کلاسیکی سگم لوک فلم اور علاقائی زبانوں کی موسیقی کے لئے متعین ہیں۔موسیقی کا قومی پروگرام (ہندستانی اور کرناٹک) ہر ہفتہ اور اتوار کو پیش کیا جانا والا عظمت و برت کا پروگرام ہے یہ پروگرام چار مہانگروں سے لائیو نشر ئے جاتے ہیں۔ہر سال نشر کیا جانے والا آکاش وانی سنگیت سمیلن موسیقی کے سنجیدہ سامعین اور موسیقی کے گرویدہ لوگوں کے کانوں میں رس گھولتا ہے مختلف مقامات پر ہندوستانی اور کرناٹک موسیقی کے 23 مذاکرے منعقد کئے گئے اور ان کی رکارڈنگ ایک ماہ تک نشر کی گئی۔نوجوانوں میں موسیقی کی نئی صلاحیتوں کی تلاش کے لئے آکاش وانی کا مقابلہ موسیقی ہر سال منعقد ہوتا ہے۔یہ مقابلہ مختلف زمروں جیسے کہ کلاسیکی (ہندوستانی اور کرناٹک دونوں) وہلکی موسیقی میں منعقد کیا جاتا ہے سال 1999 کے دوران بھی کیٹگریوں میں چالیس نئے موسیقی فنکاروں کا پتہ لگایا گیا۔

وودھ بھارتی اور تجارتی نشریاتی خدمات

آل انڈیا ریڈیو کی تجارتی نشریات یکم نومبر 1967 کو شروع ہوئی تھی اب 110 پرائمری چینل مراکز، 31 وودھ بھارتی مراکز، 75 مقامی ریڈیو اسٹیشنوں اور 4 ایف۔ایم میٹرو چینلوں سے اشتہار نشر ہوتے ہیں اور نئی دہلی کے نیشنل چینل اور شلانگ کی شمالی مشرقی خدمات پر بھی اشتہار دیئے جانے لگے ہیں۔

وودھ بھارتی خدمات کے ذریعہ 31 اشتہار کے نشریاتی مراکز اور ممبئی، چنئی، دلی اور گوہاٹی کے چار شارٹ ویو ٹرانسمیٹروں سے ہر روز 15 گھنٹے تفریحی پروگرام نشر کئے جاتے ہیں۔آل انڈیا ریڈیو کا پرائمری چینل جوڑ پروگرام چینل کے نام سے مقبول ہے۔پہلے فلمی موسیقی پر مبنی اسپانسر پروگرام پیش کرتا تھا اب سال 2000 سے فلم موسیقی سے الگ دوسرے اسپانسر پروگراموں کو بھی نشر کررہا ہے۔مقامی ریڈیو مراکز کے لگاتار مطالبے پر مقامی ریڈیو مراکز سے ترقیاتی موضوعات پر مبنی اسپانسر پروگراموں کی

نشریات کی بھی منظوری دے دی گئی ہے۔ حال ہی میں مختلف سرکاری محکموں اور نجی پارٹیوں کو آکاش وانی پر کمرشیل اسپاٹ تیار کرنے کی منظوری دی گئی۔ اس سے پہلے صرف ریکارڈنگ کے لئے اسٹوڈیو کے استعمال کی سہولت دستیاب تھی۔ آکاش وانی نے 1999 کے عام انتخاب میں نشریاتی اوقات کے فروخت سے کافی آمدنی حاصل کی۔

آکاش وانی کی ایک اور حصولیابی یہ رہی کہ اس نے اگست 1999 میں IGNOU کے ساتھ مشترکہ صنعت (جوائنٹ وینچر) کے طور پر تعلیمی پروگراموں کو تیار کرنے اور اس کو نشر کرنے کی شروعات کی۔

ڈرامہ

آل انڈیا ریڈیو کے 85 سے بھی زائد مراکز 19 زبانوں میں ''ڈرامے'' نشر کرتے ہیں۔ اعلیٰ ڈراموں کے ساتھ ہی غیر معمولی اور مقبول ناولوں، افسانوں اور اسٹیج ڈراموں کے مطابق بھی نشر کئے جاتے ہیں۔ زیادہ تر مرکزوں سے بے روزگاری، ناخواندگی، ماحولیاتی آلودگی، لڑکیوں کے مسائل جیسے رائج الوقت سماجی و معاشی مسئلوں پر باقاعدگی سے فیملی ڈرامہ سیریل نشر کئے جاتے ہیں۔ ہر مہینے کی چوتھی جمعرات کو ڈراموں کا قومی پروگرام نشر کیا جاتا ہے۔ اور متعلقہ مراکز سے علاقائی زبانوں میں یہ نشریات ساتھ ہی ساتھ کی جاتی ہیں۔ دلی کی مرکزی ڈرامہ اکائی 30 منٹ کے خصوصی ماڈل ڈرامے تیار کرتی ہے۔ جنہیں آکاش وانی کے 33 مراکز چھ مہینے کی ایک کڑی میں نشر کرتے ہیں۔ 19 بڑی زبانوں میں ملک گیر پیمانے پر ڈرامہ لکھنے کے مقابلے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ سبھی انعام یافتہ ڈراموں کا ہندی میں ترجمہ کروایا جاتا ہے اور پھر اسے دیگر مراکز کو مختلف زبانوں میں ترجمے اور پیش کرنے کے لئے بھیج دیا جاتا ہے۔

نیوز سروس ڈویژن

آکاش وانی کا نیوز سروس ڈویژن بھارتی اور غیر ملکی سامعین کے لئے خبروں، تبصروں کی نشریات پیش کرتا ہے۔ بھارت میں خبروں کی نشریات آکاش وانی کے قیام سے کافی پہلے شروع ہوگئی تھی۔ ملک کا پہلا نیوز بلیٹین 23 جولائی 1927 ممبئی مرکز سے ایک نجی کمپنی، انڈین براڈ کاسٹنگ کمپنی کے تحت نشر کیا گیا تھا۔ آکاش وانی کی نیوز ڈویژن 10 سال کے بعد اگست 1937 میں وجود میں آئی۔

40-1939 میں آل انڈیا ریڈیو سے 27 نیوز بلیٹین نشر ہوئی تھیں جب کہ اس وقت روزانہ 314 بلیٹین نشر کی جاتی ہیں۔ ان نشریات کا مجموعی وقت 39 گھنٹے 29 منٹ کا ہے۔ ان میں سے 88 دلی سے خبرنامے گھریلو خدمات میں نشر ہوتے ہیں۔ جن کا نشریاتی وقت 12 گھنٹے 5 منٹ ہے اور 42 علاقائی نیوز یونٹیس روزانہ 137 خبرنامے نشر کرتی ہیں، جن کا کل نشریاتی وقت 18 گھنٹے 1 منٹ ہے۔ غیر ممالک کے لئے آکاش وانی 8 گھنٹے 59 منٹ میں 24 زبانوں (بھارتی و غیر ملکی) میں 65 بلیٹن نشر کرتی ہے نیوز سروس ڈویژن 28 مئی 1995 سے ایم ایم چینل پر خصوصی خبریں نشر کر رہا ہے۔ اب یہ خبریں دن رات نشر ہوتی ہیں آکاش وانی سے فون پر خبریں دینے کی سہولیات 25 فروری 1998 کو شروع کی گئی اس خدمت کے تحت خاص نمبر گھمانے پر ہندی اور انگریزی میں تازہ خاص خبریں سنی جاسکتی ہیں۔ آکاش وانی اب انٹرنیٹ پر بھی آگئی ہے۔

آل انڈیا ریڈیو سے کھیلوں کی خبریں، دھیمی رفتار کی خبریں اور یوتھ بلیٹین جیسے خصوصی بلیٹین بھی نشر ہوتے ہیں۔ روزانہ انگریزی و ہندی میں دہلی سے 2 یوتھ بلیٹین نشر ہوتا ہے۔ آکاش وانی کے کلکتہ مرکز سے بھی 2 یوتھ بلیٹین بنگالی میں نشر ہوتی ہیں۔ اوقات حج کے دوران دہلی سے حاجیوں کی سہولیت کے لئے روزانہ پانچ منٹ کا حج بلیٹین نشر کیا جاتا ہے۔ اخباروں پر تبصرے کا پروگرام بھی روزانہ نشر ہوتا ہے۔ نیوز سروس ڈویژن خبری بلیٹینوں کے علاوہ انگریزی، ہندی اور اردو میں بھی خبروں پر

مختصر کئی پروگرام اور تبصرے نشر کرتا ہے۔ پارلیمان کے اجلاس کے دوران دونوں ایوانوں کی کارروائی پر تبصرے ہندی اور انگریزی میں نشر کیے جاتے ہیں۔اسی طرح علاقائی نیوز اکائیاں بھی اپنی اپنی صوبائی اسمبلیوں کی کارروائی کا جائزہ نشر کرتی ہیں۔

نیوز ریل پروگرام 10 دسمبر 1995 کو انگریزی (ریڈیو نیوز ریل) اور ہندی (سماچار درشن) میں دلی سے شروع ہوا تھا۔ علاقائی نیوز یونٹ سے متعلق علاقائی زبان میں ریڈیو نیوز ریل پروگرام بھی تیار کیا جاتا ہے۔

آل انڈیا ریڈیو کے لئے زیادہ تر خبریں تمام ملک میں پھیلے اس کے نامہ نگاروں سے موصول ہوتی ہیں۔اس کے بھارت میں باقاعدہ 90 نامہ نگار ہیں اور کولمبو، ڈھاکہ، دبئی، ہانگ کانگ، واشنگٹن، کاٹھ مانڈو اور برسلس میں بھی باقاعدہ نامہ نگار رہتے ہیں۔ان کے ساتھ ہی آل انڈیا ریڈیو کے 246 جزوقتی نامہ نگار ہیں جو اہم ضلعوں کے صدر مقام پر مقیم ہیں۔ آکاش وانی اپنی خبروں کو زیادہ جامع بنانے اور ذرائع میں اضافہ کی غرض سے خبر رساں ایجنسیوں۔ یو این آئی، پی ٹی آئی اور ان کی ہندی خدمات وارتا اور بھاشا اور اے این آئی سے بھی خبریں لیتی ہے۔ جنرل نیوز روم اور ہندی خبر پول سے جڑی مونیٹرنگ اکائی (انگریزی و ہندی) بھی خبریں یکجا کرنے کے دیگر ذرائع ہیں۔جو دنیا کی اہم خبر رساں تنظیموں کی بلیٹن سنتی اور درج کرتی ہیں۔

بیرونی خدمات ڈویژن

آکاش وانی کے بیرونی خدمات ڈویژن کا اپنی نشریات کی پہونچ اور دائرہ دونوں اعتبار سے دنیا بھر میں غیر ملکی ریڈیو نیٹ ورکوں میں اعلیٰ مقام حاصل ہے۔اس ڈویژن سے 26 زبانوں میں (16 غیر ملکی اور 10 ہندوستانی) تقریباً 100 ملکوں میں تقریباً 70 گھنٹے 45 منٹ پروگراموں کی نشریات کی جاتی ہے۔پچھلے 6 دہوں سے بھی زیادہ وقت میں، آکاش وانی بھارت کی ایک جدید، مرتعش اور توانائی پذیر قوم کی شبیہہ پیش کرنے والی قابل اعتماد ترجمان کے طور پر نمایاں ہوئی ہے۔

آکاش وانی اپنے بیرونی سامعین کے لئے عربی، بلوچی، برمی، چینی، داری، فرنچ، انڈونیشائی، نیپالی، فارسی، پشتو، روسی، سنہلی، سواہلی، تھائی، تبتی اور انگریزی زبانوں میں پروگرام نشر کرتا ہے۔ بھارتی زبانوں، ہندی، تمل، تیلگو، بنگلہ، گجراتی، پنجابی، سندھی، اردو، سرائیکی اور ملیالم زبانوں میں بھی بیرونی خدمات ڈویژن سے نشریات ہوتی ہیں۔

سال 2000-1999 کے دوران، کانفرنسوں، مذاکرے، سیمینار اور فلم تقاریب سے متعلق پروگراموں اور قومی اور بین الاقوامی اہمیت کے واقعات کو تبصرہ، ریڈیو رپورٹ، انٹرویو وغیرہ کے طور پر بڑے پیمانے پر نشر کیا گیا۔اس کے علاوہ بھارت آنے والے سرکردہ غیر ملکی مہمانوں اور غیر ممالک میں جانے والے بھارتی سرکردہ شخصیات کے سفر سے متعلق نشریات بھی نشر کی گئیں۔ مئی۔ جولائی 1999 کے دوران کارگل میں بھارتی فوجوں کی شاندار فتح کی بڑے پیمانے پر نشریات کی گئیں۔ تبصرات اور پریس آرا دن بدن پیش رفت کا احاطہ کرتے ہوئے پیش کی گئیں جو کہ مورچے پر چل رہی فوجی مہم سے متعلق تھیں۔ پاکستان کے جھوٹے اور بے بنیاد پروپگینڈہ کا جواب دینے کے لئے اردو، سندھی اور پنجابی خدمات سے خاص طور پر مناسب جوابی پروگراموں کی نشریات کی گئی۔

حکومت کے اقتصادی لبرایزیشن (نرم کاری) کی نئی پالیسی کے بڑے پیمانے پر پبلسٹی کے لئے انگریزی اور ہندی خدمات سے مختلف پروجکٹوں اور بھارتی میں سرمایہ کاری کے لئے مواقع کے بارے میں تفصیلی پروگرام پیش کئے گئے۔نومبر 1999 میں خلیج کے علاقوں کے لئے ملیالم میں ایک گھنٹے کا پروگرام شروع کیا گیا۔سارک ملکوں، مغربی ایشیا، خلیج اور جنوب مشرقی علاقوں میں بیرونی خدمات ڈویژن کی نشریات میں رات 9 بجے انگریزی خبریں پہلے کی طرح نشر ہوتی رہی۔ یہ بلیٹن بنیادی طور پر گھریلو خدمات کے لئے ہے۔

بیرونی خدمات، پروگرام تبادلہ اسکیموں کے تحت تقریباً 100 ملکوں اور بیرونی نشریات تنظیموں کو موسیقی، بولے گئے الفاظ اور دیگر پروگراموں کی ریکارڈنگ مہیا کراتا آ رہا ہے۔ امریکا اور کناڈا کے سامعین کی سہولیات کے لئے انگریزی اور ہندی میں انٹرنیٹ کے ذریعہ 12 گھنٹے کا پروگرام نشر کرنے کا پروگرام کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔

نیشنل چینل

اس چینل کا افتتاح 18 نومبر 1988 کو کیا گیا تھا اور یہ نئی دہلی کے جواہر لال نہرو اسٹڈیم میں قائم ہے۔ ہر وقت یہ شبینہ خدمات کے طور پر کام کر رہا ہے اور ملک کے 76 فیصد لوگ اس کی نشریات کے دائرے میں آتے ہیں۔ یہ چینل اطلاع و تفریح کی مدبرانہ نشریات فراہم کرتا ہے۔ چینل کے پروگراموں کا خاکہ تیار کرتے وقت اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ اس میں بھارتی عوام کی تہذیبی رنگارنگی اور قومی آداب رسوم شامل ہوں۔ رات بھر نیشنل چینل سے ہر گھنٹے باری باری سے ہندی و انگریزی میں خبریں نشر کی جاتی ہیں۔ جب پارلیمان کا اجلاس چل رہا ہوتا ہے۔

نیشنل چینل سامعین کے لئے وقفہ سوالات کی ریکارڈنگ نشر کرتا ہے۔ رمضان کے مبارک مہینے میں ایک خصوصی پروگرام ''سحر گاہی'' علی الصبح نشر کیا جاتا ہے۔ پورے ملک میں اس کی رسائی ہونے کی وجہ سے اس چینل سے اعلیٰ ذہنی وفنی صلاحیتوں کے مالک اشخاص منسلک رہتے ہیں۔ اس چینل کے پروگراموں کو اسطرح تیار کیا جاتا ہے۔ کہ ان میں پورے ملک کی ثقافتی سرگرمیوں اور اخلاقی اقدار کی نمائندگی ہو سکے۔

اس چینل سے حال ہی میں جو نئے پروگرام شامل کئے گئے ہیں۔ وہ ہیں: (ا) چھوٹی کہانیوں کی ڈرامہ شکل۔ اس پروگرام میں ہر پندرہویں علاقائی زبانوں کی کہانیوں کو ڈرامہ شکل نشر کی جاتی ہے۔ (ب) بستی بستی نگر نگر۔ ہر پندرہویں نشر ہونے والے اس پروگرام میں ملک بھر کے سیاحتی مقامات سے متعلق معلومات دی جاتی ہے۔ (د) ہیلو ڈاکٹر۔ اس ماہانہ پروگرام صحت او رامراض کے علاج سے متعلق ماہر ڈاکٹر سامعین کے سوالوں کو ٹیلیفون پر جواب دیتے ہیں اور (ہ) سرحد۔ کارگل جنگ کے وقت سے شروع کئے گئے اس پروگرام میں مسلح افواج کے جوانوں سے ملنے اور انہیں دیئے جانے والے پیغامات نشر کئے گئے۔

مرکزی مانیٹرنگ سروس

مرکزی مانیٹرنگ سروس (CMS) اہم بیرونی ریڈیو اور ٹیلی ویژن نیٹ ورک کی خبروں اور خبروں پر مبنی نشریات کو مانیٹر کرتی ہے۔ یہ آکاش وانی اور دوردرشن کو تازہ خبریں بھی دیتی ہے اس وقت ایک غیر ملکی زبان سمیت 7 زبانوں میں اوسطاً 8 ریڈیو اور 4 ڈیلی ویژن نیٹ ورکوں سے اوسطاً 36 نشریات اور 31 ٹیلی کاسٹ مانیٹر کئے گئے مواد کے بارے میں روزانہ اپنی رپورٹ نکالتا ہے۔ اس رپورٹ کے علاوہ ہر ہفتے دو ہفتہ واری رپورٹ بھی نکالی جاتی ہے۔ جن میں سے ایک میں ہفتہ وار تجزیاتی رپورٹ ہوتی ہے جس میں ہفتے کی اہم خبروں کا جائزہ ہوتا ہے اور دوسری میں ہفتہ وار خصوصی رپورٹ ہوتی ہے۔ جو کشمیر مسئلے پر پاکستان کے الکٹرانک میڈیا سے ہونے والے ہند مخالف پروپیگنڈا پر مبنی ہوتی ہے۔ سی۔ ایم۔ ایس کی دو علاقائی اکائیاں جموں اور کلکتہ میں ہیں۔

نقل اور پروگرام مبادلہ سروس

اس میں محافظ آواز نقل اکائی، پروگرام مبادلہ اکائی، غیر ملکی پروگرام اکائی اور سیٹلائٹ نشریاتی اکائیاں آتی ہیں۔ اے۔ آئی۔ آر محافظ خانے میں مختلف قسم کے تقریباً 48,000 ٹیپ محفوظ ہیں جن میں ہندوستان اور کرناٹک دونوں طرز کے نغمے

اور موسیقی، لائٹ، لوک، قبائلی اور حب وطن کے مختلف علاقوں اور مطربانہ موسیقی شامل ہیں۔ ان کے علاوہ مہاتما گاندھی، رویندر ناتھ ٹیگور، خان عبدالغفار خاں، سبھاش چندر بوس، سردار ولبھ بھائی پٹیل، ڈاکٹر بی۔ آر امبیڈکر پنڈت جواہر لال نہرو، سروجنی نائیڈو، ارونا آصف علی اور دیگر کئی معزز شخصیات کی آواز کی ریکارڈنگ بھی محافظ خانے میں موجود ہے۔ محافظ خانہ بھی صدر مملکت وزیر اعظم کی تقریروں کے ٹیپ بھی محفوظ رکھتا ہے۔

محفوظ خانے کی ریکارڈنگ کو اب کامپکٹ ڈسکس میں بدلا جا رہا ہے جو موجودہ ٹیپوں کی جگہ لے لیں گے اب صدائی ضبوق اور موسیقی کے 393 سی ڈی تیار کئے جا چکے ہیں اس سال محفوظ خانے نے رویندر ناتھ ٹیگور کی آواز کی صدا بندی اور سیتہ جیت رے کی تیار کردہ ڈاکومینٹری کی سی ڈی رکیسیٹ تیار کرنے میں معاونت کی آکاش وانی اور وشو بھارتی کے ذریعہ ٹیگور پر تیار مونو گراف کے ساتھ اسے وزیر اعظم نے کولکاتا میں جاری کیا۔ محافظ خانے سے متعلق سبھی تفصیلات کمپیوٹر میں ڈال دئے گئے ہیں۔ محافظ خانے کے ٹیپ ذخیرہ میں 602 اور ٹیپ شامل کئے گئے جن میں دیویندر ستیارتھی، پنڈت یشونت بھوا جوشی اور امرت راؤ شندے کی ریڈیائی خود نوشت شامل ہے۔

مبادلہ سروس پروگرام یونٹ آکاش وانی کے مراکز کے ساتھ ان کی ضرورتوں کے مطابق اچھے اور با مقصد پروگراموں کو تیار کرتی ہے موسیقی اور صدا بندی کے پروگراموں کے تقریباً 8,200 ٹیپ محفوظ رکھے گئے ہیں ان میں رام چرت مانس گان آکاش وانی سالانہ انعامی پروگراموں میں انعام حاصل کرنے والے پروگرام اور بنگلہ، انگریزی، گجراتی، کنٹر، ملیالم، مراٹھی، اڑیا، سنسکرت، تامل اور تیلگو زبان کے اسباق شامل ہیں۔

نقل اور پروگرام مبادلہ سروس ایک دو ماہی بلیٹن 'ونیمیہ' شائع کرتی ہے اس میں آکاش وانی کے مختلف مراکز کو تقسیم کے لئے مہیا غیر ملکی پروگرموں کی تفصیل، کرناٹک و ہندوستانی سنگیت (گائن، وادیہ) اور دوسری موسیقیوں کے پروگرام یعنی وادیہ سنگیت، اسٹیج گیت، لوک وقبائلی سنگیت اور بولنے والے پروگرام جیسے روپک ناٹک، مذاکرہ، اوپیرا اور انٹرویو وغیرہ رہتا ہے۔ یہ خدمات مختلف مراکز کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے ہمارے سٹیلائٹ ٹرانسمیشن کے بارے میں روزانہ اطلاع فراہم کرتی ہے۔

نقل یونٹ آکاش وانی کے مراکز او رنیوز سروس ڈویژن سے ملک کے مختلف حصوں میں اور غیر ممالک میں صدر اور وزیر اعظم کے ذریعہ کی گئی سبھی تقاریر حاصل کرتی ہے۔ یونٹ نے اپریل 1999 سے مارچ 2000 کے دوران دئے گئے ایسے 194 تقاریر حاصل کیں۔

مرکزی ٹیپ بینک آکاش وانی مراکز کے اچھے پروگراموں کے مبادلے کی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے اس وقت اس بنک کے 76,000 ٹیپ (صدائی فیتے) 194 آکاش وانی مراکز میں گردش کر رہے ہیں۔

غیر ملکی پروگرام اکائی آکاش وانی کے لئے مختلف ممالک سے عمدہ پروگراموں کے مواد حاصل کرتا ہے۔ 1999 کے دوران اس اکائی میں سارک سکریٹرٹ، فرانس، جرمنی، بلغاریہ، ورلڈ ریڈیو فار اینوائرمنٹ، برطانیہ، سویڈن، آسٹریلیا اور امریکا سے 357 پروگرام موصول ہوئے۔ یہ پروگرام ان سیٹ-2 سی اور انسیٹ-2 سی 3 کے ذریعہ دکھائے گئے اور آڈیو میگنیٹک ٹیپ میں مرکزوں میں بھیجے گئے۔

T&PES میں انسیٹ-1 ڈی کے آر۔این چینلوں اور ان سیٹ-A2 کے آر۔این چینلوں سے سٹیلائٹ کے نشریات کا اہتمام ہے ان چینلوں کے ذریعہ آکاش وانی کے مختلف مراکز میں استعمال کے لئے کل 500 پروگرام بھیجے گئے۔

زراعت اور گھریلو پروگرام

آکاش وانی کے مختلف اسٹیشنوں پر زراعت وگھریلو اکائیاں کام کررہی ہیں ہر ایک اکائی روزانہ 100-60 منٹ کے زراعتی وگھریلو پروگرام نشر کرتی ہے۔ ان نشریات میں دیہی عورتوں و بچوں کے پروگرام بھی شامل ہوتے ہیں موصول کرانے کے علاوہ نشریات کا زور اناج، تلہن، دال، سبزی، پھل وغیرہ کی پیداوار بڑھانے کے طریقوں کا پھیلاؤ، تعلیم بالغاں پروگرام اور دیہی ترقی میں پنچایتوں کے تعاون کے موضوع پر رہتا ہے پروگراموں میں سرکار کے ذریعہ دیہات کی فلاح کے لئے چلائے جارہے مربوط دیہی ترقیاتی پروگرام زور دیا جاتا ہے۔ کئی مراکز کے ذریعہ یونیسیف (UNICEF) اور ریاستی حکومتوں کے تعاون سے ماں اور بچے کی دیکھ بھال کے پروگراموں کا سلسلہ نشر کیا جارہا ہے۔ ماحولیاتی تحفظ پروگراموں کو بھی ان نشریات میں کافی اہمیت دی جاتی ہے جس کا مقصد ماحولیاتی توازن بنائے رکھنا ہے۔

خاندانی بہبود پروگرام

آکاش وانی مرکزوں پر ہر مہینے ملک کی سبھی اہم زبانوں ربولیوں میں خاندانی بہبود پر 12,375 سے زائد پروگرام نشر کئے جاتے ہیں۔ خاندانی بہبود پروگرام کے تحت ایڈس، دق، ڈینگو، جنسی تعلق سے پھیلنے والی بیماریاں، پانی سے پیدا ہونے والے امراض ملیریا ختم کرنے والے پروگرام، تحفظ اطفال اور ماؤں کے تحفظ کے پروگرام، عورتوں مردوں کی نس بندی وغیرہ کے بارے میں قومی اہمیت کے پروگرام نشر کئے جاتے ہیں۔ کامیابی کی کہانیاں بھی باقاعدگی سے نشر کی جاتی ہیں۔

کھیل کود

اپریل۔ دسمبر۔ 2000-1999 کے دوران آل ریڈیو نے ملک وبیرون ملک میں منعقدہ بین الاقوامی کھیل مقابلوں کو موثر ڈھنگ سے پیش کیا جن اہم بین الاقوامی مقابلوں کو کور کیا گیا وہ تھے: سڈنی اولمپک، برطانیہ میں عالمی کپ کرکٹ مقابلہ، بھارت میں تکونی سیریز، ڈھاکا میں ایشیا کپ کرکٹ، لندن میں ومبلڈن ٹینس چمپئن شپ، دہلی میں اے۔ ٹی۔ ایف۔ ایشیا کپ ٹینس چمپئن شپ، دلی میں ایشیا۔ اوسینیا ڈیوس کپ ٹینس مقابلہ، کٹھمنڈو میں آٹھویں جنوبی ایشیا فیڈریشن کھیل مقابلہ، دلی میں راجہ بھلندر سنگھ بین الاقوامی ایتھلیٹک مقابلہ، دلی میں 13 واں ایشیا پیسفک تیراکی اور غوطہ خوری مقابلہ، کلکتہ میں پری اولمپک فٹ بال میچ، دلی میں چوتھا ایشیا کپ ہاکی (خواتین) مقابلہ، بھارت میں پہلے سیف موسم سرما کھیل، بھارت میں ایشیا سیٹ لائٹ بین الاقوامی بیڈمنٹن ٹورنامنٹ وغیرہ۔ آکاش وانی اپنے پروگراموں میں کبڈی، کھوکھو جیسے روایتی کھیلوں کی بھی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

سالانہ آکاش وانی اعزاز

ہر سال مختلف موضوعات اور علاقہ جاتی غیر معمولی نشریات کے لئے آکاش وانی سالانہ اعزاز عطا کئے جاتے ہیں۔ قومی ایکتا کے لئے ''لساکول انعام'' اور خبروں کی رپورٹنگ میں عمدہ کارکردگی کے لئے ''سال کا مراسلہ نگار'' اعزاز بھی دیا جاتا ہے۔ خاص موضوعات پر بنی ڈاکیومنٹری فلم کے لئے خصوصی انعام دیا جاتا ہے۔ اس سال کا موضوع ہے نئی صدی میں بھارت۔ مختلف علاقائی مراکز پر بچوں کے لئے منعقد کئے جانے والے مقابلوں کی بنیاد پر بہترین گانے والے گروپ کے لئے قومی سطح پر (سینئر اور جونیئر) انعامات عطا کئے جاتے ہیں۔ 1995 سے سامعہ تحقیق رسروے رپورٹ کے لئے بھی انعام شروع کیا گیا ہے۔ آل انڈیا ریڈیو اپنے عمدہ تجارتی نشریاتی مرکز کو بھی اعزاز دیتا ہے۔ اور تکنیکی عمدگی، مختلف علاقوں میں بہترین قیام اور رکھ رکھاؤ والے مرکز کو بھی اعزاز عطا کئے جاتے ہیں۔

دوردرشن

پبلک سروس نشریات کے لئے مخصوص دوردرشن بھارت کی قومی نشریاتی خدمات، دنیا کی سب سے بڑی ارضی نشریات میں سے ایک ہے۔اس وقت دوردرشن کا سب سے بڑا چینل DD-1 چینل مختلف استطاعت والے 1042 ارضی ٹرانسمیٹروں کے نیٹ ورک کے ذریعے 87 فیصد سے زائد آبادی تک اپنے پروگرام پہنچاتا ہے۔65 دیگر ٹرانسمیٹر دوسرے چینلوں کو ارضی تعاون دیتے ہیں۔دوردرشن بڑی تعداد میں ہندوستانی قومی سٹیلائٹ کے ٹرانس پونڈروں کا استعمال کرتا ہے۔دوردرشن نے ملک کے 49 شہروں میں پروگرام بنانے کی خدمات قائم کی ہیں دوردرشن نے مالی سال 2000-1999 کے دوران تجارتی اشتہاروں سے تقریباً 6 ارب روپے کمائے۔

ابتدائی سال

پہلی نشریات 15 ستمبر 1959 کو آکاش وانی بھون نئی دہلی میں نصب ایک کام چلاؤ اسٹوڈیو سے کی گئی۔500 واٹ پاور ٹرانس میٹر دہلی سے 25 کلومیٹر کی دوری تک پروگرام نشر کرسکتا تھا۔1965 سے ایک نیوز بلیٹن کے ساتھ باقاعدگی سے روزانہ ایک گھنٹے کی نشریات شروع ہوئیں۔ٹیلی ویژن نشریات بمبئی میں 1972 میں شروع ہوئیں۔1975 تک ان دو شہروں کے علاوہ دیگر دو شہروں کلکتہ اور چنئی کے ساتھ ساتھ سری نگر، امرت سر اور لکھنؤ میں بھی ٹیلی ویژن مراکز قائم کئے جا چکے تھے۔

'سائٹ' (SITE)

بھارت میں سٹیلائٹ ٹکنالوجی سے متعلق پہلا تجربہ تھا 'سٹیلائٹ انسٹرکشنل ٹیلی ویژن اکس پیری منٹ'' جو 76-1975 میں کیا گیا تھا۔اتفاق سے سماجی تعلیم کے لئے اس طرح کی جدید ٹکنالوجی استعمال کرنے کی دنیا میں یہ پہلی کوشش تھی۔سال 1982 میں دہلی اور دیگر ٹرانس میٹروں کے بیچ سٹیلائٹ کے ذریعے منظم رابطے کے ساتھ قومی نشریات شروع ہوئیں اور دوردرشن نے رنگین نشریات شروع کیں۔اس ترقی کا اہم محرک اس سال دہلی میں منعقد ایشیائی کھیل تھے۔

1992 کے بعد سے ٹیلی ویژن سہولتوں کی تیزی سے توسیع ہوئی ہے۔کچھ وقت تو ایسا بھی رہا ہے کہ جب کہ ملک میں روزانہ کہیں نہ کہیں نیا ٹرانس میٹر لگایا جاتا تھا۔1990-1981 کی دہائی میں ٹرانس میٹروں کی تعداد 19 سے بڑھ کر 519 ہوگئی۔

تین سطحی خدمت

دوردرشن میں تین سطحوں والی بنیادی پروگرام خدمات ہیں۔قومی، ریاستی اور مقامی۔قومی پروگرام میں ان واقعات اور معاملوں پر زور دیا جاتا ہے جن میں سارے ملک کی دلچسپی ہوتی ہے۔اوران میں خبروں، حالات حاضرہ، ثقافتی رسالوں، سائنس سیریلس، موسیقی، رقص، ڈرامہ اور فیچر فلموں کو شامل کیا جاتا ہے۔علاقائی پروگرام ریاستی دارالحکومت سے نشر ہوتے ہیں اور متعلقہ ریاست میں لگے سبھی ٹرانسمیٹروں سے ریلے کئے جاتے ہیں۔علاقائی پروگرام بھی قومی پروگراموں کی ہی طرح ہوتے ہیں لیکن ان کی زبان اور محاورے اس علاقے سے مخصوص ہوتے ہیں۔مقامی پروگرام کسی خاص مقام سے منسلک ہوتے ہیں اوران میں مقامی موضوعات اور مقامی لوگوں کو شامل کیا جاتا ہے۔

اطلاعاتی پروگرام

قومی نشریات میں ہندی اور انگریزی میں نیوز بلیٹن طے اوقات میں باری باری نشر کئے جاتے ہیں۔سبھی اہم مراکز شام کو

اپنی اپنی زبانوں میں علاقائی خبریں شائع کرتے ہیں۔ کچھ ''کیندروں'' کے ذریعے علاقائی خبریں اردو میں بھی نشر کی جاتی ہیں۔ دوردرشن حالات حاضرہ پر بہت سے پروگرام نشر کرتا ہے۔ جن میں اہم موضوعات پر گہرائی سے بحث کر کے مختلف آرا کو اجاگر کیا جاتا ہے۔ اطلاعاتی پروگراموں میں زراعت، دیہی ترقی، صحت، خاندانی بہبود، صارفین کے حقوق، ماحولیات وغیرہ موضوعات کو شامل کیا جاتا ہے۔ دوردرشن ایسے پر پروگرام بھی نشر کئے جاتے ہیں۔ جو خاص طور سے عورتوں، بچوں اور نوجوانوں کے لئے ہوتے ہیں۔

دوردرشن اپنے ناظرین کے لے اہم قومی اور بین الاقوامی کھیلوں کو سیدھے نشر کرتا ہے۔ کھیلوں سے متعلق واقعات کی ریکارڈنگ اور کھیلوں کی دنیا میں مایہ ناز کھلاڑیوں کے انٹرویو اور کھیلوں کی تعلیم سمیت کھیلوں کے دیگر کئی پروگرام دوردرشن پر نشر کئے جاتے ہیں۔ دوردرشن کا ایک علیحدہ کھیل چینل بھی ہے سڈنی اولمپک 2000 کی نشریات کے لئے دوردرشن نے بڑے پیمانے پر انتظامات کئے تھے۔

تعلیمی ٹی وی

تعلیمی پروگرام مختلف سطحوں پر ہوتے ہیں۔ اس میں کم پڑھے لکھے لوگوں کے لئے ابتدائی تعلیم صحت سے لے کر یونیورسٹی کے طلبہ کے لئے اعلیٰ تعلیم تک کے پروگرام شامل ہیں۔

بھارت میں پہلی اسکول ٹیلی ویژن خدمت 1961 میں دہلی میں دہلی بلدیاتی ادارے کے ذریعے چلائے جارہے اداروں کے لئے شروع کی گئی تھی۔ آج کل باقاعدہ اسکول ٹیلی ویژن پروگرام متعدد علاقائی ٹی وی اسٹیشنوں کے مراکز کے ذریعے بنائے اور نشر کئے جاتے ہیں۔ تعلیمی ٹی وی۔ پروگرام کئی ریاستوں کے ذریعے بھی الگ الگ زبانوں میں نشر کئے جاتے ہیں۔ جن میں رسمی اور غیر رسمی دونوں طرح کی تعلیم شامل ہوتی ہے۔ یہ پروگرام دہلی میں قائم مرکزی تعلیم تکنیکی ادارہ اور مختلف صوبوں میں قائم صوبائی تعلیم تکنیکی اداروں کے ذریعے تیار کئے جاتے ہیں۔

چھوٹے گاؤں اور قصبوں کے طلبہ کی پہنچ میں تعلیم کا درجہ بہتر بنائے رکھنے کے لئے یونیورسٹی گرانٹس کمیشن قومی نیٹ ورک پر اپنی نشریات کے ذریعے پورے ملک میں کلاس روم چلاتا ہے۔ اس کے علاوہ قومی نیٹ ورک پر اندرا گاندھی نیشنل اوپن یونیورسٹی کے طلبہ کے لئے بھی نصاب کی بنیاد پر پروگرام نشر کئے جاتے ہیں۔

26 جنوری 2000 کو ''گیان درشن'' کے نام سے ایک خاص تعلیمی چینل شروع کیا گیا یہ سٹیلائیٹ چینل وزارت برائے فروغ انسانی وسائل کے تعاون سے اندرا گاندھی نیشنل اوپن یونیورسٹی کے ذریعہ چلایا جاتا ہے۔

تفریح

تفریحی پروگراموں میں موسیقی، رقص، ڈرامہ اور سیریلس کی نشریات شامل ہیں۔ قومی نیٹ ورک اور علاقائی مراکز سے فیچر فلموں اور ان کے سین پر مبنی پروگراموں کو بھی نشر کیا جاتا ہے۔

میٹرو چینل

1984 میں دہلی میں ایک دوسرے چینل کی نشریات شروع ہوئیں۔ جس کا مقصد بڑے شہروں کے مختلف طبقوں کو پروگرام دیکھنے کا ایک دیگر متبادل فراہم کرنا تھا۔ بعد میں یہ سہولیت ممبئی، کلکتہ اور چنئی کے شائقین کو بھی مہیا کرائی گئیں۔ 1993 میں قائم

ان چاروں زمینی ٹرانسمیٹروں کو سیٹلائٹ سے جوڑا گیا، تاکہ شہری ناظرین کو تفریح کے مزید پروگرام دکھائے جاسکیں۔ ڈی۔ ڈی۔2 میٹرو منورنجن چینل کی یہ خدمات 62 شہروں میں دستیاب ہیں۔ ملک کے دیگر علاقوں میں ڈش اینٹینا کے ذریعے اس چینل کے پروگرام دیکھے جاسکتے ہیں۔ میٹرو چینل شہری علاقوں کے نوجوان شائقین کے لئے ہے۔

علاقائی زبانوں کی چینل

ملک کی اہم علاقائی زبانوں میں مزید پروگرام فراہم کرانے کے لئے دوردرشن نے 11 علاقائی زبانوں کے سیٹلائٹ چینل شروع کئے ہیں۔ یہ زبانیں پانچ کروڑ سے زائد لوگ بولتے ہیں۔ ان چینلوں پر جدید پروگرام دکھائے جاتے ہیں۔ ان میں متعلقہ ریاستوں میں ارضی ٹرانسمیٹروں کے ذریعے فراہم علاقائی خدمات کے پروگرام اور ڈش اینٹینا کے ذریعے دیکھے جاسکنے والے پروگرام شامل ہیں۔ چونکہ اب انسیٹ سیٹلائٹ کے تعاون سے تمام ملک میں پروگرام دیکھے جاسکتے ہیں۔ اس لئے علاقائی زبانوں کے پروگرام اب ملک کے تمام لوگوں کے لئے آسانی سے مہیا ہیں، خواہ وہ کہیں بھی رہتے ہوں۔

دوردرشن کے دو دیگر چینل بھی ہیں ایک۔ ڈی ڈی نیوز جس پر 24 گھنٹے خبریں اور خبروں پر مبنی پروگراموں کی نشریات ہوتی ہیں اور دوسرا ڈی۔ ڈی۔ اسپورٹ جو کھیل پروگراموں کو ملک بھر نشر کرنے والا واحد چینل ہے

بین الاقوامی چینل

بین الاقوامی چینل، دوردرشن انڈیا، 1995 سے کام کررہا ہے اور پی۔ اے۔ ایس 4 کے ذریعے اس کی نشریات ایشیا، افریقہ اور یوروپ کے 50 ممالک کو پہنچ رہی ہیں۔ جب کہ امریکہ اور کناڈا کے لئے اس کی نشریات پی۔ اے۔ ایس۔ 1 اور پی اے ایس 4 سے کی جارہی ہیں۔ ہر وقت روزانہ 24 گھنٹے اس کے پروگراموں کو نشر کیا جارہا ہے۔

تحقیق ناظرین

پیشے اور محققین کاروں کے ذریعے کئے گئے دوردرشن کی ناظرین تحقیق، اکائی، نشریات کے مختلف پہلوؤں کا مطالعہ کرتی ہے۔ ایک ایسا طریقہ بھی ایجاد کیا گیا ہے۔ جس کے ذریعے ہر ہفتے پروگراموں کے درجے متعین کئے جاتے ہیں۔ ناظرین تحقیق اکائی ناظرین سے موصول جانکاری پر نظر رکھتی ہے اور قومی و علاقائی سطح پر ڈیٹا بنک رکھتی ہے۔

ناظرین

حال کے سالوں میں دوردرشن کے ناظرین کی تعداد میں کافی اضافہ ہوا ہے اور اس وقت تقریباً 7 کروڑ 50 لاکھ گھروں میں ٹی وی سیٹ ہیں۔ اس کا مطلب ہے 40 کروڑ تیس لاکھ لوگ اپنے گھروں میں دوردرشن کے پروگرام دیکھتے ہیں مرکز اور ریاستی حکومتوں کے ذریعے مختلف منصوبوں کے تحت کمیونٹی ٹی وی سیٹ لگائے گئے ہیں۔

دیہی علاقوں میں زیادہ تر ذاتی ٹی وی سیٹوں کو کمیونٹی سیٹ کی شکل میں بھی استعمال کیا جارہا ہے۔ کیونکہ جن گھروں میں ٹی وی نہیں ہے وہ دوسروں کے گھروں میں جاکر دیکھتے ہیں۔ اس طرح کل دیکھنے والوں کی تعداد تقریباً 50 کروڑ سے زاید ہوجاتی ہے۔ آبادی کے ایک طبقے کو پچھلے چار سالوں سے وہ پروگرام بھی دیکھنے کو مل رہے ہیں۔ جو ملک کے باہر کام کررہے تجارتی چینلوں کے ذریعے موصول کرائے جارہے ہیں لیکن دوردرشن کے شائقین کی تعداد شہری علاقوں میں 50 فی صد سے زائد اور دیہی علاقوں میں 90 فیصد سے زائد قائم ہے۔

پرسار بھارتی

آکاش وانی اور دوردرشن، وزارت اطلاعات ونشریات کے ماتحت محکموں کے طور پر کام کررہے تھے اور لگاتار مانگ اٹھ رہی تھی کہ ان ابلاغی ذرائع کو حکومت کے اختیار سے آزاد کیا جائے ساتھ ہی انہیں خود مختاری کا درجہ دیا جائے۔ پارلیمان نے کافی پہلے 1990 میں ان ذرائع کو خود مختاری عطا کرنے کا ایکٹ پاس کردیا تھا لیکن تب اس ایکٹ کو نوٹی فائڈ نہیں کیا گیا۔ پرسار بھارتی بھارت کی خود مختار نشریاتی کونسل کے طور پر 23 نومبر 1997 کو تب وجود میں آیا جب حکومت نے اس ایکٹ کو نوٹی فائیڈ کرنے کا فیصلہ کیا۔ پرسار بھارتی کا کام کاج ایک بورڈ دیکھتا ہے۔ جس میں ایک صدر، ایک انتظامی ممبر اور کئی جز وقتی، کامل وقتی ایکس آفیسیو اور منتخب ممبر ہوں گے بورڈ میں حکومت ہند کا ایک نمائندہ بھی ہوگا۔

پریس اور پرنٹ میڈیا

بھارت کے اخباروں کے رجسٹرار

پریس، کتابیں ایکٹ 1867 اور اس کے تحت بنائے گئے ضابطوں کے مطابق پریس رجسٹرار کے ذریعہ جاری سال 1999 کی رپورٹ کے مطابق بھارت میں شائع اخبارات ورسائل کی تعداد 46,655 تھی جو کہ سال 1998 کی تعداد 43,828 کے مقابلے 6.47 فی صد زیادہ ہے۔ مارچ 1999 میں 5,157 روزنامے، 337 ہفتے میں دو یا تین بار شائع ہونے والے 16,872 ہفتہ وار، 6,240 پندرہ روز، 12,796 ماہانہ، 3,273 سہ ماہی، 1,564 دو ماہی و ششماہی اشاعتیں 416 سالانہ اخبارات و رسائل شائع ہوئے تھے۔ سال کے دوران 101 زبانوں اور بولیوں میں اخبارات شائع ہورہے تھے۔ ہندی میں سب سے زیادہ 18,903 اخبارات شائع ہوئے۔ انگریزی میں 6,830 اور اردو میں 2,803 اخبارات شائع ہوئے۔ کشمیری کو چھوڑ کر سبھی اہم زبانوں میں اخبارات شائع ہوئے۔ بھارتی اخباروں کے رجسٹرار، جن کو عام طور پر پریس رجسٹرار کے نام سے جانا جاتا ہے۔ کو ہر سال 30 ستمبر سے پہلے حکومت کو سالانہ رپورٹ دینی ہوتی ہے

اخبارات جو تمام ریاستوں/مرکزی علاقوں سے شائع ہوئے تھے۔ 8,415 اخباروں کے ساتھ اتر پردیش بھارت میں سب سے زیادہ اخبارات شائع کرنے والے صوبے کے پروقار مقام پر بنا رہا ہے۔ روزناموں کے معاملے میں بھی اتر پردیش 844 روزناموں کے ساتھ اعلی مقام پر قائم رہا۔ ممبئی سے 1822 سے شائع ہونے والا گجراتی روزنامہ "بامبے ساچار" ابھی تک شائع ہونے والا سب سے پرانا اخبار ہے۔

1999 میں بھارت میں شائع ہونے والے اخبارات کی کل قارئین کی تعداد 13,00,87,493 تھی جو کہ 1998 کے مقابلے 2.55 فیصد زیادہ ہے۔ کلکتہ سے شائع ہونے والا بنگلہ روزنامہ آنند بازار پتریکا 6,74,481 کا یہاں شائع کرکے ایک مقام سے شائع ہونے والا سب سے بڑی اشاعت کا اخبار تھا۔ ممبئی سے شائع ہونے والے انگریزی روزنامہ ٹائمز آف انڈیا 6,32,978 کاپیوں کے ساتھ تیسرے مقام پر اور نئی دہلی سے انگریزی کا ہی ہندوستان ٹائمز 6,40,752 کاپیوں کے ساتھ دوسرے مقام پر تھا۔ 7 ایڈیشنوں والے انگریزی روزنامہ ٹائمز آف انڈیا کا مقام 16,95,945 قارئین تعداد کے ساتھ 1998 میں کثیر ایڈیشنوں والے اخبارات میں پہلا مقام تھا۔ 8 ایڈیشنوں والے ملیالم ملیالا منورما کی مجموعی قارئین کی تعداد 11,32,813 تھی اور دوسرا مقام تھا۔ ہندی روزنامہ "دینک جاگرن" (12 ایڈیشن 11,22,540 کاپیوں کے ساتھ تیسرے نمبر پر رہا)۔

پیریاڈیکل میگزینوں میں کوٹیم سے شائع ہونے والے ہفتہ وار ملیالہ منورما کی تعداد سب سے زیادہ 11,60,616 تھی۔

سرکس سلیل دلی سے شائع ہونے والا پندرہ روزہ 10,87,807 کی تعداد کے ساتھ دوسرے مقام پر تھا۔

جدول 11.1: 1999 میں اخباروں کی تعداد

(زبان اور موقت اشاعت)

زبانیں	روزانہ	سہ روزہ	ہفت روزہ	پندرہ روزہ	ماہنامہ	سہ ماہی	ششماہی	سالانہ	کل
انگریزی	371	30	881	671	2,734	1,210	771	162	6,830
ہندی	2,305	125	9,608	2,878	3,180	589	185	33	18,903
آسامی	15	3	75	38	59	12	10	1	213
بنگالی	99	14	594	494	681	458	169	17	2,526
گجراتی	118	11	776	182	492	58	47	14	1,698
کنڑ	314	6	354	231	589	44	19	4	1,561
کشمیری	0	0	1	0	0	0	0	0	1
کوکنی	1	0	3	1	1	0	0	0	6
ملیالم	213	6	174	156	732	57	27	8	1,373
منی پوری	14	0	6	5	10	6	3	0	44
مراٹھی	346	20	1108	189	504	110	41	113	2,431
نیپالی	3	2	20	6	8	16	5	0	60
اڑیا	71	2	142	83	267	88	23	4	680
پنجابی	107	15	350	89	237	32	18	1	849
سنسکرت	3	0	8	4	16	15	6	0	52
سندھی	11	0	38	11	35	8	2	0	105
تمل	352	43	393	227	786	32	22	8	1,863
تیلگو	151	3	245	187	480	26	12	2	1,106
اردو	519	20	1,317	361	501	60	17	3	2,803
دو زبانوں میں	73	19	593	334	1,148	336	142	34	2,679
کئی زبانوں میں	17	4	103	63	208	67	34	12	508
دیگر	54	14	83	30	123	49	11	0	364

مجموعی	5,157	337	16,872	6,240	12,796	3,273	1,564	416	46,655

پریس انفارمیشن بیورو

پریس انفارمیشن بیورو (PIB) سرکار اور اخباروں والکٹرانک میڈیا کے بیچ اشاعت کا کام کرنے والی نوڈل ایجنسی ہے۔ جو ان کے بیچ رابطے کا کام کرتی ہے اور حکومت کی پالیسیوں، پروگرام، اقدام اور سرگرمیوں کی جانکاری دیتی ہے۔ سرکار اور میڈیا کے درمیان کام کرتے ہوئے پریس انفارمیشن بیورو سرکار کو عوام کے ردعمل کو جیسا کہ میڈیا سے پتہ چلتا ہے، حکومت کو فیڈ بیک (بازرسی) فراہم کرنے کا کام بھی کرتی ہے۔ آٹھ علاقائی دفاتر اور 32 برانچ دفاتر واطلاعی مراکز کے ذریعے، PIB مختلف ذرائع اشاعت جیسے پریس ریلیز، پریس نوٹس فیچر مضامین، تمہیدی مواد، پریس بریفنگ، انٹرویو، پریس کانفرنسوں اور دوروں وغیرہ سے اطلاع کی اشاعت کرتی ہے۔ یہ مواد ہندی، اردو، انگریزی اور 13 علاقائی زبانوں میں 7,000 سے زاید اخباروں اور میڈیا تنظیموں تک پہنچائے جاتے ہیں۔

اس ادارے کے افسران دہلی میں اپنے صدر دفتر کے ساتھ مختلف وزارتوں اور محکموں سے منسلک ہیں۔ تاکہ وہ میڈیا تنظیموں کو اطلاع میں کرنے میں ان کی مدد کر سکیں۔ یہ حکومت کو میڈیا میں عوام کے ذریعے ظاہر کئے گئے۔ خیالوں سے واقف کراتے ہیں۔ خصوصی خدمات کی شکل میں پی آئی بی کا فیڈ بیک سیل قومی اور علاقائی روزناموں اور رسالوں سے لی گئی خبروں اور اداریوں کی بنا پر روزانہ ڈائجسٹ اور خصوصی ڈائجسٹ تیار کرتے ہیں۔ جو تمہیدی مواد، فیچر اور گرافک فراہم کرتی ہے۔ یہ مواد قومی نیٹ ورک سے شائع کئے جاتے ہیں اور مقامی پریس کو دینے کے لئے یہ مواد علاقائی اور مقامی دفاتر میں ترجمے اور اشاعت کے لئے بھیجے جاتے ہیں۔ پی آئی بی سرکاری سرگرمیوں سے متعلق فوٹو کوریج کا انتظام کرتی ہے اور ملک کے سبھی انگریزی اور دیگر بھارتی زبانوں میں شائع ہونے والے روزناموں اور رسالوں کو فوٹو فراہم کرتی ہے۔ 2000-1999 کے دوران، اخباروں اور رسالوں کو 2,89,615 فوٹو فراہم کئے گئے۔

پریس انفارمیشن بیورو دفتر اپنے 33 علاقائی اور شاخ دفاتر سے کمپیوٹر کے ذریعے جڑا ہوا ہے۔ جس سے اطلاع جلد سے جلد ارسال کی جاتی ہیں۔ پی آئی بی کی پریس ریلز کمپیوٹروں کے ذریعہ پی آئی بی کا انٹرنیٹ پر ایک ویب سائٹ ہے۔ جو بین الاقوامی سطح پر استعمال کے لئے پریس ریلیز، مضامین، فوٹو اور گرافک جیسا اشاعتی مواد فراہم کراتا ہے۔ پی آئی بی کا انٹرنیٹ ہوم پیج ویب سائٹ پر مہیا ہے جس کا پتہ pib.nic.in پی آئی بی نے اپنی ویب سائٹ کا تجزیہ کیا اور اس میں ای۔ میل سے مواد حاصل کرنے جیسی سہولتیں جوڑیں۔ ہندی فونٹ کی سہولت ہو جانے سے ہندی تحریر کی ڈاون لوڈنگ اور پڑھنے کا کام بھی آسان اور سہل ہو گیا حال ہی میں پی آئی بی کی ویب سائٹ میں ایک ڈاٹا لینک شامل کیا ہے جس میں 1997 کے بعد کی سبھی پریس ریلیزیں اور فوٹو گراف ہیں۔

پی آئی بی اپنے 22 علاقائی مراکز کے ساتھ ویڈیو کانفرنسنگ ا۔۔۔م سے جڑا ہے۔ اس سے علاقائی مراکز کے اطلاعاتی ذرائع سے جڑے لوگ نئی دلی یا ملک کے دیگر حصوں میں ہونے والے اخباری نمائندوں کے کانفرنسوں میں حصہ لے سکتے ہیں۔ بیورو کی پریس ریلیز کو مقامی اخبارات کو کمپیوٹر کے ذریعے فیکس کر دیا جاتا ہے۔ پریس انفارمیشن بیورو نے کمپیوٹر سے بھی کئی دفاتر کو فوٹو بھیجنے کا کام شروع کیا ہے۔ کمپیوٹر کے ذریعے ایک بلٹین بورڈ سروس (BBS) بھی شروع کی گئی ہے جس میں ریلیز، فیچر، فوٹو اور گرافک شامل ہوتے ہیں۔ پی آئی بی، میڈیا اشخاص کو نمائندگی فراہم کرتا ہے تاکہ سرکاری ذرائع سے آسانی سے اطلاع حاصل کی جا سکے۔ فی الوقت صدر دفتر میں تقریباً 1087 حکومت سے منظور شدہ نامہ نگار اور 234 کیمرہ مین ہیں اس کے علاوہ تقریباً 133 تکنیکی ماہرین اور 71 مدیروں/میڈیا نقادوں کو بھی یہ پیشہ وارانہ سہولیات فراہم کی گئی ہیں۔

پریس انفارمیشن بیورو کے آٹھ علاقائی دفاتر ممبئی، چنئی، چنڈی گڑھ، کلکتہ، لکھنؤ، گوہاٹی، بھوپال اور حیدرآباد میں قائم ہیں۔ سبھی علاقائی دفاتر، برانچ دفاتر اور دیگر اطلاعی مراکز، پی آئی بی کے صدر مقام سے ٹیلی پرنٹر کے ذریعہ بھی جڑے ہوئے ہیں۔ پی آئی بی، نئی دہلی کے دفتر میں ایک قومی پریس مرکز قائم کیا گیا ہے۔ جو قومی اور بین الاقوامی، دونوں ہی طرح کے پریسوں کے لئے مرکزی نقطے کی طرح کام کرتا ہے۔ اس مرکز میں دور مواصلاتی مرکز، پریس کانفرنس ہال اور کیفٹیریا جیسی بین الاقوامی سطح کی تمام سہولتیں دستیاب ہیں۔

خبررساں ایجنسیاں

پریس ٹرسٹ آف انڈیا

بھارت کی سب سے بڑی خبر رساں ایجنسی، پریس ٹرسٹ آف انڈیا (PTI) بھارتیہ اخباروں کی بغیر منافع کے چلائی جانے والی کوآپریٹیو ایجنسی ہے۔ جس کی ذمہ داری اپنے گاہکوں کو غیر جانبدارانہ اور اثر آفریں خبریں مہیا کرانا ہے۔ 27 اگست 1947 کو اس کا قیام عمل میں آیا اور اس نے یکم فروری 1949 سے اپنی خدمات کا آغاز کیا۔

پی ٹی آئی انگریزی اور ہندی میں اپنی خبری خدمات دے رہی ہے۔ 'بھاشا' ایجنسی کی ہندی نیوز سروس ہے۔ پی ٹی آئی کے گاہکوں میں بھارت کے 450 اخبار اور غیر ممالک کی کئی خبر رساں تنظیمیں شامل ہیں۔ ہندوستان میں سبھی اور غیر ممالک میں کئی ٹی وی/ریڈیو چینل اس کی خدمات حاصل کر رہے ہیں۔ لندن میں بی بی سی بھی اس کی خدمات حاصل کر رہا ہے۔ نیوز سروس 1200 بٹ فی سیکنڈ کی رفتار سے (تقریباً 1400 حروف فی منٹ) سیٹلائٹ، ڈاٹا چینلوں اور ٹیکر لائنوں سے حاصل کی جاتی ہے۔

پی۔ ٹی۔ آئی اب انٹرنیٹ بھی فراہم ہے اور اس کی ویب سائٹ کا پتہ ہے hltp/www.ptnews.com

400 نامہ نگاروں سمیت 1,500 سے زائد ملازموں والی اس ایجنسی کے ملک بھر میں 100 دفاتر ہیں اور بیجنگ، بان، قاہرہ، ڈھاکہ، اسلام آباد، لندن، ماسکو، نیویارک، اور واشنگٹن سمیت دنیا کے اہم شہروں میں اس کے غیر ملکی نامہ نگار ہیں۔ ان کے علاوہ ملک میں تقریباً 300 اسٹرنگر خبریں بھیجتے ہیں۔ جب کہ 20 جز وقتی نامہ نگار پوری دنیا سے خبریں ارسال کرتے ہیں۔

انگریزی اور ہندی زبانوں کی نیوز سروس کے علاوہ، ایجنسی کی دیگر خدمات میں آن لائن فوٹو سروس، فیچروں کا میلر پیکج میگ گرافکس، سائنسی سروس، معاشی سروس اور ڈاٹا انڈیا شامل ہیں۔ اسکرین کی بنا پر نیوز اسکین اور اسٹاکس اسکین خدمات بھی چلائی جارہی ہیں۔ پی ٹی آئی کی ایک ٹیلی ویژن ونگ بھی ہے۔ پی ٹی آئی۔ ٹی وی نام کی یہ ونگ اسپاٹ کوریج دیتا ہے اور سونپے جانے پر کارپوریشنوں کے لئے ڈاکومینٹری بھی بناتا ہے۔

پریس ٹرسٹ آف انڈیا ایک انتظام کے تحت رائٹر اور اے۔ ایف۔ پی کی خبریں بھارت میں تقسیم کرتا ہے۔ اسی طرح کا انتظام ایسوسی ایٹڈ پریس کے ساتھ اس کی فوٹو سروس اور بین الاقوامی تجارتی اطلاعات کے لئے بھی ہیں۔ پی ٹی آئی سنگاپور میں رجسٹرڈ کمپنی ایشیا پلس انٹرنیشنل کی شریک کار بھی ہے۔ اس کمپنی کی تشکیل ایشیائی ملکوں میں معاشی واقعات و حالات اور تجارتی مواقع کے بارے میں آن لائن ڈاٹا بینک فراہم کرانے کے لئے، پی ٹی آئی اور دیگر چار ایشیائی میڈیائی تنظیموں نے کیا ہے۔

پی ٹی آئی غیر جانبدار ملکوں کی نیوز پول اور ایشیا۔ پیسی فک (بحرالکاہل) خبر رساں ایجنسی کی اہم رکن ہے۔ تنظیم، خبروں کے لین دین پروگرام کے تحت ان دونوں تنظیموں کو اپنی خبریں فراہم کرتی ہے اور بدلے میں ان سے موصولہ خبروں کو تقسیم کرتی ہے۔

یونائٹیڈ نیوز آف انڈیا

ایک کمپنی کے طور پر یونائٹیڈ نیوز آف انڈیا کا رجسٹریشن 1959 میں کیا گیا اور اس نے 21 مارچ 1961 سے خبریں فراہم کرنے کا کام شروع کیا۔ بھارت اور غیر ممالک میں قائم اپنے 100 سے زائد خبر رساں دفاتر کے ساتھ یو این آئی آج ایشیا کی سب سے بڑی خبر رساں ایجنسیوں میں سے ایک ہے۔ ملک بھر میں اس کے 1,000 سے بھی زیادہ اور غیر ممالک میں 30 گاہک ہیں۔ یہ ادارہ خلیج کے چار ملکوں اور ماریشس و بھوٹان کو اپنی خبری خدمات فراہم کرتا ہے۔ بھارت کے چھوٹے بڑے 400 شہروں میں اس کے نامہ نگار ہیں۔ علاوہ ازیں، دنیا کی کئی راجدھانیوں میں بھی اس کے نامہ نگار ہیں۔ ایجنسی کا کئی غیر ملکی خبر رساں ایجنسیوں کے ساتھ بھی تعاون کا اہتمام ہے۔ 300 کل وقتی اور تقریباً 400 اسٹرنگر اس کے لئے کام کر رہے ہیں۔

یو این آئی نے مئی 1982 میں ہندی میں ''یونی وارتا'' نام کی ایک کل ہندوستانی زبان خبر رساں ایجنسی کا آغاز کیا۔ اس کے 10 سال بعد دنیا میں پہلی بار ٹیلی پرنٹر کے ذریعے اردو خبریں ارسال کرنے کے ساتھ اردو سروس کی شروعات کی گئی۔

جولائی 1986 میں اس کی ٹیلی ویژن خدمات کا آغاز ہوا۔ یہ دوردرشن اور دیگر اداروں کے لئے نیوز فیچر، نیوز کلپ اور ڈاکیو منٹری فراہم کراتا ہے۔ ایجنسی کے ذریعے شروع کی گئی دیگر خصوصی خدمت یونی اسکین ہے۔ جس کے ذریعے ٹی وی پر خبریں دیکھی جا سکتی ہیں۔ خبر رساں ایجنسی کے ذریعے 1987 میں شروع کی گئی نیشنل فوٹو سروس اس کی ایک اور پہل قدمی ہے۔ یو این آئی باقاعدگی سے معاشی اور دیگر حالات حاضرہ کے موضوعات پر کمپیوٹر کے ذریعے بنائے گئے ایسے گرافکس بھی مہیا کراتا ہے جو کہ فوراً استعمال میں لائے جا سکتے ہیں۔

غیر جانبدار نیوز ایجنسی پول

غیر جانبدار ایجنسی پول (NANAP) ان غیر جانبدار ملکوں کی خبر رساں ایجنسیوں کے بیچ خبروں کے لین دین کا نظم ہے۔ جو خبروں کے حصول کے معاملے میں عرصہ دراز تک غیر متوازن اور جانبداری کے شکار رہے ہیں۔ یہ پول 1976 میں وجود میں آیا۔ 1976 سے 1979 تک بھارت اس پول کا پہلا صدر رہا۔ یہ پول پوری دنیا میں کام کر رہا ہے اور چار براعظموں ،ایشیائی، مشرقی یوروپ، افریقہ اور لاطینی امریکہ کو اپنے عملی میدان میں سمیٹے ہوئے ہے۔ پول کی خبروں کا مبادلہ چار زبانوں، انگریزی، اسپینی، فرنچ اور عربی میں کیا جاتا ہے۔

ایک منتخب جماعت جو رابطہ کمیٹی کے نام سے جانی جاتی ہے جس کا صدر 'چیئرمین' ہوتا ہے۔ کے ذریعے پول کی سرگرمیاں کو آرڈنیٹ کی جاتی ہیں۔ پول کی صدارت تین سال کی معینہ مدت کے لئے ہوتی ہے اور وہ رابطہ کمیٹی کی مدت کے ساتھ ہی چلتی ہے۔ رابطہ کمیٹی کا انتخاب باری کی بنا پر ہوتا ہے۔ کمیٹی کے ممبروں کا انتخاب علاقائی نمائندگی، دوام، فعال، حصے داری اور باری کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ کمیٹی کی بیٹھک سال میں کم سے کم ایک بار منعقد ہوتی ہے اور تمام ممبر اس میں حصہ لے سکتے ہیں۔ صدر اور کمیٹی کے ممبروں کا انتخاب عام اجلاس میں کیا جاتا ہے۔ جو ہر تین سال کے آخر میں ہوتا ہے۔

پول کا چھٹا عام اجلاس طہران (ایران) میں جون 1992 میں ہوا۔ جہاں ایران کی خبر رساں ایجنسی ''ارنا'' نے انگولہ کی خبر رساں ایجنسی ''انگوپ'' سے صدارت حاصل کی۔ طہران میں رابطہ کمیٹی کے ممبروں کے طور پر ایشیا سے بھارت، انڈونیشیا، شمالی کوریا، کویت، سیریا، منگولیا، بحرین، افغانستان، لبنان، اور عمان، افریقہ سے انگولہ، الجزائر، برکینہ، فاسو، کانگو، ایتھوپیا، مصر، گھانا، گونی بساؤ، مراقش، موزامبیق، نامیبیا، سینیگل، سوڈان، طنزانیہ، ٹیونیشیا، اور زامبیہ، یوروپ سے یوگوسلاویہ اور لاطینی امریکہ سے بولی ویا، کیوبا، ایکویڈور، میکسیکو، پیرو، سورینام اور وینے زوئیلا ملکوں کو چنا گیا۔

نومبر 1982 میں تیونس میں پول کے عام اجلاس میں اس کے کاموں کے معائنے اور نگرانی کے لئے ایک دستہ بنانے کی قرارداد پاس کی گئی۔ اس دستے کی آخری بیٹھک 1992 میں طہران میں ہوئی جب اس میں ملیشیا، بھارت، انڈونیشیا، نائجیریا، لیبیا، زمبابوے، میکسیکو، پیرو، کیوبا اور یوگوسلاویہ کو شامل کیا گیا۔

بھارت نے پول کی تشکیل اور توسیع میں اہم رول ادا کیا ہے۔ بھارتیہ نیوز پول ڈسک کا انتظام پریس ٹرسٹ آف انڈیا کے ہاتھ میں ہے۔ ایجنسی پول کے معاونوں سے خبریں حاصل کرا نہیں بھارتی خبریں فراہم کرتی ہے۔ پول کے ممبر ممالک سے پول میں روزانہ تقریباً 15,000 حروف آتے ہیں اور پی ٹی آئی سے تقریبا 7,000 حروف ممبروں کو ارسال کئے جاتے ہیں۔ پی ٹی آئی نے انتارا (انڈونیشیا) بیرنامہ (ملیشیا) لنکا پواتھ (سری لنکا) جی۔این۔اے (بحرین)، وی این اے (ویت نام) پرنسالاطینا (کیوبہ) (تان زنگ) یوگوسلاویہ)، بی۔ایس ایس (بنگلہ دیش) آر۔ایس۔ایس (نیپال) اور مینا مصر اور نا میا نا جیا، لندن کے ساتھ مسلسل، وقف سٹیلائٹ/زمینی/ای میل ابلاغ سے رابطہ قائم کئے ہوئے ہے تاکہ خبروں کا بغیر کسی روک ٹوک کے لین دین ہوتا رہے۔ ملک کے اہم روزنامے ہر ہفتے اس پول سے حاصل تقریباً 20 سے 30 خبریں شائع کرتے ہیں۔ بھارت میں اس نیوز پول کا پیشہ وارانہ مقام قائم رکھنا پی ٹی آئی کی ذمہ داری ہے۔

نیوز پول کے عمل کے تحت نئی دہلی کے بھارتیہ ادارہ عوامی ابلاغ کو غیر جانبدار ملکوں کے امیدواروں کو صحافت کی تربیت دینے والا اہم ادارہ مانا جاتا ہے۔ بھارتیہ ادارہ عوامی ابلاغ نیوز ایجنسی صحافت کا باقاعدہ تعلیمی نصاب چلاتی ہے۔ یہ نصاب پول کی رکن ایجنسیوں کے نامہ نگاروں میں کافی مقبول ہے۔

بھارتیہ پریس کونسل

پریس کونسل پریس پر دوستانہ نگرانی رکھتی ہے۔ اس کو اس اصول کی بنیاد پر قائم کیا گیا تھا کہ جمہوریت میں پریس کو آزاد ہونے کے ساتھ ساتھ ذمہ دار بھی ہونا چاہئے۔ کونسل ایک کارپوریٹ ادارہ ہے جس کی میعاد باقاعدہ طور پر بڑھتی رہتی ہے۔ اس میں صدر اور 28 ممبر ہوتے 20 اداری دنیا سے 5 ممبر پارلیمنٹ اور باقی تین کی نامزدگی ساہتیہ اکادمی، بھارتی بار کونسل اور یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔

روایت کے مطابق اس کا صدر عدالت عظمی (سپریم کورٹ) کا کوئی سابق جج ہوتا ہے اور اس کی نامزدگی ایک کمیٹی کے ذریعے کی جاتی ہے جس میں ایوان بالا کے چیئرمین، ایوان زیریں کے اسپیکر اور کونسل کے 28 ممبروں میں سے منتخب ایک ممبر رہتا ہے۔ ہر تیسرے سال کونسل کی بازتشکیل کی جاتی ہے کونسل کی آمدنی کے اپنے وسیلے یا ذرائع ہیں۔ یہ رجسٹرڈ اخباروں اور نیوز ایجنسیوں سے فیس وصول کرتی ہے۔ یہ مرکزی حکومت سے اپنے کام کاج کرنے کے لئے مالی امداد بھی لیتی ہے۔ کونسل کو اپنے سامنے آنے والی شکایتوں کی جانچ کرنے کے ساتھ ہی پریس کی آزادی و معیار کی خلاف ورزی کرنے والے معاملوں کی خود بھی جانچ شروع کرنے کا اختیار ہے۔ کونسل کو اپنی ذمے داری نبھانے کے لئے ناگزیر لگے تو یہ سرکار سمیت کسی بھی افسر کے خلاف اظہار خیال کرسکتی ہے۔

ایک خودمختار، نیم عدالتی تنظیم کے طور پر پریس کونسل کا مقصد اخلاقی اصولوں کی عمل میں لانا اور اخباروں میں خود ضابطگی کے اصولوں کو رائج کرتا ہے پریس کونسل ان واقعات کا تجزیہ کرتی رہتی ہے جو پریس کی آزادی میں دخل انداز ہوتے ہیں۔ پریس کونسل اپنے یہاں محصول پریس کے خلاف شکایتیں صحافت کے اخلاقی اصولوں کے خلاف ورزی کرتے یا پریس کی آزادی میں دخل اندازی کی شکایتوں کے متعلق اپنی ذمہ داریوں کے نبھانے کا کام عام طور پر عدالتی فیصلے کے ذریعہ کرتی ہے۔ اگر جانچ کے بعد کونسل اس بات سے مطمئن ہوتی ہے کہ کسی نیوز ایجنسی یا اخبار نے صحافت کی اخلاقیات یا عوامی دلچسپی کے خلاف ورزی کی ہے یا

یہ کہ ایڈیٹر یا ورکنگ جرنلسٹ نے کوئی کاروباری غیر اخلاقی کام کیا ہے تو کونسل اسے تنبیہ دے سکتی ہے۔ نصیحت کر سکتی ہے یا ملامت و مذمت کر سکتی ہے یا اس کے رویے کو رد کر سکتی ہے یا نامنظور کر سکتی ہے۔ پریس کونسل کو معہ حکومت کسی افسر کے خلاف بھی پریس کی آزادی میں مداخلت کرنے کے ایسا تبصرہ کرنے کا اختیار ہے، جیسا وہ مناسب سمجھیں، پریس کونسل کا فیصلہ آخری ہوتا ہے اور انہیں کسی عدالت میں اس کے خلاف سوال نہیں اٹھایا جاسکتا۔

1999-2000 کے دوران کونسل کو 1,200 شکایتیں موصول ہوئیں جن میں سے 400 پریس نے دائر کی تھیں اور 800 پریس کے خلاف تھی۔ کونسل نے 342 معاملوں میں اپنا فیصلہ دیا۔ کل ملا کر 1021 معاملے ابتدائی حالت ہی میں خارج کر دیئے گئے کیونکہ جانچ کرنے کی کوئی موزوں بنیاد نہیں تھی۔ کونسل 1999-2000 کے دوران کل 1,375 معاملوں کا تصفیہ کیا۔

پریس کونسل نے 16 اپریل 1999 کو ایک رپورٹ قبول کی جسے دلی، راجستھان، مدھیہ پردیش اور میزورم میں 1998 میں ہوئے اسمبلیوں میں انتخاب کے دوران پریس کی اہمیت پر آزاد چینل ممبروں کی سفارش کی بنیاد پر تیار کیا گیا تھا۔ اس رپورٹ میں چناؤ کے دوران خبروں کے پیش کرنے کو کل ملا کر متوازن بناتے ہوئے پریس کے کردار پر اطمینان ظاہر کیا۔

16 نومبر 1999 کو قومی پریس ڈے منایا گیا اور اس موقع پر پریس کونسل نے میڈیا اور سماج کے موضوع پر نئی دہلی میں سیمینار منعقد کیا۔ کونسل نے 20 فروری 2000 کو اطلاعات کے حقوق سے متعلق مجوزہ قانون پر بھی میٹنگ کا انعقاد کیا۔

پریس کونسل ایکٹ 1978 کے تحت کونسل کو یہ اختیار ہے کہ وہ پریس کی آزادی اور اس کے معیاروں کو تاثر کرنے والے معاملوں پر خود ترغیبی مطالعہ کروا سکتی ہے۔ اس مدت میں کونسل نے اخباروں کے مختلف پہلوؤں کے لئے کمیٹی کی تشکیل کی تھی۔ کونسل نے ستمبر 1999 میں، پریس، پریشد سمیکشا، کے نام سے اپنا پہلا سہ ماہی ہندی پبلیکیشن بھی شائع کیا۔

شعبہ تحقیق، حوالہ اور تربیت

شعبہ تحقیق حوالہ اور تربیت، وزارت اطلاعات ونشریات اور اس کی میڈیا اکائیوں کے لئے خبر رساں خدمت ایجنسی کے طور پر کام کرتا ہے۔ اس کے کاموں میں حالات حاضرہ کے واقعات اور تازہ موضوعات پر تمہیدی مواد و حوالے کے مواد فراہم کرانا اور وزارت اور اس کے دفاتر کے استعمال کے لئے اشتہاراتی مواد تیار کرنا شامل ہے۔ شعبہ قومی اہمیت کے موضوعات پر حوالے کے مواد، فیکٹ شیٹ اور پس منظر کے مواد کے حصول کے ساتھ ساتھ ممتاز شخصیتوں کی سوانح بھی میسر کراتا ہے اور قومی واقعات کا سالانہ پروگرام کیلنڈر بھی نکالتا ہے۔ محکمہ نے ایک ماہانہ ڈیولپمنٹ ڈائجسٹ شروع کیا ہے جو کہ ترقیاتی امور سے متعلق ہوتا ہے۔ قومی اور بین الاقوامی میڈیا کے واقعات پر پندرہ روزہ میڈیا اپ ڈیٹ بھی نکالتا ہے۔ میڈیا سے جڑے قومی و بین الاقوامی واقعات پر مرکوز ڈائری بھی نکالتا ہے۔

شعبہ ہر سال بھارت، سالانہ ریفرنس کی ترتیب واشاعت کرتا ہے۔ یہ سال نامہ دستاویز کی طرح معلومات سے پر کتاب ہے۔ جسے محقق، صحافی سرکاری اہل کار اور دیگر لوگ اعلیٰ درجے کی ریفرنس بک تسلیم کرتے ہیں۔ اس کی اشاعت پہلی بار 1953 میں ہوئی تھی۔ اب تک اس کے 44 ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اس سالانہ ریفرنس بک میں بھارت کی جغرافیائی، سیاسی اور اقتصادی حالات وخصوصیات کا ذکر رہتا ہے اور سماجی واقتصادی ترقی کے لئے چلائے جارہے منصوبوں اور پروگراموں کے بارے میں موصول تازہ ترین معلومات شامل کی جاتی ہیں۔ جنوری میں پہلی بار 1 یونٹیں۔ 2000 کے نام سے سالانہ پروگرام کیلنڈر بھی نکالا گیا۔

کتابوں سے بھری ہوئی شعبے کی ایک لائبریری ہے۔ جس میں 66,000 سے زائد کتابیں رپورٹوں اور رسالوں کے

جلد سازی کئے ہوئے نمبر ہیں۔اس میں صحافت، رابطہ عامہ، اشتہار اور سائی بصری میڈیا سے جڑے موضوعات پر خصوصی کتابیں، مخزن علوم سیریز، سالنامے اور معاصر مضامین ہیں۔ 2000-1999 میں کتب خانے میں مختلف عنوانوں پر تقریباً 335 نئی کتابیں جن میں 27 ہندی کتابیں تھیں۔کتب خانہ وزارت اطلاعات ونشریات اور اس کی میڈیائی اکائیوں وباقاعدہ نامہ نگاروں کی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے۔تقریباً 1,000 قاری اس کے ممبر ہیں۔شعبہ نے قومی معلومات کے لئے کمپوزٹ لائبریری انفارمیشن منجمنٹ سسٹم شروع کیا ہے۔

عوامی ابلاغ پر قومی تدوین اسناد مرکز کا قیام، شعبے کے ایک جز کے طور پر 1976 میں وزارت اطلاعات ونشریات کے ذریعے تشکیل دی گئی۔خصوصی کمیٹی کی سفارشوں کی بنیاد پر عمل میں آیا۔اس مرکز کا اہم مقصد عوامی ابلاغ، پریس کی شمولیت کے ساتھ، ریڈیو، ٹی وی، اشتہار، روایتی وعوامی میڈیا اور مرکزی ریاستی حکومتوں کی میڈیا اکائیوں سے جڑے واقعات اور رجحان سے منسلک اطلاعات جمع کرنا، ان کی وضاحت اور نشرواشاعت کرنا ہے۔جمع معلومات کو یہ مرکز اپنے سات مرکزوں کے ذریعے تقسیم کرتا ہے۔مرکزی عوامی ابلاغ کے ریفرنس سالنامے "ماس میڈیا ان انڈیا" کی تدوین بھی کرتا ہے۔

شعبہ نئی دہلی کے بھارتیہ عوامی ابلاغ ادارے کے تعاون سے ادارہ برائے بھارتی عوامی ابلاغ خدمات کے گروپ A اور B کے افسران کی تربیت کے لئے کئی طرح کے کام کرتا ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت افرادی قوت کے منصوبے اور ترقی کو کتنی اہمیت دیتی ہے۔

فوٹو ڈویژن

فوٹو ڈویژن فوٹوگرافی کے میدان میں اپنے قسم کی سب سے بڑی پیداواری اکائی ہے یہ ڈویژن حکومت ہند کی طرف سے ملک۔بیرون ملک میں اشتہار کے لئے کالے۔سفید اور رنگین فوٹو تیار کرتا ہے۔یہ ڈویژن، وزارت اطلاعات ونشریات کی مختلف تعاون اکائیوں اور مرکز ریاستی سرکاروں کے دیگر محکموں کے ساتھ ساتھ وزارت امور خارجہ کے بیرونی اشتہار ڈویژن کے ذریعے بیرونی ممالک میں قائم بھارتی سفارتخانوں کو فوٹو مہیا کراتا ہے۔یہ صدر مملکت، نائب صدر اور وزیراعظم کے ملک کے مختلف علاقوں کے اور بیرون ملک کے دوروں کے ساتھ ساتھ غیر ممالک کے خصوصی مہمانوں کے بھارتی دورے کے دوران بڑے پیمانے پر فوٹو کوریج کرتا ہے۔

ڈویژن غیر۔اشتہاری تنظیموں اور رجنرل پبلک کو بھی قیمتاً فوٹو اور رنگین سلائڈ فراہم کرتا ہے۔ڈویژن کی اپنی آلات سے مزین تجربہ گاہ ہے۔جہاں مختلف قسم کے فوٹوگرافی سے متعلق کام کئے جاتے ہیں۔دہلی میں قائم ڈویژن کے صدر مقام میں ایک فوٹو ڈیٹا بینک بھی قائم کیا گیا ہے۔ممبئی، چنئی، کلکتہ اور گوہاٹی میں ڈویژن کے چار علاقائی دفاتر ہیں۔اپریل۔نومبر 1999 کے دوران ڈویژن نے فوٹوگراف سے 8.21 لاکھ روپے کی آمدنی حاصل کی۔سرکاری سرگرمیوں کے فوٹو پبلیسٹی کے لئے نیوز فوٹو نٹ ورک قائم کیا گیا ہے جو سبھی علاقائی مراکز سے جڑا ہے۔موجودہ واقعات کے فوٹوگراف کو نیوز فوٹو نٹ ورک ذخیرہ کرنے کا عمل چل رہا ہے۔فوٹو ڈویژن PIB کے ذریعہ انٹرنیٹ پر بھی فوٹو بھیجتا ہے۔

فوٹو ڈویژن نے 1999 کے عام انتخاب اور وزیراعظم کی بنگلہ دیش، جنوبی افریقہ اور امریکا کے سفر کو بڑے پیمانے پر کور کیا۔ستمبر 1999 کے دوران ڈویژن نے فوٹوگراف کی فہرست تیار کرنے اور تصویروں کو کمپیوٹر پر اتارنے کے لئے سی۔ایس۔آئی۔200 (ڈیجیٹل فوٹو لائبریری) قائم کی ہے۔اب تک 50,000 ڈیزائن فوٹو تیار کئے جاچکے ہیں۔جنہیں ہارڈ ڈسک میں اسٹور کیا جارہا ہے۔فوٹو ڈویژن نے کارگل میں بھارتی فوج کی بہادری اور شجاعت کے بارے میں فوٹو نمائش بھی منعقد کی۔

پبلیکیشن ڈویژن

پبلیکیشن ڈویژن ملک کا سب سے بڑا طباعت و اشاعت کا ادارہ ہے۔ ڈویژن قومی اہمیت کے واقعات کے بارے میں کتابیں و رسالے شائع کرتا ہے اور مناسب قیمت پر انہیں فروخت کرتا ہے۔ ڈویژن نے اب تک تقریباً 7,000 کتابیں شائع کی ہیں۔ جن میں تقریباً 1,500 ابھی بھی رائج ہیں۔ ڈویژن ہر سال 120 سے 150 کے قریب کتابیں شائع کرتا ہے۔ سال 2000-1999 میں ڈویژن نے 150 کتابیں شائع کیں۔ ڈویژن سے شائع کتابوں میں فن، تاریخ، تہذیب و تمدن، ممتاز شخصیتوں کی سوانح عمریاں، زمین اور لوگ، نباتات اور حیوانات، سائنس اور تکنیکی، گاندھیائی ادب سے لے کر بھارت۔ ایک ریفرنس سالنامہ، اور ماس میڈیا ان انڈیا جیسی ریفرنس کی کتابیں (دونوں کی ترتیب و اشاعت ریسرچ ریفرنس اور تربیت ڈویژن کرتا ہے، محکمہ امداد اور وزراء اعظم کے منتخب تقریروں کے والیوم بھی شائع کرتا ہے۔

بدلتی تکنیک اور ٹکنالوجی کے ساتھ چلتے ہوئے پبلی کیشن ڈویژن نے الکٹرانک ادارت بھی شروع کردی ہے۔ اسکی شروعات ریفررنس سالانہ انڈیا کو سی، ڈی رام سسٹم پر نکال کر انڈیا 2000 کتاب کے ساتھ سی۔ ڈی۔ سسٹم پر نکالا گیا۔ پبلیکیشن ڈویژن اب انٹرنیٹ پر بھی مہیا اور اسکا اپنا ہوم پیج ہے۔

ڈویژن کو "مہاتما گاندھی کے کاموں کا مجموعہ" جو کہ غالباً سب سے بڑا ضخیم پروجکٹ ہے، کو شائع کرنے کا فخر حاصل ہے۔ انگریزی میں اسکی 100 جلدیں ہیں، اور ہندی پروجکٹ جلدی ہی پورا ہونے کی امید ہے۔ پبلیکیشن ڈویژن نے مہاتما گاندھی پر ملٹی میڈیا سی۔ ڈی۔ بھی نکالی ہے۔ جس میں 15 منٹ گاندھی جی کی آواز، ان پر 30 منٹ کا فلم فوٹیج، تقریباً 550 فوٹوگراف اور ان کی تحریروں و تقریروں کے 55,000 صفحات شامل کئے گئے ہیں۔ یہ سی۔ ڈی۔ اب ہندی میں بھی نکالی جارہی ہے۔

پبلیکیشن ڈویژن میں کئی اہم کتابوں کی اشاعت کا سلسلہ چل رہا ہے جن میں انگریزی میں 150 ایرس آف انڈین ریپبلک، ایمپاورمنٹ آف ومن، چینجنگ فیس آف رورل انڈیا، سیرین آرکیالاجی، انڈیا اسٹریٹیڈ، کامن انڈین فلاورس اینڈ کامن انڈین برڈ، ہندی میں، اپ گرہ کے باہر بھیتر بھارت کے ہشتاکشتر، دوراشٹ چھاپ کویوں کی رچنائیں، اور تلگو اور کنٹر میں ہیں، دس انڈیا، کتابیں شامل ہیں۔ اپریل 1999 میں محکمہ نے جن اہم کتابوں کی اشاعت کی ہے، ان میں شامل ہیں۔ 'دی ریڈمنٹ ہمالیاز' اور ڈانس لیکیسی آف پاٹلی پتر (انگریزی میں) مدرٹیر ساپریک پرسنگ (ہندی میں) 'دس انڈیا' (انگریزی، ہندی، تمل، ملیالم اور مراٹھی میں) دیگر زبانوں میں جن اہم کتابوں کی اشاعت کی گئی ان میں شامل ہیں۔ 'پراچین بھارت' (کنٹر) 'بنگارن پڑاوا کو' (تمل) 'دیال سنگھ مجیٹھا' (پنجابی) 'مہاپدھ شل۔ مہا تکاریالو' (تلگو) 'یادیں مجاہدین آزادی کی' (اردو) اور 'کاکا صاحب کالیلکر' (گجراتی)۔

پبلیکیشن ڈویژن انگریزی ہندی اور علاقائی زبانوں میں 21 میگزینیں بھی شائع کرتا ہے خاص طور پر ترقیاتی منصوبوں پر مدون میگزین یوجنا اب 13 ہندوستانی زبانوں میں شائع ہورہی ہے۔ ہندی اور انگریزی میں شائع ہونے والی کروچھتر میگزین میں دیہی ترقی پر خاص توجہ دی جاتی ہے۔ بال بھارتی (ہندی) بچوں کی میگزین ہے اور آج کل (ہندی اور اردو) مشہور ادبی میگزین ہیں۔ روزگار سے متعلق ہفتہ وار ایمپلائمنٹ نیوز/روزگار سماچار انگریزی، ہندی اور اردو میں شائع ہوتے ہیں اور اس کی تعداد اشاعت 5.50 لاکھ سے زاید ہوگئی ہے۔

ڈویژن ابلاغ عامہ کی مختلف موضوعات پر بنیادی اور تخلیقی تحریروں کی حوصلہ افزائی کے مقصد سے بھارتیندو ہریش چند انعام سے نوازتا ہے۔ بچوں کے ادب اور قومی یک جہتی اور عورتوں کے مسائل پر لکھی نمائندہ تخلیقوں کو بھی انعام سے نوازا جاتا ہے۔

پبلیکیشن ڈویژن نے 1999 میں طباعت اور اشاعت میں اعلا معیار کے لئے بھارتی پرکاشک پریشد کے ذریعہ شروع کئے گئے 3 انعام حاصل کئے جن کتابوں پر یہ انعام ملے اس کے نام ہیں بھارتی کلا اور کلاکار (ہندی) جواہر لال نہرو (اردو) اور لائف اینڈ انوائرمنٹ، اے فوٹو البم (انگریزی)

سماعی۔بصری میڈیا

بھارت میں فیچر فلمیں 13-1912 سے بن رہی ہیں۔ آر۔ جی تورنی نے این جی چترے کے ساتھ مل کر 1912 میں ''پنڈلک'' بنائی تھی۔ جب کہ دھنڈی راج گووند پھالکے (1944-1870) نے 1913 میں ''راجہ ہرشچندر'' بنائی۔ اس کے بعد آردے شیر ایرانی (1996-1886) نے جب 1931 میں ''عالم آرا'' بنائی تو خاموش فلموں کی جگہ متکلم فلموں نے لے لی۔ حالانکہ خاموش فلموں کا سلسلہ 1934 تک جاری رہا۔ سال بھر میں بننے والی فیچر فلموں کے معاملے میں بھارت کا مقام دنیا میں اول ہے۔

مرکزی فلم سرٹی فیکیشن (تصدیق) بورڈ

مرکزی فلم تصدیق بورڈ (CBFC) کے ذریعے تصدیق ہوجانے کے بعد ہی کوئی فلم بھارت میں دکھائی جاسکتی ہے۔ سینما آٹوگرافی ایکٹ 1952 کے مطابق قائم اس بورڈ میں ایک صدر اور کم از کم 12 اور زیادہ سے زیادہ 25 غیر سرکاری ارکان ہوسکتے ہیں۔ ان کا تقرر حکومت ہند کرتی ہے۔ بورڈ کا صدر مقام ممبئی میں ہے اور اسکے نو علاقائی دفاتر ہیں۔ بنگلور، ممبئی، کلکتہ، حیدرآباد، چنئی ترواننت پورم، نئی دہلی، کٹک اور گوہاٹی، 14 زبانوں میں بننے والی فلموں کی دیش میں قائم نو دفاتر کے ذریعہ تصدیق کی جاتی ہے صلاح کار پینل فلموں کی جانچ میں علاقائی دفاتر کی مدد کرتے ہیں۔ ان پینلوں میں ممتاز ماہر تعلیم، نقادفن، صحافی، سماجی کارکن، ماہر نفسیات وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔ بورڈ سینما آٹوگرافی ایکٹ 1952، سینما آٹوگرافی (تصدیق) ایکٹ 1983 کے انتظاموں اور اس سے منسلک مرکزی حکومت کے ذریعے جاری ہدایتوں کے مطابق فلموں کی تصدیق کے لئے جانچ کرتا ہے۔ 1991 میں بورڈ نے 764 بھارتی فلموں اور 208 غیر ملکی فلموں کی تصدیق کی۔ ساتھ ہی 971 بھارتی اور 227 غیر ملکی مختصر فلموں، 115 بھارتی ویڈیو فیچر فلموں، 654 بھارتیہ ویڈیو مختصر فلموں، 39 غیر ملکی ویڈیو فیچر فلموں اور 446 غیر ملکی ویڈیو مختصر فلموں کو بھی سند عطا کی۔

فلم ڈویژن

فلم ڈویژن کو نیوز ریل اور ڈاکومنٹری کی احیاء کے لئے 1948 میں قائم کیا گیا تھا۔ یہ ڈویژن ڈاکومنٹری اور نیوز ریل بنانے اور تقسیم کرنے والی سب سے بڑی قومی ایجنسی ہے۔ ڈویژن نیوز ریل، ڈاکومنٹری اور دیہی شائقین کے لئے علاقائی زبانوں میں 16 ملی میٹر کی مختصر فلمیں بناتا ہے۔ یہ ادارہ حکومت ہند کی مختلف وزارتوں اور شعبوں کے لئے تعلیمی اور کارٹون فلمیں بھی بناتا ہے۔ فلم ڈویژن کے آرکائیوز میں 8,000 ڈاکومنٹری فلمیں، مختصر فلمیں اور اینیمیشن فلمیں ہیں اپنی 10 تقسیمی شاخوں کے ذریعے، جو بنگلور، ممبئی، کلکتہ، حیدرآباد، لکھنؤ چنئی، مدورے، ناگپور، ترواننت پورم اور وجے واڑا میں کام کررہی ہیں۔ ڈویژن ہر ہفتے ملک بھر میں پھیلے سینما گھروں کو تقسیم کرنے کے لئے اپنی ڈاکومنٹری نیوز ریل دیتا ہے۔ فلم ڈویژن ڈاکومنٹری اور مختصر فلموں کی بین الاقوامی فلم تقریب کا بھی انعقاد کرتا ہے۔ دنیا کی ڈاکومنٹری فلموں کی تحریک میں فلم ڈویژن اہم و طاقتور تنظیم کے طور پر ابھرا ہے۔

فلم ڈویژن ملک کے مختلف حصوں میں فلمی میلوں کا انعقاد کرتا ہے۔ اس نے جے پور، بھونیشور ترواننت پورم اور شملہ میں کامیابیوں اور حصولیابیوں کی ڈاکومینٹری فلموں کا انعقاد کیا۔ 1999 کے دوران ڈویژن نے ترواننت پرم، شملہ، ارناکلم میں انعام یافتہ فلموں کی ڈاکومنٹری فلم فیسٹیول کا انعقاد کیا۔ 2000-1999 کے دوران فلم ڈویژن نے 36 ویں مہاراشٹر فلم فیسٹیول میں

ریاستی ایوارڈ حاصل کیا اور 46 ویں قومی ایوارڈ فیسٹول میں 3 ایوارڈ جیتے۔ فلم ڈویژن کو 26 ویں بین الاقوامی کمرشیل فلم، ٹیلی ویژن اور ویڈیو پروگرام تقریب میں بین الاقوامی جوری ایوارڈ، ایکوٹاپ 1999 سے بھی نوازا گیا۔

فلم ڈویژن کو ڈاکومینٹری فلموں، مختصر فلموں، اور کارٹون فلموں کے دو سالہ ممبئی بین الاقوامی فلم تقاریب کے انعقاد کی ذمہ داری سونپی جاتی ہے۔ فروری 2000 میں ان فلموں کی چھٹی تقریب میں 34 ملکوں کی 542 فلموں کو شامل کیا گیا۔ 87 فلموں کو بین الاقوامی فلم سیکشن کے لئے چنا گیا۔ 2000 میں منعقد تقاریب کے لئے 24.50 لاکھ روپے کی ایوارڈ کی رقم کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اگلا ممبئی بین الاقوامی میلہ فروری 2002 میں ہوگا۔

1998-99 کے دوران فلم ڈویژن نے 35 اخباری رسائل، 51 ڈاکومنٹری، مختصر فلمیں اور ویڈیو فلمیں بنائیں اور 81.29 لاکھ روپے کی آمدنی حاصل کی۔

قومی فلم ترقی کارپوریشن لمیٹڈ

قومی فلم ترقی کارپوریشن لمیٹڈ (NFDCL) کو 1975 میں قائم کیا گیا۔ بعد میں 1980 میں بھارتی فلم برآمدات کارپوریشن اور فلم فائنانس کارپوریشن کو ضم کرکے اس کا پھر سے قیام کیا گیا۔ اس کارپوریشن کا مقصد ہندوستان میں فلموں کے معیار کو بہتر بنانا اور آڈیو ویژول اور متعلقہ شعبوں میں جدید ترین ٹکنالوجی کو فروغ دینا ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اور ملک میں معیار فلم تحریک کو فروغ دینے کے لئے کارپوریشن کئی سرگرمیاں چلاتا ہے۔ جن میں سماجی اعتبار سے مناسب موضوع پر تخلیقی وفنکارانہ بہتری والی اور تجرباتی طرح کی عمدہ فلموں کو مالی تعاون، پیداوار اور مشترکہ پیداوار، تھیٹر ویڈیو اور ٹیلی ویژن جیسے مختلف ذرائع سے فلموں کی تقسیم واشاعت، قومی فلم ترقی کارپوریشن فلمی صنعت کو جدید ترین ٹکنالوجی کے مطابق ضروری قبل از پیداوار اور پیداوار کے بعد بنیادی سہولیات فراہم کراتا ہے تھیٹروں کی تعمیر کے لئے مالی تعاون کا انتظام کرنا، فلم سوسائیٹیوں، قومی فلمی سرکل اور ملکی غیر ملکی فلموں سے منسلک فلمی ہفتوں، بھارتی پنورما کے تعاون سے فلمی تقاریب وغیرہ کے انعقاد سے سینما کے کلچر اور فلموں کی سمجھ کو فروغ دیتا ہے۔ کارپوریشن معیار، مواد اور تعمیری اقدار کے نظریے سے عمدہ کم بجٹ والی فلموں کو بڑھاوا دینے کا تہیہ کرتا ہے۔ بھارت میں فلم بنانے کے لئے پیسہ اکٹھا کرنے کے مسئلے کا حل ان کم بجٹ فلموں کی پیداوار ہے۔

1999-2000 کے دوران قومی فلم ترقی کارپوریشن کے ذریعہ سماجی انصاف اور اختیارات کے نفوذ کی وزارت کے لئے بنائی گئی 'سمر' (ہندی) فلم کو بہترین فلم کے قومی ایوارڈ سے نوازا گیا اس فلم کو بہترین اسکرین پلے ایوارڈ بھی ملا۔ کارپوریشن کی فلم ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر کو بہترین انگریزی فلم کا قومی ایوارڈ بھی ملا۔ فلم کے ایکٹر مموٹی کو ڈاکٹر امبیڈکر کا کردار نبھانے کے لئے بہترین کردار کا ایوارڈ دیا گیا۔ اس فلم کو تیسرا ایوارڈ بہترین آرٹ ڈائرکشن کے لئے نتن دیسائی کو دیا گیا۔ NFDC کی مالی اعانت سے بنی پنجابی فلم شہید محبت کو بہتر پنجابی فلم کے لئے نیشنل ایوارڈ سے نوازا گیا۔ ہندوستانی بین الاقوامی فلم تقریب 2000 کے بھارتی پنورما میں قومی فلم ترقی کارپوریشن کی فلمیں چھائی رہیں اس حصے میں کارپوریشن کے ذریعہ بنائی گئی 5 فلموں کا مختلف درجات کے تحت نمائش کی گئی۔

1999-2000 کے دوران (نومبر 1999 تک 8، فیچر فلمیں بنائی جا چکی تھیں۔ اور 12 دیگر فلموں کے بنانے کا کام مختلف مراحل میں تھا۔ کارپوریشن نے اپنی درآمد کو ٹیلیویژن اور سٹیلائٹ چینل حقوق تک ہی محدود رکھا۔ اور (نومبر 1999 تک) 22 فلمیں درآمد کیں۔

کارپوریشن نے دوردرشن کے مختلف چینلوں ڈی۔ ڈمی 1 ڈی ڈی 2 ڈی ڈی انٹرنیشنل اور علاقائی مووی کلب پر خود کی اور

دیگر ذرائع سے حاصل فلموں کی نمائشیں جاری رکھی۔ کارپوریشن نے ڈی ڈی 1 اور ڈی ڈی 2 کے فلمی گیتوں پرمبنی پروگراموں کو
بنایااورانہیں فروخت کیا۔کلکتہ میں کارپوریشن کے ایم ایم فلم مرکز میں مشرقی علاقوں کے فلم صنعت کے لیئے پروگرام تیارکرنے اور
تیار کرنے کے بعد کی سبھی سہولیات دستیاب ہیں۔ ممبئی میں قومی فلم ترقی کارپوریشن کی 'لیزر سب ٹائٹلنگ' یونٹ ہے جہاں لیٹن
اسکرپٹ کی سبھی غیرملکی زبانوں میں اورعربی میں سب ٹائٹل تیارکرنے کی سہولت دستیاب ہے۔اس یونٹ میں مختلف علاقائی اور
غیرملکی زبانوں میں سب ٹائٹلنگ کا کام بھی ہوتا ہے۔

کارپوریشن نے 4.16 کروڑروپے کی رقم سے قائم، سنے آرٹسٹ ویلیفئر فنڈ، ہندوستانی فلم انڈسٹری کا سب سے بڑا ٹرسٹ
ہے۔ 2000-1999 کے دوران (نومبر تک) ضرورت مند سنیمافنکاروں کو 21.05 لاکھ روپے کا مالی تعاون دیا گیا۔

فلمی تقریب ڈائرکٹوریٹ

فلمی تقریب ڈائرکٹوریٹ کا قیام 1973 میں بھارت سرکار کی وزارت اطلاعات ونشریات کے تحت عمل میں آیا تھا۔اس کا
اہم مقصد معیاری سینما کی حوصلہ افزائی کرنا تھا۔ڈائرکٹوریٹ نے ہرسال قومی فلمی تقریب کا انعقاد کر کے اچھی ہندوستانی فلموں
کے لیئے ایک پلیٹ فارم مہیا کرایا ہے۔ بین الاقوامی سطح پر بھی تہذیبی مفاہمت اوردوستی کی ترقی اس کے ذریعے ہوئی ہے۔ملک
کے اندرناظرین کودنیا کی عمدہ ترین نئی فلموں کودیکھنے کا موقع ڈائرکٹوریٹ نے میسر کرایا ہے۔

بھارت کا 31 واں بین الاقوامی فلمی میلہ نئی دلی میں 10 سے 20 جنوری کے درمیان منعقد ہوا۔اس میلے میں منعقد زمرے
تھے۔''عالمی سینما' ایشیائی ڈائرکٹروں کی مقابلہ جاتی فیچر فلمیں، انڈین پنوراما' ماضی کا جائزہ رخراج تحسین' اور مین اسٹریم کا سنیما''
وغیرہ۔ میلے کی ایک خاصیت اورتھی کہ اس میں سری لنکا کے لیسٹرجیمس پیریز کولائف ٹائم حصولیابی ایوارڈ سے نوازا گیا۔ یہ ایوارڈ
سنیما میں نمایاں اشتراک کے لیئے کسی غیرملکی شخصیت کودیا جاتا ہے۔

جولائی 1999 میں منعقد 46 ویں فلم میلے میں شیام بینگل کی ہدایت کاری میں 'سمر' (ہندی) اور سنجے کاک کی ہدایت کاری
میں 'فارسٹ ہنکس اے برج' فلموں کو بالترتیب بہترین فیچر فلم اور بہترین غیرفیچر فلم کے لیئے ایوارڈ کے لیئے منتخب کیا گیا۔سنیما پر
بہترین کتاب کا ایوارڈ ڈاکٹر کشوروامانی کوان کی کتاب ''سمواروں کا و شلیشن'' کے لیئے دیا گیا۔محترمہ میناکشی شیڈے کوسال
1998 کی بہترین تنقید نگار کے ایوارڈ کے لیئے چنا گیا۔ 1998 کا پروقار داداصاحب پھالکے ایوارڈ ہدایت کار بی آر۔ چوپڑا کو
ملا۔ یہ ایوارڈ 15 فروری 2000 کوعطا کیئے گیے۔

47 ویں قومی فلم تقریب کے مختلف زمرات کے ایوارڈ حاصل کنندگان کو 18 ستمبر 2000 کوایوارڈ عطا کیئے گیے۔ 1999
کی بہترین فیچر فلم کا ایوارڈ ملیالم فلم، وان پرستھم، کودیا گیا۔مقبول تفریحی فلم کا ایوارڈ ہندی فلم، سرفروش کوملا۔قومی وحدت پر بہترین
نرگس دت ایوارڈ پنجابی فلم 'شہیداودھم سنگھ کودیا گیا۔ کسی ہدایت کار کی پہلی فلم کے درجے میں بہترین فلم کا ایوارڈ ہریانوی فلم 'لاڈو'
اورانگریزی فلم 'ڈالرڈریم' کومشترکہ طور پر ملا۔

صحت اورخاندانی بہبود کی وزارت کے لیئے شیام بینگل کی ہدایت کاری میں بنی، ہری بھری، فلم کوخاندانی بہبود کے موضوع پر
بہترین فلم کا اعلان کیا گیا۔ معاشرتی مسائل پر بہترین فلم وزارت صحت وخاندانی بہبود کے لیئے ہی امول پالیکر کی ہدایت کاری
میں بنی فلم ''کیری'' (ہندی) کومنتخب کیا گیا۔گل بہارسنگھ کی ہدایت کار میں بنی فلم 'گول' (ہندی) کو بہترین بچوں کی فلم کا ایوارڈ دیا
گیا۔بہترین ہدایت کاری کا ایوارڈ بدھ دیوداس گپتا کوان کی بنگلہ فلم 'اترا' کے لیئے دیا گیا۔

بہترین ایکٹر کا ایوارڈ موہن لال کوملیالم فلم، وان پرستھم میں اداکاری کے لیئے دیا گیا جب کہ کرن کھیر نے بنگلہ فلم ابری والی'

میں اداکاری کے لئے بہترین اداکارہ کا خطاب جیتا۔ بہترین پلے بیک سنگر کا ایوارڈ ایم جی شری کمار کو اور بہترین پلے بیک سنگر (خواتین) کا ایوارڈ محترمہ بے شری داس گپتا کو دیا گیا۔ اسپیشل جوری ایوارڈ کلا بھاؤنا منی کو ملیالم فلم دستھیم لکشیوم پنے نجانم میں ان کی اداکاری کے لئے دیا گیا۔

فلم تقاریب ڈائرکٹریٹ نے بھارت کے ثقافتی مبادلہ پروگرام کے تحت فن لینڈ، سویڈن، سائپرس، اٹلی اور نیدرلینڈ کی فلموں کی تقریب منعقد کی گئی۔ جرمنی، منگولیا اور روس میں ہندوستانی فلم ہفتہ کا انعقاد کیا گیا اس کے علاوہ سارک فلم تقاریب اور فرانس و مصر میں ہندوستانی فلم ہفتہ میں نمائش کے لئے بھی فلمیں بھیجی گئیں۔ ڈائرکٹریٹ نے غیر ممالک میں منعقد 51 فلم تقاریب میں حصہ لیا۔

بھارتی قومی فلمی محافظ خانہ

اس فلمی محافظ خانہ کا قیام فروری 1964 میں وزارت اطلاعات ونشریات کی تعاونی اکائی کے طور پر عمل میں آیا تھا۔ اس کے تین اہم مقاصد ہیں (i) بھارتی سینما کے ورثہ کی تلاش اکتساب اور آئندہ نسلوں کے لئے ان کا تحفظ (ii) دستاویزوں اور اعداد وشمار کی درجہ بندی وفلموں سے منسلک تحقیق اور (iii) فلمی ثقافت کی نشر واشاعت کے مرکز کے طور پر کام کرنا۔ محافظ خانہ کا صدر مقام پونا میں ہے اور بنگلور تر واننت پورم اور کلکتہ میں اس کے علاقائی دفاتر ہیں۔ اس کا 16 ملی میٹر والی فلموں کو تقسیم کرنے والا کتب خانہ تمام ملک میں اپنے ممبروں کو سہولیات فراہم کرتا ہے۔ محافظ خانہ مئی 1969 سے ہی بین الاقوامی فلمی محافظ خانہ وفاق کا ممبر ہے۔ جو اسے تحفظاتی تکنیک۔ دستاویز، کتابیات وغیرہ پر ماہرین کے مشورے اور مواد فراہم کراتا ہے۔ یہ شعبہ مبادلہ تاریخی دستاویزات پروگرام کے تحت دیگر محافظ خانوں کے ساتھ نادر فلموں کے مبادلے میں تعاون کرتا ہے۔ محافظ خانہ پونا میں سالانہ طور سے چار ہفتے کا فلمی قدردانی کورس چلاتا ہے۔ یہ دیگر ایجنسیوں کے تعاون سے ملک کے دوسرے حصوں میں بھی کئی کم وقتی کورس کا بھی انعقاد کرتا ہے۔

قومی فلمی مرکز برائے اطفال ونوجوان

اس ادارے کو 1955 میں قائم کیا گیا تھا۔ پہلے یہ قومی اطفال ونوجوان فلم مرکز کے نام سے جانا جاتا تھا۔ اس کے قیام کا مقصد فلموں کے ذریعے بچوں کو اقدار کے ساتھ ساتھ تفریح فراہم کرنا تھا۔ اس کا کام بچوں کے لئے فلمیں بنانا، انہیں حاصل کرنا، تقسیم اور نمائش کرنا ہے۔

مرکز کے ذریعے بنی فلموں کو اضلاع کے مطابق پیکج پروگرام کے تحت فلموں کی نمائش کرتا ہے۔ 2000-1999 کے دوران ایسے 59 پروگراموں کے 2502 شو ہوئے جنہیں 11.61 لاکھ لوگوں نے دیکھا۔ ان پروگراموں کو حالیہ سالوں میں شمال مشرقی اور دور دراز کے نئے علاقوں میں لے جانے کی خصوصی کوششیں کی جارہی ہیں۔ مزید براں، سوسائٹی کے ساتھ کام کر رہے دیگر تنظیموں نے بھی 4,413 شو منعقد کے جن میں 74۔22 لاکھ ناظرین نے حصہ لیا۔

مرکز کے ذریعے بنی فلموں کو مختلف قومی اور بین الاقوامی فلمی تقریبوں میں ارسال کیا جاتا ہے۔ سوسائٹی کے ذریعہ بنی فلموں کو کئی اعزاز بھی مل چکے ہیں۔ مرکز میں ہر دوسرے سال اپنی بین الاقوامی فلمی تقریب کا انعقاد بھی کرتا ہے۔

اشتہار اور مرئی نشر واشاعت ڈائرکٹوریٹ

اشتہار اور مرئی نشر واشاعت ڈائرکٹوریٹ (D.A.V.P) سرکار کی اولین ملٹی میڈیا اکائی ہے۔ جو لوگوں کو مرکزی حکومت کی

پالیسیوں، منصوبوں اور پروگراموں کی جانکاری دیتی ہے اور ترقیاتی سرگرمیوں میں حصہ لینے پر آمادہ کرتی ہے۔ یہ مختلف زبانوں کے اخباروں، پریس اشتہاروں، ریڈیو اور ٹی وی پر سماعی و بصری نشر و اشاعت، بیرونی تشہیر اور نمائشوں کے تعاون سے سبھی وزارتوں، محکموں، خود مختار تنظیموں اور عوامی سیکٹر کے کاروباروں کی پیغام رسائی کی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے۔ یہ ملک کی سب سے بڑی اشتہاری ایجنسیوں میں سے ایک ہے جو تقریباً 5.196 سے زائد اخباروں/رسالوں میں اپنے اشتہار دیتی ہے۔ ڈائرکٹوریٹ کے اشتہاری مواد 545 زمروں کے 15 لاکھ پتوں پر ارسال کئے جاتے ہیں۔ نئی دہلی میں قائم صدر مقام کے علاوہ ڈائرکٹوریٹ کے دو علاقائی دفاتر بنگلور اور گوہاٹی میں ہیں۔ کلکتہ اور چنئی میں ڈائرکٹوریٹ کے علاقائی تقسیمی مراکز ہیں۔ ملک بھر میں 35 علاقائی نمائش اکائیاں ہیں۔

مواد کی طباعت

اشتہار او رمرئی نشر و اشاعت ڈائرکٹوریٹ انگریزی، ہندی اور علاقائی زبانوں میں اپنے مواد شائع کرتا ہے۔ 1999-2000 میں ڈائرکٹوریٹ نے دیہی ترقی، صحت اور خاندانی فلاح و بہبود، انکم ٹیکس، ترقی خواتین و اطفال، قومی یکجہتی اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی، مرکزی بجٹ، ایڈس، مدافعت، لعنت منشیات، نشہ بندی وغیرہ منصوبوں/پروگراموں سے منسلک فوٹوز، کتابچے، بروشر، پوسٹر، اسٹیکر، وال ہینگر وغیرہ تیار کئے۔ اس دوران نکالے گئے کچھ اہم اشاعتی مواد میں شامل ہے مختلف مواقع پر وزیر اعظم کے ذریعہ کی گئی تقریریں۔

بیرونی تشہیر

1999-2000 کے دوران اشتہار اور مرئی تشہیر ڈائرکٹریٹ کی بیرونی شاخ (آؤٹ ڈور پبلیسٹی) نے حکومت کے مختلف پروگراموں اور موضوعات جیسے۔ قومی اتحاد اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی، صارفین حقوق، قومی فلم تقاریب، دیہی ترقی، نشیلی اشیاء کی برائیاں، سڑک تحفظات وغیرہ پر قومی پیمانے پر تشہیر مہم کا انعقاد کیا۔

نمائش

اشتہار اور مرئی ڈائرکٹریٹ نے حکومت کے مختلف پروجیکٹ، پروگراموں اور پالیسیوں کی تشہیر کے لئے 1,690 دنوں تک 279 نمائشوں کا انعقاد کیا۔ ان میں 7 موبائل نمائشی گاڑیاں، 7 خاندانی بہبود پروگرام اور 21 عام نمائشی اکائیاں شامل ہیں۔

سماعی و بصری تشہیر

1999-2000 کے دوران تقریباً 5,500 آڈیو (سماعی) اور 200 ریڈیو (بصری) پروگرام تیار کئے گئے اور ان کے آکاش وانی سے 39,000 اور دوردرشن سے 7,100 نشریات ہوئیں۔ یہ پروگرام ہندی انگریزی اور کچھ علاقائی زبانوں میں بنائے گئے اور آکاش وانی اور دوردرشن کے ذریعہ انکو ملک بھر میں نشر کیا گیا۔

سال کے دوران ڈائرکٹریٹ نے عوامی بہبود کے موضوع پر ''آؤ ہاتھ بڑھائیں'' خاندانی بہبود پر ''حسین لمحے'' ''دیہی ترقی پر'' گاؤں وکاس کی اور'' ''چلو گاؤں کی اور'' اور ایڈس کی روک تھام پر ''جیو اور جینے دو'' صارفین حقوق پر ''اپنا حق'' اور خواتین اور ترقی اطفال پر ''نیا سویرا'' نام سے ریڈیو پر پروگرام تیار کئے اور آکاش وانی سے اسپانسر کئے پروگرام کے طور پر انہیں نشر کیا گیا۔ وائی۔ 2 کے مسئلے، بچوں کی مزدوری، اور عام انتخابات کے بارے میں ویڈیو نشریات بھی جاری کی گئیں۔

پریس اشتہارات

مرکزی حکومت کی مختلف وزارتوں رمحکموں اور کچھ خودمختار اداروں کی طرف سے ڈائرکٹوریٹ نے پریس اشتہار جاری کیئے۔ بھرتیوں، ٹینڈروں اور نیلامیوں کے درجہ بند اشتہار کے علاوہ مختلف اشتہاروں کے موضوعات پر مختلف ساخت کے نمائشی اشتہار بھی جاری کیئے گئے۔ خصوصی مواقع رایام پر ضمیمے نکالے گئے۔ 2000-1999 کے دوران اخباروں اور رسالوں کو انگریزی، ہندی اور علاقائی زبانوں میں 21,055 سے زائد پریس اشتہار جاری کیئے گئے۔ ان میں سال کے دوران منائے گئے اہم ایام تاریخوں رمواقع اور اہم موضوعات پر جاری اشتہار شامل ہیں۔ 11 امن کے لئے قوت کے عنوان سے خاص اشتہاری جاری کیا گیا۔

ماس میلنگ ونگ

اشتہار اور مرئی ڈائرکٹریٹ کی ماس میلنگ ونگ ایشیا کی سب سے بڑی ماس میلنگ ونگ میں سے ایک ہے۔ اس کے پاس 557 زمرات کے تقریباً 15 لاکھ تنظیموں کے پتے محفوظ ہیں۔ ان پتوں کو باقاعدہ اپ ڈیٹ کیا جاتا ہے اور وقتاً فوقتاً ان پر نظر ثانی کی جاتی ہے۔

علاقائی تشہیری ڈائرکٹوریٹ

علاقائی تشہیری ڈائرکٹوریٹ حکومت اور عوام کے درمیان دوطرفہ رابطے کے طور پر کام کرنے والا دیہی ترقی بین انفرادی ابلاغ کا ایک سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ ''پنج سالہ منصوبہ اشتہاری تنظیم'' کے نام سے اسے 1953 میں قائم کیا گیا تھا۔ اور اس کا واحد مقصد منصوبے کو مشتہر کرنا تھا۔

1959 میں تنظیم کا نام بدل کر علاقائی تشہیری ڈائرکٹوریٹ کر دیا گیا۔ پچھلے کئی سالوں میں اس تنظیم کے میدان عمل کے ساتھ ساتھ اس کے مقاصد اور نصب العین کی بھی توسیع ہوئی ہے۔

ڈائرکٹوریٹ کے نصب العین اور مقاصد اس طرح ہیں (1) حکومت کی پالیسیوں اور پروگراموں کے بارے میں لوگوں کو براہ راست جانکاری دینا (2) عوام کو جمہوریت سوشلزم (اشتراکیت) اور سیکولرزم جیسی بنیادی قومی اقدار کی تعلیم دینا (3) قومی تعمیر کے پروگراموں میں عوام کا فعال تعاون حاصل کرنا اور ساتھ ہی ترقی و بہبود کے پروگراموں کی موافقت میں عوام کا رجحان بنانا اور (4) حکومت کے پروگراموں، پالیسیوں اور دیہی سطح پر ان پر عمل درآمد کے بارے میں عوام کے ردعمل سے سرکار کو واقف کرانا تاکہ ضرورت پڑنے پر مناسب کارروائی اور صحیح اقدام کیئے جاسکیں۔ ڈائرکٹوریٹ خاص طور پر اجتماعی مباحثے، عوامی جلسے، سیمیناروں، سمپوزیم وغیرہ جیسے بین انفرادی ابلاغی ذرائع کا استعمال کرتا ہے۔ جس کے تعاون سے یہ عوام تک اپنے پیغام پہنچاتا ہے۔ پروگراموں کو موثر بنانے کے لئے، ریلیوں سے جیسے رنگارنگ پروگراموں کے علاوہ نغمہ سرائی، رنگولی مباحثے، مضمون لکھنا، کھیل کود جیسے مقابلوں کا بھی انعقاد کیا گیا۔

دہلی میں صدر مقام کے علاوہ ملک بھر میں اس کے 22 صوبائی دفاتر اور 268 فیلڈز اکائیاں کام کررہی ہیں۔ 2000-1999 کے دوران ڈائرکٹوریٹ نے 49,521 فلم شو، 60,532 زبانی ابلاغ، 13,819 خصوصی پروگراموں اور 35,573 تصویری نمائشوں کا انعقاد کیا گیا۔ صوبائی دفاتر نے اپنے اپنے علاقوں کے رائے عامہ کے قائدین کے ساتھ ملک کے دیگر حصوں کے آٹھ سیر وتفریح کے پروگرام بنائے۔

گیت اور ڈرامہ ڈویژن

گیت اور ڈراما ڈویژن کا قیام آل انڈیا ریڈیو کی ایک اکائی کے طور پر 1954 میں عمل میں آیا تھا۔ 1960 میں اسے وزارت اطلاعات ونشریات کے تحت ایک دفتر کی شکل میں خود مختار میڈیا اکائی کا درجہ فراہم کیا گیا۔ اس کا قیام پنج سالہ منصوبے کے لئے براہ راست بالتدبیر میڈیا کے ذریعے، خاص کر روایتی اور لوک پرچار کے ذرائع کے مختلف فارموں (ہیئتوں) کا استعمال کرنے کی غرض سے کیا گیا تھا۔ یہ تنظیم عوام کے ساتھ فوراً الحاق قائم کرنے اور نئی نئی آراء کو موثر ڈھنگ سے اپنے پروگراموں میں شامل کرنے کی بہتر حالت میں ہے۔ یہ روایتی ڈرامہ، اوپیرا (رقص ڈرامے) لوک گیت، کٹھ پتلی جیسے مختلف اسٹیج پروگراموں میں روشنی، موسیقی کا استعمال کر کے شائقین کا دھیان قومی زندگی اور مختلف فیلڈ میں ہونے والی ترقی کے مختلف پہلوؤں کی طرف مبذول کراتا ہے۔

ڈویژن کے بھوپال، کلکتہ، چنڈی گڑھ، دہلی، گوہاٹی، لکھنؤ، چنئی، پونا، بنگلور اور رانچی میں 10 علاقائی مراکز ہیں۔ اس کے 9 ذیلی مراکز بھونیشور، حیدرآباد، پٹنہ، امپھال، جودھپور، دربھنگہ، نینی تال، شملہ اور سری نگر میں ہیں۔

گیت اور ڈرام ڈویژن کے ذریعے سرحدی علاقوں میں تشہیر کا منصوبہ 1966 میں شروع کیا گیا۔ اس کا مقصد حساس بین الاقوامی سرحدی علاقوں میں عوام کا حوصلہ بلند رکھنے اور انہیں ملک کی یک جہتی اور سالمیت کے جذبے سے پرکھنا ہے۔ 1967 میں فوجی تفریح شاخ کی تشکیل کی گئی۔ اس کا مقصد سرحدی علاقوں میں مقرر فوجیوں کی تفریح کرنا ہے۔ نو دستوں میں سے ایک چنئی میں اور بقیہ دہلی میں ہیں۔ ڈویژن نے 1976 میں لائٹ اینڈ ساؤنڈ (روشنی اور آواز) اور سیمابی آمیزش سے ایک نئے ذرائع کی شروعات کی ہے۔ دہلی اور بنگلور میں ایک ایک لائٹ اینڈ ساؤنڈ اکائی ہے۔ 1981 میں ڈویژن نے قبائلی لوگوں کی حصہ داری کی غرض سے رانچی میں قبائلی مرکز قائم کیا ہے۔ یہ پروگرام بہار، اڑیسہ اور مدھیہ پردیش کا احاطہ کرتا ہے۔

گیت اور ڈراما ڈویژن وزارت اطلاعات ونشریات کے تحت اپنی تعاون میڈیا اکائیوں، مرکزی ریاستی حکومت کے محکموں اور رضا کار تنظیموں کے ساتھ تال میل سے علاقائی پروگرام پیش کرتا ہے۔ ڈویژن وزارت صحت اور خاندانی بہبود، دفاع، دیہی علاقے اور روزگار، فلاح وبہبود، ترقی انسانی وسائل وغیرہ وزارتوں سے نزدیکی تال میل رکھ کر کام کرتا ہے۔ 2000-1999 کے دوران ڈویژن نے اہم قومی موضوعات اور حکومت کی پالیسیوں کی بنیاد پر 38,576 سے زائد پروگرام پیش کئے۔ ان میں سے زیادہ تر پروگرام دیہی اور نصف شہری علاقوں میں منعقد کئے گئے۔

ٹریننگ

بھارتی ادارہ برائے فلم اور ٹی وی

بھارتی ادارہ برائے فلم اور ٹی وی، پونے فلم اور ٹیلیویژن کے آرٹ وفن کی تربیت دیتا ہے۔ ادارے میں طلباء کو فلم اور ٹیلیویژن کے باقاعدہ نصابوں میں داخلہ دیا جاتا ہے اور تین سطحی نصاب کے کامیاب تکمیل پر ہدایت کاری، سنیمیٹوگرافی، ادارت اور آڈیوگرافی میں ڈپلوما دیا جاتا ہے۔ ادارہ میڈیا، ٹیلیویژن اور آڈیوگرافی سے متعلق مختلف موضوعات میں قلیل مدتی کورس بھی چلاتا ہے اور دوردرشن میں کام کرنے والے ملازمین کو پروگرام بنانے اور تکنیکی طریقہ کاری کی تربیت دیتا ہے۔ بھارتی اطلاعاتی خدمات کے افسران کے لئے قلیل المدتی کورس بھی منعقد کئے جاتے ہیں۔

بھارتی فلم اور ٹیلیویژن ادارہ مختلف قومی اور بین الاقوامی فلم تقاریب میں پابندی سے طلباء ڈپلومہ فلموں کو نمائش کے لئے بھیجتا

ہے۔ چارز پلومہ فلمیں۔ آف کنیفوس ایس۔ اسپورٹس اینڈ ٹائے گنس ،نظر کا دھوکہ، واکسیس ، کجرامبت والا، نئی دہلی میں منعقد بھارت کے 31 ویں بین الاقوامی فلمی تقریب میں دکھائی گئیں۔

سال کے دوران ادارے کی فلمیں جن میلوں میں دکھائی گئیں وہ ہیں۔ سارک فلم تقریب ،تائی پائی فلم تقریب ،فرانس میں کلیر بھونٹ ، فیرنڈ چھوٹی فلم تقریب ،میونخ میں فلم اسکولوں کی فلم تقریب بین الاقوامی طلبا ،فلم تقریب ،سیہہ سوسٹ، پوسٹ ڈیم جرمنی ،ای کول سپر یرڈ می آڈیو ویزول فرانس کے ذریعہ منعقد فلم اسکول تقاریب ، شکاگو فلم تقریب اور کیرل کی بین الاقوامی فلم تقریب۔

ادارہ این۔ ایف۔ اے۔ آئی کے ساتھ مل کر ہر سال گرمیوں میں چار ہفتے کا فلم قدر روانی پروگرام چلاتا ہے۔

ستیہ جیت رے فلم اور ٹی وی ادارہ

ستیہ جیت رے فلم اور ٹی ادارہ کا قیام 1995 میں کلکتہ میں ہوا اور مغربی بنگال سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ 1961 کے تحت ایک تنظیم کی شکل میں اس کا رجسٹریشن 18 اگست 1995 کو کیا گیا۔ ادارہ فلم اور ٹی وی ر پروگراموں کی تیاری اور متعلقہ دوسرے موضوعات پر تربیت دینے کا کام کرتا ہے۔ اور تربیت یافتہ لوگوں کو ڈپلوما کی ڈگری دیتا ہے اس وقت درج ذیل مضامین پر 3 سال کے ڈپلوما کورس میں تربیت دی جاری ہے۔ (1) فلم ہدایت کاری اور اسکرین پلے تحریر (2) فلم فوٹوں گرافی (3) ایڈیٹنگ اور (4) ساؤنڈ ریکارڈنگ ۔ادارہ ایک خودمختار تنظیم ہے اس کی ایک انتظامی کونسل، مستقل مالی کمیٹی اور چیئرمین کے تحت باعمل کونسل ہے جو ادارہ کے بھی صدر ہوتے ہیں۔ طلبا کے پہلے بیچ نے ڈپلومہ پورا کرلیا ہے۔ ادارے نے جرمنی کے ساتھ طلبا کے مبادلے کا معاہدہ کیا ہے۔

بھارتی ادارہ برائے ماس کمیونیکشن

بھارتی ادارہ برائے ماس کمیونیکشن ماس کمیونکیشن کی اعلی تعلیم ،تحقیقات اور تربیت کا خودمختار ادارہ ہے۔ اس کا قیام 1965 میں ہوا تھا اور یہ سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ 1,865 کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ اس ادارے کو وزارت اطلاعات ونشریات کے ذریعہ حکومت ہند سے صد فی صد تعاون ملتا ہے۔ اس کی دھینکال (اڑیسہ) کوٹیام (کیرل) جھابوا، (مدھیہ پردیش) اور دیما پور (ناگالینڈ) میں چار شاخیں ہیں۔

ادارہ مندرجہ ذیل اہم نصابوں کو چلاتا ہے۔

(1) بھارتی اطلاعاتی خدمات گروپ A کے افسران کے لئے جدید نصاب (2) صحافت (انگریزی) میں پوسٹ گریجویٹ ڈپلومہ۔ نئی دلی اور دھینکال (اڑیسہ) (3) صحافت (ہندی) میں پوسٹ گریجویٹ ڈپلومہ نصاب (4) اشتہار اور عوامی رابطے میں پوسٹ گریجویٹ ڈپلومانصاب (5) ریڈیو اور ٹیلیویژن صحافت میں پوسٹ گریجویٹ ڈپلومہ نصاب اور (6) غیر جانب دار اور ترقی پذیر ملکوں کے لئے ترقیاتی صحافت میں پوسٹ گریجویٹ ڈپلومہ نصاب۔ ادارہ مرکزی ریاستی حکومت، پبلک سیکٹر کی تنظیموں میں کام کرر ہے کارکنوں کی میڈیا تربیت کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے قلیل مدتی مخصوص نصاب اور ورکشاپ کا انعقاد کرتا ہے۔ فوج اور پولیس کے سینئر افسران کے لئے بھی کورس چلائے جاتے ہیں۔ ادارہ بین الاقوامی تنظیموں اور دیگر ایجنسیوں کے ذریعہ چلائی جارہی اور مالی اعانت یافتہ کورسوں کو بھی چلاتا ہے۔ اس کے علاوہ ادارہ مرکزی حکومت کے مختلف میڈیا اکائیوں میں کام کرنے والے بھارتی اطلاعاتی خدمات کے ملازموں کے لئے بھی کئی ریفریشر کورسوں کا انعقاد کرتا ہے۔

پچھلے کئی سالوں میں بھارتی ادارہ برائے ماس کمیونکیشن کے بین الاقوامی تنظیموں، سرکاری اور غیر سرکاری اداروں کے لئے کئی بڑی تحقیقاتی پروجکٹوں کو بھی چلاتا ہے۔

اسٹاف تربیت ادارہ (پروگرام)

دہلی میں 1948 میں قائم آل انڈیا ریڈیو کا اسٹاف تربیت ادارہ (پروگرام) اور نظامتی ملازمین کے مختلف عملے کو خدماتی مدت کے دوران تربیت فراہم کرتا ہے۔ اسکے علاوہ کٹک میں بھی ایک ایسا ادارہ ہے اور حیدرآباد، شیلانگ، احمد آباد، ترواننت پورم اور لکھنؤ میں پانچ صوبائی تربیتی ادارے ہیں۔ جو اپنے اپنے خطوں کے ریڈیو اسٹیشنوں کو تربیتی ضرورتوں کو پورا کرتے ہیں۔ یہ ادارے منتظمین کے لئے کئی محکمہ جاتی امتحان بھی منعقد کرتا ہے۔

ادارہ سینئر سطح کے افسروں کے لئے ہر عملہ اور مالی منتظمہ پروگرام چلاتا ہے۔ پروگرام منتظمین اور نشریاتی منتظمین کے لئے اساسی کورس بھی چلاتا ہے۔ مختلف آڈیو خاکوں اور خاص ناظرین پروگراموں کے لئے خصوصی تیار شدہ کورس اور ورکشاپ کا انعقاد کرتا ہے۔ عام آفس منتظمہ محکمہ جاتی جانچ، اکاؤنٹ پروفارما، آفس ریکارڈ کے رکھ رکھاؤ کے بارے میں انتظامی تربیتی کورس کو بھی چلایا جارہا ہے۔ 1999-2000 کے دوران ادارے نے 1,423 ملازمین کے 85 کورسوں کو بھی چلایا۔

اسٹاف تربیتی ادارہ (تکنیکی)

اسٹاف تربیتی ادارہ (تکنیکی) آکاش وانی اور دوردرشن کے انجینئرنگ ملازموں کی تربیت سے متعلق ضرورتیں پوری کرتا ہے۔ تربیت کے میدان ہیں: مختلف سطحوں میں سیدھی بھرتی کے گئے کارکنوں کے لئے معیاری کورس، صلاحیت میں اضافے کے لئے کورس، جدید نشریاتی تکنیک اور اعلا تکنیکی ملازمین کے لئے انتظامی امور کے کورس۔ ادارہ انجینئرنگ اسٹاف کو انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ٹکنالوجی اور انڈین انسٹی ٹیوٹ آف سائنس (بنگلور) جیسے سرکردہ اداروں سے گریجویٹ ڈگری حاصل کرنے میں مدد دیتا ہے۔ یہ اعلا انجینئرنگ کارکنوں کو آئی آئی پی اے، این آئی ٹی آئی آئی جیسے مینجمنٹ اداروں میں تربیت کا بھی انتظام کرتا ہے۔ ادارہ کے درج ذیل ذمہ داریاں ہیں ڈیپارٹمنٹل مقابلہ جاتی امتحانوں کا انتظام، سیدھی بھرتی کے امتحان کی تیاری، تکنیکی دستور عمل تیار کرنا، حفاظتی دستور عملی تیار کرنا تکنیکی مونوگراف بنانا اور سہ ماہی نیوز میگزین کی اشاعت۔

ادارے نے سال 1999-2000 کے دوران 130 کورس چلایا ہے اور 1800 انجینئرنگ کارکنوں کو تربیت فراہم کیا کچھ پڑوسی ترقی پذیر ملکوں کے ترسیل کے شعبہ سے جڑے افسران/کارکن بھی ان کورسوں میں پابندی سے شامل ہوتے ہیں کچھ کورسز آئی ٹی یو، اے آئی وی ڈی ڈیوس بیلے ریڈیو ٹریننگ سنٹر (جرمنی) جیسے بین الاقوامی اداروں اور ایجنسیوں کے تعاون سے چلائے گئے ہیں۔

12۔ بنیادی اقتصادی اعداد وشمار

ہمارا ملک قدرتی وسائل اور افرادی قوت سے مالا مال ہے۔ لیکن ان کا بھرپور استعمال نہیں ہو پایا ہے۔ جب کہ ان کے بہتر استعمال کے قومی امکانات ہیں۔ بھارتی معیشت میں زراعت کا اثر سب سے نمایاں ہے۔ پچھلی دہائی میں زراعت کے میدان میں اہم تبدیلی دیکھنے میں آئی ہے۔ ہماری قومی آمدنی کا تقریباً ایک تہائی حصہ زراعت اور اس سے منسلک صنعتوں سے حاصل ہوتا ہے اور ملک میں موجود قوت مزدوری کا تقریباً دو تہائی حصہ زرعی کاموں میں مصروف ہے۔ 1947 سے ملک کی معیشت میں تنوع پیدا کرنے کے لئے قومی سطح پر کوششیں کی جارہی ہیں۔

وزارت منصوبہ بندی پروگرام عمل درآمد کے تحت شعبہ شماریات ملک میں سرکاری شماریاتی طرز کا اعلیٰ ادارہ ہے۔ یہ شعبہ ہندوستانی شماریاتی خدمت عاملہ کے کنٹرول کا اختیار بھی رکھتا ہے۔ یہ بھارتی شماریاتی ادارہ، جو کہ قومی اہمیت کا خود مختار اور رجسٹرڈ سائنسی ادارہ ہے، کا انتظامی شعبہ بھی ہے۔ اس شعبے میں مرکزی شماریاتی ادارہ (C.S.O) قومی سیمپل سروے تنظیم (NSSO) کمپیوٹر مرکز اور تنخواہ وکھاتہ دفاتر شامل ہیں۔

مرکزی شماریاتی تنظیم

مرکزی شماریاتی تنظیم، شماریاتی معیاروں کی تشکیل وانہیں بنائے رکھنے، قومی اکاؤنٹ سے متعلق کاموں، صنعتی شماریات، دستی کام نہ کرنے والے شہری ملازموں کے لئے صارف قیمت اشاریوں، معاشی شمار اور سروے، دفتری شماریات سے متعلق معاملوں میں قومی اور بین قومی ایجنسیوں سے تال میل کے لئے ذمہ دار ہے۔ قومی شماریاتی تنظیم کی صدارت ایک ناظم اعلیٰ کرتا ہے۔ جس کی مدد کے لئے دو ایڈیشنل ڈائرکٹر جنرل، 5 ڈپٹی ڈائرکٹر جنرل، 24 جوائنٹ ڈائرکٹر اور دیگر امدادی ملازمین ہوتے ہیں۔ یہ تنظیم دہلی میں قائم ہے۔ صنعتی اعداد وشمار سے جڑے اس کے کاموں کا بڑا حصہ کلکتہ میں پورا کیا جاتا ہے۔

قومی اور فی کس آمدنی

قومی آمدنی کی تعریف کے مطابق قومی آمدنی عام طور سے ملک میں رہنے والے شہریوں کے ذریعے پیداواری ذرائع سے حاصل آمدنی ہے، جس میں سے بلاواسطہ ٹیکس گھٹائے نہ گئے ہوں۔ یہ خالص قومی پیداوار کی پیداواری لاگت کے برابر ہوتی ہے۔ جدول 12.1 میں رواں قیمتوں اور 94-1993 کی قیمتوں کی بنا پر قومی آمدنی اور فی کس آمدنی ظاہر کی گئی ہے۔ جدول 12.2 میں چالو قیمتوں پر قومی پیداوار و متعلق اعداد وشمار دیئے گئے ہیں۔ جدول 12.3 میں پبلک سیکٹر کی کارگزاریاں پیش کی گئی ہیں اور جدول 12.4 میں 94-1993 سے آخری ذاتی صرف خرچ، خالص گھریلو بچت اور تشکیل اصل کے اعداد وشمار دیئے گئے ہیں۔

اقسام کارکن

1991 کی مردم شماری کے لئے آبادی کو اہم کارکنوں (نو بڑے صنعتی درجوں میں منقسم) حاشیائی کارکنوں اور غیر کارکنوں

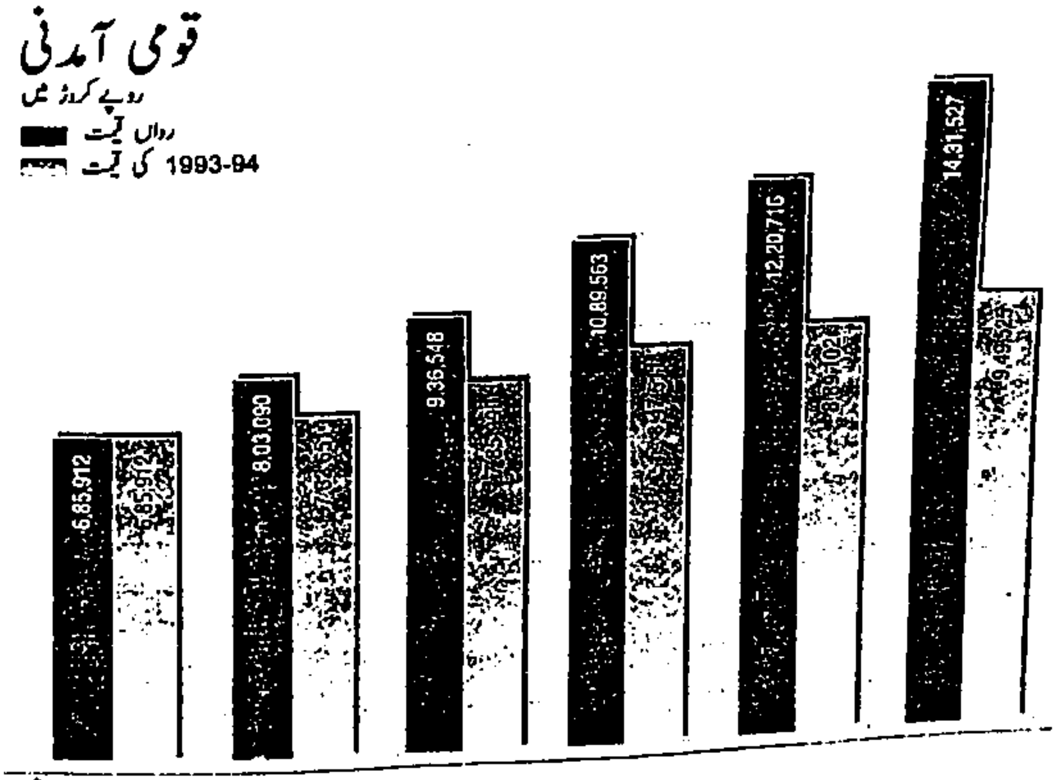
قومی آمدنی
روپے کروڑ میں
رواں قیمت
1993-94 کی قیمت
6,85,912
8,03,090
9,36,548
10,89,563
12,20,716
14,31,527

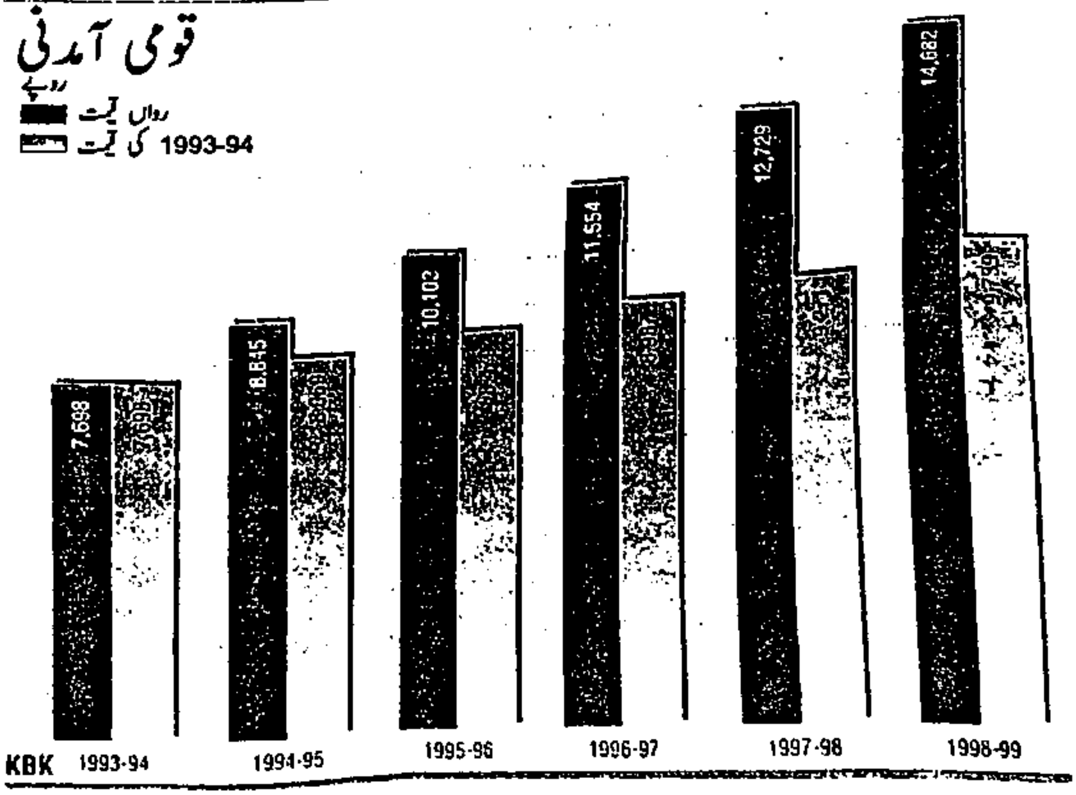
قومی آمدنی
روپے
رواں قیمت
1993-94 کی قیمت
7,698
8,645
10,102
11,554
12,729
14,682
KBK
1993-94
1994-95
1995-96
1996-97
1997-98
1998-99

میں تقسیم کیا گیا تھا۔ ابھی تک جاری کئے گئے اعداد و شمار میں تمام کارکنوں کو اصل کارکن و حاشیائی کارکن میں ذیلی طور پر منقسم کیا گیا ہے اور شہری و دیہی علاقوں کے اصل کارکنوں کا ایک مارچ 1991 تک 9 اصل زمروں میں منقسم کیا گیا ہے انہیں جدول 12.5 میں ظاہر کیا گیا ہے۔ منظم سیکٹر کے روزگار کو جدول 12.6 میں پیش کیا گیا ہے۔

بے روزگاری

روزگار دفاتر کے رواں رجسٹر میں درج افراد کی تعداد کچھ حد تک بے روزگاری کے میلان کی جانکاری دیتے ہیں۔ روزگار دفاتر زیادہ تر شہری علاقوں میں ہوتے ہیں۔ ان دفاتر میں سبھی بے روزگار اپنے نام کا اندراج نہیں کرواتے۔ اس کے علاوہ پہلے سے روزگار میں لگے کچھ افراد بہتر ملازمت حاصل کرنے کی غرض سے اپنے نام ان دفاتر میں رجسٹرڈ کرواتے ہیں۔ 1986-96 کی مدت کے لئے رجسٹریشن، خالی اسامیوں، امداد ملازمت اور روزگار کے آرزومند افراد سے متعلق تفصیل کو جدول 12.7 میں ظاہر کیا گیا ہے۔

قومی سیمپل سروے تنظیم

قومی سیمپل سروے تنظیم (NSSO) 1950 میں قائم کی گئی تھی۔ اس کا کام قومی آمدنی اور متعلقہ اعداد و شمار، بالخصوص معیشت کے غیر منظم سیکٹروں کے بارے میں اندازہ لگانے و منصوبہ بنانے اور حکمت عملی تیار کرنے کے لئے جامع سروے کرنا ہے۔ 1970 میں سروے کے مختلف پہلوؤں کو ایک جگہ کر کے شعبہ شماریات کے تحت قومی سیمپل سروے تنظیم کی تنظیم نو کی گئی ہے۔ اس کی رہنمائی ایک گورننگ کونسل کرتی ہے۔ جسے اعداد و شمار یکجا کرنے، ان کا تجزیہ کرنے اور NSS ڈاٹا کی اشاعت میں آزادی و خود مختاری حاصل ہے۔ کونسل میں غیر سرکاری صدر کے علاوہ پانچ ماہر تعلیم، مرکزی وزارتوں اور ریاستی سرکاروں میں اعداد و شمار کا استعمال کرنے والے چھ ممبروں اور قومی سیمپل سروے تنظیم کا اعلی انتظامی افسر، جو کونسل کا ممبر۔ سکریٹری ہوتا ہے سمیت شعبہ شماریات کے چھ افسران ہوتے ہیں۔

قومی سیمپل سروے تنظیم کا صدر اعلی انتظامی افسر ہوتا ہے۔ جو تنظیم کی سبھی سرگرمیوں کا انتظام اور ان کی نگرانی کرتا ہے۔ اس کے تین اہم شعبے ہیں (i) سروے خاکہ اور شعبہ تحقیق (ii) فیلڈ آپریشن ڈویژن اور (iii) ڈاٹا پروسیسنگ ڈویژن (iv) کوآرڈی نیشن اور پبلکیشن ڈویژن ہر ایک ڈویژن کا سربراہ ایک ڈپٹی ڈائرکٹر جنرل ہوتا ہے۔ جس کی مدد کے لئے کافی تعداد میں جوائنٹ ڈائرکٹر اور دیگر امدادی افسر و کارکن ہوتے ہیں۔

قومی سیمپل سروے تنظیم کا سروے خاکہ اور تحقیق ڈویژن کا صدر مقام کلکتہ میں ہے۔ جب کہ فیلڈ آپریشن ڈویژن کا صدر مقام دہلی میں ہے۔ جس کے تمام ملک میں 45 علاقائی اور 121 ذیلی علاقائی دفاتر سمیت 6 زونل تربیتی مراکز لکھنؤ، کلکتہ، ناگپور، بنگلور، جے پور اور گوہاٹی میں قائم ہیں۔ ڈاٹا پروسیسنگ ڈویژن کا صدر مقام کلکتہ میں ہے اور دہلی، گریڈیہہ، ناگپور، کلکتہ، احمد آباد، اور بنگلور میں اس کے ڈاٹا پروسیسنگ مراکز ہیں۔

سماجی۔ معاشی سروے کا یہ موضوعی پروگرام ایک واضح سائیکل کے حساب سے چلایا جاتا ہے۔ جس کی مدت 10 سال ہوتی ہے۔ صارف خرچ، روزگار اور بے روزگاری، غیر منظم سیکٹر میں تعمیری اداروں و کاروباری تجارتی اداروں و کاروباروں کا سروے پانچ سال میں ایک بار کیا جاتا ہے۔ جب کہ اراضی، مویشی قرض اور دراصل کاری جیسے موضوعات کا سروے 10 سال میں ایک بار کیا جاتا ہے۔ اس لئے 10 سالہ وقت میں سے پہلے سے مقررہ موضوعات پر سروے کے لئے سات سال دیے جاتے ہیں۔ جب کہ اعداد و شمار کا استعمال کرنے والوں کی مانگ پوری کرنے کے لئے حالات حاضرہ کی دلچسپی کے خاص موضوعات کا سروے

جدول 12.1- پیداواری لاگت پر قومی اور فی کس آمدنی

(کروڑ روپے)

مد	1993-94	1994-95	1995-96	1996-97	1997-98	1998-99
حال لاگت پر خالص قومی پیداوار (کروڑ روپے میں) رواں قیمتوں پر	6,85,912	8,03,090	9,36,548	10,89,563	12,20,716	14,31,527
1993-94 کی قیمتوں پر	6,85,912	7,32,651	7,85,511	8,47,511	8,89,102	9,49,525
فی کس خالص قومی پیداوار رواں قیمت پر	7,698	8,845	10,103	11,554	12,729	14,682
1993-94 کی بنیاد پر	7,698	8,096	8,479	8,987	9,271	9,739
خالص قومی پیداوار کا اشاریہ نمبر رواں قیمتوں پر	100	117	137	159	178	209
1993-94 کی بنیاد پر قیمتیں	100	107	115	124	130	138
خالص قومی پیداوار کا اشاریہ نمبر						
1993-94 کی بنیاد پر رواں قیمتوں پر	100	115	131	150	165	191
1993-94 کی قیمتوں پر	100	105	110	117	120	127
رواں قیمتوں پر	7,69,265	9,01,111	10,53,736	12,24,208	13,71,241	15,97,416
1993-94 کی بنیاد پر قیمتیں	7,69,265	8,22,649	8,84,388	9,53,667	10,02,500	10,70,665
1993-94 کی قیمتوں کی بنیاد پر	100	117	137	159	178	208
مل لاگت پر مجموعی قومی پیداوار (کروڑ روپے میں) کا اشاریہ نمبر	100	107	115	124	130	139

جدول 12.2 قومی آمدنی اور دیگر میزانوں میں تعلق (رواں قیمتوں پر)

(کروڑ روپے میں)

مد	1993-94	1994-95	1995-96	1996-97	1997-98	1998-99
A۔قومی آمدنی (حاصل لاگت پر خالص قومی پیداوار)	6,85,912	8,03,090	9,36,548	10,89,563	12,20,716	14,31,527
B۔بالواسطہ ٹیکس	1,01,126	1,21,067	1,42,400	1,62,622	1,71,130	1,94,351
C۔امدادی رقم	23,251	25,355	27,659	37,960	39,930	44,125
D۔بازار قیمت پر خالص قومی پیداوار (A+B+C)	7,63,787	8,98,802	10,51,289	12,14,225	13,51,916	15,81,753
E۔ باقی دنیا سے دیگر منتقلی کو شامل کر کے	16,541	25,416	22,112	43,968	43,764	43,241
F۔خرچ (قابل صرف) کے لائق خالص قومی آمدنی (D+E)	7,80,301	9,24,218	10,73,401	12,58,193	13,95,680	16,24,994
G۔بیرونی ممالک سے خالص پیداواری آمدنی جوڑ کر	-12,080	-13,083	-13,484	-13,082	-13,205	-14,967
H۔بازار قیمت پر خالص گھریلو پیداوار (D-G=F-G-E)	7,75,867	9,11,885	10,64,773	12,27,307	13,65,121	15,96,720
I۔عامل لاگت پر اصل گھریلو پیداوار (H-D-L)	6,97,992	8,16,173	9,50,032	11,02,645	12,33,921	14,46,494
J۔حکومت کے انتظامی محکمات کی جائداد میں اضافہ اور کمپنیوں کی آمدنی گھٹا کر☆	11,037	12,494	12,562	15,830	13,198	24,287
K۔غیر محکمہ جاتی کاروباروں کی آمدنی گھٹا کر	1,836	6,838	8,391	11,536	16,624	24,117
L۔نجی سیکٹر کی گھریلو پیداوار میں اضافے سے آمدنی (I-J-K)	6,85,119	7,96,841	9,29,079	10,75,279	12,04,099	13,98,090
M۔سرکاری قرض پر سود جوڑ کر	35,783	46,180	49,354	58,241	64,962	75,420
N۔حکومت کے انتظامی محکمات کے موجودہ منتقلیوں جوڑ کر	22,541	29,425	33,417	34,647	38,755	46,910
O۔نجی آمدنی (L+M+N+-E-G)	7,47,877	8,84,779	10,20,478	11,99,053	13,38,375	15,48,694
P۔نجی کارپوریٹ سیکٹر کی بچت گھٹا کر غیر ملکی کمپنیوں کی برقرار آمدنی	12,838	14,131	31,826	28,085	25,911	21,963
Q۔کارپوریشن ٹیکس	10,060	13,822	16,487	18,567	20,016	27,050
R۔نجی آمدنی (o-P0Q)	7,24,979	8,56,826	9,72,165	11,52,401	12,92,448	14,99,681
S۔لوگوں کے بلاواسطہ ٹیکس	12,925	16,348	20,907	24,344	40,231	32,157
T۔سرکاری انتظامی محکمات کی متفرق رسیدوں کو گھٹا کر-2	4,362	8,206	7,179	5,425	6,035	4,960
U۔خرچ کے لائق نجی آمدنی-2	7,07,692	8,32,236	9,44,079	11,22,632	12,46,182	14,62,564

1۔ریلوے اور مواصلات کے محکموں میں ہوئی بچت شامل ہے۔

2۔دستیاب اعداد و شمار کے ذریعہ ادا کی گئی فیس، جرمانے وغیرہ کی رقم کو الگ الگ کرنا ممکن نہیں ہے۔ اس وجہ سے خرچ کے لائق نجی آمدنی اس حد تک کا تخمینہ ہے۔

جدول 12.3 پبلک سیکٹر کی کارکردگی
(موجودہ قیمتوں پر)

(کروڑ روپے میں)

مد	1993-94	1994-95	1995-96	1996-97	1997-98	1998-99
(1) کل گھریلو پیداوار	7,81,345	9,14,194	10,67,220	12,37,290	13,84,446	16,12,383
پبلک	2,02,512	2,33,983	2,69,353	2,96,714	3,50,470	4,00,238
نجی	5,78,833	6,80,211	7,97,867	9,40,576	10,33,976	12,12,145
(2) مجموعی گھریلو بچت	1,93,621	2,52,080	3,00,956	3,17,567	3,74,415	3,93,601
پبلک	5,445	16,842	24,028	22,958	21,079	572
نجی	1,88,176	2,35,238	2,76,928	2,94,609	3,53,336	3,93,029
(3) مجموعی گھریلو پونجی تشکیل (غیر تطبیق)	1,82,619	2,37,812	3,13,217	2,98,069	3,53,999	3,84,518
پبلک	70,834	88,452	90,310	95,410	1,01,108	1,16,162
نجی	1,11,785	1,49,360	2,22,907	2,02,659	2,52,891	2,68,356
(4) حتمی صرف اخراجات	6,75,127	7,69,665	8,87,373	10,45,182	11,49,206	13,37,696
پبلک	97,725	1,08,630	1,28,716	1,45,607	1,71,522	2,16,356
نجی	5,77,402	6,61,035	7,58,657	8,99,575	9,77,684	11,21,340
پبلک سیکٹر کے اشتراک کا						
1- مجموعی گھریلو پیداوار	25.9	25.6	25.2	24.0	25.3	24.
2- مجموعی گھریلو بچت	2.8	6.7	8.0	7.2	5.6	0.1
3- مجموعی گھریلو تشکیل اصل	38.8	37.2	28.8	32.0	28.6	30.2
4- حتمی صرف اخراجات	14.5	14.1	14.5	13.9	14.9	16.2

جدول 12.4 نجی صرف، بچت اور سرمایہ تشکیل

سال	گھریلو بازار میں آخری نجی صرف اخراجات (کروڑ روپے میں)		گھریلو بازار میں فی کس آخری نجی صرف اخراجات (روپیوں میں)		خالص گھریلو بچت (کروڑ روپے میں)	خالص بچت کی شرح (فی صد)	خالص گھریلو سرمایہ تشکیل (کروڑ روپے میں)		سرمایہ تشکیل کی شرح (فی صد)	
	موجودہ قیمت پر	قیمت پر 1993-94	موجودہ قیمت پر	1993-94 کی قیمت پر	موجودہ قیمت پر	موجودہ قیمت پر	موجودہ قیمت پر	1993-94 کی قیمت پر	موجودہ قیمت پر	1993-94 کی قیمت پر
1993-94	5,77,402	5,77,402	6,480	6,480	1,10,268	14.2	1.15.059	1,15,059	14.8	14.8
1994-95	6,61,035	6,06,938	7,280	6,684	1,54,052	16.9	1,65,952	1,52,115	18.2	18.3
1995-96	7,58,657	6,46,604	8,184	6,975	1,83,768	17.3	2,04,548	1,70,821	19.2	19.1
1996-97	8,99,575	7,04,986	9,540	7,476	1,82,922	14.9	2,00,660	1,57,727	16.3	16.5
1997-98	9,77,684	7,23,432	10,195	7,544	2,23,890	16.4	2,46,192	1,85,170	18.0	18.6
1998-99	11,21,340	7,60,354	11,501	7,799	2,27,712	14.3	2,45,800	1,76,378	15.4	16.6

کرنے کے لئے بقیہ تین سال " کھلے دور" (دو مکمل سالانہ دور اور دو نصف سالانہ دور) کی شکل میں رکھے جاتے ہیں۔ خاص موضوعات کے ایک دور کے ساتھ متحدہ موضوعات کے مطابق دو پنج سالہ دور کے درمیان کی مدت کے دوران عام طور سے سالانہ دور کے پانچویں حصے کی ساخت کی شکل میں صارف خرچ پر سالانہ سروے کی شروعات 42ویں دور (جولائی 1986 جون 1987) سے کی گئی ہے۔ 45ویں دور (جولائی 1989 - جون 1990) سے سالانہ سروے میں روزگار اور بے روزگاری کو بھی شامل کرلیا گیا ہے۔

یہ بھی فیصلہ کیا گیا ہے کہ قومی سیمپل سروے تنظیم کا 56واں دور سروے (جولائی 2001-2000) غیر ڈائرکٹری پیداواری ادارے، خود کھاتہ پیداواری تنظیمیں، صارف خرچ روزگار اور بے روزگاری پر ہوگا۔

قومی سیمپل سروے تنظیم کا 55واں دور سروے (جولائی 1999 تا جون 2000) صارف اخراجات روزگار اور بیروزگاری پر ہے۔ اس دور میں غیر رسمی علاقوں کے موضوعات کی تجرباتی آزمائش بھی کی جارہی ہے۔ مرکزی سیمپل میں یہ سروے تقریباً 14:000 پہلے درجے کی یونٹوں (شہری اور دیہی دونوں) میں کیا جارہا ہے۔ سروے میں ریاستی حکومتیں بھی برابری کی بنیاد پر حصہ لے رہی ہیں گزشتہ چھ دوروں میں کئے گئے سروے اس طرح ہیں۔ (1) 49واں دور (جنوری - جون 1993) رہائشی صورت حال اور ہجرت، گندی بستیوں سے منسلک تفصیلات اور صارف خرچ (2) 50واں دور (جولائی 1993 - جون 1994) صارف خرچ و روزگار اور بے روزگاری (پانچواں پنج سالہ سروے)، (3) 51واں دور (جولائی 1994 - جون 1995) غیر منظم سیکٹر کے مصنوعاتی پیداواری ادارے اور صارف خرچ، (4) 52واں دور (جولائی 1995 - جون 1996) تحفظ صنت، تعلیم میں حصہ داری اور صارف خرچ پر سروے، اور (5) 53واں دور (جنوری - دسمبر 1997) غیر ڈائرکٹری (عنوان نامہ) تجارتی ادارے اور خود - کھاتہ کاروبار، صارف خرچ پر سروے۔ اور (6) 54واں دور (جنوری جون 1998) کے دوران صارف خرچ کی عام جانچ اساموں کی جانچ، صفائی اور خدمات پر سروے۔ سروے کے نتائج رپورٹ کی شکل میں شائع کئے جاتے ہیں۔ ایسی تقریباً 260 پر عنذ رپورٹیں موجود ہیں۔ اور 290 رپورٹیں نقل کی شکل میں ہیں۔ جو 54ویں دور کے سروے (جنوری دسمبر 1997) تک کے موضوعات سے متعلق ہے۔

قومی سیمپل سروے تنظیم جولائی 1997 سے 'سرویکشن' نام کے ایک سہ ماہی رسالے کی اشاعت بھی کررہا ہے۔ قومی سیمپل سروے کی اشاعت کے لئے جو نتائج کے تیار ہوتے ہیں۔ اس میں شائع کردیا جاتا ہے۔ پہلے سے شائع شدہ نتائج کی بنیاد پر تجزیاتی مضمون بھی اس رسالے میں شائع کئے جاتے ہیں۔

54ویں دور (جنوری دسمبر 1998) کے سروے کی بنیاد پر رپورٹ شائع کی جاچکی ہے۔ قومی سیمپل سروے تنظیم نے ان رپورٹوں کو اپنے سروے خاکہ اور تحقیقی شعبے، کلکتہ کے ذریعے فروخت کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ قومی سیمپل سروے تنظیم گھریلو اکائی ۔سطح کے اعداد و شمار کو بھی فروخت کرتا ہے۔ یہ ڈاٹا میگنٹک میڈیا (فلاپی - CD روم وغیرہ) کے ذریعہ فروخت کرتا ہے۔ 53ویں دور تک کے ڈاٹا فروخت کے لئے دستیاب ہیں۔ اس تنظیم نے سروے تجزیاتی رپورٹ "کاؤنٹنگ دی پور" بھی قیمت کے ساتھ شائع کی ہے۔ نیز ملک میں اور کچھ منتخب ریاستوں میں کھپت کے بدلتے میلان پر سروے تجزیاتی رپورٹ 2 بھی شائع کی ہے۔

جدول 12.5 مزدوروں کے درجے کے مطابق آبادی

(کروڑ روپے میں)

1991 کی مردم شماری	دیہی	شہری	کل (کروڑ میں)
کل آبادی	62.28	21.58	83.86

کل مزدور	24.90	6.51	31.41
حاشیائی مزدور	2.67	0.15	2.82
اصلی مزدور	22.23	6.36	28.59
(i) کاشت کار	10.76	0.31	11.07
(ii) زرعی مزدور	7.03	0.43	7.46
(iii) مویشی پالن، جنگل بانی وغیرہ	0.49	0.11	0.60
(iv) کان کنی اور کوئلہ نکالنا	0.10	0.07	0.18
(v) مصنوعاتی، عمل کاری خدمات اور مرمت			
(a) خانگی اشیائی صنعت	0.48	0.20	0.68
(b) غیر خانگی اشیا کی صنعت	0.79	1.40	2.19
(vi) تعمیر	0.23	0.32	0.55
(vii) تجارت اور کامرس	0.73	1.40	2.13
(viii) نقل و حمل، اور مواصلات	0.27	0.53	0.80
(ix) دیگر خدمات	1.33	1.60	2.93

نوٹ: ان اعداد و شمار میں جموں و کشمیر کو چھوڑ دیا گیا ہے کیونکہ وہاں مردم شماری نہیں ہوئی ہے۔

قومی سیمپل سروے تنظیم کے ذریعے وصولی شماریات ایکٹ، 1953 (مرکزی قانون 1959) کے ضابطے کی شرائط کے تحت صنعتوں کا سالانہ سروے کیا کیا جاتا ہے۔ جس میں ایسے سبھی کارخانے آجاتے ہیں جو کارخانہ ایکٹ 1948 کی دفعہ 2-M(1) اور 2-M(2) کے تحت رجسٹرڈ ہوتے ہیں۔ ان میں وہ سبھی بجلی ادارے بھی آتے ہیں۔ جو مرکزی بجلی اتھاریٹی (مقتدرہ) میں رجسٹرڈ ہوتے ہیں اور وہ سبھی بیڑی اور سگار اکائیاں آتی ہیں جو بیڑی و سگار کارکن (شرائط روزگار) ایکٹ، 1996 کے تحت رجسٹرڈ ہوتی ہیں۔

زراعتی شماریات کے میدان میں قومی سیمپل سروے تنظیم کا رول ریاستوں کے فصل تخمینے کا سروے کرنے کے لئے رہنمائی فراہم کرنا اور ریاستی سرکاروں کے ذریعے فصل سے متعلق جو اعداد و شمار یکجا کئے جاتے ہیں۔ ان کے معیار پر برابر نظر رکھنا ہے سال 2000-1999 (مارچ 2000 تک) میں شروعاتی خریف اور ربی کی فصلوں (گرمی کے موسم) کے دوران نمونہ جانچ کے لئے 4,931 ، 1,270 اور 3,633 گاؤں میں علاقائی شمار کیا گیا اور 535، 3,411،

1,766 و160 گاؤں میں خسرا رجسٹر کے صفحات شمار کرنے کا کام کیا گیا۔ اور 11,996 فصل کٹائی سے متعلق تجربے کے نمونوں کی جانچ کی گئی۔

تنظیم باقاعدہ طور سے 419 دیہاتوں کے منتخب بازاروں میں چنندہ دکانوں اور فروخت مراکز سے ماہانہ طور سے 129 منتخب ضروری مدوں (پرانی سیریز میں) کے اعداد و شمار یکجا کرتا تھا۔ اس کے بدلے جنوری 1994 سے وہ 603 گاؤوں سے 260 مدوں (ترمیم شدہ سیریز) کی قیمتوں کے اعداد و شمار بھی لیتا ہے۔ جن کی بنیاد پر لیبر بیورو کے ذریعے زرعی مزدوروں کے لئے صارف قیمت اشاریہ کو باقاعدگی سے ماہانہ طور پر شمار کیا جاتا ہے۔ ان اعداد و شمار کو لیبر بیورو کی ماہانہ میگزین انڈین لیبر جرنل میں شائع کیا جاتا ہے۔

قومی سیمپل سروے تنظیم شہری علاقوں میں اول درجے کی اکائیوں کو سیمپل خاکہ موصول کرانے کے لئے شہری خاکہ سروے کرتا ہے۔ یہ سروے پانچ سال میں ایک بار کیا جاتا ہے۔ اس طرح 10 سال کی مدت میں اس ڈھانچے کی دو بار جدید کاری کر لی جاتی ہے۔ پچھلے دور (1997-2000) کا شہری ڈھانچہ سروے علاقائی کام جو جولائی 1997 سے شروع کیا گیا تھا اب ترقی پر ہے اور 4,674 شہروں میں پہلے 3.5 لاکھ بلاکوں کے مقابلے میں 1,394 شہروں میں 1,93,347 بلاکوں میں پورا کر لیا گیا تھا۔ شہری ڈھانچہ سروے کا کام کی افادیت و امیدوں کو دھیان میں رکھتے ہوئے سال 1988 میں اس کے کمرشیل بنانے کا ایک پروگرام شروع کیا گیا تھا اور مارچ 1999 کے آخر تک اس سے 9,59,000 روپے حاصل کئے جا چکے ہیں۔

تجدید کاری کی کوشش میں ہریانہ کو تجربے کی بنیاد پر قومی سیمپل سروے کے 52 ویں دور کے سروے میں دستی کمپیوٹر مہیا کرائے گئے جو علاقائی سطح پر الکٹرانک میڈیا پر اعداد و شمار کو براہ راست حاصل کرنے میں قادر ہیں۔ اگلے دور میں اڑیسہ اور مہاراشٹر ریاستوں میں اس اسکیم کی توسیع کی گئی ہے۔

قیمتیں

تھوک قیمتوں کے اشاریہ نمبر کی نئی سیریز (اساس 100=82-1981) جولائی 1989 میں شروع ہوئی۔ ان سیریزوں میں (اساس 100=71-1970) 447 چنندہ چیزیں شامل ہیں۔ جب کہ پرانی سیریز (اساس 100=71-1970) میں 360 چیزیں ہی شامل تھیں۔ قیمت کے ڈاٹا کی تعداد میں اضافہ کرایا گیا ہے۔ پرانی سیریز میں جہاں 1,295 ڈاٹا شامل کئے جاتے تھے۔ وہیں نئی سریزوں میں قیمتوں کے 2,371 ڈاٹا لئے جاتے ہیں۔

جدول 12.8 میں 83-1982 سے 98-1997 تک سبھی اشیا کی تھوک قیمتوں کے سالانہ اشاریہ نمبر (اساس 82-1981 =100) کے ساتھ تین اہم درجات (1) ابتدائی اشیا (2) ایندھن، بجلی، روشنی اور لبری کیٹ اور (3) مصنوعی پیداواروں کے منتخب گروپوں/ذیلی گروپوں کا اشاریہ پیش کیا گیا ہے۔

صارف قیمتیں

جدول 12.9 میں صنعتی مزدوروں کے لئے 86-1985 سے 2000-1999 تک کے صارف قیمت اشاریے کو پیش کیا گیا ہے۔ جدول 12.10 میں 86-1985 سے 2000-1999 تک کے شہروں میں دستی کام نہ کرنے والے مزدوروں کے کل ہند اور کچھ چنے ہوئے مراکز کے صارف قیمت اشاریے دیے گئے ہیں۔

جدول 12.6: منظم سیکٹر میں روزگار

(لاکھ میں)

	مارچ 1986	مارچ 1987	مارچ 1988	مارچ 1989	مارچ 1990	مارچ 1991	مارچ 1992	مارچ 1993	مارچ 1994	مارچ 1995	مارچ 1996	مارچ 1997
پبلک سیکٹر												
مرکزی حکومت	33.46	33.50.	33.8	33.89	33.97	34.10	34.28	33.83	33.92	33.95	33.66	32.95
ریاستی حکومت	64.73	66.66	67.8	68.90	69.79	71.13	71.90	72.93	73.37	73.55	74.14	74.85
نیم سرکاری	56.79	57.95	57.95	59.48	61.73	62.22	63.93	64.90	65.14	65.20	64.58	65.35
مقامی ادارے	22.14	22.11	22.38	22.23	22.23	23.13	21.98	21.60	22.02	21.97	21.92	22.44
پرائیویٹ سیکٹر												
غیر زراعتی												
بڑے ادارے (25 یا زیادہ ملازمین)	65.47	65.32	65.44	66.06	67.11	67.83	69.56	69.46	69.98	71.18	75.50	77.06
چھوٹے ادارے (10 – 24 ملازمین)	8.25	8.31	8.47	8.67	8.71	8.92	8.90	9.04	9.32	9.40	9.61	9.79

نوٹ: کچھ معاملوں میں ہندسوں کو مکمل اعداد میں لکھے جانے کی وجہ سے میزان کل میں فرق ہو سکتا ہے۔

معاشی شمار اور سروے

مرکزی شماریات تنظیم (C.S.O) نے پہلی معاشیات شماری 1977 میں غیر زراعتی اقتصادیات سے غیر منظم سیکٹروں کے اعداد و شمار کی کمی کو دور کرنے کے لئے کرائی تھی۔ اس کا مقصد غیر زرعی کاروباروں کے بارے میں بنیادی اطلاعات میسر کرانا ہے۔ اور کاروباروں کے ڈھانچوں، اصل کاری، درآیدے۔ پیداوار، روزگار، قومی معیشت میں تعاون وغیرہ کے بارے میں تفصیلی جانکاری فراہم کرانے کیلئے مزید مابعد سے سروے کا ڈھانچہ تیار کرنا تھا۔

پہلی معاشیات شماری کے بعد دو سیمپل سروے ہوئے۔ ان میں سے ایک 79-1978 میں غیر منظم مصنوعاتی پیداوار کے بارے میں اور دوسرا 80-1979 میں تجارت، نقل و حمل، ہوٹل اور ریستوران، اسٹور اور گودام میں رکھی اشیا اور خدمات سے متعلق تھا۔

آسام کو چھوڑ کر دوسرا معاشی شمار 1980 میں ہوا۔ 1981 کی مردم شماری کے سلسلے میں تعمیر مکان کے ساتھ ہی یہ شمار بھی کیا گیا اور اس کا دائرہ و کام وسیع تر کر دیا تھا۔ فصل پیداوار اور باغبانی کو چھوڑ کر غیر زراعتی سیکٹر کے بھی کاروباروں (اداروں اور خود اکاؤنٹ کاروباری) کو اس میں شامل کیا گیا۔ مذکورہ شماری سے حاصل اطلاعات کی بنا پر اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے تین اور سروے کئے گئے۔ جن میں سے ایک 84-1983 میں ہوٹل، ریستوران، نقل و حمل اسٹور، گودام اور خدمات سے منسلک تھا۔ دوسرا سروے 85-1984 میں کیا گیا اور یہ غیر منظم سیکٹر کی مصنوعاتی پیداوار کے بارے میں تھا۔

جدول 12.7: روزگار دفاتر کے رواں رجسٹروں (99-1986 جنوری۔ دسمبر) میں رجسٹریشن، خالی اسامیوں، تقرریوں اور روزگار چاہنے والوں کی کیفیت

ہزار میں

سال	روزگار دفاتر کی تعداد	رجسٹریشن	نوٹی فائیڈ آسامیاں	خالی تقرری/تعیناتی	سال کے آخر میں رواں رجسٹر	پچھلے سال کے مقابلے میں رواں رجسٹر میں فی اضافے
1986	821	5,535.4	623.4	351.3	30,131.2	14.7
1987	835	6,011.7	600.9	334.4	30,247.3	0.4
1988	840	5,963.2	543.3	328.5	30,050.2	(-)0.7
1989	849	6,575.8	600.2	289.2	32,776.2	9.1
1990	851	6,540.6	490.9	246.5	34,631.8	5.7
1991	854	6,235.9	458.6	253.0	36,299.7	4.8
1992	860	5,300.6	419.6	238.7	36,758.4	1.3
1993	887	5,532.2	384.7	231.4	36.275.5	(-)1.3
1994	891	5,927.3	396.4	204.4	36,691.5	1.1
1995	895	5,858.1	385.7	214.9	36.724.3	0.1
1996	914	5,872.4	423.9	233.0	37,429.6	1.9
1997	934	6,322.0	393.0	275.0	39,139.9	4.6
1998	945	5,852.0	358.8	233.3	40.089.6	2.4

جدول 12.8 تھوک قیمتوں کا اشاریہ نمبر (1981-82 کی بنیاد=100)

بڑے گروپ / گروپ / ذیلی گروپ	وزن	1985-86	1986-87	1987-88	1988-89	1989-90	1990-91	1991-92	1992-93	1993-94	1994-95	1995-96	1996-97	1997-98	1998-99
I۔ بنیادی اشیاء	32.295	125.7	137.1	152.6	160.1	163.6	184.9	218.3	234.6	250.9	283.2	304.1	328.4	339.5	379.1
غذائی اشیاء	17.386	134.1	147.8	161.1	177.1	179.3	200.6	241.1	271.0	284.4	312.7	335.7	375.1	388.0	440.9
غیر غذائی اشیا	10.081	120.4	134.1	163.0	160.2	166.0	194.2	229.2	228.7	249.1	299.0	321.7	329.8	340.50	376.4
ریشے	1.791	109.3	96.7	136.1	149.7	165.9	174.4	242.1	216.6	251.3	372.8	377.4	340.0	341.80	362.0
تیلوں کے بیج	3.861	110.1	137.5	179.1	151.3	151.4	194.9	234.7	230.2	227.1	265.6	284.6	285.3	293.1	347.5
معدنیات	4.828	106.5	104.2	100.5	98.5	102.2	109.0	113.5	116.1	133.9	143.6	153.5	157.3	162.9	162.1
II ایندھن، بجلی، روشنی اور لبریکینٹ	10.663	129.8	138.6	143.3	151.2	156.6	175.8	199.0	227.1	262.4	280.4	285.4	324.2	365.7	381.3
III مصنوعاتی پیداوار	57.042	124.5	129.2	138.5	151.5	168.6	182.8	203.4	225.6	243.2	268.8	293.1	305.0	317.5	331.9
غذائی اشیاء	10.143	117.2	129.1	140.5	147.8	165.3	181.7	206.3	223.8	246.70	270.5	278.8	297.3	321.3	344.6
مشروبات، تمباکو اور اشیائے تمباکو	2.149	123.2	133.0	155.0	180.7	207.7	242.1	265.7	293.7	306.6	342.1	373.9	392.9	442.0	482.6
کپڑا	11.545	119.5	116.0	126.6	139.6	158.2	171.2	188.3	200.7	219.9	256.8	294.8	304.1	310.3	320.4
کاغذ اور کاغذی پیداوار	1.988	144.1	154.3	170.2	180.9	208.4	222.4	261.5	311.4	328.2	330.2	374.0	377.4	370.0	388.5
چمڑا اور چمڑے کی مصنوعات	1.018	128.1	134.2	142.9	168.4	185.7	224.3	233.9	228.2	245.2	261.8	276.8	281.2	290.5	297.1
ربڑ اور پلاسٹک مصنوعات	1.592	125.6	132.8	143.5	155.3	159.4	164.9	170.6	186.2	189,9	200.6	235.4	244.0	245.2	248.2
کیمکل اور کیمکل مصنوعات	7.355	118.3	124.6	131.9	135.8	140.0	147.9	168.4	192.6	207.8	232.6	249.9	259.3	269.3	281.8
غیر دھاتی معدنیاتی اشیاء	2.477	141.1	142.5	147.9	152.4	167.0	185.6	215.7	232.8	255.1	275.7	315.8	334.5	341.9	356.7
اساسی دھات، معدنی آمیزش آمیز اور دھات اشیاء	7.632	139.6	141.3	149.7	176.4	205.6	219.9	234.8	256.6	276.6	300.5	329.0	339.6	348.8	353.1
مشینری اور مشینری آلات	6.268	121.4	127.3	132.3	150.8	166.2	180.2	208.3	230.6	237.9	262.8	282.8	295.0	299.4	304.7
دیگر مختلف صنعتی مصنوعات	0.972	99.3	107.0	109.8	113.1	117.2	119.0	128.3	138.8	148.2	165.9	169.9	175.1	179.0	180.9
سبھی اشیاء	100.00	125.4	132.7	143.5	154.2	165.7	182.7	207.8	228.7	247.8	274.7	295.8	314.7	329.80	352.4

1985-86 میں کیا گیا تیسرا سروے تھوک اور خردہ تجارت سے منسلک تھا۔ 1980 کے اقتصادی شمار اور تجدید شدہ ڈھانچوں کی اساس پر چار سیمپل سروے کئے گئے۔ ان میں سے پہلا 89-1988 میں ہوٹل، ریستوراں اور نقل و حمل پر دوسرا 1990-91 میں غیر منظم کے کارخانوں کے پیداوار کے بارے میں تیسرا کاروبار کے شعبے کے بارے میں تھا اور 92-1991 میں چوتھا سروے خدمات شعبوں سے متعلق تھا۔

سن 1991 میں جموں وکشمیر کو چھوڑ کر ملک کی تمام ریاستوں اور مرکزی علاقوں میں جو مردم شماری کرائی گئی۔ اس سے قبل مکان شماری کے ساتھ 1990 کی تیسری اقتصادیات شماری بھی کی گئی۔ 1990 کی اقتصادیات شماری کے ڈیٹا کی جدول سازی و عمل کاری کا کام شعبہ شماریات کے مرکز کے ذریعے کیا گیا ہے۔ 1990 کی اقتصادیات شماری کیلئے جو بنیادی ڈھانچہ تیار کیا گیا تھا۔ اس کی اساس پر 93-1992 میں مابعد سروے کرائے گئے جو کان کنی اور پتھر کوئلہ نکالنے اسٹور و گودام سیکٹر سے متعلق تھے اور 1994 میں جنوری سے ستمبر تک ہوٹل و ریستوران، نقل و حمل کے بارے میں سروے کرائے جا چکے ہیں سال 1996-97 کے دوران ایک دوسرا مابعد سروے منظم کاروباری اداروں پر کیا گیا۔

1- اوسط اپریل 1987 سے اکتوبر 1987 تک کے سات اشاریوں پر منحصر ہے۔

2- نومبر 1987 سے 85-1984 میں 100 کو بنیاد مان کر اشاریوں کی نئی سیریز شروع کی گئی۔ نئی بنیاد پر کل ہند اشاریے کو 5.32 تبدیلی عام سے ضرب کر کے پرانی اساس میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ تبدیل شدہ تبدیلی عوامل ممبئی میں 5.38 کلکتہ میں 4.51 چنئی میں 5.77 اور دہلی نئی دہلی میں 5.08 ہے۔

سال 1990 کے اقتصادی شماریات کے نتیجوں کے مطابق ملک میں 2.5 کروڑ کاروباری ادارے تھے جن میں سے 2.27 کروڑ غیر زراعتی سیکٹروں میں تھے ان میں جن 7.21 کروڑ لوگوں روزگار ملے تھے ان میں سے 4.02 کروڑ بھاڑے پر کام کرنے والے مزدور تھے 1.77 کروڑ کاروباری اداروں میں مستقل طور پر ایک بھی بھاڑے پر کام کرنے والا مزدور نہیں تھا اور ان عام طور پر فیملی ممبروں کے ذریعہ ہی چلایا جا رہا تھا۔

جدول 12.9 صنعتی مزدوروں کا صارف قیمت اشاریہ

(آل انڈیا)

سال	ممبئی	احمد آباد	کلکتہ	چنئی	کانپور	دہلی	کل غذائی اشیاء	
لنکنگ فیکٹر	5.12	4.78	4.74	5.05	4.69	4.97	4.93	4.98
1985-86	654	599	610	630	614	648	620	638
1986-87	717	657	671	681	672	707	674	700
1987-88	791	724	714	756	725	768	736	767
1988-89	356[1]	763[1]	783[1]	802[1]	763[1]	852[1]	786[1]	820[1]
	171[2]	163[2]	172[2]	167[2]	172[2]	177[2]	166[2]	172[2]
1989-90	179	171	178	172	178	182	173	177

1990-91	201	196	203	189	202	201	193	199
1991-92	234	225	223	216	228	225	219	230
1992-93	260	242	241	243	245	253	240	254
1993-94	279	257	264	264	262	278	258	272
1994-95	314	285	286	297	283	306	284	304
1995-96	346	309	319	336	313	331	313	337
1996-97	372	343	347	367	337	356	342	369
1997-98	412	363	369	390	360	392	366	388
1998-99	461	409	427	432	420	461	414	445
1999-2000	474	428	439	452	430	486	428	446

1- اوسط 1960 کو بنیاد مان کر اپریل تا ستمبر 1998 کے چھ مہینوں کے اشاریوں پر منحصر ہے۔

2- 1982 کو بنیاد مان کر اکتوبر 1988 سے مارچ 1989 تک کے چھ مہینوں کے اشاریوں پر منحصر ہے۔

نوٹ: پرانی اشاریہ سیریز (1960-100) کی جگہ نئی سیریز (1982-100) اکتوبر 1988 اشاریے سے شروع ہوئی ہے۔ 1960 اور 1982 کی سیریزوں میں رابطہ عوامل بھی اکتوبر 1988 کے اشاریے سے چالو ہوا ہے۔

وسیلہ: لیبر بیورو، شملہ

چوتھی اقتصادی شماری 99-1998 میں جملہ ریاستوں/مرکزی علاقوں میں کی گئی وقت کی بچت اور قیام سلسلہ کے مقصد سے اسے مردم شماری سے الگ رکھا گیا ہے چوتھی شماریات کا کام پورا ہو گیا ہے۔ اور آندھرا پردیش کو چھوڑ کر سبھی ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے 18 اہم موضوعات متعلق سرعتی شماریات و جدول سازی کی بنیاد پر عارضی نتیجوں کو طباعت کے لئے مانیٹر کمیٹی کی منظوری مل چکی ہے۔

جدول 12.10 ہاتھ سے کام نہ کرنے والے شہری مزدوروں کا صارف قیمت اشاریہ

(بنیاد 1960-100)

سال	ممبئی	کلکتہ	چنئی	دہلی/نئی دہلی	کل ہند
1985-86	568	481	611	551	568
1986-87	612	530	671	597	613
1987-88[1]	666	562	736	645	656
1988-89[1]	130	135	141	135	136
1989-90[2]	139	146	152	143	145
1990-91[2]	154	164	168	156	161

1991-92[2]	180	181	189	177	183
1992-93[2]	204	198	212	196	202
1993-94[2]	219	212	232	211	216
1994-95[2]	239	229	259	229	237
1995-96[2]	260	251	284	247	259
1996-97[2]	285	268	311	267	283
1997-98[2]	309	286	334	288	302
1998-99[2]	339	316	368	338	337
1999-2000	353	328	386	359	352

1-اوسط، اپریل 1987 سے اکتوبر 1987 تک 17 اشاریوں کی بنیاد پر ہے۔

2- نومبر 1987 سے 85-1984 میں 100 عدد کو بنیاد بنا کر اشاریوں کی نئی سیریز کی گئی تھی۔ نئی بنیاد پر کل ہند اشارئے کو 5.32 جز وضربی سے ضرب کر کے پرانی بنیاد میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ تبادلہ جز وضربی ممبئی میں 5.38، کلکتہ میں 451، چنئی میں 5.77 اور دلی نئی دلی میں 5.08 ہے۔

عارضی نتیجوں میں آندھرا پردیش کے آخری نتیجے کو شامل کر لیا گیا ہے۔ ان نتیجوں کے مطابق 2.98 کروڑ کاروباری اداروں میں سے 2.61 کروڑ کاروباری ادارے غیر زرعی شعبوں میں تھے۔ ان میں عام طور پر کام کرنے والے 8.08 کروڑ مزدوروں میں 4.2 کروڑ بھاڑے پر کام کرنے والے مزدور تھے۔ 2.12 کروڑ کاروباری ادارے پر کام کرنے والے مزدوروں کے بغیر پابندی سے کام کر رہے تھے۔ تفصیلی نتیجوں کے لئے اعداد و شمار کا عمل تقریباً اختتام پر ہے۔

13۔ مالیات

وزارت مال سرکار کے مالی امور کے انتظام وانصرام کے لئے ذمہ دار ہے۔ یہ ان تمام مالی اور اقتصادی معاملوں سے متعلق رکھتی ہے جن کا اثر ملک بھر میں پڑتا ہے۔ اس میں ترقیاتی اور دیگر کاموں کے لئے وسائل فراہم کرنا بھی شامل ہے۔ سرکار کے خرچ کا بھی انضباط کرتی ہے۔ جس میں ریاستوں کو سونپے جانے والے وسائل بھی شامل ہیں۔ وزارت مال کے تین شعبے ہیں (i) اقتصادی امور، (ii) اخراجات اور (iii) محاصل۔

اقتصادی امور

اقتصادی امور محکمے کے آٹھ اہم شعبے ہیں۔ جن کے نام ہیں۔ (1) اقتصادی (2) بینکنگ (3) بیمہ (4) بجٹ (5) اصل کاری (6) خارجی مال (7) فنڈ بینک اور (8) کرنسی و سکے۔ دیگر کاموں کے ساتھ ساتھ یہ محکمہ رواں معاشی رجحانوں پر بھی نظر رکھتا ہے۔ اور سرکار کو ملک کے اندرونی اور خارجی معاشی نظام کے مختلف موضوعات کے بارے میں صلاح دیتا ہے۔ جیسے تجارتی بینک، معیادی قرض دینے والے ادارے، اصل کاری کو باقاعدہ بنانا، بیرونی اعانت وغیرہ مرکزی حکومت مجلس قانون ساز والے جن صوبوں رمرکزی علاقوں میں صدر مملکت کی حکمرانی ہو، ان کا بجٹ یہ محکمہ تیار کرتا ہے اور اسے پارلیمان میں پیش کرنے کی ذمہ داری بھی اسی محکمہ کی ہے۔

عوامی اقتصادیات

آئین میں سرکاری کام کے لئے فنڈ اکٹھا اور صرف کرنے کا اختیار مرکز اور ریاستوں کے درمیان تقسیم کردیا گیا ہے۔ مرکز ریاستی سرکاروں کی آمدنی کے وسائل عام طور پر جدا جدا ہیں۔ فقط تھوڑی سی ڈیوٹی اور ٹیکس میں دونوں کی شراکت ہوتی ہے۔ آئین میں انتظام ہے۔ (1) کوئی بھی ٹیکس قانونی مجاز کے بغیر لگایا یا وصول نہیں کیا جاسکتا۔ (2) عوامی فنڈ سے فقط آئین میں مندرج طریقوں رضابطوں سے ہی خرچ کیا جاسکتا ہے، اور (3) مرکزی امور میں پارلیمانی کے ذریعے اور ریاستوں کے معاملے میں مجلس قانون ساز کے ذریعے طے شدہ طریقوں سے ہی انتظامی حکام سرکاری فنڈ سے رقم خرچ کرسکتے ہیں۔

مرکزی سرکار کی تمام آمدنی، حصولیابی اور تقسیم کو دو الگ الگ عنوان کے تحت رکھا جاتا ہے۔ یعنی بھارت کا مجتمع فنڈ اور بھارت کا عوامی کھاتہ۔ مرکزی سرکار کی تمام آمدنیوں، لئے گئے قرض اور قرضوں کی ادائیگی سے حاصل رقم کو ملاکر مجتمع فنڈ بنتا ہے۔ اس فنڈ سے کوئی بھی رقم تب تک نہیں نکالی جاسکتی، جب تک کہ پارلیمان کے ایکٹ کے تحت اس کا اختیار نہ مل جائے۔ دیگر سبھی وصولیوں، جیسے جمع رقوم، سروس فنڈ اور ابلاغ رقوم وغیرہ عوامی اکاؤنٹ کے تحت آتی ہیں اور ان کی ادائیگی کے لئے پارلیمان کی اجازت لینا ضروری نہیں ہوتا۔ جن غیر متوقع ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے سالانہ تصرف ایکٹ میں انتظام نہیں ہوتا، ان کے لئے آئین کی دفعہ 267(1) کے مطابق غیر متوقع فنڈ قائم کیا گیا ہے۔ بھارتی آئین میں ہر ریاست کے لئے مجتمع فنڈ عوامی کھاتہ اور غیر متوقع فنڈ کو قائم کرنے کا انتظام ہے۔

سب سے بڑا سرکاری ادارہ ریلوے، اپنا بجٹ پارلیمان میں الگ سے پیش کرتا ہے۔ دیگر تصرف اور تقسیم کی طرح ریلوے کے تصرف اور تقسیم پر بھی پارلیمانی کنٹرول ہے۔ تاہم، ریلوے کا اپنا الگ سے نقد بقایا نہیں ہوتا۔ اس لئے ریلوے کی کل آمدنی و اخراجات کو عام بجٹ کے حصے کی شکل میں مرکزی سرکار کے بجٹ میں شامل کرلیا جاتا ہے۔

ذرائع آمدنی

مرکزی ٹیکسوں سے حاصل آمدنی کے اہم ذرائع ہیں۔ کسٹم ڈیوٹی، مرکزی آبکاری محصول، کارپوریٹ اور انکم ٹیکس۔ ٹیکس کے بغیر حاصل آمدنی میں خصوصاً سود کی وصولی، ادائیگی اور منافع شامل ہیں۔ سود میں ریلوے اور ٹیلی مواصلات سے حاصل سود بھی ہوتا ہے۔ ریاستوں کی آمدنی کے خصوصی ذرائع ہیں۔ ریاستی سرکاروں کے ذریعے لگائے گئے ٹیکس اور ڈیوٹی مرکزی، سرکار کے ذریعے لگائے گئے ٹیکسوں میں ریاستوں کا حصہ اور مرکزی حکومت سے ملنے والی اعانت، املاک ٹیکس، چنگی وٹرمینل ٹیکس (آخری ٹیکس) مقامی سرمایہ کے خصوصی ذرائع ہیں۔

وسائل کی منتقلی

مرکزی حکومت کے ذریعے ریاستوں کے وسائل کی منتقلی بھارت کے وفاقی اقتصادی اہتمام کی اہم خصوصیات ہے۔ ریاستوں کو مرکزی حکومت سے ٹیکسوں اور ڈیوٹیوں میں سے ان کا حصہ تو ملتا ہی ہے۔ ماسوا اس کے ریاستوں کو ضابطے کے تحت دیگر گرانٹ اور ترقیاتی وغیر ترقیاتی کاموں کے لئے بھی قرض ملتا ہے۔ مختلف پنج سالہ منصوبوں میں ریاستوں کو منتقل وسائل کے کل رقم کی تفصیل جدول 13.1 میں پیش کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ مرکزی حکومت مختلف اسکیموں کے نفوذ کے لئے متعلقہ ایجنسیوں کے ذریعہ بھی وسائل منتقل کرتی ہے اور اس کے لئے ریاستوں کے بجٹ کو ذریعہ نہیں بنایا جاتا۔

جدول 13.1 ریاستوں کو منتقل وسائل

کروڑ روپے میں

میعاد	ٹیکس اور ڈیوٹی	گرانٹ	قرض (مجموعی)	کل
پہلا منصوبہ	344	288	799	1,431
دوسرا منصوبہ	688	789	1,411	2,888
تیسرا منصوبہ	1,196	1,304	3,100	5,600
سالانہ منصوبے				
1966-67	373	419	916	1,708
1967-68	417	471	869	1,757
1968-69	492	499	891	1,882
چوتھا منصوبہ	4,562	3,831	6,708	15,101
پانچواں منصوبہ	8,268	8,198	8,978	25,444

سالانہ منصوبہ				
1979-80	3,406	2,288	2,697	8,391
چھٹا منصوبہ	23,728	17,941	23,722	65,391
ساتواں منصوبہ	49,465	42,005	48,945	1,40,415
1990-91	14,534	13,202	14,476	42,212
1991-92	17,197	15,700	13,145	46,042
1992-93	20,522	17,830	13,282	51,634
1993-94	22,242	20,830	15,075	58,147
1994-95	24,840	20,047	18,234	63,121
1995-96	29,285	21,287	18,7623	69,335
1996-97	35,061	23,157	23,106	81,324
1997-98	43,548	29,738	29,500	1,02,786
1998-99	39,145	25,096	39,172	1,03953
(RE)1999-2000	43,510	29,387	21,573	94,470
(BE)2000-2001	52,060	40,546	21,195	1,13,801

یکم اپریل 1990 سے خالص چھوٹی بچتوں کے 75 فی صد حصے کو عوامی کھاتے سے ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو منتقل کرنے کا ایک نیا سسٹم رائج کیا گیا ہے۔

سالانہ مالیاتی بجٹ

یونین کی آئندہ مالی سال کی سبھی متوقع وصولیوں اور خرچ کا تخمینہ ہر سال پارلیمان میں پیش کیا جاتا ہے۔ اسے ''سالانہ مالی بیان یا بجٹ'' کہا جاتا ہے۔ اس میں پچھلے سال، رواں سال (جب بجٹ پیش کیا جاتا ہے) اور آئندہ سال کا، جسے بجٹ سال کہا جاتا ہے۔ ملک اور بیرون ملک کے سبھی طرح کے مرکزی حکومت کی لین دین کی تفصیل ہوتی ہے۔

بجٹ پیش ہونے کے بعد پارلیمان کے دونوں ایوانوں میں اس پر عام بحث ہوتی ہے۔ بھارت کے مجتمع فنڈ میں سے ہونے والے تخمینی اخراجات کو ایوان زیریں میں 'مطالبہ زر' کی شکل میں رکھا جاتا ہے۔ پھر مجتمع فنڈ میں سے نکالی جانے والی سبھی رقوم کو ہر سال پارلیمان میں پاس تصرف ایکٹ کے ذریعے مجاز کیا جاتا ہے۔ بجٹ کی ٹیکس تجویزوں کا مسودہ قانون کی شکل میں پیش کیا جاتا ہے اور اسے سال کے مالی ایکٹ کے طور پر پاس کیا جاتا ہے۔ اس طرح ریاستی حکومتیں مالی سال شروع ہونے سے قبل اپنے اپنے مقننہ میں آمدنی اور اخراجات کے تخمینے پیش کرتی ہیں۔ اخراجات کے لئے مقننہ کی منظوری بھی اسی طریقے سے حاصل کی جاتی ہے۔ 93-1992 سے مرکزی حکومت کے بجٹ کی تفصیلی جدول 13.2 میں پیش کی گئی ہے۔

سرکاری قرض

ملک کے اندر لئے گئے قرض، سرکاری قرض میں شامل ہیں۔ جیسے بازار قرض، معاوضہ اور دیگر بانڈ، ریزرو بینک، ریاستی حکومتوں، تجارتی بینکوں اور دیگر پارٹیوں کو جاری کئے گئے ٹریزری بل، بین الاقوامی مالیاتی اداروں کو جاری کئے گئے غیر مبادلاتی غیر سودی رقم کی ضمانت، بیرونی ممالک و بین الاقوامی اداروں سے لئے گئے قرض۔ جدول 13.3 میں کچھ منتخب مال سالوں کے آخر میں سرکاری قرض اور دیگر واجبات کی حالت کا جائزہ لیا گیا ہے۔ دیگر واجبات میں مختلف چھوٹی بچت اسکیمیں، پروویڈینٹ فنڈوں، بھارتی صنعتی ترقی بینک، بھارتی یونٹ ٹرسٹ اور قومیائے گئے بینکوں کو جاری ضمانتیں، خصوصی بچت اسکیموں کی جمع رقوم، ریزرو فنڈ اور اجماع کا بقایا شامل ہیں۔

بینکنگ

بھارت میں زمانہ قدیم سے ہی کسی نہ کسی شکل میں بینکنگ کا طریقہ موجود رہا ہے۔ تب اس کا اہم کام رقم ادھار دینا ہوتا تھا۔ لیکن جدید بینکنگ کی ابتدا آج سے ایک صدی پہلے ہوئی تھی۔ انگریزوں کے دور حکومت میں سب سے اول بینکنگ ادارے ''ایجنسی ہاؤس'' تھے جو تجارتی کاموں کے ساتھ ساتھ بینکنگ کا بھی کام کرتے تھے۔ ان میں سے زیادہ تر ایجنسی ہاؤس 1929-1932 کے دوران بند کر دیئے گئے۔ تشویشناک مالی پریشانی کے بعد تین پریسی ڈنسی بینکوں کو ملا کر 1919 میں 'امپیریل بینک آف انڈیا'' قائم کیا گیا۔

بھارتیوں کے ذریعے محدود ذمہ داری والا پہلا بینک ''اودھ کامرشیل بینک'' تھا، جسے 1881 میں قائم کیا گیا تھا۔ اس کے بعد 1894 میں پنجاب نیشنل بینک قائم کیا گیا۔ 1906 میں شروع کی گئی سودیشی تحریک نے کئی تجارتی بینکوں کو قائم کرنے میں فعال رول ادا کیا۔ 17-1913 کے دوران بینکنگ بحران اور 1949 میں ختم دہائی میں مختلف ریاستوں میں 588 بینکوں کے دیوالیہ ہو جانے سے اس خیال کو قوت ملی کہ تجارتی بینکوں کو باقاعدہ اور بااختیار بنایا جائے۔ جنوری 1946 میں بینکنگ کمپنی (شاخوں پر پابندی) ایکٹ پاس ہوا۔ بینکنگ کمپنی ایکٹ فروری 1949 میں پاس ہوا۔ جو بعد میں بینکنگ ضابطہ ایکٹ کے نام سے ترمیم ہوا۔

تجارتی بینکوں کو معین سماجی فرائض اور مقاصد کے ساتھ مالی ترقی کی خصوصی دھارا میں لانے کے نظریے سے سرکار نے 14 اہم بینکوں کی املاک اور نظم کو، جن میں ہر ایک کی پونجی 50 کروڑ روپئے سے زائد تھی، 19 جولائی 1969 کو احکام جاری کر کے اپنے اختیار میں لے لیا۔ اس کے بعد 15 اپریل 1980 کو چھ مزید تجارتی بینکوں کو قومیالیا گیا۔ پبلک سیکٹر بینکوں کو قومیانے کے مقاصد کا خاکہ 21 جولائی 1969 کو بنایا گیا تھا۔

قومیانے کے بعد کی تین دہائیوں میں ملک میں بینکنگ نظام کی غیر معمولی تیزی سے توسیع ہوئی۔ جغرافیائی لحاظ سے اور مالی ترقی کے اعتبار سے بھی۔ کیونکہ آٹھویں دہائی کے آخر میں اس نظام میں کچھ سختیاں اور کچھ کمزوریاں پائی گئی تھیں۔ اس لئے حکومت ہند کو لگا کہ انہیں دور کیا جانا چاہئے۔ تا کہ اقتصادی نظام ایک بہتر اور مقابلاتی معیشت کے نقیب کی طرح اپنا رول ادا کر سکے۔ اس لئے 14 اگست 1991 کو ایک اعلیٰ سطح کمیٹی، مالی نظام کے ڈھانچے، تنظیم، کام کاج، طریق کار، کے تمام پہلوؤں کی جانچ کے لئے تشکیل کی گئی۔ جناب ایم۔ نرسمہم کی صدارت میں بنی اس کمیٹی کی سفارشوں کی بنا پر 93-1992 میں بینکنگ کے طریق کار میں جامع اصلاح کی گئی۔ اس اصلاح کا مقصد یہ متعین کرنا تھا کہ بینکوں کے بیلنس شیٹ سے ان کی حقیقی مالی حالت کا پتہ چل سکے۔ ان میں سے ایک خاص قدم تھا۔ آمدنی کی شناخت، اثاثہ کی درجہ بندی اور ریزرو بینک کے ذریعے مقرر غیر جانبدار کسوٹی کی بنیاد پر

جدول 13.2 بجٹ پوزیشن

(کروڑ روپے میں)

	1992-93 اصل	1993-94 اصل	1994-95 اصل	1995-96 اصل	1996-97 اصل	1997-98 اصل	1998-99 اصل	1999-2000 ترمیم شدہ تخمینہ (RE)	2000-2001 بجٹ تخمینہ (BE)
1- مالیہ کا حصول	74,128	75,453	91,083	1,10,131	1,26,279	1,33,901	1,49,510	1,79,504	2,03,673
2- مالیہ اخراجات	92,702	1,08,169	1,22,112	1,39,860	1,58,933	1,80,350	2,17,419	2,53,036	2,81,098
3- مالیہ خسارہ	18,574	32,716	31,029	29,730	32,654	46,449	67,909	73,532	77,425
4- پونجی کا حصول	36,178	55,440	68,695	58,338	61,544	98,167	1,29,856	1,24,234	134,814
5- قرضوں کی وصولیابی اور دیگر وصولیابی	8,317	6,143	11,952	7,902	7,995	9,230	16,507	15,336	23,539
6- قرض اور دیگر واجبات	27,861	49,297	56,743	50,436	53,549	88,937	1,13,349	1,08,898	1,12,275
7- پونجی اخراجات	29,916	33,684	38,627	38,415	42,074	51,718	61,947	50,702	57,389
8- کل وصولیابیاں	1,10,306	1,30,893	1,59,778	1,68,468	1,87,823	2,32,068	2,79,366	3,03,738	3,38,487
9- کل اخراجات	1,22,618	1,41,853	1,60,739	1,78,275	2,01,007	2,32,068	2,79,366	3,03,738	3,38,487
10- بجٹ خسارہ (9-8)	12,312	10,960	961	9,807	13,184	-	-	-	-
11- مالی خسارہ {(1+5)-9=6+10}	40.173	60,257	57,704	60,243	66,733	88,937	1,13,349	1,08,898	1,11,275

1-اس میں 91 دن کی محکمہ خزانہ (ٹریزری) کے بلوں اور نقد بقایا کے ڈراڈاؤن کے ذریعے حاصل قرض شامل ہیں۔

2-اس میں تمام ذرائع سے سرکار کی قرض ضرور تیں شامل ہیں۔

جدول 13.3 حکومت ہند کے سرکاری قرض ودیگر واجبات

(مارچ کے آخر میں) (کروڑ روپے میں)

مد	1991	1992	1993	1994	1995	1996	1996-97	1997-98	1998-99	1999-2000 (RE)	2000-01 (BE)
1- اندرونی قرض ((i) سے vii تک)	1,54,004	172,750	1,99,100	2,45,712	2,66,467	3,07,868	3,44,476	3,88,998	4,59,6962	7,28,627	8,16,365
(I) بازار قرض	70,520	78,023	81,693	1,10,611	1.30,908	1,63,986	1,83,976	2,16,464	2,85,413	3,62,478	4,38,861
(II) دیگر (مخصوص بیرر بانڈ شامل ہیں)	2,863	5,425	10,078	10,095	10,821	5,275	12,373	50,969	48,396	55,030	57,274
(III) 91 دن ٹریزری بل	6,953	8,840	20,614	32,595	32,327	43,790	56,519	1,601	1,501	1,501	1,501
(IV) ٹریزری بلوں کے بدلے میں ریزرو بینک کو جاری مخصوص سیکورٹیز	66,000	71,000	71,000	71,000	71,000	71,000	71,000	1,01-818	1,01,818	1,01,818	1,01,818
(V) خصوصی فلونگ اور دیگر قرضہ جات[2]	6,566	8,415	14,669	20,365	20,365	22,771	19,562	17,100	21,522	22,227	23,078
(VI) ہندوستانی ریزرو بینک کو جاری خاص سیکورٹیز	1,102	1,047	1,046	1,046	1,046	1,046	1,046	1,046	1,046	1,287	1,547
(VII) چھوٹی بچتوں پر خاص سیکورٹیز	-	-	-	-	-	-	-	-	-	1,84,286	1,92,286
2- بیرونی قرض[3]	31,525	36,948	42,269	47,345	50,928	51,249	54,239	55,332	57,254	57,603	56,898
کل سرکاری قرض (1+2)	185,259	2,09,698	2,41,369	2,93,057	3,17,395	3,59,117	3.98,714	4,44,330	5.16,950	7,86,230	8,73,263
3- دیگر دین داریاں[4]	1,29,029	1,44,964	1,60,554	1,84,911	2,21,215	2,47,115	2.76,962	3,33,964	3,74,8562	2,38,297	2,95,123
کل سرکاری قرضے اور دیگر دین داریاں	3,14,558	3,54,662	4,01,923	4,77,968	5,38,610	6,06,232	6,75,676	7,78,294	8,91,806	10,24,527	11,68,386

1- ختم شدہ قرضوں، معاوضوں اور دیگر بانڈوں کا بقایا شامل ہے۔ جیسے: دیہی ترقی بانڈ اور پونجی سرمایہ کاری بانڈ، سالانہ سرٹیفکیٹ اس میں شامل نہیں ہے۔
2- انٹرنیشنل مالیاتی ادارے جیسے انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ، انٹرنیشنل بنک فارری کنسٹرکشن اینڈ ڈیولپمنٹ اور ایشیائی ترقیاتی بنک کو جاری نان نگوشیبل اور غیر سودی سیکورٹیز۔
3- بک ویلیو پر
4- چھوٹی بچت اسکیموں، پروویڈنٹ فنڈ کی خصوصی جمع رقوم اور دیگر محفوظہ فنڈوں و جمع رقوم کے تحت لگائی ہوئی رقموں پر سود شامل ہے۔
RE= نظر ثانی شدہ تخمینہ۔ BE= بجٹ تخمینہ۔

بینکوں کے ذریعے (خصوصی کام کے لئے) مالی انتظام کرنا۔ اس اصلاح کے طریق کار کا ایک اور خاص قدم تھا۔ بین الاقوامی معیاروں کے موافق سرمایے کی موزونیت کا معیار متعین کرنا۔

قومیانے کے بعد کے عہد میں نجی سیکٹر میں کسی نئے بینک کو قائم کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ تاہم 1993 میں بینکنگ کے طریق کار میں زیادہ سے زیادہ پیداوار اور موثر بنانے کے لئے شدید تقابل پیدا کرنے کی غرض کو محسوس کرتے ہوئے بھارتی بینکنگ نظام میں پرائیویٹ سیکٹر (نجی سیکٹر) کو نئے بینک کھولنے کی اجازت دیدی گئی۔ ان بینکوں کو دیگر باتوں کے ساتھ، کم سے کم درج ذیل شرائط پورا کرنا تھا۔ (1) یہ بینک ایک پبلک لمیٹڈ کمپنی کے طور پر رجسٹرڈ ہو (2) کم سے کم اداشدہ سرمایہ 100 کروڑ روپیہ ہو (3) اس کے حصص اسٹاک ایکسچینج میں مندرج ہوں (4) بہتر ہو کہ اس بینک کا صدر مقام ایک ایسے شہر میں ہو۔ جہاں کسی اور بینک کا صدر مقام نہ ہو اور (5) بینک کا طریق کار حساب کتاب اور دیگر حکمت عملیاں بھارتی ریزرو بینک کے ذریعے متعین دانشمندانہ معیاروں کے مطابق ہوں۔ اسے آغاز سے ہی آٹھ فی صد شایان شان سرمایہ حاصل کرنا ہوگا۔

جناب ایم نرسمہم کی صدارت میں ایک اعلی سطحی کمیٹی دسمبر 1997 میں حکومت ہند نے تشکیل کی تھی۔ جس کا کام اصلاح نظام مالیات کی سفارشوں جو کہ 1991 میں سی۔ ایف۔ ایس نے کی تھیں اس کے عمل درآمد کا جائزہ لینا تھا۔ ساتھ ہی ضروری اصلاحات کا ایسا چارٹ بنانا تھا جو آنے والے سالوں میں بینکنگ کے نظام کو مستحکم اور بہترین آلات سے مزین کر، بین الاقوامی اقتصادی ماحول کا موثر ڈھنگ سے مقابلہ کر سکے۔ اپریل 1998 میں کمیٹی نے اپنی رپورٹ حکومت ہند کو پیش کردی ہے۔ اس رپورٹ کی کچھ سفارشوں کو منظور کرلیا گیا ہے اور نافذ ہوچکی ہیں۔ نافذ ہوچکی سفارشوں میں خصوصا سرمایہ کے کافی ہونے کا تناسب، سرکاری گارنٹی والے قرض رمعیاری پیشگیوں کے سرمائے کا اہتمام اور بیلنس شیٹ میں پہلے سے زیادہ باتوں کا خلاصہ کرنے جیسے اکاؤنٹ سے متعلق تجاویز شامل ہیں۔ دیگر سفارشیں میں زیرغور ہے۔

بھارتی ریزرو بینک

بھارتی ریزرو بینک کا قیام ریزرو بینک آف انڈیا ایکٹ، 1934 کے تحت یکم اپریل 1935 کو ہوا تھا اور یکم جنوری 1949 کو اس کو قومیا لیا گیا۔ ایک روپیے کے سکوں رنوٹوں اور چھوٹے سکوں کو چھوڑ کر بھارت میں کرنسی جاری کرنے کا اختیار صرف ریزرو بینک ہی کو حاصل ہے۔ ریزرو بینک مرکزی حکومت کے ایجنٹ کے طور پر بھارت سرکار کے ذریعے جاری کئے جانے والے ایک روپیے کے نوٹوں، سکوں اور چھوٹے سکوں کو جاری کرنے کا ذمہ دار ہے۔ ریزرو بینک بھارت سرکار، ریاستی سرکاروں، تجارتی بینکوں، ریاستی تعاون بینکوں اور کچھ مالی اداروں کے بینکر کے طور پر بھی کام کرتا ہے۔ یہ قرض کے مناسب استعمال سے قیمتوں میں استواری لانے کے ساتھ پیداوار بڑھانے کے لئے زر پالیسی تیار کرتا ہے اور اسے نافذ کرتا ہے۔ ساتھ ہی ریزرو بینک روپیے کے زر مبادلہ کو استوار بنائے رکھنے میں خصوصی رول ادا کرتا ہے اور بین الاقوامی مانیٹری فنڈ میں ہندوستان کے ممبر ہونے کی وجہ سے حکومت کے ایجنٹ کے طور پر کام کرتا ہے۔ ریزرو بینک ترقی اور فروغ کے مختلف کام بھی کرتا ہے۔ اس کے علاوہ، یہ حکومت ہند کے قرض لینے کے پروگراموں کو بھی اپنے ہاتھ میں لیتا ہے۔

بینکنگ نظام کی ترتیب

مارچ 1999 کے آخر میں بھارتی تجارتی بینکنگ نظام میں 298 درج فہرست بینک (غیر ملکی بینکوں سمیت) اور ایک غیر فہرستی تجارتی بینک تھے۔ مارچ 1998 سے دسمبر 1999 کی مدت میں درج فہرستی تجارتی بینکوں کی تعداد میں 4 کی کمی ہوئی اور غیر فہرستی بینکوں کی تعداد میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ وہ ایک ہی رہی۔ فہرستی بینکوں میں 223 بینک سرکاری سیکٹر میں ہیں اور یہ سبھی فہرستی

بینکوں کی تقریباً 82 فی صد رقم جمع کرتے ہیں۔ سرکاری سیکٹر کے بینکنگ نظام میں 196 علاقائی دیہی بینک ہیں جو خاص طور سے دیہی علاقوں میں چھوٹے قرض لینے والے اشخاص کو مزید قرض دینے کی غرض سے قائم کئے گئے ہیں۔ ان بینکوں کا کام کچھ خاص علاقوں، بالخصوص عموماً دو۔ تین اضلاع تک ہی محدود رہتا ہے۔ یہ بینک کچھ دیگر تجارتی بینکنگ کا کام بھی کرتے ہیں۔ عوامی سیکٹر کے باقی 27 بینک باقاعدہ تجارتی بینک ہیں اور وہ ہر طرح کے تجارتی بینکنگ کا کاروبار کرتے ہیں حال ہی کی بھارت میں تجارتی بینکنگ فروغ کے متعلق کچھ خصوصی باتیں جدول 13.4 میں دی گئی ہیں۔

عوامی سیکٹر کے بینکوں میں دسمبر 1999 کے آخر تک بھارتی اسٹیٹ بینک گروپ (اپنے سات منسلک بینکوں سمیت) سب سے بڑی اکائی تھا۔ اس کے 13,357 دفاتر ہیں اور اس بینک میں 1,88,537 کروڑ روپے سے زیادہ جمع ہیں و بینک نے 1,22,652 کروڑ روپئے ادھار دیے ہیں۔ ان بینکوں کا کل یا زیادہ تر حصہ، سرمایہ بھارتی اسٹیٹ بینک اسٹیٹ بینک اور اس کے شریک بینکوں کا حصہ ایک گروپ کی شکل میں عوامی سیکٹر کے بینکوں کے ذریعے کئے گئے کل کاروبار کا 32 فی صد (جمع و پیشگی رقم کا جوڑ) اور تمام بینکنگ نظام کے کل کاروبار کا 26.1 فی صد کے آس پاس ہوتا ہے۔ دیگر 19 قومیائے گئے بینک ہیں، جن میں سے 14 بینکوں کو 19 جولائی 1969 کو اور دیگر پانچ بینکوں (نیو بینک آف انڈیا کو چھوڑ کر) کو 15 اپریل 1981 کو عوامی سیکٹر میں شامل کیا گیا تھا۔

رقم کا اجماع اور اس کا استعمال

بینکوں کو قومیانے کے بعد کی مدت میں فہرستی بینکوں کی جمع رقوم میں قابل قدر اضافہ ہوا ہے۔ جون 1969 کے آخر میں ان بینکوں میں جمع سرمایہ 4,646 کروڑ روپئے تھا۔ دسمبر 1999 کے آخر تک یہ سرمایہ بڑھ کر 7,65,790 کروڑ روپئے ہوگیا۔ عوامی سیکٹر بینکوں میں جون 1969 تک کل سرمایہ 3,871 کروڑ روپئے تھا۔ دسمبر 1999 کے آخر تک یہ رقم بڑھ کر 6,29,835 کروڑ روپئے ہوگئی۔ بینکوں کے ذریعے جمع کئے گئے سرمایے کا استعمال (1) قرض لینے والوں کو قرض اور پیشگی رقم دینے میں (2) نقدی کی مقررہ شرائط پوری کرنے کے لئے سرکاری اور دیگر تسلیم شدہ اداروں میں اور (3) مشترکہ فنڈوں، اصل کاری، پٹے اور دیگر متعلقہ سرگرمیوں میں کیا جاتا ہے۔

سرکاری اور دیگر منظور شدہ ضمانتی اداروں میں بینکوں کی اصل کاری میں نمایاں اضافہ ہوا ہے جو مارچ 1996 میں 1,361 کروڑ روپئے سے بڑھ کر مارچ 1999 کو 2,54,594 کروڑ روپئے ہوگیا۔ فہرستی تجارتی بینکوں کی پیشگی رقوم جون 1969 میں فقط 3,599 کروڑ روپئے تھیں جو دسمبر 1999 کو بڑھ کر 4,27,436 کروڑ روپئے ہوگئی۔ پچھلے کچھ سالوں کے دوران ترجیحی سیکٹر کے خطے میں قابل قدر بہتری آئی ہے۔

ترجیحی سیکٹر کو پیشگی رقوم

قومیائے جانے کے بعد کے دوران میں عوامی سیکٹر کے بینکوں کو جو خصوصی کام سونپے گئے۔ ان میں اقتصادیات کے اب تک نظر انداز حلقے میں چھوٹے ادھار لینے والوں کو قرض کی سہولت فراہم کرنا تھا۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے بینکوں نے زراعت، چھوٹے کاروباری سیکٹر، سڑک، آبی نقل و حمل، خردہ تجارت اور چھوٹے موٹے دھندوں وغیرہ جیسے خطوں میں چھوٹے ادھار لینے والوں کے لئے قرض مہیا کرانے کی اسکیمیں تیار کی ہیں۔ جنہیں عام طور سے بینک قرض سہولت میں بہت کم حصہ ملتا تھا۔ کمزور طبقوں کی وسائلی ضرورتوں کو پورا کرنے کی غرض کو محسوس کرتے ہوئے ان کی خاص ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے، صرف قرض (کچھ محدود دائرے تک) اور خود کفالتی گروپ کے قرضوں کو بھی ترجیحی درجے والے سیکٹر میں شامل کرلیا گیا

ہے۔مکان گھر کے لئے قرض (پانچ لاکھ روپے تک) فی یونٹ دیہات وقصبوں کے لئے 10 لاکھ فی یونٹ (شہروں اور بڑے شہروں کو بھی) ترجیحی سیکٹر میں شامل کرلیا گیا ہے۔اس دوران فوقیتی سیکٹر کو دی گئی پیشگی رقم جو جون 1969 سے مارچ 441 کروڑ سے بڑھ کر 1,11,612 کروڑ روپے ہوگئی۔جو سرکاری سیکٹر کے بینکوں کے خالص بینک قرض کا 44.35 فی صد تھی۔

پسماندہ طبقوں کو قرض

دیہی علاقوں کو زیادہ قرض فراہم کرانے کے لئے بھارتی ریزرو بینک نے تجارتی بینکوں کو صلاح دی کہ وہ اپنے خالص بینک قرض کا کم سے کم 10 فی صد کمزور طبقوں کو مہیا کرائیں۔یا اپنے ترجیحی سیکٹر کی پیشگی رقوں کا 25 فی صد کمزور طبقوں کو مہیا کردیں جن میں شامل ہیں۔چھوٹے اور حاشیائی کسان، بے زمین مزدوروں، اسامی کسانوں، فصلی، بٹائی داروں، دست کاروں، دیہی اور گھریلو صنعتوں، شہری علاقوں کی نہایت چھوٹی صنعتوں کی اسکیم سے فائدہ اٹھانے والے اور مربوط دیہی ترقیاتی پروگرام سے مستفید، صفائی مزدوروں، درج فہرست ذاتوں اور قبائل کی آزادی اور آبادکاری کی اسکیم، تفرقی شرح سود سے مستفید لوگ، ستمبر 1999 کے آخر تک پسماندہ طبقات کو دی گئی پیشگی کی بقایا رقم 19,608 کروڑ تھی جو ان کے خالص بینک قرض کا 7.79 فی صد اور ترجیحی سیکٹر کی پیشگی رقم کا 17.5 فی صد تھی۔

زراعت کے لئے قرض

اس کا ہدف یہ رکھا گیا کہ بینک کل جتنا روپیہ قرض دیتے ہیں، اس کا 15 فی صد، زراعتی سیکٹر میں بلاواسطہ قرض فراہمی کا کام مارچ 1985 تک پورا کردیں۔بعد میں اس ہدف کو بڑھا کر 18 فی صد کردیا گیا۔جو مارچ 1990 تک پورا کیا جانا تھا۔اکتوبر 1993 میں بھارتی ریزرو بینک کے ذریعے جاری جدید ترین ہدایتوں کے مطابق 18 فی صد کے ہدف کو تشخیص کرنے کے لئے زراعت کے واسطے بلاواسطہ اور بالواسطہ، دونوں ہی طرح کی پیشگی رقوم کو لینے کا فیصلہ کیا گیا، بشرطیکہ زراعت کے لئے بلاواسطہ پیشگی رقوم بینکوں کی کل قرض میں سے 18 فی صد کے زراعتی قرض کے ایک چوتھائی سے زائد نہ ہوں۔ستمبر 1999 تک سرکاری حلقے کے بینکوں نے زرعی سیکٹر کو 40,660 کروڑ روپے دیئے تھے، جو خالص بینک قرض کا 16.16 فی صد ہوتا ہے۔

درج فہرست ذاتوں/قبیلوں کے قرض خواہوں کو پیشگی رقوم

درج فہرست ذاتوں وقبیلوں کے لوگوں کو سماج کا سب سے غیر محفوظ طبقہ مانا جاتا ہے۔بینکوں سے کہا گیا ہے کہ وہ ان کے معیار زندگی کو بہتر بنانے کے لئے انہیں خود روزگار والے کاروبار چلانے کی خاطر مناسب قرض دینے کی خصوصی کوششیں کریں۔جس سے وہ منافع والی پیداوار حاصل کرسکیں۔مارچ 1999 کے آخر تک سرکاری سیکٹر کے بینکوں کے ذریعے درج فہرست ذاتوں/قبیلوں کو دیئے گئے قرض کی کل بقایا رقم 7,410 کروڑ روپے تھی اور قرض کھاتوں کی تعداد 87.58 لاکھ تھی۔

تفرقی شرح سود اسکیم

سن 1972 میں شروع کی گئی تفرقی شرح سود اسکیم کے تحت سرکاری سیکٹر کے بینکوں کو پچھلے سال دئے گئے کل قرضوں کا کم سے کم ایک فی صد سماج کے پسماندہ طبقوں میں سے پسماندہ ترین طبقوں کو چار فی صد کی سالانہ شرح سود سے قرض دینے کا ہدف پورا کرنا پڑتا ہے۔اس اسکیم کے تحت ایسے غریب لوگوں کو قرض دیا جاتا ہے، جن کی خاندانی آمدنی دیہی علاقوں میں 6,400 روپے سے اور دیگر علاقوں میں 7,200 روپے سے زائد نہ ہو اور جن کے پاس 2.5 ایکڑ سے زائد بے آب پاشی والی وایک ایکڑ سے زائد آب پاشی والی زمین نہ ہو۔انہیں میعادی قرض اور پیداواری کاموں کے لئے ادھار اور کاروباری سرمایہ کے

طور پر 6,500 روپے تک کا قرض امداد کے طور پر دیا جاتا ہے۔ مارچ 1999 کے آخر میں عوامی سیکٹر کے بینکوں نے 507.97 کروڑ روپے تفرقی شرح سود پر قرض دے رکھے تھے۔

سورن جینتی گرام سوروزگار یوجنا

سورن جینتی گرام سوروزگار یوجنا نے مربوط دیہی ترقی پروگرام (آئی۔ آر۔ ڈی۔ پی) اور اس کی متعلقہ اسکیموں نے دیہی نوجوانوں کو خود روزگار کے لئے تربیت، دیہی علاقوں میں خواتین اطفال ترقی، دیہی فنکاروں کو نئے اوزار، گنگا فلاحی اسکیم اور 10 لاکھ کنویں کھودنے کی اسکیم کی جگہ لے لی ہے۔ یہ اپریل 1999 سے لاگو ہوئی ہے۔

اسکیم کا مقصد ملک کے دیہی علاقوں میں بڑی تعداد میں چھوٹے کاروبار قائم کرنا ہے۔ اسکیم کے تحت آنے والے خاندانوں کو غریبی لائن سے اوپر لایا جائیگا۔ اس میں ان خاندانوں کو بنک قرض اور سرکاری سبسڈی کی ملی جلی شکل میں لاگو کر کے آمدنی مہیا کرنے کے لئے ذرائع فراہم کرائے جائیں گے۔ آمدنی کے لئے ایسی سرگرمیوں کا ہونا ضروری ہے جس سے تیسرے سال سے بینک کو کم از کم 2,000 روپے کی ادائیگی کی جاسکے۔

سورن جینتی گرام سوروزگار اسکیم کے سبھی پہلوؤں کو کور کیا گیا ہے۔ اس اسکیم میں 75 فی صد اور 25 فیصد ریاستوں کے ذریعہ مالی فنڈ مہیا کیا جائے گا۔ یہ اسکیم پنچایت سمتی کے ذریعہ لاگو کی جائے گی۔

سورن جینتی شہری روزگار یوجنا

سورن جینتی شہری روزگار یوجنا یکم دسمبر 1997 سے چل رہی ہے۔ اسے شہری حلقوں میں بے حد چھوٹے کاروبار اسکیم (ایس۔ یو۔ ایم۔ آئی) اور وزیر اعظم کے شہری غربت خاتمہ پروگرام کے پی۔ ایم۔ آئی۔ یو۔ پی۔ آئی کی جگہ پر سبھی شہری اور نیم شہری علاقوں میں لگایا گیا۔ اس کی دیگر تدابیر میں دو ذیلی اسکیم ہی شہری روزگار پروگرام (یو۔ ایس۔ ای۔ پی) اور شہری علاقوں میں خواتین اور اطفال ترقی کی اسکیم (ڈی۔ ڈبلو۔ سی۔ یو۔ اے) میں کس کو مدد دی جائے اس کی پہچان پر گھر گھر سروے کے ذریعہ شہری بلدیاتی اداروں کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ اس کے تحت کم از کم 30 فی صد خواتین، 3 فی صد معذوروں اور درج فہرست ذات اور قبائل اوسط کے برابر اس گروپ کے لوگوں کو امداد دینا ضروری ہے۔ اس اسکیم کے 75 فی صد سبسڈی مرکز اور 25 فی صد ریاستی حکومتیں دیتی ہیں۔ یو۔ ایس۔ ای۔ پی اسکیم کے تحت شہری علاقوں میں ایسے بے روزگار یا نیم بے روزگار نوجوانوں کو جو غریبی لائن کے نیچے کے خاندانوں کے ہیں اور یو۔ ایل۔ پی میں درج فہرست ہیں۔ بنک قرض دئے جاتے ہیں تاکہ وہ اپنا چھوٹا موٹا کاروبار شروع کر سکیں۔ ان نوجوانوں کے لئے کم از کم نویں کلاس تک پڑھا لکھا ہونا چاہئے۔ ہر اسکیم میں 50,000 روپے تک کے پروجیکٹوں کے لئے مدد دی جاتی ہے۔ اس میں سرکار منصوبے کی لاگت کے 15 فی صد کے برابر سبسڈی دیتی ہے لیکن سبسڈی کی منظور شدہ حد 7,500 روپے رکھی گئی ہے۔ استفادہ کنندہ کو پروجیکٹ کا 5 فی صد رقم بینک کے پاس مارجن منی کے طور پر جمع کرانی ہوتی ہے۔ اس میں شراکت داری بھی چھوٹ ہوتی ہے۔ ڈی۔ ڈبلو۔ سی۔ یو۔ اے اسکیم میں خواتین کاروباری ایک گروپ بنا کر خود روزگار کر سکتی ہیں۔ گروپ میں کم از کم دس شہری غریب خواتین ہونی چاہئے۔ اسکے علاوہ یہ گروپ اپنی چھوٹی بچت لون کریڈٹ، تھرفٹ کمیٹی بھی شروع کر سکتی ہیں۔ ایسے گروپ کے منصوبوں پر سرکار پروجیکٹ لاگت کا 50 فی صد یا 1,25,000 روپے ان میں سے جو بھی کم ہے کے مساوی سبسڈی دیتا ہے۔ شروعاتی 6-18 مہینے کی چھوٹ کے قرض ادائیگی 3 سے 7 سال میں کی جاسکتی ہے۔ ادائیگی کا فیصلہ بنک کرتا ہے۔ 1998-99 میں بنکوں نے 73,270 لوگوں کے لئے 18,901.28 لاکھ روپے منظور کئے اور 41,755 لوگوں کو 9,987-19 لاکھ روپے کے قرض دے۔ سال 1999-2000 میں

عارضی شمار کے مطابق 47,844 لوگوں کے لئے 12,112.63 لاکھ روپے کے قرض منظور ہوا اور 30,429 لوگوں کو 7,535.97 لاکھ روپے کا قرض دیا گیا۔

وزیراعظم روزگار یوجنا

تعلیم یافتہ بے روزگار نوجوانوں کے لئے وزیراعظم روزگار یوجنا 2 اکتوبر 1993 سے شروع کی گئی ہے۔اس یوجنا کا مقصد آٹھویں پنج سالہ منصوبے کے دوران نہایت چھوٹے کاروباروں میں شہری علاقوں کے تقریباً 10 لاکھ تعلیم یافتہ بے روزگار نوجوانوں کی روزی کے لئے روزگار مہیا کرانا ہے۔اس اسکیم کو شہری علاقوں میں 94-1993 میں اور ملک بھر میں یکم اپریل 1994 سے نافذ کیا گیا ہے۔ بے روزگار تعلیم یافتہ نوجوانوں کے لئے خود روزگار اسکیم کو وزیراعظم روزگار یوجنا کے ساتھ منسلک کر دیا گیا ہے۔ 2000-1999 میں 2.44 لاکھ کھاتے داروں کو 1,587.29 کروڑ روپے کے قرض منظور کئے گئے جب کہ 1.35 لاکھ کھاتے داروں کو 807.56 کروڑ روپے کی ادائیگی کی گئی۔

علاقائی دیہی بینک

علاقائی دیہی بینک کا قیام،خصوصاً دور دراز کے دیہی علاقوں کے ان لوگوں کو بینکنگ کی سہولت فراہم کرنے کی غرض سے کیا گیا ہے۔ جہاں پر بینک کی سہولیات نہیں ہیں۔ان بینکوں کا مقصد سماج کے ان کمزور طبقوں کو رعایتی شرح پر ادارہ جاتی قرض فراہم کرانا ہے۔ جو مجبور ہو کر ساہوکاروں کے پاس جاتے ہیں۔بینکوں کا ایک مقصد دیہی بچت کو پیداوار سرگرمیوں میں لگانا بھی ہے۔ 22 مارچ 1999 سے ان بنکوں کو ہدف گروپ سے باہر کے لوگوں کو قرض دینے کی اجازت دے دی اور انہیں دئے گئے ادھار کو ترجیحی اور دیگر درجوں میں رکھا گیا اسی طرح ان بنکوں کے ذریعہ مدتی اجماع میں بھی چھوٹ دے دی گئی۔اس کے بعد علاقائی دیہی بنکوں کو کچھ شرائط کے ساتھ الگ الگ شرح سے سود دینے کی چھوٹ دے دی گئی۔ان علاقائی دیہی بنکوں نے مارچ 2000 کے آخر تک جمع کی شکل میں 29,262 کروڑ روپے جمع کئے۔ بھارتی ریزرو بینک کے ذریعے ان بینکوں کو قرض پر سود کی شرح خود طے کرنے کی اجازت دینے کے بعد زیادہ تر علاقائی دیہی بینک 14 سے 18 فی صد سالانہ شرح سود پر قرض دے رہے ہیں۔

بھارتی صنعتی ترقی بینک

اس بینک کا قیام بھارتی صنعتی ترقی بینک ایکٹ، 1964 کے تحت عمل میں آیا۔ یہ صنعتوں کی ترقی کے لئے قرض اور دیگر سہولیات دینے والا اہم مالی ادارہ ہے۔ یہ صنعتوں کو مالی تعاون دینے والا، فروغ دینے والا اور صنعتوں کی ترقی میں لگے اداروں کے کام میں بھی تال میل قائم کرتا ہے۔ بھارتی صنعتی ترقی بینک بڑے صنعتی اداروں کو بلاواسطہ سرمایہ فراہم کرتا ہے اور چھوٹے و متوسط صنعتوں کو بینکوں و صوبائی سطح کے مالی اداروں کے ذریعے امداد فراہم کرتا ہے۔ 99-1998 کے دوران کل 28,307.7 کروڑ روپے کی امداد (عارضی) منظور کی گئی جو پچھلے سال سے 10.7 فی صد زائد ہے۔ 2000-1999 میں 17,059.3 کروڑ روپے تقسیم کئے گئے۔

بھارتی درآمد۔برآمد بینک

بھارتی درآمد۔برآمد بینک (ایکزم بینک) کا قیام یکم جنوری 1982 کو بھارتی بیرونی تجارت کو سرمایہ، سہولت و فروغ دینے کے لئے عمل میں آیا تھا۔ 31 مارچ 1999 کو ختم ہوئے سال میں اس بینک نے 2,831.8 کروڑ روپے کے قرض منظور کئے

گئے جب کہ 1,729.60 کروڑ روپے ہی کے قرض تقسیم کئے گئے۔ 2000-1999 (اپریل - مارچ) میں اس بینک کے جنرل فنڈ کھاتے میں 227 کروڑ روپے کا خالص منافع ہوا۔

بھارتی صنعتی قرض اور اصل کاری کارپوریشن لمیٹڈ (ICICI Limited)

بھارتی صنعتی قرض اور اصل کاری کارپوریشن لمیٹڈ (ICICI) کا قیام 1955 میں عوامی لمیٹڈ کمپنی کی شکل میں عمل میں آیا تھا۔ اس کے اغراض و مقاصد میں صنعتی اکائیوں کو فروغ دینا اوران کی مدد کرنا تھا۔ دیگر کاموں کے ساتھ ساتھ اس کا مقصد صنعتی اداروں کا قیام، توسیع اور جدید کاری میں تعاون کرنا، ایسے اداروں میں دیسی و دیسی دونوں طرح کے ذاتی سرمایے کو فروغ دینا و حوصلہ افزائی کرنا، صنعتی ترقی کو بڑھاوا دینے اور حوصلہ افزائی کرنے و پونجی بازار کی ترقی میں مدد دینا ہے۔ یہ بھارتی اور غیر ملکی کرنسیوں میں میعادی قرض فراہم کراتا ہے۔ حصص اور تمسکوں کو جاری کرنے کی ذمہ داری اٹھاتا ہے۔ حصص وغیرہ خریدنا و دوسروں کے قرض واپس کرنے کی ضمانت دیتا ہے۔ 2000-1999 کے دوران آئی سی آئی سی آئی نے علی الترتیب 44,478.8 کروڑ روپے کے قرض منظور اور عارضی تقسیم کیے۔ پچھلے سال کی بالترتیب (عارضی) ترقی 30 فی صد کی جگہ اس سال 34.3 فیصد درج کی گئی۔

قومی تعمیر مکان بینک

اس بینک نے جولائی 1988 میں کام کرنا شروع کیا۔ قومی تعمیر مکان بنک ملک میں مکان کے خالی سرمایہ فراہم کرنے والا سب سے بڑا ادارہ ہے۔ نیشنل ہاؤسنگ بنک ایکٹ 1987 کے تحت اس کی تشکیل ریزرو بینک آف انڈیا کے امداد یافتہ خودمختار ادارے کے طور پر کی گئی۔ ضابطے کے تحت قومی تعمیر مکان بنک، صحت مند مکانیات کے مالیاتی نظام کے مکانی مالیات کے ذریعہ فروغ، ترقیاتی اور باضابطہ پہلوؤں کو نمایاں کرتا ہے۔ اس کے کام کی شروعات جولائی 1998 میں کی گئی۔ اس کا مجاز سرمایہ 500 کروڑ روپے ہے۔ 30 جون 1999 کو این۔ ایچ۔ بی کا اداشدہ سرمایہ 350 کروڑ روپے اور محفوظ سرمایہ اور بچی رقم 481.30 کروڑ روپے ہے۔ اس کے اہم کاموں میں مکان کے لئے قرض دینے والے مجاز مالی اداروں کو (i) باز رقوم مہیا کرانا (ii) بلاواسطہ قرض دینا شامل ہے۔

(i) ری فنانس: این ایچ بی درج فہرست کمرشیل بنکوں کی تعمیری مکان سرمایہ کمپنیاں (HFCs) اور کوآپریٹیو سیکٹر کے ادارے جیسے قرض دینے والے مجاز اداروں کو ری فنانس کی سہولت فراہم کرتا ہے۔ ان اداروں کو ان کے ذریعہ افراد اور سرکاری اور نجی تنظیموں کو رہائشی زمین کی ترقی اور مکان کی تعمیر کے لئے دیئے گئے قرض کے مطابق مالی امداد دی جاتی ہے۔ قومی تعمیر مکان بینک نے 2000-1999 میں پرائمری اداروں کو کل 587.48 کروڑ روپے کی ری فنانس امداد مہیا کرائی۔ 31 مارچ 2000 کو تک یہ بینک مجموعی طور پر کل 4,961.48 کروڑ روپے کی باز مالی امداد دے چکا تھا۔ اس تاریخ تک کل 29 تعمیر مکان کمپنیوں کو اس بینک سے امداد حاصل کرنے کی توثیق حاصل ہو چکی تھی۔

(ii) بلاواسطہ قرض: نیشنل ہاؤسنگ بینک پبلک ایجنسیوں کو مربوط آراضی ترقی و بسیرا پروجیکٹوں (ایل۔ ڈی۔ ایس۔ پی) گندی بستیوں کے ترقیاتی منصوبوں (ایس۔ آر۔ پی) کے لئے سیدھے مالی سہولتیں فراہم کرتا ہے۔ اس کے لئے پروجیکٹوں ر ایجنسیوں کو بینک مالی ضابطوں سے متعلق اصولوں کا پابند ہونا پڑتا ہے۔ بلاواسطہ قرض سہولت کے تحت بنک نے اب تک 551.8 کروڑ روپے کی لاگت والی 116 ایل۔ ڈی۔ ایس۔ پی پروجیکٹ منظور کی گئیں۔ ان میں 228.63 کروڑ روپے قرض سے مہیا کئے جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ بینک کے ذریعہ رواں مالی سال میں اس اسکیم میں منظور شدہ پروجیکٹوں کی کل تعداد

61.86 کروڑ روپے ہوگئی ہے۔ جس میں قرض کا حصہ 40.46 کروڑ روپے ہیں۔ سال 99-1989 میں اس اسکیم کے تحت 14.76 کروڑ روپے کے قرض جاری کیے گئے۔ سال 99-1998 میں گندی بستیوں کی ترقی کے 13 پروجیکٹ منظور کیے گئے جس کی کل لاگت 22.59 کروڑ روپے اور قرض کا حصہ 17.01 کروڑ روپے ہے۔ سال کے دوران ان پروجیکٹوں کے لئے 1.21 کروڑ روپے کے قرض تقسیم کیے گئے۔

سال کے دوران قومی تعمیر مکان بینک نے ری فنانس کے لئے سود کی شرحوں میں بھی ترمیم کیا۔ شہری کوآپریٹو بنکوں کے لئے ری فنانس اسکیم کے تحت قرض دینے کی حد تین لاکھ سے بڑھا کر 5 لاکھ روپے کردی گئی۔

قومی تعمیر مکان بینک نے ہاؤسنگ مالی کمپنیوں کو جمع قبول کرنے کے متعلق کچھ ہدایتیں بھی جاری کی ہیں۔ ان کمپنیوں کی کارکردگی میں اصلاح کے لئے بینک نے تسلیم شدہ آمدنی اثاثہ کے درجہ بند دفعات اور مرتکز قرض وغیرہ کے بارے میں احتیاط برتنے کے قاعدے بھی جاری کیے ہیں۔

فروغ اور ترقیاتی سرگرمیوں کے تحت نیشنل ہاؤسنگ کارپوریشن نے 31 مارچ 2000 تک مختلف مکان تعمیر کی مالی کمپنیوں کی شیئر پونجی میں 15.80 کروڑ روپے لگا چکا تھا۔

بھارت کی آزادی کی 50 ویں سالگرہ پر کے موقع پر بنک نے گولڈن جبلی دیہی ہاؤسنگ فنانس اسکیم شروع کی اس کا مقصد مالی اداروں کو دیہی علاقوں میں لوگوں کو ذاتی قرض دینے کے لئے ترغیب دینا ہے 2000-1999 میں قرض دینے والے پرائمری اداروں نے 1,25,000 ہاؤسنگ اکائیوں کو قرض دئے گئے جب کہ 2001-2000 میں 1,50,000 ہاؤسنگ اکائیوں کو قرض دینے کا نشانہ رکھا گیا ہے۔ ہاؤسنگ سیکٹر کو زیادہ سے زیادہ قرض ملے اس کے لئے قومی تعمیر مکان بینک اس پر مبنی ضمانتی اسکیم شروع کرنے کے عمل میں ہے۔

تعمیری مکان کے لئے سرمایہ

تعمیر مکان کے لئے 2000-1999 کے دوران مجموعی طور پر کم از کم ہدف تجارتی بینکوں کی پچھلے سال جمع رقوم میں اضافے کا فی صد 1.5 فی صد سے بڑھا کر 3 فیصد کردیا گیا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی ہدایت دی گئی ہے کہ رواں سال میں پچھلے سال کے مقابلہ تقسیم کم نہ ہو۔ تجارتی بینکوں کے ذریعے کسی فرد کو بلاواسطہ یا بالواسطہ طور سے دی جانے والی تعمیر مکان قرض کی رقم، ابتدائی حلقوں کی پیشگی کی اہلیت کے لئے، پہلے سے متعین 3 لاکھ روپئے سے بڑھا کر 5 لاکھ روپئے کردی گئی ہے۔ لیکن شہری اور بڑے شہری علاقوں میں بلاواسطہ قرض (تعمیر مکان کے لئے) کی رقم بڑھا کر 10 لاکھ کردی گئی ہے۔ ترجیحی سیکٹر کی پیشگیوں میں این۔ ایچ۔ بی اور ہڈ کو کو مخصوص بانڈوں میں بنکوں کے ذریعہ کی جانے والی اصل کاری کو بھی شامل کرلیا گیا ہے۔ یہ خاص طور سے مکان کے لئے دئے جانے والے قرض کے لئے ہے، پھر قرض کی رقم چاہے جتنی بڑی ہو۔

بھارتی بینک برائے ترقی چھوٹی صنعت

بھارتی بینک برائے ترقی چھوٹی صنعت کا قیام بھارتی بینک برائے ترقی چھوٹی صنعت ایکٹ 1989 کے تحت میں عمل آیا۔ یہ ہندوستانی صنعتی ترقی بینک کی پوری ملکیت والی امدادی بینک ہے۔ یہ چھوٹی صنعتوں کے فروغ، سرمایہ کاری اور ترقی میں تعاون کرنے والا خاص مالی ادارہ ہے۔ اس بینک نے 2 اپریل 1990 سے اپنا کام شروع کیا اور یہ دیگر اداروں جیسے کہ ریاستی مالیاتی کارپوریشنوں، تجارتی بینکوں، اور ریاستی صنعتی ترقی کارپوریشنوں کے تعاون سے ملک گیر پیمانے پر چھوٹی صنعتوں کو امداد مہیا کرتا

ہے۔ مارچ2000- 1999 کے دوران اس بینک نے مجموعی طور پر 10.434 کروڑ روپے کے قرض منظور کئے۔ اور 6,994.50 کروڑروپے جاری کئے۔

قومی زرعی ودیہی ترقی بینک(NABARD)

قومی زرعی ودیہی ترقی بینک، یعنی نابارڈ کا قیام12 جولائی1982 کوعمل میں آیا تھا۔ نابارڈ نے ہندوستانی ریزرو بینک کے شعبہ زرعی قرض، دیہی منصوبہ بندی وقرض سیل اورزراعت کی سرمایہ بازفراہمی وترقی کارپوریشن کی ذمہ داری اپنے ہاتھ میں لے لی ہے۔ نابارڈ کا قیام دیہی علاقوں میں زراعت، چھوٹی صنعتوں ودیہی وگھریلوصنعتوں، دست کاروں اور دیگر مالی سرگرمیوں کو فروغ دینے کے لئے قرض فراہم کرنے کے لئے کیا گیا تھا، تاکہ منظم دیہی ترقی کوفروغ دیا جاسکے اوردیہی علاقوں کوخوش حال بنایا جاسکے۔

نابارڈصوبائی زمینی ترقی بینکوں،صوبائی تعاون بینکوں، درج فہرست تجارتی بینکوں اورعلاقائی دیہی بینکوں کوسرمایہ باز فراہمی عطا کرتا ہے۔ جب کہ کم ازکم اصل کاری قرض کے ذریعے فرد، شراکتی کاروبار کمپنیاں، اور ریاستی ملکیت کارپوریشن وغیرہ مستفید ہوسکتے ہیں۔

96-1995 سے نابارڈ، موجودہ اورنئی دیہی بنیادی خدمات سے منسلک اسکیموں کے لئے قرض منظور کررہا ہے۔ نابارڈ کے تعاون سے مرکز کے ذریعہ بنائے گئے دیہی اساسی ساخت فنڈ سے بنیادی دیہی خدمات کے لئے قرض دیا جاتا ہے۔

2000-1999 کے دوران سرمایہ بازفراہمی کے لئے 5,215 کروڑ روپے کے قرض تقسیم کئے جب کہ پچھلے سال 4,521 کروڑروپے کے قرض دے گئے تھے۔ موسمی زراعتی سرگرمیوں کے لئے مارچ2000 کے آخرتک سال2000-1999 کے لئے 6,080.54 کروڑ روپے کے قلیل مدتی قرض منظور کئے گئے تھے۔ مارچ 1999 کے آخرتک 4,055.85 کروڑ روپے بقایہ تھے۔2000-1999 کےدوران جوقرض کی حد منظور کی گئی تھی۔ ان میں تلہن کی پیداوار کے لئے 824.74 کروڑ روپےقومی دال ترقی پروگرام(DTP) کے لئے41.17 کروڑ روپےاورقبائلی آبادی کی ترقی کے لئے 202.89 کروڑ روپے شامل ہیں۔ مارچ2000 تک 2000-1999 کے لئے زراعتی کاموں کے لئے علاقائی دیہی بنکوں کو1,00.57 کروڑ روپے کی قلیل مدتی قرض کی حد منظور کی گئی۔ مارچ2000 کے آخرتک نابارڈ کوسرمایہ بازاسکیم کے تحت علاقائی دیہی بنکوں کوقلیل مدتی قرض کا بقایہ905.56 کروڑروپے تھا۔2000-1999 کے دوران81,700 سے زیادہ خودامدادی گروپ بینکوں سے جڑے اور135.90 کروڑروپے کےقرض امدادمنظور کی گئی نابارڈ کے سرمایہ اسکیم کے تحت98.07 کروڑ روپےمنظور کئے گئے۔

بیرونی ممالک میں بھارتی بینک

31مارچ2000 کو بیرونی ممالک میں9بھارتی تجارتی بینکوں (آٹھ عوامی سیکٹر کے اورایک پرائیوٹ سیکٹر بینک) کی95 شاخیں کام کررہی تھیں۔ ان میں کاروباری تجارتی بینکوں کی بیرونی ممالک میں شاخیں اور گشتی ایجنسیاں شامل ہیں۔ یہ شاخیں25 ممالک کےاہم بین الاقوامی مراکز جیسے لندن، سنگاپور، ایمس ٹرڈم، بحرین، نیویارک، ہانگ کانگ، ٹوکیو، فرینک فرٹ اور پیرس میں پھیلی ہوئی ہیں اس کی سب سے زیادہ شاخیں برطانیہ میں(19) ہیں، اس کے بعد فجی جزیرہ(9)، امریکہ میں (8) سنگاپور(6) ہانگ کانگ اور ماریشس میں(7-7) سری لنکا(6) متحدہ عرب امارات(6) اور جاپان میں(4) شاخیں ہیں۔ ان برانچوں کوبیرونی تجارت کے لئے سرمایہ کاری کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی بینکنگ کے مختلف حلقوں میں خصوصیت حاصل ہے۔ وہ ہندوستانی برآمد ودرآمد کنندگان کی ضرورتوں کو پورا کرتے ہیں اوراس طرح وہ گھریلو بینکنگ نظام کے لازمی جزو ہیں۔

ان شاخوں کے علاوہ ہندوستانی تجارتی بینکوں کے نمائندہ 16 دفاتر امریکہ، برازیل، انڈونیشیا، ایران، مصر، روس، اٹلی، زمبابوے، چین، ازبکستان فلی پنس اور ویتنام میں ہیں۔ ہندوستانی تجارتی بینکوں کی ملکیت والی امدادی کمپنیاں اور مشترکہ کاروبار امریکہ، کناڈا، زامبیا، نائجیریا، یوگانڈا، بھوٹان، ماریشس، کینیا اور نیپال میں بھی ہیں۔

جدول 13.4 بھارت میں تجارتی بینکوں کا فروغ

نمبر شمار	مد	مارچ 1996	مارچ 1997	مارچ 1998	مارچ 1999	دسمبر 1999
-1	تجارتی بینکوں کی تعداد	293	299	300	303	298
	(a) درج فہرست تجارتی بینک	291	297	299	302	298
	علاقائی دیہی بینک	196	196	196	196	196
	غیر فہرستی تجارتی بینک	2	2	1	1	-
-2	بھارت میں دفاتر کی تعداد	63,026	63,550	64,218	64,939	65,408
3	دفاتر کے مطابق آبادی (ہزار میں	15	15	15	15	15
4	فہرستی بینکوں کے مجموعی ڈپازٹ (کروڑ روپے میں)	4,29,003	4,99,763	5,98,485	7,14,025	7,65,790
5	فہرست تجارتی بینکوں کی کل قرض (کروڑ روپے میں)	2,54,015	2,78,401	3,24,079	3,68,837	4,27,436
6	فہرست تجارتی بینکوں کی فی کس ڈپازٹ (روپے میں)	4,613	5,261	6,170	7,286	N.A
7	فہرست تجارتی بینکوں کی فی کس قرض	2,719	2,931	3,356	3,763	N.A
8	ڈپازٹ۔رواں قیمتوں پر قومی آمدنی کا فیصد	44.0	43.8	47.3	48.7	N.A

1-اس میں سرجنٹ انڈیا بانڈ شامل ہے (17,945 کروڑ)

ذریعہ:2۔ بنکنگ شماریات بیک اسٹیٹسٹکل ایریس والیوم۔ 28 مارچ 1999

انشورنس

لائف انشورنس کارپوریشن آف انڈیا

لائف انشورنس کارپوریشن آف انڈیا کا قیام یکم ستمبر 1956 کو ملک میں زندگی بیمہ کا پیغام پھیلانے اور عوام کی بچت کو قومی

تعمیری سرگرمیوں میں لگانے کے لئے عمل میں آیا تھا۔ یہ کارپوریشن اپنے ممبئی میں قائم مرکزی دفتر اور ممبئی، کلکتہ، دہلی، چینئی، حیدرآباد، کانپور اور بھوپال میں قائم سات علاقائی دفاتر، اہم شہروں میں قائم اپنے 100 علاقائی دفاتر اور 2048 شاخ دفاتر کے ذریعے کام کرتا ہے۔ 31 مارچ 1999 تک ملک بھر میں اسکے 6.28 لاکھ مستعد ایجنٹ پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ بیرونی، ممالک میں بھی کاروبار کرتا ہے اور اس کے دفاتر فیجی، ماریشس اور برطانیہ میں ہیں۔ جیون بیما کارپوریشن بیرونی ممالک میں بیما کے میدان میں مشترکہ کاروبار سے منسلک ہے۔ جیسے کینیا انڈیا انشورنس کمپنی لمیٹڈ، نیروبی یونائیٹڈ اور نیشنل انشورنس لمیٹڈ۔ کوالالمپور، لائف انشورنس کارپوریشن (انٹرنیشنل) ای۔سی بحرین۔ اس نے برطانیہ میں برطانیہ کی سن لائف یونٹ سے جڑے جیون بیما اور پینشن پالیسیوں کی مارکیٹنگ کے لئے بھی سمجھوتا کیا ہے۔

بھارتی جیون بیما کارپوریشن نے 2000-1999 میں 169.77 لاکھ پالیسیوں کے تحت 91,213.42 کروڑ روپے کا نیا کاروبار کیا ہے۔ 31 مارچ 1999 کو جیون بیما کارپوریشن کے گروپ انشورنس یعنی گروپ بیما شعبے نے 4,57,435 کروڑ روپے (عارضی) کا کاروبار کیا اور 219 لاکھ لوگوں کو تحفظ فراہم کیا۔ یہ اندازہ ہے کہ 31 مارچ 2000 تک قابل بیمہ آبادی کا 27.83 فی صد کا بیمہ کردیا گیا تھا۔

31 مارچ 2000 کو لائف انشورنس کارپوریشن کا لائف فنڈ 1,500 ارب تک پہنچ گیا۔ 2000-1999 کے دوران کارپوریشن نے پالیسی ہولڈروں کے موت کے معاملوں میں 1,638.34 کروڑ روپے میچورٹی دعوں کے تحت 7,628.55 کروڑ روپے اور سالانہ دعوں کے تحت 593.05 کروڑ روپے کی ادائیگی کی۔

سماجی تحفظ گروپ اسکیم

بھارتی جیون بیما کارپوریشن کے ذریعے انتظامی سماجی تحفظ فنڈ (SSF) کا قیام 90-1989 میں عمل میں آیا تھا، تاکہ سماج کے کمزور اور غیر محفوظ طبقوں کی بیمے سے متعلق ضرورتیں پوری کی جاسکیں۔ 31 مارچ 2000 کو مختلف سماجی تحفظ گروپ منصوبوں کے تحت 24 پیشہ وارانہ مالی تعاون گروپوں کے 49 لاکھ سے زائد لوگ آتے تھے۔ ان کو مالی تعاون سماجی تحفظ فنڈ سے دیا جاتا ہے۔ ان منصوبوں کے تحت 18 سے 60 سال کے لوگوں کو قدرتی اموات پر 5,000 اور ناگہانی و اتفاقی اموات پر 12,500 روپے دیئے جاتے ہیں۔ بیمے کی قسط کا 50 فیصد سماجی تحفظ فنڈ دیتا ہے اور 50 فیصد فائدہ اٹھانے والے کو دینا پڑتا ہے۔

بے زمین زرعی مزدور گروپ بیما اسکیم 1987 سے نافذ ہے۔ اس اسکیم کے تحت 60-18 کی عمر والے خاندانوں کے ایسے لوگ اہل ہیں۔ جن کا مال گزاری کے کاغذات میں زمین کے مالک کے طور پر نام درج نہیں ہے اور جنہیں زرعی زمین وراثت میں نہیں ملی ہے۔ اس بیما اسکیم کے تحت 60 سال سے کم عمر میں موت ہوجانے کی حالت میں 2,000 روپے کی بیمے کی رقم دی جاتی ہے۔ یکم اپریل 1990 تک اسے مرکزی حکومت کی طرف سے بھارتی جیون بیما کارپوریشن چلاتا تھا اور حکومت فائدہ اٹھانے والے بیما رکھنے والوں کو پوری بیما قسط سماجی تحفظ فنڈ کے ذریعے ادا کردی جاتی تھی۔ آج کل 1.2 کروڑ سے زائد بے زمین مزدور اس منصوبے کے تحت آتے ہیں۔ 2000-1999 میں 42,376 دعوے نمٹائے گئے۔

پورے ملک میں منظم دیہی ترقی پروگرام سے فائدہ اٹھانے والے 60-18 کی عمر کے لوگوں کا بھارتی جیون بیما کارپوریشن کے ذریعے چلائی جارہی گروپ جیون بیما اسکیم کے تحت بیما کیا جاتا ہے۔ اس کی پوری قسطیں حکومت ہند چکاتی ہے۔ بیما کرانے والے کو عام موت کی حالت میں 5,000 روپے اور اتفاقی موت ہونے پر 10,000 روپے ملتے ہیں۔ 2000-1999 میں 3 913 دعووں کو بے باق کیا گیا۔

دیہی گروپ جیون بیما اسکیم کا اعلان اس وقت کے وزیر اعظم نے 15 اگست 1995 کو کیا تھا۔ اس گروپ بیما اسکیم کے تحت دیہی علاقوں میں رہنے والے لوگوں کا 5,000 روپے کا بیا کیا جاتا ہے۔ جو لوگ 40 سال کی عمر تک بیما کرا لیتے ہیں انہیں 60 روپے سالانہ قسط دینی پڑتی ہے اور جو 40 سال کی عمر کے اور 50 سال تک بیما کراتے ہیں انہیں 70 روپے سالانہ قسط دینی پڑتی ہے۔ اس اسکیم میں داخلے کے لئے کم سے کم عمر 20 سال اور زیادہ سے زیادہ 50 سال ہے۔ 60 سال کے بعد ہونے والی اموات اس اسکیم کے تحت نہیں آتیں۔ اس اسکیم میں کوئی بچت کا عنصر بھی نہیں ہے۔ اس اسکیم کے تحت دو قسم کی بیما پالیسیوں کی پیشکش کی جاتی ہے۔ .A. قسم اور .B. قسم اول .A. قسم کی بیما پالیسی میں پوری بیما قسط ادا کرنی پڑتی ہے۔ جب کہ .B. قسم کی پالیسیاں ان لوگوں کے لئے ہیں جو غریبی کی سطح سے نیچے ہیں۔ ان میں فی خاندان فقط ایک ہی پالیسی دی جاتی ہے۔ اس میں 50 فیصد سبسڈی یا مالی تعاون دیا جاتا ہے۔ جسے مرکز اور ریاستیں یکساں برداشت کرتے ہیں۔ پنچایتیں اس اسکیم کے ایجنٹ کے طور پر کام کرتی ہیں اور متوسط درجے کی پنچایتیں اس اسکیم کو چلانے والی چوٹی کی ایجنسیاں ہوتی ہیں۔ بھارتی جیون بیما کارپوریشن دیہی کارکنوں کو نیا ممبر بنانے کے لئے چھ روپے اور ہر سال تجدید کے لئے تین روپے کی محر کے رقم دیتا ہے۔ 15 اگست 1995 سے 31 مارچ 2000 تک 14,35,416 لوگوں کو ممبر بنایا گیا۔ ان میں سے 61,133 اور 13,74,283 افراد علی الترتیب چھوٹ پانے والے رکنیت کے درجے میں تھے۔ 31 مارچ 1999 تک 5047 دعووں کو بے باق کیا گیا۔

جن شری بیمہ یوجنا

مرکزی وزارت نے سماجی تحفظ گروپ اسکیم اور دیہی مجموعی جیون بیمہ یوجنا کو موزوں بناتے ہوئے ضم کر دیا گیا اور نئی اسکیم۔ جن شری بیمہ یوجنا شروع کرنے کی منظوری دی۔

اس اسکیم کے تحت فطری موت پر بیمہ ہولڈر کو 20 ہزار روپے دیے جائیں گے۔ حادثہ کی وجہ سے موت یا مستقل معذوری کی حالت میں 50 ہزار روپے کا فائدہ دیا جائے گا۔ جزوی معذوری کی حالت میں 25 ہزار روپے دیے جائیں گے۔ اس اسکیم کے تحت فی شخص پریمیم 200 روپے ہے۔ ان کا 50 فی صد یعنی 100 روپے مرکزی حکومت ادا کرے گی، باقی رقم وہ شخص خود برداشت کرے گا۔

ہندوستانی عمومی بیمہ کارپوریشن (GIC)

بھارت میں جنرل بیما صنعت کو قومیایا گیا اور نومبر 1972 میں مرکزی حکومت نے بھارتی جنرل بیما کارپوریشن کے نام سے ایک سرکاری کمپنی بنائی۔ یکم جنوری 1973 سے کام کر رہی 107 ہندوستانی اور بیرونی کمپنیوں کو ملک کی چار اہم کمپنیوں میں منقسم کر دیا گیا: (i) نیشنل انشورنس کمپنی لمٹیڈ (ii) نیو انڈیا انشورنس کمپنی لمٹیڈ (iii) اور نیشنل انشورنس کمپنی لمٹیڈ (iv) یونائیٹڈ انڈیا انشورنس کمپنی لمٹیڈ جنرل بیما کارپوریشن کی یہ چار معاون کمپنیاں ملک بھر میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے ہوئے اپنا کاروبار کرتی ہیں، اور ہر طرح کا جنرل بیما کرتی ہیں، قطع نظر، قومی ہوائی کمپنیوں اور فصل بیما کے۔ یہ کام بھارتی عمومی بیما کارپوریشن کرتا ہے۔ 1973 میں اس کے دفاتر کی تعداد وفقط 799 تھی۔ جب کہ 31 مارچ 1999 کو اس کے دفتروں کی تعداد بڑھ کر 4,166 ہو چکی تھی۔

گھریلو بازار کے علاوہ فی الحال یہ صنعت اپنی شاخوں یا ایجنسیوں کے ذریعے براہ راست 17 ممالک میں اور 14 ممالک میں اپنی ضمنی اور معاون کمپنیوں کے ذریعے کام کر رہی ہے۔ سنگاپور میں انڈیا انٹرنیشنل انشورنس پرائیوٹ لمٹیڈ نام سے بھاری عمومی بیما کارپوریشن کی کام ملکیت والی معاون کمپنی کام کر رہی ہے اب یہ کمپنی سنگاپور میں نمایاں کمپنی بن گئی ہے۔

بھارت میں 99-1998 کے دوران جنرل بیما کارپوریشن کی کل بلاواسطہ پریمیم آمدنی 8,759 کروڑ روپے ہوئی تھی، جب کہ 98-1997 میں یہ 7,736 کروڑ روپے تھی۔ اس طرح 99-1998 کی پریمیم آمدنی 7,732 کروڑ روپے تھی جب کہ 1996.97 میں یہ 6,725 کروڑ روپے تھی صنعت کا کل منافع 99-1998 میں 1,467 کروڑ روپے تھا۔ جب کہ 98-1997 میں یہ 1623 کروڑ روپے تھا۔ 99-1998 میں، خالص منافع 1,077 کروڑ روپے تھا، جب 98-1997 میں یہ 1,255 کروڑ تھا۔

شخصی حادثہ بیمہ سماجی تحفظ اسکیم پورے ملک میں غریب خاندانوں کے لئے ہے۔ اس میں 60-18 سال کے عمر کے بھی افراد آتے ہیں جن کی سالانہ آمدنی 7,200 روپے سے کم ہے۔ اس اسکیم کے تحت کسی بھی حادثے میں کمانے والے ممبر کی موت ہو جانے پر اس کے وارثوں کو 500 روپے کا معاوضہ دیا جاتا ہے۔ اسکا سارا پریمیم مرکزی حکومت ادا کرتی ہے۔ 99-1988 کے دوران 1.84 کروڑ روپے 8,128 دعوں کو نمٹایا گیا۔

دیہی علاقوں میں غریب کنبوں کے لئے جھونپڑی بیما اسکیم کے تحت آگ لگنے کی وجہ سے جھونپڑی یا سامان برباد ہو جانے کی حالت میں بے زمین مزدوروں، چھوٹے کسانوں، دست کاروں اور دیگر غریب کنبوں کو بیما تحفظ فراہم کیا جاتا ہے۔ آگ کی وجہ سے نقصان ہونے کی حالت میں بیما کمپنی جھونپڑی کے لئے 1,000 روپے اور سامان کے لئے 500 روپئے دیتی ہے۔ اس اسکیم کے تحت پریمیم مرکزی حکومت دیتی ہے اور جھونپڑی میں رہنے والے شخص سے کوئی پریمیم نہیں لیا جاتا۔ 99-1998 کے دوران 3.15 کروڑ روپے کے 35,945 دعوے نمٹائے گئے۔

میڈی کلیم، بیمہ میں کسی شخص کے ذریعہ بیمہ مدت کے دوران کسی بیماری یا مرض کے لگ جانے یا چوٹ کھا جانے پر اس کے اسپتال یا گھر میں علاج پر خرچ کی گئی رقم کی واپسی کا اہتمام ہے۔ پہلی نومبر 1999 سے اس اسکیم معاوضے کی رقم 3 لاکھ سے بڑھ کر 5 لاکھ کردی گئی ہے۔ یہ بیمہ اسکیم 5 سے 80 سال تک کی عمر والے لوگوں کے لئے کھلی ہوئی ہے۔

'جن آروگیہ' بیما پالیسی خاص طور سے آبادی کے اس بڑے حصے کے لئے ہے، جو علاج کا بھاری خرچ نہیں اٹھا سکتے۔ یہ پالیسی 12 اگست 1996 کو شروع کی گئی اس کے تحت ہر شخص کو ہر سال 5,000 روپے فراہم کئے جاتے ہیں۔ پریمیم کی رقم بیما کرانے والے شخص کو عمر کے مطابق 70 روپے سے 140 روپے فی شخص فی سال ہے 25 سال سے کم عمر کے لئے 50 روپے فی شخص فی سال ہے۔ اس بیما پالیسی کے تحت کسی شخص کو کوئی مرض یا بیماری لگ جانے یا چوٹ کھا جانے پر ہسپتال یا گھر میں علاج کرانے پر طبی خرچ کی بھرپائی کردی جاتی ہے۔

موجودہ اوورسیز میڈیکلیم پالیسی جو بیرونی مسافروں کے ہنگامی طبی مصارف کا تحفظ کرتی ہے۔ اس میں یکم اپریل 1997 سے پرواز کے دوران 10,000 امریکی ڈالر کا ذاتی حادثہ تحفظ اور پاسپورٹ کھو جانے پر 150 امریکی ڈالر کا تحفظ بھی شامل کردیا گیا ہے۔ توسیع شدہ بیما تحفظ تجارتی تعطیل تحفظ اور کارپوریٹ فریکونیٹ ٹریولرس تحفظ کے تحت بغیر فاضل پریمیم ادا کے میسر ہوگا۔ فاضل فائدے کے ساتھ ایک مزید جامع پالیسی بھی تیار کی گئی ہے۔

جنرل بیما صنعت کے ذریعے ایک نئی پالیسی جسے 'بدیش یاترا متر' کہا جاتا ہے۔ یکم جنوری 1998 سے شروع کی گئی ہے۔ اس کے تحت بیمار کو بیرونی سفر کے دوران طبی مصارف کے ہرجانے کے طور کے ساتھ مزید منافع دیئے جاتے ہیں۔ دو طرح کی پالیسیاں ہیں: اس اسکیم کے تحت پہلی پالیسی میں کناڈا اور امریکہ کو چھوڑ کر عالمی سفر کے لئے 2,50,000 امریکی ڈالر تک کے فائدے میسر ہیں۔ اور دوسری میں کناڈا اور امریکہ سمیت عالمی سفر کے لئے 5,00,000 امریکی ڈالر تک کے فائدے میسر ہیں۔ طبی تحفظ کے علاوہ، اس پالیسی کے تحت درج ذیل فائدے میسر ہیں: (i) ذاتی حادثہ 25,000 امریکی ڈالر تک (ii) ذاتی سامان

کا گم ہوجانا، 1,000 امریکی ڈالر تک، (iii) سامان دیر سے پہنچنا، 100 امریکی ڈالر تک اور (iv) انفرادی واجبات 2,00,000 امریکی ڈالر تک۔ اس پالیسی کا پریمیم موجودہ اور سیر میڈیکلیم پالیسی سے فقط 14 فی صدر زائد ہے۔ جب کہ جیسا اوپر ذکر ہے۔ فائس سہولتوں کے ساتھ طبی سہولتیں پانچ گنا بڑھ جائیں گی۔

19 اکتوبر 1998 کو شروع کی گئی بھاگیہ شری بال کلیان پالیسی 18 برس تک کی ایسی لڑکیوں کے لئے ہے جن کے والدین کی عمر 60 سال سے زائد نہ ہو۔ ہر لڑکی یا ماں باپ میں سے دونوں کے معاملے میں لڑکی کے نام کسی مالیاتی ادارے میں 25,000 روپئے جمع کرائے جائیں گے اس میں سے 18 سال کی عمر ہونے تک بچی کو ایک طے رقم ہر سال دی جائے گی۔ باقی کی رقم لڑکی 18 سال کی ہونے پر حاصل کر سکے گی۔

اسی طرح راج راجیشوری خاتون بہبود اسکیم 19 اکتوبر 1998 کو شروع کی گئی جس میں 10 سے 75 سال کی خواتین کو ان کے کاروبار کی دیکھے بغیر بیمہ تحفظ کیا جاتا ہے اس میں 15 روپئے سالانہ کی پریمیم میں مکمل معذوری کی حالت میں 25,000 روپئے تک کی بیمہ رقم دی جاتی ہے اس میں شوہر کے مرجانے پر بھی 25,000 روپئے کا بیمہ تحفظ ہوتا ہے۔ کسی غیر شادی شدہ عورت کی موت کے صورت میں 25,000 روپئے کی بیمہ رقم اس کے ذریعہ وارث بنائے گئے قانونی وارث کو حاصل ہوتی ہے۔

حکومت نے 2000-1999 کے ربیع کے موسم سے، راشٹریہ کرشی بیمہ یوجنا شروع کی ہے بیرونی فصل بیمہ اسکیم ختم کردی گئی ہے۔ اس نئے اسکیم میں ان سبھی فصلوں (اناج، باجرہ، دالیں) اور تلہنوں اور کچھ سالانہ کمرشیل رباغبانی فصلوں کو شامل کیا گیا ہے۔ جن کی پیداوار کے اعداد وشمار دستیاب ہیں۔ اس اسکیم کے تحت پہلے سال میں گنا، کپاس اور آلو کی فصلیں لی گئی ہیں۔ اور دیگر سالانہ کمرشیل رباغبانی فصلوں کو تین سال کے اندر لیا جائے گا بشرطیکہ پیداوار کے اعداد وشمار دستیاب ہوں۔

جنرل بیما کارپوریشن کی معاون کمپنیوں نے جلد راحت یوجنا شروع کی ہے۔ اس کا مقصد سڑک حادثے کے شکار لوگوں کو جلد معاوضہ ادا کرنا ہے۔ اس اسکیم کے تحت دعویدار کو معاوضے کا دعوی کرنے کے لئے موٹر حادثہ دعوی عدالت کے سامنے نہیں جانا پڑتا اور وہ سیدھے متعلقہ بیما کمپنی کے پاس جاسکتا ہے۔ 18 سال یا زائد عمر سے منسلک حادثہ کے شکار لوگوں کی مہلک چوٹ کے دعوؤں کو غور وفکر کے لئے قبول کیا جاتا ہے۔ یہ اسکیم احمد آباد، ممبئی، بنگلور، کلکتہ، دہلی، کوچی، چنئی اور پونا میں چل رہی ہے۔ سال 99-1998 کے دوران 48,016 دعوے نمٹانے گئے اور 287 کروڑ روپے کی معاوضہ رقم دی گئی۔

سرمایہ فروختگی (DISINVESTMENT)

محکمہ ڈس انوسٹمنٹ کی تشکیل دسمبر 1999 میں کی گئی۔ اس سے قبل یہ کام وزارت مالی امور میں اقتصادی امور کے محکمے اور اس کے انتظامی محکمے کے تحت تھا۔

پبلک سیکٹر کے کاروباری اداروں میں حکومت کے شیئروں کو فروخت کر 2000-1999 میں 10 ہزار کروڑ روپے مجتمع کرنے کا نشانہ رکھا گیا۔ لیکن بازار کی حالت ٹھیک نہ ہونے اور دیگر مشکلات کی وجہ سے صرف 1,829 کروڑ 14 لاکھ روپے ہی جٹائے جاسکے۔ اس میں 459.27 کروڑ روپے کی وہ رقم بھی شامل ہے۔ جو 2000-1999 میں حکومت کے کھاتے میں جمع کرائی گئی۔ یہ رقم 99-1998 کے دوران پبلک سیکٹر کے تیل کے 3 کاروباری اداروں۔ جی۔ اے۔ آئی۔ ایل، آئی او سی اور او این جی سی کے حصص کی خرید فروخت سے جٹائی گئی تھی۔

ودیش سنچار نگم لمٹیڈ (VSNL) کے 10 لاکھ حصص کی فروخت 1999 میں گھریلو بازار میں کر کے 75 کروڑ روپے کی رقم

حاصل کی گئی۔حکومت نے نومبر 1999 میں جی۔ڈی۔آر مارکیٹ میں جی۔آئی۔اے۔ایل کے 13 کروڑ 50 لاکھ شیئروں کی فروخت کر کے 945 کروڑ روپے حاصل کئے۔ ماڈرن فوڈ انڈسٹریز لمٹیڈ پہلا پبلک کاروباری ادارہ تھا جس کی نجی کاری کی گئی۔ جنوری 2000 میں ماڈرن فوڈ انڈسٹریز لمٹیڈ کے 74 فی صد شیئر 105 کروڑ 45 لاکھ روپے میں اہل شراکت داروں میں فروخت کر دیئے گئے جب کہ 26 فی صد شیئر ابھی بھی حکومت کے پاس ہیں اس کے علاوہ بالکوئی مالی بازار تشکیل کر کے 244 کروڑ 12 لاکھ روپے کی رقم حاصل کی گئی ہے۔

سال 2001-2000 میں پبلک سیکٹر کے کاروباری اداروں میں سرمایہ فرونختگی کے ذریعہ 10 ہزار کروڑ روپے اکٹھا کرنے کا نشانہ رکھا گیا ہے۔ سرمایہ فرونختگی کے عمل سے گزر رہے 26 کاروباری اداروں میں بالکو، آئی۔پی۔سی۔ایل، آئی۔ٹی۔ڈی۔سی، انڈین ائرلائنس اور ایرانڈیا اہم ہیں۔

سرمایہ کاری

بھارتی یونٹ ٹرسٹ

بھارتی یونٹ ٹرسٹ (UTI) کا قیام پارلیمان کے ایک ایکٹ کے ذریعہ چھوٹے سرمایہ کاروں کی بچتوں کو فروغ دینے اور انہیں اکٹھا کرنے کے لئے 1963 میں عمل میں آیا تھا۔ پچھلے سالوں میں اس کا تیزی سے فروغ ہوا ہے اور اس نے متنوع سرگرمیاں شروع کی ہیں۔ اس طرح یہ ہندوستانی مالیاتی نظام کا اہم حصہ بن گیا ہے۔

آج یونٹ ٹرسٹ کے پاس 68 فی صد شیئر ہیں۔ 31 مارچ 2000 تک یونٹ ٹرسٹ آف انڈیا کی سبھی اسکیموں میں 72.487 کروڑ روپے سے زیادہ کی رقم جمع تھی اور 4 کروڑ سے زیادہ انویسٹر اکاؤنٹ تھے۔ ملک کے مختلف حصوں میں 53 شاخ دفاتر ہیں۔ اس کے 52 فرنچائز دفاتر، 213 کلکشن سنٹر، 315 چیف نمائندے اور 87.000 ایجنٹ ہیں۔ جولائی 1999 سے مارچ 2000 تک اس کا کاروبار 10 ہزار کروڑ سے اوپر رہا۔ 31 مارچ 2000 تک ٹرسٹ نے 191 اسکیمیں اور فنڈ کھول رکھے تھے۔

یونٹ ٹرسٹ عوامی، نجی، مشترکہ اور مالی حلقے کی تمام بڑی منافع دینے والی کمپنیوں کے ساتھ ساتھ مختلف کمپنیوں میں دخل رکھتا ہے۔ ٹرسٹ سرکاری گارنٹیوں (ضمانتوں) اور بازار حصص کا ایک بڑا سرمایہ کار ہے۔ کارپوریٹ سیکٹر میں یونٹ ٹرسٹ کا سرمایہ شیئر، ڈبنچر، مدتی قرض اور مخصوص ڈپازٹ کے طور پر ہے۔ یونٹ ٹرسٹ کی اسکیموں کی 50 فی صد سے زیادہ رقم کو شیئر کے طور پر سرمایہ کاری کی گئی ہے۔ ہندوستانی شیئر بازار میں یونٹ ٹرسٹ آف انڈیا 38.600 کروڑ سرمائے کے ساتھ سب سے بڑے سرمایہ کار کے طور پر نمایاں ہوا ہے۔ اس کے 1.600 سے زیادہ ہندوستانی کمپنیوں کے شیئر ہیں اور ممبئی شیئر بازار میں درج فہرست کمپنیوں میں کل بازار سرمایہ کا 8 فی صد سے زیادہ حصہ ہے۔

یونٹ ٹرسٹ نے ملک کے باہر کا فنڈ، دی انڈیا فنڈ جولائی 1986 میں شروع کیا۔ (لندن اسٹاک ایکسچینج فنڈ) اور 1988 میں دوسرا ''دی انڈیا گروتھ فنڈ'' شروع کیا۔ جو نیویارک میں درج فہرست ہے۔ فروری 1987 میں یونٹ ٹرسٹ آف انڈیا'' دی انڈیا ایکس فنڈ، شروع کیا، جو ملک سے باہر پہلا ہندوستانی انڈیکس فنڈ ہے جو این۔ایس۔ای۔50 انڈیکس کی ہو بہو نقل ہے۔ جون 1997 میں اسی ٹرسٹ نے بیرون ملک پہلا قرض فنڈ ''انڈیا ڈیٹ فنڈ'' شروع کیا۔ اس کے علاوہ یونٹ ٹرسٹ نے مختلف سیکٹر کی صنعتوں کے لئے سرمایہ فنڈ بھی شامل ہے۔ انڈیا انفارمیشن ٹکنالوجی فنڈ کو لیپر انٹرنیشنل فاری وائی۔ 1998 کے ذریعہ ان درجات میں پہلا درجہ حاصل ہوا۔ یونٹ ٹرسٹ نے پچھلے سالوں میں دیگر ترقی پذیر ممالک جیسے سری لنکا، بھوٹان اور مصر میں

یونٹ ٹرسٹ کے قیام میں تعاون دینا، انہیں تکنیکی صلاح دینا اور ان کی عام شیئر پونجی میں حصہ لے کر اپنی ترقیاتی وسعت فراہم کی ہے۔

یو۔ ٹی۔ آئی نے اپنے مالی کاروبار میں تنوع پیدا کرنے کے لئے اور ایک ہی چھتری کے نیچے سرمایہ کاروں کی مختلف
ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے بینکنگ، سیکورٹیز، کاروبار، سرمایہ خدمات، سرمایہ صلاح اور تربیت کے میدان میں کئی معاون
کمپنیاں قائم کی ہیں۔ یو۔ ٹی۔ آئی گروپ کی کمپنیوں میں (i) یو۔ ٹی۔ آئی بینک لمٹیڈ (1994) ریزرو بینک کی ہدایتوں کے تحت
چلنے والا پرائیویٹ سیکٹر کا پہلا بینک (ii) یو۔ ٹی۔ آئی سیکورٹیز ایکسچینج بینک لمٹیڈ 1994، کسی مالی ادارے کے ذریعہ شروع کی گئی۔
پہلی شیر دلالی کمپنی (iii) یونی آئی انوسٹرس سروسز لمٹیڈ (1993) کسی مالی ادارے کے ذریعہ شروع کی گئی۔ پہلی اداری کفالت کی
رجسٹرار اور ٹرانسفر ایجنسی (iv) یو۔ ٹی۔ آئی انسٹی ٹیوٹ آف کیپٹل مارکٹس (1989) جاپان کو چھوڑ ایشیا میں اپنے قسم کا پہلا ادارہ
اور (v) یو۔ ٹی۔ آئی انوسٹمنٹ ایڈوائزری سروسز لمٹیڈ (1998) امریکا کے سیکورٹیز ایکسچینج SEC خدمات میں پہلی سرمایہ مشاورتی
کمپنی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ یو۔ ٹی۔ آئی (انٹرنیشنل) لمٹیڈ نام سے لندن اور دبئی میں واقع ایک مارکیٹنگ ادارہ قائم کیا ہے۔

سال 2000-1999 کے دوران ٹیکس بچت اسکیم اور ماہانہ آمدنیوں کی سیریز کے علاوہ یونٹ ٹرسٹ آف انڈیا نے گروتھ سیکٹر
فنڈ (مئی 1999) کی شروعات کی۔ اس میں برانڈ ویلو فنڈ، فارما اور صحت کی دیکھ ریکھ فنڈ، سافٹ ویئر فنڈ، خدمات سیکٹر فنڈ اور پٹرو
فنڈ شامل ہے۔ خاص بات یہ ہے کہ گھریلو اور غیر مقیم ہندوستانی ایک فنڈ سے دوسرے فنڈ میں سرمایہ منتقل کرواسکتے ہیں۔ یونٹ
ٹرسٹ آف انڈیا بیمہ اور پنشن فنڈ کاروبار میں داخلے کی اسکیم بنا رہا ہے۔

اسٹاک ایکسچینج

اسٹاک ایکسچینج یا حصص بازار، حصص اور دیگر سیکورٹیوں کی خرید و فروخت کے لئے منظم بازار کا کام کرتے ہیں۔ اس وقت
ملک میں 23 اسٹاک ایکسچینج ہیں، ان میں سے 20 علاقائی ہیں اور ان کے کام کاج کے علاقے متعین ہیں۔ اقتصادی اصلاحت کا
دور شروع ہونے کے بعد میں قائم 3 اور اسٹاک ایکسچینج قائم کئے گئے۔ نیشنل اسٹاک ایکسچینج (NSE) اور او۔ ٹی۔ سی۔ ای۔ آئی۔
ایس۔ ای جنہیں پورے ملک میں تجارت کرنے کا اختیار ہے۔ او۔ ٹی۔ سی۔ ای۔ آئی اور این۔ ایس۔ ای۔ نے اسکرین کی بنیاد
پر تجارتی طریقہ کار اپنایا ہے۔ او۔ ٹی۔ سی۔ ای۔ آئی اور این۔ ایس۔ ای نے اسکرین کی بنیاد پر تجارتی طریقہ کار اپنایا ہے۔ ان
دونوں نے ملک گیر پیمانے پر یہ طریقہ کار اختیار کیا ہے جن سے تجارتی عمل میکانکی و واضح ہوگیا ہے۔ آئی۔ ایس۔ ای۔ (انٹر کنکٹو
اسٹاک ایکسچینج آف انڈیا لمٹیڈ) کو 15 علاقائی اسٹاک ایکسچینجوں کے ممبر بروکروں (ٹریڈرس) کو اپنے قومی سطح کے بازار میں
کاروبار کرنے کا راستہ مہیا کراتا ہے ساتھ ساتھ وہ بروکر یا دلال اپنے علاقائی شیئر بازار میں اکمال طور پر کام بھی کرسکتا ہے۔ این۔
ایس۔ ای۔ او۔ ٹی۔ سی۔ ای۔ آئی، آئی۔ ایس۔ ای اور اکثر علاقائی اسٹاک ایکسچینجوں میں اسکرین پر مبنی خرید فروخت
نظام (ایس۔ بی۔ ٹی۔ ایس) شروع کر دیا گیا ہے تاکہ پورے ملک میں سرمایہ کاروں کو صاف و شفاف، کھلے اور صاف طریقے
سے شیئروں کی خرید و فروخت کا موقع ملے۔ 31 مارچ 2000 کو ملک کے شیئر بازار میں کل 9,871 کمپنیوں کے شیئر مندرج تھے
جن کی بازار قیمت 9,12,843 کروڑ روپے تھی۔ 2000-1999 میں سبھی اسٹاک ایکسچینجوں میں کل یک طرفہ کاروبار
20,67,030.56 کروڑ روپے کے برابر تھا۔

ڈیپازیٹریز

ڈیپازیٹری کا قیام بھارتی شیئر بازاروں کے فروغ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے اسکا مقصد ضمانت داروں کے مالکانہ

حق کے حساب کتاب کار کھ رکھاؤ اور قابل منتقلی الیکٹرانک بہی کھاتوں کی شکل میں رکھنا اور رہنمایک ایکس چینجوں میں اصل لیٹر کے بغیر کاروبار کو ممکن بنانا ہے۔ تاکہ سودوں کے تصفیہ میں کوئی جوکھم نہ ہو۔ بھارتی ضمانت دار اور ایکسچینج بورڈ (سیبی نے ڈپازیٹری ایکٹ 1996 کے تحت دو ڈیپازیٹری کمپنیاں نیشنل سیکوریٹی ڈیپازیٹری لمیٹڈ (این ایس ڈی ایل) اور سنٹرل ڈیپازیٹری سروسز انڈیا لمیٹڈ کو رجسٹرڈ کر دیا ہے۔

حصص کو ڈیپازیٹری کے ذریعہ الیکٹرانک کھاتوں میں درج کر اس کے کاروبار میں اصل اجازت نامہ کی ضرورت ختم کر دی ہے۔ اس عمل سے حصص کو ڈی میٹریالائز کرنا کہا جاتا ہے۔ 9 شیئر بازاروں میں اثاثوں کی ڈی میٹریالائز خرید و فروخت ہونے لگی ہے۔

31 مارچ 2000 کو ادارہ جاتی سرمایہ کاروں کے لئے ڈی میٹریالائزڈ شکل میں کاروبار کے لازمی نمٹانے کی تعداد مرحلہ وار طور پر 462 ہوگئی لیکن مارچ 1999 کے 6 ارب 97 کروڑ روپے ڈی میٹرالیزڈ شیئروں کے مقابلے مارچ 2000 میں یہ تعداد 15 ارب پانچ سو کروڑ ہوگئی۔ نیشنل سیکوریٹیز ڈیپازیٹری لمیٹڈ این۔ ایس۔ ڈی۔ ایل اور سینٹرل ڈیپازیٹری سروسز انڈیا لمیٹڈ سی۔ ڈی۔ ایس۔ ایل کے مطابق ایک ہزار تیرہ کمپنیوں نے 70 کھرب کی بازار پونجی کے ساتھ ڈیپازیٹری کے ساتھ سمجھوتے کئے۔ 31 مارچ 2000 تک ملک بھر میں 200 شہروں کے ایک ہزار مراکز پر ڈیپازیٹری خدمات دستیاب تھی۔ ان میں 4.00.000 کروڑ قیمت کے 1.500 کروڑ شیئر ڈی میٹریالائزڈ کئے گئے۔

ٹکسال اور چھاپے خانے

انڈیا سیکورٹی پریس، ناسک روڈ کی دو اکائیاں ہیں۔ اسٹامپ پریس اور سینٹرل اسٹامپ ڈپو، اسٹامپ پریس میں ڈاک کے سامان اور ڈاک ٹکٹ و دیگر قسم کے ٹکٹ، جوڈیشل اور غیر جوڈیشل اسٹامپ، بھارتی ریزرو بینک و بھارتی اسٹیٹ بینک کے چیک، بانڈ، قومی بچت سرٹیفکیٹ، اندرا وکاس پتر، کسان وکاس پتر، پوسٹل آرڈر، پاسپورٹ اور پرامزری نوٹ وغیرہ چھاپے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ، مرکزی حکومت و صوبائی حکومتوں کی ضرورت کے دیگر سیکورٹی دستاویز بھی اسی پریس میں چھپتے ہیں۔

سینٹرل اسٹامپ ڈپو مانگ کرنے والوں کو پیداوار کی تقسیم کرتا ہے۔ کرنسی نوٹ پریس، ناسک روڈ، دس، پچاس اور سو روپے کے بینک نوٹ چھاپنا اور انکی سپلائی کرتا ہے۔ سیکورٹی پیپر مل ہوشنگ آباد، زیادہ قیمت کے کرنسی نوٹ اور غیر عدالتی اسٹامپ پیپر چھاپنے کے لئے کاغذ تیار کرتا ہے۔ بینک نوٹ پریس، دیواس کی پیداوار کی دو اکائیاں ہیں۔ سب سے اہم پریس میں بیس، پچاس، سو اور پانچ سو روپے کے نوٹ چھاپے جاتے ہیں اور سیاہی کارخانے میں سیکورٹی روشنائی تیار کی جاتی ہے۔

ہوشینگا باد میں واقع سیکورٹی پیپر مل میں زیادہ قیمت والے بینک نوٹوں اور نان جیوڈیشنل اسٹامپ پیپر کی چھپائی میں استعمال کی پیداوار ہوتی ہے۔

ممبئی، کلکتہ، حیدرآباد چرلاپلی اور نوئیڈا میں چار سرکاری ٹکسالیں ہیں، ان ٹکسالوں کا اہم کام ملک کی گھریلو ضرورتوں کے لئے سکے ڈھالنا، سونے اور چاندی کی پرکھ کرنا اور تمغے بنانا ہے۔

مصارف

شعبہ مصارف کے سات اہم ڈویژن ہیں یعنی (1) قیام ڈویژن، (2) مالی منصوبہ ڈویژن (3) مالی کمیشن ڈویژن، (4) کنٹرولر جنرل آف اکاؤنٹس، (5) لاگت کھاتہ برانچ (6) اسٹاف جانچ اکائی ار (7) مربوط مالی ڈویژن

قیام ڈویژن

قیام ڈویژن تنخواہ پانے والے مرکزی حکومت کے ملازمون کی خدماتی شرائط کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ بنیادی طور پر اس میں درج ذیل باتیں آتی ہیں۔ تنخواہ کی درجہ بندی پر نظر ثانی رمقرر کرنا تنخواہ اور مختلف بھتے متعین کرنا۔ بھارت سرکار کی مختلف وزارتوں رمحکموں سے حاصل تجویزوں جن میں تنخواہوں پر نظر ثانی اور تعین کی وضاحت کرنا تنخواہ میں اضافہ، ڈیپوٹیشن بھتہ اور مختلف زمروں کے عہدوں کی کیڈر نگرانی کے بارے میں جو تجاویز ملتی ہیں اور وضاحت طلب کی جاتی ہے۔

اس کا اس ڈویژن میں منصفانہ ،نسبتا مقابلہ پذیر وفرائض کو دھیان میں رکھتے ہوئے جائزہ لیا جاتا ہے۔ تنخواہ اور بھتوں سے متعلق پانچویں مرکزی تنخواہ کمیشن کی سفارشات کو کافی حد تک لاگو کردیا گیا ہے۔

قومی ادارہ برائے مالی منتظمہ

مالی منتظمہ کے قومی ادارے کا قیام ایک خودمختار جماعت کے طور پر محکمہ اخراجات کے انتظامی نگرانی میں کی گئی ہے۔ یہ ادارہ چھ مرکزی اکاؤنٹ خدمات کے آزمائشی اور گلاس۔ 1 کے افسران کی ٹریننگ کا اہتمام کرتا ہے۔

اصلاح مصارف کمیشن

مرکزی حکومت کے کل اخراجات خاکے کی نظر ثانی کے لئے 28 فروری 2000 کو سابق سکریٹری مالیات جناب کے پی۔ گیتا کرشن کی صدارت میں اصلاح مصارف کمیشن کی تشکیل کی گئی۔ یہ کمیشن غیر ضروری مصارف کو ختم کرنے اور دیگر اخراجات میں کمی لانے کے راستے کا نشاندہی کرے گا۔

کمیشن کے درج ذیل کام ہونگے

(1) مرکزی حکومت کی مختلف وزارت، محکمہ جات اور متعلقہ تنظیموں کے کاموں کے دہرانے کا عمل روکنے، ریاستی حکومت کے کردار اور مرکزی حکومت کے کاموں، سرگرمیوں اور انتظامی ڈھانچوں میں کمی لانے کی تجاویز دینا۔

(2) سبھی طرح کو سبسڈی کا تجزیہ اور اقتصادی طور پر موزوں بنانے کے لئے ان سبسڈیوں کو جاری رکھنے کی پرکھ اور ان کے اثرات زیادہ کرنے کی تدابیر کی تجاویز دینا۔

(3) محکمہ جاتی اور کاروباری جائدادوں کے استعمال کی فیس طے کرنے کے ڈھانچے کا تجزیہ اور لاگت وصول کرنے کی پالیسی کی تجاویز دینا۔

(4) مرکزی حکومت کی وزارت، متعلقہ محکمہ جات اور اداروں کی تعداد کا تجزیہ کرنا اور مختلف خدمات کے کیڈر اور اسٹاف کی مناسب کے طریقہ کار کی تجاویز دینا۔

(5) حکومت کے ذریعہ مالی امداد حاصل کرنے والے خودمختار اداروں کے قیام عملی اور انہیں رقم دینے کے طور طریقوں کا تجزیہ کرنا اور ان کی سرگرمیوں کو چلانے کے لئے بجٹ تعاون کم کرنے کی تدابیر کی تجاویز۔

(6) حکومت میں مصارف منتظمہ سے جڑے دیگر متعلقہ امور پر غور کرنا اور مناسب تجاویز دینا۔

مالی منصوبہ

مالی منصوبہ I ڈویژن ریاستوں کے مالی ومنصوبوں کے جملہ مصارف سے منسلک معاملوں کو دیکھتا ہے۔ یہ ریاستوں کو بیرونی اعانت شدہ پروجیکٹوں، پہاڑی علاقہ رمغربی گھاٹ ترقیاتی پروگرام، تیز تر آبپاشی بہبود پروگرام، سرحدی علاقہ ترقیاتی پروگرام کے لئے مرکز کی خصوصی امداد اوران کے سالانہ منصوبوں کے لئے مرکزی اعانت جاری کرتا ہے۔ یہ ڈویژن جموں وکشمیر کے لئے خصوصی اعانت اور خصوصی منصوبہ اعانت اور خصوصی منصوبہ اعانت شمال مشرقی ریاستوں اور سکم کے لئے ختم (لیپس) نہ ہونے والے وسائل فنڈ سے مرکزی امداد اور ریاستوں کی دیگر خصوصی اسکیموں رمنصوبوں کے لئے اضافی امداد فراہم کراتا ہے۔ یہ ریاستوں کے اوورڈرافٹ کو RBI کے ساتھ آمدواخراجات کے عارضی غیر موافقت کے لئے کنٹرول کے طریقے اور ذرائع بھی دیکھتا ہے۔ 10 ویں فنانس کمیشن کی سفارش کی بنیاد پر جیسے غیر منصوبہ۔ یونیو خسارہ، ریاستوں کے تباہی راحت فنڈ (C.R.F) کے لئے مرکز کا حصہ اور قومی راحت فنڈ برائے تباہی وآفات سے ریاستوں کو منصوبوں کے لئے اعانت اور غیر منصوبہ اعانت کے طور پر مرکزی امداد بھی جاری کرتا ہے۔ 1999-2000 کے دوران مالی منصوبہ۔ I ڈویژن نے ریاستوں سے ان کے مالی اصطلاحات پروگرام پر گفتگو کی اور ریاستوں کے لئے بنائی گئی 5,000 کروڑ روپے کی مالی اصطلاحات سہولت کا نپٹارا کیا۔

شمال مشرقی علاقوں کو 'نان لیپس ایبل' اعانت

بشمول سکم شمالی مشرقی علاقوں کی ترقی کے لئے وسائل کا نہ ختم ہونے والا مرکزی پول بنایا گیا ہے۔ اس کے تحت 1999-2000 کے دوران 296.14 کروڑ روپے کی اعانت رقم مختلف پروجیکٹوں کے لئے جاری کی گئی۔ اس میں 303.97 کروڑ روپے کی گنجائش رکھی گئی۔

مالی منصوبہ ii ڈویژن مرکزی پلان سے متعلق موضوعات کو دیکھتا ہے۔ جن میں ذیل شامل ہیں۔ اندرونی اور بجٹ کے باہر کے وسائل سمیت مرکزی منصوبے کے لئے وسائل کا تخمینہ، مرکزی حکومت کی مختلف وزارتوں رمحکموں کا منصوبہ جاتی خرچ، عوامی سرمایہ کاری بورڈ، مصارف مالی کمیٹی کو ارسال کرنے سے قبل تشخیص منصوبہ پروجیکٹوں راسکیموں کی جانچ کرنا۔ مالی منصوبہ iii ڈویژن عوامی سرمایہ کاری بورڈ کا سکریٹریٹ بھی ہے۔

عوامی سرمایہ کاری بورڈ مرکزی سرکاری وزارتوں کے عوامی علاقے کے اداروں میں سرمایہ کاری کی تجاویز غور کرتا ہے۔ ترمیم شدہ رہنما اصولوں کے مطابق 100 کروڑ روپئے یا اس سے اوپر کی مرکزی علاقے کے منصوبوں کی سرمایہ کاری کی تجاویز پر عوامی سرمایہ کاری بورڈ غور کرتا ہے۔ سکریٹری (مصارف) عوامی سرمایہ کاری بورڈ کے صدر ہیں اور نائب سکریٹری (مالی منصوبہ ii) بورڈ کے سکریٹری کا کام سنبھالتے ہیں۔ 1999 میں جنوری سے دسمبر تک عوامی سرمایہ کاری بورڈ نے 38 منصوبوں پر غور کیا اور 32.184.51 کروڑ روپئے کی کل سرمایہ لاگت والے 31 منصوبوں کو منظوری فراہم کی گئی۔

اس ڈویژن کی ایک اہم سرگرمی مرکزی عوامی سیکٹر کے اداروں کے سالانہ منصوبوں کی مالی امداد کے لئے اندرونی اور بجٹ کے باہر وسائل کا تخمینہ کرنا ہے۔ مرکزی وزارتوں کے سالانہ منصوبے رپنج سالہ منصوبے بناتے وقت پلاننگ کمیشن میں جو غور وخوض ہوتا ہے اس میں یہ مستعدی سے حصہ لیتا ہے۔

مالی منصوبہ ii کنٹرولر جنرل آف اکاؤنٹ کے مشورے سے مختلف وزارتوں رمحکموں سے حاصل عوامی سیکٹر کے بیمار اداروں میں سرمایہ کی دوبارہ ساخت کی پیش کش اور وی۔ آئی۔ ایف۔ آر کو ارسال کئے گئے معاملوں کی جانچ کرتا ہے۔

اسٹاف جانچ یونٹ

اسٹاف جانچ یونٹ (اکائی) کا قیام انتظامی اہلیت بنائے رکھتے ہوئے ملازموں کی تعداد میں کمی لانے اور کام نمٹانے و کام کے معیار کی نشو ونما کی غرض سے 1964ء میں عمل میں آیا تھا۔ اپنے کام کے دوران یہ اکائی جہاں کہیں ایسے طریق کار اور عمل دیکھتا ہے۔ جن میں ترمیم کرنا ضروری ہو اور جس سے ملازموں کی تعداد میں کمی ممکن ہو سکے، تو یہ اپنی رپورٹ میں ترمیم سے منسلک مناسب سفارشات کرتا ہے۔ تاہم جن شق کے طریق کار میں تفصیلی مطالعے کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہاں یہ انتظامی اصلاح اور عوامی شکایات شعبے کے سامنے ضروری کارروائی کے لئے سونپ دے جاتے ہیں۔ اسٹاف جانچ اکائی کی رپورٹ تحکمانہ ہوتی ہے اور انہیں ایک مقرر مدت میں مکمل طور پر عمل میں لانا ہوتا ہے۔

لاگت کھاتہ شاخ

شعبہ مصارف کی لاگت کھاتہ شاخ مرکزی حکومت مختلف وزارتوں اور دیگر ایجنسیوں کو لاگت سے متعلق مطالعوں میں پیشہ ورانہ تعاون فراہم کرتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ انہیں تعین قیمت، قیمتوں کی متقصد، پست، تشخیص سرمایہ کاری فیس، لاگت کھاتہ نظام اور دیگر پہلوؤں پر بھی صلاح ومشورہ دیتی ہے۔

اس شاخ کو وہ افسران چلاتے ہیں جو پیشہ وارانہ طور سے لاگت کھاتہ کار یا سندی محاسب ہوتے ہیں اور وہ بھارتی اکاؤنٹ خدمات کے ممبر ہوتے ہیں، جو حکومت ہند کے ذریعے 1978 میں تشکیل دی گئی خدمت ہے۔ دیگر وزارتوں جیسے کہ صنعت، تجارت، پیٹرولیم اور قدرتی گیس، مرکزی، آبکاری ٹیکس وغیرہ کی مانگ بھی ان وزارتوں میں آئی۔سی۔اے۔ایس کے افسران شراکت کی بنیاد پر طے کر کے پوری کی جاتی ہے۔ اس برانچ کے صدر مشیر اعلیٰ (لاگت) ہوتے ہیں جو مصارف شعبے کو آئی سی اے ایس عملے کے انتظام سے متعلق معاملوں پر صلاح دیتے ہیں۔

کنٹرولر جنرل آف اکاؤنٹس

کنٹرولر جنرل آف اکاؤنٹس مرکزی سرکار کا چوٹی کا اکاؤنٹنگ (حساب) افسر ہے اور یہ آڈیٹر جنرل ناظر کے مشورے پر مرکزی و ریاستی سرکاروں کے کھاتوں کی ہیئت متعین کرنے کے لئے آئین کی دفعہ 150 کے تحت صدر مملکت کے اختیارات کا استعمال کرتا ہے۔ دیگر باتوں کے ساتھ ساتھ کنٹرولر جنرل آف اکاؤنٹس کی یہ بھی ذمہ داریاں ہیں: (الف) مرکزی سرکار کے ماہانہ کھاتے کو تیار کرنا اور اسے استحکام دینا (ب) پارلیمان کو سالانہ مختص کھاتے (سول) اور مالی کھاتہ پیش کرنا، (ج) شہری وزارتوں میں داخلی تنقیح حسابات کو موثر اور مستحکم بنانا، ساتھ ہی ان میں قبل جانچ طریقہ رائج کرنا (د) فوراً اور صحیح حساب کی مدد سے شہری وزارتوں میں تصرف کو مانیٹرنگ کرنا، (ہ) حکومت ہند کی وزارتوں رمحکموں میں سرکاری تقسیم اور بینکنگ اہتمام کی موثر اور عمیق مانیٹرنگ، (و) حکومت ہند کی خصوصی طور سے کسٹم اور مرکزی آبکاری، انکم ٹیکس کے محصولوں کی موثر اور قریبی نگرانی اور (ز) کھاتوں کی خوبیوں میں مسلسل بہتری لاکر کھاتوں کا استعمال انتظام کے ایک وسیلے کے طور پر کرنا۔ جس سے سرکار کے اندرونی مالی اختیار میں عمدگی لائی جا سکے۔

کنٹرولر جنرل آف اکاؤنٹس ہر مہینے وزیر مال کو مرکزی حکومت کے کھاتوں کا تفصیلی تجزیاتی جائزہ بھی پیش کرتا ہے۔ اس جائزے کے اندر آمدنیوں، مصارف، سرکاری مالی خسارہ سرمایہ فراہمی کے وسائل وغیرہ کے اہم پہلوؤں کی تفصیل رہتی ہے۔ تاکہ اعلیٰ سطح پر معلومات سے پر فیصلہ لینے میں مدد مل سکے۔ کنٹرولر جنرل ہر مالی سال کے آخر میں ایک عبوری (بنا آڈٹ کیا ہوا) تیار کرتا ہے۔ مرکزی حکومت کے اعداد وشمار ہر ماہ انٹرنیٹ کے ویب سائٹ http:cga.nic.in پر شائع کیے جاتے ہیں۔ جس

میں سرکار کی آمدنی وخرچ کی اہم باتیں درج ہوتی ہیں۔

فروری 1992 میں سرکاری اکاؤنٹ اور مالی ادارے کا قیام عمل میں لایا گیا۔ تا کہ مرکزی حکومت کی مختلف وزارتوں وغیرہ میں کام کرنے والے افسروں کو کھاتہ، بجٹ، مالی انتظام، مصارف کنٹرول، داخلی تشخیص حسابات، انتظام واستقرار سے متعلق کاموں اور سرکاری کام کاج میں کمپیوٹر کے استعمال کی ایڈوانس اور اعلیٰ سطحی تربیت دی جاسکے۔ ادارے نے کلکتہ، چنئی، اور نئی ممبئی میں علاقائی تربیت مراکز کھولے ہیں۔ انڈین سیول اکاؤنٹس سروس کے افسران کو ادارے میں پیشہ وارانہ تربیت دی جاتی ہے

مالی کمیشن ڈویژن

مالی کمیشن ڈویژن کا کام وقتاً فوقتاً تشکیل کئے گئے مالی کمیشن کی رپورٹ کو لاگو کرنا ہے۔ ہر پانچویں سال یا اگر صدر مملکت اس سے قبل بھی ضروری سمجھیں، ایک مالی کمیشن تشکیل کئے جانے کا اہتمام ہے۔ اس کا کام صدر کو درج ذیل سفارشات پیش کرنا ہے۔ (1) ریاستوں اور مرکز کے درمیان ٹیکسوں سے حاصل ریونیوں کی تقسیم کس طرح کی جائے یا کی جاسکتی ہے۔ اور ریاستوں کے لئے متعین کل سرمایے کی ریاستوں کو الگ الگ تقسیم کس طرح کی جائے، (2) بھارت کے مجتمع فنڈ میں اضافہ کرنا تا کہ ریاستی مالی کمیشن کی سفارشوں کی بنیاد پر ریاست کی پنچایتوں کے وسائل بڑھانے کے لئے کارروائی کی جاسکے (4) ریاست کے مجمع فنڈ میں اضافہ کرنا تا کہ ریاستی مالی کمیشن کی سفارشات کی بنیاد پر ریاست کی نگر پالیکاؤں (بلدیہ) کے وسائل بڑھانے کی راہ میں قدم اٹھائے جاسکیں، اور (5) کوئی دیگر معاملہ، جسے صدر مالی حالت مضبوط بنانے کے لئے کمیشن کو سونپیں۔ کمیشن کی سفارشات اور ان پر کی گئی کارروائی کے بارے میں تشریحی عرض داشت کے ساتھ پارلیمان کے دونوں ایوانوں میں پیش کی جاتی ہیں۔ آئین لاگو ہونے کے آغاز سے اب تک دس مالی کمیشن قائم کئے جاچکے ہیں۔

دسویں مالی کمیشن نے نومبر 1994 کو 2000-1995 تک کی مدت کے لئے اپنی رپورٹ دیدی ہے۔ سرکار نے اس کمیشن کی سفارشات درج ذیل معاملوں میں منظور کر لی ہیں۔ انکم ٹیکس، یونین آبکاری محصول، سیل ٹیکس کے بدلے فاضل پیداوار ٹیکس ریونیو کھاتے میں غیر منصوبہ جاتی خرچ کی کمی پوری کرنے کے لئے امدادی عطیہ، راحت خرچ کے لئے مالی تعاون، درجہ بلند رکنے اور خصوصی مسئلوں کے لئے گرانٹ اور مقامی تنظیموں کو قرض میں راحت دینے کے لئے گرانٹ کی منتقلی، 14 مارچ 1995 کو پارلیمان کے دونوں ایوانوں میں مالی کمیشن کی رپورٹ اور اس کی سفارشات کے مطابق کی گئی کارروائی کو تشریحی عرض داشت کے ساتھ پیش کیا گیا۔ 2,608.50 کروڑ روپے کے جدید کاری کے امدادی فنڈ میں سے 2000-1996 کی مدت کے دوران ریاستوں کے خاص مسائل کے لئے 1,804.86 کروڑ کی رقم کمیشن کے ذریعہ جاری کی گئی ہے۔ 15,380.93 کروڑ روپے کل رقوم میں سے مقامی اداروں کے لئے 4,410.25 کروڑ روپے ریاستوں کے ذریعہ جاری کئے گئے ہیں۔ 89واں آئین ترمیمی بل 2000 پارلیمنٹ کے ذریعہ مئی 2000 میں پاس کیا گیا اس بل سے مرکز اور ریاستوں کے درمیان شراکت داری ایکو متحدہ متبادل پول اسکیم کے تحت 29 فی صد کی یکساں شرح پر طے ہوا ہے۔ صدر نے بھی اس بل کو اپنی منظوری دے دی ہے۔ پارلیمنٹ اس کی پہلے ہی توثیق کر چکی ہے۔

3 جولائی 1998 کے صدر کے حکم کے مطابق حکومت ہند نے 11 ویں مالی کمیشن کی تشکیل کیا جسے 31 دسمبر 1999 تک اپنی رپورٹ دینی تھی۔ ریاستوں کا مرکزی ٹیکسوں کے حصہ تقسیم کرنے کے علاوہ ریاستوں کو مالی امداد طے کرنے کے ضابطے بنانے کے علاوہ کمیشن کو تجاویز دینے کو کہا گیا ہے جسے سے ریاستوں کو جمع فنڈ کو مقامی اداروں جیسے پنچایت، اور بلدیاتی کارپوریشنوں کے وسائل کا تکملہ کیا جاسکے۔ کمیشن کو ریاست اور مرکزی حکومت کی مالی حالت پر بھی جائزہ لینے کو کہا گیا۔ ساتھ ہی ساتھ ایسی تجاویز بھی مانگی گئی ہے۔ جس سے پبلک فنانس کی باز ساخت ہو سکے اور جس سے بجٹ سے متعلق توازن بنایا جاسکے اور مالی استحکام

حاصل کیا جا سکے۔ ان تجاویز کو دیتے وقت کمیشن کو یہ بھی دھیان میں رکھنا ہوگا کہ وہ ریاستوں نے غیر منصوبہ جاتی اخراجات کے علاوہ موجودہ منصوبہ جاتی اخراجات کا بھی تجزیہ کرے۔ ایک اور جدید امور قابل غور یہ ہے کہ ملک کے پبلک ڈیٹ کو لمبی مدت تک جاری رہنے کے لئے منظم کرنا۔ ریاستوں کی مالی حالت کا معائنہ کرتے ہوئے 31 مارچ 1999 تک اپنی رپورٹ دینی تھی۔ کمیشن نے 7 جولائی 2000 کو اپنی رپورٹ حکومت کو پیش کی۔ کمیٹی کے ذریعہ دی گئی تجاویز منظور کی گئی اور ان پر عمل درآمد چل رہا ہے۔

غیر مقیم ہندوستانیوں (NRIS) کے ذریعہ سرمایہ کاری

غیر مقیم ہندوستانیوں کو بھارت میں سرمایہ کاری کے امکانات کو دیکھتے ہوئے حکومت نے بھارتی کمپنیوں میں ان کی سرمایہ کاری کو لبھانے کے لئے کئی اقدام کئے ہیں۔ (i) کچھ مخصوص صنعتوں کو چھوڑ کر سبھی شعبوں میں غیر مقیم ہندوستانیوں/اور ان کی غیر ملکی کمپنیوں او۔سی۔ اوکو خود منظوری کی اسکیم کے تحت صد فی صد سرمایہ والی کمپنی قائم کرنے کی سہولت ہوگی (ii) گھریلو ایئر ٹرانسپورٹ خدمات اور نجی سیکٹر کے بنکوں جیسے شعبوں میں زیادہ سیدہ غیر ملکی سرمایہ لگایا جائے گا (iii) برآمدات رخی اکائی، بیمار اکائی اور مکان جیسے شعبوں میں صد فی صد سرمایہ لگانے کی اجازت ہوگی۔

غیر مقیم ہندوستانیوں کو سرمایہ کاری کی طرف لبھانے کی نرم رپالیسی پہل

(الف) پورٹ فولیو سرمایہ کاری کی حد کا تجزیہ۔ (i) کس کمپنی میں ثانوی بازار کے ذریعہ ذاتی سرمایہ کاری کی حد ایک فی صد سے بڑھا کر فی صد کر دی گئی ہے۔ (ii) گروپ کے ذریعہ سرمایہ لگانے کی یہی حد 5 سے بڑھا کر 10 فی صد کر دی گئی ہے (iii) غیر ملکی اداری سرمایہ کاروں کو غیر مقیم ہندوستانیوں سے الگ رکھنے کے لئے کل سرمایہ کاری کی حد 10 فی صد رکھی گئی ہے۔ (ب) پرائمری اشیو کے الاٹ منٹ کے معاملے میں بھارتی ریزرو بینک کی دو مرحلہ واری منظوری عمل کے بجائے اب عام اجازت کافی ہوگی۔ (ج) بھارتی ریزرو بینک کی منظوری عمل کے تحت آنے والی سبھی اسکیموں کے متعلق بنک نے عام اجازت دی ہے۔ ہندوستانی کمپنیاں اب ریزرو بینک قبل اجازت کے بغیر غیر مقیم ہندوستانیوں/دیگر لوگوں کے شیئر اور ڈبنچر جاری کر سکتے ہیں لیکن انہیں یہ شیئر/ڈبنچر جاری کرنے کے 30 دن کے اندر بینک کو رپورٹ دینی ہوگی (د) غیر مقیم ہندوستانیوں/ہندوستانی نژاد کے لوگوں/غیر ملکی کارپوریٹ اداروں کے ذریعہ پورٹ فولیو سرمائے کے معاملے میں منظوری جائز ہونے کی مدت بڑھانے کا عمل آسان بنا دیا گیا ہے۔ (ح) ثانوی بازار کے لین دین، جو غیر مقیم ہندوستانیوں/ہندوستانی نژاد کے لوگوں/غیر ملکی کارپوریٹ اداروں کے ذریعہ ریزرو بینک کی منظوری سے کچھ مخصوص بنکوں میں کیا جاتا ہے اس کی جائز مدت 5 سال کر دی گئی ہے۔ اب ریزرو بینک آف انڈیا کی جگہ پر مخصوص بینک اسکی تجدید کر سکیں گے۔

نفوذ میں پہل

(i) انڈین میوچول فنڈ میں غیر مقیم ہندوستانیوں کے سرمایہ کاری کو آسان بنانا (ii) غیر مقیم ہندوستانیوں/ہندوستانی نژاد کے لوگوں/غیر ملکی کارپوریٹ اداروں کو یونٹ جاری کرنے کے لئے ہندوستانی ریزرو بینک کی قبل منظوری کی جگہ اب عام اجازت دے دی گئی۔ لیکن اس کے لئے کچھ مخصوص، اصولوں کی پابندی ضرور ہوگی (iii) غیر ممالک میں سیکورٹیز کاروبار کے کمپیوٹر منل کھولے گئے ہیں تا کہ ہندوستان کے سرمایہ بازار میں غیر مقیم ہندوستانی براہ راست حصہ لے سکیں۔ اس کا دستور عمل سیبی کے ذریعہ تیار کیا گیا ہے۔ (iv) ریاستی حکومت کے نمائندوں کو شامل کرتے ہوئے وزارت صنعت کے تحت غیر ملکی سرمایہ کاری نفوذ اتھارٹی کی تشکیل کی گئی ہے۔ جہاں ایف۔آئی۔پی کی منظوری ضروری ہو تو ان معاملوں میں منظوری کی مدت 30 دن تک گھٹا دی

یورو ایشو کے ذریعہ بیرونی سرمایہ فراہم کرنا

یورو ایشو کے ذریعہ بیرونی سرمایہ کی فراہمی (جی۔ڈی۔آر ایف سی۔بی): سن 1992 میں یہ اسکیم شروع کی گئی جس کے تحت ہندوستانی کارپوریٹ سیکٹر کو یہ اجازت دی گئی کہ وہ عالمی ڈپازیٹری میکنزم کے ذریعہ بیرونی کرنسی قابل بدل بانڈ (FCCB) ایکوئی شیئر جاری کر کے عالمی سرمایہ بازار میں داخل ہوں۔

اس اسکیم کے تحت جن کمپنیوں کا کام (مالی ودیگر) کم ازکم تین سال کی مدت تک بہتر رہا ہے۔ وہ بین الاقوامی سرمایہ بازار میں داخل ہوسکتی ہیں۔ جو کمپنیاں بنیادی سہولتیں سیکٹر کی، جیسے کہ بجلی پیداوار، دور مواصلاتی، پیٹرولیم کی کھوج اور صفائی، بندرگاہوں اور ہوائی اڈوں، سڑکوں کے منصوبوں کے لئے یورو ایشو کے ذریعے مالی تعاون دینا چاہتی ہیں، ان کے لئے تین سال کے عمدہ کام کاج کی شرائط میں ڈھیل دی گئی ہے۔

ان کمپنیوں کو جن کی سرگرمیاں خصوصاً نئی صنعتی پالیسی کے ضلکہ iii میں شامل ہیں۔ مالی امداد کے لئے یورو ایشو جاری کرنے کا اختیار ہوگا اور اگر ان کے ایکوئی شیئر و عام حصص میں کُل بیرونی ایکوئی اور یورو ایشو کے ذریعے حاصل بیرونی حصص رقم 51 فی صد کے اندر ہوگی۔ ان کے معاملے پر محکمۂ اقتصادی، معاملات غور کرے گا اور منظوری دے گا۔ جن معاملوں میں ضلکہ iii کے باہر کی سرگرمیوں کی سرمایہ کاری ہوگی اور جن معاملوں میں یورو ایشو کے بعد بیرونی ایکوئی ہولیڈنگ 51 فی صد سے زائد ہوجائیگی۔ ان کے بارے میں محکمہ اقتصادی معاملات سے اصولی طور سے منظوری لینے کے بعد FIPB کی منظوری لینی ہوگی۔

جدید پالیسی پہل: (1) غیر مندرج کمپنیوں کو بھی یورو ایشو جاری کرنے کی اجازت (2) این ڈ آر رجی۔ڈی۔آر ایشو کو وقت سے جاری کرنے میں مدد دینے کے لئے 90 دن کی مدت کی شرط ختم۔ اب مدت کی کوئی حد نہیں ہے۔ (3) اے۔ڈی۔آر رجی۔ڈی۔آر ایشو کی کاروباری کو شیئر بازار اور جائداد غیر منقولہ میں سرمایہ کاری کو چھوڑ کر بھی پابندیوں سے آزاد کردیا گیا ہے۔ (4) انفارمیشن ٹکنالوجی شعبے کی کمپنیوں کو اپنے ملازمین کو اے۔ڈی۔آر رجی۔ڈی۔آر جاری کرنے کی اجازت۔ (5) تجارت کی بازتشکیل انضمام رتقسیم کی حالت میں اے۔ڈی۔آر رجی۔ڈی۔آر۔ جاری کرنے کی اجازت۔

1999-2000 کے دوران اعلان شدہ رعایت: وزارت برائے مالی امداد کے محکمے کے ذریعہ اے۔ڈی۔آر رجی۔ڈی۔آر ایشو کی دو مرحلوں کی منظوری کی کارروائی اور بین الاقوامی سرمایہ بازار میں اترنے کے لئے بینک پر چلنے کے طریقے کار کو ختم کردیا گیا۔ چونکہ اے۔ڈی۔آر۔جی۔ڈی۔آر سید ھے غیر ملکی سرمایہ کاری ہے اس لئے ایسے ایشو موجودہ سید ھے غیر ملکی سرمایہ کاری پالیسی کے مطابق ہونی چاہئے اور یہ صرف ان شعبوں میں قابل قبول ہوگی جہاں براہ راست غیر ملکی سرمایہ کاری کی اجازت ہے۔ ہندوستانی ریزرو بینک نے پھیرا کے تحت سبھی ہندوستانی کمپنیوں کو بینک کی بنا قبل منظوری کے اے ڈی آر رجی ڈی آر ایشو جاری کرنے کی چھوٹ دے دی ہے۔ لیکن ایشو کے جاری کرنے کے دوران بینک اور وزارت بڑے مالی امور کے کے محکموں کو رپورٹ دینی ہوگی۔ ہندوستانی کمپنیوں کے ذریعہ غیر ممالک میں انفارمیشن ٹکنالوجی اور تفریح سافٹ کاری فارماسیوٹیکل، بایو ٹیکنالوجی اور حکومت کے ذریعہ وقتاً فوقتاً اعلان شدہ شعبوں میں کاروبار کو تحویل میں لینے کی خود منظوری۔

خود منظوری کے لئے درج ذیل اہتمام ضروری ہیں۔

غیر ممالک میں کمپنی کے حصول کی تجویز رکھنے والی ہندوستانی کمپنیوں نے پہلے اے ڈی آر رجی ڈی آر جاری کئے ہوں اور وہ غیر ملکی شیئر بازار میں مندرج ہوں یعنی پہلے سے درج فہرست ہونے کی شرط۔ FDI(ii) کی پالیسی کے مطابق ہونا۔ (iii) سابقہ مالی سال میں برآمد ہوئی آمدنی کا دس گنا یا 10 کروڑ ڈالر تک کے لین دین کی حد۔ اے۔ڈی۔آر رجی۔ڈی۔آر کے

ذریعہ غیر ملک میں کاروبار کے حصول کے لئے خودتو شیقی عمل کی شرطیں پوری نہ کرنے والی ہندوستانی کمپنیوں کو مخصوص کمیٹی سے غور وخوض کرنے کے لئے معاملہ پیش ہوگا۔

اے ڈی اے رجی ڈی آر اگر کم معیار کے شیئروں میں ایک بار تبدیل کردئے گئے ہیں ہوتو انہیں پھر سے اے۔ڈی۔آرر جی۔ڈی۔آر میں بدلنے کی اجازت نہیں ہوگی۔

بیرونی ادارہ جاتی سرمایہ کاروں کے ذریعے پورٹ فولیو سرمایہ کاری

بیرونی ادارہ جاتی سرمایہ کاروں کو پورٹ فیلو سرمایہ کاری کی جانب لبھانے کے لئے ستمبر 1995 سے ایک اسکیم شروع کی گئی ہے۔اس اسکیم کے تحت پینشن فنڈ میوچول فنڈ سرمایہ کاری ٹرسٹ، اثاثہ انتظامی کمپنیاں، نامزد کمپنیاں اور متحد/ادارہ جاتی پورٹ فولیو منیجر یا ان کے مختار نامے والے بیرونی ادارہ جاتی سرمایہ کاروں کو ابتدائی اور ثانوی منڈیوں میں فروخت کی جارہی سبھی تمسکات سرمایہ کاری کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔

اس میں بھارت کے اسٹاک ایکسچینجوں میں مندرج یادرج کی جانے والی کمپنیوں کے ذریعے جاری شیئر قرض نامے وارنٹ اور گھریلو میوچوئل فنڈوں کے ذریعے شروع کی گئی اسکیمیں شامل ہوں گی۔مالی اداروں کو سرکاری تمسکات سمیت ٹریزری بل میں سرمایہ کاری کی اجازت دی گئی ہے۔جن مالی اداروں نے SEBI سے اپنا رجسٹریشن قرض فنڈ کے طور پر کرایا ہے۔وہ اپنا صد فی صد سرمایہ بھارتی کمپنیوں کے قرض تمسکات میں کرسکتے ہیں۔

پالیسی پہل **1999-2000**: غیر ملکی ادارہ جاتی سرمایہ کاروں کے گروپ کی وسعت جس میں درج ذیل گروپوں کے سرمایہ کاروں کو منظوری فراہم کی گئی ہے۔اور غیر ملکی ادارہ جات سرمایہ کار (ایف آئی آئی) پورٹ فولیو سرمایہ کاری کے ذریعہ سرمایہ کاری کا اہتمام کیا گیا ہے۔(اسے حکومت نے منظوری فراہم کردی ہے لیکن اس کو سیبی کے ذریعہ چلایا جائے گا(ا) غیر ملکی کارپوریٹوں اور بے حد خوشحال نجی سرمایہ کاروں SEBI کے ذریعہ رجسٹرڈ غیر ملکی ادارہ جاتی سرمایہ کاروں کے ذریعہ سرمایہ کاری کو منظوری فراہم کرنا اس طرح کی سرمایہ کاری پر 5 فی صد کی ذیلی حد کی شرط لاگو ہے اور یہ کسی بھی ایک کمپنی میں ایف آئی آئی کے پورٹ فولیو سرمایہ کاری کو 24 فی صد کی اوسط حد کے اندر ہی ہونا چاہئے۔ (ب) سیبی کے ذریعہ رجسٹرڈ گھریلو فنڈ منیجروں کو ہندوستانی سرمایہ بازار میں غیر ملکی فنڈ کے انتظام کی منظوری دینا۔ یہ سرمایہ پورٹ فولیو سرمایہ کے ذریعہ ہونا چاہئے بشرطیکہ فنڈ کا انتظام بین الاقوامی تسلیم شدہ مالی اداروں کے ذریعہ کی گئی ہو۔

غیر ملکی ادارہ جاتی سرمایہ کاروں کے ذریعہ مخصوص طریقے سے اوسط پورٹ فولیو سرمایہ کاری کی حد میں اضافہ۔اس معاملے میں یکم مارچ 2000 کو ضروری پریس نوٹ جاری کیا گیا جن کے مطابق ہندوستانی کمپنیوں کو غیر ملکی ادارہ جاتی سرمایہ کاروں کے پورٹ فولیو سرمایہ کاری کی عام 24 فی صد کی حد بڑھا کر 40 فی صد کرنے کے لئے اوسط حد بڑھانے کی اجازت ہوگی۔اس میں ہندوستانی کمپنی کی ادا شدہ پونجی پر درج ذیل شرائط لاگو ہوں گی۔(ا) پالیسی فی صد بڑھانے کے لئے کمپنی کے بورڈ آف ڈائرکٹر کی منظوری (ب) زیادہ سے زیادہ حد 40 فی صد بڑھانے کے لئے کمپنی کی جنرل باڈی کے ذریعہ خصوصی تجویز پاس کی گئی۔

سیبی کے مطابق سبھی غیر ملکی سرمایہ کاروں کے ذریعہ 31 مارچ 2000 تک کل 11.237 ارب ڈالر کی سرمایہ کاری کی گئی۔

وینچر کیپٹل میں غیر ملکی سرمایہ کاری

وینچر کیپٹل فنڈ روینچر کیپٹل کمپنی میں غیر ملکی سرمایہ کاری کو مضبوط کرنے کے لئے رہنما خطوط ستمبر 1995 میں جاری کئے

گئے۔ان رہنما خطوط کے تحت، ساحل پر سرمایہ کاری کرنے والوں کو اس امر کا اختیار ہے کہ وینچر کیپٹل انڈرٹیکنگ رفہرست سے باہر کمپنیوں میں سرمایہ لگائیں یا تو وی سی ایفس روی سی سیز میں سرمایہ کاری کے لئے ایف آئی پی بی کی منظوری حاصل کرنے کے بعد منظور شدہ گھریلو وینچر کیپٹل فنڈز رکمپنیوں میں بذریعہ سرمایہ کاری۔ایسی صورتوں میں وینچر کیپٹل انڈرٹیکنگ رفہرست سے باہر کمپنی میں بعدازاں سرمایہ کاریوں کو مزید ایف آئی پی بی کی منظوری کی ضرورت نہیں۔(ب)،متبادل کے طور پر غیر ملکی سرمایہ کار گھریلو وی سی ایف روی سی سی کی راہ اختیار کئے بغیر براہ راست فہرست سے باہر ہندوستانی کمپنیوں کی ایکوئٹی میں سرمایہ لگا سکتے ہیں۔ایسی صورتوں میں ہر سرمایہ کاری کو غیر ملکی سرمایہ کاری کا علیحدہ عمل تصور کیا جائے گا جس کے لئے علیحدہ منظوریاں درکار ہوں گی اور ایف ڈی آئی کے قواعد اور پالیسیوں کے مطابق ہونی چاہئے۔

ان صورتوں میں جہاں غیر ملکی وینچر کیپٹل فنڈز گھریلو وی سی سیز روی سی ایفس کے ذریعہ سرمایہ لگاتا ہے تو ایسی سرمایہ کاریاں بذریعہ سیبی ضوابط، وی سی سیز روی سی ایفس پر چلائی جائیں گی اور انکم ٹیکس قانون 1961 کی دفعہ 10 (23 ایف) کی دفعات نافذ ہوں گی۔

2000-2001 کے بجٹ کے اہم اعلانات

جوکھم پونجی صنعت کی ترقی کے لئے صحیح ماحول بنانے کے لئے سال 2000-2001 کے بجٹ میں عملیات کو سہل بنانے کا اعلان کیا گیا۔اسکے تحت سیبی گھریلو اور غیر ملکی سرمایہ کاری کے رجسٹریشن اور ضابطے کی واحد ایجنسی ہوگی۔

بیرونی کمرشیل قرض

بیرونی کمرشیل قرض میں کاروباری بنکوں کے قرض برآمداتی قرض اور بانڈ شامل ہیں۔حکومت نے بھارتی کارپوریٹ سیکٹر اور پبلک سیکٹر کاروباری اداروں کو وسعت دینے یا نئی پونجی سرمایہ کاری کے لئے اضافی وسائل مہیا کرانے کے لئے اس کا اہتمام کیا گیا ہے۔

آمدنی (REVENUE)

شعبۂ آمدنی مرکزی حکومت کے بالواسطہ اور بلاواسطہ ٹیکسوں کے محاصل سے متعلق معاملوں کی دیکھ ریکھ دو باضابطہ بورڈوں کے ذریعہ کرتا ہے۔یہ بورڈ ہیں:۔مرکزی بلاواسطہ ٹیکس بورڈ اور مرکزی بورڈ برائے آبکاری و سرحدی محاصل،اس شعبے کے ذمے مرکزی بکری ٹیکس، اسٹامپ ڈیوٹی، زرکنٹرول، غیر ملکی زرمبادلہ اور دیگر منسلک مالی ضابطوں میں انتظامی شرائط اور ضابطوں کو نافذ کرنے اور اسکے نظم ونسق کا کام سونپا گیا ہے۔افیون اور اس کی پیداواروں کی پیداوار اور بکری پر بھی اس شعبے کا کنٹرول ہے۔

بلاواسطہ ٹیکس

شعبۂ انکم ٹیکس ٹیکسوں بلاواسطہ ٹیکسوں سے متعلق کئی ایکٹ نافذ کرتا ہے۔جیسے کہ: انکم ٹیکس ایکٹ 1991، ویلتھ ٹیکس ایکٹ 1957، تحفہ ٹیکس ایکٹ 1958 سود ٹیکس ایکٹ اور مصارف ٹیکس ایکٹ 1987۔1994-95 کے بعد مختلف بلاواسطہ ٹیکسوں سے حاصل ریونیو کے اعداد وشمار جدول 13.5 میں دیئے گئے ہیں۔

قانون سازی

2000-2001 کے بجٹ میں راست (بلاواسطہ) ٹیکسوں سے متعلق جو باتیں دی گئی ہیں وہ مالیہ ایکٹ 2000 میں دیئے

گئے ہیں۔اہم باتیں اس طرح ہیں۔

(1) ٹیکسوں کی شرح میں استحکام عطا کرنے کا مقصد۔نجی اور کارپوریٹ سیکٹر کے ٹیکسوں میں کوئی تبدیلی نہیں۔انکم ٹیکس میں رعایت کی حد 50,000 روپے میں کوئی تبدیلی نہیں۔اسی طرح تنخواہ کی آمدنی میں معیاری کٹوتیوں میں کوئی تبدیلی نہیں۔انفرادی ٹیکس ادا کرنے والے جن میں غیر مقیم ہندوستانی بھی شامل ہیں، جن کی آمدنی 60,000 روپے سے 1,50,000 روپے اور 1,50,000 روپے سے زائد کی آمدنی پر 10 فی صد سے 15 فی صد تک سرچارج لاگو ہوگا۔کمپنیاں 10 فی صد کی شرح سے سرچارج ادا کریں گی۔(2) جوکھم پونجی فنڈوں کو پوری چھوٹ دی گئی ہے کہ فنڈ سے ملی رقم سرمایہ کاروں کو حاصل ہونے والی آمدنی پر ہی ٹیکس لگتا ہے۔جب کہ یہ مانا جاتا ہے کہ انہیں یہ آمدنی جوکھم پونجی فنڈ میں سرمایہ کاری کرنے سے ہی حاصل ہوتی ہے۔
(3) اساسی ساختوں کے لئے رقم مہیا کرانے کے لئے مرکزی حکومت کے ذریعہ متعین ان بانڈوں پر ملنے والے سود کو ٹیکس فری کر دیا گیا ہے جو مقامی اداروں کے ذریعہ جاری کئے جاتے ہیں (4) پبلک سیکٹر کی کمپنیوں میں سرمایہ کاری جن کا اہم مقصد شہری علاقوں میں بنیادی سہولتوں کے لئے طویل المدتی مالیات مہیا کرانا ہے۔انہیں مذہبی اور فلاح و بہبود ٹرسٹ میں سرمایہ کاری کا اہل مانا گیا ہے۔(5) شیئر بازاروں کے ذریعہ تسلیم شدہ سرمایہ کار محافظ فنڈ کی آمدنی کو ٹیکس فری رکھا گیا ہے۔(6) یونٹ ٹرسٹ آف انڈیا اور موچیول فنڈ کی یونٹوں کی منتقلی سے حاصل طویل المدتی سرمایہ کاری کی آمدنی لاگت افراط زر انڈکس کے انضباط سے پہلے 10 فی صد سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے۔(7) خسارے میں چل رہے پبلک سیکٹر کے کاروباری ادارے کے ملازموں کو رضاکارانہ طور پر خدمات سے الگ ہونے کی حالت پانچ لاکھ روپے تک کی ادائیگی پر کوئی انکم ٹیکس نہیں لگے گا۔(8) فارم ہاؤس کی خدمات سے الگ ہونے کی اسکیموں کو اب ٹیکس افسران سے منظور کرانے کی ضرورت سرمایہ فروختگی کی کچھ مدت کے بعد ٹرسٹوں کے ذریعہ مخصوص وسیلوں کے لئے مجاز ہوگا۔یہ شیئروں کے معاملے میں تین سال اور دیگر سرمایہ کاری کے معاملے میں میوچیورٹی تاریخ تک مجاز ہوگا۔

(11) گھریلو کمپنیوں کے ذریعہ ڈویڈنڈ اور میوچیول فنڈ اور یونٹ ٹرسٹ آف انڈیا کے ذریعہ قرض اسکیموں پر تقسیم کی گئی آمدنیوں پر ٹیکس 10 فی صد سے بڑھا کر 20 فی صد کر دیا گیا ہے۔(12) فلاح و بہبود (خیراتی) اور مذہبی ٹرسٹ ٹیکسوں میں رعایت حاصل کرتے رہیں گے بھلے ہی ٹرسٹی کو اس کی آمدنی یا کسی دیگر جائداد سے نفع پہنچ رہا ہو۔صرف اس طرح کے فائدے پر ہی ٹیکس لگایا جائے گا۔(13) ڈیویڈنڈ ٹیکس اور میچویل فنڈ و یو۔ٹی۔آئی کے ذریعے کی جانے والی ادائیگیوں پر سود دو فی صد سے گھٹا کر ڈیڑھ فی صد کر دیا گیا (14) 31 مارچ 2003 تک پوری ہونے والے مکان کے تعمیر کی اسکیموں پر ٹیکس میں چھوٹ دینے کی مدت بڑھا دی گئی ہے۔ (15) دفعہ 88 کے تحت مکان پر قرض ادائیگی کی حد 20,000 روپے تک بڑھا دی گئی ہے۔(16) ترقی پذیر شہری بنیادی خدمات میں کوڑا کرکٹ منتظمہ اور پانی کی صفائی کے لئے ٹیکس میں چھوٹ کی مدت بڑھائی گئی۔(17) مالی سال 2000-1999 سے تفریح صنعت کو دی جانے والی برآمدی آمدنی پر چھوٹ کا فائدہ اب غیر کارپوریٹ سیکٹروں کو بھی دیا جائے گا (18) ملازمین کے شیئر خریدنے کے متبادل پر ٹیکس اہلیت میں تبدیلی کی گئی ہے۔اب ان پر سرمایہ رخی فائدے کے طور پر ٹیکس تب لگایا جائے گا جب شیئر ٹیکس ادا کرنے والے کے ذریعہ فروخت کیا جائے گا۔(ب) اس متبادل کی کوئی قبل شرائط نہیں ہوں گی۔
(19) فری ٹریڈ زون سافٹ ویر ٹیکنالوجی پارک، الکٹرانک ہارڈ ویر ٹکنالوجی پارک اور صد فی صد برآمد رخی صنعتوں کے لئے ٹیکس کی راحت کی مدت کو پھر سے اسطرح بنایا گیا ہے کہ ان صنعتوں کو 31 مارچ 2009 تک ٹیکس میں راحت ملتی رہے۔(20) صنعتی طور پر پسماندہ ریاستوں اور اضلاع میں صنعت لگانے میں مالی راحتوں کی مدت کی حد 31 مارچ 2002 تک بڑھائی گئی۔

(21) موجودہ مالی راحت ان چھوٹی صنعتوں کو بھی دی گئی ہے جو 31 مارچ 2002 تک شروع ہو جائیں گی (22) ٹیکس کے ڈھانچے کو معقول بنانے کے لئے بیرونی کرنسی میں آمدنی سے جزی سبھی ٹیکس راحتوں کو 5 سال کی مدت میں ختم کیا جا رہا ہے۔

(23) سبھی کمپنیوں سے میٹ 75 فی صدی شرح سے لیا جائے گا اس میں برآمدات فائدے میں چھوٹ دی گئی ہے ادا کئے گئے میٹ پر کوئی قرض منظور نہیں کیا جائے گا۔ (24) بزرگ شہریوں کو ٹیکس راحت میں رعایت کی حد 10,000 روپے سے بڑھا کر 15,000 روپے کی گئی۔ 65 سال سے کم عمر کی ٹیکس ادا کرنے والی خواتین کو 5,000 روپے کی ٹیکس راحت دینے کا بھی اعلان کیا گیا ہے۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے قرض کی ادائیگی حد 25 ہزار روپے سے بڑھا کر 40,000 روپے کی گئی (25) سائنسی تحقیقات اوران ہاؤس ریسرچ اور ترقیاتی سہولتوں پر خرچ کئے جانے پر سرچارج کٹوتی 125 فی صد سے بڑھا کر 150 فی صد کردی گئی ہے۔ (26) جہاز رانی صنعت کو بڑھاوا دینے کے لئے جہازوں کی تعداد میں اضافہ، اور جدید کاری کے لئے فائدے میں 50 فی صدی کٹوتی کو پانچ سال کے لئے 100 فی صد کیا گیا۔ (27) فلم بنانے والے اب 25 ہزار روپے کے بجائے 50,000 روپے سے زیادہ رقم پر ہی حساب کتاب دیں گے (28) چھوٹے شہروں اور دیہی علاقوں میں پیشہ ورانہ تربیتی ادارے کھولنے پر ادائیگی میں 100 فی صدی کٹوتی (29) کاروبار چاہے بند کیوں نہ کردیا گیا ہو۔ ایسے خسارے کو آگے لے جانے کی اجازت نہیں دی جائے گی جو ابھی شامل کیا جانا ہوں۔ (30) لازمی طور پر اکاؤنٹ کا حساب کتاب رکھنے کے لئے پیشہ وراشخاص کے ذریعہ لی جانے والی رقم کی کل حد 60 ہزار روپے سے بڑھا کر ڈیڑھ لاکھ روپے کردی گئی ہے۔ (31) ذرائع پر ٹیکس کٹوتی غیر بنکنگ سود پر ڈھائی ہزار سے بڑھا کر 5 ہزار روپے کی گئی۔ اب 5 ہزار روپے تک کے غیر بنکنگ سود پر ذرائع پر ہی کوئی ٹیکس کٹوتی نہیں ہوگی۔ (32) ریاستی بجلی بورڈ جیسے اداروں یا اتھارٹیوں کی بازتشکیل کو آسان بنانے کے کام کو دھیان میں رکھتے ہوئے ایسے پروویژنوں میں اصلاح کی گئی ہے جو مالی صنعت کے لئے ساتھ انضمام کی شرائط سے متعلق ہیں۔ اس طرح کی شرائط کا نوٹیفکیشن اب حکومت کے ذریعہ الگ سے کیا جائے گا۔ (33) مکان سے متعلق جائداد کے لئے گئے قرض یکم اپریل 1999 کے بعد کئے گئے ہوں اور اس قرض سے مکان کی تعمیر 31 مارچ 2003 تک پوری ہوجانی چاہئے۔ (34) تملغم: انضمام اور دیسی فروخت سے متعلقہ اہتمام کو مزید معقول بنایا گیا ہے۔ (35) پونجی منافع ٹیکس پر چھوٹ لینے کے لئے ابھی تک بڑی تعداد میں جو مختلف تدابیر مہیا تھے ان کے بدلے انڈین قومی ہائی وے اتھارٹی اور قومی زرعی بینک اور دیہی بینکوں کے ذریعہ تین سال کے لئے ریڈیمبل بانڈ جاری کئے جانے کو یقینی بنایا گیا ہے (36) کچھ سیکوریٹز کے منتقلی سے ہونے والی طویل المدتی پونجی رخی منافع پر رعایتی شرح پر جو 10 فی صد ٹیکس لگایا جاتا تھا وہ اب یونٹ ٹرسٹ آف انڈیا اور سبھی میچویل فنڈوں پر لاگو ہوگا۔ (38) کسی بھی غیر مقیم ہندوستانیوں کے ساتھ کئے گئے یا کئے جانے والے سودوں سے متعلق پیشگی رولنگ کا اہتمام اب کسی بھی ہندوستانی پر لاگو ہوسکتا ہے۔ (39) انکم ٹیکس اپیلیٹ ٹریبونل کو ان اپیلوں پر بھی فیصلہ لینے کے لئے مشاورتی وقت کی حد مقرر کی گئی ہے۔ جو محکمہ کے ذریعہ دائر کی جاتی ہے تا کہ مقدمہ بازی میں برباد ہونے والے وقت کو کم کیا جاسکے (40) پہلی اپریل 2000 یا اس کے بعد قرض دینے والے اداروں کے سود ٹیکس پر سرچارج ہٹالیا گیا ہے۔

ٹیکس چوری کی روک تھام

انکم ٹیکس شعبہ کالے دھن کی روک تھام اور اس پر قابو رکھنے کے لئے وقت وقت پر ضروری قانونی اور انتظامی اقدام کرتا رہتا ہے۔ یہ شعبہ ٹیکس چوری روکنے اور کالے دھن کے پھیلاؤ کو روکنے کی بھی برابر کوشش کرتا رہتا ہے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے وہ منظم طریقے سے سروے، تلاشیاں اور ضبطگی کے کام کرتا رہتا ہے مرکزی اطلاعاتی شاخیں موصول جانکاری کی باقاعدگی سے جانچ کرتی ہیں اور چنندہ معاملوں کی چھان بین بھی کرتی ہے۔ ٹیکس چوری کرنے والے اشخاص پر جرمانہ لگا کر ان کے خلاف مقدمہ دائر کر کے سخت کارروائی کی جاتی ہے۔ ان تلاشیوں اور جائزوں سے پچھلے 6 مالی سالوں کے دوران جو نتائج موصول ہوئے ہیں ان کے اعداد و شمار درج ذیل ہیں۔

تلاشیاں

سال	تلاشیوں کی تعداد	ضبط کئے گئے اثاثوں کی قیمت (کروڑ روپے میں)	جو سرکار کو سونپی گئی	چھپائی گئی آمدنی (کروڑ روپے میں)
1992-93	4,777	384.02		501,05
1993-94	5,026	396.45		448.82
1994-95	4,830	381.42		577.08
1995-96	4,612	458.14		قانون میں تبدیلی کیوجہ سے نافذ نہیں
1996-97	4,299	405.63		ایضاً
1997-98	3,653	306.85		ایضاً
1998-99	57.40	300.54		ایضاً
1999-2000	5,670	412.85		ایضاً

سروے

سال	سروے کئے گئے مقامات کی تعداد	نئے ٹیکس دہندگان کی تعداد
1992-93	10,94,297	9,03,106
1993-94	4,98,517	12,00,446
1994-95	7,92,006	15,16,721
1995-96	7,83,295	13,16,764
1996-97	8,18,982	16,58,302
1997-98	4,59,741	23,78,194
1998-99	1,95,136	38,56,459
1999-2000	1,24,388	30,52,034

دائر استغاثوں کی تعداد

سال	دائر مقدموں کی تعداد	فیصلہ شدہ مقدموں کی تعداد	سزایابی کی تعداد	آپسی فیصلوں کے مقدمات کی تعداد	کارروائی میں بری ہوئے اشخاص کی تعداد
1992-93	1,491	1,301	102	391	508
1993-94	941	1,134	57	507	570
1994-95	792	2,130	127	1,379	624
1995-96	288	2,158	79	1,592	487
1996-97	393	1,300	20	643	637
1997-98	801	1,239	93	143	1003
1998-99	184	668	77	184	407
1999-2000	343	1,607	14	128	1,465

جدول 13.5 راست ٹیکس

محاصل رقم (کروڑ روپے میں)

	1994-95	1995-96	1996-97	1997-98	1998-99	1999-2000
کارپوریشن ٹیکس	13,821	16,487	18,567	20,016	24,529	30,697
انکم ٹیکس	12,020	15,587	18,234	17,101	20,240	25,296
سود ٹیکس	801	1,170	1712	1,205	1,264	1,200
ملکیت ٹیکس	98	72	76	113	162	117
تحفہ ٹیکس	14	11	10	9	10	-3
مصارف ٹیکس	181	216	293	9,834	375	270

1- عارضی

بالواسطہ ٹیکس

کسٹم اور یونین آبکاری، مرکزی حکومت کو ٹیکسوں سے حاصل محاصل کے دو خاص وسیلے ہیں۔ 99-1998 کے دوران کسٹم ڈیوٹی (محصول درآمد) سے 41,277.77 روپے کی آمدنی ہوئی اور 2000-1999 میں 48,315.30 کروڑ روپے حاصل ہوئے۔ (عارضی)۔ 99-1998 کے دوران یونین آبکاری محصولوں سے (شعبہ ریونیو کے اختیار کے باہر کے ذیلی ٹیکسوں کو چھوڑ کر) حاصل ریونیو 52,454.06 کروڑ روپے (عارضی) تھا اور 2000-1999 میں جمع رقم 61,389.33 کروڑ روپے (عارضی) تھی۔

2001-2000 کے بجٹ میں درآمد محصولوں میں کی گئی تبدیلیاں اس طرح ہیں درآمد پر اسپیشل کسٹم محصول ختم اور اس عمل کو اور لچیلا بناتے ہوئے محصول درآمد کی انتہائی شرح کو 40 سے گھٹا کر 40 کردیا گیا ہے۔ ٹیکس ڈھانچے کو اور آسان بناتے ہوئے درآمد محصول قیمت کے مطابق 5 مدوں کو گھٹا کر 4 شرح 5 فی صد، 15 فیصد، 25 فیصد کردی گئی ہیں۔

گھریلو زرعی سکٹر کو تحفظ عطا کرنے کے لئے دالوں کو چھوڑ کر سبھی زرعی سامان، باغبانی اور گل کاری، دودھ کی پیداوار، پرسیسڈ اشیاء اور بحری پیداواروں پر کسٹم ڈیوٹی بڑھا کر 35 فیصد کردی گئی۔ گیہوں پر کسٹم ڈیوٹی سو فیصد، چاول پر 60 سے 80 فیصد، چینی پر 100 فی صد اور کھانے والے تیلوں 45 سے 100 فیصد کردی گئی ہے لیکن اساسی کسٹم ڈیوٹی کی موثر شرح گیہوں پر دسمبر 1999 میں 50 فیصد چینی پر فروری 2000 میں 60 فیصد، چاول پر اپریل 2000 میں 70 سے 80 فی صد اور جون 2000 میں کھانے والے تیلوں میں 25 فیصد اور ریفائنڈ کھانے والے تیلوں پر 35 فیصد سے 45 فیصد تک ہوگی۔ پٹرولیم اشیاء کی قیمتیں کم رکھنے کے لئے خام پٹرولیم اشیاء کسٹم ڈیوٹی 20 فی صد سے گھٹا کر 15 فی صد اور پٹرولیم پیداواروں پر 30 سے گھٹا کر 25 فی صد کردی گئی ہے، 30 ستمبر 2000 میں کچے تیل پر ڈیوٹی 10 فیصد اور پٹرولیم اشیاء پر 20 فی صد کردی گئی۔ زیورات کی برآمدات کو بڑھاوا دینے کے لئے پلیٹیم اور ہیرے پر ڈیوٹی 40 فیصد سے گھٹا کر 15 فیصد کردی گئی۔ 17 مخصوص محافظ زندگی دوائیوں پر ڈیوٹی بالکل ختم کردی گئی ہے۔ فائنگ مشین پر 25 سے 5، غذائی سویا فایبر پر 45 سے 15، فیرونکل اسٹیل بنانے کا 15 سے 5، پروٹین کنورزن کٹ 25 سے 5 کردی گئی ہے۔

اطلاعاتی ٹکنالوجی سکٹر کے ترقیاتی انفارمیشن ٹکنالوجی پیداواروں کی قیمتیں گھٹانے کے لئے کمپیوٹر، مدر بورڈ، فلاپی اور ڈسک

پر کسٹم ڈیوٹی 20 سے گھٹا کر 15 فیصد، روشنائی ربن اور اس سے منسلکہ ساز و سامان پر کسٹم ڈیوٹی 40 فیصد سے گھٹا کر 25 فیصد، سی ڈی روم، ہارڈ ڈسک، سی ڈی روم ڈرائیو، کمپیوٹر کے مائکرو پروسیسر انٹیگریٹڈ سرکٹ اور مائکرو اسمبلی، رنگین مانیٹر کے لئے ڈاٹا گرافک ڈسپلے ٹیوب پر کسٹم ڈیوٹی ختم کر دی گئی۔ الیکٹرانک آلات کے مختلف سرمایہ ئی سامان پر کسٹم ڈیوٹی 15 فیصد سے گھٹا کر 5 فیصد کر دی گئی ہے۔

دور رسانی (ٹیلی کمیونیکیشن) میں استعمال ہونے والے کئی سامان اور آلات پر کسٹم ڈیوٹی میں بھی کمی کی گئی ہے۔ سیلولر فون، پیجر اور ریڈیو ٹرنکنگ ٹرمنل، اے ٹی ایم سوئچ، فریم رے سوئچ، انٹرنیٹ میں مفید ملٹی پلکس آلات پر درآمد ڈیوٹی یکساں شرح سے 5 فیصد کر دی گئی ہے۔ آپٹکل فائبر اور آپٹکل فائبر پر درآمد ڈیوٹی 15 اور 25 فیصد کر دی گئی ہے۔

تفریح اور فلم صنعتوں کو بڑھاوا دینے کے لئے سیمٹوگرافک کیمرے اور اس سے منسلک ساز و سامان پر کسٹم ڈیوٹی 40 سے گھٹا کر 25 فیصد کر دی گئی ہے۔ اسی طرح رنگین پازیٹو فلموں اور کلر نیگیٹو فلموں پر کسٹم ڈیوٹی 15 فیصد سے گھٹا کر 5 فیصد کر دی گئی ہے۔

ٹکسٹائل سکٹر میں ہندوستان امریکی اور ہندستان یوروپی یونین کے معاہدے کو لاگو کرنے کے لئے ڈیوٹی کی شرح بھی معقول رکھی گئی ہے۔

ایکسائز ڈیوٹیوں پر بجٹ 2001-2000 میں اہم تبدیلیاں کی گئیں:

شرحی ڈھانچہ میں بڑی سہل کاری کے حصول کے لئے اور تنازعات نیز قانونی جھگڑوں کو کم کرنے کے لئے تین بڑے بلحاظ قیمت ریٹس بابت ایکسائز ڈیوٹی 16 فیصد کے سنگل ریٹ میں محدود کر دئے گئے ہیں، اس معقولیت سے، ایکسائز ڈیوٹی تیاری کے مرحلہ پر یکساں 16 فیصد سینٹرل ویلیو ایڈ ٹیکس (سینویٹ) میں بدل دی گئی ہے۔ بہر حال، اسپیشل ایکسائز ڈیوٹی بشرح 8 فیصد، 16 فیصد اور 24 فیصد مذکورہ کنٹرال پر جاری رہے گی۔ مزید 24 آئٹموں کو ایم آر پی پر مبنی ایکسائز لیوی سکیم کے تحت لایا گیا ہے، اس اسکیم کے تحت اجناس کی تعداد بڑھ کر 69 ہوگئی ہے۔ سینویٹ اسکیم کے تحت سادہ اور شفاف قواعد کا نیا مجموعہ شروع کیا گیا ہے، جس نے موڈ ویٹ (Modvat) اسکیم کی جگہ لی ہے۔ تمام پیدا وار کو (سوائے ہائی اسپیڈ ڈیزل آئل اور موٹر اسپرٹ) اور تمام پونجی اجناس کو اب پیداواری ٹیکس کریڈٹ کی مجاز فہرست میں شامل کر لیا گیا ہے۔ تمام مکمل تیار مال کو (سوائے ماچس کے) سینویٹ کریڈٹ اسکیم کے تحت لایا گیا ہے۔ صلاحیت پر مبنی ایکسائز لیوری اسکیم فولاد کے ثانوی صنعتکاروں پر ختم کر دی گئی ہے اور انہیں بلحاظ قیمت ایکسائز ڈیوٹی دینی ہوگی علاوہ ازیں مربوط فولادی کارخانوں کو اجازت دی گئی ہے کہ وہ اپنے ذخیرے کے احاطہ سے فروخت شدہ فولاد پر فیکٹری سے قیمت پر ڈیوٹی ادا کریں۔ قیاسی تھوک قیمت کا تصور برائے ادائیگی ایکسائز ڈیوٹی ختم کر دیا گیا ہے اور اس کی جگہ، ایک نیا بلحاظ سوا قیمت کا تصور یکم جولائی 2000 سے نافذ کیا گیا ہے۔ ایکسائز ڈیوٹی اب سودے کی مالیت پر قابل ادائیگی ہے محصولات خارج ہیں۔ اس سے قابل آبکاری مال کی قدر و قیمت کے تعین میں بڑی سادگی لگتی ہے۔ ایکسائز ڈیوٹی جمع کرنے کے لئے ضابطہ کار میں ٹھوس سادگی شروع کی گئی ہے۔ یکم جولائی 2000 سے، آبکاری کے مقصد سے تمام قانونی ریکارڈ ختم کر دئے گئے ہیں اور ٹیکس دہندہ کے نجی ریکارڈ ٹیکس کی ادائیگی کی ذمہ داری کے تعین کے لئے قبول کئے جائیں گے۔ مزید برآں، ایک تاریخی قدم میں، رواں مالی سال کی شروعات سے، پیشگی ایکسائز ڈیوٹی کی ادائیگی ختم کر دی گئی ہے اور ایکسائز ڈیوٹی کی ادائیگی کا ایک نیا نظام رائج کیا گیا ہے جو غیر ایس ایس آئی کارخانوں کے لئے پندرھواڑے کی بنیاد پر اور ایس ایس آئی کارخانوں کے لئے ماہانہ بنیاد پر ہوگا۔

ایس ایس آئی اسکیم میں تبدیلیاں: چھوٹے درجہ کی صنعتوں کے لئے جو پلاسٹک، کاسمیٹکس اور اشیائے خوشبویات ربڑ کی

ایگزیمپشن اسکیم ہے جن کی آمدنی ایک مالی سال کے دوران تین کروڑ روپے سے متجاوز نہیں۔ یہ اسکیم درجہ وار ڈیوٹی ڈھانچہ فراہم کرتی ہے، یعنی کلیرنس حد کی خاص مالیت تک مکمل چھوٹ اور اس کے بعد ڈیوٹی کی حسب معمول شرح۔ یکم ستمبر 2000 سے چھوٹے پیمانہ کے کارخانوں کے لئے مکمل ایکسائز ڈیوٹی کی چھوٹ کی حد ایک مالی سال میں 50 لاکھ روپے سے بڑھا کر ایک کروڑ روپے کر دی گئی ہے۔

سروس ٹیکس

خدمات پر ٹیکس 1994 میں پہلی بار شروع کیا گیا تاکہ بالواسطہ ٹیکسوں کے لئے معمولی بنیاد وسیع کی جائے۔ اگرچہ کہ سروس خدماتی محصول ہندوستانی معیشت کے لئے ایک نیا تصور ہے، پھر بھی اس میں اس حقیقت کے لحاظ سے بڑی محصولی قوت ہے کہ مجموعی گھریلو پیداوار (ڈی جی پی) کا 40 فیصد سے زائد سروسز سیکٹر (خدماتی زمرہ) سے ملتا ہے۔ سروس ٹیکس سے وصول شدہ رقم 99-1998 میں 1875 کروڑ روپے تھی جبکہ 2001-1999 میں یہ 2057 کروڑ روپے (عبوری) تھی۔ آج کل سروس ٹیکس 27 مخصوص خدمات پر عائد ہے۔ کیونکہ سروس ٹیکس نوزائیدگی کے مرحلے میں ہے، اس لئے ٹیکس دہندہ کے لئے ٹیکس کو قابل بنانے کی غرض سے شرح ٹیکس 5 فیصدی واجبی رکھی گئی ہے اور رضاکارانہ تعمیل پر کثیر زور دیا گیا ہے۔ مزید یہ کہ ٹیکس کی ادائیگی کا طریقہ کار سادہ اور آسان ہونا چاہئے کہ تعمیل ہو سکے۔ سروس ٹیکس کی ادائیگی کے لئے کئی ضوابطی سہل کاریاں افراد، ملکیتی فرم۔ یا حصہ دار فرم اور غیر ملکی فرم کے لئے تجویز کی گئی ہیں جن کا دفتر ہندوستان میں نہیں ہیں۔ یہ خیال کرکے کہ سروس ٹیکس بجٹ سال 2001-2000 میں وعدہ اور مسائل کا ابھرتا موضوع ہے، سروس ٹیکس کے ایک ماہر گروپ کی تشکیل کی گئی ہے جو خدمات کے ٹیکس کے میدان سے وابستہ تمام پہلوؤں کی جانچ کرے گا اور اس میں سفارشات کرے گا۔ ماہر گروپ کو اپنی سفارشات 31 دسمبر 2000 تک پیش کرنی تھیں۔

افیم پوست

بھارت عالمی بازار میں افیم کا واحد جائز پیداکار و برآمد کار ہے۔ پوست کی کھیتی اور افیم کی پیداوار اور برآمد پوری طرح مرکزی حکومت کے کنٹرول میں ہے۔ افیم کی کھیتی پر کنٹرول مزید مستحکم کر دیا گیا۔ مدھیہ پردیش اور راجستھان اور اتر پردیش کے 151671 کسانوں نے 2000-1999 سال کے دوران 32.085 ہیکٹر علاقے میں پوست کی کاشت کی۔

افیم کی پیداوار

سال 2000 کے دوران 1.200 ٹن کے ہدف سے زیادہ 1302 ٹن پوست کی کھیتی ہوئی۔ یہ کھیتی 52.65 کلوگرام فی ہیکٹر کی در سے کی گئی۔ مدھیہ پردیش، راجستھان، اور اتر پردیش میں بالترتیب 55.64، 54.31 اور 45.33 کلوگرام ہیکٹر اوسط پیداوار ہوئی جب کہ پچھلے سال یہ بالترتیب 41.59، 43.34 اور 44.14 کلوگرام ہیکٹر تھی۔

سرکاری افیون اور الکلائیڈ کے کارخانے:

کھیتوں سے افیون کی وصولیابی، اسے ذخیرہ کرنا، اس کی تحویل، برآمد کے مقاصد سے اسے خشک کرنا اور برآمد سے متعلق دیگر کارروائیاں حکومت کے افیون اور الکلائیڈ کارخانوں کے اہم کام ہیں جو نیمچ اور غازی پور میں واقع ہیں۔ یہ دو کارخانے کثیر مقدار کی دوائیں تیار کرنے میں بھی مصروف ہیں مثلاً کوڈین فاسفیٹ، مارفین سلفیٹ، نارکوٹین بی پی، تھیبین پیپاورین، کافرین کلو رائیڈ وغیرہ برائے گھریلو استعمال۔ ان میں سے بعض دواؤں کے مرکبات ایسے کینسر کے مریضوں کے لئے لازمی ہیں جن کی

بیماری موت پر ختم ہونے کا امکان ہوتا ہے۔

اسمگلنگ مخالف کارروائی

2000-1999 کے دوران اسمگلنگ، ٹیکسوں کی چوری اور دیگر معاشی جرم کے خلاف سخت کارروائی جاری رہی۔ ملک کے سمندری ساحلوں، زمینی سرحدوں، بندرگاہوں و ہوائی اڈوں پر زوردار چوکسی رکھی گئی تا کہ اسمگلنگ کو روکا جا سکے اور اسمگلنگ کے سامانوں کو پکڑا جا سکے۔ اس کے علاوہ، غیر قانونی اشیا کی اسمگلنگ کو روکنے و پتہ لگانے کے ساتھ ساتھ کسٹم افسروں نے تجارتی دھوکا دھڑی کے معاملوں کا پتہ لگانے کے لئے بھی خصوصی کوششیں کیں۔ جیسے: بل بنانے میں ہیرا پھیری، غیر قانونی طریقے سے نفع کمانے کے لئے برآمد میں جعل سازی۔ ان کوششوں کے نتیجے کے طور پر 2000-1999 میں 609.99 کروڑ روپئے کی غیر قانونی چیزیں پکڑی گئیں۔ اور 714 کروڑ روپے کی چنگی کی چوری پکڑی گئی۔

بکری ٹیکس

بکری ٹیکس ریاستوں کی آمدنی کا سب سے اہم ذریعہ ہے۔ کسی ریاست کے اندر کسی اشیاء کی خرید وفروخت پر ٹیکس لگانا ریاستوں کا کام ہے۔ گرچہ مرکزی بکری ٹیکس ایکٹ 1956 ایک مرکزی قانون ہے اس کے نظم ونسق کا کام ریاستی حکومتوں کو سونپ دیا گیا ہے جو اس ایکٹ کے تحت اشیاء کی بین ریاستی بکری پر ٹیکس وصول کرتی ہیں۔ اور اس کی وصولی کو اپنے پاس رکھتی ہیں۔ 2000-1999 کے دوران ایک تخمینے کے مطابق کل 4,328.19 کروڑ روپئے بکری ٹیکس کے طور پر وصول کئے گئے۔ 2000-1999 سال کے دوران چینی، تمباکو، اور کپڑوں پر ایک تخمینے کے مطابق 4,382.19 کروڑ روپئے بکری ٹیکس کی شکل میں وصول کئے گئے۔ 16 نومبر 1999 کو بھی ریاستوں کے وزرائے اعلی اور مالی امور کے وزیروں کی میٹنگ بلائی گئی۔ اس میں متفقہ طور پر فیصلہ کیا گیا کہ بھی ریاستیں یکساں سیلز ٹیکس لاگو کریں اور سیلز ٹیکس پر مبنی ترغیبات کو پہلی جنوری 2000 تک ختم کردیں۔ ملک بھر میں متحدہ ویلوایڈڈ ٹیکس سسٹم (VAI) کے نفوذ پر بھی اتفاق ہوا۔ مرکزی سیلز ٹیکس کو معقول بنانے پر بھی مباحثہ ہوا۔ سیلز ٹیکس کی شرح میں غیر یکسانیت کی وجہ سے ریاستوں کو ہونے والے ریونیو کے نقصان سے اس میں بچانے کی کوشش کی گئی اور بالواسطہ ٹیکس کے ڈھانچے معقول اور دیگر نظام میں بھی بدلنے کی پہل کی گئی۔

کارپوریٹ سیکٹر

کمپنیز ایکٹ

ہندوستان میں پہلا کمپنی ایکٹ 1850 میں بنایا گیا تھا جو جوائنٹ اسٹاک کمپنیوں کے رجسٹریشن کے متعلق تھا۔ اس کے بعد ہندوستانی کمپنی ایکٹ، 1866 (1866 کا 10) کمپنی ایکٹ، 1882 (1882 کا 6) ہندوستانی کمپنی ایکٹ 1913 (1913 کا 7) لاگو کیا گیا۔

کمپنی ایکٹ، 1956 ایک مرکزی ایکٹ ہے جو اس وقت لاگو ہے کمپنی قانون میں سدھاروں کے مشورے کے لئے جناب سی ایچ بھابھا کی صدارت میں تشکیل ایک کمیٹی کی سفارشوں کے مطابق بنایا گیا۔ اس ایکٹ کے لاگو ہونے سے پیشتر کمپنی قانون کا انتظام ریاستی حکومتوں کی ذمہ داری تھی۔ کمپنی ایکٹ، 1956 میں مرکزی حکومت (کمپنی معاملات کے ڈیپارٹمنٹ میں) کو کمپنی معاملات کو مانیٹر کرنے منضبط کرنے اور قابو کرنے کے کئی اختیارات فراہم کئے گئے ہیں کمپنیوں کو خاص طور سے کمپنیوں

کے رجسٹرار سے متعلق دفاتر سے واسطہ پڑتا ہے۔ (یہ تقریباً ہر ریاست میں ہیں) چار علاقوں میں علاقائی سطح پر علاقائی ڈائریکٹروں کے دفاتر ہیں، جنہیں مرکزی حکومت نے کچھ اختیارات سونپ دیئے ہیں اس ایکٹ کے تحت ایک نیم عدالتی تنظیم کمپنی لابورڈ (C.L.B.) بنایا گیا ہے اور اس کو ایکٹ کے تحت کچھ معاملوں پر عدالتی حکم دینے کے اختیارات سونپے گئے ہیں۔ کمپنیوں کو بند کرنے یا تحلیص کرنے کا کام ہر ہائی کورٹ سے منسلک سرکاری تحلیص کار دیکھتے ہیں۔

گزشتہ چالیس برسوں میں کمپنی ایکٹ، 1956 میں 17 دفعہ ترمیم کی گئی ہے ان میں سے ، 1969، 1974، 1977، 1988، 1996 اور 1999 میں کی گئی ترامیم کی خاص اہمیت ہے۔ گودام ایکٹ، 1996 (1996 کا 22) کے ذریعہ بھی کچھ ترامیم لاگو کی گئی ہیں اس میں سب سے نئی ترمیم کمپنی (ترمیم) ایکٹ، 1999 (1999 کا 21) کے ذریعہ کی گئی اس ترمیم کے ذریعہ کی گئی ترامیم ہیں۔ (a) انفرا اسٹکچر ڈیولپمنٹ فائنس کمپنی لمیٹڈ کو ایک عوامی مالیاتی ادارے کے طور پر تسلیم کیا گیا۔ (b) کمپنیوں کو اپنی ہی سیکورٹیز (شیئرو) کو بازار سے واپس خریدنے کی اجازت دی گئی۔ (c) کمپنیوں کو ملازمین کے لئے سویٹ اکویٹی جاری کرنے کی اجازت دی گئی، اس کے تحت ایسے ملازمین کو رعائتی دام پر یا نقدی چھوڑ کسی دیگر وجوہات سے شیئر الاٹ کئے جاسکتے ہیں جو کمپنی کو تکنیکی معلومات فراہم کراتے ہیں یا اپنی انٹلکچویل پراپرٹی حقوق کو کمپنی کو فراہم کراتے ہیں یا ویلیو اڈیشن میں خاص تعاون کرتے ہیں۔ (d) شیئروں رڈبنچروں سڈپازڈ ہولڈروں کو اپنے وارثوں کو نامزد کرنے کی سہولت دی گئی۔ (e) ایک سرمایہ کار اور تحفظاتی فنڈ قائم کرنے کا اعلان (f) کمپنیوں کے حساب کتاب کو معیاری شکل فراہم کرنے کے لئے ایک قومی مشاورتی کمیٹی تشکیل کی جائیگی اور (g) کمپنیوں کو انٹر کارپوریٹ انوسٹمنٹ رلینڈنگ پروپوزل کے لئے مرکزی حکومت کی منظوری لینے کی رسمیات سے چھوٹ دینے اور سرمایہ لگانے پر پابندی لگادی جاتی ہے۔

مرکزی حکومت کو یہ اختیار ہے کہ بند ہونے والی کمپنیوں کے معاملوں میں مزدوروں کے یا ملازموں کی تنخواہ کے بقایا کے دعووں کی حد مقرر کرسکتی ہے۔ حکومت نے ایک اعلان جاری کرکے یہ حد 20,000 روپے مقرر کردی ہے۔ پہلے یہ حد 1000 روپے تھی کمپنیوں کو یہ اجازت دے گئی ہے کہ وہ کمپنیوں کے رجسٹرار کے دفاتر میں اپنے دستاویز کی فلاپی رڈسکٹیس وغیرہ کی شکل میں جمع کرسکتی ہیں۔

گزشتہ کچھ برسوں سے اس بات کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ جدید عہد میں کارپوریٹ سیکٹر کی ضرورتوں اصل کاروں (Investors) کی تمناؤں، عالمگیر سطح کی معیشت وسیع خیالی وغیرہ کو دیکھتے ہوئے کمپنی ایکٹ پوری طرح نئے سرے سے لکھا جانا چاہئے۔ اس مقصد کے لئے حکومت نے اگست 1996 میں ایک جماعت عاملہ تشکیل دی جس نے کئی تبدیلیوں کی سفارش کی ہے اور کمپنی بل 1997 کا ایک مسودہ بھی تیار کیا ہے۔ مرکزی حکومت نے بل کے متعلق سبھی منسلک لوگوں سے صلاح اور مشورہ مانگا کمپنی ایکٹ، 1956 کو پھر سے تدوین کرنے سے پہلے بھی مشوروں پر غور کیا گیا اور پھر سرکاری بل کو آخری شکل دی گئی۔

یہ بل 14 اگست 1997 کو راجیہ سبھا میں پیش کیا گیا۔ اس بل میں مخصوص موضوعات سے متعلق کچھ موضوعات کی پھر سے درجہ بندی کردی گئی ہے اور کچھ غیر ضروری شرائط کو ختم کردیا گیا ہے اس بل میں ایکٹ کی موجودہ خامیوں کو دور کرنے کا اہتمام ہے اور ایکٹ کے بہتر نظم کے لئے اس کے موجودہ نظام کو منطقی بنایا گیا ہے۔ یہ بل فی الحال امور داخلہ کی سینڈنگ کمیٹی کو غور وخوض اور پارلیمنٹ کو مطلع کرنے کے لئے سپرد کیا گیا ہے۔

لیکن اور بہتر کارپوریٹ انتظامیہ اور سرمایہ کاروں کے تحفظات کے لئے کمپنی قانون 1956 میں ایک اور ترمیمی بل (کمپنی کا دوسرا ترمیمی بل 1999) لوک سبھا میں 23 دسمبر 1999 کو پیش کیا گیا اس کی اہم خصوصیات اس طرح ہیں۔ (1) نجی کمپنیوں کے

لئے اداشدہ کم از کم سرمایہ ایک لاکھ روپے اور پبلک لمٹیڈ کمپنی کے لئے یہ حد 5 لاکھ روپے کردی گئی۔ (2) شیئر ہولڈروں کو ڈیونڈر عارضی ڈیویڈنڈ ادا کرنے کی مدت 42 دن سے گھٹا کر 30 دن کی گئی (3) پبلک ایشو اور تبالہ کے معاملے میں SEBI کو پورا اختیار دیا گیا ہے کہ وہ کوتاہی و غفلت کرنے والی کمپنیوں اور ان کے سرمایہ کاروں کے خلاف قانونی کارروائی کرسکیں (4) بہتر کارپوریٹ انتظامیہ کے لئے مندرج پبلک کمپنیوں کے لئے جن کا اداشدہ سرمایہ 5 کروڑ یا زیادہ ہو بورڈ آف ڈائرکٹر کی آڈٹ کمیٹی قائم کریں (5) دس لاکھ یا اس سے زیادہ سرمایہ والی کمپنیوں کو کل وقتی کمپنی سکریٹری رکھنا ضروری ہوگا (6) 50 سے زیادہ اشخاص کو شیئر یا ڈبینچر جاری کرنے کے کسی بھی تجویز کو اب پبلک ایشو مانا جائے گا۔ اس کے لئے پبلک مالی اداروں اور غیر بنکنگ مالی کمپنیوں میں مناسب ترمیم کی جائے گی۔ (7) بہتر کارپوریٹ انتظامیہ کے لئے حکومت کے ذریعہ نوٹیفائڈ تاریخ سے صرف اہم معاملوں میں ڈاک ووٹ سے رائے دینے کی اجازت ہوگی (8) گورنمنٹ کمپنیوں کے معاملے میں کنٹرولر اینڈ آڈیٹر جنرل کو آڈیٹروں کی تقرری کا اختیار سونپا اور ایسی کمپنیوں کے شیئر ہولڈروں کے لئے اپنی سالانہ میٹنگ میں منافع طے کرنا۔ اور ایسی کمپنیوں کے ڈائرکٹروں کو جنہوں نے سالانہ حساب کتاب یا سالانہ ریٹرن لگاتار 3 سال تک نہ داخل کیا ہو، محروم کرنا (دیگر پبلک کمپنیوں میں 5 سال کے لئے ڈائرکٹر بنتے ہے)(10) ایک ہی وقت میں کوئی 15 کمپنیوں سے زیادہ ڈائرکٹر کا عہدہ نہیں لے سکتا (11) اس ایکٹ کے تعزیروں قوانین کے تحت خلاف ورزی کرنے والوں پر اضافی جرمانہ (12) انتظامی ایجنٹ، سکریٹریوں اور ٹریژرس کے نظام کے خاتمے کے بعد بیکار ہوئے انتظامی ایجنٹوں، سکریٹریوں اور ٹریژرس سے متعلق پروویژن کا خاتمہ (13) کمپنی کا شیئر ہولڈر کی آڈیٹر کے طور پر تقرری جائز نہیں ہوگی (14) پرائیویٹ لمٹیڈ کمپنیاں متعدد کمپنیوں میں جس کو آڈیٹر آوٹ کرسکتا ہے کہ حساب کتاب سے مستثنی ہوں گی۔ (15) کمپنی کے چھوٹے جمع کاروں کے مفاد کے تحفظ کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔

یہ بل وزارت برائے داخلی امور کی اسٹینڈنگ کمیٹی کے پاس غور وخوض کے لئے بھیج دیا گیا ہے۔

کام کررہی کمپنیاں

کمپنی ایکٹ، 1956 کے مطابق کارپوریٹ اور 31 مارچ 2000 کو کام کررہی سرکاری اور نجی دونوں طرح کی جائنٹ اسٹاک کمپنیوں کی تعداد 5.45.707 تھی۔ ان میں سے 5,42,434 محدود شیئروں والی کمپنیاں تھیں۔ 429 غیر محدود ذمہ داری والی اور 2.824 گارنٹی سے محدود یا منافع نہ کمانے کے لئے ایسوسی ایشن تھیں۔ ملک میں محدود ذمہ داری والی (لمیٹیڈ شیئر) 5.42.434 کمپنیوں کی تخمیناً منظور پونجی 2,96,071.46 کروڑ روپے تھی۔ ان میں 73,862 پبلک لمیٹڈ کمپنیاں اور 4.68.572 لمیٹڈ کمپنیاں شامل تھیں۔ جن کی تخمیناً منظور پونجی بالترتیب 2,01,057.13 کروڑ روپے اور 95,014.33 کروڑ روپے تھی۔ فہرست 13.6 کمپنیوں کی تعداد اور ان کی منظور پونجی (سرکاری اور نجی دونوں ملاکر) کو ظاہر کرتی ہے۔

نئے رجسٹریشن

2000-1999 سال کے دوران کمپنی ایکٹ کے تحت 31,289 کمپنیاں رجسٹرڈ کی گئیں ان میں 28 سرکاری کمپنیاں اور شیئروں کے ذریعہ محدود ذمہ داری والی 34,261 نجی کمپنیاں، 22 غیر محدود ذمہ داری والی کمپنیاں اور 97 کمپنیاں گارنٹی کے ذریعہ محدود ذمہ داری والی اور منافع نہ کمانے کے لئے انجمن تھیں۔ اس مدت کے دوران رجسٹرڈ 31,289 شیروں سے محدود ذمہ داری والی کمپنیوں میں سے 2,453 عوامی لمیٹڈ کمپنیاں تھیں۔ ان کا کل منظور سرمایہ 14,692.09 کروڑ روپے تھا، جبکہ 28,836 نجی لمیٹڈ کمپنیاں تھیں اور ان کا کل منظور سرمایہ 7,019.49 کروڑ روپے تھا۔

بند کمپنیوں کی تعداد

1999-2000 سال (اپریل - مارچ) کے دوران 720 کمپنیوں کی تحلیل ہوئی یا وہ دوسری وجوہات کی بنا پر بے کار ہوگئیں یا انہوں نے کام بند کردیا اور کمپنی ایکٹ 1956 کی دفعہ 560 (5) کے تحت ان کا رجسٹریشن منسوخ کردیا گیا۔ ان میں 121 سرکاری لمیٹڈ اور 599 نجی لمیٹڈ کمپنیاں تھیں۔

اصل اجرائی

1998-99 سال کے دوران 5 نجی، غیر مالیاتی پبلک لمیٹڈ کمپنیوں نے کمپنی ایکٹ کی دفعہ 60 کے تحت پراسپکٹس کمپنیوں کے رجسٹرار کو رجسٹریشن کے لئے بھیجیں ان کے تحت عوام سے 43.67 کروڑ روپے جمع کرنے کی تجویز تھی ان میں سے 33.36 کروڑ روپے کے شیئر عوام کو پیش کئے گئے تھے جبکہ باقی 10.31 کروڑ روپے فروغ کاروں، ڈائرکٹروں اور دوسرے لوگوں کو تفویض کے لئے مخصوص کئے گئے تھے عوام کے لئے جاری 32.1 فی صد رقم کو خود لگانے کی ذمہ داری لی گئی تھی۔

سال 1999-2000 کے دوران غیر سرکاری، غیر مالیاتی پبلک لمیٹڈ کمپنیوں نے کوائف کی کاپیاں کمپنیوں کے رجسٹرڈ کو بھیجیں جنہیں عوام سے 1,885.02 کروڑ روپے جمع کرنے کی تجویز تھی۔

جدول 13.6 کام کر رہی کمپنیاں

میعاد	شیئروں کے ذریعے: پبلک لمیٹڈ: نمبر	پبلک لمیٹڈ: اداشدہ پونجی (کروڑ روپے میں)	پرائیویٹ لمیٹڈ: نمبر	پرائیویٹ لمیٹڈ: اداشدہ پونجی (کروڑ روپے میں)	غیر محدود دینداری والی کمپنیاں (تعداد)	گارنٹی کے ذریعہ لمیٹڈ کمپنیاں اور ایسے ادارے جو فائدے کے لئے نہیں ہے (تعداد)
31 مارچ 1999[1]	71,033	1,83,998.23	4,40,957	83,689.20	427	2,727
31 مارچ 2000[1]	73,862	2,01,057.13	4,68,572	95,014.33	449	2.824

[1] عارضی

14۔ منصوبہ بندی

ہندوستان کی منصوبہ بندی کے ہدف اور سماجی مقاصد کی بنیاد ہمارے آئین میں بیان ریاستی پالیسی کے اصول ہیں ہماری معیشت میں عوامی اور نجی سیکٹروں کو ایک دوسرے کا تکمیلی جز سمجھا جاتا ہے۔ نجی سیکٹر میں منظم صنعتوں کے علاوہ چھوٹے پیمانے کی صنعت زراعت تجارت تعمیر مکان تعمیر اور دوسری چیزیں آتی ہیں۔ قومی ترقی کے لئے انفرادی کوشش اور نجی پہل کے ساتھ ساتھ مناسب تعاون بھی ضروری ہے۔ پہلے اقتصادی بنیاد اور بھاری صنعتوں میں بہت زیادہ اصل کاری کے ذریعہ عوامی سیکٹر کے فروغ کا بندوبست کیا گیا، لیکن اب یہ سوچا جارہا ہے کہ منصوبہ بندی زیادہ سے زیادہ دلائلی نوعیت کی ہو۔ وزیراعظم اٹل بہاری باجپئی پلاننگ کمیشن کے چیئرمین اور کے سی پنت پلاننگ کمیشن کے نائب چیئرمین ہیں۔ کمیشن کے ممبروں میں وزیر خارجہ جسونت سنگھ، وزیر مالیات یشونت سنہا، پلاننگ، شماریات و پروگرام نفاذ و انتظامی اصلاح کے وزیر مملکت اردن شوری، مونٹیک سنگھ اہلو والیا، ڈاکٹر ایس۔ پی گپتا، ڈاکٹر ڈی این تیواری، سوم پال اور ڈاکٹر کے وینکٹ سبرانیم ہیں۔

پہلا منصوبہ

1951 میں کافی مقدار میں اناج کی درآمد اور معیشت پر افراط زر کے دباؤ کو ذہن میں رکھتے ہوئے پہلے منصوبے میں (56-1951) زراعت سمیت آبپاشی اور بجلی پراجکٹوں کو ترجیح دی گئی۔ عوامی سیکٹر میں خرچ کے لئے مقررہ 2069 کروڑ روپئے (بعد میں اسے بڑھا کر 2378 کروڑ روپئے کردیا گیا) کا تقریباً 44.6 فیصد ان کاموں کے لئے رکھا گیا پہلے منصوبے میں اصل کاری کی شرح قومی آمدنی کے پانچ فیصد سے بڑھا کر تقریباً سات فیصد کرنے کا ہدف بھی رکھا گیا

دوسرا منصوبہ

دوسرے پانچ سالہ منصوبے (57-1956 سے 61-1996) میں ترقی کے ایک ایسے ڈھانچے کو بڑھاوا دینے کی کوشش کی گئی جس سے ملک میں اشتراکی طرز کے سماج کی تعمیر ہو سکے۔ دوسرے منصوبے کے اہم مقاصد تھے (1) قومی آمدنی میں 25 فیصد کا اضافہ (2) بنیادی اور بھارتی صنعتوں کی ترقی پر خاص زور دیتے ہوئے تیز صنعت کاری (3) روزگار کے مواقع کی تیزی سے توسیع اور (4) آمدنی اور ملکیت میں غیر مساوات کو کم کرنا اور اقتصادی اختیارات کی برابر تقسیم۔ دوسرے منصوبے کا ایک اور مقصد اصل کاری کی شرح کو تقریباً سات فیصد سے بڑھا کر 61-1960 تک 11 فیصد کرنا تھا۔ اس میں صنعت کاری پر خاص زور دیا گیا جس کے تحت لوہا اور فولاد نائٹروجن والی کھادوں سمیت بھاری کیمیکل کی پیداوار بڑھانے اور مشین بنانے والی صنعتوں کی ترقی کو بڑھاوا دینے پر زور دیا گیا تھا۔

تیسرا منصوبہ

تیسرے منصوبے (62-1961 سے 66-1965) کا مقصد خود کفیل ترقی کی سمت میں اہم پیش رفت کرنا تھا اس کے فوری مقاصد تھے: (1) قومی آمدنی میں پانچ فیصد سالانہ سے زیادہ کا اضافہ کرنا اور اصل کاری کا ایسا انتظام کرنا کہ جس سے آنے والے

منصوبے کے عرصے میں بھی یہ اضافی شرح برقرار رہے۔(2) اناج کی پیداوار میں خودکفیل اور صنعت و برآمد کی ضرورت پوری کرنے کے لئے زرعی پیداوار بڑھانا۔(3) فولاد، کیمیکل، ایندھن اور بجلی جیسی بنیادی صنعتوں کا فروغ اور مشین بنانے کی صلاحیت کو ترقی دینا تاکہ تقریباً دس سال کے عرصے میں ملک کے اپنے وسائل سے صنعت کاری کی مقاصد کو پورا کیا جاسکے۔ (4) انسانی وسائل کا پورا پورا استعمال کرنا اور روزگار کے مواقع میں ٹھوس اضافے کو یقینی بنانا۔(5) یکساں مواقع کا بالترتیب فروغ، آمدنی اور جائداد کی غیر یکسانیت کو کم کرنا اور معاشی حقوق کی برابر تقسیم کرنا، تیسرے منصوبے کا ہدف قومی آمدنی میں تقریباً 30 فیصد کا اضافہ کرنا اور 61-1960 میں 145000 کروڑ روپے سے بڑھا کر 66-19965 میں تقریباً 19000 کروڑ روپے (61-1960) کی قیمتوں کی بنیاد پر کرنا تھا۔ اس طرح فی کس آمدنی میں اسی عرصہ میں 17 فیصد کا اضافہ کر کے اسے 350 روپے سے بڑھا کر 385 روپے کرنے کا ہدف تھا۔

سالانہ منصوبے

1965 میں ہندوپاک جنگ سے پیدا صورت حال، دوسال تک مسلسل زبردست قحط، کرنسی کم قدری قیمتوں میں عام اضافہ وسائل میں گراوٹ جیسے اسباب سے چوتھے منصوبے کو آخری شکل دینے میں تاخیر ہوئی۔ اس لئے اس کی جگہ 1966 سے 1969 کی مدت کے دوران چوتھے منصوبے کے طرز کے تحت تین سالہ منصوبے بنائے گئے۔

چوتھا منصوبہ

چوتھے منصوبے کا ہدف ترقی کی رفتار کو تیز کرنا اور غیر ملکی امداد کے غیر یقینی اثرات کو کم کرنا تھا۔ ان میں مساوات اور سماجی انصاف کو فروغ دینے کے پروگراموں کے ذریعہ زندگی کے معیار کو بہتر بنانے کی کوشش کی گئی۔ چوتھے منصوبے میں کمزور اور غریب طبقہ کے لوگوں کی حالت کو بہتر بنانے، خاص طور سے ان کی تعلیم اور روزگار کے اہتمام کرنے پر زور دیا گیا۔ دولت، آمدنی اور اقتصادی قوت کی مرکزیت کو روکنے اور ان کی برابر تقسیم کی سمت میں بھی کوششیں کی گئیں۔ منصوبے میں خالص گھریلو پیداوار (69-1968 کی پیداوار لاگت کی بنیاد پر) میں اضافہ کرنے اور اسے 70-1969 میں 29071 کروڑ روپے سے بڑھا کر 74-1973 میں 38306 کروڑ روپے کرنے کا ہدف تھا۔ افزائش کی سالانہ اوسط مرکب شرح 5.7 فیصد مقرر کی گئی تھی۔

پانچواں منصوبہ

پانچویں منصوبے (79-1974) کو بناتے وقت افراط زر کا بہت زیادہ دباؤ تھا۔ اس منصوبے کا خاص مقصد خودکفیلی حاصل کرنا تھا اور غریبی کی سطح سے نیچے زندگی بسر کرنے والوں کی کھپت کے معیار میں سدھار کرنا تھا۔ پانچویں منصوبے میں افراط زر پر قابو اور اقتصادی حالات میں بہتری کی تدابیر میں استحکام لانے کو ترجیح دی گئی۔ اس میں قومی آمدنی میں 5.5 فیصد سالانہ شرح کے اضافے کا ہدف رکھا گیا تھا۔ پانچویں منصوبے کے عرصے میں چار سالانہ منصوبوں کو اس دوران پورا کیا گیا۔ بعد میں فیصلہ کیا گیا کہ پانچویں مصنوبے کو (79-1978) کے سالانہ منصوبے کے ساتھ مکمل کردیا جائے اور نئی ترجیحات اور نئے منصوبوں کو لے کر آنے والے پانچ برسوں کے لئے نئے منصوبے کا کام شروع کیا جائے۔

چھٹا منصوبہ

غریبی دور کرنا چھٹے منصوبے (85-1980) کا اہم ہدف تھا۔ منصوبے کی حکمت عملی بنیادی طور پر یہ تھی کہ زراعت اور صنعت دونوں کے بنیادی ڈھانچے کو ایک ساتھ مضبوط کیا جائے۔ چھٹے منصوبے میں ایک دوسرے سے متعلق دشواریوں کو سلجھانے کے

لئے الگ الگ غور کرنے کے بجائے ان پر منظم طریقے سے غور کرنے کا طریقہ اپنایا گیا۔ اس طرح سے انتظامی کارکردگی کو بڑھانے، سبھی سیکٹروں کی حرکتوں پر کڑی نظر رکھنے، مقامی سطح پر ترقی کے خاص منصوبے بنانے کے عمل میں لوگوں کو سرگرم طور سے شامل کرنے اور منصوبوں کو تیزی سے اور موثر طریقے سے لاگو کرنے پر زور دیا گیا۔

چھٹے منصوبے کا حقیقی خرچ 1,09,291.7 کروڑ روپے (رواں قیمت پر) رہا۔ جب کہ عوامی سیکٹر کے لئے کل 97500 کروڑ روپے کے خرچ (80-1978 کی قیمتوں پر) کا بندوبست کیا گیا تھا۔ اس طرح 12 فیصد کا اضافہ ہوا۔ چھٹے منصوبے میں اوسط سالانہ شرح 5.2 فیصد رہی جو اس عرصے کی مقررہ ترقی کی شرح تھی۔

ساتواں منصوبہ

ساتواں منصوبہ (90-1985) میں افزائش، جدید کاری خود کفیلی اور سماجی انصاف جیسے منصوبہ بندی کے بنیادی اصولوں کا احترام کرتے ہوئے اناج کی پیداوار، روزگار اور پیداواری بڑھانے کے پروگراموں پر زیادہ زور دیا گیا۔ موافق موسم، دوسرے خاص پروگراموں پر عمل اور حکومت و کسانوں کی انتھک کوششوں کی وجہ سے ساتویں منصوبے کے دوران اناج کی پیداوار 68-1967 سے 89-1988 کے طویل عرصے میں پیداوار کی شرح 2.68 فیصد اور حال ہی میں 90 کی دہائی کی پیداوار کی شرح 2.55 کے مقابلے میں 3.23 فیصد بڑھی۔ بے روزگاری اور غریبی کو کم کرنے کے حال کے منصوبوں کے علاوہ "جواہر روزگار یوجنا" جیسے مخصوص پروگرام بھی شروع کئے گئے ہیں۔ اس سمت میں چھوٹی صنعتوں اور اناج پروسسنگ صنعتوں کی اہمیت کو بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ ساتویں منصوبے میں کل خرچ 2,18,729.62 کروڑ روپے (رواں قیمت کی بنیاد پر) رہا جب کہ عوامی سیکٹر کا کل خرچ 1,80,000 کروڑ روپے تھا۔ اس طرح 21.52 فی صد کا اضافہ ہوا۔ اس مدت میں کل گھریلو پیداوار کی سالانہ اوسط شرح 5.6 فیصد رہی جو نشانے سے 0.6 فیصد زیادہ تھی۔

سالانہ منصوبے

مرکز میں تیزی سے بدلتی سیاسی صورت حال کے پیش نظر آٹھویں پانچ سالہ منصوبے کو (95-1990) عملی جامہ نہیں پہنایا جاسکا۔ اس دوران جون 1991 میں برسر اقتدار نئی حکومت نے فیصلہ کیا کہ آٹھویں منصوبے کو پہلی اپریل سے نافذ کیا جائے اور (91-1990) اور (92-1991) کو الگ الگ سالانہ منصوبہ تسلیم کیا جائے۔ آٹھویں منصوبے کو نظر میں رکھتے ہوئے تیار کئے گئے ان سالانہ منصوبوں پر خاص زور روزگار کے زیادہ مواقع اور سماجی تبدیلی پر دیا گیا تھا۔

آٹھواں منصوبہ

آٹھویں پانچ سالہ منصوبے (97-1992) میں توازن ادائیگی اور افراط زر کی بگڑتی ہوئی حالت کی وجہ سے ساختی مطابقت پالیسی اور وسیع استحکام پالیسیوں کو شروع کرنے کے فوراً بعد نافذ کیا گیا۔ ان مختلف ساختی مطابقت پالیسیوں کو رفتہ رفتہ لاگو کیا تاکہ معیشت کو اور زیادہ ترقی کی سمت میں لے جایا جاسکے اور توازن ادائیگی اور افراط زر کی شکل کو مستقبل میں روکنے کے لئے معیشت کو مضبوط بنایا جاسکے۔ آٹھویں منصوبے میں ان اصلاحات کی وجہ سے پالیسی سے متعلق تبدیلیوں کو ذہن میں رکھا گیا۔ آٹھویں منصوبے میں سالانہ شرح افزائش 5.6 فیصد اور اوسط صنعتی شرح افزائش کا تقریباً 7.5 فیصد کا نشانہ ہے۔ یہ افزائش کے نشانے اضافی قیمت کے استحکام اور ملک کے توازن ادائیگی میں سدھار کے ساتھ ساتھ حاصل کئے جانے تھے۔

آٹھویں پانچ سالہ منصوبے کے دوران اقتصادی کارکردگی کی کچھ نمایاں باتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

(الف) تیز اقتصادی ترقی، (ب) مصنوعاتی سیکٹر زراعت واس سے متعلق سیکٹر کی تیزی سے نمو (ج) برآمد اور درآمد میں اہم شرح افزائش، تجارت اور چالو کھاتہ گھاٹے میں سدھار اور مرکزی حکومت کے مالی گھاٹے میں اہم کمی۔

حالانکہ عوامی سیکٹروں اور مختلف محکموں کے ذریعہ اندرونی اور اضافی بجٹ کے وسائل کی ناکافی فراہمی کی وجہ سے مرکزی سیکٹر میں خرچ میں کمی دیکھنے کو ملی ہے۔ ریاستی سیکٹر میں یہ کمی بگڑتے ہوئے رواں محاصل کے توازن کی وجہ سے مناسب وسائل کی فراہمی نہ کرنے، ریاستی بجلی بورڈوں، نقل وحمل کارپوریشنوں، گھاٹے کا ابتدائی کھاتہ، اور چھوٹی بچت کی وصولی میں کمی کی وجہ سے ہے۔ پورے آٹھویں منصوبے کے دوران (عوامی اخراجات کو شامل کر کے) رواں قیمتوں کے مطابق 4,95,669 کروڑ روپئے خرچ آیا جب کہ (92-1991 کی قیمتوں کو لے کر) پبلک سیکٹر کے لئے 4,34,100 کروڑ روپے کا تخمینہ لگایا تھا، جس کے نتیجے کے طور پر معمولی 14.2 فی صد کا اضافہ درج کیا گیا۔ آٹھویں منصوبے کے آخری چار سالوں میں GDP 7.2 فی صدی اوسط سالانہ اضافہ ہوا جب کہ ہدف 5.6 فی صد تھا۔

نواں منصوبہ

نویں پنچ سالہ منصوبے سے تیاری کاموں کا نتیجہ نظریاتی پرچے کو آخری شکل دینے کے ساتھ ہوئی جسے نیشنل ڈیولپمنٹ کونسل نے متفقہ طور پر منظوری وغیرہ، نویں پنچ سالہ منصوبہ (2002-1997) ہندوستان کی آزادی کی 50 ویں سالگرہ کے موقع پر شروع کی گئی۔ منصوبے کو تیار کرنے کے 123 اسٹرینگ کمیٹیاں اور 16 ورکنگ گروپ کی تشکیل کی گئی۔

نظریاتی پرچے کی اہم خاصیت اس طرح ہیں: (1) نویں پنچ سالہ منصوبے کے دوران GDP میں سالانہ اضافہ 7 فی صد کی شرح پر حاصل کرنے کا ہدف رکھا جائے (2) چنندہ ''سات بنیادی کم سے کم خدمات'' (BMS) پر زور دینے کے لئے ان خدمات کے لئے اضافی مرکزی امداد مہیا کرانا تاکہ مرحلہ وار طریقے سے ساری آبادی کی بنیادی کم از کم خدمات مہیا کی جاسکیں۔ ان خدمات میں صاف پینے کے پانی کی فراہمی، پرائمری صحت خدمات کی آسانیاں فراہم کرنا، سب کے لئے ابتدائی تعلیم کا اہتمام، بے گھر غریب خاندانوں کو سرکاری تعمیر مکان امداد بچوں کو تغذیاتی امداد، سبھی گاؤں اور بستیوں کو سڑک سے جوڑنا، اور غریب کو دھیان میں رکھ کر پبلک ڈسٹری بیوشن سسٹم کو مضبوط بنانا شامل ہے۔ (3) مضبوط مالیاتی پالیسی کو اپناتے ہوئے مرکز، ریاستوں اور پبلک سیکٹر کے کاروباری اداروں کے بشمول حکومت کے مالیاتی گھاٹے میں تیزی سے کمی لانے پر دھیان مرکوز کرنا اور اسکے لئے مالی وصولیابی میں اصلاح اور غیر ضروری اخراجات پر کنٹرول، خصوصاً سبسڈی پر کنٹرول اور صارفین کے ذریعہ اجرت کی صولیابی اور (4) منصوبے کی لامرکزیت اور ریاستوں اور پنچایتی راج اداروں پر زیادہ انحصار کرتے ہوئے اسکا نفوذ۔

حکومت نے نویں پنچ سالہ منصوبے کے سودے کا تجزیہ کیا۔ تاکہ مندرجہ ذیل علاقوں میں وزیر اعظم کے خصوصی عمل منصوبے کو اس میں شامل کیا جاسکے: (1) 10 سال کے اندر اناج کی پیداوار دگنا کرنا اور ہندوستان فاقوں سے آزادی دلانا (ب) مادی اساسی ساخت میں تیز تر اصلاح کرنا (ج) قومی پانی کی پالیسی معاشرتی اساسی ڈھانچہ، دیہی تعمیر مکان، صحت دیکھ بھال خدمات، تعلیم، شہریوں کو پانی کی سپلائی اور صفائی دیہی پانی کی فراہمی اور صفائی اور (ہ) انفارمیشن ٹکنالوجی۔

قومی فروغ کونسل کے ذریعہ اپنی 48 ویں میٹنگ میں نویں پنچ سالہ منصوبے کے جن خاص مقاصد کو قبول کیا گیا، وہ اس طرح ہیں۔ (1) زیادہ سے زیادہ روزگار پیدا کرنے اور غریبی کے خاتمے کے مقصد سے زراعت اور دیہی ترقی کو ترجیح (2) قیمتوں میں استحکام کے ساتھ ساتھ معیشت کی ترقی کی شرح کو تیز کرنا، (3) سب کے لئے خاص طور سے سماج کے کمزور طبقوں کے لئے خوراک اور تغذیہ بخش کھانے کے تحفظ کو یقینی بنانا (4) محفوظ پینے کا پانی، صحت کی دیکھ بھال کی ابتدائی سہولیات سب کے لئے ابتدائی تعلیم (5) آبادی کی شرح نمو کو روکنا (6) ہر سطح پر عوام کی حصہ داری اور سماجی بیداری کے ذریعہ ترقی کے عمل کو ایسا بنانا جو

ماحولیات کے مطابق ہو۔ (7) عورتوں اور درج فہرست ذاتوں و درج فہرست قبیلوں اور دوسری پچھڑی ذاتوں و اقلیتوں سماجی سطح پر محروم طبقوں کی سماجی و اقتصادی تبدیلی اور ترقی کے لئے نمائندے کے طور پر سامنے آسکیں (8) پنچایتی اداروں کو آپریٹیوز اور خود کے وسائل پیدا کرنے والے گروپوں جیسے عوام کی شراکت والے اداروں کو آگے بڑھانا اور ترقی دینا، (9) خود کفیلی کی کوششوں کو مضبوط کرنا۔

نویں پنچ سالہ منصوبے کے نظریاتی پرچے میں حالانکہ 7 فی صد اضافہ کی شرح کا ہدف رکھا گیا تھا، لیکن اصل میں اسی منصوبے میں مجموعی گھریلو پیداوار (GDP) میں 6.5 فی صد اوسط سالانہ اضافہ کی شرح کا ہدف رکھا گیا ہے۔ منصوبے کے پہلے دو سالوں میں گھریلو اور بین الاقوامی حالات میں تبدیلی کو دیکھتے ہوئے ہدف میں کمی کرنا ضروری ہو گیا تھا۔ نویں پنچ سالہ منصوبے کے پہلے سال 98-1997 کے دوران ہندوستانی اقتصادی نظام میں ترقیاتی شرح کم ہو کر 5.1 فی صد پر پہونچ گئی تھی۔ منصوبے کے دوسرے سال، اقتصادی نظام میں تقریباً 6.8 فی صد ترقیاتی شرح درج ہوئی جب کہ سال 2000-1999 کے دوران اس کے 5.9 فی صد رہنے کی امید ہے۔

نویں پنچ سالہ منصوبے میں 4.3 فی صد کی در سے ترقی پذیر پونجی۔ پیداوار تناسب رہنے کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ اوسط گھریلو بچت اور سرمایہ کی شرح بالترتیب مجموعی گھریلو پیداوار کا 26.1 فی صد اور 28.2 فی صد رہیں گی۔ منصوبے میں 97-1996 کی قیمتوں کو بنیاد مان کر 2002-1999 کی مدت میں 2,171 ہزار کروڑ روپے کے سرمایہ کی تجاویز رکھی گئی ہے۔ جس کا زیادہ تر حصہ (92.6 فی صد جو کہ 2011 ہزار کروڑ روپے بنتا ہے) گھریلو وسائل سے مالی اعانت کی جاسکتی ہے۔ پبلک سیکٹر میں سرمایہ 726 ہزار کروڑ روپے ہوگا جو کل سرمایہ کا 33 فی صد ہوگا جب کہ آٹھویں پنچ سالہ منصوبے میں کل سرمایہ کی سطح 343 فی صد تک پہونچ گئی تھی۔ پبلک سیکٹر کا خرچ 8,59,200 کروڑ روپے کی تجویز رکھی گئی ہے۔ جس میں سے مرکزی منصوبہ اخراجات 4,89,361 کروڑ روپے ہے۔ اس میں خصوصی عمل منصوبوں کی اضافی ضرورتوں کے لئے کئے اہتمام کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ منصوبے کے لئے مرکزی بجٹ امداد 97-1996 کی قیمتوں پر 3,74,100 کروڑ روپے رکھنے کا ہدف مقرر ہے۔

کامیابیاں

جب سے ہندوستان ایک جمہوری ملک بنا ہے۔ (51-1950 سے 98-1997) گزشتہ 47 برسوں میں قومی آمدنی، خالص قومی پیداوار میں 6.6 گنا اضافہ ہوا ہے۔ یہ 40,454 کروڑ روپئے سے بڑھ کر 2,67,551 کروڑ روپئے تک پہنچ گیا ہے، یعنی سالانہ 4.1 فیصد کا اضافہ ہوا ہے۔ فی کس آمدنی میں 2.9 گنا اضافہ ہوا ہے۔ یہ 1,127 روپئے سے بڑھ کر 3,212 روپئے تک پہنچ گئی ہے۔ یعنی ہر سال کل 2.3 فیصد کی مرکب افزائش درج کی گئی ہے۔ کل گھریلو پیداوار میں 7.3 گنا کا اضافہ ہوا جو 42,871 کروڑ روپئے سے بڑھ کر 3,11,766 کروڑ روپئے ہوگئی یعنی 81-1980 کی قیمتوں کے مطابق کل مرکب افزائش کی شرح 4.3 فیصد رہی۔ مرکزی شماریاتی تنظیم کے پیشگی تخمینے کے مطابق، 99-1998 میں قومی آمدنی، فی کس آمدنی اور 99-1998 کی کل گھریلو پیداوار میں 98-1997، بالترتیب 5.7 فیصد، 4.0 فیصد اور 5.8 فیصد شرح افزائش ہونے کی امید ہے۔

ساتویں منصوبے (90-1985) کے پہلے تین برسوں کے دوران مسلسل خشک سالی کے باوجود اس منصوبے کی مدت کے دوران معیشت میں خاطر خواہ سدھار ہوا ہے۔ اس دوران، کل گھریلو پیداوار میں سالانہ 6 فیصد کی شرح سے اضافہ ہوا جب کہ ہدف پانچ فیصد کا رکھا گیا تھا۔ اضافے کی یہ شرح آٹھویں پانچ سالہ منصوبے (97-1992) کے دوران بھی جاری رہی، جب کہ یہ منصوبہ ایسے وقت میں شروع کیا گیا تھا۔ جب ملک معاشی مشکلات اور بقایا کی ادائیگی کے حالات سے برد آزما تھا۔ جون/

1991 میں معیشت کے معاملے میں وسیع خیالی اور ساختی مطابقت کی سمت میں پالیسیوں میں اہم اصلاحات کی گئیں اور ان تدابیر کے نتیجے بھی سامنے آئے ہیں۔

نویں منصوبے (2002-1997) میں ساری معاشی نظام کے لئے 6.5 فی صد سالانہ اوسط شرح افزائش کے بارے میں غور کیا گیا ہے۔ اس کے مقابلے نویں منصوبے کے پہلے تین سالوں کے دوران نیشنل اکاؤنٹس اسٹیٹکس کے مطابق عارضی تخمینہ (98-1997) تخمینہ 99-1998 اور پیشگی تخمینہ (2000-1999) بالترتیب 5 فی صد، 6.8 فی صد اور 5.9 فی شرح افزائش حاصل کی گئی۔

تھوک قیمت اشاریہ کی بنیاد پر ناپی جانے والی افراط زر کی سالانہ شرح 92-1991 کے آخیر میں 18.6 فیصد سے گھٹ کر 93-1992 کے آخیر میں 7 فیصد رہ گئی۔ گرچہ 94-1993 کے آخیر میں یہ بڑھ کر 10.8 فیصد اور 95-1994 کے آخیر میں 10.4 ہوگئی۔ لیکن گزشتہ 5 برسوں میں یہ اکائی کی سطح پر بنی رہی۔ نویں منصوبے میں قیمتوں میں استحکام کی معقول سطح حاصل کرنے کا ہدف رکھا گیا ہے۔ تھوک قیمت اشاریہ میں اتار چڑھاؤ کے مطابق ناپی جانے والی افراط زر کی اوسط شرح 98-1997 میں 4.8 فی صد 99-1998 میں 6.9 فی صد تھی جو کہ 2000-1999 کے پہلے 9 مہینوں کے دوران گھٹ کر تقریباً 3 فی صد رہ گئی۔

زراعت: کل گھریلو پیداوار میں زراعت اور اس سے متعلق کام کاج کا بڑا حصہ ہوتا ہے۔ یہ کل پیداوار کا تقریباً 27 فیصد ہوتا ہے اور اس سیکٹر میں کل افرادی قوت کے تقریباً 65 فیصد کو روزگار ملتا ہے۔ اور کل برآمدات میں بھی اس کا اشتراک 18.5 فی صد ہوتا ہے۔ انسداد غریبی پر زراعت میں اضافے کا سیدھا اثر پڑتا ہے۔ برآمد سے ہونے والی کل آمدنی میں زرعی اشیاء کا اچھا خاصہ حصہ ہوتا ہے۔ افراط زر کو روکنے، زرعی مزدوری کو بڑھانے اور روزگار کے مواقع پیدا کرنے میں بھی زراعت میں اضافے کا اہم کردار ہوتا ہے۔ آزادی کے بعد سے، خاص طور سے ساٹھ کی دہائی کے وسط سے، زراعت کے فروغ کے لئے اپنائی گئی پالیسی کے اچھے نتائج سامنے آئے ہیں۔ نئی ٹکنالوجی کے علاوہ، عوامی سیکٹر نے زرعی تحقیق اور تعلیم کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ ہندستانی کونسل برائے زرعی تحقیق (INDIAN COUNCIL OF AGRICULTURAL RESEARCH) اور ریاستوں کی زرعی یونیورسٹیوں کے تحت تحقیقی نظام کو فروغ دینے کے لئے بڑے پیمانے پر اصل کاری کی گئی۔ اس کے ساتھ ہی کسانوں کو نئی ٹکنالوجی کی جانکاری دینے کے لئے بہت ہی بہتر طریقے سے توسیعی کام شروع کیا گیا ہے۔ افزائش کے حساب سے آزادی سے پہلے کے وقفے کے مقابلے آزادی کے بعد کی مدت میں بہتر کام ہوا۔

آٹھویں منصوبے کی مدت میں، زرعی سیکٹر میں اوسطاً تقریباً 3.9 فیصد کی سالانہ شرح افزائش درج کی گئی۔ اناج کی پیداوار آٹھویں منصوبے کے بنیادی سال (92-1991) کے 16 کروڑ 84 لاکھ ٹن سے بڑھ کر 97-1996 میں تقریباً 19 کروڑ 40 لاکھ ٹن کی ریکارڈ سطح تک پہنچ گئی۔ نویں پنج سالہ منصوبے میں زرعی سیکٹر 45 فی صد کی سالانہ شرح افزائش درج کی گئی۔

نویں پانچ سالہ منصوبے میں زرعی سیکٹر میں 4.5 فی صد کا سالانہ ہدف رکھا گیا ہے اس ہدف کو حاصل کرنے کے لئے زرعی آب وہوا علاقائی منصوبہ کی بنیاد پر الگ الگ علاقوں کے لئے مختلف حکمت عملی کے نفوذ کی تجویز ہے۔ نویں پنج سالہ منصوبے میں 23.40 کروڑ ٹن اناج پیداوار کا ہدف رکھا گیا ہے۔ منصوبے کے تحت تین سالوں میں اناج کی پیداوار بالترتیب 192.26 کروڑ ٹن، 20.304 کروڑ ٹن اور 20.156 کروڑ ٹن رہا ہے۔

سال 2000-1999 کے دوران تلہن کی پیداوار 2.154 کروڑ ٹن ہونے کا اندازہ ہے۔ جس میں 99-1998 کے مقابلے تیزی سے گراوٹ آئی، جب یہ 25.21 کروڑ ٹن ہوا تھا۔ کپاس کی پیداوار میں گراوٹ آئی، جو پچھلے سال کی 12.18 کروڑ گانٹھوں سے گھٹ کر 10.54 کروڑ گانٹھیں رہ گئیں۔ اسی طرح گنے کی پیداوار بھی پچھلے سال 305 کروڑ ٹن سے گھٹ کر

292.64 کروڑ ٹن ہی رہ گئی۔

آبپاشی میں بڑے، اوسط اور چھوٹے منصوبوں کی صلاحیت 51-1950 میں دو کروڑ 26 لاکھ ہیکڑ سے بڑھ کر پہلے منصوبے کے آخیر میں دو کروڑ 62 لاکھ 60 ہزار، دوسرے منصوبے کے آخیر میں 2 کروڑ 90 لاکھ 80 ہزار، تیسرے منصوبے کے آخیر میں 3 کروڑ 35 لاکھ 70 ہزار اور 69-1966 میں 3 کروڑ 71 لاکھ ہیکڑ ہوگئی۔ 74-1969 کے آخیر میں آبپاشی کی صلاحیت 4 کروڑ 42 لاکھ ہیکڑ تک بڑھائی گئی۔ 80-1979 تک یہ 5 کروڑ 66 لاکھ 10 ہزار اور 85-1984 تک 6 کروڑ 52 لاکھ 20 ہزار ہیکڑ تک پہنچ گئی۔ 90-1989 میں آبپاشی کی صلاحیت 7 کروڑ 65 لاکھ 20 ہزار ہیکڑ تھی جو 92-1991 میں 8 کروڑ 10 لاکھ 90 ہزار ہیکڑ تک پہنچ گئی۔ آٹھویں منصوبے کے اخیر یعنی 97-1996 تک آبپاشی کی صلاحیت 8 کروڑ 93 لاکھ 10 ہزار ہیکڑ تک حاصل کرنے اور اس کا استعمال 8 کروڑ 7 لاکھ 50 ہزار ہیکڑ میں ہونے کی امید ہے۔

توانائی: توانائی سیکٹر میں کل منصوبے صلاحیت (استعمال میں نہ لائی گئی پیداواری صلاحیت کو لے کر) جو 1950 میں صرف 2301 میگا واٹ تھی، مارچ 1997 کے آخیر میں بڑھ کر 97,899 میگاواٹ (استعمال میں نہ لائی گئی پیداواری صلاحیت 12,079MW کو لے کر) ہوگئی۔ مارچ 2000 میں ملک کی مجموعی عوامی صرف صلاحیت بڑھ 97,837 میگاواٹ (عارضی) ہوگئی۔ جس میں 23,816 میگاواٹ پن بجلی 70,186 میگاواٹ تھرمل، 2,680 میگاواٹ ایٹمی بجلی اور 1,155 ہوائی توانائی تھی۔ نویں پنج سالہ منصوبے 2000-1999 میں عوامی صرف صلاحیت میں 40,245 میگاواٹ کے اضافہ کا ہدف رکھا گیا ہے۔ اس ہدف کو حاصل کرنے کی سمت میں منصوبے کے پہلے 3 سالوں میں صرف صلاحیت میں بالترتیب 3,226 میگاواٹ، 4,242 میگاواٹ اور 4,507 میگاواٹ کا اضافہ ہوا ہے۔

دیہی الیکٹریفکیشن پروگرام کے تحت آٹھویں منصوبے کے آخیر تک (1991 کی مردم شماری کے مطابق) 5 لاکھ 87 ہزار گاؤں میں سے 4 لاکھ 99 ہزار گاؤوں میں بجلی پہنچا کر بجلی لگانے کا 85 فیصد ہدف حاصل کیا گیا۔

تعلیم: 1986 میں بنی قومی تعلیمی پالیسی میں اس کے کارروائی منصوبے (پروگرام آف ایکشن) کے تحت 21 ویں صدی شروع ہونے سے پہلے 14 کی عمر کے سبھی بچوں کو اطمینان بخش سطح کی مفت اور لازمی تعلیم دینے کا ہدف رکھا گیا تھا۔ نویں منصوبے کے تحت تعلیم کے ہدف کو تین حصوں میں بانٹا گیا ہے۔ سبھی کی تعلیم تک رسائی، سبھی کو تعلیمی عمل میں بنائے رکھنا اور سبھی کو خواندہ بنانا، سال 2002 تک سب کے لئے ابتدائی تعلیم کا نظام کا ہدف حاصل کرنے کے لئے ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے ساتھ صلاح و مشورے کے بعد مندرجہ ذیل اہم پالیسیاں طے کی گئیں۔

(1) درمیان میں ہی پڑھائی چھوڑنے والوں کے مسائل پر قابو کرنا اور پڑھائی جاری رکھنے پر پرزور (2) تعلیمی طور پر پسماندہ ریاستوں سے دھیان ہٹا کر پچھڑے اضلاع پر دھیان مرکوز کرنا (3) تعلیم حاصل کرنے کی کمترین سطح تک سبھی کی رسائی کو یقینی بنانا (4) اسکول کو زیادہ کارگر بنانا اساتذہ کی صلاحیت، تربیت میں اصلاح اور انہیں ترغیب دینا (5) پنچایتی راج اداروں / دیہی تعلیم کمیٹیوں کے ذریعہ سے منصوبے کی لامرکزیت اور شراکت داری پر زور دینا۔

آٹھویں منصوبے کے دوران مرکز کی نگرانی میں مرکزی حکومت نے ابتدائی تعلیم کے سلسلہ میں اہم کردار ادا کیا۔ ان اسکیموں کا مقصد ملک میں ابتدائی تعلیم میں مثبت سدھار لانا اور تعلیم کی توسیع کرنا تھا۔ ان میں آپریشن بلیک بورڈ، تعلیم کی کمترین سطح، اساتذہ کی تعلیم کی تنظیم و تشکیل نو، پرائمری تعلیم کے لئے مقوی کھانے کا پروگرام (دوپہر کا کھانا) ضلع پرائمری تعلیم پروگرام اور اسکول میں داخلوں کو بڑھانا اور بنیادی تعلیم میں اصلاح شامل ہیں۔

اس کے نتیجے میں پچھلے سالوں میں ہمہ گیر ابتدائی تعلیم پروگراموں میں سدھار ہوا ہے۔ 19 ابتدائی اسکولوں (درجہ ایک سے 4 تک) کی تعداد 1950-51 کے 5 لاکھ 38 ہزار کے مقابلے 1997-98 میں بڑھ کر 18 لاکھ 32 ہزار، اپر پرائمری اسکولوں (چھ سے آٹھویں تک) کی تعداد 1950-51 کے 86 ہزار سے بڑھ کر 1997-98 میں 12 لاکھ دو ہزار ہو گئی۔ پرائمری سطح لڑکیوں کی داخلہ تعداد 1950-51 کی 54 لاکھ کے مقابلے 1997-98 میں بڑھ کر 4 کروڑ 74 لاکھ اور اپر پرائمری اسکولوں 5 لاکھ سے بڑھ کر ایک کروڑ 58 لاکھ 70 ہزار ہو گئی۔ لڑکیوں کے داخلے کی شرح لڑکوں کے مقابلے زیادہ رہی۔

پرائمری سطح پر لڑکیوں کے داخلے کا تناسب 1950-51 کے 24:80 سے بڑھ کر 1997-98 میں 81:20 ہو گیا ہے۔ تازہ رجحانوں سے پتہ چلتا ہے کہ پرائمری سطح پر داخلوں میں جنس کا امتیاز کم ہو رہا ہے۔ حالانکہ اس کی رفتار دھیمی ہے۔ پرائمری سطح پر تعلیم ادھوری چھوڑنے والی لڑکیوں کی شرح بھی 1960-61 کی 70-90 کے مقابلے 1997-98 میں گھٹ کر 41.34 فی صد رہ گئی۔ غیر رسمی تعلیم کے تحت نویں پنج سالہ منصوبے کے دوران 35 ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں پروگراموں کو مضبوط کرنے پر زور دیا جا رہا ہے۔ رواں سال کے دوران 85 اور رضا کار اداروں کو 9,485 غیر رسمی تعلیمی مرکز چلانے کی منظوری دی گئی ہے۔

تعلیم بالغاں کے تحت ملک میں ناخواندگی دور کرنے کے لئے قومی مہم کو اہم پالیسی کے طور پر اپنایا گیا ہے۔ یہ خواندگی مہم، علاقہ خاص سے متعلق اور وقت مقررہ پر مبنی ہے اور انہیں رضا کارانہ، کفایت اور نتیجہ رخی کے طور پر فروغ دیا جا رہا ہے۔ قومی خواندگی مشن کا اہم مقصد ملک میں 15 سے 35 عمر کے گروپ میں 10 کروڑ لوگوں کو کام کاج کے لائق خواندہ بنانا ہے تاکہ نئے خواندہ لوگوں میں استحکام کی سطح 75 فی صد پر پہونچائی جا سکے۔ مکمل خواندگی مشن کے تحت اب تک 457 اضلاع کا سروے کیا جا چکا ہے۔ ان میں سے 220 اضلاع بعد خواندگی مرحلے میں پہونچ گئے جب کہ 180 اضلاع جاری خواندگی مرحلے میں ہیں۔

53 ویں قومی نمونہ سروے تنظیم کے مطابق خواندگی کا فی صد 1999 کے 52 کے مقابلے 1997 میں بڑھ کر 62 ہو گئی اور 1998 میں اس کے 64 فی صد ہونے کا اندازہ ہے۔ خواندگی کا شہر دیہی فرق تناسب میں 4 فی صد کی کافی گراوٹ آئی ہے۔ جو کسی دہے میں ہوئی گراوٹ سے تیز ہے۔ 1991-97 کے دوران خواتین خواندگی مشن کے ذریعہ خواتین کی حصہ داری پر خصوصی زور دینے سے ممکن ہوا ہے۔ قومی نمونہ سروے تنظیم کے مطابق ملک میں 2001 تک خواندگی شرح کے 68 فی صد ہونے کی امید ہے۔

اقتصادی اور معاشرتی ترقی میں کردار نبھانے والی اعلی تعلیم میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ حکومت نے اعلی تعلیم میں سدھار لانے کی ٹھوس کوششیں کیں اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے یونیورسٹی گرانٹ کمیشن کی باز تشکیل کے لئے قدم اٹھانے آزادی حاصل کرنے کے وقت ملک میں 20 یونیورسٹیاں اور 591 کالج تھے۔ جب کہ نومبر 1989 تک یونیورسٹیوں کی تعداد 185 اور یونیورسٹی کا درجہ حاصل کرنے والے اداروں کی تعداد 42 تھی۔ 1999-2000 کے شروع میں یونیورسٹیوں اور کالجوں میں 74 لاکھ 18 ہزار لوگوں نے داخلہ لیا جس میں 25 لاکھ 74 ہزار خواتین تھیں۔ بائیو ٹکنالوجی، توانائی، تعلیم، الکٹرانکس، کمپیوٹر تعلیم اور کمرشیل انتظامیہ جیسے کئی نئے کورس (نصاب) شروع کئے گئے تاکہ ترقی یافتہ ملکوں کا مقابلہ کیا جا سکے نویں منصوبے کے دوران یونیورسٹی گرانٹس کمیشن نے مندرجہ ذیل عنوان کے تحت نئی اسکیم شروع کی ہیں۔ (ا) بر محل کارآمد اور کوالٹی (ب) رسائی و برابری (ج) اخلاقی/بالغان مسلسل تعلیم (د) منظمہ تعلیم اور وسائل کا تحرک۔ فاصلاتی اور خط و کتابت کورسوں کو ان لوگوں کو اعلی تعلیم حاصل کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ استعمال کیا جا رہا ہے۔ جو رسمی کورس کے لئے پورا وقت نہیں دے سکتے۔ درج فہرست، ذات درج فہرست قبیلہ اور دیگر پسماندہ طبقات اور اقلیتوں اور دیگر کمزور طبقات کو خصوصی سہولیات مہیا کرائی گئی ہیں۔

یونیورسٹی گرانٹ کمیشن نے بہت چھوٹے ٹرانسمیشن، جنہیں، وری اسمال اپرچرٹرانسمیشن (وی۔ایس۔اے۔ٹی) نٹ ورک کا نام دیا گیا ہے۔ قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے جو یونیورسٹیوں کے لئے، وائیڈ ایریا نٹ ورک (ڈبلو۔اے۔این) یعنی وسیع علاقہ نٹ ورک کے طور پر کام کریگا۔ وی۔ایس۔اے۔ٹی نٹ ورک کے استعمال میں اعداد وشمار کی منتقلی، بالواسطہ رسائی، ویڈیو کانفرسنگ، فاصلاتی تعلیم اور ملٹی میڈیا سہولتیں شامل ہیں۔

تکنیکی تعلیم نظام نے ملک بھر میں اپنی کوریج اور پہونچ بڑھائی ہے۔ تا کہ پیداوار اور تکنیکی ضرورتوں کے مطابق، تنظیمی یا غیر تنظیمی اور دیہی علاقوں کی ضرورتیں بھی پوری کی جاسکیں۔ صنعتیں اور تجارتی سسٹم اور تعلیمی اداروں کے باہمو گر عمل کو ترجیح دی جارہی ہے۔ جس سے وہ باہمی تعاون سے سرگرمیاں چلاسکیں۔ سات بڑے کلی حلقوں میں صنعت سے متعلق تحقیق وترقی کے ابھرتے ہوئے چیلنج کا مقابلہ کرنے میں تکنیکی فروغ مہم کا خصوصی اشتراک رہا ہے۔ پولی ٹیکنک اداروں پر تکنیکی تعلیم کا معیار بڑھانے کے عالمی بینک کی مدد سے چلائی گئی سرکاری سیکٹر پروجیکٹ پورا کیا جارہا ہے کیونکہ اس کا تیسرا مرحلہ پہلے ہی شروع کیا جاچکا ہے۔ ملک کے مشرق شمالی علاقوں کو خدمات مہیا کرنے کے لئے آسام میں نیا انڈین انسٹی ٹیوٹ ٹکنالوجی (آئی۔آئی۔ٹی) کھولا گیا جس کی تکنیکی اور صنعتی سرگرمیاں انفارمیشن ٹکنالوجی پر مبنی ہوں گی۔ گوالیار اور الہ آباد میں ایک ایک انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ٹکنالوجی قائم کی گئی ہیں۔

صنعت: 98-1997 میں صنعتی افزائش میں معمولی اصلاح ہوئی تھی اور یہ 6.6 فی صد پر پہونچ گئی تھی لیکن 99-1998 میں گھٹ کر 4 فی صد ہوگئی۔ کان کنی اور پیداواری سیکٹر میں 7 ہوئی خراب کارکردگیوں کو اس گراوٹ کا سبب مانا جاسکتا ہے۔ 2000-1999 کے دوران صنعتی پیداوار میں نمایاں سدھار ہوا ہے۔ اپریل۔ دسمبر 1999 کے دوران مجموعی صنعتی پیداوار میں 6.2 فی صد کا نمایاں اضافہ درج ہو، جب کہ 1996 میں اسی مدت کے دوران یہ 3.7 فی صد تھی۔ خاص کر پیداوار شعبے میں قابل ذکر سدھار دکھائی دیا، جہاں اضافہ کی شرح 6.7 فی صد درج ہوا استعمال پر مبنی درجہ بندی کے مطابق، بنیادی اشیا، ثانوی اشیاء اور صارفین اشیا میں 2000-1999 کے دوران اعلی افزائش ہوئی لیکن پونجی سے متعلقہ سامان کی پیداوار میں اپریل۔ دسمبر 1999 میں 6.6 فی صد کا اضافہ ہوا جب کہ 1998 میں اسی مدت میں یہ 11.6 فی صد تھا۔ بجلی، معدنی یا خام، تیل، ریفائنری، کوئلہ، اسٹیل اور سیمنٹ جیسی 6 بنیادی اور اساسی ساخت والی صنعتوں میں اپریل سے دسمبر 1999 کے دوران 8.2 فی صد افزائش درج ہوئی جب کہ اس سے پچھلے سال کی اسی مدت میں یہ اضافہ 2.8 فی صد تھا۔ صنعتی پیداوار سے متعلق مجموعی اشاریہ میں ان 6 شعبوں 26.7 فی صد ترجیح دی جاتی ہے۔ صنعتی افزائش کا سہرا ان عنصر کو جاتا ہے۔ (1) 99-1998 میں اچھی فصل اور اناج کی ریکارڈ پیداوار ہوئی جس سے دیہی آمدنی میں اضافہ سے صارفین بازار میں اچھال آیا۔ (2) پونجی بازاروں میں مضبوطی آئی، غیر غذا قرضوں میں زیادہ اضافہ ہوا اور بڑے پیمانے پر قرضوں کی تقسیم سے صنعتوں میں سرمایہ کاری بڑھی (3) افراط زر کم ہونے اور مانگ میں اضافہ سے صلاحیتوں کے استفادے کی کیفیت میں سدھار ہوا اور صنعتی پیداوار میں اضافہ ہوا اور (4) حکومت نے 2000-1999 کے مرکزی بجٹ میں کئی تدابیر کا اعلان کیا۔ جیسے ہاؤسنگ سیکٹر کے لئے مالیاتی پیکیج، پیداوار اور کسٹم ڈیوٹی ڈھانچے کو معقول بنانا، اسٹیل، پر لگی کسٹم ڈیوٹی کی بے قاعدگی کو دور کرنا، انکم ٹیکس ایکٹ میں ترمیم کرنا تا کہ کمپنیوں کے انضمام اور اتحاد میں آسان ہو۔ دیہی صنعت کاری، چھوٹی صنعتوں کے لئے خاص تدابیر وغیرہ۔ اس کے علاوہ برآمد میں مضبوطی آنے سے بیرون ممالک صنعتی پیداوار کی مانگ بڑھی، مشرقی ایشیائی ملکوں کی معاشیات کے بحال ہونے اور بین الاقوامی معاشی حالات میں اچھال آنے سے بھی اونچی ترقیاتی شرح حاصل کرنے میں مدد ملی۔ معاشی اصلاحات کے بعد کی مدت میں 99-1991 کے دوران کل ملا کر بلاواسطہ غیر ملکی سرمایہ کاری کے 10,238 تجاویز اور 6,216 غیر ملکی تکنیکی معاہدوں کی منظوری دی گئی جن میں تقریباً 20 کھرب 96 ارب 63 کروڑ روپے کی سرمایہ کاری کی گنجائش تھی۔

پنچایتی راج ادارے: آئین کی 73 ویں ترمیم ایکٹ 1992 پاس ہونے کے ساتھ ملک کے وفاقی ڈھانچے میں ایک نئے دور کی شروعات ہوئی۔اس سے پنچایتی راج اداروں کو آئینی درجہ ملا۔اس ایکٹ کے پاس ہونے کے بعد جموں وکشمیر، اورناچل پردیش،اورقومی راجدھانی خطہ دلی کو چھوڑ کر تقریباً سبھی ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں مناسب قانون بنانے اور پنچایتوں کے چناؤ کر دئے کچھ مثنیات کو چھوڑ کر تقریباً سبھی ریاستوں میں پنچایتی راج اداروں اور پنچایتی راج تنظیم قائم کی ہے۔

ابھی حال میں،آندھرا پردیش، بہار، گجرات ،ہماچل پردیش، مدھیہ پردیش، مہاراشٹر،اڑیسہ، اور راجستھان کی آٹھ ریاستوں کے کچھ قبائلی علاقوں میں 73 ویں ترمیمی ایکٹ، 1992 کی شرائط کو نافذ کرنے کے لئے پنچایت (مقررہ علاقوں کی توسیع) ایکٹ، 1996 کی شرائط کا قانون بنایا گیا ہے۔یہ قانون 24 دسمبر 1996 کو نافذ ہوا۔اسی قانون کا مقصد قبائلی سماج کو اپنی قسمت سنوارنا اور قدرتی وسائل پر ان کے روایتی اختیارات کا تحفظ کرنا ہے۔

آئین کی دفعہ 243 (آئی) میں ریاستی مالیاتی کارپوریشنوں کی تشکیل کا اہتمام ہے جو پنچایتوں کے مالی حالات کا تجزیہ کریں گے اور ریاستی حکومتوں اور پنچایتوں کے درمیان ٹیکسوں کی تقسیم پر لاگو ہونے والے اصولوں اور پنچایتوں کے ذریعہ وصول کئے جانے ٹیکسوں دور اور انہیں دی جانے والی مالی تعاون اور امداد کے بارے میں سفارش کریں گے۔

اروناچل پردیش، بہار کو چھوڑ کر تقریباً سبھی ریاستوں میں ریاستی مالی کمیشن قائم کئے جا چکے ہیں۔سکم اور گوا کو چھوڑ کر بیشتر ریاستوں میں ریاستی مالی کمیشن نے متعلقہ ریاستی حکومتوں کو مکمل یا عارضی رپورٹیں سونپ دی ہیں۔آٹھ ریاستوں نے ریاستی مالی کمیشنوں کی رپورٹوں کو جوں کا توں قبول کرلیا ہے۔دوسری ریاستوں میں، ریاستی مالی کمیشنوں کی رپورٹوں کو یا تو جزوی طور پر قبول کیا گیا ہے۔یا ان پر غور وخوض کیا جارہا ہے۔ کیرل جیسی کچھ ریاستوں میں دوسرے مالی کمیشن کی بھی تشکیل کردی ہے۔

73 ویں آئینی ترمیم ایکٹ کی دفعہ 243(G) کے مطابق ریاستوں کو پنچایتی راج اداروں کو ضروری مالی اور انتظامی اختیار دینے ہونگے تا کہ وہ مقامی خودمختار اداروں کی شکل میں کام کرسکیں۔اس میں ایک جمہوری لامرکزی ترقیاتی عمل کے قیام اہتمام ہے جس سے فیصلہ کرنے انہیں لاگو کرنے اور تقسیم کرنے کے عمل میں لوگوں کو شریک بنایا جاسکے۔اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اور اقتصادی ترقی، سماجی انصاف کو یقینی بنانے کے لئے آئین میں مناسب سطحوں پر اختیارات اور ذمہ داریوں کے منتقلی کا اہتمام ہے۔اس میں پنچایتی راج اداروں پر گیارہ ویں شیڈیول میں بیان کئے گئے 29 مضوعات کے متعلق اقتصادی ترقی اور سماجی انصاف کے لئے منصوبے تیار کرنے اور ان کو عملی جامہ پہنانے کی ذمہ داری بھی سونپی گئی ہے۔مختلف ریاستوں میں ان پر مختلف مراحل میں کام ہورہا ہے۔

منصوبے کی لامرکزیت کے عمل کو آسان بنانے کے لئے ،74 میں ترمیم ایکٹ کی دفعہ 243(Z) اور (D) کے تحت ریاستی حکومتوں کو ضلعی منصوبہ بندی کمیٹیاں تشکیل دینی ہوں گی۔شہری اور دیہی دونوں علاقوں کے لئے مرکب منصوبے تیار کرنے کے لئے ہر ایک ضلع میں منصوبہ بندی کمیٹیاں قائم کی جاتی ہیں۔ضلعی منصوبہ بندی کمیٹیوں کو ترجیح دینی ہوگی۔کیونکہ اس سے منصوبہ بندی ٹھیک طرح سے نچلی سطح سے شروع ہوسکے گی۔

مالی سال 2000-1999 کو حکومت ہند نے "گرام سبھا سال" کے طور پر اعلان کیا۔اس کا مقصد اس بات کو نمایاں کرنا تھا کہ گرام سبھا، جمہوریت میں حصہ داری اور لامرکزیت کے لئے سب سے اہم ذریعہ ہے۔ریاستی سرکاروں سے گزارش کی گئی ہے کہ وہ گرام سبھاؤں کو طاقت ور بنانے کی تدابیر شروع کریں۔زیادہ کھلا پن اور جواب دہی کو یقینی بنانے کے لئے ریاستی سرکاروں کا دھیان سماجی محاسبہ کی اہمیت کی طرف بھی دلایا گیا ہے۔ترقیاتی پروگراموں خصوصاً گرام سبھا کے ذریعہ چلائے جانے والے دیہی ترقیاتی پروگراموں کے نفاذ کرنے میں سماجی محاسبہ کی خاص اہمیت ہے۔

73 ویں آئینی ترمیم کو ذہن میں رکھتے ہوئے۔ بدلتے ہوئے تناظر کے مطابق ضلعی دیہی فروغ ایجنسیوں کو بھی دوبارہ قائم کیا جا رہا ہے۔ ان ایجنسیوں کو پوری طرح سے ضلع پریشدوں کے تحت وران کی نگرانی میں کام کرنا پڑے گا۔ لامرکزیت ترقی کو کامیاب بنانے کے لئے نئے امیدواروں کے لئے کئی مرحلوں میں، تربیت کا ایک مقررہ وقتی پروگرام شروع کیا گیا ہے۔ تاکہ انہیں مختلف پروگراموں، ٹیکنالوجی اور دوسری معلومات کے عمل درآمد سے متعارف کرایا جا سکے۔

نفاذ پروگرام

وزارت برائے نفاذ پروگرام میں شماریات اور نفوذ پروگرام محکمہ کا مقصد ایک نشانے کو طے کر کے ایک نئے انتظامی نظام کو نافذ کرنا اور اس کا کام غریبی کے خاتمے کے پروگرام کو نافذ کرنے، معیشت کے اہم صنعتی بنیادی ڈھانچے کے سیکٹروں کے کام کے مظاہرے اور مرکزی سیکٹر کے 20 کروڑ روپئے لاگت والے پراجیکٹوں کے عمل درآمد پر نظر رکھنا ہے۔ یہ محکمہ اپنے کارگر نظام، فوری فروغ کی کارروائی اور قومی اطلاعاتی مراکز کے ذریعہ فراہم کرائے گئے کمپیوٹر نٹ ورک اور انٹرنیٹ کے ذریعہ پراجیکٹوں اور پروگراموں کے موثر عمل ودرآمد کو یقینی بناتا ہے۔ وزارت پروگرام پر عمل درآمد کو کم وقت میں پورا کرنے کے لئے اور ان کی بڑھتی ہوئی لاگت کو کم ترین کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور منظوری، منصوبہ بندی نفوذ اور نگرانی سسٹم میں باضابطہ سدھار لینے کی کوشش کرتا ہے۔

مارچ 2000 میں 472 پراجیکٹ نگرانی سسٹم میں تھے۔ پراجکٹوں کی درجہ بندی 3 طرح (وسیع، بڑی اور درمیانی) نیچے دی گئی فہرست میں کی گئی ہے۔

پراجیکٹوں کی درجہ بندی	کل تعداد	کل متوقع خرچ (کروڑ روپئے میں)	کل خرچ کا فیصد
وسیع پراجکٹس (1000 کروڑ روپئے سے زیادہ)	34	1,00,073	59.51
بڑے پراجیکٹس (100 سے 1000 کروڑ روپئے تک)	165	55,204	32.82
درمیان پراجیکٹس (20 سے 100 کروڑ روپئے تک)	273	12,893	2.67
کل	472	1,68,170	100

شماریات اور نفاذ پروگرام محکمے کو ملک کے گیارہ صنعتی ڈھانچے کے سیکٹروں یعنی بجلی، کوئلہ، فولاد، ریلوے، بندرگاہ، سڑک، شہری ہوابازی، ٹیلی مواصلات، کھاد، سیمنٹ، اور پیٹرولیم کے ماہانہ کام کاج پر نظر رکھنی پڑتی ہے۔ اور اس کی رپورٹ وزیراعظم کی آفس اور کابینہ کے سکریٹریٹ کو بھیجنی پڑتی ہے۔ 97-1996 سے ہر بنیادی ڈھانچے کے سیکٹر کی شرح افزائش جدول 14.1 میں دی گئی ہے۔

بیس نکاتی پروگرام کی مانیٹرنگ

ملک میں غریبی ہٹانا اور لوگوں کا خاص طور سے غریبی لائن سے نیچے کے لوگوں کے معیار زندگی بہتر بنانا، ملک میں منصوبہ بند فروغ کا اہم ہدف رہا ہے۔ حالیہ سالوں میں اقتصادی ترقی کو ایک جدید معنی دیا گیا ہے۔ جس میں فی شخص آمدنی میں اضافہ کے بجائے، آمدنی کے مواقع کو وسعت فراہم کرنے پر زور دیا گیا ہے۔

انسان کی صلاحیت کی وسعت کو موٹے طور پر ترقیاتی عمل کی اہم علامت کے طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ حکومت ہند مختلف پروگراموں رمنصوبوں کے ذریعہ شہریوں کو ان کی صلاحیت بڑھانے میں مدد کر رہی ہے۔ غریبی ہٹانے، روزگار کے مواقع پیدا کرنے، تعلیم اور صحت وغیرہ سے متعلق اسکیموں کے ایک پیکیج کی شکل میں 20 نکاتی پروگرام 1975 سے چلایا جا رہا ہے۔

اس وسیع پروگرام میں 1982 اور 1986 میں دوبارہ ترمیم کی گئی۔ 20 نکاتی پروگرام 1986 کے نام سے اپنی موجودہ شکل میں یکم اپریل 1987 سے چل رہا ہے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ ہندوستانی معیشت کے بین الاقوامی اور بازار کے کھلے پن کے عمل کو اپنائے جانے کے بعد 20 نکاتی پروگرام۔86 محروم اور نا مساعد حالات کے شکار لوگوں کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔

بیس نکاتی پروگرام کی اہمیت: 20 نکاتی پروگرام ریاستی حکومتوں رمرکز کے زیر انتظام انتظامیہ اور مرکزی رمحکموں کے منصوبہ بند اور غیر منصوبہ بند دونوں مدوں کا ناگزیر حصہ ہے۔ اس پروگرام کے تحت مختلف مدوں کے لئے خرچ ریاستی حکومتوں ر مرکز کے زیر انتظامیہ اور مرکزی ح کومت کے نوڈل وزارتوں رمحکموں کے ذریعہ متعلقہ منصوبوں کی مدوں کے تحت فراہم کرایا جاتا ہے۔ خاندانی بہبود جیسے کچھ پروگراموں کے لئے رقم کا پورا انتظام مرکز کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ جب کہ دیگر پروگراموں جیسے سورن جینتی گرام، سمردھ یوجنا، اور اندرا آواس یوجنا کے لئے مرکز اور ریاستیں مشترکہ طور پر رقم فراہم کراتے ہیں۔

1986 کے تحت معاملوں پر متعلقہ محکموں روزارتوں نے ریاستوں کے ساتھ صلاح ومشورہ کر کے سالانہ ہدف طے کئے۔ نفاذ پروگرام محکمہ بیس نکاتی پروگرام 1986 کے تحت نگرانی کے لئے 119 مدوں کی پہچان کی گئی ہے۔ 54 مدوں کو اندازے کی بنیاد پر اور 65 مدوں کی طبعی بنیاد پر نگرانی کی گئی ہے۔ مقدار کے تعین کے لئے شناخت کی گئی 65 مدوں میں سے 20 مدوں کی رپورٹ ماہانہ بھیجی جاتی ہے۔ ماہانہ طور پر نگرانی والے بیس نکاتی پروگراموں کی مدوں میں کل ہند بنیاد پر 98-1997 سے 2000-1999 تک کے لئے کام کاج کی فہرست 14.2 میں ظاہر کیا گیا ہے۔

ممبران پارلیمنٹ کے مقامی حلقے کی ترقی اسکیم

ممبران پارلیمنٹ کے انتخابی حلقہ ترقی اسکیم کا اعلان پارلیمنٹ میں 23 دسمبر 1993 کو کیا گیا تھا۔ اس کے تحت ہر ایک ممبر اپنے انتخابی حلقے میں متعلقہ ضلع کلکٹر کو ہر سال ایک کروڑ روپے کے خرچ والے کام کا مشورہ دے سکتا ہے۔ اس رقم کو 99-1998 میں بڑھا کر دو کروڑ روپے فی ممبر کر دیا گیا۔ ایوان بالا کا ممبر اپنی مرضی کے مطابق اس ریاست سے، جہاں سے وہ منتخب ہوا ہے۔

ایک یا اس سے زیادہ ضلعوں کو چن سکتا ہے۔ نامزد ممبر اپنی مرضی سے ریاست کے ایک یا اس سے زیادہ ضلعوں کو ترقی کے لئے منتخب کر سکتا ہے۔ ان اسکیموں کا نفاذ ضلع کلکٹروں کے ذریعہ، اس سے متعلق جاری ہدایات کے تحت کیا جاتا ہے۔ حکومت ہند کے محکمہ برائے نفاذ پروگرام پر اس کی ذمہ داری ہے۔

پہلے وزارت دیہی ترقی (اب وزارت دیہی علاقہ اور روزگار) کے پاس اس اسکیم کا انتظام تھا۔ بعد میں اسے اکتوبر 1994 سے وزارت پلاننگ اور نفاذ پروگرام کے، نفاذ پروگرام محکمے کو سونپ دیا گیا۔

جدول 14.1 صنعتی سیکٹر کے بنیادی ڈھانچے کی سالانہ شرح افزائش

	سیکٹر	1996-97 فی صد	1997-98 فی صد	1998-99 فی صد	1999-2000 فی صد	سال 2000-1999 کے دوران اصل پیداوار (عارضی)
1	توانائی پیداوار	3.8	6.6	6.6	7,1	480.011(BU)
2-	کوئلہ پیداوار	5.8	3.6	-2.0	3.0	298.980(MT)
3-	فروخت کے قابل فولاد پیداوار	1.6	0.6	-1.5	12.5	27.821(MT)
4-	ریلوے محصول آمدنی مال آمدورفت	4.6	5.0	-2.0	8.4	456.310(MT)
5-	اہم بندرگاہوں پر مال کی ڈھلائی	5.5	10.6	0.1	8.0	271.872(MT)
6-	ٹیلی مواصلات					
	a) سوئچنگ صلاحیت میں کل اضافہ	19.7	13.0	36.1	40.2	67,17,317(Lines)
	b) ٹیلی فون کنکشن	17.5	27.1	16.4	20.7	49,17,659(Nos.)
	(مانیٹر کیے ہوئے سیکٹر) کے لیے ٹیلی مواصلات کا اہتمام					
	c) گاؤں میں عوامی ٹیلی فون	74.1	-24.4	-13.5	-8.3	33,985(Nos.)
7-	سیمنٹ پیداوار	9.5	9.1	5.6	14.0	100.24(MT)
8-	کھاد کی پیداوار					
	a) نائٹروجن	-2.0	17.3	3.9	4.1	10.901(MT)
	b) فاسفیٹ	-0.1	16.4	3.1	7.1	3.364(MT)
9-	پٹرولیم					
	a) خام تیل کی پیداوار	-8.6	2.8	-2.8	-2.2	32.005(MT)
	b) ریفائنری مقدار	6.9	3.6	5.2	25.3	85.894(MT)
-10	شہری ہوابازی					
	a) برآمد سامان کی ڈھلائی	-	-0.2	-4.2	10.8	118.05(MtT)
	b) درآمد سامان کی ڈھلائی	-	1.4	-2.4	16.2	1,60,642(MtT)
	c) مسافروں کی آمدورفت	-	3.1	0.0	0.0	118.05(Lakh PAX)
	d) گھریلو ٹرمنلوں پر مسافروں کی آمدورفت		-2.8	0.3	7.4	153.18(Lakh PAX)
-11	سڑک					
	a) قومی شاہراہوں کے معیار میں بہتری	-11.7	-34.4	47.6	68.6	1,374(Km)
	b) قومی شاہراہوں پر کیا گیا خرچ	123.5	12.8	28.9	87.9	1,909 (کروڑ روپے میں)

BU-بلین یونٹ
MT-ملین یونٹ
MtT-میٹرک ٹن

جدول 14.2: بیس نکاتی پروگرام پر عمل درآمد کی کارکردگی (1997-98 سے 1999-2000 تک)

نمبر شمار	پوائنٹ	مد	اکائی	1997-98 ہدف	1997-98 حصولیابی	1997-98 فیصد	1998-99 ہدف	1998-99 حصولیابی	1998-99 فیصد	1999-2000 ہدف	1999-2000 حصولیابی	1999-2000 فیصد
1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13
1	IB	جواہر روزگار یوجنا@	افرادی دن	38664.9	4059.2	105.0	3964.8	3804.8	96.0	3041.0	1520.8	50.0
2	5A	فالتو زمین کی تقسیم	1000 ہکٹر	52.3	37.4	72.0	65.6	25.4	39.0	35.9	9.1	25.0
3	7A	پینے کے پانی کا حل	تعداد	99613.0	117840.0	118.0	104902.0	112187.0	107.0	69051.0	40354.0	58.0
4	8A	کمیونٹی طبی مراکز	تعداد	206.0	31.0	15.0	729.0	112.0	15.0	341.0	73.0	21.0
5	8B	پرائمری طبی مراکز	تعداد	596.0	109.0	18.0	381.0	325.0	85.0	254.0	129.0	51.0
6	8D	بچوں کو ٹیکہ لگانا*@@	لاکھ تعداد	255.5	230.1	90.0	251.2	235.3	94.0	206.0	175.6	85.0
7	9C	آئی۔سی۔ڈی۔ایس بلاک$	تعداد	3818.0	3835.0	100.0	3882.0	3882.0	100.0	3882.0	3882.0	100.0
8	9D	آنگن واڑی$	تعداد	397.2	354.0	89.0	408.2	438.0	107.0	441.2	479.5	109.0
9	11A	درج فہرست ذاتوں کو امداد	تعداد	2480.0	2188.4	88.0	2425.0	2559.0	106.0	1933.3	1120.7	58.0
10	11B	درج فہرست قبیلوں کو امداد	تعداد	1096.6	1009.0	92.0	1100.7	1181.8	107.0	883.3	57.8	7.0
11	14C	درج فہرست ذاتوں/قبیلوں کے کنبوں کے لئے اندرا آواس یوجنا@	تعداد	718.3	775.8	108.0	987.5	888.0	90.0	987.4	540.0	79.0
12	14D	معاشی اعتبار سے کمزور طبقوں کو مکان مختص کرنا	تعداد	168.0	105.0	62.0	118.2	116.9	99.0	50.3	59.0	117.0
13	14E	کم آمدنی والے طبقوں کے مکان	تعداد	37.5	23.2	62.0	57.8	41.2	71.0	29.5	19.4	66.0
14	14F	جھگی جھونپڑی سدھار (آبادی)@	تعداد	-	-	-	-	-	-	346.9	36.1	10.0
15	15	سلم بہتری آبادی	تعداد	1189.9	1315.5	111.0	4330.3	3344.4	77.0	3451.2	40092.3	119.0
16	16A	شجرکاری	لاکھ تعداد	11166.1	10326.3	92.0	11166.1	11542.3	103.0	11564.2	9541.6	83.0
17	16B	کور کیا جانے والا ایریا	000 ہیکٹر	1146.8	870.6	76.0	1175.0	1588.5	135.0	1257.0	1129.0	90.0
18	19A	الیکٹریفائڈ گاؤں	تعداد	3000.0	3156.0	105.0	2000.0	2757.0	138.0	1348.0	1305.9	97.0
19	19B	پمپ سیٹوں کو بجلی	تعداد	240.0	260.0	108.0	250.0	345.9	138.0	178.3	177.7	100.0
20	19C	ترقی یافتہ چولہے	تعداد	2258.0	1943.1	86.0	1198.0	1249.8	104.0	1230.0	787.5	64.0
21	19D	بایو گیس پلانٹ	تعداد	132.2	129.9	98.0	100.7	112.0	111.0	80.2	53.9	67.0

* سو فیصد مرکزی شیئر پر مرکزی حمایت یافتہ اسکیم

@ 80:20 کے تناسب میں مرکز و ریاستوں کے ذریعہ اسپانسر شدہ اسکیم

@@ ڈی۔پی۔ٹی، پولیو اور بی سی جی کے ترین اعداد و شمار وزارت صحت و بہبود اور ریاستوں اور مرکز کے ذریعہ فراہم کئے اعداد و شمار سے لئے گئے ہیں۔

$ خواتین و اطفال ترقی محکمہ وزارت برائے انسانی فروغ وسائل کے ذریعہ فراہم کئے گئے اعداد و شمار سے لئے گئے ہیں۔

نوٹ: اس تفصیل میں شامل کارکردگی کے اعداد و شمار عبوری ہیں جن میں معمولی تبدیلی ہو سکتی ہے۔

☆ 1999-2000 میں اس کی جگہ جواہر گرام سمردھی یوجنا نے لے لی ہے۔

اس اسکیم کی اہم باتیں مندرجہ ذیل ہے۔

(الف) اس اسکیم کے تحت کام کرنے کی نوعیت ترقیاتی ہونی چاہئے، یہ مقامی ضرورتوں پرمبنی ہونی چاہئے جس سے مستحکم املاک بنائی جاسکے۔ (ب) اس اسکیم کے تحت سامان یا املاک آلات کی خرید یا محصول کے خرچ کی اجازت نہیں ہے۔ (ج) یہ کام ایسے ہونے چاہئیں جنہیں ایک یا دو مراحل یا مدت میں پورا کیا جاسکے۔ (د) اس اسکیم کے تحت جاری رقم منسوخ نہیں ہوگی۔

دسمبر 1993 میں اس اسکیم کے اعلان کے بعد وزارت دیہی ترقی نے 94-1993 کے لئے علامتی طور پر، فی ممبر پارلیمنٹ 5 لاکھ روپئے جاری کئے۔ یہ رقوم ریاستی حکومتوں کو جاری کی گئیں۔ 99-1998 سے ہر ممبر پارلیمنٹ کے لئے ایک کرور روپئے کی رقم بلاواسطہ طور پر ضلع کلکٹروں کو جاری کی جارہی ہے۔ 31 مارچ 2000ء تک اس اسکیم کے تحت 5,016.80 کروڑ روپئے جاری کئے گئے۔ اس میں سے 3,221.21 کروڑ روپئے خرچ کئے جاچکے ہیں جو جاری کی گئی رقم کا تقریباً 64.2 فیصد ہے۔

جدول 14.3 میں ریاست وار واقعی خرچ کی تفصیل دی گئی ہے۔

کچھ علاقوں کی ترقی میں اس اسکیم کا کافی اچھا اثر پڑا ہے۔ اس کے تحت مختلف کام کئے گئے ہیں۔ جیسے اسکولی عمارتوں، اسپتالوں، دیہی سڑکوں، چھوٹے پلوں، ضعیف اور معذور افراد کے لئے قیام گاہوں، ثقافتی اور کھیل کود کی سرگرمیوں کے لئے عمارتوں، عوامی لائبریریوں، لاش بھٹی، عوامی بیت الخلاء کی تعمیر اور ٹیوب ویل کی کھدائی۔ ان کاموں سے سماج میں لوگوں کو کافی فائدہ پہنچا ہے۔

جدول 14.3

لوک سبھا اور راجیہ سبھا کے ممبران کو جاری کی گئی رقم رخرچ کی صورت حال (31 مارچ 2000 تک)

(لاکھ روپئے میں)

نمبر شمار	ریاست رمرکز کے زیر انتظام علاقہ	مرکزی حکومت کے ذریعہ جاری رقم	منظور شدہ رقم	منظور شدہ کا فی صد	استعمال شدہ خرچ	جاری رقم سے استعمال رقم کا فی صد
1	آندھرا پردیش	40,345.0	36,383.0	90.2	25,948.1	64.3
2	اروناچل پردیش	1,815.0	1,620.9	89.3	1,315.6	72.5
3	آسام	12,905.0	10,795.0	83.7	8,848.6	68.6
4	بہار	46,210.0	40,165.0	86.9	30,541.5	66.1
5	گوا	1,665.0	1,225.1	73.6	1,041.3	62.5
6	گجرات	25,185.0	27,989.0	111.1	14,075.7	55.9
7	ہریانہ	9,175.0	8,014.1	87.3	6,710.6	73.1
8	ہماچل پردیش	4,885.0	4,461.5	91.3	3,599.6	73.7

9	جموں اور کشمیر	3,350.0	2,664.7	79.5	1,264.4	37.7
10	کرناٹک	28,050.0	25,043.0	89.3	18,056.5	64.4
11	کیرالہ	17,595.0	15,253.0	86.7	9,789.0	55.6
12	مدھیہ پردیش	36,975.0	32,133.0	86.9	25,962.4	70.2
13	مہاراشٹر	43,025.0	37,607.0	87.4	23,771.9	55.3
14	منی پور	2,165.0	2,014.8	93.1	1,823.9	84.2
15	میگھالیہ	1,815.0	1,869.2	103.0	1,583.1	87.2
16	میزورم	1,460.0	1,374.1	94.1	1,214.1	83.2
17	ناگالینڈ	1,260.0	1,110.0	88.1	1,110.0	88.1
18	اڑیسہ	20,250.0	17,801.0	87.9	11,051.0	54.6
19	پنجاب	11,705.0	9,981.5	85.3	6,323.4	54.0
20	راجستھان	22,875.0	19.169.0	83.8	13,721.3	60.0
21	سکم	1,610.0	1,615.9	100.4	1,407.6	87.4
22	تامل ناڈو	44,485.0	42,170.0	94.8	32,622.6	73.3
23	تری پورہ	1,965.0	1,737.7	88.4	844.1	43.0
24	اتر پردیش	78,045.0	68,091.0	87.2	53,501.6	68.6
25	مغربی بنگال	31,685.0	27,295.0	86.1	19,961.1	63.0
26	انڈمان نیکوبار	405.0	327.1	80.0	327.1	80.8
27	چنڈی گڑھ	555.0	385.3	69.4	320.4	57.7
28	دادر اور نگر حویلی	605.0	403.5	66.7	242.8	40.1
29	دمن اور دیو	505.0	429.6	85.1	429.6	85.1
30	دہلی	7,395.0	7,071.7	95.6	4,239.5	57.3
31	لکش دیپ	655.0	567.7	86.7	217.2	33.2
32	پانڈیچری	1,060.0	867.6	81.8	254.8	24.0
	کل ٹوٹل	5,01,680	4,47,636.2	89.2	3,22,121.1	64.2

15۔زراعت

زراعت سیکٹر میں آج ہماری محنت طاقت (Labour Force) کا تقریباً 64 فیصد حصہ روزی روٹی حاصل کر رہا ہے اور کل گھریلو پیداوار کا تقریباً 26.4 فیصد اس سیکٹر سے ملتا ہے۔ملک کی کل برآمد میں زراعت کا حصہ تقریباً 18 فیصد ہے۔غیر زرعی سیکٹر کے لئے بڑی مقدار میں استعمال ہونے والی چیزیں اور بیشتر صنعتوں کے لئے خام مال زرعی سیکٹر سے ہی حاصل ہوتا ہے۔اناج کی فی کس دستیابی 1999 میں یومیہ 467 گرام تک پہنچ گئی،جب کہ چھٹی دہائی کے شروع میں یہ فی کس 395 گرام یومیہ تھی۔کیمیائی کھادوں کی کھپت کے معاملے میں امریکہ،سابق سوویت یونین اور چین کے بعد ہندوستان کا چوتھا مقام ہے۔دنیا میں سب سے زیادہ علاقے پر دلہن کی کھیتی کرنے والا ملک ہندوستان ہی ہے،جب کہ کپاس کی پیداوار میں ہندوستان ایسا پہلا ملک ہے جہاں کپاس کی ایک میل دار قسم کو ترقی دی گئی ہے۔

فصلوں کے موسم

ہندوستان میں موٹے طور پر تین فصلیں ہوتی ہیں۔خریف،ربیع اور گرمی کی فصل (زائد) خریف کے موسم میں خاص طور سے دھان،جوار،باجرا،مکا،کپاس،گنا،تل،اور مونگ پھلی کی کھیتی کی جاتی ہے۔ربیع کی خاص فصلوں میں۔گیہوں،جوار،جو،چنا،توریا اور سرسوں شامل ہیں۔گرمی کے موسم میں بھی دھان،مکا،اور مونگ پھلی اگائی جاتی ہیں۔

زمین کا استعمال

ملک کا جغرافیائی رقبہ 3287.3 لاکھ ہیکٹر ہے۔اس میں سے 92.7 فیصد زمین کے استعمال سے متعلق اعداد وشمار دستیاب ہیں۔زمین کے استعمال کے بارے میں ریاستوں سے دستیاب اعداد وشمار کے مطابق 51-1950 میں 404.8 لاکھ ہیکٹر زمین پر جنگل تھے،جب کہ 1996.97 میں یہ بڑھ کر 687.5 لاکھ ہیکٹر ہوگیا۔اس عرصہ میں بوئی جانے والی زمین 1187.5 لاکھ ہیکٹر سے بڑھ کر 1428.20 لاکھ ہیکٹر ہوگئی۔فصلوں کی اقسام کے لحاظ سے اگر غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ کھیتی والے کل علاقوں میں غیر اناج کے مقابلے اناج کی کھیتی زیادہ ہوتی رہی ہے۔مگر اناج کی کھیتی جو 51-1950 میں 76.7 فیصد زمین پر ہورہی تھی۔وہ 96-1995 کے دورن کم ہوکر 66.6 رہ گئی۔

بیج

مختلف زرعی آب وہوائی علاقوں میں زرعی پیداوار اور پیداواری میں مستقل افزائش کے لئے بیج اہم اور بنیادی عنصر ہے۔معیاری بیج پروگرام تقریباً تین دہائی پہلے شروع کیا گیا تھا۔ساتویں دہائی کے شروع میں ملک میں اچھے قسم کے بیجوں کی مقدار کچھ ہزار کنٹل ہی تھی۔ہندوستانی بیج پروگرام بڑے پیمانے پر بیج کی افزائش کے لئے محدود پیڑھی سسٹم سے وابستہ رہا ہے۔اس میں بیج کی تین پیڑھیاں تسلیم کی گئی ہیں۔نسل کشی،بنیادی اور تصدیق شدہ بیج،اس کے تحت بیج کی افزائش کی کڑی میں نسل کشی سے لے کر کسانوں تک بیج کی پہنچ کے دوران کوالٹی کو یقینی بنانے کے لئے خاطر خواہ تدابیر کی گئی ہیں۔96-1995 سے 2000-1999 کے

دوران کسانوں کو تقسیم کی گئی تصدیق شدہ کوالٹی بیج کی مقدار اور 2000-2001 کے لئے نشانے نیچے ظاہر کئے گئے ہیں۔

سال	تصدیق شدہ بہتر قسم کے بیج تقسیم (لاکھ کوئنٹل میں)
1995-96	69.90
1996-97	73.27
1997-98	75.60
1998-99	84.97 (تخمینی)
1999-2000	91.00 (تخمینی)
2000-2001	100.00 (ہدف)

بیج صنعت کا ڈھانچہ

بھارتی بیج پروگرام میں مرکزی اور ریاستی حکومتیں ہندوستانی کونسل برائے زرعی ریسرچ، ایس۔ اے۔ یو سسٹم اور عوامی سیکٹر ،کوآپریٹیو سیکٹر اور نجی اداروں کا تعاون شامل ہے۔ اس سیکٹر میں دو قومی سطح کے کارپوریشن جیسے ہندوستانی ریاستی فارم کارپوریشن اور قومی بیج کارپوریشن (NSC) 13 ریاستی بیج کارپوریشنس اور نجی سیکٹر کی تقریباً 100 اہم بیج کمپنیاں کام کر رہی ہیں۔ کوالٹی کو کنٹرول کرنے اور تصدیق کے لئے 20 ریاستی بیج سرٹیفکیشن ایجنسیاں (SSCAS) اور 96 ریاستی بیج جانچ کرنے والی تجربہ گاہیں (SSTLS) ہیں۔ بیجوں کی پیداوار اور تقسیم میں نجی سیکٹر نے، خاص طور سے 1988 کی نئی بیج پالیسی اپنائے جانے کے بعد سے اہم کردار ادا کرنا شروع کر دیا ہے مگر منظم بیج سیکٹر کی شکل میں، خاص کر اناج کی فصلوں اور اناج کے بیجوں کے سیکٹر میں عوامی سیکٹر کا تسلط برقرار ہے۔

قانونی انتظام اور پالیسی

ملک میں فروخت کئے جانے والے بیجوں کی کوالٹی کو کنٹرول کرنے کے لئے 1966 کا بیج ایکٹ قانونی بندوبست کرتا ہے۔ ایکٹ میں رضاکارانہ بنیاد پر بیجوں کی تصدیق کے سسٹم کا اہتمام ہے۔ ایکٹ میں یہ شرط بھی ہے کہ بیجوں کی مختلف قسموں کا اعلان کیا جائے۔ ایسا کرنا سرٹیفکیشن کی پیشگی شرط ہے۔

مرکزی بیج کمیٹی اور اس کی مختلف ذیلی کمیٹیاں و مرکزی بیج سرٹیفکیشن بورڈ، ایکٹ کے تحت قائم اہم ایجنسیاں ہیں جو اس کے انتظام سے متعلق سبھی معاملوں اور بیجوں کی کوالٹی پر کنٹرول کے لئے ذمہ دار ہیں۔

کسانوں کو معیاری بیجوں کی یکساں تقسیم کو یقینی بنانے کے لئے بیج کو 1955 کے لازمی اشیاء ایکٹ کے تحت ضروری اشیاء میں شامل کیا گیا ہے۔ حکومت ہند نے بیجوں پر کنٹرول رکھنے کے لئے 1983 میں بیج (کنٹرول) احکام جاری کیا تھا۔

کسانوں کے حق میں بیجوں کی برآمد کو بڑھاوا دینے کے لئے بیج برآمد کرنے کے عمل کو آسان بنایا گیا ہے۔ نجی طور پر تیار قسموں رسیل دار بیجوں کی بھی آزادانہ برآمد کی اجازت دی گئی ہے، بشرطیکہ قدرتی آفت سے کوئی ہنگامی صورت حال پیدا نہ ہوئی

ہواور ملک کی گھریلو مانگ پوری کرنے کے لئے بیج ضروری نہ ہو۔ بیج کی پیداوار کو منظم کرنے کی غرض سے اہم برآمدی آرڈر پر بنا کسی ممانعت کے برآمد کی اجازت دی جاتی ہے دوسرے معاملوں میں برآمد۔ درآمد پالیسی کی شرائط کے مطابق برآمد کی کھیتی حد مقرر کی گئی ہے۔

قومی بیج پراجکٹ۔III (این ایس پی۔III) کے تحت ایس ایس سی، ایس ایس سی اے اور ایس اے یو رہندوستانی زرعی کونسل کو بنیادی ڈھانچے کے فروغ کے لئے امداد دی جاتی ہے تاکہ کسانوں کو کوالٹی بیج فراہم کرنے کے عمل کو یقینی بنایا جاسکے اور بیج کوالٹی کنٹرول پروگرام میں پوری طرح سے بہتری لائی جاسکے۔

بیج ایکٹ کے مقاصد کو دھیان میں رکھتے ہوئے 3 اپریل 2000ء تک کے دوران بیج ایکٹ کے مقصد کے لئے مختلف فصلوں کی 2832 قسموں کا اعلان کیا گیا اور 191 کو منسوخ کیا گیا ہے کیونکہ وہ قدیم اور غیر مروج ہوگئی تھیں۔

پودوں کے اقسام اور کسانوں کے حقوق کے تحفظ کا قانون

بھارت عالمی تجارتی تنظیم (W.T.O) کا ممبر ہے۔ اس کے تحت ''ٹرپس معاہدے'' کی شرط پوری کرنے کے لئے حکومت 'سوئی جینر یس سسٹم'، کے بارے میں ایک قانونی مسودہ تیار کر رہا ہے تاکہ بھارت کی مخصوص پودوں کے اقسام اور کسانوں کے حقوق کا تحفظ کیا جاسکے۔ اس قانون کو بنانے کے لئے پودوں کی نسلیں، تحفظ قانون کی پابندی کے لئے ایک نئی مرکزی اسکیم بھی تیار کی جاچکی ہے۔ پودوں کی نسلیں اور کسانوں کے حقوق کے تحفظات ایکٹ کو وزارت کی منظوری مل جانے کے بعد اس کی پرکھ کے لئے پارلیمنٹ کی جوائنٹ کمیٹی کے حوالے کیا گیا۔

کھاد

کھادوں میں سب سے زیادہ استعمال یوریا کا ہوتا ہے۔ اس کی قیمت، تقسیم اور ایک جگہ سے دوسری جگہ تک لے جانے پر حکومت کا کنٹرول ہے اس کی فروخت قیمت اور ہر ایک کارخانے کی لاگت (ری ٹنشن قیمت) کے درمیان کے فرق کے برابر سرکار یوریا پیدا کاروں کو ری ٹنشن قیمت اور سبسڈی (آر۔ پی۔ ایس) اسکیم کے تحت دی جاتی ہے۔

اس طرح درآمد یوریا پر بھی سرکار سبسڈی دیتی ہے۔ سرکاری فراہمی اسکیم کے تحت مقررہ جگہوں پر یوریا بھیجنے کے لئے سرکار پیدا کاروں کو کرایہ بھی ادا کرتی ہے۔ سال 99-1998 اور 2000-1999 میں حکومت نے آر۔ پی۔ ایس اسکیم کے تحت بالترتیب 7,597.22 کروڑ روپے اور 8,744.17 کروڑ روپے خرچ کئے۔

اناج کی پیداوار میں کھادوں کے استعمال کا اہم رول ہے۔ 2000-1999 کے دوران 167 لاکھ ٹن کیمیائی کھادوں کی کھپت کا امکان ہے۔ 99-1998 میں 168 لاکھ ٹن کھاد کام میں لائی گئی تھی۔ جن میں تغذیہ نائٹروجن (این)، فاسفیٹ (پی) اور پوٹاش (کے) والے زرخیز آور شامل ہیں۔

93-1992 کے دوران کنٹرول سے آزاد فاسفیٹ اور پوٹاش کھادوں کی رعایتی شرح پر فروخت کی ایک خاص اسکیم کے تحت ڈی اے پی اور ایم او پی کھادوں پر 1,000 روپئے فی ٹن کی رعایت دی گئی اور تناسب میں مرکب کھادوں پر چھوٹ دی گئی۔ غیر کنٹرول کھادوں کے دام ابھی بھی زیادہ مانے گئے ہیں، اس لئے بعد کے برسوں میں رعایت میں اضافہ کیا گیا جسے مندرجہ ذیل جدول میں دکھایا گیا ہے۔

رعایت کی شرح (روپے فی ٹن)

پیداوار	1-4-1999 30-6-1999	1-7-1999 سے 30-9-99 تک	1-10-99 سے 31-12-99 تک	1-1-2000 31-3-2000 تک
گھریلو ڈی۔اے۔پی	4,150	4,250	4,300	4,450
درآمد شدہ ڈی۔اے۔پی	3,100	3,250	3,250	-
ایم۔او۔پی	3,250	3,300	3,300	-
ایس۔ایس۔پی	900	900	900	900
مرکب	2,333-3,934	2,656-4,024	2,419-4,063	-

قیمتوں کا کنٹرول ہٹادئے جانے کے بعد ان کھادوں کی زیادہ سے زیادہ خوردہ قیمتیں (ایم۔آر۔پی) ریاستی حکومتوں کے ذریعہ ظاہر کی جانے لگیں اور مرکز (ڈی۔اے۔سی) ریاستی حکومتوں کے ذریعہ جاری رعایتوں سے متعلق رسیدوں کی ادائیگی کر دیتا تھا۔ اپریل 1997 سے ڈی۔ایس۔سی۔ خود ایم۔آر۔پی کو ظاہر کرتا ہے اور یہ پورے ملک میں یکساں لاگو ہے اس سے تفصیل مندرجہ ذیل جدول میں دی گئی ہے۔

پیداوار	1-4-1997 سے 28-2-2000 (روپیہ فی میٹرک ٹن)	29-2-2000 سے (روپیہ فی میٹرک ٹن)
ڈی۔اے۔پی	8,300	8,900
ایم۔او۔پی	3,700	4,255
مرکب	6,200-8,000	6,620-8,250

ایس۔ایس۔پی۔ کی قیمت اب بھی ریاستی حکومت اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے ذریعہ طے کی جاتی ہیں۔

کھادوں پر سے کنٹرول ہٹائے جانے کے بعد فاسفیٹ اور پوٹاش کھادوں کی قیمت میں تیزی سے اضافہ ہوا جس سے ان کھادوں کے استعمال میں کمی آئی اور نائٹروجن، فاسفیٹ، پوٹاش کے استعمال کا تناسب بڑھ کر 9.5: 3.2:1 ہوگیا۔ 1997-98 میں کھادوں پر دی جانے والی رعایت میں اضافہ اور کچھ دوسری پابندی ہٹائے جانے کی وجہ سے فاسفیٹ اور پوٹاش کھادوں کی کھپت میں اہم اضافہ ہوا ہے۔ نتیجے کے طور پر نائٹروجن، فاسفیٹ، اور پوٹاش کے استعمال کا تناسب کافی بہتر ہوگیا۔

1996-97 10.0:20.9:1 کے مقابلے میں بہتر ہو کر سال 1999-2000 میں نائیٹروجن فاسفورس اور پوٹاش کا تناسب 6.9:2.7:1 تھا 1997-98، 1998-99 اور 1999-2000 کے لئے رعایت کی اس اسکیم پر بالترتیب 2,576 کروڑ 3,789.94 کروڑ اور 4,500 کروڑ روپے خرچ کئے گئے۔ سال 2000-2001 کے بجٹ میں اس مد کے لئے 4,093 کروڑ روپے کا اہتمام کیا گیا۔

حکومت ہندوستان کھادوں کے متوازن اور منضبط استعمال کے لئے مرکز کی حمایت یافتہ ایک اسکیم چلا رہی ہے۔ اس کا

متقصد کمپوسٹ، ہری کھاد اور بایو کھادوں کے ذریعہ غذائیت والے عنصر کے نامیاتی ذرائع کو شہرت دینا ہے۔اس پروگرام کے تحت آٹھویں منصوبے کے دوران کھادوں 21، بیج،9 مٹی 147 اور بایو کھادوں 12 جیسے درآیدوں کے تجربے کے لئے 189 تجربہ گاہوں کو بہتر بنانے اور 21 میکانکی کمپوسٹ پلانٹ لگانے کے لئے امداد فراہم کی گئی۔اس کے علاوہ اسکیم کے تحت چھوٹے غذائیت والے اجزاء کے متعلق 25,480 مقامات پر نمائش اور تربیت کا اہتمام کیا گیا۔ساتھ ہی، بایو کمپوسٹنگ کے متعلق بھی 1124 مقامات پر تربیت دی گئی۔ہندوستانی کونسل برائے زرعی تحقیق کی مدد سے ریاستی مٹی جانچ تجربہ گاہوں کے ذریعہ 400 فرنٹ لائن مظاہرے کئے گئے،جن میں مٹی کی جانچ کی بنیاد پر یہ واضح کیا گیا کہ کھادوں کے استعمال کا فصل پر کیا اثر پڑتا ہے۔ اسکیم کے ان اجزاء کو لاگو کرنے کے لئے مختلف ریاستی حکومتوں کو آٹھویں پانچ سالہ منصوبے کے دوران 78 .18 کروڑ روپئے جاری کئے گئے۔نویں منصوبہ لاگو لئے جانے کے لئے اسکیم منظور کی گئی ہے جس کے لئے 46.11 کروڑ روپئے جاری کئے گئے ہیں اس اسکیم کے تحت شہری کچرے سے کمپوسٹ کھاد بنانے کے پلانٹ لگائے جائیں گے 2000-1999 اور 98-1997 کے دوران اس اسکیم کے تحت ترتیب اور سیمناروں کے انعقاد کے علاوہ، 143 مٹی جانچ کی تجربہ گاہیں اور 4 میکانکی کمپوسٹ پلانٹ لگانے کے لئے رقوم تقسیم کی گئیں۔

حکومت ہند بایو کھادوں کے فروغ اور استعمال کے بارے میں عوامی سیکٹر کے تحت قومی پراجیکٹ چلا رہی ہے۔اس پراجیکٹ کے تحت اتر پردیش میں واقع غازی آباد میں ایک قومی بایو کھاد ترقی سینٹر اور بنگلور، بھونیشور، حصار، امپھال، جبلپور اور ناگپور میں چھ علاقائی سینٹر قائم کئے گئے ہیں۔اس وقت یہ سینٹر مقررہ ہدف کے مطابق ہر سال 375 میٹرک ٹن بایو کھادوں کی پیداوار اور تقسیم کر رہے ہیں۔99-1998 کے دوران 14 تربیتی کورسیس اور 42 فیلڈ مظاہرے تربیتی کورس اور 68 علاقائی کسان میلے کا اہتمام کیا گیا۔

اس اسکیم کے تحت ریاستی حکومتوں پر حکومت انڈر ٹیکنکس کو 150 میٹرک ٹن سالانہ صلاحیت والی بایو کھاد پیدا کرنے والی اکائیاں لگانے کے لئے 20 لاکھ روپئے بی۔جی۔اے ذیلی سینٹروں کو بہتر بنانے کے لئے 1.5 لاکھ روپئے امدادی رقم کے طور پر دئے جاتے ہیں۔2000-1999 کے دوران ریاستی حکومتوں ادارہ جاتی ایجنسیوں کی 19 بایو کھاد اکائیاں لگائی گئیں اور ان کے لئے 159 لاکھ روپئے امدادی رقم پہلی قسط کی شکل میں جاری کئے گئے۔حکومت کی مدد سے ملک میں 22 جاتی کھادوں کی پیداواری اکائیوں کے لئے رقوم کا اہتمام کیا ہے۔اب تک 10,075 سالانہ بایو کھاد کی پیداوار کی صلاحیت حاصل کی جا چکی ہے۔نویں پانچ سالہ منصوبے میں بھی 19.30 کروڑ روپئے کی لاگت سے اس اسکیم کو لاگو کیا جا رہا ہے۔

حکومت نے ضروری اشیا ایکٹ، 1955 کے تحت جاری 1985 کے کھاد کنٹرول آرڈر کے ذریعہ پورے ملک میں فروخت کی جا رہی کھادوں کی تفصیل اور ان کے نمونے جمع کرنے ونمونوں کے جائزے کے طریقوں کا تعین کیا ہے۔اس میں کھادوں کی تجارت اور تقسیم پر کنٹرول کے لئے عمل درآمد ایجنسیاں قائم کرنے کا بھی اہتمام ہے۔مختلف ریاستوں میں کھادوں کی کوالٹی کی جانچ کے لئے 64 تجربہ گاہیں ہیں۔ان سبھی تجربہ گاہوں کی کل سالانہ تجربے کی صلاحیت 1,11,400 کھاد نمونوں کی جانچ کی گئی ہے۔مرکزی کھاد کوالٹی کنٹرول اور تربیتی اداروں کو مضبوطی فراہم کرنے کے یئے حکومت چوتھے پانچ سالہ منصوبے سے عوامی سیکٹر کی ایک مرکزی اسکیم چلا رہی ہے۔نویں پانچ سالہ منصوبے میں اس پروگرام کو 6.80 کروڑ روپئے کی لاگت سے چلایا جا رہا ہے۔یہ ادارہ ریاستوں کے عمل درآمد افسروں، کھاد کا تجربہ کرنے والوں، ترقی پذیر ممالک سے تربیت کے لئے آنے والے افراد کے لئے تربیتی کورس چلاتا ہے۔آٹھویں پانچ سالہ منصوبے کے دوران فرید آباد میں واقع مرکزی کھاد کوالٹی کنٹرول اور تربیتی اداروں اور اس کی علاقائی تجربہ گاہوں نے کل 34,662 کھاد کے نمونوں کی جانچ کی اور کھاد انسپکٹروں اور تجزیہ نگاروں کے لئے 61 تربیتی پروگرام۔178 اختیاری کورس اور 105 ڈیلر تربیتی پروگرام چلائے۔کھاد ڈیلروں کے لئے تربیتی کورسز ریاستی حکومتوں

اور کھاد صنعتوں کی مدد سے بھی چلائے جا رہے ہیں۔

مٹی اور پانی کا تحفظ

ملک میں زرعی پیداوار بڑھانے کے لئے مٹی اور پانی کے تحفظ کے لئے تدابیر بہت اہم ہیں۔ اس طرح کے پروگرام سب سے پہلے پہلے پانچ سالہ منصوبے کے دوران شروع کئے گئے تھے۔ ان کے تحت شروع سے ہی آنے والی دشواریوں کی شناخت، کرنے کی تکنیک کا فروغ، صحیح قانون بنانے، اور قانونی رابطہ کمیٹی کی تشکیل پر زور دیا گیا۔ مٹی اور پانی کے تحفظ کے کام کاج میں کوئی خیالی تبدیلی نہیں آئی ہے۔ لیکن مختلف پانچ سالہ منصوبے کے دوران پروگرام کے خیال میں کافی تبدیلی آئی ہے۔

حال میں ندی گھاٹی پراجیکٹ کے تحت 34 آب گیروں کے کل 719.5 لاکھ ہیکٹر آبگیروں کے علاقے میں سے 180.2 لاکھ ہیکٹر زمین میں ندی گھاٹی پراجیکٹ نافذ کے جا رہے ہیں۔ مٹی اور پانی کے تحفظ کے لئے آٹھویں پانچ سالہ منصوبے تک 43.5 لاکھ ہیکٹر زمین کو ٹھیک کیا گیا۔ اس طرح سیلاب کے خدشے والی ندیوں کے 12 آبگیروں کے کل 2,408 کروڑ ہیکٹر علاقے میں ایک اسکیم چلائی جا رہی ہے۔ اس کے تحت کل 75.6 لاکھ ہیکٹر ٹھیک کئے جانے کے لائق زمین ہے۔ جس سے 1999-2000 کے آخیر تک 9.6 لاکھ ہیکٹر علاقے کو ٹھیک کیا گیا۔

ساتویں پانچ سالہ منصوبے کے دوران پنجاب، ہریانہ، اور اتر پردیش میں الکلی مٹی سدھار کی مرکزی حمایت یافتہ اسکیم شروع کی گئی تھی۔ آٹھویں پانچ سالہ منصوبے کے دوران اس اسکیم کی توسیع گجرات، مدھیہ پردیش، اور راجستھان میں کی گئی۔ اس کا ہدف الکلی مٹی کو زیادہ سے زیادہ پیداوار کے لائق بنانے کے لئے اس کی طبعی حالت اور پیداواری سطح میں سدھار لانا ہے۔ اسکیم کے اہم اجزاء میں آبپاشی کے پانی کی فراہمی کو یقینی بنانا، کھیتوں کے ترقیاتی کام جیسے زمین کو ہموار کرنا، پشتہ لگانا، اجتماعی نکاس نظام، اصلاح زمین نافذ کرنا، نامیاتی کھاد کے استعمال وغیرہ شامل ہیں۔ 1999-2000 آخیر تک ملک کی کل 35.8 لاکھ ہیکٹر الکلی زمین میں سے 6.5 لاکھ ہیکٹر زمین کو زیر کاشت لایا گیا۔

الکلی زمین کو کاشت کے لائق بنانے اور ترقی کے لئے 85.80 لروڑ کی تخمینہ لاگت سے ایک اور پراجیکٹ اتر پردیش اور بہار میں یورپی اقتصادی کمیونٹی (EEC) کی مدد سے شروع کیا گیا ہے۔ اس میں حکومت ہند کی حصہ داری 6.88 کروڑ روپئے کی ہے۔ یہ پراجیکٹ 1993-94 میں شروع ہوا اور اس کے 2001ء پورا ہونے کی امید ہے۔ سات سال کی مدت میں اس پراجیکٹ کے تحت 15,000 ہیکٹر الکلی زمین کو کاشت کے قابل بنانا ہے، جس میں سے 1999-2000 کے آخیر تک 30,825 ہیکٹر زمین کی اصلاح کی جا چکی ہے۔

سات شمالی مشرقی ریاستوں کے جھوم کھیتی والے علاقوں میں پن دھار ترقی اسکیم آٹھویں پانچ سالہ منصوبے کے دوران 1994-95 میں شروع کی گئی تھی۔ سو فیصد مرکزی مدد والی اس اسکیم کے لئے 45 کروڑ روپئے کا خرچ مقرر کیا گیا تھا۔ اسکیم کا ہدف پن دھارا کی بنیاد پر جھوم علاقوں کو پوری طرح سے فروغ دینا ہے۔ اس اسکیم میں 1996-97 سے تیزی آئی ہے۔ آٹھویں پانچ سالہ منصوبے کے دوران شمالی مشرقی ریاستوں میں اصلاح پیکج کے ذریعہ 81 ہزار ہیکٹر زمین کو کاشت کے قابل بنایا گیا 40.826 کروڑ روپے جاری کئے گئے۔ مارچ 1997 تک 71 ہزار ہیکٹر زمین کو ٹھیک کیا گیا۔ جس پر 31.737 کروڑ روپئے خرچ ہوئے۔ نویں پانچ سالہ منصوبے کے تحت مخصوص قطعہ، زمین کی آبی، اقتصادی وسماجی حالات کو دیکھتے ہوئے ترمیمی عام ہدایت کے تحت اس پروگرام کو نافذ کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ نویں پنج سالہ منصوبے کے پہلے 3 سالوں میں 45 کروڑ روپے کے خرچ سے 90 ہزار ہیکٹر زمین کو بہتر بنایا گیا۔

زرعی اوزار اور مشینیں

میکانیکی کھیتی

ملک میں کھیتی کی پیداوار بڑھانے، زرعی کاموں سے متعلق بدمزگی کم کرنے اور کسانوں میں سماجی و اقتصادی فرق کو دور کرنے کی غرض سے ترقی یافتہ اور جدید زرعی مشینیں کسانوں کو فراہم کرانے اور میکانیکی کھیتی کو فروغ دینے کے لئے سرکاری پروگرام شروع کیے گئے ہیں۔ ٹریکٹروں سمیت زرعی مشینیں خریدنے کے لئے کسانوں کو مدد دی جارہی ہے۔ زرعی مشینوں کے لئے انسانی وسائل کی ترقی کے واسطے بنیادی ڈھانچے کی توسیع کی گئی ہے تاکہ زرعی مشینوں کے انتظام، مرمت اور رکھ رکھاؤ، صحیح انتخاب و اس کو چلانے کے لئے تربیت دی جاسکے۔

اس کے علاوہ زرعی مشینوں کی جانچ کی جاتی ہے تاکہ ان کی کارکردگی اور کوالٹی کا جائزہ لیا جاسکے۔ لیکن زرعی مشینوں کی ترقی میں مسلسل اضافے کے باوجود زرعی ترقی میں اس کا فائدہ ہمیشہ ایک جیسا نہیں رہا، کیونکہ زیادہ تر سدھار شمالی ریاستوں اور آبپاشی کی سہولیات والے کچھ علاقوں میں دیکھا گیا ہے۔

مویشیوں اور افرادی قوت کو حالانکہ زراعت میں قوت کا اہم ذریعہ تسلیم کیا جاتا رہا ہے، لیکن بجلی سے چلنے والے اوزار اور مشینوں جیسے ٹریکٹر، جوتائی کرنے والی مشینیں (ٹلر) اور فصل کی کٹائی کرنے والی مشینوں کی کھیتی کی میکانیت میں اہم کردار ہے۔ اس وقت ملک میں ایسے بہت قسم کے ٹریکٹر اور اچھی کوالٹی والی مشینیں ملنے لگی ہیں۔ جن میں ایندھن بہت زیادہ نہیں لگتا۔ حکومت کی کوششوں سے کسانوں کے ذریعہ زرعی مشینوں کے استعمال میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ 2000-1999 کے دوران ٹریکٹروں اور بجلی سے چلنے والی مشینوں (پاور ٹلر) کی پیداوار اور بکری میں ریکارڈ اضافہ ہوا ہے۔ اس دوران 2,73,273 ٹریکٹر اور 16,831 پاور ٹلروں کی فروخت ہوئی۔ دوسرے زرعی اوزاروں کی تعمیر اور استعمال میں بھی کافی اضافہ ہوا ہے۔

نویں پانچ سالہ منصوبے کے دوران آدمی یا بجلی سے چلنے والے ترقی یافتہ اوزاروں اور چھوٹے چھوٹے ٹریکٹروں کو عام بنانے پر زور دیا جارہا ہے۔ پانی کے انتظام میں پانی کی بچت کرنے والی تدبیروں جیسے چھڑکاؤ اور آبپاشی کے نظام کی طرف خاص توجہ دی گئی ہے۔ اس کے لئے تالابوں، دالوں اور باغبانی کے فروغ پروگراموں کی حوصلہ افزائی دی گئی ہے۔ نئے اور کوالٹی کے زرعی اوزار بنانے کے لئے ابتدائی نمونوں اور ان کے جکس اور فکسچر کے صنعتی ڈیزائن کو ترقی دی جارہی ہے۔ ان اسکیموں سے ملک میں زرعی مشینری کو فروغ دینے کے راستے میں حائل مشکلات کو دور کیا جاسکے گا۔

فارم مشینری تربیت اور جانچ ادارے

بدنی (مدھیہ پردیش)، حصار (ہریانہ) گرلاڈنے (آندھرا پردیش) اور وشوناتھ چرپالی (آسام) میں فارم مشینری کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں ہر سال تقریباً 3,500 کارکنوں کو تربیت دینے اور 70 مشینوں کی جانچ کی صلاحیت ہے۔ ان اداروں کے قیام کے بعد سے 60,266 سے زیادہ کارکنوں کو تربیت دی جاچکی ہے اور تقریباً 1,495 مشینوں کی جانچ کی جاچکی ہے۔ 2000-1999 کے دوران ان اداروں نے 3,638 کارکنوں کو تربیت دی اور 84 مشینوں کی جانچ کی۔

چھوٹے کسانوں میں زرعی میکانیت کو بڑھاوا دینا

مرکزی حمایت یافتہ اس اسکیم کے تحت کسانوں، ان کی جماعتوں، رجسٹرڈ کوآپریٹو سوسائٹیوں، زرعی قرض

سوسائٹیوں، کثیرالمقاصد زرعی سوسائٹیوں کو 30 ہارس پاور تک کے ٹریکٹر خریدنے اور اس کے متعلقہ ساز و سامان خریدنے کے لئے 30 فی صد تک سبسڈی دی جاتی ہے۔ جس کی زیادہ سے زیادہ حد 30,000 روپئے ہے۔ یہ اسکیم 93-1992 میں شروع کی گئی تھی۔ اس کا ہدف کسانوں میں زرعی میکانیت کو فروغ دینا ہے اور مختلف زرعی مشاغل سے متعلق بدمزگی کو کم کرنا ہے۔ دوران اس اسکیم کے تحت ٹریکٹروں پر اعانت دینے کے لئے ریاستوں/یونین علاقوں کو 1,577.10 لاکھ روپئے جاری کئے گئے۔ 2001-2000 کے دوران اسکیم کے تحت 5,200 ٹریکٹروں پر اعانت دینے کے لئے 15.60 کروڑ روپئے کا اہتمام کیا گیا۔

محکمہ نے نویں پانچ سالہ منصوبے کے دوران دو نئی اسکیمیں شروع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ہر زرعی اقتصادی علاقے کے متعلق مطالعہ کرانا اور طویل مدت کے لئے میکانیتی حکمت عمل تیار کرنا۔ ان اسکیموں کے لئے 2001-2000 کے دوران بالترتیب 130 لاکھ روپئے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

ریاستی زرعی صنعت کارپوریشن

زرعی کاموں کے لئے مختلف صنعتی ساز و سامان تک کسانوں کی پہنچ بڑھانے میں ترغیبی کردار ادا کرنے کے لئے ریاستی زرعی صنعت کارپوریشن کا قیام عمل میں آیا ہے۔ ان کارپوریشنوں نے زرعی اوزاروں اور مشینوں کی تعمیر اور مارکیٹنگ کا کام شروع کرکے اپنی سرگرمیوں کی توسیع کی ہے۔ ان کارپوریشنوں کا بکری کے بعد خدمات فراہم کرنے اور زراعت پر مبنی صنعتوں کی ترقی اور انہیں بڑھاوا دینے میں اہم کردار ہے۔ حکومت ہند کی اکوئی حصہ داری 17 ریاستی زرعی صنعت کارپوریشنوں کو قائم کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ منی پور اور پانڈیچری کی حکومتوں نے مرکزی حکومت کی اکوئی حصہ داری کے بنا ہی اپنے ریاستی زرعی صنعت کارپوریشن قائم کئے ہیں - 98-1997 کے دوران سبھی 15 ریاستی زرعی صنعت کارپوریشنوں کا مشترکہ کاروبار 2,098.84 کروڑ روپئے کا رہا جب کہ 96-1995 میں یہ 1,567.99 کروڑ روپئے کا تھا۔

پودے کی حفاظت

ساتویں پانچ سالہ منصوبے سے پود حفاظتی حکمت عملی کو نئی شکل دی گئی اور کیڑے مکوڑوں کے لئے ایک مربوط انتظام کو پودے کی حفاظت کا اصل اصول اور بنیاد بنایا گیا۔ کیڑے مکوڑوں کے لئے مربوط انتظام کا مطلب ہے ماحول کے مطابق طریقے اپنانا اور کیڑوں پر قابو پانے کے لئے متبادل کھیتی کے طریقوں اور میکانکی، حیاتیاتی تدابیر کے ذریعہ سے خطرناک کیمیائی کیڑا کش دواؤں کے استعمال میں کمی لانا، انسانی وسائل کی ترقی پر زور دینا اس پروگرام کی اہم خصوصیت ہے۔ اس ہدف کو پانے کے لئے حکومت ہند نے فارمرس فیلڈ اسکول (FFSs) کے ذریعہ چاول سبزیوں، تلہنوں، دلہنوں اور کپاس میں کیڑے مکوڑے کے مربوط انتظام کی تربیت دینے کے لئے 518 مظاہرے (نمونے کے طور پر کھیتی کرنا) کئے۔ اس اسکیم میں F.F.S کے ذریعہ 26,765 زرعی توسیع افسروں اور 1,87,283 کسانوں کو مختلف طریقوں کی تربیت دی گئی۔ ریاستی زرعی اکائیوں نے مقامی ضرورتوں کی بنیاد پر 5 خریف اور 14 ربیع فصلوں کے لئے کیڑے کنٹرول انتظامی پروگرام تیار کئے ہیں اور انہیں نافذ کیا ہے۔

باہری کیڑوں اور بیماریوں کو ملک میں آنے سے روکنے کے لئے، پود حفاظتی قرطینہ کا کام شروع کیا جاتا ہے۔ اس کے تحت گھریلو پود قرطینہ تدابیر کے ذریعہ ملک میں پہلے سے موجود غیر ملکی کیڑوں اور بیماریوں پر قابو پانے اور ان کا صفایا کرنے کی کوششیں کی گئیں۔ اس ہدف کو پانے کے لئے تباہ کن کیڑوں اور وبا قانون-1914 (ڈی-آئی-پی-ایکٹ) اور اس کے تحت جاری پود، پھل اور بیج (ہندوستان درآمد ریگولیشن) آرڈر 1989 کی شرائط لاگو کی گئیں اور برآمد کے قابل پود سامان کے لئے

زراعتی پیداوار

(لاکھ ٹن میں)

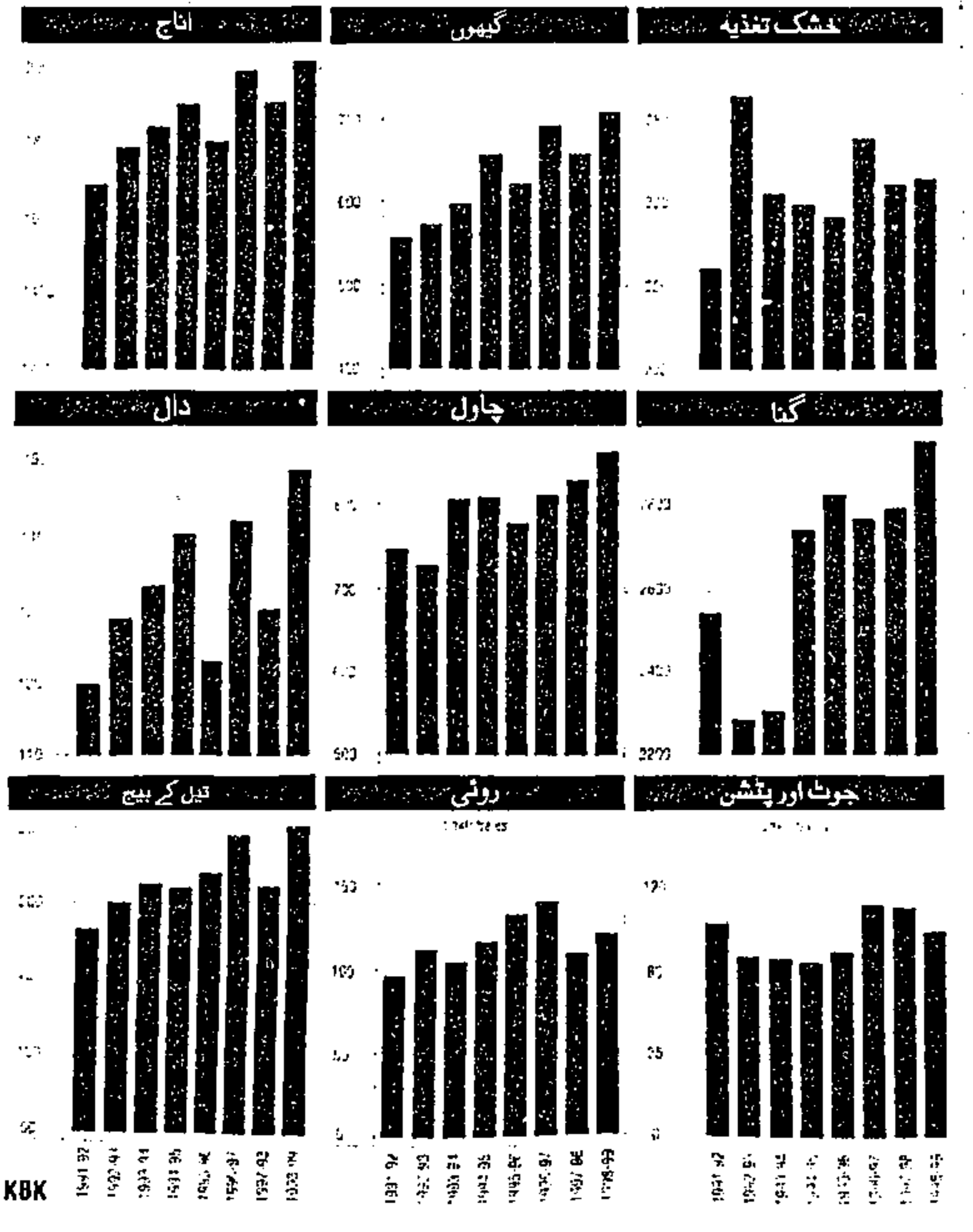

نباتات صفائی سند جاری کی گئیں اور درآمد کئے گئے پودوں اور پودسامان کے درآمد کے بعد قرطینہ کی تدابیر کی گئیں۔اس کے علاوہ بیج فروغ کی نئی پالیسی کے ضمن میں نشاندہی کئے ہوئے پودوں اور روپائی سامانوں کے معاملے میں داخلے کے بعد قرطینہ سے متعلق نگرانی اور جانچ کا کام خصوصی جانچ اتھارٹیوں (P.L.A) کو سونپا گیا ہے جن میں ریاستی زرعی یونیورسٹیوں کے سائنس داں ہوتے ہیں۔

درآمد کے لئے فوٹوسینٹری سند پودوں کے قرطینہ مرکز سے جاری کئے جاتے ہیں۔حیدرآباد میں واقع قومی پودحفاظتی تربیتی ادارے نے 2000-1999 کارکنوں کو تربیت دینے کے لئے طویل مدتی مختصر مدتی 27 پودحفاظتی پروگرام منعقد کئے۔ٹڈیوں کے داخلے پر نظر رکھنے کے لئے ٹڈیوں کے خدشے والے ممالک اور اناج زرعی تنظیم کے ساتھ رابطہ رکھا گیا ہے۔ٹڈیوں کے خطرات سے آگاہی والی تنظیم کے بھارت میں 5 دفاتر اور 23 چوکیاں ہیں۔ان سے راجستھان، گجرات اور ہریانہ کے دولاکھ اسکوائر کلومیٹر علاقے میں ٹڈیوں کی نگرانی کی جاتی ہے۔

بارش پر منحصر علاقوں کے لئے قومی پن دھارا پراجیکٹ

یہ پراجیکٹ 1991 میں 25 ریاستوں اور دو یونین علاقوں میں شروع کیا گیا۔اس کا مقصد بارش پر منحصر علاقوں میں نباتات کی پیداوار بنائے رکھنا اور ماحولیاتی توازن قائم رکھنا ہے۔اس میں جن باتوں پر خاص زور دیا گیا ہے یہ ہیں۔(1) قابل کاشت اور بنجر زمینوں کو بہتر بنانے کی تدابیر (2) نالوں کی صفائی (3) قابل کاشت اور بنجر علاقوں میں کثیر فصلی رلی جلی رپٹیوں میں کھیتی جس میں پھلی دار فصلوں پر زیادہ زور دلیان نامیاتی کاشت، خشک زمین باغبانی، زرعی جنگلی بانی، چارگاگاہ، مالی مویشی منتظمہ اور گھریلو پیداواری سسٹم، اس پراجیکٹ میں عوامی حمایت اور مشترکہ وسائل کے انتظار وغیرہ کو یقینی بنانے کے لئے معقول اداری انتظامیہ کا بھی اہتمام ہے جو آبگیر علاقوں رگاؤں کی خصوصی اداروں کی مدد کرتا ہے۔

قومی پن دھارا ترقی پراجکٹ میں زیادہ سے زیادہ لامرکزیت اور عوام کی حصہ داری ٹکنالوجی کا انتخاب اور ادارہ جاتی انتظامیہ میں زیادہ لچیلے پن کو یقینی بنانے کے لئے اس میں کافی کچھ ترمیم کی گئی ہے تاکہ یہ طویل مدت تک چل سکے۔آٹھویں پانچ سالہ منصوبے میں 43 لاکھ ہیکٹر زمین کو فروغ دیا گیا جو 2554 پن دھارا علاقوں میں چلائے گئے پراجکٹوں کا نتیجہ ہے۔771-52 کروڑ روپے خرچ کئے گئے۔نویں پانچ سالہ منصوبے میں متعین 1020 کروڑ روپے میں 22.5 لاکھ ہیکٹر علاقے کا ترقیاتی ہدف رکھا گیا ہے۔2000-1999 میں 3.50 لاکھ ہیکٹر علاقے کے لئے 60-186 کروڑ روپے مقرر کئے گئے۔

پن دھارا ترقیاتی فنڈ

مرکزی وزیر برائے مالیاتی امور کے سال 2000-1999 کی تقریر کے مطابق قومی زرعی و دیہی ترقیاتی بینک (نابارڈ) کے تحت ایک پن دھارا ترقیاتی فنڈ قائم کیا گیا۔اس کا مقصد ترجیحی بنیاد پر چنے گئے 100 اضلاع میں عوامی حصہ داری کی بنیاد پر مربوط پن دھارا ترقیاتی پروگرام چلانا ہے۔اس فنڈ میں 200 کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔اسکا استعمال سرکاری، نیم سرکاری اور غیر سرکاری تنظیموں کی سطح پر چلائے گئے اس طرح کے مختلف پروگراموں کو آگے بڑھانے اور انہیں قوت فراہم کرنے کے لئے ضروری متعینہ حالات تیار کرنے پر کیا جائے گا۔اس فنڈ کا استعمال مرکزی حکومت اور ریاستوں سے متعلق وزارت اور محکموں کی ہم آہنگی کے ساتھ ان کی کوششوں کو جاری رکھنے کے لئے کیا جائے گا لیکن اس اپنی الگ شناخت ہوگی اور اس کے لئے مرکزی حکومت کے ذریعہ مالیاتی اور انتظامی اشتراک کیا جائے گا۔اس فنڈ سے نابارڈ کی مدد کا استعمال 14 ریاستوں میں پھیلے پروگراموں کے لئے کئے جانے پر غور کیا گیا ہے اور پہلے مرحلے میں اسکا فنڈ چھ ریاستیں حاصل کریں گی جن میں آندھرا پردیش، مہاراشٹر، گجرات،

مدھیہ پردیش، اڑیسہ اور اتر پردیش شامل ہیں۔

عالمی بینک کی مدد سے چلنے والے پن دھارا ترقی پراجیکٹ

مربوط پن دھارا ترقیاتی پروجیکٹ (IWDP) (کوہستانی علاقے مرحلہ-I اور مرحلہ-II): مربوط علاقائی پن دھارا پراجکٹ (کوہستانی علاقے پہلا اور دوسرا مرحلہ) کے پہلے مرحلے کا کام مارچ 1999 میں پورا ہوگا۔ پہلے مرحلے میں بین الاقوامی ترقیاتی ایجنسی (آئی۔ ڈی۔ اے) کی 665.4 لاکھ ڈالر (285-62 کروڑ روپے) کی قرض امداد سے 1.96 لاکھ ہیکٹر زمین کو بہتر بنایا گیا۔ اب اس پراجیکٹ میں کے دوسرے مرحلے کا کام شروع ہوگیا ہے جس پر 19.3 کروڑ ڈالر (954.60 کروڑ روپے) کی لاگت آنے کا تخمینہ ہے اس کے لئے آئی۔ ڈی۔ اے سے 13.5 کروڑ روپے کا قرض ملے گا۔ دوسرے مرحلے میں ہریانہ، ہماچل پردیش، جموں وکشمیر، پنجاب اور اتر پردیش کے پہاڑی علاقوں میں زرعی پیداوار کے امکانات کو دوبارہ فروغ دیا گیا ہے۔

آسام دیہی ڈھانچہ اور زرعی امداد پراجکٹ

یہ پراجکٹ 1995 سے چل رہا ہے۔ اس پر 567.65 کروڑ روپے کی لاگت کا اندازہ ہے اور یہ 2003 میں مکمل ہو جائے گا۔ اس کا مقصد وسائل کا بہتر استعمال کو غریبی دور کرنا اور زرعی سیکٹر میں افزائش شرح تیز کرنا ہے۔ 2000-1999 میں اس کے لئے 150 کروڑ روپے مخصوص کیا گیا۔

اتر پردیش متنوع زرعی تائیدی اسکیم

عالمی بینک کی تخمینی 16.5 کروڑ امریکی ڈالر (699 کروڑ روپے) کی امداد سے یہ سات سالہ اسکیم شروع کی گئی۔ اس میں زرعی پیداوار بڑھانے، نجی سیکٹر کی ترقی میں حصہ داری کے لئے حوصلہ افزائی کرنے اور بنیادی ڈھانچے کی بہتری کے مقصد سے اب تک اس میں 9.20 کروڑ روپے خرچ کئے گئے ہیں۔ سال 2000-1999 کے لئے 124.55 کروڑ روپے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ ستمبر 1999 تک اس میں سے 7.58 کروڑ خرچ کئے گئے۔

یوروپی اقتصادی کمیونٹی کی مدد سے چلنے والے پراجیکٹ

دون وادی پراجیکٹ

اس پراجیکٹ کا مقصد دون وادی کے ماحول کی مسلسل ہو رہی بے تنزلی کو روکنا ہے۔ پراجیکٹ اپریل 1993 میں شروع کیا گیا تھا اور دسمبر 2001 میں پورا ہو جائے گا۔ اس کے تحت 82.95 کروڑ روپے کی لاگت سے 37,400 کروڑ روپے کے اخراجات ہو چکے تھے۔ 2000-1999 میں اکتوبر 1999 تک 6.44 کروڑ روپے خرچ کئے گئے۔

جرمن کے ' ایف ڈبلیو' امدادی پراجیکٹ

جرمنی کی کے۔ ڈبلیو۔ ایف کی مدد سے کرناٹک میں 53,633 ہیکٹر علاقے کی بہتری کے لئے 56.08 کروڑ روپے (2.4 کروڑ جرمن مارک) کا ایک منصوبہ چلایا جا رہا ہے۔ 1996 سے شروع اس پراجیکٹ میں 6 غیر سرکاری تنظیمیں شامل ہیں اور یہ 2002 تک چلے گی۔ کے۔ ایف۔ ڈبلیو کی مدد سے نابارڈ کے ذریعہ ایک پراجیکٹ مہاراشٹر میں بھی چل رہا ہے۔ کل 19.73

کروڑ روپے کے اس پراجیکٹ میں جرمن امداد 1.2 کروڑ مارک کی ہے۔اسے غیر سرکاری تنظیموں کی سرگرم شراکت سے لاگو کیا
جارہا ہے۔

ڈی۔اے۔این۔آئی۔ڈی۔اے سے مدد یافتہ پراجیکٹ

جامع پن دھارا ترقیاتی پراجیکٹ۔ترونیلولی،تملناڈو

ڈی۔این۔آئی۔ڈی۔اے کی مدد سے یہ پروجیکٹ 91-1990 میں شروع کیا گیا۔اس کا دوسرا مرحلہ 1994 سے چل رہا
ہے۔اس کا مقصد پشت شدہ زمین کو مزید خراب ہونے سے روکنا ہے دیگر مختلف اقسام کی زمینوں کی افزائش اور فائدہ مند استعمال
کرنا اور سروے،وسعت اور تربیت تحفظاتی پٹیوں میں شجرکاری اور نمائش کے لئے پلاٹوں کی تشکیل وغیرہ اس پراجیکٹ کے جزو
ترکیبی ہیں دوسرے مرحلے میں اب تک 19.25 کروڑ روپے خرچ کئے جاچکے ہیں۔

جامع پن دھارا ترقیاتی پراجیکٹ۔رام ناتھ پورم،تملناڈو

یہ پراجیکٹ 95-1994 میں شروع کیا گیا۔اس کا مقصد ترجیحی بنیاد پر چنندہ پن دھارا علاقوں کے کسانوں کو خشک زمین
میں کاشت کاری کرنے،رینج مینجمنٹ،باغبانی،فن جنگل بانی کاموں میں اہل بنانا ہے۔اس پراجیکٹ کے اہم جزو ترکیبی ہیں۔
دیہی پراجیکٹ کمیٹیوں کے لیڈر شپ تیار کرنا،نرسری کی افزائش کرنے کی تربیت۔بورویل رکھ رکھاؤ جتائی اور بیجوں کی پیداوار اور
تقسیم،تحفظاتی پٹیوں،مٹی اور نمی والے پلاٹوں کی تشکیل وغیرہ شامل ہے۔مکمل پروجیکٹ کی لاگت 13 کروڑ روپے ہے۔اس
میں اب تک 8.10 کروڑ روپے خرچ کئے جاچکے ہیں۔

کرناٹک میں جامع پن دھارا ترقیاتی پراجیکٹ

یہ پروجیکٹ ڈی۔اے۔این۔آئی۔ڈی۔اے کی تعاون سے 91-1990 میں شروع کی گئی جس پر 13.35 کروڑ روپے
کی لاگت کا تخمینہ ہے۔اسے کرناٹک کے بیلگاؤں اور دھارواڑ ضلعوں میں لاگو کیا جارہا ہے۔اس میں مٹی اور پانی تحفظ،جنگلوں کو
پھر سے ہرا بھرا بنانا تربیت،سروے،مطالعات اور تحقیقاتی پروگرام شامل ہیں۔ڈی۔اے۔این۔آئی۔ڈی۔اے اس کے
دوسرے مرحلے کے لئے تعاون دینے کو تیار ہو گیا ہے۔دوسرا مرحلہ 1997 سے چل رہا ہے۔اور اس پر 21 کروڑ روپے کی
لاگت کا تخمینہ ہے۔یہ مرحلہ 2004 تک چلے گا اب تک اس پر 1.56 کروڑ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

جامع پن دھارا ترقیاتی پراجیکٹ۔کوراپٹ،اڑیسہ

یہ پروجیکٹ 94-1993 میں لاگو کیا گیا اس کا مقصد متوازن اور مقامی لوگوں کے لئے قابل قبول زمین کے استعمال کا نظام
قائم کرنا اور قدرتی وسائل پر بہت بوجھ ڈالے بغیر دیہی عوام کے معیار زندگی کو بہتر بنانا ہے۔اس پراجیکٹ کی کل لاگت 13.25
کروڑ روپے ہے اور اس پر 7.08 کروڑ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

جامع پن دھارا ترقیاتی پراجیکٹ۔مدھیہ پردیش

پانچ سال کے اس پروجیکٹ پر مارچ 1997 سے کام چل رہا ہے اور اس پر 13.15 کروڑ روپے کی لاگت آنے کا تخمینہ
ہے۔اس کے تحت جھابوا،دھارا اور تلام ضلعوں کی 4000 ہیکٹر زمین کی افزائش کا پروگرام ہے۔اب تک اس پر 1.15 کروڑ

روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

فصل پیداوار پروگرام

مستحکم کھیتی اور اناج کی مجموعی پیداوار میں اضافے کے لئے مرکزی حمایت یافتہ مختلف اسکیموں سے ریاستوں/یونین علاقوں کی مدد کی جارہی ہے۔ ان میں (1) گیہوں پر مبنی فصل سسٹم والے علاقوں میں مربوط اناج ترقی پروگرام (آئی۔سی۔ڈی۔پی گیہوں) (2) دھان پر مبنی فصل سسٹم میں مربوط اناج ترقی پروگرام (آئی۔سی۔ڈی۔پی چاول) اور (3) موٹے اناج کے لئے فصل سسٹم علاقے پر مبنی مربوط اناج ترقی پروگرام (آئی۔سی۔ڈی۔پی۔موٹے اناج) شامل ہیں۔ اس کے علاوہ، نئی قسموں کو مقبول عام بنانے کے لئے چاول، گیہوں اور موٹے اناج سے متعلق بیج منی کٹ پروگرام بھی چلائے جارہے ہیں۔ اسی طرح سے تجارتی فصلوں کے لئے بھی پروگرام چلائے جارہے ہیں۔ ان میں مرکزی حمایت یافتہ گھنا کپاس ترقی پروگرام (آئی۔سی۔ڈی۔پی) گنے پر مبنی فصل سسٹم کی مستحکم ترقی اور خصوصی پٹسن ترقی پروگرام شامل ہیں۔

اناج کی ترقی میں 95-1994 سے فصل سسٹم اپنایا جارہا ہے۔ یہ فصل پر مرکوز نظام پیداوار اور پیداواری بڑھانے کی غرض سے تیار کئے جاتے ہیں۔ ان کے تحت کھیتوں میں مظاہرے اور ٹیکنالوجی کی منتقلی کے بارے میں کسانوں کو تربیت، مربوط وبا مینجمنٹ کو مقبول بنانے اور مربوط غذائی مینجمنٹ، زیادہ پیداوار دینے والی قسموں کی تشہیر، کسانوں کیلئے وسائل کی بنیاد پر تیار کرنے کے لئے زرعی اوزاروں کی فراہمی، پیداوار بڑھانے میں تعاون دینے والے کسانوں/پنچایتوں کو انعام وغیرہ کی اسکیمیں چلائی جاتی ہیں۔ اسکیموں کو نافذ کرنے والی ریاستوں/یونین علاقوں کے ذریعہ ان کے مختلف عناصر کے لئے کسانوں کو مدد دی جاتی ہے۔ فصل پر مرکوز اسکیموں کو نافذ کرنے کے نتیجے میں اور کسانوں کی جاری کوششوں کی بدولت نویں پانچ سالہ منصوبے کے دوران آٹھویں پانچ سالہ منصوبے کے آخری سال کے مقابلے اناج، کپاس، اور گنے کی پیداوار میں قابل ذکر اضافہ ہوا ہے۔

فصل پیداوار

کچھ چنے ہوئے سالوں کی خاص فصلوں کے ایریا پیداوار اور ایج کی تفصیل جدول 15.1 میں ظاہر کی گئی ہے۔

تلہن، دلہن اور مکا سے متعلق ٹیکنالوجی مشن

تلہن سے متعلق تکنالوجی مشن سے تلہن کی پیداوار میں اہم کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ 99-1998 کے دوران تلہن کی مسلسل ریکارڈ پیداوار ہوئی اور یہ 98-1997 کے مقابلے 220.2 لاکھ ٹن ریکارڈ پیداوار سے بھی بڑھ کر 2.13 لاکھ ٹن پر 2.52 کروڑ پہنچ گئی۔ تلہن سیکٹر ملک کے لئے بیرونی زرمبادلہ کمانے والا اہم ذریعہ کی شکل میں ابھرا ہے۔ لیکن 2000-1999 میں موسم موافق نہ ہونے کی وجہ سے تلہن اور دلہن کے پیدوار میں کمی آئی۔ 99-1998 کے دوران 3,038 کروڑ روپے کی تلہن، کسٹر آئل، مونگ پھلی اور رام تل جیسے تیلو کو برآمد کیا گیا۔ تلہن کی پیداوار بڑھانے کے لئے مرکزی حمایت یافتہ تلہن پیداوار پراجیکٹ نویں پانچ سالہ منصوبے کے دوران بھی جاری رکھا جارہا ہے۔

تلہن کی پیداوار میں حاصل کامیابیوں کو دیکھتے ہوئے 1990 میں دلہن کو بھی تکنالوجی مشن کے دائرے میں لایا گیا ہے۔ مشن میں شامل کئے جانے کے بعد دلہن کی پیداوار میں اضافہ ہوا ہے۔ 98-1997 کے دوران دلہن کی پیداوار 148 لاکھ ٹن ہونے کی امید ہے۔ مرکزی حمایت یافتہ قومی دلہن ترقی پراجیکٹ نویں پنج سالہ منصوبے کے دوران بھی جاری رکھا جارہا ہے۔ جس کے لئے زیادہ امداد کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔

خوردنی اشیاء مویشی چارا اور صنعتوں کے لئے خام مال جیسی مختلف شکلوں میں مکا کے استعمال کو دیکھتے ہوئے 1995 میں اسے بھی ٹکنالوجی مشن کے تحت شامل کیا گیا۔ مکا کی پیداوار بڑھانے کے لئے آٹھویں پانچ سالہ منصوبے کے دوران تیز مکا ترقی پروگرام تیار کیا گیا تھا۔ جسے نویں پانچ سالہ منصوبے کے دوران جاری رکھنے کی تجویز ہے۔

ملک میں خوردنی تیلوں کی دستیابی بڑھانے کے لئے آٹھویں پنج سالہ منصوبے میں پام (کھجور) ترقی پروگرام شروع کیا گیا تھا جس کے لئے 11 منتخب ریاستوں میں 8 لاکھ ہیکٹر زمین کو پام کی کھیتی کے لئے موزوں پایا گیا۔ 99-1998 تک اس میں سے 44,000 ہیکٹر علاقے میں پام (کھجور) کے درخت لگائے گئے۔

باغبانی

باغبانی فصلوں کے تحت پھلوں، سبزیوں، جڑ والی فصلوں، پھولوں، جڑی بوٹی اور خوشبودار پودوں، کُکرمتا (مشروم)، باغبانی فصلوں، مسالوں وغیرہ کی بہت ساری قسمیں شامل ہیں۔ ہندوستان کے معتدل، نیم ٹراپیکی اور خشک علاقوں جیسے متنوع زرعی آب وہوائی حالات میں بڑی مقدار میں یہ فصلیں اگائی جاتی ہیں۔

گزشتہ برسوں میں باغبانی فصلوں کے علاقے اور پیداوار میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ ہندوستان دنیا میں پھل کی پیداوار میں پہلا مقام پہلے ہی حاصل کر چکا ہے۔ اور سبزیوں کی پیداوار میں ہندستان کا دنیا میں چین کے بعد دوسرا مقام ہے۔ آم، ناریل، کاجو، مسالوں وغیرہ کی پیداوار میں پہلا مقام ہے۔ بھارت کاجو کا سب سے بڑا برآمد کرنے والا ملک ہے جو دنیا کی تقریباً 40 فیصد مانگ کو پوری کرتا ہے۔ مسالوں کے عالمی بازار میں بھارت کا حصہ لگ بھگ 18 فیصد ہے۔ بھارت ادرک اور ہلدی کا سب سے بڑا پیداواری ملک ہے اور دنیا کی کل پیداوار میں اس کا حصہ بالترتیب 65 اور 76 فیصد ہے۔

99-1998 میں ناریل کی کھیتی 19.08 ہیکٹر علاقے میں کی گئی اور 14 ارب 9 کروڑ 25 لاکھ کھوپرے (گولے) کی پیداوار ہوئی اس کے ساتھ ہی ناریل کی پیداوار کے معاملے میں بھارت دنیا میں پہلے مقام پر آگیا۔ ناریل کی کھیتی میں قریب ایک کروڑ خاندان لگے ہوئے ہیں ملک کے کل وناسپتی تیل میں اس کا حصہ 5 سے 6 سے فیصد ہے اور ہر سال ناریل ریشوں اور اس سے متعلقہ اشیا سے 200 کروڑ روپے کا غیر ملکی زرمبادلہ حاصل کیا جاتا ہے۔ کل ناریل پیداوار کا 88 فی صد کیرل، تملناڈو، آندھرا پردیش اور کرناٹک میں ہوتا ہے مشرقی شمالی ریاستوں میں۔ مدھیہ پردیش بہار وغیرہ میں ناریل کی کھیتی زور پکڑتی جارہی ہے۔

99-1998 میں کاجو کھیتی 73 لاکھ ہیکٹر میں کی گئی اور پیداوار 4.6 لاکھ ٹن ہوئی۔ کاجو کی کیرالہ، کرناٹک، تامل ناڈو، اور آندھرا پردیش میں کاجو کی کھیتی مقبول ہے۔ اور ہندوستان کاجو کی پیداوار اور برآمد میں دینا میں سب سے آگے ہے۔ جو دنیا کی تقریبا 50 فیصد مانگ کو پورا کرتا ہے۔

باغبانی کو اب روایتی کھیتی کے متبادل کی شکل میں اقتصادی نقطہ نظر سے زندہ رہنے والا پیشہ تسلیم کیا جارہا ہے۔ اس سے لاکھوں لوگوں کی غذائیت سے بھرپور خوراک ملتی ہے اور روزگار کے مواقع فراہم ہوتا ہے۔ سال 2000-1999 میں مرکزی علاقوں ر مرکز حمایت یافتہ باغبانی رمرکز حمایت یافتہ باغبانی کی ترقی کے لئے مختلف پروگراموں کے لئے 260 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔

مویشی پالن

مویشی پالن اور ڈیری ترقی کا دیہی معیشت میں اہم کردار ہے۔ دیہی خاندان خاص کر بے زمین، چھوٹے وحاشیائی کسان

انہیں آمدنی کے ضمنی ذرائع کی شکل میں اپناتے ہیں۔ اس پیشے سے خشک سالی کے اندیشے والے علاقوں، پہاڑی قبائلی اور ایسے دوسرے علاقوں میں رہنے والے لوگوں کو معاون روزگار ملتا ہے، جہاں سال بھر فصل کی پیداوار میں لگے رہنا ممکن نہیں ہے۔

ملک کی زرعی پیداوار میں مویشی پالن کا 24 فی صد اشتراک ہے۔ قومی اکاؤنٹ کے تخمینہ کے مطابق 99-1998 میں مویشی سیکٹر میں پیداوار کی مجموعی قیمت 1,23,077 کروڑ روپے تھا، جب کہ زرعی سیکٹر کے لئے کل پیداوار کی مجموعی قیمت 5,07,297 کروڑ روپے تھی۔ اس میں بوجھ ڈھونے والے مویشیوں کا اشتراک شامل نہیں ہے۔

ہندستان میں دنیا کے سبھی ملکوں سے زیادہ مویشی ہیں۔ دنیا کی کل بھینسوں کا 57 فیصد اور گایوں بیلوں کا 15 فیصد ہندوستان میں ہے۔ 1992 مویشی شماری کے مطابق ملک میں تقریباً 20.5 کروڑ گائیں و 8.4 کروڑ بھینس ہیں جب کہ 1951 میں یہ تعداد بالترتیب 15.5 اور 4.3 کروڑ تھی۔

گائے، بیل اور بھینس کا فروغ

ہندوستان میں ٹراپیکی آب وہوا کی گایوں اور بیلوں کی 27 اور بھینسوں کی 7 اچھی دیسی نسلیں فراہم ہیں۔ ہندوستان کی گائیں مشکل حالات میں بھی زندہ رہنے اور گرم آب وہوائی کی بیماریوں، خاص طور سے ٹک بورن اور پروٹوزون جیسی وبائی بیماریوں کو سہنے کی صلاحیت کے لئے دنیا بھر میں مشہور ہیں۔ گائے، بیل اور بھینسوں میں نسلی سدھار لانے، اہم نسلوں کے رکھ رکھاؤ اور اچھی نسل کے سانڈ تیار کرنے اور فروزن سیمن بینک دستیاب کرانے کے لئے مختلف مرکزی اور مرکز حمایت یافتہ پروگرام چلائے جا رہے ہیں۔

2000-1999 کے دوران مختلف ریاستوں میں مرکز کی مدد سے 6,103 مصنوعی تخم ریزی مراکز 17 اسپرم مراکز، 40 فروزن سیمن بینک، 66 سیال نائٹروجن سسٹم اور 10 تربیتی مراکز قائم کئے گئے۔ جانچ کے ذریعہ بچے پیدا کرنے والے سند یافتہ سانڈ تیار کرنے کی ایک مرکزی اسکیم آندھرا پردیش، کیرالہ، مہاراشٹر، اڑیسہ، اور تامل ناڈو میں چلائی جارہی ہے۔ اس کے علاوہ 45 سانڈ ٹسٹ میٹنگ کے لئے رکھے گئے ہیں۔

تیار کرنے کے قومی سانڈ پروگرام کے تحت 1914 اشخاص کو ٹریننگ دی گئی 16 فارموں کو مستحکم کیا گیا۔ 5 گوشالاؤں کو امداد دی گئی۔ خلف نسل کی جانچ کے ذریعہ سند یافتہ سانڈ تیار کرنے کی اسکیم کے تحت چار معاون سانڈ مراکز کو مستحکم کیا گیا اور دو جین شکل تربیتی مراکز قائم کئے گئے۔ جامع قصبی مہم کے تحت ریاستوں نے 2000-1999 میں 2,870 کیسٹریٹر خریدے مرکز کے صد فی صد امداد سے ریاستوں میں (1) فروزن سیمن ٹیکنالوجی و نسل کی جانچ پروگرام (ب) سانڈ تیار کرنے کا قومی پروگرام چلایا جارہا ہے۔

ملک میں سات مرکزی مویشی نسل کشی فارم سورت گڑھ (راجستھان) دھمرڑ (گجرات) الماڈی (تامل ناڈو) چپلیما، سملی گڈا (اڑیسہ) اندیشنگر (اترپردیش) ہیسرگھٹا (کرناٹک) میں چلائے جارہے ہیں۔ ان فارموں میں منتخب ملکی و غیر ملکی گایوں اور بھینسوں کی نسلوں کا سائنسی طریقوں سے مویشی نسل کشی اور بچے پیدا کرنے کی صلاحیت کی جانچ کی جاتی ہے۔

مرغی پالن کا فروغ

گزشتہ برسوں میں حکومت اور منظم نجی سیکٹر کے ذریعہ تحقیق اور فروغ کو بڑھاوا دیئے جانے کی وجہ سے ملک میں مرغیوں کی پیداوار میں اہم ترقی ہوئی ہے۔ 97-1996 کے دوران انڈوں کی پیداوار بڑھ کر 28.5 ارب تک پہنچ جو 81-1980 میں

جدول 15.1: ہندوستان میں اہم فصلوں کا رقبہ، پیداوار و حصولیابی

A۔علاقہ لاکھ ہیکٹر میں
P۔پیداوار لاکھ ٹن میں
Y۔حاصل فی ہیکٹر کلوگرام

فصلیں		1950-51	1960-61	1970-71	1980-81	1990-91	1991-92	1992-93	1993-94	1994-95	1995-96	1996-97 اضافہ شدہ	1997-98 فائنل	1998-99
1		2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14
چاول	A	308.10	341.28	375.92	401.52	426.87	426.49	417.75	425.39	428.14	428.37	434.33	434.46	445.98
	P	205.76	345.74	422.25	536.31	742.91	746.78	728.68	802.98	818.14	769.75	817.37	825.35	859.95
	Y	668	1,013	1,123	1,336	1,740	1,751	1,744	1,888	1,911	1,797	1,882	1,900	1,928
گیہوں	A	97.46	129.27	182.41	222.79	241.67	232.62	245.89	251.47	257.00	250.11	258.87	266.96	273,98
	P	64.62	109.97	238.32	363.13	551.34	556.20	572.10	598.40	657.67	620.97	693.50	699.45	707,79
	Y	663	851	1,307	1,630	2,281	2,394	2,327	2,380	2,559	2,483	2,679	2,485	2,583
جوار	A	155.71	184.12	173.74	158.09	143.58	123.60	130.41	127.10	115.14	113.26	114.31	108.01	99,80
	P	54.95	98.14	81.05	104.31	116.81	80.99	128.06	114.15	89.65	93.77	109.34	75.28	87,13
	Y	353	533	466	660	814	655	982	898	779	823	956	697	873
باجرا	A	90.23	114.69	129.13	116.17	104.76	100.28	106.17	95.46	102.23	93.19	99.80	96.68	92.77
	P	25.95	32.83	80.29	53.43	68.94	46.65	88.80	49.79	71.51	53.81	78.65	76.44	70.32
	Y	288	286	622	458	658	465	836	521	700	577	788	791	758
مکا	A	31.59	44.07	58.53	60.05	59.04	58.59	59.63	59.95	61.36	59.79	62.60	63.21	60.83
	P	17.29	40.80	74.86	69.56	89.62	80.64	99.92	96.01	88.84	95.34	107.69	108.16	106.78
	Y	547	926	1,279	1,159	1,518	1,376	1,676	1,606	1,448	1,595	1,720	1,711	1,755
کل اناج	A	782.30	920.18	1,017.82	1,042.10	1,031.73	993.29	1,007.88	1,005.04	1,008.32	987.32	1,011.34	1,009.76	1,015.37
	P	424.14	693.14	966.04	1,189.62	1,621.25	1,563.58	1,666.68	1,709.56	1,774.98	1,681.05	1,851.92	1,792.79	1,882.34
	Y	542	753	949	1,142	1,571	1,574	1,654	1,701	1,760	1,703	1,831	1,775	1,854

جدول 15.1: (جاری)

1		2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14
چنا	A	75.70	92.76	78.39	65.84	75.21	55.80	64.54	63.59	75.43	71.16	68.47	75.63	84.14
	P	36.51	62.50	51.99	43.29	53.56	41.21	44.17	49.81	64.36	49.79	55.66	66.84	66.84
	Y	482	674	663	657	712	739	684	783	853	700	813	794	794
کل دالیں	A	190.91	245.63	225.34	224.57	246.62	225.42	223.60	222.50	230.28	222.83	224.47	238.19	238.19
	P	84.11	127.04	118.18	106.27	142.65	120.15	128.15	135.05	140.38	123.10	142.44	148.09	148.09
	Y	441	539	524	473	578	533	573	598	610	552	635	622	622
کل اناج	A	973.21	1,155.81	1,243.16	1,266.67	1,278.35	1,281.71	1,231.48	1,227.54	1,238.60	1,210.15	1,235.81	1,253.55	1,253.55
	P	508.25	820.18	1084.22	1,295.89	1,763.90	1,683.73	1,794.83	1,842.60	1,914.95	1,804.15	1,994.36	1,922.59	2,030.43
	Y	522	710	872	1,023	1,380	1,382	1,457	1,501	1,548	1,491	1,614	1,552	1,620
مونگ پھلی	A	44.94	64.63	73.26	68.01	83.09	86.68	81.66	83.22	78.49	75.24	75.96	7,088	7,572
	P	34.81	48.12	61.11	50.05	75.15	70.95	85.65	78.29	80.62	75.79	86.43	7,372	9,164
	Y	775	745	834	736	904	818	1,049	941	1,027	1,007	1,138	1,040	1,210
سرسوں یا	A	20.71	28.83	33.23	41.13	57.82	65.53	61.93	62.89	60.60	65.46	65.45	7,041	6,598
سرسوں کا بیج	P	7.62	13.47	19.76	23.04	52.29	58.63	48.03	53.28	57.58	60	66.58	4,703	5,774
	Y	368	467	594	560	904	895	776	847	950	916	1,017	668	875
کل تیلوں	A	107.27'	137.70'	166.44	176.03	241.48	258.86	252.36	268.97	253.04	259.64	263.38	26,124	26,711
کے بیج	P	51.58'	69.82'	96.30	93.72	186.09	186.00	201.07	214.96	213.37	221.06	243.85	21,325	25,210
	Y	48'	507'	579	532	771	719	797	799	843	851	926	816	944

		2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14
	A	17.07	24.15	26.15	26.67	36.86	38.44	35.72	34.22	38.67	41.47	41.74	39.30	40.76
	P	570.51	1,100.01	1,263.68	1,542.48	2,410.46	2,539.95	2,280.33	2,296.59	2,755.40	2,811	2,775.60	2,795.41	2,957

جدول 15.1: (جاری)

1		2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14
گنا	A	17.07	24.15	26.15	26.67	36.86	38.44	35.72	34.22	38.67	41.47	41.74	39.30	40.76
	P	570.51	1.100.01	1.263.68	1.542.48	2,410.46	2,539.95	2,280.33	2,296.59	2,755.40	2,811	2,775.60	2,95.41	2,957.26
	Y	33,422	45,549	48,322	57,844	65,395	66,096	63,843	67,120	71,,245	67,777	66,496	71,134	72,560
(سوت)[2]	A	58.82	76.10	76.05	78.23	74.40	76.62	75.42	73.21	78.71	90.35	91.21	88.68	92.87
	P	30.44	56.04	47.63	70.10	98.42	97.14	114..03	107.41	118.88	128.61	142.31	108.51	121.78
	Y	88	125	106	152	225	216	257	249	257	242	265	208	223
جوٹ[2]	A	5.71	6.29	7.49	9.41	7.78	8.75	7.27	6.95	7.39	7.37	8.97	9.06	8.41
	P	33.09	41.34	49.38	65.08	79.17	89.36	74.95	73.60	79.97	76.75.	99.61	99.60	86.92
	Y	1,043	1,183	1,186	1,245	1,833	1,837	1,857	1,907	1,949	1,875	1,998	1,978	1,861
میتاد	A	Not	2.74	3.31	359	2.39	2.38	2.06	1.91	1.90	1.89	2.04	2.01	1.74
	P	Avail-	11.29	12.55	16.52	13.11	13.50	10.94	10.68	10.79	11.32	11.69	10.57	10.03
	Y	able	742	684	828	988	1,019	955	1,008	1,023	1,078	1,030	949	1,037

1- تیلوں کے بیج اس طرح ہیں۔ مونگ پھلی، ارنڈی، تل، نائجر سیڈ، سویابین، سورج مکھی، ریپ سیڈ اور سرسوں، السی اور کسم۔

2- معنونات 170-170 کلوگرام کی لاکھ گانٹھوں۔

3- معنونات 180-180 کلوگرام کی گانٹھوں میں۔

10 ارب تھی۔ امید ہے کہ 2000-1999 میں یہ بڑھ کر 50-31 ارب انڈوں کا ہوجائیگا اس وقت انڈوں کی پیداوار میں بھارت کا پانچواں مقام ہے۔

ممبئی، بھونیشور، ہیسر گھٹا اور چنڈی گڑھ میں واقع مرکزی مرغی نسل کشی فارم سائنسی طریقوں سے مرغیوں کی نسل تیار کرنے کے کام میں لگے ہیں۔ یہاں زیادہ انڈے دینے والی میل دار نسل کی مرغیوں کو بھی ترقی دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ گوشت کے لئے تیزی سے بڑھنے والے میل دار نسل کے چوزوں کو بھی یہاں فروغ دیا گیا ہے۔ ہیسر گھٹا مرکزی بطخ نسل کشی فارم زیادہ انڈے دینے والی خاکی کیمبل نسل کی بطخ تیار کرتا ہے۔ اس نسل کی بطخوں کے چوزے یہاں سے مختلف ریاستوں اور یونین علاقوں کو بھیجے جاتے ہیں۔ بنگلور، ممبئی بھونیشور اور گڑگاؤں میں واقع چار تربیتی مراکز میں نمونے کی بنیاد پر انڈے دینے اور چوزوں کے بارے میں نمونوں کی جانچ کی جاتی ہے۔ اس جانچ سے عوامی اور نجی سیکٹر میں مرغی پالنے والوں، انڈے سینے کے فارموں کے مالکوں اور نسل کشی فارموں کے ملک میں دستیاب انڈے اور گوشت کے لئے پالی جانی والی مرغیوں کے بارے میں اہم جانکاری حاصل ہوتی ہے۔ ہیسر گھٹا میں واقع مرکزی مرغی پالن تربیتی ادارہ ریاستی حکومتوں، یونین علاقوں کی انتظامیہ، زرعی یونیورسٹیوں، ریسرچ اداروں اور نجی سیکٹر کی تنظیموں کے کارکنوں کے لئے مرغی پالن کے مختلف شعبوں میں مختصر مدت کے لئے پریکٹیکل کورس منعقد کرتا ہے۔ چنڈی گڑھ، ممبئی اور بھونیشور میں واقع زرعی یونیورسٹیوں میں کسانوں اور عوامی و نجی سیکٹروں کی تنظیموں کو مرغی کے دانے کے جائزے کی سہولت فراہم کرائی جاتی ہے۔

2000-1999 میں مرکزی مرغی نسل کشی فارموں کے ذریعہ زیادہ انڈے دینے والی مرغیوں کے 22 ہزار چوزے اور گوشت کے لئے تیزی سے بڑھنے والے 34 ہزار چوزے فروخت کئے گئے۔ ہیسر گھٹا میں واقع مرکزی بطخ نسل کشی فارم کے ذریعہ 73 ہزار بطخوں کے نسل کشی کئے ہوئے چوزے تیار کئے گئے۔

بھیڑ پالن

اندازہ ہے کہ ملک میں تقریباً 50 لاکھ خاندان بھیڑ پالن اور دوسرے متعلقہ کاموں میں لگے ہوئے ہیں۔ ترقی یافتہ ممالک کے مقابلے ہندوستان میں بھیڑوں کی پیداوار کم رہی ہے۔ پیداواری میں کمی کی اہم وجوہات میں دیسی بھیڑوں کی تولیدی صلاحیت کا صحیح استعمال نہ ہونا۔ دستیاب ٹکنالوجی کا ٹھیک سے استعمال نہ کرنا، چارا اور خوراک کے وسائل کا ناکافی ہونا، بھیڑوں کی صحت کی دیکھ بھال کا مناسب انتظام نہ ہونا اور مارکیٹنگ سہولیات و قرض کی کمی شامل ہیں۔ 2000-1999 میں ملک میں کل 461 لاکھ کلوگرام اون کی پیداوار کا اندازہ ہے۔

مرکزی بھیڑ نسل کش فارم کا قیام حصار میں کیا گیا ہے۔ یہاں غیر ملکی نسل کی بھیڑیں دستیاب ہیں۔ اس فارم میں خالص غیر ملکی نسل کی بھیڑوں سے نسل کشی کے پروگرام کے ساتھ آب وہوا کے مطابق اچھی نسل کے مینڈھے حاصل کرنے کے لئے کراس بریڈ کا کام بھی چل رہا ہے۔ فارم نے 2000-1999 کے دوران مختلف ریاستوں کو 618 غیر ملکی ریل دراتسم کے مینڈھے اور 180 بھیڑیں دی ہیں۔ یہاں مختلف ریاستوں کے بھیر پالنے والوں اور کارکنوں کو بھیڑ پالنے کے جدید طریقوں کی تربیت بھی دی جاتی ہے۔ مرکزی حمایت یافتہ ایک پروگرام کے تحت زیادہ تعداد میں مینڈھے پیدا کرنے اور اچھی قسم کے خرگوش تیار کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ اس کام کے لئے ریاستی سرکاروں کو 50:50 کی بنیاد پر مدد فراہم کی جاتی ہے۔ یہ امداد بھیڑ / بکری / خرگوش فارموں کو مضبوط بنانے اور چھوٹے روئیں دار جانداروں کی قدرتی صلاحیت سدھارنے میں ریاستوں کی مدد کے لئے دی جاتی ہے۔

گوشت کی پیداوار، پروسسنگ اور برآمد

نویں پنج سالہ منصوبہ میں مرکزی حمایت یافتہ ایک پروگرام چلایا جارہا ہے جس کے تحت (الف) مذبحوں کی اصلاح اور اسے عصری تقاضوں کے مطابق بنانا اور (ب) ذبیحہ کی ضمنی پیداوار کے استعمال و چمڑا اتارنے کے ابتدائی مراکز کھولنے کے لئے ریاستوں کو مدد دی جارہی ہے۔ اس کا مقصد تھوک میں صاف گوشت دستیاب کرانا، مویشیوں کی ضمنی پیداوار کا منافع کے لئے استعمال، ماحولیاتی آلودگی کی روک تھام اور مویشیوں کے تئیں بے رحمی کو روکنا۔ 99-1998 کے دوران منصوبہ کے مذبحوں کی جدیدکاری کے تحت کرنال، وجے واڑہ، ورار، شولہ پور اور حیدرآباد کے منصوبوں کے لئے 4.21 کروڑ روپے جاری کئے گئے۔ اورنگ آباد، میرٹھ اور آگرہ کی دوسری اسکیموں کے لئے مدد دینے پر غور ہو رہا ہے۔ لوتھ جمع کرنے والے مراکز کی جدیدکاری کے تحت غازی آباد اسکیم کو 2 کروڑ روپے جاری کئے گئے اور ہاپوڑ کے لئے منصوبہ پر غور ہو رہا ہے۔

98-1997 کے دوران گوشت اور متعلقہ اشیاء کی برآمد 808.35 کروڑ روپے کی ہوئی جب کہ مویشی ضمنی پیداوار کی برآمد 2190 کروڑ روپے کی ہوئی۔

سور پالن کا فروغ

ملک میں اس وقت 128 لاکھ سے زیادہ سور ہیں، جن میں سے 14.5 فیصد بہترین اور غیر ملکی نسل کے مانے جاتے ہیں۔ اس وقت ملک میں، ریاستی حکومتوں / یونین علاقوں کی حکومتوں کے ذریعہ چلائے جارہے تقریباً 120 سور پالن فارم ہیں۔ ان فارموں میں لارج وہائٹ یارکشائر، ہمپشائر اور لینڈریس جیسی بہترین نسلیں بھی ہیں۔ یہ فارم سور پالتے ہیں اور کسانوں کو سور کے بچے، بیلے سور و مادہ سور سپلائی کرتے ہیں تاکہ وہ کراس بریڈنگ اپنا کر دیسی نسلوں کو بہتر بنا سکیں۔

ریاستوں میں سور پالن فارموں کو فروغ دینے کے لئے مرکزی حمایت یافتہ اسکیم کے تحت انہیں مربوط سور پالن کے لئے کو امداد دی جاتی ہے۔ آٹھویں پانچ سالہ منصوبے کے دوران میزورم، منی پورم، آسام، اور ناچل پردیش، آندھرا پردیش، کرناٹک، کیرالہ، مدھیہ پردیش، پنجاب، اترپردیش، اڑیسہ، میگھالیہ، تریپورہ، ناگالینڈ، سکم، بہار، راجستھان اور تامل ناڈو اور مغربی بنگال میں سور نسل کشی فارموں کو مضبوطی فراہم کرنے کے لئے 800 لاکھ روپے مہیا کرائے گئے۔ ایگری کلچر یونیورسٹیوں اور کرشی وگیان کیندروں کی معرفت سور بریڈنگ فارموں کو بھی اسکیم کے تحت مدد دی جاتی ہے۔

چارا اور دانہ ڈیولپمنٹ

ہمارے وسیع مویشی وسائل کے سائنسی ڈھنگ سے ترقی کے لئے تغذیہ بخش چارا اور دانہ فراہم کرانا بہت ضروری ہے۔ چارے کی پیداوار کی سائنسی ٹکنالوجی فراہم کرانے کی غرض سے زرعی آب و ہوا کو ذہن میں رکھتے ہوئے ملک میں سات علاقائی مراکز قائم کئے گئے ہیں۔ یہ مراکز حصار (ہریانہ) کلیانی (مغربی بنگال)، گاندھی نگر (گجرات) الماڈی (تامل ناڈو) حیدرآباد (آندھرا پردیش) سورت گڑھ (راجستھان) اور سہاما (جموں اور کشمیر) میں قائم ہیں۔ یہ مراکز چارے کی مستند بیجوں کی پیداوار اور تشہیر کا کام بھی کرتے ہیں۔ 2000-1999 کے دوران ان مراکز نے 172 میٹرک ٹن چارا و بیج پیدا کیا اور 1,380 مقامات پر فیلڈ مظاہرے کئے گئے۔

یہ مراکز آس پاس کے گاؤوں کے کسانوں کو تربیت دینے اور مظاہرے کے لئے چارے کی مٹی کٹ، کا استعمال کرتے ہیں۔ مرکزی چارا اور بیج پیداوار فارم 1980 سے کرناٹک میں ہیر گھٹا میں کام کر رہا ہے۔ 2000-1999 کے دوران اس فارم

نے مختلف قسم کی فصلوں، گھاسوں، اور پھلوں کے 203 میٹرک ٹن بیجوں کو پیدا کیا چارے کی نئی قسموں کے 125 فیلڈ مظاہرے کئے۔ زیادہ چارا دینے والی قسموں کو بڑے پیانے پر مقبول بنانے کے لئے منی کٹ مظاہرے کی شکل میں مرکزی پراجیکٹ چلایا جارہا ہے۔ 2000-1999 کے دوران تقریباً 3.4 لاکھ کٹ تقسیم کئے گئے۔

خوراک اور چارے کے فروغ میں ریاستوں کی مدد کے لئے مرکزی حمایت یافتہ اسکیم چلائی جارہی ہے۔ جس کا مقصد ریاستوں کے چارا و بیج فارموں کے بندوبست کو مضبوط بنانا۔ چارا بینک قائم کرنا، چارے اور ان کے بیکار مادے کا استعمال، سلوی پانچر، نظام قائم کرنا، چراگاہ کا فروغ اور چارے کی فصلوں کی ضرورتوں و پیداوار اور علاقے کے سروے جیسے کاموں میں ریاستوں کو مدد دینا ہے۔

2000-1999 میں ناگالینڈ میں دو فارموں اور بہتر بنانے کے لئے 16 لاکھ روپے، گجرات اور جموں وکشمیر میں دو دو چار بنکوں کے قیام کے لئے 129.59 لاکھ روپے، گجرات، میزورم، سکم اور اڑیسہ میں گھاس پوس اور سیلولوز سے متعلق کچرے کو پروسیس کرنے کے لئے 123.75 لاکھ روپے میزورم، سکم اور سلوی پانچر نظام کے قیام کے لئے 13.89 لاکھ روپے سکم، جموں وکشمیر، گجرات اور اڑیسہ کے لئے گھاسے کے لئے محفوظ علاقوں سمیت گھاس زمین کے فروغ کے لئے 114.80 لاکھ روپے مہیا کرائے گئے۔ اور میزورم میں مویشی چارے کے ایریا، پیداوار اور ضرورت کے نمونوں کے سروے کے لئے دو لاکھ روپے دیے۔

ڈیری ترقی

ڈیری استعمال کو بڑھاوا دینے میں کوآپریٹو تنظیموں کا اہم رول رہا ہے۔ جس سے یہ صنعت دیہی معیشت کی ترقی کا اہم ذریعہ ثابت ہوتی ہے ڈیری ترقی سے متعلق پروگرام، آپریشن فیلڈ کے مقررہ ہدف کو حاصل کرنے میں کافی کامیابی حاصل کی ہے۔ اس پروگرام کا تیسرا مرحلہ اپریل 1996 میں پورا ہو گیا تھا۔ مارچ 2000 تک دودھ پیدا کرنے والے 170 مراکز پر تقریباً 847,89 ڈیری کوآپریٹو سوسائٹی کے کاروبار کے ذریعہ دودھ کی پیداوار کی گئی۔ اس میں 1061 لاکھ کسان ممبران کا تعاون تھا۔

سرکار کے ذریعہ کئے گئے مختلف اقدام کے نتیجے میں دودھ کی پیداوار میں قابل ذکر اضافہ ہوا ہے۔ اور یہ 51-1950 کے 1.70 کروڑ ٹن کی سطح سے بڑھ کر آٹھویں منصوبہ کے اختتام (97-1996) میں 6.83 کروڑ ٹن ہو گیا ہے 99-1998 کے دوران بھارت میں دودھ کی کل پیداوار 7.47 کروڑ ٹن ہوگئی اور امید ہے کہ 99-1998 میں یہ 7.4 کروڑ ٹن کے معیار تک پہنچ جائے گی اسی طرح بھارت دنیا کا سب سے بڑا دودھ پیدا کرنے والا ملک بن گیا ہے۔

ماہی گیری

ماہی گیری کی صنعت ہندوستان کی معیشت میں ایک اہم کردار ادا کر رہی ہے۔ اس سے خوراک کی فراہمی بڑھانے، روزگار کے مواقع فراہم کرنے، معنوی سطح میں اضافہ اور غیر ملکی زرمبادلہ حاصل کرنے میں، مدد ملتی ہے۔ ماہی گیری سیکٹر میں پیداوار اور پیداواری کو بڑھانے کے لئے زراعت اور کوآپریشن محکمے نے بلاواسطہ و ریاستی حکومتوں ریونین علاقوں کے ذریعہ مختلف پیداوار اور بنیادی ڈھانچہ کی ترقی کے پروگرام شروع کئے ہیں۔ اس کے علاوہ کئی فلاحی اسکیمیں چلائی جارہی ہے اور مناسب پالیسیاں شروع کی گئی ہیں۔

94-1993 سے مچھلی کی پیداوار ہے۔ جسے مندرجہ ذیل جدول میں دکھایا گیا ہے۔

(لاکھ ٹن میں)

سال	سمندری	ندیوں رتالابوں کی مچھلیاں	کل
1993-94	26.49	19.95	46.44
1994-95	26.92	20.97	47.89
1995-96	27.07	22.42	49.49
1996-97	29.67	23.81	53.48
1997-98	29.50	24.38	53.88
1998-99	26.96	25.66	52.62
1999-2000	28.32	28.24	56.56

اندرونی ماہی گیری کا فروغ

مچھلیوں کی پیداواری میں اندرونی ماہی گیری کی اہمیت کو ذہن میں رکھتے ہوئے حکومت اس سیکٹر میں مچھلی پالنے والی ایجنسیوں کے ذریعہ تازے پانی میں مچھلی پالنے کا اہم پروگرام چلارہی ہے۔ یہ ایجنسیاں مچھلی پالنے والے کسانوں کو یک مشت تکنیکی و مالی امداداور توسیعی سہولیات فراہم کرتی ہیں۔ ملک میں مچھلی پالن کے امکان والے سبھی ضلعوں میں 442 مچھلی پالن ترقی ایجنسیوں کے ذریعہ 99-1998 میں 41,000 میں لاکھ ہیکٹر نئے علاقے میں زوروشور سے مچھلی پالن پروگرام چلایا جارہا تھا۔ ان ایجنسیوں نے 29.600 لاکھ کسانوں کو مچھلی پالن کے بہتر طریقوں کی تربیت دی ہے۔

سمندری ماہی گیری کا فروغ

حکومت غریب ماہی گیروں کو ان کی روایتی ناوؤں میں موٹر لگانے کے لئے اعانت دیتی ہے۔ اس سے وہ وسیع علاقے میں زیادہ دفعہ مچھلی پکڑنے جاسکتے ہیں اور اس طرح مچھلیوں کی مقدار اور ماہی گیروں کی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔

98-1997 تک تقریباً 33,000 روایتی ناوؤں کو موٹر ناوؤں میں تبدیل کیا گیا۔ ماہی گیروں کے گروہوں کو فائبر گلاس اور دوسری ہلکی چیزوں سے بنی ایسی بہتر ناویں بھی دی جارہی ہیں۔ جو بالو کے ساحل پر آکر رک سکیں۔ حکومت مچھلی پکڑنے والی 20 میٹر سے کم لمبائی کی ناوؤں کے ذریعہ استعمال کئے گئے۔ ایچ۔ ایس۔ ڈی۔ آئیل پر مرکزی آبکاری محصول میں رعایت دینے کے پروگرام پر عمل کررہی ہے۔ تاکہ چھوٹی چھوٹی مشینی ناوؤں کو چلانے پر آنے والے خرچ کو کم کیا جاسکے۔

کھارے پانی کی مچھلیوں کا فروغ

اس اسکیم کا مقصد ملک کے کھارے پانی کے وسیع آبی علاقے کا استعمال جھینگا مچھلی پالنے کے لئے کرنا ہے۔ ابھی تک 20,211 ہیکٹر آبی علاقے کا فروغ مچھلی پالنے کے لئے کیا جاچکا ہے۔ اس وقت ملک کے سمندری ساحلی علاقوں میں کام کرنے والے کھارے پانی کے مچھلی پالنے والوں، جھینگا مچھلی پکڑنے والوں کو ترقی ایجنسیاں تکنیکی، مالی اور توسیعی تعاون فراہم کرتی ہیں۔ کھارے پانی میں مچھلی پالن کے مستحکم فروغ اور انتظام کے لئے سبھی سمندری ریاستوں ریونین علاقوں اور اس کام میں لگی دوسری ایجنسیوں کو ہدایات دی گئی ہیں۔ ان میں جھینگا مچھلی پالنے سے ساحلی علاقوں کے ماحولیاتی نظام پر پڑنے والے کسی طرح کے مخالف اثرات سے مقابلے کے لئے تدابیر پیش کی گئی ہیں۔ ماحول تحفظ ایکٹ کے تحت ساحلی علاقوں کی نگرانی کے لئے ایک مچھلی

پالن اتھارٹی بنائی گئی تا کہ اس سرگرمی کو ماحول کے مطابق رکھا جاسکے۔

مچھلی پکڑنے کے جہازوں نے لئے گودیاں

مچھلی پکڑنے والی ناؤوں اور جہازوں کے رکنے اوران سے مال اتارنے کے لئے چھ اہم بندرگاہوں۔ کوچی، چنئی وشا کھاپٹنم، رائے چوک اور پارادیپ 30 چھوٹے بندرگاہوں اور 130 مچھلی رمرکز پر مچھلی اتارنے کی سہولیات قائم ہوگئی ہیں۔ ساسون گودی میں ایک بڑا(مچھلی بندرگاہ 15 چھوٹے مچھلی بندرگاہ اور 28 مچھلی گھاٹ مزید بنائے جارہے ہیں۔

روایتی ماہی گیروں کے لئے فلاحی پروگرام

روایتی طریقے سے مچھلی پکڑنے والے ماہی گیروں کے لئے دو پروگرام چلائے جارہے ہیں۔ یہ ہیں(1) کام کرنے والے ماہی گیروں کے لئے گروپ بیمہ اسکیم اور (2) ماہی گیروں کے ماڈل گاؤں کا فروغ۔ (3) بچت راحت اسکیم 2000-2001 موت یا مستقل معذوری کی صورت میں ماہی گیروں کے لئے 50,000 روپے کے بچت بیمے کا اہتمام ہے جب کہ جزوی طور پر معذوری کے لئے یہ سہولیت 25,000 روپے مقرر کی گئی ہے۔ 99-1998 میں 12.6 لاکھ ماہی گیروں کو اس اسکیم میں شامل کیا گیا۔ ماہی گیروں کے لئے ماڈل گاؤں فروغ پروگرام کے تحت بنیادی شہری سہولیات جیسے تعمیر مکان، پینے کا پانی، اور کمیونٹی ہال کا بندوبست کیا جاتا ہے۔ اس اسکیم کے تحت اب تک ماہی گیروں کے لئے 49,000 مکانوں کی منظوری مل چکی ہے۔ اس کے علاوہ ٹیوب ویل اور کمیونٹی ہال بھی مہیا کرائے گئے ہیں۔ بچت شراکت راحت اسکیم کے تحت سمندری ماہی گیروں کو آٹھ مہینے تک 75 روپے جمع کرانا ہوتے ہیں۔ حکومت انہیں اتنی ہی رقم ملا کر بے کاری کے چار مہینوں میں فی ماہ 300 روپے کی شرح سے انہیں یہ رقوم واپس کردیتی ہے۔ زمینی سیکٹر کے ماہی گیروں کو اس اسکیم کے تحت پر ماہ 50 روپے دینا پڑتا ہے اور نو ماہ تک پیسہ جمع کرنے کے بعد 3 مہینوں تک انہیں 300-300 روپے فی ماہ کی شرح سے پیسہ واپس کیا جاتا ہے۔

خصوصی ادارے

مرکزی مچھلی پالن اور سمندری انجینیرنگ تربیتی ادارہ، کوچین کا مقصد گہرے پانی میں مچھلی پکڑنے والے جہازوں کے لئے زیادہ تعداد میں آپریٹروں اور ساحلی ادارے کے تکنیشیوں کو تربیت دینا ہے۔ چنائی اور وشاکھاپٹنم میں اس کی ایک ایک اکائی ہے۔ یہاں ہر سال تقریباً 200 تربیت حاصل کرنے والوں کو داخل کیا جاتا ہے۔ مربوط ماہی گیری پراجیکٹ، کوچین میں مچھلی کی غیر روایتی قسموں کو مقبول بنانے اوران کو فروخت کرنے پر زور دیا جاتا ہے۔ مچھلیوں کے لئے ساحلی انجینیرنگ کا مرکزی ادارہ، بنگلور مچھلیوں کے لئے بندرگاہ کے مقام کا انتخاب کرنے اور کھارے پانی میں مچھلی فارم بنانے کی تکنیکی اقتصادی امکانات کا مطالعہ کررہا ہے۔ ہندوستانی شعبہ برائے مچھلی سروے کو ہندوستان کے مخصوص اقتصادی علاقے میں سمندری وسائل کے سروے اور جائزے کیلئے نوڈل ایجنسی کا کردار ادا کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ اس کے ممبئی پوربندر، کوچی مارموگاؤں، وشاکھاپٹنم چنئی اور پورٹ بلیئر میں 7 آپریشن مرکز ہیں۔

زراعت شماری

زراعت اور کوآپریشن شعبہ 71-19970 سے ہر منصوبے کی مدت کے لئے زراعت شماری کررہا ہے۔ یہ شمار یونائیٹڈ نیشن کی خوراک اور زرعی تنظیم کی سفارشوں پر عالمی زرعی شماری کے حصے کی شکل میں ریاست اور یونین علاقوں کے تعاون سے کی جاتی ہے۔ اب تک پانچ دفعہ زراعت شماری ہوئی ہے جو 71-970، 77-19976، 81-1980، 86-1985 اور 92-1991 میں

مکمل ہوئی۔96-1995 میں چھٹی زراعت شماری کا کام جاری ہے۔زرعی سال 2001-2000 کے ضمن میں ساتویں زراعت شماری کا منصوبہ تیار کیا جارہا ہے۔ بیشتر ریاستوں/یونین علاقوں میں علاقائی زراعت شمار میں اراضی کی تقسیم اور سائز کے ساتھ ساتھ زمین کی ملکیت اور پٹے داری کے اصولوں، زمین کے استعمال، فصلوں کی قسموں، آبپاشی واس کے ذرائع کے بارے میں مختلف طبقوں اور سماجی گروپوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے معلومات جمع کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ان اعداد وشمار کا استعمال غریبی ہٹانے کے پروگراموں اور چھوٹے وحاشیائی کسانوں کو راحت پہنچانے کیلئے کیا جاتا ہے۔

77-1976 پانچ سالہ بنیاد پر زراعت شماری کے تحت ان پٹ کا سروے بھی کیا جارہا ہے۔اس طرح کے سروے سے کھادوں، جرثومہ کش ادویات، زرعی مشینوں اور آلات اور زرعی جوتوں کے لئے قرض کی دستیابی جیسے سرمایوں کے بارے میں مفید معلومات حاصل ہوتی ہے۔اب تک 77-1976، 82-1981، 87-1986 اور 92-1991 میں چار سرمایہ کاری سروے کئے جاچکے ہیں۔

سال 2000-1999 کے دوران مقررہ ہدف اس طرح رہے۔(1) سبھی ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں 96-1995 کی زرعی ان پٹ سروے کا فیلڈ ورک مکمل کرنا (2) 92-1991 کے ان پٹ سروے آل انڈیا بلیٹن کو آخری شکل دینا (3) 97-1996 کے ان پٹ سروے کے فیلڈ ورک کو مکمل کرنا (4) 96-1995 کے زرعی شماریاتی فہرست میں اعداد وشمار بھرنے کا کام پورا کرنا اور (5) رقوم جاری کرنا۔

سال کے دوران حصولیابیاں اس طرح رہیں۔(1) 96-1995 کے زرعی شماریات کا فیلڈ ورک تقریباً پورا کرلیا گیا ہے۔ (2) 92-1991 کے ان پٹ سروے کا فیلڈ ورک پورا کرلیا گیا۔(3) 97-1996 کے ان پٹ سروے کا فیلڈ ورک پورا کرلیا گیا (4) اعداد وشمار درج کرنے کا کام تیزی سے چل رہا ہے اور (5) زرعی اور کوآپریٹیو محکمہ کے رہنما اصولوں کے ذریعہ فنڈ جاری کیا جاچکا ہے۔

زرعی تحقیق اور تعلیم

محکمہ زرعی تحقیق وتعلیم کا قیام وزارت زراعت کے تحت 1973 میں عمل میں آیا۔یہ محکمہ زراعت، مویشی پالن اور ماہی گیری کے میدان میں تحقیقی اور تعلیمی سرگرمیاں جاری رکھنے کے لئے ذمہ دار ہے۔اس کے علاوہ، یہ ان فیلڈوں اور ان سے متعلق دوسری فیلڈوں میں کام کررہی قومی اور بین الاقوامی ایجنسیوں کے مختلف محکموں اور اداروں کے بیچ تعاون بڑھانے میں مدد کرتا ہے۔یہ محکمہ ہندوستانی کونسل برائے زرعی تحقیق کو سرکاری مدد، سروس اور روابط فراہم کراتا ہے۔

ہندوستانی کونسل برائے زرعی تحقیق

وزارت زراعت کی زرعی تحقیق اور محکمہ تعلیم کی اہم تنظیم ہندوستانی کونسل برائے زرعی تحقیق نے زرعی ٹیکنالوجی کے ترقی، سرمایہ کاری واناج میں خودکفیل لانے کے لئے اہم سائنسی معلومات کو عام لوگوں تک پہنچانے کے لئے معاملے میں اہم کردار نبھایا ہے۔ ہندوستانی کونسل برائے زرعی تحقیق، زرعی تحقیق، تعلیم اور توسیعی تعلیم کے میدان میں سائنس اور ٹیکنالوجی کے پروگراموں کو آگے بڑھانے میں قومی سطح کی ایک خودمختار انجمن ہے۔کونسل تحفظ اور وسائل کے انتظام وفصلوں کی پیداواری، مویشیوں ومچھلیوں وغیرہ کے متعلق مسائل کا حل ڈھونڈنے کے لئے روایتی اور سرحدی علاقوں میں بنیادی وتجارتی تحقیقوں میں بلاواسطہ شامل ہوتی ہے۔ہندوستانی کونسل برائے زرعی تحقیق کی سرگرمیاں خاص طور سے آٹھ مضامین میں تقسیم ہیں۔جیسے۔فصل سائنس شعبہ، باغبانی، مٹی زرعی سائنس اور زرعی جنگلاتی پیشہ، زرعی انجینئرنگ، مویشی سائنس، ماہی گیری، زرعی توسیع اور زرعی

تعلیم۔

زرعی تحقیق

تحقیق ڈھانچے کے تحت 47 مرکزی ادارے اور ان کے 160 علاقائی مراکز، چار قومی بیورو 10 پراجیکٹ ڈائریکٹریٹ، 30 قومی تحقیقی مراکز، اور 80 کل ہند مربوط تحقیقی پراجیکٹ، شامل ہیں۔ زراعت اور اس سے متعلق مضامین میں اعلیٰ تعلیم کے لئے ہندوستانی کونسل برائے زرعی تحقیق کے چار اداروں کو یونیورسٹیوں کا درجہ دیا گیا ہے اس کے علاوہ 30 ریاستی سطح کی زرعی یونیورسٹیاں اور امپھال میں ایک مرکزی یونیورسٹی ہے۔ آل انڈیا کوآرڈی نیٹڈ ریسرچ پراجیکٹ AICRP ہندوستانی زرعی تحقیقاتی کونسل اور ریاستی سطح کی زرعی یونیورسٹیوں کے درمیان ایک اہم رابطے کا کام کرتی ہے۔ ان پراجیکٹ میں تقریباً 1300 مراکز شامل ہیں۔ ان میں تقریباً 900 ریاستی سطح کی زرعی اسکولوں اور 200 کونسل کے ادارے ہیں۔ ملک کے مختلف حصوں میں کونسل نے 120 زونل اور 200 سب زونل ریسرچ مراکز بناتے ہیں مربوط تحقیقاتی سرگرمیوں میں نہ صرف ایک ساتھ کئی ادارے شامل ہوتے ہیں بلکہ ان پر ایک سے زیادہ جگہوں پر مختلف شعبوں کے ماہرین کا کام کرتے ہیں تاکہ مختلف حالتوں اور کیفیتوں میں مکمل قوس قزح کا احاطہ کیا جاسکے یا ان کا تجزیہ کیا جاسکے۔

فصل سائنس

ہندوستان میں 2000-1999 میں 20.59 کروڑ ٹن اناج کی پیداوار ہوئی جو ایک ریکارڈ ہے۔ چاول، اور گیہوں کی پیداوار بالترتیب 8.825 کروڑ ٹن اور 7.425 کروڑ ٹن رہی۔ ہندوستان، گیہوں کی پیداوار میں دوسرے سب سے بڑا ملک ہے۔ نئی تکنیکوں کا فروغ اور تجربات اور زیادہ پیداوار دینے والی اور اہم مرض و جراثیم سے بچانے والی روکنے والی قسمیں زرعی پیداوار اور ان کی پیداواری صلاحیت میں اضافہ کرنے میں بہت معاون ہیں۔ آزادی کے بعد سے گیہوں کی پیداوار میں 4 گنا، اور کپاس میں تین گنا، گنے، سورگم اور تلہن میں دو دوگنا اضافہ ہوا ہے۔ مختلف فصلوں کی 2,300 ترقی یافتہ قسمیں جاری کی جاچکی ہیں۔ کپاس، سفید جوار، ارنڈی، بجھین پی میں میل دار نسلوں کے بیج کی افزائش کرنے میں بھارت اول مقام پر اور میل دار دھان افزائش کرنے میں دوسرے مقام پر ہے۔ سورگم اور سورج مکھی میں بھی نئی میل دار نسلوں کو فروغ دیا گیا ہے۔ سرکاری اور نجی سیکٹر کے اداروں نے دھان کی 19 میل دار نسلیں جاری کی ہیں۔

جے وگیان نیشنل سائنس و ٹکنالوجی مشن کے منصوبوں کو شروع کیا گیا ایک کا مقصد زرعی اقسام کا تحفظ اور دوسرے کا قبائلی، پسماندہ اور پہاڑی علاقوں میں پیداوار اور پیداواری صلاحیت بڑھا کر تغذیاتی نظام کو مستحکم کرنا ہے۔ اب تک دھان کی 500 زیادہ پیداوار دینے والی جلدی پکنے والی، بونی اور مرض اور کیڑوں سے مقابلہ کرنے والی نسلوں کا فروغ کیا جاچکا ہے۔ ان میں سے ہر طرح کے موسم اور مٹی اور زرعی آب وہوا والی کیفیتوں والے علاقوں کے لئے بیج چنے جاسکتے ہیں۔ دھان کی زیادہ پیداوار دینے والی نسلوں میں۔ آدتیہ، پرسنا، تلسی، راسی، کرشن ہنس، شیشری، وکاس، ابھیہ، سرکشا وکرمنیہ، پھالگن، ناگا ارجن، سورن دھان وبھو، پرنو، مانسرور، شکتی داہن اور ندھی، اجے وغیرہ کی قسمیں شامل ہیں۔

بھارت نے باسمتی کی نئی بونی نسل کو فروغ دیا ہے ان میں پوسا باسمتی۔ 1 ہریانہ باسمتی اور کستوری اہم ہیں۔ آئی۔ اے۔ آر۔ آئی ایک میل دار باسمتی کو فروغ دے رہا ہے جس سے فی ہیکٹر 65 کیوئنٹل پیداوار کی جاسکتی ہے۔ حال کے سالوں میں مغربی بنگال، آسام اور بہار واڑیسہ میں بورو دھان کی کھیتی کا پھیلاؤ ہوا ہے۔ مغربی بنگال میں بورو کھیتی کے لئے روایتی گوتم اور سی۔ این۔ آر۔ ایچ۔ 3 جیسی میل دار نسلیں جاری کی گئیں۔ حال میں پوجا، وی ایل دھان۔ 81 اور سی۔ آر۔ 15 نام کی تین نئی نسلیں جاری

کی گئیں پوجا ڈھلان والے علاقوں کے لئے ،وی ویل دھان- 81 پہاڑی علاقوں اور سی-ایس-آر- 15 قلوی علاقوں کے لئے ہیں۔

بھارت کے لئے گیہوں دھان کی طرح ہی ایک اہم فصل ہے۔اور ملک کے مختلف استوروں میں اس کا حصہ 36 فی صد ہے۔ 2.6 کروڑ ہیکٹر میں 7.5 کروڑ ٹن پیداوار کے ساتھ گیہوں کی پیداوار کے معاملے میں دنیا میں بھارت کا دوسرا مقام ہے۔ گیہوں کی 250 سے زیادہ نئی نئی قسمیں فروغ پا چکی ہیں اور جاری کی جا چکی ہیں نیم بونی نئی قسموں میں کچھ ایسی ہیں جنکی روٹی اور اچھی بنتی ہیں اور ان میں کئی اور خوبیاں شامل ہیں۔ حال میں آئی نئی نسلوں میں ڈبلو-ایچ- 542، یو پی 2338 پی-بی-ڈبلیو 342 ڈ،شریسٹھ یو پی، 2425 شالی مغربی میدانی علاقوں کے لئے کے- 8804، کے- 9006، ایچ پی 1633 اور مالویہ گیہوں 468، مشرقی شالی کے میدانی علاقوں کے لئے اور ایچ-آئی 1077، اور جی-ڈبلیو 190 (وسطی علاقوں کے لئے) ہیں۔ بارش پر مبنی کھیتی کے لئے پی-بی-ڈبلیو 299، ایچ ڈبلیو، 2004، سجاتا کے 8072، آبھا اور ایچ-آئی 1418 گیہوں کی قسمیں مناسب ہیں۔فوری وضروری خوراک تیار کرنے کے لئے استعمال کئے جانے والے دروم گیہوں کو مغربی ایشیا، جنوبی افریقہ، اور بحر رومی ممالک کو برآمد کرنے کے اچھے امکانات ہیں۔اس گیہوں میں راج 1535 ایچ-آئی 8381، پی ڈی ڈبلیو 215، پی-ڈی-ڈبلیو 233، ڈبلو-ایچ 896 اور مالوشکتی کے مطابق ہیں۔ ڈھاپلی میں پروٹین زیادہ ہے اور جنوبی ہند کے کھانے جیسے اپما وغیرہ بنانے کے لئے موزوں ہے۔ ڈھاپلی گیہوں کی ڈی ڈی کے 1001 اور ڈی ڈی کے 1009 کی ترقی یافتہ نسلیں ملک کے جنوبی علاقوں کے لئے جاری کی گئیں۔

مکئی کی اب تک 100 سے زیادہ کمپوزٹ اور میل دار قسموں کو فروغ دیا گیا ہے۔اس کی جلدی پکنے والی ایک فصلی میل دار قسم میں پوسا میل دار-1 پوسا میل دار-2 پرکاش ایف-ایچ- 3047 اور پارس کی پیداوار بڑھانے میں بہت بڑا تعاون ہے۔ شکتی نسل 1997 میں جاری کی گئی اس میں غذایت کے عناصر زیادہ ہیں اور اسے بچوں کی خوراک اور مرغی خنزیر خانے وغیرہ کے لئے بہت مناسب مانا جاتا ہے۔ مکئی کی واحد میل دار دو یک بائی برڈ- 4 اور گورو ڈ کمپوزٹ نسلیں پچھلے سال جاری کی گئیں۔ یہ وسطی اور شالی مغرب بھارت کی آب وہوا کے موافق مانی گئی ہے۔

سورگم سی-ایس-ایچ- 17 اور کے-جے-ایس-ایچ- 2 نسلوں میں بہتری کی گئی تا کہ ان کی عام طریقے سے کھیتی کی جا سکے۔ سی-ایس-ایچ 17 سے اچھی پیداوار اور زیادہ چارا ملتا ہے۔اس کے علاوہ ریاستی سطح پر تین قسمیں۔ پی-ایس-ایچ- 1 جی-جے- 41 اور جواہر جوار 1041 بھی جاری کی گئی۔ سفید باجرے میں پوسا 415 پوسا 604، نندی 8 اور 32 اور ایم ایل بی-ایچ 44 نام 5 میل دار نسلیں اور پوسا 334 اور جے وی وی- 2 نام کی دو کمپوزٹ نسلیں قومی سطح پر مختلف آب وہوا کے علاقوں کے لئے جاری کی گئی۔اس کے علاوہ بغیر بھوسی جو کی ایک نسل (HB-276) اور باجرے کی نسل کنگنی (PS-4) اور کودو کی (KK-1) نسل قومی و ریاستی پر جاری کی گئی۔ چارے کی فصلوں میں ایک قسم کا وپی (UP-9202) اور سورگم چارے کی دو قسمیں (سفید موتی اور (CO-27) بھی جاری کی گئیں۔

دالوں میں اب تک ملک میں 400 سے زیادہ ترقی یافتہ قسمیں اور میل دار قسم کے بیج جاری کئے جا چکے ہیں۔ مونگ (60 دن کی)، ارہر (120 دنوں کی اور مسور 110 دن کی) جلدی پکنے والی نسلیں تیار کرنے میں بڑی کامیابی ملی ہیں۔ انہیں کئی طرح کی فصلی نظام اور غیر روایتی طریقوں میں پیدا کیا جا سکتا ہے۔ارہر کی 130 دن سے کم وقت میں تیار ہونے والی نسلیں (یو پی ایس- 120، مانک آئی سی پی ایف (151 اور پارس) کے آنے سے مغربی، اتر پردیش، ہریانہ، پنجاب، اور شالی مغربی راجستھان میں دو لاکھ ہیکٹر اضافی علاقوں میں بچی، گیہوں فصل دور کے تحت اس کی کھیتی ہونے لگی ہے۔ مہاراشٹر، گجرات، آندھرا اور کرناٹک کے لئے بھی اس کی جلدی پکنے والی نسلوں کو فروغ دیا گیا ہے۔موسم بہار گرمی میں کھیتی کے لئے مونگ کی پی-

ڈی۔ایم۔11 اور پی۔ڈی۔ایم۔4 اور اڑد کی پنت یو۔191، پی۔ڈی۔یو۔1، یوجی۔218 نسلیں جاری کی گئیں جو جلدی پکتی ہیں۔انہیں دھان، گیہوں، مکئی، سورگم وار باجرے جیسی مختلف فصلوں کے ساتھ پیدا کی جاسکتی ہے۔مسور کی جلدی پکنے والی قسموں، پوسا 372 ڈاوے پی بی جی-1 اور پوسا 256 کی بوائی دسمبر کے وسط میں دھان کی فصل لینے کے بعد کی جاسکتی ہے۔

پچھلے سال دلہنوں کی 11 ترقی یافتہ قسمیں جاری کی گئیں۔اس میں مسور کی پوسا 1003 اور بی جی ڈی۔72، مونگ بین ایچ یو ایم 1-اڑد کی ٹی یو 1-94 موٹھ کی آر ایم او-375 جوار کی آر جی سی۔1003، ایچ جی ایس۔563، لوبیا کی جی 585 اور جی سی-3، کابلی چنے کی اے۔کے 21 اور پی ایچ جی۔9 قسمیں شامل ہیں مونگ کی ایچ یو ایم -1 نسل کو موسم بہار میں بویا جاسکتا ہے۔یہ وسطی اور جنوبی علاقوں کے لئے مناسب ہے اور 65 دن میں تیار ہوجاتا ہے۔اس میں کھیر وائرس مرض نہیں لگتا۔جنوبی علاقوں کے لئے جاری اڑد کی ٹی یو 2-94 نسل بھی مرض مزاحم ہیں۔

تلہنوں کی 6 ترقی یافتہ قسمیں جاری کی گئیں۔ان میں مونگ پھلی کی سی ایس ایم جی 884 اور ایچ این جی۔10 سویابین کی جے ایس 41-90 ایس کے ایل سی کے 9216، ایل۔ایم۔ایچ 62 اور جواہر السی۔9 کو پچھلے سال جاری کیا گیا۔سویابین کی جے ایس 41-90 اور مونگ پھلی کی ایل کے سی 9216 قسم کے السی کے دوہرے فائدے ہیں اس میں فی 10 کلو نسل بیج اور 7 کو نٹل تک فائبر حاصل ہوجاتا ہے۔

کپاس کی میل دار قسم کا فروغ کر کے اس کا کمرشیل استعمال کرنے والا بھارت واحد ایسا ملک ہے۔لمبے ریشے والی پریمر سیل دار کپاس ایچ۔4 اور اضافی لمبے ریشے والی ورلکشمی اور ڈی سی ایچ 32 اور سون قسموں سے عمدہ روئی تیار ہوتی ہے۔جن سے 120 کاؤنٹ تک دھاگے تیار کئے جاسکتے ہیں۔یہ نسلیں مصر کی گیجا۔45 کا مقابلہ کرسکتی ہے۔جلدی تیار ہونے والی فتح، دھن لکشمی اور راج ہنس نسلیں حال میں جاری کی گئیں۔یہ پنجاب، ہریانہ اور راجستھان کے لئے مناسب ہیں۔

ہندوستانی زرعی تحقیقاتی کونسل نے سستے، آسان اور ماحول کے مطابق (آئی۔پی۔ایم) کی ترقی اور افزائش پر خاص دھیان دیا ہے۔ان میں حیاتی کنٹرول ایجنٹ اور پودوں کے نقطہ ابتدا کے جراثیم کش کا استعمال ایسے پودوں کے محافظ کیمیاوی کا استعمال جن میں زہریلے مادے نہیں، بچے، ہیں اور چوہے، چڑیوں اور گھن وغیرہ سے بچاؤ کے نئے طریقوں کا استعمال کرنا شامل ہے۔اسکے لئے علاقہ وار خصوصی تدابیر کئے جارہے ہیں۔ٹرائیکو گراما اور کریسو چولی جیسے حیاتی کنٹرول ایجنٹوں کا فروغ اور مضروب اور این پی وی جیسے حیاتی جراثیم کش کا استعمال ان کوششوں کی بڑی حصولیابی ہے۔دھان کپاس، گنا، دلہنوں اور تلہنوں کے لئے آئی۔دی۔ایم کے کارگر پیکج تیار کر لئے گئے ہیں۔

باغبانی

بھارت پھل (4.3 کروڑ ٹن) اور سبزیوں (8.6 کروڑ ٹن) کا دوسرا سب سے بڑا پیداکاری ملک ہے۔دنیا کے 65 فی صد آم اور 11 فی صد کیلا بھارت میں پیدا ہوتا ہے ملک کے کل پھل پیداوار میں پانچ پھلوں۔آم، کیلا، سائٹرس پھلوں جیسے سنترہ موسمی، امرود، اور سیب کا حصہ 75 فی صد ہے۔آم کی بارہ مہینے کی بونی میل دار نسلوں کی افزائش سے اس کی پیداوار بڑھی ہے۔ملیکا، آمر پالی، عرق پنیت، عرق ارون، عرق انمول، رتنا اور سندھو جیسے آم کی زیادہ امکانات والی نسلیں ہیں۔ہر سال اور زیادہ مقدار میں پیدا ہونے دسہری 51 قسم کو فروغ دیا گیا ہے۔آم کے بوڑھے پیڑوں میں نئی بہار لانے کی تکنیک کو بھی ترقی یافتہ بنایا گیا ہے۔امرود کی للیتا نسل کو تجارتی استعمال کے لئے جاری کیا جاچکا ہے۔جوالہہ آبادی سفیدا کی دوگنی پیداوار دیتا ہے۔انگور میں بغیر بیج کی تھامسن نسل سے برآمد کرنے کے امکانات میں عرق سوم اور عرق وتی نام کی نئی میل دار نسلوں کو فروغ دیا گیا ہے۔میل دار نسلیں کی افزائش بھی ایک بڑی کامیابی ہے۔میل دار نسلوں کی افزائش بھی ایک بڑی کامیابی ہے۔

پنجاب، ہریانہ، راجستھان اور ہماچل پردیش میں کینو کی کھیتی کو وسعت ملی ہے۔ ان علاقوں میں بیر، آنولا اور انار کی کھیتی کو بڑھاوا دینے میں بھی کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ پھل کے تحفظات اور پھلوں کے جوس سے کاربونیٹڈ بارد مشروب کی تکنیکوں کی بھی معیار بندی کی گئی ہے

۔میل دار نسلوں کے فروغ سے آج ملک میں تازہ ٹماٹروں، گوبھی، پتہ گوبھی، پیام مولی، بیگن، اور مرچ کی بارہ ماسی کھیتی ہونے لگی ہے۔ آلو کی پانچ نئی قسموں کو پیش کیا گیا ہے۔ ناگپور علاقے میں انگور کی پیکجنگ کی نئی تکنیک استعمال کرنے سے پھل کی بربادی کم ہوئی ہے۔

شکر قند کے اسٹارچ سے ملٹی سیرپ بنانے کی تکنیک کی معیار بندی کی گئی۔ کساوا اسٹارچ پر مبنی حیاتی پلاسٹک بنانے کی تکنیک کا فروغ بھی ایک بڑی کامیابی رہی۔ پھولوں کی کھیتی کے لئے شگن اور شرنگاریکا کو کھیتی کے لئے جاری کیا گیا۔ کرتھیم کی ڈائینا قسم بھی جاری کی گئی۔ گیندے کی پوسا شنکر -1 نام کے نارنگی پھولوں والی نسل سے بھی اس کی کھیتی میں فائدے کے امکانات میں اضافہ ہوا ہے۔ کالی مرچ کی فٹو پتھرا بیماری کی کارگر حیاتی کنٹرول طریقہ کار کو فروغ دیا گیا ہے۔

سائنس حیوانات

نیشنل بیورو آف انیمل جینٹک رسورسز نے بھارت میں جانوروں کے تولیدی وسائل کے بارے میں ایک اطلاعاتی نظام کو پوری طرح عملاً لاگو کر دیا ہے۔ دیسی نسل کے 30 گائے بچھڑوں اور 10 بھینسوں کے نسل کشی کیلنڈر کو فروغ دیا ہے۔

دوغلی تولیدی پروگرام سے گایوں کی کرن سویس، کرن فرائن اور فرانس والی نسلیں تیار کی گئی ہیں۔ کرنال کا قومی ڈیری ریسرچ ادارے نے کرن فرائی گائے کام دھینو سے ایک دن میں 44.2 کلو دودھ حاصل کرنے کا اعزاز حاصل کیا ہے۔ سور، خرگوش، اونٹ، یاک، متھن اور بھیڑ بکریوں کی نسل کو بہتر بنانے کے سمت میں بھی اہم کامیابیاں درج کی جا چکی ہیں۔ مرغی پالن میں بھی بہت ترقی ہوئی ہے۔ مرغے کی ترقی یافتہ نسلوں کو بھی فروغ دیا گیا ہے۔ مرغیوں کی آبادی بڑھانے کے لئے اڑیسہ کے قبائلی علاقوں میں کیری گولڈن مرغے مرغیاں پہونچائے گئے ہیں۔ جنوب کے ساحلی ریاستوں میں گھریلو مرغی خانوں کے لئے ون راج اور گرام پریہ نسلیں مہیا کرائی گئی ہیں۔ ڈبل حیاتی کوڑا کرکٹ سے مویشیوں کے لئے اچھا چارا بنانے کی ٹکنالوجی کی بھی ترقی ہوئی ہے۔ این۔ آئی۔ اے۔ این۔ پی بنگلور نے مویشیوں کے تغذیہ کے بارے میں ایک ڈیٹا بیس بھی تیار کیا ہے۔ گائے بھینس اور بھیڑ بکریوں کے معاملے میں ایمبریو ٹکنالوجی کا کامیابی سے استعمال کیا گیا ہے۔ بھینسوں میں ان۔ وٹر ٹکنالوجی سے کامیابی سے توالید کرایا گیا۔ بھینس کا 32 خلیات ایمبریو کلون تیار کرنے میں کامیابی ملی۔

جانوروں کے وبا خیز آئی بی آر اور بلوٹنگ (بی۔ ٹی) اور بروسیلا بیماریوں کے علاج کے لئے ایلسیا کٹ کو فروغ دیا گیا۔ ایف۔ ایم۔ ڈی کے لئے ایلسا کٹ مہیا ہیں ہائیڈرو پیری کارڈیم سنڈروم (لیوپی بیماری) کے لئے ایسا جانچ اور وانٹ۔ ایلسا تدابیر چلائی گئی۔ بھوپال میں ایک اعلی حفاظتی مویشیوں کی بیماریوں سے متعلق تجربگاہ (پی۔4 بایو سیفٹی) قائم کی گئی۔

مکھن کھیر بنانے کے لئے خوشبودار آمیزہ پاؤڈر تیار کرنے اور زیادہ وقت تک تازہ بنی رہنے والی برف کنڈا کے کاروباری پیداوار کی ٹکنالوجی کو بھی ترقی دی جا رہی ہے۔ کرناٹک کی دودھ سے بننے والا روایتی مٹھائی کنڈا کے تجارتی مارکیٹنگ کے امکانات کا بھی پتہ لگایا گیا ہے۔ جانوروں اون کے اور بال سے مختلف قسم کے نموا تیار کیا گیا ہے۔ بھیڑ کے سخت گوشت کو نرم کرنے کے لئے ایک بقہ کی دریافت کیا گیا اور بچے ہوئے مرغی کے گوشت سے چکن ٹکی تیار کرنے کی ٹکنالوجی کی معیار فیصدی کی گئی۔

قدرتی وسائل منتظمہ

زمین میں دستیاب اجزاء کے تحفظ اور فروغ و زمین، پانی، تغذیات اور پیداوار میں کام آنے والے دیگر وسائل کے بہتر مربوط استعمال والی زرعی ٹکنالوجی کے فروغ پر خصوصی زور دیا جارہا ہے۔ مختلف علاقوں کی زمین کے استعمال کے لئے منصوبے تیار کرنے کے لئے وہاں کی زمین، پانی اور موسم کی معلومات ہونا بہت ضروری ہے۔ اب تک 12 ریاستوں اور 2 مرکز کے زیر انتظام علاقوں کی کالی مٹی کے وسائل کا نقشہ تیار کیا جاچکا ہے۔ مغربی بنگال، گجرات، اور پانڈیچری کے مٹی سے متعلق موضوعی نقشہ بھی تیار کرلیا گیا ہے۔

فصلی نظام تحقیقات سے ایسی متوازن کثیر فصلی نظاموں کو فروغ دیا جاسکا ہے جن میں آبپاشی علاقوں میں فی ایکٹر 12-10 کوئنٹل چاول، گیہوں، مونگ اور باجرا پیدا کیا جاسکتا۔ بارش پر مبنی علاقوں میں دو اہم فصلوں کے درمیان دلہن اور تلہن کی کھیتی کے لئے مختلف تدابیر کی تجاویز دی گئی ہے۔ جن میں ہیکٹر زیادہ حصولیابی کی جاسکتی ہے۔ اہم فصلی نظاموں میں کھر پت وار پر قابو رکھنے کے معقول حل کی بھی تجاویز رکھی گئی ہے۔ مشرق شمالی ریاستوں کے پہاڑی علاقوں میں جھوم کھیتی کی جگہ متبادل طریقے اپنائے جارہے ہیں۔ مختلف زرعی ماحولیاتی نظاموں کے لئے موسم سے متعلقہ ماڈل تیار کئے گئے ہیں۔ کھادوں کے متوازن استعمال کے لئے مٹی کی جانچ پر مبنی فصلی نظاموں اور تغذیہ منتظمہ و کھادوں کے اجزا کی پہچان اور کمی کو دور کرنے کا حل بھی نکالا گیا ہے۔ حیاتی کچرے کو کمپوسٹ کھاد میں بدلنے کی تکنیک کو بھی فروغ دیا گیا ہے۔

منتظمہ کے بارے میں مختلف زرعی ماحولیاتی حالتوں میں فصلوں میں آبپاشی کی ضرورت اور بہتر فصلی دور کو متعین کرلیا گیا ہے۔ پانی کی بچت اور زمینی اور زیر زمین پانی کے استعمال کی کسوٹیوں کو پرکھا جاچکا ہے۔ اور اسے لاگو کیا جاچکا ہے۔

فصل کی تیاری کے لئے بارش کے پانی کے استعمال اور اس کی بازدوری اور آبپاشی کے لئے پانی کی بہتر کوالٹی وغیرہ کے لئے ترقی یافتہ تکنیکوں کی بھی جانچ کرلی گئی ہے۔ زمین کے ایک ہی ٹکڑے میں کھیتی کے ساتھ ساتھ زرعی وجنگلاتی باغبانی کارروائی دور قدیم سے چلا آرہا ہے اس میں قدرتی وسائل، دھوپ، پانی اور مٹی کی تغذیہ کا بھرپور استعمال ہوتا ہے مختلف علاقوں میں زرعی جنگلی بانی کے لئے ایسے کئی درختوں کی شناخت و جانچ کی گئی ہے۔ جو چارا، ایندھن اور عمارتی لکڑی میں سب طرح کے کام میں آسکتے ہیں۔

زرعی انجینیئرنگ

آئی۔سی۔اے۔آر نے کھیتوں میں کام کرنے کے لئے کئی طرح کے اوزاروں اور مشینوں کا ڈیزائن کیا ہے اور اسے فروغ دیا ہے۔ حال ہی میں دھان کے فوری بعد بغیر جتائی کے گیہوں بونے کی ڈرل مشین تیار کی گئی ہے۔ اس میں گیہوں کی بوائی میں تاخیر کو دور کر کے پیداوار بھی بڑھائی جاسکتی ہے۔ دھان کی روپائی میں محنت کو کم کرنے کے لئے 8 قطاروں کی دھان روپائی انکھوا (انکور) بننے سے پہلے کی دھان بونے کی مشین کو بھی فروغ دیا گیا ہے۔ اسی طرح گنا لگانے، مونگ پھلی کی خول کو نکالنے، منی دال مل، ایک جگہ سے دوسری جگہ تک لے جانے میں ہلکا سفری کیتو گریڈر اور کثیر فصلی گاہنے والا تھریشر کو فروغ دیا ہے۔

حیدرآباد کے آچاریہ میں این جی رنگا زرعی یونیورسٹی نے دھان کی روپائی کے لئے گیلا کبست تیار کرنے کا ٹریکٹر پر لگا ہائیڈرولک سے کنٹرول کرنے والا اوزار تیار کیا ہے۔ اس سے کھیت تیار کرنے میں ہل بیل کے مقابلے میں 30 فی صد کم خرچ آتا ہے۔

پنجاب زرعی یونیورسٹی (پی۔اے یو) لدھیانہ نے بھی ٹریکٹر پر لگی روپائی مشین تیار کی ہے جسے کئی فصلیں لگانے میں استعمال
کیا جاسکتا ہے۔ بھوپال کے مرکزی زرعی انجینیرنگ ادارے نے ٹریکٹر پر لگی ہوئی جتائی و بوائی مشین کو بھی فروغ دیا ہے۔ اس
سے سویابین، مکئی، مونگ پھلی، اور سویابین اڑہر کی بوائی کی جاسکتی ہے۔

گڑ کی پیداوار کو کسانوں کو نفع بخش قیمتیں دلانے کے مقصد سے گوند بلھ پنت یونیورسٹی پنت نگر نے گڑ چاکلیٹ بنانے کی
تکنیک کو فروغ دیا ہے۔

ممبئی کے سرکٹ ادارے نے ریکی فائبر کا لسی لساپن دور کرنے کے طریقہ کی معیار بندی کی ہے اور یہ کام عام درجہ حرارت
پر کیا جاسکتا ہے۔ ادارے نے آسیٹر مشروم مشروم کے بیج کے لئے خام مال کے حل کے لئے کفایتی تکنیک کی معیار بندی کی ہے۔
کلکتہ کے جوٹ ادارے این۔ آئی۔ آر۔ جے۔ ایف۔ ٹی نے جوٹ کی ڈنٹھل سے لگدی بنانے کیمیاوی مکانکی ٹکنالوجی اور اینٹی
ریشہ بنانے کی ٹکنالوجی کو بھی فروغ دیا ہے۔

ماہی گیری سائنس

بھارت میں سمندر اور زیر زمین پانی کے وسائل سے 5.4 لاکھ ٹن مچھلی کی پیداوار ہوتی ہے اور یہ مچھلی پیداوار میں دولت
مشترکہ میں پہلے مقام پر اور دنیا میں ساتویں مقام پر ہے۔

کارپ اور کیٹ فش، بی باس اور ہلسا کے بچے تیار کرنے کی تکنیک میں تکملہ حاصل کر لیا ہے۔ اس سے سال میں دو۔ دو تین
تین بار مچھلی نکالی جاسکتی ہے۔ کمپوزٹ ماہی گیری سے اس علاقے میں انقلابی بہتری پیدا ہوئی ہے۔ اس سے تالابوں میں 50 کلو
فی ہیکٹر فی سال کی جگہ 2,000 کلو تک پیداوار ہونے لگی ہے۔

ICAR سائنس دانوں نے نسلی انتخاب سے روہو کارپ مچھلی کی نموئی کی ہے۔ مشیر کو اونچے پہاڑی جھیلوں میں پال کر غذائی
مچھلی میں تبدیل کرنے میں کامیابی حاصل کی ہے۔

مچھلیوں کو پکڑنے کے بعد ان کے محفوظ کرنے اور پیکیجنگ اور نقل و حمل کی تکنیکوں میں بھی بہتری آئی ہے اور یہ صنعت ملک کا
بڑی امتیازی اور جاذب صنعت بن گئی ہے۔ مچھلیوں کے بے کار حصوں اور بے کار مچھلیوں کے استعمال کی تکنیک کو بھی فروغ
دیا گیا ہے۔ اس سے دوائیں، کپڑے، کاسمیٹک اور رنگ و روغن صنعت کے لئے کائیٹین اور کائسٹوسن جیسی چیزیں بنائی جاتی ہیں۔
آنکھ اور دیگر خورد سرجری اور آنکھ کے لئے مچھلی کے آنت سے دھاگے بنائے جاتے ہیں۔

زرعی تعلیم

ہندوستانی زرعی تحقیقاتی کونسل زرعی تعلیمی پروگراموں کو قومی سطح پر فروغ دیتی ہے اور تال میل رکھتی ہے۔ زرعی تعلیم کے لئے
ملک میں 30 ریاستی سطح کی زرعی یونیورسٹیاں، امپھال میں ایک مرکزی یونیورسٹی اور ہندستانی زرعی تحقیقاتی ادارہ، نئی دلی،
ہندوستانی مویشی طبی علاج کا تحقیقی ادارہ عزت نگر، قومی ڈیری تحقیقاتی ادارہ، کرنال اور مرکزی ماہی گیری تعلیمی ادارہ ممبئی۔ یہ 14
ادارے شامل ہیں جن میں یونیورسٹی جیسا درجہ ملا ہے۔ اس کے علاوہ کاشی ہندو یونیورسٹی، وشو بھارتی اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، ان
تینوں مرکزی، یونیورسٹیوں میں بھی زرعی تعلیم کے عمدہ پروگرام چلائے جاتے ہیں۔ یہ ادارے اپنے 193 منسلکہ کالجوں میں 11
خصوصی شعبوں میں تعلیم فراہم کرتے ہیں جن میں ہر سال 10,000 طلباء کی پڑھائی کا اہتمام ہے۔ ملک میں 65 شعبوں میں
پوسٹ گریجویٹ تعلیم کی سہولتیں حاصل ہیں۔ زراعت، بیطاری سائنس، زرعی انجینیرنگ، جنگل بانی، ہوم سائنس باغبانی، علم غذا،

ڈیری ٹکنالوجی، ماہی گیری، ریشم سازی اور زرعی مارکیٹنگ میں ڈگریاں دی جاتی ہیں۔

زرعی سائنس اور ٹکنالوجی میں ایڈوانس تحقیقاتی کاموں کے لئے 35 ایڈوانس مراکز، مطالعہ (سی۔اے۔ایس) قائم کئے گئے ہیں۔ ان مراکز میں ریاستی زرعی یونیورسٹیوں اور ہندوستانی زرعی تحقیقاتی کونسل کے ادارے کے لوگوں کے لئے دو تین ہفتے کے مفت تربیتی کورس چلائے جاتے ہیں جن کے لئے درخواستیں طلب کی جاتی ہیں۔ کونسل طلبا کو گریجویٹ سطح پر 300 اور پوسٹ گریجویٹ سطح پر 475 وظائف بھی دیتی ہے۔ دیہی عورتوں کو مجاز اور با اختیار بنانے اور ان کی حالت کو مضبوط بنانے میں مدد کرنے کے لئے ہوم سائنس کے ایک پروجیکٹ بھی چلایا جارہا ہے۔

کونسل نے عالمی بینک کے تعاون سے 14 اگست 1995 سے 7.42 کروڑ ڈالر کی ایک زرعی انسانی وسائل نے فروغ کے لئے ایک پروجیکٹ بھی چلارہی ہے۔ اس کا مقصد زراعت میں اعلیٰ تعلیم کا معیار بڑھا کر اور حصہ لینے والی ریاستوں کی مدد کر زرعی سیکٹر کے انسانی وسائل کو فروغ دینا اور بہتر منتظمہ کرنا ہے۔ اس پروجیکٹ کے پہلے مرحلے سے ہی نمایاں فائدہ ہوا ہے۔ ڈگری تعلیم کے سبھی پروگراموں میں حیاتی اعداد وشمار، حیاتیاتی تنوع، حیاتی ٹکنالوجی، زرعی کاروباری منتظمہ مارکیٹنگ، علم ماحولیات اور کمپیوٹر کے استعمال سے متعلق نئے کورس شامل کئے گئے ہیں۔ ڈگری طلباء کے دیہی علاقوں میں زرعی کام (آر۔اے۔ڈبلو۔ای) اور پلانٹ ٹریننگ پروگرام میں کارآمد بنانے کے طور پر کل 66 ماہ کا تجرباتی سرٹیفکیٹ ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ہر سال 1500 سائنس دانوں کو تربیت دی جاتی ہے۔ اب تک 525 غیر ملکی سائنس داں بھی تربیت پاچکے ہیں۔ اور دیگر شعبے جو AHRD-I مرحلے سے مستفید ہوئے ہیں۔ ڈیمڈ یونیورسٹیوں کے اداروں اور ریاستی زرعی یونیورسٹیوں اور زرعی شعبے HRD/HRM کی اکائیوں عملہ کے لئے ڈیٹا بس تیار کرنا شامل ہے۔

زرعی توسیع

ہندوستانی زرعی تحقیقاتی کونسل پورے نظام میں سبھی تحقیقاتی کاموں کے تعین قدر اور تشخیص کرتی ہے اور جدید ٹکنالوجیوں کو کسانوں، زرعی توسیع کارکنوں اور دیگر ایجنسیوں تک پہونچاتی ہے۔ ان میں ٹکنالوجی کا کھیت کی سطح پر پرکھ اور تشخیص اور تحقیق کی جاتی ہے اور وہاں کسانوں، کھیت میں کام کرنے والی عورتوں اور دیہی نوجوانوں کو ٹکنالوجی کی عملی تربیت دی جاتی ہے۔ ان مراکز پر زراعت، باغبانی، مویشی پالن، ماہی گیری وغیرہ تمام کاموں میں ہر سال دولاکھ کسانوں کو تربیت دی جاتی ہے۔ تاکہ خود روزگار کا موقع فراہم ہو سکے۔ تربیت دہندہ کے لئے خشک علاقوں میں کاشت کاری، باغبانی، فارم مشینری، تالابوں میں مچھلی پالنے، سمندر میں مچھلی پکڑنے، کوہستانی کھیتی، ڈرائینگ اور ہوم سائنس میں تربیت کے فن سکھانے کے لئے 8 خصوصی ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ (ٹی۔ٹی۔سی) ہیں۔ زرعی سائنس مراکز کے سائنس دانوں کو بھی اپنے مضمون میں معلومات وعلم کی تجدید کرنے کے لئے ٹی۔ٹی۔سی میں بھیجا جاتا ہے۔

کونسل نے ایک جدید پروجیکٹ۔ انسٹی ٹیوٹ ولیج لنکیج پروگرام، (IVLP) شروع کیا ہے۔ تاکہ کسانوں اور سائنس دانوں کے درمیان ربط اور بڑھایا جاسکے اور زرعی تحقیقی نظام سے تکنیکی ایک گاؤں یا 1,000 کسان خاندان والے دیہی گروپوں میں ہر کسان تک پہونچ سکیں۔ اب تک ایسے 42 مراکز کی شناخت کر 42,000 خاندانوں تک رسائی کی کوشش کی گئی ہے۔

قومی زرعی تکنیکی پروجیکٹ

قومی زرعی ٹکنالوجی پروجیکٹ (این۔اے۔ٹی۔پی) 24 کروڑ ڈالر کی ہے۔ اس کا مقصد کچھ قومی اہمیت کے کچھ خاص معاملوں کا حل ہے۔ یہ ایشو ہیں۔ (1) قومی افرادی غذائی تحفظ (2) غریبی کا خاتمہ اور برابری (3) ماحولیات میں بہتری اور حیاتی

تنوع کی حفاظت (4) قدرتی وسائل کا مستقل اور متوازن استعمال (5) گاؤں کے لوگوں کی آمدنی بڑھانے کے لئے پیداوار کا تنوع (6) قبائلی لوگوں، عورتوں اور پسماندہ لوگوں کی فلاح و بہبود (7) کاروباری نقطہ نگاہ سے مفید ٹکنالوجی کا استعمال اور برآمد کی امکانات کو بڑھانا۔

اس پروجیکٹ کے تحت مختلف پروگراموں کے تحت تحقیقی کام کے لئے رقوم مہیا کرائی جاتی ہے۔ان میں برتریم (Term of Excellence Toc)، مشن موڈ (MM) پیداواری نظام تحقیق (PSR) آئی، وی۔ایل۔پی اسکیم کے تحت ٹکنالوجی تعین قدر اور تشخیص (TAR) اور مقابلہ جاتی تعاون پروگرام (CGP) جیسے پروگرام 8 موضوعی ایریا میں چل رہے ہیں۔

ٹکنالوجی کی توسیع میں جدت (آئی۔ٹی۔ڈی) تحت 53 زونل ریسرچ مراکز (ZRS) کو زرعی سائنس مراکز بنادیا گیا ہے۔آئی۔سی۔اے۔آر اور ریاستی زرعی یونیورسٹیوں مختلف تحقیقاتی اکائیوں کو آپس میں متحد کر کے واحد کھڑکی متعاون نظام کے لئے زرعی ٹکنالوجی معلوماتی مراکز (اے۔ٹی۔آئی۔سی) بنائے گئے ہیں۔اس کے علاوہ ریاستی زرعی یونیورسٹیوں کے 8 زرعی وسعت تعلیمی ڈائرکٹریٹ اور 29 زونل تال میل اکائیوں کو مزید مضبوط بنایا گیا ہے۔آندھرا پردیش، بہار، ہماچل پردیش، مہاراشٹر، اڑیسہ اور پنجاب کے 24 اضلاع میں زرعی ٹکنالوجی منتظمہ ایجنسیاں قائم کی گئیں۔کسانوں اور توسیع کارکنوں کی تربیت کے لئے ریاستی زرعی منتظمہ اور وسعت تربیتی اداروں کو مضبوط کیا جارہا ہے۔پروجیکٹ کے عمل کے لئے چنندہ اضلاع میں منصوبہ بند تحقیقات اور وسعت اسکیمیں (ایس۔آر۔ای۔پی۔اے۔ایس) تیار کی گئی ہیں۔

بین الاقوامی تعاون

زرعی ریسرچ میں مختلف ممالک کے ساتھ دوفریقی تعاون بڑھانے کے مقصد سے زرعی تحقیقات اور محکمہ تعلیم (ڈی۔اے۔آر۔ای) نے مختلف ممالک کے ساتھ معاہدے کئے ہیں۔محکمہ نے اس وقت 15 ممالک کے ساتھ تعاون کا باقاعدہ اہتمام کیا ہے۔ان ممالک میں فلپین، کیوبا، ایران، ویتنام، امریکا، آسٹریلیا، ٹیونیشیا، ترنیداد ٹوباگو، اومان، پیرو، اسرائیل، یوگانڈا، مصر، تاکیہاوار ازبکستان شامل ہیں۔اس کے علاوہ آئی۔وی۔اے۔آر نے 34 بین الاقوامی تنظیموں کے ساتھ (MU4 باہمی اتفاق کی یادداشت) پر دستخط کئے ہیں۔اس کے تحت سائنس دانوں جرم پلاسم اور سائنسی ادب کے مبادلہ اور تحقیقاتی پراجیکٹ میں تعاون کیا جاتا ہے اس میں دونوں فریق آپس میں مل کر عام طور سے دوسالہ عملی منصوبہ بناتے ہیں۔

زراعتی مارکٹنگ

ڈائرکٹوریٹ آف مارکیٹنگ اینڈ انسپکیشن

ڈائرکٹوریٹ آف مارکٹنگ اینڈ انسپکشن (ڈی ایم آئی) وزارت زراعت کے تحت کام کرتا ہے جسے 19 دسمبر 1998 سے مرکزی اور ریاستی سرکاروں کو زراعتی مارکٹنگ پالیسیوں اور پروگراموں کی تشکیل کے سلسلے میں مشورہ دیے ہیں اور ان کے تحت مختلف اسکیموں پر عمل درآمد کے لئے مشاورتی خدمات انجام دی ہیں اس کا صدر دفتر فریدآباد میں، اور برانچ ہیڈ آفس ناگپور میں۔ پورے ملک میں اس کے 5 علاقائی دفاتر 57 معاون دفاتر اور 22 لیبارٹری ہیں۔

ڈی ایم آئی کے ذریعہ زراعتی پیداوار کی زمرہ بندی اور مارکٹنگ کے ایکٹ 1937 پر عمل درآمد کراتا ہے جس میں 1986 میں ترمیم کی گئی تھی۔زراعتی پیداوار کی نوعیت کے معیارات کو اس ایکٹ کے تحت مشتہر کیا جاتا ہے اس معیارات کو عام طور پر ایگ مارک معیارات کا نام دیا جاتا ہے اور یہ معیارات منظور بالا ایکٹ کے تحت 162 مراعتی اور متعلقہ پیداوار کے سلسلے میں

مشتہر کئے جا چکے ہیں۔ متعدد اہم اشیا پیداوار مثلاً گیہوں، آٹا، بیسن دالیں، دیسی گھی اور بناسپتی تیل، کریم والا مکھن شہد، پسے مسالے سوجی، میدہ ناریل کا چورا خوشبودار تیل فیٹ اسپریڈ وغیرہ کی ایگ مارک معیارات کے مطابق گھریلو بازار میں فروخت کے لئے درجہ بندی کی جاتی ہے۔ 99-1998 کے دوران 609 اشیا کے لئے نئے گریڈ معیار تیار کئے گئے۔ 2000-1999 کے دوران اگست 99 تک ایگ مارک 39.80 کروڑ روپے کی اشیا کو برآمد کیا گیا اور 1864 کروڑ روپے کی معیار بند اشیاء گھریلو بازار میں فروخت ہوئیں۔ ڈی ایم آئی ملک میں مختلف زراعتی اشیا کے تعلق سے مارکیٹنگ، تحقیق سروے اور عمیق مطالعہ کا کام کرتا ہے۔ اور اصلاحی اقدامات تجویز کرتا ہے۔ ڈائرکٹریٹ نے 2000-1999 میں مختلف اشیاء کے لئے 25 مطالعات کا اہتمام کیا۔ ڈائرکٹریٹ کے مارکیٹنگ وڈیزائن مرکز (ایم۔ پی۔ ڈی۔ سی) زرعی پیداواروں کے بازار کو فروغ دینے کی ریاستی سطح کے وسیع منصوبے تیار کرتا ہے اور ریاستی حکومتوں اور مارکیٹنگ بورڈوں کے افسران اور ملازمین کو تربیت دیتا ہے۔ ڈائرکٹریٹ اب تک بازار سروے کی 325 رپورٹ تیار کر چکا ہے۔ یہ تحقیقات کے لئے مالی تعاون کی ایک اسکیم بھی چلا رہا ہے۔ اس کی 35 ریسرچ اسکیموں پر کام چل رہا ہے۔ 2000-1999 میں اس اسکیم کے لئے مختلف اداروں اور یونیورسٹیوں کو 10.30 لاکھ روپے جاری کئے گئے۔ 99-1998 میں 21 تحقیقی مطالع پورے کئے۔ ڈی ایم آئی گوشت پیداوار حکم نامہ 1973 کو نافذ کر رہا ہے۔ جس کا مقصد گھریلو کھپت کے لئے گوشت اشیا کی کوالٹی کو قائم رکھنا اور ان کے لئے صاف ستھری تکنیک مہیا کراتا ہے۔ یہ حکم پورے ملک کے لئے ہے۔ اس حکم کے 159 لائسنس جاری کئے جا چکے تھے۔

مختلف ذرائع ابلاغ کے ذریعہ ڈی ایم آئی صارفین اور پیدا کرنے والوں میں تشہیر کا کام کرتی ہے۔ ڈائرکٹریٹ نے 1999 میں نئی دلی میں بھارتی بین الاقوامی میلہ آہار 99 کا انعقاد کیا گیا۔ اس کے علاوہ بھوپال اور وجے واڑہ میں دو نمائشیں بھی لگائی گئیں۔ کسانوں، تاجروں، اور صارفین کے استفادے کے لئے ایگریکلچرل مارکیٹنگ سہ ماہی رسالہ بھی شائع کرتا ہے۔ 1998 کے دوران بنگلور میں ایگ مارک نمائشوں اور نئی دہلی میں انڈیا انٹرنیشنل فیئر اور آہار 98 میں بھی شرکت کی تھی۔ معیار کے بارے میں بیداری پیداوار کرنے کے لئے اپریل سے ستمبر 1998 تک ڈی ایم آئی نے مختلف اسکولوں رکالجوں میں 210 پروگرام چلائے۔ ڈائرکٹریٹ کا ہیڈ کوارٹر فرید آباد میں ہے۔ گوہاٹی کا اس کا سب آفس مشرق شمالی ریاستوں میں داخلی تجارت میں زرعی پیداواروں کے ایگ مارک اور کوالٹی کنٹرول کرتا ہے۔ شلانگ میں ڈائرکٹریٹ کی ایک ایگ مارک تجربہ گاہ قائم کرنے کا منصوبہ ہے۔

زراعتی مارکیٹنگ کا قومی ادارہ

زراعتی مارکیٹنگ کا قومی ادارہ (این آئی اے ایم) جے پور میں آٹھ اگست 1988 میں قائم کیا گیا تھا یہ زرعی اور جنگلاتی محکموں کے سینئر اور متوسط منتظمین، زرعی صنعتی کارپوریشنوں، چوٹی کے کوآپریٹیو صارفین ادارے، جنس بورڈوں، اےسپیڈا کے ذریعہ تسلیم شدہ ایکسپورٹ، ہاؤسوں کے نمائندوں، غیر سرکاری تنظیموں کے کارکنوں اور کسانوں کو تربیت دیتا ہے۔ 2000-1999 میں نومبر 1999 تک NIAM نے 25 تربیتی پروگراموں کا انعقاد کیا۔ انسٹی ٹیوٹ نے جموں وکشمیر، آندھرا پردیش، اور سکم میں زرعی بازاروں کے فروغ کے لئے وسیع اسکیم بنانے کا ایک بڑا پروگرام شروع کیا ہے۔ انسٹی ٹیوٹ اتر پردیش اور مغربی بنگال میں دستکاری اور ہینڈلوم کے فروغ کے مقصد سے ایک مربوط عمل منصوبہ تیار کرنے کے لئے (IRMA) کے دیہی منتظمہ ادارے کے ساتھ مل کر ایک ریسرچ پروجیکٹ چلا رہا ہے۔

16۔آبی وسائل

زراعتی صلاحیت کے بھرپور استعمال اور ملک کی ترقی کے لئے پانی ایک اہم اور ضروری عنصر ہے۔اس لئے آبی وسائل کی زیادہ سے زیادہ ترقی اور اس کے موثر استعمال کی بہت اہمیت ہے۔

وزارت آبی وسائل ملک کے آبی وسائل کی ترقی اور اس کو منضبط کرنے کے لئے پالیسی اور پروگرام کا تعین کرتی ہے۔ وزارت کے ذمہ علاقائی منصوبے بنانا، ان میں رابطہ قائم کرنا، ہدایات جاری کرنا، تکنیکی جانچ کرنا اور منصوبوں کا تکنیکی و اقتصادی تجزیہ کرنا ہے۔ کچھ مخصوص پراجکٹوں کو مرکزی امداد فراہم کرنا، غیر ملکی امداد کا بندوبست کرنا اور بین ریاستی آبی تنازعات کے حل کرنے میں تعاون، پالیسی کا تعین اور چھوٹی آبپاشی کے فروغ وغیرہ کی ذمہ داریاں وزارت آبی وسائل کے سپرد کی گئی ہیں۔

ستمبر 1987 میں اپنائی گئی قومی آبی پالیسی کے تحت اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ ''پانی ایک اعلیٰ قدرتی وسیلہ، ایک بنیادی انسانی ضرورت اور ایک قیمتی قومی سرمایہ ہے لہذا آبی وسائل کی ترقی اور منصوبہ بندی کو قومی پس منظر میں اپنانے کی ضرورت ہے''۔ اس فیصلہ کے مطابق نیشنل واٹر بورڈ نے اپنے 29 اکتوبر 1998ء کے مرحلہ میں قومی آبی پالیسی 1987 پر نظر ثانی کی مجوزہ ترمیمات پر غور کیا اور قومی آبی پالیسی 1998 کا مسودہ تیار کیا جس کو قومی آبی وسائل کونسل کی منظوری کے لئے پیش کیا جائے گا۔

آبی وسائل کی استعداد

ملک میں دریائی نظام کی اوسط لمبائی 1869 کلومیٹر (کعبی کلومیٹر) ناپی گئی ہے اور اس میں سے قابل استعمال حصہ 690 کعبی کلومیٹر ہے۔ اس کے علاوہ ملک میں کافی زیرزمین پانی کا ذخیرہ بھی ہے جس کا تخمینہ 432 کعبی کلومیٹر ہے۔ پانی کی فی کس فراہمی 1951 میں 5117 کعبی میٹر تھی جو کہ اب گھٹ کر 1869 کعبی میٹر تک آگئی ہے۔ اور دریائی میدانوں میں پانی کی قلت میں اضافہ کی وجہ سے صورت حال کے مزید خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔

آبپاشی کا فروغ

اناج کی پیداوار بڑھانے کے لئے آبپاشی کے موجودہ طریقوں کو مستحکم بنانے کے ساتھ ساتھ دوسری آبپاشی سہولیات کی توسیع کی حکمت عملی اختیار کی گئی ہے۔ بڑے، درمیانی اور چھوٹے آبپاشی کے پراجکٹوں اور کمان علاقے کی منظم ترقی کے ذریعے آبپاشی کی امداد فراہم کرائی جاتی ہے۔

1951 میں پہلے پانچ سالہ منصوبے کے شروع ہونے کے وقت آبپاشی کو جو صلاحیت 226 لاکھ ہیکٹر سالانہ تھی، 2000-1999 کے آخر تک بڑھ کر تقریباً 943.3 لاکھ ہیکٹر ہوگئی۔ مختلف پانچ سالہ منصوبوں کے دوران، بڑے، درمیانی اور چھوٹے پراجکٹوں کے تحت ترقی دی گئی آبپاشی کی صلاحیت استعمال کی گئی۔ صلاحیت اور زیرزمین آبی وسائل و ہندوستان کی آبپاشی صلاحیت بالترتیب جدول 16.1 اور 16.2 میں نمایاں کی گئی ہے۔

جدول 16.1 پیدا شدہ اور استعمال میں لائی گئی صلاحیت کی منصوبہ وار صورت حال

(ملین ہیکٹر میں)

منصوبہ	پیدا شدہ صلاحیت				کل	استعمال میں لائی گئی صلاحیت				کل
	بڑی اور درمیانی	چھوٹی				بڑی اور درمیانی	چھوٹی			
		ایس ڈبلیو[1]	جی ڈبلیو[2]	کل			ایس ڈبلیو[1]	جی ڈبلیو[2]	کل	
1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11
پہلا منصوبہ (1951-56)	12.20	6.43	7.63	14.06	26.26	10.98	6.43	7.63	14.06	25.04
دوسرا منصوبہ (1956-61)	14.33	6.45	8.30	14.75	29.08	13.05	6.45	8.30	14.75	27.80
تیسرا منصوبہ (1961-66)	16.57	6.48	10.52	17.00	33.57	15.17	6.48	10.52	17.00	32.17
سالانہ منصوبے (1966-69)	18.10	6.50	12.50	19.00	37.10	16.75	6.50	12.50	19.00	35.75
چوتھا منصوبہ (1969-74)	20.70	7.00	16.50	23.50	44.20	18.69	7.00	16.50	23.50	42.19
پانچواں منصوبہ (1974-78)	24.72	7.50	19.80	27.30	52.02	21.16	7.50	19.80	27.30	48.46
سالانہ منصوبے (1978-80)	26.61	8.00	22.00	30.00	56.61	22.64	8.00	22.00	30.00	52.64
چھٹا منصوبہ (1980-85)	27.70	9.70	27.82	37.52	65.22	23.57	9.01	26.24	35.25	58.82
ساتواں منصوبہ (1985-90)	29.92	10.99	35.62	46.61	76.53	25.47	9.97	33.15	43.12	68.59
سالانہ منصوبہ (1990-92)	30.74	11.46	38.89	50.35	81.09	26.32	10.29	36.25	46.54	72.86
آٹھواں منصوبہ (1992-97)	32.96	N.A.[3]	N.A.[3]	56.60	89.56	28.44	N.A.[3]	N.A.[3]	52.32	80.76
سالانہ منصوبہ (1997-98) (عارضی)	33.64	N.A.[3]	N.A.[3]	57.62	91.26	28.93	N.A[3]	N.A[3]	53.05	81.98
سالانہ منصوبے (1998-99)	34.52	N.A[3]	N.A[3]	58.80	93.32	29.81	N.A[3]	N.A[3]	53.78	83.59
سالانہ منصوبے (1999-2000)	35.35	N.A[3]	N.A[3]	59.38	94.73	30.47	N.A[3]	N.A[3]	54.23	84.70

1-ایس ڈبلیو=زیر زمین

2-جی ڈبلیو= سطح آب

3-N.A=دستیاب نہیں

بڑے اور درمیانی آبپاشی پراجکٹ:

جن آبپاشی پراجکٹوں میں دو ہزار سے 10 ہزار ہیکٹر زراعت کے قابل زمین میں آبپاشی کی سہولیات مہیا کرائی جاسکتی ہیں انہیں درمیانی آبپاشی پراجکٹ کہتے ہیں۔اسی طرح جن پراجکٹوں میں 10 ہزار ہیکٹر سے زیادہ زراعت کے قابل کمان علاقوں میں آبپاشی ہوتی ہے، انہیں بڑے آبپاشی پراجکٹ کہتے ہیں۔مختلف منصوبہ جاتی مدت میں بڑے اور درمیانی پراجکٹوں پر کیے گئے

جدول 16.2: ہندوستان میں زیرزمین آبی وسائل اور آبپاشی صلاحیت

نمبر شمار	ریاست/یونین علاقے	دوبارہ پر ہونے والا کل زیرزمین آبی وسائل	گھریلو، صنعتی اور دوسرے استعمال کیلئے اہتمام	آبپاشی کے لئے دستیاب کل زیرزمین آب	آبپاشی کے لئے استعمال کل زیرزمین آب	تاحالی بنیاد پر کل کشید	خالص کھپت	مستقبل میں استعمال کے لئے خالص پانی سے باقی زیرزمین آب	زیرزمین آب کی سطح	بھاری اوسط ڈیلٹا	زرعی کے لئے استعمال کی گئی آبپاشی صلاحیت
1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12
1	آندھرا پردیش	3.52916	0.52938	2.09978	2.69981	1.01318	0.70922	2.29056	23.64	0.047-1.472	3.96000
2	اروناچل پردیش	0.14385	0.02158	0.12227	0.11005	-	-	0.12227	-	-	0.01800
3	آسام	2.47192	0.37079	2.10113	1.89102	0.13455	0.09418	2.00695	4.48	1.283	0.90000
4	بہار	3.35213	0.50282	2.84931	2.56439	0.78108	0.54676	2.30255	19.19	0.40-0.61	4.94763
5	گوا	0.02182	0.00327	0.01865	0.01670	0.00210	0.00164	0.01701	8.30	0.570	0.02020
6	گجرات	2.03767	0.30565	1.73202	1.55881	1.02431	0.71702	1.01500	41.45	0.45-0.714	2.75590
7	ہریانہ	0.85276	0.12792	0.72484	0.65236	0.86853	0.60798	0.11686	83.88	0.385-0.8	1.46170
8	ہماچل پردیش	0.03660	0.00731	0.02929	0.02637	0.00757	0.00530	0.02330	18.10	0.385	0.00850
9	جموں اور کشمیر	0.044257	0.06639	0.37618	0.33858	0.00713	0.00500	0.37118	1.33	0.385-0.6	0.70795
10	کرناٹک	1.61857	2.24279	1.37578	1.23821	0.61443	0.43010	0.94568	31.26	2.18-0.74	2.57281
11	کیرالا	0.79003	0.13135	1.65868	0.59281	0.14374	0.10062	0.55806	15.28	0.53-8.88	0.87925
12	مدھیہ پردیش	5.08892	0.76332	4.32560	3.89298	1.01866	0.71312	3.61249	16.49	0.400	9.73249
13	مہاراشٹر	3.78673	1.23972	2.54701	2.29231	1.10576	0.77403	1.77298	30.39	0.43-1.281	3.65197
14	منی پور	0.31540	0.04730	0.26810	0.24129	Neg.	Neg.	0.26810	Neg.	0.650	0.36900
15	میگھالیہ	0.05397	0.00810	0.04587	0.04128	0.00260	0.00182	0.04405	Neg.	0.650	0.06351
16	میزورم					Not Assessed					
17	ناگالینڈ	0.07240	0.01090	0.06150	0.05535	Neg.	Neg.	0.06150	Neg.	-	-
18	اڑیسہ	2.00014	0.30002	1.70012	1.53009	0.20447	0.14313	1.55699	8.42	1.34-0.44	4.20258
19	پنجاب	1.86550	0.18652	1.67898	1.51109	2.25109	1.57576	0.10322	93.85	0.518	2.91715
20	راجستھان	1.27076	0.19945	1.07131	0.96418	0.77483	0.54238	0.52893	50.63	0.457-0.6	1.77783
21	سکم					Not Assessed					
22	تمل ناڈو	2.63912	0.39586	2.24326	2.10892	1.93683	1.35578	0.88748	60.44	0.37-0.93	2.83205
23	تریپورہ	0.06634	0.00995	0.05639	0.05076	0.02692	0.01885	0.03754	33.43	0.360	0.08056
24	اترپردیش	8.38210	1.25743	7.12467	0.41233	3.83364	2.68354	4.44113	37.67	0.20-0.50	16.79896
25	ویسٹ بنگال	2.30923	0.34642	1.96281	1.76653	0.67794	0.47452	1.48829	24.18	0.33-0.75	3.31794
	کل میزان	43.14769	7.07414	36.07355	32.46621	16.42936	11.50055	24.57300	31.88	-	64.04513

جدول:16.2(جاری)

1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12
یونین علاقے											
-1	انڈومان نکوبار		Not Assessed								
-2	چنڈی گڑھ	0.002968	-	-	-	0.00351	0.002454	0.000512	-	-	-
-3	دادر اور نگر حویلی	0.002420	0.000633	0.003587	0.00323	0.00065	0.000457	0.003130	12.74	0.640	0.00504
-4	دمن اور دیو	0.001300	0.000200	0.001100	0.00099	0.00129	0.000900	0.000200	-	-	-
-5	این۔سی۔ٹی۔دہلی	0.029154	0.017832	-	-	0.01684	0.011800	-	-	-	-
-6	لکش دیپ	0.000243	-	-	-	0.00022	0.000155	0.000088	63.79	-	-
-7	پانڈیچری	0.0002877	0.000432	0.002445	0.00220	0.00085	0.000595	0.001850	24.34	-	-
کل یونین علاقے	0.040760	0.019197	0.007132	0.00642	0.02336	0.016362	0.005780	-	-		0.00504
	مجموعی	43.18850	7.093337	36.08062	32.47264	16.45272	11.516912	24.57878	31.02	-	64.05017

نوٹ

-1 کالم پانچ: زیر زمین آبی وسائل۔گھریلو،صنعتی اور دوسرے استعمال کے لئے اہتمام (کالم۔3 کالم۔4)

-2 کالم چھ کالم پانچ کا90%

-3 کالم سات کل کشید آبپاشی کے لئے آبی وسائل سے نکالی گئی پانی کی کل مقدار

-4 کالم آٹھ کل کشید کا70فیصد (پانی کے نقصان کا زیادہ تر حصہ واپس زیر زمین آبی مخزن میں چلا جاتا ہے)

-5 کالم9 کالم5 کالم8 خالص شکل میں

-6 کالم10 زیر زمین پانی کی ترقی کی سطح (کالم8/کالم5)x100

-7 کالم12 آبپاشی ربھاراوسط ڈیلٹا کے لئے استعمال کے لائق زیر زمین ذرائع (کالم6/کالم11)(1) یا آخری آبپاشی صلاحیت کا90فیصد ہے جو آبپاشی کے لئے دستیاب آبی وسائل کے مطابق اندازہ لگایا جاتا ہے اور زمین کی دستیابی کے مطابق اسے محدود کیا جاتا ہے۔

1۔ مستحکم ترقی کو یقینی بنانے کے لئے اخراجی سطح استعمال سے کم رکھی ہوگی۔

2۔ندی۔ماحولیات بنائے رکھنے کے لئے زیر زمین آب کے اخراج کو کم کر کے کمترین بہاؤ کو یقینی بنانا ہوگا جس سے سوکھے کے دنوں میں ندیوں سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔

خرچ اور حاصل کی گئی آبپاشی صلاحیت کی تفصیل جدول 16.3 میں دی گئی ہے۔

آٹھویں پانچ سالہ منصوبے کے اختتام پر 162 بڑے، 240 درمیانی اور 74 توسیعی تجدیدی اور جدید کاری کی اسکیمیں نویں منصوبہ کو منتقل ہوتی تھیں جن کی مجموعی لاگت 68,044 کروڑ روپے کا اہتمام کیا گیا۔

جدول 16.3 بڑے اور درمیانی آبپاشی پراجکٹس (خرچ اور حاصل صلاحیت)

منصوبے کی مدت	خرچ/لاگت (کروڑ روپے میں)	حاصل شدہ صلاحیت (لاکھ ہیکٹر میں)	کل حاصل شدہ صلاحیت (لاکھ ہیکٹر میں)
منصوبے سے پہلے کی مدت	حاصل نہیں	97.0	97.0
پہلا منصوبہ (52-1995)	376	25.0	122.0
دوسرا منصوبہ (61-1956)	380	21.3	143.3
تیسرا منصوبہ (66-1961)	576	22.4	165.7
سالانہ منصوبے (69-1966)	430	15.3	181.0
چوتھا منصوبہ (74-1969)	1,242	26.0	207.0
پانچواں منصوبہ (78-1974)	2,516	40.2	247.2
سالانہ منصوبے (80-1978)	2,079	18.9	266.1
چھٹا منصوبہ (85-1980)	7,369	10.9	277.0
ساتواں منصوبہ (90-1985)	11,107	22.2	299.0
سالانہ منصوبے (92-1990)	5,459	8.2	307.4
آٹھواں منصوبہ (97-1992)	21,168	22.2	329.6
سالانہ منصوبہ (98-1997)	8405	10.3	336.4
سالانہ منصوبہ 99-1998	9,322	8.8	345.2
سالانہ منصوبہ 2000-1999	8,368	8.3	353.5

1۔ عارضی

2۔ منصوبے سے پہلے کی مدت سے لیکر چھٹے پانچ سالہ منصوبے کے آخر تک حاصل شدہ صلاحیت کی دوبارہ تشخیص کی گئی۔

سرعت پذیر آبپاشی سہولیات کے پروگرام

ہندوستان میں منصوبہ بندی کی شروعات کے بعد سے بڑی تعداد میں آبپاشی پراجکٹ شروع کئے گئے لیکن ریاستوں کے مالی دباؤ کی وجہ سے کئی پراجکٹ ادھورے رہے۔ 97-1996 میں ایک سرعت پذیر فائدہ پروگرام شروع کیا گیا جس کا ہدف ان میں سے کچھ ادھورے پراجکٹوں کو پورا کرنے کے لئے ریاستوں کو مدد کے طور پر قرض فراہم کرنا ہے اس پروگرام کے تحت 20 ریاستوں کو 97-1996 سے دی جانے والی امداد کی تفصیل جدول 16.4 میں دی گئی ہے۔

جدول 16.4: سرعت پذیر آبپاشی سہولیات کے پروگرام کے تحت مرکزی قرض امداد

نمبر شمار	ریاست	1996-97	1997-98	1998-99	1999-2000
-1	آندھرا پردیش	35.25	74.00	79.67	65.015
-2	اروناچل پردیش	-	-	7.50	7.50
-3	آسام	5.23	12.40	13.95	14.54
-4	بہار	13.50	14-04	47.82	144.04
-5	گجرات	74.77	196.90	423.82	272.700
-6	گوا	-	5.25	-	3.500
-7	ہریانہ	32.50	12.00	-	-
-8	ہماچل پردیش	-	6.50	5.00	21.172
-9	جموں وکشمیر	1.30	-	-	4.68
-10	کرناٹک	61.25	90.50	94.50	157.14
-11	کیرالہ	3.75	15.00	-	-
-12	مدھیہ پردیش	63.25	114.50	90.75	105.845
-13	مہاراشٹر	14.00	55.00	50.86	48.875
-14	منی پور	4.30	26.00	10.78	21.810
-15	میگھالیہ	-	-	-	2.6938
-16	میزورم	-	-	-	1.433
-17	ناگالینڈ	-	-	-	2.73

-18	اڑیسہ	48.25	85.00	71.50	90.25
-19	پنجاب	67.50	100.00	-	42.000
-20	راجستھان	2.67	42.00	140.05	106.665
-21	سکم	-	-	-	1.36
-22	تامل ناڈو	20.00	-	-	
-23	تری پورہ	3.77	5.10	3.97	34.653
-24	اتر پردیش	43.50	78.00	76.50	286.00
-25	ویسٹ بنگال	5.00	20.00	10.00	25.00
	ٹوٹل	500.00	952.19	1,119.18	1,460.6018

کمان علاقہ ترقی پروگرام

کمان علاقہ ترقی پروگرام 75-1974 میں شروع کیا گیا تھا۔ اسکا اہم مقصد سینچائی صلاحیت کے استعمال میں بہتری لانا اور آبپاشی والی کھیتی سے متعلق سبھی کاموں میں تال میل قائم کر کے سینچائی سہولیات والے علاقوں میں زرعی پیداواریت اور پیداوار میں اضافہ کرنا تھا۔ یہ سبھی کام ایریا ڈیولپمنٹ اتھاریٹی کے تحت مختلف شعبوں/موضوعات سے متعلق ایک ٹیم کے ذریعہ کئے جاتے ہیں 1974 میں 60 بڑے اور درمیانی پراجکٹوں کے ساتھ اس پرگرام کی شروعات تقریبا 1.5 کروڑ روپے ہیکٹر قابل کاشت زمین کے لئے ہوئی تھی۔ مارچ 2000 تک اس کے تحت 228 پراجکٹ شامل کئے جا چکے تھے جن میں 22.7 لاکھ ہیکٹر کھیتی کے قابل کمان علاقے میں آبپاشی کی صلاحیت کے استعمال میں سدھار لایا جارہا ہے۔ یہ علاقے 23 ریاستوں اور دو یونین علاقوں میں پھیلے ہیں۔ اس پروگرام کی مختلف سرگرمیوں کے لئے مرکز اپنے حصے کے طور پر ریاستوں کو 2,143.52 کروڑ روپے دے چکا ہے جب کہ 2000-1999 میں 165.92 کروڑ روپے خرچ کئے گئے۔

اس پروگرام کے تحت کھیتوں میں ترقی کے پروگرام کو نافذ کرنا شامل ہے۔ جیسے رودباروں اور نالیوں کی تعمیر، زمین کو ہموار کرنا اور اسے صحیح شکل دینا بالائے سطح اور زیر زمین پانی کو اجتماعی طور پر کام میں لانا۔ کسانوں کو پانی کی برابر مقدار اور وقت پر فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے باری باری سے پانی کی تقسیم کا نظام شروع کیا گیا ہے۔ معقول فصل طریقوں اور بہتر کھیتی کے طرز کو اپنانے اور زمین کو زرخیز بنائے رکھنے کے لئے کسانوں میں تکنیکی علم کی تشہیر کے واسطے معقول تربیت، مظاہرے اور زرعی تربیت کو بڑھاوا دیا جاتا ہے۔

نویں پانچ سالہ منصوبے کے دوران وزارت نے تین کاموں کی مدوں کی پہچان امکانی ایریا کے طور پر کی۔ وہ یہ ہیں۔ (1) شراکت داری کے ساتھ آبپاشی منتظمہ (PIM) (2) پہلے سے جاری کمان علاقہ ترقیاتی پراجکٹوں کے کمان علاقوں میں آب گرفتگی علاقوں کو قابل کاشت کرنا (3) کسانوں اور عاملین کو تکنیکی معلومات فراہم کرنا۔ آبپاشی کے پانی کے بہتر استعمال کے لئے کسانوں کو آبپاشی منتظمہ میں شراکت دار بنانا ضروری ہے۔ اس کے لئے کسان ایسوسیشن اور آب استعمال کنندہ ایسوسی ایشن کو حوصلہ افزائی کے طور پر 500 روپے فی ہیکٹر (225 روپے مرکز اور 225 روپے مرکز اور 50 روپے کسان ایسوسیشن کے ذریعہ) کی امداد جنرڈ اور اس پروگرام کا اہم حصہ ہے۔ کارکنوں اور کسانوں میں تکنیکی جانکاری کے لئے ہو اس کے مطابق تربیت اور مظاہرہ

اور کسانوں اور عاملین کے تربیت کو اہم سرگرمی بنائی جاتی ہے۔

وزارت آبی وسائل ساتویں پانچ سالہ منصوبے سے چھوٹی آبپاشی کے بارے میں اعداد و شمار کو عقلیت پسندی پر مبنی مرکزی حمایت یافتہ پروگرام چلا رہی ہے۔ اس کے تحت 87-1986 کو بنیادی سال مان کر چھوٹی آبپاشی کے تعمیری کاموں کی پہلی گنتی پہلے ہی پوری ہو چکی ہے۔ اور 94-1993 کو بنیادی سال مان کر کی جا رہی دوسری گنتی کا کام ستمبر 1994 سے جاری ہے۔

چھوٹی آبپاشی

زیر زمین اور سطح کے پانی سے متعلق وہ سبھی اسکیمیں چھوٹی آبپاشی اسکیم کے تحت آتی ہیں جن میں 2000 ہیکٹر تک زراعت کے لائق کمان علاقے کی ترقی کی جا رہی ہے۔ زیر زمین پانی کی ترقی کسانوں کے ذریعہ الگ الگ اور کوآپریٹیو کوششوں کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ اس کے لئے کسانوں کی نجی بچت اور ادارہ جاتی مالی امداد سے رقم جمع کی جاتی ہے۔ سطحی آب سے متعلق چھوٹی آبپاشی سے اسکیموں کے لئے عام طور پر عوامی سیکٹر کے خرچ سے رقم کا انتظام کیا جاتا ہے۔

مختلف منصوبوں میں چھوٹی آبپاشی پروگرام کے تحت ترقی دی گئی اور استعمال میں لائی گئی صلاحیت جدول 16.5 میں نمایاں کی گئی ہے۔

جدول:16.5

چھوٹی آبپاشی کے تحت ترقی اور استعمال میں لائی گئی صلاحیت

(ملین ہیکٹر میں)

منصوبہ	صلاحیت	استعمال
منصوبے سے پہلے 1951 تک	12.90	12.90
پہلا منصوبہ (56-1951)	14.06	14.06
دوسرا منصوبہ (61-1956)	1475	1475
تیسرا منصوبہ (66-1961)	17.00	17.00
سالانہ منصوبہ (69-1966)	19.00	19.00
چوتھا منصوبہ (74-1969)	23.50	23.50
پانچواں منصوبہ (78-1974)	27.30	27.30
سالانہ منصوبے (80-1978)	30.00	30.00
چھٹا منصوبہ (85-1980)	37.52	35.25

ساتواں منصوبہ (1985-90)	46.61	43.12
سالانہ (1990-92) کے دوران	50.35	46.54
آٹھویں پانچ سالہ منصوبہ (1992-97)	56.60	52.32
(1997-98)[1] عارضی کے دوران	1.02	0.73
(1998-99)[1] عارضی	1.17	0.73
(1999-2000)[1] عارضی	0.58	0.45

[1] (عارضی)

آبیاتی پراجکٹ

حکومت ہند نے عالمی بینک (IDA) سے پراجکٹ کے تحت عالمی بینک نے 1420 لاکھ امریکی ڈالر (9.01 کروڑ کے اسپیشل ڈرائنگ رائٹس)۔ کا امدادی قرض امداد سے آبیاتی پراجیکٹ شروع کیا ہے۔ اسکے بھارت۔ ڈچ باہمی معاہدے کے تحت نیدرلینڈ حکومت سے 2.99 کروڑ ڈچ گلڈر) (174 ملین ڈالر) تکنیکی تعاون کے طور پر حاصل ہوا ہے۔ یہ تعاون اس میں شریک ہونے والی سبھی ریاستوں اور مرکزی ایجنسیوں کو مشاورتی خدمات اور بیرون ملک تربیت کے طور پر دی جارہی ہے۔ پراجکٹ کے تحت ملک کی جزیرہ نمائی ریاستوں آندھرا پردیش، اڑیسہ، مہاراشٹر، گجرات، مدھیہ پردیش، کرناٹک، تامل ناڈو اور کیرالا کو شامل کیا گیا ہے۔ اور 5 مرکزی ایجنسیوں۔ مرکزی واٹر کمیشن، سنٹرل گراؤنڈ واٹر بورڈ، مرکزی پانی وبجلی ریسرچ اسٹیشن، پونے، قومی ادارہ برائے آبیات رڑکی اور بھارتی محکمہ موسمیات میں لاگو کی جارہی ہے۔ اس پراجیکٹ کی شروعات 6 سال کی مدت کے لئے ستمبر 1995 میں ہوئی تھی۔ پراجکٹ پر 608.97 کروڑ روپے کی لاگت آنے کا اندازہ ہے ان میں 224.35 کروڑ روپے مرکز اور 384.62 کروڑ روپے ریاستوں کے ذریعہ خرچ کئے گئے ہیں۔ پراجکٹ کا خاص مقصد مرکز اور ریاستوں کے اس بنیادی ڈھانچے اور عملے کی صلاحیت میں بہتری لانا ہے جو نمی کو ناپنے اور پانی کی کوالٹی کے اعداد وشمار کو جمع کرنے اور مینجمنٹ کے لئے پراجکٹ علاقے میں بالائے سطح اور زیر زمین آبیاتی مطالعے میں لگے ہیں اور ایسے اعداد وشمار کا استعمال آبی وسائل کے جائزے اور مینجمنٹ میں کرتے ہیں۔ پراجکٹ کے تحت چلائی جارہی سرگرمیوں میں آبیاتی اور آبی موسمیات سے متعلق اعداد وشمار جمع کرنے کے لئے بنیادی ڈھانچے کی ترقی: آلات اور سامان کا اہتمام: تربیتی اور تکنیکی تعاون اور نئی عمارتوں اور فائدے سے متعلق عمل اور رکھ رکھاؤ کے خرچ کے ساتھ ادارہ جاتی ڈھانچے کو مضبوط بنانا ان کی سرگرمیوں میں شامل ہے پراجکٹ کے تحت مرکزی آبی کمیشن، مرکزی زیرزمین پانی بورڈ اور سطحی آب اور زیرزمین پانی سے متعلق اعداد وشمار جمع کرنے کے لئے ذمہ دار ریاستی ایجنسیوں کے درمیان کام کرنے والے موثر کمپیوٹرائزڈ اعداد وشمار بینک کو فروغ دیا جائے گا تاکہ آبی وسائل کی مقدار اور کوالٹی کے متعلق بھرد سے مند اعداد وشمار، منصوبہ بنانے والوں اور صارف کو فراہم کرائے جاسکیں۔

انتظام سیلاب

ملک کے 3280 لاکھ ہیکٹر کل جغرافیائی علاقے میں سے 400 لاکھ ہیکٹر علاقے کو سیلاب کے خدشے والا علاقہ تسلیم کیا گیا

انتظام سیلاب

ملک کے 3280 لاکھ ہیکٹر کل جغرافیائی علاقے میں سے 400 لاکھ ہیکٹر علاقے کو سیلاب کے خدشے والا علاقہ تسلیم کیا گیا ہے۔ جس میں سے 320 لاکھ ہیکٹر علاقہ ایسا ہے جس کو سیلاب سے بچایا جاسکتا ہے۔ ابھی تک باندھوں کی تعمیر، نکاسی نالیوں کی تعمیر، شہری حفاظتی کاموں اور گاؤوں کو اونچائی پر بسانے جیسی تدابیر کے ذریعہ 144 لاکھ ہیکٹر زمین کو سلاب سے پوری طرح تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔ ان کاموں پر آٹھویں پانچ سالہ منصوبے کے آخیر تک کل ملاکر 4970.57 کروڑ روپئے خرچ کرنے کا امکان ہے۔ اس سے آٹھویں پانچ سالہ منصوبے کے آخیر تک کل 160.2 لاکھ ہیکٹر علاقے کو فائدہ پہنچنے کی امید ہے۔ سیلاب سے ہونے والے نقصان کو کم کرنے کے لئے سیلاب کے علاقوں کی شناخت کرکے ان میں پانی کی روک تھام کو یقینی بنانے اور سیلاب کے بارے میں پیش گوئی کرنے جیسی غیر ساختی تدابیر کو بھی اب ترجیح دی جارہی ہے۔

سیلاب کا انتظام ریاستوں کا کام ہے۔ پھر بھی مرکزی حکومت ریاستوں کو کچھ ایسی خاص اسکیموں کے لئے مرکزی امداد مہیا کراتی ہے، جن کی ساخت تکنیکی اور آگے بڑھانے والی ہے، جیسے گنگا کے بیسن کی ریاستوں میں کٹاؤ کو روکنے کی اسکیمیں، کوسی اور گنڈک پراجیکٹوں کے باڑھ تحفظ کاموں کے رکھ رکھاؤ وغیرہ۔

مرکزی آبی کمیشن ملک بھر میں اپنی 21 شاخوں کے ذریعہ بین ریاستی ندیوں کے بارے میں سیلاب سے متعلق پیش گوئی کی ہے۔ سندھ کو چھوڑ کر مختلف بین ریاستی ندیوں اور ان کی معاون ندیوں کے بارے میں 157 مراکز سے پیش گوئیاں جاری کی جاتی ہیں۔ یہ جانکاری عام طور پر 24 گھنٹے پہلے جاری کی جاتی ہے جو انتظامیہ اور انجینیر نگ افسروں کے لئے بڑی کارآمد ثابت ہوتی ہے۔ اس سے انہیں راحت اور بچاؤ کاموں کے انتظام اور انجینیر ی کام کے تحفظ میں مدد ملتی ہے۔ مرکزی آبی کمیشن کے ذریعہ 1999 کے دوران 6511 سے زیادہ پیش گوئیاں جاری کی گئیں۔

ندی آبی تنازعہ

ملک کے تقریباً سبھی ندی بیسن بین ریاستی ہیں۔ آبادی میں اضافے کے ساتھ سبھی علاقوں میں پانی کی مانگ بڑھتی جارہی ہے۔ ایسے میں کبھی کبھی پانی کی تقسیم کو لے کر بین ریاستی تنازعہ پیدا ہونا ایک فطری بات ہے۔ مرکز کے تعاون سے متعلقہ ریاستوں کے بیچ سمجھوتوں کے ذریعہ تنازعہ حل کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے۔ ضرورت پڑنے پر ٹریبونل کے ذریعہ فیصلے سنانے پڑتے ہیں۔

بین ریاستی تنازعہ حل کرنے کے لئے ابھی تک مندرجہ ذیل ٹریبونل بنائے گئے۔ (1) گوداوری پانی تنازعہ ٹریبونل (2) کرشنا آبی تنازعہ ٹریبونل (3) نرمدا آبی تنازعہ ٹریبونل (4) کاویری آبی تنازعہ ٹریبونل اور (5) راوی وبیاس، آبی تنازعہ ٹریبونل۔ ان میں سے پہلے تین ٹریبونل اپنی رپورٹ پیش کرچکے ہیں۔ جب کہ دوسرے ٹریبونلوں کو ابھی اپنی رپورٹ پیش کرنی ہے۔

زیرزمین آبی ترقی

بھارت میں دور قدیم سے زیرزمین پانی کا استعمال آبپاشی اور گھریلو استعمال کے لئے کیا جارہا ہے۔ اس وقت 70 فی صد سے زیادہ آبادی گھریلو ضرورتوں کے لئے زیرزمین پانی کا استعمال کرتی ہے۔ اور آدھی سے زیادہ آبپاشی اسی ذرائع سے ہوتی ہے۔

اندازہ ہے کہ بھارت کی مجموعی زیرزمین پانی کی فراہمی تقریباً 431.9 لاکھ ہیکٹر میٹر فی سال (تقریباً 432 ارب کعبی میٹر

ہے) تقریباً 71 لاکھ ہیکٹر میٹر فی سال پانی کا استعمال گھریلو و صنعتی ضرورتوں کے لئے کیا جاتا ہے۔ اندازہ ہے آبپاشی کے لئے تقریباً 324.7 لاکھ ہیکٹر فی سال پانی دستیاب ہے۔ مرکزی زیر زمین آبی بورڈ کے اندازے کے مطابق اب تک دستیابی آبی وسائل کے 32 فی صد حصے کی وسعت ہو چکی ہے۔

زیر زمین پانی کی اطمینان بخش دستیابی کے باوجود ملک کے کچھ ایسے حصے ہیں جو زیر زمین پانی کی مصیبت کا سامنا کر رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ملک کے مختلف حصوں میں زیر زمین پانی کی افزائش یکساں ہوتی رہی ہے۔ ملک کے کچھ علاقوں میں زیر زمین پانی کی زیادہ وسعت / آبی استعمال سے زیر زمین پانی کی سطح میں گراوٹ آئی ہے اور ساحلی علاقوں میں زمین کے اندر نمکیت آگئی ہے۔

ملک کے 4,272 بلاکوں میں سے (آندھرا پردیش، گجرات اور مہاراشٹر کو چھوڑ کر جہاں بالترتیب منڈل، تعلقہ اور فاصل آب کی بنیاد پر آبی وسائل کا جائزہ لیا جاتا ہے) 231 بلاکوں کو زیادہ استحصال گروپ میں رکھا گیا ہے یعنی کہ زیر زمین پانی کی وسعت سالانہ پانی کی فراہمی سے زیادہ ہوئی ہے اور 107 بلاک، ڈارک وہیں یعنی کہ جہاں زیر زمین پانی کا 85 فی صد سے زیادہ وسعت ہو چکی ہے۔ اس کے علاوہ آندھرا پردیش میں 1,104 بلاکوں میں 6 کو بہت زیادہ استحصال اور 24 بلاکوں، ڈارک، گروپ میں رکھا گیا ہے۔ اسی طرح گجرات میں 184 تعلقاؤں میں 12 بہت زیادہ استحصال اور 12 تعلقہ "ڈارک" ہیں اور مہاراشٹر میں 1,503 فاصل آب میں سے 34 ڈارک ہیں۔

ملک کے مختلف حصوں میں زیر زمین پانی تازہ ہیں۔ راجستھان خشک علاقوں، سوراشٹر اور کچھ میں ساحلی علاقے، مشرقی ساحل کے کچھ حصے اور پنجاب و ہریانہ کے کچھ علاقوں میں نمکین زیر زمین پانی پایا جاتا ہے، جس سے یہ پینے کے قابل نہیں رہ گیا ہے اور کچھ معاملوں میں یہ صحت کے لئے نقصان دہ ہو گیا ہے۔

قومی کمیشن برائے مربوط آبی وسائل ترقی منصوبہ

وزارت آبی وسائل نے مربوط آبی وسائل ترقی منصوبے کے لئے قومی کمیشن کی تشکیل کی ہے۔ کمیشن کے چیئرمین پلاننگ کمیشن کے ممبر ڈاکٹر ایس۔ آر۔ ہاشم ہیں مندرجہ ذیل نکات کمیشن کے زیر غور ہیں۔

(1) پینے کا پانی، آبپاشی، صنعتی اور دوسرے استعمال کے لئے آبی وسائل کی ترقی اور سیلاب کنٹرول کا ایک مربوط آبی منصوبہ تیار کرنا (2) فالتو پانی کو پانی کی کمی والے بیسنوں میں منتقل کرنے کے لئے ندیوں کو آپس میں جوڑنے کے طور طریقے بتانا (3) پہلے سے جاری اور نئے پراجیکٹوں میں سے اہم پراجیکٹوں کا انتخاب کرنا تا کہ انہیں مختلف مراحل میں فوقیت کی بنا پر پورا کیا جا سکے (4) زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کے لئے آبی سیکٹر کے لئے ٹیکنالوجی اور اس سے جڑے معاملوں میں تحقیقی منصوبے کا خاکہ تیار کرنا (5) آبی سیکٹر کے لئے طبعی اور مالی وسائل پیدا کرنے کی پالیسیوں کے بارے میں تجویز پیش کرنا اور (6) کوئی دوسرا جڑا ہوا مسئلہ کمیشن نے یکم دسمبر 1999 کو اپنی رپورٹ مرکزی حکومت کو سونپی۔ وزارت نے اب کمیشن سفارشوں پر غور کرنے اور ان پر آگے کارروائی کرنے کے لئے ایک نفاذ سیل اور ایک مشاورتی کمیٹی کی تشکیل کی ہے۔

قومی آبی بورڈ

قومی آبی بورڈ کو حکومت کے ذریعہ ستمبر 1990 میں قومی آبی پالیسیوں پر عمل درآمد کے جائزے کے لئے اور اس کی رپورٹ قومی آبی وسائل کونسل کے سپرد کرنے کے لئے قائم کیا گیا تھا تا کہ ملک میں آبی وسائل کی منظم ترقی کے لئے کارگر تدابیر کو یقینی

میں قومی ہدایات وغیرہ۔

قومی آبی وسائل کونسل

قومی آبی وسائل کونسل کا قیام حکومت ہند کے ذریعہ مارچ 1983 میں چوٹی کی قومی تنظیم کے طور پر کی گئی تھی۔ اس کے صدر وزیراعظم ہیں اور نائب صدر مرکزی آبی وسائل وزیر۔ اس کے ممبروں میں متعلقہ مرکزی وزیر، ریاستوں کے وزراء اعلیٰ اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے منتظم/لفٹنٹ گورنر شامل ہیں۔ وزارت آبی وسائل کا سکریٹری کونسل کا بھی سکریٹری ہے۔ کونسل کی اب تک 3 میٹنگیں ہوئی ہیں۔ 9 ستمبر 1987 کو ہوئی دوسری نشست میں قومی آبی پالیسی کو متفقہ طور سے منظوری دی گئی۔

بین الاقوامی تعاون

ہند۔بھوٹان پراجیکٹ

ہندوستان اور بھوٹان کے بیچ بہنے والی ندیوں پر پن بجلی کی ترقی اور آبی موسیمات سے متعلق کاموں اور سیلاب کی پیش گوئی نیٹ ورک قائم کرنے کے بارے میں تعاون جاری ہے۔ سنکوش کثیر المقاصد پراجیکٹ کے لئے تفصیلی رپورٹ دسمبر 1995 میں تیار کی جا چکی ہے۔ جنوری 1993 میں ہندوستان اور بھوٹان کے درمیان ہوئے سمجھوتے کے مطابق یہ قدم اٹھایا گیا ہے۔ پراجیکٹ کے سماجی واقتصادی پہلوؤں اور ماحول پر پڑنے والے اثرات کا جائزہ لینے کے لئے مطالعات کئے گئے ہیں۔ یہ کام بھوٹان اور ہندوستان دونوں ہی علاقوں میں کئے گئے ہیں۔

بھارت۔بنگلہ دیش تعاون

دسمبر 1996 میں بھارت۔ بنگلہ دیش گنگا کے پانی کی تقسیم پر دستخط کے بعد 1997 اور 1998 میں ندی میں کم پانی والی مدت (جنوری۔مئی) کے دوران مشترکہ طور پر اسکا جائزہ لیا گیا۔ 1999 کی کم پانی والی مدت کے دوران بھی پانی کی مقدار کا مشترکہ جائزہ بہتر ڈھنگ سے چل رہا ہے۔ بھارت کے ذریعہ مانسون کے دوران گنگا، تیستہ، برہم پتر، اور براک جیسی اہم ندیوں میں سیلاب کی پیش گوئی سے متعلق اعداد وشمار بنگلہ دیش کو مہیا کرانے کا انتظام بھی چل رہا ہے۔ بھارت اور بنگلہ دیش فرکا میں گنگا کے بہاؤ اور بارڈنگ پل پر پہونچنے والے پانی کے درمیان آنے والے فرق کی وجوہات کا پتہ لگانے کے لئے مشترکہ طور پر سائنس مطالعہ اور موقع پر جانچ پڑتال کر رہے ہیں۔

2000-1999 کے دوران کاشی یا ندی میں بھارت، بنگلہ دیش سرحد پر آسام میں کریم گنج۔ ذاکی گنج کے درمیان دونوں طرف کٹاؤ کا معائنہ کیا گیا اور چار مشترکہ ندیوں۔ مانو۔کھوئی، گومتی اور مہوری کے بارے میں اعداد وشمار کا مبادلہ کیا گیا۔

ہند و نیپال آبی وسائل ترقی

شاردا بیراج،ٹنک پور بیراج اور پنچیشور پراجیکٹ سمیت مہاکالی ندی کی مربوط ترقی کے بارے میں ہندوستان اور نیپال کی حکومتوں کے درمیان 12 فروری 1996 کو معاہدے پر دستخط کئے گئے۔ جون 1997 میں ہندوستان کے وزیراعظم کے دورہ نیپال کے دوران مہاکالی معاہدے کی توثیق سے متعلق دستاویز ایک دوسرے کو سونپے گئے۔ یہ معاہدہ 6 جون 1997 سے نافذ ہوگیا ہے۔ اس کے تحت کثیر المقاصد پنچیشور پراجیکٹ پر عمل کیا جانا ہے۔ اس کی تفصیلی پراجیکٹ رپورٹ دونوں ممالک کے ذریعہ مشترکہ طور پر تیار کی جارہی ہے۔ ساپتا کوسی ہائی ڈیم پروجکٹ کثیر المقاصد فائدے والی ایک دیگر اہم آبی ذخیرے کا پروجکٹ

ہے۔اس پروجکٹ کے مشترکہ سروے اور جانچ کے طور طریقوں کو اگلی میٹنگ میں آخری شکل دی جائے گی۔

سندھ گھاٹی معاہدہ رمستقل سندھ کمیشن

1960 کے سندھ گھاٹی معاہدے کے تحت ہندوستان اور پاکستان نے سندھ پانی کے بارے میں کمشنروں کے دو مستقل عہدے بنائے ہیں۔ بھارت و پاکستان میں واقع یہ کمشنرل کر سندھ مستقل کمیشن کی تشکیل کرتے ہیں۔مئی 1999 میں کمیشن کی ایک نشست ہوئی جس میں 31 مارچ 1999 کو ختم ہوئے سال کی رپورٹ کو آخری شکل دی گئی۔ ہندوستان نے ایک جولائی سے 10 اکتوبر 1999 تک سندھ گھاٹی کی ندیوں کے بارے میں پاکستان کو سیلاب سے آگاہ کرنے کے انتظام کئے۔اس کے لئے فوقیت والے ٹیلی گرام، ٹیلی فون اور ریڈیو نشریات کا استعمال کیا گیا۔

کمیشن نے 24.30 مارچ 2000 تک ہوئی ایک خصوصی نشست کے بعد پنجاب میں پروجیکٹ مقاموں کی جانچ کرنے کے لئے ایک عام دورہ کیا۔

غیر ملکی اعانت

ملک کے مختلف علاقوں میں آبپاشی کا بندوبست کرنے کے لئے عمیق وسائل کی ضرورت ہے۔وزارت مختلف ایجنسیوں سے بین الاقوامی امداد حاصل کرنے میں ریاستوں کی مدد کرتا ہے۔تاکہ وہ اپنی آبپاشی کی استعداد کو قابو کرنے میں وسائل کی کمی دور کرسکیں۔

ملک کے آبی وسائل کی ترقی میں بین الاقوامی امداد عالمی بینک اور یوروپی اقتصادی کمیونٹی جیسے تنظیموں سے ملتی ہے۔آبی وسائل علاقوں میں 75 فی صد مدد عالمی بینک سے ملتی ہے۔موجودہ طور پر عالمی بینک اور دیگر دو فریقی ایجنسیوں رملک سے ملی بین الاقوامی امداد سے مختلف ریاستوں میں 20 پراجیکٹ چل رہے ہیں 2000-1999 کے دوران 874.14 کروڑ روپے کی بیرونی امداد حاصل ہوئی۔

مرکزی تنظیمیں

مرکزی آبی کمیشن

مرکزی آبی کمیشن آبی وسائل کی ترقی کے لئے اعلی قومی تنظیم ہے۔اسے ملک میں آبپاشی، سیلاب کنٹرول، پن بجلی پیداوار اور جہاز رانی کے لئے آبی وسائل کے کنٹرول، تحفظ اور استعمال کی اسکیموں کو متعلقہ ریاستی حکومتوں کے ساتھ صلاح ومشورہ کرکے ان کے بارے میں پہل کرنے، تال میل رکھنے اور انہیں آگے بڑھانے کی ذمہ داری دی گئی ہے۔ضرورت پڑنے پر کمیشن ایسی اسکیم کی تعمیر یا اسے نافذ کرنے کا کام بھی اپنے ہاتھ میں لے سکتا ہے۔کمیشن نے گزشتہ برسوں کے دوران منصوبے اور تحقیق کے میدان میں تکنیکی جانکاری اور پراجیکٹوں کے بندوبست، نگرانی، اور تجزیے کے میدان میں خاص مہارت حاصل کرلی ہے۔

مرکزی مٹی اور مادہ تحقیق اسٹیشن

مرکزی مٹی اور مادہ تحقیق اسٹیشن، نئی دہلی، ندی گھاٹی پراجیکٹوں کے تعمیری سامان اور علاقائی تحقیق، تجربہ گاہ جانچ و ارضی

میکینکس کے میدان میں بنیادی اور تجرباتی تحقیق سے جڑا ہے۔ یہ اسٹیشن خاص طور سے مرکزی حکومت کے مختلف محکموں، ریاستی حکومتوں اور مرکزی حکومت کے عوامی ذمہ دار اداروں کے صلاح کار کے طور پر کام کرتا ہے تحقیقی اسٹیشن کی سرگرمیوں میں مٹی میکینکس، فاؤنڈیشن انجینیئرنگ، کنکریٹ ٹیکنالوجی، تعمیری سامان، ارضی طبعی جانچ، آلات، کیمیکل تجزیہ اور کھدائی شامل ہیں۔

ماتحت تنظیمیں

مرکزی آبی وتوانائی تحقیق اسٹیشن

مرکزی آبی وتوانائی تحقیق اسٹیشن پانی اور توانائی کے ذرائع کی ترقی وآبی نقل وحمل جیسے میدان میں مختلف قسم کے پراجیکٹوں کے لئے جامع تحقیق اور ترقی کے لئے امداد فراہم کرتا ہے۔ اس اسٹیشن نے گزشتہ چار دہائیوں میں جہاز آبی حرکت۔ فوٹو الاسٹیسٹی، پن بجلی مشینری، ساحلی انجینیئرنگ، آبی آلات، ارضی سائنس، آبی ساخت اور اطلاعات ٹیکنالوجی جیسی چنے ہوئے شعبوں میں پراجیکٹ شروع کئے ہیں۔ پانچ سالہ منصوبے کے توسط سے بنیادی ڈھانچے کی مناسب ترقی کو دیکھتے ہوئے ندی اور سمندری انجینیرنگ کے ریاضی ماڈل اور خودکار آبپاشی نہری نظام، جیسے پراجیکٹوں کے لئے اقوام متحدہ ترقی پروگرام سے اور امداد ملنے کا راستہ صاف ہوگیا۔

مرکزی زیرزمین پانی بورڈ

مرکزی زیرزمین پانی بورڈ قومی سطح کی اعلیٰ تنظیم میں زیرجو قومی پس منظر زیرزمین آبی وسائل کو سائنسی طرز پر ترقی دیتا ہے اور ان کے بندوبست کے بارے میں رہنمائی کرتا ہے۔ ملک کا علاقائی سطح پر آبی سائنس سروے پورا کیا جاچکا ہے۔ اور بورڈ ہر پانچویں سال دوبارہ جائزے کیلئے سروے کرتا ہے تاکہ زیرزمین آبی علاقے پر زیرزمین آبی ترقی کی سطح کو جدید ترقی بنایا جاسکے۔ دوبارہ تحقیقی سروے کے تحت آب گرفتگی، زیرزمین آب کی سطح گرنے اور زمیرزمین پانی کی آلودگی جیسے اہم مسائل کو ترجیح دی جاتی ہے۔ ملک میں 15,000 مشاہدے کے اسٹیشن کے توسط سے اب زیرزمین آبی سطح اور پانی کی کوالٹی کی نگرانی پر خاص زور دیا جارہا ہے۔ آبی وسائل کے سائنسی مینجمنٹ کو فروغ دینے کے لئے ہراول پراجیکٹ شروع کئے ہیں جو کرناٹک، مہاراشٹر، قومی راجدھانی خطہ دہلی اور مرکزی علاقہ چنڈی گڑھ اور کچھ دوسری ریاستوں میں شروع کی گئی ہیں۔ کل آبی وسائل کی بہتر ترقی کے لئے ممکنہ متبادل کا انتخاب کرنے کے واسطے پانی کے ایک ساتھ استعمال کرنے کے بارے میں مخصوص علاقوں میں مطالعے کئے جارہے ہیں اور اس میں یہ دھیان رکھا جارہا ہے کہ ایک ساتھ استعمال کے نقصان دہ اثرات کم سے کم ہوں۔

ہندوستان کے سپریم کورٹ کے ذریعہ دسمبر 1996 میں دئے گئے احکام پر عمل کرتے ہوئے وزارت ماحولیات و جنگلات نے ایک اعلان جاری کرکے مرکزی زیرزمین آبی بورڈ کو ماحول (تحفظ) ایکٹ، 1986 کے تحت ایک اتھارٹی بنائی ہے جس کا مقصد زیرزمین پانی کے بندوبست اور ترقی کو منضبط اور کنٹرول کرتا ہے۔ اس بورڈ کی تشکیل 1997 میں ہوئی لیکن اس نے 1998-99 سے کام شروع کیا اور دہلی اور کچھ دوسرے علاقوں کے زیرزمین پانی کو مدسے زیادہ نکالنے اور زیرزمین پانی کے معیار کے بارے میں لوگوں کو معلومات فراہم کرنے کا بڑا کام شروع کیا ہے۔

مرکزی زیرزمین پانی بورڈ کو ملک میں زیرزمین میں پانی کی باضابطگی، کنٹرول، ترقی اور انتظامیہ کا کام سونپا گیا ہے۔ بورڈ نے ملک میں 34 جگہوں پر عوامی بیداری پروگرام چلائے ہیں۔ سات علاقوں کو ''نوٹی فائڈ ایریا'' کا اعلان کیا گیا ہے جہاں یا تو زیرزمین پانی کے زیادہ استحصال یا پانی کی کوالٹی خراب ہونے کے مسئلے کی وجہ سے اتھارٹی کی قبل منظوری کے بغیر زمیرزمین آبی

تجدیدی (وزدی) سافتوں کی تعمیر یا تشکیل پر پابندی لگادی گئی ہے۔ اتھاریٹی نے ان علاقوں میں آبی تجدیدی (کھدائی کے ذریعہ) ساختوں کا رجسٹریشن میں شروع کردیا گیا ہے۔ یہ علاقے اس طرح ہیں۔ (i) نجف گڑھ بلاک، قومی راجدھانی خطہ دلی (ii) مہرولی بلاک قومی راجدھانی خطہ دلی (iii) فریدآباد وبلھ گڑھ کارپوریشن، ہریانہ (iv) لدھیانہ، شہر پنجاب (v) مرکز کے زیر انتظام علاقہ دیو (vi) غازی آباد کارپوریشن (اترپردیش) (vii) جھوٹ واڑ، بلاک، راجستھان اتھاریٹی نے پٹنہ، وڈودرہ، سیالا، بنگلور، تروننتا پورم، رائے پور، امرتسر مدورائی، لکھنؤ، یادل بلاک اور بھیلواڑہ علاقوں کارپوریشن کی حدوں میں بھی زیر زمین آبی تجدیدکا سافتوں کا رجسٹریشن شروع کردیا ہے۔ اتھاریٹی کے ذریعہ ٹیوب ویل بنانے میں لگے افراد وایجنسیوں کا بھی رجسٹریشن بھی شروع کیا گیا ہے۔ 16 صنعتی اداروں کو بھی زیرزمین آبی تجدیدی سافت کی منظوری دی گئی ہے۔ چھتوں پر پڑنے والے بارش کے پانی کے تحفظ کے بارے میں صارفین کو اطلاعات کی ترسیل کے لئے ایک ویب سائٹ بھی شروع کی گئی ہے۔

فرکا بند پراجیکٹ

فرکا باندھ پراجیکٹ بھاگیرتھی ہگلی ندی سسٹم کی جہاز رانی صلاحیت میں سدھار لاکر کلکتہ بندرگاہ میں تحفظ ورکھ رکھاؤ کی ضرورت کو پورا کرنے کے مقصد سے تیار کیا ہے۔ بھاگیرتھی ندی، فیڈ نہر اور فرکا جہاز رانی لاک ملکر ہلدیہ الہ آباد اندرون ملک آبی راستے کی تعمیر کرتے ہیں۔ پراجیکٹ کے اہم عناصر اس طرح ہیں۔ (الف) گنگا کے آر پار۔ 2245 میٹر لمبا بند اور ریل وسڑک پل، ضروری ندی تربیتی کام اور داہنی طرف ہیڈ ریگولیٹر (ب) زنگی پور کے بھاگیرتھی کے آر پار 213 میٹر لمبا باندھ، (ج) 1113 کیومیک (40000 کیوسک) پانی لے جانے کی صلاحیت اور فرکا بند کے داہنی طرف ہیڈ ریگولیٹر سے 38.38 کلومیٹر لمبا فیڈر کینال (د) جہاز رانی کے کام جیسے لاک، لاک چینل شیلٹر بیسن، جہاز رانی روشنی اور دوسرے بنیادی ڈھانچے کی تعمیر کے لئے پراجیکٹ، جس کی ممکنہ صلاحیت 125 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے اور خرچ 602 کروڑ روپئے ہے۔ زیر غور ہے۔ حکومت نے اس پراجیکٹ کو نجی سیکٹر کے اشتراک سے نافذ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس کی تعمیر، ملکیت اور اس کو چلانے کا کام نجی سیکٹر کو سونپا جائے گا۔

سردار سرور تعمیری صلاح کار کمیٹی

بڑودا میں واقع سردار سرور تعمیری صلاح کار کمیٹی کی تشکیل 1980 میں نرمدا آبی تنازعہ ٹرائبونل کی ہدایت کے مطابق کی گئی تھی۔ کمیٹی کو سردار سرور پراجکٹ کی پہلی اکائی (باندھ اور لازمی کام) اور تیسری اکائی (پن بجلی کامپلکس) کی تعمیری سرگرمیوں پر نگرانی رکھنے اور پراجکٹ کے ممکنہ خرچ، تکنیکی پہلوؤں اور ڈیزائن تیار کرنے کا کام سونپا گیا۔ وزارت آبی وسائل کا سکریٹری کمیٹی کا چیئرمین ہے۔ اس کے ممبران میں حکومت ہند سے جڑے محکموں کے افسران، چار متعلقہ ریاستوں گجرات، مہاراشٹر، مدھیہ پردیش اور راجستھان و نرمدا کنٹرول اتھارٹی کے افسران شامل ہیں۔

بان ساگر کنٹرول بورڈ

وزارت زراعت اور آبپاشی نے مدھیہ پردیش، بہار اور اترپردیش کی حکومتوں کے مشورہ سے 30 جنوری 1976 کی قرارداد کے تحت بان ساگر کنٹرول بورڈ قائم کیا۔ اس کا مقصد مدھیہ پردیش میں نہر نظام کو چھوڑ کر سبھی متعلقہ کاموں کے ساتھ سون ندی پر بان ساگر پراجیکٹ کو کارگر ڈھنگ سے کفایت شعاری کے ساتھ اور جلدی پورا کرنا تھا۔ بورڈ کا صدر دفتر ریوا (مدھیہ پردیش) میں ہے۔ مرکزی آبی وسائل کے وزیر بورڈ کے چیئرمین ہیں اور مرکزی وزیر مملکت برائے آبی وسائل، مرکزی توانائی وزیر، تینوں

ریاستوں کے وزراء اعلیٰ اور آبپاشی و مالی محکموں کے وزیر اور مدھیہ پردیش کے وزیر توانائی اس کے ممبر ہیں۔

گنگا سیلاب کنٹرول کمیشن

گنگا سیلاب کنٹرول کمیشن کا قیام اپریل 1972 میں ہوا۔ اس کا صدر دفتر پٹنہ میں ہے۔ یہ گنگا سیلاب کنٹرول بورڈ (جس کے صدر مرکزی آبی وسائل کے وزیر اور ممبران میں بیسن ریاستوں کے وزیر اعلیٰ یا ان کے نمائندے و متعلقہ مرکزی وزیر شامل ہوتے ہیں۔) کے اکزیکیٹو اور بورڈ کے سکریٹریٹ کے طور پر کام کرتا ہے۔ کمیشن کا ایک صدر ہے اور اس کے تعاون کے لئے دو کل وقتی ممبر و دوسرے افسران اور عملے ہیں۔ متعلقہ مرکزی وزارتوں اور محکموں کے نمائندگان و بیسن ریاستوں کے چیف انجینئر کمیشن کے جز وقتی ممبران یا مستقل طور سے بلائے گئے ممبران میں شامل ہوتے ہیں۔

کمیشن کو خاص طور سے گنگا ذیلی بیسن میں ندی سسٹم کے سیلاب مینجمنٹ کے جامع منصوبے تیار کرنے، مختلف اسکیمیں لاگو کرنے کے لئے تکنیکی و اقتصادی لحاظ سے مرحلہ وار پروگرام تیار کرنے۔ اہم سیلاب مینجمنٹ اسکیموں کی نگرانی، ریل اور سڑک پلوں کے تحت آبی راستوں کی موزونیت کا تجزیہ و بیسن ریاستوں کو دوسری تکنیکی رہنمائی فراہم کرنے جیسے کام سپرد کئے گئے ہیں۔ کمیشن ریاستوں کے ذریعہ فراہم کئے جانے والے سیلاب مینجمنٹ اور سیلاب کو روکنے کی اسکیموں کا تکنیکی تجزیہ بھی کرتا ہے۔

عوامی سیکٹر انڈرٹیکنگ

پانی اور بجلی مشاورتی خدمات (ہندستان) لمیٹڈ

پانی اور بجلی مشاورتی خدمات (ہندستان) لمیٹڈ (واپکوس) وزارت آبی وسائل کے تحت عوامی سیکٹر کا ایک ذمہ دار ادارہ ہے۔ جو ہندوستان اور بیرون ملک پانی اور بجلی سیکٹر میں مربوط تکنیکی مشاورتی خدمات فراہم کرنے والی اہم ایجنسی کا کردار ادا کرتا ہے۔ اس کا قیام 1969 میں ہوا۔ آبپاشی اور پانی نکاسی، سیلاب کنٹرول اور اصلاح زمین جیسے روایتی معاملوں میں مہارت کے علاوہ، واپکوس (WAPCOS) کی سرگرمیوں میں جامع تکنیکی موضوعات شامل ہیں، جیسے پانی کی فراہمی اور صفائی (دیہی اور شہری)، زیر زمین پانی کی تلاش اور ترقی، پن/حرارتی بجلی کی پیداوار، ترسیل اور تقسیم، مربوط زرعی ترقی، بندرگاہ اور گودی، ماحولیاتی انجینئری، باندھ تحفظ اور نگرانی وغیرہ۔

قومی پراجیکٹ تعمیری کارپوریشن لمیٹڈ

قومی پراجیکٹ تعمیر کارپوریشن لمیٹڈ کا قیام 1957 میں حکومت ہند کے کاروباری ادارہ کی شکل میں عمل میں آیا تھا۔ اسے آبپاشی اور آبی وسائل، بجلی اور بھاری صنعت جیسے اہم سیکٹروں میں بنیادی ڈھانچے کی ترقی کا کام سونپا گیا ہے۔ کارپوریشن 120 سے زیادہ پراجیکٹوں کو چلا رہا ہے۔

ان میں سینچائی/ پانی گھاٹی پراجیکٹ، باندھوں کی تعمیر، نہر، پن اور حرارتی بجلی پراجیکٹس، سرنگوں اور صنعتی پراجیکٹوں رفولاد پلانٹ، رہائشی تعمیر اور ٹاؤن شپ پراجیکٹ، پل، ایکسپریس شاہراہیں اور رن وے اور دوسری چیزیں جیسے پانی ٹرن کی پرمبنی گندے نالے کو ٹھیک کرنے کے پلانٹ شامل ہیں۔

دوسری تنظیمیں

نرمدا کنٹرول اتھارٹی

نرمدا پانی تنازعہ ٹربیونل کے فیصلے پرعمل کرتے ہوئے حکومت ہند نے نرمدا پانی اسکیموں کی تشکیل کی جن میں دوسری باتوں کے علاوہ 1980 میں نرمدا کنٹرول اتھارٹی قائم کی گئی اور ٹربیونل کے فیصلے اور حکم کونافذ کرنے کے لئے ایک تجزیاتی کمیٹی بنائی گئی۔ حکومت ہند کی وزارت آبی وسائل کے سکریٹری کنٹرول بورڈ کے صدر ہیں۔اس کے ممبران میں بجلی، ماحولیات اور جنگلات و وزارت فلاح و بہبود کے سکریٹری، چار ریاستوں، گجرات، مدھیہ پردیش، مہاراشٹر اور راجستھان کے چیف سکریٹری، مرکزی حکومت کی جانب سے مقرر کئے جانے والا ایک ممبر عاملہ اور تین کل وقتی ممبر اور متعلقہ ریاستوں کے ذریعہ نامزد چار جز وقتی انجینیرنگ ممبران شامل ہیں۔اس کے صدر مرکزی آبی وسائل کے وزیر ہیں اور چار متعلقہ ریاستوں کے وزراء اعلی اس کے ارکان ہیں۔

تنگ بھدرا بورڈ

صدر نے آندھرا پردیش ایکٹ 1953 کی دفعہ (4)66 کے تحت اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے تنگ بھدرا پراجیکٹ کو پورا کرنے اور اس کو چلانے اور رکھاؤ کے لئے تنگ بھدرا بورڈ کا قیام کیا۔ بورڈ کو تنگ بھدرا پراجیکٹ کے اس حصے کو پورا کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے جو کرناٹک اور آندھرا پردیش پراجیکٹ کا مشترکہ حصہ ہے۔کرشنا آبی تنازعہ ٹربیونل نے اپنے فیصلے میں کرناٹک اور آندھرا پردیش کے ذریعہ تنگ بھدرا ندی کے پانی کے استعمال کے بارے میں خاص شرائط رکھیں۔ان شرطوں کو نافذ کرنے کی ذمہ داری ٹربیونل نے تنگ بھدرا بورڈ کو سونپی ہے۔بورڈ آبپاشی، پن بجلی بنانے اور دوسرے استعمال کے لئے داہنے کنارے پر پانی کو کنٹرول کرتا ہے۔

بورڈ کے چیئرمین کی تقرری حکومت ہند کے ذریعہ کی جاتی ہے۔اس کے ممبروں میں ایک مرکزی حکومت کا اور ایک ایک آندھرا پردیش اور کرناٹک کا نمائندہ ہوتا ہے۔یہ سبھی تنگ بھدرا بورڈ میں جز وقتی طور پر کام کرتے ہیں۔بورڈ کو چلانے کے لئے رقم دونوں ریاستی حکومتیں فراہم کراتی ہیں۔

بیتوا ندی بورڈ

بیتوا ندی بورڈ کا قیام وزارت آبی وسائل نے بیتوا ندی بورڈ ایکٹ، 1976 کے تحت کیا۔اس کا مقصد مدھیہ پردیش اور اتر پردیش کے جوائنٹ وینچر، راج گھاٹ بند پراجیکٹ کو کفایت شعاری سے، کارگر ڈھنگ سے اور جلد پورا کرنا ہے۔ بورڈ کا صدر دفتر اتر پردیش کے شہر جھانسی میں ہے۔مرکزی آبی وسائل وزیر بورڈ کے چیئرمین اور مرکزی توانائی وزیر، دونوں ریاستوں کے وزراء اور وزیر مالیات، آبپاشی اور توانائی اس کے ممبر ہیں۔بورڈ کو چلانے کا کام اس کی عاملہ کمیٹیوں کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ جس کا چیئرمین مرکزی آبی محکمے کا صدر ہوتا ہے۔راج گھاٹ باندھ اور بجلی پراجیکٹوں کی تعمیر و بورڈ کے دفتر کا خرچ مدھیہ پردیش اور اتر پردیش حکومتیں برابر برابر اٹھاتی ہیں۔

راج گھاٹ باندھ پراجیکٹ اور راج گھاٹ پن بجلی پراجیکٹ مدھیہ پردیش اور اتر پردیش کے بین ریاستی پراجیکٹ ہیں۔ بند کی تعمیر اور اس سے منسلک کاموں و بجلی گھر کے سول کاموں بیتوا ندی بورڈ کے ذریعہ انجام دیا جاتا ہے۔بجلی گھر کے انجینیری اور دیکھ بھال سے متعلق کام بیتوا ندی بورڈ کی نگرانی میں مدھیہ پردیش بجلی بورڈ کے ذریعہ کئے جاتے ہیں۔نہروں کی تعمیر کا کام دونوں ریاستوں کے ذریعہ اپنے اپنے علاقوں میں کئے جاتے ہیں۔راج گھاٹ باندھ پر 266.16 کروڑ روپئے اور بجلی گھر کی تعمیر پر 123.63 کروڑ روپئے خرچ ہونے کا امکان ہے۔راج گھاٹ باندھ پراجیکٹ اور راج گھاٹ پن بجلی پراجیکٹ کے تعمیری

تقریباً مکمل ہو چکا ہے اور اس کی تین اکائیاں 1999 سے شروع ہوگئی ہیں۔

قومی ادارہ برائے آبیات

قومی ادارہ برائے آبیات کو حکومت ہند نے 1979 میں آبیات کے سبھی پہلوؤں پر منظم اور سائنسی کام کرنے، انہیں بڑھاوا دینے اور ان میں رابطہ قائم کرنے کے مقصد سے قائم کیا تھا۔ اس کا صدر دفتر رڑکی میں ہے۔ یہ ادارہ وزارت آبی وسائل کے تحت ایک خودمختار سوسائٹی ہے۔ مرکزی آبی وسائل وزیر قومی آبپاشی ادارے کے صدر ہیں۔

برہمپتر بورڈ

ایک خودمختار قانونی انجمن کے طور پر برہمپتر بورڈ کو 1982 میں قائم کیا گیا۔ اس کا ہدف برہمپتر گھاٹی (براک گھاٹی سمیت) اور تری پورہ کے کچھ ندیوں میں سیلاب کنٹرول اور ساحلی کٹاؤ بچانے کے لئے کثیر المقاصد تدابیر کا منصوبہ بنانا اور انہیں نافذ کرنا ہے۔ بورڈ ان مقاصد کے لئے ماسٹر پلان تیار کرتا ہے۔ حصہ-1 اور براک و اس کی معاون ندیوں کے کیسے حصے-2 تیار کیا ہے۔ بورڈ کے برہمپتر کی معاون ندیوں کے تفصیلی منصوبے اور ان منصوبوں میں مجوزہ باندھوں اور دیگر پراجکٹوں کے بارے میں تفصیلی رپورٹ تیار کرنے کا کام شروع کر دیا ہے۔ بورڈ مشرقی شمالی میں سیلاب کنٹرول، پانی نکاسی، اور سیلاب کی روک تھام منصوبے لاگو کرنے اور نگرانی اور سیلاب منتظمہ کے بارے میں عوامی بیداری لانے کی مہم چلانے جیسا کام کر رہا ہے۔

قومی آبی ترقی ایجنسی

وقتاً فوقتاً ایسی تجاویز پیش کی جاتی رہی ہیں کہ کچھ علاقوں میں موجود فالتو پانی کو پانی کی کمی والے علاقوں میں منتقل کرنے کے لئے ندیوں کو آپس میں جوڑنے کے واسطے قومی آبی گرڈ بنایا جائے، حکومت ہند اگست 1980 میں آبی وسائل کی ترقی کے لئے قومی پس منظر تیار کیا تھا جس میں آبی وسائل کے معقول استعمال کے لئے فالتوں پانی کو پانی کی کمی والے بیسوں میں منتقل کرنے کے واسطے مختلف جزیرہ نمائی ندیوں اور ہمالیائی ندیوں کے بیچ تعلق قائم کرنے پر زور دیا گیا تھا۔ ان تجاویز کو پائیدار بنانے کے لئے حکومت ہند نے 1982 میں قومی آبی ترقی ایجنسی قائم کی۔ ایجنسی نے کل پانی منتقلی کے لئے 36 رابطوں کا پتہ لگایا ہے جن میں 17 جزیرہ نمائی عنصر کے تحت اور 19 ہمالیائی عنصر کے تحت پیش کئے گئے ہیں۔

ایجنسی کے ذریعہ جزیرہ نمائی عنصر کے تحت مجوزہ سبھی 137 بیسوں رذیلی بیسوں کے بارے میں اعداد و شمار جمع کرنے اور آبی توازن سے متعلق مطالعے کا کام پورا کیا جا چکا ہے۔ اس کے علاوہ 52 منتخب کئے ہوئے موڑ پوائنٹ، 58 چنے ہوئے ذخیروں اور 18 رابطوں کا بھی ایجنسی نے مطالعہ کیا ہے اور سبھی پانی منتقلی رابطوں کی قابل عمل رپورٹ تیار کر لی ہے۔ 17 اور رابطوں کے لئے قابل عمل رپورٹ تیار کرنے کے واسطے سروے اور جانچ کا کام میں لگی ہوئی ہے۔ 5 رابطوں کے بارے میں قابل عمل رپورٹ تیار ہو چکی ہے۔ 2000-1999 کے دوران آٹھ اور رابطوں کے لئے قابل عمل رپورٹ تیار کرنے کے لئے سروے اور جانچ کا کام جاری رہا۔ یہ ہیں۔ مہاندی (منی بھدرر) گوداوری (دولئی سوامی) رابطہ کرشنا (الماری) پنار (سوم شلا رابط، کرشنا (ناگارجن ساگر) دمن گنگا (انچم پلی) لوڈیم ناگارجن ساگر نیل پونڈ رابطہ، پینار (سوم شلا) کاویری (گینڈ اینکٹ) رابطہ پنچل، پاروتی کالی سندھ، چمبل رابطہ اور کاویری (کلائی) ویگے۔ (گنڈل) رابطہ۔

ہمالیہ ندیوں کے تحت قومی آبی ترقی ایجنسی نے 1•9 موڑ پوائنٹ کے پانی توازن کا مطالعہ، 16 ذخیروں کا مطالعہ اور 19 رابطوں کی پیشگی قابل عمل رپورٹ تیار کرنے کا کام پورا کر لیا ہے۔ 2000-1999 کے دوران مانس سنکوش، تیستا، گنگا رابطہ اور

شاردا اور جمنا رابطے کا گھاگھرا، جمنا رابطہ، گنگا دامودر سورمن ریکھا رابطہ، جمنا راجستھان رابطہ، چنار سون باندھ رابطہ، اور سون اسکی ٹی جی (گنگا کی جنوبی معاون ندیوں کا رابطہ کے لئے قابل عمل رپورٹ تیار کرنے کے لئے سروے اور جانچ کا کام جاری ہے۔

یہ تجویز ہے کہ جزیرہ نمائی اور ہمالیائی ندیوں کے درمیان بقایہ رابطوں کو بالترتیب 5 اور 10 سال کی مدت میں پورا کرلیا جائے۔ بین۔ بین (طاس) آب منتقلی رابطہ اسکیموں کو مرحلے وار ڈھنگ سے لاگو کیا جا سکتا ہے۔ جو حکومت کی ترجیحات اور رقوم کی فراہمی پر انحصار کرتا ہے۔ لیکن اس سے پہلے کئی دیگر تدابیر ضروری ہیں جیسے بین منتقلی میں شامل ریاستوں کے درمیان بات چیت اور معاہدہ تفصیلی پراجیکٹ رپورٹ تیار کرنا اور ان رپورٹوں کا تکنیکی۔ معاشی تعین قدر کرنا اور پروجیکٹ کے سرمایہ سے متعلق منظوری، فنڈ کا انتظام اور ان پر عمل کے لئے ایجنسیوں کو مقرر کرنا وغیرہ۔

17۔ دیہی ترقی

ملک کی آبادی کا تین چوتھائی حصہ دیہی بھارت میں سکونت اختیار کرتا ہے۔اس لئے قوم تبھی طاقتور اور خوش حال ہوسکتی ہے۔جب ہمارے گاؤں غریبی اور پچھڑے پن سے آزاد ہوں۔حکومت ہند، دیہی علاقوں میں تیز رفتار اور مسلسل ترقی کے لئے کوشاں ہے۔

وزارت برائے دیہی ترقی کئی اسکیموں کے نفوذ کے لئے مصروف ہے۔جن کا مقصد ہے دیہی عوام کو مجاز بنا کر ان کے معیار زندگی میں بہتری پیدا کرنا ہے۔غریبی کا خاتمہ اور تیز رفتار سماجی، معاشی ترقی کے مقصد کے ساتھ، ترقیاتی پروگراموں کو ایک کثیر طرفہ حکمت عملی کے ذریعہ سماج کے سب سے زیادہ نظر انداز کئے ہوئے طبقوں تک پہونچانے کے لئے لاگو کیا جارہا ہے۔صاف پینے کا پانی، دیہی تعمیر مکان اور سڑک رابطے کو اولین ترجیح دی جارہی ہے۔

مفلس اور کمزور کنبوں کو امداد فراہم کرنے کے لئے سماجی تحفظ کے پروگراموں پر خصوصی توجہ مرکوز کی جاتی ہے۔سرعت پذیر دیہی ترقی کے لئے رضا کار ایجنسیوں کی امداد اور حوصلہ افزائی کے علاوہ کارکنوں کو تربیت دینے پر بھی توجہ دی جاتی ہے۔وزارت ہذا کی جانب سے پنچایت راج اداروں کو اختیارات اور مالیات کی راہ سے مضبوط بنانے کی کوششیں برابر کی جارہی ہیں۔ایک نئی پہل کے طور پر گرام سبھا ایک نمایاں ادارہ بن چکی ہے۔

شراکت داری پر مبنی جمہوریت کو معنی خیز اور موثر بنانے کے لئے غیر سرکاری تنظیموں، رضا کار گروپوں اور پنچایتی راج اداروں کو مناسب کردار فراہم کیا گیا ہے۔زمینی اصلاحات کے ساتھ ساتھ بنجر زمینوں ریگستانوں اور خشک سالی کے علاقوں کی ترقی کو بھی باعمل بنایا جارہا ہے۔زمین کی متواتر ترقی کو یقینی بنانے کے لئے ایک جامع پہل کے تحت وزارت نے دیہی ترقیاتی محکمہ کے علاوہ، دو دیگر محکموں۔محکمہ زمینی وسائل اور پینے کے قابل پانی کی فراہمی کا محکمہ، کی تشکیل کی ہے۔اس سے متعلقہ ترقیاتی اسکیموں کی کوالٹی میں بہتری کے ساتھ ساتھ، مربوط پالیسی اپنانے میں بھی مدد ملے گی۔

دیہی ترقی کے لئے آٹھویں منصوبے میں مختص رقم 30,000 کروڑ روپے کو بڑھا کر نویں منصوبے میں 42,824 کروڑ روپے کر دیا گیا ہے۔وزارت برائے دیہی ترقی نے سال 2000-2001 کے لئے مختلف اسکیموں کے لئے 9,760 کروڑ روپے مختص کئے اس میں 6,760 کروڑ روپے، محکمہ دیہی ترقی کے لئے زمینی وسائل کے محکمے کی اسکیموں کے لئے 900 کروڑ روپے اور پینے کے قابل پانی کی فراہمی کے محکمہ کے لئے 2,100 کروڑ روپے شامل ہیں۔

پنچایتی راج

تاریخ کے دور کے آغاز ہی سے پنچایتوں کو دیہی زندگی کی ریڑھ کی ہڈی کا درجہ حاصل رہا ہے۔گاندھی جی کے اس خواب کو حقیقت کا روپ دیا جاچکا ہے کہ ہر گاؤں ایک جمہوریہ ہو یا با اختیار پنچایتیں ہوں۔اس مقصد کے حصول کے لئے تین سطحی پنچایتی راج کا نظام رائج کیا گیا ہے تاکہ دیہی تعمیر نو میں عوامی شرکت کو یقینی بنایا جاسکے۔ہندوستان میں پنچایت راج کی تاریخ میں

24 اپریل 1993 کا دن ایک نشان منزل کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ اسی دن آئین میں 73 ویں ترمیم کے ایکٹ 1992 کا نفاذ ہوا تھا جس کی رو سے پنچایت راج اداروں کو آئینی درجہ ملا ہے۔ اس ایکٹ کی خاص خاص باتیں یہ ہیں (I) 20 لاکھ سے زیادہ کی آبادی والی ہر ریاست میں تین سطحی پنچایتی راج نظام فراہم کرنا (ii) ہر 5 سال پر باقاعدگی کے ساتھ پنچایتی چناؤ کرنا (iii) شیڈولڈ کاسٹس، شیڈولڈ ٹرائبس اور عورتوں کے لئے سیٹیں ریزرو کرنا (33 فیصد سے کم نہیں) (iv) پنچایتوں کے مالی اختیارات کا فیصلہ کرنے کے لئے ریاستی مالی کمیشن قائم کرنا اور (v) پورے ضلع کے لئے ترقیاتی منصوبہ کا مسودہ تیار کرنے کے لئے ضلع پلاننگ کمیٹی کی تشکیل کرنا۔

آئین کے مطابق پنچایتوں کو ایسے اختیارات دیے جائیں گے تاکہ وہ سیلف گورنمنٹ (مقامی حکومت) کے طور پر کام کرسکیں۔ مناسب سطحوں پر پنچایتوں کو دیے جانے والے اختیارات اور ذمہ داریوں کا خلاصہ یہ ہے: (الف) اقتصادی ترقی اور سماجی انصاف کے لئے منصوبہ سازی (ب) آئین کے گیارہویں شیڈول میں موجود 29 موضوعات کے تعلق سے اقتصادی ترقی اور سماجی انصاف کی اسکیموں کا نفاذ اور (ج) نہ صرف ٹیکس نافذ کرنا، وصول کرنا اور خرچ کرنا بلکہ محصول، چنگی اور فیس وغیرہ بھی وصول کرنا اور خرچ کرنا۔

پنچایتوں کے (شیڈولڈ علاقوں تک توسیع کے) ایکٹ مجریہ 1996 کی رو سے آٹھ ریاستوں یعنی آندھرا پردیش، بہار، گجرات، ہماچل پردیش، مہاراشٹر، مدھیہ پردیش، اڑیسہ اور راجستھان کے قبائلی علاقوں تک پنچایتوں کو وسعت دیدی گئی ہے۔ اس ایکٹ کا نفاذ 24 دسمبر 1996 کو ہوا تھا بہار کو چھوڑ کر 1996 کے ایکٹ 40 میں موجود تمام دفعات کو بروئے کار لانے کے لئے بہار کو چھوڑ کر باقی تمام ریاستوں نے قانون وضع کئے ہیں۔

آئین (73 ویں ترمیم) قانون گرام سبھا کو آئینی درجہ دیتا ہے۔ ہندستانی آئین کی دفعہ 243 (بی) کے مطابق، گرام سبھا سے مراد اس تنظیم سے ہے۔ جس میں گرام پنچایت علاقے کے کسی گاؤں سے متعلقہ رائے دہندگی فہرست میں درج شدہ شخص شامل ہوں۔ دفعہ 243 (اے) کے مطابق، گرام سبھا، ریاستی قانون کے ذریعہ دی گئی طاقتوں کا استعمال اور کاموں کے نمٹانے کا کام گاؤں سطح پر کرسکتی ہے۔ اس طرح 18 سال سے زیادہ عمر کے ہر گاؤں والے کو اپنا مستقبل متعین کرنے کا ایک پیدائشی اختیار ملا ہے۔ گرام سبھا وہ فورم ہے۔ جہاں غریبی لائن سے نیچے رہنے والے غریب بھی اپنی زندگی کو متاثر کرنے والے فیصلوں میں اشتراک کرسکتے ہیں۔

گرام پنچایتوں کے کاموں میں کھلا پن لانے، فائدوں کی یکساں تقسیم کو یقینی بنانے، کمیونٹی سرمایوں (جہاں ان کی ضرورت ہو) کو پیدا کرنے، سماجی میل جول بڑھانے میں گرام سبھا ایک اہم کردار نبھاتی ہے اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ گرام سبھا گاؤں میں کی جانے والی ترقیاتی کاموں کی اسکیم بنائے گی اور ان کی ترجیحات طے کرے گی۔ عورتیں، درج فہرست ذات اور درج فہرست قبائل کی سرگرم حصہ داری کو بڑھائے گی۔ گرام پنچایت کے کاموں میں کھلے پن کو یقینی بنائے گی۔ گرام پنچایت کے حساب کتاب کی جانچ کرے گی۔ ریاستی حکومتوں اور مرکزی حکومت کی مختلف اسکیموں کے لئے استفادہ کرنے والوں کا انتخاب کرے گی، دیہی ترقی کے مختلف کاموں کی توثیق کرے گی اور گاؤں کے قدرتی وسائل کے منتظمہ پر کنٹرول حاصل کرنے کے لئے کام کرے گی۔

سال 2000-1999 گرام سبھا کے سال کے طور پر منایا گیا تھا۔

وزارت دیہی ترقی پنچایت ممبروں اور کارکنوں کی تربیت اور ان میں شعور بیدار کرنے کے لئے ریاستوں کو مالی امداد بھی مہیا کراتا ہے۔ وزارت پنچایتی راج سے متعلق تربیت اور شعور پیدا کرنے والے پروگرام چلانے کے لئے عوامی کاموں اور دیہی

ٹکنالوجی کی ترقی کی کونسل کے ذریعہ غیر سرکاری تنظیموں کو مالی امداد فراہم کررہا ہے۔وزارت رضا کار تنظیموں/اداروں سے پنچایتی راج سے متعلق تحقیقاتی وتجزیاتی مطالعہ بھی کرواتا ہے۔

سورن جینتی گرام سوا روزگار یوجنا

ایک جامع سوا روزگار یوجنا سورن جینتی گرام سواروزگار یوجنا کے نام سے یکم اپریل 1999 کو شروع ہوئی۔

سورن جینتی گرام سوا روزگار یوجنا (ایس جی ایس وائی) دیہات کے غریب باشندوں کے لئے واحد خود روزگار پروگرام کی حیثیت رکھتی ہے۔اس پروگرام کو مربوط دیہی ترقی پروگرام (آئی آر ڈی پی) خود روزگار کے لئے دیہی نوجوانوں کی ٹریننگ (ٹی آر وائی ایس ایم) دیہی علاقوں میں عورتوں اور بچوں کی ترقی (ڈی ڈبلیو سی آر اے) دیہی دستکاروں کو بہتر اوزاروں کی فراہمی (ایس آئی ٹی آر اے) گنگا کلیان یوجنا (جی کے وائی) اور دس لاکھ کنویں بنانے کی اسکیم (ایم ڈبلو ایس) کی جگہ پر یکم اپریل 1999 کو نافذ کیا گیا تھا جن پر اب الگ سے عمل نہیں ہورہا ہے۔اس یوجنا کی تشکیل پہلے کی خود روزگار اسکیم کی تمام خامیوں اور خوبیوں کو سامنے رکھ کر کی گئی ہے۔

یوجنا کا مقصد دیہی غریبوں کی گھریلو آمدنی کو بڑھانے اور بنیادی سطح پر لوگوں کی مقامی ضرورتوں اور وسائل کو آسانی فراہم کرنا ہے۔اس باز تشکیل کا مقصد زمین پر مبنی دیگر طریقوں سے چھوٹی صنعتوں کے فروغ کے ذریعہ متواتر آمدنی پیدا کر، پروگرام کو زیادہ موثر بنانا ہے۔

اس کا مقصد دیہی علاقوں میں بڑی تعداد میں چھوٹے کاروباری ادارے قائم کرنا ہے۔اس یوجنا کے تحت جن لوگوں کو امداد دی جائے گی انہیں استفادہ کرنے والوں سے نہیں تعبیر کیا جائے گا بلکہ "سوا روزگاری" کا نام دیا جائے گا۔ایس جی ایس وائی کا ایک خاص مقصد یہ ہے کہ اس پروگرام کے تحت امداد پانے والے ہر کنبہ کو تین سال میں غریبی کی سطح سے اوپر لایا جائے۔چھوٹی صنعتوں کے قیام کے وقت مربوط (اجتماعی) اہمیت پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔اس کے لئے لوگوں کی پیشہ وارانہ مہارت، وسائل اور بازار کی دستیابی کی بنیاد پر ہر ترقیاتی بلاک میں چار پانچ اہم سرگرمیوں کی پہچان کی گئی ہے۔کلیدی سرگرمیوں کا چناؤ، ترقیاتی بلاک سطح پر پنچایت کمیٹیوں اور ضلعی سطح پر ضلعی دیہی ایجنسی/ضلع کونسل کی تصدیق سے کیا جائے گا۔یوجنا کی امداد کا بڑا حصہ سرگرمی گروپوں میں ہوگا۔ہر کلیدی سرگرمی کے لئے یوجنا میں پراجیکٹ نظریہ اپنایا جائے گا۔منتخب سرگرمیوں کے ضمن میں پراجکٹ رپورٹ بنائی جائے گی۔سرگرمی گروپ کے لئے موجود اساس ساخت کا تجزیہ کیا گیا ہے۔اور کمیوں کو پہچانا گیا ہے۔ضلعی دیہی ترقیاتی ایجنسی (DRDA) کے ذریعہ اساسی ساخت فنڈ کو قائم رکھا گیا ہے۔جس کا استعمال دیگر وسائل سے اضافی فنڈ بنانے کے لئے کیا جاسکتا ہے۔اگلے 5 سالوں میں ہر ترقیاتی بلاک میں رہنے والے دیہی غریبوں میں سے 30 فی صد کو اس اسکیم کے دائرے میں لانے کی تجویز ہے۔اس بات کا دھیان رکھا گیا ہے کہ پروگرام کی کوالٹی میں کمی لائے بغیر اکثر پنچایتوں کو اس دائرے میں لایا جائے۔یہ پروگرام گروپ کے نظریئے پر زور دیتی ہے۔اس میں دیہی غریبوں کو خود کفیل گروپوں میں منظم کرنے اور ان کی صلاحیت کی تعمیر کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ہر ایک امدادی خود کفیل گروپ عورتوں کو شامل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔بلاک سطح پر کم سے کم آدھا گروپ پوری طرح عورتوں کا ہوگا۔گروپ سرگرمی کو ترجیح دی جائے گی اور خود کفیل گروپوں کے لئے بتدریج زیادہ تر فنڈ کا انتظام کیا جائے گا۔غریبی لائن کے نیچے کی مردم شماری میں نشاندہی کئے گئے خاندانوں کی فہرست کی گرام سبھا تصدیق کرے گی۔

ایس جی ایس وائی قرض اور سبسڈی پر مبنی ہے۔اس میں قرض کو زیادہ بڑے عنصر کی حیثیت حاصل ہے جب کہ سبسڈی کو جزوی حیثیت حاصل ہے یہی وجہ ہے کہ ایس جی ایس وائی، پروجیکٹوں کی منصوبہ بندی اور تیاری میں، سرگرمیوں کے حلقوں کی

نشاندہی، بنیادی ڈھانچہ کی منصوبہ بندی، صلاحیت کی تخلیق اور انفرادی سوا روزگاری کو منتخب کرنے میں قرض دینے کی قبل کی سرگرمیوں اور قرض وصولی کے ساتھ قرض کے بعد کی سرگرمیوں میں بنکوں کی زیادہ حصہ داری کی اہتمام ہے۔ منصوبہ بند تربیتی پروگراموں کے ذریعہ یہ ''یوجنا'' ہنرمندی کے فروغ پر زور دیتی ہے جنہیں قرض دیا گیا ہے ان کا جائزہ لے کے تربیت دی گئی ہے۔ یہ یوجنا پہچانی گئی سرگرمیوں کے گروپوں کی ٹکنالوجی میں اصلاح کو یقینی بناتی ہے۔ یوجنا اپنے سوروزگاریوں کے ذریعہ بنائی گئی اشیاء کی مارکیٹنگ کو بڑھاوا دیتی ہے۔

ایس جی ایس وائی کے تحت پروجیکٹ کی لاگت کے 30 فیصد کے مساوی اور زیادہ سے زیادہ 7,500 امداد روپے دی جائے گی (ایس سی/ایس ٹی کے لئے 50 فیصد اور یا 10,000 روپے کی امداد ہوگی)۔ اپنی مدد آپ کرنے والے گروپ کے لئے 1.25 لاکھ روپے کی حد کے ساتھ پروجیکٹ کاسٹ کے 50 فیصد کے مساوی سبسیڈی ہوگی۔ یوجنا میں دیہی غریبوں کے کمزور طبقات پر زیادہ دھیان دیا گیا ہے۔ اسی طرح کم سے کم 50 فی صد درج فہرست ذات/درج فہرست قبائل 40 فیصد عورتیں اور تین فی صد معذوروں کو 'یوجنا' کا نشانہ مقرر کیا جائے گا۔ اس 'یوجنا' پر ضلع دیہی ترقیاتی ایجنسیوں کے ذریعہ پنچایت کمیٹیوں کے ذریعہ سے عمل درآمد کیا جائے گا۔ منصوبہ بندی، عمل درآمد اور نگرانی کے کام میں بنکوں اور دیگر مالی اداروں، پی۔ آر۔ آئی۔ غیر سرکاری تنظیموں کے ساتھ ساتھ ضلعوں کے تکنیکی اداروں کو شامل کیا جائے گا۔

ایس جی ایس آ وائی کے لئے فنڈ میں مرکز اور ریاستی حکومت کی حصہ داری کی شرح 75:25 کی ہوگی۔ ریاستوں کے لئے مختص کی جانے والی مرکزی رقم ریاستوں میں غریبی کی صورت حال کے تناظر میں تقسیم کی جائے گی۔ مگر سال کے دوران قوت جذب اور خصوصی ضروریات کو بھی نظر انداز نہ کیا جائے گا۔

سال 2000-1999 کے دوران 955 کروڑ روپے خرچ کئے گئے اور 1,028 کروڑ روپے کے قرض تقسیم کئے گئے کل 2.59 لاکھ خودامدادی گروپوں کی تشکیل کی گئی اور 9.31 لاکھ سوروزگاریوں کی امداد کی گئی۔ سال 2001-2000 کے لئے بجٹ 1,000 کروڑ روپے متعین کئے گئے ہیں۔

روزگار یقین دہانی اسکیم

مختلف ریاستوں کے قحط سے متاثر ہونے والے علاقوں، ریگستانی علاقوں، قبائلی اور پہاڑی علاقوں میں واقع 1778 نشان زدہ بلاکوں میں عمل درآمد کے لئے روزگار یقین دہانی اسکیم (ای اے ایس) 2/اکتوبر 1993 کو شروع کی گئی تھی۔ بعد میں یہ اسکیم مرحلہ وار ملک کے بقایہ پنچایت کمیٹیوں میں بھی لاگو کی گئی اور آخر کار 78-1977 میں اسے ہم گیر کر ملک کی سبھی 5,448 دیہی پنچایت کمیٹیوں کو اس میں شامل کیا گیا۔ ملک کے تمام دیہی بلاکوں میں زیر عمل اس اسکیم کو یکم اپریل 1999 کو از سر نو مرتب کیا گیا تھا۔ جن کے نتیجے میں یہ تعین کی بنیاد پر واحد مزدوری روزگار پروگرام بن گیا ہے۔

اس اسکیم کا ابتدائی مقصد غریبی لائن سے نیچے رہنے والے غریبوں کو مزدوری روزگار کی شدید قلت کے دوران اضافی مزدوری روزگار مواقع کو فراہم کرنا ہے اس کا مقصد طویل مدتی، اجتماعی، سماجی اور اقتصادی، اثاثے کو متواتر فروغ دینا ہے۔

اسکیم ان سبھی دیہی غریبوں کے لئے ہے۔ لیکن درج فہرست ذات/قبائل کے ممبروں کو اور خطرناک پیشوں سے نکالے گئے اطفال مزدوروں کے سرپرستوں کو ترجیح دی گئی ہے۔ اسکیم کے تحت وسائل کی تقسیم مرکزی اور ریاستی حکومتیں 75:25 کے تناسب میں کریں گی۔

سال 2000-1999 کے دوران اس اسکیم کے لئے مرکزی حکومت نے 1,736.42 کروڑ روپے مختص کئے تھے۔

1,592.54 کروڑ روپے خرچ کر کے کل 2,024.24 لاکھ ڈیلی مزدوری روزگار پیدا ہوا ہے۔ سال 2001-2000 کے لئے مرکزی حکومت کا حصہ 1,300 کروڑ روپے ہے۔

قومی سماجی امدادی پروگرام

قومی سماجی امدادی پروگرام (این ایس اے پی) کا آغاز 15 اگست 1995 کو ہوا یہ مرکزی کفالت کا پروگرام ہے۔ 2001-2000 کے بجٹ میں اس پروگرام کے لئے 715 کروڑ روپے کا انتظام کیا گیا ہے۔ اس کے تین فائدے ہیں (i) بڑھاپے کی قومی پنشن اسکیم (این او اے پی ایس) جس کے تحت ان افراد کے لئے 75 روپے ماہانہ مرکزی امداد دستیاب ہے جو 65 سال یا اس سے زیادہ عمر کے ہیں اور بے سہارا ہیں۔ تقریباً 49,13693 افراد کو سال 2000-1999 کے دوران اس پروگرام کے دائرے میں لایا گیا۔ (ii) قومی فیملی بینیفٹ اسکیم (این ایف بی ایس) کے تحت کنبہ کے کمانے والے شخص کی موت ہونے پر خط غریبی سے نیچے زندگی گزارنے والے کنبہ کو مرکزی حکومت کی جانب سے یک مشت مالی امداد دی جاتی ہے۔ امداد کی رقم 10,000 روپے ہے۔ کمانے والے شخص کی عمر 18 سال سے زیادہ اور 65 سال سے کم ہونی چاہئے۔ تقریباً 1,74,725 کنبوں کو سال 2000-1999 کے دوران اس پروگرام کے دائرے میں لایا گیا۔ اور (iii) قومی میٹرنٹی بینیفٹ اسکیم (این ایم بی ایس) کے تحت خطہ غریبی سے نیچے زندگی گزارنے والے کنبوں کی حاملہ خاتون کے لئے پہلی دو زندہ ولادتوں تک مرکزی امداد دستیاب ہے۔ حاملہ خواتین کا 19 سال یا اس سے زیادہ عمر کا ہونا ضروری ہے۔

ولادت سے کئی ہفتہ قبل 500 روپے کی یک مشت نقد امداد دی جاتی ہے۔ تاخیر کی صورت میں ولادت کے بعد بھی یہ امداد دی جاسکتی ہے۔ سال 2000-1999 کے دوران اس پروگرام سے 11,61,368 خواتین مستفید ہوئیں (iv) قومی کنبہ فائدہ اسکیم: غریبی لائن سے نیچے کے خاندانوں کے کمانے والے ممبر کی موت ہونے پر کنبہ کو کنبہ۔ فائدہ کے طور پر یکمشت مرکزی امداد مہیا ہوتی ہے۔ امداد کی رقم 10 ہزار ہے۔ اصل کمانے والے ممبر کی عمر 18 سال سے کم اور 65 سال سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے۔ تقریباً 1,74,725 خاندانوں کو سال 2000-1999 کے دوران اس پروگرام کے دائرے میں لایا گیا۔

انناپورنا اسکیم

وہ سینئر شہری (65 سال یا زیادہ عمر کے) جو مجاز ہونے کے باوجود قومی بڑھاپا پنشن اسکیم میں شامل نہیں کئے جاسکے' کو غذا کا تحفظ فراہم کرنے کے لئے یکم اپریل 2000 کو انناپورنا اسکیم شروع کی گئی ہے اس اسکیم کے تحت ہر فائدہ اٹھانے والے کو ہر ماہ 10 کلو اناج مفت میں دیا جاتا ہے۔ سال 2001-2000 کے دوران اس اسکیم کے لئے 100 کروڑ کا بجٹ مختص کیا گیا تھا۔

جواہر گرام سمردھی یوجنا

جواہر گرام سمردھی یوجنا، پہلے کی جواہر روزگار یوجنا کی باز تشکیل، منظم اور جامع شکل ہے۔ پہلی اپریل 1999 کو شروع کی گئی اس 'یوجنا' کا مقصد غریبوں کی معیار زندگی کو بہتر بنانا ہے۔ اس 'یوجنا' کو دلی اور چنڈی گڑھ کو چھوڑ، سارے ملک میں سبھی گرام پنچایتوں میں لاگو کیا گیا ہے۔ 'یوجنا' کا خاص مقصد گاؤں میں روزگار کے مواقع بڑھانے کے لئے دیرپا اثاثوں کے ساتھ، مانگ پر مبنی دیہی اساسی ساخت کی تشکیل اور دیہی علاقوں میں غریب بے روزگار / نیم روزگار والے لوگ اس 'یوجنا' کے ہدف گروپ ہیں۔ سماج کے کمزور طبقات کو اس 'یوجنا' کے تحت خصوصی تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔

'یوجنا' میں خرچ کی جانے والی رقم 75:25 کے تناسب میں مرکز اور ریاستی حکومتیں تقسیم کریں گی۔ مرکز کے زیر انتظام

علاقوں کے معاملے میں سارے اخراجات مرکزی حکومت برداشت کرے گی۔ یوجنا کو پوری طرح گرام پنچایت سطح پر لاگو کیا گیا ہے۔ ضلعی دیہی ترقیاتی ایجنسیوں اور ضلعی کونسلیں سیدھے گرام پنچایتوں کو رقم دیں گی جس میں ریاست کا بھی حصہ شامل ہوگا۔ گرام سبھا کی منظوری سے سالانہ عمل منصوبہ تیار کرنے اور اسے لاگو کرنے کا پورا اختیار گرام پنچایت کو ہے۔

یوجنا کو 22.5 فی صد فنڈ درج فہرست ذات رقبائل کی الگ فائدہ اٹھانے والی اسکیموں کے لئے متعین کی گئی ہے۔ سالانہ مختص رقم کا 3 فی صد معذوروں کے لئے بندش سے آزاد بنیادی ڈھانچہ تیار کرنے پر خرچ کیا جائے گا۔ یوجنا کے تحت مزدوری ریاستی حکومتیں طے کریں گی۔ گرام پنچایتوں کو گرام-سبھا کی منظوری سے 50 ہزار روپے تک کی تعمیر کے کاموں کے لئے رمنصوبوں کے لئے اختیار حاصل ہوگا۔ گرام سبھا کی منظوری کے بعد روپے 50 ہزار سے زیادہ کے کاموں کے لئے گرام پنچایت متعلقہ افسران کی تکنیکی رانتظامی منظوری حاصل کرے گی۔ گرام پنچایتوں کو سال میں انتظامی اخراجات رہنگامی اخراجات اور تکنیکی صلاح لینے کے لئے 7,500 روپے یا فنڈ کا 75 فی صد تک، جو بھی کم ہو خرچ کرنے کی اجازت ہے۔ اثاثوں کے رکھ رکھاؤ پر 15 فی صد تک رقم خرچ کی جاسکتی ہے۔ گرام پنچایتوں کو آبادی کی بنیاد پر فنڈ کو بغیر کسی حد کے خرچ کیا جاسکتا ہے۔ جامع رہنمائی، ارتباط، نگرانی، معائنہ اور وقت وقت پر رپورٹ دینے کے لئے ضلع دیہی ترقیاتی ایجنسیاں رضلعی کونسلیں انٹرنیٹ پنچایتیں ذمہ دار ہوں گی۔ سال 2001-200 کے لئے مرکز نے 'یوجنا' کے لئے 1,65,500 لاکھ روپے کی رقم مختص کی ہے۔

پردھان منتری گرام ادے یوجنا

گاؤں کی سطح پر متواتر انسانی ارتقاء کے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے رواں سال میں پردھان منتری گرام اودے یوجنا کے شکل میں ایک نئی پہل کی شروعات کی گئی ہے۔ یہ یوجنا حکومت کے کچھ ترجیحات والے علاقوں پر دھیان دینے کے لئے ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کی منتخب بنیادی کم از کم خدمات کے لئے اضافی مرکزی امداد مختص کرتی ہے۔ سال 2001-2000 کے سالانہ منصوبے میں 5,000 کروڑ روپے اس 'یوجنا' کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔ اس کے دو حصے ہیں یعنی دیہی سڑکیں، جن کے لئے 2,500 کروڑ روپے مختص ہیں اور دوسرے حصے میں ابتدائی صحت، ابتدائی تعلیم، دیہی مکان تعمیر، دیہی پینے کا پانی اور تغذیہ کے 5 پروگرام شامل ہیں۔ ان کے لئے 2,500 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ وزارت برائے دیہی ترقی ایک انتظامی وزارت کے طور پر، دیہی سڑک حصے کو پردھان منتری دیہی سڑک اسکیم کے طور پر لاگو کرنے کے لئے اور دیہی پینے کے پانی کی فراہمی اور دیہی رہائش کے دو حصوں کے لاگو کرنے کے لئے ذمہ دار ہے۔

پردھان منتری دیہی سڑک اسکیم۔ مرکزی حکومت نے ایک آسان اور وقت پر مبنی پروگرام دیہی سڑکوں کے لئے بنایا ہے۔ جس کا مقصد اگلے تین سالوں میں 1,000 سے زیادہ آبادی والے ہر گاؤں کو اچھی بارہ ماہ والی سڑکوں سے رابطہ قائم کرنا ہے۔ اس طرح سال 2007 کے آخر تک 500 سے زیادہ آبادی والے گاؤں کو بھی جوڑنا ہے۔ پراجکٹ کے پہلے سال کے لئے حکومت نے 5,000 کروڑ روپے مختص کئے ہیں۔

پردھان منتری گرامودے یوجنا: دیہی پینے کا پانی، وزارت کا پینے کے پانی کی فراہمی کا محکمہ اس 'یوجنا' کے جز دیہی پینے کے پانی کی فراہمی کا انتظام اور کاموں کا نفاذ کرے گا۔ حکومت ہند نے پردھان منتری گرام اودے یوجنا۔ دیہی پینے کے پانی کے عمل درآمد کے لئے رہنما خطوط جاری کئے ہیں۔ وہ ایجنسیاں جو تیز رفتار دیہی پانی فراہمی پروگرام پر عمل درآمد کراتی ہیں۔ وہی پردھان منتری گرام ادے یوجنا۔ دیہی پینے کے پانی پر بھی عمل درآمد کریں گی۔ 'یوجنا' کے تحت دیہی جزوی سرپوش (ڈھکا ہوا)(PC) اور غیر سرپوش رہائشوں میں پینے کے لئے قابل استعمال پانی، فلورائیڈ آرسینک اور لوہے کی ملاوٹ، کھارے پانی جیسی کوالٹی متعلقہ مسائل سے نمٹنے اور پینے کے پانی کے وسائل کے تواتر سے متعلق اہتمام کا بھی انتظام کرتا ہے۔

دیہی پانی فراہمی پروگرام

پانی کی فراہمی ریاست کا موضوع ہے۔ پہلے پنچسالہ منصوبے کے شروع سے پینے کے پانی کی فراہمی کے لئے ریاستوں کے بجٹ میں فنڈ مختص کیا جاچکا ہے۔ دیہی رہائشوں میں پینے کے پانی کی سہولتیں ریاستی سیکٹر کم از کم ضرورت پروگرام کے تحت مہیا کرائی جاتی ہے۔ مرکزی کفالت کے سریع الحرکت دیہی پانی فراہمی پروگرام کے تحت امداد فراہم کر مرکزی حکومت، ریاستیں حکومتوں کی کوششوں میں قوت فراہم کرتی ہیں ساتھ ہی، ریاستوں کو دیہی پانی فراہمی اسکیم کی منصوبہ بندی اور نفوذ کے لئے طاقت فراہم کی گئی ہے۔

مرکزی حکومت کے انتظامی امور کے لئے قومی ایجنڈے اگلے پانچ سالوں میں سبھی کے لئے محفوظ پینے کے پانی کے اہتمام پر غور کرتا ہے۔ سبھی دیہی رہائشوں کو پینے کا پانی فراہم کرنے کے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے بنائی گئی حکمت عملی میں مندرجہ ذیل امور شامل ہیں۔ بچے ہوئے۔ غیر پوش یا نیم پوش۔ رہائشوں کو محفوظ پینے کے پانی انتظام جلد مہیا کرانا، متاثرہ رہائشوں میں پانی کی کوالٹی سے متعلق مسائل کو سلجھانا اور پانی کی کوالٹی کنٹرول اور نگرانی سسٹم کو ادارہ جاتی کرنا، سسٹم و وسائل دونوں کے تواتر کا فروغ، اور پوش رہائشوں میں محفوظ پینے کے پانی کی مسلسل فراہمی کو یقینی بنانا پانی کے فراہمی سیکٹر میں ابھی تک تقریباً 27,000 کروڑ روپے کا سرمایہ لگایا جاچکا ہے۔ یکم اپریل 2000 (پرویزنل) اور دیہی رہائشوں کو شامل کرنے کی حالت اس طرح ہے۔ (i) مکمل پوش (ڈھکا ہوا) 11,71,104 (ii) نیم پوش 2,23,916 (iii) غیر پوش 27,644۔ 98 فی صد دیہی رہائشوں میں پانی کی فراہمی کی سہولتیں دستیاب ہیں۔ ہینڈ پمپ اور پائپ کے ذریعہ پانی کی فراہمی کی اسکیموں کی تعداد بالترتیب 30 لاکھ اور 1,16,500 ہے۔

حکومت ہند نے دیہی پانی پروگرام کی دوبارہ تصحیح کی ہے۔ جو دیگر باتوں کے ساتھ ساتھ، کمیونٹی پر مبنی دیہی پانی فراہم انتظام کو اداری شکل دینے کے لئے عوام کی شراکت داری کو یقینی بنانے کے لئے مندرجہ ذیل بنیادی اصولوں کی شمولیت پر غور کیا ہے۔ (i) پراجیکٹ کا خاکہ تیار کرنا، مالیاتی کنٹرول اور انتظامیہ کی تیاری میں فیصلہ لینے کی صلاحیت کے ذریعہ، پراجیکٹ میں دیہی عوام کی مکمل شراکت کو یقینی بنانے کے لئے انہیں بااختیار بنانے کی بنیاد پر ہرایک مانگ پر مبنی ذمہ دار اور بہتر وعمدہ نظریے کو اپنانا (ii) حکومت کا براہ راست خدمات دینے والے کردار کی سہولت دینے والوں کو منتقلی اور (iii) نقدیا امدادیا دونوں میں جزوی لاگت کی شراکت اور استعمال کنندہ کے ذریعہ عمل درآمد اور رکھ رکھاؤ، کی پوری ذمہ داری لینا۔ اہم عمل منصوبہ کی بنیاد سیکٹر اصلاح پراجیکٹ کے اطلاق کے لئے پورے ملک سے 58 اضلاع کو منتخب کیا گیا ہے۔

دیہی ہاؤسنگ

پردھان منتری گرامودیو یوجنا (گرامین آواس)

وزارت برائے دیہی ترقی پہلے سے ہی ہاؤسنگ سیکٹر بشمول اندرا آواس یوجنا کئی اسکیموں پر عمل درآمد کررہا ہے۔ ذمہ داری کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے یہ محسوس کیا گیا کہ اس سمت میں کی جارہی کوششوں کو طاقت پہنچانا ضروری ہے۔ یہ کام ایک جامع اسکیم کے ذریعہ کیا جارہا ہے۔ جس کا مقصد دیہی علاقوں کی غریبی لائن کے نیچے رہنے والے لوگوں کے لئے رہائش کی کمی کو دور کرنا اور ان علاقوں ماحول کے صحت مندانہ فروغ میں مدد دینا ہے۔ پردھان منتری گرام ادے یوجنا (دیہی رہائش) عام طور سے اندرا آواس یوجنا کے خاکے پر مبنی ہوگی۔ اور اسے پورے ملک میں دیہی علاقوں میں لاگو کیا جائے گا۔

اندرا آواس یوجنا

جواہر روزگار یوجنا کی معاون اسکیم کے طور پر اندرا آواس یوجنا (آئی اے وائی) مئی 1985 میں شروع کی گئی تھی۔ یکم جنوری 1996 سے اس پر ایک آزاد اسکیم کی حیثیت سے عمل کیا جا رہا ہے۔ اس اسکیم کا مقصد ایس سی/ایس ٹی سے تعلق رکھنے والے خط غریبی سے نیچے زندگی گزار رہے دیہی باشندوں، آزاد کرائے گئے بندھوا مزدوروں، اور غیر ایس سی/ایس ٹی زمرہ کے لوگوں کو مکان بنانے میں مدد دینا اور کچے مکانوں کو بہتر بنانے کے لئے امدادی رقم دینا ہے۔ 96-1995 سے اندرا آواس یوجنا کے تحت بیواؤں اور جنگ میں کام آنے والے فوجیوں کے پسماندگان کو بھی لے آیا گیا ہے۔ اس کا فائدہ سابق فوجیوں اور نیم فوجی دستوں کے سبکدوش ارکان بھی عام شرائط پوری کر کے حاصل کر سکیں گے۔ تین فیصد سرمایہ دیہی علاقوں میں رہائش پذیر خط غریبی سے نیچے کے معذور لوگوں کے لئے مختص ہے۔

اس اسکیم کی خاص خاص باتیں یہ ہیں: کنبہ کی کسی خاتون کے نام مکان کی الاٹمنٹ کی جاتی ہے یا شوہر اور بیوی کے مشترکہ نام سے مکان دیا جاتا ہے کم سے کم 60 فیصد سرمایہ ایس سی/ایس ٹی لوگوں کے لئے مکانات کی تعمیر پر صرف کیا جانا ضروری ہے۔ صاف ستھری لیٹرین اور دھواں نہ دینے والا چولھا اس اسکیم میں شامل ہیں۔ آئی اے وائی کے تحت استفادہ کرنے والوں کا انتخاب گرام سبھا کرتی ہے۔ تعمیر کی ٹکنالوجی، تعمیراتی سامان اور ڈیزائن کا انتخاب استفادہ کرنے والا کرتا ہے۔ میدانی اور پہاڑی یا مشکل جگہوں میں نئے مکانوں کی تعمیر کے لئے امداد بالترتیب 20,000 روپے اور 22,000 روپے فی اکائی کی شرح سے کی جاتی ہے۔ 2000-1999 سے کچے مکانوں کے سدھار پر دس ہزار روپے فی یونٹ رقم فراہم کی جانے لگی ہے۔ آئی اے وائی کا 20 فیصد سرمایہ اس مد کے لئے مختص کر دیا گیا ہے۔

86-1985 سے 2000-1999 تک لگ بھگ 62 لاکھ مکانات 10,301.21 کروڑ روپے خرچ کر کے تعمیر کئے جا چکے ہیں۔ اس 'یوجنا' کے تحت سال 2001-2000 کے 1,710 کروڑ روپے مرکز کی طرف دیہی تعمیر مکان کے لئے مختص کئے گئے ہیں جس میں اس یوجنا کے لئے 60-1,613 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ تقریباً 12.44 لاکھ مکانوں کا ہدف رکھا گیا ہے۔ اس میں سے 8.27 لاکھ نئے مکان بنانے کے 95-1,290 کروڑ روپے اور 4.17 لاکھ بے کار کچے مکانوں پکے/آدھے پکے مکانوں میں بدلنے کے لئے 322.74 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔

دیہی مکانات کے لئے قرض اور سب سیڈی کی اسکیم

ان دیہی مکان مالکوں کے لئے جن کی سالانہ آمدنی 32,000 روپے تک ہے دیہی مکانات کی غرض سے قرض اور سبسیڈی کی اسکیم تیار کی گئی ہے۔ مگر خط غریبی سے نیچے زندگی گزارنے والوں کو اس اسکیم کے تحت ترجیح دی جائے گی۔ اس اسکیم کے اہم پہلو حسب ذیل ہیں:

میدانی علاقوں میں فی مجاز مالک مکان 10,000 روپے کی سبسیڈی 40، ہزار روپے تک قرض، اور صاف ستھری لیٹرین اور دھواں نہ دینے والے چولھے اس اسکیم کا حصہ ہیں۔ یہ اسکیم یکم اپریل 1999 سے شروع کی گئی ہے۔ اسکیم کے لئے سرمایہ مرکزی اور ریاستی سرکاریں 75.25 کے تناسب سے فراہم کرتی ہیں۔ 2000-1999 کے دوران 100 کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے جس میں سے 60.69 کروڑ روپے مختلف ریاستوں کو دئے گئے۔ 2001-2000 کے لئے اس اسکیم میں 150 کروڑ مختص کئے گئے تھے۔

دیہی مکانات اور رہائشی بستی کی ترقی کا نیا طریقہ

موثر، ماحول کے لئے سازگار اور سائنسی طور پر تجربہ کی کسوٹی پر پوری اتر چکی دیسی اور جدید ڈیزائنوں، تکنالوجیوں سازو سامان کے استعمال کی حوصلہ افزائی کے لئے یہ اسکیم یکم اپریل 1999 سے شروع کی گئی ہے۔ اس اسکیم کا مقصد دیہی علاقوں میں مکان سازی کی جدید اور بہترین ثابت ہو چکی تکنالوجیوں، ڈیزائنوں اور سازو سامان کے استعمال کو فروغ دینا ہے۔ 2000-1999 کے دوران 10 کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے جس میں سے پراجکٹ کو پورا کرنے کے لئے 2.53 کروڑ روپے دئے تھے۔

دیہی تعمیراتی مراکز

تعمیراتی مرکز کی مہم جو 'نرمتی مہم' کے نام سے جانی جاتی ہے، 1985 میں کیرلا میں شروع کی گئی تھی جس کا مقصد تکنالوجی کی منتقلی، معلومات کی فراہمی، ٹریننگ کے ذریعہ مہارت میں سدھار اور سستے و ماحول کے لئے سازگار تعمیراتی سامان کے استعمال کی حوصلہ افزائی تھا۔ دیہی تعمیراتی مراکز لیبارٹری سے قطعہ زمین تک تعمیراتی تکنالوجی کی منتقلی کی خدمت انجام دیں گے۔ دیہی تعمیراتی مراکز ریاستی حکومت، دیہی ترقیاتی ایجنسیوں، معتبر غیر سرکاری تنظیموں، نجی کاروباری ادارو، پیشہ ورایسوسی ایشنوں، خود مختار اداروں، اور کارپوریٹ کمپنیوں بشمول پبلک سیکٹر ایجنسیوں کے ذریعہ قائم کئے جاسکتے ہیں۔ دیہی تعمیراتی مرکز کے قیام کے لئے یکمشت 15 لاکھ کی امداد فراہم کی جاتی ہے۔ سال 2000-1999 کے دوران 6 کروڑ روپے مختص کئے گئے جس میں سے 20-1 کروڑ روپے مختلف ایجنسیوں کو دئے گئے۔

سمگر آواس یوجنا

سمگر آواس یوجنا رہنے کی جگہ، صفائی ستھرائی اور پینے کے صاف پانی کی فراہمی کے مربوط اقدامات کے لئے ایک جامع اسکیم کے طور پر حال ہی میں شروع کی گئی ہے۔ اس آواس یوجنا کا بنیادی مقصد دیہی علاقوں کے لوگوں اور پوری بستی کے معیار زندگی کو بلند کرنا ہے۔ خاص طور پر اس اسکیم کا واضح مقصد دیہی ترقیاتی سرگرمیوں مثلاً مکانوں کی تعمیر، صفائی ستھرائی کی سہولیات کی فراہمی اور پینے کے پانی کی اسکیموں کو مربوط بنانا اور مناسب تکنالوجی، آئی ای سی اور نئے خیالات کے متناسب استعمال سے ان پر عمل درآمد کو یقینی بنانا ہے۔ پہلے مرحلہ میں 24 ریاستوں رمرکزی علاقہ کے 25 اضلاع کے ایک ایک بلاک میں اس اسکیم پر عمل ہوگا۔ اس اسکیم کے تحت جن لوگوں کو فائدہ پہنچانا مقصود ہے وہ گاؤں کے غریب لوگ اور ترجیحی طور پر خط غریبی سے نیچے زندگی گزارنے والے لوگ ہیں۔ 2000-1999 کے دوران اس پروگرام کے عمل درآمد کے لئے 267 کروڑ روپے فراہم کئے گئے۔

دیہی صفائی ستھرائی کا مرکزی پروگرام

دیہی صفائی ستھرائی کی ذمہ داری ریاستی حکومتوں پر ہے۔ ریاستی حکومتیں ریاستی سیکٹر کے کم از کم ضرورت کے پروگرام (ایم این پی) کے تحت اس پروگرام پر عمل کرتی ہیں۔ مرکزی حکومت، ریاستوں کو مالی اور تکنیکی امداد دیہی صفائی ستھرائی کے مرکزی پروگرام ر (سی آر ایس پی) کے تحت فراہم کرتی ہے۔

سی آر ایس پی کو 1986 میں دیہی عوام کے معیار زندگی کو بہتر بنانے اور عورتوں کو رفع حاجت کے دوران بے پردگی سے بچانے اور عزت وقار فراہم کرنے کے لئے شروع کیا گیا تھا۔ 1993 میں صفائی ستھرائی کے تصور میں نجی صفائی، گھریلو صفائی، صاف پانی، کوڑا کرکٹ اور پاخانے اور خراب پانی کو بھی ٹھکانے لگانے کی ضروریات کو شامل کرلیا گیا تھا۔ اس پروگرام میں خط

غریبی سے نیچے زندگی گزارنے والوں کے لئے انفرادی طور پر صاف ستھری لیٹرینوں کی تعمیر، انفرادی صاف ستھری لیٹرینوں کی تبدیلی، عورتوں کے لئے دیہی سینٹری کمپلکس کی تعمیر، سینٹری مارٹس کا قیام، لوگوں میں بیداری پیدا کرنے اور انہیں صحت کی تعلیم دینے کے لئے زوردار مہم چلانے کے اقدامات شامل ہیں۔

پہلی اپریل 1999 کو اس پروگرام کو از سر نو تشکیل دیا گیا۔ بازتشکیل شدہ مرکزی کنالت میں دیہی صفائی پروگرام کو مرحلے وار طریقے سے غریبی تعین کرنے کے اصولوں سے جو کہ ریاست وار فنڈ کے مختص کرنے سے متعلق تھا، انحراف کر کے ''مانگ پرمبنی'' پہل کی طرف مرکوز کیا جارہا ہے۔ نو تشکیل شدہ پروگرام کمیونٹی کی رہنمائی اور فرد پر مرکوز ہوگی۔ پروگرام میں زیادہ سبسڈی کے بجائے کم سبسڈی کے قاعدے کو اپنایا جائیگا۔ مکمل و مجموعی صفائی ستھرائی مہم شعور و بیداری قائم کرنے کے جزو پر زور دیتا ہے اور متبادل تقسیم نظام کے ذریعہ مانگ کی فراہمی پر بھی زور دیتا ہے۔ اسکول صفائی کو ایک اہم جزو کے طور پر اسے دیہی لوگوں کے درمیان صفائی کو جامع قبولیت حاصل کرنے کے لئے ایک نقطہ دخول کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

سال 97-1996 مرکزی کنالت کا دیہی صفائی پروگرام اور کم از کم ضرورت پروگرام کے تحت کل 43,37,609 بیت الخلاء کی تعمیر کی گئی، جن پر مجموعی طور پر 757.62 کروڑ روپے خرچ ہوئے۔ اس کے بعد 259 کروڑ روپے کے مرکزی تعین اور ریاستی کم از کم ضرورت پروگرام کے 624.71 کروڑ روپے کے اہتمام سے مارچ 2000 تک کل 32,12950 بیت الخلا کی تعمیر کی گئی۔

بنجر زمین کی ترقی کا مربوط پروگرام

مربوط ویسٹ لینڈس ترقیاتی پروجیکٹ پر 90-1989 سے عمل ہورہا تھا۔ یکم اپریل 1995 سے واٹرشیڈ ترقی کے نئے رہنما اصولوں کے مطابق اس اسکیم پر عمل ہورہا ہے۔ اس اسکیم سے دیہی علاقوں میں روزگار کے مواقع پیدا کرنے اور بنجر زمین کی ترقی کے پروگراموں میں عوامی تعاون کے حصول میں بھی مدد ملتی ہے۔

اس پروگرام کا اہم مقصد دیہی رخورد فاصل آب منصوبوں پر مبنی متحدہ بنجر زمین کی ترقی کا نفاذ کرنا ہے۔ زمین کی صلاحیت، جگہ کی حالت یا مقامی ضرورتوں کو دھیان میں رکھ کر حصہ داران منصوبوں کو بناتے ہیں۔ اس مرکزی سیکٹر اسکیم کے فنڈ کے طریقہ کار کو ریاستی حکومتوں کی جامع شراکت کو یقینی بنانے کے لئے 75:25 تناسب میں شرکت کی بنیاد پر تبدیل کرنے کی تجویز رکھی گئی ہے۔

مئی 2000 تک 25 ریاستوں میں 320 مربوط واٹرشیڈ ترقیاتی پروجیکٹوں کی منظوری دی گئی ان پروجیکٹوں پر 1,056 کروڑ روپے خرچ ہوں گے اور پروجیکٹوں کا مجموعی رقبہ 22.96 لاکھ ہیکٹر کی کل پروجیکٹ سیکٹر میں یہ پروگرام اصلاح کے مختلف مرحلوں میں تھا۔ ان میں سے 31 مارچ 1995 کے پہلے کے پراجیکٹ تقریباً پورے ہو چکے ہیں۔ اسی طرح کل 11 لاکھ ہیکٹر علاقے پر لاگو پروجیکٹ عام رہنما اصولوں کے تحت عمل پذیر ہورہے ہیں۔

سرمایہ کاری کے فروغ کی اسکیم

غیر جنگلاتی بنجر زمینوں کی ترقی کے لئے وسائل مہیا کرنے میں کارپوریٹ ادارے اور مالی اداروں کی حصہ داری کو بڑھاوا دینے کے لئے 95-1994 میں سرمایہ کاری کے فروغ رافزائش کی اسکیم شروع کی گئی تھی۔ اس اسکیم کا خاص مقصد (i) مرکزی اور ریاستی حکومتوں، پنچایتوں، دیہی جماعتوں اور نجی کسانوں سے متعلق غیر جنگلاتی علاقوں کی بنجر زمینوں کی ترقی کے لئے مالی اداروں، بینکوں، کارپوریٹ باڈیز، اور لوگوں سے وسائل کو مہیا کرانے ر لبھانے رچینل بنانے رمتحرک کرنے اور (ii) مختلف طرح

کی صنعتوں اور باغبانی رکاروباری شجرکاری میں خام مال کے طور پر استعمال زرعی جنگل بانی، پیداوار سمیت اضافی حیاتیاتی کمیت کی پیداوار اور فراہمی کو مہیا کرانا ہے۔

اس اسکیم کے تحت عام کٹگری (افراد رگروپ) کے لئے مرکزی پروموشنل گرانٹ رسبسڈی 25 لاکھ روپے یا زراعت پرمبنی ترقیاتی سرگرمیوں کا منصوبہ لاگت کے 25 فی صد سے کم نہ ہو، تک محدود ہے۔ چھوٹے کسانوں کے لئے سبسڈی کی حد 30 فی صد ہے اور حاشیائی کسانوں، درج فہرست ذات رقبائلی کسانوں کے لئے اس زراعت پرمبنی ترقیاتی سرگرمیوں کے منصوبہ کی لاگت کا 50 فی صد ہے۔

سال 1998 میں تصحیح شدہ اسکیم میں بشمول درج فہرست ذات رقبائل حاشیائی کسانوں سے متعلق بے کار زمینوں کی ترقی پر زور دیا گیا ہے۔ 2000-1999 تک 16 پراجکٹ کی منظوری دی گئی ہے۔ جن میں 771 ہیکٹر بنجر زمین اور 61.15 لاکھ روپے کی سبسڈی شامل ہے۔

ٹکنالوجی کی ترقی، وسعت اور تربیتی اسکیم

سال 94-1993 میں بنجر زمین کی بہتری کے ذریعہ خوراک، لکڑی ایندھن اور چارہ وغیرہ کے متواتر پیداوار کے لئے مناسب ٹکنالوجی کے فروغ کے لئے ایک مرکزی سیکٹر اسکیم ٹکنالوجی ترقی، وسعت اور تربیت کی اسکیم جاری کی گئی۔

اس اسکیم کے اہم مقاصد میں شامل ہیں (ا) بنجر زمین کے لئے ایک ڈاٹا بیس کا فروغ (ب) مختلف درجات کی بنجر زمین کے لئے مناسب، کفایتی اور توثیق شدہ ٹکنالوجی پر عمل درآمد (ج) بنجر زمین ترقی کی افزائش کے لئے تحقیقاتی نتیجوں اور مناسب ٹکنالوجی کا پھیلاؤ۔

اس اسکیم کو ہندوستانی زرعی تحقیقاتی کونسل، جن کے پاس کافی اداری ڈھانچہ اور تنظیمی تائید ہو، کے ذریعہ لاگو کیا جارہا ہے۔ مارچ 2000 کے آخر تک کل 84 منظور شدہ پروجکٹوں میں 20 منصوبے مکمل ہوگئے ہیں یا بند کردیا گیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یکم اپریل 2000 تک صرف 64 پراجیکٹ جاری تھے۔

اسکیم کے تحت حکومت، نجی اداروں سمیت یونیورسٹیوں، پنچایتوں وغیرہ کی ملکیت والی بنجر زمینوں پر پروجیکٹوں کو لاگو کرنے کے لئے 100 فی صد مرکزی گرانٹ دی جاتی ہے۔ نجی کسانوں رکارپوریٹ جماعتوں کی بنجر زمین پر لاگو پروجکٹوں کے معاملے میں پروجیکٹ لاگت کو 60:40 کے تناسب میں محکمہ زمینی وسائل اور استفادہ کرنے والوں میں تقسیم کرنا ضروری ہوتا ہے۔

خشک سالی سے ممکنہ متاثر علاقوں کا پروگرام

خشک سالی سے متاثر ہوسکنے والے علاقوں کا پروگرام (ڈی پی اے پی) 1973 میں شروع کیا گیا تھا۔ اس پروگرام کے مقاصد حسب ذیل ہیں: (i) فصل اور مویشیوں کی پیداوار پر اور زمین کی پیداوار پر خشک سالی کے خراب اثرات کی روک تھام (ii) زمین پانی اور دیگر قدرتی وسائل کی حفاظت اور ترقی تاکہ بشمول بارش، ماحولیاتی توازن باقی رکھا جاسکے۔ اور (iii) پروگرام کے علاقوں میں رہنے والے وسائل کی کمیوں کے شکار اور مستفید نہ ہونے والے لوگوں کی اقتصادی اور سماجی حالت کو بہتر بنانا۔ اور مکمل اقتصادی ترقی کی افزائش کرنا۔

ان مقاصد کو زمین کی ترقی، آبی وسائل کی ترقی، جنگلی بانی رچارہ گاہ ترقی کے لئے فاصل آب پہل کے ذریعہ ترقیاتی کاموں پر عمل درآمد کے ذریعہ حاصل کئے جارہے ہیں۔ موجودہ طور پر اس پروگرام میں 15 ریاستوں میں 155 اضلاع کے 947 بلاک

شامل ہیں اور 41 لاکھ ہیکٹر سے زیادہ زمین پر عمل پذیر 8,335 فاصل آب پروجیکٹ عمل درآمد کے مختلف مراحل میں ہیں۔

ریگستان کی ترقی کا پروگرام

ریگستان کی ترقی کا پروگرام (ڈی ڈی پی) 98-1997 میں شروع کیا گیا تھا۔ یہ پروگرام راجستھان گجرات اور ہریانہ کے گرم صحرائی علاقوں اور جموں وکشمیر اور ہماچل پردیش کے سرد صحرائی علاقوں دونوں کے لئے ہے۔ 96-1995 سے آندھرا پردیش اور کرناٹک کے کچھ مزید اضلاع کو بھی اس پروگرام میں شامل کرلیا گیا ہے۔ پروگرام کا مقصد ماحولیاتی توازن کو قدرتی وسائل جیسے پانی، زمین اور نباتات علاقوں کا استحصال، تحفظ اور ترقی کے ذریعہ محفوظ رکھنا اور زمین کو زرخیزی ر پیداوار کو بڑھانا ہے۔ موجودہ طور پر سات ریاستوں کے 136 ضلع میں 227 بلاکوں میں 19 لاکھ ہیکٹر زمین پر 31,844 فاصل آب پراجکٹ چل رہا ہے۔

زمینی اصلاحات

آزادی کے بعد سے اپنائی گئی زمین اصلاحات کا مقصد مساواتی سماجی ڈھانچے کے نظام کے لئے زراعتی روابط کی ازسرنو تشکیل، زمینی روابط میں استحصال کا خاتمہ اصل کاشتکاروں کو زمین کی ملکیت فراہم کرنے کا صدیوں پرانا ہدف حاصل کرنا، دیہی غریبوں کے زمینی اساس کو وسعت فراہم کرنا، زرعی پیداوار بڑھانا اور زرعی نظام کو متنوع بنانا ہے۔

زمینی اصلاحات کی حکمت عملی کے اہم جزو زمین داری نظام اور بچوں پیٹے داری کو ختم کرنا، کاشتکاری لگان داری یا اسامی اصلاح، زرعی زمین کی ملکیت کی حد بندی کا تعین، زرعی زمین کو استوار کرنا بے زمین دیہی غریبوں کو بشمول، بھوودان، سرکاری بنجر زمین کی تقسیم، زمینی ریکارڈ کے انتظام کی جدید کاری اور تکمیل، نظرانداز کی ہوئی قبائلی زمین کی بحالی اور انتقال اراضی کو روکنے کے لئے خصوصی اقدامات اٹھانا، زمین تک وسیع رسائی کے لئے عورتوں کو بااختیار بنانا، جنسی بنیاد پر امتیاز ختم کرنا ہے۔

ابتدا سے دسمبر 1999 تک ملک میں 73.56 لاکھ ایکٹر زمین زائد (فاضل) بتائی گئی تھی، جس میں 64.96 لاکھ ایکٹر زمین کو تحویل میں لیا گیا اور 52.87 لاکھ ہیکٹر زمین 54.72 مستفید لوگوں میں تقسیم کیا گیا، جن میں سے درج فہرست ذات سے متعلق 36 فی صد لوگ تھے اور 15 فی صد درج فہرست قبائلی تھے۔

ابھی تک 147.47 لاکھ ایکٹر سرکاری بنجر، بے زمین دیہی غریبوں میں تقسیم کی جا چکی ہے۔ ملک کی کئی ریاستوں میں کاشت کاروں کو ملکیت کے حقوق فراہم کرنے یا کاشت کاروں کے ذریعہ معاوضہ بھرنے پر ملکیت حقوق کو حاصل کرنے سے متعلق قانونی اہتمام کئے گئے ہیں۔ اب تک 156.30 لاکھ ایکٹر رقبے پر 124.22 لاکھ کاشتکاروں کے حقوق کو یقینی بنایا گیا ہے۔

کئی ریاستوں سے حاصل رپورٹوں کے مطابق، اب تک 3.75 لاکھ قبائلی زمین کے نظرانداز کئے جانے کے معاملے رجسٹرڈ کئے گئے ہیں۔ جو 8.55 ایکٹر رقبے سے متعلق ہے ان میں سے 1.62 لاکھ معاملے قبائلیوں کے حق میں سلجھائے گئے ہیں اور یہ معاملے کل 14.47 ایکٹر زمین سے متعلق ہیں۔ سال 99-1998 میں زمین کے ریکارڈوں کے کمپیوٹرائز کے لئے ایک مرکزی کفالت شدہ اسکیم شروع کی گئی تھی۔ موجودہ طور پر یہ اسکیم ملک کے 528 اضلاع میں لاگو کی گئی ہے۔ کئی ریاستوں میں استعمال کنندہ اور عوام کے لئے حقوق کے ریکارڈوں کی کمپیوٹرائزڈ کاپیاں مہیا کرائی گئی ہیں۔ ابھی تک تقریباً 1,600 تحصیلوں ر تعلقوں میں یہ اسکیم لاگو کی گئی۔

ڈی آرڈی اے کا نظم ونسق

انتظامی اخراجات کے متعلق مختلف پروگراموں میں یکسانیت نہ ہونے کی وجہ سے ایک نئی مرکزی کفالت کی اسکیم ضلعی دیہی ترقیاتی ایجنسی (DRDA) اسکیم یکم اپریل 1999 سے شروع کی گئی۔ اسکیم کا مقصد DRDA کو ہے۔ ضلعی دیہی ترقیاتی ایجنسی کے انتظامیہ کے لئے فنڈ کا طریقہ کار مرکز اور ریاستوں کے درمیان کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ رواں سال میں ضلعی دیہی ترقیاتی ایجنسی کے لئے انتظامیہ 220 کروڑ کا بجٹ کا اہتمام کیا گیا ہے۔

عوامی اقدام اور دیہی ٹکنالوجی کے فروغ کی کونسل

دیہی ترقی میں رضا کارانہ تعاون کی حوصلہ افزائی اور فروغ اور دیہی خوش حالی میں اضافہ کے لئے جدید ٹکنالوجیوں کے استعمال کے لئے حکومت ہند نے ستمبر 1986 میں عوامی اقدام اور دیہی ٹکنالوجی کے فروغ کی کونسل (سی اے پی اے آرٹی) قائم کی تھی۔ یہ کونسل محکمہ دیہی ترقی کے تحت ایک رجسٹرڈ سوسائٹی ہے جس میں دو خود مختار اداروں پیپلز ایکشن برائے ڈولپمنٹ انڈیا (پی اے ڈی آئی) اور کونسل برائے فروغ دیہی ٹکنالوجی (سی اے آرٹی) کو ضم کردیا گیا ہے۔

سی اے پی اے آرٹی نے 9 علاقائی کمیٹیاں رعلاقائی مراکز، جے پور، احمد آباد، بھوبنیشور، پٹنہ، چنڈی گڑھ، حیدرآباد، گوہاٹی اور دھارواڑ میں قائم کئے ہیں۔ علاقائی کمیٹیوں کو اپنے اپنے علاقاؤں میں دس لاکھ روپے تک کے پروجیکٹوں کو منظوری دے کر انہیں رضا کار ایجنسیوں سے مکمل کرانے کا اختیار دیا گیا ہے۔ آغاز سے 31 دسمبر 1999 تک اس نے 519.74 کروڑ کے 18,622 پروجیکٹوں کو منظوری دی ہے۔ اس رقم میں سے 363.84 کروڑ روپے کی رقم دی جاچکی ہے۔ غیر سرکاری تنظیموں کو سی اے پی اے آرٹی کی معرفت مالی امداد دی جاتی ہے۔

تربیت

ٹریننگ اور ریسرچ کے چوٹی کے ادارے، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اورل ڈیولپمنٹ (NIRD) کا قیام حیدرآباد، 1965 میں ہوا۔ یہ ادارہ کلاسوں میں روابط اور فیلڈ کام کے ذریعہ دیہی ترقی کے عاملین کے ساتھ ساتھ، پنچایتی راج اداروں کو تربیت فراہم کرتا ہے۔ بعد میں۔ تربیتی سرگرمیوں کو تیز کرنے کے لئے ملک میں 25 ریاستی دیہی فروغ ادارے اور 87 توسیعی تربیتی مراکز کھولے گئے۔ وزارت ان اداروں کو مالی امداد فراہم کرتا ہے۔

نگرانی اور جائزہ

وزارت ہذا مختلف ریاستوں میں چلائے جارہے دیہی اساسی ڈھانچے کی ترقی کے پروگراموں کی عام طور پر اور غریبی ہٹانے اور روزگار کے مواقع پیدا کرنے والے پروگراموں کو بالخصوص نگرانی رکھنے اور ان کے جائزے کو بہت اہمیت دیتی ہے۔ نگرانی اور جائزے کے جامع نظام میں مرکز اور ریاستی حکومتوں دونوں کے افسران کے ذریعہ پیش رفت رپورٹ، مالیاتی کوائف، آڈٹ رپورٹ، زوردار نگرانی وغیرہ کے مختلف نظام شامل ہیں۔ وزارت کے منتخب پروگرام کے تیز تر جائزے کا نظام بھی شروع کیا ہے۔ دیہی ترقیاتی وزارت نے ایک ویب سائٹ www.rural.nic.in بھی اپنے پروگراموں کی تفصیلی معلومات کے لئے بنا رکھا ہے۔ پروگراموں کے نفوذ کی نگرانی کے لئے ریاست ضلع ربلاک سطحوں پر چوکسی اور مانیٹرنگ کمیٹیاں جموں وکشمیر اور کرناٹک کو چھوڑکر بھی ریاستوں اور مرکز کے زیرانتظام علاقوں میں تشکیل دی ہیں۔

18۔ خوراک اور رسد عامہ

وزارت خوراک اور رسد عامہ، وزارت صارفین معاملات وعوامی تقسیم کے انضمام سے حال ہی میں قائم وزارت خوراک اور سپلائی پر ملک کی خوراکی معیشت کے بندوبست کی ذمہ داری ہے۔ اس وزارت کے ذریعہ اناج کی وصولی، اناج کا ذخیرہ کرنا واس کا رکھ رکھاؤ، اسٹوریج، نقل وحمل اور تقسیم ایجنسیوں کو اناجوں کی سپردگی جیسے کئی کام کئے جاتے ہیں۔ وزارت اناجوں کی پیداوار، ذخیرے اور قیمت پر گہری نظر رکھتی ہے اور ملک کے مختلف حصوں میں مناسب قیمت پر ان کی دستیابی کو یقینی بناتی ہے۔

اناج کی پیداوار

1991-92 سے 1999-2000 (یکم اپریل 2000 تک) اناجوں کی پیداوار جدول 18.1 میں دکھائی گئی ہے۔

جدول **18.1** اناجوں کی پیداوار

(لاکھ ٹن میں)

فصل	1991-92	1992-93	1993-94	1994-95	1995-96	1996-97	1997-98	1998-99	1999-2000
چاول	746.8	728.6	803.0	818.1	769.8	817.3	825.4	860.0	885.50
گیہوں	259.9	365.9	308.2	298.8	290.3	341.1	304.0	314.60	293.60
دالیں	120.2	128.2	133.0	140.4	123.1	142.5	129.7	148.0	135.50

وزارت خوراک اور صارف کی سالانہ رپورٹ پر مبنی

اناجوں کی خرید

سہارا قیمت (Support price) پر اناجوں کی خرید سے زرعی پیداوار کی قیمتوں میں استحکام پیدا ہوتا ہے۔ اس سے دو مقاصد پورے ہوتے ہیں۔ پہلا تو کسانوں کو ان کی پیداوار کی منافع بخش قیمت ملتی ہے اور دوسرا، ناجوں کا زیادہ سے زیادہ ذخیرہ بنتا ہے۔ جدول 18.2 میں چاول اور گیہوں جیسی مخصوص فصلوں کی 1990-91 مارکٹنگ موسم سے اب تک کی خرید کی مقدار کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

جدول **18.2** اناجوں کی خرید

(لاکھ ٹن میں)

فصل	1991-92	1992-92	1992-93	1993-94	1995-96	1996-97	1997-98	1998-99	1999-2000	2000-2001
چاول[1]	102.54	130.53	142.60	137.05	100.47	129.60	155.58	107.78[3]	146.65	

گیہوں[2]	77.53	63.80	128.35	118.69	123.27	81.57	92.98	126.52	141.43	101.863

1۔مارکیٹنگ سیزن:اکتوبر۔ستمبر

2۔مارکیٹنگ سیزن اپریل۔مارچ

3۔2 مئی 2000 تک

بفر اسٹاک

(محفوظ)

اناج کے بفر اسٹاک رکھنے کی پالیسی کے مطابق ۔مرکزی پول میں سال کی مختلف تاریخوں کو کم سے کم اسٹاک مندرجہ ذیل ہونے چاہئیں۔

(لاکھ ٹن میں)

تاریخ	گیہوں	چاول	کل
ایک اپریل	40	118	158
ایک جولائی	143	100	243
ایک اکتوبر	116	65	181
ایک جنوری	84	84	168

اسٹاک پوزیشن

31 مارچ 2000 کو سرکاری ایجنسیوں کے پاس رکھنے کی پالیسی مرکزی پول میں 280.60 لاکھ ٹن اناج تھا، جب کہ گزشتہ سال اسی مدت 216.24 (عارضی) لاکھ ٹن اناج کا اسٹاک تھا۔

تقسیم

1998-99 کے دوران مناسب قیمت کی دکانوں کے ذریعہ تقسیم اور فلاحی روزگار پروگراموں کے لئے مختلف ریاستوں/یونین علاقوں نے مرکزی پول سے تقریباً 216.169 لاکھ ٹن اناج حاصل کیا، جب کہ 1997-98 کے دوران 207.3 لاکھ ٹن اناج حاصل کیا گیا تھا۔اپریل 1999 سے مارچ 2000 تک نشانہ عوامی تقسیم کے تحت کل اجناس (چاول گیہوں) کی مقدار قریب 156.75 لاکھ ٹن تھی ۔اس میں 48.552 لاکھ ٹن گیہوں اور 108.195 لاکھ ٹن چاول تھا۔

درآمد برآمد

سرکار نے 1998-99 کے دوران 14.15 لاکھ میٹرک ٹن گیہوں برآمد کیا۔2000-1999 کے دوران اناج (گیہوں اور

چاول) نہیں برآمد ہوا۔ نیپال کے لئے مختص 50,000 میٹرک ٹن گیہوں میں سے 4,939 میٹرک ٹن گیہوں سال 2000-1999 کے دوران نیپال سرکار کے نامزد نمائندے نے اٹھایا۔ اسی مدت کے درمیان مرکزی پول سے چاول کی کوئی تجارتی برآمد نہیں ہوئی۔

دوپہر کے کھانے کی اسکیم

دوپہر کے کھانے کی اسکیم 96-1995 کے دوران 15 اگست 1995 سے وزارت فروغ انسانی وسائل کے محکمہ تعلیم کے ذریعہ شروع کی گئی۔ یہ اسکیم روزگار ضمانت اسکیم پر پہلے کے ترمیم شدہ عوامی نظام تقسیم کے 2.368 بلاکوں کے پرائمری اسکولوں کے طالب علموں کی فلاح کے لئے چلائی گئی اسکیم کے تحت ہندوستانی اناج کارپوریشن ریاستوں/یونین علاقوں کو مفت اناج (گیہوں اور چاول) مہیا کراتا ہے۔ لیکن اسکیم کے تحت دی جانے والی اجناس کی اقتصادی لاگت یہ کارپوریشن وزارت ترقی انسانی وسائل کے محکمہ تعلیم سے وصول کرتا ہے۔ 1996.97 میں عورتوں کو نیچی شرح خواندگی والے دوسرے سبھی بلاکوں کو (2,005 بلاک) اور 98-1997 میں سبھی پرائمری اسکولوں (828 بلاکوں میں) وتقریباً 3,000 نگر پالیکاؤں کو بھی اس اسکیم کے دائرے میں لایا گیا۔ 98-1997 کے دوران اس اسکیم کے تحت 5.55 لاکھ ٹن گیہوں اور 12.42 لاکھ ٹن چاول اٹھایا گیا۔ 2000-1999 کے دوران ریاستوں/یونین علاقوں کو 9.86 لاکھ ٹن گیہوں اور 17.80 لاکھ ٹن چاول مختص کیا گیا ہے۔ اس میں سے 4.14 لاکھ میٹرک ٹن گیہوں اور 9.91 لاکھ ٹن چاول اٹھا گیا۔

گیہوں اور چاول کی کھلی فروخت

حکومت ہند، اگر ضرورت ہوئی تو فوڈ کارپوریشن آف انڈیا کے ذریعہ گیہوں اور چاول کی کھلی فروخت کراتی ہے۔ قیمتوں سے متعلق وزراء کی کمیٹی کے فیصلے کے موجب 40 لاکھ میٹرک ٹن گیہوں ریاستی حکومتوں/مرکزی علاقوں کے لئے کھلی بکری کے لئے جاری کیا گیا۔ دسمبر 1998 سے مارچ 1999 کے دوران مختلف ریاستی حکومتوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں نے 6.95 لاکھ میٹرک ٹن گیہوں اٹھایا۔ 15 اپریل 1999 کو فوڈ کارپوریشن آف انڈیا کو یہ اختیار دیا گیا تھا کہ وہ اس اسکیم کے تحت 10 لاکھ میٹرک ٹن گیہوں والر فلور ملوں/آٹا چکیوں اور بریڈ بنانے والوں کو سیدھے جاری کرسکتا ہے۔ اسکیم کے تحت گیہوں بہت کم اٹھایا جارہا تھا اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا۔

1999 کی ربیع موسم میں گیہوں کی ریکارڈ خریدی کی گئی جس سے مرکزی پول میں گیہوں کی مقدار محفوظ اسٹوریج کے ضابطے کے برخلاف بہت زیادہ بڑھ گئی۔ خریف کی فصل کے اسٹوریج کے لئے جگہ مہیا رکھنے اور اناج کی ڈھلائی لاگت میں کمی کرنے کے لئے 9 اگست 1999 کو کھلا بازار فروخت اسکیم (گھریلو) کو آسان بنایا گیا۔ اس اسکیم کے تحت کوئی بھی صارف ملک کے کسی حصے میں فوڈ کارپوریشن آف انڈیا کے کسی ضلعی منتظم سے سیدھے رابطہ قائم کرکے اپنی ضرورت کا گیہوں خرید سکتا ہے۔ لیکن صارفین کو کم از کم 10 لاکھ میٹرک ٹن گیہوں خریدنا ضروری ہے۔ 3 دسمبر 1999 سے اس اسکیم کو اور بھی زیادہ آسان بنایا گیا ہے۔ اور فی کوئنٹل شرح کی اس طرح ترمیم/باز تعین کیا گیا۔ مشرقی حلقہ 699 روپے، مغربی حلقہ 688 روپے اور جنوبی حلقہ 705 روپے۔

دسمبر 1998 سے اپریل 1999 کے دوران کھلا بازار فروخت اسکیم (گھریلو) کے تحت 49.56 میٹرک ٹن گیہوں جاری کیا گیا۔ غریبی لائن سے اوپر رہ رہے لوگوں کے لئے گیہوں کی مرکزی ایشو قیمت (CIP) بڑھا کر 900 روپے فی کوئنٹل کئے جانے کے بعد، یکم اپریل 2000 سے کھلا بازار فروخت اسکیم (گھریلو) کے تحت فوڈ کارپوریشن آف انڈیا سے جاری کی جانے والی گیہوں کی قیمت بھی 900 روپے فی کوئنٹل کردی گئی۔ اسٹوروں میں پڑے ضرورت سے زیادہ گیہوں کو نمٹانے کے لئے اور بھی

طریقوں اور تدبیروں پر غور کیا جارہا ہے۔ مرکزی پول میں چاول کی مقدار کو دیکھتے ہوئے فی الحال چاول کی کھلی فروخت نہیں کی جارہی ہے۔

بین الاقوامی تعاون

ہندوستان بین الاقوامی غلہ کونسل (سابق بین الاقوامی گیہوں کونسل) کا ممبر ہے۔ ہندوستان عالمی خوراک تحفظ کی ایف۔اے۔او کمیٹی اور سارک خوراک ریزرو بورڈ کا بھی ممبر ہے۔ ہندوستان بین الاقوامی چینی تنظیم کا بھی ممبر ہے اور سارک ملکوں کے لئے دولاکھ میٹرک ٹن اناج کے محفوظ ذخیرہ میں 1.53 لاکھ ٹن اناج خود مہیا کیا۔

اسٹوریج

عوامی سیکٹر کی تین ایجنسیاں (بھارتی فوڈ خوراک کارپوریشن، مرکزی اسٹوریج کارپوریشن اور 16 ریاستی گودام کارپوریشن) اہم ہیں جو اجناس کے لئے گودام کی سہولیات فراہم کراتی ہیں۔ یکم مارچ 2000 کو اسٹوریج صلاحیت اس طرح تھی:

اسٹوریج صلاحیت

(لاکھ ٹن میں)

ایجنسیاں	احاطہ		صلاحیت		کل
	نجی	کرایہ پر	نجی	کرایہ پر	کل
FCI[1]	125.69	78.53	20.98	25.85	251.15
CWC	54.24	12.26	6.00	1.87	74.37
SWEs	81.72	41.19	-	-	123.21

1۔فوڈ کارپوریشن آف انڈیا کی اسٹوریج صلاحیت اور ریاستی اسٹوریج صلاحیت سے کرائے پر لی گئی 41.84 میٹرک ٹن صلاحیت شامل ہے۔

مرکزی ویرہاؤسنگ کارپوریشن نے 7,000 ٹن کی صلاحیت والے کرائے کے گوداموں کے ساتھ 1957 میں اپنا کام شروع کیا۔ دھیرے دھیرے کارپوریشن نے اپنی اسٹوریج صلاحیت بڑھائی اور یکم مارچ 2000 کو کارپوریشن نے 74.37 لاکھ میٹرک ٹن صلاحیت کے ساتھ 446 مراکز کو چلا رہا تھا۔ مرکزی ویرہاؤسنگ کارپوریشن نے 113 کسٹم والے گوداموں کو بھی چلاتا ہے۔ جن کی صلاحیت 31 دسمبر 1999 کو 8.67 لاکھ ٹن تھی۔ کارپوریشن لگاتار منافع کمارہا ہے۔ اور مقسوم منافع (ڈیوڈنڈ) دے رہا ہے۔

مرکزی ویرہاؤس کارپوریشن 16 ریاستوں کے ریاستی ویرہاؤس کارپوریشنوں سے بھی تعاون لیتا ہے۔ کارپوریشن کی ریاستی ویرہاؤس کارپوریشنوں کی پونجی میں 50 فی صد کی حصہ داری ہے۔ 31 اکتوبر 1999 کو مرکزی ویرہاؤسنگ کارپوریشن کا یہ سرمایہ حصہ 51.70 کروڑ روپے تھا۔

فصل کٹائی کے بعد اناج منتظمہ

اناج بچاؤ مہم

ہراول پراجیکٹ کی صورت میں اناج بچاؤ مہم 66-1965 میں شروع کی گئی تھی۔ جسے 70-1969 سے ایک مستقل اسکیم بنادیا گیا ہے۔ اس کے تحت کھلیان سطح پر اناج کے اسٹوریج کے سائنسی طریقوں کو مقبول بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس اسکیم کا مقصد اناج کی بربادی کو روکنے اور کھلیانوں وکھیت کی سطح پر اسٹوریج میں اصلاح کے لئے کسانوں کو اسٹوریج کی معقول تکنیک اپنانے کے لئے تعلیم، ترغیب اور متحرک کرنا ہے۔ اور اناج کی حفاظت کے لئے سائنسی طریقہ کار کے بارے میں کسانوں کو وظیفہ والے اور وظیفہ والے کورس کو چلانا اور اسٹوریج کی ترقی یافتہ سہولتوں جیسے دھات کے برتن، پکی کوٹھیوں، سیمنٹ کی کوٹھیوں وغیرہ کے اپنائے جانے کو مقبول بنانا اور جدید سائنسی اسٹوریج سہولتوں کو کے ساتھ ساتھ اناج بچاؤ مہم کے تحت فروغ کئے گئے روایتی اسٹوریج والے گاؤں کو فروغ دینا شامل ہے۔ دھات کے برتنوں اور دیگر اشیاء کی خرید کے لئے ہر گاؤں کو 10,000 روپے کی امداد دی جاتی ہے۔

سال 2000-1999 کے دوران 19,440 کسانوں کو تربیت دی گئی 389 وظیفے والے تربیتی پروگرام منعقد کئے گئے، 12,302 دھات کے برتن تقسیم کئے گئے، 20,257 غیر دھاتی اسٹوریج سہولتوں کو فروغ رتعمیر دیا گیا اور 411 مرکزی گاؤں کو فروغ دیا گیا۔

اناج کے اسٹوریج اور کیڑوں پر قابو پانے کے لئے آسان اور کارگر طریقوں کو مقبول بنایا جارہا ہے۔ اور اناج رکھنے کے لئے بہتر قسم کی دھات کے برتن اور کیڑا کش دوائیں کسانوں کو مہیا کرائی جاتی ہیں۔ اس کا خاص مقصد کسانوں کو ہونے والے نقصان کو کم کرنا ہے۔

اناج کے لئے کوالٹی کنٹرول

حکومت مرکزی پول کے لئے خریدے گئے اناج کی کوالٹی پر مناسب نگرانی رکھتی ہے۔ نئی دلی، کلکتہ اور حیدرآباد میں وزارت کے کوالٹی کنٹرول، فوڈ کارپوریشن آف انڈیا کی ایجنسیوں کے ذریعہ خریدے گئے اناج، اسٹوریج اور تقسیم کے وقت اس کی کوالٹی پر نگرانی رکھتے ہیں۔

ہندوستانی اناج منتظمہ اور تحقیقاتی ادارہ

اناج کے اسٹوریج اور تحفظ سے متعلق تحقیق اور ترقی کا کام ہندوستان تحقیق ادارہ برائے اناج مینجمنٹ ہاپوڑ اور اس کے لدھیانہ، حیدرآباد، جبلپور، ادے پور اور جورہاٹ میں واقع دوسرے پانچ اسٹیشنوں کے ذریعہ کیا جاتا ہے ادارہ اناج کے اسٹوریج، نگرانی، کیڑوں کے کنٹرول وغیرہ پر اسٹوریج ایجنسیوں کے افسران اور کیڑے مار عملہ کے لئے تربیتی پروگرام کا بھی انعقاد کرتا ہے۔

چینی کی صنعت

چینی کی صنعت ملک کی دوسری سب سے بڑی زراعت پر مبنی صنعت ہے۔ 30 ستمبر 2000 کو ملک میں 493 چینی ملیں قائم تھیں، جب کہ 51-1950 میں ان کی تعداد 138 تھی۔ 95-1994 سے 99-1998 تک چینی کی پیداوار، گھریلو کھپت، اور

درآمد ربرآمد کی تفصیل نیچے دی جارہی ہے۔

چینی سیزن	پیداوار	گھریلو کھپت	برآمد	درآمد
1994-95	146.43	119.74[1]	0.41	6.74
1995-96	164.29	131.72[2]	8.87	0.42
1996-97	129.05	136.75	5.36	-
1997-98	128.44[1]	139.78[1]	0.97	-
1998-99 (عارضی)	155.20	141.45	0.22	-

1۔ 8.77 لاکھ ٹن درآمد شدہ چینی بھی شامل

2۔ 1.99 لاکھ ٹن درآمد شدہ چینی بھی شامل

اناج پروسسنگ

وزارت برائے اناج پروسسنگ صنعت جولائی 1988 میں قائم کی گئی تھی جس کا مقصد ملک میں اناج پروسسنگ صنعت کی ترقی پر زور دینا تھا۔ بعد میں اسے محکمہ بنا کر وزارت برائے زراعت کے تحت لایا گیا۔ اقتصادی ونرم پالیسی کے اس دور میں وزارت اناج پروسسنگ کے سیکٹر میں اصل کاری کرنے، برآمد کو بڑھاوا دینے اور اناج پروسسنگ صنعت کی پائیدار ترقی کے لئے مناسب ماحول بنانے کے لئے کام کرتی ہے۔

اناج کٹائی صنعت

ملک میں جدید رجدید بنائی گئی چاول ملوں کی تعداد 1970 میں تقریباً صفر ہی تھی مگر ایک جنوری 1998 کی صورت حال کے مطابق 35,088 پہنچ گئی تھی۔ ان جدید رجدید بنائی گئی ملوں سے بھوسی کی دستیابی میں سدھار کو دیکھتے ہوئے امید کی جارہی ہے کہ 2000-1999 میں تقریباً 34 لاکھ ٹن بھوسی کی پروسسنگ ممکن ہو پائے گی۔ جب کہ 99-1998 میں یہ مقدار 33 لاکھ ٹن تھی۔

مختلف ریاستوں میں تیرہ علاقائی توسیعاتی مراکز بنائے گئے ہیں۔ زرعی یونیورسٹیوں رتحقیقاتی اداروں کے تعاون سے چاول ملوں کی جدید کاری اور چاول سے بنی اشیاء کے فائدے کے بارے میں بتانے کے لئے ان خدماتی مراکز کو بنایا گیا ہے۔ کوئمبٹور، کھڑگ پور کانپور اور پونے میں چاول ملوں اور متعلقہ ساز وسامان کے جانچ کے لئے چار مرکزی چاول ملوں کی مشین بنانے والوں اور چاول ملوں کے لئے آلات جانچ میں تعاون مہیا کرا رہے ہیں۔ ساتھ ہی یہ مراکز بہتر مشینوں کے انتخاب چلانے میں، اور رکھ رکھاؤ کے بھی تجاویز دیتے ہیں۔ ہندوستانی ٹکنالوجی ادارے آئی۔ ٹی کھڑگ پور کا فصل کے بعد کا ٹکنالوجی سینٹر طویل مدتی اور قلیل مدتی تربیت کا بھی انعقاد کرتا ہے۔

گیہوں کی قیمتوں اور تقسیم پر کوئی پابندی نہیں ہے نیز ان کی پیداوار کے لئے کسی لائسنس کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے ملوں کو گیہوں کی اپنی ضرورتوں کی فراہمی کے لئے کسی بھی ذرائع سے گیہوں لینے کی چھوٹ ہے۔ جس سے حکومت پر ان کے انحصار کی ضرورت نہیں رہ گئی ہے۔ تقریباً ایک کروڑ پانچ لاکھ ٹن گیہوں کو ملک کی 820 آٹا ملوں کے ذریعہ گیہوں سے بنی مختلف

مصنوعات میں تبدیل کیا جارہا ہے۔ اور اس کی قائم صلاحیت بھی کہیں زیادہ تقریباً ایک کروڑ 95 لاکھ ٹن ہے۔

صارف خوراک صنعت

صارف خوراک صنعتوں میں خاص طور سے تیار اشیاء یا پکانے کے لئے تیار اشیاء آتی ہیں۔ جیسے پاستہ، کوکو پر مبنی اشیاء بیکری مصنوعات بسکٹ، ٹھنڈے مشروبات وغیرہ۔ ہندوستان میں بیکری صنعت ممکنہ طور پر سب سے بڑی خوراک پروسیڈ صنعت ہے۔ دو خاص بیکری صنعتوں، ڈبل روٹی اور بسکٹ میں کل بیکری پیداوار کا تقریباً 82 فیصد آجاتا ہے۔ ڈبل روٹی بسکٹ پیسٹری، کیک، بن، رسک وغیرہ بیکری مصنوعات کی سالانہ پیداوار 30 لاکھ ٹن سے زیادہ مانی گئی ہے۔ ڈبل روٹی اور بسکٹوں کا ملک کے منظم اور غیر منظم دونوں سیکٹروں کی پیداوار کا بالترتیب 15 لاکھ ٹن اور 11 لاکھ ٹن ہونے کا اندازہ لگایا گیا ہے۔ ڈبل روٹی اور بسکٹوں کی پیداوار کل پیداوار کا تقریباً 35 فیصد منظم سیکٹروں میں ہوتی ہے۔ گیہوں سے بننے والی دوسری شئے، پاستہ، کہی جاتی ہے۔ جو مقبول ہوتی جارہی ہے۔ اس طرح کی اشیاء میں نوڈل، سوئیاں، میکرانی، سوادھیتی آتی ہیں۔

چاکلیٹ، مشروب چاکلیٹ، کوکا مکھن، کوکا مکھن سپٹی ٹیوٹ، کوکا پر مبنی مالٹڈ ملک فوڈ جیسی کوکو مصنوعات کی تیاری میں تقریباً 20 اکائیاں لگی ہوئی ہیں۔ جو تقریباً 34000 ٹن کوکو مصنوعات بناتی ہیں۔ ٹھنڈے مشروب کی پیداوار 99-1998 کے 567 کروڑ بوتلوں سے بڑھ کر 2000-1999 میں 623 کروڑ بوتلوں تک پہنچ گئی۔

اس وقت 36 اکائیاں حکومت ہند کے لائسنس کے تحت بیئر بنانے میں لگی ہیں۔ ان کا سالانہ کاروبار 4 لاکھ کلو لیٹر ہونے کا اندازہ لگایا گیا ہے۔

پھل اور سبزی پروسسنگ صنعت

پھل اور سبزی پروسسنگ صنعتوں کی ممکنہ منصوبہ صلاحیت 99-1998 کے 20.8 لاکھ ٹن سے بڑھ کر 2000-1999 میں 21 لاکھ ٹن ہوگئی۔ لیکن ملک میں ڈبہ بند پھلوں اور سبزیوں کی پیداوار میں کمی آئی ہے۔ یہ پیداوار 99-1998 میں 9.4 لاکھ ٹن تھی۔ جو 2000-1999 میں بڑھ کر 9.8 ٹن ہوگئی۔

خوراک پروسسنگ صنعت وزارت کے ذریعہ عمل درآمد پھل مصنوعات آرڈر، 1955 (ایف۔ پی۔ او) کا مقصد پھل مصنوعات کے لئے صاف اور صحت مند ماحول کو یقینی بنانا ہے۔ صاف ماحول میں بہتر قسم کی مصنوعات کی تیاری کے لئے اس آرڈر میں (1) تیار کرنے کے کامپلکس، اس کے آس پاس واس کے ملازمین میں صفائی وصحت مند حالات، (2) پروسیس کے لئے استعمال پانی، (3) مشینوں وآلات اور، (4) مصنوعات کے معیار کے بارے میں کم سے کم ضروریات طے کی گئی ہیں۔

پھل مصنوعات کے تحت رجسٹرڈ اکائیوں کی کل تعداد 5,112 سے بڑھ 5,198 تک پہنچ گئی تھی۔

ڈیری مصنوعات

2000-1999 کے دوران دودھ مصنوعات کے 7.80 کروڑ ٹن ہونے کا اندازہ لگایا گیا تھا۔ جب کہ 99-1998 میں یہ پیداوار 7.45 کروڑ ٹن تھی۔ بچوں کے لئے دودھ سمیت دودھ پاؤڈر کی ممکنہ پیداوار میں اضافہ ہوا ہے۔

99-1998 میں اس کی پیداوار 2,23000 ٹن تھی جب کہ 99-1998 میں بڑھ کر 2,25,000 ٹن ہوگئی ہے۔ مالٹڈ فوڈ مصنوعات کی ممکنہ پیداوار بھی 99-1998 کے 65,000 ٹن سے بڑھ کر 2000-1999 میں 66,000 ٹن ہوگئی ہے۔

2000-1999 کے دوران منظم سیکٹر میں پنیر کی پیداوار تقریباً 5,000 ٹن رہی۔ کنڈنسڈ دودھ کی پیداوار 99-1998 میں 9 ہزار ٹن تھی جو کہ 2000-1999 میں بڑھ کر تقریباً 11 ہزار ٹن ہو گئی ہے۔

گوشت و پولٹری گوشت پروسیسنگ

گوشت و گوشت سے بنی اشیاء کی پیداوار میں قابل ذکر اضافہ ہوا ہے۔ گوشت و گوشت سے بنی اشیاء کی 1993 سے 1997 تک کی مدت میں پیداوار کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

(ہزار ٹن میں)

	1994	1995	1996	1997	1998
بھیڑ، بکریوں کا گوشت	637	647	669	670	675
سور کا گوشت	365	420	420	420	420
مرغی کا گوشت	442	578	480	580	600
مویشی (گائے کا گوشت)	1,290	1,292	1,292	1,292	1,295
بھینس کا گوشت	1,200	1,204	1,204	1,205	1,210

ملک میں گوشت کی کل پیداوار تقریباً 40.5 لاکھ ٹن ہوتی ہے۔ ملک میں کل مویشیوں کی تعداد میں ذبح ہونے والے مویشیوں کا تناسب 6 فیصد بھینسوں کے لئے 10 فیصد، سوروں کے لئے 99 فیصد، بھیڑوں کے 31 فیصد اور بکریوں کے معاملے میں 39 فیصد ہے۔

مچھلی پروسسنگ

ہندوستان میں 55 فیصد مچھلیاں سمندر سے حاصل کی جاتی ہیں جس میں سے کافی بڑی مقدار میں مچھلیاں ساحلی علاقوں میں ملتی ہیں۔ گہرے سمندر سے تو صرف دو فیصد مچھلیاں پکڑی جاتی ہیں۔ سمندر اور اندرونی آبی ذرائع سے مچھلی کی پیداوار 98-1997 کے 53.90 لاکھ ٹن سے گھٹ کر 99-1998 میں 52.60 لاکھ ٹن ہو گئی۔ سمندری پیداوار کی ڈبہ بندی اور ان کو فروزین حالت میں رکھنے کا کام تقریباً پوری طرح برآمدی بازار کے لئے کیا جاتا ہے۔

کل ملا کر سمندری پیداوار صنعت میں 393 فریزنگ اکائیاں، 13 ڈبہ بندی اکائیاں 160 برف بنانے والی اکائیاں، 12 مچھلی خوراک اکائیاں اور تقریباً 476 کولڈ اسٹوریج اکائیاں کام کر رہی ہیں۔

برآمد

2000-1999 میں پروسسڈ پھلوں اور سبزیوں کی برآمد 690 کروڑ روپے کی ہوئی جب کہ 99-1998 میں یہ صرف 473.8 کروڑ روپے کی تھی۔ گوشت پر مبنی اشیا۔

یہ 99-1998 میں 859 کروڑ روپے کے مقابلے 2000-1999 میں 859 (اندازاً) کروڑ ہوگی۔ ذیہ غذائی اشیا (اناج پر مبنی اشیاء بھی شامل ہیں) کی برآمد 2000-1999 میں تقریباً 8,855 کروڑ روپے ہونے کا تخمینہ لگایا گیا ہے جب کہ 99-1998 میں یہ 8,904 کروڑ روپے تھا۔

سمندری اشیاء کی برآمد 99-1998 میں 4,627 کروڑ روپے سے بڑھ کر 2000-1999 میں 5,180 کروڑ روپے ہونے کا اندازہ ہے۔

امور صارفین

قیمت مینجمنٹ

مالی سال 2000-1999 کے دوران قیمتوں کی صورت حال اور ضروری اشیاء کی دستیابی تقریباً معتدل رہی۔ حالانکہ چنا، اڑد، چینی اور مٹی کے تیل وغیرہ کی قیمتوں میں معمولی اضافہ ہوا۔ افراط زر کی سالانہ شرح، جو تھوک قیمت اشاریہ پر مبنی تھی۔ اس مدت میں 99-1998 کی 5.3 فیصد کی شرح کے مقابلے میں گھٹ کر 5.5 فی صد پر رہی۔

ضروری اشیاء کی قیمتوں کو مناسب سطح پر بنائے رکھنے اور کھلے بازار میں ان کی دستیابی کو یقینی بنانے کے لئے حکومت نے کئی قدم اٹھائے۔ وزیر اعظم کی صدارت میں قیمتوں کی کابینہ کمیٹی اور قیمتوں پر نگرانی سے متعلق کیبنٹ سکریٹری کی صدارت مخصوص کارروائی کمیٹی قیمتوں اور ضروری اشیاء کی سپلائی پر مسلسل نگرانی رکھ رہی ہے۔ صارف معاملات کے محکمے کے ذریعہ 12 ضروری اشیاء کی قیمتوں پر یومیہ اور ہفتہ وار نگرانی رکھی جاتی ہے۔ ان اشیاء میں گیہوں، چاول، چینی، ارہر، چنا، مونگ پھلی تیل، سرسوں تیل، بناسپتی، نمک، چائے، آلو اور پیاز شامل ہیں۔ خوردنی تیل، دالوں اور گیہوں وغیرہ جن اشیاء کی کمی تھی، ان کی درآمد کی گئی۔ ریاستی حکومتوں ریونین علاقوں کے ذریعہ جمع خوروں، کالا بازاروں اور دوسرے غیر سماجی عناصر کے خلاف ضروری اشیاء ایکٹ اور ایسے ہی دوسرے قوانین کے تحت سخت کارروائی کی گئی ہے۔

جنس وار قیمت رجحانات

اناج

سال 2000-1999 کے دوران تھوک قیمت اشاریہ کی ایک قابل ذکر بات یہ رہی کہ ذیلی گروپ کے طور پر پرائمری اشیاء (4.2 فی صد) اور بنائی گئی اشیا (2.4 فی صد) کی قیمتوں میں اضافہ کم رہا، جب کہ ایندھن، بجلی، لبریکنٹس جیسی مقررہ قیمتوں والی اشیاء کی قیمتوں میں زیادہ (8-19 فی صد) اضافہ ہوا۔ اس مدت کے دوران ذیلی گروپ کے طور پر اناج کی تھوک قیمت اشاریہ میں 4.7 فی صد کا معمولی اضافہ ہوا۔ چاول میں 3.5 فی صد اور گیہوں میں 5.3 فی صد کا اضافہ کم درج کیا گیا۔ دیگر اناجوں میں اضافہ 4.4 فی صد (جو) سے 27.8 فی صد (باجرا) رہا۔ سال 99-1998 کے دوران اناج کا 18.82 کروڑ ٹن کی ریکارڈ پیداوار ہوئی۔ سال 2000-1999 کے دوران اناج کا 19.3 کروڑ ٹن پیداوار ہونے کا پیشگی اندازہ لگایا گیا ہے۔

دالیں

سال 2000-1999 کے دوران دالوں کے ذیلی گروپ کے قیمت اشاریہ میں 8.9 فی صد کا اونچا اضافہ دیکھا گیا جب کہ 99-1998 میں 0.1 فی صد کا معمولی اضافہ ہوا تھا۔ رواں سال میں دالوں کی قیمتیں بڑھنے کی اہم وجہ چنے اور اڑد کی تھوک

قیمت اشاریہ میں زبردست تیزی رہی۔ چنا میں 13.8 فی صد اور اڑد میں 23.3 فی صد کا اضافہ درج کیا گیا لیکن ارہر کے تھوک قیمت اشاریہ میں 2.4 فی صد کی کمی آئی جب کہ 99-1998 کے دوران اس میں 11.8 فی صد کا اضافہ ہوا تھا۔ دالوں کی قیمت لگاتار تیزی کی اہم وجہ دالوں کی پیداوار کی سطح 1.4 کروڑ ٹن کے دائرے تک ہی محدود رہتا ہے۔ جب کہ مانگ متواتر بڑھتی جارہی ہے۔ اس قلت سے نمٹنے کے لئے اوپن عام لائسنس کے تحت دالوں کی درآمد کی منظوری دی گئی اور درآمد ڈیوٹی بھی ہٹا دی گئی۔ ملک میں دالوں کی دستیابی بڑھانے کے لئے حکومت نے نیفیڈ کے ذریعہ سرکاری حساب میں ایک لاکھ ٹن دالوں کو درآمد کیا۔ سال 2000-1999 میں 1.55 کروڑ ٹن دالوں کی پیداوار کا ہدف رکھا گیا ہے۔ لیکن پیداوار 1.30 کروڑ تک رہنے کا امکان ہے۔

خوردنی تیل

سال 2000-1999 کے دوران خوردنی تیلوں کی قیمتوں میں زبردست کمی آئی۔ اس مدت کے دوران ذیلی گروپ کے طور پر خوردنی تیل کے تھوک قیمت اشاریہ 17.7 فی صد کی گراوٹ آئی جب کہ پچھلے سال اس میں 12.7 فی صد کی تیزی تھی۔ اس گراوٹ میں جن خاص خوردنی تیلوں کے قیمت اشاریہ کا اشتراک رہا ان میں خاص ہیں۔ نباتی (22.4 فی صد) سرسوں کا تیل (21.9 فی صد) مونگ پھلی کا تیل (2.1- فی صد) اور ناریل تیل (14.7- فی صد) ملک میں تلہن کی پیداوار میں اضافہ، بین الاقوامی بازاروں میں خوردنی تیلوں کی قیمتوں میں کمی اور قیمت کنٹرول کے لئے حکومت کے ذریعہ کی گئی۔ موثر کوششوں کے نتیجے میں خوردنی تیلوں کی قیمتوں میں کمی رہی۔

چینی

2000-1999 کے دوران چینی کی قیمت عموی سطح پر رہی اشاریہ میں 1.7 فیصد کا اضافہ ہوا۔ اسی مدت میں چینی کی تھوک قیمت اشاریہ میں 3.4 فی صد کا معمولی اضافہ ہوا جب کہ پچھلے سال 0.8 فی صد کا اضافہ تھا۔ میں قیمت میں اس اضافے کے باوجود ملک میں چینی کی قیمتوں اور اس کی دستیابی، عام طور پر سکون بخش ہے۔ چینی کی پیداوار بڑھانے کے لئے بڑھی ہوئی کم سے کم سہارا قیمت، جلدی پرائی کی اجازت، لیوی چینی کے مقابلے کھلی فروخت کی چینی کی قیمتوں میں اضافے کی منظوری دی گئی ہے۔

سبزیاں

سال 2000-1999 کے دوران، ملک میں آلو، پیاز کے ساتھ ساتھ سبزیوں کی دستیابی اور قیمتیں کل ملا کر اطمینان بخش رہیں۔ اس مدت کے دوران، کسی بھی سبزی کی قیمت میں خاص تیزی نہیں دیکھی گئی۔ پیداوار نہ ہونے والے موسموں میں سبزیوں کی تھوک قیمت اشاریہ میں حالانکہ 26.2 فی صد کا اضافہ رہا لیکن آلو، اور پیاز جیسی اہم سبزیوں کے قیمت اشاریہ میں بالترتیب 8.1 فی صد اور 35 فی صد کی کمی آئی۔ 98-1997 کے دوران پیاز کی پیداوار گر کر 36.2 لاکھ ٹن تک آگئی، 99-1998 میں بڑھ کر 54.7 لاکھ ٹن تک پہونچ گیا۔ پیاز کی کمی سے نمٹنے کے لئے حکومت نے پیاز کی برآمد پر کمیتی پابندی لگا دی اور پیاز کے پیدا کاروں اور صارفین کے فائدوں کو دھیان میں رکھتے ہوئے مرحلہ وار طریقے سے پیاز کی برآمد کی منظوری دے دی۔

سال 2000-1999 کے دوران ضروری اشیاء کی قیمتیں اور دستیابی اطمینان بخش رہی۔ اچھی پیداوار اور دالوں، خوردنی تیلوں وغیرہ اشیا کے فراخدلی درآمد پر قیمتوں پر مثبت اثر پڑا۔ جوائنٹ نگرانی کمیٹی ضروری اشیاء کی فراہمی کو آسان رکھنے کے لئے ضروری تدابیر کرتی رہتی ہے۔ مرکز اور ریاستوں کی سطح قیمت کا نگرانی نظام ضروری اشیاء کی کمی اور قیمتوں میں اچانک تیزی سے نمٹنے کے لئے پوری طرح تیار ہے۔

عوامی نظام تقسیم

ہندوستانی عوام نظام تقسیم دینا میں اپنی نوعیت کا سب سے بڑا نظام تقسیم ہے۔ یہ نظام اناج کے پیداکاروں اور صارفین دونوں ہی کی مدد کرنے کے مقصد سے تیار کیا گیا ہے۔ جس کے لئے سہارا قیمتوں پر اناجوں کی وصولی اور ملک بھر میں مناسب قیمتوں پر اور دوسری ضروری اشیاء کی تقسیم کو یقینی بنایا جاسکتا ہے۔ عوامی نظام تقسیم غریبوں کو خوراک تحفظ فراہم کرنے کے لئے حکوست کی اقتصادی پالیسی کا ایک اہم جزو بنا ہوا ہے۔

اس نظام کے تحت گیہوں، چاول، لیوی کی چینی، درآمدی خوردنی تیل اور مٹی کے تیل جیسی ضروری اشیاء کی وصولی اور ریاستی حکومتوں اور یونین علاقوں کو ان کی تقسیم کی ذمہ داری مرکزی حکومت کی ہے۔ ریاستی حکومتیں اور یونین علاقے ان اشیاء کی تقریبا یکساں اور سستی شرح پر عوام کو فراہم کراتی ہیں۔ یہ اشیاء ریاستی حکومتوں/یونین علاقوں کو طے شدہ مرکزی جاری قیمتوں پر دستیاب کرائی جاتی ہیں۔ ان قیمتوں کا تعین مرکزی حکومت کرتی ہے اور ان میں عام طور پر مرکزی اعانت شامل ہوتی ہے۔ اناجوں پر مرکزی جاری قیمت وزارت خوراک طے کرتی ہے جس کے لئے اناجوں کی کم سے کم سہارا قیمتوں، کے واجب الادا قانون چارجیز/ٹیکسوں اور مقررہ سود کی شرح پر سود چارجیز کو ذہن میں رکھا جاتا ہے۔ چینی، مٹی کے تیل اور درآمد خوردنی تیلوں جیسی دوسری اشیاء کے معاملوں میں مرکزی جاری قیمت طے کرتے وقت وصولی/پیداوار خرچ، ڈیلرز کی منافع مقدار، نقل وحمل سے متعلق ناگہانی خرچ وغیرہ کو شامل کیا جاتا ہے۔ کچھ ریاستیں/یونین علاقے عوامی نظام تقسیم کے ذریعہ عوامی استعمال کی اور دوسری اشیاء کی بھی تقسیم کرتے ہیں۔

گزشتہ برسوں میں مناسب قیمتوں والی دکانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ مارچ 2000 تک پورے ملک کی آبادی تک یہ سہولیات پہنچانے کے لئے 1959 لاکھ راشن کارڈ جاری کئے جاچکے تھے جن کے لئے 4 لاکھ 592 ہزار راشن دکانیں کھولی جاچکی تھیں۔

گزشتہ 50 برسوں میں مرکزی حکومت کے ذریعہ ریاستوں/یونین علاقوں کو عوامی نظام تقسیم اور دوسری فلاحی اسکیموں کے ذریعہ صارفین کے تقسیمی مرکزی پول سے کی جانے والی اناج کی فراہمی میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ 1951 میں مرکزی پول سے ریاستوں/یونین علاقوں کو کل ملا کر 47.7 لاکھ میٹرک ٹن اناج کی فراہمی کی گئی تھی 1991 میں عوامی نظام تقسیم اور باقی سبھی اسکیموں کے ذریعہ اناج کی فراہمی کی مقدار بڑھ 208.10 لاکھ میٹرک ٹن ہوگئی۔ 2000-1999 میں ریاستوں/یونین علاقوں کو مرکزی پول سے عوامی نظام تقسیم اور دوسری فلاحی اسکیموں سے کل ملا کر 242.08 لاکھ میٹرک ٹن اناج (چاول اور گیہوں) کی فراہمی کی گئی جس میں دفاعی فورسس/نیم فوجی دستوں وغیرہ کے لئے کی جانے والی فراہمی بھی شامل ہے۔ اس طرح مرکزی پول سے اناجوں کی فراہمی سے سماج کے کمزور طبقوں کے مفاد کی حفاظت ہوتی ہے اور یہ خوراک مینجمنٹ کا ایک اہم بنیاد بن گیا ہے۔

لیوی کی چینی عام طور پر ہر مہینے ایک جنوری 1996 کی ممکنہ آبادی کی بنیاد پر 425 گرام فی کس کے حساب سے دی جارہی ہے۔ کچھ ریاستوں/یونین علاقوں کو ان کے یہاں کے مخصوص حالات کو دیکھتے ہوئے فی کس 425 گرام سے زیادہ لیوی چینی دی جارہی ہے۔ اس سے پہلے لیوی چینی کا تعین ایک اکتوبر 1986 کی ممکنہ آبادی کی بنیاد پر کیا جاتا تھا۔

غیر ملکی زرمبادلہ کی کمی کی وجہ سے 1991 کے دوران خوردنی تیلوں کی کوئی خاص درآمد نہیں کی گئی۔ جس کی وجہ سے اس کے تعین میں کافی کمی آئی۔ لیکن 1997 میں 1.44 لاکھ ٹن کے تعین میں سے 0.27 لاکھ ٹن تیل ہی اٹھایا گیا۔ 1998 میں بھی

1.62 لاکھ ٹن کے مقابلے 1.51 لاکھ ٹن خوردنی تیل ہی اٹھایا گیا۔

مقصود عوامی نظام تقسیم

عوامی نظام تقسیم میں اصلاحات کی گئی ہیں جس کے لئے حکومت نے غریبی کی سطح سے نیچے زندگی بسر کرنے والے خاندانوں کو خصوصی کارڈ جاری کیے ہیں اور عوامی نظام تقسیم کے تحت انہیں مخصوص اعانتی قیمتوں پر ضروری اشیاء فروخت کرنا شروع کیا ہے اور سپردگی نظام کی بہتر نگرانی کا انتظام کیا ہے۔ نئے نظام میں ریاستوں کو غریبوں کی شناخت کے لئے پختہ بندوبست کرنے اور اس کو نافذ کرنے، مناسب قیمت والی دکانوں کو اناج کی سپردگی اور ان کی دکانوں پر کھلا پن و ذمہ دار ڈھنگ سے اناجوں کی تقسیم کا بندوبست کرنا ہوتا ہے۔ زور اس بات پر ہے کہ دیہی علاقوں اور گندی بستیوں میں رہنے والے بے زمین کھیتی کرنے والے مزدوروں، غریب کسانوں اور کمہاروں، بنکروں، بڑھئی، لہاروں وغیرہ جیسے دیہی دستکاروں/کاریگروں و شہری علاقوں میں یومیہ روزی کمانے والے قلیوں، حمالوں، رکشا و ٹھیلہ کھینچنے والوں، پھل و پھول بیچنے والوں جیسے غیر روایتی سیکٹر کے افراد کو ہی اس نئے نظام کے دائرے میں لایا جائے۔

اس نئے عوامی نظام تقسیم کی اہم خصوصیت غریبی کی سطح سے نیچے شناخت کیے گئے خاندانوں کو مہینے میں 10 کلوگرام اناج مہیا کرانا ہے۔ یہ اناج انہیں خصوصی اعانتی قیمت پر دیا جاتا ہے۔ ملک میں غریبی کی سطح سے نیچے رہنے والے تقریباً 6 کروڑ خاندانوں کے فائدے کے لئے تقریباً 72 لاکھ میٹرک ٹن اناج ہر سال الگ سے رکھا جائے گا۔ ریاستوں کو مختص اناج گزشتہ دس سالوں میں عوامی نظام تقسیم کے تحت اٹھائے جانے والے اناج کے سالانہ اوسط کی بنیاد پر طے ہوتا ہے۔ اناجوں کو اٹھانے کی اس اوسط مقدار کو جو غریبی کی سطح سے نیچے رہنے والی آبادی کی ضرورتوں سے زیادہ ہے۔ ریاستوں کو غیر مستقل تقسیم کی شکل میں غریبی سطح سے اوپر والے کنبوں کے لئے اعانتی مرکزی جاری قیمتوں پر دیا جائے گا۔ یہ قیمت غریبی کی سطح کے نیچے کے خاندانوں کے لئے اناج کے کوٹے کے لئے مقررہ جاری قیمتوں سے زیادہ ہوتی ہے۔ غیر مستقل تقسیم کے لئے تقریباً 103 لاکھ میٹرک ٹن اناج ہر سال الگ رکھا جاتا ہے۔

دہلی، اور لکش دیپ کو چھوڑ کر یہ نظام سبھی ریاستوں اور یونین علاقوں میں ایک جون 1997 سے نافذ کر دیا گیا۔ 1997 سے نافذ ہوا۔ پہاڑی اور سنگلاخ علاقوں میں ضروری اشیاء کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے حکومت نے ریاستوں/یونین علاقوں کو 2000-1999 کے دوران 9 گاڑیاں خریدنے کے لئے 1.06 کروڑ اور 92.500 ٹن اسٹوریج صلاحیت کی تعمیر کے لئے 22.29 کروڑ روپئے کی مالی امداد الگ سے مرکزی حکومت نے فراہم کی۔

خوردنی تیلوں میں کفایت

91-1990 میں تلہنوں کی پیداوار 186 لاکھ ٹن تھی جو کہ 99-1998 میں بڑھ کر 256.8 لاکھ ٹن (عارضی) ہوگئی۔ خوردنی تیلوں کے ضمنی وسائل جیسے، کپاس، بیج، گولا (گری)، دھان کی بھوسی اور پودوں اور جنگلی وسائل سے حاصل تیل کی اشیاء کی صلاحیت کا استحصال مناسب طور پر کیا گیا ہے اور اب یہ وسائل گھریلو خوردنی تیل پیداوار میں 25 فی صد کا اشتراک کر رہے ہیں۔ تیل اور چربی ایک مکمل خوراک کے اہم عنصر مانے جاتے ہیں۔ وزارت خوراک اور صارف بناسپتی تیلوں اور چربی کی فراہمی قیمت اور تقسیم کے منظم بندوبست کی ذمہ داری ہے۔ تلہنوں میں مسلسل اور بتدریج اضافہ ہوا ہے۔ یکم اپریل 1999 سے سبھی تیلوں (ناریل تیل کو چھوڑ کر) کے درآمد کی منظوری دے کر خوردنی تیل کے درآمد پالیسی کو نرم بنا دیا گیا ہے۔ درآمد پالیسی نرم ہونے کے بعد بڑی مقدار میں خوردنی تیلوں کو درآمد کیا جا رہا ہے۔ 99-1998 کے دوران 23.8 لاکھ ٹن خوردنی تیلوں کی درآمد ہوئی تھی۔ جو

کہ سال 2000-1999 (اکتوبر 1999 تک) میں عوامی تقسیم نظام کے ذریعہ سے درآمد تیل کی تقسیم جاری رہی۔ سال کے دوران کل ملا کر 1.90 لاکھ ٹن یا مولین ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو تقسیم کیا گیا۔ اس میں سے ریاستوں رمرکز کے زیر انتظام علاقوں نے 1.51 لاکھ ٹن تیل اٹھایا۔

ہندوستان ویجیٹیبل آئل کارپوریشن لمیٹڈ

ہندوستان ویجیٹیبل آئل کارپوریشن لمیٹڈ عوامی سیکٹر کا ایک ذمہ دار ادارہ ہے۔ اس کا قیام مارچ 1984 میں کیا گیا تھا اور اس میں گینشن فلورل اور امرت سر آئل ورکس نامی دو قومیائی ہوئی کمپنیوں کو ملا دیا گیا تھا۔ یہ کارپوریشن عوامی نظام تقسیم کے تحت بناسپتی کی تیاری اور فراہمی، درآمدی تیل کی پروسسنگ وڈبہ بندی کا کام کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی کارپوریشن مختلف قسم کے ناشتے کی تغذیہ بخش اشیاء کو فوراً کھانے کے لائق کھانا اور پروٹین سے بھرپور سویا اشیاء کی پیداوار کرتا ہے اور کارپوریشن نے پورے ملک میں 8 پیداواری اور ڈبہ بندی کی اکائیاں قائم کی ہیں۔

بناسپتی

ملک بناسپتی تیل صنعت کا کنٹرول۔ ضابطہ مندرجہ ذیل احکامات کے تحت کیا جاتا ہے۔ (ا) خوردنی تیل اشیا (ضابطہ) احکامات۔-1998 (ب) خوردنی تیل پیکنگ (ضابطہ) احکامات۔1998 (ج) محلل تلخیص شدہ تیل، بنا تیل خوراک اور خوردنی آٹا کنٹرول احکامات۔ 1967 اور (د) دلیس تلہن اور خوردنی تیلوں (اسٹوریج کنٹرول)۔ احکامات 1997 ملک میں 201 بناسپتی اکائیاں ہیں جن کی سالانہ قائم صلاحیت 31.5 لاکھ ٹن ہے۔

اکسپلر تیل

تلہنوں کی پرائی کے ذریعہ تیل والی اشیاء سے تیل نکالا جاتا ہے۔ موننگ پھلی، سرسوں، تل جیسے اہم تلہنوں کی پرائی۔ چھوٹے پیمانے کی صنعتوں اور تلہن پیدا کرنے والی کوآپریٹیو ملوں اور ریاستی زرعی صنعتوں کے لئے محفوظ ہے۔ حکومت ہند کی روادار صنعتی پالیسی کے تحت بناسپتی تیل کی پروسسنگ سے متعلق عمل کے لئے لائسنس کی ضرورت نہیں ہے۔ بشرطیکہ مجوزہ چھوٹی اکائی کی صنعت کے لئے محفوظ علاقے میں نہ ہو۔ کوئی بھی دو خوردنی تیلوں کو ملانے کی اجازت دی گئی ہے۔ جس سے زیادہ منظم اور مقابے کا گھریلو تیل بازار بنے گا۔

حکومت نے لوگوں کے استعمال کے لئے محفوظ اور عمدہ کوالٹی والا تیل ڈبہ بند یا تھیلی بند شکل میں فراہم کرانے کے لئے خوردنی تیل پیکنگ مجریہ یکم 1998 جاری کیا یا ایکٹ 1995 کے دفعہ 3 کے تحت جاری کیا گیا۔ 99-1998 کے دوران گھریلو ذریعہ تمام طرح کے خوردنی تیلوں کی فراہمی کا اندازہ 72.6 لاکھ ٹن تقریباً تھا۔

صارف کوآپریٹیوز

صارفین کو مناسب قیمتوں پر ضروری اور دیگر اشیاء کی فراہمی کے لئے صارف کوآپریٹیوز اہم کردار نبھا رہے ہیں۔ صارف کوآپریٹیو اشیاء کی مصنوعی کمی، زیادہ قیمتیں وصول کرنے، ملاوٹی اشیاء کی فراہمی اور نجی تاجروں کے ذریعہ اپنائے جانے والی غیر مناسب تجارتی چالوں سے صارفین کے مفاد کی حفاظت کر کے ضروری اشیاء کی تقسیم نظام کو طاقتور بنانے اور قیمتوں کے ممکنہ حد تک مستحکم رکھنے میں مدد کرتی رہی ہے۔ صارف کوآپریٹیوز کا جمہوری بنیاد پر چنا گیا منظمہ سسٹم بھی انہیں صارفین کے ذریعہ قبول کئے

جانے میں مددگار ثابت ہوا ہے۔ ستمبر 2000 تک ملک بھر میں چل رہی۔ 4,61,979 مناسب ریٹ کی دوکانوں میں سے 96.540 دوکانیں (تقریباً 20.94 فی صد) کوآپریٹیو سیکٹر کی تھیں۔ ان میں سے دیہی اور شہری علاقوں میں کوآپریٹیو کے ذریعہ چلائی جانے والی دوکانوں کی تعداد بتدریج 76,709 (74.95 فی صد) اور 19.851 (20.84 فی صد) تھی۔

صارف تحفظ ایکٹ 1986

صارف کے بہتر تحفظ کے لئے انہیں تلافی کا طریق کار فراہم کرنے اولا۔ صارف تحفظ ایکٹ، 1986 (1986 کا 68) ایک بہت ہی ترقی پسند اور جامع قانون ہے۔ کئی ملکوں کے صارف تحفظ قوانین کا گہرا مطالعہ کرنے کے بعد اور صارفین تجارت اور صنعت کے نمائندوں کی صلاح ومشورے اور بہت زیادہ مباحثے کے بعد اسے نافذ کیا گیا۔ ایکٹ کی سبھی شرائط ایک جولائی 1987 سے نافذ ہوئیں۔ اس ایکٹ کا خاص مقصد صارفین کو بہتر تحفظ فراہم کرانا ہے۔ ایکٹ میں 1991 اور 1993 میں ترمیم کی گئی تاکہ اس کا دائرہ بڑھایا جا سکے اور تلافی مشینری کی طاقت کو بڑھایا جا سکے۔

ایکٹ کی اہم خصوصیات اس طرح ہیں۔ (i) حکومت کے ذریعہ واضح طور پر چھوٹ دئے گئے سامانوں وخدمات کو چھوڑ کر، یہ ایکٹ سبھی سامانوں وخدمات پر لاگو ہوتا ہے۔ (ii) عوامی اور کوآپریٹیو نجی سیکٹر اس کے دائرے میں آتے ہیں۔ ایکٹ کی شرطوں کا طرز تلافی والا ہے۔ (iii) اس میں صارفین کے لئے ان کے حقوق کا خیال رکھا گیا ہے۔ (1) جان مال کے لئے خطرناک اشیاء وخدمات کی فروخت کے خلاف تحفظ کا حق (2) اشیاء اور سروس کی کوالٹی، مقدار، طاقت، معیار اور قیمت کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا حق تاکہ غیر معقول تجارتی طریقوں کے خلاف تحفظ مل سکے (3) جہاں ممکن ہو۔ مقابلے کی قیمتوں پر مختلف طرح کی اشیاء وسروس تک پہنچ کا حق (4) سنوائی اور یقین دہانی کا حق تاکہ متعلقہ فورم میں صارفین کے مفاد پر مناسب سنوائی ہو۔ (5) غیر مناسب تجارت کے طریقوں واستحصال کے خلاف انصاف پانے کا حق اور (6) صارف تعلیم کا حق۔ (iv) ایکٹ میں مرکزی اور ریاستی سطح پر صارف تحفظ کونسل کے قیام کا اہتمام ہے۔ جن کا خاص مقصد صارفین کے حقوق کا تحفظ اور ان کو آگے بڑھانا ہے۔ (v) صارفین کی شکایتوں کے آسان سستے اور جلد حل کے لئے ایکٹ میں تین سطحوں پر صارف شکایت کو دور کرنے کے لئے نیم عدالتی انتظام کا اہتمام کیا گیا ہے یہ ہیں: قومی سطح پر قومی کمیشن کے نام سے قومی صارف تنازعہ تلافی کمیشن، ریاستی سطحوں پر ریاستی کمیشن کے نام سے صارف تنازعہ تلافی کمیشن اور (vi) ایکٹ کی شرائط، دوسرے نافذ قانون کے علاوہ ہیں۔

اس وقت ملک میں ہر ایک ریاست اور یونین علاقے میں 32 ریاستی کمیشن، 555 ضلعی فورم کام کر رہے ہیں۔ ضلع فورم اور ریاستی کمیشنوں کا قیام ریاستی حکومتیں کرتی ہیں۔ جب کہ قومی کمیشن مرکزی حکومت کے ذریعہ قائم کیا گیا ہے۔ حکومت صارف انجمنوں اور میڈیا کے ذریعہ پیدا بیداری کی وجہ سے ان عدالتوں میں معاملوں کی تعداد دن بدن بڑھتی جا رہی ہے۔ خوراک اور صارف معاملات کی وزارت، صارف عدالتوں کے ذریعہ حل کئے جانے والے معاملوں کی نگرانی کرتی ہے۔ اپنے قیام سے لے کر ایک 31 جولائی 2000 تک قومی کمیشنوں میں 19,609 معاملے داخل کئے جا چکے ہیں۔ جب کہ 10,610 معاملے حل کئے جا چکے ہیں۔ ضلعی فورم میں 13,28,202 معاملے داخل کئے گئے اور 10,82,867 معاملے حل کئے گئے۔ حکومت نے صارف عدالتوں کا بندوبست مضبوط کرنے کے لئے ریاستوں / یونین علاقوں کو کے دوران ایک مشت اعانت کی اسکیم شروع کی۔ ہر ایک ریاستی کمیشن کو پچاس پچاس لاکھ روپے اور ضلعی فورم کو دس۔ دس لاکھ روپے اس اسکیم کے تحت چار قسطوں میں دئے گئے۔ دوسری اور بعد کی قسطوں کو جاری کرنے کے لئے نامکمل معاملوں کو حل کرنے کو بنیاد بنایا گیا۔ اب تک 96-1995 کے دوران 29.98 کروڑ روپے اور 97-1996 کے دوران 24,64 کروڑ روپے اور 98-1997 کے دوران 3.50 کروڑ روپے اور

99-1998 کے دوران کل ملا کر 61.80 کروڑ روپے جاری کئے جا چکے ہیں۔

صارف ویلفیئر فنڈ

صارف کی فلاح و بہبود کے تحفظ، صارف بیداری کو ترقی اور ملک میں خاص طور سے گاؤں میں صارف تحریک کو مضبوط بنانے کے مقصد سے 1992 میں صارف ویلفیئر فنڈ بنایا گیا۔ اس میں عورتوں کی حصہ داری پر خاص زور دیا گیا ہے۔ مرکزی آبکاری اور نمک ایکٹ 1944 کے تحت محاصل محکمہ کے ذریعہ قائم اس فنڈ کو خوراک اور صارف معاملات کی وزارت چلاتی ہے۔ مرکزی حکومت کو مدد دینے کے مقصد سے مرکزی آبکاری اور نمک ایکٹ 1944 میں 1991 میں ترمیم کی گئی۔ ان فنڈوں میں ایسی رقم جمع کی جاتی ہے جسے مصنوعات بنانے والوں کو واپس نہیں کی جاتی۔

صارف ویلفیئر قوانین کے تحت تین سال سے صارف ویلفیئر سرگرمیوں میں لگی اور اس وقت کسی قانون کے تحت رجسٹرڈ کوئی ایجنسی / تنظیم، گاؤں / منڈل / سمتی سطح پر کام کرنے والی صارف کار پوریٹیوز، صنعت، ریاستی حکومتیں وغیرہ اس فنڈ سے مالی امداد حاصل کرنے کی حقدار ہیں۔ مالی امداد خاص طور سے صارف میں بیداری پیدا کرنے، صارف تعلیم، اشاعتی سامان تیار کرنے، تربیت، تحقیق، تجربے کے لئے تجربہ گاہوں کا قیام، دیہی بیداری پر مبنی پراجیکٹس کے لئے دی جاتی ہے۔ ایک عرضی پر امداد کی کل رقم پانچ لاکھ روپے تک محدود ہوتی ہے اور 10 فیصد کا انتظام درخواست دینے والے کو کرنا پڑتا ہے۔ غیر معمولی معاملوں میں سو فیصد امداد پر بھی غور کیا جاسکتا ہے۔

اپریل 2000 تک صارف ویلفیئر فنڈ کو چلانے والی کمیٹی نے 3.64 کروڑ روپے کی امداد کی 424 تجاویز کو منظوری دی تھی۔

قومی انعامات

صارف تحفظ کے میدان میں صارف تنظیموں اور نوجوانوں کو حصہ لینے کے لئے راغب کرنے کے مقصد سے حکومت نے صارف تنظیموں کے لئے قومی صارف تحفظ انعام و صارف تحفظ کے لئے قومی نوجوان انعام کے نام سے دو قومی انعامات قائم کیے تھے جو ہر سال دئے جاتے ہیں۔ 94-1993 میں وزارت نے عورتوں کے لئے بھی یہ انعامی اسکیم شروع کی ہے۔ یہ انعام ان عورتوں کو دیا جاتا ہے جنہوں نے صارف تحفظ کے میدان نمایاں کردار ادا کیا ہو۔ تینوں زمروں میں سن 1997 تک قومی انعام دیے جا چکے ہیں۔

ہندوستانی معیار بیورو

ہندوستانی معیار بیورو حکومت ہند کی قومی معیار تنظیم ہے۔ اس کے اہم کاموں میں معیار تیار کرنا اور انہیں نافذ کرنا، مصنوعات اور کوالٹی نظام دونوں ہی کے لئے تصدیق اسکیم چلانا، صارفین میں بیداری پیدا کرنا، تجربے کے لئے تجربہ گاہوں کا قیام و انتظام اور بین الاقوامی معیار تنظیموں کے ساتھ قریبی تعلقات بنائے رکھنا شامل ہیں۔

ہندوستانی معیار بیورو کا ہیڈ کوارٹر دہلی میں ہے اور 5 علاقائی دفاتر کلکتہ، چنڈی گڑھ، ممبئی، دلی اور چنئی میں ہیں اور ملک میں مختلف جگہوں پر 17 برانچ آفس ہیں۔ بیورو کی تکنیکی کمیٹیوں کے ممبر کی صورت میں 26,000 سے بھی زیادہ تکنیکی ماہرین

شامل ہیں۔ جن کی مدد سے ضرورت پرمبنی معیار تیار کئے جاتے ہیں۔

بیورو میں معیار بندی پراجیکٹس کی صحیح طریقے سے جانچ پڑتال کی جاتی ہے تاکہ ان کی افادیت کو یقینی بنایا جاسکے۔ 2000-1999 کے دوران 361 معیار تیار کئے گئے۔ اس وقت معیشت کے اہم حصوں کے لئے 17,410 ہندوستانی معیار دستیاب ہیں جو صنعت کو اپنی پیداشدہ اشیاء وخدمات کا معیار بہتر بنانے میں مدد کرتے ہیں۔ بیورو نے 3,600 سے زیادہ ہندوستانی معیار کو بین الاقوامی معیار اور یورپی یونین کے معیار کے ہم آہنگ ربرابر بنایا ہے تاکہ عالمی اور یورپی بازاروں میں ہندوستانی برآمد میں آسانی ہو۔

بیورو کی مصنوعات تصدیق مارک اسکیم سے صارفین کو قومی معیار کے مطابق کوالٹی کی تصدیق ہوتی ہے۔ چالو لائسنس کی تعداد 31 مارچ 2000 کو 14,190 تک پہنچ گئی جن میں خوراکی اشیاء سے لے کر الکٹرانک تک کی 11.10 مختلف اشیاء ان لائسنس کے تحت آتی ہیں۔ بنیادی طور سے یہ اسکیم رضاکارطرح کی ہے۔ لیکن کچھ مصنوعات کے بڑے پیمانے پر استعمال وتحفظ کو ذہن میں رکھتے ہوئے رسوئی گیس سلنڈروں، فولادی اشیاء بناسپتی، سیمنٹ، کھاد، خوراک میں ملائے جانے والے رنگ وغیرہ جیسی اشیاء کے لئے اسے لازمی بنادیا گیا ہے۔ یہ مدیں 246 جراثیم کش کے علاوہ ہیں۔

بیورو کے بین الاقوامی کوالٹی نظام معیار (آئی۔ ایس۔ او۔ 9000 معیار) پر مبنی تصدیق اور ستمبر 1991 اسکیم کے تحت 31 مارچ 2000 تک 600 لائسنس چالو تھے۔ کوالٹی نظام معیار کی بیورو کی اسکیم کو مقبول بین الاقوامی نمائندہ بنانے والی تنظیم، نیدر لینڈ کی راڈوورا کریڈیٹائی (RVA) سے نمائندگی مل چکی ہے۔ جو کہ 19 تکنیکی شعبوں میں شہرت یافتہ ہے۔

زیادہ سرسبز ماحول کے تئیں بڑھتی ہوئی رائے عامہ کو دیکھتے ہوئے بیورو نے ماحول مینجمنٹ نظام (آئی۔ ایس۔ او 14,000 سیریز) سے متعلق آئی۔ ایس۔ او۔ معیار اپنائے ہیں اور ای۔ ایم۔ ایس (ماحول مینجمنٹ نظام) تصدیق کی شروعات کی ہے۔ اور 31 مارچ 2000 تک تقریباً 20 لائسنس جاری کئے گئے۔ زیادہ محفوظ خوراکی اشیاء کے لئے بھی بیورو فروری 1998 میں آئی۔ ایس۔ او۔ 9000 ایچ۔ اے۔ سی۔ سی۔ پی (ہزارڈ انالیسس کریٹیکل کنٹرول پوائنٹس) شروع کی اور 2000-1999 کے دوران 4 لائسنس جاری کئے گئے۔

ملک بھر میں بیورو کی آٹھ تجربہ گاہیں ہیں جو تصدیق شدہ اشیاء کی آزادطریقے سے جانچ کرتی ہیں۔ سال کے دوران ان تجربہ گاہوں میں 30,000 نمونوں کی جانچ کی گئی۔

حکومت کی ہدایت پر ہندوستانی صنعت اور تجارت کو معیار، تصدیق اور تکنیکی قانون کے بارے میں عالمی سطح پر اطلاعات فراہم کرنے کے لئے بیورو ''گیٹ'' عالمی تجارت تنظیم کے تحت مرکزی پوچھ تاچھ پوائنٹ کے طور پر کام کررہا ہے۔ ترقی پذیر ملکوں کی تکنیکی مدد کے لئے بیورو نے اکتوبر۔ دسمبر 1999 کے دوران 32 واں پروگرام منعقد کیا۔ جس میں 70 ملکوں کے 663 نمائندوں نے حصہ لیا۔ صارفین کو نقل نشان والی اشیاء سے بچانے کے لئے بیورو کے عمل درآمد طریقے کو مضبوط، زیادہ موثر اور اثر پذیر بنایا گیا۔ عمل درآمد تحریک رصارف بیداری پروگرام چلائے گئے اور چھاپے مارے گئے۔ 2000-1999 کے دوران نشان معیار کے غلط استعمال کو روکنے کے لئے سیمنٹ، خوراکی اشیاء مائلڈ فولاد ٹیوبوں، کیڑا کش، جی۔ ایل۔ ایس۔ لیمپوں وغیرہ ایسے 10 پروگرام چلائے گئے۔

بیورو کے ذریعہ چلائے جارہے راجیو گاندھی قومی کوالٹی انعام منوفیکچررس میں مقابلے کا احساس پیدا کرنے کے مقصد سے 1991 میں قائم کیا گیا تھا۔ 1998 کا انعام حاصل کرنے والوں کو 6 جنوری 2000 کو انعام تقسیم کئے گئے۔

بیورو کے 2000-1999 کے دوران ماحول مینجمنٹ نظام، کوالٹی نظام تصدیق، دستاویز محاسبہ، مینجمنٹ نمائندگی مہارت کے فروغ، شماریاتی کوالٹی کنٹرول تکنیک وغیرہ کے بارے میں 57 پروگرام منعقد کیے جن کے لئے اپنے افسروں اور ہندوستانی ماہرین کی خدمات حاصل کی گئیں۔

بیورو ملک میں واحد ایجنسی ہے جسے ہندوستانی معیار بیورو ایکٹ 1986 کے تحت حکومت ہند نے ہندوستانی معیاروں کے مطابق ہونے کے زیورات پر نشان لگانے کے لئے نامزد کیا ہے۔ بیورو نے درآمد شدہ اشیا کے لئے نئی توثیقی اسکیم شروع کی ہے۔ ان اسکیموں کا مقصد غیر ملکی سودرآمد شدہ مصنوعات کی توثیق میں مدد کرنا ہے اور یہ یقینی بنانا ہے کہ اشیا کے درآمد ہوتے وقت قومی معیاروں میں شامل کوالٹی معیار کو اپنایا جائے۔

ناپ تول کے معیار

ملک کو آزادی ملنے کے بعد ناپ تول نظام میں معیار کے متعلق اہم سدھار ہوا ہے۔ ناپ تول معیار ایکٹ 1956 کے تحت میٹرک نظام پر مبنی ناپ تول کے یکساں معیار بنائے گئے۔ وزارت رسد عامہ اور صارف معاملات میں ناپ تول ڈائریکٹریٹ اس معاملے سے متعلق سبھی سرگرمیوں کو دیکھنے والی اہم ایجنسی ہے۔

بین الاقوامی نظام کی یونٹوں کا قیام اور اپنے قوانین کو بین الاقوامی طریقوں کے مطابق بنانے اور کچھ کمیوں کو دور کرنے کے لئے 1956 کے ایکٹ کے مقام پر ایک جامع قانون۔ ناپ تول معیار ایکٹ 1976 لایا گیا۔ نئے قانون میں دوسری باتوں کے علاوہ اشیاء کے ڈبہ بندی کے بارے میں قانون بنائے گئے ہیں۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ پیکٹ میں بند اشیاء صارف کو فروخت کرتے وقت کوئی بے ایمانی نہ ہونے پائے۔

ڈبہ بند اشیاء ایکٹ کی شرطوں اور ناپ تول معیار (پیکیجڈ اشیاء) قانون، 1977 جیسے متعلقہ قوانین ستمبر 1977 سے نافذ ہیں۔ پیکٹ بند اشیاء کے بارے میں ایکٹ کی شرطوں کے مطابق خردہ فروخت کے لئے پیکٹ بند ہر شے پر شے کا نام، تیار کرنے یا پیکٹ بند کرنے والے کا نام اور پتہ۔ شے کی حقیقی مقدار، پیکٹ بندی یا تیار کرنے کا مہینہ۔ سال اور قیمت وغیرہ لکھا ہونا ضروری ہے۔ خردہ فروخت قیمت کے لازمی اعلان میں ڈبے پر سبھی ٹیکسوں کو شامل کیا جاتا ہے۔ پیک کی ہوئی اشیاء قانون کے لئے ایک مستقل کمیٹی بنائی گئی ہے۔ جو وقتاً فوقتاً وزارت میں ملنے والی مختلف ترمیمی تجاویز پر غور کرتی ہے اور مناسب مشورے دیتی ہے۔ ترمیم کو آخری شکل دینے سے پہلے کمیٹی متعلقہ وزارت، صارف تنظیموں، معیار اداروں اور دوسری متعلقہ تنظیموں سے صلاح کرتی ہے۔

1976 کے ایکٹ کی شرطوں کے تحت سبھی نئے بھاروں ناپوں کی جانچ تجربہ گاہوں سے کرانی ہوتی ہے اور اس کی پیداوار شروع کرنے سے پہلے ان کا ماڈل منظور کروانا ہوتا ہے۔ بھار اور ناپ (ماڈل منظوری) ایکٹ، 1987 نامی متعلقہ قانون 1987 سے نافذ ہے۔ 1976 کے ایکٹ کے تحت بنائے گئے دوسرے قوانین 1980، (2) ناپ اور بھار معیار (بین ریاستی تصدیق اور اسٹامپنگ) قانون، 1987، (3) بھار اور ناپ معیار (اعدادی) قانون 1987، (4) بھار اور ناپ کا معیار (عام) قانون، 1987 اور (5) بھار اور ناپ معیار (قومی معیار) قانون 1988۔

آئین کی 42 ویں ترمیم سے بھار اور ناپوں کے نفاذ کا معاملہ ایک ساتھ فہرست میں آگیا۔ ملک بھر میں عمل درآمد میں یکسانیت کو یقینی بنانے کے لئے ایک مرکزی ایکٹ۔ بھار اور ناپ (عمل درآمد) ایکٹ، (1985 نافذ کیا گیا۔ اس ایکٹ میں تجارتی سودوں اور صنعتی پیداوار اور صحت عامہ کے تحفظ اور انسانی حفاظت سے متعلق کاموں میں استعمال کئے جانے والے

بھار، ناپ اور بھار رناپ آلات کے بارے میں موثر قانونی کنٹرول کی شرائط شامل ہیں۔

ہندوستان بین الاقوامی لیگل میٹرولوجی کا ممبر ہے۔ اس تنظیم کا قیام لیگل میٹرولوجی (بھار اور ناپ) سے متعلق قوانین میں عالمی تجارت میں یکسانیت لانے کے لئے کی گئی تھی تاکہ بین الاقوامی تجارت ہموار طریقے سے اور عملی طور پر چل سکے۔ رانچی میں واقع ہندوستانی میٹرولوجی ادارہ، لیگل میٹرولوجی کے قانونی اور اس سے متعلق مضامین کی تربیت دیتا ہے۔ ریاستوں کے عمل درآمد افسروں کے علاوہ کئی افریقی، ایشیائی اور لاطینی امریکہ کے ملکوں کے نمائندے ادارہ کے ذریعہ چلائے جانے والے پروگراموں میں حصہ لیتے ہیں۔

ادارہ ریاستوں کی صارف تنازعہ تلافی ایجنسیوں کے غیر عدالتی ممبروں کو بھی تربیت دیتا ہے۔ ریاستوں اور یونین علاقوں کے قانونی معیار کو احمد آباد، بھونیشور اور بنگلور میں واقع تین علاقائی۔ ریفرینس معیار تجربہ گاہوں کے ذریعہ اپنے علاقوں میں پیمانہ بند کیا جاتا ہے۔ یہ علاقائی صنعتوں کو بھی تجربہ گاہوں میں پیمانہ بندی کی سہولت اور خدمت فراہم کرتے ہیں۔ بھار اور ناپ آلات کے ماڈل منظوری ٹیسٹ کے لئے بھی یہ منظور شدہ تجربہ گاہیں ہیں۔ نویں پانچ سالہ منصوبے میں شمالی علاقے کے لئے ایک تجربہ گاہ فریدآباد میں اور شمالی مشرقی علاقے کے لئے ایک دوسری تجربہ گاہ گوہاٹی میں قائم کی جارہی ہے۔

19۔ توانائی

توانائی، اقتصادی ترقی اور زندگی کا معیار بہتر بنانے کے لئے ایک لازمی وسیلہ ہے حکومت ہند کی توانائی، کوئلہ و پیٹرولیم اور قدرتی گیس وزارتوں کو ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ کہ وہ سماج کی بڑھتی ہوئی توانائی کی ضرورتوں کی مناسب قیمت پر فراہمی کے لئے توانائی کے روایتی ذرائع کو فروغ دیں۔ توانائی کے غیر روایتی رتبادل رنئے اور لائق تجدید ذرائع جیسے شمسی، ہوا اور بایو توانائی وغیرہ کے فروغ اور ترقی پر وزارت غیر توانائی ذرائع مسلسل توجہ دے رہی ہے۔ ملک میں دستیاب توانائی میں معنی خیز حصہ داری کے ایٹمی توانائی محکمہ کے ذریعہ توانائی ترقی کو تیز کیا جارہا ہے۔

بجلی

ہندوستان میں بجلی ترقی کی شروعات 19 ویں صدی کے اواخر میں ہوئی جب 1897 میں دارجلنگ میں بجلی کی فراہمی شروع ہوئی اور اس کے بعد 1902 میں کرناٹک کے شوسمدرم میں پن بجلی اسٹیشن لگایا گیا۔ آزادی سے پہلے بجلی کی فراہمی خاص طور سے نجی سیکٹر کے ذریعہ کی جاتی تھی اور وہ بھی شہری علاقوں تک ہی محدود تھی۔ بجلی (فراہمی) ایکٹ 1948 میں بنا۔ پانچ سالہ منصوبے کے مختلف مراحل میں ریاستی بجلی بورڈوں کا قیام ملک بھر میں بجلی فراہمی صنعت کے منظم فروغ کی سمت میں ایک اہم قدم تھا۔ ان کے کثیر المقاصد پراجکٹس شروع ہوئے اور حرارتی، پن اور ایٹمی توانائی اسٹیشنوں کے قیام کے بعد سے بجلی پیداوار میں اہم اضافہ ہوا

بجلی سے متعلق معاملہ ہندوستانی آئین کے ساتویں شیڈیول کی فہرست 3 میں 38 پر درج ہے اور متوازی معاملہ ہے۔ ملک میں بجلی کے فروغ کا کام وزارت توانائی دیکھتی ہے۔ وزارت کا کام صحیح منصوبہ بندی، پالیسی کی تشکیل، اصل کاری کے فیصلے کے لئے پراجیکٹوں کا مطالعہ، بجلی پراجیکٹوں کے عمل درآمد، تربیت اور افرادی قوت کے فروغ کی نگرانی، انتظامیہ اور حرارتی و پن بجلی، ترسیل و تقسیم کے متعلق قانون بنانا ہے۔

یہ وزارت ہندوستانی بجلی قانون، 1910 اور بجلی (سپلائی) ایکٹ 1948 کے عملدرآمد کی ذمہ داری سنبھالتی ہے۔ یہ حکومت کی پالیسی کے مقاصد کے مطابق وقتاً فوقتاً ضرورت کے مطابق ان قوانین میں ترمیم بھی کرتی ہے۔

مرکزی سیکٹر میں پیداوار اور ترسیل پراجیکٹوں کی تعمیر اور چلانے کا کام مرکزی سیکٹر توانائی کارپوریشن یعنی۔ قومی حرارتی بجلی کارپوریشن (این۔ ٹی۔ پی۔ سی) قومی پن بجلی کارپوریشن (این۔ اچ۔ پی۔ سی) شمالی مشرقی بجلی کارپوریشن (این۔ امی۔ ای۔ پی۔ سی۔ او) اور ہندوستانی بجلی گرڈ کارپوریشن لمیٹڈ (پی۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ایل) کو سونپا گیا ہے۔ بجلی گرڈ مرکزی سیکٹر میں سبھی موجودہ اور مستقبل کے ترسیل پراجیکٹوں اور قومی بجلی گرڈ کی تعمیر کے لئے ذمہ دار ہے۔ جوائنٹ وینچر سیکٹر کے دو بجلی کارپوریشنوں۔ ناتھپا جھاکڑی بجلی کارپوریشن (این۔ جے۔ پی۔ سی) اور ٹہری پن بجلی ترقی کارپوریشن (ڈی۔ وی۔ سی) اور بھاکڑا ویاس مینجمنٹ بورڈ (بی۔ بی۔ ایم۔ بی) وزارت توانائی کے انتظامی کنٹرول میں ہیں۔ وزارت توانائی کے تحت دیہی الیکٹریفکیشن کارپوریشن (آر۔ ای۔ سی) دیہی الیکٹرافکیشن کے لئے مالی امداد فراہم کراتا ہے۔ بجلی مالی کارپوریشن (پی۔ ایف۔ سی) توانائی

سیکٹر کے پراجیکٹوں کو معیاری مالی امداد دیتا ہے۔اس کے علاوہ خود مختار تنظیمیں (سوسائٹیز) یعنی مرکزی بجلی تحقیق ادارہ (سی۔ پی۔ آر۔آئی۔) قومی بجلی تربیتی ادارہ (این۔ پی۔ ٹی۔ آئی) اور توانائی مینجمنٹ سینٹر (ای۔ایم۔سی) بھی وزارت توانائی کے انتظامی کنٹرول میں ہیں۔

ملک میں 1947 میں صرف 1,400 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت تھی جو کہ 2000-1999 کے آخر تک بڑھ کر 97,837 میگاواٹ ہوگئی جس میں سے 23,816.01 میگاواٹ پن بجلی 70,186.16 میگاواٹ حرارتی گیس اور ڈیزل ملا کر 1154.72 میگاواٹ ہوا اور 2,680 میگاواٹ ایٹمی ذرائع سے حاصل ہوئی ہے 01-2000 میں 480.01 ارب یونٹ رہا۔ جس میں 386.22 ارب یونٹ حرارتی توانائی 80.55 ارب یونٹ آبی توانائی اور 13.55 ارب یونٹ ایٹمی بجلی کا حصہ تھا سال 01-2000 کے لئے 500.7 ارب یونٹ بجلی پیداوار کا نشانہ رکھا گیا ہے۔ پلانٹ لوڈ فیکٹری میں پچھلے کچھ سالوں میں مسلسل ترقی ہوئی ہے اور یہ 2000-1999 میں 67.3 فی صد ہوگیا جب کہ 99-1998 میں یہ 52.8 فی صد ہی تھا۔ سال 01-2000 میں اسکا ہدف 66.5 فی صد مقرر کیا گیا ہے۔

قومی بجلی گرڈ

مرکزی حکومت نے 1980 میں اصولی طور پر اپنی ملکیت اور کنٹرول میں قومی پاور گرڈ کے قیام کی منظوری دی تھی۔ بھارتی پاور گرڈ کارپوریشن لمٹیڈ کو قومی پاور گرڈ کو فروغ دینے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔قومی گرڈ کے تحت حقیقت میں مختلف علاقوں کے درمیان ایچ۔ وی۔ ڈی۔ سی لنک کے سہارے مضبوط علاقائی نٹ ورک ہوگا۔ علاقائی سطح پر پاور ٹرانسفر کی صلاحیت بڑھ کر 4,350 میگاواٹ ہوگئی ہے جو 93-1992 میں محض 500 میگاواٹ تھی۔ بین علاقائی روابط کے ذریعہ (وندھیا چل HW 500×2) مغربی اور جنوبی علاقوں کے درمیان بھدراوتی سے (2×500HW) مغربی اور جنوبی علاقوں کے درمیان، گازوواکا سے (1×500HW) مشرقی اور جنوبی علاقوں پر عمل درآمد ہورہی ہے۔ مارچ 2000 کے آخر تک وسطی علاقے میں 400 کلو والٹ کی 28,036 سرکٹ کلومیٹر اور 800 کاوولٹ 325 سرکٹ کلومیٹر کی ترسیلی لائن کا کام پورا ہو چکا تھا۔اس کے علاوہ مختلف علاقوں کے درمیان اے۔سی۔ رابطہ ہی قومی پاور گرڈ کے اہم اجزا ہیں۔مقررہ پروگرام کے مطابق سال 2002 تک مشرق شمالی ساسارام HVDC انٹرکنکشن کی تعمیر پوری ہوجانے کے بعد قومی پاور گرڈ کا بنیادی ڈھانچہ بن کر تیار ہوجائے گا۔ مختلف بین علاقوائی H.C.H.V.D.C رابطہ اور ترسیلی ہائی وے کے ذریعہ بجلی منتقلی کی صلاحیت میں اضافے کی اسکیم ہے۔ سال 05-2004 تک اسے بڑھا کر 14,000 میگاواٹ اور 2012 تک 30,000 میگاواٹ کرنے کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔

مرکزی بجلی مقتدرہ (CENTRAL ELECTRICITY AUTHORITY)

مرکزی بجلی مقتدرہ (سی۔ای۔اے) ایک قانونی تنظیم ہے جس کی تشکیل بجلی (سپلائی) ایکٹ 1948 کی دفعہ 3(1) کے تحت کی گئی ہے۔اسے 1951 میں جزوقتی تنظیم کے طور پر قائم کیا گیا تھا اور اسے 1975 میں کل وقتی تنظیم بنادیا گیا۔ یہ وزارت توانائی، حکومت ہند کا متعلقہ دفتر ہے۔ سبھی تکنیکی، مالی اور اقتصادی معاملوں میں سی۔ای۔اے۔ وزارت توانائی کی مدد کرتا ہے۔ سی۔ای۔اے پر تکنیکی رابطے اور پروگراموں کی نگرانی کی ذمہ داری اور کئی قانونی کام بھی سونپے گئے ہیں۔

سی۔ای۔اے کو خاص طور سے قومی بجلی وسائل کے کنٹرول اور استعمال، بجلی اسکیموں کے تکنیکی وتجارتی تجزیے۔ بجلی کے مختلف میدان میں اعداد وشمار کو جمع کرنے، ملازموں کی تربیت اور بجلی سے متعلق معاملوں کی تحقیق کو فروغ دینے کے بارے میں مضبوط، بہتر اور ایک یکساں قومی بجلی پالیسی کے فروغ، بجلی ترقی کے لئے مختصر مدتی اور ایک بہتر تناظر میں منصوبہ تیار کرنے اور

رمتعلقہ بندی ایجنسیوں کی سرگرمیوں میں رابطے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔

ریاستی بجلی بورڈز

31 مارچ 2000 تک ملک کی کل بجلی کی پیداواری صلاحیت میں 51 فی صد حصہ ریاستی بجلی بورڈوں کا تھا۔ ریاستی بجلی بورڈوں کی مالی حالت مضبوط کرنے اور ان کے کام کاج میں سدھار بجلی سیکٹر کا سب سے اہم مدعا بنا ہوا ہے۔ بجلی (سپلائی) ایکٹ، 1948 کی دفعہ 59 کے مطابق بجلی بورڈوں کو کم قیمت اور سود کی ادائیگی کے بعد اپنے مقررہ اثاثے کا تین فیصد کم ترین منافع شرح (آر۔او۔آر) حاصل کرنا چاہئے۔ حالانکہ بہت کم ریاستی بجلی بورڈ ہی یہ شرح حاصل کر پائے ہیں۔

بجلی سیکٹر میں اصلاح اور تشکیل نو

ہندوستان میں بجلی سیکٹر مختلف مسائل سے گھرا ہوا ہے اور اس وجہ سے توانائی کی مسلسل بڑھتی ہوئی مانگ کو پورا کرنے میں مشکلیں آرہی ہیں۔ اہتمام وانتظام واختیارات اور مختلف ضابطوں اور ریاستی بجلی بورڈوں کے غیر معقول ڈھانچے کی وجہ سے یہ بجلی بورڈ وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی ضرورتوں کو پورا نہیں کر پا رہے ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر بھاری خسارے میں چل رہے ہیں۔ اورانہیں بڑی ہی توانائی سیکٹر ضرورت محسوس کی جارہی ہے۔ مختلف مسائل کی وجہ سے ہی توانائی سیکٹر میں ضرورت محسوس کی جارہی ہے۔ حکومت ہند ملک میں اصلاحی عمل شروع کرنے اور ان کی رفتار بڑھانے میں محرک کا کردار ادا کرتی ہے۔ مختصراً اصلاحی حالت کو مندرجہ ذیل طور پر بیان کیا جاسکتا ہے۔

بجلی ریگولیٹری کمیشن ایکٹ **1998**: بجلی ریگولیٹری کمیشن ایکٹ 1998 کا نوٹیفکیشن۔ 2 جولائی 1998 کو جاری کیا گیا۔ ایکٹ میں مرکزی بجلی ریگولیٹری کمیشن (سی۔ای۔آر۔سی) اور ریاستی کے لئے کھلے پن کی پالیسی تیار کرنے، بہتر اور ماحول کے لئے معقول پالیسیوں کی حوصلہ افزائی کرنے اور ان سے منسلکہ معاملات کو شامل کرنے کا اہتمام اس ایکٹ میں ہے۔

مرکزی بجلی ریگولیٹری کمیشن: اس ایکٹ کے تحت مرکزی حکومت نے جولائی 1998 میں مرکزی بجلی ریگولیٹری کمیشن کی تشکیل دی تھی۔ سی۔ای۔آر۔سی کے قیام کا مقصد مقابلہ آرائی بڑھانا، تمام تر توانائی کے علاقوں میں مہارت میں اضافہ اور کفایت اپنانا، فراہمی کی کوالٹی میں اصلاح، سرمایہ کو فروغ دینا اور مانگ اور فراہمی کے درمیان فرق کم کرنے کے لئے ادارہ جاتی رکاوٹیں دور کرنے کے حکومت کو صلاح ومشورے دینا تاکہ صارفین کے مفاد کی حفاظت کی جاسکے۔

کمیشن کے کاروباری ضابطہ، محصول مقرر کرنا، صلاح کاروں کی تقرری کی شرائط اور اپنے افسروں اور ملازمین کی خدمات شرائط کے بارے میں ضابطوں کا اعلانیہ جاری کر دیا ہے۔ انڈین بجلی گرڈ کوڈ کو بھی آخری شکل دی جاچکی ہے۔ کمیشن نے فراہمی پر مبنی محصول (A.B.T) کے بارے میں بھی احکامات صادر کردئے ہیں۔ حالانکہ ان کے عمل درآمد پر یہ اگلے حکم تک روک لگادی گئی ہے۔

ریاستی بجلی ریگولیٹری کمیشن: 14 ریاستیں (اڑیسہ، ہریانہ، آندھرا پردیش، اتر پردیش، کرناٹک، مغربی بنگال، تملناڈو، پنجاب، دلی، گجرات، مدھیہ پردیش، اروناچل پردیش، مہاراشٹر، اور راجستھان) نے یا تو ریاستی ریگولیٹری کمیشن کی تشکیل کردی ہے یا پھر اس کی تشکیل کا اعلانیہ جاری کردیا ہے۔ اڑیسہ ریاستی ریگولیٹری کمیشن اب تک محصول سے متعلق تین احکامات بھی جاری کر چکا ہے۔ آندھرا پردیش اور اتر پردیش نے اس بارے میں اپنے پہلے حکم کو جاری کردیا ہے جب کہ ہریانہ بہت جلد حکم جاری کرنے والا ہے۔

بجلی بل 2000 کا مسودہ: بجلی بل 2000 کا سودہ بجلی سیکٹر کے لئے ایک جامع قانون ہے۔اسے موجودہ قانون کو آسان اور منظم بنانے اور موجودہ اصلاح عمل کو تیز کرنے کے لئے جدید خاکہ شامل کرنے کے مقصد سے تیار کیا گیا ہے۔اس بل کو بڑے پیمانے پر جاری کیا گیا ہے۔تاکہ اس کی خصوصیات پر تفصیلی بحث کی جا سکے۔

دیہی الکٹریفکیشن

دیہی الکٹریفکیشن میں دو طرح کے پروگراموں کے لئے بجلی فراہمی شامل ہے۔

(الف) پیداوار سے متعلق سرگرمیاں جیسے چھوٹی آبپاشی، دیہی صنعت وغیرہ اور (ب) گاؤوں میں بجلی پہنچانا۔دیہی الکٹریفکیشن پروگراموں کا تعین اور تعمیل ریاستی بجلی بورڈ ریاستی حکومت رکھتے کرتے ہیں۔

دیہی الکٹریفکیشن کے تحت 5,87,258 گاؤں میں سے الکٹریفکیشن ہو چکا ہے۔اسی طرح ایک کروڑ 96 لاکھ پمپ سیٹوں کے الکٹریفکیشن کرنے کے ہدف کے مقابلے مارچ 2000 تک 1,24,45,010 پمپوں کا الکٹریفکیشن ہو چکا ہے۔کٹیر جیوتی، پروگرام کے تحت 38 لاکھ سنگل کنکشن فراہم کئے گئے ہیں۔دیہی علاقوں میں غریبی لائن کے نیچے زندگی گزارنے والے لوگوں کو مارچ 2000 تک 2 ارب 12 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔

ترسیلی اور تقسیم اصلاح

بجلی قانون ترمیمی ایکٹ 1998 کو ایک الگ طرح کی سرگرمی کا درجہ دیا گیا ہے جس سے سرکاری اور نجی دونوں سیکٹروں سے زیادہ مقدار میں سرمایہ طلب کرنے میں مدد مل سکے اڑیسہ، ہریانہ، آندھرا پردیش، کرناٹک، اترپردیش اور راجستھان کے بجلی بورڈوں کا کارپوریٹائز ڈ ہو چکا ہے۔اڑیسہ میں اصلاح عمل کو مزید لاگو کرتے ہوئے ریاست میں تقسیم کی نجی کاری کردی گئی ہے۔ گرڈ کو کی 4 ذیلی اکائیوں کا نجی کمپنیوں کے حق میں نجی کاری کی گئی ہے۔بی۔ایس۔ای۔ایس نے تقسیم کے لئے منطقوں (مغرب۔شمال اور جنوب) کا کام سنبھال لیا ہے۔جب کہ امریکا کی اے۔ای۔ایس۔لمٹیڈ نے وسطی منطقہ کی ذمہ داری سنبھالی ہے۔بجلی پیداواری کارپوریشن (او۔پی۔جی۔سی) کی 44 فی صد نجی کاری کی گئی ہے۔

ہریانہ میں سرکاری کنٹرول والے ہریانہ بجلی توسیع کارپوریشن کے بدلے دو ذیلی تقسیم اکائیاں بنائی گئی ہیں۔اترپردیش حکومت نے کانپور میں بجلی تقسیم کا کام نجی سیکٹر کو دینے کا پروگرام بنایا ہے۔مرکزی حکومت دلی بجلی اصلاح ایکٹ پاس کر دیا ہے اور اندازہ ہے کہ اسے جلد ہی دلی اسمبلی میں پیش کر دیا جائے گا۔

عوامی سیکٹر انڈرٹیکنگ اور دوسری تنظیمیں

قومی حرارتی توانائی کارپوریشن

قومی حرارتی توانائی کارپوریشن (NTPC) نئی دہلی کا قیام حرارتی توانائی کے فروغ کے لئے مرکزی سیکٹر کی بجلی پیدا کرنے والی کمپنی کی شکل میں 1975 میں ہوا۔این۔ٹی۔پی۔سی شیڈیول 'A' کمپنی ہے جس میں 45,044.75 کروڑ روپے کی کل منظور اصل کاری ہے۔این۔ٹی۔پی۔سی کی 22,955 میگاواٹ منظور شدہ صلاحیت ہے اور 19,425 میگاواٹ کی نصب شدہ صلاحیت ہے۔جو کل ہند حرارتی توانائی صلاحیت کی تقریباً 27.5 فیصد ہے۔اس وقت این۔ٹی۔پی۔سی کے پاس کوئلے پر مبنی 13 حرارتی توانائی پراجکٹس اور گیس رسیال ایندھن پر مبنی سات مشترکہ سائکل پراجیکٹ ہیں۔کارپوریشن نے سپر حرارتی توانائی

پراجکٹس قائم کیئے ہیں۔ یہ ہیں۔ سنگرولی رہندداری (اترپردیش) کوربا (مدھیہ پردیش) (وندھیاچل (ایم پی) رام گنڈم (آندھراپردیش) فرکا (مغربی بنگال) کہل گاؤں (بہار) تلچر (اڑیسہ)۔کارپوریشن نے گیس پر مبنی 7 مشترکہ سائکل پراجکٹس کا بھی قیام کیا ہے۔ یہ ہیں۔انتا (راجستھان)، اوریہ (اترپردیش) دادری (اترپردیش) کواس (گجرات) اور گندھار (گجرات) اس کے علاوہ قومی حرارتی بجلی کارپوریشن نے اونچاہار حرارتی توانائی اسٹیشن (420 میگاواٹ) اور تلچر (اڑیسہ) کے حرارتی بجلی گھر (460 میگاواٹ) اور اترپردیش کے ٹانڈہ میں 440 میگاواٹ اسٹیشن کی ذمہ داری بھی لی ہے۔کارپوریشن نے اڑیسہ میں 2,000 میگاواٹ صلاحیت والی، تلچر کانیہا، 2، ٹی۔ پی۔ پی اور آندھراپردیش میں سمہادری ٹی۔ پی۔ پی۔1,000 میگاواٹ صلاحیت والے بدر پور تھرمل پاور اسٹیشن کا 1978 سے منتظمہ اور مدھیہ پردیش کے کوریہ میں بالکو کے 270 میگاواٹ والے کیپٹو پاور پلانٹ کو بنانے اور اس کے انتظام کی ذمہ داری بھی N.T.P.C کی ہے۔

نویں منصوبے کی مدت (1997-2002) کے دوران این۔ٹی۔پی۔سی نے 5,300 میگاواٹ صلاحیت کے ہدف کے تحت مارچ 2000 تک کارپوریشن اپنی صلاحیت میں 2056 میگاواٹ کا اضافہ کرچکا ہے حال ہی میں لاگو کی گئی اسکیم کے تحت N.T.P.C 2007 تک 30,000 میگاواٹ اور 2012 تک 40,000 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے والی کمپنی ہو جائے گی۔

قومی پن بجلی کارپوریشن

قومی پن بجلی کارپوریشن لمیٹڈ (NHPC) کا قیام 1975 میں ہوا۔اس کا مقصد۔مرکزی سیکٹر میں پن بجلی کی مکمل ترقی جن میں پن بجلی گھروں کی جانچ، تحقیق، ڈیزائن، تعمیر، چلانا و دیکھ ریکھ شامل ہے۔حکومت ہند کی اس شیڈیول 'A' کمپنی کی پونجی 5,000 کروڑ روپئے اور اصل کاری بنیاد 10,000 کروڑ روپئے سے زیادہ کی ہے۔کارپوریشن نے اب تک آٹھ پن بجلی پراجیکٹوں کی تعمیر کا کام پورا کیا ہے۔ یہ ہیں۔ بیراسیول (ہماچل پردیش) 198 میگاواٹ، لوکٹک (منی پور) 105 میگاواٹ، سلال پہلا مرحلہ (جموں وکشمیر) 345 میگاواٹ، سلال پہلا دوسرا مرحلہ (جموں وکشمیر) 345 میگاواٹ، ٹنک پور (اترپردیش 120 میگاواٹ، چمیرا پہلا مرحلہ (ہماچل پردیش) 540 میگاواٹ اور اوڑی (جموں وکشمیر) 480 میگاواٹ اور رانگت مرحلہ 2 (سکم) 60 میگاواٹ کارپوریشن کے پاس ان سبھی بجلی گھروں کو چلانے اور دیکھ بھال کی ذمہ داری ہے جن کی کل نصب شدہ صلاحیت 2,193 میگاواٹ ہے۔کارپوریشن نے 1999-2000 تک 8,690 لاکھ ایم یو بجلی کی پیداوار کی۔ کارپوریشن نے نیپال میں ریوی گھاٹ پن بجلی پراجیکٹ (14 میگاواٹ) کی بھی تعمیر کی۔ کارپوریشن اس وقت جموں وکشمیر میں دلہستی 390 میگاواٹ، سکم میں رنگیت تیسرا مرحلہ 60 میگاواٹ اور اترپردیش میں دھولی گنگا پہلا مرحلہ 280 میگاواٹ پن بجلی پراجیکٹوں کا کام کررہا ہے۔ایجنسی کے طور پر اسے بھوٹان کے کوریچو پن بجلی پراجیکٹ (45 میگاواٹ) اور انڈومان نیکوبار جزائر میں کل پونگ پن بجلی پراجیکٹ (5.25 میگاواٹ) کی تعمیر کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔جن دیگر مجوزہ پراجکٹوں پر غور کیا گیا ہے ان میں 710 میگاواٹ صلاحیت والی بہار میں کوئل کارو پراجیکٹ سکم میں 510 میگاواٹ کی تیستا مرحلہ، منی پور میں 90 میگاواٹ کی لوک تک ڈاؤن اسٹریٹ پراجیکٹ اور ہماچل پردیش میں 600 میگاواٹ کی پاروتی مرحلہ۔ 2 شامل ہیں۔ وزارت برائے توانائی نے کاویری پراجیکٹ کی تعمیر کے لئے کارپوریشن غیر جانب دار ایجنسی کے طور پر منتخب کیا ہے۔کارپوریشن اپنی وسعت کے طور پر ہوا توانائی اور چھوٹی زیادہ چھوٹی پن بجلی پراجکٹوں پر کام کررہا ہے۔

نویں اور دسویں پانچ سالہ منصوبے کے تحت بالترتیب 1,570 اور 4,005 میگاواٹ کی اضافی صلاحیت کی تعمیر کا ہدف رکھا ہے۔ 1999-2000 کے دوران کارپوریشن کے کل 417.90 کروڑ روپے کا منافع کمایا جائے کارپوریشن نے پن بجلی کے سیکٹر میں مشاورتی کام بھی شروع کیا ہے۔

ہندوستانی توانائی گرڈ کارپوریشن لمیٹڈ

ہندوستانی توانائی گرڈ لمیٹڈ (پی۔جی۔سی۔آئی۔ایل) کو 23 اکتوبر 1989 کو کمپنی قانون 1956 کے تحت حکومت ہند کی لمیٹڈ کمپنی کی شکل میں 5,000 کروڑ کے منظور اصل کے ساتھ قائم کیا۔ کارپوریشن کا مقصد پیشہ تجارتی اصولوں کی بنیاد پر علاقوں کے اندر اور علاقائی اور قومی سطح پر بجلی کی فراہمی کا انتظام کرنا ہے اسے منی رتن کا درجہ حاصل ہے۔

اس وقت توانائی 39,000 سرکٹ کلومیٹر (سی۔کے۔ایم) مبنی اضافی ہائی وولیج لائنوں پر عمل پذیر ہے۔ جسے 99.22 فی صد دستیابی پر تیار رکھا جاتا ہے۔ یہ 65 ذیلی مراکز میں پھیلی ہوئی ہے اور ان کی صلاحیت تقریباً 31,655 ملین والٹ ایمپیر ہے۔ ملک میں کل بجلی پیداوار کا تقریباً 30 فی صد (30,000 میگاواٹ) بجلی کی منتقلی پاور گرڈ کے ترسیلی نٹ ورک کے ذریعہ سے ہوتی ہے۔ آل انڈیا سطح پر مختلف علاقوں کے درمیان 98-1997 میں بجلی کی منتقلی 3,600 ایم۔یو۔ ہوتی تھی جو 2000-1999 میں بڑھ کر 7,350 ایم۔یو۔ ہوگئی۔ ایسا بین علاقائی رابطہ قائم کرنے پاور گرڈ کی زور دار کوششوں کی وجہ سے ممکن ہوسکا۔ 2000-1999 کے دوران کمپنی کی کل فروخت 2,120 کروڑ (عارضی) رہی اور خالص منافع 570 کروڑ (عارضی) رہا۔ اس دوران کمپنی نے دلہتا، کشن پور ترسیلی لائن (400 کلو وولٹ ایس/سی اور ڈی/سی) نالاگڑھ جہار اور عبداللہ پور بوانا (400 کلو وولٹ ڈی/سی) کے ساتھ متعلقہ ذیلی مرکز کشن پور۔ موناگا ایک 800 کلو وولٹ جیسی اہم ترسیلی لائنیں قائم کیں۔

پاور گرڈ سارک ملکوں کے درمیان بین رابطے کے ذریعہ سے توانائی کا باہمی مبادلہ، مختلف وسائل کا معقول استعمال اور روزنی سسٹم کو فروغ دے کر سارک گرڈ کے فروغ کی سمت ترغیبی کردار نبھا رہا ہے۔

دیہی الکٹریفکیشن کارپوریشن لمیٹڈ

دیہی الکٹریفکیشن کارپوریشن کو 1969 میں قائم کیا گیا تھا۔ اس کا اہم نشانہ ملک میں دیہی الکٹریفکیشن کے کام کو مالی امداد فراہم کرنا ہے۔ آر ای سی کو 1992 میں کمپنی قانون کی دفعہ 4-A کے تحت عوامی مالی ادارہ قرار دیا گیا۔ کارپوریشن کی مالی امداد سے دیہی الکٹریفکیشن کام میں قبائلی گاؤں اور دلت بستیوں سمیت گاؤں کے الکٹریفکیشن، پمپ سیٹوں اور زراعت پر مبنی چھوٹی اور دیہی صنعتوں کو بجلی اور دیہی رہائشی گھروں اور سڑک پر روشنی کے لئے بجلی فراہم کرائی جاتی ہے۔ ترسیل اور تقسیم کے بندوبست کو مضبوط کرنے اور ان میں بہتری لانے کے لئے اور ساتھ ہی ہوا کی توانائی اور پن بجلی جیسے چھوٹے بجلی پیدا کرنے والے پراجکٹوں کے واسطے کارپوریشن ریاستی بجلی بورڈوں کو امداد دیتا ہے۔ آر ای سی شیڈیول 'B' تنظیم ہے۔

2000-1999 کے دوران آر ای سی نے دلت بستیوں اور چھوٹے گاؤں کے الکٹریفکیشن اور دوسری خدمات کے لئے بجلی کے اہتمام کے لئے 1,379 نئے پراجیکٹ منظور کئے ہیں۔ 4,678 کروڑ روپئے کی امدادی قرض کو مہیا کرایا۔ ان نئے پروجکٹوں کے تحت 3,501 نئے گاؤں کے الکٹریفکیشن اور 2.12 لاکھ پمپ سیٹوں کو بجلی دی جائے گی۔

کارپوریشن، اب تک (مارچ 2000) 22,280 کروڑ روپے کی قرض امداد سے کل 36,034 دیہی بجلی پراجکٹوں کو منظوری دے چکا ہے۔ کارپوریشن دیہی علاقوں میں غریبی لائن کے نیچے رہ رہے لوگوں کے گھروں میں ایک پوائنٹ کنکشن دینے کے لئے اپنے 'کٹیسر جیوتی' پروگرام پر خصوصی زور دے رہا ہے۔

توانائی مالی کارپوریشن لمیٹڈ

توانائی مالی کارپوریشن لمیٹڈ نئی دہلی کی تشکیل کمپنی ایکٹ، 1956 کے تحت 16 جولائی 1986 کو ہوئی اور اگست 1990 میں

اسے عوامی مال ادارہ قرار دیا گیا۔ اس کے اہم کاموں میں بجلی پیدا کرنے والے پراجیکٹوں، ترسیل اور تقسیم، بجلی پلانٹوں کی درستی اور تجدید، نظام میں سدھار اور توانائی تحفظ پروگرام، سامان اصل کی دیکھ ریکھ و مرمت کے لئے مالی امداد فراہم کرنا ہے۔

کارپوریشن کا منظور سرمایہ حصص 2,000 کروڑ روپے کا اور ادا شدہ اصل 1,035.45 کروڑ روپے کا ہے۔ 31 مارچ 2000 تک کارپوریشن توانائی سیکٹر کو 22,719 کروڑ روپے کا قرض منظور کر چکا ہے اور 15,162 کروڑ روپے مہیا کر چکا ہے۔ اپنے مالی کاموں کی شروعات سے ہی کارپوریشن لگاتار منافع حاصل کر رہا ہے۔ سال 2000-1999 کے لئے کارپوریشن کا ٹیکس کے بعد 62,247 کروڑ روپے منافع کا اندازہ لگایا گیا ہے۔ کارپوریشن 94-1993 سے ہر سال حکومت کے ساتھ اقرار ناموں پر دستخط بھی کرتا آ رہا ہے۔ ادارہ جاتی ترقی کے مقصد سے کارپوریشن نے اس میں سے 12,371 استفادہ کرنے والے اداروں مثلاً اور ریاستی بجلی بورڈوں اور ریاستی بجلی پیداوار کارپوریشنوں کے لئے آپریشنل اور مالی عملی منصوبہ تیار کیا ہے۔ 2000-1999 کے دوران کارپوریشن نے 6,490 کروڑ روپے کی منظوری دی، جب کہ 3,404 کروڑ روپے کی واقعی تقسیم کی۔

شمال مشرقی توانائی کارپوریشن

بجلی کرنے والے پراجیکٹوں کی ترقی سے شمال مشرقی علاقے کی بجلی کی پیداوار کی صلاحیت سے فائدہ اٹھانے کے مقصد سے 1976 میں کمپنی ایکٹ کے تحت شمال مشرقی بجلی کارپوریشن لمٹیڈ (NEEPCO)، شیلانگ میں قائم کیا گیا۔ NEEPCO شیڈ یول 'B' کی تنظیم ہے جس کا با اختیار سرمایہ حصص 25 سو کروڑ روپے ہے۔ کارپوریشن نے اب تک آسام میں دو پن بجلی پراجیکٹوں (1) کوپلی پن بجلی پراجیکٹ (150 میگاواٹ) اور (2) کوپلی پن بجلی پراجیکٹ پہلا مرحلہ توسیع (100 میگاواٹ) کو پورا کیا ہے اور کاٹھلگڑی میں گیس پر مبنی بجلی پراجیکٹ کو جزوی طور پر (291 میگاواٹ) اور اگرتلہ گیس پر مبنی بجلی پراجکٹ (84 میگاواٹ) کے تری پورہ۔ کارپوریشن رانگا ناڈ میں پن بجلی پراجیکٹ (405 میگاواٹ)، اروناچل پردیش اور دویانگ پن بجلی پراجیکٹ ناگالینڈ (یو۔تین) بھی سرگرم عمل ہے۔ NEEPCO نے میزورم میں تیوریل پن بجلی پراجکٹ (60 میگاواٹ) اور آسام میں یوپلی پن بجلی پراجیکٹ (150 میگاواٹ) اروناچل پردیش میں رانگا ندی میں پن بجلی پراجکٹ مرحلہ-2 (180 میگاواٹ) اور تری پورہ گیس پر مبنی پراجکٹ (500 میگاواٹ) کے کام کی تجویز پیش کی ہے۔ ان کے علاوہ شمال مشرقی علاقے کے کئی بجلی پروجیکٹوں پر کارپوریشن سرگرم عمل ہے۔

ناتھپا جھاکڑی توانائی کارپوریشن لمیٹڈ

ناتھپا جھاکڑی توانائی کارپوریشن لمٹیڈ (NHPC) شملہ (ہماچل پردیش) کا قیام حکومت ہند اور حکومت ہماچل پردیش کے مشترکہ کاروباری ادارے کی شکل میں کی گئی جس میں دونوں کے حصہ داری 3:1 کے تناسب سے تھی اس کا مقصد 6×250 میگاواٹ کے ناتھپا جھاکڑی پن بجلی کو تیار کرنا ہے۔ این۔ جے۔ پی۔ سی کی حصص پونجی 4,500 کروڑ روپے ہے۔

اس پروجیکٹ کی منظوری اپریل 1989 میں دی گئی تھی کارپوریشن ہماچل پردیش میں ستلج ندی کے بیسن میں پن بجلی اسکیموں کو تیار کرنا ان کی حوصلہ افزائی کرنا، تحقیقی اداروں کا قیام عمل میں لانا انہیں چلانا اور ان کی دیکھ بھال کرنا ہے۔ یہ پروجیکٹ ستلج ندی کے بالائی حصوں میں پن بجلی صلاحیت کو زیر استعمال لانے کے لئے ہے۔ چالو ہو جانے پر اس پروجیکٹ سے ہر سال 67,000 لاکھ یونٹ بجلی پیدا کی جا سکے گی یہ شمالی گرڈ کو 1,500 میگاواٹ قیمتی پیکنگ بجلی دے گا۔

ٹہری پن بجلی ترقی کارپوریشن

ٹہری پن بجلی ترقی کارپوریشن ،ٹہری گڑھوال، اتر پردیش کا قیام 12 جولائی 1988 کو حکومت ہند اور اتر پردیش حکومت کے جوائنٹ وینچر کی صورت میں کیا گیا۔ اسکا مقصد ٹہری پن بجلی پراجکٹ (2,400 میگاواٹ) کی تعمیر حکومت کے ذریعہ ذمہ داری سونپنے پر بھاگیرتھی ،بھلنگنا گھاٹی میں دوسرے پن بجلی مقامات پر پراجکٹوں کی ترقی اور اس کے استعمال کے لئے منصوبے بنانا اور انہیں عملی شکل دینا ہے۔ کارپوریشن کے منظور سرمایہ حصص 2,000 کروڑ روپئے ہے۔

یہ پراجکٹ ہر سال 65,000 لاکھ یونٹ بجلی کی پیداوار کرے گا اور 2.07 لاکھ ہیکٹر اضافی زمین کو آبپاشی کی سہولیات فراہم کرے گا اس کے علاوہ 6.04 لاکھ ہیکٹر زمین میں موجودہ آبپاشی سہولیات کو اور بہتر بنایا جاسکے گا۔ اس پراجیکٹ کے ذریعہ دلی، اترانچل اور اتر پردیش کے گاؤں میں پینے کے پانی کی سہولت مہیا کرائی جاسکے گی۔

400 میگاواٹ صلاحیت والی کوٹیشور پراجکٹ کی تعمیر 2005 تک پوری ہوجانے کی امید ہے۔ یہ پراجیکٹ ٹہری توانائی کمپلکس کا ہی ایک حصہ ہے۔

دامودر گھاٹی کارپوریشن

حکومت ہند کا پہلا کثیر المقاصد ندی گھاٹی پراجکٹ ،کلکتہ کی دامودر گھاٹی کارپوریشن کا قیام، بہار اور مغربی بنگال ریاستوں میں پھیلی دامودر گھاٹی کی یکساں ترقی کے مقصد سے 7 جولائی 1948 کو دامودر گھاٹی کارپوریشن ایکٹ (1948 کا 14واں) کے تحت عمل میں آیا تھا۔ کارپوریشن کے مقاصد سیلاب کنٹرول اور آبپاشی، بجلی پیداوار و تقسیم، مٹی تحفظ، دامودر گھاٹی علاقے کے رہنے والوں کی سماجی واقتصادی فلاح و بہبود شامل ہیں۔ کارپوریشن کے اہم پراجکٹوں میں چار ڈیم مائتھان، پنچیت، تلیا اور کونار ہیں ،جن میں کونار کو چھوڑ کر باقی باندھوں کے ساتھ پن بجلی گھر بھی جڑے ہوئے ہیں۔ بوکارو'A' بوکارو'B' چندر پورہ اور درگاپور و میجیا میں حرارتی بجلی گھر و مائتھان میں ایک گیس ٹربائن اسٹیشن بھی شامل ہیں۔ بہار اور مغربی بنگال کے ریاستی بجلی بورڈوں کے علاوہ، یہ کارپوریشن کوئلہ کانوں، فولاد پلانٹوں، ریلوں و دوسری بڑی صنعتوں کو بجلی فراہم کرتا ہے۔ اس کے نظام ترسیل کی کل لمبائی 5,401 سی کے ایم ہے۔ کارپوریشن کے 52 ذیلی اسٹیشن ہیں۔ یہ نظام این ٹی پی سی آر چوکھا سے جڑا ہوا ہے اور ای۔ آر۔ ای۔ بی۔ آپس میں جڑے گرڈ نظام کے ایک حصے کی شکل میں کام کرتا ہے۔ مارچ 2000 کے آخر تک ڈی۔ وی۔ سی کی کل منصوبہ صلاحیت 2,761.5 میگاواٹ تھی، جس میں 2,535 میگاواٹ حرارتی بجلی صلاحیت، 144 میگاواٹ پن بجلی صلاحیت اور 62.5 میگاواٹ گیس پلانٹوں کی پیداوار صلاحیت شامل ہے۔

بھاکڑا بیاس مینجمنٹ بورڈ

بھاکڑا بیاس مینجمنٹ بورڈ (BBMB) بھاکڑا اور پونگ میں پانی جمع کرنے کی صلاحیت کی وسعت کے لئے بی۔ ایس۔ ایل۔ آبی موصل نظام کے ذریعہ فراہم سہولیات کا انتظام کرتا ہے۔ بورڈ کی یہ ذمہ داری بھی دی گئی ہے۔ وہ استفادہ کرنے والی ریاستوں کو ان کے حصے کے مطابق پانی اور توانائی مہیا کرائے۔ بورڈ اس کے علاوہ بھاکڑا ننگال پراجکٹوں، دیاس پروجکٹ اکائی۔ 1 اور اکائی۔2 اور توانائی مراکز، گرڈ ذیلی مراکز اور ترسیلی لائنوں کے نٹ ورک انتظامی رکھ رکھاؤ اور چلانے کا کام بھی کرتا ہے۔ بھاکڑا دیاس منتظمہ بورڈ کے بجلی مراکز پر پیدا ہونے والی توانائی اخراج نظام کے ذریعہ 400 کلو وولٹ، 220 کلو وولٹ، 132 کلو وولٹ، اور 66 کلو وولٹ ترسیلی لائنوں اور 24 کے۔ ایچ۔ وی۔ ذیلی مراکز کے ذریعہ 3,775 سرکٹ کلومیٹر تک پہونچایا جاتا ہے۔ بھاکڑا بیاس مینجمنٹ بورڈ کے بجلی پلانٹوں کا تنصیبی صلاحیت 2,799.25 میگاواٹ ہے۔

2000-1999 کے دوران ان پلانٹوں سے 12,012 ملین یونٹ بجلی کی پیداوار ہوئی ہے۔

توانائی مینجمنٹ مرکز

حکومت ہند نے اپریل 1989 میں توانائی مینجمنٹ مرکز (EMC) نئی دہلی قائم کیا۔ اس کا کام ہندستان کے مختلف توانائی اداروں میں اس میدان کے تجربوں کے تبادلے و اس میدان میں اطلاعات، تحقیق و تربیت اور بین الاقوامی تعاون سے متعلق کام کاج کے مرکز کی شکل میں کام کرنا ہے۔ مرکز آج کل کرناٹک کی صنعتوں کے لئے توانائی تحفظ پر مبنی بھارت جرمن تکنیکی تعاون پروگرام لاگو کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ مرکز توانائی اطلاعاتی خدمات قائم کر کے ان کی توسیع کر رہا ہے۔

قومی توانائی تربیتی ادارہ

قومی توانائی تربیتی ادارہ (NPTI) فرید آباد کا قیام 1980 میں ایک خود مختار تنظیم کی شکل میں کیا گیا۔ یہ ہندوستانی بجلی سیکٹر انسانی وسائل ترقی کے لئے ملک کی اعلیٰ تنظیم کی شکل میں کام کرتا ہے۔ اس کے نیویلی، درگاپور، بدر پور (نئی دہلی) اور ناگپور میں چار علاقائی توانائی تربیتی ادارے ہیں۔ یہ ادارے بجلی انجینئروں، آپریٹر و اور تکنیشینوں کے لئے حرارتی و پن بجلی پیداوار، بجلی نظام اور دوسرے متعلقہ میدانوں میں قلیل رطویل مدتی کئی تربیتی پروگرام چلاتا ہے۔ ادارہ اپنے 4 علاقائی اداروں کے ذریعہ حرارتی بجلی پلانٹ انجینئرنگ میں پوسٹ گریجویٹ ڈپلومہ کا کورس بھی چلاتا ہے۔ N.P.T.I کمپیوٹر پر مبنی خود تربیت تربیتی پیکیج (C.B.T) کے فروغ کا کام بھی کیا ہے جس کا استعمال کئی ریاستوں کے بجلی بورڈوں اور توانائی مراکز کر رہے ہیں۔

مرکزی توانائی تحقیق کا ادارہ

مرکزی توانائی تحقیق ادارہ (CPRI) بنگلور کا قیام 1960 میں ہوا تھا۔ 1978 میں اس کی تنظیم نو کر کے ذریعہ وزارت توانائی کے تحت ایک خود مختار سوسائٹی بنا دیا گیا یہ ادارہ ایک انتظامی جماعت کے ذریعہ چلایا جاتا ہے جس میں حکومت توانائی ادارے، صنعتوں اور اداروں کے نمائندے شامل ہیں۔ اس ادارے کے اہم مقاصد ہیں:۔ (1) توانائی انجینئرنگ کی تجرباتی تحقیق کیلئے قومی تجربہ گاہ کی شکل میں کام کرنا، (2) ملک میں بنے بجلی آلات کی تصدیق اور تجربے کے لئے آزاد اور غیر جانب دار ادارے کی شکل میں کام کرنا۔ (3) پیداوار ترقی کے لئے مظاہراتی تجربے، (4) استعمال کرنے والے اداروں اور صنعتوں سے متعلق مشکلات کے حل کے لئے مشورے دینا اور (5) توانائی نظام کے میدان میں متعلقہ معاملوں پر تحقیقی پروگراموں کو پیش کرنا۔

ادارے کے تحت کئی تحقیق تجربہ گاہیں و تجرباتی مراکز ہیں۔ اس ادارہ کا صدر دفتر بنگلور میں ہے اور دوسری شاخیں بھوپال، حیدرآباد، ناگپور، غازی آباد، ترواننت پورم و رائے چور میں ہیں۔

نجی سیکٹر کی شراکت

حکومت ہند نے توانائی پیداوار منصوبوں میں نجی سیکٹر کی شراکت کی اجازت کے لئے 1991 میں ایک پالیسی کا اعلان کیا۔ فروری 1995 میں حکومت ہند نے فیصلہ کیا کہ نجی سیکٹر کی توانائی سے متعلق کسی بھی تجویز پر مرکزی توانائی مقتدرہ (CEA) کے ذریعہ تب تک غور نہیں کیا جائے گا جب تک کہ بین الاقوامی مقابلہ جاتی بولی اصول کے تحت ٹینڈر کے ذریعہ پراجکٹ منظور نہ ہوا ہو۔

فی الوقت مرکزی حکومت 54,967 میگاواٹ کی پیداواری صلاحیت والی 95 نجی توانائی پراجکٹوں کی نگرانی کر رہا ہے۔ اس

کے علاوہ نجی سیکٹر میں کئی پراجیکٹ تیار ہوا ہے جن میں ریاستی حکومتوں کی منظوری ملی ہوئی ہے اور انہیں مرکزی توانائی مقتدرہ کی منظوری نہیں چاہئے۔ اب تک مرکزی توانائی مقتدرہ نے 29,375 میگاواٹ صلاحیت والی 57 نجی سیکٹر کی توانائی پراجکٹوں کو تکنیکی اقتصادی منظوری دی ہے۔

حکومت ہند نے 1994 میں کاؤنٹر گارنٹی کے لئے 8 پراجکٹوں کی پہچان کی۔ اس میں سے 7 پراجکٹوں کو کاؤنٹر گارنٹی دی جا چکی ہے جب کہ باقی ایک پراجکٹ کے معاملے میں ایک نجی توانائی منصوبے نے کاؤنٹر گارنٹی کی درخواست واپس لے لی ہے۔

ملک میں وسیع حرارتی بجلی گھروں کی تعمیر اور بڑی جسامت سے اقتصادی فائدے کی حوصلہ افزائی کے لئے ترمیم شدہ جامع توانائی پالیسی جاری کی گئی ہے۔ وسیع بجلی گھر پراجکٹوں کی شکل میں کئی پراجکٹوں کا انتخاب کیا گیا ہے۔ پاور ٹریڈنگ کارپوریشن (پی۔ ٹی۔ سی) طویل مدتی توانائی خرید معاہدہ (P.P.A) کے تحت میگا بجلی سے بجلی خریدنے اور پھر اسے انہیں معاہدے کے تحت استفادہ کرنے والی ریاستوں کو فروخت کے بااختیار کیا گیا۔ اس کے لئے میگا بجلی پراجکٹوں کو کچھ مالی رعایت دی گئی تا کہ محصول کم کئے جاسکیں۔

1995 میں حکومت نے مائع ایندھن پالیسی کا اعلان کیا تا کہ وہ چھوٹے توانائی پراجکٹوں کے ذریعہ سے قائم صلاحیت میں فوری اضافہ کرسکیں۔ اس پالیسی کے تحت مائع پرمبنی ایندھن جیسے نیپتھا ڈ، ایچ۔ پی۔ ایس، ایل۔ ایس۔ ایچ۔ ایس، ایچ۔ ایف۔ او، ایف۔ ریفائیزی فضلہ اور پیٹرولیم کوک سے 12,000 میگاواٹ اضافی صلاحیت تجویز پیش کی گئی۔ اس پالیسی کی ترمیم جولائی 1998 میں کی گئی۔ اس وقت نیپتھا کو چھوڑ کر باقی سبھی مائع ایندھن کو 12,000 میگاواٹ کی حد سے ہٹادیا گیا اور راوری مکسن او رکانڈہ سیٹ کو مائع ایندھن کے طور پر شامل کیا گیا۔

کوئلہ

کوئلہ ملک میں توانائی کا اہم ذریعہ ہے اور یہ ملک کی تجارتی توانائی کی کھپت کا تقریباً 67 فیصد پورا کرتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئلہ، فولاد اور کاربوکیمیکل صنعتوں میں کام آنے والا ضروری مادہ بھی ہے۔

کوئلہ ذخائر

ہندوستانی ارضیاتی سروے کے مطابق ہندستان میں یکم جنوری 2000 کو محفوظ کوئلے کا ذخیرہ 1,200 میٹر کی گہرائی تک رہ گیا۔ ہندوستانی زیر زمین سروے کے محکمہ کے اندازے کے مطابق کوئلے کا ذخیرہ 2,11,593.61 ملین ٹن تھا۔ مختلف ریاستوں میں کوئلے کے ذخائر کی تقسیم اس طرح ہے۔ جیسا کہ جدول 19.1 میں دکھایا گیا ہے۔

جدول 19.1 کوئلہ ذخائر کی تقسیم

(ملین ٹن میں)

ریاستیں	تصدیق شدہ	اشارتی	اخذ کیا گیا نتیجہ	کل
آندھرا پردیش	7,345.86	3,312.27	2,928.67	13,586.80
اروناچل پردیش	31.23	11.04	47.96	90.23
آسام	259.37	26.83	34.01	320.21

بہار	34,794.44	28,692.21	5,641.54	69.128.19
مدھیہ پردیش	13,010.55	22,148.83	8,339.93	43,429.71
مہاراشٹر	4,148.83	1,322.87	1,605.41	7,077.11
میگھالیہ	117.83	40.89	300.71	459.43
ناگالینڈ	3.43	1.35	15.16	19.94
اڑیسہ	11,140.04	22,754.96	16.553.65	50,448.65
اتر پردیش	765.98	295.82	-	1,061.80
مغربی بنگال	10,778.68	10,894.15	4,325.81	25,908.71
کل	82,395.94	89,500.82	39,696.85	211,593.61

پیداوار

سال2000-1999 کے دوران کوئلے کی پیداوار 300.09ملین ٹن (سی۔آئی۔ایل260.69 میٹرک ٹن۔ایس۔سی۔ سی۔ایل29.56 میٹرک ٹن اور صنعتوں کی کانوں سے 9.84 میٹرک ٹن) کان کنٹرول آرڈر 1945 کی جگہ کان کنٹرول آرڈر 200لاگو کیا گیا۔اس کے مطابق سبھی درجات کے کوئلے کی قیمت اور تقسیم پہلی جنوری2000 سے کنٹرول سے آزاد کردی گئیں۔ کوئلے کی تقسیم رابطہ اور اسپانسر شپ کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔توانائی اور سیمنٹ جیسی اقتصادی نظام کے اہم سیکٹروں کے لئے تقسیم نظام سہ ماہی بنیاد پر اسٹینڈنگ لنکیج کمیٹی کرتی ہے۔جس کی تشکیل وزارت کوئلہ کے ماتحت ہوتی ہے۔رابطے کے معاملے میں غیر اہم سیکٹر صارفین کول انڈیا لمٹیڈ کے دائرہ اختیار میں آتے ہیں۔سال99-1998اور2000-1999 کے دوران اقتصادی نظام کے اہم سیکٹروں میں کچے کوئلے کی کھپت جدول19.2 میں دکھائی گئی ہے۔

کوئلے کی تقسیم

کوئلے کی تقسیم کان کنٹرول آرڈر، 1945 کے مطابق کنٹرولر ہوتی ہے۔تقسیم کوئلہ کنٹرول کے ذریعہ کی جاتی ہے۔لیکن اگر کسی وجہ سے کوئلہ کنٹرولر ایسا نہ کرپائے تو کوئلہ کمپنیاں رابطوں رضانت کی بنیاد پر خود تقسیم کرسکتی ہیں۔معیشت کے اہم سیکٹروں جیسے بجلی اور سیمنٹ کے لئے مختصر مدتی رابطے کا تعین وزارت کوئلہ میں تشکیل ایک مستقل رابطہ کمیٹی کرتی ہے۔دوسرے رابطے کوئلہ کمپنیوں کے اختیار میں ہیں، جو مختلف ضمانتی اتھارٹیوں سے حاصل ہدایت کے مطابق واقعی صارفین کو کوئلہ مختص کرتی ہیں۔حکومت ہند نے کان کنٹرول آرڈر، 1945 میں اور ترمیم کی ہے۔جس کے مطابق کوکنگ کوئلہ، نان کوکنگ کوئلہ کی 'A' 'B' 'C' درجوں ہارڈ کوک اور سافٹ کوک کی قیمت اور تقسیم سے کنٹرول ہٹالیا گیا ہے۔معیشت کے اہم سیکٹروں کو 98-1997 اور 99-1998 میں مختص کوئلے کی تفصیل جدول19.2 میں دی گئی ہے۔

جدول19.2 کل مختص کوئلہ

(دس لاکھ ٹن میں)

سال	بجلی[1]	فولاد[2]	ریل	سیمنٹ	کھاد	دوسرے	کل

291.60	46.17	4.11	8.61	0.03	24.98	207.70	1998-99
302.65	46.81	3.30	9.25	0.01	21.90	221.38	1999-2000

1۔واشری مڈلنگ سمیت

2۔درآمد کے علاوہ

3۔عارضی

پراجیکٹس اور منصوبہ بندی

کول انڈیا لمیٹڈ (CIL) بورڈ کے ذریعہ 29 دسمبر 1997 کو منظور ترمیم شدہ اختیار منتقلی کے تحت CIL کے بورڈ آف ڈائرکٹرز 100 کروڑ روپے تک کی لاگت والے کوئلہ پراجیکٹوں کو منظوری دے سکتا ہے۔ جب کہ 50 کروڑ روپے تک کی لاگت والے کوئلہ پراجیکٹوں کو ناردن کول فیلڈ لمیٹڈ (NCL)، ویسٹرن کول فیلڈ لمیٹڈ (WCL)، ساؤتھ ایسٹرن کول فیلڈ لمیٹڈ (SECL) و مہاندی کول فیلڈ لمیٹڈ (MCL) کے بورڈ آف ڈائرکٹر منظوری دے سکتے ہیں۔ بشرطیکہ پراجیکٹ کو منظور پانچ سالہ اور سالانہ منصوبوں میں شامل کیا جانا چاہئے۔ اور ان کے لئے خرچ دستیاب ہونا چاہئے اور ضروری رقم کمپنی کے اندرونی وسائل سے حاصل کی جاسکتی ہے۔ اور منصوبے پر کیا گیا خرچ حکومت کے ذریعہ منظور سرمایہ بازار میں شامل ہو۔ ای۔سی۔ایل، بی۔سی۔سی۔ایل، بی۔سی۔ایل، اور سی۔ایم۔پی۔ڈی۔آئی۔ایل کے بورڈ کے ڈائرکٹر 50 کروڑ روپے تک کے کوئلہ پراجیکٹوں کو منظوری دے سکتے ہیں۔

1973 میں کوئلہ صنعت کے قومیائے جانے کے بعد سے مارچ 2000 تک 100 کروڑ یا اس سے زیادہ کے قرض کے ذریعہ منظور کئے گئے ہیں۔ دو کروڑ روپے یا اس سے زیادہ لاگت والے 699 کوئلہ پراجیکٹوں کو منظوری دی جا چکی تھی۔ ان پر کل ملا کر 26,062.36 کروڑ روپے کی اصل کاری ہوئی ہے۔ ان میں سے 468 کان کنی غیر کان کنی پراجیکٹس ہیں۔ 468 کان کنی پراجیکٹوں میں سے 351 پورے ہو چکے ہیں اور 117 پر مختلف مراحل میں کام چل رہا ہے۔ ان کوئلہ کان پراجیکٹوں کے پورا ہو جانے پر ان کی کل صلاحیت 368.04 کروڑ ٹن سالانہ ہوگی۔

کان کنی اور کان کنی ٹیکنالوجی

ہندوستان میں کوئلہ کان کنی کا کام تقریباً 200 برسوں سے ہو رہا ہے، لیکن 1973 میں کوئلہ صنعت کے قومیائے جانے کے بعد اس میں حقیقی اضافہ ہوا ہے۔ اس وقت ملک میں کوئلہ کی پیداوار خاص طور سے عوامی سیکٹر کی کمپنیوں، کول انڈیا لمیٹڈ اور سنگرونی کولریز کمپنی لمیٹڈ کے اختیار کے حلقے میں ہے۔ ٹسکو، اسکو DVCk اور بنگال المٹا کی کچھ کانیں ہی نجی سیکٹر میں ہیں۔ ملک کی کل کوئلہ پیداوار کا 90 فیصد کول انڈیا لمیٹڈ کے ذریعہ پیدا کیا جاتا ہے۔ اس کی کوئلہ پیدا کرنے والی سات معاون کمپنیاں ہیں، جن کے نام ہیں ایسٹرن کول فیلڈ لمیٹڈ (ECL) بھارت کوکنگ کول فیلڈ لمیٹڈ (BCCL) سینٹرل کول فیلڈ لمیٹڈ (CCL) ناردن کول فیلڈ لمیٹڈ (NCL) ساؤتھ ایسٹرن کول فیلڈ لمیٹڈ (SECL)، مہاندی کول فیلڈ لمیٹڈ (MCL) اور ویسٹرن کول فیلڈ لمیٹڈ (WCL) آٹھویں کو آپریٹیو کمپنی سینٹرل مائنس پلاننگ اینڈ ڈیزائن انسٹی ٹیوٹ لمیٹڈ (CMPDIL) ہے۔ جو منصوبہ بندی اور ڈیزائن ادارہ ہے۔ سنگرینی کولریز کمپنی لمیٹڈ مرکزی اور آندھرا پردیش حکومت کی جائنٹ وینچر ہے۔ تقریباً 76 فیصد کوئلہ کھلی کانوں سے نکلتا ہے۔ ڈریگ لائنس، شاویلس، ڈمپرس، ڈرلس وغیرہ کے استعمال سے یہ عمل پوری طرح سے مشینی بنا دیا گیا ہے۔ زیر زمین کانوں کی میکانیت کے لئے بھی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ کوئلہ کانوں کے زیادہ تر ساز و سامان ملک میں ہی دستیاب ہیں۔ اس

وقت 20 کوکنگ کول واشریز کام کر رہی ہیں، جن کی سالانہ صلاحیت 34.66 لاکھ ٹن ہے۔

کوئلہ تحفظ

کوئلہ تحفظ، کان کنی کی منصوبہ بندی کرنے اوران پر عمل کرنے کا لازی جزو ہے۔ کوئلے کے ذخائر سے ایک ہی جگہ سے زیادہ سے زیادہ کوئلہ نکال کر یہ مقصد پورا کیا جاتا ہے۔ ہندوستان میں مشینی کھلی کانوں سے کوئلہ نکالنے کی ٹیکنالوجی کافی مقبول ہے۔ ایک ہی جگہ کے کوئلہ ذخائر سے اس طرح سے کوئلہ نکالنے کا حصہ 90 فیصد تک رہتا ہے۔ ہندوستان میں کیونکہ کوئلے کے ذخائر زیادہ تر موٹی دراروں کی شکل میں پائے جاتے ہیں اور یہ اتھلی گہرائیوں میں ہوتے ہیں۔ اس لئے زیادہ سے زیادہ کوئلہ حاصل کرنے کے لئے زیرزمین کان کنی کی خصوصی تکنیک کو ترقی دی جارہی ہے۔ سنگرینی کولریز کمپنی لمٹیڈ کی کانوں میں بلاسٹنگ گیلری طرز کا کامیابی کے ساتھ استعمال کیا جارہا ہے۔ کول انڈیا لمٹیڈ اور سنگرینی کولریز کمپنی لمٹیڈ کی کانوں میں کان کنی کی لانگ وال تکنیک اپنائی گئی ہے۔ جس سے زیادہ مقدار میں کوئلہ نکلتا ہے۔ آسام میں مارگھیریٹا علاقے کی موٹی اور ڈھلان دار دراروں میں شیلڈ مائننگ طرز آزمایا گیا ہے۔ روایتی طریقے سے کوئلہ حاصل کرنے کا فیصد 32 سے 35 فیصد رہتا تھا، جو شیلڈ مائننگ طرز سے 70 فیصد تک ہوگیا ہے۔

کوئلہ کان تحفظ اور ترقی ایکٹ، 1974 میں کوئلہ تحفظ، کوئلہ کانوں میں نئی ٹیکنالوجی کی ترقی راستعمال، کانوں میں حفاظت اور کان کنی کاموں میں تعاون جیسی سرگرمیوں کا خرچ چلانے کے لئے کوئلہ کی ترسیل پر آبکاری محصول لگانے کا اہتمام ہے۔ مستقل سائنسی اور تحقیق کمیٹی اور اس کی چار ضمنی کمیٹیوں کی دیکھ ریکھ میں کوئلہ سیکٹر میں مختلف تحقیقی اور ترقیاتی سرگرمیاں چلتی ہیں۔ پیداوار، پیداواری، حفاظت، کوئلہ تیاری، کوئلے کا استعمال، ماحول اور ماحولیات کے میدان میں عملی تحقیق کی جاتی ہے۔

حفاظت اور فلاح

کوئلہ صنعت میں حفاظت کا معیار بہتر بنانے کے لئے کی گئی خصوصی کوششوں کے نتیجے میں ہر 10 لاکھ ٹن کوئلے کی پیداوار پر حادثے میں ہونے والی اموات کی شرح 1999 کے دوران کم ہو کر کول انڈیا لمٹیڈ میں 0.37 و سنگرینی کولریز کمپنی لمیٹڈ میں 0.81 رہ گئی۔ حفاظت کے بارے میں ایک مستقل کمیٹی کانوں کے حفاظتی معیار کا باقاعدگی سے مطالعہ کرتی ہے۔

کوئلہ صنعت میں 7 لاکھ سے زیادہ مزدور کام کر رہے ہیں اور قومیانے کے بعد ان کی فلاح کے لئے مکان، پانی کی فراہمی، طبی اور تعلیمی سہولیات وغیرہ میں سدھار پر زیادہ زور دیا جارہا ہے۔

لگنائٹ

ملک میں تقریباً 2,936 کروڑ ٹن لگنائٹ کے ذخائر ہیں۔ اس میں سے 330 کروڑ ٹن لگنائٹ نیولی لگنائٹ علاقے میں ہیں۔ جو تامل ناڈو کے آرکوٹ ضلع میں ہے۔ پایا جاتا ہے۔ موجودہ کان کنی پیمانوں کے مطابق اس میں سے 200 کروڑ ٹن کی کان کنی کی جاسکتی ہے۔ تامل ناڈو کے ترچی ضلع میں جیمکونڈم میں تقریباً 116.7 کروڑ ٹن لگنائٹ کا ذخیرہ پایا گیا ہے۔ منارگڑی دویرانم کے مشرقی علاقے میں بالترتیب 19,500، 1,420 کروڑ ٹن کے ذخیرے پائے گئے ہیں۔ راجستھان، گجرات، جموں و کشمیر میں بالترتیب 1,496، 1,505 اور 128 کروڑ ٹن لگنائٹ کے ذخائر ہیں۔

نیولی میں لگنائٹ ذخائر سے لگنائٹ کی کان کنی نیولی لگنائٹ کارپوریشن لمٹیڈ کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ 1956 میں ایک نجی لمٹیڈ کمپنی کو حکومت ہند نے پوری طرح سے اپنے قبضے میں کرلیا تھا جسے 7 مارچ 1986 کو عوامی لمٹیڈ کمپنی میں تبدیل کردیا گیا ہے۔ اس عرصے میں اس نے کافی مہارت حاصل کرلی ہے اور لگنائٹ کان کنی کے میدان میں و ملک میں لگنائٹ پر مبنی بجلی پیداوار کے

میدان میں اہم تنظیم بن کر ابھری ہے۔ اس کارپوریشن کے مربوط کامپلکس میں دو لگنائٹ کی کانیں، دو حرارتی بجلی گھر، ایک کھاد پلانٹ، وایک بریکیٹنگ وکاربنائزیشن پلانٹ کام کر رہے ہیں۔

کارپوریشن نے 2000-1999 کے دوران 175.51 کروڑ ٹن لگنائٹ، 13,304.74 کروڑ یونٹ بجلی، 17,204 ٹن یوریا اور 1.22,900 ٹن کوک کی پیداوار کی۔

غیر روایتی توانائی کے ذرائع

ہندوستان میں 1970 کی شروعات میں غیر روایتی توانائی یا لائق تجدید توانائی ذرائع کے زیادہ سے زیادہ استعمال کی اہمیت سمجھی گئی۔ گزشتہ چوتھائی صدی کے دوران مختلف سیکٹروں میں استعمال کے لئے لائق تجدید توانائی کی مختلف ٹیکنالوجی کے فروغ، تجربے اور استعمال کی سمت میں اہم کوششیں کی گئیں۔ ہندوستان اب لائق تجدید توانائی کے بڑے پروگرام چلانے والے ملکوں میں سے ایک ہے۔ اس میں بایوگیس بایوماس، شمسی توانائی، ہوا کی توانائی، چھوٹی پن بجلی، اور دوسری ابھرتی ٹیکنالوجی سے متعلق پروگرام شامل ہیں۔ کئی لائق تجدید توانائی سسٹم اور مصنوعات اب عملی شکل میں دستیاب ہیں اور رکاز ایندھن کے مقابلے میں کم خرچ والے ہیں۔ 1992 میں بنی غیر روایتی توانائی ذرائع وزارت غیر روایتی / لائق تجدید توانائی سے متعلق مالی فروغ، صنعتی صلاحیت کی تعمیر، مظاہرے وتجارتی پروگراموں کو فروغ، تحقیق اور ترقی وٹیکنالوجی ترقی، سرمائے کا تحفظ، انسانی وسائل ترقی اور بین الاقوامی معاملوں سے متعلق سبھی پہلوؤں سے جڑی پالیسی کا تعین، منصوبہ بندی، فروغ، اور رابطے کا کام کرتی ہیں۔

ہندوستان لائق تجدید توانائی کے میدان میں دنیا کے سب سے بڑے پروگراموں میں سے ایک پر عمل درآمد کر رہا ہے۔ جس میں بہتر چولھے، بایوگیس پلانٹ، جلدی اگنے والے ایندھن درخت کی قسمیں، بایوماس گیسی فائرس، شمسی حرارتی وشمسی فوٹو وولٹک نظام، ہوا کی توانائی فارم، ہوا پر مبنی ملیں، بایوماس پر مبنی مشترکہ پیداوار چھوٹے اور بہت چھوٹے پن بجلی نظام، شہری بلدیاتی اور صنعتی کچرے سے توانائی حاصل کرنا، ہائڈروجن توانائی، سمندری توانائی، ایندھن سیل، الکٹرو انس اور گیسوہل شامل ہیں۔ تحقیق و ترقی، ٹیکنالوجی ترقی اور مظاہرے کے پروگرام چلائے جا رہے ہیں۔ ان کی بنیاد پر کئی لائق تجدید توانائی سسٹم و پیداوار نہ صرف تجارتی شکل میں دستیاب ہیں بلکہ رکاز ایندھن کے مقابلے کم خرچیلے ہیں۔ لائق جدید توانائی سسٹم اور پیداوار کے لئے ایک جامع گھریلو پیداوار کی بنیاد تیار ہوگئی ہے۔ ہندوستان فوٹو وولٹیک (پی۔وی) سنگل کرسٹل سلیکان سولر سیل پیدا کرنے والا دنیا کا تیسرا ملک ہے۔

ہندوستان میں آج لائق تجدید توانائی کے غیر روایتی ذرائع کے استعمال کے لئے ٹیکنالوجی کی ترقی کی ایک بہت بہتر تحقیقی و ترقی کی بنیاد ہے۔ غیر روایتی توانائی کے آلات کے ڈیزائن، اس کی صنعت اور فراہمی کے لئے ملک میں مینوفیکچرنگ بنیادی ڈھانچے اور مشاورتی خدمات ملک میں ابھری ہیں۔ ان میں عوامی اور نجی دونوں ہی سیکٹروں میں چھوٹی، درمیانی ربڑی صنعتیں شامل ہیں۔ ہندوستان اب اس سیکٹر میں اپنا سامان، تکنیکی مہارت اور خدمات خاص طور سے ترقی پذیر ملکوں کو فراہم کرنے کی حالت میں ہے۔ بایوگیس پلانٹوں کی تعمیر کے لئے کئی ترقی پذیر ممالک کو تکنیکی رہنمائی وتعاون فراہم کرایا گیا ہے۔ برآمد کئے جانے والے سامان میں شمسی فوٹو وولٹانک سسٹم، حرارتی تجربوں کے لئے پرت چڑھی خصوصی چادریں اور شمسی کوکر شامل ہیں۔ ہندستان میں بنے پون ٹربائن اور ٹربائن کے پرزے یوروپ، آسٹریلیا اور سری لنکا کو درآمد کئے گئے ہیں۔ سوئزرلینڈ، انڈونیشیا، اور امریکہ جیسے ملک گیسی فائیر کے ہندستانی ڈیزائن سے کافی متاثر ہوئے ہیں۔ بایوماس گیسی فائر کی تعمیر کی تکنیکی جانکاری سوئٹزرلینڈ کی ایک نجی کمپنی کو فراہم کی گئی ہے۔ ہندوستانی سائنس دانوں اور انجینئروں نے اقوام متحدہ ترقی پروگرام، یونیسکو، یونیڈو جیسی اقوام متحدہ

کی تنظیموں اور ایسی ہی دوسری تنظیموں کے ذریعہ غیر روایتی رلائق تجدید توانائی کے مختلف پہلوؤں سے متعلق مشاورتی خدمات مہیا کرائی ہیں۔

کامیابیاں

ہندوستان میں لائق تجدید توانائی سے متعلق دنیا کا سب سے بڑا پروگرام چل رہا ہے۔ اب یہ واضح ہو گیا ہے کہ لائق تجدید توانائی کے ذرائع اپنی ابدی فطرت اور ماحول سے مناسبت کی خصوصیت کی وجہ سے مستقل توانائی ترقی کی بنیاد فراہم کرا سکتا ہے۔ گزشتہ دو دہائیوں کے دوران گاؤوں اور شہروں میں کئی لائق تجدید توانائی ٹیکنالوجی کو فروغ دیا گیا۔ کچھ کامیابیوں کو تخمینی صلاحیت کے ساتھ جدول 19.3 میں ظاہر کیا گیا ہے۔

جدول 19.3

قابل تجدید توانائی صلاحیت اور فراہمی

نمبر شمار	ذرائع رسسٹم	تخمینی صلاحیت	31-3-2000 کو صورت حال
1-	بایو گیس پلانٹ (تعداد)	120 لاکھ	30 لاکھ
2-	بہتر چولہے (تعداد)	12 کروڑ	320 لاکھ
3-	سولر واٹر ہیٹنگ سسٹم		5,00,000 مربع میٹر (کلکٹر ایریا)
4-	کھوئی پر مبنی مشترک پیداوار	20 میگاواٹ رمربع کیلومیٹر	57 میگاواٹ (13 میگاواٹ درآمد سمیت)
5-	بایوماس پاور	19,500 میگاواٹ	
	(I) بایوماس گیسی فائرس پر منحصر بجلی پیداوار		34 میگاواٹ
	(ii) بایوماس کمبوشن گیسی فائر پر مبنی بجلی پیداوار (اکیلے اپنے استعمال والے)		39 میگاواٹ
	(iii) گنے کی بھوسی پر مبنی ذیلی پیداوار		183 میگاواٹ
6-	ہوائی توانائی	20,000 میگاواٹ رمربع کلومیٹر	1167 میگاواٹ
7-	چھوٹی پن بجلی	10,000 میگاواٹ	217 میگاواٹ (3 میگاواٹ صلاحیت تک)
8-	سولر فوٹو وولٹک توانائی		1.16 میگاواٹ گرڈ سے تعلق (884 کلوولٹ گرڈ سے غیر متعلق)

-9	مربوط دیہی توانائی پروگرام		860 بلاک
-10	توانائی پارک		189 تعداد
-11	ہوا کے پمپ		637 تعداد
-12	ایروجنریٹر/ہائبرڈ سسٹم		75 کلوواٹ
-13	شمسی پی وی پمپ		3,400 تعداد
-14	شمسی کوکر		4,90,000 تعداد
-15	فضلے سے حاصل توانائی	1,700Mwe	15.21 کلوواٹ

دیہی توانائی

دیہی علاقوں میں 30 لاکھ فیملی بایوگیس پلانٹ اور 3 کروڑ 20 لاکھ ترقی یافتہ چولھوں کو لگانے کے ساتھ ہی کھانا پکانے کی توانائی کے میدان میں ایک بڑی کامیابی حاصل کی گئی ہے۔ اس میدان میں ہندوستان سے آگے صرف چین ہی ہے۔ اب تک کل صلاحیت کا تقریباً ایک چوتھائی کا ہی استعمال کیا گیا ہے۔ اس وقت بایوگیس پلانٹوں ترقی یافتہ چولھوں کے استعمال سے ہر سال دو کروڑ ٹن ایندھن کی لکڑی کی بچت کی جارہی ہے۔ اس کے علاوہ خرچیلی اور ماحولیات کو نقصان پہنچانے والی کیمیائی کھادوں کی جگہ استعمال کے لئے بایوگیس پلانٹ 38 لاکھ ٹن نامیاتی کھاد کی پیداوار کررہے ہیں۔ جو 8.5 لاکھ ٹن یوریا کے سالانہ کے برابر ہے۔

قومی بایوگیس ترقی پروگرام

خاندانوں کے لئے بایوگیس پلانٹوں کو فروغ دینے کے لئے قومی بایوگیس ترقی پروگرام 82-1981 میں شروع کیا گیا تھا۔ اس کا مقصد گاؤوں میں صاف اور سستے توانائی کے ذرائع دستیاب کرانا، کیمیائی کھادوں کے استعمال میں ضمنی طور پر زرخیز نامیاتی کھاد تیار کرنا، صفائی ستھرائی کی حالت بہتر بنانا اور عورتوں کو چاکری سے آزادی دلانا ہے اس پروگرام کے تحت کھادی وگرام ادیوگ کے تیرتے ہوئے ڈرم والا، منجمد ڈوم کی طرح کار برائز ڈ نائلون کے کپڑے سے بنا اور آسانی سے لے جاسکنے والا تھیلا نما ڈائجسٹر جیسے تین قسم کی ڈیزائنوں والے بایوگیس پلانٹ بنائے جارہے ہیں۔ اس پروگرام کی سب سے قابل ذکر خصوصیت یہ ہے کہ گاؤوں میں رہنے والے، گوبر، رسوئی کے کچرے، جل کھمبی وغیرہ سڑنے والے نامیاتی مادوں کے ساتھ ساتھ آدمی کے فضلات کو بھی بھرائی مادے کی صورت میں قبول کرنے لگے ہیں۔

بایوگیس پروگرام، ریاستی حکومتوں اور یونین علاقوں کی انتظامیہ، ریاستوں کی کارپوریٹ اور رجسٹرڈ جماعتیں، کھادی و دیہی صنعت، ممبئی اور قومی ڈیری ترقی بورڈ، گجرات کے ذریعہ چلایا جاتا ہے۔ غیر سرکاری تنظیموں کو بھی اس پروگرام کے عمل درآمد کے لئے ہدف دئے جاتے ہیں۔ دیہی علاقوں میں بایوگیس ٹیکنالوجی کے استعمال کی بڑی پیمانے پر شہرت کے لئے وزارت صارفین کو مالی اعانت اور مالی مدد دینے کے ساتھ ساتھ کاراندازوں، کارپوریٹ جماعتوں اور غیر سرکاری تنظیموں کو بھی پہلے تین برسوں تک مفت دیکھ ریکھ اور سروسنگ وارنٹی سمیت، ٹرن کی، بنیاد پر بایوگیس پلانٹوں کو لگانے کے لئے بھی مالی امداد فراہم کررہا ہے۔ صاف بیت الخلاء وغیرہ سے جڑے بایوگیس پلانٹوں اور ڈیزل بچانے پر اضافی اعانت بھی دی جاتی ہے۔ ریاستی حکومتوں اور دوسری عمل درآمد ایجنسیوں کو مختلف سطحوں پر تنظیمی تربیت کے لئے ہدف سے جڑی سروس اجرت بھی دی جاتی ہے۔ تکنیکی امدادی اکائیاں 9

مقامات پر قائم کی گئی ہیں۔ جو نامرکزی طور پر تکنیکی و تربیتی امداد فراہم کر رہی ہیں۔ اس کے علاوہ 15 بایوگیس توسیعی مراکز کے قیام کو بھی منظوری دی گئی ہے۔ زرعی ترجیح والے علاقوں کو اسکیموں کے تحت بایوگیس پلانٹوں کے قیام کے لئے تجارتی اور کوآپریٹیو بینک قرض مہیا کرا رہے ہیں۔ قومی زرعی و دیہی ترقی بینک، بایوگیس پلانٹوں کے لئے تقسیم کی جانے والی رقم کے لئے بینکوں کو آٹومیٹک سرمایہ بازفراہمی سہولت مہیا کر رہا ہے۔

خاندانوں کے لئے بایوگیس پلانٹوں کے علاوہ، مختلف صنعتوں کے لئے کیونٹی، ادارہ جاتی اور فضلات پر مبنی بایوگیس پلانٹ بھی لگائے جا رہے ہیں۔ یہ اسکیم ریاستی حکومتوں کی مرکزی ایجنسیوں وغیرہ سرکاری تنظیموں کے ذریعہ چلائی جا رہی ہے۔ ایسے پراجیکٹوں سے ہندوستانی لائق تجدید توانائی ایجنسی، سودی اعانت فراہم کر رہی ہے۔

1999-2000 کے آخر تک کل ملا کر 30 لاکھ بایوگیس پلانٹ لگائے جا چکے تھے جو اندازے کے مطابق ہر سال 30 لاکھ ٹن ایندھن لکڑی کے برابر ایندھن گیس کی پیداوار کرتے ہیں۔ جس کی قیمت تقریباً 4 ارب 35 کروڑ روپے ہے۔ اس کے علاوہ یہ پلانٹ ہر سال 8.5 کروڑ دس لاکھ ٹن زرخیز نامیاتی کھاد تیار کر رہے ہیں، جس سے کیمیائی کھادوں کی کمی دور ہوتی ہے اور مٹی کی زرخیزی بڑھتی ہے۔ تحقیق اور ترقی ٹیکنالوجی میں بہتری و بایوگیس پلانٹوں کی قیمت کو کم کرنے کے لئے کوششیں جاری ہیں۔ ملک کی ٹھنڈی آب و ہوا والے علاقوں میں استعمال کے لئے مناسب ٹیکنالوجی کو بھی ترقی دی جا رہی ہے۔

قومی ترقی یافتہ چولھا پروگرام

قومی ترقی یافتہ چولھا پروگرام 1984-85 میں شروع کیا گیا تھا۔ اس پروگرام کا مقصد ایندھن کی بچت، رسوئی گھروں سے نکلنے والے دھوئیں کو ختم کرنا، جنگلوں کو تباہی اور ماحولیات کی پست کاری پر روک لگانا، گاؤں میں عورتوں کی چاکری کو کم کرنا اور ان کی صحت کے خطرے کو کم کرنا و روزگار کے مواقع بڑھانا ہے۔ تحقیق اور ترقی کی مسلسل کوششوں کے نتیجے میں، طرح طرح کے ترقی یافتہ /بغیر دھوئیں کے چولھے تیار کئے گئے ہیں۔

یہ مستحکم اور اٹھائے جا سکنے والے، دونوں ہی قسم کے ملتے ہیں۔ روایتی چولھوں کی 10-8 فیصد صلاحیت کے مقابلے میں ترقی یافتہ چولھوں کی کمترین حرارتی صلاحیت 25-20 فیصد ہوتی ہے۔ کوالٹی اور ٹکاؤپن کے تعین کے لئے ہندوستانی معیار بیورو نے پورٹیبل چولھوں کے لئے آئی۔ ایس۔ آئی نشان والی اسکیم شروع کی ہے۔ مختلف مقامات پر واقع آٹھ تکنیکی امدادی اکائیاں ہندوستانی معیار بیورو و تجرباتی مراکز کے طور پر کام کرتی ہیں۔ اس پروگرام کو کثیر ایجنسی سسٹم کے ذریعہ چلایا جاتا ہے۔ جس میں ریاستوں کے نوڈل محکمے، ریاستوں کی نوڈل ایجنسیاں و کارپوریٹ جماعتیں و ساتھ ہی کھادی و دیہی صنعت کارپوریشن، قومی ڈیری ترقی بورڈ اور غیر سرکاری تنظیمیں بھی شامل ہوتی ہیں۔ غیر روایتی توانائی ذرائع کی وزارت صارفین اور عمل درآمد ایجنسیوں، دونوں ہی کو مالی و تکنیکی امداد فراہم کراتی ہے۔

1999-2000 کے آخر تک کل ملا کر 3 کروڑ 20 لاکھ ترقی یافتہ چولھے لگائے جا چکے ہیں۔ امید ہے کہ ان سے ہر سال 100 لاکھ ٹن سے زیادہ جلائی جانے والی لکڑی کی بچت کے ساتھ ساتھ عورتوں کی مشقت کم ہوگی، ان کی صحت بہتر ہوگی، جنگلوں کی تباہی پر روک لگے گی۔

مربوط دیہی توانائی پروگرام

مربوط دیہی توانائی پروگرام 7ویں پانچ سالہ منصوبے کے دوران منتخبہ ریاستوں میں ایک رہنما منصوبے کے طور پر شروع کیا

گیا تھا۔ اس پروگرام کے مقاصد۔ کھانا پکانے، گرمی فراہم کرنے اور روشنی کا بندوبست کرنے کی بنیادی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے توانائی کا انتظام کرنا ہے۔ پروگرام میں مقامی طور پر دستیاب وسائل کا کمزور طبقوں کے لئے زیادہ سے زیادہ استعمال پر اور دیہی علاقوں کی اقتصادی ترقی میں اہم کھپت کی شکل میں توانائی کے اہتمام پر زور دیا جا رہا ہے تا کہ نامرکزیت ترقی کے عمل میں تیزی لانے کے ساتھ ساتھ روزگار، پیداواری اور آمدنی میں اضافہ ہو۔

اب یہ پروگرام 19 ریاستوں میں 860 بلاکوں اور 19 ریاستی سطح کی تکنیکی تعاون اکائیاں اور 171 ضلعی سطح کی تکنیکی تعاون اکائیاں کو منظوری ملی ہے۔ اس کے علاوہ بلاک سطح کے 22 قومی پائلٹ منصوبوں کو بھی اس پروگرام کے تحت گاؤں باکولی (دہلی)، لکھنؤ (اتر پردیش)، بنگلور (کرناٹک)، کھیڑا ضلع (گجرات) اور شیلانگ (میگھالیہ) میں قومی و علاقائی تربیتی و تحقیقی اور ترقی اداروں کو منظوری دی گئی ہے۔ اور دہلی و لکھنؤ کے دو مراکز کام کرنے لگے ہیں۔ ان دو مراکز نے کئی تربیتی پروگرام منعقد کئے ہیں۔

مخصوص علاقہ مظاہرہ پروگرام

1992-93 میں شروع ہوا تھا اور اس کا مقصد سنگلاخ و دور دراز علاقوں، پہاڑی علاقوں، جزیروں و دوسرے ایسے مشکل مقامات پر جہاں بجلی نہیں پہنچی ہو لائق تجدید اور غیر روایتی توانائی نظام کا مظاہرہ کرنا تھا، تا کہ وہاں کے رہنے والوں کو توانائی سے متعلق ضرورتوں کی فراہمی ہو سکے۔ اس مظاہرہ پروگرام کے علاوہ، توانائی پارک اسکیم نام سے ایک اور اسکیم شروع کی گئی ہے، جس میں اسکولوں، کالجوں، یونیورسٹی، آئی آئی ٹی وغیرہ کو شامل کرنے کا اہتمام کیا گیا۔ تا کہ ان پارکوں کا فائدہ طلباء برادری کو مل سکے۔ 31 مارچ 2000 تک 189 توانائی پارک منظور کئے جا چکے ہیں۔

شمسی توانائی

ہندوستان کو ہر سال 5,000 کھرب کلوواٹ شمسی توانائی حاصل ہوتی ہے۔ ملک کے بیشتر حصوں میں ہر سال تین سو دن دھوپ چمکتی رہتی ہے۔ فی مربع کلومیٹر علاقے میں 20 میگاواٹ شمسی توانائی پیدا کی جا سکتی ہے۔ اس وقت شمسی توانائی کو دو مختلف ذرائع سے استعمال میں لایا جا رہا ہے۔

شمسی حرارتی ذریعہ اور شمسی فوٹو وولٹیک ذریعہ۔ گھریلو تحقیق اور ترقی کی بنیاد پر سیلوں اور پینلوں کی تعمیر کی ٹیکنالوجی کی ترقی اور اسے تجارتی شکل دی گئی ہے۔ ہندوستان ان 6 ملکوں میں سے ایک ہے جنہوں نے پولی سلکان مادے کی تعمیر کی ٹیکنالوجی تیار کی ہے۔ ہر سال 11 میگاواٹ کی ماڈیول پیداوار کی سطح حاصل کر لی گئی ہے جو عالمی پیداوار کی 6 فیصد ہے۔ سیل، ماڈیول و سسٹم کی پیداوار میں تقریباً 75 کمپنیاں لگی ہوئی ہیں شمسی کوکر اور شمسی واٹر ہیٹر جیسے شمسی حرارتی سسٹم کی مقامی پیداوار میں 100 سے زیادہ کمپنیاں شامل ہیں۔

شمسی حرارتی توانائی پروگرام

شمسی توانائی کو سورج کی حرارت کو جمع کرنے والے (COLLECTOR) آلات اور رسیوروں سے حرارتی توانائی میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ مختلف سیکٹروں میں حرارتی توانائی کی بڑھتی ہوئی مانگ کو دیکھتے ہوئے شمسی توانائی آلات کے استعمال کی وسیع گنجائش ہے۔ شمسی توانائی آلات کا استعمال پانی گرم کرنے، جگہ گرم کرنے، کھانے پکانے، سکھانے، پانی کو نمک سے صاف کرنے، صنعتی حرارت عمل، صنعتی استعمال کے لئے بھاپ پیدا کرنے اور توانائی پیدا کرنے کے استعمال، ریفریجریشن نظام کو

چلانے وغیرہ کے لئے کیا جاتا ہے۔ان آلات کو تین درجات میں تقسیم کیا گیا ہے۔100 ڈگری سینٹی گریٹ تک گرم کرنے والے نچلے گریڈ کے آلات ، 100 ڈگری سینٹی گریڈ سے 300 ڈگری سینٹی گریڈ کے بیچ درمیانی گریڈ کے شمسی حرارتی آلات اور 300 سینٹی گریڈ سے اوپر کے لئے اونچی حرارت والے شمسی حرارتی آلات۔شمسی حرارت جمع کرنے والے آلات اور صحیح ڈیزائن والے رسیوروں کی مدد سے شمسی توانائی کے استعمال سے 1000 ڈگری سینٹی گریڈ تک کی حرارت پر بھاپ پیدا کی جاسکتی ہے۔

شمسی واٹر ہیٹروں، شمسی کوکروں، شمسی ڈرائروں وغیرہ جیسے نچلے گریڈ کے شمسی حرارتی آلات کو ملک میں ترقی دی گئی ہے۔ اوران کا مختلف کاموں میں استعمال کیا جارہا ہے۔50 لیٹر روزانہ سے لے کر 2,10,000 روزانہ تک کی صلاحیت والے واٹر ہیٹر کو ملک میں قائم کیا جاچکا ہے۔ان کا گھریلو، صنعتی اور تجارتی استعمال کیا جارہا ہے۔ یہ سبھی ٹیکنالوجی ہندوستانی سائنس دانوں نے ملک میں ایجاد کی ہیں۔

شمسی توانائی کے استعمال کے میدان میں شمس حرارتی ٹیکنالوجی اب مختلف طرح کے استعمال کے لئے آسانی سے اپنائی جارہی ہے۔اب تک تقریباً 5,00,000 مربع میٹر کلکٹر علاقہ قائم کیا جاچکا ہے۔جس میں تقریباً 50,000 گھروں میں 50-100 لیٹر صلاحیت کے گھریلو واٹر ہیٹر سے لے کر روزانہ 2,40,000 لیٹر تک کی پانی گرم کرنے کی صلاحیت والے صنعتی اور تجارتی سسٹم شامل ہیں۔پانچ لاکھ سے زیادہ صندوق نما شمسی کوکر کا بھی استعمال کیا جارہا ہے۔

کھانا بنانے کے لئے دنیا کی سب سے بڑے شمسی بھاپ نظام برہما کماریوں، کے ذریعہ راجستھان کے ماؤنٹ آبو میں قائم کیا گیا ہے۔اور یہ اپریل 1999 سے اچھی طرح کام کررہا ہے۔

توانائی کی کھپت گھٹانے اور عمارتوں میں آرام دہ حالات میں بہتری لانے کے لئے حرارت کو برداشت کرنے والے فن تعمیر کو استعمال کرنے کی زوردار کوششیں کی جارہی ہیں۔سبزیوں، پھولوں وغیرہ کو ٹھنڈی آب وہوائی علاقوں میں اگانے کے لئے گرین ہاؤس ٹیکنالوجی بھی کامیابی کے ساتھ تیار کی گئی ہے۔اور بازار میں لائی گئی ہے۔وزارت نے بازار فراہم کرنے کے لئے حال میں کوششیں شروع کی ہیں۔اہم شہروں اور قصبوں میں ''آدتیہ شمسی دکانیں'' کھولی جارہی ہیں اور اس کے لئے وزارت ریاستی نوڈل ایجنسیوں/پیداکاروں صانع تنظیموں اور غیر سرکاری تنظیموں کو مالی اور تنظیمی امداد دے رہی ہے۔ یہ دوکانیں، آلات کی فروخت، ان کے رکھ رکھاؤ و مرمت واطلاعات کی تقسیم کا کام کررہی ہے۔

شمسی فوٹو وولٹیک پروگرام

شمسی فوٹو وولٹیک ٹیکنالوجی سے شمسی شعاریزی کو بجلی میں بدلنے میں مدد ملتی ہے۔اس میں ٹربائن وغیرہ جیسے متحرک پرزوں کے استعمال کی ضرورت نہیں ہوتی۔نہ صرف روشنی، واٹر پمپنگ اور ٹیلی مواصلات جیسے استعمال کے لئے بلکہ گاؤں، اسپتالوں ،لاجوں وغیرہ کی بجلی سے متعلق ضرورتوں کو پورا کرنے والے بجلی پلانٹوں کے لئے بھی فوٹو وولٹیک نظام کارآمد توانائی ذرائع کی شکل میں ابھرا ہے۔

تقریباً 57 میگاواٹ کے 7,00,000 سے زیادہ فوٹو وولٹیک سسٹم قائم کئے جاچکے ہیں (اس میں برآمدات بھی شامل ہیں) دیہات، دور دراز کے علاقے کمرشیل مقاصد، مکان اور سڑک پر روشنی/پانی کے پمپ اور دیہی ٹیلی مواصلات کے لئے 32 الگ الگ طرح کے نظام کام کررہے ہیں۔شمسی توانائی سے 3,88,000 گھروں میں بجلی اور پمپ سے پانی کی سہولتوں کا استعمال ہورہا ہے۔تقریباً 1,90,000 ریڈیو ٹیلیفون بھی شمسی کا توانائی سے چل رہے ہیں۔ایس۔وی۔پی پروگرام کے تحت مارچ

دیہی بجلی کرن کی پیش رفت

گاؤں کا بجلی کرن
(مجموعی)

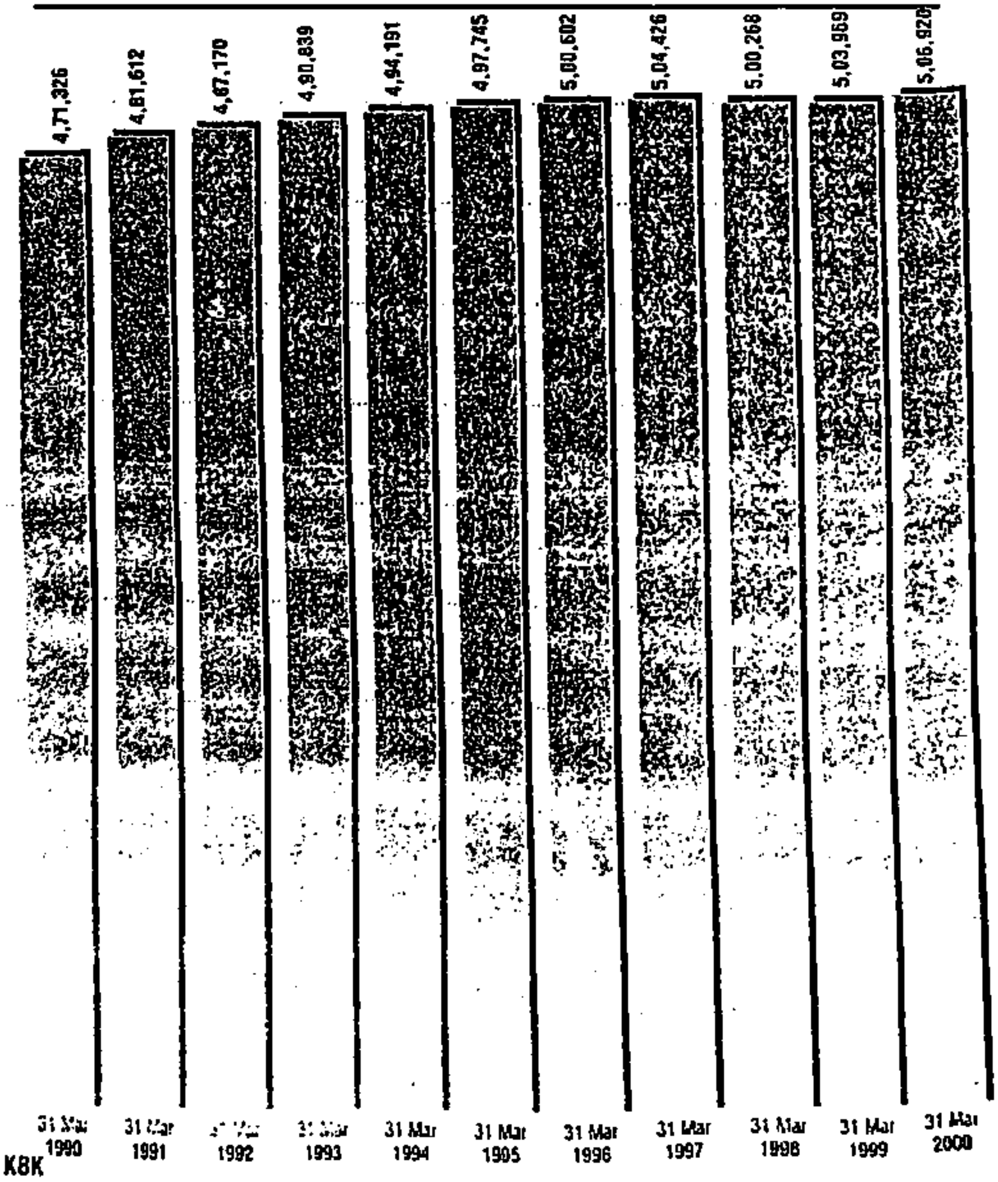

2000 تک 2,78,000 شمسی لالٹینیں، 1,10,000 گھروں میں بجلی کا انتظام، سڑکوں پر 39,000 لائٹیں، 3,400 پانی کے پمپ، کل ایک میگاواٹ کی صلاحیت والے بنا گرڈ کے بجلی پلانٹ قائم کردئے گئے تھے۔

لائق تجدید ذرائع سے توانائی

لائق تجدید اشیا سے 1,700 میگاواٹ سے زاید کی بجلی پیداواری صلاحیت جوڑی جاچکی ہے۔ بیشتر لائق تجدید توانائی صلاحیت تجارتی پراجکٹ سے حاصل کی جاتی ہے۔ لائق تجدید توانائی کے چار اہم میدان میں جن سے بجلی حاصل کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں یہ ہیں۔ ہوائی توانائی، چھوٹی پن بجلی، بایوماس اور شمسی توانائی

ہوا کی توانائی

ہندوستان میں ہوا کی توانائی صلاحیت کا کم سے کم 20,000 میگاواٹ کا اندازہ لگایا گیا ہے۔ لیکن ممکنہ ریاستوں میں گرڈ کی حالت کو دیکھتے ہوئے یہ صلاحیت 9,000 میگاواٹ تک ہی محدود ہے اب تک کل ملا کر 1025 میگاواٹ صلاحیت نصب کی جاچکی تھی اور اسے گرڈ سے جوڑ دیا گیا تھا۔ اسے لے کر جرمنی، امریکا، ڈنمارک اور اسپین کے بعد ہندوستان دنیا کا پانچواں ایسا ملک ہوگیا ہے جس نے اتنی بڑی مقدار میں ہوا کی توانائی پیدا کرنے کی گرڈ سے منسلک نظام کو ترقی دی ہے۔ گھریلو ٹربائن صنعت کے ساتھ یک مشت پالیسیوں کی وجہ سے ہندوستان میں ہوا کی توانائی سیکٹر میں دھماکے دار اضافہ ہوا ہے۔ 2000-1999 میں ہندوستان میں تعمیر ہوا پر مبنی ٹربائن 50 کروڑ قیمت کی برآمد کی گئیں۔ ہوا کی توانائی پروگراموں کی مدد کے لئے وزارت، دنیا کا سب سے بڑا ہوائی وسائل تجزیاتی پروگرام چلا رہی ہے۔ ہوائی توانائی پراجکٹ کے لئے 192 مراکز کی پہچان کی گئی ہے۔ جو اس کے لئے مناسب ہوسکتے ہیں۔ چنائی میں ہوا کی توانائی ٹیکنالوجی مرکز (C-WET) کا قیام کیا گیا ہے۔ جس کا مقصد ہوا کی توانائی کے استعمال کو فروغ دینا اور ملک کے بڑھتے ہوئے ہوا پر مبنی بجلی سیکٹر کو تعاون دینا ہے۔

بایوماس سے توانائی

بایوماس سے توانائی پر قومی پروگرام کا مقصد مختلف طرح کی بایوماس اشیاء کا زیادہ سے زیادہ استعمال کرنا ہے۔ ان اشیاء میں جنگل اور زرعی صنعتوں پر مبنی تضیع (تلچھٹ)، توانائی پر مخصوص شجرکاری کے علاوہ ماہرانہ اور اسٹیٹ آف دی آرٹ، تکنیک سے تبدیلی کے ذریعہ جنگل اور زرعی تضیع سے توانائی کی پیداوار شامل ہے۔ ان تکنیکوں میں احتراق بھٹی میں ڈالنا، آتشی طریقہ کار گیس انجن یا ان کا آمیزہ، جن کا استعمال صرف بجلی پیداوار یا توانائی کے ایک سے زیادہ قسم کے معاون پیداوار کے لئے ایک میگاواٹ توانائی صلاحیت والے گرڈ کے لئے کیا جاتا ہے۔

ملک میں بایوماس پیداوار کی صلاحیت کا اندازہ 19,500 میگاواٹ ہے۔ اس میں ملک کی موجودہ چینی ملوں میں گنے کی ساٹھی پر مبنی 3,500 میگاواٹ پیداوار کی اضافی قوت شامل ہے۔ 332 میگاواٹ کے پراجکٹوں قائم کرنے کا کام پورا کیا جارہا ہے۔ 14 ریاستوں نے ریاستی بجلی بورڈوں کی دوبارہ خرید اور تقسیم شدہ بجلی کو محفوظ رکھنے کی پالیسی کا بھی اعلان کیا۔

شمسی فوٹو وولٹیک توانائی پروگرام

وزارت نے چھوٹی جگہ پر استعمال کے لئے 100-25 کلوواٹ کے دو شمسی فوٹو وولٹیک توانائی پراجکٹ کے قیام کی ایک اسکیم میں شروع کی یہ پراجکٹس تھے۔ (1) بڑے شہری مراکز میں مشغول اوقات میں پیک لوڈ سیونگ سسٹم ظاہر کرنے کے لئے

عوامی عمارتوں کی چھتوں پر لگائے جانے والے سسٹم اور (2) اور دور دراز کے دیہی علاقوں میں گرڈ کے آخری سروں والے حصوں میں تقسیم ٹی اور ڈی سپورٹ سسٹم کا اہتمام کیا گیا ہے۔ 1,165 کلوواٹ کل صلاحیت اب تک قائم کی جا چکی ہے ملک کے مختلف حصوں میں آٹھ گرڈ انٹر نیشنل (ایس۔وی۔پی) پراجیکٹ قائم کئے جا رہے ہیں۔ جن کی کل قوت 500 کلوواٹ ہے۔

شمسی حرارتی توانائی پروگرام

راجستھان کے جودھ پور ضلعے میں متھانیہ گاؤں میں 35 میگاواٹ کا شمسی حرارتی توانائی نظام سمیت 140 میگاواٹ کے ایک مربوط شمسی کمبائن سائکل پاور پلانٹ لگانے کی تجویز ہے۔ اس بجلی پلانٹ کے لئے حکومت ہند، راجستھان حکومت، عالمی ماحولیات سہولت اور کے۔ ایف۔ ڈبلیو کے ذریعہ جرمنی حکومت کے توسط سے رقم مہیا کرائی جائے گی۔ حکومت ہند نے فروری 2000 میں اس پروجکٹ کی منظوری دی ہے۔

چھوٹی پن بجلی

ملک میں چھوٹی پن بجلی صلاحیت کا تقریباً 10,000 میگاواٹ کا اندازہ لگایا گیا ہے۔ مارچ 2000 کے آخر تک 3 میگاواٹ تک کی انفرادی صلاحیت تک کے کل ملا کر 217 میگاواٹ کے چھوٹے پن بجلی پراجیکٹ نصب کئے جا چکے ہیں۔ اور 131 میگاواٹ سے زیادہ کے پراجیکٹ زیر تعمیر ہیں۔ چھوٹے پن بجلی پراجیکٹ کے لئے نجی سیکٹر کو دعوت دینے کے لئے 13 ریاستوں نے اپنی پالیسیوں کا اعلان کیا ہے۔ کیونٹی حصہ داری کے تحت چھوٹے پن بجلی پراجکٹ جی۔ای۔ایف ریو۔این۔ڈی پی پہاڑی پن بجلی پراجیکٹوں کے تحت قائم کئے جا رہے ہیں اور بہت چھوٹے پن بجلی کے پورٹیبل سیٹوں کو بھی فروغ دیا جا رہا ہے۔ ملک میں چھوٹے پن بجلی پروگرام کو فروغ دینے کا ایک اعلیٰ تکنیکی ادارہ الٹرنیٹ ہائڈرو اینرجی سینٹر گزشتہ ایک دہائی سے بھی زیادہ مدت سے رڑکی یونیورسٹی میں کام کر رہا ہے۔

بایوماس پروگرام

بایوماس گیسیفیکیشن پروگرام کے تحت صنعتی استعمال کے لئے حرارتی توانائی سے پیدا کرنے، پانی کی پمپنگ اور 500 کلوواٹ تک بجلی پیدا کرنے کے لئے بایوماس گیس فائر کو فروغ دیا گیا ہے۔ ان گیسی فائروں میں لکڑی کے ٹکڑوں اور دوسرے بایوماس کا استعمال کیا جاتا ہے۔ کل 34 میگاواٹ کی صلاحیت کے بایوماس گس فائر اب تک قائم کئے جا چکے ہیں۔ برکٹینگ پروگرام کے تحت بر کیٹ بنانے کے لئے زراعت اور جنگلاتی فضلوں کا استعمال کیا جا رہا ہے۔

شہری اور صنعتی فضلات سے توانائی

وزارت سے حمایت یافتہ تحقیقی پراجیکٹوں سے مختلف قسم کے فضلات جیسے بلدیہ کے سیال اور ٹھوس فضلات، چمڑے کی صنعت سے نکلنے والے فضلات، عرق کشید کارخانے، چینی مل۔ گدی و کاغذ صنعت وغیرہ کے فضلات کی پروسسنگ اور ٹریٹمنٹ کے لئے ٹیکنالوجی کی ترقی ہوئی ہے۔ جو استعمال کے لئے بآسانی دستیاب ہے۔ فضلات کے ٹریٹمنٹ کے امکانات اور اہمیت کو دیکھتے ہوئے ملک میں فضلات مینجمنٹ نظام میں اصلاح کی صورت میں مناسب ٹیکنالوجی کے استعمال کو فروغ دینے کے لئے وزارت نے جون 1995 بایوگیس میں شہری، بلدیاتی اور صنعتی فضلات سے توانائی حاصل کرنے کا قومی پروگرام شروع کیا۔ اس کے لئے فضلات منتظمہ کو بہتر بنانے کے لئے مناسب تکنیک کو اپنائے جانے پر خاص زور دیا جاتا ہے

وزارت غیر روایتی توانائی ذرائع کے سکریٹری کی چیئر مین شپ میں ایک اعلیٰ جماعت کی شکل میں قومی بایو توانائی بورڈ تشکیل دیا گیا، جو پراجیکٹ کے عمل درآمد کے لئے پالیسی، رہنمائی اور ہدایات دینے وملک میں بایو توانائی ترقی کے لئے قومی حکمت عملی کو فروغ دینے کا کام کرتا ہے۔

جدید ٹیکنالوجیز

وزارت غیر توانائی ذرائع جدید ٹیکنالوجی پروگرام میں توانائی کے کیمیائی ذرائع (ایندھن سیل) ہائڈروجن توانائی، ارضی حرارتی توانائی، بری نقل وحمل کے لئے متبادل ایندھن اور بحری توانائی شامل ہیں۔ کئی تحقیقی، سائنسی اور تعلیمی اداروں، تجربہ گاہوں اور صنعتی تنظیموں کے ذریعہ تحقیق فروغ اور مظاہرے سے متعلق پراجکٹ چل رہے ہیں۔ ان کوششوں میں اساسی ڈھانچہ پیداوار ٹکنیک اور ماہر کاریگروں کی ترقی میں مدد ملی ہے۔

فیول سیل: فیول سیل کے لئے ہائیڈروجن ابتدائی ایندھن ہے۔ اپنے موڈیولر فطرت کی وجہ سے، منقسم توانائی پیداوار کے لئے فیول سیل بہت ہی مناسب ہے۔ چھوٹے فیول سیل توانائی پلانٹوں سے بجلی پیدا کی جاسکتی ہے ساتھ ہی صنعتی، گھریلو نقل وحمل کے کام میں ان سے استعفادہ کیا جاسکتا ہے۔ فیول سیل سے چلنے والی گاڑی بھی مظاہرے کیلئے چلائی جارہی ہے تاکہ اصل حالات میں چلنے کا تجربہ حاصل کیا جاسکے حیدرآباد میں، یو۔این۔آئی ڈی۔پی/جی ای۔ایف کے تعاون سے ہندوستان میں فیول سیل میں ڈیولپمنٹ کے ایک پی۔ڈی۔ایف پروجکٹ چلایا جارہا ہے۔ ان کوششوں میں فیول سیل سسٹم سے ملک میں تجارتی طریقہ پر چلانے کی سمت میں کامیابی ملنے کی امید ہے۔

ہائیڈروجن توانائی: ملک کے کئی اداروں میں ہائیڈروجن کو ایندھن کی شکل میں استعمال کئے جانے کے لئے اور اس کی پیداوار اور ذخیرے کے لئے کئی تحقیقاتی اور ترقیاتی پروجیکٹ چلائے جارہے ہیں۔ ہائیڈروجن پرمبنی چھوٹے جنریٹر، دو پہیوں والی گاڑیاں اور کیٹالٹک بررزوں کو گھریلو اور صنعتی استعمال کے لئے ترقی دی جارہی ہے اور مظاہرہ کیا جارہا ہے۔

بجلی گاڑیاں: بجلی گاڑیوں کو باربار چارج کی جاسکنے والی بیٹری ور فیول سیل سے چلایا جاسکتا ہے۔ بجلی گاڑیوں اور اسی سے متعلق دیگر پہلوؤں کے لئے تحقیقات اور فروغ کے لئے پروگرام چلائے جارہے ہیں۔ بجلی گاریوں کے لئے خاص طور پر ایم۔آئی۔ایم۔ایچ اور لتھیم آئن بیٹری اور فیول سیلوں کو فروغ دیا جارہا ہے۔ ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں نوڈل ایجنسیوں اور محکموں کے ذریعہ بجلی سے چلنے والی گاڑیوں کے مظاہرے کے لئے سبسڈی بھی دی جارہی ہے۔

ارضی حرارتی توانائی: چھوٹے پیمانے پر بجلی پیداوار اور حرارت سے متعلق استعمال کا مظاہرہ کیا جارہا ہے۔ براہ راست حرارت دینے سے متعلق کاموں اور بجلی پیداوار کے لئے بھی ارضی حرات کی قوت کو آن کا جارہا ہے۔ ارضی حرارتی توانائی کے بجلی پیداوار اور دیگر استعمال کے لئے معقول جگہوں کے فروغ کی بھی کوششیں جاری ہیں۔ ملک بھر میں 340 ارضی حرارتی گرم چشموں کی تلاش کرلی گئی ہے۔

بحری توانائی: سمندر، شمسی توانائی کو قدرتی طریقے سے اکٹھا کرتا ہے۔ بحری حرارت اور مدوجزر موج سے ماحول کو محفوظ رکھتے ہوئے بجلی پیدا کی جاسکتی ہے۔ حالانکہ موجودہ طور پر ترقی یافتہ ٹکنیک سے بڑے پیمانے پر فروغ کے لئے مد (جوار) کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔ مغربی بنگال کے سندر بن علاقے میں درگاواتی کریک میں 3 میگاواٹ کی ایک چھوٹی مد توانائی پروجیکٹ کو قائم کرنے کے لئے تفصیلی رپورٹ تیار کی جارہی ہے۔

وزارت نے مختلف لائق تجدید توانائی ذرائع کے ٹکنالوجی ترقی اور استعمال کے لئے مندرجہ ذیل ادارے کھولے ہیں: یہ

ہندوستان میں شمسی توانائی کی تحقیق، ترقی اور فروغ کے لئے وقف ہے۔ یہ مرکز دہلی کے پاس گڑگاؤں، فرید آباد سڑک پر گوالا پہاڑی (ہریانہ) میں واقع ہے۔ یہ شمسی توانائی پیداوار کے تجربے اور تصدیق کے لئے قومی ادارہ کی شکل میں کام کرتا ہے۔ یہ مرکز 15 ترقی پذیر ممالک کے گروپ (جی۔15) کے بیچ شمسی توانائی کے میدان میں تعاون کے لئے تال میل کرتا ہے۔ اور بین الاقوامی سرگرمیوں میں حصہ لیتا ہے۔

ایک اعلیٰ تحقیقی اور ترقی ادارہ، سردار سورن سنگھ قومی لائق تجدید توانائی ادارہ، پنجاب میں جالندھر کے پاس ایک خود مختار رجسٹرڈ سوسائٹی کی شکل میں قائم کیا گیا۔ یہ ادارہ غیر روایتی/لائق تجدید توانائی ذرائع، سبھی سطحوں پر انسانی ترقی وسائل، ڈاکٹریٹ کے بعد کی تحقیق و لائق تجدید توانائی ٹیکنالوجی کو تجارتی شکل دینے سے متعلق تحقیق سے جڑی سبھی فیلڈ کی ترقی سرگرمیوں کے لئے جدید ترین تحقیق و ترقی عمل کے لئے تکنیکی مرکز کے طور پر کردار نبھاتا ہے۔

چنائی میں آزاد جماعت (رجسٹرڈ سوسائٹی) کی صورت میں ہوائی توانائی ٹیکنالوجی مرکز کے قیام کو منظوری دی جا چکی ہے۔ یہ مرکز ہندوستان میں ہوا پر مبنی توانائی کے فروغ کے لئے تکنیکی مرکز کے طور پر کام کرے گا اور اس کا مقصد ملک میں ہوا پر مبنی توانائی کے استعمال کو بڑھاوا دینا و ترقی پذیر ہوا پر مبنی توانائی سیکٹر کو تعاون دینا ہے۔ اس کے علاوہ احمد آباد، بھونیشور، چنڈی گڑھ، چنائی، بھوپال، گوہاٹی، حیدر آباد، لکھنؤ، اور پٹنہ میں علاقائی دفاتر کھولے گئے ہیں۔

عوامی سیکٹر انڈر ٹیکنگ

لائق تجدید توانائی سیکٹر کو رعایتی مالی امداد کے مقصد سے وزارت نے اپنے تحت مالی ادارہ ہندوستانی لائق تجدید توانائی ایجنسی لمیٹیڈ (IREDA) تشکیل دیا ہے اور دنیا میں اپنی نوعیت کی واحد ایجنسی ہے۔ اریڈا کا قیام عوامی سیکٹر کے انٹرپرائز کی شکل میں مارچ، 1987 کو ہوا۔ اس کا خاص مقصد این۔ آر۔ ایس۔ ای۔ ٹیکنالوجی کو بڑھاوا دینے ان کی ترقی و مالی امداد کے لئے گردان فنڈ کا کام کاج دیکھنا ہے۔ 31 مارچ 2000 کو 200 کروڑ روپے کا منظور شیئر سرمایہ اور 196.35 کروڑ روپے کا ادا شدہ سرمایہ تھا۔ اس نے مارچ 2000 کے آخیر تک 1,302 پراجیکٹوں کے لئے تقریباً 3,547.91 کروڑ روپے کا کل قرض منظور کیا تھا اور تقریباً 1,546.11 کروڑ روپے جاری کئے تھے۔ منظور شدہ پراجیکٹوں کی تنصیب شدہ صلاحیت تقریباً 1,300 میگاواٹ کے برابر تھی اور اس کے علاوہ توانائی کی بچت رتحفظ کریں گے۔ کام کر رہے پراجیکٹوں سے بجلی پیداوار شروع ہو گئی ہے۔ اور ہر سال یہ توانائی کی بچت کر رہے ہیں۔

لائق تجدید توانائی پروگراموں کو نئی سمت

لائق تجدید توانائی ذرائع سے توانائی کے پوری طرح استعمال کے نجی رغیر ملکی ڈائرکٹ اصل کاری کو بڑھاوا دینے کے لئے کئی اہم پالیسی کی پہل کی گئی جن میں وزارت کے ذریعہ نافذ کئے جا رہے ہیں وسیع پروگراموں کے تحت مالی امداد کا اہتمام و لائق تجدید توانائی پراجیکٹوں میں براہ راست بیرونی اصل کاری سمیت نجی اصل کاری کے لئے عمل کو آسان بنانا شامل ہے۔ مالی امداد میں پراجیکٹ کو نصب کرنے کے لئے پہلے درجے میں 100 فیصد فرسودگی، آبکاری محصول اور سیل ٹیکس میں چھوٹ اور لائق تجدید توانائی پراجیکٹوں میں استعمال ہونے والے سامان، کل پرزے اور آلات کے ہندوستان پر رعایتی محصول درآمد شامل ہیں۔ اس کے علاوہ حکومت وزارت سے مالی امداد جیسے سود اعانت اور سرمایہ اعانت اور اریڈا سے رعایتی قرض دستیاب کراتی ہے۔ مختلف لائق تجدید توانائی پراجیکٹوں کے لئے اب تک 14 ریاستوں نے ایسی پالیسیوں کا اعلان کیا ہے۔

گیارہویں پانچ سالہ منصوبے کے آخیر میں 2012ء میں ملک کی کل منصوب بجلی پیداوار صلاحیت کا تقریباً 6 فیصد ایک

اندازے کے مطابق لائق تجدید ذرائع پر مبنی ہوگا۔ اس سیکٹر کی ترقی میں تیزی لانے کے لئے ایک جامع لائق تجدید توانائی پالیسی اور الگ قانون تیار کیا جا رہا ہے۔ اس پالیسی کے اہم مقاصد۔ کم از کم 1- دیہی توانائی کی ضرورتوں کو پورا کرنا۔ 2- شہری اور دیہی علاقوں میں زراعت، صنعت، کاروبار اور گھریلو کاموں کیلئے لامرکزی رآف گرڈ بجلی کی فراہمی مہیا کرنا۔ 3- گرڈ کی خوبیوں والی بجلی کی پیداوار اور فراہمی کو یقینی بنانا۔

تیل اور قدرتی گیس

خام تیل کی پیداوار

دو قومی کونسل تیل کمپنیاں او۔ ای۔ جی۔ سی اور او۔ آئی۔ ایل اور کچھ نجی اور جوائنٹ سیکٹر کی کمپنیاں ملک میں تیل اور قدرتی گیس کی تلاش اور پیداوار میں لگی ہوئی ہیں۔

1999-2000 کے دوران تقریباً 319.70 لاکھ ٹن خام تیل کی پیداوار ہوئی جب کہ نشانہ 330.24 لاکھ ٹن خام تیل کی پیداوار کا تھا، یہ کمی مہسنہ میں ہیوی آئل بیلٹ چلائی جارہی تھرمل ا۔ او۔ آر پراجکٹوں کی امید سے کم کام کرنے، گندھار اور ہیرا آئل بیلٹ میں پانی کے کٹاؤ میں تیزی، مشرق شمالی علاقے میں ماحول موافق نہ ہونے اور مغربی بحری علاقوں ناگزیر جغرافیائی مشکلات کی وجہ سے آئی پیداوار کی کمی کی وجہ سے ہوئی۔

پیداوار میں گراوٹ کے اس رجحان کو روکنے کے لئے کئی اقدام اٹھائے گئے ہیں جن میں ورکٹ اوور آپریشن کے ذریعہ تیل ذخائر کی صحیح حالت بنائے رکھنا، خصوصی ٹیکنالوجی، اور ای۔ او۔ آر۔ اسکیم نافذ کرنا۔ کنوؤں کی کھدائی و تیل ذخائر کی بہتر خاکہ سازی کے لئے 3D زلزلاتی سروے شامل ہیں۔ ان کے علاوہ اسکیل بنانے کے لئے پروسس شروع کرنا اور کنوؤں کے ہدف کے مطابق مخصوص ٹکنالوجیوں کو اپنانا ہے۔

کروڈ آئل اور پیٹرولیم مصنوعات کی درآمد

کچے تیل اور پیٹرولیم اشیا کی کل درآمد 1999-2000 میں 58.60MMT لاکھ ٹن ہوئی جس کی قیمت 41,814 کروڑ روپے تھی (نجی اور متوازی بازار کی درآمد کے علاوہ) اس کے مقابلہ گزشتہ MMT58.588 درآمد ہوا جس کی قیمت 28,329 کروڑ روپے تھی۔ 1998-99 کے دوران کچے تیل اور پیٹرولیم اشیا کا مزید برآمد MMT52.19 لاکھ ٹن ہوئی جس کی قیمت 23,857 کروڑ تھی۔

قدرتی گیس

1999-2000 کے دوران قدرتی گیس کی پیداوار 28.445 ارب مکعب میٹر اور جب کہ 1998-99 میں یہ 27.428 ارب مکعب میٹر تھی۔ 1999-2000 میں 26.885 ارب مکعب میٹر قدرتی گیس کا استعمال ہوا جب کہ 1998-99 کے دوران 25.716 ارب مکعب میٹر کا استعمال کیا گیا۔ پہلی اپریل 2000 استعمال کرنے لائق بقیہ گیس ذخیرہ 647 ارب مکعب میٹر تھا۔

تیل چشموں کی تلاش اور ان کا فروغ

حکومت نے ہائیڈروجن کی فراہمی بڑھانے کے لئے تیل چشموں کی تلاش کا پر خصوصی دھیان دینے کے لئے نئی لائسنسنگ

پالیسی کا اعلان کیا ہے۔ جنوری 1999 میں 48 بلاکوں (10 زمین پر، 26 سمندر کے ساحل پر اتھلے پانی، 10 گہرے پانی) کے لئے ٹنڈر طلب کئے گئے۔ ٹنڈر بند ہونے کی تاریخ 18 اگست 1999 تک 27 بلاکوں (4 سمندری ساحل پر، 16 اتھلے پانی اور 7 گہرے پانی) کے لئے 45 بڈ حاصل ہوئے۔ جنوری 2000 میں حکومت نے 25 بلاکوں (2 سمندری ساحل، 16 ار تھلے پانی 71 گہرے پانی) میں منظوری دے دی۔ سمندری ساحل کے 2 بلاکوں کے لئے موصول بڈس میں منظوری دے دی۔ سمندری حاصل کے 2 بلاکوں کے لئے حاصل بڈس (بولیوں) کا جواب نہ ملنے کی وجہ سے انہیں رد کر دیا گیا۔

نئی تلاش لائسنس پالی (این۔ای۔ایل۔پی) کے تحت 21 بلاکوں اور اسی کام کے لئے پہلے سے کلب بڈس میں سے 3 کے ساتھ معاہدے پر 12 اپریل 2000 کو دستخط کردئے گئے۔ این۔ای۔ایل۔پی کے تحت معاہدے پر دستخط کا عمل بہت تیز رہا اور اس سے پہلے دور کے لئے کئے گئے معاہدوں کے مقابلے میں پروسس بہتر رہا جو کہ گاز پردم رسین اور SAIL نے روسی صدر کے دورے کے موقع ان کی موجودگی میں 3 اکتوبر 2000 کو دستخط کئے تھے۔

نئے تلاش پروگرام کے تحت پہلے مرحلے کے لئے 24 کروڑ 70 لاکھ ڈالر (تقریباً 1,100 کروڑ روپے) خرچ کئے جائیں گے۔ پہلے مرحلے کے لئے کم سے کم مذکورہ رقم مختص کئے جانے کی یقین دہانی کرائی گئی تھی اور زیادہ سرمایہ، پہلے مرحلے کے کام کی پیش رفت کی بنیاد پر منحصر ہوگا۔ مندرجہ بالا 25 بلاکوں کے لئے۔ پی۔ایس۔سی پر دستخط ہوجانے کے بعد، اب تک 48 بلاکوں کی تلاش کے لئے پی۔ایس۔سی۔ پر دستخط کئے جاچکے ہیں، جب کہ 1991 کے بعد سے 60 بلاکوں میں منظوری دی جاچکی ہے۔

حکومت ہند نے ملک کے مختلف علاقوں میں حاصل تیل اور گیس بلاکوں کے فروغ اور نئے بلاکوں کا پتہ لگانے کے لئے ہندوستانی اور غیر ملکی کمپنیوں سے تجاویز طلب (آفر) کر رہی ہے۔ اگست 1992 میں منگائے گئے بڈس (بولیاں) کی بنیاد پر 5 وسطی سائز کے علاقوں اور 13 چھوٹی سائز کے علاقوں کی ترقی کے لئے معاہدے پر دستخط کئے گئے ہیں۔ حکومت نے اس کے علاوہ تلاش کئے گئے 12 علاقوں کے لئے معاہدوں کی آخری شکل دینے کی منظوری دے دی ہے۔ ان سے متعلق بڈس 1996 میں منظور کی گئی تھیں۔ ان علاقوں کے لئے معاہدہ کرنے سے متعلق بات چیت آخری دور میں ہے اور اندازہ ہے کہ اسے جلد ہی پورا کرلیا جائے گا۔

حکومت ہند نے تیل کی تلاش اور کول ویڈ میتھان (سی۔بی۔ایم) کے تلاش اور استحصال کی پالیسی کا اعلان کردیا ہے جس کے تحت علاقہ یا بلاک کمپنیوں کو دے جائیں گے۔ اب تک بہار، مغربی بنگال اور مدھیہ پردیش میں ایسے 8 بلاکوں کو پہچان کی جاچکی ہے۔ اس کے لئے اسی سال بڈس طلب کئے جانے کا امکان ہے۔ سی۔بی۔ایم کے محفوظ ذخائر کا پتہ تلاش کے بعد ہی لگایا جاسکتا ہے۔ اور اس کے بعد ہی اس کی کمرشیل امکانات کو آنے کا کہا جاسکتا ہے۔ سی۔بی۔ایم کی تلاش اور اس کے استحصال سے قدرتی گیس کی مانگ اور فراہمی کے فاصلے کو ختم کرنے میں مدد ملے گی۔ موجودہ قدرتی گیس کی مانگ 8 کروڑ 90 لاکھ کعب میٹر ہے، جب کہ گھریلو فراہمی 6 کروڑ 50 لاکھ کعب میٹر ہے۔

تیل کی صفائی

ملک میں تیل صفائی کی صلاحیت میں تیز تر اضافہ کی حوصلہ افزائی کے لئے پیٹرولیم سیکٹر جون 1998 میں لائسنس سے آزاد کردیا گیا اور اے۔پی۔ایم ختم کرنے کا عمل اپریل 1998 سے شروع کردیا گیا۔ حال کے سالوں میں ہندوستان تیل صفائی کی صلاحیت میں شاندار پیش رفت ہوئی ہے۔ ملک میں اس وقت کل 17 صفائی کرنے والے کارخانے ہیں جن میں 15 پبلک سیکٹر میں، ایک مشترکہ سیکٹر میں اور ایک نجی سیکٹر میں ہے۔ ان کی تنصیب شدہ صلاحیت 11 کروڑ 25 لاکھ 40 ہزار میٹرک ٹن سالانہ ہے۔ عوامی سیکٹر کے 15 تیل صاف کرنے کے کارخانوں میں 7 انڈین آئل کارپوریشن لمیٹڈ (IOCL) کے ہیں جب کہ 8 کی

ملکیت ہندوستان پیٹرولیم کارپوریشن لمیٹڈ (ایچ۔پی۔سی ایل۔2) چنئی پیٹرولیم کارپوریشن لمیٹڈ (سی۔پی۔سی۔ایل) (سابقہ مدراس ریفائنیری لمٹیڈ) کے پاس ہے۔ جب کہ ایک ایک بھارت پیٹرولیم کارپوریشن۔2 لمٹیڈ (بی۔پی۔سی۔ایل) کوچی ریفائنیری لمٹیڈ (کے۔آر۔ایل) (سابقہ کوچین ریفائنیری) بونگائی گاؤں ریفائنیری اور پیٹروکیمکلس لمٹیڈ (بی۔آر۔پی۔ایل) اور نومالی گڑھ ریفائنیٹری لمٹیڈ (این۔آر۔ایل) کے پاس ہے۔ مشترکہ سیکٹر میں 96 لاکھ 90 ہزار ٹن صلاحیت کے منگلور ریفائنیری میں اور پیٹروکیمکلس لمٹیڈ (ایم۔آر۔پی۔ایل) شامل ہیں۔ نجی سیکٹر میں صرف ایک تیل صفائی کارخانہ ریلائینس پیٹرولیم لمیٹڈ ہے۔ جس کی تنصیب شدہ صلاحیت 2 کروڑ 70 لاکھ میٹرک ٹن سالانہ ہے۔

موجودہ، حالت کو دیکھتے ہوئے ایسا لگتا ہے کہ نویں پنج سالہ منصوبے کے آخر 2002-2001 میں ملک کی صفائی صلاحیت 12 کروڑ 90 لاکھ 4 ہزار میٹرک ٹن سالانہ ہوجائے گی جو منصوبے کے شروع ہونے کے وقت سے 6 کروڑ 20 لاکھ 24 ہزار میٹرک ٹن سالانہ تھی۔ یعنی اس معاملے میں دوگنی سے زیادہ اضافہ ہونے کا اندازہ ہے۔ نویں پنج سالہ منصوبے کے تحت کل 66 کروڑ 80 لاکھ ٹن اضافی صفائی کی صلاحیت کا اندازہ ہے۔ جس میں 60 لاکھ 90 ہزار صلاحیت کی وسعت 2000-1999 میں کی جاچکی ہے۔

2000-1999 میں اضافی صلاحیت کی تشکیل خاص طور پر دو تیل صفائی پروگراموں کی وجہ سے ہوئی۔ ریلائنس پیٹرولیم لمیٹڈ کا 2 کروڑ 70 لاکھ میٹرک ٹن، نومالی ریفائنری لمیٹڈ 30 لاکھ میٹرک ٹن سالانہ اور آئی۔او۔سی کے بیرونی تیل صفائی کی صلاحیت 9 لاکھ میٹرک ٹن سالانہ، ایچ۔آر۔پی۔ایل کی 10 لاکھ میٹرک ٹن سالانہ، آئی۔او۔سی کے کویالی تیل صفائی کارخانے کی 30 لاکھ میٹرک ٹن سالانہ اور ایچ۔پی۔سی۔اے وجاگ کی 30 لاکھ میٹرک ٹن سالانہ کا اضافہ شامل ہے۔ آئی۔او۔سی کے متھرا تیل صفائی کارخانے کی توسیع کا کام رواں مالی سال کے دوران مکمل ہوجانے کا امکان ہے۔ گاڑیوں سے ہونے والی آلودگی سے نمٹنے کے لئے ایچ۔ایس۔ڈی سے سلفر کی مقدار کم کرنے کے لئے (ڈی۔ایچ۔ڈی۔ایس) تیل سیکٹر نے تو تیل صفائی کارخانوں میں ہائیڈروجن سلفر روکنے کے لئے بڑے پروجکٹ پر کام شروع کیا۔ ان میں 7 کا قیام 2000-1999 میں پورا کرلیا گیا۔ کے۔آر۔ایل۔کی ڈی۔ایچ۔ڈی۔سی اکائی کا کام جلد ہی پورا ہوجانے کی امید ہے۔

پی ایس یو کے ذریعہ ایل پی جی کی مارکٹنگ

پہلی جنوری 2000 کو ملک میں ایل پی جی کے صارفین کی تعداد 4 کروڑ 73 لاکھ تھی۔ حکومت نے 2000 میں جنوری سے دسمبر تک میں ایل پی رڈی سی بی کے لئے ایک کروڑ اور ایل پی بی بی کنکشن اور 60 لاکھ ڈی بی سی کے لئے کنکشن جاری کرنے کی منظوری دی تھی۔ اس کارروائی سے ملک میں 2000 تک ویٹنگ لسٹ ختم ہوجائے گی۔ موجودہ طور پر ملک کے سبھی مرکز کے زیر انتظام علاقے یا مشرق شمالی ریاستوں، جموں و کشمیر اور دلی میں ایل۔پی۔جی کنکشن مانگ پر فوری فراہمی ہے۔ حکومت نے کیئرس کوٹے کو واپس کئے جانے کی صورت میں واپس کئے جانے کی صورت میں اور ایل پی جی کنکشن جاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور منصوبے کے تحت آندھرا پردیش میں 15 لاکھ مہاراشٹر میں 8 اور راجستھان کے لئے ایک اور پنجاب کے لئے 5 لاکھ کنکشن جاری کئے۔

ایل پی جی کی متوازی مارکٹنگ

حکومت نے نجی کمپنیوں کے توسط سے عام آدمی کے لئے ایل پی جی اور مٹی کے تیل کی دستیابی کو یقینی بنانے کی غرض سے 1993ء میں ایل پی جی اور کیروسین کی متوازی مارکٹنگ کا نظام رائج کیا تھا۔ متوازی مارکیٹنگ میں لگے لوگ تو ٹی فائڈ ایجنسی

سے مجاز سرٹی فیکٹ لے کر اپنے مارکیٹنگ نٹ ورک کے ذریعہ بازار شرح پر اپنا مصنوعات کو درآمد کرنے کے لئے آزاد ہیں۔ 31 جولائی 2000 کو ایس۔ کے۔ او۔ کے لئے 50 اور رسوئی گیس کے لئے 57 پارٹیوں کو نوٹی فائڈ ایجنسی کا مجاز سرٹی فیکٹ دیا جا چکا ہے۔ 31 جولائی 2000 کو کل ملا کر 114 پارٹیوں نے 6009 ٹی۔ ایم۔ ٹی، ایس۔ کے۔ او اور 24 پارٹیوں کے 787 ٹی۔ ایم۔ ٹی۔ رسوئی گیس کو درآمد کیا۔

گیس اتھارٹی آف انڈیا لمیٹڈ

گیس اتھارٹی آف انڈیا لمیٹڈ کا قیام 1984 میں عمل میں آیا تھا تا کہ قدرتی گیس کی تلاش کے بعد اس سے متعلق دوسرے امور مثلاً اس کی منتقلی، پروسسنگ، تقسیم اور فروخت وغیرہ کا بہتر طور پر بندوبست کیا جا سکے کمپنی کو ترجیحی بنیاد پر ملک بھر میں ایچ بی جے پائپ لائن بچھانے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے اس وقت گیس اتھارٹی بھارت کی ایسی سب سے بڑی کمپنی ہے جو قدرتی گیس کی فروخت اور اس کو مارکیٹ میں لانے کی ذمہ داری انجام دیتی ہے۔ کمپنی نے ملک میں 4000 کیلومیٹر پائپ لائن کا جال بچھا رکھا ہے اور 5 ہزار سو میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کیلئے بجلی گھروں کو اور 10 ایم ایم ٹی پی اے سے زیادہ یوریا کی پیداوار کے لئے فرٹلائزر زمرہ کو گیس بھی فراہم کرتی ہے اس کے علاوہ ملک کے مختلف حصوں میں قائم 500 صنعتی اداروں کو 160 ایم ایم ایس سی ایم ڈی گیس کی سپلائی بھی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔

گیس اتھارٹی نے وجے پور مرحلہ۔ 1 اور 2 (مدھیہ پردیش)، واگوڈیا (گجرات) للکوا (آسام) اور اوسر (مہاراشٹر)، اور اوریا (اتر پردیش) 6 رسوئی گیس کے پلانٹوں کو چلا رہا ہے۔ ان پلانٹوں کی قائم شدہ صلاحیت 9,61,750 میٹرک ٹن فی سال ہے۔ کمپنی گجرات میں (گندھار) ایک اور گیس پروسس کمپلکس مرکز قائم کر رہی ہے۔ جس پر 361 کروڑ روپے کی لاگت آئے گی۔ اتھارٹی نے اتر پردیش کے پاٹا میں بین الاقوامی معیار کی پیٹروکیمکلس کمپلکس قائم کیا ہے، جس کی صلاحیت 2,60,000 ٹی۔ پی۔ اے پیداوار کی ہے۔ ممبئی، دہلی میں گیس سپلائی کے لئے بھی ایک نئی مشترکہ کمپنی قائم کی ہے۔ گیس اتھارٹی آف انڈیا لمٹیڈ نے ممبئی میں اتھارٹی برٹش گیس، برطانیہ کے ساتھ مل کر مہانگر گیس لمٹیڈ اور دلی میں بھارت پیٹرولیم کارپوریشن لمٹیڈ کے ساتھ مل اندر پرستھ گیس لمٹیڈ کے نام سے مشترکہ کمپنی بنائی ہے۔ کمپنی گیس نقل و حمل کے گجرات کے کانڈلہ جام نگر سے ہوتے ہوئے اتر پردیش کے لونی تک 1,246 کلومیٹر لمبی ایل۔ پی۔ جی پائپ لائن پراجکٹ پر کام کر رہی ہے۔ جنوب میں بھی دو پائپ لائنیں بچھانے کی تجویز ہے۔

پہلی لائن وجاگ سے سکندرآباد کے درمیان 600 کلومیٹر لمبی ہوگی اور اس پر 502 کروڑ روپے خرچ ہونے کا اندازہ ہے۔ دوسری پائپ لائن منگلور سے میسور ہوتے ہوئے کوئمبٹور تک جائے گی۔ 710 کلومیٹر لمبی اس لائن پر 625 کروڑ روپے خرچ ہونے کا اندازہ ہے۔ امید ہے کہ منظوری ملنے کے 36 مہینے کے اندر ہی ان دونوں پراجکٹوں کا کام پورا ہو جائے گا۔ کمپنی کے ساتھ مشترکہ تعاون معاہدے پر دستخط کئے ہیں۔ سرفیس ٹرانسپورٹ کی وزارت نے ٹرامبے میں کثیر ایندھن بھٹی کے قیام کے لئے پراجکٹ کو منظوری بھی دے دی ہے۔ اتھارٹی دور رسائی سیکٹر میں اور وجے (گجرات) گنا (مدھیہ پردیش) اور دھولپور (راجستھان) میں گیس پر مبنی توانائی پراجکٹوں میں شراکت داری کی کوشش کر رہی ہے۔

لبریزال انڈیا لمٹیڈ

لبریزال انڈیا لمٹیڈ (ایل آئی ایل) ایک سرکاری ادارہ ہے۔ اور کمپنی ایکٹ کے تحت لبریزال کارپوریشن امریکا کے تعاون سے 1966 میں اس کا قیام عمل میں آیا تھا۔ حکومت کا حصہ 60 فیصد اور لبریزال کارپوریشن امریکا کا حصہ 40 فیصدی ہے۔ حصہ

داری 31 مارچ 2000 کو حکومت ہند نے اپنے شیر انڈین آئل کارپوریشن کو منتقل کردئے جس نے 10 فی صد حصص امریکا کے لبریزل کارپوریشن کو منتقل کردے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایل۔ آئی ایل امریکا کی لبریزل کارپوریشن اور حکومت ہند کی مشترکہ کمپنی بن گئی اور پبلک سیکٹر کی کمپنی نہیں رہ گئی۔

انجینئرس انڈیا لمیٹیڈ

انجینئرس میں انڈیا لمیٹیڈ (ای آئی ایل) کا قیام پبلک سیکٹر کی کمپنی طور پر 1965 میں عمل میں آیا تھا۔ تیل صاف کرنے، پیٹرو کیمکل، تیل اور گیس پروسسنگ، آف شور ڈھانچے اور پلیٹ فارم، کھادیں، علم دھات اور توانائی کے شعبوں میں ڈیزائن اور انجینئرنگ کی یہ اولیں کمپنی ہے۔ ای۔ آئی۔ ایل کے ذریعہ مہیا کرائی جارہی خدمات میں ڈیزائن۔ انجینئرنگ حصول تعمیر منتظمہ، شروع کرنے میں اور پروجیکٹ منتظمہ شامل ہے۔ ماحولیاتی انجینئرنگ حرارت اور کیست منتقلی آلات، انفارمیشن ٹکنالوجی، اشیاء اور رکھ رکھاؤ جوکھم تجزیہ، توانائی تحفظ اور پیشگی کنٹرول اور رجائیت وغیرہ شعبوں میں خصوصی خدمات بھی فراہم کرتا ہے۔ اس نے اب تک 4000 سے زیادہ پروجیکٹوں پر کام کیا ہے جن میں سے 275 بڑے پروجکٹ ہیں۔ ای۔ آئی۔ ایل نے الجیریا۔ بحرین۔ ایران۔ عراق۔ کوریا۔ کویت۔ ملیشیا۔ ناروے۔ قطر۔ سعودی عرب۔ سری لنکا۔ متحدہ عرب امارات اور ویتنام جیسے ملکوں میں اپنی خدمات مہیا کی ہیں۔ انجینئرس انڈیا متواتر منافع کما تا رہا ہے۔ 2000-1999 میں کمپنی کا کل کاروبار 615.47 (آڈٹ کرنے کے قبل) رہا۔ پچھلے 10 سالوں میں کمپنی کے کل کاروبار میں تقریباً 8 گنا اضافہ ہوا۔

پبلک سیکٹر کی تیل کمپنیاں

ملک میں پیٹرولیم اشیاء کی مارکیٹنگ عوامی سیکٹر کی چار بڑی تیل کمپنیوں کے ذریعہ سے کی جاتی ہے۔ ان کے نام ہیں۔ انڈین آئل کارپوریشن لمیٹیڈ، بھارت پیٹرولیم کارپوریشن لمیٹیڈ، ہندوستان کارپوریشن لمیٹیڈ اور آئی۔ بی۔ پی کمپنی لمیٹیڈ۔ پہلی اپریل 2002 کو ملک بھر میں صارفین کو ایم۔ ایس۔ ایچ۔ ایس۔ ڈی۔ ایل۔ ڈی۔ او کیروسین اور رسوئی گیس فراہم کرانے کے لئے 17,739 ایم۔ ایس ایچ۔ ایس۔ ڈی کے ریٹیل مراکز، 6,402 کیروسین اور ہلکے ڈیزل کے ڈیلر اور 6,161 رسوئی گیس کی دوکانیں تھیں۔ ملک میں ریٹیل فروخت نٹ ورک کے علاوہ براہ راست فراہمی کے ذریعہ پوری کرتی ہے۔

انڈین آئل کارپوریشن

انڈین آئل ریفائنری لمیٹیڈ اور انڈین آئل کمپنی لمیٹیڈ کو ملا کر ستمبر 1964 میں انڈین آئل کارپوریشن (آئی او سی) کا قیام عمل میں آیا۔ کارپوریشن چار ڈویژنوں پر مشتمل ہے۔ مارکٹنگ ڈویژن جس کا صدر دفتر ممبئی میں ہے۔ ریفائنری ڈویژن اس جس کا صدر دفتر دہلی میں ہے پائپ لائن ڈویژن جس کا صدر دفتر نوئیڈا (U.P) میں ہے۔ اور آسام آئل محکمہ جس کا صدر دفتر وگوئی میں ہے۔ الگ الگ ڈویژن کی حیثیت سے کام کرتی ہیں۔ آئی او سی نے فرید آباد میں ایک تحقیق اور صنعتی مرکز قائم کیا ہے یہ مرکز گاہکوں کو تکنیکی خدمات فراہم کرتی ہے اور ڈیزل اور پیٹرول وغیرہ کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کررہا ہے۔ اس مرکز میں متبادل ایندھن کی پیداوار اور اس کے استعمال کے امکانات پر بھی سرگرمی سے کام ہورہا ہے۔ آئی او سی کا ایک ذیلی ادارہ انڈین آئل بلینڈنگ لمیٹیڈ کے نام سے جو پیٹرولم مصنوعات میں چکنائی بنانے کا کام کرتا ہے۔

بھارت پیٹرولیم کارپوریشن لمیٹیڈ

جنوری 1976 میں حکومت نے برماشیل کی دو کمپنیوں کو اپنے ہاتھ میں لینے کے بعد برماشیل ریفائنریز لمیٹیڈ کا نام بدل کر

12 فروری 1976 سے بھارت ریفائنری لمیٹڈ کردیا گیا ہے۔ ریفائنری اور مارکٹنگ کی مربوط کمپنی ہونے کی وجہ سے کمپنی کا نام بدل کر یکم اگست 1977 کو بھارت پیٹرولیم کارپوریشن لمیٹڈ (BPCL) رکھ دیا گیا۔ کمپنی خام تیل کی پروسسنگ اور پیٹرولیم مصنوعات کی مارکیٹنگ کرتی ہے۔ کمپنی نے پیٹروکیمیکل کے فیڈ اسٹاک کو تیار کرنے اور مارکیٹنگ کے میدان میں بھی مصروف عمل ہے۔

ہندوستان پیٹرولیم کارپوریشن لمیٹڈ

بھارت پیٹرولیم کارپوریشن لمیٹڈ 15 رجولائی 1974ء کو اس وقت وجود میں آیا جب حکومت نے ایسو ایسٹرن، آئی ان کارپوریشن امریکا کی بھارت میں املاک کو حاصل کرلیا اور اب یہ کمپنی حکومت کے زیرانتظام ہے۔ حکومت نے 21 دسمبر 1976 کو کالٹکس آئل ریفائننگ انڈیا کو حاصل کر کے اسے ایچ پی سی ایل میں ضم کردیا۔ ایچ پی سی ایل کی خاص سرگرمیوں میں خام تیل کی صفائی، گریس اور پیٹرولیم مصنوعات کی تیاری کے علاوہ ایل پی جی سمیت پیٹرولیم مصنوعات کی مارکٹنگ وغیرہ شامل ہیں۔

آئی بی پی کمپنی لمیٹڈ

آئی بی پی کمپنی لمیٹڈ جو 1970 میں آئی او سی کی ذیلی کمپنی بن گئی تھی 1972 میں آزاد سرکاری کمپنی کے طور پر کام کرنے لگی۔ یہ اپنی ذیلی کمپنی بامیر لاری اینڈ کمپنی لمیٹڈ کے 61.8 فیصدی حصے کو کنٹرول کرتی ہے۔ آئی بی پی لمیٹڈ کے تین بزنس گروپ ہیں جن کے نام یہ ہیں۔ بزنس گروپ (پیٹرولیم) بزنس گروپ (کیمکلس) اور بزنس گروپ (انجینیرنگ) بزنس گروپ (پیٹرولیم) ایم ایس، ایچ ایس ڈی، ایل ڈی او، ایف او۔ رایل۔ ایس۔ ایچ۔ ایف کو جمع کرنے، تقسیم اور مارکٹنگ وغیرہ کا کام کرتا ہے۔ آٹو موٹیو لیوبس و گریز اور صنعتی لیوبز کی آمیزش مارکٹنگ کے کام میں لگا ہوا ہے۔ بزنس گروپ (کیمکلس رکری رایملشن) و دھماکہ خیز کارٹز وسائٹ مکسڈ ویوفیوز کی تیاری و مارکٹنگ کو دیکھتا ہے۔ بزنس گروپ (انجینیرنگ) صنعتی و حیاتیاتی ڈیسلس کے پیداوار و مارکیٹنگ کا کام کرتا ہے۔ عالمی معیار کا یہ ساز و سامان متعلقہ صنعتی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے۔ اس کمپنی کی چار مشترکہ کمپنیاں ہیں جن کے نام یہ ہیں نومالی گڑھ، ریفائنری لمیٹڈ، آئی بی پی کالٹکس لمیٹڈ، انڈین آئل ٹینکنگ لمیٹڈ اور پیٹرونیٹ انڈیا لمیٹڈ، آئی بی پی نے اب ایل پی جی کی مارکٹنگ کی طرف بھی توجہ کی ہے۔ ایل پی جی کے نئے تقسیم کاروں کو مقرر کرنے کے بعد کمپنی ایل پی جی خوردہ فروخت پر توجہ مرکوز کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

پیٹرولیم مصنوعات کی حفاظت اور ماحول کا تحفظ

غیر روایتی توانائی کے جدید ذرائع کے فروغ کے باوجود، پیٹرولیم ہندوستان میں ایندھن کا اہم ذریعہ بنا ہوا ہے۔ اس کی کھپت میں مسلسل اضافہ ہورہا ہے۔ 51-1950 میں جہاں یہ صرف 3.5 ایم ایم ٹی تھا وہیں 99-1998 میں بڑھ کر 90-80MMT ہوگیا۔ سال 02-2001 تک اسے بڑھ کر 130 ایم ایم ٹی ہوجانے کا امکان ہے۔ گھریلو سطح پر ہماری پیداوار صرف 33 ایم ایم ٹی ہے۔ جو ہماری سالانہ ضرورتوں کا تقریباً 35 فی صد ہے۔ حکومت قیمتی غیر ملکی کرنسی کے بہاؤ کو روکنے کے لئے لگاتار، پیٹرولیم مصنوعات کے تحفظ پر دھیان دے رہی ہے اور گھریلو پیداوار اور پیٹرولیم مصنوعات کے درمیان فرق کو کم کرنے کو زیادہ ترجیح دے رہی ہے۔

آٹو موٹیو توانائی کے شعبے میں متبادل ایندھنوں کے کارگر ہونے کے تعین قدر کے لئے کئی مطالعات کئے جارہے ہیں۔ سپریم کورٹ کے جولائی اور ستمبر 1998 میں دی گئی ہدایتوں کے بموجب ان کوششوں کو مزید طاقت ملی ہے۔ ممبئی اور دلی میں عوامی نقل و حمل کے کمپریسڈ نیچرل گیس (سی۔این۔جی) اپنانے کی تیاریاں پورے زوروں پر ہے۔ اور ہندوستانی گیس مقتدرہ اسکے لئے

ضروری بنیادی ڈھانچہ فراہم کررہا ہے۔ آٹو شعبے میں ایل۔ پی۔ جی کے استعمال کو مجاز بنانے کے لئے ضروری قانون لایا جارہا ہے۔ ایتھانول، میتھانول، پروپین اور ڈی۔ ایم۔ ای۔ وغیرہ دیگر حیاتیاتی ایندھنوں کی تجرباتی پروجکٹوں پر غور ہورہا ہے۔ اسکے علاوہ اس میدان میں تحقیقات اور فروغ کی بھی کوششیں کی جارہی ہیں۔

تیزی سے بڑھتی آبادی کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے پیٹرولیم اور نیچرل گیس کی وزارت نے کئی تدابیر کی ہیں۔ ان میں پیٹرول بنا سیسہ کے، کم بنزین والا پٹرول، کم راسٹرا الوسلفر ڈیزل اور سی۔ این۔ جی وغیرہ کی طرح بہتر قسم کے ایندھن کا استعمال بھی شامل ہے۔ دلی میں دسمبر 1998 سے قومی راجدھانی خطے میں لبریکیٹ ملا ہوا تیل یا پیٹرول ہی تقسیم کیا جاتا ہے۔ دو پہیا سے نکلنے والے دھویں کو کم کرنے کے لئے اپریل 1999 سے بہتر قسم کے ایندھن کا استعمال ضروری کر دیا گیا ہے۔

تیل اور گیس کے تحفظ کی تدابیر کے مطالعات کے لئے تشکیل شدہ ورکنگ فورس نے کئی سفارشیں کی ہیں تا کہ علاقہ وار کھپت کو کم کیا جاسکے۔ ان سفارشوں پر عمل کے لئے انکا مطالعہ کیا جارہا ہے۔ قومی راجدھانی خطہ دلی اور ممبئی میں سی۔ این۔ جی کے لئے بنیادی ڈھانچے کو فروغ دیا جارہا ہے۔ گجرات میں وڈودرا، سورت اور انکلیشور میں بھی سی۔ این۔ جی کی تقسیم کی جارہی ہے۔

ماحول کی آلودگی سے تاج محل کو ہورہے خطرے کے مدنظر حکومت نے تاج کے مضلکہ زون میں آلودگی کرنے والی گیسوں کے اخراج کو کم کرنے کے لئے 10 پوائنٹ پروگرام کی پہل کی ہے۔ پیٹرولیم وزارت کے ذریعہ 1995 میں تشکیل شدہ ایک ورکنگ فورس پروگرام کے اطلاق میں ہوئی پیش رفت کا معیادی بنیاد پر جائزہ لیتا رہتا ہے۔ ان تدابیر میں متھرا گیس ریفائنیری کو قدرتی گیس کی فراہمی، ریفائنری میں ہائیڈروکریکر ٹکنالوجی کا قیام اور شجر کاری وغیرہ کی مدد سے ریفائنری کے ماحولیاتی منظرنامہ کو بہتر بنانے کی تدابیر تاج مضلکہ زون میں سبھی گھروں میں رسوئی گیس کی فراہمی، کم سلفر والا ڈیزل اور کم سیسے والا پیٹرول کی فراہمی گاڑیوں کے لئے سی۔ این۔ جی کی فراہمی اور صنعتی اکائیوں کے لئے ایل۔ پی۔ جی۔ کی ابتدائی بنیاد پر تقسیم اور قدرتی گیس کی فراہمی شامل ہے۔

20۔ صنعت

بھارت نے 1947 میں آزادی ملنے کے بعد صنعتی ترقی کے حصول کی کوشش کی شروعات کی۔ 1948 میں صنعتی پالیسی کی قرارداد منظور ہونے کے بعد بھارتی صنعتی پالیسی کے ارتقاء کا عمل شروع ہوا۔ قرارداد میں نہ صرف پالیسی کے وسیع ضوابط اور ہدایات کی وضاحت کی گئی بلکہ نئے صنعت کار اور اتھاریٹی کی حیثیت سے صنعتی ترقی میں ریاستوں کے رول کو بھی اجاگر کیا گیا۔ ایک کے بعد ایک جو صنعتی پالیسی سے متعلق قراردادیں منظور کی گئیں اس میں بھی عوامی زمرہ کی طرف جھکاؤ کا ذکر کیا گیا۔ 1956 میں منظور کی جانے والی صنعتی پالیسی قرارداد میں بھی عوامی زمرہ کو معیشت میں اہم رول ادا کرنے کی اشارتا بات کہی گئی۔ قرارداد میں صنعتوں کی درجہ بندی بھی کردی گئی اور یہ وضاحت کردی گئی کہ اس سلسلے میں ریاست کی مکمل ذمہ داری ہوگی جنہیں دھیرے دھیرے ریاست کے کنٹرول میں لانا تھا۔ عوامی زمرہ کی تسلیم شدہ حیثیت کا اعادہ کرتے ہوئے عوامی زمرہ کو بھی ساتھ ساتھ پھلنے پھولنے اور ترقی کرنے کے مواقع فراہم کئے گئے اس طرح حکومت نے صنعتی ترقی کی پالیسی میں لچک دار رویہ اختیار کر کے عوامی اور نجی دونوں زمروں کی اہمیت کو تسلیم کرلیا۔

حکومت نے جولائی 1991ء سے صنعتی پالیسی میں جو پیش قدمی کی ہے اس کا مقصد ماضی کی صنعتی دستیابیوں کی بنیاد پر نہ صرف آگے بڑھتے رہنا ہے بلکہ بھارتی صنعت کو بین الاقوامی سطح پر مقابلہ جاتی بنانے کے عمل کو بھی تیز کرنا ہے۔ یہ صنعتی پالیسی جہاں صنعت کی طاقت اور اس کے استحکام کو تسلیم کرتی ہے وہاں زیادہ نمو کے لئے بھی مقابلہ جاتی توانائی فراہم کرتی ہے۔ اس سلسلے میں کی جانے والی پہل اصل اور اندرون ملک اور بیرون ملک مقابلوں کو بڑھاوا دینا ہے۔ اس مقصد کو مارکٹ کے ہر پہلو سے بھرپور جائزہ لے کر اور غیر ملکی سرمایہ کاروں کے ساتھ قریبی روابط قائم کر کے نیز سپلائر کی ٹکنالوجی سے حسب ضرورت استفادہ سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ یاد رہے کہ اصلاح کا عمل ہمیشہ جاری رہتا ہے۔

بنیادی اصلاحات

صنعتی لائسنسنگ پالیسی

1991 میں نئی صنعتی پالیسی کے نفاذ کے ساتھ اصول اور ضوابط میں ضرورت کے مطابق تبدیلی کا عمل بھی شروع کیا گیا تمام مدوں کے لئے صنعتی لائسنسنگ کا نظام ختم کردیا گیا البتہ حفاظتی، فوجی اور ماحولیات سے متعلق سات صنعتوں کو اس سے مستثنی رکھا گیا جن چھ صنعتوں کو مستثنی رکھا گیا وہ یہ ہیں (1) شراب اور نشہ آور چیزوں کی کشید، (2) سگار سگریٹ تمباکو اور تمباکو کا متبادل (3) الکٹرانک ایرواسپیس اور دفاعی ساز و سامان (4) صنعتی دھماکہ خیز (اسمیں ڈیٹونیٹنگ فیز، سیفٹی فیوز، فلیتے، بارود، فائیر وسیلولوز اور ماچس بھی شامل ہیں) (5) صحت کے لئے مضر کیمکل (6) ادویات اور فارماریسوٹیکل ستمبر 1994 میں ترمیم شدہ ڈرگ پالیسی کے بموجب نشیلی ادویات اجارہ داری اور رسٹریکیٹو ٹریڈ پریکٹس ایکٹ (ایم آر ٹی پی ایکٹ) میں بھی ترمیم کردی گئی ہے۔ تاکہ موجودہ صنعتی اداروں کو توسیع اور بڑے صنعتی گھرانوں کے ذریعہ نئی صنعتوں کے قیام کے لئے حکومت سے پیشگی اجازت کی ضرورت نہ پیش آئے۔ مرحلہ وار مینوفیکچرنگ پروگرام نظام کو بھی جس کا مقصد زیادہ سے زیادہ دیسی ساز و سامان استعمال کرنا

تھا،ختم کر دیا گیا۔صرف بڑے شہروں میں ماحولیات سے متعلق اسباب کی بنا پر صنعتوں کے قیام کی حوصلہ افزائی نہیں کی جا رہی
ہے۔

بہت سی صنعتوں کو پہلے ہی عوامی زمرہ کے لئے محفوظ کر دیا گیا ہے ان میں یہ صنعتیں شامل ہیں (1) اسلحہ، دفاعی سازوسامان
اور جنگی جہاز (2) ایٹمی توانائی میں استعمال ہونے والی دھات (پیداوار اور استعمال پر کنٹرول ایوارڈ مجریہ 212 (ای) مورخہ
15 مارچ 1995 ترمیم شدہ) (4) ریلوے ٹرانسپورٹ لیکن ان صنعتوں میں بھی نجی زمرہ کو امتیازی بنیاد پر شرکت کی اجازت دی
جا سکتی ہے۔

نئی صنعتی پالیسی کے تحت کارخانوں کو کوئی بھی نئی چیز بنانے کی اجازت دی جا سکتی ہے بشرطیکہ اس کے لئے لائسنس لینا
ضروری نہ ہو۔اگر کوئی مقامی دشواری ہو تو بھی یہ سہولت دستیاب رہے گی۔ جہاں تک ایسی اشیاء تیار کرنے والے پروجیکٹوں کا
سوال ہے جو لازمی لائسنس کے زمرہ میں نہیں آتے یا پھر ایسے کسی پروجیکٹ کی توسیع کا معاملہ درپیش ہو تو اس صورت میں متعلقہ
صنعت کار کو ایک مقررہ فارم پر کر کے وزارت صنعت میں سکریٹریٹ برائے صنعتی تعاون کے پاس بھیجنا چاہے۔

حکومت چھوٹی صنعتوں میں ہی کچھ اشیاء تیار کرنے کی خصوصی اہتمام اپنا کر چھوٹے صنعتی سیکٹر کو مستقبل تحفظ فراہم کرتی رہے
گی۔چھوٹی صنعتوں کی کمپنیوں کو چھوڑ کر، چھوٹی صنعتوں کے سیکٹر کے لئے مخصوص اشیاء بنانے والی سبھی صنعتی کمپنیوں کو صنعتی لائسنس
حاصل کرنا ہوگا اور اپنے سالانہ پیداوار کے 50 فی صد برآمد کی ذمہ داری لینی ہوگی۔ چھوٹے اور معاون صنعتی کمپنیوں کے لئے
24 سمبر 1999 سے سرمایہ کی حد تین کروڑ سے گھٹا کر ایک کروڑ روپے کر دی گئی ہے۔لیکن بے حد چھوٹی اکائیوں کے لئے سرمایہ
کی سطح 25 لاکھ روپے ہی بنی رہے گی۔

غیر ملکی راست سرمایہ کاری

حکومت صنعتی زمرہ میں تیز رفتار ترقی کا تہیہ کئے ہوئے ہے غیر ملکی راست سرمایہ کاری (ایف ڈی آئی) کے رول کو معاشی
ترقی کی اعلا سطح کو حاصل کرنے کی غرض سے اسے ایک ذریعہ کے طور پر تسلیم کر لیا گیا ہے ایف ڈی آئی تکنالوجی کے گریڈ کو فروغ
دینے، انتظامی امور کی عالمی سطح تک رسائی، انسانی اور قدرتی وسائل، کے زیادہ سے زیادہ استعمال، بھارتی صنعت کو بین الاقوامی
طور پر مقابلہ جاتی بناتے، برآمدات منڈیوں تک رسائی، اور بین الاقوامی معیاری سامان اور خدمات تک رسائی کے مواقع فراہم
کر کے گھریلو صنعتوں اور بھارتی صارفین کے لئے فوائد اور سہولتوں کی راہیں ہموار کرتی ہے۔

اہم ترغیبات

ہندوستانی صنعت کو اپنی سرگرمیوں کو چلانے میں اور آسانی دینے کے مقصد سے حکومت نے منفی فہرست کو چھوڑ کر دیگر سبھی
معاملات میں خود راست غیر ملکی سرمایہ لگانے کی اجازت دے دی ہے۔ از خود غیر ملکی سرمایہ کاری کا سیدھا مطلب ہے کہ غیر ملکی
سرمایہ کاروں کو سرمایہ لگانے کے 30 دنوں کے اندر اور کوئی شیئر جاری کرنے کے بھی 30 دنوں کے اندر ہندوستانی ریزرو بینک
کو اس بارے میں مطلع کرنا ہے۔

منفی فہرست میں درج ذیل باتیں شامل ہیں۔(1) ایسی سبھی تجاویز جن میں صنعتی (فروغ اور ضابطہ) ایکٹ 1957 کے تحت
صنعتی لائسنس کی ضرورت ہے اور ایسے معاملے جن میں چھوٹی صنعتوں کے لئے محفوظ اشیا بنانے والی اکائی کی کل حصہ پونجی میں
24 فی صد سے زیادہ غیر ملکی سرمایہ کاری ہوئی ہو اور ایسی سبھی سرگرمیاں جن میں 1991 کی صنعتی لائسنس کے تحت حکومت کے

ذریعہ نوٹی فائڈ پالیسی کے نقطہ نگاہ سے صنعتی لائسنس کی ضرورت ہو۔ (2) ایسی سبھی تجاویز جن میں غیر ملکی تعاون کا ہندوستان میں پہلے سے ہی کوئی مشترکہ کمپنی ہو۔ (3) ایسی سبھی تجاویز جن میں موجودہ ہندوستانی کمپنی کے شیر کا غیر ملکی رغیر مقیم ہندوستانی رغیر ملکی ضابطہ ادارے کو منتقلی اور (4) ایسی سبھی تجاویز جو نوٹی فائڈ پالیسی کے باہر ہو یا جن میں سیدھے غیر ملکی سرمائے کی اجازت نہ ہو یا جب کسی سرمایہ کار نے غیر ملکی سرمایہ پرموشن بورڈ بگنگ کو درخواست دی اور از خود سرمایہ کی اجازت نہ ملی ہو۔

مالیاتی کمپنیوں کی سرگرمیوں کے سلسلے میں کم از کم سرمایہ جاتی قانون میں چھوٹ دے کر 5 لاکھ ڈالر کی رقم مقرر کی گئی ہے۔ یہ ایسی سرگرمیوں پر لاگو ہوگا جو فنڈ پر مبنی نہیں ہیں اور مشاورتی نوعیت کی ہیں۔

ایسے معاملوں میں شامل ہیں (1) سرمایہ کاری مشاورتی خدمات (2) مالیاتی مشاورتی خدمات (3) قرضہ جاتی ایجنسی (4) قرضہ کے تعین قدر ایجنسی (5) بیرونی کرنسی دلالی (6) زرمبادلہ کاروبار غیر بنکنگ مالیاتی کمپنیوں کی اگر اپنی کمپنی ہے تو وہ 100 فی صد تک بیرونی ایکوٹی رکھ سکتی ہے۔ لیکن ان کی معاون کمپنیاں جو کہ مہتم کمپنی ہوگی وہ صرف 75 فی صد بیرونی ایکوٹی ہی رکھ سکتی ہے۔

اس طرح کی معاون کمپنیوں کا قیام اور ان کے اہتمام و انتظام کے لئے حکومت نے اصل کمپنی کو پانچ کروڑ ڈالر کی کم از کم پونجی کی منظوری دی ہے تاکہ وہ کم از کم 50 لاکھ ڈالر کی پونجی کے ساتھ غیر بنکنگ مالیاتی سرگرمیاں چلانے کے لئے معاون کمپنیوں کو قائم کر سکے۔ لیکن اس طرح کی معاون کمپنیوں کو تین سال کی مدت میں اپنی ایکوٹی کا کم از کم 25 فی صد عوامی باز سرمایہ کاری کرنی ہوگی۔

براہ راست غیر ملکی سرمایہ تجاویز پر غور کرنے کے لئے وقت کی حد 6 ہفتے سے گھٹا کر 30 دن کر دی گئی ہے۔ بیرونی ملکیت والی ہندوستانی کمپنیوں کے کے لئے بیرونی سرمایہ پرموشن بورڈ رحکومت سے ترجیحی سیکٹر والے سینکڑوں میں سرمایہ کے لئے قبل اور خصوصی منظوری لینے کی ضرورت کے لازم ہونے کو کچھ شرائط کے ساتھ ختم کر دیا گیا ہے۔

سابق یا موجودہ مشترکہ کمپنیوں کے لئے بیرونی مالی رتکنیکی تعاون کے لئے بیرونی سرمایہ پروموشن بورڈ رحکومت سے نئے مشترکہ کمپنیوں کے قیام کے لئے منظوری ضروری ہے۔ چاہے وہ معاون کمپنی کسی سیکٹر میں معاون سیکٹر میں قائم کی جا رہی ہو۔ حکومت کی پالیسی یہ ہے کہ جس معاملے میں پہلے ہی بیرونی سرمایہ کی اجازت دی جا چکی ہو، ایسے معاملات میں ہی بیرونی سرمایہ کے رجحان کو پھر سے قابو کیا جائے۔ مرکز اور ریاست دونوں سطحوں پر غیر ملکی سرمایہ عمل درآمد اتھاریٹی قائم کی گئی ہے۔ اس اتھاریٹی کا مقصد پروجیکٹ کی تشکیل کے عمل و طریقہ کار میں ہونیوالی تاخیر کو دور کرنا اور راست بیرونی سرمایہ کے لئے موافق ماحول بنانا ہے۔

حکومت نے موجودہ زمرہ دار پالیسی اور راست بیرونی سرمایہ رغیر مقیم ہندوستانی ربیرونی باضابطہ اداروں کے ذریعہ سرمایہ کے لئے سیکٹر ایکوٹی معاملے کا تجزیہ کیا ہے اور یہ منظوری دی ہے:-

1- کچھ شرائط کے ساتھ ای۔ کامرس سرگرمیوں کے لئے صد فی صد بیرونی سرمایہ 2- ڈیوڈنڈ توازن کے حالات کا خاتمہ جو کہ 22 خصوصی صارفین اشیا کی صنعت پر لاگو تھا 3- خودبخود منظوری اسکیم کے تحت بجلی پیداوار، ٹرانسمیشن اور تقسیم (ایٹمی ری ایکٹر بجلی پلانٹ کر چھوڑ کر) سے متعلق پروجکٹوں میں سیدھے بیرونی سرمایہ کی زیادہ سے زیادہ حد 1,500 کروڑ روپے ہٹانا اور 4- خودبخود منظوری اسکیم کے تحت تیل کی صفائی والے سیکٹر میں سیدھے بیرونی سرمائے کی حد 49 فی صد سے بڑھا کر صد فی صد کرنا۔

بیرونی راست سرمایہ کاری

منظوری اور درونی بہاؤ

روپے کروڑ میں

سال (جنوری۔دسمبر)	منظوری جس میں بیرونی سرمایہ کاری شامل ہے	ایف ڈی آئی منظور شدہ	بیرونی سرمایہ کاری کا درونی بہاؤ	اصل بیرونی راست سرمایہ کاری کی منظوری (فیصد میں)
1991	289	534.11	351.43	65.8
1992	692	3,887.54	675.18	17.4
1993	785	8,859.33	1,786.71	20.2
1994	1,062	14,187.19	3,289.28	23.2
1995	1,335	32,071.72	6,820.03	21.3
1996	1,559	36146.81	10,389.20	28.7
1997	1,665	54,891.35	16,425.33	29.9
1998	1,191	30,813.50	13,339.84	43.3
1999	1,726	28,366.53	16,867.79	59.46
2000(جنوری۔اپریل)	608	6,412.44	5,907.53	92.14
میزان	10,932	2,16,170.52	75,852.32	35.09

موجودہ صنعتی پیداوار

صنعتی پیداوار سے متعلق عارضی اندازوں کے مطابق 2000-1999 کے دوران صنعتی پیداوار کی کل نمو کی شرح گزشتہ سال کے مقابلہ 8 فیصد زاید رہی درمیانی درجہ کے آرائشی سامان میں ریکارڈ 15 فیصد کا اضافہ درج کیا گیا۔ 99-1998 کے مقابلے 2000-1999 میں صارف اشیا میں 12.2 کی بڑھوتری ہوئی لیکن صارف اشیا کی جلدی کھپت والے سامان کی کل اضافی شرح پچھلے سال کے مقابلے 2000-1999 کے دوران 4 فیصد ہوئی جب کہ یہ 2.4 فی صد تھی تعمیراتی میدان میں کل 12 زمروں میں ہدف سے دوگنی پیداوار ہوئی۔ یہ ہیں اون، ریشم، مصنوعی ٹکسٹائل اور چڑا وافر مصنوعات، بنیادی کیمکل اور کیمکل مصنوعات (پٹرولیم اور کوئلہ مصنوعات کو چھوڑ کر) بنا دھات کے معدنی پیداوار اور نقل وحمل سے متعلق کل پرزے کو چھوڑ کر دیگر کل پرزے اور مشینری۔

پانچ صنعتی گروپوں نے منفی نمو دکھایا ہے یہ گروپ ہیں۔ جوٹ اور دیگر سبزیوں اور کپاس کو چھوڑ کر دیگر ٹکسٹائل لکڑی اور لکڑی مصنوعات، فرنیچر اور فکسچر، ربڑ، پلاسٹک پٹرولیم اور کوئلہ پیداوار، دھات مصنوعات اور دیگر کل پرزے (مشینری کو چھوڑ کر) مالی سال 2000-1999 کے دوران کل صنعتی نمو کی شرح 8 فی صد رہی، لیکن بنیادی سیکٹروں کے اہم صنعتوں کے اوسطاً 8.5 فی صد نمو شرح حاصل کی۔ 6 بنیادی صنعتوں کی کارکردگی کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سالانہ اضافہ شرح

نمبر شمار	صنعت	وزن	1995-96	1996-97	1997-98	1998-99	1999-2000
1	بجلی	10.1690	8.3	3.8	6.6	6.6	7.1
2	کوئلہ	3.2216	6.4	5.7	3.6	-2.0	3.3
3	قابل فروخت فولاد	5.1278	21.9	5.8	6.3	1.3	12.5
4	خام پیٹرولیم	4.1721	7.1	4.7	2.9	-3.4	-2.2
5	پیٹرولیم ریفائنیری پیداوار	2.0021	3.9	7.0	3.7	5.2	25.3
6	سیمنٹ	1.9891	11.5	9.6	9.1	5.7	14.6
	مجموعی	26.6817	10.5	3.0	5.6	2.9	8.5

زمرہ وار پالیسیاں

توانائی: توانائی زمرہ میں 100 فیصدی اکویٹی سمیت نجی زمرہ کو شرکت کی اجازت دی گئی ہے۔ بجلی کی پیداوار اور ٹرانسمیشن میں صد فیصدی اکویٹی تک بیرونی راست سرمایہ کاری، بجلی کارخانوں کی تعمیر اور ان کی دیکھ بھال کے اجازت کی ضرورت نہیں، نجی زمروں کو (کوئلہ رگیس) تھرمل پلانٹ قائم کرنے کی اجازت کسی بھی طرح اور سائز کے ہائیڈرو پروجکٹ اور شمسی توانائی پروجکٹ قائم کرنے کے لئے بھی باضابطہ اجازت کی ضرورت نہیں۔ توانائی تحفظ اور توانائی قوت بیورو کے قیام کے بارے میں قانون بنائے گئے۔ ملک میں بڑے صحیح کے حرارتی بجلی پلانٹوں کے قیام کے لئے ترمیم شدہ جامع توانائی پالیسی بنائی گئی۔ طویل مدت کے بجلی خرید معاہدے کے تحت جامع بجلی منصوبوں سے بجلی کی خریداری اور طویل مدت کی بجلی خرید اسکیم کے تحت ہی ریاستوں کو بجلی فروخت کرنے کے لئے پاور ٹریڈنگ کارپوریشن (PTC) قائم کیا گیا۔ یکم جنوری 1999 سے وزارت توانائی میں ہنگامی منتظمہ گروپ کی تشکیل کی گئی۔ اس کا صدر وزیر توانائی ہوتا ہے۔ بجلی قانون میں حال کی ترمیم کے بعد ٹرانسمیشن سرگرمیوں کو آزادانہ درجہ دیا گیا ہے اور مرکزی و ریاست ٹرانسمیشن کے استفادے کا خیال نافذ کیا گیا ہے۔ ان منصوبوں پر سرمایہ جاتی اخراجات کی حد بڑھا دی گئی ہے۔

ٹیلی کام: نجی زمرہ کو شرکت کی اجازت سیلولر، پیجنگ، وی ایس اے ٹی اور دوسری وائرلیس خدمات میں 49 فیصدی تک بیرونی اکویٹی کی اجازت پیداواری سرگرمیوں کے لئے بیرونی اکویٹی کی اجازت دے دی گئی ہے۔ ٹیلی کام خدمات پروجیکٹ (سیلولر، بنیادی، انٹرنیٹ وغیرہ کے ساتھ) کے ذریعہ کل پرزوں کی درآمدات کے درآمد محصولی میں رعایت کی سہولت دستیاب ہے۔ سال 2000 میں ٹیلی کام ریگولیٹری اتھاریٹی آف انڈیا ایکٹ میں ترمیم سے TRAI کی باز تشکیل اور ٹیلی کام تنازعہ کے نمٹانے اور اپیلی ٹربیونل (TDSAT) کی تشکیل کی راہ آسان ہوئی ہے۔ اسے لائسنس ہولڈر اور لائسنس دینے والوں، دو یا زیادہ خدمات فراہم کرانے والوں کے درمیان اور صارفین کے گروپ کے درمیان تنازعات کو حل کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ یہ TRAI کی ہدایتوں، فیصلوں اور احکامات کے ضمن میں اپیلی اتھاریٹی بھی ہوگی۔

سڑکیں: سڑکوں، قومی شاہراہوں، فلائی اوروں، چنگی سڑکوں، نقل و حمل سرنگوں کی تعمیر اور رکھ رکھاؤ کے صدفی صد بیرونی شراکت سمیت نجی سیکٹر کی شراکت داری کی اجازت دی گئی ہے۔ ٹیکس میں رعایت کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ جس کا فائدہ 12 سال

کی مدت کے اندر اٹھایا جاسکتا ہے۔نیشنل ہائی وے اتھارٹی آف انڈیا (NHAI) کو"بناؤ رکھواور منتقل کردو" پروجیکٹ میں 30 فی صد تک ایکوٹی کی شراکت کی اجازت دی گئی ہے۔شناخت شدہ قومی شاہراہ پروجکٹوں میں سرمایہ کاروں کو یہ رعایت دی گئی ہے کہ وہ متعین راہوں اور مقررہ مدت کے لئے چنگی وغیرہ کے ذریعہ سرمایہ کی رقم وصول کریں۔انہیں سونپے گئے راستوں کے آس پاس خدمات اور آرام گاہوں کی ترقی کے لئے بھی اجازت دی گئی ہے۔

بندرگاہ: بندرگاہ سیکٹر میں بیرونی سرمایہ کاری کے لئے رہنما اصولوں کو اور نرم بنایا گیا ہے۔ بندرگاہ کی تعمیر اور رکھ رکھاؤ میں صد فی صد ایکوٹی حصہ داری کے لئے خود بخود منظوری کا بھی اہتمام ہے اس کے علاوہ آبی نقل وحمل میں معاون مددگار خدمات فراہم کروانے والے پروجکٹوں جیسے جہاز سے مال کی ڈھلائی اور لگان وغیرہ کے لئے 51 فی صد تک کی بیرونی ایکوٹی کے لئے بھی خود بخود منظوری کا اہتمام بھی دستیاب ہے۔نجی زمرہ کی شرکت کے لئے بندرگاہ زمرہ میں مندرجہ ذیل علاقوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔(i) بندرگاہوں کی موجودہ املاک کو پٹے پر دینا (ii) اضافی املاک بنانا (iii) مال لادنے اور ڈھلائی کے لئے ضروری ساز و سامان کو پٹے پر دینا (iv) پائیروٹیز (v) بندرگاہ پر مبنی صنعتوں کے لئیکیپٹو سہولیات۔اہم بندرگاہ ٹرسٹ ایکٹ 1963 کے تحت اہم بندرگاہوں کے لئے ٹیرف اتھارٹی کے قیام کے لئے ایک آرڈی ننس لاگو کیا گیا۔اس کا مقصد بندرگاہ ٹرسٹ اور نجی اداروں کے ذریعہ فراہم کرائی جارہی خدمات کے بدلے انہیں ملنے والے محصول کو متعین کرتا ہے۔

شہری ہوابازی: گھریلو اڑانوں کے لئے نجی سیکٹر کو اپنی خدمات فراہم کرنے کی منظوری دی گئی۔گھریلو ہوائی جہاز سیکٹر میں 40 فی صد تک کی بیرونی ایکوٹی کی اجازت دی گئی ہے۔بیرونی ایرلائنس کے ذریعہ بلاواسطہ یا بالواسطہ ایکوٹی شراکت کی منظوری نہیں دی گئی ہے۔غیر مقامی ہندوستانی رغیرملکی باضابطہ ادارہ (OCB) کو صد فی صد بیرونی ایکوٹی کی اجازت دی گئی ہے۔مال ڈھلائی، اور چارٹرڈ اڑان کے معاملے میں کھلے آسمان کی پالیسی 1990 سے ہی نافذ ہے۔ہوائی جہاز تجدید کاری، ارضی خدمات اور ہوائی جہاز کی تعمیر کے شعبے میں نجی سیکٹر کی شراکت کی بھی اجازت دی گئی ہے۔گھریلو ہوائی نقل وحمل خدمات میں غیر ملکی ایرلائنس سے بلاواسطہ یا بالواسطہ ایکوٹی شرکت کی اجازت نہیں دی گئی۔غیر ملکی مالیاتی اداروں کو یہ اجازت دی گئی ہے کہ وہ گھریلو جہاز خدمات سیکٹر میں اپنی حصہ داری رکھیں بشرطیکہ کسی غیر ملکی ایرلائنس میں ان کی حصہ داری نہ ہو۔

ہلکی انجینئرنگ صنعتیں

انجینئرنگ صنعتیں ایک الگ ہی سیکٹر ہے جس میں بال اور رولر بیرنگ صنعت، کاسٹنگ، اسٹیل فورزنگ پروسس کنٹرول انسٹرومنٹ، اسٹیل پائپ اور ٹیوب وغیرہ شامل ہیں۔اسی صنعت کی پیش رفت اور ترقی کی شرح دیگر صنعتوں کی پیداواری اور ان کی کارکردگی کو متعین کرتا ہے۔اسی صنعت کی پیداوار دیگر صارفین صنعتوں سے حاصل شدہ مانگ پر منحصر ہے۔پہلی انجینئرنگ صنعتوں کے مختلف سیکٹروں کی ترقی کی شرح یکساں نہیں ہے۔لیکن کل ملا کر اس نے نرم ماحول میں اچھا مظاہرہ کیا ہے۔پھر بھی ہلکی انجینئرنگ صنعتوں سے متعلق زیادہ تر شعبوں میں گھریلو اور بین الاقوامی دونوں ہی طرح کے سرمایہ کاروں کے لئے بے پناہ امکانات موجود ہیں۔

سیمنٹ صنعت

سیمنٹ بنیادی ڈھانچے سے متعلق ایک اہم صنعت ہے۔ملک میں اس کا مقام اولین صنعتوں میں ہے۔تقریباً ایک دہے قبل ملک میں سیمنٹ کی کمی تھی اور فراہمی میں کمی پوری کرنے کے لئے درآمد کا سہارا لینا پڑتا تھا۔پہلی مارچ 1998 کو قیمت اور کنٹرول سے متعلق بندشوں کو پوری طرح ہٹالئے جانے اور پالیسی سے متعلق نئے اصلاحات کو لاگو کرنے کے بعد سیمنٹ صنعت نے

صلاحیت رپیداوار اوراس وقت ملک میں 122 بڑے سیمنٹ کے پلانٹ ہیں جن کی تنصیب شدہ صلاحیت تقریباً 11.295 کروڑ ٹن ہے۔

اس کے علاوہ لگ بھگ 300 چھوٹے سیمنٹ کے کارخانے بھی ہیں ان سب کارخانوں میں مجموعی طور پر سالانہ 90 لاکھ ٹن پیدا ہوتی ہے۔ 2000-1999 کے دوران سیمنٹ کی پیداوار 10.72 کروڑ ٹن رہی۔ 2000-1999 کے دوران نمو کی شرح 15 فی صد (عبوری) کے اضافہ کی شرح درج کی۔ بھارت سیمنٹ کی مختلف اقسام تیار کررہا ہے مثلاً آرڈینری پورٹ لینڈ سیمنٹ، پورٹ لینڈ پوزالانا سیمنٹ، پورٹ لینڈ بلاسٹ فرنیس سلیگ سیمنٹ، ایل ویل سیمنٹ اور وہائٹ سیمنٹ وغیرہ۔ سیمنٹ کی یہ اقسام بی آئی ایس کے تحت تیار کی جاتی ہیں اوران کی کوالیٹی کا دنیا کی بہترین سیمنٹ سے موازنہ کیا جاسکتا ہے۔

سمینٹ صنعت تکنیکی ترقی اور جدید کاری سے قدم ملا کر چلی ہے۔ 2000-1999 میں 31.4 لاکھ ٹن (عبوری) سیمنٹ برآمد کی گئی۔ بھارت سیمنٹ کا معیار بہتر ہونے کے بعد اس کی مانگ بنگلہ دیش، انڈونیشیا، ملیشیا، نیپال، مشرق وسطیٰ کے ممالک، برما، افریقہ اور جنوب مشرقی ایشائی ممالک میں بڑھ گئی ہے۔ سیمنٹ صنعت میں تربیت یافتہ افراد کی بڑھتی ہوئی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے عالمی بینک اور ڈینش انٹرنیشنل ڈیولپمنٹ ایجنسی (ڈاینڈا) کی امداد سے انسانی وسائل کی ترقی پروجیکٹ پر عملدرآمد کیا جارہا ہے۔ اس پروجیکٹ کے تحت اے سی سی۔ جال (ایم پی) ڈالمیا سیمنٹ ڈالمیاپورم (تامل ناڈو) جے۔ کے سیمنٹ لمباہوڑا (راجستھان) اور گجرات امبوجا امبوجا نگر گجرات میں چار تربیتی مراکز قائم کئے گئے ہیں۔ 31 مارچ 2000 تک 7,364 مختلف تکنیکی کورسوں کی تربیت دی جاچکی ہے۔

چمڑا صنعت

بھارتی چمڑا صنعت منظم اور غیر منظم دونوں زمروں تک پھیلی ہوئی ہے۔ چھوٹے پیمانے کا دیہی اور دستکار سیکٹر مجموعی پیداوار کا 75 فیصدی چمڑا تیار کرتے ہیں۔ اگرچہ روایتی طور پر بھارتی چمڑا صنعت پکایا ہوا چمڑا اور کھالیں برآمد کرتی ہے 70 کے دہے میں ہی چمڑا پیداواری سیکٹر میں ہندوستانی چمڑا صنعت اولیس شکل میں ابھرا ہے۔ گزشتہ بیس برسوں اور خصوصاً دس برسوں کے دوران زرمبادلہ کمانے والی یہ ملک کی اولیں صنعتوں کے مقام پر پہونچ گئی۔ ہندوستان سے برآمد کئے جانے والے اشیاء میں چمڑا اسکیٹر سے 3,036 کروڑ روپے کی برآمدات ہوئی تھی جو 1998.99 میں بڑھ کر 6, 956 کروڑ روپے کا ہوا۔

قومی چمڑا ترقیاتی پروگرام (این ایل ڈی پی) حکومت نے ملک کے منتخب اداروں رانجمنوں کے ذریعہ چمڑا صنعت کی مربوط ترقی کے لئے 1.7 کروڑ ڈالر کی متحدہ اقوام ترقیاتی پروگرام کی امداد سے قومی چمڑا ترقیاتی پروگرام پر عملدرآمد شروع کر دیا ہے۔ چمڑے کے صنعت کاروں اور چھوٹی صنعتوں نے اس پروگرام حوصلہ افزا دلچسپی دکھائی ہے۔ چمڑا پروگرام کا دوسرا مرحلہ 1998 سے شروع کا گیا۔ چمڑے کی صنعت میں ''چھوٹی اکائیوں کی ترقی اور روزگار پروگرام'' کے نام سے چلائی جارہی اس اسکیم کو بھی اقوام متحدہ ترقیاتی پروگرام سے مدد ملی ہے 70 لاکھ امریکی ڈالر کی یہ امداد ستمبر 1998 سے مارچ 002 2 کے دوران دی جائے گی۔

نویں پنج سالہ منصوبہ کے تحت قومی چمڑا ترقیاتی پروگرام کی ایک نئی اسکیم کو منظوری مل گئی ہے۔ 18 جنوری 2000 سے ٹینری جدید کاری اسکیم شروع کی گئی ہے۔ اسکیم تحت چھوٹی صنعتی اکائیوں کی جدید کاری کے لئے ضروری مشینوں کی قیمت کا 30 فی صد تک سودے کی بنا رقم فراہم کرنے کا اہتمام ہے لیکن یہ رقم 28 لاکھ سے زیادہ نہیں ہوسکتی۔ غیر چھوٹی صنعتوں کی اکائیوں کے معاملے میں یہ امدادی رقم مشین کی لاگت کا 20 فی صد تک محدود ہے اوراس کے لئے زیادہ سے زیادہ حد 35 لاکھ روپے ہے۔

ربر کے سامان کی صنعت

اس وقت ربر کے سامان کی صنعت 32 ٹائر کارخانوں، 220 مجھلے درجے کے کارخانوں، 5500 چھوٹے پیانے کے کارخانوں اور چھوٹے سیکٹر میں اتنی ہی تعداد کے کارخانوں پر مشتمل ہے۔ یہ صنعت براہ راست 4 لاکھ افراد کو روزگار فراہم کرتی ہے۔ یہ صنعت 12 ہزار کروڑ روپے سے زیادہ کا کاروبار کرتی ہے۔ یہ صنعت ربر کے جو خاص سامان تیار کرتی ہے ان میں ہر قسم کے ٹائر ٹیوب، سرجیکل دستانے، وی بیلٹ، اوزار، ہوز پائپ اور اسپورٹس کا سامان شامل ہیں۔ ٹائر اور ٹیوب اس صنعت کے خاص آئٹم ہیں۔ 86-1985 میں ربڑ اشیا کی برآمدات 10.75 کروڑ روپے کی تھی۔ 99-1998 کے دوران 1000 کروڑ روپے کے ربر سامان کی برآمدات کا ہدف رکھا گیا ہے۔

کاغذ صنعت

کاغذ صنعت کو ہندستانی معیشت میں ایک اہم جزی حیثیت حاصل ہے گزشتہ کئی دہائیوں کے دوران اس صنعت میں پیداواری صلاحیت اور پیداوار میں مسلسل اضافہ ہوا ہے۔ ہندوستان میں کاغذ کی صنعت بنیادی طور پر درختوں پر مبنی نہیں ہے کیونکہ بازار میں آنے والا 62 فیصدی کاغذ غیر ربی خام مال مثلاً زراعتی فضلہ اور ردّی کاغذ سے تیار کیا جاتا ہے۔ ایک تخمینہ کے بموجب سے 06-2005 تک کی مدت کے لئے 6.5 فیصدی شرح نمو کی بنیاد پر 06-2005 میں کاغذ کی مانگ 54.80 لاکھ ٹن کے آس پاس ہوجائے گی۔ 2000-1999 میں کاغذ کی شرح نمو 13.49 فیصدی تھی۔

اس وقت ملک میں کاغذ کے 515 سے زائد کارخانے ہیں اور لگ بھگ 49 لاکھ ٹن کاغذ تیار ہوتا ہے اس وقت ملک میں کاغذ کے جو کارخانے ہیں ان کی پیداواری صلاحیت 70 فیصد ہے۔ کاغذ کی صنعت کے لئے خاص طور سے غیر روایتی خام مال استعمال کرنے والے کارخانوں کے لئے مختلف سرکاری فنڈ سے مدد کی گئی ہے اور کاغذ اور کاغذ پیداوار کی درآمد پچھلے کئی سالوں سے بڑھ رہی ہے۔ 98-1997 میں 3.05 لاکھ ٹن اور 99-1998 میں 2.71 لاکھ ٹن کاغذ درآمد کیا گیا۔ 2000-1999 میں تقریباً ایک لاکھ کاغذ ہر سال برآمد کیا جاتا ہے جو زیادہ تر پڑوسی ملکوں میں جاتا ہے۔

نیوز پرنٹ صنعت

1981 تک نیشنل نیوز پرنٹ اور پیپر ملز نیوز پرنٹ تیار کرنے والی واحد مل تھی۔ اب اس مل کو نیپا لمیٹڈ کے نام سے جانا جاتا ہے جس نے 1955 پیداوار شروع کی تھی۔ اس وقت ملک میں 54 اخباری کاغذ کی ملیں ہیں جن کی پیداواری صلاحیت قریب 10.61 لاکھ ٹن ہے 2000-1999 میں 63 لاکھ ٹن اخباری کاغذ بننے کا اندازہ ہے اخباری کاغذ کی فراہمی اور پیداوار بڑھانے کے لئے اس سے پیداواری ٹیکس ختم کردیا گیا ہے اخباری کاغذ کی درآمد کو آزاد کردیا گیا اور اب وہ عام لائسنس کی فہرست میں ہے۔

صابن اور ڈٹرجنٹ

صابن اور ڈٹرجنٹ کی صنعت کو چھوٹے پیانے کے سیکٹر اور منظم سیکٹر دونوں میں فروغ حاصل ہوا ہے۔ ڈٹرجنٹ اور صابن پر سے لائسنس ختم کردیا گیا ہے۔ کپڑا دھونے کا 90 فیصدی صابن چھوٹے پیانے کے سیکٹر میں تیار ہوتا ہے۔ ٹوائلٹ صابن بہر حال بڑے پیانے کے کارخانے تیار کرتے ہیں۔ 99-1998 کے دوران لانڈری صابن، ٹوائلٹ صابن اور سنتھیٹک ڈٹرجنٹ کی پیداوار علی الترتیب 6.5 لاکھ ٹن، 5 لاکھ ٹن اور 24 لاکھ ٹن ہوئی۔

سرکاری زمرہ

سرکاری زمرہ نے ملک کی منصوبہ بند معیشت اور صنعتی ترقی میں کلیدی رول ادا کیا ہے۔ منصوبہ بندی کے مقصد سے سرکاری زمرہ میں وہ تمام سرگرمیاں شامل ہیں جن کو مرکزی بجٹ کے باہر سے رقوم فراہم کی جاتی ہیں اس طرح اگر دیکھا جائے تو سرکاری زمرہ کا سائز یقیناً بہت بڑا ہے۔ اس زمرہ میں سرکاری محکمے اور ان کی کمپنیاں خواہ وہ مرکزی ہوں یا ریاستی، آبپاشی اور بجلی پروجیکٹ، ریلوے، ڈاک وتار، آرڈیننس فیکٹریاں اور دوسرے محکمہ جاتی کارخانے بینکنگ، انشورنس، مال اور دوسری خدمات، یہاں اصل توجہ مرکزی سرکاری سیکٹر انٹرپرائز (سی پی ایس ای) پر ہے۔ یہ ادارہ سرکاری کمپنیوں یا سرکاری کارپوریشنوں کی حیثیت سے قائم کیا گیا ہے۔ بینکنگ نظام کو اس سے الگ رکھا گیا ہے۔

جب بھارت آزاد ہوا تھا۔ اس وقت وہ بنیادی طور پر زرعی حیثیت والا ملک تھا۔ صنعتی بنیاد کمزور تھی بچت اور سرمایہ کاری کی سطح بہت کم تھی اور بنیادی ڈھانچے کی سہولتوں کا تقریباً فقدان تھا۔ اس وقت آمدنی میں قابل ذکر نابرابری تھی، روزگار کے مواقع بے حد کم تھے۔ اور سنگین عدم توازن کا دور تھا۔ ایسی صورت میں یہ ضروری تھا کہ اگر حکومت کو اپنی معاشی ترقی کی رفتار کو بڑھانا اور اسے برقرار رکھنا ہے تو اسے اس میدان میں سخت جدوجہد کرنا پڑے گی۔ ان حالات میں معیشت کے ہر زمرہ میں حکومت کی مداخلت ناگزیر تھی کیونکہ نجی زمرہ کے پاس فنڈ کی صورت میں نہ تو ضروری وسائل تھے اور نہ ہی یہ زمرہ بڑے پیمانے پر سرمایہ کاری کو جوکھم اٹھانے کے لئے تیار تھا۔

پچھلے کئی سالوں میں عوامی سیکٹر کے سرمائے میں قابل ستائش اضافہ ہوا ہے۔ 1951 میں پانچ سی پی ایس ای ایس 29 کروڑ روپے کی سرمایہ کاری کی گئی۔ 31/مارچ 1999ء کو بڑھ کر 2,30,140 کروڑ روپے تک پہنچ گئی۔ یہ سرمایہ کاری سرکاری زمرہ کے 240 کارخانوں میں ہوئی 99-1998 کے دوران سرکاری زمرہوں میں 3.7 فیصد کا اضافہ ہوا۔ 99-1998 کے دوران کوئلہ، لگنائٹ اور پٹرولیم مصنوعات میں مرکزی عوامی سیکٹر کی کمپنی 90 فی صد سے بھی زیادہ اشتراک رہا۔ غیر لوہا دھاتوں جیسے المونیم، تانبہ، سیسہ اور جستے کی کل پیداوار کا 80 فی صد عوامی سیکٹر کے ذریعہ کیا گیا۔

عوامی سیکٹر کی کمپنیوں نے 99-1998 کے دوران اپنے اندرونی وسائل سے 31,301 کروڑ روپے کمائے۔ یہ کمپنیاں مرکزی سرکار کو ڈیوڈنڈ کارپوریٹ ٹیکس، کسٹم ڈیوٹی کی شکل میں اشتراک کرکے وسائل مہیا کرانے میں بھی اہم کردار نبھا رہے ہیں۔ 99-1998 کے دوران عوامی سیکٹر کی کمپنیوں نے 46,925 کروڑ روپے کا مرکزی حکومت کے فنڈ میں اشتراک کیا۔ عوامی سیکٹر کی کمپنیاں شہری رکھ رکھاؤ، انتظامیہ اور دیگر سماجی کاموں جیسے تعلیم، علاج اور ثقافتی سرگرمیوں اپنا اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ 99-1998 کے دوران عوامی سیکٹر کی کمپنیوں نے شہری رکھ رکھاؤ اور سماجی کاموں کے لئے 3,323 کروڑ روپے خرچ کئے۔

92-1991 سے سی پی ایس آئی کی کارکردگی میں نمایاں بہتری دیکھنے میں آئی ہے اور اس کے فروغ کا عمل بدستور جاری ہے۔ 92-1991 سے 99-1998 تک کچھ مالی اعداد و شمار جدول 20.1 میں پیش کئے جا رہے ہیں۔

جدول 20.1: مرکزی عوامی سیکٹر کمپنیوں کی کارکردگی

سال	مجموعی فروخت	مجموعی منافع	اصل منافع	ٹیکس میں گنجائش	منافع کے حصے کی ادائی	مرکزی خزانہ میں ادائی	مجموعی ملکی وسائل بذریعہ
	1,3	13,675	2,356	1,647	687	19,264	12,943
	1,4	15,957	3,271	1,805	792	21,657	14,792

1993-94	1,58,049	18,556	4,545	2,110	1,028	21,960	16,676
1994-55	1,87,355	22,630	7,187	2,581	1,436	26,036	19,992
1995-96	2,26,919	27,587	9,574	4,047	2,205	28,673	24,198
1996-97	2,60,735	30,915	10,186	5,192	3,097	39,009	25,554
1997-98	2,75,996	37,212	13,720	5,634	4,073	42,292	31,192
1998-99	3,09,994	39,766	13,235	6,499	5,469	46,925	31,301
1991-92 کے بعد							
1998-99 میں اضافہ							
فی صد	232	291	562	395	796	244	242

صنعتی پالیسی میں نرمی کے بعد نہ صرف یہ کہ مجموعی قیمتوں میں سدھار ہوا ہے بلکہ اہم مالی تناسب میں بھی بہتری ہوئی ہے۔
صنعتوں میں لگائی جانے والی رقم سے حاصل اصل منافع جو 92-1992 میں دو فیصدی تھا وہ 99-1998 میں بڑھ کر 4.8 فیصدی
ہو گیا۔(11) مرکزی پی ایس یو کی نشاندہی نورتن کی حیثیت سے کی ہے اور ان پی ایس یو کے بورڈ آف ڈائرکٹرس کو مزید خودمختاری
اور کام کرنے کی آزادی دی ہے تاکہ یہ عالمی سطح پر موثر طور پر اپنا رول انجام دے سکیں۔ ان پی ایس یو کو خودمختاری دی گئی ہے یہ
کمپنیاں ہیں۔ بھارت ہیوی الکٹریکل لمٹیڈ، بی۔پی۔سی۔ایل، بھارتی گیس اتھاریٹی لمٹیڈ، ہندوستان پیٹرولیم کارپوریشن لمٹیڈ،
ہندستانی تیل کارپوریشن، آئی۔ پی۔سی ایل، مہانگر ٹیلیفون نگم لمٹیڈ، قومی حرارتی توانائی، کارپوریشن تیل اور قدرتی گیس
کارپوریشن، ہندستانی اسٹیل اتھاریٹی لمٹیڈ اور ودیش سنچار نگم لمٹیڈ ان میں نئے سامان کی خرید پر رقوم صرف کرنے ٹکنالوجی کے
مشترکہ کارخانوں میں شرکت، ٹکنالوجی معلومات کا حصول تنظیمی ڈھانچہ کی تشکیل، مشترکہ مالی پروجیکٹوں کا قیام بورڈ سطح سے نیچے
کے عہدوں کی تشکیل اور ان کو ختم کرنا، گھریلو اور بین الاقوامی بازار سے پونجی حاصل کرنا شامل ہے تاکہ منافع بخش کارخانوں کو
سہولتیں فراہم کی جائیں اور ان کی حوصلہ افزائی کی جائے پبلک سیکٹر کے نورتن کمپنیوں نے 99-1998 میں 12,073 کروڑ
روپے کا خالص منافع کمایا۔

حکومت نے نورتن کے علاوہ پی ایس یو کو مالی اور انتظامی خودمختاری بھی دی ہے۔ان پروجیکٹوں کی درجہ بندی کر کے انہیں منی
نورتن کا نام دیا گیا ہے۔ وہ صنعتیں جنہوں نے پچھلے تین سالوں میں لگاتار منافع کمایا اور تین سالوں میں سے ایک یا زیادہ بار تیس
کروڑ روپے کا خالص منافع حاصل کیا، انہیں منی رتن۔1 کے درجہ میں رکھا گیا ہے۔ درجہ کے منی رتن ایسی کمپنیاں ہیں جنہوں نے
پچھلے تین سالوں میں منافع کمایا اور جس کانٹ ورک مثبت ہے: عوامی سیکٹر کی کمپنیوں کے ان دونوں ہی درجوں کو کچھ خاص طرح
کی خودمختاری ملی ہوئی ہے۔ جیسے کہ وہ 300 کروڑ روپے تک یا اپنے نٹ ورک کے برابر جو بھی کم ہو (منی رتن۔1 درجے کی
کمپنیوں کے لئے) بنا حکومت کی منظوری کے خرچ کر سکتے ہیں۔ منی رتن۔2 کی کمپنیاں، نٹ ورک کے 50 فی صد تک یا 150
کروڑ روپے تک خرچ کر سکتی ہیں۔ یہ کمپنیاں، مشترکہ کمپنی سیکٹر میں بھی داخل ہو سکتی ہیں لیکن اس کے لئے کچھ شرائط ہیں۔

حکومت کی یہ مسلسل کوشش رہی ہے کہ عوامی سیکٹر کی ان کمپنیوں کی بحالی / بازتشکیل کی جائے تاکہ ان کی کارکردگی، پیداوار اور
منافع میں اضافہ ہو سکے۔ لیکن خاص زور خسارے میں چل رہی ان بیمار کمپنیوں پر ہے جنہیں بحال کیا جانا ممکن ہے۔ خسارے
میں چل رہی ہے۔ صنعتی کمپنیوں کے معاملے میں صنعتی اور مالیاتی بازتشکیل بورڈ کو بیمار صنعتی کمپنی (خصوصی اہتمام) ایکٹ 1985
کے اہتمام کے تحت نام بھیجے گئے ہیں تاکہ ان کے سلسلے میں مناسب بحالی پیکیج بن سکے۔ خسارے میں چل رہی دیگر کمپنیوں کے

معاملے میں انتظامیہ وزارت رمحکمہ جات متعلقہ کمپنیوں کے منتظمین، ملازمین اور دیگر ماہرین رصلاحکاروں کے مشورے سے ان اکائیوں کی بازتشکیل کے لئے مناسب تدابیر کرتا ہے عوامی سیکٹر کی کمپنیاں، اشیا کی تیاری اور خدمات مہیا کرانے کے معاملے میں لگے ہوئے ہیں۔

ان درجات کے تحت 98-1997 اور 99-1998 میں عوامی سیکٹر کی کمپنیوں کا مظاہرہ جدول 2-20 میں دکھایا گیا ہے۔

جدول :20.2: پیداوار اور خدمات گروپ کے کاروباری اداروں کی کارکردگی

(کروڑ روپئے میں)

نمبر شمار	تفصیل	مینوفیکچر پروجیکٹ		سروس پروجیکٹ		میزان	
		1998-99	1997-98	1998-99	1997-98	1998-99	1997-98
1	چالو پروجیکٹوں کی تعداد	160	161	75	75	235	236
2	لگایا گیا سرمایہ	1,83,074.04	1,70,139.30	90,622.75	83,521.84	2,73,696.79	2,53,661.14
3	مجموعی قیمت	1,13,856.68	1,05,682.94	34,162.73	29,380.54	1,48,019.41	135,063.48
4	کل کاروبار سے ہونے والی آمدنی	2,41,450.22	2,12,809.77	68,543.57	63,186.36	3,09,993.79	2,75,996.13
5	تیار مال کی قیمت (خدمات)	2,17,789.08	1,87,946.68	63,835.82	62,050.71	2,81,624.90	2,49,997.39
6	ٹیکس وغیرہ سے پہلے کا منافع (PBDIT)	39,200.48	38,620.17	17,331.61	14,447.45	56,532.09	53,067.62
7	فرسودگی کے بعد کی قیمت	13,197.36	12,748.85	3,568.81	3,106.93	16,766.17	15,855.78
8	سود سے پہلے نفع	26,003.12	25,871.32	13,762.80	11,340.52	39,765.92	37,211.84
9	سود	12,666.72	11,808.31	7,365.46	6,049.46	20.032.35	17,857.77
10	ٹیکس سے پہلے نفع	13,336.40	14,063.01	6,397.17	5,291.06	19,733.57	19,354.07
11	ٹیکس پرویژن	4,581.65	4,118.38	1,917.73	1,515.73	6,499.00	5,634.11
12	خالص نفع	8,754.75	9,944.63	4,479.82	3,775.33	13,234.57	13,719.96
(a)	منافع کمانے والی پبلک سیکٹر کی اکائیوں سے منافع	17,059.30	15,751.22	5,449.51	4,528.14	22,508.81	20,279.36

6,559.40	9,274.24	752.81	969.69	5,806.59	8,304.55	(b) خسارے والے پبلک سیکٹر کی اکائیوں سے خسارہ
134	127	53	51	81	76	(c) منافع کمانے والےپبلک سیکٹر کے اداروں کی تعداد
100	106	21	23	79	83	(d) ایسے پبلک سیکٹر کے کاروباری اداروں کی تعداد
2	2	1	1	1	1	(e) نہ نفع میں ہیں نہ نقصان میں
3,608.87	4,931.56	612.96	735.20	2,995.91	4,196.36	13 مقسوم منافع (ڈیویڈنڈ)
463.63	536.59	61.30	78.77	402.33	457.82	14 مقسوم ٹیکس
9,647.46	7,766.42	3,101.07	3,665,85	6.546.39	4,100.57	15 برقرار (قائم) منافع
75,682.97	78,764.31	-	-	-	-	16 قیمت افزائش
20,	18,827.00	-	-	-	-	17 برآمدات سے حاصل آمدنی
1,29,582.00	1,42,922.00	-	-	-	-	18 اوسط سالانہ فی کس اجرت/مشاہرہ (روپیوں میں)
19.54	19.00	-	-	-	-	19 کل ملازمین کی تعداد (لاکھوں میں)
						20 مالی تناسب %
108.81	113.26	75.65	75.64	125.08	131.89	(a) لگائے گئے سرمائے پر فروخت
20.92	20.66	17.30	19.13	22.70	21.41	(b) لگائے گئے سرمائے (PBDIT)

(c) لگائے سرمائے پر (PBDIT)	14.20	15.21	15.19	13.58	14.53	14.67
(d) کاروبار پر (PBDIT)	16.24	18.15	25.29	22.86	18.24	19.23
(e) کاروبار پر (PBIT)	10.77	12.16	20.08	17.95	12.83	13.48
(f) کاروبار پر (PBT)	5.52	6.61	9.33	8.37	6.37	7.01
(g) کاروبار پر خالص منافہ	3.63	4.67	6.54	5.97	4.27	4.97
(h) مقسوم منافع کی ادائیگی	47.93	30.13	16.14	16.24	37.26	26.30

جولائی 1991 کی نئی صنعتی پالیسی میں مذکورہ عوامی سیکٹر کی کمپنیوں کے لئے جو اہم پہل کی گئی ان میں سے ایک عوامی سیکٹر کی سبھی کمپنیوں کو MOU کے نظام کے تحت لانا ہے۔ MOU (میمورنڈم آف انڈر اسٹینڈنگ) کا یہ نظام عوامی سیکٹر کی کمپنیوں اور انتظامی امور کی وزارت کے درمیان مضبوطی لاتی ہے۔

اس سے ان کمپنیوں کو واضح ہدف کا سخت انتظام ہو جاتا ہے۔ یہ نظام 88-1987 میں شروع ہوا تھا، جب عوامی سیکٹر کی چار کمپنیوں نے باہمی مفاہمت کے میمورنڈم پر دستخط کئے۔ 2000-1999 میں 108 باہمی مفاہمت میمورنڈم پر دستخط کئے گئے۔ 99-1998 میں عوامی سیکٹر کی 44 کمپنیوں کو بہت عمدہ، 30 کمپنیوں کو بہت اچھا، 13 کمپنیوں کو بہتر اور 19 کو عام اور 2 کمپنیوں کو کمزور آنکا گیا۔

سال کے دوران ملک کی اقتصادی حالت اور امریکا اور دیگر ممالک کے ذریعہ لگائی گئی اقتصادی پابندیوں کے باوجود ان کمپنیوں کا مالیاتی مظاہرہ پچھلے سال کی نسبت اچھا رہا۔ 99-1998 کے دوران MOU پر دستخط کرنے والی عوامی سیکٹر کی کمپنیوں کا مجموعی منافع 98-1997 کے مقابلے سات فی صد اور انہیں دے گئے ہدف سے 3 فی صد زیادہ رہا۔

اہم صنعتیں

کپڑا

ٹکسٹائل سیکٹر جو ملک کی مجموعی صنعتی پیداوار کا ایک اہم حصہ خود پورا کرتا ہے قومی معیشت میں اہم رول ادا کرتا ہے خواہ وہ روزگار کے مواقع پیدا کرنے کی بات ہو یا زرمبادلہ کمانے کی دونوں میدانوں میں اس کی خدمات اہمیت کی حامل ہیں۔ اس زمرہ میں 1990 میں 3.9 کروڑ ملین افراد کام کر رہے تھے ان چار دہائیوں کی مدت کے دوران اس سیکٹر نے حیرت انگیز ترقی کی ہے۔ 1951 میں زیر استعمال اسپنڈل کی تعداد (11) ملین تھی جس کی تعداد مارچ 2000-1999 میں بڑھ کر 3.7 کروڑ عبوری ہوگئی۔ 1989 میں روٹروں کی تعداد 45 ہزار تھی جو 31 مارچ 2000-1999 میں بڑھ کر 4,50,000 عبوری ہوگئی۔ کرگھوں کا استعمال بہرحال کم ہوا ہے اور ان کی تعداد 1951 میں 1.96 لاکھ سے گھٹ کر 31/مارچ 1999 کو 1.23 ہوگئی۔ کاٹن اور فائبر ملوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا ہے 1951 میں ان کی تعداد 383 تھی جو 31/مارچ 1999 کو بڑھ کر 1,824 ہوگئی ان 1,824 کارخانوں میں سے 192 سرکاری زمرہ میں ہیں جب کہ 153 کارخانے کارپوریشن سیکٹر میں اور 1479 کارخانے نجی زمرے میں ہیں۔ کاٹن اور فائبر ٹکسٹائل صنعت کے اہم مراکز مہاراشٹر، تامل ناڈو اور گجرات میں ہیں۔ اسپننگ سیکٹر میں استعمال کی

صلاحیت میں عبوری اضافہ ہوا۔ 91-1990 میں یہ صلاحیت 58 فیصدی تھی اور 98-1997 میں بڑھ کر 79 فیصدی ہوگئی۔ لیکن منظم زمرہ کے بنائی شعبہ میں صلاحیت کے استعمال میں کمی کا رجحان نظر آیا 91-1990 میں یہ صلاحیت 58 فیصدی تھی جو 99-1998 میں گھٹ کر 58 فیصدی ہوگئی۔ ہندستان کی ٹکسٹائل برآمدات 2000-1999 کے دوران 57,736.88 کروڑ روپے تھے۔

جوٹ

ملک میں جوٹ کی صنعت روایتی طور پر برآمدات پر مبنی ہے۔ خام پٹ سن اور جوٹ (پٹسن) سے مال تیار کرنے میں بھارت دنیا بھر میں سرفہرست ہے اور جوٹ کا سامان برآمد کرنے میں اس کا دنیا میں پہلا نمبر ہے۔ جوٹ سے بنے پیکنگ ساما ن کو کم قیمت کے سنتھیٹک سے سخت مقابلہ کرنا پڑ رہا ہے۔ کیونکہ اب جوٹ کے بنے پیکنگ سامان کے متبادل کے طور پر اس کا بہت زیادہ استعمال ہو رہا ہے۔ غیر پیکنگ زمرے میں جوٹ کا استعمال کرنے کے لئے ایک طریقہ کار کے طور پر حکومت نے اس صورت حال پر قابو پانے کے لئے متعدد اقدام کئے ہیں۔ سنتھیٹک اور جوٹ کے الگ الگ استعمال کے لئے یو این ڈی پی کی امداد سے قومی جوٹ پروگرام کی تشکیل نے جس کے تحت یو این ڈی پی 230 لاکھ امریکی ڈالر کی مالی امداد فراہم کرتی ہے۔ خام جوٹ کی پیداوار، پیداوار کو معیاری بنانے، انسانی وسائل کے فروغ اور مارکٹنگ سے متعلق پروجیکٹوں پر عمل درآمد جاری ہے۔ ان مقاصد کی تکمیل کے لئے قومی سینٹر برائے جوٹ ڈائیورسیفکیشن قائم کیا گیا ہے۔

ریشم

سلک کے سیکٹر میں ہندستانی حکومت نے نویں پنج سالہ منصوبے کے دوران ریشم کے کیڑے پالنے کی صنعت کے فروغ کے لئے 302 کروڑ روپے مخصوص کئے ہیں۔ 2000-1999 کے دوران سلک سیکٹر میں 63 لاکھ افراد کام کر رہے تھے۔ مجموعی ٹکسٹائل برآمدات کا لگ بھگ تین فیصدی ریشم ٹکسٹائل سے پورا ہوتا ہے۔ 2000-1999 کے دوران 1,274.53 کروڑ روپے (عبوری) کی مالیت کا سلک کا سامان برآمد کیا گیا۔

ہینڈلوم

ہینڈلوم صنعت روزگار کے وسیع مواقع فراہم کرتی ہے اور کپڑے کی جو مجموعی پیداوار ہوتی ہے اس کا 19.11 فیصدی سے زیادہ حصہ ہینڈلوم صنعت میں تیار ہوتا ہے۔ ہینڈلوم کپڑوں کی پیداوار 98-1997 کے دوران 76.036 ارب مربع میٹر تھی جو 99-1998 کے دوران 10.7 فی صد گر کر 67.923 ارب مربع میٹر ہوگئی۔ ہینڈلوم سیکٹر میں پیداوار مزید اضافے اور روزگار کے زیادہ سے زیادہ مواقع پیدا کرنے کی غرض سے 93-1992 میں ایک اسکیم شروع کی گئی تھی جس کا مقصد تین ہزار ہینڈلوم ترقی مراکز اور معیاری رنگائی کے پانچ سو واحدوں کو فروغ دینا تھا۔ اس اسکیم سے لگ بھگ 30 لاکھ بنکر مستفیض ہوئے 99-1998 میں (260) ہینڈلوم ترقی مراکز اور (78) معیاری رنگائی واحدوں کے قیام کی منظوری دی گئی۔ آٹھویں پنج سالہ منصوبہ کے لئے 1991 سے 1995 کے دوران ایک مربوط دیہی ہینڈلوم ترقیاتی اسکیم یعنی پروجیکٹ پیکجنگ اسکیم اور قومی ریشمی دھاگہ اسکیم علی الترتیب 63 کروڑ روپے اور 20 کروڑ روپے سے شروع کی گئی۔ حکومت نے 94-1993 کے دوران 10 کروڑ 30 لاکھ روپے کی رقم منظور کر کے جوٹ کے ریشے کے استعمال سے ہینڈلوم مصنوعات کو فروغ دینے کے لئے ایک پروجیکٹ کے قیام کی اجازت دی اور اس پروجیکٹ کا نام ہینڈلوم ٹکسٹائل میں جوٹ کے ریشے کے استعمال کے لئے ٹکنالوجی کے ترقی اور تبادلہ کا نام تجویز کیا۔ اس کے علاوہ جنوری 1995 میں جوٹ ہینڈلوم ترقیاتی مراکز کی ایک اسکیم بھی شروع کی گئی۔

پاورلوم

کپڑوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے میں لامرکزی پاورلوم سیکٹر اہم رول ادا کرتا ہے ملک میں مجموعی طور پر جتنا بھی کپڑا تیار ہوتا ہے اس کا 75.86 فیصدی بشمول ہوزری سیکٹر پاورلوم سیکٹر تیار کرتا ہے جب کہ کارخانوں میں 5.02 فیصدی اور ہینڈلوم سیکٹر میں 19.11 فیصدی کپڑا تیار ہوتا ہے۔ اس سیکٹر کو فروغ دینے کی غرض سے حکومت نے متعدد اسکیمیں شروع کی ہیں جن میں پاورلوم سروس سنٹر (پی ایس سی) کمپیوٹر سے کام کرنے والے ڈیزائن سنٹر، پاورلوم ورکرس بیمہ اسکیم، اور پاورلوم ترقیاتی برآمدات پرموشن کونسل شامل ہیں۔

دستکاری

دستکاری ہندستانی معیشت کے لامرکزی سیکٹر کا ایک اہم حصہ ہے اور 60 لاکھ سے زاید دستکاروں کو روزگار فراہم کرتی ہے۔ گھریلو صنعتوں کا لگ بھگ 1/5 حصہ ملک بھر خصوصاً دیہی اور نیم شہری علاقوں میں پھیلا ہوا ہے۔ ترقیاتی کمشنر برائے دستکاری کے دفتر کو مختلف اسکیموں کا احاطہ کرنے والے علاقوں مثلاً تربیت، ڈیزائن، ترقی، ٹکنالوجی کا فروغ، مارکٹ پروموشن، نمائش، پبلسٹی اور برآمدات سے متعلق منصوبوں پر عمل درآمد کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے 2000-1999 کے دوران ہاتھ سے بنی قالینوں سمیت 80.59 ارب روپے (عبوری) کی مالیت کی ہینڈی کرافٹ مصنوعات کی برآمدات ہوئی جب کہ 99-1998 کے دوران 70.72 ارب روپے کی مصنوعات برآمد کی گئی تھیں۔ 99-1998 کے دوران دستکاری زمرہ میں کام کرنے والے افراد کی تعداد 71 لاکھ تھی گھریلو اور بین الاقوامی منڈیوں کے لئے زردوزی، زری اور زردوزی، سجاوٹ کے زیورات، مصنوعی زیورات کو فروغ کے لئے خصوصی پروگرام شروع کئے گئے ہیں تاکہ دستکاروں کو روزگار کے زیادہ سے زیادہ مواقع فراہم کرائے جاسکیں۔ اس کے علاوہ لکڑی پر بنی دستکاریوں کی برآمدات کے لئے یو این ڈی پی کی امداد سے ایک پروگرام شروع کیا گیا ہے۔ قالین برآمدات پروموشن کونسل (سی آئی پی سی) نے قالین لیبل کا نظام رائج کیا ہے جو برآمد کی جانے والی قالینوں پر چسپاں کیا جائے گا۔ اس کا مقصد قالین صنعت سے بچہ مزدوری کا مکمل خاتمہ کرنا اور اس صنعت میں کام کرنے والوں کی فلاح و بہبود ہے۔ ہینڈی کرافٹ دستکاروں کے بارے میں اطلاعات فراہم کرنے کی غرض سے ملک میں پہلی مرتبہ مردم شماری شروع کی گئی ہے۔ اس سے اس سیکٹر کے لئے اعداد و شمار کی بنیاد تیار کرنے میں مدد ملے گی۔

ریسرچ ایسوسی ایشن

سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ 1860 کے تحت رجسٹرڈ چار کاٹن ٹکسٹائل ریسرچ ایسوسی ایشن کام کررہی ہیں جن کے نام یہ ہیں۔ احمدآباد ٹکسٹائل انڈسٹری ریسرچ ایسوسی ایشن، ممبئی ٹکسٹائل ریسرچ ایسوسی ایشن ممبئی، ساوتھ انڈیا ٹکسٹائل ریسرچ ایسوسی ایشن کوئمبٹور اور ناردرن انڈیا ٹکسٹائل ریسرچ ایسوسی ایشن غازی آباد۔ یہ چاروں ایسوسی ایشن وزارت ٹکسٹائل کی زیر نگرانی کام کررہی ہیں۔ سلک اور آرٹ سلک ملز ریسرچ ایسوسی ایشن (ایس اے ایس ایم آئی آر اے) ممبئی ایک ٹکسٹائل ریسرچ ایسوسی ایشن ہے جو ریاست مہاراشٹر کے سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ مجریہ 1860(XXI- 1860) کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ اس کا صدر دفتر ممبئی میں ہے۔ (ایس اے ایس ایم آئی آر اے) کی خاص سرگرمیوں میں سلک اور آرٹ سلک کے میدانوں میں تحقیق اور ترقی تربیتی اور تکنیکی خدمات کی سہولتیں شامل ہیں۔ ہاتھوں سے بنی ٹکسٹائل ریسرچ ایسوسی ایشن 1981 میں قائم کی گئی تھی جس کو آج بھارت کے صف اول کے ریسرچ اور ڈیزائن اور ایجوکیشن انسٹی ٹیوٹ کا درجہ حاصل ہے۔ قومی ٹکسٹائل ریسرچ لیبارٹری کی حیثیت سے یہ ایسوسی ایشن ٹکسٹائل اور متعلقہ صنعت کو گوناگوں ضروریات پوری کرتی ہے۔ انڈین جوٹ انڈسٹریز ریسرچ ایسوسی ایشن کلکتہ جو

ایک خودمختار امداد باہمی ریسرچ تنظیم ہے مغربی بنگال سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ مجریہ 1961 کے تحت رجسٹرڈ ہے اور وزارت
ٹکسٹائل کی نگرانی میں کام کرتی ہے اس کا مقصد جوٹ کی تجارت اور صنعت سے متعلق تحقیق اور دوسرے سائنسی کاموں کو فروغ
دینا ہے۔

برآمدات

ملک کی مجموعی برآمدات کا تقریبا ایک تہائی حصہ ٹکسٹائل صنعت برآمد کرتی ہے اور زرمبادلہ کمانے والا واحد سب سے بڑا زمرہ
ہے۔اس سلسلے میں ایک خاص بات یہ ہے کہ دوسرے زمرے کی مصنوعات کے برآمدات کے مقابلہ میں ٹکسٹائل ار کپڑوں کی
برآمدات کے نتیجے میں اب درآمدات پر بہت کم انحصار کرنا پڑتا ہے۔ 2000-1999 میں 57,736.88 کروڑ روپے کا ٹکسٹائل
سامان برآمد کیا گیا جب کہ 99-1998 میں 42,814.82 کروڑ روپے کا سامان برآمد کیا گیا تھا۔اس طرح 9.3 فیصد کا اضافہ
درج ہوا۔

فیشن ٹکنالوجی کا قومی انسٹی ٹیوٹ

فیشن ڈیزائن کرنے والوں کو باضابطہ تربیت دینے اور بین الاقوامی مارکٹ میں موثر طور پر مقابلہ کرنے کی کوشش میں ان کی
مدد کے لئے پہلے ہی نئی دہلی میں نیشنل انسٹی ٹوٹ آف فیشن ٹکنالوجی مرکز قائم کر دیا گیا تھا لیکن فیشن ڈیزائن کرنے والوں کی
• ضرورتوں کے پیش نظر ممبئی، حیدرآباد، کلکتہ، چنئی اور گاندھی نگر میں بھی نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف فیشن ٹکنالوجی سنٹر قائم کر دیئے گئے
ہیں۔

ہیوی الکٹریکل انڈسٹری

ہیوی الکٹریکل انڈسٹری بجلی کی پیداوار، ٹرانسمیشن، تقسیم اور استعمال میں کام آنے والے سازوں سامان پر مشتمل ہے۔ان
میں جنریٹر، بوائلر، ٹربائن اور سوچ گیئر بھی شامل ہیں۔دیسی صنعت تمام گھریلو ضرورتوں کو پورا کرنے کی صلاحیت سے لیس ہے۔
ملک میں تھرمل اور ہائیڈرو بجلی پیدا کرنے والے ساز وسامان مینوفیکچر کرنے کی صلاحیت علی الترتیب 4500 ایم ڈبلو اور 1345 ایم
ڈبلو ہے۔سب سے زیادہ صلاحیت سرکاری زمرہ کے کارخانوں مثلاً بی ایچ ای ایل میں ہے۔مرکزی حکومت کی اعلان کردہ نئی
صنعتی پالیسی کے تحت پوری صنعت سے لائسنگ نظام ختم کر دیا گیا ہے۔نئی پالیسی کے تحت یہ ساز وسامان غیر ملکی اشتراک سے بھی
تیار کیا جاسکتا ہے اور اس کے لئے حکومت سے اجازت لینا ضروری نہیں ہے۔ بھاپ اور ہائیڈرو ٹربائین سرکاری اور نجی دونوں
زمرے تیار کرتے ہیں۔ تیار کرنے کی مجموعی صلاحیت 7000 میگاواٹ سے زائد ہے۔سب سے زیادہ صلاحیت کا حامل سرکاری
زمرہ کا کارخانہ بی ایچ ای ایل ہے۔اس کے کارخانوں میں 5 میگاواٹ کے بھاپ ٹربائنوں کی پیداوار ہوتی ہے۔ بھارت ہیوی
الکٹریکلس نے اب گیس ٹربائن بنانا بھی شروع کر دیا ہے۔

صنعتوں اور بجلی پروجیکٹوں میں استعمال کے لئے بھی بوائلر ملک میں ہی تیار کئے جاتے ہیں۔ سپر تھرمل پاور پلانٹ کے لئے
بوائلر تیار کرنے کی بی ایچ اے ایل میں پوری صلاحیت ہے۔ملک میں صنعتی بوائلر تیار کرنے والے (19) واحدے ہیں۔ منظم
زمرے میں بجلی اور ڈسٹری بیوشن ٹرانسفارمر تیار کرنے والے (33) کارخانے ہیں۔ملک میں تیار ہونے والے پاور ٹرانسفارمر
اور ان کی ڈیزائن اور ٹکنالوجی بین الاقوامی معیار پر پوری اترتی ہیں۔

الکٹریکل صنعت پیداوار کے ایک وسیع علاقہ کا احاطہ کرتی ہے۔اس کی موجودہ صلاحیت اتنی ہے کہ وہ گھریلو مانگ کو پورا کر

سکتی ہے اور برآمد بھی کرسکتی ہے۔ نئی صنعتی پالیسی کے تحت پوری صنعت سے لائسنسنگ نظام کو ختم کردیا گیا ہے۔ بہت سے الکٹریکل سامان مثلاً الکٹرک موٹر، جیلی سے بھرے کیبل، آپٹک فائبر کیبل، اور پمپنگ سیٹ بھی 51 فیصدی بیرونی اکویٹی اور بیرونی اشتراک کے لئے کوالیفائی کرتے ہیں توانائی کے تحفظ کی ضرورت محسوس ہونے کے بعد توانائی کے حامل الکٹرک پمپوں کی تیاری پر خصوصی توجہ مرکوز کی جارہی ہے اس ضمن میں حکومت صنعت کی حوصلہ افزائی بھی کررہی ہے۔ توانائی کے حامل لیمپوں کی تیاری کے لئے متعدد غیرملکی کمپنیوں کو بھی منظوری دے دی گئی ہے۔

صنعت کاری اور فروغ میں تیزی کے ساتھ ساتھ بجلی توانائی کی مانگ میں بھی اس کے حساب سے اضافہ ہوا ہے۔ دنیا کے دیگر ممالک کی طرح ہندوستان میں بھی بڑے بجلی گھروں خصوصاً سپر حرارتی بجلی گھروں کی تعمیر پر زیادہ زور دیا جارہا ہے۔ اس کے نتیجے میں جہاں بجلی گھروں کی تعداد کم ہوگی، وہیں ٹرانسمیشن لائن ٹاوروں کی مانگ میں بھاری اضافے کا اندازہ لگایا گیا ہے۔ مختلف طرح کے ٹرانسمیشن لائن ٹاوروں کی تعمیر کے لئے ہندوستان کے پاس کافی صلاحیت ہے۔ اس صنعت کو مقامی حالات کے پیش نظر لائسنس سے آزاد کردیا گیا ہے۔

آٹوموبائیلس

آٹوموٹیو (آٹوموبائل اور آٹو اجزا سیکٹر) صنعت نے لائسنس کا نظام ختم ہونے اور 1993 میں اس سیکٹر میں راست بیرونی سرمایہ کاری کی منظوری ملنے کے بعد بہت اہم پیش رفت کی ہے۔

اس صنعت نے 99-1998 میں 30,400 میں کروڑ روپے کی سرمایہ کاری کی۔ 99-1998 میں اس صنعت کا کاروبار 36,000 کروڑ روپے سے بھی تجاوز کرگیا۔ اس صنعت نے لگ بھگ ایک کروڑ لوگوں کو براہ راست روزگار فراہم کیا ہے۔

94-1993 سے 97-1996 میں صلاحیت کی تشکیل میں اہم اضافہ ہوا ہے۔ کار پیداوار میں تنصیبی صلاحیت 5.2 لاکھ سے بڑھ کر 11.76 لاکھ گاڑیاں ہوگئی ہیں۔ 99-1998 میں مانگ کی کمی کی وجہ سے کمرشیل گاڑیوں کی پیداوار میں 16 فیصد کی کمی ہوئی۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ 99-1998 میں دو پہیوں والی گاڑیوں کی پیداوار میں کافی اضافہ ہوا۔ موٹر گاڑی صنعت میں کل اضافہ 5.4 فی صد درج کیا گیا۔

موٹر گاڑی کل پرزہ صنعت کا فروغ موٹر گاڑی صنعت کے فروغ سے جڑا ہوا ہے پچھلے کئی سالوں میں موٹر گاڑیوں کی پیداوار اور فروخت میں کچھ اضافہ درج کیا گیا۔ 99-1998 میں پیداوار 12,683 کروڑ روپے تک ہوئی۔ 2000-1999 میں پیداوار میں اضافہ 99-1998 کے مقابلے تقریباً 20 فیصد زیادہ رہنے کا امکان ہے۔ درآمدات کا جہاں تک سوال ہے 99-1998 میں کل پرزہ صنعت سیکٹر میں 13 فی صد کا اضافہ درج کیا ہے۔ موٹر گاڑی کل پرزہ سیکٹر کی کل درآمد 99-1998 میں تقریباً 1400 کروڑ روپے رہی۔

فولاد

ہندستان میں جدید آئرن اور اسٹیل انڈسٹری کی کہانی 1870 میں اس وقت شروع ہوئی جب بنگال آئرن ورکس کمپنی نے کلٹی مغربی بنگال میں اپنا کارخانہ قائم کیا لیکن بڑے پیمانے پر پیداوار کرنے کی پہلی کوشش کا آغاز اس وقت ہوا جب 1907 میں ٹاٹا آئرن اسٹیل کمپنی (ٹسکو) جمشید پور میں قائم کی گئی۔ اس کے بعد 1919 میں برن پور میں انڈین آئرن اور اسٹیل کمپنی (آئی آئی اس او) کا قیام عمل میں آیا۔ سرکاری زمرے کے پہلے کارخانے وشویشوریا آئرن اسٹیل کمپنی لمٹیڈ (وی آئی ایس ایل) نے

بھداروتی میں 1923 میں کام کرنا شروع کیا۔آزادی کے بعد اگرچہ پہلے منصوبے کے دوران فولاد صنعت کو فروغ دینے پر غور کیا گیا لیکن دوسرے پنج سالہ منصوبے کے دوران ہی فولاد کے تین مربوط کارخانے قائم کرنے کی کوشش کی گئی۔بھلائی، درگاپور، اور راؤرکیلا میں دس دس لاکھ ٹن صلاحیت کی پیداوار والے فولاد کے تین کارخانے قائم کئے گئے۔نجی زمرے کے دو کارخانوں ٹسکو اور آئی آئی ایس سی او کی صلاحیت دوگنی کرنے کا پروگرام بنایا گیا۔سرکاری زمرے کے تین کارخانے 1956 اور 1959 کے درمیان مرحلوں میں وجود میں آئے اور نجی زمرے کے کارخانوں میں توسیعی پروگرام 1959 میں مکمل ہوا۔تیسرے پانچ سالہ منصوبے کے دوران سرکاری زمرے کے تین کارخانوں کی توسیع پر خصوصی توجہ مرکوز کی گئی اور مزید فولاد پیدا کرنے کی صلاحیت میں اضافے کے لئے کچھ اور فولاد کے کارخانے قائم کرنے کے منصوبے تیار کئے گئے۔

بوکارو (بہار) اور وشاکھاپٹنم (آندھراپردیش) میں بھی سرکاری زمرے میں فولاد کے دو مربوط کارخانے قائم کئے گئے بعد میں درگاپور میں الائے اسٹیل پلانٹ اور سیلم میں اسٹین لیس اسٹیل پلانٹ قائم کئے گئے۔مختلف فولاد کارخانوں کی صلاحیت جدول نمبر 20.3 میں درج ہے۔

جدول 20.3: فولاد پلانٹوں کی صلاحیت (سال 2000-1999)

(000' ٹنوں میں)

پلانٹس	کروڈ فولاد	قابل فروخت فولاد
بھلائی اسٹیل پلانٹ	3,925	3,153
درگاپور اسٹیل پلانٹ	1,802	1,586
راؤرکیلا اسٹیل پلانٹ	1,900	1,671
بوکارو اسٹیل پلانٹ	4,360	3,780
سالیم اسٹیل پلانٹ	—	175
الائے اسٹیل پلانٹ	—	184
انڈین آئرن اینڈ اسٹیل کمپنی	300	242
کل	12,287	10,791

اسٹیل اتھارٹی آف انڈیا لمیٹڈ

اسٹیل اتھارٹی آف انڈیا لمیٹڈ (ایس اے آئی ایل) ایک سرکاری کمپنی ہے اور بھلائی، درگاپور، راؤرکیلا برنپور اور بوکارو میں فولاد کے مربوط کارخانوں نیز درگاپور میں الائے اسٹیل پلانٹ اور سیلم اسٹین لیس اسٹیل پلانٹ کا نظم ونسق اسی کے ہاتھ میں ہے۔آئی آئی ایس سی او کی کارکردگی کو بہتر بنانے کی غرض سے حکومت نے 14/جولائی 1972 کو اس کا انتظام اپنے ہاتھوں میں لے لیا یہ کمپنی اب مکمل طور پر اسٹیل اتھارٹی کی ایک ذیلی کمپنی ہے۔

اسٹیل اتھارٹی نے جنوری 1986 میں مہاراشٹر الکٹرو اسمیلٹ لمیٹڈ کا اور اگست 1989 میں وشویشوریا آئرن اور اسٹیل لمیٹڈ کا انتظام بھی اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔آخرالذکر کمپنی حکومت کرناٹک کی نگرانی میں کام کررہی تھی 23 مئی 1997 کو یہ کمپنی اتھارٹی کی صدفی صد حصہ داری کی اکائی بنی۔

اسٹیل اتھاریٹی آف انڈیا کا امتیازی سرمایہ اور ادا شدہ سرمایہ 31 مارچ/1999 کی علی الترتیب 5 ہزار کروڑ روپے اور 4130.40 کروڑ روپے تھا۔ 97-1996 میں اتھاریٹی نے 14,131.22 کروڑ روپے کا کاروبار کیا (اسمیں اسکو کا کاروبار شامل نہیں ہے) 98-1997 اور 99-1998 کے دوران اسٹیل اتھاریٹی کے فولاد کارخانوں میں خام فولاد، قابل فروخت فولاد اور خام لوہے کی پیداوار جدول 20.4 میں دکھائی گئی ہے۔

جدول 20.4: لوہے اور فولاد کی پیداوار۔ سیل

('000 ٹنوں میں)

پلانٹس	1997-98	1998-99
کروڈ فولاد		
بھلائی اسٹیل پلانٹ	4,223	4,151
درگاپور اسٹیل پلانٹ	1,365	1,428
راؤر کیلا اسٹیل پلانٹ	1,176	1,195
بوکارو اسٹیل پلانٹ	3,534	3,085
انڈین آئرن اینڈ اسٹیل کمپنی	291	303
کل	10,589	10,162
قابل فروخت اسٹیل		
بھلائی اسٹیل پلانٹ	3,524	3,352
درگاپور اسٹیل پلانٹ	1,259	1,319
راؤر کیلا اسٹیل پلانٹ	1,180	1,115
بوکارو اسٹیل پلانٹ	2,748	2,542
الائے اسٹیل پلانٹ	154	100
سالیم اسٹیل پلانٹ	177	119
انڈین آئرن اینڈ اسٹیل کمپنی	316	287
کل	9,358	8,834
پگ آئرن		
بھلائی اسٹیل پلانٹ	324	232
درگاپور اسٹیل پلانٹ	69	68
راؤر کیلا اسٹیل پلانٹ	30	33
بوکارو اسٹیل پلانٹ	349	399

انڈین آئرن اینڈ اسٹیل کمپنی	406	375
کل	1,178	1,107

اسمال اسٹیل پلانٹ

فولاد کے مربوط کارخانوں کے علاوہ الکٹرک آرک فرنیس اور انڈکشن فرنیس بھی فولاد کے ٹکڑے اور اسپنج آئرن کے استعمال سے فولاد تیار کرتی ہیں۔فولاد کے مربوط کارخانے خاص طور پر بھاری تعداد میں بزم فولاد تیار کرتے ہیں۔ الکٹرک اسٹیل بنانے والے کارخانے بھی نرم فولاد اور بشمول اسٹین لیس اسٹیل الاٹ اسٹیل تیار کرتے ہیں اس سیکٹر میں 2000-1999 کے دوران خام فولاد کی پیداوار 70.9 ملین ٹن (عبوری) ہوئی۔

جولائی 1991 میں نئی صنعتی پالیسی کے نفاذ کے بعد سرکاری زمرہ کے لئے مخصوص صنعتوں کی فہرست سے ''آئرن اور اسٹیل'' کو الگ کردیا ہے اور لازمی لائسنسنگ کی شرط سے بھی اسے مثتنیٰ کردیا۔اب صنعت کار بعض مقامی پابندیوں کے ساتھ کسی بھی صلاحیت کے فولاد کے کارخانے قائم کرسکتے ہیں آئرن اور اسٹیل سیکٹر کو انتہائی ترجیح والی صنعتوں کی فہرست میں رکھا گیا ہے جہاں 74 فیصدی تک غیر ملکی اکویٹی کے لئے خود بخود منظوری حاصل ہوجاتی ہے۔اور تکنیکی سمجھوتوں کے لئے 20 لاکھ ڈالر کی خود بخود منظوری کی سہولت بھی حاصل ہے۔

وشاکھاپٹنم اسٹیل پلانٹ

وشاکھاپٹنم اسٹیل پلانٹ (وی ایس پی) ملک کا ایسا پہلا فولاد کا مربوط کارخانہ جو ساحل پر واقع ہے اس کارخانے کو اسٹیل میلٹ (ایس ایم ایس) اور تمام مصنوعات کا احاطہ کرنے والے ساحلی واحدوں کے لئے آئی ایس او 9002 ایوارڈ دیا گیا ہے۔ یہ اعزاز حاصل کرنے والا ملک کا یہ پہلا فولاد کا مربوط کارخانہ ہے۔گزشتہ تین برسوں کے دوران صلاحیت کا استعمال اور پیدوار کا جدول حسب ذیل ہے۔

سال 2000-1999 میں وشاکھاپٹنم اسٹیل پلانٹ نے 29.4 لاکھ ٹن دھات، 266 لاکھ ٹن مائع اسٹیل اور 23.8 لاکھ ٹن قابل فروخت اسٹیل کی پیداوار کی گئی۔اس نے 265 لاکھ ٹن (ویلوایڈوپروڈکٹ) کی بھی پیداوار کی۔

قومی معدنی ترقیاتی کارپوریشن لمیٹڈ

نیشنل معدنی ترقیاتی کارپوریشن (این ایم ڈی سی) مرکزی حکومت کا ادارہ ہے جو 15 نومبر 1958 میں کوئلہ، تیل اور ایٹمی معدنیات کو چھوڑ کر بقیہ تمام معدنیات کی تلاش اور ترقی کے لئے قائم کیا گیا تھا۔ یہ ادارہ تین آئرن اور مائننگ پروجیکٹ چلا رہا ہے۔اپریل 1999 سے فروری 2000 کے دوران 1.19 کروڑ ٹن (Iron ore) آئرن اور پیدا کرتے ہیں۔ سال کے دوران 171.67 کروڑ روپے کا منافع کمایا ہے۔

کدریکھ آئرن اور کمپنی لمیٹڈ

کدریکھ آئرن اور کمپنی لمیٹڈ اور (Iron ore) کمپنی لمیٹڈ (کے آئی او سی ایل) ملک کا سب سے بڑا صد فیصد ای او یو ایس مرکزی حکومت کا کارخانہ ہے جو ایران کی طویل مدتی ضروریات کو پورا کرنے کی غرض سے اپریل 1976 میں قائم کیا گیا تھا۔ 7.5 ملین ٹن صلاحیت آئرن اور (iron ore) پرمبنی یہ کارخانہ کدریکھ میں قائم کیا گیا تھا۔اس پروجیکٹ کی پوری لاگت ایران کو

لگانا تھی لیکن ایران نے 25.5 کروڑ امریکی ڈالر ادا کرنے کے بعد مزید قرض کی ادائی روک دی۔ یہ کارخانہ وقت پر تیار ہوگیا تھا اور کام بھی کرنا شروع کر دیا تھا۔ اس کے لئے بقیہ رقم ہندستانی حکومت نے فراہم کیا تھا لیکن ایران میں سیاسی بے چینی اور انتشار کے بعد وہاں کی حکومت نے اس پروجیکٹ سے ذرہ برابر بھی خریداری نہیں کی۔ یہ صورت حال پیدا ہونے کے بعد حکومت نے 1985 میں منگلور میں سالانہ تین ملین ٹن صلاحیت والے پیلٹ پلانٹ کے قیام کی منظوری دی۔ منگلور میں قائم ہونے والے اس کارخانے نے 1987 میں کمرشیل پیداوار شروع کی اور آج کل یہ کارخانہ ترکی، آسٹریلیا، انڈونیشیا، چین، تائیوان سمیت بہت سے ملکوں کو بلاسٹ بھٹیاں اور ڈی اور گریڈ کے پیلٹس برآمد کر رہا ہے۔ ان کے علاوہ اندرون ملک اسپنج آئرن کارخانوں مثلاً میسرز وکرم اسپات، ایسر اسٹیل اور نیوز ڈنیروں کو بھی دونوں سامان سپلائی کئے جاتے ہیں۔

99-1998 کے دوران کمپنی نے 50.42 کروڑ ٹن مرتکزہ اور 25.25 کروڑ ٹن چھرے کی پیداوار کی۔ 90-1989 تک کمپنی گھاٹے میں چل رہی تھی لیکن 90-1989 میں اس نے 24.95 کروڑ خالص منافع حاصل کیا تھا اور تب سے وہ فائدہ میں چل رہی تھی۔ 92-1991 کے دوران کمپنی کو سب سے زیادہ 140.27 کروڑ کا فائدہ ہوا 1995 میں حکومت نے کل ادا شدہ سرمایہ کا تقریباً ایک فی صد شیر فروخت کر دیے۔ یہ حصص جی آئی سی رمیوچیل فنڈ اور کمپنی کے کارکنوں کو فروخت کئے گئے۔

اسپنج آئرن انڈیا لمٹیڈ

اسپنج آئرن انڈیا لمٹیڈ مرکزی اور آندھرا پردیش حکومت کا مشترکہ منصوبے کے طور پر کمپنی ایکٹ 1956، کے تحت مارچ 1975 میں پبلک لمٹیڈ کے طور پر قائم کی گئی تھی جب کہ اس کی اختیاری سرمایہ 40 کروڑ تھا اور اس کمپنی کا ادا شدہ سرمایہ 31 مارچ 1999 کو 32.58 کروڑ روپے تھا جس میں مرکز کا اور آندھرا پردیش حکومت کا حصہ 97.3 کروڑ روپے تھا۔ اس وقت یہ کمپنی سالانہ 60 ہزار ٹن اسپنج آئرن کی پیداوار کر رہی ہے۔ یہ کمپنی اسپنج آئرن کارخانے قائم کرنے کے لئے ہندستان اور غیر ممالک میں مشاورتی خدمات بھی فراہم کرتی ہے۔ موجودہ مالی حالت کے پیش نظر کمپنی کی حالت میں بہتری کے ایک ترمیم شدہ اسکیم زیر غور ہے۔ جولائی 1999 میں جاری نج کاری کمیشن (Disinvestment Commission) کی 11 ویں رپورٹ میں سفارش کی گئی ہے کہ بقایہ قرضوں اور سود کی ادائیگی کے بعد اسپنج آئرن انڈیا لمٹیڈ کی سرکاری ایکوٹی کی صدفی صد نج کاری کر دی جائے۔

میٹرلجیکل اور انجینئرنگ کنسلیٹنٹ انڈیا لمٹیڈ

میٹرلجیکل (Metallurgical) اور انجینئرنگ کنسلٹینٹ لمٹیڈ ملک کی پہلی مشورہ دینے والی انجینئرنگ تنظیم ہے اور اسے جلد ہی آئی ایس او 9001 کی حیثیت سے تسلیم کر لیا گیا ہے۔ اس تنظیم نے نہ صرف مشاورتی خدمات مثلاً ڈیزائن، انجینئرنگ اور پروجیکٹ انتظامیہ میں قابل لحاظ مہارت حاصل کر لی ہے۔ اس نے لوہے، اسٹیل اور دیگر دھات صنعتوں کی ترقی اور وسعت میں 39 سالوں میں اہم اشتراک کیا ہے۔ یہ آج دنیا میں اپنی نوعیت کی سب سے بڑی تنظیموں میں سے ایک ہے۔ اس تنظیم نے اپنی خدمات کی بجلی، ماحولیاتی انجینئرنگ، سمندری انجینئرنگ، سڑکوں اور شاہراہوں، پیٹرو کیمیکلس، گیس پائپ لائن، اطلاعاتی تکنالوجی اور دفاعی پروجیکٹوں تک توسیع کر دی ہے۔ پچھلی دو دہائیوں سے میکون ہندوستانی دفاع سیکٹر کی جدید کاری رموجودہ اکائیوں میں بہتری جدید دفاعی نقطہ نگاہ سے اہم اکائیوں کے قیام اور تحقیقات کے اداروں میں سرگرم تعاون کر رہا ہے موجودہ طور پر امکان شری ہری کوٹا میں انڈین اسپیس ریسرچ آرگنائزیشن کے دوسرے لانچ پیڈ کی تشکیل میں اپنی خدمات فراہم کر رہا ہے۔

فرٹلائزر

فرٹلائزر صنعت کی چار دہائیوں کی منصوبہ بندی اور ترقی نے بھارت کو فرٹلائزر پیدا کرنے والے ملکوں کے شانہ بہ شانہ کھڑا کر دیا ہے۔ آج بھارت نائٹروجن والی فرٹلائزر پیدا کرنے میں دنیا میں تیسرے نمبر پر ہے۔ اس وقت بھارت میں (64) کارخانے ہیں جو نائٹروجن والی اور کمپلکس فرٹلائزر تیار کر رہے ہیں۔ ان 63 کارخانوں میں یوریا تیار کرنے والے 39 اور امونیم سلفیٹ تیار کرنے والے (9) کارخانے ہیں ان دونوں کھادوں کی حیثیت ضمنی پیداوار کی ہے۔ ان کے علاوہ ملک میں (79) ایسے واحدے بھی ہیں جو سنگل سپر فاسفیٹ تیار کرتے ہیں۔

نائٹروجن کی پیداواری صلاحیت 52-1951 میں محض 85 ہزار ٹن سے بڑھ کر 30 نومبر 1999 کو 110.71 لاکھ ٹن تک پہنچ گئی اور اسی مدت کے دوران فاسفیٹ فرٹلائزر کی پیداواری صلاحیت 63 ہزار ٹن سے بڑھ کر 36.48 لاکھ ٹن تک پہنچ گئی۔ 52-1951 میں نائٹروجن کی 16 ہزار ٹن کی معمولی پیداوار فاسفیٹکی 11 ہزار ٹن کی پیداوار ہوئی لیکن 99-1998 کے دوران دونوں کی پیداوار میں خاصا اضافہ ہوا اور نائٹروجن کی پیداوار 104.80 لاکھ ٹن اور فاسفیٹ پیداوار 31.41 لاکھ ٹن ہوئی گزشتہ 2000-1999 کا پیداواری ہدف 110.67 لاکھ ٹن نائٹروجن اور 33.45 لاکھ ٹن فاسفیٹ کا رکھا گیا تھا اور دسمبر 1999 تک 83.04 لاکھ ٹن نائٹروجن اور 25.10 لاکھ ٹن فاسفیٹ کی پیداوار کر لی گئی۔ 92-1991 سے 2000-1999 تک فرٹلائزوں کی مانگ ان کے گھریلو پیداوار اور درآمدات ہی کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

سال	کھپت	پیداوار	برآمدات
1991-92	127.28	98.63	27.69
1992-93	121.55	97.36	29.08
1993-94	123.66	90.47	31.67
1994-95	135.63	104.38	29.65
1995-96	138.77	113.35	39.55
1996-97	143.08	111.55	19.75
1997-98	161.88	130.62	31.74
1998-99	167.98	136.24	31.45
1999-2000[1]	191.45	144.12	80.94

[1] (عبوری)

2000-1999 کے دوران حکومت نے کنٹرول والی فرٹلائزر پر 8,750 کروڑ روپے بطور سبیڈی ادا کئے اس میں 8,670 کروڑ روپے ملک میں پیداو ہونے والے اور 80 کروڑ روپے درآمد کئے جانے والے فرٹلائزر پر سبیڈی دی گئی۔ کنٹرول والی فرٹلائزر پر سبیڈی دینے کے علاوہ حکومت غیر کنٹرول فرٹلائزر پر خصوصی رعایت دے رہی ہے۔ تاکہ پودوں کے تغذیہ کے متوازن استعمال کی حوصلہ افزائی ہو سکے۔ یکم اپریل 1999 میں ملک میں تیار ڈائی امونیم فاسفیٹ پر دی جانے والی رعایت بڑھا کر 4,600 روپے فی ٹن اور درآمد شدہ ڈائی امونیم فاسفیٹ پر بڑھا کر 3,200 روپے فی ٹن کئے جانے کا بھی فیصلہ

کیا گیا۔ سنگل سپر فاسفیٹ پر رعایت کو بڑھا کر 900 روپے فی ٹن کر دیا گیا۔ ملک میں تیار فرٹلائزر پر دی جانے والی رعایتوں میں بھی اس تناسب میں اضافہ کیا گیا۔

سرکاری زمرے کے کارخانے

سرکاری زمرہ فرٹلائزر صنعت میں اہم رول ادا کر رہا ہے ریاستی ملکیت والا پہلا فرٹلائزر پروجکٹ 1951 میں سندری (بہار) میں قائم کیا گیا تھا اس کے بعد دوسرا کارخانہ ننگل (پنجاب) میں قائم کیا گیا مگر ٹرامبے مہاراشٹر میں اور کارخانہ وجود میں آنے کے بعد حکومت نے تمام سرکاری زمرہ کے فرٹلائزر پروجکٹوں کو واحد انڈر ٹیکنگ کے تحت لانے کا فیصلہ کیا اور جنوری 1961 میں فرٹلائزر کارپوریشن آف انڈیا کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس کے بعد 23 اگست 1974 کو نیشنل فرٹلائزر لمیٹڈ وجود میں دیا اس کے بعد یکم اپریل 1978 سے فیڈ اسٹاک اور جغرافیائی بنیاد پر فرٹلائزر کارپوریشن آف انڈیا اور نیشنل فرٹلائزر لمیٹڈ کی نو ترمیم کر کے چار کمپنیوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ اس وقت سرکاری زمرہ کے نو کارخانے فرٹلائزر محکمہ کے انتظامی کنٹرول کے تحت ہیں ایف سی آئی کے چار کارخانے سندری (بہار) گورکھپور (یوپی) تلچر (اڑیسہ) اور راما گنڈم (آندھرا پردیش) میں ہیں جنکی نائٹروجن پیدا کرنے کی مجموعی صلاحیت 5.87 لاکھ ٹن ہے۔

نیشنل فرٹلائزر لمیٹڈ کے اس وقت پانچ کارخانے ہیں ننگل میں کیلشیم امونیم فاسفیٹ اور ننگل، بھٹنڈہ، پانی پت اور وجے پور میں یوریا کے کارخانے ہیں۔ این یف ایل کی اس وقت مجموعی پیداواری صلاحیت 13.70 لاکھ ٹن ہے۔ جو کہ 28.5 لاکھ ٹن یوریا اور 3.18 لاکھ ٹن سی اے این کے مساوی ہے 2000-1999 (دسمبر 1999 تک) کمپنی نے 11.29 لاکھ ٹن نائٹروجن اور 23.28 لاکھ ٹن یوریا اور 1.21 فاسفیٹ کی سالانہ پیداوار کی۔

راشٹریہ کیمیکل اور فرٹلائزر لمیٹڈ (آر سی ایف) نے اکتوبر 1965 سے جولائی 1982 کے دوران ٹرامبے میں فرٹلائزر کے پانچ کارخانے اور گیس پر مبنی فرٹلائزر کا ایک بڑا کارخانہ تھال میں قائم کیا جس نے 1985 میں کمرشیل پیداوار شروع کر دی۔ اور سی ایف کے کارخانوں کی مجموعی پیداواری صلاحیت (نائٹروجن) 0 10 لاکھ ٹن اور 0 2 . 1 لاکھ ٹن فاسفیٹ سالانہ ہے 2000-1999 کے دوران کمپنی کا 9.88 لاکھ ٹن نائٹروجن اور 1.24 لاکھ ٹن فاسفیٹ پیدا کرنے کا امکان ہے۔

ہندستانی فرٹلائزر کارپوریشن لمیٹیڈ کے پانچ کارخانے جن میں 3 نامروپ (آسام) اور ایک ایک درگاپور (مغربی بنگال) اور بروٹی (بہار) میں چالو حالت میں ہیں۔ ان کارخانوں میں نائٹروجن کی سالانہ پیداواری صلاحیت 4.24 لاکھ ٹن ہے۔

فرٹلائزر اور کیمیکلس ٹراونکور لمیٹڈ (ایف اے سی ٹی) ادیوگ منڈل (کیرالہ) کے تین کارخانے ہیں جن میں ایک ادیوگ منڈل میں اور دو کوچن میں ہیں۔ یہ کمپنی فرٹلائزر کے علاوہ کیمیکل بھی تیار کرتی ہے۔ اکتوبر 1990 میں کیپرولیکٹم کارخانے کے قیام کے بعد یہ کمپنی پیٹرو کیمیکلس کے میدان میں بھی داخل ہوگئی۔ اس کمپنی کا ایک دوسرا شعبہ فیکٹ انجینئرنگ اور ڈیزائن آرگنائزیشن ڈیزائن، انجینئرنگ، تعمیرات کی نگرانی اور فرٹلائزر اور کیمیکل کارخانوں کو چلانے کی سرگرمیوں میں بھی ملوث ہے۔

مدراس فرٹلائزر لمیٹڈ (ایم ایف ایل) ایک مشترکہ کمپنی ہے جس میں ہندستانی حکومت کا حصہ 58.74 نیشنل ایرانین آئل کمپنی کا حصہ 25.44 فیصدی اور پبلک اکویٹی ہولڈنگ 15.82 فیصدی ہے۔ ایم ایف ایل کی سالانہ پیداواری صلاحیت 2.54 لاکھ ٹن نائٹروجن اور 1.43 لاکھ ٹن فاسفیٹ ہے۔

پائرائٹس، فاسفیٹ اور کیمیکل لمیٹڈ (پی پی سی ایل) مارچ 1960 میں قائم ہوئی تھی۔ یہ کمپنی پائرائٹس (گندھک کی آمیزش والی دھات) کے ذخائر کی تلاش اور امجھوری (بہار) میں سنگل سپر فاسفیٹ کی پیداوار پائرائٹ کے ذخائر کی تلاش اور پیداوار،

سلادی پورہ (راجستھان) میں سنگل سپر فاسفیٹ کی پیداوار کے علاوہ سوری میں فاسفورائٹ ذخائر سے راک فاسفیٹ نیز اورنکالنے کا بھی کام کرتی ہے۔

پارادیپ فاسفیٹ لمیٹڈ (پی پی ایل) دسمبر 1981 میں پردیپ (اڑیسہ) میں فاسفوٹک فرٹلائزر کمپلکس قائم کرنے کے لئے وجود میں آئی تھی۔ پروجکٹ کا مرحلہ جو 7.20 لاکھ ٹی پی اے صلاحیت ڈی پی اے پلانٹ اور متعلقہ سہولتوں پر مشتمل تھا۔ 1986 میں شروع کیا گیا۔ پروجکٹ کا دوسرا مرحلہ جو گندھک والی تیزاب اور فاسفورک تیزاب کے پلانٹ پر مشتمل تھا جون 1992 میں شروع ہوااور باضابطہ طور پر کمرشیل پیداوار شروع کردی۔

پروجکٹس اور ڈیولپمنٹ انڈیا لمیٹڈ جس کا پہلے نام فرٹلائزر (منصوبہ بندی اور ترقیات) انڈیا لمیٹڈ تھا ڈیزائن، انجینئرنگ، تعمیرات کی نگرانی اور فرٹلائزر اور متعلقہ کیمیکل پروجکٹوں کو چلانے میں اپنی خدمات انجام دے رہی ہے اس کمپنی نے ہندستان میں کیٹالسٹ کی پیداوار کے لئے تکنیکی معلومات اور اطلاعات کے فروغ میں نمایاں رول ادا کیا ہے۔

امداد باہمی زمرہ

انڈین فارمرس فرٹلائزر کوآپریٹو لمیٹڈ (افکو) 3 نومبر 1967 کواور کرشک بھارتی کوآپریٹو لمیٹڈ 17 اپریل 1990 کو قائم ہوئے۔ دونوں کثیر ریاستی کوآپریٹو سوسائٹی ہیں جو محکمہ فرٹلائزر کے زیرانتظام ہیں افکو کے چھ کارخانے ہیں ایک ایک کلول اور کانڈلا (گجرات) میں اور پھول پور، پھول پور توسیعی، آنولہ، اور آنولہ توسیعی (یوپی) میں ہیں۔ کرشک بھارتی کا گیس پرمبنی یوریا امونیا کا ایک کارخانہ ہزیرا (گجرات) میں ہے جس کی سالانہ یوریا پیدا کرنے کی صلاحیت 14.52 لاکھ ٹن سے افکو اور کرشک بھارتی کی مشترکہ پیداواری صلاحیت نائٹوجن 16 لاکھ ٹن اور فاسفیٹ کی 3.09 لاکھ ٹن ہے۔

موجودہ طور پر افکو کی پودوں کے تغذیات کے نقطہ نگاہ سے تنصیب شدہ صلاحیت 16.81 لاکھ ٹن نائٹروجن اور 5.19 لاکھ ٹن فاسفیٹ کے پیداوار کی ہے۔ کرشک بھارتی کوآپریٹو لمیٹیڈ کی تنصیبی صلاحیت 14.52 ٹن پیداوار کی ہے۔ (نائٹروجن کے لحاظ سے 6.68 لاکھ ٹن)

کیمیکلس

ملک میں اس صنعت نے متواتر ترقی کی رفتار بنائے رکھی ہے۔ کیمکلس صنعت میں نامیاتی اور غیر نامیاتی کیمیکل، رنگ کے مسالے، رنگ روغن، جراثیم کش ادویات، مخصوص کیمکلس شامل ہیں۔ کیمیکل صنعت کے کچھ اہم پیداواری شعبے ہیں۔ کاسٹک سوڈا، سوڈا ایش، کاربن بلیک، فینول ایسٹک ایسڈ، میتھانول اور ایزوڈائی۔

حکومت کی نرم پالیسی کے مطابق کچھ خطرناک کیمکلس کو چھوڑ کر دیگر سبھی کیمیکل صنعتوں کے لئے صنعتی لائسنس کا اہتمام ختم کردیا گیا ہے۔ اس لئے اب صنعت کار صنعتی انٹرپرائیز میمورنڈم روٹ کے ذریعہ کیمیکل صنعت لگانے کے لئے آزاد ہیں۔ حکومت بیرونی سرمایہ کاری کا تہیہ کئے ہوئے ہے اور جدید منظرہ تکنیک میں بہتری لاکر ہندوستانی مصنوعات کی برآمدات کے امکانات کو بڑھا کر اور بین الاقوامی سطح کی خدمات مہیا کراکر ہندوستانی صارفین کو فائدہ پہونچانا چاہتی ہے۔ ان مقاصد کے حصول کے لئے حکومت نے ایک شفاف محرک اور سرمایہ کاروں کے موافق پالیسی ڈھانچہ تیار کیا ہے۔ حکومت نے از خود صدفی صد سرمایہ کی منظوری والی صنعتوں کی فہرست کو اور زیادہ وسعت فراہم کی ہے۔

لائسنسنگ اور اعلیٰ محصول کے دوہرے تحفظ سے مستفید اس صنعت نے بکھری ہوئی پیداواری اساس اور کمزور مارکیٹنگ پر دھیان مرکوز کیا ہے۔ 1991 میں شروع کئے گئے نرم اقدام کے بعد صلاحیت کی زیادہ سے زیادہ حد ختم کردی گئی ہے۔ صنعتی لائسنس کے اہتمام کو نامنظور کردیا گیا ہے۔ اور محصول میں کمی کی گئی ہے۔

پلانٹوں کو موثر طور پر چلانے اور توانائی کے تحفظ عمل میں حفاظتی پروسسنگ صنعت میں لگے عملہ کے صحت اور ماحولیاتی تشویش کو دیکھتے ہوئے اس میں بہتری اور جدید کاری کے لئے خطرناک کیمیکلس کی انتظامیہ پر بھی خصوصی دھیان دیا جارہا ہے۔ کاسٹک سوڈا بنانے میں زیادہ سے زیادہ اکائیاں اب روایتی مرکزی ڈائی فراگن تکنیک کی جگہ پر ممبرنس سیل تکنیک کا استعمال کررہی ہیں۔

جراثیم کش صنعت کا کافی فروغ ہوا ہے اور ملک میں زراعت وصحت کے میدان میں اس صنعت نے کافی اہم رول رہا ہے۔ زراعتی کیمیکل کے میدان میں اب کی کیڑے مار دواؤں کی جگہ پر زیادہ حجم اور کم قیمت کی دواؤں کا استعمال ہورہا ہے ساتھ ہی قدرتی کیڑے مار دواؤں اور حیاتیاتی جراثیم کش ادویات کا استعمال بھی دھیرے دھیرے بڑھ رہا ہے ان کی پیداوار میں بھی قابل ذکر اضافہ ہوا اور کیڑے مار دواؤں اور کی فراہمی صلاحیت کے استعمال کے لئے ملک نے کیڑے مار دواؤں کے برآمدات کے مقابلہ جاتی میدان میں بھی داخل ہوگیا ہے۔

اوسط درجے کے کیڑے ادویات تیار کرنے کے لئے صحیح تکنیک حاصل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ رنگ اور رنگ سے متعلق صنعت کی فروغ شرح بھی قابل ستائش رہی ہے۔ رنگ اور رنگ سے متعلق صنعتوں میں برآمدات کے بھرپور امکانات موجود ہیں، کیونکہ یہ بین الاقوامی معیار پر کھرے اترتے ہیں اور ان کی قیمت بھی مقابلہ جاتی ہے۔ کچھ اہم کیڑے مار ادویات اور قیمتوں رنگ کیمیکل صنعت کی پیداواری تفصیل ذیل کے جدول میں دکھایا گیا ہے:

('000 ٹن میں)

مد	تنصیبی طاقت	1997-98	1998-99	1999-2000
سوڈا ایش	1,865.00	1,558.62	1,459.00	1,540.00
کاسٹک سوڈا	2,019.45	1,314.68	1,306.46	1,350.00
کاربن بلیک	304.70	198.77	220.62	240.00
کیلشیم کاربائڈ	149.95	78.32	61.50	50.00
فنائل	73.10	69.26	66.20	66.00
میتھانول	386.00	394.07	367.40	350.00
تکنیکی پیسٹیسائڈ	128.90	84.47	88.00	94.50
ڈائی اسٹف	52.92	35.47	29.69	28.50

کیمیکل زمرہ میں سرکاری سیکٹر کے کارخانے

کیمیکل سیکٹر میں سرکاری زمرے کے دو کارخانے ہندستان آرگینک کیمیکلس لمیٹڈ اور ہندستان انسکٹی سائیڈ لمیٹڈ ہیں۔

ہندستانی آرگینک کیمیکلس لمیٹڈ (ایچ او سی ایل) مہاراشٹر کے ضلع رائے گڑھ میں رسایانی میں 1960 میں قائم کی گئی تھی جس کا واحد مقصد ڈرگ، رنگنے کا سامان ربر کیمیکل اور لیمی نیٹس وغیرہ مینوفیکچر کرنے کے لئے متعلقہ کیمیکلس تیار کرنا تھا۔ کمپنی کے دو کارخانے ہیں جن میں ایک رسایانی (مہاراشٹر) میں اور دوسرا کوچین (کیرالا) میں ہے۔ رسایانی کا کارخانہ بھاری کیمیکل کا آرگینک گروپ اور نائٹرو بینزین، ہائیڈروجن، انلائن، سلفرک ایسڈ، اسیٹک ایسڈ وغیرہ تیار کرتا ہے۔ کوچین کے کارخانے میں فنائل، ایسیٹین اور پراپلین تیار ہوتا ہیں۔ کمپنی نے پولی ٹیٹرا فلورو تھیلین (Polytetra fluoroethylene) (پی ٹی ایف ای) کے لئے ہندستان فلورا کاربن لمیٹڈ کے نام سے ایک ذیلی کمپنی قائم کی ہے 99-1998 کے دوران کمپنی کی کل پیداوار 2,71,447 میٹرک ٹن رہی اور 416.53 کروڑ کا کاروبار ہوا۔

ہندستانی انسکٹیسائیڈ لمیٹڈ (ایچ آئی ایل) 1954 میں قائم ہوا تھا اس کے تین کارخانے ہیں۔ جن میں ایک دہلی میں دوسرا ادیوگ منڈل (کیرالا) میں اور تیسرا رسایانی (مہاراشٹر) میں ہے۔ کمپنی کا جنوبی پسٹی سائیڈ کارپوریشن کے نام سے ایک ذیلی کمپنی بھی قائم کی ہے جس کا صدر دفتر حیدرآباد میں اور فیکٹری کیور میں ہے۔ ایچ آئی ایل ملک میں استعمال ہونے والی اہم جراثیم کش اور ادویات ڈی ڈی ٹی، میلاتھیان، انڈوسلفان اور بوٹا لکور تیار کرتی ہے۔ یہ ملک میں تیار کی جانے والی اہم جراثیم کش ادویات ہیں۔ کمپنی نے 99-1998 کے دوران 15,705 میٹرک ٹن پیداوار کی اور 132.19 کروڑ روپے کا کاروبار کیا۔ کمپنی کی دلی اکائی 30 نومبر 1996 سے بند کردی گئی ہے اور اسے بھٹنڈہ میں منتقل کیا جا رہا ہے۔

پیٹرو کیمیکلس

عالمی بازار پیٹرو کیمیکل قیمتوں میں بھاری کمی اور اقتصادی مندی سے گھریلو صنعت کاروں کے منافع میں کمی کے باوجود 2000-1999 کے دوران پیٹرو کیمیکل میں اچھی پیداوار ہوئی اس دوران خاص خاص پیٹرو کیمیکل کی پیداوار 4,623 کلو ٹن رہا جب کہ 99-1998 میں یہ 3,972 کلو ٹن تھا اس طرح پیداوار میں 16 فیصد کا اضافہ ہوا۔ پیٹرو کیمیکل کی مانگ 10 فیصد بڑھ کر 4,578 کلو ٹن کے مقابلے 5,025 کلو ٹن تک پہنچ گئی۔ بازار کی مندی میں بھی پیداوار میں اضافہ دیکھتے ہوئے امید کی جا سکتی ہے کہ عام حالات رہے تو پیٹرو کیمیکل کی پیداوار 15 فیصد فی سال بڑھتی رہے گی۔ 2000-1999 دوران کمپنیوں کی پیداوار صلاحیت میں قابل ذکر اضافہ ہوا ہے۔ جو کہ خاص طور سے ہلدیہ پیٹرو کیمکلس لمیٹڈ اور آئی۔ پی۔ سی۔ ایل گندھار کی وجہ سے ہوئی۔

2000-1999 میں صلاحیتوں میں اہم اضافہ ہوا۔ ان میں سے قابل ذکر ہیں۔ 4,20,000 لاکھ ٹی۔ پی۔ اے ایتھلین پلانٹ (ناپتھا کریکر) کی ہدلیہ پیٹرو کیمکلس کے ذریعہ اور آئی۔ پی۔ سی۔ ایل گندھار میں ایک لاکھ ساٹھ ہزار ٹی۔ پی۔ اے، ایچ، ڈی۔ پی۔ ای۔ پلانٹ اور ایک لاکھ ٹی۔ پی۔ اے۔ ایم۔ ای۔ جی پلانٹ شروع کیا۔ سال کے دوران ہی آئی۔ پی۔ سی۔ ایل نے ناگوتھانے کمپلکس میں ایچ۔ ڈی۔ پی۔ ای کی صلاحیت ایک لاکھ 60 ہزار ٹی۔ پی۔ اے۔ سے بڑھا کر دو لاکھ بیس ہزار ٹی۔ پی۔ اے اور ایتھلین کی تین لاکھ ٹی۔ پی۔ اے سے بڑھا کر 4 لاکھ ٹی۔ پی۔ اے کی ہے۔ ریلائنس انڈسٹری لمیٹڈ نے 2000-1999 میں جام نگر، گجرات میں 14 لاکھ ٹی۔ پی۔ اے صلاحیت والے پراسلین پلانٹ اور 6 لاکھ صلاحیت والے پولی پراپلین پلانٹ شروع کیا۔

پیٹرو کیمیکل کے برآمدات میں پچھلے سال کی بہ نسبت 2000-1999 کوئی اضافہ ہونے کا امکان نہیں ہے۔ دھاگے کی برآمدات کی 99-1998 میں 61 ہزار میٹرک ٹن کی بہ نسبت سال 2000-1999 میں 70 ہزار میٹرک ٹن ہونے کی امید ہے۔ جہاں تک پولیمر کا سوال ہے۔ 97-1996 میں اس کی برآمدات 51 ہزار میٹرک ٹن رہی جو کہ 98-1997 میں بڑھ کر 60 ہزار

میٹرک ٹن ہوئی اور 2000-1999 میں اس میں مزید گراوٹ ہونے اور تقریباً 40 ہزار میٹرک ٹن برآمدات کا امکان ہے حالانکہ پچھلے چار سالوں میں پیداوار میں اضافے کی وجہ سے پولمیر کی صلاحیت بڑھی ہے۔ لیکن بین الاقوامی بازار میں قیمتوں میں کمی کی وجہ سے اسکی برآمد گھٹی ہے۔ مصنوعی دھاگے سے بنے کپڑے اور سوتی دھاگوں سے بنے کپڑوں کی گھریلو کھپت بھی بڑھی ہے۔

پلاسٹک پروسسنگ صنعت بنیادی طور پر چھوٹے پیمانے کے سیکٹر میں ہے۔ یہ صنعت دو لاکھ افراد کو براہ راست روزگار فراہم کرتا ہے۔ صلاحیت میں اضافے کے بعد روزگار کے مواقع میں بھی اضافہ ہوگا۔ چونکہ ابتدائی برسوں میں گھریلو صلاحیت بہت کم تھی اس لئے درآمد پر زیادہ انحصار تھا انڈین پیٹرو کیمیکلس کارپوریشن لمیٹڈ کی مضبوط قیادت کے نتیجے میں سرکاری زمرہ کی ایک کمپنی اور پیداوار میں اضافہ نیز سرمایہ کاری پر واپسی کے روشن امکانات کے مدنظر نجی زمرہ کی کمپنیاں بھی اب اس میدان میں اتری ہیں۔ اہم پیٹرو کیمیکلس کی کھپت 85-1984 میں 7.8 لاکھ ایم ٹی سے بڑھ کر 91-1990 میں 16.7 ایم ٹی اور 96-1995 میں 30 لاکھ ایم ٹی تک پہونچ گئی توقع ہے کہ 02-2001 تک کھپت 56 ایم ٹی تک پہونچ جائے گی۔ پیٹرو کیمیکل کی بڑھتی ہوئی مانگ کو پورا کرنے کے لئے حکومت متعدد میگا پیٹرو کیمیکلس کمپلکس کی منظوری دی ہے جس سے ہندستان پیٹرو کیمیکلس میں خاصی حد تک خود کفیل ہو جائے گا۔

پیٹرو کیمیکل سکٹر میں تین تنظیمیں محکمہ کیمیکلس اور پیٹرو کیمیکلس کے زیر انتظام میں سرکاری زمرہ کا کارخانہ انڈین پیٹرو کیمیکلس کارپوریشن لمیٹڈ جو مارچ 1969 میں قائم ہوا تھا متعدد پیٹرو کیمیکلس مثلاً پالیم رس، سنتھیٹک ارگینک کیمیکلس، فائبر کی تیاری اور تقسیم کا ذمہ دار ہے۔ یہ منافع کمانے والی کمپنی ہے جس نے 2000-1999 کے دوران ایک ارب 89 کروڑ روپئے کا اصل منافع کمایا۔ پیٹرو فلس کوآپریٹو لمیٹڈ (پی سی ایل) جو ہندستانی حکومت اور بنکر کوآپریٹو سوسائٹیز کا ایک مشترکہ کارخانہ ہے بڑودہ، اور نالا دھاری (گجرات) میں واقع اپنے دو پروجکٹوں میں پالیسٹر کے دھاگے اور نائلان کے ٹکڑے Chips (انجینئرنگ پالیمر گریڈ) تیار کرتا ہے سوسائٹی نے نالا دھاری بھارتی میں اسپنڈکس دھاگے میں چونکہ لچیلا پن ہوتا ہے اس لئے یہ دھاگہ سوئمنگ سوٹ، بنیائن اور انڈرویئر تیار کرنے میں کام کرتا ہے۔ پی سی ایل 94-1993 تک جس کی اٹھان اطمینان بخش تھی اب وہ گھاٹے میں چل رہی ہے اور 31 مارچ 2000 تک اسے 460 کروڑ روپئے تک بڑھ گیا ہے۔

سنٹرل انسٹی ٹیوٹ آف پلاسٹک انجینئرنگ اور تکنالوجی (سی آئی پی ای ٹی) جو ایک تربیتی ادارہ ہے رجسٹرڈ سوسائٹی کی حیثیت سے۔ 1986 میں پیٹرو کیمکل کے محکمہ کے انتظامی کنٹرول میں ایک خودمختار تنظیم کی حیثیت سے چنئی میں قائم کیا گیا تھا۔ اس کے قیام کا مقصد ہنرمند افرادی طاقت کو فروغ دینا اور پلاسٹک صنعت کو تکنیکی خدمات فراہم کرنا ہے یہ ادارہ پلاسٹک صنعت کو جانچ، معیار بندی، کوالیٹی کنٹرول اور مشاورتی خدمات بھی فراہم کرتا ہے۔ سی آئی پی ای ٹی نے احمد آباد، امرتسر، بھوپال، بھونیشور، حیدرآباد، امپھال، لکھنؤ، پٹنہ ہلدیہ اور میسور چنئی میں 12 توسیعی مراکز قائم کئے ہیں ان میں چنئی میں ہیڈ کوارٹر مرکز بھی شامل ہے گوا اور پٹنہ کے نواحی علاقوں میں پلاسٹک صنعت کی مانگ کو پورا کرنے کی غرض سے (سی ائی پی ای ٹی) نے دونوں جگہ ایک ایک سروس مرکز اور تربیتی مرکز بھی قائم کیا ہے۔ پٹنہ، ہلدیہ اور گوہاٹی میں سی آئی پی ای ٹی توسیعی مرکز قائم کرنے کا عمل شروع کر دیا گیا ہے

ڈرگس اور فارماسیوٹیکلس

اگر دوسرے ترقی پذیر ملکوں کی نمو کی شرح کو پیش نظر رکھا جائے تو یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ ہندستان نے گزشتہ چالیس برسوں کے دوران ڈرگس اور فارماسیوٹیکلس صنعت میں زبردست ترقی کی ہے۔ آج صورتحال یہ ہے کہ ہندستان ڈرگس کی نہ صرف 70 فیصدی ضروریات پوری کرتا ہے اور فارموینشنس (بنیادی دواؤں) کی صدفی صد مانگ کو پوری کرنے کی حالت

میں ہے۔ تنظیمی سیکٹر کی تقریباً 250 اکائیاں، عوامی سیکٹر کی پانچ آئی۔ ڈی۔ پی۔ ایل۔ ایچ۔ اے ایل، ایس۔ ایس۔ پی۔ ایل، بی
سی پی۔ ایل، بی آئی ایل مشترکہ کمپنیوں کی سات اور چھوٹی صنعتوں کے سیکٹر میں تقریباً 5 ہزار اکائیاں دواؤں کی پیداوار میں لگی
ہیں۔ ان میں 100 سے زیادہ اکائیاں تھوک دواؤں کے بنانے میں لگی ہیں۔

ہندستانی ادویات ساز صنعت میں جدید تکنالوجی کے استعمال سے بھاری مقدار میں ڈرگس اور تقریباً ہر فارمولیشن کو تیار
کرنے کی صلاحیت ہے۔ جہاں تک فارمولیشن تکنالوجی کا سوال ہے اس میں ہندستان پوری طرح خود کفیل ہے اور اس کا دوسروں
پر کوئی انحصار نہیں ہے۔ جہاں تک بُلک Bulk ڈرگس کا سوال ہے ان میں سلفا ڈرگس، وٹامن، ہارمون اور متعدد نئی سینتھیٹک
ڈرگس مثلاً فلومیگوئن (Flumenguine) پیلاکساسن (Pefloxacion) رامیپر ل (Ramipiril) کیٹورولیک
(Ketorolac) اور لسنو پرل Lisinopirl وغیرہ کی تیاری میں فارمولیشن تکنالوجی کا استعمال ہوتا ہے۔ تمام بلک bulk ڈرگس
میں جو ملک میں حفظان صحت کے لئے بہت ضروری ہیں پینسلین اور رفامپسن (Rifampicin) شامل ہیں۔
پنسلین (Pencillin) اور رفامپسن (Refampicin) کی پیداوار میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے اور ان دونوں اہم ڈرگس کی
ساری ضرورتیں گھریلو پیداوار سے ہی پوری کی جاتی ہیں۔ پہلے پنسلین جی بنانے کے صرف دو کارخانے تھے جن میں سرکاری زمرہ
کا کارخانہ ہندستان اینٹی بائیٹکس لمیٹڈ (ایچ اے ایل) اور نجی زمرہ کا کارخانہ میسرز الیمبک تھا۔ 1995 کے بعد پنسلین تیار کرنے
والے تین کارخانے میسرز ایس پی اسپک فارماسیوٹیکل لمیٹڈ، جے کے فارما کیمیکل لمیٹڈ اور ٹورنیٹ گجرات بایوٹیک لمیٹڈ نے 6 سو
کروڑ روپے کی مالیت سے قائم کئے ہیں۔ یہ تینوں کارخانہ نجی زمرے کے ہیں اس کے علاوہ (ایچ اے ایل) میکس جی پی لمیٹڈ
کے اشتراک سے ایک کارخانہ قائم کیا ہے جس کے چالو ہو جانے کے بعد پنسلین جی کی پیداوار میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔ پنسلین
کی گھریلو پیداوار جو پہلے 3 ہزار ایم یو تھی اب بڑھکر 6,000 ایم ایم یو ہو گئی اس کی پیداوار میں دوگنا اضافہ ہو گیا ہے۔ ان
دونوں کارخانوں کے علاوہ سبھی زمرہ کے ایک نئے جدید کارخانے میں بھی اس اہم ڈرگ کی پیداوار شروع ہو گئی ہے۔ جو انسداد
دق اور انسداد جذام کے اس اہم ڈرگ کی گھریلو مانگ کو بڑی حد تک پورا کرتا ہے۔ اس اکائی نے جولائی 1997 سے کاروباری
پیداوار شروع کر دی ہے۔

ڈرگ پالیسی

حالیہ برسوں میں حاصل تجربات کی روشنی میں حکومت نے موجودہ ڈرگ پالیسی مجریہ 1986 میں ترمیم کی ضرورت محسوس کی
ہے تاکہ اسے صنعتی پالیسی مجریہ 1991 سے ہم آہنگ کر کے اسے مزید آسان بنا کر قیمتوں کے موجودہ نظام کو مزید موثر بنایا
جا سکے۔ 15 ستمبر 1994 میں اعلان کی جانے والی ڈرگ پالیسی میں جو ترمیمات کی گئی ہیں اور 1999 اور مارچ 2000 میں
ترمیمی ڈرگ پالیسی تیار ہوئی ان کی اہم خصوصیات یہ ہیں۔ (i) تمام بلک (bulk) ڈرگس ان کے انٹرمینجمنٹ اور فارمولیشن کے
لئے صنعتی لائسنس کا خاتمہ (بجز ان پانچ بلک Bulk ڈرگس جو سرکاری زمرہ کے کارخانوں کے لئے مخصوص ہیں اور وہ ڈرگس جو
ری کانبینینٹ ڈی این اے تکنالوجی کے استعمال سے تیار کی جاتی ہیں اور وہ ڈرگس بھی جن کے لئے نیوکلک Nucleic تیزاب
کے انوائرو Invivo کا استعمال ضروری ہے۔ (ii) تمام بلک bulk ڈرگس ان کے انٹرمیڈیٹ اور فارمولیشن کے لئے 74 فیصدی
تک غیر ملکی سرمایہ کاری کی از خود اجازت (iii) صنعتی پالیسی کے تحت غیر ملکی معاہدے کے لئے خود بخود منظوری ان میں وہ ڈرگس
اور فارمولیشن شامل نہیں ہیں جو ری کانبیٹ Recombinant ڈی این اے تکنالوجی سے تیار کئے جاتے ہیں۔ (iv) ڈرگ سیکٹر
میں آر اور ڈی کو مزید متحرک کرنے کے اقدام (اے) ایسی کوئی نئی ڈرگ جو پہلے کہیں تیار نہ کی گئی ہو اور وہ گھریلو آر اور ڈی کے
ذریعہ تیار کی گئی ہو اس پر کمرشیل پیداوار کی تاریخ سے دس برس تک آر ڈی شروع کرنے والی کمی کے حق میں قیمتوں کے کنٹرول کا
نظام نافذ نہیں ہوگا (بی) محکمہ کیمیکلس اور پیٹرو کیمیکلس ایک بین وزاتی گروپ قائم کرے گا جو ایک مقررہ مدت کے اندر ڈرگ

سیکٹر میں آر ڈی کو مزید چست بنانے کے اقدام کا فیصلہ کرے گا۔ (ی) وزارت صحت اور خاندانی بہبود نئی ڈرگ کی درخواستوں پر خصوصاً جو گھریلو آر اینڈ ڈی کے ذریعہ تیار کی جائیں گی۔ جلد فیصلہ کرنے کے طریقہ کار کو مزید چست اور فعال بنائے گی۔ (v) قیمت کنٹرول کا نظام کنٹرول والی ڈرگس کی واحد فہرست کے ذریعہ روبہ عمل لایا جائے گا۔ ایسی ڈرگس کا انتخاب 1986 میں ڈرگ پالیسی ترمیمی بل میں درج واضح ضوابط اور ایچ اے پی ای پر مبنی فارمولیشن کی بنیاد پر کیا جائے گا، (vi) جہاں تک بنیادی مینوفیکچر کا تعلق ہے واپسی کی شرح موجودہ شرح 4 فیصدی زیادہ ہوگی۔ یہ شرح اس وقت اصل قیمت یا کاروبار میں لگائے جانے والے سرمایہ کا 22 فیصدی ہے۔ (vii) عام طور پر استعمال کئے جانے والے فارمولیشن کی قیمتوں میں یکسانیت لانے کی غرض سے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ قیمت کنٹرول والے فارمولیشن کے معیاری پیک سائز کی قیمتوں کی بھی حد مقرر کر دی جائے گی۔ اور اس کا اطلاق چھوٹے پیمانے کے کارخانوں سمیت تمام کارخانوں پر ہوگا (viii) ماہرین پر مشتمل ایک آزاد ادارہ کو جس کا نام نیشنل فارماسیوٹیکل پرائسنگ اتھارٹی ہوگا۔ قیمتوں کے تعین، نظر ثانی اور دوسرے متعلقہ امور کی ذمہ داری سونپی جائے گی۔ (ix) حکومت ان ادویات کی قیمتوں پر گہری نظر رکھے گی جو قیمتوں کی کنٹرول سے باہر ہیں۔ اگر ان ادویات کی قیمتوں میں غیر معمولی اضافہ ہوتا ہے تو حکومت مناسب اقدام کرے گی جن میں قیمتوں کے کنٹرول نظام کا دوبارہ نفاذ شامل ہے۔ پارلیمنٹ میں قانون بنا کر ایک قومی ڈرگ اتھارٹی قائم کی جائے گی۔ یہ ادارہ وزارت صحت خاندانی بہبود کے تحت ہوگا اور کوالیٹی کنٹرول کے پہلوؤں ڈرگس کے معقول استعمال اور دوسرے امور پر نظر رکھے گا۔ میڈیسن کے دیسی اور دوسرے نظاموں کی ترقی اور فروغ سے متعلق تمام امور پر خصوصی توجہ کے لئے وزارت صحت اور خاندانی بہبود ایک علاحدہ شعبہ قائم کرے گی۔

ڈرگس (قیمت کنٹرول) آرڈر 1995

حکومت نے ڈرگس (قیمت کنٹرول) آرڈر (ڈی پی سی او) کا نوٹیفکیشن 6 جنوری 1995 کو کیا تھا۔ اس آرڈر نے اب ڈی پی سی او مجریہ 1987 کی جگہ لے لی ہے۔ نئی ڈی پی سی او نے ڈرگ پالیسی مجریہ 1986 میں ترمیم کی ذمہ داری لی ہے۔ جس کا حکومت نے اعلان ڈرگس قیمت کنٹرول کے سلسلے میں ستمبر 1994 میں کیا تھا۔ مرکزی حکومت کو ضروری اشیا ایکٹ 1995 کی دفعہ (3) کے تحت جو اختیارات حاصل تھے وہ اب ڈی پی سی او کو تفویض کر دیئے گئے ہیں۔

سرکاری سیکٹر کے کارخانے

انڈین ڈرگس اور فارماسیوٹیکلس لمیٹڈ جو 5 اپریل 1961 کو کمپنیز ایکٹ مجریہ 1956 کے تحت قائم کی گئی تھی ایک صف اول کی کمپنی ہے۔ کمپنی کے پانچ کارخانے ہیں جن میں رشی کیش (یوپی) حیدرآباد (آندھرا پردیش) گڑگاؤں (ہریانہ) چنئی (تامل ناڈو) اور مظفر پور (بہار) میں ایک ایک کارخانہ ہے۔ ان میں پوری ملکیت والے ذیلی کارخانے بھی شامل ہیں۔

آئی ڈی پی ایل نے بھی معیاری فارماسیوٹیکل فارمولیشن تیار کرنے کے لئے متعلقہ ریاستی حکومتوں کے اشتراک سے تین ذیلی کارخانے قائم کئے ہیں جن کے نام راجستھان ڈرگس اور فارماسیوٹیکلس لمیٹڈ جے پور، اتر پردیش ڈرگس اور فارماسیوٹیکلس لمیٹڈ لکھنؤ اور اڑیسہ ڈرگس اور کیمیکلس لمیٹڈ بھونیشور ہیں۔

بھارت اینٹی بائٹکس لمیٹڈ جس کا قیام مارچ 1954 میں عمل آیا تھا۔ فارماسیوٹیکلس کے میدان میں سرکاری زمرہ کا پہلا کارخانہ تھا۔ یہ کمپنی پنسلین اور دوسرے اینٹی بائٹکس تیار کرنے کے بنیادی مقصد سے قائم کی گئی تھی۔ یہ کمپنی فارمولیشن کے علاوہ اسٹیرپٹو مائسین، ہیمائسین اور آٹو فنگن کی تیار کرتی ہے۔ ایچ اے ایل کی تین ذیلی کمپنیاں ہیں جو متعلقہ ریاستی حکومتوں کے اشتراک سے قائم کی گئی ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔ کرناٹک اینٹی بائٹکس اور فارماسیوٹیکلس لمیٹڈ، بنگلور، مہاراشٹرا اینٹی بائٹکس

اور فار ماسیوٹیکلس لمٹیڈ (ناگپور) اور منی پور اسٹیٹ ڈرگس اور فار ماسیوٹیکلس لمٹیڈ امپھال ہیں۔

کلکتہ (مغربی بنگال) میں واقع سرکاری زمرے کے تین کارخانے میں جو ڈرگس اور فارمولیشن تیار کرتے ہیں یہ کمپنیاں پہلے
نجی زمرے میں تھیں لیکن بعد میں بیمار کمپنیوں کی فہرست میں آنے کے بعد ان کا نظم ونسق مرکزی حکومت نے انڈسٹریز ڈیولپمنٹ
اور ریگولیشن) ایکٹ مجریہ 1951 کے تحت اپنے ہاتھوں میں لے لیا اس کے بعد ان کو قومی ملکیت میں لے لیا گیا اور نئی سرکاری
زمرے کی کمپنیاں بنادی گئیں۔ بنگال ایمیونٹی لمٹیڈ (بی آئی ایل) بنگال کیمیکلس اور فار ماسیوٹیکلس لمٹیڈ (بی سی پی ایل) اسمتھ
اسٹین اسٹریٹ فار ماسیوٹیکلس لمٹیڈ (ایس ایس پی ایل) کے نام سے وجود میں آئیں۔ سرکاری زمرے کے ان کارخانوں کی
پیداواری سرگرمیاں مغربی بنگال تک محدود ہیں۔ بی آئی ایل سب سے زیادہ سیر (SERA) اور ویکسین ٹاکسوئیڈ (Toxoid) تیار
کرنے والی کمپنی ہے یہ کمپنی دوسرے فار ماسیوٹیکل فارمولیشن بھی تیار کرتی ہے (بی سی پی ایل) جس کے چار کارخانے ہیں سانپ
کے زہر کے انسداد کی سب سے زیادہ دوائیں انجکشن تیار کرتی ہے۔ یہ کمپنی سلفرک ایسڈ، الم (Alum) کروم
(Chrome) نمک جیسے کیمیکل اور گھریلو استعمال کا سامان جیسے صابن، سر میں لگانے والا تیل اور پرفیوم بھی تیار کرتی ہے بی سی پی
ایل جڑی بوٹی سے تیار مصنوعات بھی تیار کرتی ہے۔ ایس ایس پی ایل فار ماسیوٹیکل فارمولیشن تیار کرتی ہے۔

فار ماسیوٹیکل تعلیم اور تحقیق کا قومی انسٹی ٹیوٹ

مرکزی حکومت نے چنڈی گڑھ کے قریب موہالی میں 99 کروڑ روپے کی لاگت سے فار ماسیوٹیکل تعلیم اور تحقیق کے قومی
انسٹی ٹیوٹ قائم کیا ہے۔ یہ ادارہ فارمیسی کالجوں کے نصاب تیار کرتا ہے اور تعلیم یافتہ اور پیشہ ور فارمسسٹوں کی تعداد بڑھاتا ہے
ادارہ اساتذہ اور صنعتی دنیا کے مختلف پروگراموں کا انعقاد بھی کرتا ہے۔ ادارے نے گریجویٹ اور پی۔ ایچ۔ ڈی۔ سطح کے مختلف
کورس شروع کئے ہیں۔ یہ فار ماسیوٹیکل صنعت کو تکنیکی اور ریسرچ و ترقیاتی خدمات بھی فراہم کرتا ہے۔

معدنیات

بھارت معدنیات کی دولت سے مالا مال ہے۔ آئین کے تحت کان کنی حقوق اور کان کنی سے متعلق قوانین کے نفاذ کی ذمہ
داری ریاستی حکومت کو سونپی گئی ہے۔ مرکزی حکومت بہرحال کان اور معدنیات (ریگولیشن اور ڈیولپمنٹ ایکٹ) مجریہ
1957 کے تحت معدنیات کی ترقی کو کنٹرول کرتی ہے اور ان کو باضابطہ بناتی ہے۔ مندرجہ ذیل امور کے لئے قانون وضع کرنے
کے اختیارات مرکز کو آئینی طور پر حاصل ہیں (1) ممکنہ لائسنس کی منظوری اور بڑے کان کنی ایجنسیوں کو کان پٹے پر دینا کا معاملہ
(2) معدنیات کا تحفظ اور ترقی (3) پرانے پٹوں میں تبدیلی۔ یہ قانون یکم جون 1958 کو نافذ کیا گیا تھا۔ اور اس ایکٹ میں
1972، 1986 اور 1994 میں ترمیم کی گئیں۔

معدنیاتی وسائل

ملک میں جو خاص معدنیات پائی جاتی ہیں ان کے نام اور تخمیناً ذخائر کی تفصیل اس طرح ہے

کوئلہ اور لگنائٹ

بھارت کے معدنی وسائل میں کوئلہ کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے اس وقت کوئلہ پیدا کرنے والے ملکوں میں چین اور امریکہ
کے بعد بھارت کا تیسرا مقام ہے۔ کوئلہ ارضیاتی زمانوں کی چٹانی مسلسلوں سے پایا جاتا ہے یہ ہیں گونڈوانہ (جو قریب 20 کروڑ

چیدہ صنعتوں کی پیداوار

(لاکھ ٹن میں)

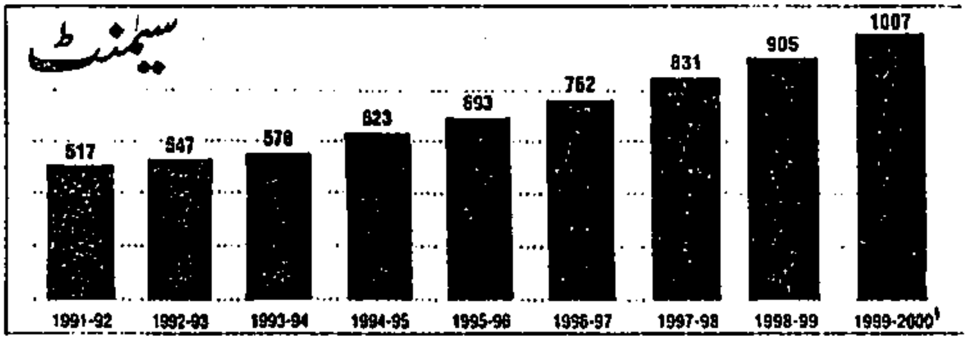

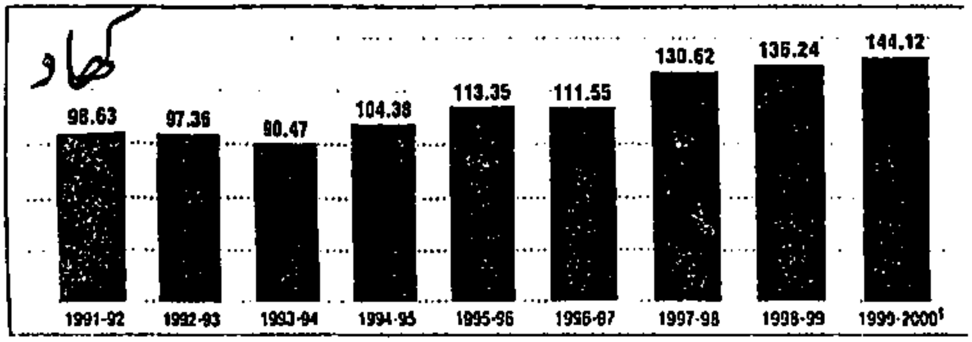

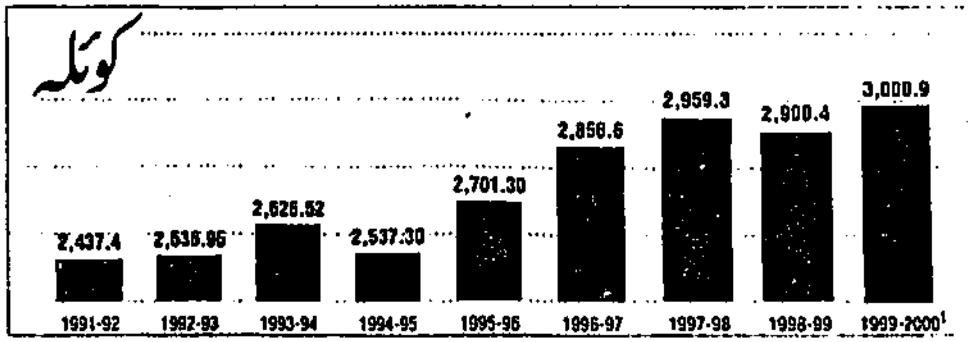

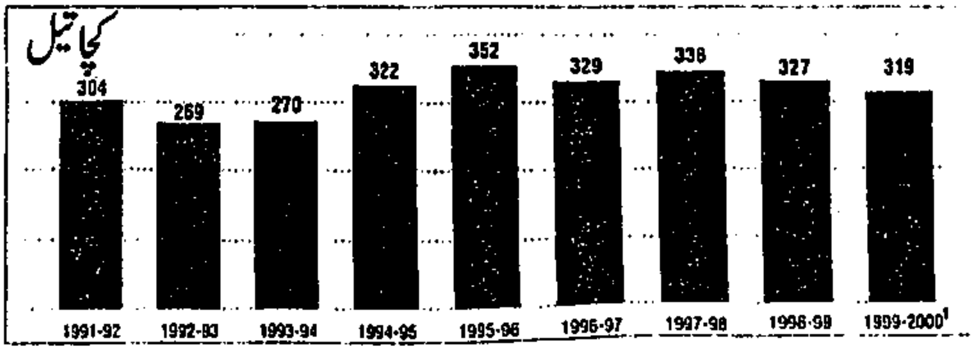

سال قدیم میں)اور دوسرے جو تیرے ارضی زمانے (قریب 5 کروڑ سال قبل) میں پیدا ہوا گونڈوانہ کوئلہ کے خاص وسائل مغربی بنگال بہار، اڑیسہ مدھیہ پردیش، مہاراشٹر اور آندھرا پردیش میں کوئلے کی کانیں ہیں اس کے علاوہ آسام اروناچل پردیش میگھالیہ اور ناگالینڈ میں بھی کوئلہ کے ذخائر ہیں اس کے علاوہ تامل ناڈو، گجرات، کے ساحلی علاقوں اور راجستھان کے تھار میں بھی لگنائٹ کے ذخائر موجود ہیں گونڈوانہ اور شمال مشرق کے کوئلہ ذخائر میں ہر طرح کا کل 208.75 ارب ٹن کوئلہ ہے۔ یہ اعداد و شمار یکم جنوری 1999ء تک کا ہے۔ وسائل کی نظر سے اڑیسہ کی کوئلہ کانوں میں سب سے زیادہ کوئلہ ہے حالانکہ یہ معمولی درجہ کا کوئلہ ہے دھاتوں والا کوئلہ مغربی بنگال اور بہار میں دامودر گھاٹی کی کوئلہ کانوں میں نیز سہاگ پور سونہاٹ جھلمل اور ست پڑا کی وسطی دور کی بھارتی کانوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ لگنائٹ کا تخمینی ذخیرہ قریب 24 ارب ٹن سے کچھ زیادہ ہے اور اس میں زیادہ حصہ تامل ناڈو کے میدانوں کا ہے۔

باکسائٹ

ملک میں حاصل ہونے کے لائق باکسائٹ کے ذخائر کی مقدار 295.70 کروڑ ٹن ذخائر میں سے 246.20 کروڑ ٹن ایسے ہیں جن سے باکسائٹ نکالا جاسکتا ہے۔ نکالے جانے لائق سبھی درجات کے باکسائٹ کا 88 فی صد حصہ دھات آمیزہ نوعیت کے ہیں۔ حالات پر منحصر باکسائٹ لگ بھگ 7 لاکھ ٹن ہیں ان کے علاوہ ممکنہ ذخائر کی مقدار 90 لاکھ ٹن ہے ۔اڑیسہ، آندھراپردیش، کے ساحلی علاقوں میں باکسائٹ کے سب سے زیادہ ذخائر ہیں۔ اس کے علاوہ اڑیسہ، آندھرا پردیش، گجرات، مہاراشٹر اور بہار میں بھی باکسائٹ کے ذخائر ہیں۔

کرومائٹ

کرومائٹ کے قابل حصول ذخائر کا تخمینہ 86 ملین ٹن لگایا گیا ہے۔ ہر گریڈ کے ایسے ذخائر کا لگ بھگ 34 فیصدی دھات کی آمیزش والا اور 29 فیصدی چارج کروم گریڈ کا ہے۔ باکسائٹ کے 18 کروڑ ٹن ذخائر میں 10.1 کروڑ ٹن ذخیرہ اور 7.9 کروڑ ٹن ممنوعہ ذخائر ہیں۔ کل ذخائر ہیں۔ کل ذخائر کا سب سے زیادہ (تقریباً 96 فیصد) اڑیسہ کے کٹک میں ہے۔ اڑیسہ، کرناٹک، مہاراشٹر، بہار مدھیہ پردیش، تامل ناڈو اور منی پور میں بھی کرومائٹ کے ذخائر میں لیکن عمدہ اور زیادہ حرارت برداشت کرنے والا کرومائٹ بہت کم مقدار میں ہے۔

تانبا

ملک میں خام تانبے کے قابل حصول ذخائر 4168 ملین ٹن ہیں جو 4.37 ملین ٹن دھات کے اجزا کے مساوی ہے حالات پر منحصر تانبے کے کل ہند ذخائر 70.70 کروڑ ٹن ہیں۔ خام تانبے کے بڑے اور اہم ذخائر سنگھ بھوم (بہار) بالا گھاٹ (مدھیہ پردیش) الور اور جھنجھنو راجستھان میں ہیں۔ اس کے علاوہ خام تانبے کے چھوٹے ذخائر آندھرا پردیش، گجرات، کرناٹک، سکم، اڑیسہ، اتر پردیش اور مغربی بنگال میں بھی ہیں۔

سونا

ملک میں سونے کی تین اہم کانیں ہیں۔ کولار گولڈ فیلڈ (ضلع کولار) ہٹی گولڈ فیلڈ ضلع رائچور دونوں کرناٹک میں ہیں۔ راما گری گولڈ فیلڈ اننت پور آندھرا پردیش میں ہے ملک میں کچے سونے کے مجموعی ذخائر تخمیناً 177.9 لاکھ ٹن ہیں جن سے 67.9 ٹن پکا سونا حاصل ہوتا ہے۔

کچا لوہا

ملک میں ہیمیٹائٹ خام لوہے کے قابل حصول مجموعی ذخائر تک بھگ 1,005.2 ملین ٹن ہیں 3,408 ملین ٹن میگنائٹ کے ہیں۔اعلیٰ کوالٹی کے کچے لوہے کے ذخائر بہت محدود ہیں یہ خاص طور سے مدھیہ پردیش کے بیلاڈلا علاقے میں اور کچھ مقدار میں کرناٹک کے ہوس پیٹ علاقے میں بہار کے براجمادا علاقے میں اور اڑیسہ میں ہیں۔ہیما ٹائٹ کے ذخائر بہار، اڑیسہ، مدھیہ پردیش، کرناٹک، گوا، مہاراشٹر، آندھرا پردیش، گوا، کیرالا، بہار، راجستھان اور تامل ناڈو میں ہیں۔اور راجستھان میں ہیں جب کہ میگنا ٹائٹ کے ذخائر کرناٹک، آندھرا پردیش، گوا، کیرل، بہار، راجستھان اور تملناڈو میں ہیں۔

سیسہ۔ جستہ

سیسہ اور جستہ کے ذخائر راجستھان، گجرات، مغربی بنگال، آندھرا پردیش، اتر پردیش، اڑیسہ، میگھالیہ، تامل ناڈو، اتر پردیش اور سکم میں پائے جاتے ہیں۔ہر قسم کے خام سیسے اور جستے کے مجموعی قابل حصول ذخائر 17.913 کروڑ ٹن ہیں اور یہ ذخائر سیسے کی دھات 2,322 ہزار ٹن اور جستے کی دھات کے ایک کروڑ ٹن اجزا پر مشتمل ہیں۔اندازہ ہے کہ سیسے جستے کا ممنوعہ ذخیرہ 25 کروڑ 28 لاکھ ٹن ہے۔

مینگنیز

میگنیز کا قابل حصول ذخائر 16.70 کروڑ ٹن ہیں جن میں 40 ملین ٹن تصدیق شدہ 4.90 ملین ٹن ممکنہ اور 8 7 ملین ٹن امکانی درجے کے ہیں۔بہت سے زیادہ ذخائر کرناٹک میں ہیں۔

اس کے بعد اڑیسہ، مدھیہ پردیش، مہاراشٹر، اور گوا کا نمبر آتا ہے۔تھوڑی بہت مینگنیز آندھرا پردیش، بہار، گجرات راجستھان اور مغربی بنگال میں پائی جاتی ہیں۔

گیلٹ (نکل)

حالات پر منحصر نکل اور (ORE) کے ذخائر 18.35 ملین ٹن ہیں۔اڑیسہ میں اس کے 1,745 ملین ٹن اور بہار میں 9 ملین ٹن ذخائر ہیں۔

ٹنگسٹن

ٹنگسٹن کے قابل حصول ذخائر کا تخمینہ 38.11 ملین ٹن جس میں ڈبلو او-3 اجزا کے 87 ہزار ٹن ہیں۔اس کے حاصل ذخائر دگانا (راجستھان) میں ہیں۔اس کے علاوہ یہ دھات مہاراشٹر، ہریانہ، مغربی بنگال، اور آندھرا پردیش میں بھی پائی جاتی ہے۔

بیرائٹس

اس کو بیریم کا دیسی سلفیٹ بھی کہتے ہیں جو سفید پینٹ میں استعمال کیا جاتا ہے۔اس کے قابل حصول ذخائر 87 ملین ٹن ہیں دنیا میں سب وزیادہ بیرائٹس کے ذخائر کڈپا آندھرا پردیش میں پائی جاتی ہے جس کے قابل حصول ذخائر کی تعداد 61 ملین ٹن ہے راجستھان، مغربی بنگال، مدھیہ پردیش، تامل ناڈو، مہاراشٹر، اتر پردیش، بہار، ہماچل پردیش، اور کرناٹک میں بھی اس کے چھوٹے ذخائر ہیں۔

ہیرا

ہیرے کے ذخائر تین قسم کے جیولاجیکل نظام جیسے کمبرلائٹ پائپس، گول پینڈ کی تہہ میں اور سیلاب سے جمی مٹی کے چکنے پتھروں میں پائے جاتے ہیں۔ ہندستان میں ہیرے کے جو خاص علاقے ہیں ان میں مدھیہ پردیش میں پنا کی پٹی، کرنول ضلع میں منی مڈاگو، بنگاناپلی بن گول بینڈ کی تہہ، اننت ضلع میں وجرا کیرور کمبرلائٹ پائپ اور آندھرا پردیش کرشنا ندی کی تہہ میں پائے جانے والے چکنے کنکر کے علاقے شامل ہیں۔ ذخائر کا تخمینہ صرف پنا کی پٹی میں لگایا گیا ہے۔ لگ بھگ 9.82 لاکھ کیرٹ قابل حصول ذخائر کے علاوہ 18 لاکھ 96 ہزار کیرٹس کے حالات پر منحصر ذخائر ہیں۔

ڈولومائٹ

ڈولومائٹ ملک کے تقریباً ہر حصے میں پائی جاتی ہے۔ ہر قسم کے ڈولومائٹ کے مجموعی قابل حصول ذخائر 43 ارب 87 کروڑ ٹن ہیں جس کا 92 فیصدی سات ریاستوں مدھیہ پردیش، اڑیسہ، گجرات، کرناٹک، مغربی بنگال، اتر پردیش اور مہاراشٹر میں واقع ہیں۔ بی ایف اور ایس ایم ایس گریڈ کی ڈولومائٹ وافر مقدار میں پائی جاتی ہے لیکن سخت قسم کے ڈولومائٹ کے ذخائر 117 ملین ٹن ہیں جو اس کے مجموعی ذخائر کا صرف 2.7 فیصدی ہے۔

فائر کلے (Fireclay)

فائر کلے عموماً کوئلہ کانوں کی تہہ میں پائی جاتی ہے۔ اس کے بڑے ذخائر بہار میں جھریا اور رانی گنج میں مدھیہ پردیش میں کوربا کی کوئلہ کی کانوں اور تامل ناڈو میں نیویلی لگنائٹ کانوں میں پائے جاتے ہیں کوئلہ کی کان میں نہ پائی جانے والی فائر کلے گجرات، مدھیہ پردیش کے جبل پور خطے اور اڑیسہ کے پہاڑ سندر گڑھ علاقے میں پائی جاتی ہے۔ ملک میں اس کے ذخائر 51 کروڑ 80 لاکھ ٹن ہیں۔

فلوراسپار (Fluorspar)

فلوراسپر کے قابل حصول ذخائر 2.95 ملین ٹن ہیں۔ یہ دھات گجرات، راجستھان، مدھیہ پردیش اور مہاراشٹر میں پائی جاتی ہے۔ لیکن پیداوار صرف راجستھان اور گجرات میں ہو رہی ہے۔

کھریا مٹی (Gypsum)

ملک میں اس کے قابل حصول ذخائر 23 کروڑ 80 لاکھ ٹن ہیں۔ ان میں 345 ہزار ٹن سرجیکل پلاسٹر گریڈ کے 39 ملین ٹن فرٹلائزر اور مٹی کے برتن بنانے کے گریڈ کے 3 کروڑ 43 لاکھ ملین ٹن سیمنٹ رپینٹ گریڈ کے 55 لاکھ ٹن مٹی سدھارنے کے گریڈ کے ہیں بقیہ ذخائر بغیر درجہ بندی کے ہیں۔ اس دھات کی پیداوار راجستھان، جموں و کشمیر، اتر پردیش اور گجرات تک محدود ہے۔ لیکن راجستھان اور جموں و کشمیر میں سب سے زیادہ پیدا ہوتی ہے۔

گریفائٹ (Graphite)

گریفائٹ کا قابل حصول ذخائر 4.58 ملین ٹن ہیں۔ سب سے زیادہ گریفائٹ اڑیسہ میں پیدا ہوتی ہے۔ آندھرا پردیش میں جس قدر گریفائٹ پیدا ہوتی ہے وہ سب کی سب راما ناتھا پورم میں ہوتی ہے۔ کمرشیل اہمیت کے ذخائر

آندھراپردیش، بہار، گجرات، کیرالا، مدھیہ پردیش، مہاراشٹر، اڑیسہ، راجستھان اور تامل ناڈو میں پائے جاتے ہیں۔

المنائٹ(Ilmenite)

اس کے قابل حصول ذخائر 9 کروڑ ایک لاکھ 50 ہزار ٹن ہیں۔ یہ دھات عام طور پر سمندر کے ساحل پر پائے جانے والے بالو میں پائی جاتی ہے۔ اس کے ذخائر رتناگیری کے مغربی ساحل سے اڑیسہ کے مشرقی ساحل میں ہیں۔ المنائٹ کیرالا، تامل ناڈو، آندھراپردیش، مہاراشٹر، مغربی بنگال اور اڑیسہ میں بھی پیدا ہوتی ہے۔

کاولن(Kaolin)

کاولن کے قابل حصول ذخائر بشمول ہر قسم کی چکنی مٹی سمیت ایک ارب 42 لاکھ ٹن ہیں۔ کاولن پیدا کرنے والی خاص ریاستیں راجستھان، کیرالا، مغربی بنگال اور گجرات ہیں۔ بال کلے Ball clay پیدا کرنے والی خاص ریاستوں میں آندھرا پردیش کا مغربی گوداوری ضلع اور راجستھان کے بیکانیر ضلع شامل ہیں۔

لائم اسٹون (چونے کے کنکڑ)(Limestone)

ہر قسم کے لائم اسٹون کے قابل حصول ذخائر 75 ارب 67 کروڑ اور 90 لاکھ ٹن ہیں۔ حالات پر منحصر مجموعی ذخائر کا تخمینہ 7 کروڑ ملین ٹن لگایا گیا ہے۔ لائم اسٹون پیدا کرنے والی خاص ریاستیں مدھیہ پردیش، آندھراپردیش، گجرات، راجستھان، کرناٹک، تامل ناڈو، مہاراشٹر، ہماچل پردیش، اڑیسہ، بہار، اور اتر پردیش ہیں۔ ان کے علاوہ اروناچل پردیش، آسام، ہریانہ، جموں وکشمیر، کیرالا، اور میگھالیہ میں بھی اس کے چھوٹے ذخائر ہیں۔

ابرک(Mica)

بھارت دنیا میں سب سے زیادہ شیٹ ابرک پیدا کرنے والا ملک ہے۔ دنیا میں ابرک کی جو مجموعی تجارت ہوتی ہے اس میں 60 فیصدی ہندوستان کا حصہ ہے۔ ابرک کا اقتصادی نقطہ نگاہ سے اہم پکمیلایٹ سمیت ابرک آندھراپردیش، بہار، میں ابرک کے ذخائر ہیں۔ ابرک کا تخمینی ذخیرہ آندھراپردیش میں 44,837 ٹن بہار میں 13,554 ٹن اور راجستھان میں 1580 ٹن ہے۔

میگنیسایٹ(Magnesite)

ملک میں اس کے قابل حصول ذخائر لگ بھگ 245 ملین ٹن ہیں جن میں 49 ملین ٹن کے ذخائر تصدیق شدہ درجہ کے ہیں۔ میگنائٹ زیادہ اتر پردیش، تامل ناڈو، اور راجستھان میں پائی جاتی ہے۔ جموں وکشمیر، کرناٹک، ہماچل پردیش اور کیرالا میں بھی اس کے معمولی ذخائر ہیں۔

کیانائٹ اور سلیمانائٹ(Kyanite &Silimanite)

ملک میں کیانائٹ اور سلیمانائٹ کے ذخائر علی الترتیب 2.82 ملین ٹن اور 5 کروڑ 16 لاکھ ٹن ہے۔ ان کے علاوہ حالات پر منحصر کیانائٹ کے ذخائر کا تخمینہ 16 کروڑ 9 لاکھ 20 ملین ٹن لگایا گیا ہے۔ سلیمانائٹ کے حالات پر منحصر ذخائر کا تخمینہ 58 لاکھ ٹن اور امکانی وسائل کا تخمینہ 0.8 ملین ٹن لگایا گیا ہے۔ کیانائٹ کے بیشتر ذخائر کرناٹک، مہاراشٹر، بہار اور آندھراپردیش

میں ہیں جب کہ سلیمانائٹ کے ذخائر تامل ناڈو، اڑیسہ، کیرالا، آندھراپردیش اور مغربی بنگال میں ہیں۔

فاسفیٹ منرلس (Phosphate Minerals)

فاسفورائٹس کے ذخائر مدھیہ پردیش، راجستھان، اتر پردیش اور گجرات میں ہیں۔ اس کے علاوہ کاروباری اہمیت کے اپاٹائٹ ذخائر، بہار، مغربی بنگال، آندھراپردیش، تامل ناڈو اور راجستھان میں پائے جاتے ہیں ہر قسم کے راک فاسفیٹ کے قابل حصول ذخائر کا تخمینہ 14 کروڑ 53 لاکھ 70 ہزار ملین ٹن اور اپاٹائٹ کے ذخائر کا تخمینہ 1 کروڑ 36 لاکھ ٹن لگایا گیا ہے۔

دوسری معدنیات

دوسری معدنیات جو پیدا ہوتی ہیں ان میں بنٹونائٹ (Bantonite) (راجستھان، گجرات، بہار، جموں وکشمیر) میں کورنڈم (کرناٹک، آندھراپردیش، راجستھان، مدھیہ پردیش)، میں کلسائٹ (Calcite) (آندھراپردیش راجستھان، مدھیہ پردیش، تامل ناڈو، کرناٹک، اتر پردیش اور گجرات) میں فلرس ارتھ (راجستھان، اروناچل پردیش)، اور آندھراپردیش میں فیلڈ اسپار (راجستھان، آندھراپردیش، تامل ناڈو مہاراشٹر اور مغربی بنگال میں گارینٹ (تامل ناڈو، اڑیسہ، آندھراپردیش، اور راجستھان) میں پارائٹس (بہار، راجستھان، آندھراپردیش) میں فیلسپار وولا سٹو نائٹ (راجستھان اور گجرات) میں اسٹیلائٹ (راجستھان، اتر پردیش، کیرالا مدھیہ پردیش اور مہاراشٹر میں، زرکان کیرالا، آندھراپردیش اور اڑیسہ کے ساحلی بالو میں اور کوراٹز سائکیکا تقریباً ہر ریاست میں پائی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ ملک میں عمارت سازی کیلئے اور وہ پتھر جو زیورات بنانے میں کام آتے ہیں مثلاً گرینائٹ، سنگ مرمر اور سلیٹ کے بھی بڑے ذخائر ہیں۔ سب سے زیادہ گرینائٹ، تامل ناڈو، کرناٹک، آندھراپردیش اور راجستھان کی کانوں سے اور سنگ مرمر راجستھان گجرات اور اتر پردیش میں کانوں سے اور سلیٹ مدھیہ پردیش، ہریانہ، اور آندھراپردیش کی کانوں سے نکالا جاتا ہے۔

معدنیات کی تلاش اور ترقی

بھارت میں معدنیاتی وسائل اور ترقی و تلاش میں متعدد تنظیمیں سرگرم ہیں۔ ان میں جیولاجیکل سروے آف انڈیا، انڈین بیورو آف مائنس اور متعدد سرکاری زمرے کے کارخانے شامل ہیں۔ یہ سارے ادارے وزارت کان کنی کے کنٹرول میں ہیں۔

جیولاجیکل سروے آف انڈیا

جیولاجیکل سروے آف انڈیا (جی ایس آئی) بین الاقوامی شہرت کی حامل بھارت کی ایک ممتاز جیو سائنس تنظیم ہے 1,851 میں قائم ہونے والی یہ تنظیم مختلف میدانوں میں جیو سائنس اطلاعات فراہم کرنے، قدرتی وسائل کو فروغ دینے اور ملک کے گوناگوں، ترقیاتی پروگراموں کے سلسلے میں ملک اور سائنس داں جماعت کی غیر معمولی خدمات انجام دے رہی ہے۔ آزادی کے بعد اس تنظیم پر معدنیات اور دھات پر مبنی صنعتوں کی بڑھتی ہوئی ضرورتوں کو پورا کرنے کی غرض سے قدرتی وسائل کی تلاش اور ان کے فروغ کی اور بھی ذمہ داری بڑھ گئی ہے ساتھ ہی دیہی اور شہری علاقوں میں ترقیاتی عمل کو مستحکم بنانے کے لئے تنظیم ارضیاتی سائنس معلومات بھی فراہم کرتا ہے۔ جدید ٹکنالوجی کے استعمال تربیت اور تحقیق کی کوششوں سے ارضیاتی سائنسی مہارت کو بھی فروغ دینے پر دھیان دیا جا رہا ہے۔

سرکاری اور نجی سیکٹر میں ایجنسیوں تک ارضیاتی سائنس اطلاعات کو پہونچانے کے لئے تنظیم نے کمپیوٹر پر مبنی نظام تیار کیا

ہے۔ جیو سائنسی مہارت کی بہتر درجہ بندی تربیت کے ذریعہ جدید ٹکنالوجی کا استعمال، آلات کی دستیابی اور آر اینڈ ڈی کوششوں پر بھی خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ جیولاجیکل سروے کی ہمہ جہت سرگرمیوں سے ملک کے ہر اہم شعبہ کو فائدہ پہنچا ہے۔

صرف معدنیات کی صنعت میں جیولاجیکل سروے کی خدمات اور تعاون سے صرف نظر ممکن نہیں کوئلے کا پتہ لگانے کے اہم مقاصد سے 1851 میں قائم یہ ادارہ اب ملک کی سب سے بڑی سائنسی تنظیم کی حیثیت سے ابھر کر سامنے آیا ہے۔ جیولاجیکل سروے میں 2,900 سائنسی اور تکنیکی ماہرین پر مشتمل عملہ کام کر رہا ہے۔ تنظیم کی نئی ذمہ داریوں کا علاقہ وسیع ہو گیا ہے۔ اس میں ارضیاتی سائنس ارضیاتی فزکس، ارضیاتی کیمیا، بحری سروے، ارضی ماحولیاتی مطالعات، ارضی تکنیک اور زلزلے سے متعلق سروے، نقشہ تیار کرنا تجربہ گاہی جانچ جیسی سرگرمیاں شامل ہیں۔

لاتور اور جبلپور کے مہم ارتعاش والے زلزلوں سے نمٹنے کے لئے جیولاجیکل سروے آف انڈیا نے لکھنؤ، جے پور، شیلانگ، کولکتہ، ناگپور، اور حیدرآباد میں زلزلے سے متعلق مطالعاتی شاخیں کھولی ہیں۔ اس طرح معدنیات، ایندھن، اور ترقی کے دیگر شعبوں میں ممکنہ سرمایہ کاروں کے ساتھ اشتراک اور تعاون کے لئے تنظیم نے اپنے سبھی علاقائی مراکز میں تکنیکی صلاح ڈویژن بھی کھولا ہے۔ اس طرح زلزلیاتی، رصدگاہ جبلپور اور زلزلیاتی مطالعہ یونٹ فریدآباد میں کھولی ہے۔ نویں منصوبے میں جو دیگر سرگرمیاں شروع کی گئیں ان میں ارضی کیمیائی نقشہ سازی اور معدنی وسائل کے بارے میں معلومات دینا شامل ہیں یہ سرگرمیاں دیہی اقتصادی نظام کے فروغ کے مقصد سے شروع کی گئیں۔ ہم عصری تکنیکوں اور فروغ کے نظریئے کے مطابق جیولاجیکل سروے آف انڈیا وقتاً فوقتاً معقول و مناسب ساز و سامان سے اپنی سرگرمیوں کے ذریعہ قدم اٹھاتا ہے۔

انڈین بیورو آف مائنز

انڈین بیورو آف مائنز وزارت کان کنی کے تحت ایک قومی تنظیم ہے جو ملک کے معدنیاتی وسائل کے فروغ، تحفظ اور سائنسی ترقی کے لئے کام کر رہی ہے۔ ان معدنیاتی وسائل میں کوئلہ، پیٹرولیم، قدرتی گیس، ایٹمی معدنیات وغیرہ شامل نہیں ہیں۔ یہ تنظیم ضوابط میں وضع کرتی ہے اور ان پر عملدرآمد بھی کراتی ہے۔ مختلف موضوعات مثلاً جیولاجیکل کان کنی اور ماحولیات پر سائنسی، تکنیکی اور معاشی تحقیق پر مبنی مطالعات کا بھی بندوبست کرتی ہے۔

آئی بی ایم فری ہولٹ اور پٹے پر دیئے جانے والے علاقوں کی جیولاجیکل معلومات فراہم کرنے کی غرض سے مائننگ صنعت کو تکنیکی مشورے بھی دیتا ہے۔ آئی بی ایم کانوں اور معدنیات کے لئے اعداد و شمار بینک کا بھی کام کرتا ہے۔ اعداد و شمار پر مشتمل جریدے شائع کرتا ہے انفرادی منرل چیزوں پر خصوصی مضامین کی اشاعت کرتا ہے۔ اور مختلف متعلقہ مضامین پر خبرنامہ بھی جاری کرتا ہے۔ یہ معدنیات کی صنعت تجارت اور قانون سازی کے تمام پہلوؤں پر مرکز اور ریاستی حکومتوں کو مشورے بھی دیتا ہے۔
آئی بی ایم اپنے تکنیکی اور غیر تکنیکی عملے کے علاوہ معدنیات صنعت اور ہندستان اور بیرون ملک دوسری ایجنسیوں کے عملے کو بھی تکنیکی تربیت فراہم کرتا ہے۔

آئی بی ایم کا ہیڈ کوارٹر ناگپور میں ہے اور پورے ملک میں اس کے 12 ریجنل اور 3 سب ریجنل دفاتر اور اجمیر، ناگپور، اور بنگلور میں جدید ساز و سامان سے لیس اور (ORE) ڈریسنگ لیبرٹیریز ہیں۔ اس کی ایک بڑی مرکزی لائبریری بھی ہے جس میں 61 ہزار کتابیں ہیں

سرکاری زمرے کے کارخانے

منرل اکسپلو ریشن کارپوریشن لمٹیڈ

معدنیات کی تلاش کارپوریشن لمٹیڈ (ایم ای سی ایل) کا قیام مرکزی حکومت نے سرکاری کارخانے کی حیثیت سے 1972 میں کیا تھا۔ اس کے قیام کا مقصد معدنیات کی تلاش اور پھر تلاش کے امکانات اور استعمال کے درمیان فرق کو کم کرنا تھا۔ اس کارپوریشن کے اصل کام میں معدنیاتی وسائل کی تلاش کے لئے منصوبہ بندی اور پروگرام پر عمل درآمد شامل ہیں۔ اس کا ہیڈ کوارٹر ناگپور میں ہے۔ ایم ای سی ایل نے مختلف معدنیات کے 96.60 ارب ٹن سے زائد معدنیات ذخائر کا پتہ لگا کر اور متعدد معدنیاتی ذخائر کا پتہ لگا کر بخوبی اپنا کام انجام دیا ہے۔ 2000-1999 کے دوران کمپنی نے 64 کروڑ روپے کا کاروبار کیا۔

بھارت المونیم کمپنی لمٹیڈ

بھارت المونیم کمپنی لمٹیڈ (بالکو) سرکاری زمرہ میں المونیم پیدا کرنے والے پہلے اہم کارخانے کی حیثیت سے 27 نومبر 1965 کو قائم کیا گیا تھا۔ یہ کمپنی بلاس پور (مدھیہ پردیش) میں کوربا المونیم کمپلکس اور اسنسول (مغربی بنگال) میں بھدن باغ یونٹ چلارہی ہے۔ کوربا المونیم کمپلکس میں 2 لاکھ ٹن المونیم سالانہ اور ایک لاکھ ٹن فروخت کے قابل المونیم دھاتیں جیسے رولڈ، بھی بندھی چیزیں پروپرزی سریے اور انگوٹس وغیرہ کی پیداوار ہوتی ہیں بھدن باغ اکائی کی تخمینی پیداوار صلاحیت 6,400 ٹن فروخت کے قابل المونیم مثلاً رولڈ اشیا، فائلس اور کنڈکٹرس بنانے کی صلاحیت ہے۔ 2000-1999 کے دوران کمپنی نے 113.06 کروڑ کا خالص منافع حاصل کیا۔ 5 مارچ 1999 کو حکومت نے بالکو کوربا المونیم کامپلکس میں ایک نئی کولڈ ریلنگ مل کے قیام کی منظوری دی اس کی پیداواری صلاحیت 40,000 ٹن سالانہ ہوگی اور اس پر 157.50 کروڑ روپے کی سرمایہ کاری کی جائے گی جس میں 103.11 کروڑ روپے کی بیرونی سرمایہ کاری بھی شامل ہے۔ یہ اسکیم منظوری کی تاریخ سے 3 سال کے اندر نافذ ہوگی۔

نیشنل المونیم کمپنی لمٹیڈ

نیشنل المونیم کمپنی لمٹیڈ (نالکو) المونیا اور المونیم پیدا کرنے کی غرض سے 7 جنوری 1981 کو قائم کی گئی تھی۔ اس کا رجسٹرڈ دفتر بھوبنیشور میں ہے۔ یہ کمپنی پنچ پت مالی (کوراپٹ) کے ذخائر سے سالانہ 24 لاکھ ٹن باکسائٹ پیدا کرنے کی صلاحیت والی ایک باکسائٹ کان، ڈمن ہودی (کوراپٹ) میں 8 لاکھ ٹن سالانہ صلاحیت والی المونیا ریفائنری، انگل میں 2,30,000 ٹن سالانہ صلاحیت کا المونیم اسملٹر (دھات گلانے کا کارخانہ) اور انگل میں ہی اسملٹر کے لئے 120 ایم ڈبلو کے چھ کیپٹیو بجلی پلانٹ چلارہی ہے۔ کمپنی نے 2000-1999 کے دوران 681.86 کروڑ روپے (عبوری) اصل منافع کمایا اور 2,141.80 کروڑ روپے (عبوری) کا کاروبار کیا۔ اس مدت کے دوران کمپنی 1,031.63 کروڑ (عبوری) کا زرمبادلہ بھی کمایا۔ باکسائٹ کانوں صلاحیت 2.4 ملین ٹن سالانہ ایم ٹی پی وائی سے 4.8 ایم ٹی پی وائی کرنے، المونیا ریفائنری کی صلاحیت 0.8 ایم ٹی پی وائی سے 1.575 ایم ٹی پی وائی کرنے کا کمپنی کا توسیعی پروجیکٹ 18 دسمبر 1996 سے 51 مہینے کے اندر مکمل ہوجائے گا۔ اس توسیعی پروجیکٹ پر 1,664.60 کروڑ روپے کی لاگت آئے گی۔ حکومت نے 3 فروری 1998 کو نالکو المونیم اسملٹر کو موجودہ 20 لاکھ 30 ہزار ٹی۔ پی۔ اے سے 3 لاکھ 45 ہزار ٹی۔ پی۔ اے صلاحیت میں بدلنے اور کیپو پاور پلانٹ کے موجودہ 720 میگاواٹ سے 840 میگاواٹ میں بدلنے کی تجویز کو منظوری دی ہے۔ اس منصوبے پر 2,061.98 کروڑ روپے خرچ ہوں گے۔ یہ منصوبہ

منظوری ملنے کے بعد 51 مہینے میں پوری ہو جائے گی اس پر کام شروع ہو گیا ہے۔

ہندستان زنک لمیٹیڈ

ہندستان زنک لمیٹیڈ کا قیام 10 جنوری 1966 کو عمل میں آیا تھا۔ اس کے قیام کا مقصد پہلے سے قائم اسٹیل کارپوریشن آف انڈیا لمیٹیڈ کا انتظام اپنے ہاتھوں میں لینے اور سیسہ جستہ کی بڑھتی ہوئی گھریلو مانگ کو پورا کرنے کے لئے کان کنی اور اسملٹنگ دھات پگھلانے کی صلاحیت کو فروغ دینا تھا۔ (ایچ زیڈ ایل) کا صدر دفتر اودے پور میں ہے۔ پانچ کانوں پر مشتمل اس کمپنی کے کارخانے راجستھان، آندھرا پردیش، بہار اور اڑیسہ میں کام کر رہے ہیں جن کی جستہ پیدا کرنے کی صلاحیت 1,52,000 ٹی پی اے اور سیسہ تیار کرنے کی صلاحیت 65 ہزار ٹی پی اے ہے۔ کمپنی اپنے گاہکوں کو ضمنی مصنوعات کے علاوہ مختلف گریڈ کا سیسہ اور جستہ فراہم کرتی ہے۔ 2000-1999 کے دوران جستہ کی پیداوار 1,45,796 ٹن ہوئی۔ اس دوران سیسے کی پیداوار 35,120 ٹن رہی کمپنی نے 2000-1999 کے دوران 15 ارب 15 کروڑ اور 60 لاکھ روپے کا کاروبار کیا اور اس مدت کے دوران ٹیکس ادا کرنے سے قبل 182.17 کروڑ روپے کا اصل منافع کمایا۔

ہندستان کاپر لمیٹیڈ

ہندستان کاپر لمیٹیڈ جس کو ملک میں بنیادی تانبا تیار کرنے میں ممتاز حیثیت حاصل ہے۔ محکمہ فولاد اور کان کنی کے تحت سرکاری زمرہ کے کارخانے کی حیثیت سے 9 نومبر 1967 کو قائم ہوئی۔ کھیتری کاپر کمپلکس اس کا خاص کارخانہ ہے۔ انڈین کاپر کارپوریشن کے قومی ملکیت میں لئے جانے کے بعد ہندستان کاپر لمیٹیڈ نے اس کا نظم و نسق اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔

آج کل کمپنی کے خاص کارخانے یہ ہیں (1) کھیتری کاپر کمپلکس راجستھان میں (2) انڈین کاپر کمپلکس بہار میں (3) ملنج کھنڈ کاپر پروجیکٹ مدھیہ پردیش میں (4) تلوجا کاپر پروجیکٹ مہاراشٹر میں۔ ہندستان کاپر لمیٹیڈ کھوڈوائر بار اور وائر راڈ کی شکل میں بنیادی تانبا تیار کرتی ہے۔ یہ کمپنی نہ صرف سونا، چاندی، سیلینم، ٹیلوریئم پیدا کرتی ہے۔ بلکہ سنگل سپر فاسفیٹ، سلفورک ایسڈ، کاپر سلفیٹ اور نکل سلفیٹ بھی تیار کرتی ہے۔ تلوجا میں ایچ سی ایل کی صاف تانبے کی پیداواری صلاحیت 47,500 ٹی پی اے اور وائر راڈ کی پیداواری صلاحیت 60,000 ٹی پی اے ہے۔ 2000-1999 میں کمپنی نے 31,086 لاکھ ٹن صاف تانبے کی پیداوار کی۔

بھارت گولڈ مائنز لمیٹیڈ

بھارت گولڈ مائنز لمیٹیڈ (بی جی ایم ایل) کرناٹک میں واقع عالمی شہرت کی پرانی کولار گولڈ مائنز کا بندوبست کرتی ہے۔ 1956 میں اس کو قومی ملکیت میں لے کر یکم اپریل 1972 کو اس وقت کی وزارت کان کنی کے تحت اسے سرکاری زمرے کی کمپنی کی حیثیت دیدی گئی ہے۔ کمپنی کا رجسٹرڈ دفتر کولار گولڈ فیلڈ میں ہیں اور رابطہ دفتر نئی دہلی میں ہے۔ کمپنی نے 2000-1999 میں 533.50 کلو سونا تیار کیا۔ مسلسل گھاٹے کی وجہ سے کمپنی کو بیمار صنعت قرار دیا گیا اس کے بعد اسے صنعتی اور مالی نو تعمیر، بورڈ کے حوالے کر دیا گیا۔ بورڈ نے جون 2,000 میں عوامی مفاد میں اسے بند کرنے کی سفارش کی۔

سکم مائننگ کارپوریشن

سکم مائننگ کارپوریشن سابق سکم دربار کے اعلان کے بعد سکم کی ریاستی حکومت اور مرکزی حکومت کے مشترکہ کمپنی کی حیثیت

سے 1960 میں قام کیا گیا۔اس کارپوریشن کو کثیر دھات والی اور (ore) کو کان سے نکالنے اور تانبا،سیسہ اور جستہ تیار کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔اس کمپنی کا پروجیکٹ جس کا نام ''بھوٹانگ مائن'' ہے،رنگ پور مشرقی بھوٹان میں ہے پچانگ بانی نام کی ایک دوسری کان میں 2 مئی 1987 سے کام شروع ہوگیا ہے۔کمپنی نے 2000-1999 کے دوران 15,901 میٹرک کچی دھات (فلر ORC)ٹن تانبے،718 میٹرک ٹن تانبے 284 میٹرک ٹن سیسہ اور 626 میٹرک ٹن جستے کی پیداوارٹن جستے اور 105 ٹن سیسے پرمبنی مصنوعات تیار کیں۔

دھات اور معدنیات کی پیداوار

99-1998 ور 2000-1999 کے دوران اہم معدنیات کی پیداوار کی تفصیلجدول 20.5 میں دی گئی ہے۔گزشتہ پانچ برسوں کے دوران اہم نان فیرس دھاتوں کی پیداوار کی تفصیل جدول نمبر 20.6 میں دی گئی ہے۔

جدول20.5: 99-1998اور 2000-1999 میں معدنیات کی پیداوار

(قیمت 000روپے میں)

معدنیات	یونٹ	1998-99 مقدار	قیمت	مقدار	قیمت
کوئلہ	000 t	292270	184058800	299996	189507572
لگنائٹ	000 t	23419	11118437	21847	10357620
قدرتی گیس	m.c.m	25706	58740347	19984	45572550
پٹرولیم (کچا)	000t	32722	113512618	32011	111046159
ایم ای ٹی معدنیات			3674300202		356483856
باکسائٹ	tonne	6609525	1216754	6854425	1348737
کرومائٹ	tonne	1418119	2823367	1696040	3347132
تانبااور	tonne	4224929	2196718	3107528	1505014
سونا	kg	2683	1726935	2442	1486524
آئرن اور(ore)	000t	72230	18559485	73475	19652869
لیڈ (سی او این سی)	tonne	62842	705352	62865	699075
میگنیز اور(ore)	tonne	1537693	1738334	1565483	1810047
چاندی	kg	55409	435778	53627	419515
ٹن (سی او این سی)	kg	39391	3034	22812	1828

جستہ (سی او این سی)	kg	0	0	0	0
زنک (سی او این سی)	tonne	349934	2515441	359924	2468802
غیر دھات والی معدنیات			31921198		32739561
اگیٹ	tonne	154	139	120	120
اپاٹائٹ	tonne	14031	17225	11642	13355
ایسبسٹوس	tonne (Abesestos)	20111	18962	18304	21978
بال کلے	tonne	448949	48500	404241	36404
بیرائٹس	tonne	660854	502591	204569	111262
کالکیریس سینڈ	tonne	14031	17225	0	0
کلسائٹ	tonne	61908	30497	59373	29259
کارک	tonne	118623	29447	140027	34218
کلے (دوسری)	tonne	95671	3540	206121	10187
کورنڈم	kg	807	3481	19	11
کورنڈم روبی	kg	0	0	0	0
ہیرے	Carat	34580	216506	40666	179340
ڈیاسپور	tonne	9334	8980	10781	12919
ڈولومائٹ	tonne	2921748	717197	2835268	655975
ڈونائٹ	tonne	230203	77801	229667	77507
ایمریلڈ	kg.	0	0	0	0
فلذ سائڈ	tonne	657	670	656	616
فیلڈاسپار	tonne	116351	15177	161800	22550
فائر کلے	tonne	469721	58928	368781	40656
فلورائٹ	tonne	48	324	220	1430
فلورائٹ (کل)	tonne	4025	9810	47852	151404
فیوز کوارٹز	tonne	48	324	220	1430
گارنٹ ایبریسی	tonne	133107	32002	190758	52487

68	737	122	950	kg	گارنٹ (جی ای ایم)
33769	108821	50264	135668	ttonne	گریفائٹ (آر۔او۔ایم)
5349553	3287782	338254	2267240	tonne	جپسم
1003	5445	1249	5570	tonne	جیسپر
512649	752340	596680	740542	tonne	کاؤلن (مجموعی)
4118	6485	4081	6134	tonne	کیانائٹ
53828	736455	29024	594665	tonne	لیٹرائٹ
24449	206732	36291	252125	tonne	لائم کنکر
29,957	2,53,793	45,289	3,78,844	t	لائم اسٹون
12650640	127891	11249965	113213	000 t	لائم اسٹون
349830	329790	386127	349852	tonne	میگنسائٹ
23136	1273	23190	1484	tonne	میکا (خام)
0	1039	0	1067	tonne	میکا (ایس سی آر)
18407	409131	25532	375371	tonne	اوچری
383	383	207	207	tonne	پرلائٹ
1630075	1133595	1917670	1262238	tonne	فاسفورائٹ
8643	9539	93255	88730	tonne	پائرائٹس
23933	115316	19349	91924	tonne	پائروفائیلائٹ
25924	227128	31686	254235	tonne	کوارٹز
5,404	47,425	68,397	58,714	tonne	کوارٹزائٹ
3985	2812	3214	2607	tonne	سالٹ (روک)
52078	2095606	64898	258600	tonne	سینڈ (دوسرا)
14859	779950	24592	816492	tonne	شیلے
213163	3153082	180448	1718325	tonne	سائیلکا سینڈ
54772	14936	48089	12123	tonne	سلیمانائٹ
2626	9839	2825	9711	tonne	سلیٹ

اسٹیا ٹائٹ	tonne	481554	345489	527687	409199
گندھک	tonne	18489	0	24823	0
ورمیکولائٹ	tonne	4274	3773	2792	3517
وولاسٹونائٹ	tonne	94700	89487	116880	112530
ٹوٹل			17405135		18281957
مینور منرلس		0	27567047	0	27567047
کل			444323582		435072421

1-عارضی

2-پرائیویٹ ومشترکہ وینچر کمپنیوں کے دوران استعمال کے لئے قدرتی گیس کی قیمت شامل نہیں۔

چھوٹی صنعتوں کے فروغ کی تنظیم

وزارت برائے صنعت کی چھوٹی صنعت فروغ تنظیم 1954 میں قائم ہوئی۔ یہ اعلیٰ ادارے کے طور پر چھوٹی صنعتوں کی مسلسل اور منظم ترقی کے لئے بنیادی سہولیات کے فروغ کے پروگراموں کو لاگو کرنے میں مرکز اور ریاستی حکومتوں کی ادارہ جاتی سرگرمیوں کے تال میل کی پالیسیاں طے کرتا ہے۔ تنظیم کا 28 چھوٹی صنعتوں کے خدماتی اداروں، 30 شاخی اداروں، 10 ٹول روم، دو تو سیعی مراکز، چھ پیداواری اور پروسس فروغ مراکز، 6 تربیتی مراکز اور دلی و حیدرآباد میں بالترتیب NIESBUD اور NISIET کا جامع نٹ ورک ہے۔ جس کے ذریعہ چھوٹی صنعتوں سے متعلق عام سہولیات اور خدمات اور ساز و سامان فراہم کرنے اور مارکیٹنگ تعاون کے لئے کام کئے جاتے ہیں۔ اسکے علاوہ چار علاقائی مراکز اور سات ایسے جانچ مراکز ہیں جو ایک خاص صنعت والے سیکٹر میں صنعتوں کو سہولیات مہیا کراتے ہیں۔

اسمال انڈسٹریز ڈیولپمنٹ آرگنائزیشن کے پاس چھوٹی صنعتوں کے لئے مندرجہ ذیل اسکیمیں ہیں۔ (i) وزیراعظم کی روزگار یوجنا (ii) مربوط بنیادی ڈھانچہ فروغ اسکیم (iii) آئی۔ایس۔او۔9000 سرٹی فیکٹ کے ذریعہ حوصلہ افزائی کے ذریعہ چھوٹی صنعتوں کے سیکٹر میں کوالٹی میں بہتری (iv) چھوٹے کاروباری اداروں کی معلومات اور وسائل مراکز نٹ ورک اور (v) تکنیکی فروغ اور جدید کاری پروگرام۔

نئی اسکیمیں

(1) قرض گارنٹی اسکیم: قرض گارنٹی اسکیم 10 لاکھ روپے (ترمیم شدہ 25 لاکھ روپے تک) قرض فراہم کرنے کے لئے شروع کی گئی۔ یہ قرض بنا کسی تیسرے فریق کی ضمانت کے کمرشیل بنک اور اچھا مظاہرہ کر رہے کچھ چنے ہوئے علاقائی دیہی بینک مہیا کرائیں گے۔

(2) تکنیکی اصلاح کے لئے قرض سبسڈی اسکیم۔ حکومت نے اس اسکیم کو 20 ستمبر 2000 کو منظوری دی۔ اسکیم کے تحت درج فہرست کمرشیل بنکوں کے ذریعہ چھوٹی صنعتوں کو دئے جانے والے قرض پر 12 فی صد پونجی پرمبنی سبسڈی ملے گی۔

جدول 20.6: غیر فولادی دھات کی پیداوار

دھات	اکائی	1993-94	1994-95	1995-96	1996-97	1997-98	1998-99	1999-2000
المونیم	ٹن	4,63,424	4,76,521	5,29,264	52,60,612	5,53,640	5,42,005	6,18,682
تانبا (آبلہ دار)	ٹن	37,160	50,454	40,259	41,416	43,655	35,834	38,464
تانبا خالص (کیتھوڈ)	ٹن	39,002	46,134	41,153	38,481	42,375	35,834	38,464
سونا	کلوگرام	2,075	2,373	2,036	2,710	2,636	2,463	2,262
سیسہ (پرائمری)	ٹن	25,299	34,476	40,311	38,329	44,604	50,145	94,480
سیسہ (سکنڈری)	ٹن	11,359	14,020	5,344[2]	4,481	3,788		
زنک (اینٹ)	ٹن	1,34,961	1,49,312	1,42,078	1,40,422	1,64,593	1,72,982	1,74,957

1-عارضی
2-انڈین لیڈ لمٹیڈ

اسمال اسکیل سیکٹر

پچھلے 50 سالوں میں ملک کے سماجی اور اقتصادی ترقی میں چھوٹی صنعتوں کے سیکٹر نے اہم مقام حاصل کرلیا ہے۔ اس نے مجموعی گھریلو پیداوار اور روزگار کی تشکیل اور برآمدات اسکا اشتراک اہم رہا ہے۔ سال 96-1995 سے 2000-1999 کے درمیان چھوٹی صنعتوں کے سیکٹر کی کارکردگیوں کو جدول 20.7 میں دکھایا گیا ہے۔

چھوٹی صنعتی سیکٹر کی ترقی کی شرح کل ملاکر صنعتی سیکٹروں سے زیادہ رہی ہے۔ صنعتی پیداوار کا 38 فی صد سے زیادہ اور براہ راست برآمدات کا 35 فی صد چھوٹی صنعتی سیکٹروں سے ہوا۔ نئی صدی میں یہ سیکٹر ترقی کا محرک بن گیا ہے۔ حکومت نے کئی معاون تدابیر کی پہل کی ہے۔ ان میں ریزرویشن پالیسی، سرمایہ کی حد کا تجزیہ، جدید کاری تکنیکی فروغ، مارکیٹنگ تعاون وغیرہ شامل ہے۔ بدلتی ہوئی نرم رخی اور مقابلہ جاتی معاشی ماحول میں اس سیکٹر کو مضبوطی فراہم کرنے کے لئے کئی تدابیر کی گئی ہیں جن میں جزوی ریزرویشن، سرمایہ کی حد میں تبدیلی، بیرونی حصہ داری کی سہولت، ترقیاتی مراکز کا قیام، برآمدات پروری، مارکیٹنگ تعاون، کوالٹی سے بہتری کے لئے ترغیب دینا وغیرہ شامل ہے۔

جامع پالیسی پیکج

نرم کاری، ہمہ گیریت اور نج کاری کی بنیاد پر موجودہ اقتصادی اصلاح اور عالمی تجارتی تنظیم کے اثرات کے ساتھ بین الاقوامی اقتصادی پس منظر میں آج کچھ نئے چیلنج پیدا ہو گئے ہیں اور چھوٹی صنعتی سیکٹر کے سامنے کئی جدید مواقع (مکانات) کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ اس کے مطابق ہی اکتوبر 1999 میں ایک نئی وزارت برائے چھوٹے پیانے کی صنعتیں، زراعت و دیہی صنعتیں قائم کی سفارشوں پر غور کرنے کے لئے جون 2000 میں وزراء کی ایک ٹیم بنائی گئی تاکہ وہ چھوٹی اور نہایت چھوٹی صنعتی سیکٹر کے لئے جامع پالیسی پیکج تیار کرسکیں۔

اسمال اسکیل سیکٹر: اسمال اسکیل سیکٹروں کے لئے سرمائے کی حد ایک کروڑ روپے بنی رہے گی۔ وزارت برائے اسمال اسکیل انڈسٹریز اعلیٰ تکنیک اور برآمدرخی صنعتوں کی ایسی خصوصی فہرست تیار کرے گا۔ جنہیں معقول تکنیکی اصلاح اور مقابلہ جاتی ماحول میں اپنے آپ کو بنائے رکھنے کے لئے سرمایہ کی حد بڑھاکر 5 کروڑ روپے تک کرنے کی ضرورت ہوگی۔ چھوٹے صنعتی سیکٹر کے لئے ایکسائز ڈیوٹی کی حد 50 لاکھ روپے سے بڑھاکر ایک کروڑ روپے کردی گئی ہے۔

ملے جلے کل قرض کی حد دس لاکھ روپے سے 25 لاکھ کردی گئی ہے۔ قرض گارنٹی اسکیم کے تحت صلاحیت کی حد میں بھی ترمیم کردی گئی ہے۔ یہ حد 10 لاکھ سے بڑھاکر 25 لاکھ روپے کردی گئی ہے۔ مربوط بنیادی ڈھانچے کو فروغ کی اسکیم اب ملک کے دیہی علاقوں کے لئے 50 فی صد محفوظ سبھی علاقوں پر لاگو ہوگی۔

وزارت صنعتی اثاثوں کو جدید بنانے کے لئے ایک اسکیم تیار کرے گا۔ مشرق شمالی ریاستوں کے لئے ناقابل تجدیدیول کے تحت دستیاب فنڈ کا استعمال بشمول سکم مشرق شمالی علاقے میں مربوط اساسی ڈھانچہ فروغ اور دیگر ترقیاتی مراکز قائم کئے جائیں گے۔ اعلیٰ کوالٹی منظمہ کی حوصلہ افزائی کے آئی۔ ایس۔ او 9000 حاصل کرنے کے لئے ہر ایک اکائی کو 75 ہزار روپے دینے کی اسکیم دسویں پنج سالہ منصوبے تک جاری رہے گی۔

چھوٹی صنعتی فروغ تنظیم وزارت کامرس کی طرز پر ہی ایک بازار فروغ تعاون پروگرام چلایا یہ ایک منصوبہ اسکیم ہوگی ہینڈلوم سیکٹر کی تائید کے لئے ''دین دیال ہتھ کرگھا پروتساہن اسکیم'' شروع کی گئی ہے۔ کل 447 کروڑ روپے کی اس اسکیم سے سینکڑوں کی

مالی اور ساختی سہولتیں فراہم کرائی جائے گی۔

نہایت چھوٹی صنعتیں: نہایت چھوٹے سیکٹر کے لئے سرمایہ کی حد 25 لاکھ روپے بنی رہے گی وزیر اعظم کی روزگار یوجنا کے تحت ایک خاندان کی آمدنی حد 24 ہزار روپے سے بڑھا کر 40 ہزار روپے سالانہ کردی گئی ہے۔ کل پروجیکٹ کی 20 فی صد رقم ورکنگ کیپٹل کے طور پر رکھنے کے بارے میں ٹاسک کمیٹی کی سفارشیں مالیاتی اداروں اور بنکوں کو بھیجی جارہی ہیں۔ نہایت چھوٹی اکائیوں کے لئے کل منصوبے کا 20 فی صد رقم ورکنگ کیپٹل قرض کے طور پر رکھی جائے گی مربوط اساسی ساخت فروغ اسکیم دیہی علاقوں کے لئے پچاس فی صد محفوظ ملک کے لئے سبھی علاقوں پر لاگو ہوگی۔ اسکیم کے تحت 50 فی صد پلاٹ نہایت چھوٹے سیکٹروں کے لئے محفوظ رکھے جائیں گے۔

دیہی صنعتیں کے لئے قومی پروگرام کے تحت کھادی اور دیہی صنعتی کمیشن تنظیم برائے چھوٹی صنعتیں کا فروغ، سڈبی اور نابارڈ نے گروپ ترقی کا کام شروع کیا ہے۔ گروپ ترقی پروگرام کا سب سے زیادہ فائدہ نہایت چھوٹے سیکٹر کی اکائیوں کو ملے گا۔ ہر گروپ کے اسپانسر تنظیمیں فروغ کا خاکہ، صلاحیت، تکنیکی مداخلت، اور مارکیٹنگ کی سہولتیں فراہم کرائیں گی۔ اسکیم کے تحت گروپ ترقی کے لئے ایک فنڈ بنایا جائے گا۔

جدول 20.7

اسمال اسکیل سیکٹر کی کارکردگی

سال	اکائیوں کی تعداد (لاکھ میں)	پیداوار (موجودہ قیمت پر)	1990-91 کی قیمتوں پر (کروڑ روپے)	روزگار (لاکھ میں)	برآمدات (کروڑ روپے (موجودہ قیمتوں پر)
1995-96	27.24	3,56,213	2,22,162	152.61	36,470
1996-97	28.57	4,12,636	2,47,311	160.00	39,249
1997-98	30.14	4,65,171	2,68,159	167.20	43,946
1998-99[1]	31.21	5,27,515	2,88,807	171.58[2]	48,979
1999-2000	32.25	5,78,470	3,12,576	178.50	53,975.11

1- پرویژنل

2- پروجیکٹ

21۔ کامرس

بھارت کی معاشی ترقی میں بیرونی تجارت کا رول نہایت اہم ہے لگ بھگ 220 ملکوں کو 9,300 سے زائد اشیا برآمد کی گئیں۔ اسی مدت کے درمیان تقریباً 180 ممالک سے 8,250 سے زیادہ اشیا درآمد کی گئی۔ برآمد کی جانے والی اشیاء میں زرعی اور صنعتوں میں تیار کی جانے والی اشیاء دستکاری، ہینڈلوم اور دیہی صنعتوں میں تیار کی جانے والی اشیاء شامل ہیں۔ پروجیکٹ برامدات کے شعبے میں حالیہ برسوں میں قابل ذکر ترقی ہوئی ہے۔ اس کے تحت مشاورتی خدمات، عمارت تعمیر اور صنعت لگانے کے ٹھیکے (ٹرن کی معاہدے) بھی شامل ہیں۔ اور سافٹ ویئر کی برآمدات میں بھی غیر معمولی اضافہ ہوا ہے یہ برآمدات بیشتر ترقی یافتہ ملکوں کو کی جاتی ہیں۔ ملک کے درآمدات میں بھی اضافہ ہوا ہے جو اشیا دوسرے ملکوں سے درآمد کی جاتی ہیں ان میں سب سے زیادہ پیٹرولیم، پیٹرولیم مصنوعات اور فرٹلائیزر درآمد کی جاتی ہے ان کے علاوہ برآمدات پیداوار کے لئے قیمتی اور نیم قیمتی پتھر، خام مال اور مشینری وغیرہ بھی درآمد کی جاتی ہیں۔ اشیا صارفین اور ثانوی مصنوعات کی درآمدات صنعتی پیداوار بڑھانے اور ٹکنالوجیکل ترقی کے لئے کی جاتی ہے۔

بیرونی تجارت کی قدر و قیمت

بھارت میں منصوبہ بندی دور کے آغاز سے ہی مجموعی بیرونی تجارت (درآمدات اور برآمدات بشمول دوبارہ برآمدات) میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ مجموعی تجارت کی قیمت 51-1950 میں 1214 کروڑ روپے سے بڑھ کر 2000-1999 میں 3,67,507.58 کروڑ روپے ہوگئی۔ درآمدات، برآمدات، مجموعی تجارت اور تجارت کے توازن کی قیمت جدول 21.1 میں درج کی گئی ہے۔ بجدول 91-1990 سے 99-1998 تک کی مدت کا ہے درآمدات برآمدات کا کل کاروبار اور کاروباری توازن کی رقوم جدول 21.1 میں درج ہیں۔

2000-1999 کے دوران بھارت کی مجموعی برآمدات 1,62,924.92 کروڑ روپے کی مالیت کی تھیں جب کہ 99-998 کے دوران 1,39,753.14 کروڑ روپے کی برآمدات کی گئیں یعنی اس مدت کے دوران 16.6 فیصدی کا اضافہ ہوا جب کہ ڈالر کے لحاظ سے اضافہ کی شرح 13.2 فیصدی تھی۔ اسی دوران درآمدات میں بھی اضافہ ہوا۔ 2000-1999 میں 2,04,582.66 کروڑ روپے کا مال درآمد کیا گیا جب کہ 99-1998 کے دوران 1,78,331.85 کروڑ روپے کا مال دوسرے ملکوں سے درآمد کیا گیا۔ اس طرح درآمدات میں 11.4 فیصدی کا اضافہ ہوا اور ڈالر کے لحاظ سے درآمدات میں 14.4 فیصدی کا اضافہ ہوا۔ روپیوں میں تجارتی خسارہ 2000-1999 میں 41,657.74 کروڑ روپے کا تھا۔ 99-1998 میں تجارتی خسارہ 38,578.71 کروڑ روپے تھا۔

بیرونی تجارت کی سمت

بھارت کے درآمدات اور برآمدات روابط دنیا کے ہر خطے کے ملکوں (جن میں ترقی یافتہ اور ترقی پذیر دونوں ملک شامل

ہیں) سے ہیں۔اپریل-فروری2000-1999 کے دوران بھارت کی برآمدات اور درآمدات کی خطہ وار اور تفصیلات کی جدول 21.2 میں وضاحت کی گئی ہے۔

اپریل-فروری2000-1999 کے دوران بھارت نے جو مجموعی برآمدات کیں ان میں 37.3 فیصدی ایشیا اور اوشینا کے ملکوں سے 27.7 فیصدی مغربی یورپ سے، 26.1 فیصدی امریکا سے 5.2 فیصدی افریقہ سے اور 3.5 فیصدی مشرقی یورپ سے برآمدات کی گئیں اس مدت کے دوران جو مجموعی درآمدات کی گئیں ان میں سے زیادہ یعنی 45 فیصدی ایشیا اور اوشینا کے ملکوں سے، 28.9 فیصدی مغربی یورپ، سے 10.3 فیصدی امریکا سے، 13.6 فیصدی افریقہ سے اور 2.1 فیصدی مشرقی یورپ کے ملکوں سے درآمدات جدول 21.1 ہندستان کی بیرونی تجارت کی گئیں۔

جدول 21.1 ہندوستان کی بیرونی تجارت

(کروڑ روپے میں)

سال	برآمد	درآمد	کل غیر ملکی سرمایہ	جمع سرمایہ
1990-91	32,557.63	43,192.86	75,750.49	-10,635.23
1991-92	44,041.81	47,850.84	91,892.65	-3,809.03
1992-93	53,688.25	63,374.52	1,17,062.77	-9,686.27
1993-94	69,751.39	73,101.01	1,42,852.4	-3,349.62
1994-95	82,674.11	89,970.66	1,72,644.77	-7,296.55
1995-96	1,06,353.34	1,22,678.68	2,57,736.76	-20,102.60
1996-97	1,18,817.08	1,38,919.68	2,29,031.48	-16,324.80
1997-98	1,30,100.64	1,54,176.30	2,84,276.94	-24,075.66
1998-99	1,39,753.14	1,78,331.85	3,18,084.99	-38,578.71
1999-2000	1,62,924.92	2,04,582.66	3,67,507.58	-41,657.74

سورس: DGCI&S, کلکتہ

برآمدات

حالیہ برسوں میں بھارت کی برآمدات میں اضافے کا رجحان نمایاں رہا ہے۔جن اشیا کی برآمدات میں حالیہ برسوں میں اضافہ ہوا ہے ،شجر کاری ، سمندری مصنوعات کچے دھات،معدنیات، الکٹرانکس، جواہرات ، زیورات ، کیمکل اور متعلقہ مصنوعات انجینئر نگ کا سامان،ٹکسٹائل اور ہاتھ سے بنا سامان اور قالین شامل ہے۔لیکن 2000-1999 کے دوران شجر، زرعی اور متعلقہ مصنوعات، اسپورٹس کے سامان اور پروجیکٹ اشیاء اور، چمڑا اور اس سے بنا سامان، مصنوعات کی برآمدات کی رجحان میں کمی دیکھنے میں آئی۔ 2000-1999 کے دوران اس سے قبل اس مدت کے دوران اہم اشیاء کی برآمدات کی تفصیل جدول 21.3

میں دی گئی ہے۔

درآمدات

گھریلو استعمال، سرمایہ کاری اور پیداوار کی ضروریات کو پورا کرنے کی غرض سے درآمدات کی جاتی ہیں۔ 99-1998 اور 2000-1999 میں درآمدتی کئی اشیا کی تفصیل جدول 21.4 میں دی گئی ہیں۔ جن دوسری اشیا کی درآمدات کی گئیں ان میں موتی، قیمتی اور نیم قیمتی پتھر، مشینری، پروجیکٹ کا سامان ادویات، فارما میں مصنوعات آرگینک اور غیر آرگینک کیمیکل، کوئلہ، کوک، مصنوعی رال وغیرہ شامل ہیں۔ سال 2000-1999 کے دوران ضخیم شکل میں گروپ کے طور پر درآمدات میں 35.2 فی صد کا اضافہ ہوا جو کل درآمدات کا 36.8 فی صد ہے۔

جدول: 21.2 ہندستان کے بیرونی تجارت کی سمت

کروڑ روپے میں

ریجن/سب ریجن	برآمدات 1998-99	برآمدات 1999-2000	درآمدات 1998-99	درآمدات 1999-2000
I-مغربی یوروپ	40,082	45,132	58,207	59,175
a) یوروپی مشترکہ مارکیٹ	36,361	40,954	43,274	44,872
b) آزاد تجارت کے یوروپی علاقے	2,871	3,121	14,515	13,863
c) بقیہ یوروپ	850	1,057	419	440
II-ایشیا اور سیفک	51,177	60,773	80,374	92,138
III-افریقہ	8,707	8,512	16,040	27,781
IV-امریکا	34,775	42,517	20,002	21,086
a) شمالی امریکا	32,279	39,558	16,937	17,333
b) جنوبی امریکا	1,570	1,602	2,577	3,453
c) امریکا کے دیگر خطے	926	1,358	488	282
V) مشرقی یورپ	4,433	5,659	3,635	4,355

جدول: 21.3 خاص اشیا کی برآمدات

کروڑ روپے میں

سامان تجارت	1998-99	1999-2000	فیصد میں تبدیلی
پلانٹیشن	3,993	3,130	-21.61
زرعی اور متعلقہ مصنوعات	16,819	15,500	-7.84
سمندری سامان	4,369	5,114	17.06

اور(ORE)اور معدنیات	3,759	3,929	4.53
چمڑا اور اس سے بنا سامان	6,987	6,666	-4.59
اسپورٹس کا سامان	308	280	-9.27
قیمتی پتھر اور جواہرات	24,945	33,089	32.65
کیمکل اور متعلقہ سامان	17,522	20,516	17.09
انجینئرنگ سامان	16,007	18,947	18.37
الکٹرانکس	2,115	2,454	16.04
پروجیکٹ سامان	301	68	-77.33
ٹکسٹائل	35,014	40,097	14.52
ہنڈی کرافٹس	2,664	2,905	9.05
قالین	2,287	2,628	14.91
پیٹرولیم مصنوعات	376	130	-65.47
غیر درجہ بندی کی مصنوعات	1,723	7,358	326.97

خاص اشیا کی درآمدات کا جدول نمبر 21.4

اشیا	1998-99	1999-2000	فیصد تبدیلی
(اے) بلک درآمدات	55,663	75,236	35.16
(i)دال	1,210	579	-52.18
(ii)فرٹلائزر	4,528	6,007	32.65
(iii)نیوز پرنٹ	1,072	879	-17.97
(iv)پیٹرولیم اور پیٹرولیم مصنوعات	26,919	45,421	68.73
(v) کھانے کا تیل	7,589	7,984	5.20
(vi) گودا اور فضلہ	991	1,069	5.20
(بی) موتی، قیمتی اور نیم قیمتی پتھر	15,820	23,296	47.26
(سی) مشینری	19,397	17,738	-8.56
(ڈی) پروجیکٹ سامان	11,309	3,832	-66.1

(ای) دوسرے	76.143	84.481	10.95
(i) آرگینک اور غیر آرگینک کیمیکل	11.290	12,476	10.50
(ii) کوئلہ اور کوک اور کینس	4,121	4,294	4.17
(iii) ادویات سازی سے متعلق سامان	1,615	1,502	-6.99
(iv) مصنوعی رال	2,843	3,060	7.65

برآمدات کا فروغ

شروع میں بھارت کی تجارتی پالیسی کا مقصد بنیادی طور پر برآمدات کو باضابطہ بنانا۔ ایسا اس لئے تھا کہ بھارت ترقی کے ابتدائی مرحلے میں تھا۔ اور ضرورت اس بات کی تھی کہ درآمدات کے متبادل اقدام کے ذریعہ گھریلو پیداوار کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ لیکن حقیقت میں نرم کاری کے دور کا آغاز ہونے کے بعد تجارت کے ذریعہ بین الاقوامی منڈی تک رسائی کی اہمیت اور برآمدات کی معاشی ترقی کا زینہ بنانے کی اہمیت کو تسلیم کرلیا گیا ہے۔

برآمدات کے فروغ کی مسلسل کوشش جاری ہے۔ اس سمت میں خصوصی اقدام کے گئے ہیں اور ان کے بہتر نتائج بھی سامنے آئے ہیں۔ تجارتی پالیسی میں کی جانے والی اصلاحات سے طریقہ کار کو چست اور موثر بنانے، پریمیم کو بہتر بنانے کے لئے اسپیشل درآمد لائسنس (ایس آئی ایل) میں اشیا کی تعداد میں اضافہ اور برآمدات کے فروغ کے لئے ترغیبات نے تجارت کے لئے نسبتاً آزاد ماحول پیدا کیا ہے اصلاحات سے برآمدات کے لئے پیداواری بنیاد کو مضبوطی حاصل ہوئی ہے، ضابطہ کی کارروائی کو آسان بنایا گیا ہے اور برآمد سیکٹر کے لئے خام مال اور دوسرے ساز و سامان کی درآمد میں سہولیت حاصل ہوئی ہیں۔

بھارت ضابطہ پر مبنی عالمی تجارتی تنظیم (ڈبلو ٹی او) کا بانی رکن بن گیا ہے۔ اور زرعی پیداوار اور خدمات کی برآمدات سے قابل ذکر منافع کی توقع ہے۔ علاقائی باہمی پیش قدمیوں میں یورپی کمیشن، نہد امریکی کمرشیل اتحاد، سارک کی تشکیل، سارک ممالک سے ترجیحی بنیاد پر تجارتی بندوبست (ساپٹا) کو سرگرم بنانا اور بحر ہند رم بلاک (Rim Block) کے قیام کی کوشش کو فروغ دینا شامل ہیں۔ بھارت اور سری لنکا کے درمیان 1998 میں کیا گیا۔

آزاد تجارتی معاہدہ اس سال سے عمل میں آگیا ہے۔ بنگلہ دیش، بھارت، میسنار، سری لنکا، تھائی لینڈ، اقتصادی تعاون بھی (BIMST-EC) رفتار حاصل کررہا ہے۔ اس تنظیم نے اپریل 2000 میں نئی دلی میں ہوئی اپنی میٹنگ میں کام نمٹانے کے پروگرام بنانے کا فیصلہ کیا تاکہ اس میدان میں آزاد تجارت معاہدے کے لئے باہمی غور و خوض اور نظریات کو عملی جامہ پہنایا جاسکے۔

درآمدی پالیسی

بنیادی سامان، خام مال، درمیانہ درجہ کی اشیا، کمپونٹس، فالتو پرزے، اوزار اور دوسرے سامان بغیر کسی پابندی کے درآمد کئے جاسکتے ہیں بشرطیکہ یہ درآمدات کی منفی فہرست میں شامل نہ ہوں۔ جو سامان بغیر پابندی کے درآمد کئے جاسکتے ہیں اسے کوئی بھی شخص خواہ وہ اس کا استعمال کرتا ہو یا نہیں درآمد کرسکتا ہے۔ بہر حال اگر ایسی کسی چیز یا سامان کی درآمد کے لئے لائسنس ضروری ہے تو صرف اس کا اصل استعمال کرنے والا لائسنس جاری کرنے والے حکام کی اجازت سے درآمد کرسکتا ہے۔ ایسا کوئی سامان جو پرانا ہو یا استعمال شدہ اور اس کی زندگی کم از کم 10 برس ہوا سے بھی اصل استعمال کرنے والا درآمد کرسکتا ہے۔

ہندوستان کی بیرونی تجارت
(روپے - کروڑ میں)

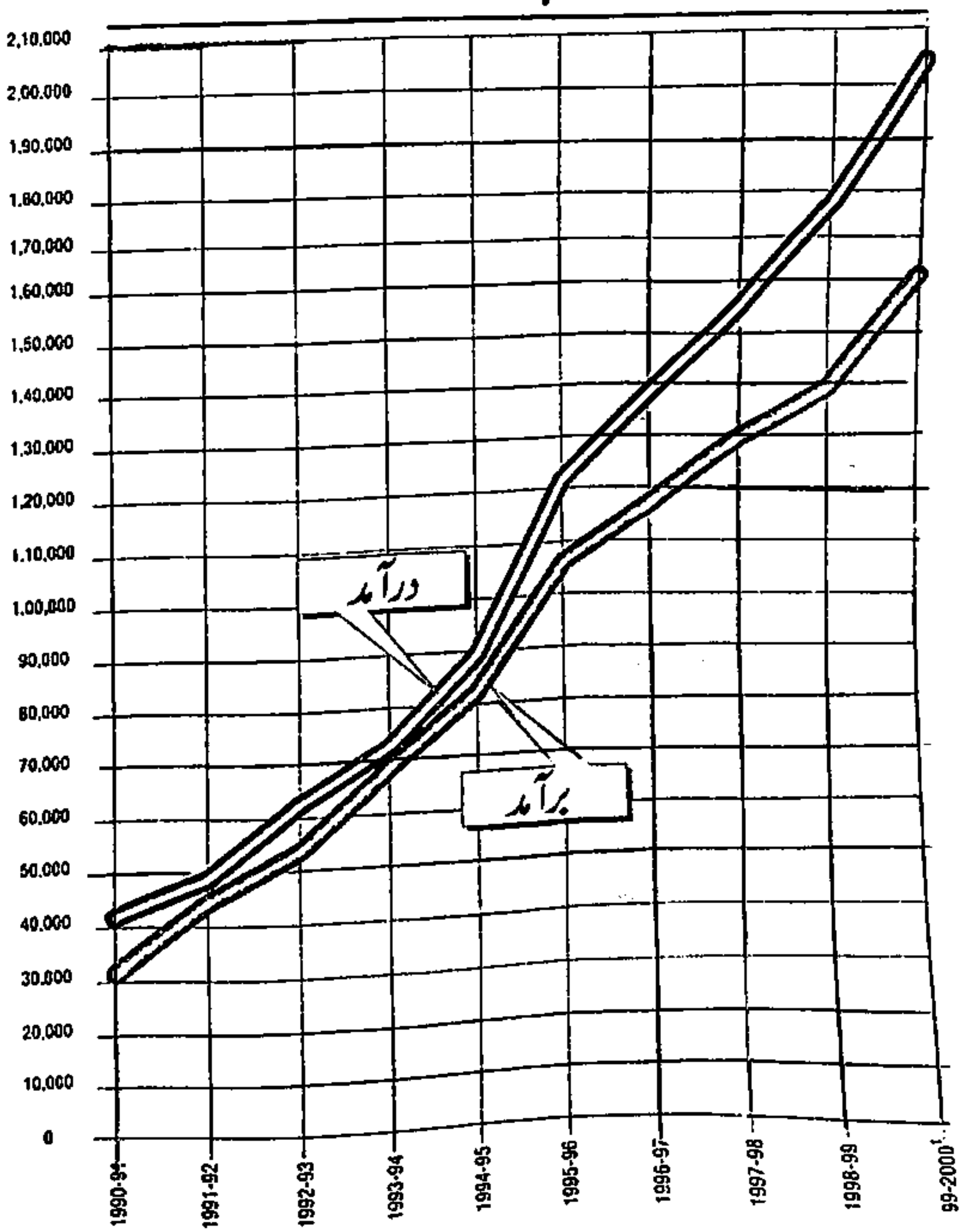

برآمدی۔ درآمدی پالیسی

1997 سے 2002 تک کے لئے نئی اکزم پالیسی وضع کرلی گئی ہے۔اس پالیسی میں سابقہ پالیسی سے حاصل فوائد کو مربوط کرنے اور ٹھوس بنانے اور نرم کاری کے عمل کو آگے بڑھانے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ برآمد کنندگان کے لئے سازگار ماحول پیدا کرنے کے لئے مقدار کی پابندی کو مرحلے وار ختم کرنے اور طریقہ کار کو آسان بنانے کی مسلسل کوشش کی جارہی ہے۔ایکسپورٹ پرموشن کیپٹل گڈس (ای پی سی جی) اسکیم کو جاری رکھا گیا ہے۔اور بعض تحدیدات کے ساتھ پرانے بنیادی سامان کی درآمد کی بھی اجازت دے دی گئی ہے۔اس کے لئے کوئی کم ازکم حد مقرر نہیں کی گئی اور بنیادی سامان 5 فیصدی کسٹم ڈیوٹی کی رعایتی شرح کے ساتھ درآمد کرسکتا ہے۔ کسی اضافی کسٹم ڈیوٹی کاؤنٹر ویلنگ ڈیوٹی کی ادائیگی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔اس میں بھی معاملات درآمد سے متعلق لوازمات کو پورا کرنے کی مدت بڑھا کر 8 سال کردی گئی ہے۔

برآمدات کو بڑھاوا دینے کے لئے ڈیوٹی مشتنی اسکیم ایک اہم وسیلہ ہے۔اس میں مزید وسعت فراہم کردی گئی ہے تاکہ اس میں برآمدات کے بعد ڈیوٹی فری باز فراہمی لائسنس اسکیم کو شامل کیا جاسکے۔اس سے ان پٹ (سرمایہ کی درآمد، ان پٹ / آؤٹ پٹ (مصنوعات) معیاروں کی بنیاد پر کی جاسکے گی۔

یہ اسکیم ایسی 5 ہزار سے زیادہ اشیاء کے لئے دستیاب ہے۔ جہاں ان پٹ، آؤٹ پٹ معیاروں میں اضافہ 33 فی صد اکائی قیمت جوڑنے کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ ڈیوٹی فری اسکیم کو نیا نام ڈیوٹی فری / معافی اسکیم دیا گیا ہے۔ ''قبل برآمد ڈی۔ای۔پی۔بی اسکیم ختم کردی گئی ہے۔ برآمد۔ بعد ڈی۔ای۔پی اسکیم ابھی چل رہی ہے کسٹم ڈیوٹی میں کی گئی تبدیلیوں کو دیکھتے ہوئے ڈی۔ای۔پی پی کی شرح کو معقول بنایا گیا ہے۔

نجی ڈی۔ای۔پی۔پی شرح کے لئے 20 کروڑ روپے کی کم ازکم حد ختم کردی گئی ہے۔اصل برآمدات، گھریلو فراہمی اور برآمدات کے لئے ثانوی فراہمی کے لئے پیشگی لائسنس کے استعمال کی اجازت حقیقی حالات کو دیکھتے ہوئے ملے گا اور یہ ناقابل منتقلی ہوگا۔اصل ضرورتوں کے لئے پیشگی لائسنس کی سہولت قائم رہے گی۔

یقینی برآمدات برآمد کے فائدوں کو معقول بنایا گیا ہے تاکہ یقینی برآمدات کے تحت اہل درجوں کو یکساں فائدہ مل سکے اس کے علاوہ یقینی برآمدات کا فائدہ کو درج ذیل درجات کو حاصل ہے۔ (1) اساسی ڈھانچے والے سیکٹر جن میں 100 کروڑ روپے یا اس سے زیادہ کا سرمایہ لگا ہوا ہے جیسے کوئلہ اور ہائیڈرو کاربن (2) اقوام متحدہ کی ایجنسیوں کے فنڈ سے چلنے والے پروجکٹوں کو مہیا کرنا اور (3) توانائی سیکٹر کو، یہاں تک کہ بجلی گھروں کو جدید بنانے کے لئے اور ان کی تجدید کے لئے بھی۔

خصوصی اقتصادی زون کی تشکیل

برآمدات کے لئے بے روکاٹ پیداواری عمل اور تجارتی سرگرمیوں کو مناسب سہولیات مہیا کرانے کے لئے خصوصی اقتصادی / معاشی زون (حلقوں) کی تشکیل کی جائے گی۔ان منطقوں میں لگی ہوئی اکائیوں پر ویلو ایڈیسن، برآمدات کے لازم ہونے اور ان پٹ آؤٹ پٹ (سرمایہ پیداوار / معیاروں) جیسی کوئی پیشگی شرط نہیں لگائی جائے گی۔انہیں ملک کے کسٹم حد کے علاقے سے باہر مانا جائے گا۔ان زون میں واقع اکائیوں کو گھریلو ایریا میں فروخت کی اجازت کسٹم ڈیوٹی پوری طرح ادا کرنے کے بعد ہی دی جائے گی۔

ای کامرس سے متعلق پہل

برآمد۔درآمد سے متعلق سودے/معاملات میں تیزی لانے اور ڈی۔جی۔ایف۔ٹی تنظیموں کے نظام عمل میں کھلا پن لانے کے مقصد سے الیکٹرانک ذریعہ سے لائسنس کے لئے درخواست دینے کی سہولت شروع کی گئی ہے۔اس کے علاوہ دیگر سرکاری تنظیموں کے ساتھ الیکٹرانک ڈاٹا کے مبادلہ کا مجوزہ سسٹم لاگو ہو جانے کے بعد ان سودوں میں جو وقت لگتا ہے اور لاگت آتی ہے، اس میں کافی کمی آئے گی۔

اشیا کی پیکنگ اور قیمتوں کے لیبل لگانے کی بین الاقوامی نظام اپنانے کے لئے پبلک کی ہوئی برآمد کی جانے والی اشیاء کی بارکوڈنگ کرنے کے کام کی حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے۔

ایس۔آئی۔ایل فہرست کو یکم اپریل 2000 کو سے ختم کیا جا رہا ہے اور 31 مارچ 2001 کے بعد ایس۔آئی۔ایل دنیا بند کر دیا جائے گا۔اس طرح سے یکم اپریل 2000 کو یا اس کے بعد کئے جانے والے برآمدات رفراہمی کے لئے ایس۔آئی۔ایل نہیں ملے گا اور اس مالی سال کے دوران جاری کئے گئے ایسے سبھی لائس صرف 31 مارچ 2000 تک مجاز ہوں گے۔

برآمدات کو تقویت پہونچانے میں ریاستی حکومتیں

برآمدات کو متعلق اساسی ڈھانچے کے فروغ کے لئے ریاستوں کو ان کی برآمدات سے متعلق کام کاج کی بنیاد پر مدد دینے کے لئے اسکیم تیار کی گئی ہے۔وسائل متعین مناسب بنیاد کرنے کے لئے اس رقم کی تقسیم پوری طرح سے برآمدات کے کام کاج کو دیکھتے ہوئے اس میں ہو رہے اضافے کی بنیاد پر کیا جائے گا۔

ای او یو۔ای پی زیڈ۔ای ایچ ٹی پی۔ایس ٹی پی

جو کارخانے اپنی پوری پیداوار برآمد کرنا چاہیں گے تو اس طرح کے کارخانے برآمد پروسسنگ منطقوں میں قائم کئے جائیں گے۔ان برآمد پروسسنگ منطقوں کو ڈی ٹی اے کی مالی پابندیوں سے علاحدہ کر کے خصوصی انکلیو (Enclaves) کی حیثیت سے قائم کیا گیا ہے تا کہ انہیں کم قیمت پر برآمدات پیداوار کے لئے بین الاقوامی ڈیوٹی فری ماحول فراہم کیا جا سکے۔

اس زون خاص طور پر الکٹرانکس (ہارڈویر اور سافٹ ویر کا کام علی الترتیب الیکٹرانک ہارڈویر ٹکنالوجی پارک اور سافٹ ویر ٹکنالوجی پارک رکھا گیا ہے) کی برآمدات کو بڑھاوا دینے کی غرض سے قائم کیا گیا ہے۔ای۔او۔ای STP/EHTP/EPZ اسکیم میں حال میں کی گئی تبدیلی میں (ا) ٹیکس میں راحت کی مدت 2010 تک کرنا (ب) اعلیٰ گھریلو رسائی (ج) برآمدات کی نی صد (NFEP) کی مشکل میں کل بیرونی مبادلہ آمدنی اور کم از کم برآمدات کارکردگی کو معقول بنانا (د) ای۔پی زیڈ۔ میں نجی گوداموں کو وسعت تا کہ اس میں برآمدات کے لئے گھریلو سامان رکھا جا سکے اور (ہ) کچھ شعبوں میں براہ راست برآمدات کے لئے گھریلو اکائیوں کی طرف سے کام کروانا وغیرہ شامل ہے۔

ایکسپورٹ پروسسنگ زون

بھارت میں سات ایکسپورٹ پروسسنگ زون کانڈلہ (گجرات) سانتا کروز (مہاراشٹر) کوچین (کیرالا) چنئی (تامل ناڈو) نوئیڈا (یوپی) فالٹا (مغربی بنگال) اور وشاکھاپٹنم آندھرا پردیش میں ہیں۔مشرقی زون مالی ترغیبات کے علاوہ اہم بنیادی ڈھانچے کی سہولتیں بھی فراہم کرتا ہے۔زون کے اندر کسٹم کلیرنس کی سہولتیں بھی فراہم کی جاتی ہیں حکومت نے حال میں

نجی، سرکاری یا مشترکہ زمرہ میں ای پی زیڈ کے قیام اوران کے فروغ کی اجازت دے دی ہے۔ نجی ای پی زیڈ پر بین وزارتی کمیٹی نے ممبئی، سورت اورتر ونیلویلی اور کانچی پورم میں نئی ای پی زیڈ قائم کرنے کی تجویز کو منظوری دے دی ہے۔ کمیٹی نے گریٹر نوئیڈا میں ای پی زیڈ قائم کرنے کی یو پی حکومت کی تجویز کو بھی منظوری دے دی ہے۔

برآمدات پر مبنی پیداوار کے لئے بنیادی ڈھانچے کی سہولتیں قائم کرنے میں ریاستی حکومتوں کو شامل کرنے کے خیال سے مرکز نے اگست 1994 میں ایکسپورٹ پروموشن انڈسٹریل پارک (ای پی آئی پی) اسکیم شروع کی ہے۔ اب تک برآمدات پروموشن صنعتی پارکوں کے قیام کے لئے (20) تجاویز کو منظوری دی جا چکی ہے۔

ای او یو اور ای پی زیڈ کی برآمدات جو 2000-1999 کے دوران 6,707.44 کروڑ روپے تھی۔

تجارتی تعلقات

تجارتی دفاتر غیر ملکوں میں بھارتی سفارت خانوں سے ملحق ہیں۔ یہ دفاتر وزارت کامرس کے تحت کام کرتے ہیں اور بھارتی بیرونی تجارت اور معاشی تعلقات کے فروغ میں اہم رول ادا کرتے ہیں۔ بھارت سفارت خانوں میں مقرر تجارتی نمائندے منڈی رجحانات میں فیڈ بیک، تجارت میں فروغ کے امکانات اور جس ملک میں وہ کام کرتے ہیں وہاں کی عام معاشی صورتحال کے ذریعہ تجارتی اور معاشی وضع پالیسی کرنے میں حکومت کی مدد کرتے ہیں۔ اہم معاشی ترقیوں سے تجارتی نمائندوں کو باخبر رکھنے کے لئے وزارت کامرس ایک ''نیوز لیٹر'' بھی شائع کرتی ہے۔

جنوب مشرقی ایشیا

جنوب مشرقی ایشیا سے جو آسیان ملکوں پر مشتمل ہے۔ (انڈونیشیا، ملیشیا، سنگاپور، تھائی لینڈ فلپائنس، برونی، ویت نام، میانمار اور لاؤس) اور کمبوڈیا آسٹریلیا نیوزی لینڈ اور روشی رمیبیا ہندوستان کی تجارت 90,320 لاکھ امریکی ڈالر کی تجارت میں 14 فی صد کا اضافہ درج کیا گیا جب کہ اس کے پچھلے سال یہ 79,550 لاکھ امریکی ڈالر تھا سال 2000-1999 کے دوران ہندوستان کی برآمدات 27,320 لاکھ امریکی ڈالر کے برابر تھا۔ جب کہ اس سے پچھلے سال 20,900 لاکھ امریکی ڈالر تھا۔ اس طرح کی برآمدات میں 31 فی صد کا اضافہ درج کیا گیا۔ اس طرح درآمدات کے معاملے میں 7 فی صد کا اضافہ درج کیا گیا جب کہ 99-1998 میں 5 ٹ 865 ملین ڈالر کی درآمدات تھی 2000-1999 کے دوران 63,000 لاکھ امریکی ڈالر کی درآمدات کی گئی تھی۔

آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، مینمار، تھائی لینڈ اور فلپین کو جو چیزیں برآمد کی گئیں، ان میں تیل کے بیج، ہیرے جواہرات، الکٹرانک سامان سوتی کپڑے، مشینری اور اوزار، ابتدائی اور نیم فروغ لوہا اور اسٹیل، دوائیاں اور فارماسیوٹکل، گوشت وغیرہ شامل ہیں۔ جن اشیاء کو درآمد کیا گیا ان میں کوئلہ بناسپتی تیل، الیکٹرانک سامان، تامیاتی کیمیکل الکٹریکل مشینری کو چھوڑ کر دیگر مشینری، لکڑی اور لکڑی سے بنے سامان غیر لوہے والی دھاتیں، کچا اون، دالیں، گیہوں، الکٹریکل مشینری وغیرہ اہم ہیں۔

مشینری ملکوں پر دھیان دینے کی ہندوستان کی پالیسی کے مطابق اور آسیان ملکوں کے ساتھ بھارت کے مکمل مذاکرات میں شمولیت کا درجہ حاصل کرنے کے بعد تجارت اور سرمایہ کاری (آسیان بھارت ڈبلو جی ٹی آئی) کے بارے میں آسیان بھارت مشترکہ تنظیم کے تحت آسیان بھارت کارگزار کمیٹی قائم کی گئی تا کہ تجارت اور سرمایہ کاری کے میدان میں آسیان کے ساتھ تعلقات مضبوط ہو سکیں اس کی تیسری نشست نئی دہلی میں 22-21 مارچ 2000 کو ہوئی جس میں 25 مندوبین نے 19 آسیان ممالک کی

نمائندگی کی۔

مغربی ایشیا اور شمالی افریقہ

بھارت کی تجارت میں مغربی ایشیا اور شمالی افریقہ کے ملکوں کو اہم پوزیشن حاصل ہے۔ 98-1997 کے دوران اس خطے کے ملکوں کو 4.19 ارب روپے کا مال برآمد کیا گیا اور وہاں سے 7.74 ارب روپے کا مال درآمد کیا گیا۔ 2000-1999 کے پہلے 10 مہینوں کے دوران اس خطے کے ملکوں کو 3.69 ارب روپے کا مال برآمد اور وہاں سے 7.74 ارب روپے کا مال درآمد کیا گیا۔ اس خطے سے کچے تیل کی بھاری درآمد کی وجہ سے تجارت کا توازن بھارت کے حق میں نہیں ہے۔ بھارت کی زرعی پیداوار میں جس قدر فرٹلائزر اور راک فاسفیٹ استعمال ہوتی ہے اس کی سپلائی کا بھی یہ خطہ ایک اہم ذریعہ ہے۔ ان اشیا کی درآمد سے بھارت کی برآمدات خصوصاً پروسیسڈ فوڈ (Processed Food) ڈرگس، فارماسیوٹیکل وغیرہ کے سیکٹر میں برآمدات میں اضافہ کا روشن امکان ہے۔ بھارت نے مصر، عراق، ایران، افغانستان، اردن، کویت، لیبیا، مراکش، شام اور تیونس کے ساتھ تجارتی سمجھوتے بھی کئے ہیں۔ بھارت نے تجارت کو مزید بڑھانے کی غرض سے ان میں سے کچھ ملکوں کے ساتھ مشترکہ کمیشن بھی قائم کئے ہیں۔

CIS ممالک اور بالٹک ریاستیں

اس خطے میں 15 ممالک ہیں۔ روس، یوکرین، ارمینیا، ازربائیجان، جارجیا، بیلا روس، مولووا، قزاکستان، کرغستان، ازبکستان، تاجکستان، ترکستان، لاتویا، لیتھوانیا اور ایسٹونیا، قزاقستان، کرغستان، ازبکستان، تاجکستان، اور ترکمستان کو وسطی ایشین ری پبلک جب کہ لاتویا، لیتھوانیا اور ایسٹونیا کو بالٹک ریاستوں کے طور پر جانا جاتا ہے۔

سابق سوویت یونین کے ساتھ 91-1990 میں ہندوستان کی تجارت 7,8093 کروڑ روپے تھی، جب کہ 99-1998 میں اس خطے کے ممالک کے ساتھ ہندوستان کی کل تجارت 6,403.28 کروڑ روپے تھی۔ سال 2000-1999 (اپریل۔ دسمبر) میں کل تجارت 6,301.33 کروڑ روپے تھی۔ اس خطے کے ممالک کے ساتھ ہندوستان کی کل تجارت کا تقریباً 90 فی صد حصہ ہندوستان اور روس کے دوفریقی تجارت ہے۔

افریقہ

بھارت نے نیم صحارائی افریقی ملکوں سے باہمی تعاون کو فروغ دینے اور مشترکہ کارخانے قائم کرنے کے لئے متعدد معاہدے کئے ہیں۔ 21 ملکوں مثلاً برکینا فاسو، ایتھوپیا، گھانا، انگولا، کیمرون، آئیوری کوسٹ، کینیا، لائبریا، موزمبیق، نامی بیا، نائیجریا، روانڈا، سینیگال، جنوبی افریقہ، یوگینڈا، زامبیا، زائرے اور زمبابے کے اور سی شیلز تنجانیہ اور ماریشش کے ساتھ تجارتی معاہدے کئے ہیں۔ بھارت کے نیم صحارائی افریقہ میں 77 مشترکہ کاروباری ادارے ہیں۔ اس خطے کے ملکوں کو بھارت سے انجینئرنگ سامان، ٹرانسپورٹ کا ساز و سامان، بڑی گاڑیاں، چھوٹی اور درمیانہ صنعت کی مشینری، مشاورتی خدمات، کپاس کی مصنوعات، کیمیکل اور متعلقہ مصنوعات لوہے اور فولاد کا سامان اور تمباکو وغیرہ اور مسالے برآمد کی جاتی ہے۔

شمالی امریکا

امریکا بھارت کا اکیلا سب سے بڑا تجارتی پارٹنر ہے۔ 99-1998 کے دوران امریکا کو 30,841.56 کروڑ روپے کا سامان برآمد کیا جب کہ امریکا سے جو درآمدات کی گئی ان کی مالیت 15,319.25 کروڑ روپے تھی۔ اپریل۔ جنوری

1999-2000 کے دوران گزشتہ سال کی اس مدت کے دوران کے مقابلے میں امریکا کو 29,619.41 کروڑ روپے کی بھارت برآمدات میں 25 فیصدی سے زائد کا اضافہ ہوا جب کہ اسی مدت کے دوران امریکا سے درآمدات ہیں جو 13,523.30 کروڑ روپے کی مالیت کی تھیں جب کہ درآمدات میں 12 فیصدی سے زائد کا اضافہ ہوا دو طرفہ تجارت کی ڈالر قیمت میں 92-1991 سے مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ بھارت امریکا کو جو سامان برآمد کرتا ہے ان میں ہیرے، ٹکسٹائل، کوائر (Coire) جوٹ، دستکاری مصنوعات، کیمکل اور متعلقہ مصنوعات چمڑا انجینیر نگ کا سامان شامل ہیں۔ امریکا سے اہم درآمدات میں فرٹلائزر، ہوائی جہاز، ٹربو جٹ (Turbojets) جہاز کے پرزے، خودکار اعداد و شمار پروسسنگ مشین، الکٹرانک سامان، لکڑی لگدی Wood) (Pulp اور ریلوے انجن کے پرزے اور کیمیکل شامل ہیں کناڈا سے بھارت کی تجارت اوسط درجے کی ہے۔ 99-1998 کے دوران کناڈا کو 2005.70 کروڑ روپے کا سامان برآمد کیا گیا اور وہاں سے 1559.86 کروڑ روپے کا مال درآمد کیا گیا۔ اپریل۔ جنوری 2000-1999 کے دوران گزشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں کناڈا کو بھارت سے 2,044.1 روپے کی برآمدات میں 28 فیصدی سے زائد کا اور کناڈا سے 1271.48 روپے کی بھارت درآمدات میں 6.76 فیصدی سے زائد کا اضافہ ہوا۔ بھارت نے کناڈا کو تیار کپڑے، چمڑے کا سامان، قالین، معدنیات، کیمیکل اور متعلقہ مصنوعات، کافی، کاجو اور مسالے برآمد کئے جب کہ کناڈا سے ردی کاغذ اور پلپ (Pulp)، دالیں، دھات کے ٹکڑے، فرٹلائزر، مصنوعی رال، پلاسٹک کا سامان، نیوز پرنٹ، نان فیرس Non-Ferrous دھات، پروجیکٹ کا سامان اور الکٹریکل مشینری درآمد کی۔

جنوبی امریکا

98-1997 کے دوران جنوبی امریکا اور کریبین (Caribbean) خطے کے ملکوں کو بھارت سے 7,490.20 لاکھ امریکی ڈالر کا سامان برآمد کیا گیا اور ان ملکوں سے 6,775.60 لاکھ امریکی ڈالر کروڑ روپے کا سامان درآمد کیا گیا۔ 2000-1999 1 (اپریل۔ دسمبر) کے دوران ان ملکوں 517.03 ملین ڈالر کو کا جو مال برآمد کیا گیا ان میں گزشتہ اس مدت کے دوران کے مقابلہ میں 10.57 فیصدی کا اضافہ ہوا جب کہ 6,184.80 لاکھ امریکی ڈالر کی درآمدات میں لگ بھگ 18.60 فیصدی کا اضافہ ہوا۔ حالیہ برسوں میں کئی رکاوٹوں کے باوجود اس خطے کو بھارت برآمدات میں اضافے کی شرح بہت اچھی رہی۔ یہ اضافہ لاطینی امریکی ملکوں میں درآمد برآمد سامان پر درآمد برآمد محصول یا ڈیوٹی کو کم کرنے اور اس خطے کے ملکوں کے ساتھ تجارت بڑھانے کے حکومت کے عزم کا نتیجہ ہے۔ اس خطے میں ارجنٹینا، برازیل، چلی، پیرو، میکسیکو، پناما، کولمبیا وینیزویلا اور یوروگوئے ایسے ممالک ہیں جو بھارت کی خاص برآمد مارکیٹ ہیں۔ بھارت سے ان خطے کے ملکوں کو ٹکسٹائل تیار کپڑے، ڈرگس اور فارماسیوٹیکسوں انجینئرنگ سامان (سائیکل اور ان کے پرزے) ڈیزل انجن، چمڑا اور چمڑے کا بنا سامان اور رنگ وغیرہ برآمد کیا جاتا ہے۔ اور ان ملکوں سے خام معدنیات، لوہا اور فولاد اور ان سے بنا سامان، نان فیرس Non Ferrus دھاتیں، کھانے کا تیل، کاغذ کی لگدی اور خام اون وغیرہ درآمد کیا جاتا ہے۔

مغربی یورپ

مغربی یورپ وہ اہم تجارتی علاقہ ہے 2000-1999 میں بھارت نے اپنی مجموعی برآمدات کا 28 فیصدی سامان برآمد کیا اور اور ان علاقے کے ملکوں سے اپنی مجموعی درآمدات کا 29 فیصدی مال درآمد کیا۔ مغربی یورپ کا یہ علاقہ یورپی یونین (بلجیم، ڈنمارک، فرانس، جرمنی، یونان، ائیرلینڈ، لکسمبرگ، اٹلی، ہالینڈ، برطانیہ، اسپین، پرتگال، آسٹریلیا، فن لینڈ اور سویڈن) یورپی آزاد تجارت ایسوسی ایشن (ایف ای ٹی اے) ملکوں (ناروے، سوئٹزرلینڈ، آئس لینڈ اور لکٹیسن ٹین) پر مشتمل ہے۔ ان کے علاوہ ترکی، مالٹا اور قبرص سے بھی بھارت کے تجارتی روابط ہیں۔ ترکی اب یورپی یونین کی کسٹم یونین (ای یو) میں شامل کیا

گیا ہے۔ بھارت کی مجموعی برآمدات کا ایک بڑا حصہ آٹھ ملکوں مثلاً جرمنی، برطانیہ بلجیم، اٹلی، فرانس ہالینڈ، اسپین اور سوئٹزرلینڈ کو برآمد کیا جاتا ہے۔ اس طرح یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس خطے کی بیشتر منڈیوں تک بھارت کی بھرپور رسائی نہیں ہے۔ مغربی یورپ کو جو خاص سامان برآمد کیا جاتا ہے ان میں ٹکسٹائل، یارن فیبرکس انجنیئرنگ سامان، سافٹ ویر، زرعی اور سمندری مصنوعات شامل ہیں۔ اس خطے سے کی جانے والی درآمدات تیار سامان خصوصاً پلانٹ اور مشینری، کیمیکل، فولاد اور ٹرانسپورٹ کے ساز و سامان پر مشتمل ہیں۔ 2000-1999 میں یورپی یونین کے ملکوں کو 25 فیصدی مال برآمد کیا گیا۔ اور وہاں سے 22 فیصدی مال درآمد کیا گیا۔ حالانکہ یوروپی یونین کے ممبر ملکوں کے ساتھ بھارت کی تجارت کو بڑھانے کی کوشش کی گئی، لیکن یوروپی یونین کے ذریعہ کی گئی کچھ بندشوں کی وجہ سے بازار تک رسائی میں مشکلات پیش آرہی ہیں۔ ان بندشوں میں ڈمپنگ مخالف رسہسڈی مخالف جانچ شامل ہے جس کی وجہ ڈیوٹی اور دیگر تجارتی رکاوٹیں کھڑی کی گئی ہیں۔

وسطی اور مشرقی یورپ

مشرقی یورپ کے تقریباً تمام ملکوں سے بھارت سے تجارتی تعلقات ہیں۔ لیکن مرکزی اسپانسر شدہ اقتصادیات سے بازار کے رخ میں بدلاؤ کی وجہ سے پرانے تجارتی معاہدے کالعدم ہوگئے۔ کھدرا بازاروں میں استحکام، کوالٹی بازار شرح جدید پیکنگ اور اعلی کوالٹی کی چیزوں کو بڑھتی ہوئی مانگ دوسرے ملکوں رخطوں سے چین، ترکی اور یوروپی برادری کی مسابقت اور بھارتی اشیا کی پہچان کی مشکلات کی وجہ سے میں کل تجارت 7,767.30 لاکھ امریکی ڈالر تھی۔ جو کہ 99-1998 میں گھٹ کر 4008.90 لاکھ امریکی ڈالر رہ گئی۔ وسطی اور مشرقی یوروپی ملکوں کو بھارت ہونے والے برآمدات میں بھی کمی آئی۔ 99-1998 میں یہ 2,222 لاکھ امریکی ڈالر تھا جو کہ 2000-1999 میں گھٹ کر 1,520 لاکھ امریکی ڈالر رہ گیا۔

مشترکہ کاروبار

ریزرو بینک آف انڈیا کے مرکزی دفتر واقع ممبئی مشترکہ کارخانوں اور پوری ملکیت کے ذیلی کارخانوں میں غیر ملکی براہ راست سرمایہ کی بھارتی کمپنیوں کی تجاویز پر غور کررہا ہے۔ ایسے بہت سے کارخانے قائم کرنے کی تجویز کو بھی منظوری دے دی گئی ہے۔ جن کا مقصد الکٹریکل سامان، چمڑا، سمندری پیداوار (Marine Products)، سلے سلائے کپڑے، اور ٹکسٹائل کے میدان میں بھارتی برآمدات کو فروغ دینا ہے۔ مینوفیکچرنگ سیکٹر میں لوہا اور فولاد، ڈرگس اور فارماسیوٹیکلس، دھاگے اور ٹکسٹائل، کپڑے، سیمنٹ اور شکر جیسے مختلف زمروں کو منظوریاں دی گئی ہیں۔ کمپیوٹر سافٹ ویر ترقی کے میدان میں بھی متعدد تجاویز کو منظوری دی گئی ہے۔ ریزرو بینک آف انڈیا کے ذریعہ منظور کی جانے والی سرمایہ کاری کی تقسیم منظم طور پر کی جاتی ہے۔

عوامی سیکٹر کے ادارے

1963 میں قائم ہونے والی منرلس اور میٹلس ٹریڈنگ کارپوریشن آف انڈیا لمیٹیڈ (ایم ایم ٹی سی) کو بھارت کی بیرونی تجارت میں ممتاز حیثیت حاصل ہے۔ لوہا مینگنیز، کروم اور کچی دھات کی برآمد صاف کی ہوئی کھادوں میں صرف یوریا کی درآمد کارپوریشن کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ اسے بھارت کا پہلا سپر اسٹار تجارتی ادارہ کا ہونے کا فخر حاصل ہے۔ یہ برصغیر کی سب سے بڑی صرافہ تجارت کمپنی کے طور پر ابھری ہے جو سب سے زیادہ مقدار میں سونے وچاندی کی درآمدات کرتی ہے اور فروخت کرتی ہے۔ مائکا ٹریڈنگ کارپوریشن آف انڈیا لمٹیڈ (مٹکو) کا قیام 1973 میں ایم ایم ٹی سی کی ذیلی کمپنی کی حیثیت سے عمل میں آیا تھا جس کا واحد مقصد ابرک کی تجارت کی نگرانی کرنا تھا۔ کاروبار میں روز افزوں زوال کے بعد بی آئی ایف آر نے یکم اپریل 1995 کو ایم آئی ٹی سی او کو ایم ایم ٹی سی سے ضم کرنے کا حکم دے دیا۔

اسٹیٹ ٹریڈنگ کارپوریشن آف انڈیا لمیٹیڈ بھارت کی صف اول کی بین الاقوامی ٹریڈنگ کمپنی ہے جو بھارت حکومت کی ملکیت ہے۔ یہ 1956 میں قائم کی گئی تھی۔ اسٹیٹ ٹریڈنگ کارپوریشن بہت سی اشیا کی درآمد برآمد کرنے کے علاوہ ان کی اندرونی ملک بھی تجارت کرتی ہے۔ جس کے لئے اس کو نجی کمپنیوں سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ یہ عام استعمال کی چیزیں اور سامان کو بھی جس کی ملک میں کمی ہے درآمد کرتی ہے لیکن کمپنی وہی سامان درآمد کرتی ہے جس کو مرکزی حکومت درآمد کرنے کی اس کو ذمہ داری تفویض کرتی ہے۔ 2000-1999 میں اس کے مجموعی کاروبار کا تخمینہ 1339 کروڑ روپے لگایا گیا ہے جب کہ 31 مارچ 2000 کو مجموعی کاروبار کی اصل رقم 467 کروڑ تھی۔

پروجکٹس اور ایکوپمنٹ کارپوریشن آف انڈیا لمیٹیڈ (Projects & Equipment Corporation) پی ای سی وزارت کامرس کے تحت ایک سرکاری ادارہ ہے۔ ریلوے رولنگ اسٹاک کو برآمد کرنے کے لئے کینالائزنگ (Canalising) ایجنسی ہونے کے علاوہ پی ای سی نے ٹرن کی (Turn Key) پروجکٹس اور انجنیئرنگ سازوسامان کی برآمد میں بھی اپنی حیثیت تسلیم کرالی ہے۔ حالیہ برسوں میں اس نے دوسری تجارتی سرگرمیوں میں بھی حصہ لینا شروع کردیا ہے۔ مثلاً معاون مینوفیکچررس کی برآمدی سرگرمیوں میں تعاون کرنے کی غرض سے سامان کی برآمد اور خام مال کی درآمد۔ 2000-1999 کے دوران پی ای سی نے 1.290 کروڑ (عبوری) کے مجموعی کاروبار کیا۔ ایکسپورٹ کریڈٹ گارنٹی کارپوریشن لمٹیڈ کا قیام جولائی 1957 میں ایکسپورٹ رسک انشورنس کارپوریشن کی حیثیت سے کیا گیا تھا۔ دسمبر 1983 میں اس کو ایکسپورٹ کریڈٹ اور گارنٹی لمیٹیڈ میں تبدیل کردیا گیا بعد میں دوبارہ اس کا نام تبدیل کرکے ایکسپورٹ کریڈٹ گارنٹی کارپوریشن آف انڈیا لمٹیڈ رکھ دیا گیا۔ اس کارپوریشن کے قیام کا بنیادی مقصد بھارتی برآمد کنندگان اور کمرشیل بینکوں کو ایکسپورٹ کریڈٹ بیمہ اور ضمانت کی سہولتیں فراہم کرکے بھارتی برآمدات کو فروغ دینا ہے۔

اسپائسیس ٹریڈنگ کارپوریشن لمٹیڈ (Spices Trading Corporatue Ltd) جس کا پہلے نام ڈیکم ٹریڈنگ کارپوریشن تھا۔ کمپنی ایکٹ 1956 کے تحت اکتوبر 1982 میں قائم کی گئی تھی لیکن اس کارپوریشن کی اصل کاروباری سرگرمیاں ستمبر 1983 سے شروع ہوئیں۔ کمپنی کے اصل مقاصد یہ ہیں۔ مسالہ جات اور ان کی مصنوعات کی گھریلو اور بین الاقوامی تجارت کو جاری رکھا جائے، مسالوں کو پروسس کیا جائے اور ان کو محفوظ رکھا جائے، مسالہ کی مصنوعات کی پیداوار کو فروغ دینے کے لئے ہر ممکن اقدام کئے جائیں ان کے علاوہ برآمدات کی فروخت اور مسالوں اور ان کی مصنوعات کی پیداوار کو پروجیکٹ کیا جائے ان کو برقرار رکھا جائے اور اضافہ کیا جائے۔

خودمختار ادارے

درآمدات برآمدات پروموشن سرگرمیوں کو فروغ دینے سے جڑے متعدد خودمختار ادارے وزارت کامرس کے تحت کام کررہے ہیں۔ ملک میں پانچ ثانوی اشیا بورڈ ہیں جو چائے، کافی، ربڑ، مسالے، اور تمباکو کی پیداوار، ترقی اور برآمد کے ذمہ دار ہیں۔

نئی دہلی میں قائم بیرونی تجارت کا بھارت انسٹی ٹیوٹ ایک رجسٹرڈ ادارہ ہے۔ جو ملازمین کو بین الاقوامی تجارت کی جدید تکنیک کی تربیت، بیرونی تجارت کے مسائل پر تحقیق کا بندوبست، مارکٹنگ تحقیق کا انتظام، اشیا کا سروے، علاقے کا سروے اور تحقیق اور منڈی جائزہ سے حاصل اطلاعات کی تشہیر جیسے کاموں میں مصروف ہے۔

انڈین انسٹی ٹیوٹ آف پیکنگ ممبئی ایک رجسٹرڈ ادارہ ہے 14 مئی 1966 کو قائم ہوا تھا۔ یہ پیکنگ صنعت کیلئے خام مال پر تحقیق پیکنگ تکنالوجی پر تربیتی پروگرام اور اچھی پیکنگ کی ضرورت کو اجاگر کرنے کی غرض سے بیداری مہم چلاتی ہے۔

اس وقت ملک میں 20 برآمد پروموشن کونسل ہیں جن میں 11 وزارت کامرس کے تحت ہیں یہ بغیر منافع والی تنظیمیں ہیں جو کمپنی ایکٹ، سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہیں یہ تنظیمیں ملک کی برآمدات کوفروغ دینے کے اقدام کرتی ہیں۔ ہر کونسل کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ مصنوعات کے مخصوص گروپ۔ پروجیکٹوں اور خدمات کوفروغ دیں۔

زرعی اور پروسیسڈ فوڈ پروڈکٹس ایکسپورٹ ترقیاتی اتھارٹی (Agrivcultural&Proccssed Food Products Export-Development-Anthority) (اے پی ای ڈی اے) کا 1986 میں قیام عمل میں آیا تھا۔ یہ زرعی برآمدات پر خاص توجہ مرکوز کرتی ہے۔ اور پروسیسڈ فوڈ (Proccssed Food) کی فروخت کے لئے منڈیوں کی تلاش کا بھی کام کرتی ہے۔ یہ تنظیم کوالٹی کنٹرول کے موثر اقدام بھی کرتی ہے۔

میرین پروڈکٹس برآمد ترقیاتی اتھارٹی کوچین، جو اگست 1972 میں قائم ہوئی تھی۔ برآمدات پر خصوصی توجہ کے پیش نظر سمندری پیداوار کی ترقی کی ذمہ دار ہے۔

بھارت برآمدات تنظیم کی فیڈریشن نئی دہلی مختلف برآمد پروموشن تنظیموں اور اداروں کی سربراہ تنظیم ہے۔ یہ تنظیم سرکاری طور پر تسلیم شدہ برآمدات گھرانوں کو مربوط امداد فراہم کرنے کے لئے بنیادی سروسنگ ایجنسی کے طور پر ملک میں مشاورتی خدمات کے میدان میں برآمدات کوفروغ دینے کی کوششوں میں مرکزی رابطہ ایجنسی کے طور پر کام کرتی ہے۔

ثالثی کی بھارتی کونسل نئی دہلی، جو سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ کے تحت قائم کی گئی تھی۔ تجارتی تنازعوں کو طے کرنے اور تاجروں خصوصاً بین الاقوامی تجارت کرنے والوں کے درمیان ثالثی کوفروغ دینے کا کام کرتی ہے تجارت ترقیاتی اتھارٹی کو ٹریڈ فیئر اتھارٹی آف انڈیا میں ضم کرکے جنوری 1992 میں انڈیا ٹریڈ پروموشن آرگنائزیشن (آئی پی او) کے نام سے ایک نئی تنظیم قائم کی گئی تھی۔ اس تنظیم کے اصل مقاصد میں برآمدات کوفروغ دینا بھارت اور بیرون ملک میں ہونے والے میلوں اور نمائشوں کے توسط سے درآمدات اور تکنالوجی کے معیار کو بہتر بنانا، میلوں اور نمائشوں میں بھارت کمپنیوں سے تعاون کرنا اور مخصوص منڈیوں میں مخصوص پیداواروں کے لئے مربوط مارکٹنگ پروگراموں سے رابطہ قائم کرنا شامل ہیں۔

نیشنل سنٹر فار ٹریڈ انفارمیشن (NCTI) کا قیام مارچ 1995 میں عمل میں آیا تھا یہ ایک خصوصی صلاحیت کی تنظیم ہے جو تجارت سے متعلق اعداد وشمار جمع کرنے اور انہیں محفوظ رکھنے کے لئے جدید طریقوں کا استعمال کرتا ہے۔ اس تنظیم کا مقصد برآمدات کی پروموشن باڈیز کے ساتھ رابطہ قائم کرنا اور خواہش مند پارٹیوں کے ساتھ تجارت سے متعلق اعداد وشمار کا باہمی تعاون، ویلو ایڈیشن اور اعداد وشمار جمع کرتا ہے۔ یہ بیرونی ممالک میں واقع ہندوستانی تجارتی اطلاعاتی اداروں کے ساتھ رابطہ بنائے رکھتا ہے۔ یہ ہندوستان کا اہم تجارتی نقطہ ہے اور ای۔کامرس کے ذریعہ سے تجارت کو بڑھاوا دیتا ہے۔

22۔ نقل وحمل

ملک کی معاشی ترقی میں ٹرانسپورٹ کا مربوط نظام اہم رول ادا کرتا ہے ملک کا موجودہ ٹرانسپورٹ نظام مختلف طریقوں مثلاً ریل، سڑک ساحلی جہاز رانی اور پرہوائی پرازوں پر مشتمل ہے۔ ٹرانسپورٹ نے حالیہ برسوں میں ٹرانسپورٹ نظام کا جال پھیلانے اوران کے فروغ میں ریکارڈ ترقی کی ہے۔ زمینی ٹرانسپورٹ کی وزارت، ریلوے اورشہری ہوابازی کو چھوڑ کر ٹرانسپورٹ کے مختلف طریقوں کی ترقی کے لئے پروگرام اور پالیسیاں وضع کرتی ہے۔

ریلوے

ملک میں مسافروں اور مال کوایک جگہ سے دوسری جگہ پہونچانے میں ریلوے ایک اہم وسیلہ ہے۔ یہ نہ صرف ملک کے دور دراز علاقوں کے لوگوں کو ملاتی ہے بلکہ تجارت، یاترائیں، سیاحت اور تعلیم کا حصول بھی ممکن بناتی ہے۔ بھارت ریلوے گزشتہ ایک صدی کے دوران جوڑنے والی ایک بڑی طاقت رہی ہے۔ اس نے جہاں معاشی زندگی کو جوڑے رکھا ہے وہاں صنعت اور زراعت کی ترقی کی رفتار تیز کرنے میں بھی مدد کی ہے۔ بھارت میں پہلی ٹرین 1853 میں ممبئی اور تھانے کے درمیان چلائی گئی تھی جس نے دونوں جگہوں کے درمیان 34 کیلومیٹر کا فاصلہ کیا تھا۔ اس کے بعد پھر ریلوے نے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا۔

اب صورت حال یہ ہے کہ 31 مارچ 1999 کو 62,809 کیلومیٹر لمبے راستے پر 6,896 اسٹیشنوں، 35,650 مسافر گاڑیوں، 5,125 دوسری کوچنگ گاڑیوں، 2,53,186 مال ڈبے، 7,429 انجن وغیرہ کا ایک بڑا نٹ ورک ہے۔ اس طرح کہا جاسکتا ہے۔

بھارت ریلوے کے وجود میں ہونے کے بعد سے اب تک 145 برسوں میں حیرت انگیز ترقی ہوئی ہے۔ بھارت کی معاشی، صنعتی اور سماجی ترقی میں اس نے اہم رول ادا کیا ہے۔ بھارت ریلوے کا نیٹ ورک مختلف گیج پر مشتمل 62,809 کیلومیٹر لمبے ریل راستوں پر پھیلا ہوا ہے۔ 31 مارچ 1999 کو گیج (Gauge) وار راستے اور پٹریوں کا نظام یہ تھا

گیج	راستہ (کیلومیٹر)	رننگ ٹریک (کیلومیٹر)	مجموعی ٹریک (کیلومیٹر)
بڑی لائنیں (1676 ایم ایم)	44,216	62,184	85,429
چھوٹی لائن (1000 ایم ایم)	15,178	15,875	19,158
نیروگیج (762 ایم ایم اور 610 ایم ایم)	3,415	3,452	3,826
میزان	62,809	81,511	1,08,413

روٹ کیلومیٹر کے 22 فیصدی حصے پر، رننگ ٹریک کیلومیٹر کے 31 فیصدی حصے پر اور مجموعی ٹریک کیلومیٹر کے 29 فیصدی حصے پر بجلی سے گاڑیاں چلائی جاتی ہیں۔ ریلوے کے پورے نیٹ ورک کو نو منطقوں اورانہیں تقسیم کرکے ریلوے ڈویژنوں میں بانٹ دیا گیا ہے۔ 31 مارچ 1998 کو سب کے سب نو منطقوں اور متعلقہ ہیڈ کوارٹروں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ریلوے	صدر دفاتر
وسطی	ممبئی
مشرقی	کلکتہ
شمالی	نئی دہلی
شمال مشرقی	گورکھپور
شمال مشرقی سرحد	مالی گاؤں (گوہاٹی)
جنوبی	چنئی
جنوب وسطی	سکندرآباد
جنوب مشرقی	کلکتہ
مغربی	ممبئی

سات نئے زون اور 9 نئے ڈویژن مزید کھولے جارہے ہیں۔ نئے زون ہیں۔

زون	صدر دفتر
مشرقی ساحل (East Coast)	بھونیشور
مشرق وسطی	حاجی پور
شمال وسطی	الہ آباد
شمال مغربی	جے پور
جنوب مغربی	بنگلور
مغربی وسطی	جبلپور
بلاس پور	بلاسپور

عوام اور ریلوے انتظامیہ کے درمیان مختلف کمیٹیوں کے ذریعہ تعاون حاصل کیا جاتا ہے۔ ان کمیٹیوں میں منطقائی ریلوے یوزرس مشاورتی کمیٹیاں اور ڈویژنل ریلوے یوزرس (Users) مشاورتی کمیٹیاں شامل ہیں۔ 31 مارچ 1999 کو زیر استعمال انجنوں کا بیڑہ 58 بھاپ کے 4,586 ڈیزل سے چلنے والے اور 2785 بجلی کے لوکوموٹیو پر مشتمل تھا۔ اس وقت ریلوے میں ایندھن کی کم کھپت اور زیادہ طاقت والے نئی ڈیزائنوں کے انجنوں، تیز رفتار کی ریل گاڑیوں کے مسافر ڈبوں اور مال گاڑیوں کے جدید طرح کے ڈبوں کو اپنانے کے لئے کارروائی چل رہی ہے۔ ٹرینوں کے بلارکاوٹ چلنے کے عمل کو یقینی اور محفوظ بنانے کے لئے سگنل دینے کا جدید نظام مثلاً پینل انٹرلاکنگ (Panel Inter Locking) سینٹرلائزڈ ٹریفک کنٹرول (Centralised Traffic Control) فوکار سگنل اور ملٹی اسپیکٹ کلر لائٹ سگنل (Multiaspect-Colour light Signalling) کا نظام شروع کردیا ہے۔ بھارت ریلوے نے رولنگ اسٹاک (انجن بوگیاں اور ویگن وغیرہ) وغیرہ کی گھریلو پیداوار میں اور

دوسرے سازوسامان کی پیداوار میں بھی موثر ترقی کی ہے اور اب ان تمام میدانوں میں تقریباً خودکفیل ہے۔ ریلوے منصوبہ بندی کے اصل مقاصد ٹرانسپورٹ کے بنیادی ڈھانچے کو فروغ دینا اور معیشت کی ترقیاتی ضرورتوں کو پورا کرنا ہے۔ 51-1950 میں منصوبہ دور کے شروع ہونے کے بعد سے بھارت ریلوے نے سات پانچ سالہ منصوبوں پر عمل درآمد کیا ہے ان کے علاوہ چند برسوں تک سالانہ منصوبوں پر بھی عمل آوری کی گئی۔ سات پنج سالہ منصوبوں کے دوران نظام کو جدید بنانے کے مربوط پروگراموں پر مخصوص توجہ کی گئی۔ ریل ٹرانسپورٹ کی روز افزوں، بڑھتی ہوئی مانگ کو پورا کرنے کے لئے تکنیکی تبدیلی پر بڑھتے ہوئے اخراجات کو نظرانداز کردیا گیا تاکہ ریلوے نظام اپنی پوری صلاحیت سے کام کرسکے۔ املاک کی بحالی پر خصوصی توجہ دینے کے ساتھ ٹریک، لوکوموٹیو، مسافر گاڑیوں کے ڈبے، بوگیوں کی ڈیزائن، سگنل کے نظام اور ٹیلی مواصلات جیسے اہم علاقوں میں تکنیکی تبدیلیوں اور انہیں اپ گریڈ کرنے کے اقدام بھی شروع کئے گئے ہیں۔ ریل ٹریفک اور متعلقہ سامان کی وضاحت گوشوارہ نمبر 22.1 میں کردی گئی۔

سرکاری کارخانے

ریلوے کی وزارت کے انتظام کے تحت پانچ کارخانے کام کررہے ہیں (i) ریل انڈیا ٹیکنکل اور اکنامک سروسز لمیٹیڈ (آر آئی ٹی ای ایس) (ii) انڈین ریلوے کانسٹرکشن کمپنی لمیٹیڈ (ارکان) (iii) انڈین ریلوے فائنس کارپوریشن لمیٹیڈ (آئی آر ایف سی) (iv) کنٹینر کارپوریشن آف انڈیا لمیٹیڈ (سی او این سی او آر) اور (v) کونکن ریلوے کارپوریشن لمیٹیڈ (کے آر سی)۔ مرکز برائے ریلوے اطلاعات نظام (سی آر آئی ایس) ریلوے کے متعدد کمپیوٹرائزیشن پروجیکٹوں کی ڈیزائن بنانے اور اسے مکمل کرنے کے لئے قائم کیا گیا ہے۔

تحقیق اور ترقی

لکھنؤ میں قائم ریسرچ ڈیزائن اور اسٹینڈرڈس آرگنائزیشن (آر ڈی ایس او) بھارت ریلوے کا (آر اور ڈی) ریسرچ اور ڈیزائن شعبہ ہے۔ یہ تکنیکی امور میں بھارت ریلوے کو مشورے دیتی ہے۔ ریلوے مینوفیکچر اور ڈیزائن سے متعلق دوسری تنظیموں کو بھی یہ مشاورتی خدمات فراہم کرتی ہے۔

ریلوے مالیات

ریلوے مالیات کو 25-1924 سے عام آمدنی سے الگ رکھا گیا ہے۔ ریلوے کا اپنا الگ فنڈ اور حساب کتاب ہے۔ اور پارلیمنٹ میں ریلوے بجٹ بھی الگ سے پیش کیا جاتا ہے۔ تاہم ریلوے سرمایہ کاری کی رقم کا کچھ حصہ عام آمدنی میں شامل کردیتی ہے۔ پارلیمانی کنونشن کمیٹی وقتاً فوقتاً ریلوے کے حصے کا جائزہ لیتی رہتی ہے۔

رولنگ اسٹاک

ریلوے نے حالیہ برسوں میں رولنگ اسٹاک کی پیداوار میں خودکفالتی حاصل کرنے کی مربوط کوششیں کی ہیں۔ لوکوموٹیو چترنجن لوکوموٹیو ورکس (سی ایل ڈبلو) چترنجن، ڈیزل لوکوموٹیو ورکس (ڈی ایل ڈبلو) بنارس اور بی ایچ ای ایل بھوپال میں تیار کئے جاتے ہیں۔ سرکاری زمرہ کے بھوپال کے کارخانے نے بھارت ریلوے کے لئے بجلی سے چلنے والے لوکوموٹیو تیار کرنے کی صلاحیت پیدا کرلی ہے۔ سی ایل ڈبلو نے 99-1998 میں بڑی لائن کے (165) الکٹرک لوکوموٹیو، ڈی ایل ڈبلو نے (146) بڑی لائن کے ڈیزل لوکوموٹیو (بشمول سرکاری زمرے کے کارخانے کے 10 لوکوموٹیو) اور چھوٹی لائن کے 14 ڈیزل لوکوموٹیو تیار

جدول 22.1 ریلوے ٹریفک اور حصولیابیوں کی پیش رفت

سال	راستے کی لمبائی کلومیٹر: بجلی شدہ	غیر بجلی شدہ	میزان	رننگ ٹریک	مسافروں والے ڈبے	مال والے ڈبے	لوکوموٹیوں کی تعداد: بجلی	ڈیزل	بھاپ	کوچنگ وہیکلس	ویگنوں کی تعداد
1950-51	388	53,208	53,596	59,315	12,840	930	8,120	17	72	19,628	2,05,596
1960-61	784	55,499	56,247	63,602	15,940	1,562	10,312	181	131	28,439	3,07,907
1970-71	3,706	56,081	59,790	71,669	24,311	1,965	9,387	1,169	602	35,145	3,83,990
1980-81	5,345	55,895	61,240	75,860	36,125	2,200	7,469	2,403	1,036	38,333	4,00,946
1990-91	9,968	52,399	62,367	78,607	38,576	3,414	2,915	3,759	1,743	38,511	3,46,102
1991-92	10,653	51,805	62,458	78,969	40,486	3,600	2,492	3,905	1,871	39,350	3,46,394
1992-93	11,064	51,422	62,486	79,200	37,494	3,709	1,725	4,069	2,012	39,924	3,37,562
1993-94	11,260	51,202	62,462	79,188	37,080	3,775	911	4,192	2,117	40,053	3,12,405
1994-95	11,772	50,888	62,660	79,495	39,150	3,816	358	4,259	2,302	39,214	2,91,360
1995-96	12,306	50,609	62,915	80,441	40,180	4,055	209	4,313	2,387	39,308	2,60,791
1996-97	13,018	49,707	62,725	80,754	41,530	4,234	85	4,363	2,519	39,257	2,72,127
1997-98	13,490	49,005	62,495	80,908	43,480	4,455	64	4,496	2,646	40,030	2,63,981
1998-99	13,765	49,044	62,809	81,511	44,110	4,416	58	4,586	2,785	40,775	2,53,186

کئے۔ ریلوے پٹیالہ میں ڈیزل کپونٹنس ورکس (ڈی سی ڈبلو) قائم کیا ہے۔ جہاں ڈیزل لوکوموٹیو کی تیاری اور کل پرزوں کی مرمت کی جاتی ہے۔ اس پروجیکٹ نے ڈیزل انجنوں کے پرزوں کی تیاری اور اس کی مرمت اور ڈیزل انجنوں کو دوبارہ تیار کرنے کی بھرپور صلاحیت حاصل کرلی۔ مسافر گاڑیوں کے بیشتر ڈبے انٹگرل کوچ فیکٹری (آئی سی ایف) پرامبور چنئی اور ریل کوچ فیکٹری کپورتھلہ میں تیار کئے جاتے ہیں۔ انٹگرل کوچ فیکٹری نے پوری طرح سے مکمل 1057 کوچ تیار کئے اور کپورتھلہ میں قائم نئی ریل کوچ فیکٹری میں 1,087 کوچ تیار ہوئے۔ یہ پیداوار 99-1998 کے دوران ہوئی۔ ان کے علاوہ سرکاری زمرہ میں دو اور کارخانے میسرز جسوپس کلکتہ اور بھارت ارتھ موورس لمٹیڈ بنگلور (بی ای ایم ایل) ہیں جو کوچ وغیرہ تیار کرتے ہیں۔ بنگلور میں انجنوں کے پہیے اور دھرے (Axel) تیار کرنے کا ایک کارخانہ قائم کیا گیا ہے تاکہ ان دونوں سامانوں کی درآمدات کم کی جاسکیں۔ اس کارخانے نے 99-1998 کے دوران بہت ہی اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا اور زرمبادلہ بچانے میں ریلوے کی مدد کی۔

ریلوے کے پیداواری پروجیکٹ بھارتی ریلوے کے لئے سامان پیدا کرنے کی بھی کوشش کررہے ہیں۔ آرسی ایف نے AC,3-Tier کوچ تیار کئے ہیں جن میں ایئر کنڈیشن ڈبوں میں سفر سستا اور آرام دہ ہوجائے گا۔ اس کے علاوہ 5,000 ہزار ہارس پاور کے الکٹرک لوکوموٹیو کی پیداوار چترنجن کے کارخانے میں اور فیول ایفی شینٹ (Fuel efficient) ڈیزل لوکوموٹیو کی تیاری کا کام ڈیزل لوکوموٹیو ورکس (ڈی ایل ڈبلو) میں شروع کردیا گیا ہے۔ مضافاتی غیر بجلی کاری والے راستے کے لئے ڈیزل ملٹیپل (Diesel multiple) یونٹس اور مین لائن الکٹرک ملٹیپل (Electric multipale) یونٹس چنئی کی انٹگرل کوچ فیکٹری میں تیار کئے جاتے ہیں۔

مسافر ٹریفک

51-1950 میں 1284 ملین لوگوں نے سفر کیا جب کہ 99-1998 میں ان کی تعداد بڑھ کر 4411 ملین ہوگئی۔ اسی طرح 51-1950 میں مسافروں کے ذریعہ طے کی گئی دوری کلومیٹر 66.52 ارب سے بڑھ کر 99-1998 میں 404 ارب ہوگئی۔ وسائل کی کمی کے باوجود ریلوے مسافر ٹریفک کی بڑھتی ہوئی مانگ سے نپٹنے میں کامیاب رہی۔ مضافاتی اور لمبے فاصلے کے مسافروں کے لئے ریلوے مسافر ٹرانسپورٹ کا بہترین ذریعہ ہے۔ انڈین ریلوے نے 98-1997 کے دوران 149 نئی ٹرینیں چلائیں، 106 ٹرینوں کی مسافت میں اضافہ کیا اور غیر مضافاتی علاقوں میں 22 گاڑیوں کی فری کوینسی میں اضافہ کیا۔ فوجی علاقوں میں 17 نئی گاڑیاں شروع کیں اس کے علاوہ 16 ڈی۔ ایم۔ اور ڈیزل ہائڈ پش پل ٹرینیں، 14 ای۔ ایم۔ یو خدمات مین لائن کی 8 خدمات بھی سال کے دوران شروع کی گئیں۔

اگست 2000 میں شمالی ریلوے نے گنیز بک آف ورلڈ ریکارڈ میں اپنا نام درج کرانے کا اعزاز حاصل کیا۔ یہ اعزاز دلی میں ریلوے اسٹیشن کے ذریعہ دنیا کی سب سے بڑی روٹ ریلے انٹرلاکنگ سسٹم کے ذریعہ 11,000 کی ریلے صلاحیت کے مقابلے 1,122 سگنل چلانے سے حاصل ہوا۔

(مال ڈھلائی) فریٹ (Freight) ٹریفک

صنعتی اور زرعی زمروں میں روز افزوں ترقی نے ریل ٹرانسپورٹ کی مانگ میں زبردست اضافہ کردیا ہے۔ کوئلہ، لوہا، فولاد اور (Ore) پیٹرولیم مصنوعات اور ضروری اشیا مثلاً غلہ، فرٹلائزر، سیمنٹ، شکر، نمک، کھانے کے تیل جیسے سیکٹر میں خاص طور سے ریل ٹرانسپورٹ کی مانگ میں اضافہ ہوا ہے۔ 51-1950 میں مال گاڑی سے 732 لاکھ ٹن سامان بھیجا گیا جب کہ

1998-99 میں یہ مقدار بڑھ کر 4,209.20 لاکھ ٹن ہوگئی۔ مال گاڑی سے بھیجے جانے والے مال سے حاصل بھاڑے سے آمدنی میں بھی اسی تناسب سے اضافہ ہوا۔ جہاں تک نیٹ ٹن کلومیٹر (Net Tonne Kilometres) میں اضافہ کا سوال ہے۔ وہ 1950-51 میں 38 ارب سے بڑھ کر 1998-99 میں 281.5 ارب ہوگئی۔ این ٹی میں اضافے کے جو اقدام کئے گئے ہیں ان میں چند یہ ہیں (i) بعض اہم سیکٹر میں لائن کی صلاحیت میں اضافہ اور سگنل نظام کی جدید کاری (ii) کوئلہ کی ڈھلائی کے لئے یونٹ ٹرین کا استعمال (iii) رولر سے لیس ویگنوں میں اضافہ (iv) بھارتی ریلوے میں آپریشن یو این آئی گیج (v) (gauge) مضبوط پٹریاں اور کنکریٹ کے سلیپر فراہم کر کے ٹریک ڈھانچے کو مستحکم تر بنانا (vi) چتر نجن کولوموٹیو ورکس میں 5 ہزار ہارس پاور کے پروٹو ٹائپ الکٹرک لوکوموٹیو کی پیداوار (vi) ڈھوئے جانے والے کا وزن بڑھا کر 4,500 ٹن کر دیا جائے۔ (vii) پورے ملک میں یکساں گیج والے ریلوے نظام کا قیام۔

سڑکیں

دنیا میں سب سے بڑا سڑک نیٹ ورک بھارت میں ہے۔ 31 مارچ 1997 میں بھارت میں سڑکوں کی مجموعی لمبائی جواہر روزگار یوجنا کے تحت بنی سڑکوں کو چھوڑ کر 24,65,877 کلومیٹر تھی۔ نویں پنچ سالہ منصوبے میں ملک میں سڑک نیٹ ورک کی مربوط اور متوازن ترقی پر خاص زور دیا گیا ہے (i) بنیادی سڑک نظام جس میں ریاستی شاہراہوں کا احاطہ کیا جائے (ii) ثانوی اور فیڈر سڑک نظام جس میں ریاستی شاہراہوں اور اہم اضلاع کی سڑکوں کا احاطہ کیا جائے اور (iii) دیہی سڑکیں۔ دیہی اور قبائلی علاقوں کی سڑکوں کی ترقی کے لئے ایک بڑے فنڈ کی تجویز رکھی گئی ہے۔ مرکزی سیکٹر کے لئے نویں منصوبے کے تحت 8,862.02 کروڑ روپے (1996 کی قیمتوں کی بنیاد پر) اور بیرونی امداد سے چلائے جانے والے پروجکٹوں کے لئے 3,576.79 کروڑ روپے (1990 کی قیمت کی بنیاد پر) کا اہتمام کیا گیا ہے۔

قومی شاہراہیں

قومی شاہراہ جو 52,010 کیلومیٹر کے نظام کی تمام تر ذمہ داری مرکزی حکومت پر ہے۔ 1947 میں سڑکوں کے مربوط اور قائم رہنے والے نیٹ ورک 2,500 کلومیٹر کی ایسی سڑکوں کی تعمیر ضروری تھی جن کے رابطوں کا کوئی پتہ نہیں تھا اسی طرح ایسی پلیا اور پلوں کی تعمیر کی بھی ضرورت درپیش تھی۔ جن کا کوئی وجود نہیں تھا۔ اس کے بعد قومی شاہرہ نظام میں نئی سڑکوں کے اضافے کے بعد ایسی سڑکوں کی تعداد میں اضافہ ہوگیا جن کے رابطوں کا کوئی پتہ نہیں تھا۔ 31 مارچ 1999 تک بنائی جانے والی لنک سڑکوں کی مجموعی لمبائی 4,717 کلومیٹر ہے جن میں موڑ اور جوڑ بھی شامل ہیں۔ سنگل لین کو ڈبل لین میں بدلنے کا سڑکوں کا کام 26,092 کلومیٹر تک ہوا اور چار لین کی سڑکوں کا کام 959 کلومیٹر تک 15,526.79 کلومیٹر میں دونوں طرف کی پٹریوں کو مقدار بنایا گیا ہے۔ 579 بڑے اور 3,137 چھوٹے پلوں کی تعمیر کی گئی آٹھویں منصوبے کے دوران قومی شاہراہوں کی ترقی پر 2,163.80 کروڑ روپے کا بجٹ بنایا گیا۔ اس کے علاوہ مزید ضمنی گرانٹ، اضافی فنڈ سے 1,900 کروڑ روپے مہیا کرائے گئے۔ سال 2000-2001 کے بجٹ تخمینے میں 2,506 کروڑ روپے کا فنڈ بجٹ سے اور 2,010 کروڑ روپے کی اضافی رقم اضافی فنڈ سے نیشنل ہائی وے اتھاریٹی آف انڈیا کے لئے مہیا کر دئے گئے۔

اگرچہ ملک کی مجموعی سڑک لمبائی کا صرف دو فیصد حصہ قومی شاہراہوں پر مشتمل ہے لیکن 40 فیصدی ٹریفک کا بوجھ انہی شاہراہوں پر ہے۔ قومی شاہراہوں کی تعمیر اور ترقی کے لئے اس وقت بیرونی ملکوں اور بیرونی تنظیموں کے قرضوں سے 9 پروجیکٹ چلایا جا رہے ہیں۔ ان میں ایک قرضہ 30.6 کروڑ امریکی ڈالر کا عالمی بینک، 672 ملین امریکی ڈالر پر مشتمل تین قرضے ایشیائی ترقیاتی بینک، 36915 ملین جاپانی این میں (لگ بھگ 450 ملین امریکی ڈالر) پر مشتمل پانچ قرضے اوویز معاشی تعاون فنڈ

جاپان نے دیئے ہیں۔ عالمی بینک کے قرضے میں چھ قومی شاہراہیں۔ پنجاب، ہریانہ،اڑیسہ،مہاراشٹر،مدھیہ پردیش اور مغربی بنگال کے ذیلی پروجیکٹ اوراڑیسہ میں پلوں کی دوبارہ تعمیر کے لئے ریاستی پروجیکٹ شامل ہیں۔سارے ذیلی پروجیکٹوں پر کام شروع کردیا گیا ہے۔ایشیائی ترقیاتی بینک کے 177 ملین ڈالر کے پہلے قرضے تین ریاستوں آندھراپردیش، ہریانہ اوراترپردیش میں قومی شاہراہوں اور آندھراپردیش،کرناٹک اور تامل ناڈو کی ریاستی شاہراہوں کی تعمیر کے لئے فراہم کئے گئے تھے ان پروجیکٹوں پر مارچ 2000 تک کام مکمل کرلیا گیا۔ ایشیائی ترقیاتی بینک نے 250 ملین ڈالر کادوسرا قرضہ کرناٹک ،کیرالا،راجستھان کی قومی شاہراہوں اور آندھراپردیش،اڑیسہ،اترپردیش اور مغربی بنگال کی ریاستی شاہراہوں کی تعمیر کے لئے منظور کئے تھے۔ کرناٹک، کیرل اور راجستھان میں قومی شاہراہوں کی تعمیر کا کام مارچ 2000 میں مکمل ہوچکا ہے۔ایشیائی ترقیاتی بینک کا تیسرا قرضہ آندھراپردیش، ہریانہ راجستھان، بہاراور مغربی بنگال کے قومی شاہراہ پروجیکٹ کے لئے منظور کیا گیا ہےان پروجیکٹوں پرکام شروع ہوچکا ہے۔اوورسیز معاشی تعاون فنڈ کے پانچ میں سےایک قرضہ کےتحت یوپی میں قومی شاہراہ2 کے متھرا،آگرہ۔سیکشن کوفروغ دینے کے پروجیکٹ پربھی زیادہ ترکاہوچکا ہے۔بقیہ چارقرضوں میں سے تین قرضوں کے حصول کاعمل پوراہوگیا ہے جب کہ باقی ایک کے لئے ٹھیکا ابھی نہیں دیاگیا۔

ریاستی سیکٹر کی سڑکیں

ریاستی شاہراہوں اورضلع دیہی سڑکوں کی تعمیر کی ذمہ داری ریاستی حکومت کی ہےاورریاستوں نیز مرکز کے زیرانتظام علاقوں میں ان کی دیکھ ریکھ مختلف ایجنسیاں کرتی ہیں۔دیہی علاقوں میں کم سے کم ضرورت پروگرام سے تحت سڑکوں کی تعمیر کی جارہی ہے ایسی سڑکوں کی تعمیر کا مقصد یہ ہے کہ 1500 آبادی والے مواضعات کو ہر موسم میں کام آنے والی سڑکوں سے جوڑ دیا جائے۔ ریاستوں میں بعض منتخب سڑکوں کی تعمیر میں مرکزی حکومت بھی ہاتھ بٹائے گی۔

سڑکوں کی لمبائی

بھارت میں مارچ 1997 میں سڑکوں مجموعی لمبائی جواہرروزگار یوجنا سڑکوں کوچھوڑکر 24,65,87 کیلومیٹرتھی (خام اور پختہ دونوں) سڑکوں کی لمبائی کی ریاست وار تفصیل گوشوارہ نمبر 22.2 میں موجود ہے۔

جدول:22.2

بھارت میں ریاست وار سڑکوں کی لمبائی

	پکی سڑکیں	کچی سڑکیں	ل(کلومیٹر میں)
آندھراپردیش	1,08,739	69,273	1,78,012
اروناچل پردیش	3,991	10,101	14,092
آسام	11,590	56,828	68,418
بہار	32,998	55,354	88,352
گوا	5,695	2,868	8,563
گجرات	79,380	11,516	90,896

ہریانہ	25,538	2,626	28,164
ہماچل پردیش	15,143	15,050	30.193
جموں وکشمیر	8,225	13,221	21,446
کرناٹک	99,339	44,673	1,44,012
کیرالہ	45,249	1,00,455	1.45,704
مدھیہ پردیش	88,620	1,11,517	2.00.137
مہاراشٹر	2,71,684	90,209	3,61,893
منی پور	3,598	7,343	10.941
میگھالیہ	3,923	4,557	8,480
میزورم	1,983	2,846	4.829
ناگالینڈ	5,241	13,115	18,356
اڑیسہ	86,929	1,75,774	2,62.703
پنجاب	52,423	11,929	64,352
راجستھان	76,813	52,861	1,29,674
سکم	1,527	307	1,834
تامل ناڈو	1,40,414	66,089	2,06,503
تری پورہ	4,577	10,152	14,729
اتر پردیش	1,48,303	1,07,164	255,467
مغربی بنگال	42,558	32,877	73,435
مرکزی علاقے			
انڈومان اور نکوبار	1,273	44	1,317
چنڈی گڑھ	1,753	-	1,753
دادر اور ناگر حویلی	533	-	533
دمن اور دیو	101	-	101
دہلی	24.071	2,511	26,582
لکشن دیپ	1	-	1
پانڈیچری	1,849	556	2,405
میزان	13,94,061	10,71,816	24,65,877

نوٹ:۔ مجوزہ بالا اعداد وشمار 31 مارچ 1996 کے مطابق ہیں۔ ان میں جواہر روزگار یوجنا کے تحت تعمیر کی جانے والی 8,00,000 کیلومیٹر کی دیہی سڑکیں شامل نہیں ہیں۔

سرحدی سڑکوں کا ترقیاتی بورڈ

یہ بورڈ شمالی اور شمال مشرقی سرحدی علاقوں میں فوجی اہمیت کی سڑکوں کی تعمیر کے لئے مئی 1960 میں قائم کیا گیا تھا۔ قوم کے لئے سپردگی کے جذبے کے تحت اس نے اپنی خدمات کے 40 سال پورے کر لئے ہیں۔ اس نے اپنی تشکیل سے 2000 تک 28,342 کیلومیٹر سڑکیں پکی کرنے کا کام پورا کر لیا گیا اس کے علاوہ اس نے 15,131 میٹر مجموعی لمبائی والے کئی مستقل پلوں کی بھی تعمیر کی۔ اور 2,03,902 لاکھ روپے لاگت کی مستقل تعمیر کا کام بھی پورا کیا۔ یہ نہ صرف سڑکوں کی تعمیر کرتی ہے بلکہ ایر فیلڈ، پل، عمارتیں، اسپتال اور اسکول بھی بناتا ہے۔ اس سال بورڈ نے گوا میں ایر فیلڈ پھر سے پختہ کرنے اور جزائر انڈمان نکوبار میں شب پور ہوائی پٹی کو پختہ کرنے کا کام پورا کیا۔ میانمار میں تاموکالیو، کالیوا سڑک کا کام چل رہا ہے اور اکتوبر 2000 تک اسے پورا ہونے کا پروگرام ہے۔ قومی شاہراہ 16.0 کے تحت مہاراشٹر میں سیرونچا سے مدھیہ پردیش میں جگدل پور تک 275 کلومیٹر لمبی سڑک کی تعمیر کا کام جنوری 2000 سے شروع ہوا۔ بھوٹان میں تاٹا پن بجلی پروجکٹ سمیت وزارت برائے امور خارجہ کے لئے کئی تعمیری کام چل رہے ہیں۔ جموں وکشمیر کو ملک کے دیگر شاہراہوں سے جوڑنے والے دفاعی اہمیت کے حامل بشمول جواہر سرنگ کے دو شاہراہوں کے ساتھ قومی شاہراہ۔ 01-1(A) کے تحت 478 کلومیٹر لمبے شاہراہ میں بہتری کا کام بھی جاری ہے۔ شمال مشرقی کونسل کی 212 کلومیٹر لمبی سڑکوں کا کام بھی چل رہا ہے۔ اس کے علاوہ کئی اہم پروجکٹوں، جیسے پورٹ بلیئر میں سی۔ جی۔ ڈی۔ اے کمپلکس، بنی پور میں کیپٹل مانیی میں آسام رائفلس کے لئے بٹالین رہائش، ایٹانگر میں مشرق شمالی علاقائی سائنس اور ٹکنالوجی ادارے اور سرحدی ریاستوں میں آٹھ جواہر نو دیہ ودیالیوں کے لئے عمارتوں کی تعمیر بھی چل رہی ہے۔ پچھلے سال BRD سے آپریشن وجے، میں اہم کردار نبھایا، اس نے گرمیوں کے شروع میں سری نگر۔ جوجلا۔ لیھ اور منالی، سرچو، لیھ سڑک پر بھی برف ہٹانے کے ساتھ ساتھ ان دو سڑکوں کی مرمت کا کام بھی کیا۔ کارگل میں تنظیم کے ملازمین، گاڑیوں اور سازو سامان پر بارڈر لائن کے پار سے بھاری گولہ باری کے باوجود سڑک نقل وحمل بلا رکاوٹ چلانے کی ذمہ داری پوری ہوتی رہی۔ اس وقت تنظیم 102 بڑے اور مستقل پلوں کی تعمیر کر رہی ہے۔ 180 پلوں کی تعمیر کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ تنظیم کے ذریعہ 19 قومی شاہراہوں کی تعمیر اور رکھ رکھاؤ کا کام مختلف مراحل میں ہے۔ اس وقت 15,512 کلومیٹر لمبی سڑکیں بنائی جا رہی ہیں۔ اور 16,872 کلومیٹر کی مرمت کی جا رہی ہے۔

جہاز رانی

بھارت کے لگ بھگ 7,516 کیلومیٹر کے وسیع ساحلی علاقے اور 20 لاکھ مربع کلومیٹر سے زائد کے معاشی زون میں جہاز رانی اہم رول ادا کرتی ہے۔ ترقی پذیر ملکوں میں بھارت ایسا ملک ہے جس کے پاس مال بردار جہازوں کا سب سے بڑا بیڑا ہے اور مال برداری (ٹن میں) میں اس کا دنیا میں 17 واں نمبر ہے۔ 31 مارچ 2000 کو 515 جہازوں سے مجموعی طور پر 68,68,195 جی آر ٹی مال ڈھویا گیا۔

جہاز راں کمپنیاں

بھارت میں یکم جنوری 2000 کو 102 جہاز راں کمپنیاں تھیں جن میں سرکاری زمروں والی شپنگ کارپوریشن آف انڈیا اور 10 دوسری سرکاری ایجنسیاں شامل تھیں ان میں سے (61) کمپنیاں خاص طور سے ساحلی تجارت، (26) بیرونی تجارت، اور (11) ساحلی اور بیرونی دونوں تجارتوں میں مصروف ہیں۔ شپنگ کارپوریشن آف انڈیا جو ملک کی سب سے بڑی جہاز رانی

کمپنی ہے اس کے پاس یکم مارچ 2000 کو 112 جہازوں کا بیڑا ہے اور 29.49 لاکھ جی آر ٹی مال ڈھونے کا کام کرتی ہے یہ ملک کی واحد جہاز راں کمپنی ہے جو تقریباً ہر ساحلی راستے پر چلتی ہے۔ بھارت میں مجموعی ٹن کے لحاظ سے جس قدر مال ڈھویا جاتا ہے اس کا 43 فیصدی شپنگ کارپوریشن آف انڈیا کے جہازوں کے ذریعہ ڈھویا جاتا ہے۔

دو لاکھ یا اس سے زائد جی آر ٹی والی نجی زمرے کی اہم کمپنیوں کے نام یہ ہیں (i) گریٹ ایسٹرن شپنگ کمپنی لمیٹڈ (8.49 لاکھ جی آر ٹی) (ii) ایسر شپنگ لمیٹڈ (61 5 لاکھ جی آر ٹی) (iii) چوگل اسٹیم شپ لمیٹڈ (2.29 لاکھ جی آر ٹی)

شپنگ کارپوریشن آف انڈیا لمیٹڈ

عوامی سیکٹر کی سرکاری جہاز رانی کمپنی شپنگ کارپوریشن آف انڈیا لمیٹڈ کا قیام 2 اکتوبر 1961 کو ہوا تھا۔ 31 مارچ 1999 کو کمپنی کی موجودہ اختیاراتی پونجی 450 کروڑ روپے اور ادا شدہ پونجی 282.30 کروڑ روپے تھی۔ حکومت نے اس کی 19.88 فی صد ایکوٹی پونجی کی نجی کاری کی ہے۔ کمپنی نے منافع کمانے کا ریکارڈ بنائے رکھا ہے اور اس کے اپنے کئے گئے سرمایہ پر اچھا خاصا منافع ہو رہا ہے۔

1998-99 میں کمپنی کی مجموعی آمدنی 2,582.37 کروڑ تھی اور خالص منافع 201.33 کروڑ روپے تھا۔ کمپنی کے پاس 29.49 لاکھ مجموعی رجسٹرڈ ٹن وزن کے (49.55 لاکھ کل ٹن وزن) 112 جہاز ہیں۔ جو جہاز رانی کے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ کمپنی کے بیڑے مختلف طرح کے جہاز شامل ہیں۔ اس میں بلک بار بردار جہاز، خام تیل و مصنوعات ٹینکر، عام مال بردار اور عمارتی لکڑی کے باربردار، وغیرہ شامل ہیں۔ کمپنی سرکاری تنظیموں کے محکموں کے 26 جہازوں کو اپنے ملازمین کے ذریعہ چلاتی ہے۔ حکومت نے شپنگ کارپوریشن کو مشترکہ جہاز رانی کمپنی کے قیام کے لئے معنوی۔ او۔ ایس۔ کے لائسنس اور ایزان سے متعلقہ اٹلانٹک کمرشیل کے ساتھ شراکت داری کی اجازت دے دی ہے۔ یہ کمپنی مہاراشٹر میں ڈابھول پاور کمپنی کے لئے عمان اور ابوظہبی سے مائع قدرتی گیس ہندوستان لے آئے گی۔

جہاز رانی کے ادارے

نیشنل شپنگ بورڈ جو ایک سرکاری ادارہ ہے اور مرچنٹ شپنگ ایکٹ مجریہ 1958 کے تحت قائم کیا گیا تھا، جہاز رانی کے امور میں حکومت کو مشورے دیتا ہے۔ بورڈ کا جلسہ وقتاً فوقتاً ہوتا ہے۔ 28 جون 2000 کو بورڈ کی دو سال کے لئے باز تشکیل کی گئی۔

ساحلی جہاز رانی

ساحلی جہاز رانی اندرون ملک ٹرانسپورٹ نیٹ ورک میں کثافت سے پاک، توانائی کا حامل اور کم خرچ والا ٹرانسپورٹ نظام بھی ہے اور گھریلو صنعت اور تجارت کی ترقی کا ایک اہم عنصر بھی ہے۔ بھارت کا ساحلی علاقہ 7516.6 کیلو میٹر لمبا ہے اور اس پورے ساحلی علاقے پر 11 بڑے اور 139 چھوٹے بندرگاہ ہیں جو گھریلو ٹرانسپورٹ کے بنیادی ڈھانچے کی ترقی اور فروغ کے لئے سازگار حالات فراہم کرتے ہیں۔ بہت سے صنعتی کارخانے ساحلی علاقوں میں واقع ہیں۔

فروری 2000 کے آخر تک ملک کے ساحلی جہاز رانی بیڑے میں 274 بیڑے تھے جن کی کل صلاحیت 6,81,762 جی۔ آر۔ کی تھی۔

ساحلی جہاز رانی کے فروغ کے لئے تشکیل کی گئی ، افضل پور کرکمیٹی کی سفارشات کولاگو کر دیا گیا ہے۔ اسکے لئے کسٹم ایکٹ کے نوٹی فیکیشن کے تحت 3 اعلانیہ جاری کئے گئے ہیں۔ کمیٹی کے بندرگاہ سے متعلق سفارشات پر کارروائی کی جارہی ہے۔ 1956 کے تجارتی جہاز رانی ایکٹ میں ترمیم کی تجویز کے ذریعہ ساحلی جہاز رانی سے متعلق لورمیٹنگ اسکیل کی سفارش کی گئی ہے۔

حکومت 1927 کے لائٹ ہاؤس ایکٹ کے تحت لائٹ ہاؤس اور لائٹ شپ کے ذریعہ بحری جہاز رانی کے تمام ذرائع پر عام نگرانی رکھتی ہے۔ لائٹ ہاؤس اور لائٹ شپ کے ڈائرکٹر جنرل ، بحری جہاز رانی میں کام آنے والے سبھی معاون ذرائع کے بارے میں حکومت ہند کا چیف صلاح کار ہوتا ہے۔ محکمہ جہاز رانی میں معاون ذرائع کا قیام / اصلاح کا کام ایجنسی بنیاد پر کرتی ہے۔ کولکتہ میں محکمہ کا تربیتی مرکز بھی کام کر رہا ہے۔

نویں منصوبے میں لائٹ ہاؤس اور لائٹ شپ کا کل اخراجات 123 کروڑ روپے ہے۔ 01-2000 کے لئے منظور منصوبہ خرچ 15.25 کروڑ روپے ہے۔ اس وقت محکمے کی اہم پلان اسکیموں میں سوراشٹر اور کچھ علاقے میں لائٹ ہاؤسز کو خودکار بنانا اور خلیج کچھ میں ساحلی جہاز ٹرانسپورٹ خدمات (CVTS) اور ڈیفرینشل گلوبل پوزیشنگ سسٹم (DGDS) کے دوسرے مرحلے کے قیام کا کام شامل ہے۔

تربیتی ادارے

لال بہادری شاستری ایڈوانسڈ میری ٹائم اسٹڈیز اور ریسرچ ممبئی (Advanced Maritime Studies & Research کے ایل بی ایس کالج میں میرین تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کی ایک بڑی تعداد ہے اور طلبا کی تعداد کے لحاظ سے یہ دنیا کا سب سے بڑا میرین ادارہ ہے اس میں پوسٹ سی (Sea) کے 30 سے زائد نصاب ہیں۔

سمندر سے متعلق تعلیم کے ادارے ہیں ہر وقت کم از کم 1000 طلباء تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ میرین انجینئرنگ اور ریسرچ انسٹی ٹیوٹ (ایم سی آر ٹی) کلکتہ میں انجینئرنگ میں چار سالہ ڈگری کورس کی تعلیم کا بندوبست ہے اس میں طلباء کے داخلے کی سالانہ تعداد 80 سے بڑھا کر 120 کردی گئی ہے۔ جس میں سے 10 سیٹیں بیرونی ممالک کے طلبا کے لئے ہیں۔ ایم سی آر ٹی بمبئی مکینیکل انجینئرنگ گریجویٹس کے لئے چھ مہینے کے کورس کا اہتمام کرتا ہے۔

ساحل پر بنی اکاڈمی ٹی ایس چانکیہ دو طرح کے نصاب چلاتی ہے۔ (i) جہاز رانی سائنس میں بی ایس سی کی ڈگری کے لئے تین سالہ کورس ، اس میں میں ہر سال 90 سیٹیں بیرونی ممالک کے طلبا کے لئے ہیں (ii) تین مہینے کا پری سی (Sea) تربیتی کورس برائے ڈیک Deck کیڈٹ ہر تین مہینے کے کورس میں 120 کیڈٹوں کے داخلے کی گنجائش ہے۔

سمندری ٹرانسپورٹ کے معاون (Aids)

آزادی کے بعد بھارت نے سمندری سفر کو محفوظ بنانے اور جہازوں کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں فراہم کرنے کے اقدام کئے ہیں۔ اس ضمن میں دی جانے والی سہولت اور امداد میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔ آزادی سے قبل 17 لائٹ ہاؤس تھے۔ لیکن اس وقت ان کی تعداد 168 ہے (اس میں کچھ بنا آدمی کے بھی ہیں) ایک لائٹ شپ ، سمندر میں لنگر انداز 12 روشنی والے جہاز ، 11 ریڈیو سگنل ، چار ڈیکا نیوی گیٹر چین اسٹیشن (Decca Navigator Chain Station) چھ لوران سی چین اسٹیشن 11 ڈیفرینشنل گلوبل پوزیشننگ سسٹم مرکز اور 29 ریکان شامل ہیں۔

محکمہ ایچ ایف ، روی ایچ ایف ریڈیو ٹیلی فون سیٹ ، تین لانچ ، مشین سے چلنے والی ایک کشتی اور سمندر میں جانے والے دو

بڑے جہازوں ایم وی ساگر دیپ اور ایم وی پردیپ کی بھی دیکھ بھال کرتا ہے اور ان کا کنٹرول بھی اسی کے ہاتھ میں ہے۔

جہاز سازی

بھارت میں سرکاری زمرہ میں چار بڑے اور تین اوسط سائز کے شپ یارڈ ہیں، ان کے علاوہ نجی اور ریاستی حکومت کے زمرہ میں لگ بھگ 21 چھوٹے شپ یارڈ ہیں جو درمیانے اور چھوٹے درجے کے جہازوں کی گھریلو ضروریات پوری کرتے ہیں۔ کوچین شپ یارڈ لمیٹیڈ اور ہندوستان شپ یارڈ لمٹیڈ (HSL) میں بڑے سے بڑے سائز کے جو جہاز تیار کئے جاسکتے ہیں وہ علی الترتیب 1,00,000 ڈی ڈبلو ٹی اور 50,000 ڈی ڈبلو ٹی ہیں۔ کوچین شپ یارڈ نے شپنگ کارپوریشن آف انڈیا کے لئے 86,000 ڈی ڈبلو ٹی ٹینکر کی تین سیریز میں سے دو ٹینکروں کی ڈیلیوری کردی ہے اور تیسرا مئی 1999 میں سونپا گیا جس میں انٹیگر یٹیو ہل آؤٹ فٹ اور پینٹنگ ٹکنالوجی کا استعمال ہوا ہے۔ یہ بھارت میں پہلی مرتبہ بنائے گئے ہیں۔ چھوٹے شپ یارڈوں میں بھی چھوٹے اور درمیانے درجے کے جہازوں اور مچھلی کے شکار والی کشتیوں کی ملکی ضروریات کو پورا کرنے کا کام شروع ہوگیا ہے نجی کمپنیوں کے لئے مچھلی کے شکار کی 62 کشتیاں ڈلیور کردی گئی ہیں اور مختلف شپ یارڈوں میں ایس 26 کشتیاں تکمیل کے مراحل میں ہیں۔ جہاز سازی کی صنعت نجی زمرہ کے لئے کھلی ہے اور بحر جنگی جہازوں کے ہر سائز کے جہاز بنانے کی ان کو اجازت ہے۔

بھارت کے سرکاری زمرہ کے شپ یارڈوں کو لیول پلیئنگ فیلڈ (Level Playing Field) رکھنے اور بین الاقوامی مارکٹ میں مقابلہ آرائی کا اہل بنانے کی غرض سے حکومت نے اگست 1997 میں نظر ثانی شدہ سبسڈی اسکیم میں یہ بات واضح کردی گئی ہے کہ سمندر میں جانے والے جہازوں کی پیداوار پر 30 فیصدی کی سبسڈی دی جائے گی۔ یہ سبسڈی گھریلو اور برامدات ادارے پر بھی دستیاب ہوگی۔ جو جہاز راں کمپنیاں بھارت کے لئے جہاز حاصل کرتی ہیں ان کے علاوہ سرکاری زمرہ کے شپ یارڈ بھی ای سی بی کے ذریعہ فنڈ اکھٹا کرسکتے ہیں۔ یہ اسکیم 1997 سے پانچ سال تک نافذ رہے گی۔ جسے اب ٹریفک کمیشن کہا جاتا ہے۔ جہاز رانی صنعت کے مسائل پر غور کرنے کے لئے حکومت نے ایک اعلی جہاز رانی کمیٹی کی تشکیل کی تھی۔ حکومت ان کے مسائل پر غور کررہی ہے۔ صنعتی لاگت وقیمت بیورو کے ذریعہ بھی جہاز رانی صنعت کے مسائل کو عام طور سے مطالعات اور جہازوں کے تعین قدر کے لئے مطالعہ شروع کیا ہے۔

وشاکھاپٹنم میں نیشنل شپ ڈیزائن اور ریسرچ سنٹر قائم کیا گیا ہے جو ایک خودمختار ادارہ ہے اور وزارت زمینی ٹرانسپورٹ کے براہ راست کنٹرول میں ہے۔ یہ ادارہ بھارت میں جہاز سازی اور جہاز رانی صنعتوں کو قوی تکنیکی بنیادی ڈھانچہ فراہم کرنے کے اصل مقصد سے قائم کیا گیا ہے۔

جہازوں کی مرمت

ملک کی 17 خشک گودیوں میں سے 13 میں تجارتی جہازوں کی مرمت کیلئے دستیاب ہیں۔ کوچین شپ یارڈ لیمیٹیڈ (سی ایس ایل) کوچین اور بھارت شپ یارڈ لمیٹیڈ (ایچ ایس ایل) وشاکھاپٹنم کی خشک گودیوں میں علی الترتیب ایک لاکھ 25 ہزار ڈی ڈبلو ٹی اور 70,000 ڈی ڈبلو ٹی کے بڑی سائز کے جہاز کھڑے ہوسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک نجی کمپنی نے مدراس کی بندرگاہ پر جہازوں کی مرمت کی سہولت کے لئے 14,000 ہزار ٹن اور 24,000 ہزار ٹن کا بوجھ اٹھانے کی صلاحیت والی دو تیرتی ہوئی گودیاں قائم کی ہیں جو 40,000 ڈی ڈبلو ٹی اور 8,000 ڈی ڈبلو ٹی جہازوں کے مرمت کی ضروریات پوری کرسکتی ہیں۔ ویسٹرن انڈیا شپ یارڈ لمیٹیڈ نے مغربی ساحل پر مارموگاؤ میں مرمت کی سہولت کا بندوبست کیا ہے جہاں 20,000 ہزار ٹن

انحطاط کی صلاحیت والی تیرتی ایک خشک گودی قائم کی ہے جو 60,000 ڈی ڈبلوٹی کے جہازوں کی ضرورت پوری کرسکتی ہے۔ جہازوں کی مرمت سازی میں نجی سیکٹر کی حصہ داری کو بڑھاوا دینے کے لئے صنعت کو کچھ رعایتیں دی گئی ہے۔

معاون ساز وسامان کا فروغ (Ancillary)

زمینی ٹرانسپورٹ کی وزارت ایسے صنعت کاروں کو امداد فراہم کرتی ہے جو جہاز سازی کے لئے معاون ساز و سامان (Ancillaries) تیار کرتے ہیں۔ اس کام پر خرچ ہونے والی مجموعی رقم کا 70 فیصدی تک رقم امداد کے طور پر حاصل کی جاسکتی ہے۔ صنعت کاروں کو امداد حاصل کرنے کے لئے سرکاری زمرہ کے شپ یارڈ کو درخواست دینا ہوتی ہے۔ جو بعد میں اپنی تجاویز زمینی ٹرانسپورٹ کے تحت جہاز انسیلیری (Ancillary) ترقیاتی کمیٹی کے پاس بھیج دیتا ہے

تحقیق اور فروغ اسکیمیں (R&D Scheme)

آبی و زمینی ٹرانسپورٹ وزارت نے جہاز سازی تحقیق اور ترقیاتی اسکیموں کے لئے ریسرچ اور تعلیمی اداروں کو امداد بھی فراہم کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ نویں منصوبے میں چار پروگراموں کو منظوری دی گئی ہے۔ یہ ہیں۔ جہازوں کے ڈھانچے کے 3D فائنائٹ ایلی منٹ، اینالس کے لئے مینوئیل تیار کرنا، جہاز کے ڈیزائن اور آپریشن کے بارے میں سافٹ ویئر کا فروغ، ہل ڈیزائن تیار کرنا اور میکنکی دیسی کشتیوں کے معیاری 6 ڈیزائنوں کا فروغ ونفوذ۔

ہندستان شپ یارڈ لمیٹیڈ

بھارت شپ یارڈ لمیٹیڈ 1941 میں نجی زمرہ سندھیا اسٹیم نیوی گیشن کمپنی لمیٹیڈ کے تحت وشاکھا پٹنم میں قائم کیا گیا تھا۔ مالکان کی ایما پر حکومت نے شپ یارڈ کو اپنے قبضے میں لے کر بھارت شپ یارڈ لمیٹیڈ کے نام سے ایک نئی کمپنی 1952 میں قائم کردی۔ یہ شپ یارڈ 1962 میں صدفی صد سرکاری زمرہ کا کارخانہ بن گیا۔ اس کی سرگرمیاں اس طرح ہیں: (1) جہاز سازی یارڈ کی جہاز سازی کی صلاحیت 3.5 پانیمیر قسم کے 21,500 ڈی۔ ڈبلو۔ٹی کے کل 75,250 ڈی ڈبلوٹی کی صلاحیت کے جہازوں کی تعمیر کی ہے۔ یہاں 50,000 ڈی۔ ڈبلوٹی کے جہاز بنائے جاسکتے ہیں۔ اس میں سلپ ویز، ڈھکی عمارتی گودی، ویٹ بیسن اور آؤٹ فٹ جیٹی وغیرہ سہولیات ہیں۔ یہ شپ یارڈ ملک کا پہلا ایسا شپ یارڈ ہے جسے بین الاقوامی کوالٹی معیار کے لئے لندن لائڈس رجسٹر آف کوالٹی اسیورنش کے ذریعہ I-S-O9001 سرٹیفکیٹ دیا گیا ہے۔

(2) جہاز مرمت: مرمت گودی میں جدید خشک گودی، ویٹ بیسن، مرمت ورکشاپ وغیرہ کی سہولیات ہیں جس کی مدد سے یہاں پر ین ڈبلیوٹینکروں اور 57,000-70,000 ڈی۔ ڈبلو۔ٹی صلاحیت کے جہازوں کی مرمت کی جاسکتی ہے۔ (3) آف شور پلیٹ فارم یارڈ: اس کی صلاحیت ہر سال دو پلیٹ فارم بنانے کی ہے۔ بنیادی سہولتوں میں دو کرالر، کرینس اور رلوڈ آؤٹ سہولتیں شامل ہیں۔ نئے احکامات نہ ملنے سے یہاں کوئی کام نہیں چل رہا ہے اس وجہ سے یہاں کے پروگراموں کو جہاز سازی اور مرمت والے یارڈوں میں لگایا گیا ہے۔

کوچین شپ یارڈ لمیٹیڈ

کوچین شپ یارڈ لمیٹیڈ (سی ایس ایل) بھارتی حکومت کی ملکیت کے طور پر 29 مارچ 1972 کو قائم ہوئی تھی۔ کوچین شپ یارڈ میں 86,000 ڈی ڈبلیوٹی تک کے سائز کے جہازوں کو تیار کرنے اور 1,00,000 ڈی ڈبلیوٹی تک کے جہازوں کی

مرمت کا کام ہوتا ہے۔اس شپ یارڈ نے 8 بہت بڑے جہاز (پانچ مال بردار اور تین خام تیل کے ٹینکر) تیار کر کے سپلائی کئے ہیں۔اس کے علاوہ شپ یارڈ نے 34 چھوٹے جہازوں کو تیار کیا ہے گزشتہ دو برسوں کے دوران کوچین شپ یارڈ نے ٹوٹی کورن اور تو منگلور پورٹ ٹرسٹ کو تین 32 ٹن، بولارڈ پل ٹگس (Bollard Pull Tugs) سپلائی کئے۔اس کے علاوہ شپ یارڈ نے 34 چھوٹے جہازوں کو تیار کیا ہے۔بھارت کی جہاز سازی تاریخ یہ پہلا موقع تھا جب مقررہ مدت سے قبل ان کی ڈلیوری کردی گئی۔کوچین شپ یارڈ اب شپنگ کارپوریشن آف انڈیا کے لئے ایک 84,000 ڈی ڈبلیو ٹی ڈبل ہل کروڈ آئل ٹینکر (Double Hull Crude Oil Tanker) بنا رہا ہے۔اور کانڈلہ پورٹ ٹرسٹ سے تین Tigs کا اور منگلور پورٹ ٹرسٹ سے ایک Tugs کا آرڈر بھی ملا ہے۔اس کے کام کاج میں مسلسل پیش رفت ہوئی ہے اور 2000-1999 میں جہازوں کی مرمت میں اسے ہونے والی آمدنی ایک ارب 6 کروڑ 67 لاکھ روپے کی آمدنی ہوئی اور جہاز کی مرمت سے جو آمدنی ہوئی ہے اس میں بھی اضافہ ہوا ہے 91-1990 میں جہاز کی مرمت سے 22 کروڑ روپے حاصل ہوئے تھے۔جب کہ 2000-1999 میں اس مد میں 30 کروڑ روپے حاصل ہونے کا امکان ہے۔

ہگلی ڈاک اور پورٹ انجینئر لمیٹڈ

ہگلی ڈاگ اور پورٹ انجینئر لمیٹڈ (ایچ ڈی پی اے) سرکاری زمرے کے ایک نئے کارخانے کی حیثیت سے 30 جون 1984 کو اس لئے قائم کیا گیا تھا۔تاکہ دستیاب بنیادی ڈھانچے کا بہتر طور پر استعمال کر کے جہاز سازی زمرہ کی جدید کاری کر کے اس کی صلاحیت کو بڑھایا جائے تاکہ کشتیوں اور جہازوں کی کم سے کم درآمد کی جائے۔مغربی بنگال کے ہوڑہ ضلع میں سالکیا اور نظیر گنج میں کمپنی کے دو یونٹ ہیں۔

سالکیا میں ہر طرح کے جہاز مثلاً مسافر جہاز، ٹگس (Tugs) ڈریجرس (Dredgers) تیرتی ہوئی خشک گودیاں، مچھلی کے شکار وائرالرس، او این جی سی کے لئے سپلائی اور سپورٹ جہاز اور محکمہ لائٹ ہاؤس اور لائٹ شپ کے لئے لائٹ ہاؤس ٹینڈر جہاز تیار کئے جاتے ہیں۔اس یونٹ کی ایک شاخ خضر پور ڈاک کمپلکس میں ہے جہاں سمندر میں جانے والے ہر قسم کے جہازوں اور سمندر کی تہہ سے ملبہ صاف کرنے والے جہاز (Dredger) تیار کئے جاتے ہیں۔نظیر گنج کے کارخانے میں مچھلی کے شکار کے ٹرالر، فائر فلوٹ (Fire Float) بجرے۔مارننگ (Morning) لانچ تیار کرنے کے علاوہ ہر قسم کے جہازوں کی مرمت کی جاتی ہے۔

اندرون ملک آبی ٹرانسپورٹ

بھارت کا لگ بھگ 14,500 کلومیٹر کا آبی راستہ ندیوں، نہروں اور معاون ندیوں پر مشتمل ہے اس وقت اہم اور بڑی ندیوں کے 3,700 کلومیٹر حصے میں مشین سے چلنے والی کشتیاں اور لانچ وغیرہ چلائے جاسکتے ہیں لیکن ان ندیوں کی صرف 2,000 کلومیٹر نہر کشتیوں اور لانچوں کے استعمال کے لئے موزوں ہے جب کہ ایسی نہروں کی لمبائی 4,300 کلومیٹر ہے اندرون ملک آبی ٹرانسپورٹ کے ذریعہ لگ بھگ 160 لاکھ ٹن مال ڈھویا جاتا ہے۔یہ ٹرانسپورٹ نظام روزگار فراہم کرنے کے بھی مواقع فراہم کرتا ہے۔اور اس کیلئے اس میں پوری صلاحیت بھی ہے۔اندرون ملک آبی ٹرانسپورٹ فی الوقت گنگا، بھاگیرتی، ہگلی ندی، برہمپتر، بارک ندی، گوا کی ندیوں اور گوداوری کرشنا کے ڈیلٹا والے خطوں تک محدود ہے۔مشین سے چلنے والے چھوٹے جہازوں اور لانچوں کے علاوہ ملک کی مختلف ندیوں اور نہروں میں کشتیوں کا بھی استعمال ہوتا ہے۔

ان لینڈ واٹر ویز اتھاریٹی آف انڈیا

ان لینڈ واٹر ویز اتھاریٹی آف انڈیا 27 اکتوبر 1986 کو ان لینڈ واٹر ویز اتھاریٹی آف انڈیا ایکٹ 1986 کے تحت قائم کی گئی تھی۔ اس کو قومی آبی راستوں کی ترقی اور اس کو بحال رکھنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ یہ تنظیم اندرون ملک آبی راستوں کی ترقی سے متعلق امور پر مرکزی اور ریاستی حکومتوں کو مشورے بھی دیتی ہے۔

قومی آبی راستے

ملک میں ٹرانسپورٹ نٹ ورک میں اپنا رول ادا کرنے کے لئے اندرون ملک آبی راستوں اور اندرون ملک آبی ٹرانسپورٹ نظام کو فروغ دینے کی ضرورت کا پیش نظر حکومت نے ایسے دس اہم آبی راستوں کو نشاندہی کی ہے جن کو قومی آبی راستے قرار دینے کی تجویز ہے۔ الہ آباد اور ہلدیہ کے درمیان 1.620 کلومیٹر گنگا کو 26 اکتوبر 1988 کو، برہمپتر ندی کی سادیہ، ڈھبیری پٹی (891 کلومیٹر کو 26 اکتوبر 1986 کوڈ کولم۔ کوٹا پورم پٹی (168 کلومیٹر) مغربی ساحلی نہر، کیرالا میں چمپکارا نہر (14 کلومیٹر) اور ادیوگ منڈل نہر (22 کلومیٹر) کو یکم فروری 1993 سے قومی آبی راستے قرار دیا گیا ہے۔ گوداوری ندی گوا اور سندر بن کے آبی راستوں کو بھی قومی آبی شاہراہ قرار دینے کی تجویز زیر غور ہے۔

اندرون ملک آبی ٹرانسپورٹ (آئی ڈبلوٹی) کی سرگرمیوں اور بنیادی ڈھانچے کی سہولتوں کے قیام میں نجی زمرہ کی شمولیت کے امکان کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس سلسلے میں نجی زمرہ کو متوجہ کرنے کے لئے متعدد تر غیبات دینے کی تجویز زیر غور ہے۔ اندرون ملک آبی اتھاریٹی آف انڈیا نے ممکنہ نجی سرمایہ کاروں میں بیداری پیدا کرنے اور (آئی ڈبلوٹی) کی موزونیت اور افادیت کے مظاہرہ کی کئی اسکیمیں شروع کی ہیں۔ گوداوری، سندر بن، کرشنا براک بر ککھم نہر، براہمنی مشرقی ساحلی نہر اور دامودر گھاٹی کارپوریشن نہر جیسے دیگر آبی راستوں کے بارے میں تکنیکی مطالعہ پورا ہو چکا ہے۔ اس مقصد سے ہلدیا پورٹ سے بہار اور اتر پردیش کے لئے تجرباتی کارگو سروس شروع کی ہے۔

اندرون ملک آبی ٹرانسپورٹ طریقہ کے فوائد اور اضافہ بنیادی ڈھانچہ پیدا کرنے کی ضرورت کے مدنظر نویں پنج سالہ منصوبے میں آئی ڈبلوٹی زمرہ کو اعلا ترجیح دی گئی ہے۔ اس سیکٹر میں بنیادی ڈھانچے کی ترقی کے منصوبے کے خاص مقصد پر زور دیا گیا ہے ہلدیہ بندرگاہ سے بہار اور اتر پردیش میں کچھ جگہوں کے لئے آبی راستوں سے مال ڈھلائی خدمات تجربے کے طور پر شروع کی گئی ہے۔ وہ 20 ارب ٹن حاصل کرنے کا نشانہ ہے جو اندرون ملک مجموعی مال برداری کا دو فیصد ہے۔

مرکزی اندرون ملک آبی ٹرانسپورٹ کارپوریشن

یہ کارپوریشن سرکاری زمرہ کے ادارے کی حیثیت سے مئی 1967 میں قائم کیا گیا تھا اور اس کا ہیڈ کوارٹر کلکتہ میں ہے۔ اس کا خاص کام گنگا، بھاگیرتھی، ہگلی، برہمپتر اور سندر بن کی ندیوں کے ذریعہ مال لے جانا ہے۔ اندرون ملک آبی ٹرانسپورٹ کارپوریشن کلکتہ اور پانڈو (گوہاٹی کے قریب) کلکتہ اور کریم گنج (آسام) کے درمیان، کلکتہ، بنگلہ دیش اور ہلدیا اور پٹنہ کے درمیان مال برداری کے جہاز چلاتی ہے۔

کلکتہ میں کارپوریشن کا ایک شپ یارڈ بھی ہے جس کا نام راجا بگان ڈاک یارڈ ہے اس شپ یارڈ میں اندرون ملک چلنے والے جہازوں اور بندرگاہ پر کھڑے جہازوں کی مرمت کا کام بھی ہوتا ہے۔ گہرے سمندر میں جہاز کی مرمت کا ایک ڈویژن کلکتہ میں ہے جو مذکورہ کارپوریشن کے تحت کام کر رہا ہے۔

اندرونی ٹرانسپورٹ اور تجارتی معاہدہ

اندرونی آبی ٹرانسپورٹ اور تجارت کے بارے میں بھارت بنگلہ دیش معاہدہ نومبر 1972 سے شروع ہوا۔ اس کا وقتاً فوقتاً تجدید کاری کی جاتی رہی ہے۔ آخری بار 28 اکتوبر 1999 کو ڈھاکا میں اس کو تجدید کیا گیا اور اس کی مدت 4 اکتوبر 1999 سے 3 اکتوبر 2001 تک دو سال کے لئے بڑھا دی گئی۔

بندرگاہ

ملک میں (12) بڑے بندرگاہیں۔ ان کے علاوہ لگ بھگ 5600 کلومیٹر کے ساحل علاقے میں 139 چھوٹے بندرگاہ بھی ہیں۔

اہم بندرگاہیں

اہم اور بڑے بندرگاہوں کا قیام مرکزی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ مغربی ساحل پر کاندلہ، ممبئی، مارموگاؤ، نیومنگلور، کوچین اور جواہرلال نہرو بندرگاہ ملک کے اہم بندرگاہ ہیں۔ جواہرلال نہرو پورٹ جدید سہولتوں سے لیس ہے۔ وہاں بڑے پیانے پر خشک مال چڑھانے اور اتارنے کے لئے میکنائزڈ کنٹینر برتھ اور سروس برتھ جیسی سہولتیں حاصل ہیں۔ چنئی کے قریب اینور میں 9.53 ارب روپے کی لاگت سے ایک اور بڑے بندرگاہ کو فروغ دیا جارہا ہے۔ اس بندرگاہ کا منتظمہ اینور لمٹیڈ کے ہاتھوں میں ہوگا اور یہ ملک میں کمپنی کے انتظامیہ والا پہلا بندرگاہ ہوگا۔ مشرقی ساحل پر واقع اہم بندرگاہ ٹوٹی کورن، چنئی، وشاکھاپٹنم، پردیپ اور کلکتہ۔ ہلدیا ہیں۔ ان تمام بندرگاہوں کو نظم ونسق میجر پورٹ ٹرسٹ ایکٹ 1963 کے تحت چلایا جاتا ہے ہر اہم اور بڑے بندرگاہ کا ایک بورڈ آف ٹرسٹی ہے۔ جو بندرگاہ کی سرگرمیوں اور جہاز رانی صنعت سے متعلق مختلف مفادات کی نمائندگی کرتا ہے۔ اہم بندرگاہوں میں کنڈلہ بندرگاہ ٹرسٹ کے ذریعہ 99-1998 میں سب سے زیادہ مال اتار چڑھایا جاتا ہے۔ سال کے دوران ملک کے بھی اہم بندرگاہوں میں 251 ایم۔ٹی مال اتارلا دا گیا جس میں کنڈلہ کا حصہ 40.6 ایم۔ٹی رہا۔ بڑے بندرگاہوں میں ممبئی ایک ایسی بندرگاہ ہے۔ جہاں سے مجموعی سامان کا بارہواں حصہ منگایا اور بھیجا جاتا ہے۔ جو پٹرولیم مصنوعات اور سوکھے مال پر مشتمل ہے۔ یہاں ایک آزاد تجارت منطقہ بھی قائم ہے جہاں ہر طرح کا مال منگایا اور بھیجا جاتا ہے۔ نیومنگلور بندرگاہ پر کُڈریمکھ آئرن اور (ORE) منگائے اور بھیجنے کی سہولتوں کو خاص طور پر فروغ دیا گیا ہے۔ کوچین قدرتی بندرگاہ ہے۔ ٹوٹی کورن بندرگاہ سے صرف کوئلہ منگایا اور بھیجا جاتا ہے۔

مشرقی ساحل پر چنئی سب سے پرانی بندرگاہ ہے یہاں سے کچا تیل اور آئرن اور (ORE) منگایا اور بھیجا جاتا ہے۔ وشاکھاپٹنم سب سے گہری بندرگاہ ہے جہاں آئرن اور ORE برآمد کرنے کے لئے جہازوں کیٹھہرنے کا ایک باہری شیڈ تیار کیا گیا ہے اس کے علاوہ خام تیل اور پٹرولیم مصنوعات اور دوسرے مال کے لئے ایک برتھ (Berth) کی تعمیر کی گئی ہے۔ پردیپ بندرگاہ پر آئرن اور (ORE) کوئلہ اور خشک مال کی کچھ قسمیں منگائی اور بھیجی جاتی ہیں۔ کلکتہ کی بندرگاہ ندی پر واقع ہے جہاں ہر طرح کا مال منگایا اور بھیجا جاتا ہے۔ ہلدیا میں جو مشینی گودی نظام ہے اسی طرح کی سہولتیں کلکتہ میں دستیاب ہیں۔ تمام 99-1998 میں بڑی بندرگاہوں میں مال منگانے اور اور بھیجنے کے عمل میں اضافہ ہوا ہے۔ تمام بڑے بندرگاہوں نے 99-1998 کے مالی سال کے دوران مجموعی طور پر 2510 کروڑ ٹن مال منگایا اور بھیجا۔

چھوٹی اور درمیانی بندرگاہیں

چھوٹے اور درمیانے بندرگاہ بھارتی آئین کی اس فہرست میں شامل ہیں جس کی ذمہ داری مرکزی اور ریاستی دونوں حکومتوں پر ہے۔ ان بندرگاہوں کی ترقی اور ان کے انتظام کی ذمہ داری ریاستی حکومتوں پر ہے۔ ترقیاتی پروگراموں کے لئے فنڈ کا الاٹمنٹ منصوبہ بندی کمیشن کے ذریعہ متعلقہ ریاستی زمرہ کے منصوبوں میں کیا جاتا ہے جہاں تک انڈمان اور نکوبار جزائر اور لکش دیپ وغیرہ میں بندرگاہ کی سہولتوں کی ترقی کے لئے فنڈ کا سوال ہے وہ مرکزی سیکٹر منصوبے میں فراہم کیا جاتا ہے۔

شہری ہوابازی

تنظیم

شہری ہوابازی زمرہ کے کام کے تین خاص شعبے ہیں (i) ریگولیٹری (ii) بنیادی ڈھانچہ سے متعلق (iii) فضائی خدمات سے متعلق فضائی خدمات کے میدان میں انڈین ایئرلنس، الائنس ایئر (انڈین ایئرلائنس کی ذیلی کمپنی) نجی شیڈولڈ ایئر لائنس، اور ایئر ٹیکسیاں گھریلو ہوائی خدمات فراہم کرتی ہیں اور ایئر انڈیا بین الاقوامی ہوائی خدمات فراہم کرتی ہے۔ پون ہنس جس کا نام بدل کر پون ہنس ہیلی کاپٹرس لمٹیڈ رکھا گیا ہے۔

تیل اور قدرتی گیس کمیشن کو اس کے سمندری علاقے کے کاموں کے لئے اور ایسے علاقوں کے لئے جہاں پہنچنا دشوار ہو ہیلی کاپٹر خدمات فراہم کرتی ہے۔ انڈین ایئرلائنس کی پروازیں اب پڑوسی ممالک جنوب مشرقی ایشیا اور مشرق وسطی تک بڑھا دی گئی ہیں۔ وایودوت لمٹیڈ کو انڈین ایئرلائنس میں ضم کردیا گیا ہے۔ بھارت بین الاقوامی شہری ہوابازی تنظیم (آئی سی اے او) کا ممبر ہے۔ اور شروع سے ہی اس کی کونسل میں شامل ہیں۔

حکومت نے ایئر کارپوریشن ایکٹ 1953 کالعدم کر کے مقررہ پروازوں میں انڈین ایئرلائنس اور ایئر انڈیا کی اجارہ داری ختم کردی ہے۔ اس وقت ملک میں دو پرائیویٹ ایئرلائنس کی پروازیں ہورہی ہیں۔) ہیں جو مسافروں کو پروازوں میں سہولتیں فراہم کررہی ہیں۔ اس کے علاوہ 47 ایئر ٹیکسی چلانے والے غیر مقررہ ہوائی خدمات فراہم کررہے ہیں۔

گھریلو ہوائی ٹرانسپورٹ پر ایک نئی پالیسی اپریل 1997 میں منظور کی گئی تھی جس کے تحت اس سیکٹر میں داخل ہونے یا علیحدہ سے متعلق رکاوٹیں ختم کردی گئیں۔ جہاز کے ٹائپ اور سائز کا انتخاب کمپنی پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ صرف سنجیدہ سرمایہ کاروں کے داخلے کو یقینی بنایا گیا ہے۔ اور براہ راست یا بالواسطہ غیر ملکی ایئرلائنس کی ساجھیداری پر پابندی عائد کردی گئی ہے۔ ایئر ٹیکسی سروس پر موجودہ پالیسی کو جس کے تحت شمالی مشرقی خطے، انڈومان، نکوبار جزائر، لکش دیپ اور جموں وکشمیر کے لئے کم سے کم پروازوں کو یقینی بنانے کی غرض سے ایئر ٹیکسیوں کے لئے راستوں کے تعین کے منصوبے کو برقرار رکھا گیا ہے۔

وزارت شہری ہوابازی

شہری ہوابازی کی وزارت شہری ہوابازی کی ترقی اور ریگولیشن کے لئے قومی پالیسیوں اور پروگراموں کو وضع کرنے نیز سیول ہوائی ٹرانسپورٹ کی ترقی اور توسیع کی اسکیموں کو تیار کرنے اور ان پر عمل آوری کی ذمہ دار ہے۔ اس کے دوسرے فرائض میں ہوائی اڈوں، ہوائی خدمات، مسافروں کے سامان وغیرہ کی نگرانی کا کام بھی شامل ہے۔ ریلوے سیفٹی ایکٹ کے تحت ریلوے سیفٹی کا کمیشن قائم کرنے کی ذمہ داری بھی وزارت شہری ہوابازی کی ہے۔

کارگو(Cargo)

بھارتی برآمد کنندگان کی مدد کرنے اوران کی برآمدات کوزیادہ سے زیادہ مقابلہ آرائی کا اہل بنانے کی غرض سے حکومت نے
یکم اپریل 1990 سے . . . سے مال بھیجنے کے لئے ''کھلاآسامان پالیسی'' رائج کی ہے اس پالیسی کے تحت کوئی بھی غیر ملکی
ائیرلائن یا برآمد کنندگان کی ایسوسی ایشن کارگونظام کوبہتر بنانے کے لئے کرایہ کے جہاز ملک میں لاسکتے ہیں۔حکومت نے مارکٹ
منتظمیں کو یہ بھی اجازت دے رکھی ہے کہ وہ آئی اے ٹی اے کی شرحدوں کی روشنی میں کرایہ کی رقم کا تعین کریں۔

سیاحوں کی چارٹر پروازیں

ملک میں غیرملکی سیاحوں کولانے والی چارٹر پروازوں کی گوا،آگرہ،وارانسی،جے پوراور بنگلور ہوائی اڈوں تک توسیع کردی
گئی ہے۔اب تک چارٹر پروازیں صرف بین الاقوامی ہوائی اڈوں تک محدود تھیں۔بیرونی چارٹر پروازوں سے بھارت آنے
والوں کوفی کس کم سے کم 400امریکی ڈالرادا کرنا پڑتے ہیں۔بہر حال سارک ممالک اورمیانمار کے سیاحوں کومذکورہ رقم کا نصف
ادا کرنا پڑتا ہے۔یہ یکم اپریل 1998 سے عمل پذیر ہے۔ 2000-1999 میں 493 پروازیں عمل میں آئیں جس میں
1,01,889 بیرونی سیاحوں نے سفرکیا۔

تربیت دینے والے جہازوں کی درآمد

تسلیم شدہ فلائنگ کلبوں اوراداروں کے ذریعہ پرواز کی تربیت دینے والے جہازوں کی درآمد کی اجازت دینے کا اختیار ڈی
جی ایف ٹی نے وزارت شہری ہوابازی کوتفویض کردیا ہے۔

شہری ہوابازی کی ڈائرکٹریٹ جنرل

شہری ہوابازی کی ڈائرکٹریٹ جنرل سول ہوائی ضوابط کے نفاذ کے لئے ایک ریگولیٹری(Regulatary) تنظیم ہے۔اس
تنظیم پر مندرجہ ذیل امور کی ذمہ داری ہے (i) بھارت سے باہر جانے اورآنے والی اور اندرون ملک ٹرانسپورٹ خدمات کو
ریگولیٹ کرنا(ii) بھارت میں سیول جہازوں کارجسٹریشن(iii) بھارت میں رجسٹرڈ جہازوں کے لئے پرواز کی اہلیت کے معیار کا
ضابطہ وضع کرنا اورایسے سیول جہازوں کومعیار کا حامل ہونے کا سرٹی فیکٹ جاری کرنا(iv) بھارت کے ہوائی اڈوں کا لائسنس
جاری کرنا (v) فضائی حادثوں کی تحقیقات کرنا (vi) بیرونی ملکوں کے ساتھ دوطرفہ ہوائی خدمات معاہدے پرعمل آوری
(vii) ہوائی ٹرانسپورٹ سے متعلق امور پرمشورے دینا(viii) ہوابازی کا قانون بنانا (ix) بھارت میں فلائنگ اورگلائیڈنگ
کلبوں کی تربیتی سرگرمیوں کی نگرانی(x) ہلکے جہازوں اورگلائیڈوں کا فروغ(xi) جہاز کوٹائپ کا سرٹیفکیٹ دینا۔(xii) پائلٹوں،
جہاز کا رکھ رکھاؤ کرنے والے انجینئروں اور فلائٹ انجینئروں کولائسنس فراہم کرنا۔ ڈائرکٹر جنرل برائے شہری ہوابازی بین ا
لاقوامی شہری ہوابازی تنظیم کے ساتھ تمام ریگولیٹری کاموں میں تال میل قائم رکھتی ہے۔

شہری ہوابازی سلامتی کا بیورو

شہری ہوابازی کا سلامتی بیورو(بی سی اے ایس) شہری ہوابازی کے تمام سلامتی امور پر ایک بنیادی اور بااختیار ادارہ ہے۔
یہ ادارہ بھارت میں سیول پروازوں میں جہاز پرسوار ہونے سے قبل سلامتی اورانسداد تخریب کاری اقدام کے معیار وضع کرتی ہے
اوران اقوام پرعمل درآمد کا جائزہ لینے کی غرض سے اچانک معائنوں اورای چیکنگ کا اہتمام بھی کرتا ہے۔بی سی اے ایس مستقل

بنیاد پر ہوابازی سلامتی کی تربیت بھی دیتا ہے۔ اس کے چار ریجنل دفاتر ہیں جو ممبئی، دہلی، کلکتہ اور چنئی میں ہیں۔ ہر ریجنل دفتر میں بم کا پتہ لگانے اور اس کو ناکارہ بنانے کا عملہ بھی موجود رہتا ہے۔ اس بیورو کا دھماکہ خیز مادہ کا پتہ لگانے والے تربیت یافتہ کتوں کا ایک نجی اسکوڈ بھی ہے جس کی خدمات دہلی، ممبئی، کلکتہ اور مدراس کے بین الاقوامی ہوائی اڈوں اور سری نگر ہوائی اڈے پر ہروقت دستیاب رہتا ہے۔ تربیت یافتہ کتوں کا یہ اسکوڈ ہوائی اڈوں کو بم سے اڑا دینے کی دھمکی کا پتہ لگانے میں بھی معاون ہوتا ہے۔ اور اس میدان میں ان کتوں کو مہارت حاصل ہے۔ بیورو نے جہاز کا اغوا اور جہاز کو بم سے اڑا دینے کی دھمکی جیسی سنگین صورت حال سے نپٹنے کے لئے ایک موثر طریقہ کار وضع کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔

ایئر پورٹس اتھارٹی آف انڈیا

ایئر پورٹ اتھارٹی آف انڈیا یکم اپریل 1995 کو بین الاقوامی ایئر پورٹ اتھارٹی آف انڈیا اور نیشنل ایئر پورٹ اتھارٹی کے انضمام کے بعد وجود میں آئی تھی۔ اس نئے ادارے کی ذمہ داریوں میں محفوظ اور موثر ہوائی ٹریفک، اور بھارت کے فضائی علاقے میں ایئر ٹریفک کے موثر کنٹرول کے لئے فضائی مواصلاتی خدمات کی فراہمی شامل ہے۔ اتھارٹی پانچ بین الاقوامی ہوائی اڈوں سمیت 95 سیول ہوائی اڈوں اور فوجی ہوائی اڈوں پر 27 سیول علاقوں کا بھی انتظام اور دیکھ بھال کرتی ہے۔ یہ علاقائی حدود کے باہر توسیع شدہ پورے بھارتی فضائی علاقے کی دیکھ بھال کرتی ہے جیسا کہ بین الاقوامی شہری ہوابازی تنظیم نے منظور کیا ہے۔

اس کے اہم کاموں میں ہوائی اڈوں پر مواصلاتی سہولتوں اور محفوظ ہوائی ٹریفک خدمات کی فراہمی، رن وے، ٹیکسی وے، ایپرن اور ٹرمنل عمارت کی تعمیر، ترقی اور منصوبہ بندی، ہوائی سلامتی خدمات کی فراہمی دوسری ایجنسیوں کے تعاون سے تلاش اور بچاؤ سہولتوں کی فراہمی شامل ہے۔

اتھارٹی کا الہ آباد میں شہری ہوابازی تربیتی مرکز ہے جہاں ایئر ٹریفک کنٹرول، راڈار اور مواصلات وغیرہ سے متعلق تربیت دی جاتی ہے۔ اتھارٹی کا دہلی میں قومی انسٹی ٹیوٹ برائے ہوابازی انتظامیہ اور تحقیق بھی ہے جہاں ریفریشر کورس اور ہوابازی انتظامیہ کی تربیت کا بندوبست ہے۔ اس کے علاوہ کلکتہ کے قریب نرائن پور میں فائر سروس ٹریننگ اسکول اور نئی دہلی میں فائر ٹریننگ سنٹر بھی قائم کیا گیا ہے جہاں آگ پر قابو پانے اور راحت کے کاموں کی تربیت دی جاتی ہے۔

ہوائی اڈوں کی نجی کاری

ایئر پورٹ اتھارٹی آف انڈیا کی لمبی مدت کے لئے پٹے پر دے کر ان کی باز تشکیل کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس سے ان کی انتظامی صلاحیت میں بہتری پیدا ہوگی، ان میں فراہم خدمات رسہولتیں بین الاقوامی معیار کی بنیں گی اور ان میں نجی سیکٹر سے پونجی سرمائے میں اضافہ ہوگا۔ حکومت نے نجی سیکٹر کی حصہ داری سے بنگلور، حیدرآباد، اور گوا میں نئے ہوائی اڈوں کے قیام کی تجاویز کو بھی منظوری دے دی ہے۔ بنگلور، حیدرآباد، احمد آباد، گوا، امرتسر، گوہاٹی، ندبھیری میں واقع نئے کوچین ہوائی اڈوں کو بین الاقوامی ہوائی اڈے کے طور پر اعلانیہ جاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

ہوائی خدمات

31 مئی 1999 کو بھارت کے 96 ملکوں کے ساتھ باہمی ہوائی خدمات کے معاہدے تھے۔ ایئر انڈیا کے پاس 26 جہازوں کا بیڑہ ہے ان میں سات B-724-200 دو B-747-300 تین B-747-4007-747-300 اور آٹھ A300-B4

A310-300 جہازوں پر مشتمل ہے۔

انڈین ایئر لائنس اندرون ملک پروازوں میں سرفہرست ہے۔ یہ چودہ ملکوں مثلاً پاکستان ، مالدیپ ،سری لنکا،ملیشیا،
کویت ، بنگلہ دیش،تھائی لینڈ ،سنگاپور،متحدہ عرب امارات ،عمان،میانمار،قطر اور بحرین کو بھی ہوائی خدمات فراہم کرتی ہے۔ یہ
76 مقامات کے لئے ہوائی پروازوں کا بندوبست کرتی ہے جن میں (16) غیر ممالک بھی شامل ہیں۔ (بشمول الائنس ایئر)
انڈین ایئر لائنس کے پاس گیارہ A-300 تیس A-320 بارہ B-737 اور تین D 228 جہاز ہیں۔ سب کے سب بوئنگ 737
جہاز اس کی ذیلی کمپنی الائنس ایئر چلاتی ہے۔

پون ہنس ہیلی کاپٹرس لمیٹڈ 33 جدید ترین ہیلی کاپٹروں کی خدمات فراہم کرتی ہے اور رکھ رکھاؤ کرتی ہے۔ کمپنی کے مختلف
سائز اور اقسام کے ہیلی کاپٹروں کا بیڑہ ہے جو الگ الگ طرح سے گاہکوں کی مانگ پوری کرتا ہے۔

اس میں تین سیٹ والے آر۔ 44، 5.6 سیٹ والے بیلو 206، ایل 4 وبل، 407، 11 سیٹ والے ڈافن اور 26 سیٹ
والے ایم آئی۔ 172 ہیلی کاپٹر شامل ہیں۔ 2000-1999 میں کمپنی کے ہیلی کاپٹروں نے تقریباً 18,000 گھنٹوں کی اڑان
بھری اور اس سال جولائی تک وہ 2,50,000 گھنٹوں کی اڑان بھر چکے تھے۔

اندرا گاندھی راشٹریہ اُڑان اکاڈمی

اندرا گاندھی راشٹریہ اڑان اکاڈمی جو فرصت گنج (یوپی) میں قائم ہے وزارت کے تحت ایک خودمختار ادارہ ہے یہ اکاڈمی
کمرشیل پائلٹوں کے لئے قائم کی گئی تھی تاکہ انہیں پرواز اور زمینی تربیت کے اعلا معیار کے حصول کے مواقع فراہم کئے جاسکیں۔
یہ اکاڈمی موثر فلائنگ اور گراؤنڈ تربیت دینے کے لئے جدید ترین تربیت دینے والے جہازوں، کمپیوٹر پر مبنی تربیتی نظام، نوتعمیر رن
وے، مصنوعی پروازوں، اور سمعی اور بصری تربیتی آلات وغیرہ سے لیس ہے۔ پرواز کی تربیت ٹرینڈاڈ T.B-20 سنگل انجن،
کنگ ایئر C-90A دوہرے انجن جہاز سے دی جاتی ہے۔ اکاڈمی اب تک 328 فکس ڈونگ (FixedWing) پائلٹوں اور
20 روٹری وینگ (Rotary Wing) پائلٹوں کو تربیت دے چکی ہے۔ مختلف تنظیموں کے 146 افراد کو مظاہرہ کی پرواز کی
ریفرشر تربیت دی گئی ہے۔

تحقیق اور ترقی

تحقیق اور ترقی کی ڈائرکٹر (ڈی جی سی اے) کی ذمہ داریوں میں جہازوں، انجنوں اور دوسرے آلات کے ٹائپ کا
سرٹیفکشن ،شہری ہوابازی کے جہازوں کی مرمت اسکیم اور تبدیلی کی منظوری ملک میں بنے جہازوں کے سازوسامان اور آلات
کی جانچ ، ناکارہ جہازوں، کل پرزوں کی سائنسی لیباریٹری میں جانچ، گلائڈر اور ہلکے تربیتی جہازوں وغیرہ کی ڈیزائن اور ترقی،
ایندھن کے نمونوں کی جانچ ، جہاز چلانے کے اخراجات میں کفایت شعاری اور جہازوں کی کارکردگی کا جائزہ شامل ہے۔

سیاحت

سیاحت روزگار کے مواقع فراہم کرنے، غریبی کو کم کرنے اور انسانی ترقی کے وسیلے کے طور پر ابھر کر سامنے آئی ہے۔
99-1998 کے دوران سیاحت زمرہ میں براہ راست روزگار پانے والوں کی تعداد 1.48 کروڑ تھی اور سیاحت کی وجہ سے
روزگار۔ پانے والوں کی تعداد 3.49 کروڑ تھی۔ سیاحت نہ صرف قومی یک جہتی اور بین الاقوامی مفاہمت کو فروغ دیتی ہے بلکہ
مقامی دستکاری اور ثقافتی سرگرمیوں میں بھی معاون ہوتی ہے۔

گزشتہ تین دہائیوں کے دوران بھارت میں سیاحت کو بڑا فروغ حاصل ہوا ہے۔ 1999 کے دوران پاکستانی اور بنگلہ دیشی شہروں سمیت بھارت آنے والے سیاحوں کی تعداد 24,81,928 تھی۔ 1999 میں 13,042 کروڑ روپے کا زرمبادلہ حاصل ہوا۔ اس طرح کہا جاسکتا ہے کہ بھارت میں سیاحت دوسرا زمرہ ہے جو سب سے زیادہ زرمبادلہ کماتا ہے۔

اندرون ملک سیاحت سماجی اور ثقافتی روابط اور قومی یک جہتی کے قومی مقاصد کے حصول میں اہم رول ادا کرتی ہے۔ روزگار کے مواقع فراہم کرنے میں بھی اس کا تعاون بہت زیادہ ہے۔ آمدنی کی سطح میں اضافے اور طاقتور درمیانی درجے کے ابھرنے کے بعد گزشتہ چند برسوں کے دوران ملکی سیاحت میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔ 1999 کے دوران لگ بھگ 17 کروڑ 50 لاکھ ملکی سیاحوں نے اپنی رہائش گاہوں سے دوسرے مقامات کا سفر کیا اور کرایہ دے کر ہوٹلوں وغیرہ میں قیام کیا۔

بھارت میں سیاحت کی ترقی کی رفتار مزید تیز کرنے کی غرض سے نویں پنج سالہ منصوبے میں مندرجہ ذیل باتوں پر خاص توجہ مرکوز کی گئی ہے۔ بنیادی ڈھانچہ کی ترقی، ٹریکنگ، ایڈونچر کھیل کود، وائلڈ لائف، ساحلی رہائش گاہوں کی ترقی، ثقافت میں یکسانیت والے ملکوں اور خطوں میں مارکٹ کی تلاش، قومی ورثہ کے پروجیکٹوں کو قائم رکھنا اور ماحولیاتی تحفظ، بڑی منڈیوں میں تجارتی منصوبے بنانا اور قومی پیکر کو فروغ، مختلف سیاحت مراکز پر سستی رہائش گاہوں کی فراہمی، سرکاری زمرہ کی کارپوریشن میں خدمات، صلاحیت کو بہتر بنانا، ہوائی اڈوں پر سہولت فراہم کرنے والے طریقہ کار کو موثر بنانا، انسانی وسائل کی ترقی، تنظیم کو مضبوط بنایا جائے، بنیادی ڈھانچے کی ترقی میں نجی زمرہ کو شامل کرنا، چونکہ ڈیلیوری نظام ریاستی حکومتوں کے ہاتھوں میں ہے اس لئے ایسے حالات میں بنیادی ڈھانچے کے پروجیکٹ ریاستی حکومتیں ہی مکمل کرتی ہیں۔

تنظیمیں

سیاحت کے فروغ میں مرکز کی جو تنظیمیں ملوث ہیں ان میں سیاحت، انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ٹورزم اور ٹریول مینجمنٹ، قومی کونسل برائے ہوٹل مینجمنٹ کیٹرنگ ٹکنالوجی، انڈیا ٹورزم ڈیولپمنٹ کارپوریشن لمیٹیڈ اور آبی اسپورٹس کا قومی انسٹی ٹیوٹ، وزارت سیاحت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اندرون ملک سیاحت کو ترقی دینے کے لئے پالیسیاں اور پروگرام بنائے اور غیر ملکی سیاحوں کو راغب کرنے کے لئے سیاحت کے بنیادی ڈھانچے، پبلسٹی اور پروموشن، اطلاعات کی فراہمی اور صنعت کے مختلف شعبوں مثلاً ہوٹلوں اور ٹریول ایجنسیوں وغیرہ کو فروغ دینے کے موثر اقدام کرے۔

ملک میں وزارت سیاحت کے 21 اور بیرونی ممالک میں 18 فیلڈ آفس ہیں جو ترقیاتی سرگرمیوں اور پروموشنل سرگرمیوں کو آگے بڑھاتے ہیں۔ غیر ملکی دفاتر بھارت میں سیاحت کو فروغ دینے کی غرض سے سیاحوں اور میڈیا وغیرہ سے مسلسل رابطہ قائم رکھتے ہیں اور بھارت دفاتر سیاحوں کی سہولیات خدمات فراہم کرنے کے علاوہ سیاحت کے بنیادی ڈھانچے کی ترقی میں ریاستی حکومتوں سے تال میل قائم رکھتے ہیں۔ دنیا کے ہر ملک میں ایک انتہائی مقابلہ جاتی مارکیٹ جیسی صورت حال پائی جاتی ہے۔ اس صورت حال کے پیش نظر وزارت سیاحت کے غیر ملکی دفاتر نے غیر معمولی اہمیت حاصل کرلی ہے۔

یہ دفاتر ٹریفک بڑھانے والے عالمی بازار میں وزارت سیاحت کی چوکیاں ہیں جن کا اصل کام مارکیٹ کی ترقی کے لئے حکمت عملی تیار کرنا اور ان پر عمل درآمد کر کے بھارت میں غیر ملکی سیاحوں کی آمد میں اضافہ کرنا ہے۔ غیر ملکوں میں قائم سیاح دفاتر تشہیر اور پبلسٹی کے ذریعہ پروموشن سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں۔ سیاحت سے متعلق اطلاعات فراہم کرتے ہیں اور تجارت اور پریس سے رابطہ قائم رکھتے ہیں۔

انڈین ٹورزم ڈیولپمنٹ کارپوریشن سرکاری زمرہ کا ایک ادارہ ہے جو اکتوبر 1966 میں قائم کیا گیا تھا۔ اس کی ذمہ داریوں

میں ملک کے مختلف حصوں میں سیاحوں کے لئے ٹریولرس لاج، ریسٹورنٹ اور ہوٹل کی تعمیر، انتظام اور مارکٹنگ، ٹرانسپورٹ سہولتوں کی فراہمی، سیاحوں کے لئے پبلسٹی مواد کی تیاری تقسیم اور فروخت، بغیر ڈیوٹی والی دکانوں سمیت خرید وفروخت کی آسانیاں مہیا کرنا اور تفریحی پروگراموں کا اہتمام شامل ہے۔

انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ٹورزم اور ٹریول مینجمنٹ ایک خود مختار ادارہ ہے جو سیاحت ٹریول مینجمنٹ میں تعلیم کا بندوبست کرتا ہے اور سیاحت صنعت میں پیشہ وارانہ طور پر تربیت یافتہ افراد کی مانگ کو پورا کرتا ہے۔ یہ ادارہ ترقیاتی پروگراموں۔ سیمنار اور ورکشاپ کا بھی اہتمام کرتا ہے اس ادارہ نے پوسٹ گریجویٹ سطح پر تعلیم کے لئے کئی یونیورسٹیوں کی مدد بھی کی ہے۔

وزارت سیاحت نے ہوٹلوں، ریسٹورنٹوں اور دوسری سیاحت کی بڑھتی ہوئی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے افرادی قوت کے فروغ کو خاص ترجیح دی ہے۔ اس مقصد کے لئے محکمہ نے ہوٹل مینجمنٹ اور کیٹرنگ ٹکنالوجی کے 21 انسی ٹیوٹ اور فوڈ کرافٹس کے 15 انسٹی ٹیوٹ قائم کیے ہیں۔ یہ ادارے ہوٹل مینجمنٹ اور کیٹرنگ ٹکنالوجی اور اپلائیڈ نیوٹریشن اینڈ کرافٹ کورسز Applied Nutrition and Craft Courses کے میدانوں میں ڈپلوما کورس اور فوڈ اور بیوریج (Beverage) خدمات میں کرافٹ کورس کا اہتمام کرتے ہیں۔ فوڈ کرافٹ انسٹی ٹیوٹ عملے کے افراد کے لئے چھ مہینے سے ایک سال کی مدت کے کرافٹ کورس کا اہتمام کرتے ہیں۔

وزارت سیاحت نے مہم جویانہ سیاحت کو فروغ دینے کی غرض سے گوا میں واٹر اسپورٹس کا قومی انسٹی ٹیوٹ اور گل مرگ میں اسکائنگ اور ماؤنٹینیرنگ 115&M Indian Institute of Sking and Mountaineering, ہندوستان انسٹی ٹیوٹ قائم کیا ہے۔ یہ ادارہ اولی، پٹنی ٹاپ، گلمرگ اور کلو میں مہم جویانہ اسپورٹس کی تعلیم اور تربیت دیتا ہے۔ واٹر اسپورٹس کا قومی انسٹی ٹیوٹ مختلف سرگرمیوں مثلاً کشتی رانی، اسکوبا (Scuba) چھلانگ اور واٹر اسکائنگ کی تعلیم اور تربیت دیتا ہے۔

ہوٹلوں کی سہولت

ہوٹل سیکٹر سیاحت صنعت کا ایک انتہائی اہم جز ہے۔ جو روزگار کے مواقع فراہم کرنے اور زرمبادلہ کمانے کی صلاحیت کا حامل ہے۔ اس سیکٹر کو مزید فعال بنانے کی غرض سے حکومت ٹیکس فوائد اور دوسری ترغیبات فراہم کرتی ہے۔ صنعتی پالیسی نے ہوٹلوں اور سیاحت کے متعلق سرگرمیوں کو ترجیحی صنعت کا درجہ دے دیا ہے۔ نئی معاشی پالیسی کے تحت بیرونی سرمایہ کاری اور اشتراک کی بھی سہولتیں فراہم کی گئی ہیں۔ 51 فیصدی تک غیر ملکی حصص کو خود بخود منظوری حاصل ہو جاتی ہے۔ غیر مقیم ہندوستانیوں کو صدفی صد سرمایہ کاری کی اجازت ہے۔

اسٹار نظام کے تحت ہوٹلوں کی درجہ بندی

وزارت سیاحت نے اسٹار سسٹم کے تحت ہوٹلوں کی درجہ بندی کر دی ہے یہ درجہ بندی ایک ستارہ سے پانچ ستارہ ڈیلکس ہوٹلوں اور ہیریٹیج ہوٹلوں میں کی گئی ہے۔ محکمہ ہر تین برس بعد ہوٹلوں کی از سر نو درجہ بندی کرتا ہے تا کہ وہ مطلوبہ معیار کو برقرار رکھ سکیں۔ ہوٹل اور ریسٹورنٹ منظوری اور درجہ بندی کمیٹی جو اس مقصد کے لئے قائم کی گئی ہے۔ سیاحت کے مرکزی محکمے، ریاستی حکومتوں ہوٹل اور ٹریول صنعت ایسوسی ایشن کے نمائندوں پر مشتمل ہے۔

وزارت سیاحت کی توثیق شدہ فہرست میں 2000 کے اختتام تک توثیق شدہ فہرست میں 11.64 ہوٹل اور ان میں 68,032 کمرے تھے۔ درجہ بندی والے ہوٹلوں میں ایک ستارہ والے 146، دو ستارہ والے 324، تین ستارہ والے 317،

چار ستارہ والے 79، پانچ ستارہ والے 50، پانچ ستارے والے ڈیلکس 55 اور ہیریٹیج زمرہ والے 50 ہوٹل شامل ہیں۔اس کے علاوہ 197 ایسے ہوٹل تھے جن کی کسی درجے میں درجہ بندی نہیں ہو پائی تھی۔

ہیریٹیج ہوٹل

1950 سے قبل تعمیر کی جانے والی حویلیوں، محلوں، قلعوں اور شاندار مکانوں میں قائم کیے جانے والے ہوٹلوں ہیریٹیج ہوٹل کی حیثیت سے درجہ بندی کی گئی ہے۔ چونکہ ان عمارتوں کا ڈھانچہ عہد گزشتہ کے ماحول اور طرز زندگی کی جھلک پیش کرتا ہے۔اور جو سیاحوں میں بھی بہت مقبول ہیں۔اس لئے قدیم تاریخ عمارتوں میں ہوٹلوں کے قیام کی نئی اسکیم کا مقصد کو یقینی بنانا تھا۔ کہ یہ عمارتیں جو ہمارے ورثہ کا سنگ میل ہیں اپنی قدامت اور عوام استعمال سے برباد نہ ہوں اسی کے ساتھ انہیں توثیق شدہ سیکٹر کی املاک میں شامل بھی کرلیا جائے۔اب تک 62 املاک کی ہیریٹیج (Heritage) ہوٹل کی حیثیت سے درجہ بندی کی گئی ہے ان عمارتوں میں کمروں کی مجموعی تعداد 1,916 ہے۔

پئینگ گیسٹ (Paying Guest) رہائشی سہولت

بڑے سیاحت مراکز میں قیام کی سہولتوں میں اضافے کے لئے پینگ گیسٹ اکوموڈیشن اسکیم (Paying GuestAcceommodationScheme) شروع کی گئی ہے۔اب تک 1472 واحدوں کا رجسٹریشن کیا گیا ہے۔اس اسکیم سے وہ مکان مالکان بھی فائدہ اٹھاسکتے ہیں۔جو مطلوبہ معیار کے کمرے کرایہ پر دے سکتے ہیں۔مختلف خطوں میں پئینگ گیسٹ اکوموڈیشن کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں۔محکمہ نے پئینگ گیسٹ کے لئے رہائشی سہولتیں فراہم کرنے والے واحدوں کی ایک ڈائرکٹری بھی شائع کی ہے۔

ٹریول ٹریڈ (Travel Trade)

وزارت سیاحت کا ٹریول ٹریڈ ڈویژن قومی اور بین الاقوامی ٹریول ٹریڈ سے تعاون کرتا ہے اور ٹریول ٹریڈ کے پروموشن کی راہ ہموار کرنے کے لئے مختلف مرکزی محکموں اور ریاستی حکومتوں سے تال میل بھی قائم رکھتا ہے۔یہ ٹریول ٹریڈ ایسوسی ایشنوں مثلاً ٹریول ایجنٹس ایسوسی ایشن آف انڈیا (ٹی اے اے آئی) انڈین ایسوسی ایشن آف ٹور آپریٹرس (آئی اے ٹی او) ٹورسٹ ٹرانسپورٹ آپریٹرس ایسوسی ایشن وغیرہ اور دوسری ایجنسیوں انڈیا کونشن پروموشن بیورو، پیسفک ایشیا ٹریول ایسوسی ایشن وغیرہ سے بھی مل کر کام کرتا ہے۔

وزارت سیاحت نے اپریل 1992 سے ٹریول ایجنٹوں ٹور آپریٹروں اور سیاحت ٹرانسپورٹ آپریٹروں کو منظوری دیئے جانے کے ضوابط کو نرم اور آسان بنادیا ہے۔تاکہ سیاحوں کے لئے ان کی خدمات کو معیاری اور وسیع البنیاد بنایا جاسکے۔اب تک 389 ٹور آپریٹر، 298 ٹریول ایجنٹ اور 240 ٹرانسپورٹ آپریٹر تھے۔اور 2 مہم جو سفر آپریٹروں کی منظوری دی ہے۔مزید سیاحوں کو راغب کرنے کے لئے ہندستان کے لئے چارٹر پروازوں اور ان پروازوں کی اجازت کے نظام کو بھی نرم بنادیا گیا ہے۔ ایک نئی ایئر کنڈیشن ٹرین ''پیلس ان وہیل'' شروع کی گئی ہے۔جو راجستھان میں چلتی ہے۔ایک اور خصوصی ٹرین اور نیٹ ایکسپریس گجرات سیکٹر میں جاری کی گئی ہے۔چند ٹرینیں نجی زمرہ میں شروع کیے جانے کا امکان ہے۔مارچ 1999 کو ملینیم سال میں بھارت کی تلاش کے طور پر منایا گیا ریپبلک ڈے پریڈ میں بھارت کی ثقافتی وراثت کی قابل دید جھانکیاں پیش کی گئیں۔نئی دلی کے پرگتی میدان میں 22 سے 24 جنوری 1999 تک انڈیا ٹورزم ایکسپو اور اپریل 1999 سے مارچ 2000 تک مجوراہو صدی تقاریب سمیت کئی پروگراموں کا انعقاد کیا گیا۔

23۔ مواصلات

شروع میں ہندستان میں ڈاک کا نظام پوری طرح سرکاری مقاصد کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ اور 1837ء میں ڈاک کی
خدمات عام کی گئی تھیں۔ پہلا ڈاک ٹکٹ 1852ء میں کراچی میں جاری کی گیا تھا جو کہ صرف صوبہ سرحد کے لئے جائز تھا۔
ہندستانی ڈاک گھر کو 1854ء میں اس وقت ایک ادارہ کے طور پر تسلیم کیا گیا تھا جب 700 ڈاک خانے عالم وجود میں آچکے تھے۔
تب سے اب تک ڈاک کی خدمات میں ہمہ جہت اضافہ ہوا ہے۔ یہ خدمات انڈین پوسٹ آفس ایکٹ 1898 کے تحت فراہم کی
جاتی ہیں۔ اس قانون کی رو سے اندرون ملک چٹھی رسانی کی تمام خدمات ادا کرنے کے حقوق حاصل ہیں۔

ڈاک کا نظام (پوسٹل نٹ ورک)

ہندستان کا ڈاک کا نظام دنیا کا سب سے بڑا ڈاک کا نظام ہے۔ آج ملک میں 1,54,149 ڈاک خانے ہیں۔ ان میں
سے 1,37,847 ڈاک خانے دیہی علاقوں میں ہیں اور 16,302 ڈاک خانے شہری علاقوں میں ہیں۔ آزادی کے وقت ملک
میں 23,344 ڈاک خانے تھے ان میں سے 19,184 ڈاک خانے دیہی علاقوں میں اور 16,302 ڈاک خانے شہری علاقوں
میں تھے۔ تب سے اب تک ڈاک کے نظام میں پورے سات گنا اضافہ ہو چکا ہے۔

ایکسٹرا محکمہ جاتی ڈاک خانہ جات کی مدد سے ڈاک کی خدمات میں بالخصوص دیہی علاقوں میں ان خدمات کو وسعت حاصل
ہوئی ہے۔ اوسطاً ایک ڈاک خانہ 21.32 مربع کلومیٹر رقبہ اور 5,477 نفوس کی آبادی کا احاطہ کرتا ہے۔ دیہی علاقوں میں محکمہ
ڈاک کے طے کردہ اصولوں کی روشنی میں جن کا تعلق آمدنی اور فاصلہ سے ہے۔ ڈاک خانے کھولے جاتے ہیں۔ پہاڑی،
ریگستانی، اور دور دراز کے علاقوں میں ڈاک خانے کھولنے پر اخراجات کا 85 فیصد بطور سبسڈی حکومت ادا کرتی ہے جب کہ
معمول کے دیہی علاقوں میں دی جانے والی سبسڈی اخراجات کے 66½ فیصد کے مساوی ہوتی ہے۔

ڈاک کا مجموعی نظام چار زمروں کے ڈاکخانوں یعنی ہیڈ ڈاک خانوں، سب پوسٹ آفس، ایکسٹرا محکمہ جاتی سب پوسٹ
آفس اور ایکسٹرا محکمہ جاتی برانچ سب پوسٹ آفس پر مشتمل ہے۔ تمام زمروں کے ڈاک خانوں میں یکساں خدمات فراہم کی جاتی
ہیں۔ جہاں تک ڈلیوری کی خدمات کا تعلق ہے وہ صرف متعینہ ڈاک خانوں تک محدود ہیں۔ جہاں تک نظم ونسق کا تعلق ہے حساب
کے کھاتوں کو برانچ پوسٹ آفس سے درجہ بدرجہ ہیڈ پوسٹ آفس تک لے جایا جاتا ہے۔

ڈاک کا نظام (میل سسٹم)

اول درجہ کی ڈاک یعنی پوسٹ کارڈوں، ان لینڈ لیٹر، اور لفافوں کو کسی سرچارج کے بغیر ان مقامات کے درمیان ہوائی جہاز
سے لے جایا جاتا ہے جہاں فضائی خدمات موجود ہیں جب کہ دوسرے درجہ کی ڈاک یعنی کتابوں کے پیکٹ، رجسٹرڈ اخبارات و
رسائل زمینی راستوں سے یعنی ٹرینوں، بسوں اور دیگر طریقوں سے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جائی جاتی ہے۔

محکمہ ڈاک نے 99-1998 نے لگ بھگ 1,576.70 کروڑ ڈاک سے بھیجی جانے والی چیزوں کو ایک جگہ سے دوسری

جگہ تک پہنچایا۔ اس میں سے 1,357.59 کروڑ چیزیں اول درجہ کی ڈاک کے زمرہ کی تھیں جو کہ گھریلو ڈاک اور سرکاری و کاروباری خط و کی تعداد 1,549.83 کروڑ تھی اس سے دیہی ڈاک 599.92 کروڑ اور شہری ڈاک 950.31 کروڑ تھی 1998-99ء میں رجسٹرڈ ڈاک کی کتابت پر مشتمل تھی جب کہ دوسرے درجہ ڈاک 219.06 کروڑ چیزوں پر مشتمل تھی۔ 1998-99 کے دوران غیر رجسٹرڈ ڈاک کی تعداد 26.82 کروڑ تھی۔ اس کے علاوہ محکمہ ہذا نے 10.91 کروڑ منی آرڈر بھی تک پہنچائے جن کی مجموعی رقم 4,829.86 کروڑ روپے تھی۔

ڈاک کی ترسیل میں بہتری

صارفین کی زیادہ بہتر طور پر خدمت کرنے کی غرض سے مقامی ڈاک کو غیر مقامی ڈاک سے الگ کر کے اس کی تقسیم کا انتظام کیا گیا ہے۔ غیر مقامی میل کو مزید حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ جیسے گھریلو ڈاک، سرکاری ڈاک، کارپوریٹ ڈاک، اخبارات ورسائل کی ڈاک اور پیکٹ و پارسل۔ یہ تقسیم ڈاک کی تقسیم میں ترجیح کا طریقہ رائج کرنے کے لئے کی گئی ہے۔ فرسٹ کلاس گھریلو اور سرکاری ڈاک کو ترجیحی ڈاک کے زمرے میں رکھا گیا ہے۔

شہروں اور قدرے بڑے قصبات میں مندرجہ ذیل چینل شروع کئے گئے ہیں۔

(اے) راجدھانی چینل۔ یہ چینل 16 مئی 1994ء سے دہلی سے چھ ریاستی راجدھانیوں کو ڈاک کی ترسیل کے لئے شروع کیا گیا تھا۔ باقی ماندہ ریاستی راجدھانیوں کو اگست 1995ء میں اس چینل کے تحت لے آیا گیا تھا۔ راجدھانی چینل اس ڈاک کے سلسلہ میں خدمت انجام دیتا ہے جو ریاستی راجدھانیوں کے لئے ہوتی ہے بشرطیکہ ان پر پن کوڈ لکھے ہوں۔ اس طرح کے خطوط کے لئے پیلے رنگ کے لیٹر بکس لگائے گئے ہیں۔

(بی) میٹرو چینل۔ یہ چینل میٹرو شہروں بنگلور، کلکتہ، چنئی، دہلی، حیدرآباد، اور ممبئی کے درمیان اس ڈاک کی ترسیل کے لئے 2 اپریل 1994 کو شروع کیا گیا تھا جس پر پن کوڈ بھی درج ہو۔ ان شہروں میں اس زمرہ کی ڈاک کے لئے ہلکے نیلے رنگ کے لیٹر بکس لگائے گئے ہیں۔ ایک حالیہ جائزے کی روشنی میں اب ان خطوط کو بھی اس چینل میں شامل کیا گیا ہے جن پر پن کوڈ نہ لکھا ہو۔

(سی) گرین چینل۔ اس نظام کے ذریعہ بڑے شہروں میں مقامی ڈاک کی سرعت کے ساتھ ترسیل کے لئے خصوصی انتظامات ہیں۔ کسی بھی شہر کی فرسٹ کلاس ڈاک، اسے سپرد ڈاک کئے جانے کے دوسرے ہی دن مکتوب الیہ کو پہنچا دیا جاتا ہے۔ مقامی ڈاک کے لئے مخصوص ڈاک خانوں میں ہرے رنگ کے لیٹر بکس لگا دئے گئے ہیں۔ اس چینل کے قیام کا مقصد مقامی ڈاک کو الگ رکھ کر جلد از جلد چھانٹ لیا جائے اور مکتوب الیہ تک پہنچا دیا جائے۔

(ڈی) کاروباری چینل۔ بزنس (کاروباری) چینل کی ڈاک اول درجہ کے ان غیر رجسٹرڈ خطوط پر مشتمل ہے جو کارپوریٹ ادارے، جن میں سرکاری اور نیم سرکاری ادارے بھی شامل ہیں کی متعینہ یونٹ آفس یا ڈاک گھر میں قائم کئے گئے مخصوص کاؤنٹر پر دئے جاتے ہیں۔ اگر ایک ہی وقت میں 2,000 سے زیادہ خطوط ہیں تو کسٹمر کے لئے ضروری ہے کہ وہ پہلے ان کو چھانٹ دے اس چینل کو یکم جولائی 1994ء کو شروع کیا گیا تھا تاکہ ڈاک جمع نہ ہو اور گھریلو ڈاک کی ترسیل میں تاخیر نہ ہو۔

(ای) پیپر لوڈیکل (اخبارات) چینل۔ اس چینل کا مقصد اخبارات اور رسائل کی جلد از جلد ترسیل کی ضمانت دینا ہے کیونکہ ان کا تعلق وقت سے ہوتا ہے۔ اور انہیں بڑی تعداد میں حوالہ ڈاک کیا جاتا ہے۔ یہ چینل میٹرو شہروں اور ان بڑے شہروں میں کام کر رہے ہیں جہاں اس طرح کی ڈاک کی بھاری تعداد وصول کی جاتی ہے۔

(الف) کثیر تعداد ڈاک چینل۔ رجسٹرڈ ڈاک کی 250 سے زائد یا غیر رجسٹرڈ ڈاک کی 2,000 ہزار اشیا کی پوسٹنگ کو (بلک) کثیر تعداد ڈاک چینل کہا جاتا ہے۔ اس طرح کی ڈاک کو لازماً پہلے چھانٹ لیا جاتا ہے۔ ملک میں ایسے مخصوص ڈاک خانے ہیں جہاں بڑی تعداد میں ایسی ڈاک وصول کی جاتی ہے۔ ان ڈاک خانوں کو کارپوریٹ ڈاک خانے کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

ڈاک کی ترسیل کی جدید کاری اور پروسسنگ

خودکار چھٹائی مشین

چھانٹنے کی خودکار مشینیں۔ میٹرو شہروں کے ڈاک نظام کو چاق و چوبند بنانے کی غرض سے ہر میٹرو شہر میں ڈاک چھانٹنے کی خودکار مشینیں لگائی جا رہی ہیں۔ ایسی دو مشینیں ممبئی اور چنئی میں نصب کی جا چکی ہیں ایک مشین کی مدد سے ہر روز 5 لاکھ خطوط کو چھانٹا جا سکتا۔ 2000-2001 کے دوران کلکتہ میں ایسی ایک اور مشین لگانے کی تجویز ہے۔ جب کہ دہلی، کلکتہ، اور بنگلور میں نویں پنچ سالہ منصوبے میں یہ مشینیں لگائی جائیں گی۔

منی آرڈر

منی آرڈر سروس کا آغاز 1880 میں ہوا تھا۔ اس اسکیم کے تحت پر منی آرڈر کے ذریعہ 5 ہزار روپے تک بھیجے جا سکتے ہیں۔ 1997-98 کے دوران 11 کروڑ 16 لاکھ منی آرڈر فارم کے ذریعہ 4,101.77 روپے کی رقم بھیجی گئی۔

سیٹیلائٹ منی آرڈر

منی آرڈر کی سرعت سے ترسیل کو یقینی بنانے کے لئے ملک میں بہت سے مقامات پر سیٹیلائٹ پر مبنی 75 بہت چھوٹے اپرچر (روشندان) ٹرمنلس قائم کئے گئے ہیں۔ بعد میں انہیں ٹیلی فون اور نجی کمپیوٹروں وغیرہ کے ذریعہ 610 توایکسٹنڈیڈ سیٹلائٹ منی آرڈر اسٹیشنوں (ای۔ ایس۔ ایچ۔ یو) سے مربوط کر دیا جاتا ہے۔ اس نظام کے تحت ہر مہینے 10.5 لاکھ سے زیادہ منی آرڈروں کی ترسیل ہوتی ہے۔ اکتوبر 2000 تک موجودہ نٹ ورک 62 دیگر مقاموں تک بڑھانے کا کام کے مکمل ہو جانے کا امکان ہے۔ تب تقریباً سارے منی آرڈر کی آمد و رفت وی۔ سی نٹ ورک کے ذریعہ ہو جائے گا۔ 266 نئے اکسڈنڈیڈ سیٹلائٹ منی آرڈر اسٹیشن بھی قائم کئے جا رہے ہیں۔

جدید کاری اور کمپیوٹر پر مبنی مشینیں

31 مارچ 2000 تک ملک کے 1,406 اہم ڈاک گھروں کی جدید کاری کی جا چکی ہے۔ موثر خدمات فراہم کرنے کی غرض سے ملک کے 1,300 ڈاک گھروں 6,257 میں کمپیوٹر پر مبنی مشینیں نصب کی گئی ہیں۔ دہلی کا پارلیمنٹ اسٹریٹ ہیڈ پوسٹ آفس مکمل طور پر کمپیوٹر نظام کے تحت کام کر رہا ہے۔ اس میں سارا نظام مربوط نظام پر مبنی ہے جسکے نتیجے میں صارفین خدمات زیادہ موثر جدید اور حساس ہو گئی ہیں۔

پریمیم پروڈکٹس

یکم فروری 1996 کو بزنس ترقیاتی ڈائرکٹریٹ کا قیام عمل میں لایا گیا تھا۔ اس کا مقصد مخصوص زمرہ کے گاہکوں کی

ضروریات کو پورا کرنے کے لئے مارکٹنگ اور پریمیم خدمات کوفروغ دینا تھا۔محکمہ کی پریمیم پروڈکٹس حسب ذیل ہیں (i) اسپیڈ پوسٹ۔اسپیڈ پوسٹ سروس یکم اگست 1986 کوشروع کی گئی تھی۔اس سروس کے تحت ایک مقررہ وقت کے اندرڈاک ڈیلیور کردی جاتی ہے ایسا نہ ہونے کی صورت میں جملہ اخراجات کا ہرجانہ ادا کردیا جاتا ہے۔اسپیڈ پوسٹ کا جال میں 100 قومی 494 ریاستی اسپیڈ پوسٹ مراکز اور 97 دیگر ممالک شامل ہیں۔

مستقل گاہکوں کی سہولت کے لئے ٹھیکہ جاتی اسپیڈ پوسٹ کے نظام بھی قائم کی گیا ہے ڈاگ گھر تک مفت لے جانے کی خدمات (فری پک اپ) بعد میں ادا کرنے کی خدمات (پک ناو پے لیٹر اسکیم) دستیاب ہیں 2000-1999 میں اسپیڈ پوسٹ کے تحت 313 لاکھ اشیاء پہونچائی گئی جس سے حاصل آمدنی پچھلے سال کے مقابلے 38 فی صد زیادہ ہے (ii) ایکسپریس پارسل سروس: ایکسپریس پارسل سروس چند تبدیلیوں کے بعد یکم مارچ 1999 کو دوبارہ شروع کی گئی اس کا ایک خاص مقصد یہ تھا کہ پارسل کو مقررہ مدت کے اندر اس کے جانے والے تک پہنچادیا جائے۔اس سروس کی دوسری خصوصیات میں گھر پر ڈیلوری۔فاصلے کے مطابق محصول، 35 کلوگرام تک وزن کا پارسل، ڈیلیوری کی ضمانت اور 50 ہزار روپے تک کی مالیت کی وی پی پی سروس شامل ہے۔ملک کے ان (100) شہروں میں ایکسپریس پارسل بک کئے جاسکتے ہیں جہاں قومی اسپیڈ پوسٹ مراکز دستیاب ہیں۔

(iii) بزنس پوسٹ۔بھاری مقدار میں ڈاک بھیجنے والوں کی خاص ضرورت کو پورا کرنے کے لئے محکمہ بزنس پوسٹ خدمات یکم جنوری 1997 کوشروع کیں۔اس کے تحت ڈاک سے قبل کے سبھی خدمات، جسے اکٹھا کرنا، ڈالنا، لفافہ بند کرنا اور چھٹنی کرنا وغیرہ صارفین کو مہیا کرائی جاتی ہیں۔یہ خدمات ملک کے 42 شہروں کے دفاتر میں دستیاب ہے۔ان دفاتر کو، بزنس پوسٹ سینٹر کہا جاتا ہے۔2000-1999 کے دوران اس خدمات سے 84.92 کروڑ روپے کی آمدنی ہوئی جب کہ 21.67 کروڑ اشیاء پر کام کیا گیا۔چنئی، دلی، ممبئی اور پونے کے بزنس پوسٹ سنٹر میں ڈسک ٹاپ انسرٹنگ سسٹم لگایا گیا ہے۔

(iv) میڈیا پوسٹ: میڈیا پوسٹ کے ذریعہ محکمہ کارپوریٹ اور سرکاری اداروں کو ممکنہ صارفین تک پہونچنے میں مدد کا انوکھا میڈیہ طریقہ فراہم کرتا ہے۔مندرجہ ذیل میں کسی بھی برانڈنگ ایکسرسائز کا فائدہ صارفین اٹھاسکتے ہیں۔(ا) پوسٹ کارڈ ان لینڈ لیٹر، ہوائی ڈاک خطوط اور دیگر ڈاک مواد پر تشہیر اور (ب) لیٹر بکس میں جگہ کو اسپانسر کرنے کا تبادل۔محکمہ 2000-1999 میں میڈیا پوسٹ سے 5.78 کروڑ روپے کی آمدنی ہوئی۔

(v) سیٹلائٹ پوسٹ۔سٹیلائٹ پوسٹ کے تحت صارفین کو الکٹرانک میل کے ذریعہ ڈاک بھیجنے کی سہولت فراہم کرائی جاتی ہے۔کمپیوٹر نٹ ورک کے ذریعہ وی۔سیٹ کے ذریعہ پیغام بھیجے جاتے ہیں اور صارفین کو اسپیڈ پوسٹ کے ذریعہ مہیا کرائی جاتی ہیں۔سٹیلائٹ پوسٹ نٹ ورک کے ذریعہ بھارت 175 اہم شہروں کو جوڑا گیا ہے۔(vi) ریٹیل پوسٹ: ڈاک گھروں کے وسیع نٹ ورک کے ذریعہ کمیشن کی بنیاد پر بھارتی ڈاک بجلی کے بل، ٹیلیفون بل، پانی کے بل، امتحانات کی فیس اور دیگر خدمات ریٹیل سطح پر مہیا کراتی ہے۔

پوسٹ شاپس

ملک کے چند اہم ڈاک گھروں کے احاطے میں پوسٹ شاپس کھولنے کی اسکیم 95-1994 میں شروع کی گئی تھی۔ان پوسٹ شاپس میں اسٹیشنری، تہنیتی کارڈ اور چھوٹے تحفوں جیسی اشیا فروخت ہوتی ہیں۔اس وقت ملک کے مختلف ڈاک گھروں میں ایسی (26) پوسٹ شاپس ہیں۔

ڈاک ٹکٹ جمع کرنا

محکمہ کی جانب سے وقتاً فوقتاً خصوصی یادگاری ڈاک ٹکٹ بھی جاری کیے جاتے ہیں جن کے ذریعہ ملک کے قدرتی اور ثقافتی ورثے کو اجاگر کیا جاتا ہے۔ دنیا بھر میں ڈاک ٹکٹ جمع کرنے اور ان کا مطالعہ کرنے والوں میں ہندستان کے خصوصی ڈاک ٹکٹوں کو بڑی مقبولیت حاصل ہے۔ محکمہ ان لینڈ لیٹر کارڈوں، پوسٹ کارڈوں، لفافوں، ایروگرام، اور رجسٹری لفافوں جیسی ضروری اسٹیشنری بھی فراہم کرتا ہے۔ ان کی طباعت انڈیا سیکیوریٹی پریس ناسک اور سیکوریٹی پرنٹنگ پریس حیدرآباد میں ہوتی ہے۔ محکمہ جدید ٹکنالوجی کا استعمال کرنے اور ضروری صلاحیت رکھنے والے نجی پرنٹروں کو بھی ٹاک ٹکنیں اور ڈاک مواد چھاپنے کا کام دینے لگا ہے۔

محکمہ نے 1999 کے دوران (62) خصوصی ڈاک ٹکٹ جاری کیے جن سے محکمہ کو 20.6 کروڑ روپے کی آمدنی ہوئی۔ ان ٹکٹوں کی فروخت (54) فلاٹیلک بیوراکس اور 205 فلاٹیلک کاؤنٹروں پر ہوتی ہے۔

بین الاقوامی ڈاک

ہندستان 1876 سے یونیورسل پوسٹل یونین کا اور 1964 سے ایشیائی پیسفک پوسٹل (اے۔ پی۔ یو) یونین کا رکن ہے۔ دونوں تنظیمیں ممبر ملکوں کے درمیان نہ صرف تال میل رکھتی ہیں بلکہ ڈاک نظام کو فروغ دینے میں تعاون بھی کرتی ہیں۔ ہندستان زمینی اور ہوائی ڈاک کے ذریعہ لگ بھگ دوسو ملکوں سے خطوط و رسائل وغیرہ کا تبادلہ کرتا ہے۔ ڈاک نظام کے معیار کو بہتر بنانے کی غرض سے ہندستان نے جرمنی، انگلینڈ، سنگاپور اور امریکا کے لئے سرفیس ائرلفٹیڈ (SAL) ڈاک سروس شروع کی ہے۔ صرف پارسل بھیجنے کے لئے اس سہولت کی مزید (19) ملکوں تک توسیع کر دی گئی ہے۔ اس سہولت کے ذریعہ زمینی ڈاک کو کم خرچ پر ہوائی جہازوں سے پہنچایا جاتا ہے جس سے سروس میں بہتری ہوتی ہے

منتخب ممالک سے منی آرڈر یا پوسٹل آرڈر کے ذریعہ (رقوم) ہندستان بھیجی جاسکتی ہیں۔ کل 29 ممالک سے بھارت میں منی آرڈر سے رقوم بھیجی جاسکتی ہیں۔ نیپال اور بھوٹان کے ساتھ ہندستان نے دوطرفہ منی آرڈر سروس نظام شروع کر رکھا ہے۔ یعنی نیپال اور بھوٹان سے رقوم ہندستان بھیجی جاسکتی ہیں اور ان دونوں ملکوں کو ہندستان سے رقوم بھیجی جاسکتی ہیں۔ باقی 27 ملکوں سے صرف منی آرڈر حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ برطانوی پوسٹل آرڈر اور آئرش پوسٹل آرڈر کو ہندستان کے منتخب ڈاک گھروں میں جمع کر کے رقم حاصل کی جاسکتی ہے۔

برآمدات اور درآمدات کے امور میں آسانی پیدا کرنے کی غرض سے ممبئی، کلکتہ، چنئی اور نئی دہلی میں زرمبادلہ کے غیر ملکی پرنسپل دفاتر قائم ہیں۔ ان کے علاوہ احمدآباد، بنگلور، جے پور، کوچین اور سری نگر میں پانچ ذیلی غیر ملکی ڈاک گھر بھی کھول دیے گئے ہیں۔ بنارس، کانپور، سورت، نوئیڈا، آگرہ میں بھی برآمد کنندگان اور سیاحوں کی سہولت کے لئے ایکسپورٹ ایکسٹنشن کاؤنٹر قائم کیے گئے ہیں۔

کام کرنے والی ایجنسیاں

پوسٹ آفس سیونگ بینک

پوسٹ آفس سیونگ بینک ملک کا سب سے بڑا بچت بینک ہے اور لگ بھگ 1,50,389 ڈاک گھروں میں سیونگ بینک

کھاتے کھلے ہوئے ہیں ۔ مارچ 2000 تک قومی بچت اسکیموں کے تحت 182,205 کروڑ روپے جمع تھے۔ ان میں ڈاک خانوں میں پبلک پراویڈنٹ فنڈ کی رقم شامل نہیں ہے۔ 2000-1999 کے دوران پوسٹ آفس بچت بینک کھاتوں میں 30,247 روپے جمع کئے گئے ۔ ملک کے 388 ہیڈ ڈاک گھروں میں بچت بینک کھاتوں کو کمپیوٹر نظام کے تحت لایا گیا ہے۔ 31 مارچ 2000ء کو PPF (پبلک پروونڈنٹ فنڈ) میں کل جمع رقم 4,454 کروڑ روپے تھی۔ بچت کل جمع رقم 30,247 کروڑ تھی۔

پوسٹل زندگی بیمہ

پوسٹل لائف انشورنس (PLI) ڈاک ملازمین کے لئے 1884 میں شروع کیا گیا تھا۔ رفتہ رفتہ یہ سہولت مرکزی اور ریاستی ملازمین، مرکزی اور ریاستی سطح کے سرکاری کارخانوں کے ملازمین یونیورسٹی اور امداد پانے والے تعلیمی اداروں کے ملازمین اور قومی ملکیت کے بینکوں کے ملازمین کو فراہم کردی گئی ۔ پوسٹل لائف انشورنس کے تحت پانچ انشورنس اسکیم چلائی جاتی ہیں ۔ سرکشا، سودھا، سنتوش، سومنگل اور ریگل سرکشا۔ یکم اگست 1997 کو یگل سرکشا (مشترکہ لائف انڈاؤمنٹ انشورنس اسکیم) شروع کی گئی ۔ یہ اسکیم صرف شادی شدہ جوڑوں کے لئے مخصوص ہے۔ دونوں کو صرف الگ الگ نہیں بلکہ ایک پریمیم ادا کرنا ہوتا ہے۔ دونوں میں سے اگر کوئی ایک فوت ہو جاتا ہے تو دوسرے کو بیمہ کی پوری رقم ادا کردی جاتی ہے۔

سماج کے کمزور طبقات اور دیہی عوام کو کم پریمیم پر بیمہ کی سہولت فراہم کرنے کی غرض سے 24 مارچ 1995 کو دیہی پوسٹل زندگی بیمہ اسکیم شروع کی گئی تھی ۔ اس کے علاوہ ایک دس سالہ دیہی پوسٹل لائف انشورنس (PLI) اسکیم بھی شروع کی گئی تھی ۔ اس اسکیم میں بیمہ کرانے والے کو یہ سہولت بھی دی گئی ہے کہ اگر قدرتی آفات کی وجہ سے وہ اپنا پریمیم وقت پر ادا نہ کرسکے تو بارہ ہفتے تک بقایا پریمیم پر سود وصول نہیں کیا جاتا۔

چیف پوسٹ ماسٹرس جنرل کے دفاتر کی پی ایل آئی (PLI) برانچ میں سارا کام کاج کمپیوٹر کا ذریعہ ہوتا ہے۔ بعض مقامات پر دیہی ڈاک بیمہ اسکیم کو لامرکزی بنانے کا کام شروع کردیا گیا ہے۔ 2000-1999 کے دوران 1,58,708 پالیسیوں سے 1,338.98 کروڑ روپے کا بیمہ کرایا گیا جب کہ دیہی ڈاک زندگی بیمہ کے تحت 1,51,250 پالیسیوں کی مدد سے 400.70 کروڑ روپے کا بیمہ کیا گیا۔

انسانی وسائل کا فروغ

لگ بھگ 2.92 محکمہ جاتی اور 3.09 لاکھ غیر محکمہ جاتی ملازمین والے اس محکمہ کے پاس ایک ترقی یافتہ تربیتی ڈھانچہ ہے۔ اس میں سرفہرست پوسٹل اسٹاف کالج غازی آباد ہے جو نہ صرف محکمہ ڈاک کے اعلا افسروں کی تربیت اور ترقیاتی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے بلکہ ڈاک کے مختلف پہلوؤں پر ورکشاپ کا بھی اہتمام کرتا ہے۔ دربھنگہ، مدورائی، میسور، سہارنپور، اور بڑودہ میں واقع پوسٹل تربیتی مراکز میں تکنیکی اور نگران عملے کو دوران ملازمت تربیت دی جاتی ہے۔ ان مراکز میں متعلقہ عملے کو کمپیوٹر کے استعمال کی بھی ٹریننگ دی جاتی ہے۔

ٹیلی مواصلات

ٹیلی گرافی اور ٹیلی فون کی ایجادات کے فوراً بعد ہندستان میں ٹیلی مواصلات سروس بھی شروع کردی گئی تھی ۔ کلکتہ اور ڈائمنڈ ہاربر کے درمیان پہلی ٹیلی گراف لائن نے 1851 میں کام کرنا شروع کردیا تھا۔ مارچ 1884 تک، آگرہ سے کلکتہ تک ٹیلی گرافی

کے ذریعہ پیغامات رسانی کا عمل شروع ہوگیا تھا۔ 1900 تک ہندستانی ریلوے میں ٹیلی گراف اور ٹیلی فون کا استعمال ہونے لگا تھا۔ کلکتہ میں 82-1881 میں ٹیلی فون سروس بھی شروع ہوگئی تھی۔ پہلا خودکار ایکسچینج شملہ میں 14-1913 میں قائم ہوا تھا جو سات سو لائنوں پر مشتمل تھا محکمہ ٹیلی مواصلات نے آزادی کے بعد معیار اور مقدار دونوں میں نمایاں ترقی کی ہے۔

ٹیلی فون ایکسچینجوں کی تعداد جو شروع میں تین سو کے آس پاس تھی وہ مارچ 2000 میں بڑھ کر 27,909 ہزار ہوگئی۔ گزشتہ پندرہ برسوں کے دوران عددی الکٹرانک ایکسچینجوں کو استعمال میں لانے کے بعد پورے نیٹ ورک کے معیار میں خاصی بہتری آئی ہے۔ اس وقت ملک کے صد فی صد سے زائد ٹیلی فون ایکسچینج الکٹرانک قسم کے ہیں۔

31 مارچ 2000 کو ہندستان کے پاس ایشیا میں سب سے بڑا ٹیلی کام نیٹ ورک تھا جو لگ بھگ 27,909 ہزار تین سو ٹیلی فون ایکسچینجوں پر مشتمل تھا۔ ان کے لئے 3 کروڑ 27 لاکھ 70 لائنیں کھینچی گئی تھیں اور 2.651 کروڑ ٹیلی فون زیر استعمال ہے۔ طویل فاصلے کا ٹرانسمیشن نیٹ ورک ریڈیو نظام کے 1,69,000 کلومیٹر پر مشتمل ہے۔ جب کہ اپٹیکل فائبر نظام کا راستہ 1,71,300 روٹ کلومیٹر پر مشتمل ہے۔

خودکار آئی ایس ڈی سروس (انٹرنیشنل سبسکرائبر ڈائلنگ) ہر ملک کے لئے دستیاب ہے۔ این ایس ڈی (نیشنل سبسکرائبر ڈائلنگ) سے جڑے اسٹیشنوں کی کل تعداد 21,570 ہے۔ سٹلائٹ مواصلات اور پانی کے نیچے بچھی لائنوں کے استعمال سے بین الاقوامی کی مواصلاتی نظام میں غیر معمولی ترقی ہوئی۔ آواز والی اور بے آواز ٹیلی مواصلات میں اعداد و شمار کا بھیجنا میسائل، موبائل ریڈیو، ریڈیو پیجنگ، لیزڈ لائن خدمات شامل ہیں۔ گھریلو اور کمرشیل صارفین کی مختلف ضرورتوں کو پورا کرتی ہے۔ کمپیوٹر مواصلات خدمت کے عالمی پیمانے کے استعمال کے لئے ڈیڈیکیٹڈ پیکڈ سوئچڈ پبلک ڈیٹا نٹ ورک بھی دستیاب ہے۔ آئی ایس ڈی این خدمات بھی بہت سے شہروں میں دستیاب ہیں۔ ملک کے چھ لاکھ میں سے تین لاکھ 3.74 ہزار مواضعات میں ٹیلی فون کی سہولتیں فراہم کردی گئی ہیں۔

خامیوں پر قابو پانے اور کارکردگی کو مزید بہتر بنانے کے نقطہ نظر سے زیادہ سے زیادہ کمپیوٹر کا استعمال کیا جارہا ہے۔ خرابی کو دور کرنے کے لئے بھی کمپیوٹر نظام کا سہارا لیا جارہا ہے۔ ٹرنک ایکسچینج ڈائرکٹری انکوائری سروس، بل کی تیاری اور کمرشیل خدمات میں کمپیوٹر کا استعمال کیا جانے لگا ہے۔

بنیادی خدمات

حکومت نے نئی ٹیلی کام پالیسی۔ این آئی پی 1999 کا اعلان کردیا ہے اس پالیسی کے تحت متعلقہ افراد کی تعداد اور ان کا انتخاب ایک مقررہ مدت کے اندر (TRAI) کی سفارشات کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ مقررہ سروس فراہم کرنے والوں پر لازم ہوگا کہ وہ محصول کے حصے کی شکل میں ایک مرتبہ داخلہ فیس اور لائسنس فیس ادا کریں۔ نئے آپریٹروں کے لئے داخلہ فیس کی سطح محصول کے حصے کا فیصد اور انتخاب کی بنیاد کا فیصلہ مقررہ مدت کے اندر (TRAI) کی سفارشات پر کیا جائے گا۔

اس پالیسی کے تحت طے شدہ یا مقررہ سروس فراہم کرنے والوں کی تعداد کا تعین منڈی کے کرتا دھرتا کریں گے۔ اس پالیسی کے تحت ایک سہولت یہ دی گئی ہے کہ جن علاقوں میں لائسنس جاری نہیں کئے گئے ہیں ان سروس علاقوں میں پانچ برس تک ایک سے زائد آپریٹر کام کرسکیں گے۔ اس سے قبل 1994 کی قومی ٹیلی کام پالیسی کے تحت بنیادی ٹیلی فون خدمات فراہم کرنے کے لئے چھ ٹیلی کام سرکلس کے لئے چھ کمپنیوں کو لائسنس جاری کئے جاتے تھے۔ ان سرکلس میں آندھرا پردیش، گجرات، مہاراشٹر، مدھیہ پردیش، پنجاب اور راجستھان شامل ہیں۔ مدھیہ پردیش، آندھرا پردیش، اور مہاراشٹر میں پرائیویٹ آپریٹروں کے ذریعہ

بنیادی ٹیلی فون سروس شروع کی گئی ہے دوسرے سرکلس میں بھی یہ سروس جلد شروع کی جائے گی۔نئی ٹیلی کام پالیسی 1999 کے بموجب اس وقت ملک میں نو سرکلس میں جنکے ٹنڈر ہوتا ہے۔پنجاب میں بھی خدمات جلد ہی شروع ہونے کا امکانات ہیں۔

زاید مالیت کی خدمات (ویلیوایڈیڈ سروسز)

نئی ٹیلی کام پالیسی 1999 کے ڈھانچے کے مطابق ٹیلی کام سیکٹر اس طرح کا ہوگا۔سیلولر موبائل خدمات مہیا کرانے والے۔ کیمبل خدمات مہیا کرانے والے اور طے شدہ یا مقررہ کا سروس فراہم کرانے والوں کو مشترکہ طور پر، ایکسس پرووائیڈر، کا نام دیا گیا، ریڈیو پیجنگ خدمات فراہم کرنے والے، عوامی موبائل ریڈیو ٹرینکنگ خدمات مہیا کرنے والے، قومی لمبی دوری کے آپریٹر، بین الاقوامی لمبی دوری کے آپریٹر، دیگر خدمات فراہم کرانے والے سٹیلائیٹ کے ذریعہ بین الاقوامی سطح کی موبائل انفرادی مواصلاتی خدمات (GMPCS) اور VSAT پر مبنی خدمات فراہم کرانے والے نئی پالیسی 1999 کی شرائط کے تحت ویلوریڈڈ سروسز کے دیگر لائسنس جاری کئے جائیں گے۔

نومبر 1994 میں چار میٹروشہروں کلکتہ، چنئی، ممبئی اور دلی کے لئے آٹھ لائسنس جاری کئے گئے اور بقیہ 18 ٹیلی کام خطوں کے لئے دسمبر 1995 کے بعد 18 جگہوں کے ٹیلی کام سروے سرکلوں کے لئے 14 کمپنیوں کو 34 لائسنس جاری کئے گئے۔سبھی میٹروشہروں اور چنندہ شہروں کے 18 سرکلوں کے لئے خدمات شروع کر چکی ہیں۔ملک میں سیلولر فون کے لگ بھگ 20.5 لاکھ صارفین ہیں۔

نئی ٹیلی مواصلات پالیسی کے تحت سیلولر خدمات کے موجودہ لائسنس حاملین کو یکم اگست 1999 سے آمدنی میں شریک ہونے کا نظام اپنانے کی منظوری مل گئی۔حکومت نے لائسنس حاملین کو آمدنی کا 15 فی صد فی الحال لائسنس فیس کے طور پر دینا طے کیا ہے ملک کے مختلف حصوں میں سیلولر موبائل ٹیلی فون خدمات چلانے کے لئے MTNL اور ڈی۔ٹی۔ایس کو لائسنس جاری کئے گئے ہیں۔نئی پالیسی کے تحت سیلولر آپریٹروں کو یہ رعایت دی گئی ہے کہ وہ اپنے دائرہ عمل میں سبھی طرح کی موبائل خدمات جس میں صوتی یا غیر صوتی پیغامات شامل ہیں۔ڈاٹا خدمات اور پی۔سی۔او مہیا کرا سکتے ہیں اس کے لئے سرکٹ یا پیکج سوئچ کے ساتھ کسی طرح کا نٹ ورک آلات استعمال کر سکتے ہیں۔جو کہ بین الاقوامی، ٹیلی کام یونین رٹیلی کام انجینئر نگ مرکز کے معیاروں کو پورا کرتے ہیں۔جموں وکشمیر سرکل (2 مقام) انڈمان ونکوبار سرکل (2 سلاٹ) مغربی بنگال سرکل (ایک سلاٹ) اور آسام (ایک سلاٹ) کے خالی بچے ہوئے سلاٹوں کے کے لئے سیکولر خدمات بھر دی جائیں گی اور ٹی۔آر۔اے۔آئی کی سفارشوں کے بعد ملک کے کئی حصوں میں چوتھے آپریٹر کو لائسنس جاری کیا جائیگا۔

پبلک موبائل ریڈیو ٹرنکڈ خدمات (PMRTS) اس وقت 39 شہروں میں PMRTS چلانے کے لئے 21 کمپنیوں کے ساتھ 87 لائسنس معاہدے کئے گئے ہیں۔20 کمپنیوں کے ذریعہ 30 شہروں میں یہ خدمات شروع کی جا چکی ہیں۔

وائیس میل رآڈیوٹکس خدمات: اس وقت 3 کمپنیوں کو چار شہروں میں چار لائسنس جاری کئے گئے ہیں۔تین کمپنیاں چار شہروں میں خدمات فراہم کر رہی ہیں۔

سٹیلائٹ سروس کے ذریعہ عالمی موبائل نجی کمیونی کیشن:۔مرکزی حکومت نے 26 اگست 1998 کو ملک میں سٹیلائٹ سروس کے ذریعہ عالمی موبائل نجی کمیونی کیشن سروس شروع کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔اس فیصلے کے تحت 49 فیصد غیر ملکی حصص والی ہندستانی کمپنیاں اس کا لائسنس حاصل کر سکیں گی بشرطیکہ وہ سلامتی کے نقطہ نظر سے نجی تجاویز پر عملدرآمد کرنے کی یقین دہانی کرائیں۔

میسرز اریڈیم انڈیا ٹیلکام لمیٹیڈ کو اس سروس کے لئے ایک عبوری لائسنس 28.10-98 دیا گیا ہے۔ لیکن MIS
اریڈیم۔ایل ایل سی امریکا کے ذریعہ سٹیلائٹ کی سہولت نہ مہیا کرا پانے کی وجہ سے 18-3-2000 کو یہ خدمات ٹھپ ہوگئی۔
IMIS اے۔ایس۔سی انٹرپرائز کو ان خدمات کے لئے LOI جاری کیا جا چکا ہے۔شیاما سے سی ای ایس انڈیا پرائیویٹ لمیٹیڈ اور
میرزوی۔ایس۔این۔ایل کے لائسنس کے لئے عرضداشت پر کام کیا جا رہا ہے۔

تربیتی ڈھانچہ

ہندستانی ٹیلی مواصلاتی انتظامیہ نے 4 لاکھ 24 ہزار افراد کو روزگار فراہم کیا ہے اس میں ایم ٹی۔این۔ایل کے ملازمین اور
ٹیلی مواصلات فیکٹریوں کے تکنیکی ملازمین بھی شامل ہیں۔ ٹیلی کام عملے کی صلاحیتوں اور ان کی معلومات میں اضافے کے لئے
تربیتی پروگراموں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔اس وقت ملک میں ٹیلی مواصلات کے 44 تربیتی مراکز ہیں۔ ایڈوانسڈ لیول ٹیلی کام
ٹریننگ سنٹر (ALTTC) غازی آباد اور بھارت رتن بھیم راؤ امبیڈکر انسٹی ٹیوٹ برائے ٹیلی کام ٹریننگ جبلپور ان میں سرفہرست
ہیں۔بقیہ 42 تربیتی مراکز ریجنل، ریاستی اور ضلعی سطح پر قائم کئے گئے ہیں جہاں عملے کو تکنیکی، ٹریفک، انتظامی امور اور مالیاتی زمرہ
میں تربیت دی جاتی ہے۔

غازی آباد میں واقع تربیتی مرکز حکومت نے 1975 این ڈی پی اور آئی ٹی یو کی مدد سے حکومت ہند نے قائم کیا تھا۔اس
مرکز میں حکومت ہند کے پرائمری، ثانوی اور اعلیٰ سطح کے ٹیلی مواصلات انجینئروں اور منتظمین کو ٹیلی مواصلات کی ہائی ٹکنالوجی اور
جدید مینجمنٹ سسٹم کی تربیت دی جاتی ہے۔اس مرکز میں جنوب مشرقی ایشیا اور ESCAP خطے کے ممالک کے سرکاری مندوبین
کو بھی تربیت دی جاتی ہے۔ان ممالک میں مشرق بعید، مشرق وسطی اور افریقہ کے انگریزی زبان والے ممالک بھی شامل ہیں۔
اے۔ایل۔ٹی۔سی غازی آباد تیار تربیتی پروگراموں، تربیت میں کام آنے والی آڈیو ایڈز وں معاون مواد، کمپیوٹر پر مبنی تربیت،
سافٹ ویر تعاون اور تربیت کنندگان کی تربیت کے ذرائع ہیں۔ ہر سال 3 ہزار 5 سو افسروں کو جن میں بیرونی ملکوں کے افراد بھی
شامل ہیں اس مرکز میں تربیت دی جاتی ہے۔

ٹیلی موصلاتی انجینئرنگ سنٹر

ٹیلی مواصلاتی انجینئرنگ سنٹر (TEC) ٹیلی کام کمیشن کا ایک حصہ ہے جس کا صدر دفتر نئی دہلی میں ہے۔اس سنٹر کے رول
اور مقاصد میں متعلقہ ضرورتوں کی معیار بندی اور ترقی، خدمات اور پیداوار، ساز و سامان کی توثیق، نئی ٹکنالوجی کا مطالعہ وغیرہ شامل
ہیں۔

ٹی۔ای۔سی مختلف ٹیلی کام مصنوعات، آلات اور خدمات کے لئے عام، انٹرفیس، خدمات ضرورتوں اور معیاروں کا تعین کرتا
ہے۔ یہ کارروائی ٹی۔ای۔سی کے خصوصی گروپ کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ مصنوعات کے آنے کے بعد ہی ٹی۔ای۔سی کے ذریعہ
منظوری دی جاتی ہے اس کے علاوہ ٹی۔ای۔سی کے ذریعہ لائسنس ہولڈر پرائیویٹ نٹ ورک اور پوائنٹ آف انٹرکنکٹ کی جانچ
اور توثیق بھی کی جاتی ہے۔

یہ مرکز ٹیلی کام کمیشن کو اساسی منصوبوں، ٹکنالوجی منصوبے، ٹکنالوجی جانچ، نئذر جانچ اہم نٹ ورک مسائل، سافٹ ویر
سہولیات اور ٹکنالوجی سافٹ ویر کی جانچ کے لئے مختلف تکنیکی مسائل پر صلاح دیتا ہے۔انفارمیشن ٹکنالوجی سے متعلق سبھی تکنیکی کام
ٹی۔ای۔سی کے ایک ماہرین کمیٹی کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ ٹیلی کام انجینئرنگ مرکز کے ہیڈکوارٹر میں ٹیلی موصالات کے مختلف
شعبوں سے متعلق مہارت پر مبنی محکمہ جات ہیں۔ بنگلور، کلکتہ، دلی، حیدرآباد، اور ممبئی میں واقع علاقائی انجینئرنگ منسٹر لائسنس

حاصل صدہ خدمات نٹ ورکوں کی سفارش اور جانچ کی سہولیات فراہم کرتی ہیں۔ یہ مرکز ٹیلی کام مصنوعات کے فروغ کے لئے صنعتوں سے رابطہ بنائے رکھتے ہیں

ٹیلی کام کوالٹی یقین دہانی ونگ

ٹیلی کام کوالٹی اسیورنشن ونگ کا قیام 1979 میں شروع میں ٹی اینڈ ڈی سرکل کے حصے کے طور پر کیا گیا تھا۔ بعد میں 1986 میں اسے خودمختار ادارے کا درجہ دے دیا گیا۔ اس کا مقصد کوالٹی کا معیار طے کرنا، کوالٹی کو یقین دہانی متعین کرنا اور ٹیلی کام آلات، اور نٹ ورک مصنوعات کی کوالٹی جانچ کے دوران فیکٹریوں میں آرہے مسائل کا حل ڈھونڈنا ہے۔

ٹیلی میٹکس کی ترقی کا مرکز

ٹیلی میٹکس (Telematics) کی ترقی کا مرکز ایک خودمختار رجسٹرڈ سوسائٹی ہے جس کا قیام 1984 میں عمل میں آیا تھا اس کے قیام کا مقصد نئے سوئچنگ نظام کو فروغ دینا تھا۔ اس کے کام کے دائرہ کو 1989 میں وسعت دی گئی تھی تاکہ وہ نظام ترسیل کو مزید بہتر بنانے کے موثر اقدام کر لئے۔ سی۔ ڈاٹ نے کنایتی مصنوعات کے ایک پورے سلسلے کو فروغ دیا گیا جس میں تعمیر صلاحیت اور مضبوطی تھی جس سے وہ ہندوستانی ٹیلی کام سسٹم کے سامنے آنے والے مخالف حالات کو بھی برداشت کر سکے۔ محکمہ ٹیلی مواصلات کے ذریعہ مالی امداد یافتہ سی۔ ڈاٹ کو دیہی ٹیلی مواصلاتی کے میدان میں اس کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔

اس کو ٹیلی کام محکمہ سے پوری امداد فراہم کی جاتی ہے اس وقت دیہی ٹیلی کام نیٹ ورک میں 27,000 ایکسچینج کام کر رہے ہیں شہری اور نیم شہری علاقوں میں استعمال کے لئے 1,500 سے 40,000 لائنوں سے عددی سوئچنگ نظام ڈی ڈاٹ ڈی ایس ایس کو فروغ دیا گیا ہے۔ اس کو سی ڈاٹ، ڈی ایس ایس میکس (خاص خودکار ایکسچینج) کا نام دیا گیا ہے سی۔ ڈاٹ ڈی ایس ایس میکس مصنوعات مقامی، ٹول ٹرانزٹ اور مربوط مقامی اور ٹرانزٹ سوئچوں کے اعلا معیار پر پوری اتری ہیں۔ یہ ایکسچینج ہر گھنٹے 8 لاکھ کالیں نمٹاتے ہیں۔

ان نظاموں کو زیادہ سے زیادہ کارآمد بنانے کی غرض سے مربوط سروس عددی نیٹ ورک (ISDN) اعلیٰ جنٹ نیٹورک سروسز (IN) اور وی 5.1 / 5.2 انٹرفیسیز کا استعمال کیا جاتا ہے۔

ترسیل کے میدان میں C-DOT نے دیہی اور شہری ایکسچینجوں سٹیلائٹ نظام برائے مربوط صوتی اور ڈاٹا مواصلات، عددی ملٹی پلکسر اور اپٹیکل مواصلاتی نظام کو مربوط کرنے کے لئے کم صلاحیت کی عددی وڈیو ٹکنالوجی کو فروغ دیا ہے۔ اس کے علاوہ سی ڈاٹ اپنے مختلف مصنوعات کے ذریعہ 72 صنعتکاروں اور 450 سے زیادہ فروخت کنندگان کو بھی امداد فراہم کر رہا ہے۔ جس کے بدلے وہ ان پیداکاروں کو کل پرزے اور ذیلی نظاموں کے ذریعہ تعاون مہیا کراتا ہے۔ یہ ایک اہم حقیقت ہے۔ سی ڈاٹ (C-DOT) کی مصنوعات ملک کے کونے کونے تک پہنچ چکی ہیں جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس وقت یک کروڑ سی ڈاٹ ایکسچینج کام کر رہے ہیں جو مجموعی نصب شدہ بنیاد کا 30 فیصد ہے سی ڈاٹ کی مصنوعات بنگلہ دیش، نیپال، ویت نام، ایتھوپیا، روس، یوگینڈا، گھانا انگولا، نامبیا، نائیجریا اور یمن کو بھی برآمد کی گئی ہیں۔ سی ڈاٹ ٹکنالوجی کی تفصیل گوشوارہ نمبر 23.1 میں دیکھیں۔

جدول: 23.1 سی ڈاٹ C-DOT ٹکنالوجی

ترقی یافتہ	ترقی کے مراحل میں

مواصلات

کم صلاحیت کے دیہی خودکار
ایکس چینج (250 لائنوں تک)

درمیانہ صلاحیت کے اہم خودکار ایکس چینج (1500 لائنوں تک)

زیادہ صلاحیت والے اہم خودکار
ایکس چینج (1500 سے 40,000 لائنوں تک)

سی سی ایس 7 درمیانہ اور زیادہ صلاحیت کے ایکسچینج پر مبنی
آئی ایس ڈی این والے ایکس زمرے

اعلیٰ جنٹ نیٹ ورک

ریموٹ سوئچنگ درمیانہ اور زیادہ صلاحیت کے
v5.1 انٹرفیکس برائے سی ڈاٹ سوئچ نئی ISDN خدمات

ٹیلی کام مینجمنٹ سنٹر برائے ایکس چینج کا استعمال اور بحالی

نئی ISDN خدمات

600 ایم ایچ زیڈ بینڈ میں 10 چینل عددی یو ایچ ایف نظام

دوسرے اور تیسرے آرڈر عددی ملٹی پلکسر پرزنس
3x10 چینل عددی ملٹی پلکسر

وی ایس اے ٹی سی اور توسیع شدہ سی بینڈ میں

موبائل سٹیلائٹ نظام
(i) آپٹکل ایمپلیفائر سسٹم
(ii) وائرلیس ان لوکل لوپ اور ملٹی ایکس ریڈیو

اے ٹی ایم سوئچ
ٹیلی کام مینجمنٹ نیٹ ورک
نجی مواصلاتی نظام کا فروغ
بائراولانگ صلاحیت
ریموٹ لائن کنسنٹریٹر اور آر۔ ایل سی (زیادہ صلاحیت)

کے سوئچ ایس۔ بی۔ ایم ایکسچینج 4 کے صارفین کی
ضروریات کے لئے انٹرنیٹ ٹیلیفونی گیٹ وے سوئچ
SDH فیملی پروڈکٹس
فائبر ایسیز نظام
کے یو بینڈ میں 64 کے بی پی ایس مربوط صوتی اور ڈاٹا
وی ایس اے ٹی
سی ڈی ایم اے پر مبنی ڈبلیو آئی ایل ایل (براڈ بینڈ) 64
کے بی پی ایس مربوط صوتی اور ڈاٹا
انٹرنیٹ پوائنٹ آف پرزنس
ایس ڈی ایچ فیملی مصنوعات
ٹی ڈی ایم اے پوائنٹ سے ملٹی پوائنٹ ریڈیو اپٹیکل
ایمپلیفائر نظام
8 ایم بی پی ایس اپٹیکل لائین   انٹرنیٹ پوائنٹ آف
ASSL کنکٹیوٹی
وسیو سنگتھ۔
لوکل سوپ اور ملٹی ایکسیز ریڈیو میں وائرلیس
سی بینڈ میں ایم سی پی سی، وی ایس اے ٹی
(آئی این ایس اے ٹی ایم ایس ایس)

(iii)ویب لینتھ ڈویژن ملٹی پلکسنگ (ڈبلو۔ڈی۔ایم)

2.34(iv)ایم بی پی۔سی آپلکس ڈیولپمنٹ

وائرلیس منصوبہ بندی اور تال میل شعبہ

وائرلیس منصوبہ بندی اور تال میل شعبہ، جو 1952 میں قائم کیا گیا تھا قومی ریڈیو ریگولیٹری اتھارٹی ہے۔ یہ ملک میں ریڈیو اسپکٹرم (Spectrum) کے استعمال میں ریگولیشن اور تال میل پر نظر رکھتا ہے۔ یہ شعبہ بین الاقوامی ٹیلی مواصلات یونین کے تمام امور سے متعلق ایک مرکزی ایجنسی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ ٹیلی مواصلات کے تمام امور کے لئے متحدہ اقوام کی ماہر ایجنسی اور خطے کی بین سرکاری تنظیم ایشیا پیلک ٹیلی کیونٹی (APT) کے لئے بھی ایک مرکزی ایجنسی کے طور پر کام کرتا ہے۔ اس شعبے کے دوران سرکاری تنظیم۔ ایشیا پیسفک ٹیلی کمیونٹی، کے ساتھ بھی ونگ رابطہ رکھتا ہے۔ یہ ونگ ہندوستان میں سبھی ریڈیو فریکو یلسیز کے استعمال سے منسلک منصوبہ، تال میل، سونپے جانے، ضابطہ اور انتظامیہ سے متعلق کام کرتا ہے۔ یہی شعبہ وائرلیس مرکز پر لگائی جانے والی جگہوں کے بارے میں منظوری دیتی ہے۔

ہندستانی ٹیلیگراف ایکٹ مجریہ 1885 کے مطابق یہ شعبہ منصوبہ بندی، تال میل اور ہندستان میں ریڈیو فری کوئنسی کے استعمال سے متعلق تمام ذمہ داریاں انجام دیتا ہے۔ وائرلیس اسٹیشنوں کے قیام کی جگہ کی اجازت دیتا ہے اور وائر اسٹیشنوں کی تنصیب، بحالی اور طریقہ کار کے لئے لائسنس بھی جاری کرتا ہے۔ یہ موبائل خدمات اور ریڈیو امیچرس (Amateurs) کے لئے صلاحیت کا سرٹیفکیٹ جاری کرنے سے قبل انتخابات کا بھی اہتمام کرتا ہے۔ یہ سٹیلائٹ نٹ ورک کے لئے ارضی اسٹیشنری سٹیلائٹ، آربیٹ 490 میں فریکوینسی اور حالت سے جڑے سبھی امور کے ذمہ دار ہے یہ اس شعبے میں قومی اور بین الاقوامی سطح پر تال میل کا کام بھی کرتا ہے۔ بنیادی خدمات اور ویلیو ایڈیڈ سروسز جیسے سیلولر موبائل، ریڈیو پیجنگ VSAT، آئی۔ ٹی آئی ایس پی ریڈیو ٹریکنگ وغیرہ کو مارکٹینگ حقوق (فرنچائز) کی بنیاد پر مہیا کرانے کے لئے حکومت کے فیصلے سے ریڈیو اسپکٹرم کی مانگ بڑھی ہے۔

مہانگر ٹیلی فون نگم لمیٹڈ

مہانگر ٹیلی فون نگم لمیٹڈ (ایم ٹی این ایل) کمپنی کی حیثیت سے وزارت مواصلات کے ٹیلی مواصلات محکمہ کے تحت یکم اپریل 1986 کو عالم وجود میں آیا۔ ٹیلی کام خدمات کو چالو رکھنے، کنٹرول کرنے اور اس کے نظم ونسق کی تمام ذمہ داری اس کے سپرد ہے۔ ممبئی، نیو ممبئی، تھانے اور دہلی کی میٹرو پولیٹن حدود میں قائم پبلک ٹیلیگراف سروس کی دیکھ ریکھ اور نظم ونسق بہر حال اس کے سپرد نہیں ہے۔

ایم ٹی این ایل نے وجود میں آنے کے بعد پندرہ برس کے دوران غیر معمولی ہمہ گیر ترقی کی ہے۔ مختلف النوع فون پلس (Plus) خدمات صارفین کو فراہم کی گئی ہیں جو الکٹرانک ایکسچوں سے جڑی ہوئی ہیں کمپیوٹر کے ذریعہ صبح کا الارم، وائس میل، ریڈیو پیجنگ، بدلے ہوئے نمبروں کا خود بخود اعلان وغیرہ جیسی سہولتوں پر عملدرآمد مکمل ہوگیا ہے۔ ایس ٹی ڈی اور کال مکمل ہونے کی شرح اور مینول (Manual) ٹرنک صلاحیت کو برقرار رکھنے کی حتمی کوشش کی گئی ہے۔ مہانگر ٹیلی فون نگم لمیٹڈ اپنے صارفین سے براہ راست تعلق قائم کرنے کی غرض سے ٹیلی فون عدالتوں اور اوپن ہاؤس اجلاسوں کا بھی وقتاً فوقتاً اہتمام کرتا رہتا ہے اس کے علاوہ صارفین کی روزمرہ کی متعلقہ ضروریات اور مسائل کے حل کے لئے ہر ڈویژن آفس میں فوری صارفین خدمات مرکز بھی قائم کئے ہیں۔

کمپنی کے حصوں کی مجموعی رقم 800 کروڑ روپے ہے۔ادارہ شدہ سرمایہ 630 کروڑ روپے ہے جس میں جی ڈی آر کے
اجرا سے حاصل 30 کروڑ روپے بھی شامل ہیں۔اس رقم میں حکومت کا حصہ لگ بھگ 56.75 فیصد ہے۔

ودیش سنچار نگم لمیٹڈ

ودیش سنچار نگم لمیٹڈ بین اقوامی ٹیلی مواصلات خدمات فراہم کرنے والا ہندستان کا ایک اہم ادارہ ہے جس کو 2004ء تک
بین لااقوامی ٹیلی مواصلات خدمات میں اجارہ داری حاصل رہے گی۔سردست ودیش سنچار نگم لمیٹڈ میں حکومت کا حصہ 52.97
فیصد ہے۔نگم ٹیلی ویژن ترسیل رحصول،زیادہ طاقت کی عددی لیز لائن،سٹیلائٹ سے عالمی موبائیل نجی مواصلات،انٹرنیٹ رابطہ،
آئی ایس ڈی این،گیٹ وے Gateway پاکٹ سوچنگ،ای میل،الکٹرانک،ڈاٹا انٹرچینج،فریم ریلے سروس اور ویڈیو
کانفرنسنگ وغیرہ جیسی بنیادی خدمات بھی فراہم کرتا ہے۔

ودیش سنچار نگم لمیٹڈ کو ممبئی،نئی دہلی،کلکتہ،چنئی،جالندھر،گاندھی نگر اور ارونا کلم میں واقع اس کے سات گیٹ ویز کے ذریعہ بین
اقوامی ٹیلی مواصلات کے میدان تک رسائی حاصل ہوتی ہے۔نگم (19) سٹیلائٹ ارتھ اسٹیشن (2) انالاگ کیبل،آئی او سی او ایم
اور گلف کیبلس 2 آپٹیکل فائبر سب اوشنک کیبل سسٹم SEA,ME,WE-2 اور SEA.ME-WE-3 اور فلیگ۔ودیش
سنچار نگم لمیٹڈ نے اپنی خدمات میں انٹرنیٹ کا جو تازہ ترین اضافہ کیا ہے وہ بہت اہم ہے۔نگم چھ انٹرنیٹ ''نوڈ'' خود چلاتا ہے اور
DOT اور MTNL کے ذریعہ چلائے جانے والے دوسرے 40 انٹرنیٹ NODS کی مدد بھی کرتا ہے۔یہ گزشتہ چار برس
سے انٹرنیٹ سروس فراہم کرنے والا ہندستان کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔سردست اس کے صارفین کی تعداد ساڑھے تین لاکھ
ہے۔

ودیش سنچار نگم INTELSAT,INMARSAT ان کی باز تشکیل کمپنیاں مثلاً New Skies Satellites& Inmarsat Holding Ltd.
آئی سی او گلوبل کمیونیکشن وغیرہ جیسی بین الاقوامی تنظیموں کا ممبر ہے۔وی۔ایس۔این۔ایل
نے ہندوستان کی طرف سے INTELSAT,INNMARSAT اور ان کی باز تشکیل کمپنیوں جیسے انمارسیٹ ہولڈنگ لمیٹڈ
اور نیو اسکائیز یٹ لائٹ جیسے بین الاقوامی تنظیموں کے ساتھ معاہدے کئے ہیں۔VSNL کچھ دیگر بڑے پروجکیٹ بھی شروع
کرنے جارہا ہے۔ان میں کلکتہ کا اسٹنڈرڈ،الیف۔3 ارضی اسٹیشن،حیدرآباد کا اسٹنڈرڈ،B بی ارضی اسٹیشن کے لئے ڈیزیٹل ٹی
وی اپ لنکنگ سسٹم شامل ہے۔ان پروجکٹوں سے مستقبل میں ملک میں بین الاقوامی مواصلات رابطہ منطقے میں VSNL کے
مرکزی کردار میں مزید وسعت ہوگی اور ہندوستان کے کاروبار کو بقیہ دنیا سے جوڑنے میں اور اہم کردار نبھا سکےگا۔VSNL کو
بین الاقوامی پونجی بازار سے دولت جٹانے میں کامیابی ملے گی۔اس کے لئے دو جی۔ڈی۔آر ایشو جاری کئے گئے۔پہلا
جی۔ڈی۔آر 1997 میں جاری کیا گیا تھا جو 52.70 کروڑ امریکی ڈالر کے برابر تھا۔اور 18.50 کروڑ ڈالر کا ایک دیگر جی
ڈی۔آر ایشو 1999 میں جاری کیا گی۔دوسرے ایشو کے ذریعہ کمپنی میں حکومت کے حصہ داری کم کی گئی۔اس وقت کمپنی میں
حکومت ہند کا 52.97 فی صد شیئر ہے۔سال 2000-1996 کے دوران کمپنی کی آمدنی اور خالص منافع میں اوسطاً 12.67 اور
33.84 فی صد کی شرح سے اضافہ ہوا ہے اور اس کے شیروں کی بازار قیمت 11,936 کروڑ روپے بڑھی ہے۔VSNL نے
اضافہ شرح کو آگے بڑھانے کے لئے اگلے پانچ سالوں میں بنیادی سہولیات کی توسیع پر 7,300 کروڑ روپے سرمائے کی اسکیم
بنائی ہے۔

براڈکاسٹنگ پالیسی میں نرمی کے بعد نگم نے متعدد پرائیوٹ کمپنیوں مثلاً سن ٹی وی،سوریہ ٹی وی،اینا ڈو،ایشیا نیٹ،جیمنی ٹی
وی،وجے ٹی وی وغیرہ کو سٹیلائٹ سے جوڑنے کی سہولت بھی دستیاب کراتا ہے۔اس کے علاوہ نگم اسٹار ٹی وی اور زی ٹی وی کو بھی

ہر قسم کی ترسیل کی سہولتیں فراہم کرتا ہے۔ وی۔ایس۔این۔ایل اسٹارٹی وی اور جی۔ٹی کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پر ٹرانسمیشن بھی فراہم کررہی ہے۔ VSNL زیادہ بین الاقوامی مواصلات ٹریفک والے مراکز پر اور زیادہ گیٹ وے قائم کرنے اور انفارمیشن سپر ہائی وے کے لئے سہولیات کو وسعت دینے کے لئے قدم اٹھا رہا ہے تاکہ وہ ہندوستان میں بین الاقوامی ٹیلی کام حاملین کا حامل بنا ہے۔ 92-1991 سے نگم حکومت کی طرف سے مفاہمت کی میمورنڈم پر دستخط کرنے والی کمپنی ہے۔ اور گزشتہ چھ برس سے شاندار کارکردگی کا مظاہرہ کردیا ہے جس کا اس مدت کے دوران اعتراف بھی کیا جاتا رہا ہے۔

قومی لمبی دوری ٹیلیفون سہولیات

اگست 2000 میں حکومت نے لمبی دوری کی کال کو نجی کمپیوں کو کھولنے کے لئے نئے رہنما اصولوں کا اعلانیہ جاری کیا۔ نئی پالیسی کی خصوصیات ہیں۔ (1) ایس ٹی ڈی خدمات کے میدان میں کمپنیوں کا غیر بندشی داخلہ (2) بین ریاستی ایس۔ٹی ڈی کال کے لئے کمپنیوں کے درمیان کھلا مقابلہ (3) 20 سال کی مدت کا لائسنس جسے ایک بار میں 10 سال تک مزید بڑھایا جاسکتا ہے۔ (4) کمپنیوں کی اداشدہ ایکوئی سرمایہ 250 کروڑ روپے اور ان کی باقی خالص سرمایہ 2.500 کروڑ ہونا چاہئے (5) غیر ملکی حصہ داری 49 فی صد تک ہونی چاہئے (6) کمپنیاں سرکار کو آمدنی کا زیادہ سے زایدہ 15 فی صد لائسنس فیس کے طور پر دیں گی۔ نئی پالیسی کے مدنظر حکومت VSNL کے مفاد کی حفاظت کے لئے فیصلہ لے گی۔ محکمہ ٹیلی کام خدمات اور محکمہ ٹیلی کام آپریشن کو کارپوریٹ کرکے اسکیم اکتوبر 2000 سے بھارت سنچار نگم لمٹیڈ بنادیا گیا۔

انڈین ٹیلی فون انڈسٹریز لمٹیڈ

انڈین ٹیلی فون انڈسٹریز لمٹیڈ کا قیام بنگلور میں جولائی 1948 میں عمل میں آیا تھا جنوری 1950 میں اسے سرکاری زمرے کی کمپنی میں تبدیل کردیا گیا۔ اس کمپنی کی ملک بھر میں 7 پیداواری اکائیاں ہیں جن میں دو بنگلور میں اور ایک ایک نینی، رائے بریلی، منکاپور، پلکھاڑ اور سری نگر (جموں و کشمیر) میں ہے۔

آئی ٹی آئی ملک میں ٹیلی کام ساز و سامان پیدا کرنے والی سب سے بڑی کمپنی ہے یہ ہر قسم کی ٹیلی کام مصنوعات تیار کرتا ہے اور DOT دفاع، ریلوے اور دوسرے اداروں کی جملہ ضروریات پوری کرتا ہے۔ اس کا اداشدہ سرمایہ 88 کروڑ روپے جب کہ امتیازی سرمایہ 100 کروڑ روپے ہے۔ ملک کے ٹیلی کام نیٹ ورک کی جملہ ضروریات کا 80 فیصد سے زائد آئی ٹی آئی فراہم کرتا ہے۔ اس میں حکومت کا حصہ 76.67 فیصد ہے۔ آج آئی۔ٹی۔آئی کچھ اہم ترقی یافتہ ٹکنالوجی جیسے ایم۔ڈی۔ایچ آن مائکرو فائبر آپٹک مصنوعات وغیرہ کا واحد وسیلہ ہے۔ یہ ڈیزیٹل الکٹرانک ایچنج ساز و سامان، وی۔سیٹ سی ڈاٹ میکس ایکس ایل آلات وغیرہ کی پیداوار میں کئی دیگر لوگوں سے کہیں آگے ہے۔ انڈین ٹیلی فون انڈسٹریز لمٹیڈ VSAT اور موبائل ریڈیو ٹرینگ سروس جیسی خدمات فراہم کرنے کا بھی سلسلہ شروع کردیا ہے۔

ہندستان ٹیلی پرنٹرس لمٹیڈ

ہندستان ٹیلی پرنٹرس لمٹیڈ DOT کے ٹیلکس نیٹ ورک اور ٹیلیگراف کی خدمات انجام دینے کے لئے الکٹرومیکنیکل ٹیلی پرنٹرس تیار کرنے کی غرض سے 1960 میں قائم کیا گیا تھا۔ کمپنی نے 1989 تک ایک لاکھ 25 ہزار الکٹرومیکنیکل ٹیلی پرنٹرس تیار کئے اس کے بعد 1994 جدید تر ٹکنالوجی کی مدد سے 60 ہزار الکٹرانک ٹیلی پرنٹرس تیار کئے۔ ٹکنالوجی کے از کار رفتہ ہونے کے بعد کمپنی نے ٹیلی پرنٹرس کی مرحلہ وار پیداوار بند کرکے عددی الکٹرونک سوئچنگ ساز و سامان ترسیل کا ساز و سامان، ڈاٹا ٹرمنلس، ایکسس مصنوعات، مین ڈسٹری بیوشن فریم بجلی کے کارخانے پی سی او فائبرس، لائن جوک یونٹیں وغیرہ تیار کرنے کے میدان

میں آتر آئی۔ یہ کمپنی اب ایک ترقی یافتہ ٹیلی کام پیدا کار کے طور پر سامنے آچکی ہے۔اور برآمدات کے درجے میں شامل ہوگئی ہے۔آئی۔ایس۔او9000سرٹی فیکیٹ حاصل شدہ اس کمپنی کی کل سالانہ خرید وفروخت300 کروڑ روپے کی ہے۔مکمل سرکاری ملکیت والی اس کمپنی کی اداشدہ پونجی15 کروڑ روپے اور اختیاراتی پونجی20 کروڑ روپے ہے۔

ٹیلی مواصلات کنسلٹینٹ انڈیا لمٹیڈ

ٹیلی مواصلات کنسلٹینٹ انڈیا لمٹیڈ (ٹی سی آئی ایل)1978 میں قائم ہوئی تھی۔ یہ شروع سے آخری مرحلے تک ٹیلی کام سے متعلق تمام مسائل کے حل کے لئے مشورے اوران کا حل تلاش کرنے میں مدد کرتی ہے۔ٹی سی آئی ایل سوئچنگ نظام،ترسیلی نظام،مقامی نیٹ ورک،سٹیلائٹ مواصلات،دیہی مواصلات،اطلاعات تکنالوجی،ٹیلکام اور آپٹکل فائبر پر مبنی نٹ ورک عوامی مشاورت اور تربیت جیسی خدمات بھی انجام دیتی ہے۔کمپنی سٹیلائٹ کے ذریعہ گلوبل پرسنل مواصلات شعبے میں داخلے کی اسکیم بنارہی ہے۔

ٹی۔سی۔آئی۔ایل مشترکہ کمپنیوں کے ذریعہ اعلیٰ قومی و بین الاقوامی کمپنیوں کے ساتھ سیلولر خدمات کے شعبے،انٹلیجنٹ میبجنگ ٹرمنلس اور جیلی فیلڈ کیبلوں،مربوط مواصلات اعدادوشمار منتظمہ خدمات،آپٹکل فائبر کیبل،اکس نٹ ورکنگ اور شروع سے آخر تک ٹیلی مواصلات پروجکٹوں کے میدان میں عمل پذیر ہے۔

اس کا دائرہ کار مشرقی وسطی،جنوب مشرقی،ایشیا،افریقہ اور یورپ تک پھیلا ہوا ہے خلیجی جنگ کے بعد کویت کے ٹیلی کام نیٹ ورک کی بحالی کا جو پروجیکٹ تیار کیا گیا ہے وہ اس کمپنی کی دین ہے۔ریجنل افریقی سٹیلائٹ کمیونیکشن سسٹم (آر۔ایس۔سی اوایم) کے ذریعہ نٹ ورکنگ سے متعلق مشورہ اور ایچ۔پی۔آئی۔ٹی میں ٹیلی کام استعمال کے لئے سافٹ ویر تیار کرنے کا سہرا حاصل ہے۔اس کی وجہ سے ٹی۔سی۔ایل نے دنیا بھر میں یمن،بوتسوانا،کویت،زمبابو،ہالینڈ میں کمپنی کی خدمات کو بہت سراہا گیا ہے۔کمپنی کو ڈبو۔اے۔این دی گورنینس کا پروقار معاہدہ حاصل کرنے میں کامیابی ملی ہے۔ایک دیگر ڈاک معاہدہ کے ماتحت کمپنی کو300 کروڑ روپے سے زیادہ کام ملا ہے۔10لاکھ روپے کے حصص سے کام شروع کرنے اولی اس کمپنی نے گزشتہ دو دہائیوں میں غیر معمولی ترقی کی ہے اس وقت کمپنی کی مالی حیثیت234 کروڑ روپے ہے۔جب کہ سالانہ310 کروڑ روپے کا کاروبار کرتی ہے۔

اطلاعات تکنالوجی۔عمل منصوبہ

مرکزی حکومت نے منصوبہ بندی کمیشن کے نائب چیئرپرسن جسونت سنگھ کی چیئرمین شپ میں 22 مئی 1998 کو اطلاعات تکنالوجی اور سافٹ ویر ڈیولپمنٹ پر قومی ٹاسک فورس کی تشکیل کی جس کا مقصد قومی انفارمیٹکس پالیسی کا مسودہ تیار کرنا تھا۔اس پالیسی کا مقصد ہندستان کو آئندہ دس برسوں میں اطلاعات تکنالوجی کی ایک بڑی طاقت بنانا ہے۔اس ٹاسک فورس کی رہنمائی کے لئے ہندستان اور بیرون ملک (غیر مقیم ہندستانی اور غیر ملکی دونوں) آئی ٹی ماہرین،دانشوروں،سیول سروسز (ملازم اور ریٹائر) تجار اور سیاسی لیڈروں پر مشتمل آئی ٹی ویژن گروپ قائم کیا گیا۔ٹاسک فورس نے سافٹ ویر ڈیولپمنٹ کے لئے منصوبہ عمل پر اپنی پہلی رپورٹ 25 رجولائی 1998 کو پیش کی جسے حکومت کی منظوری حاصل ہونے کے بعد نوٹی فائی کردیا گیا۔اس رپورٹ میں 108 سفارشات تھیں جن میں ابتدائی17 سفارشات محکمہ ٹیلی مواصلات سے متعلق تھیں۔اور اسے عمل میں لانا تھا۔

24- محنت

ہندستان میں محنت پالیسی وقت اور حالات کی مخصوص ضرورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے وضع کی جاتی ہے۔ تاکہ منصوبہ بند معاشی ترقی اور سماجی انصاف کے معیار پر کھری اترے۔ اس پالیسی کے دوہرے مقاصد متعین کئے گئے ہیں صنعتی ترقی کی رفتار برقرار ہے اور مزدوروں کی بہبود کے اقدام کو فروغ دیا جائے۔

کم سے کم اجرت قانون, 1948

روزگار کے غیر منتظم زمرہ کے ملازمین کی اجرت کا تعین کم سے کم اجرت ایکٹ مجریہ 1948 کے تحت ہوتا ہے۔ اس قانون کے تحت مرکزی اور ریاستی حکومتیں اپنے اپنے دائرہ اختیار میں آنے والی ملازمتوں میں اجرتوں کا تعین یا اجرتوں کی کم سے کم شرح پر نظر ثانی کی مجاز ہیں۔

مرکزی حکومت 44 درج فہرست روزگاروں میں کم سے کم اجرت کا تعین یا اس پر نظر ثانی کرتی ہے۔ اس طرح ریاستی حکومتیں یا مرکزی علاقوں کی انتظامیہ 1,222 روزگاروں میں کم سے کم اجرت کا تعین یا اس پر نظر ثانی کر چکے ہیں۔

کم سے کم اجرت قانون کے بموجب اجرتوں پر وقتاً فوقتاً نظر ثانی لازماً کی جانا چاہئے۔ 1988 میں منعقد وزراء محنت کی کانفرنس میں افراط زر کے مقابلے کم از کم مزدوری کے تحفظاتی تدابیر کو فروغ دینے کی سفارش کی گئی تھی۔ مرکزی حکومت نے مہنگائی بھتے کی شروعات کی ہے جو کہ صارف قیمت اشارے (CPI) سے جڑا ہوا ہے۔ تغیر پذیر مہنگائی بھتے میں ہر 6 مہینے پر ترمیم کی جاتی ہے۔ سال میں دوبار یکم اپریل سے اور یکم اکتوبر سے۔ 11 نومبر 1999 کو جاری اعلانیہ نمبر ایس۔ او نمبر 1805 (ای) کے ذریعہ زرعی مزدوروں کی کم از کم مزدوری شرح میں ترمیم کی گئی۔ جہاں تک ریاستوں کا سوال ہے 19 ریاستیں / مرکز کے زیر انتظام علاقوں نے قابل تبدیلی مہنگائی بھتے کے نظام کو اپنایا ہے۔ جہاں مرکزی دائرے کے درج فہرست روزگاروں کے سلسلے میں کم از کم مزدوری کا سوال ہے 3 کانوں کے سلسلے میں ابتدائی اعلانیہ 28 دسمبر 1999 کو جاری کیا گیا۔ دیگر کانوں کے سلسلے میں ترمیم شدہ کم از کم مزدوری شرح اور لوگوں اور تنظیموں سے اعتراض اور صلاح مانگنے سے متعلق ابتدائی اعلانیہ 29 مارچ 2000 کو جاری کیا۔

زیرزمین بجلی، وائرلیس ریڈیو، ٹیلی ویژن ٹیلی فون، ٹیلی گرام اور غیر ممالک مواصلات کیبل بچھانے اور اسی طرح کے دوسرے زیرزمین میں کیبل کاموں، بجلی لائنوں، پانی فراہمی کی لائنوں سیوریج پائپ لائنوں وغیرہ سمیت تعمیر یا سڑک رہوائی پٹی کے رکھ رکھاؤ یا عمارتی کام میں روزگار کے سلسلے میں ابتدائی اعلانیہ 5 اپریل 2000 کو جاری کیا گیا۔

مربوط قومی کم از کم اجرت شرح کے نہ ہونے کی وجہ سے مرکزی حکومت نے نچلے سطح پر یکساں اجرت شرح کا نظام شروع کیا ہے۔ حال ہی میں یکساں شرح مزدوری 40 روپے سے بڑھا کر 45 روپے روز کردی گئی جو کہ 30 نومبر 1999 سے نافذ ہے۔ کم از کم اجرت ایکٹ میں ترمیم کی تجویز حکومت کے زیر غور ہے۔

اجرتوں کے ادائیگی کا قانون

اجرتوں کی ادائی ایکٹ مجریہ 1936 صنعت میں کام کرنے والوں کو اجرتوں کی ادائی کو باضابطہ بنانے کے مقصد سے وجود میں آیا تھا۔اس کا ایک خاص مقصد یہ تھا کہ ان مزدوروں یا ملازمین کی اجرتوں میں جو غیر قانونی کٹوتی یا غیر معمولی تاخیر کی جاتی ہے اس کا کوئی موثر حل تلاش کرلیا جائے تاکہ ایسی زیادتیوں کا فوری تدارک ہو سکے۔سردست اس قانون کا نفاذ ایسے ملازمین کے سلسلے میں کیا جاتا ہے جن کی اوسط ماہانہ آمدنی 1,600 سو روپے سے کم ہے۔

مرکزی حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ریلوے، کانوں، تیل کے چشموں اور فضائی ٹرانسپورٹ سروسز میں اس قانون پر عملدرآمد کرائے۔جب کہ فیکٹریوں اور دوسرے صنعتی اداروں میں اس قانون کے نفاذ کی ذمہ داری ریاستی حکومتوں کی ہے جہاں تک ملک کی اہم بندرگاہوں ممبئی، کلکتہ، وشاکھا پٹنم، چنئی، کیرالا، کوچین، پردیپ اور مارموگاوڈ کا تعلق ہے۔متعلقہ ریاستی حکومتوں نے اس قانون کے نفاذ اور اس پر عمل درآمد کے لئے مرکزی صنعتی مشینری کے افسروں کا تقرر کیا ہے جو بطور انسپکٹر کام کرتے ہیں۔

حکومت 1,600 سو روپے ماہوار اجرت کی حد کو ختم کرنے یا پھر اس میں اضافے سمیت اس ایکٹ میں ترمیم کے امکانات کا سنجیدگی سے جائزہ لے رہی ہے۔

اخبار کے ملازمین کے لئے اجرت ایکٹ

کارکن صحافیوں اور دوسری اخباری ملازمین (شرائط ملازمت) اور متفرق شرائط (Miscellaneous Provisions) ایکٹ مجریہ 1955 کے تحت کارکن صحافیوں اور اخبار کی صنعت میں کام کرنے والے دوسرے ملازمین کی شرائط ملازمت کو بہتر اور باضابطہ بنادیا گیا ہے۔اس ایکٹ میں کارکن صحافیوں اور نیوز ایجنسیوں میں کام کرنے والوں کے لئے اجرتوں میں نظر ثانی اور ان کے تعین کے لئے اجرت بورڈوں کے قیام کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ماضی میں اس طرح کے اجرت بورڈ 1975,1963,1956 اور 1985 میں قائم کئے جاچکے ہیں۔جسٹس یو این بچھاوت کی چیئرمین شپ میں 1985 میں جو اجرت بورڈ قائم کیا گیا تھا اس نے مئی 1989 میں اپنی حتمی رپورٹ پیش کردی تھی۔مرکزی حکومت نے اجرت بورڈ کی اصل سفارشات کو منظور کرلیا تھا اور ریاستی حکومتوں سے درخواست کی تھی کہ وہ ان سفارشات پر عملدرآمد کرائے اس کے علاوہ یہ بھی مشورہ دیا تھا کہ اس سلسلے میں سہ فریقی کمیٹیاں یا خصوصی شعبے بھی قائم کریں۔

31 اکتوبر 1999 کو ریاستی حکومتوں سے موصول اطلاعات کے بموجب 1,715 میں صرف 643 اخبارات کی انتظامیہ نے تمام سفارشات پر عمل درآمد کیا جب کہ 26 اخبارات کے مالکان نے جزوی طور پر بچھاوت سفارشات کو عملی جامہ پہنایا۔اس بات کی کوشش مسلسل جاری ہے کہ ریاستی حکومتیں بچھاوت کمیشن کی سفارشات پر عمل درآمد کرانے کے اقدام کرے۔

کارکن صحافیوں اور دوسرے اخباری ملازمین کے اس پیہم مطالبے پر کہ اجرتوں پر نظر ثانی کے لئے اجرت بورڈ قائم کیا جائے حکومت نے ستمبر 1994 میں دو اجرت بورڈ قائم کئے۔ایک اجرت بورڈ کارکن صحافیوں کے لئے اور دوسرا اجرت بورڈ غیر کارکن صحافیوں کے لئے تھا۔دونوں اجرت بورڈوں کے چیئرمین ریٹائرڈ چیف جسٹس راجکمار منی سنا سنگھ تھے اجرت بورڈ نے اجرتوں کی عبوری شرح پر اپنی عبوری رپورٹ پیش کردی جس میں 20 اپریل 1995 سے بنیادی اجرتوں میں 15 فیصد کے اضافے کی سفارش کی گئی تھی۔حکومت نے بورڈ کی عبوری سفارش پر غور کرنے کے بعد بنیادی تنخواہ میں 15 فیصد کے بجائے 20 فیصد اضافہ

کرنے کا فیصلہ کیا اس کے علاوہ 100 روپے ماہانہ اضافی رقم بھی ادا کئے جانے کا بھی فیصلہ کیا۔ حکومت کا یہ فیصلہ 20 اپریل 1995 سے نافذ کر دیا گیا۔ نیوز پیپر ملازمین کی اجرتوں کے ڈھانچے کے سلسلے میں سفارشوں کو حتمی شکل دینے کے بعد فی نا اجرت بورڈ نے 25 جولائی 2000 کو اپنی رپورٹ حکومت کو سونپ دی۔ 1996 کو کارکن صحافی اور دیگر نیوز پیپر ملازمین (شرائط خدمات) اور مختلف پرووِیژن (ترمیم) ایکٹ 1996 پاس کر دیا۔

بونس کی ادائی ایکٹ 1965

بونس کی ادائی ایکٹ 1965 کے تحت ملازمین کو بونس دیا جاتا ہے۔ مگر بونس انہی ملازمین کا دیا جاتا ہے جن کی تعریف ایکٹ میں کی گئی ہے۔ ایکٹ کے بموجب ملازمین سے مراد یہ ہے کہ کوئی بھی شخص (اپرنٹس کو چھوڑ کر) کسی صنعت میں 3,500 روپے ماہانہ تنخواہ اجرت پر، ہنرمند، غیر ہنرمند، نگرانی، انتظامیہ، تکنیکی یا حکومت کا کام کرتا ہو۔ ماہانہ اجرت یا تنخواہ بہرحال 3,500 روپے سے زائد ہونا چاہئے۔ لیکن ایکٹ کی دفعہ 12 کے بموجب بونس کے وہ ملازمین بھی حقدار ہیں جن کی اجرت یا تنخواہ 2,500 روپیہ سے تجاوز کرتی ہے۔ ایکٹ کی دفعہ 2(13) اور دفعہ 12 کے تحت اجرت کی مذکورہ بالا جو حد ہے اس پر بونس ادائی ایکٹ (ترمیمی) آرڈیننس 1995 کے بعد نظرثانی کی گئی تھی لیکن حکومت نے اس کا نفاذ یکم اپریل 1993 سے کیا تھا۔ بونس ادائیگی ایکٹ میں ترمیم کے بعد متعدد اداروں نے اس فیصلے کے خلاف متعدد ہائی کورٹوں میں رٹ دائر کی تھی۔ حکومت نے ایسے تمام مقدمات لڑنے کا فیصلہ کیا۔ جے پور میں دائر دو مقدمات میں عدالت نے پچھلی تاریخوں سے بونس کی ادائیگی کے حکومت کے فیصلے کو برقرار رکھا حکومت بونس ادائی ایکٹ کے تحت اجرتوں کی جو حد مقرر کی گئی ہے۔ اس پر نظرثانی یا اسے ختم کرنے کی تجویز پر پھر غور کر رہی ہے۔

ٹھیکے پر مزدوری (کنٹریکٹ لیبر)

ٹھیکے پر مزدوری (ریگولیشن اور خاتمہ) ایکٹ 1970 بعض اداروں میں ٹھیکہ پر کام کرنے والوں کی ملازمت کو باضابطہ بناتا ہے۔ ایکٹ میں مرکزی اور ریاستی مشاورتی بورڈ قائم کرنے کی گنجائش ہے تاکہ قانون کے نفاذ میں یہ بورڈ متعلقہ حکومتوں کو ضروری مشورے دے سکے۔

مرکزی حکومت کئی نوٹی فیکشن جاری کر کے کانوں، گودیوں، ریلوے، فوڈ کارپوریشن آف انڈیا کے گوداموں میں مختلف زمرے کے کاموں میں ٹھیکے پر مزدوری کرانے کے خلاف پابندی عائد کر چکی ہے۔ ایئر انڈیا اسٹیٹوری کارپوریشن اور یونائیٹڈ لیبر یونین اور دوسرے (AIR 1997S.C.645) کے درمیان مقدمہ میں سپریم کورٹ کے فیصلے کے بعد حکومت کو یہ اختیار بہرحال حاصل ہو گیا ہے۔ کہ وہ کسی بھی ادارے کو ایکٹ یا نوٹی فیکشن کی کسی دفعہ یا دفعات پر عمل درآمد سے مستثنیٰ کر سکتی ہے۔ اور اس طرح 129 مرکزی پبلک سیکٹر کی کمپنیوں کے لئے مناسب ایجنسی بن گئی ہے۔ 2000-1999 میں تین اداروں کو اس اعلانیہ کے اثر سے آزاد رہنے کی چھوٹ دی گئی ہے۔

بچہ مزدوری

ہندستان بچہ مزدوری کی لعنت کو ختم کرنے کے لئے ہمیشہ پیش پیش رہا ہے اور اس لعنت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے آئینی، قانونی اور ترقیاتی اقدام بھی کئے ہیں۔ ہندستان بچہ مزدوری سے متعلق بین الاقوامی لیبر تنظیم کے چھ کنونشنوں میں بھی حصہ لے چکا

ہےاوران میں منظور کی جانے والی قراردادوں کی نہ صرف حمایت کی بلکہ اس کی توثیق بھی کی ہے ان میں سے 20ویں صدی کے
شروع میں ہی اپنانے گئے تھے بچوں کو استحصال سے بچانے اوران کے کام کے حالات کو بہتر بنانے کی غرض سے مختلف قوانین
میں اس کے لئے گنجائش بھی فراہم کی ہے۔اس کے علاوہ جامع بچہ مزدوری (پابندی اور ریگولیشن) ایکٹ 1986 کے تحت بعض
انتہائی خطرناک اور جوکھم والے پیشوں میں ان سے کام کرانے پر پابندی عائد کردی گئی اور بعض دوسرے علاقوں میں ان کی
ملازمت کو باضابطہ بنادیا گیا ہے۔نیز اس طرح کے پیشوں کی تعداد بڑھا کر 13 اور 51 کردی گئی ہے۔

بچہ مزدوری پر قومی پالیسی 1987 میں وضع کی گئی جس میں بچوں کے مفادات کو تحفظ فراہم کرنے کے علاوہ بچہ مزدوروں کے
ترقیاتی پروگراموں پر خصوصی توجہ مرکوز کی گئی ہے۔پالیسی کے پروجیکٹ منصوبہ عمل کے تحت بچہ مزدوری کی آبادکاری کے لئے
مختلف علاقوں میں قومی بچہ مزدور پروجیکٹ قائم کئے گئے ہیں۔اس پروجیکٹ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ جوکھم بھرے کاموں
سے نکالے گئے بچوں کے لئے خصوصی اسکول قائم کئے گئے ہیں جہاں انہیں نہ صرف غیر رسمی تعلیم دی جاتی ہے بلکہ پیشہ وارانہ
تربیت بھی فراہم کی جاتی ہے اوران کے لئے تغذیہ بخش غذاؤں کا بھی انتظام کیا جاتا ہے۔

صحت کے نقطہ نظر سے انتہائی خطرناک کارخانوں میں کام کرنے والے بچوں کی آبادکاری کے لئے نئے پروگرام کے اعلان
کے بعد بچہ مزدوری کے خاتمے کی کوششوں کو ایک نئی زندگی مل گئی ہے۔پروگرام کے تحت آندھراپردیش، مدھیہ پردیش، کرناٹک
اور تامل ناڈو اترپردیش، مغربی بنگال، بہار راجستھان کے لگ بھگ ایک لاکھ 90 ہزار بچہ مزدوروں کے لئے (93) پروجیکٹوں کو
منظوری دی گئی ہے۔

نویں منصوبے میں حکومت نے قومی بچہ مزدوری پروجکٹ سے متعلق اسکیم کو جاری رکھنے کی منظوری دے دی ہے۔

خصوصی اسکولوں میں جو بچے داخل کئے گئے ہیں ان کی تعداد اصل سے بہت کم ہے قومی بچہ مزدور پروجیکٹوں کا اصل مقصد یہ
ہے کہ انہیں اس طرح کام سکھادیا جائے کہ ان کا شمار سماج کے کارکن بچوں میں ہونے لگے۔ بچہ مزدوری سے متعلق گوناگوں
مسائل اور وسائل کی قلت کو دھیان میں رکھتے ہوئے ایک مربوط لیکن محتاط راستہ اختیار کیا گیا ہے۔ بچہ مزدوری کے مسائل پر توجہ
دینے کی غرض سے حکومت نے جو یقین دہانی کرائی ہے اس کی جھلک قومی ایجنڈا 1998 میں صاف نظر آتی ہے۔ایجنڈے میں کہا
گیا کہ حکومت کا مقصد اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ کوئی بچہ ناخواندہ یا بھوکا نہ رہے۔اور طبی سہولتیں اسے ہمیشہ دستیاب رہیں۔اور یہ
کہ بچہ مزدوری کو ختم کرنے کے اقدام کئے جائیں گے۔سپریم کورٹ نے بھی ایک وقت کے اندر بچہ مزدوری کے خاتمے پر زور دیا
ہے۔

سپریم کورٹ نے رٹ پٹیشن (سیول) نمبر 465/1986 میں 10 دسمبر 1996 کو اپنے فیصلے میں خطرناک اور جوکھم
والے پیشوں میں کام کرنے والے بچوں کو وہاں سے ہٹانے اور پھر بچوں کے لئے آبادی کاری اقدام سے متعلق ہدایات جاری کی
تھیں۔فیصلے میں ایک اہم ہدایت یہ تھی کہ جوکھم والے پیشوں میں لگے ہر بچے کو ان کے مالکان سے 20 ہزار روپے بطور معاوضہ
دلایا جائے بچہ مزدور آبادکاری اور بہبود فنڈ قائم کیا جائے۔جوکھم والی ملازمتوں سے نکال لئے جانے والے بچوں کے گھر کے ایک
بالغ فرد کو متبادل روزگار دیا جائے یا پھر ہر بچے کو جو جوکھم بھرے کام کرتے ہیں پانچ ہزار روپے دیئے جائیں۔حکومت نے عدالت
عالیہ کی ہدایات پر عمل درآمد شروع کردیا ہے۔

مزدور عورت

ہندستان کی محنت مزدوری کرنے والی فورس میں عورتوں کا بھی خاصا تناسب ہے لیکن جہاں تک کام کی سطح اور اس کی کوالٹی کا سوال میں اس میں عورتیں مردوں سے پیچھے ہیں۔ مردم شماری میں عورتوں کی تعداد 40 کروڑ 70 لاکھ بتائی گئی ہے جن میں 22.73 فیصدی عورتوں کا اندراج بطور عورت مزدور کیا گیا ہے۔ یعنی ان میں 9 کروڑ مزدور عورتیں ہیں۔ محنت مزدوری کرنے والی بیشتر عورتیں دیہی علاقوں میں ہیں۔ ان میں 87 فیصد کھیت مزدور یا کھیتی کا کام کرنے والی ہیں۔ شہری علاقوں میں کام کرنے والی عورتوں میں سے 80 فیصد غیر منظم زمروں مثلاً چھوٹے کاروبار اور گھریلو صنعتوں میں کام کرتی ہیں۔ یہ گھریلو کام کے لئے ملازمہ رکھی جاتی ہیں اور تعمیراتی کاموں میں بھی ان سے مدد لی جاتی ہے۔ منظم زمروں (سرکاری اور پرائیویٹ دونوں) میں کام کرنے والی عورتوں کی تعداد 31 مارچ 1997 کو 46 لاکھ 37 ہزار تھی۔ ملک میں منظم زمرے میں کام کرنے والے ملازمین کا یہ 16.4 فیصد ہے۔

بڑی صنعتوں میں خاتون ملازموں کو تقسیم سے یہ انکشاف ہوا ہے کہ کمیونٹی، سماجی اور نجی خدمات سیکٹر میں خاتون ملازموں کو بالادستی حاصل ہے۔ بجلی، گیس، اور آبی زمرہ میں خاتون ملازموں کی تعداد بہت کم ہے۔ فیکٹریوں، کانوں اور چائے کے باغات میں عورتوں کا تناسب علی الترتیب 12 فیصد 6 فی صد اور 52 فیصد ہے۔

مزدور عورتوں کے سلسلے میں حکومت کی پالیسی یہ ہے کہ ان کے کام میں حائل رکاوٹوں کو دور کیا جائے۔ ان کی لین دین کی صلاحیت کو مضبوط بنایا جائے۔ ان کی اجرتوں میں اضافہ کیا جائے اور ان کے کام کے حالات کو بہتر بنایا جائے اس کے علاوہ ان کے لئے روزگار کے بہتر مواقع بھی فراہم کیے جائیں۔ مزدور عورتوں کے مسائل کو حل کرنے کی غرض سے وزارت محنت میں ''مزدور عورتوں کا شعبہ'' پہلے سے کام کر رہا ہے۔

مزدور عورتوں کو استحصال سے بچانے اور ان کے کام کرنے کی جگہ پر ان کے مفادات کا تحفظ کرنے کی غرض سے زچگی کے دوران دی جانے والی امداد کا (Maternity Benefil) ایکٹ 1961 اور مساوی اجرت ایکٹ 1976 وجود میں لایا گیا ہے۔ مساوی اجرت ایکٹ کے بموجب ایک ہی طرح کا کام کرنے کے لئے مردوں اور عورتوں دونوں کو مساوی اجرت دی جائے ایکٹ میں یہ بات بھی واضح کردی گئی ہے کہ شرائط ملازمت میں جنس بنیاد پر عورتوں سے کوئی تفریق نہ کی جائے قانون کے تحت ایک کمیٹی قائم کی گئی ہے کہ جو عورتوں کو روزگار کے زیادہ مواقع فراہم کرنے کے سلسلے میں حکومت کو مشورے دیتی ہے اور اس کے عمل درآمد کے طریقوں پر بھی نظر رکھتی ہے۔

زچگی جسمانی کمزوری کی ایک حالت ہے اور زچگی استفادے کے تحت دی جانے والی سہولیات کا مقصد اس جسمانی کمزوری کی کسی نہ کسی طرح تلافی کرتی ہے۔ یکساں مزدوری ایکٹ کے تحت تقرری اور خدمات کی شرائط میں عورتوں اور مردوں کے امتیاز کو بھی دور کرنے کا اہتمام ہے۔ مرکز کے زیر انتظام علاقوں کی انتظامیوں کے ذریعہ بھی ایسی ہی کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں۔ مرکز صلاح کار بورڈ قومی سطح پر اور ریاستی سطح پر صلاح کار کمیٹیوں، دہلی افسران کے ساتھ یکساں مزدوری کے نفوذ کے عمل پر نگرانی رکھتی ہیں۔

سپریم کورٹ نے وشاکھا اور دوسرے بنام اور حکومت راجستھان کے درمیان مقدمہ میں 13 اگست 1997 کو ایک تاریخی فیصلہ دیتے ہوئے کام کی جگہوں پر مزدور عورتوں کی آبروریزی کی روک تھام کے ضمن میں رہبر اصولوں رضوابط کی بھی وضاحت

کردی ہے۔ان رہبر اصولوں کو آئین کی دفعہ 141 کے تحت قانونی حیثیت حاصل ہے۔حکومت نے ان رہبر اصولوں کو بروئے
کارلانے کے لئے موثر اقدام کئے ہیں۔

سپریم کورٹ کے رہنما اصولوں کو موثر بنانے کے لئے حکومت نے کئی قدم اٹھائے ہیں۔ان کے تحت مرکزی حکومت کے
سیکریٹریوں/ریاستی حکومتیں اور مرکز کے زیرانتظام علاقوں کے چیف سکریٹریوں اور مرکزی پبلک سیکٹر کی کمپنیوں کو ہدایات کے
سرکلر بھیجے گئے تاکہ وہ انہیں لاگو کریں۔سپریم کورٹ کی ہدایتوں کو شامل کرنے کے لئے سرکاری ملازمین اور آل انڈیا خدمات کے
افسران پر لاگو سلوک ایکٹ میں ترمیم کی گئی۔نجی سیکٹر کے ملازمین کے لئے اسے لاگو کرنے کے لئے صنعتی روزگار (مستقل
احکامات) ایکٹ 1946 میں ترمیم کی گئی ہے۔

بندھوا مزدور

بندھوا مزدور نظام (خاتمہ) ایکٹ 1976 کے ذریعہ ملک میں 1975 سے بندھوا مزدوروں کا نظام پوری طرح سے ختم کردیا
گیا ہے۔ایکٹ میں بندھوا مزدوروں کی آبائی قرضوں کو ختم کر دینے اوران کی آبادکاری کی بھی گنجائش رکھی گئی ہے۔13 ریاستوں
مثلاً اروناچل پردیش، آندھرا پردیش، بہار، گجرات، ہریانہ، کرناٹک، کیرالا، مدھیہ پردیش، مہاراشٹر، اڑیسہ، راجستھان، تامل
ناڈو اور اتر پردیش سے بندھوا مزدوری کرائے جانے کے واقعات کی خبریں موصول ہوئی ہیں۔
بندھوا مزدور نظام (خاتمہ) 1976 کے تحت بندھوا مزدوروں کی پہچان اوران کی رہائی اور آزاد کرائے جانے والے بندھوا
مزدوروں کی آبادکاری کی تمام تر ذمہ داری متعلقہ ریاستی حکومت پر ہے۔ایکٹ کی اس دفعہ پر عمل درآمد کی ذمہ داری ریاستی
حکومتوں نے ضلع مجسٹریٹوں کو منتقل کردی ہیں۔ریاستی حکومتوں کی مدد کے لئے مرکز نے 79-1978 سے ایک اسکیم شروع کی ہے
جس کے تحت آزاد بندھوا مزدوروں کی آبادکاری کے لئے ریاستی حکومتوں کو مالی امداد فراہم کی جاتی ہے۔جس کے لئے زیادہ سے
زیادہ 10 ہزار روپے کی امداد کا اہتمام کیا گیا ہے۔مرکزی حکومت اس مد میں 79-1978 سے 31/مارچ 1999 تک
50.32,45,500 روپے جاری کرچکی ہے۔اس کے تحت 2,51,569 بندھوا مزدوروں کی باز آبادکاری کی گئی ہے۔ریاستی
حکومتوں کو صلاح دی گئی ہے کہ وہ مرکز کے ذریعہ اسپانسر بندھوا مزدور آبادکاری اسکیم کو غریبی دور کرنے کے لئے چلائی جارہی دیگر
اسکیموں کے معقول طرح سے مربوط کریں تاکہ بندھوا مزدوروں کے موثر باز آبادکاری کے لئے وسائل جٹا سکیں۔

لیبر ریسرچ اور ٹریننگ

وی۔وی گری قومی لیبر انسٹی ٹیوٹ: جس کا پہلے قومی لیبر انسٹی ٹیوٹ نام تھا، وزارت محنت کے تحت ایک خودمختار ادارہ ہے
جس کی اصل ذمہ داری مزدوروں، ٹریڈ یونینوں، مزدوروں کے منتظمین، سرکاری زمروں کے کارخانوں اور دوسرے سرکاری حکام کی
تحقیق اور تربیت ہے۔انسٹی ٹیوٹ نے بچہ مزدوری پر بھی اپنی توجہ مرکوز کی ہے مرکزی وزیر محنت اس انسٹی ٹیوٹ کے صدر ہیں۔
انسٹی ٹیوٹ کی 17 رکنی جنرل کونسل میں مرکزی حکومت مزدوروں اور مالکان کی تنظیموں اور ممبران پارلیمنٹ کے نمائندے شامل
ہیں جنرل کونسل ہی ایگزیکیٹو کونسل کا انتخاب کرتی ہے جو انسٹی ٹیوٹ کے امور کی دیکھ بھال کرتی ہے۔ایگزیکیٹو کونسل کے
چیئرمین کا تقرر مرکزی حکومت کرتی ہے۔اس وقت وزارت محنت کے سکریٹری اس کے چیئرمین ہیں۔

مزدوروں کی تعلیم

مزدوروں کی تعلیم پروگرام کی ذمہ داری مرکزی بورڈ برائے ورکرس ایجوکیشن کے سر ہے جس کا قیام 1958 میں عمل آیا تھا۔ یہ ایک سہ فریقی سوسائٹی ہے۔ جو سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ 1860 کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ یہ قومی، علاقائی اور دیہی سطحوں پر مزدوروں کے تعلیمی پروگرام پر عمل درآمد کراتی ہے۔ اس پروگرام کا بنیادی مقصد مزدوروں کے ہر طبقے کو ان کے حقوق سے واقف کرانا اور ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلانا ہے۔ تاکہ وہ ملک کی سماجی معاشی ترقی میں بھرپور حصہ لے سکیں۔ بورڈ منظم، غیر منظم دیہی اور غیر رسمی زمروں کے لئے مزدوروں کے تربیت کے پروگرام کا بھی اہتمام کرتا ہے۔

بورڈ کا صدر دفتر ناگپور میں ہے اور پورے ملک میں اسکے 49 ریجنل اور 14 سب ریجنل دفاتر ہیں۔ دہلی، ممبئی، کلکتہ اور چنئی میں واقع چار منطقائی نظامتیں علاقائی مراکز کی سرگرمیوں کی نگرانی کرتی ہیں۔ بورڈ نے قومی سطح کے پروگرام کرانے کے لئے ممبئی میں مزدوروں کی تعلیم کا ہندستانی انسٹی ٹیوٹ بھی قائم کیا ہے۔

مزدوروں کا تحفظ

فیکٹریوں میں مزدوروں کا تحفظ، صحت اور بہبود

فیکٹریوں میں کام کرنے والے مزدوروں کی صحت، تحفظ اور بہبود کے مختلف پہلوؤں کو باضابطہ بنانے کے لئے 1948 کا فیکٹریز ایکٹ اہم قانونی مدد فراہم کراتا ہے۔ مرکزی حکومت کے وضع کردہ اس ایکٹ کا مقصد فیکٹریوں میں کام کرنے والے ملازمین کو صنعتی اور پیشہ وارانہ دشواریوں سے بچانا اور ان کے مسائل کو حل کرنا ہے۔ ریاستی حکومتیں اور مرکزی علاقے اس ایکٹ کے تحت ضوابط تیار کرتے ہیں اور اپنے نگراں عملے (انسپکٹر) کے ذریعہ ایکٹ اور اپنے وضع کردہ ضوابط پر عمل درآمد کراتے ہیں۔ وزارت محنت سے ملحق دائرکٹر جنرل فیکٹری ایڈوائس سروس اور لیبر انسٹی ٹیوٹ ممبئی ریاستی حکومتوں اور مرکزی علاقوں کو فیکٹری ایکٹ کے نفاذ کے سلسلے میں انہیں تکنیکی مشورے دیتا رہتا ہے۔ اپنے ماتحت ممبئی، کلکتہ، کانپور، اور چنئی کے چار علاقائی اداروں کے تعاون سے دائرکٹریٹ معاون تحقیقاتی سہولتیں بھی فراہم کرتا ہے اور ترقیاتی سرگرمیاں بھی چلاتا ہے جس کے لئے کاروبار سے متعلق تحفظ اور صحت سے متعلق تدریس اور تربیت کا سہارا لیا جاتا ہے۔ دائرکٹر جنرل ایکٹ کے نفاذ کے ضمن میں صورت حال کا جائزہ لیتا رہتا ہے۔

فیکٹری ایکٹ کے بموجب بالغ مزدور سے ہفتے میں 48 گھنٹے سے زیادہ کام نہیں لیا جاسکتا اور یہ کہ 14 برس سے کم عمر بچوں کو فیکٹری میں ملازم نہیں رکھا جاسکتا ہے۔ ایکٹ میں فیکٹری مزدوروں کے لئے کم سے کم روشنی، تحفظ اور بہبود سے متعلق خدمات کی بھی صراحت کردی گئی۔ جو کارخانے 30 سے زائد عورتوں کو ملازم رکھیں گے۔ ان پر یہ لازم ہوگا کہ وہ ان کے بچوں کے لئے قیام گاہ (کریچ) فراہم کریں۔ جن فیکٹریوں میں 150 سے زائد مزدور کام کرتے ہیں وہاں ریسٹ روم اور لنچ روم بھی فراہم کرنا ضروری ہے۔ جہاں 250 یا اس سے زائد مزدور کام کرتے ہیں وہاں ویلفیئر افسر کا تقرر بھی ضروری قرار دیا گیا ہے۔ مزدوروں کا تحفظ اور ان کے لئے دوسری سہولتوں کو یقینی بنانے کے لئے 1987 میں ایکٹ میں ترمیم کی جاچکی ہے۔ اس کے تحت ڈیزائنر، پیدا کار، درآمد کنندگان اور سپلائی کرنے والوں کے لئے یہ ضروری قرار دیا گیا ہے کہ وہ اس بات کا پختہ انتظام کریں کہ جس سامان کی پیداوار ہو رہی ہے۔ وہ مزدوری کی صحت کے وسلامتی کے پیش نظر خطرناک نہ ہو۔ جوکھم والی صنعتوں میں سلامتی اور صحت کے

پہلوؤں کو لاگو کرنے کے لئے ایکٹ میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا گیا ہے۔

بندرگاہوں اور گودیوں میں تحفظ

گودیوں میں کام کرنے والے ملازمین کی صحت، تحفظ اور بہبود سے متعلق تمام وضاحتیں گودی مزدور (تحفظ، صحت اور بہبود) ایکٹ مجریہ 1986 میں درج ہیں۔ یہ قانون 15 اپریل 1987 کو نافذ کردیا گیا تھا۔ تمام اہم بندرگاہوں میں اس ایکٹ کو نافذ کرنے کی ذمہ داری وزارت محنت کی ہے اور یہ ذمہ داری ڈائرکٹریٹ جنرل فیکٹری ایڈوانس سروس اور لیبر انسٹی ٹیوٹ (DGFASLI) ممبئی کے ذریعہ پوری کی جاتی ہے۔ گودیوں کے چیف انسپکٹر کی حیثیت سے (DGFASLI) کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ خطرناک کیمکل کی تیاری، ان کو جمع کرنے یا درآمد کرنے سے متعلق ضوابط پر بھی عمل درآمد کرائے۔ یہ ضابطہ ماحول (تحفظ) ایکٹ 1989 کے تحت بنایا گیا تھا۔

کانوں میں کام کرنے والے مزدوروں کا تحفظ

حکومت نے 1952 میں مائنز ایکٹ وضع کرکے کانوں میں کام کرنے والے مزدوروں کی صحت، تحفظ اور بہبود سے متعلق تمام باتوں کی وضاحت کردی ہے اس قانون کا نفاذ وزارت محنت مائنس سیفٹی کے ڈائرکٹریٹ جنرل کے توسط سے کراتی ہے۔ ڈائرکٹریٹ جنرل کا صدر دفتر دھنباد میں ہے اور اس کے مطقائی، علاقائی دفاتر ملک کے ان علاقوں میں ہیں جہاں کانیں ہیں ڈائرکٹریٹ کے اہم کاموں میں کانوں کا معائنہ، مہلک حادثات کی جانچ، قانونی اجازت کی منظوری کانوں میں حفاظتی سازو سامان کی منظوری اور سلامتی کی حوصلہ افزائی کے لئے قومی ایوارڈوں، قومی تحفظ کانفرنس وغیرہ کا انعقاد شامل ہے۔

قومی تحفظ کونسل

قومی تحفظ کونسل کا قیام 1966 میں اس خیال سے عمل میں آیا تھا کہ حادثات سے بچنے کے لئے مزدوروں میں بیداری پیدا کی جائے۔ خطرات کو کم کیا جائے محنت کش طبقے کو کم سے کم پریشانیاں ہوں۔ تحفظ پر لکچر کانفرنس اور دوسرے پروگرام بنائے جائیں۔ مزدوروں اور مالکان میں تعلیمی بیداری کی مہم شروع کی جائے۔ ہر سال 4 مارچ کو یوم قومی تحفظ منایا جاتا ہے۔ کیونکہ اسی تاریخ کو قومی تحفظ کونسل عالم وجود میں آئی تھی۔

ایوارڈ (انعامات)

وزیراعظم کے شرم ایوارڈ

وزیراعظم کے شرم (محنت) ایوارڈ مرکزی حکومت کے محکمہ جاتی کارخانوں، سرکاری زمرے کے کارخانوں اور ریاستی حکومت کے ان محنت کشوں کو دیئے جاتے ہیں جو پیداوار میں نمایاں خدمات انجام دیتے ہیں اور اپنے فرائض کو بخوبی وحسن پورا کرتے ہیں۔ انعامات کے نام یہ ہیں۔ شرم رتن، شرم بھوشن، شرم ویر اور شرم دیوی۔ یہ انعامات ایک سند اور نقد رقم پر مشتمل ہوتا ہے۔ 1997 سے انعامات کی رقم علی الترتیب 2 لاکھ روپے، ایک لاکھ روپیہ، 60 ہزار روپے اور 40 ہزار روپے کردی گئی ہے۔

قومی تحفظ ایوارڈ

تحفظ کے بہتر اقدام اور بہتر کارکردگی کے اعتراف میں ضمنی اداروں کو یہ ایوارڈ دیا جاتا ہے۔ حکومت نے یہ ایوارڈ 1965 میں قائم کیا تھا۔ یہ ایوارڈ صرف فیکٹریوں اور گودیوں کے لئے مخصوص ہے۔

کانوں کے لئے قومی تحفظ ایوارڈ 1983 میں عالم وجود میں آیا تھا کانوں میں تحفظ اور سلامتی کے ٹھوس اور موثر اقدام کئے جانے کے اعتراف میں یہ ایوارڈ دیا جاتا ہے۔ مجموعی طور پر 32 انعامات ہیں جن میں 16 ایوارڈ پہلی پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اور 16 دوسری پوزیشن حاصل کرنے والوں کو دیئے جاتے ہیں۔ یہ سارے ایوارڈ انتظامیہ کو دیئے جاتے ہیں۔

وشوکرما ایوارڈ

شرم ویر ایوارڈ جس کا نام بدل کر اب وشوکرما پرسکار رکھ دیا گیا ہے۔ 1965 میں قائم کیا گیا تھا۔ یہ ایوارڈ فیکٹریوں، کانوں، گودیوں اور چائے باغات میں کام کرنے والے مزدوروں کے لئے ہی مخصوص ہیں۔

(ترک وطن) امیگریشن

امیگریشن ایکٹ 1983 جس کا نفاذ 30 دسمبر 1983 کو ہوا تھا دوسرے ملکوں میں ٹھیکہ جاتی بنیاد پر روزگار کی تلاش میں جانے والے ہندوستانیوں کے امیگریشن کو باضابطہ بناتا ہے۔ اور ایسے روزگار کے متلاشیوں کے مفاد کا تحفظ کرتا ہے اس ایکٹ میں جو گنجائش فراہم کی گئی ہیں ان کے بموجب ایک مالک کسی بھی ہندوستانی شہری کو کسی بھی ملک میں کام کرنے کے لئے ملازم رکھ سکتا ہے یا پھر اس ایکٹ کے تحت مجاز بھرتی ایجنٹ کے ذریعہ ہندوستان کے باہر ان کو کام کرنے کے لئے بھیج سکتا ہے۔ لیکن ایسا کرنے کے لئے اس ایکٹ کے تحت حکومت سے پرمٹ لینا بھی ضروری ہوگا۔ پروٹیکٹر جنرل آف امیگریشن اور بیرون ملکوں میں ہندوستانی سفارتخانوں کے سربراہ غیر ملکوں میں کام کے قانونا جائز پرمٹ جاری کرنے کے مجاز ہیں ایکٹ کے بموجب اگر کوئی شخص دوسرے ملکوں میں کام کے لئے کسی ہندوستانی کا تقرر کرنا چاہتا ہے یا اس کو ملازمت دینا چاہتا ہے تو اسے ایکٹ کے تحت پروٹیکٹر جنرل سے رجسٹریشن سرٹی فیکیٹ حاصل کرنا پڑے گا۔ کیرالا، ہماچل پردیش، پنجاب، تامل ناڈو، آندھرا پردیش، اتر پردیش، ہریانہ، کرناٹک اور مرکزی علاقے دلی میں ریاستی افرادی طاقت کارپوریشن بھی کام کر رہے ہیں۔ ایجنٹوں کو غیر ہنر مند مزدوروں سے دو ہزار روپے، نیم ہنر مند مزدوروں سے تین ہزار روپے، ہنر مند مزدوروں سے پانچ ہزار روپے اور دوسرے زمرے کے ملازمین سے دس ہزار روپے بطور سروس چارج وصول کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔

ایکٹ میں غیر دیانت دار، ایجنٹوں کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کی بھی گنجائش ہے فریب دہی کے مرتکب ایجنٹوں کے خلاف ایکٹ کے تحت کارروائی کی جاسکتی ہے۔ امیگریشن سے متعلق پروٹیکٹر جنرل کے ہیڈ کوارٹر ممبئی، کوچین، چنئی ترونتا پورم، کلکتہ، حیدرآباد اور چنڈی گڑھ میں واقع دفاتر میں عوامی سماعت کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ لوگوں کو شکایت کی تلافی کے لئے امیگریشن پروٹیکٹر جنرل اور دیگر سینئر افسران ہفتے میں دو دن منگل اور جمعہ کو دستیاب ہوتے ہیں اس کے لئے پہلے سے ملنے کے لئے وقت نہیں لینا پڑتا۔

17 زمرے کے افراد کے لئے امیگریشن سے اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہے ملازمت کے لئے غیر ممالک جانے والے کسی بھی ہندوستانی کے لئے بس اتنا ضروری ہوگا کہ وہ پاسپورٹ آفس سے اپنے پاسپورٹ پر (Emigration Check Not Required) کی مہر لگوالے۔ اس زمرے میں یہ لوگ شامل ہیں (i) ہوٹلوں، ریسٹورنٹوں، چائے خانوں

وغیرہ میں منیجر کے عہدے پر کام کے لئے جانے والے (ii) گزٹیڈ سرکاری ملازمین (iii) زرعی انکم ٹیکس دینے والوں سمیت تمام
انکم ٹیکس ادا کرنے والے۔ لیکن پچھلے تین برسوں کا انکم ٹیکس کی ادائی کا سرٹی فیکٹ بہر حال داخل کرنا ہوگا (iv) پیشہ وارانہ ڈگری
رکھنے والے مثلاً ایم بی بی ایس ڈاکٹر، ہومیوپیتھی یا آیورویدک کی ڈگری رکھنے والے۔ تسلیم شدہ صحافی، چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ، لکچرر،
ٹیچر، ایڈوکیٹ اور سائنسداں وغیرہ (v) نمبر دو سے چار تک کے افراد کے بیوی بچے (vi) ایسے تمام افراد جو تین برسوں سے غیر
ملکوں میں مقیم ہیں۔ ان کی بیوی اور بچے (vii) سی ڈی سی، سی کیڈٹس اور ڈیک کیڈٹس کا تجربہ رکھنے والے ملازم جونی ایس چانکیہ
ممبئی سے بحری سائنس میں بی۔ ایس سی کا آخری سال پاس کر چکے ہیں اور جونی۔ ایس۔ چانکیہ جواہر۔ ایم ٹی۔ آئی (ایس سی۔
آئی اور این آئی پی ایس چنئی میں تین مہینہ کی پری سی ٹریننگ کر چکے ہو اور جنہیں شپنگ ماسٹر ممبئی، کلکتہ، اور چنئی کے ذریعہ شناختی
کارڈ جاری کئے گئے ہوں (viii) سفارتی رسرکاری پاسپورٹ رکھنے والے (ix) ایسے والدین کے غیر خود کفیل بچے جن کے
پاسپورٹ پر ECNR کی مہر لگی ہو۔ (X) انگلینڈ امریکا اور آسٹریلیا کا مستقل امیگریشن ویزا رکھنے والے (xi) بی اے یا دوسری
اعلا ڈگری رکھنے والے (xii) پالی ٹیکنک جیسے تسلم شدہ اداروں کا ڈپلوما رکھنے والے (xiii) انڈین نرسنگ کونسل ایکٹ
1947 کے تحت تسلیم شدہ نرس (xiv) 60 برس سے زائد عمر کا ہر شخص (xv) پاکستان اور بنگلہ دیش جانے والے (xvi) یورپ اور
شمالی امریکا کے کسی شہر میں جانے والا کوئی شخص (xvii) حکومت کے تسلیم شدہ ادارے۔

امیگریشن سسٹم کو اور آسان بنا دیا گیا ہے۔ درج ذیل چھ زمروں میں سے کسی بھی زمرے میں آنے والا کوئی ورکر اپنے
پاسپورٹ پر "ای۔ سی۔ این۔ آر۔ مہر لگوانے کے لئے رجسٹرڈ بھرتی ایجنٹ کے ذریعہ POEs یا پاسپورٹ اتھاریٹی سے رابطہ قائم
کرسکتا ہے۔ سپروائزر (سبھی پیشوں میں) ہنر مند مزدور (سبھی پیشوں میں) نیم ہنر مند (سبھی پیشوں میں) ہلکے راوسط ربھاری
گاڑیوں کے ڈرائیور، اسٹینوگرافر، اسٹور کیپر، ٹائم کیپر، ٹائپسٹ وغیرہ سمیت سبھی کلرک ملازمین اور انکو چھوڑ کر جو گھریلو ملازمت
میں ہوں، باورچی جن کے پاسپورٹ پر جائز ویزا لگا ہو۔

عمرہ اور حج کے لئے سعودی عرب جانے والوں اور زیارت کے لئے سعودی عرب، شام، ایران، عراق، اردن، اور مصر جانے
والے زائرین کو پروٹکٹر آف امیگریشن رپاسپورٹ آفس سے امیگریشن چیک سے مثنی رکھا گیا ہے۔ ان ملکوں کی فہرست میں اب
سنا یمن کا بھی نام شامل ہو گیا ہے۔ اسی طرح روزگار کے لئے جاپان، آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ جانے والوں کو بھی امیگریشن چیک
سے مستثنی کر دیا گیا ہے۔ تارک وطن ملازمین کے لئے ایک ویلیفئر فنڈ کے قیام کی تجویز پر بھی غور کیا جا رہا ہے۔ اس فنڈ کا استعمال
کچھ ہنگامی حالتوں جیسے پھنسے ہوئے ملازمین کو ملک واپس لانا، غیر ملکی اسپانسروں کے پاس کام کرتے ہوئے فوت ہوئے
ملازموں کی نعش ملک میں لانے یا معذور ہونے افراد کے گھر والوں کو یکشت مالی تعاون دینے میں کیا جائے گا۔

صنعتی تعلقات

ٹریڈ یونین ایکٹ

ٹریڈ یونین ایکٹ 1926 کا بنیادی مقصد ٹریڈ یونینوں کو رجسٹریشن کی سہولت فراہم کرتا ہے۔ کوئی بھی سات یا اس سے زیادہ
کارکن ایکٹ کے تحت ٹریڈ یونین کا رجسٹریشن کرا سکتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ ٹریڈ یونین کے ضابطوں اور ایکٹوں کے تحت قانون کی
پابندی کریں۔

ڈسپلن کا ضابطہ

ڈسپلن کا ضابطہ 1958 میں انڈین لیبر کانفرنس میں وضع کیا گیا تھا جس میں مالکان اور کارکنوں پر زور دیا گیا ہے۔ کہ وہ اپنے تنازعوں کو حل کرنے کے لئے موجودہ مشینری کا استعمال کریں۔ مالکان اور ملازمین کی مرکزی تنظیموں اور کئی دوسری تنظیموں نے ڈسپلن کے ضابطے کو منظور کرایا تھا۔ ڈسپلن کے ضابطے کے تحت اس ضابطے پر عمل درآمد کرنے والی تنظیمیں مرکزی یا ریاستی امور سے متعلق تنازعات کے حل میں تعاون کرتی ہیں۔ مالکان اور کارکنوں کی مرکزی تنظیموں اور سرکاری کارخانوں کے ذمہ داروں نے اس سیاق میں تنازعات کا جائزہ لینے کے لئے کمیٹیاں یا شعبے قائم کئے ہیں۔ ان تنظیموں میں کل ہند ٹریڈ یونین کانگریس شامل نہیں ہے۔

جانچ کا طریقہ کار

سرکاری زمرے کے کارخانوں کی جانب سے طویل مقدمہ بازی کی روک تھام کے لئے جانچ کا ایک طریقہ کار وضع کیا گیا ہے۔ مقدمے بازی میں اس وقت اور طول کھنچتا ہے جب ایسے صنعتی تنازعہ کے مقدمات میں جن پر صنعتی ٹریبونل یا عدالت پہلے ہی فیصلہ سنا چکی ہوتی ہے۔

اپلیں دائر کی جاتی ہیں پھر اس مقدمہ میں تاخیر پر تاخیر ہوتی چلی جاتی ہے۔ اس طریقہ کار کے تحت متعلقہ وزارت یا وزارت قانون سے اجازت لئے بغیر ایسے صنعتی مقدمے میں اپیل دائر نہیں کی جاسکتی ہے۔ جس کا پہلے صنعتی ٹریبونل یا عدالت نے فیصلہ سنادیا ہو۔ وہاں سے یہ معاملہ وزارت محنت کے سپرد کردیا جاتا ہے۔ اگر وزارت محنت اور متعلقہ وزارت اپیل دائر کرنے کی اجازت نہیں دیتی ہے تو پھر یا معاملہ معاشی سکریٹریوں کی کمیٹی کے سپرد کردیا جاتا ہے۔

لے آف، تخفیف اور تالہ بندی

لے آف، چھٹیوں اور تالہ بندی کو صنعتی تنازعات ایکٹ 1947 کے تحت کردیا گیا ہے۔ حکومت نے صنعتی تنازعہ (ترمیمی) ایکٹ 1982 اور 1984 کے ذریعہ جبری چھٹی، تخفیف اور تالہ بندی کو مزید قانون کا پابند کرنے کے اقدام کئے ہیں۔ اب اس ایکٹ کے تحت ایسا کوئی کارکن جس نے مسلسل ایک برس سے کم کام نہ کیا ہو۔ وہ چھٹی یا تالہ بندی کی صورت میں معاوضہ کی ایک کم سے کم طے رقم کا حقدار ہوگا۔

سہ طرفہ صنعتی کمیٹی

مزدوروں پر نئی صنعتی پالیسی کے اثرات اور دیگر متعلق معاملات غور اور مناسب فیصلہ لینے کے لئے وزارت محنت نے 12 نومبر 1991 کو ایک خصوصی سہ طرفہ کمیٹی کی تشکیل کی۔ کمیٹی کے فیصلے پر مبنی چینی، سوتی کپڑے، سڑک نقل و حمل، بجلی (پیداوار اور تقسیم) پٹ سن، کیمکل اور انجینئرنگ سے متعلق سات صنعتی سہ طرفہ کمیٹیوں کی تشکیل کی گئی تاکہ صنعتوں کی بیماریوں کے خصوصی مسائل کا جائزہ لیا جاسکے۔ جہاں اور جب بھی ضرورت ہوتی ہے ان کمیٹیوں کی میٹنگیں ہوتی ہے اور اس میں حکومت کے مختلف پالیسی ساز فیصلوں جیسے کہ ہمہ گیریت اور نرم کاری سے پیدا ہونے والے مسائل پر غور کیا جاتا ہے۔

دوسرا قومی لیبر کمیشن

پہلے قومی لیبر کمیشن کی تشکیل 24 دسمبر 1966 کو کی گئی تھی۔ منظم اور غیر منظم سکیٹر میں لیبر مسائل کے سبھی پہلوؤں کے جامع

جائزے کے بعد کمیشن نے اگست 1969 کو رپورٹ سونپ دی۔ درج ذیل وجوہات سے دوسرے لیبر کمیشن کے قیام کی ضرورت محسوس کی گئی (1) پچھلی تین دہائیوں میں صنعتی بنانے کے عمل اور اربنائزیشن کی رفتار کی وجہ سے مزدور قوتوں کی تعداد میں کئی گنا اضافہ ہوا (2) 1991 میں نئی اقتصادی پالیسی لاگو کرنے کے بعد سے ملک کے اقتصادی پس منظر میں تبدیلی پیدا ہوئی جس کی وجہ سے گھریلو صنعتی ماحول اور محنت بازار میں انقلابی تبدیلیاں ہوئیں۔ (3) صنعت اور کام کرنے کی جگہوں پر روزگار کی فطرت، کام کے گھنٹوں اور صنعتی تعلق کے پس منظر میں کافی بدلاؤ ہو گیا ہیں۔ ان تبدیلیوں کی وجہ سے محنت بازار میں کچھ غیر یقینی کیفیت کا ماحول بنا ہے۔ جس کی وجہ سے لیبر قانونوں پر پھر سے نظر ڈالنے کی ضرورت ہے۔

اس لئے حکومت نے 24 دسمبر 1998 کو دوسرے قومی لیبر کمیشن کی تشکیل کا فیصلہ کیا۔ کمیشن کی پہلی میٹنگ 4 نومبر 1999 کو ہوئی۔ میٹنگ میں درج ذیل موضوعات پر 6 مطالعاتی گروپ کی تشکیل دینے کا فیصلہ کیا گیا (1) قانون کا جائزہ (2) دیہی رغیر رسمی سیکٹر رمتحدہ رمربوط جامع قانون (3) ہمہ گیریت اور اس کے اثرات (4) سماجی تحفظ (5) خواتین اور بچہ مزدوری (6) ہنرمندی کا فروغ، تربیت اور ملازمین کی تعلیم۔ کمیشن کی دوسری میٹنگ 15 مارچ 2000 کو ہوئی۔ 18-16 مارچ 2000 تک کمیشن نے پس منظر، امکانی اور اہم ایریا کی شناخت پر ابتدائی غور خوض کے لئے مرکز مزدور یونینوں اور ملازمین کی تنظیموں کو مدعو کیا تا کہ قومی لیبر کمیشن کے کام کاج کے بارے میں کمیشن ان تنظیموں کے خیالات کو معلوم کر سکے۔ کچھ مزدور یونینوں کی طرف سے مثبت ردعمل ظاہر ہوا اور وہ بات چیت کے لئے آئے۔ ملازمین کی تنظیموں میں سے کچھ نے مشترکہ پیش کش کرنے کا مطالبہ کیا جسے کمیشن نے قبول کر لیا۔ کمیشن نے ریاستی حکومتوں سے غور وخوض کے لئے 3 سے 7 جولائی 2000 تک ممبئی کا سفر کیا۔

تربیت

ابھرتی جوانی کے دوران نوجوانوں کے کیریر کو بنانے کی کوشش میں ڈائرکٹریٹ جنرل جنرل آف امپلائمنٹ اور ٹریننگ نے اس سلسلے میں متعدد تربیتی پروگرام تیار کئے ہیں۔ ان پروگراموں کو جہاں تک ممکن ہوتا ہے قومی ڈھانچے کو کے اندر رہتے ہوئے لیکن کئی بار غیر ملکوں کے اشتراک سے وضع کیا جاتا ہے۔

دستکاروں کی تربیت

صنعتی تربیتی ادارے 143 انجینئرنگ اور 24 غیر انجینئرنگ شعبوں میں 15 سے 25 برس عمر کے درمیان مردوں اور عورتوں کو تربیت دینے کے لئے ملک بھر میں قائم کئے گئے ہیں۔ 31 دسمبر 1999 تک ایسے 4,172 ادارے جن کی مجموعی صلاحیت 6.77 لاکھ ہے ملک میں دستکاروں کو تربیت دے رہے تھے۔ انجینئرنگ شعبہ میں تربیت کی مدت ایک یا دو سال اور غیر انجینئرنگ شعبہ میں تربیت کی مدت ایک برس ہے۔ داخلے کے لئے تعلیمی لیاقت کا معیار آٹھویں سے بارہویں اسٹینڈرڈ تک رہتا ہے۔ ان 67 ٹریڈوں کے علاوہ ریاستی حکومتوں اور مرکزی علاقوں سے اپنے علاقوں میں قائم صنعتی یونٹوں کی مانگ پوری کرنے کے لئے دوسرے شعبوں میں بھی تربیت کا انتظام شروع کر دیا ہے۔

دستکاری کے انسٹرکٹروں کی تربیت

ہوڑہ، ممبئی، کانپور، لدھیانہ اور حیدرآباد میں قائم ایڈوانسڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ اور چنئی میں مرکزی تربیتی انسٹی ٹیوٹ برائے انسٹرکٹرس کا قیام 1960 میں عمل میں آیا تھا۔ جس کا مقصد صنعتی ہنر سکھانے کی تکنیک سے انسٹرکٹر ٹرینیز کو واقفیت بہم پہنچانا ہے جو

بعد میں دوسروں کو تربیت دے کر صنعت کو ہنر مند افرادی طاقت فراہم کرتے ہیں۔

ان اداروں کی صلاحیت 1,016 دستکاری کے انسٹرکٹروں کو تربیت دینے کی ہے ان میں ہنر مندی کو فروغ اور تعلیمی اداروں دونوں گہری و جامع تربیت کے لئے ایک سالہ کورس چلایا جاتا ہے۔ تدریس اصولوں کی گہری معلومات اور ہنر مندی کو جدید اور تازہ بنائے رکھنے اور انہیں صنعت کی دنیا کی تکنیکی ترقی کی معلومات دینے کے لئے یہ ادارے ریفریشر کورس کا بھی انعقاد کرتے ہیں۔

چند منتخب خصوصی کاروبار میں انسرکٹروں کی تربیت کی سہولت اب بھی بہ آسانی دستیاب ہیں مثلاً چھپائی کی تربیت اے ٹی آئی کانپور، کاشتکاری کے آلات کی تربیت، اے ٹی آئی لدھیانہ میں دی جاتی ہے۔ ان اداروں میں درج فہرست اقوام (قبائل کے لئے نشستیں محفوظ ہیں۔)

ترقی یافتہ پیشہ وارانہ تربیتی اسکیم

یہ اسکیم انتہائی ہنر مند کارکنوں اور تکنیکی ماہرین کو مختلف ترقی یافتہ اور جدید ہنر میں جو دوسرے پیشہ وارانہ تربیتی پروگراموں میں دستیاب نہیں ہیں، تربیت دینے کی غرض سے اکتوبر 1977 میں شروع کی گئی تھی۔ اس اسکیم کے تحت متعدد ترقی یافتہ ہنروں کے میدان میں دو سے بارہ ہفتے کے ریگولر کل وقتی نصاب کی پیشکش کی جاتی ہے۔ یہ اسکیم سب سے پہلے ممبئی، کلکتہ، حیدرآباد، کانپور، لدھیانہ اور چنئی میں واقع ترقی یافتہ تربیتی انسٹی ٹیوٹ اور 15 ریاستی حکومتوں کے زیر اہتمام 16 منتخب صنعتی ٹریننگ اداروں میں شروع کی گئی تھی۔ جدید طرز کے ان اداروں میں سالانہ 10 ہزار صنعتی کارکنوں کو تربیت دی جاتی ہے۔

عورتوں کا پیشہ وارانہ تربیتی پروگرام

ملک میں عورتوں کو پیشہ وارانہ تربیت کی سہولتوں کا اہتمام 677 خواتین صنعتی تربیتی ادارے ہیں جو صرف لڑکیوں کے لئے ہیں اور ان میں 44,692 لڑکیاں تربیت حاصل کرسکتی ہیں۔ اور 1996 میں کونسل برائے پیشہ وارانہ ٹریننگ نے سفارش کی تھی کہ عام آئی ٹی آئی میں 25 فیصد سیٹیں خاتون امیدواروں کے لئے محفوظ کردی جائیں۔ یہ سیٹیں ریاست/مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں عام ریزرویشن پالیسی کے تحت بھری جائیں اور ریزرویشن کی کل حد 50 فی صد سے زیادہ تر ہو۔ پیشہ وارانہ تربیتی پروگرام کے تحت جس کا اہتمام وزارت محنت، ڈی جی ای اور ٹی اور نوئیڈا میں قومی پیشہ وارانہ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ کرتا ہے اس کے علاوہ دس ریجنل پیشہ ورانہ تربیتی اداروں میں، جو ممبئی، بنگلور، تریوندرم، کلکتہ، حصار، تورا، الہ آباد، اندر بڑودہ اور جے پور میں قائم کئے گئے ہیں۔ ترقی یافتہ اور جدید طریقوں سے تربیت دی جاتی ہے۔ اب تک ان اداروں میں لگ بھگ مارچ 2000 تک 21,500 خاتون امیدواروں کو تربیت دی جاچکی ہے۔ ان میں ایڈوانس اور تدریسی مہارت مہیا کرانے کے لئے 1,936 خواتین کو تربیت دینے کی صلاحیت موجود ہے۔

مرکزی تعلیمی میڈیا انسٹی ٹیوٹ

مرکزی تعلیمی میڈیا انسٹی ٹیوٹ (CIMI) چنئی میں قائم کیا گیا ہے جس کا مقصد آئی ٹی آئی میں تربیت دینے والوں اور تربیت پانے والوں اور پرنٹس شپ ٹریننگ اسکیم کے تحت اپرنٹوں کو میڈیا پیکج کی شکل میں تربیتی ساز و سامان فراہم کرنا ہے۔ انسٹی ٹیوٹ نے متعدد اقسام کے تربیتی میڈیا پیکج (IMPS) کو فروغ دیا ہے جو ترقی ساز و سامان انسٹرکٹرس گائیڈ، دیوار چارٹ، اوور

بیڈ نصابی کتابوں ٹرانسپیرنسی وغیرہ پر مشتمل ہے۔سی آئی ایم آئی کو یکم اپریل 1999 کو خود مختار ادارہ بنادیا گیا۔

سوپروائزر رفورمین ٹریننگ

صنعت کے لئے فورمین اور سپروائزروں کی ٹریننگ بنگلور اور جمشید پور میں قائم اور فورمین ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ میں ہوتی ہے۔

مرکزی اسٹاف ٹریننگ اور تحقیقی انسٹی ٹیوٹ

مرکزی اسٹاف ٹریننگ اور تحقیقی ادارہ حکومت نے جموریہ جرمنی کے اشتراک سے 1968 میں کلکتہ میں قائم کیا تھا۔اس ادارہ کے تین شعبے ہیں تربیت، ریسرچ اور ترقی، تربیتی شعبہ ملک میں پیشہ وارانہ اور صنعتی ٹریننگ کے منتظمین کو تربیت کی سہولتیں فراہم کرتا ہے۔تحقیقی بازو، پیشہ وارانہ ٹریننگ کے مختلف پہلوؤں پر مسائل پرمبنی مطالعات کا اہتمام کرتا ہے اور ترقیاتی شعبہ صنعتی ٹریننگ موثر طور پر جانے کے لئے تربیتی ساز وسامان اور معاون ماڈل کو فروغ دیتا ہے۔

اپرنٹس شپ ٹریننگ اسکیم

اپرنٹیسز Apprentices ایکٹ 1961 کے تحت مخصوص صنعتوں کے مالکان کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپرنٹس شپ ٹریننگ کے لئے اپرنٹس رکھیں جنہیں ایک سے چار برس تک متعلقہ صنعت میں کام سکھایا جائے یہ ٹریننگ بنیادی تربیت پرمبنی ہے اس کے بعد اپرنٹس کو کام کے دوران شاپ فلور پر تربیت دی جاتی ہے۔تربیت کے معیار کا تعین مرکزی حکومت سنٹرل اپرنٹس شپ کونسل کے مشورے سے کرتی ہے۔اب تک 256 صنعتوں اور 137 کاروباروں میں اپرنٹس شپ ٹریننگ ضروری قرار دی گئی ہے۔

1961 کے اپرنٹس شپ ایکٹ میں ترمیم کی گئی اور گریجویٹ اور تکنیشین اپرنٹس شپ، انجینئرنگ، اور ٹکنالوجی سے گریجویٹ اور ڈپلوما ہولڈروں کی تربیت کو بھی اس کے تحت لایا گیا۔1986 میں اس ایکٹ میں پھر ترمیم کی گئی اور 10+2 کا امتحان پاس کرنے والے طلبا کو تکنیشین (پیشہ وارانہ) اپرنٹس کورس کا فائدہ پہونچایا گیا۔اپرنٹس تربیت پروگرام میں بہتری کے لئے 1997 میں اس ایکٹ میں پھر ترمیم کی گئی۔

روزگار

منظم زمرے مثلاً تمام سرکاری سیکٹر اور پرائیویٹ سیکٹر میں دس یا اس سے زائد افراد کو کام دینے والے غیر زرعی اداروں میں روزگار پانے والوں کی تعداد جو مارچ 1997 میں 282.45 لاکھ سے گھٹ کر مارچ 1999 میں 281.66 لاکھ ہوگئی اس طرح اس مدت میں 0.28 فی صد کی کمی ہوئی۔1997-98 کے دوران پرائیویٹ سیکٹر کے روزگار میں 0.72 فی صد کی کمی ہوئی جب کہ عوامی سیکٹر میں 0.72 فی صد کا اضافہ ہوا۔

نویں پنج سالہ منصوبے کا ایک بنیادی مقصد پیداواری روزگار کے مزید مواقع فراہم کرنا ہے خاص طور سے ان علاقوں پر زیادہ سے زیادہ توجہ دی جائے گی جہاں بے روزگاری کی شرح بہت زیادہ ہے

قومی روزگار سروس

نیشنل روزگار سروس (NES) کے پاس 30 جون 1999 کے اختتام پر 953 ایمپلائمنٹ ایکس چینج یونیورسٹی روزگار واطلاعات اور گائیڈنس بیورو کا نیٹ ورک تھا۔ ایمپلائمنٹ ایکس چینج روزگار کے متلاشیوں کے بشمول خصوصی گروپ مثلاً معذور، سابق فوجی، درج فہرست اقوام وقبائل، خواتین وغیرہ ان کی کوشش میں مدد کرتا ہے۔

یہ ادارہ پیشہ وارانہ تربیت کا اہتمام کرتا ہے۔ اور روزگار سے متعلق ضروری مشورے بھی دیتا ہے۔ آج کے ذریعہ مطلع کی گئی خالی جگہوں کو معلومات یہ روزگار مراکز خواہش مند افراد کو بھیجتے ہیں۔ روزگار کے بارے میں اطلاعات اکٹھا کر کے لوگوں تک پہونچانا روزگار اور افرادی قوت کے بارے میں پالیسیاں طے کرانے کے مقصد سے مطلوبہ معلومات دینے کے مقصد سے روزگار اور کمرشیل ریسرچ کے بارے میں مطالعہ کرنے جیسے کام کئے جاتے۔ طریقہ عمل میں بہتری کے لئے روزگار کاموں کے کمپیوٹرائیزیشن کا پروگرام جاری ہے۔

ایمپلائمنٹ ایکسچینج (خالی جگہوں کالازمی نوٹیفکیشن) ایکٹ 1959 کے تحت 25 یا اس سے زیادہ لوگوں کو ملازمیت دینے والے سرکاری زمرے کے تمام کارخانوں اور نجی زمرے میں تمام غیر زرعی اداروں کے لئے یہ لازمی ہے کہ وہ خالی جگہوں کا اعلان کریں اور اس کی باضابطہ اطلاع ایمپلائمنٹ ایکسچینج کو دیں ایمپلائمنٹ ایکسچینج کے نظم ونسق کی ذمہ داری ریاستی حکومتوں یا مرکزی علاقوں کی حکومتوں پر ہے جسمانی طور پر معذور لوگوں کے لئے ملک میں 40 خصوصی ایمپلائمنٹ ایکسچینج ہیں۔ 18 پیشہ وارانہ آبادکاری مراکز معذوروں کو آبادکاری خدمات کا جامع پیکج فراہم کرتے ہیں۔

پیشہ وارانہ رہنمائی

پیشہ وارانہ رہنمائی اور روزگار سے متعلق مشورے نوجوانوں (غیر تجربہ کار) اور بالغوں کو (مخصوص کام کا تجربہ رکھنے والے) دیئے جاتے ہیں۔ مارچ 2000 میں ایسے 354 روزگار دفاتر میں ایسی اکائیاں کام کر رہی تھیں اس کے علاوہ 85 یونیورسٹیوں میں ایمپلائمنٹ انفارمیشن اور گائیڈنس بیورا کس کام کر رہے ہیں۔ یہ واحدے نوجوانوں کو ان کے کیریر بنانے کی کوشش میں مدد کرتے ہیں 23 چیندہ اضلاع میں ایک خصوصی اسکیم بھی چلائی جارہی ہے۔ جہاں نوجوانوں کو فوراً اپنا روزگار شروع کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔

درج فہرست اقوام وقبائل۔ روزگار کے متلاشی

درج فہرست اقوام وقبائل کے امیدواروں کے لئے کوچنگ اور رہنمائی مراکز دہلی، چینئی، کانپور، جے پور، حیدرآباد، ترپوندرم، سورت، جبلپور، رانچی، کلکتہ، ایزول، بنگلور، حصار، بھونیشور، امپھال، ناگپور، منڈی، گوہاٹی، کوہیما، جووال اور جموں اور جالندھر میں کام کر رہے ہیں۔ جوان کے لئے رجسٹریشن کی رہنمائی، درخواست دینے سے پہلے کی رہنمائی خود اعتمادی پیدا کرنے کے لئے تربیت، تقرری کے پہلے تربیت ان مراکز میں امیدواروں کو ٹائپنگ اور شارٹ ہینڈ کی خصوصی ٹریننگ فراہم کرتیے۔

کام کے حالات اور بہبود

وزارت برائے محنت، بیڑی، سنیما، اور غیر کوئلہ کان ملازمین کے کچھ درجات کے لئے 5 فلاحی فنڈ چلا رہا ہے۔ فلاح و بہبود

فنڈ درج ذیل ایکٹ کے تحت بنائے گئے ہیں (1) ابرق کان مزدور فلاح و بہبود فنڈ ایکٹ 1941 (2) چونا پتھر اور ڈولیمایٹ کان مزدور فلاح و بہبود فنڈ ایکٹ 1976 (3) لوہا کچا دھات کان، میگنیز کچی دھات اور کروم کچی دھات (ORE) اور مزدور فلاح و بہبود فنڈ ایکٹ 1981 (4) بیڑی ملازمین فلاح و بہبود فنڈ ایکٹ 1976 اور (5) سنیما ملازمین فلاحی فنڈ ایکٹ 1981 ایکٹ میں درج مقاصد کو موثر بنانے کے لئے صحت، تعلیم، رہائش، تفریح، سماجی تحفظ اور پانی کی فراہمی کے سیکٹر میں مختلف فلاح و بہبود کی اسکیمیں بنائی گئیں اور ان پر عمل کیا جارہا ہے۔

فنڈوں کے لئے رقوم بیڑی بنانے اور فیچر فلموں پر ساز و سامان لگا کر ابرق درآمد کرنے، چونا پتھر اور ڈولومائٹ کی کھپت اور لوہا کچا دھات، میگنیز کچا دھات اور کروم کچا دھات کی کھپت اور درآمد پر ذیلی ٹیکس لگا کر حاصل کی جاتی ہے۔

سماجی تحفظ

ورک مین معاوضہ ایکٹ, 1923

1923 میں ورک مین Work men معاوضہ ایکٹ کے منظور ہوجانے کے ساتھ سماجی تحفظ کی ابتدا ہوگئی تھی اس قانون کے تحت زخمی ہونے اور حادثہ کی صورت میں (بشمول بعض پیشہ پر پیدا ہوئے امراض) مزدوروں اور ان کے لواحقین معاوضہ کے حقدار ہوں گے یہی قانون ریلوے ملازمین پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ فیکٹریوں، کانوں، چائے باغات مشین سے چلنے والی گاڑیوں، تعمیراتی کام میں لگے کارکن اور ملازمین کو بھی اسی قانون کے تحت تحفظ فراہم کیا جاتا ہے۔ مکمل طور پر معذور ہونے یا موت کی صورت میں معاوضہ کی کم سے کم رقم علی الترتیب 60 ہزار روپے اور 50 ہزار روپے مقرر کی گئی ہے۔ کارکن کی عمر اور اجرت کا لحاظ رکھتے ہوئے موت ہوجانے کی صورت میں معاوضہ کی رقم 2.28 لاکھ روپے اور مستقل طور پر معذور ہونے کی صورت میں معاوضہ کی رقم 2.74 ہزار دی جاتی ہے۔

زچگی فوائد

میٹرنٹی بینیفٹ ایکٹ 1961 کے تحت بعض اداروں میں عورتوں کی ملازمت کو اس طرح باضابطہ بنادیا گیا ہے۔ کہ بچے کی پیدائش سے قبل اور اس کے بعد ایک مخصوص مدت تک انہیں مخصوص سہولتیں فراہم کی جاتی رہیں گی۔ یہ ایکٹ کانوں، فیکٹریوں، سرکس، صنعت، چائے کے باغات دکانوں اور کاروباری اداروں میں کام کرنے والی خواتین پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ جہاں 10 یا اس سے زیادہ کارکن ہوں البتہ ان خاتون ملازمین پر یہ قانون لاگو نہیں ہوتا ہے جو 1998 ایمپلائز اسٹیٹ انشورنس ایکٹ کے تحت آتی ہیں۔ اس ایکٹ کے تحت سہولت کے لئے اجرتوں کی کوئی حد مقرر نہیں ہے۔

گریجوئٹی اسکیم

گریجوئٹی کی ادائی ایکٹ 1972 کا نفاذ فیکٹریوں، کانوں، تیل کے چشموں، چائے کے باغات، بندرگاہوں، ریلوے، موٹر ٹرانسپورٹ انڈرٹیکنگس، کمپنیوں، دکانوں اور دوسرے کاروباری اداروں پر ہوتا ہے۔ اس ایکٹ کے تحت ملازمت کے ہر سال پر 15 یوم کی اجرت کے حساب سے گریجوئٹی کی رقم کا تعین ہوتا ہے۔ لیکن یہ مجموعی رقم 3,50,000 سے بہر حال تجاوز نہ ہونا چاہئے۔

جن کارخانوں میں موسم کے لحاظ سے کام ہوتا ہے۔ وہاں ہر سیزن کے لئے سات یوم کی اجرت بطور گریجوئٹی دی جاتی ہے۔ اگر کسی ملازم کو اپنے مالک کے ساتھ کئے گئے معاہدوں کے تحت بہتر شرطوں پر گریجوئٹی ملتی ہے تو یہ ایکٹ ملازم کو اس سے الگ نہیں کرتا۔

ایمپلائز اسٹیٹ انشورنس اسکیم

ایمپلائز اسٹیٹ انشورنس ایکٹ پہلے مرحلے میں ان غیر موسمی فیکٹریوں پر لاگو ہوتا ہے جو بجلی استعمال کرتی ہیں اور 10 یا اس سے زائد افراد کو روزگار فراہم کرتی ہیں یا بجلی استعمال نہ کرنے والی ان فیکٹریوں پر اس ایکٹ کا اطلاق ہوتا ہے جو 20 یا اس سے زائد لوگوں کو روزگار فراہم کرتی ہیں۔ اس ایکٹ سے حاصل سہولتیں دکانوں، ہوٹلوں، ریسٹورنٹوں، سنیما تھیٹروں، موٹر ٹرانسپورٹ اندرٹیکنگ اور اخباری صنعت سے وابستہ ملازمین کو بھی دستیاب ہیں۔ اس ایکٹ کے تحت ملازمین کو نقد رقم کی صورت میں طبی امداد بھی فراہم کی جاتی ہے۔ یکم جنوری 1997 سے 6,500 روپے ماہانہ تنخواہ پانے والے ملازم اس انشورنس اسکیم کا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

اس ایکٹ کے تحت ملازمین کی اچانک بیماری زچگی، زخمی ہونے پر علاج کا انتظام اور نقد بھتہ دینے اور زخمی ہونے کی وجہ سے مدت ہونے پر ان پر انحصار کرنے والے لوگوں کو پنشن دینے کا اہتمام ہے۔ بیمہ شدہ شخص کے خاندان کو علاج کے ساتھ ساتھ مکمل علاج کی سہولیات بھی مہیا کرائی جاتی ہیں۔ 31 مارچ 2000 کو 134 ای ایس آئی اسپتال، 43 انکسس (22,942 بستر در، پر مشتمل) اور 1460 ڈسپنسریاں تھیں۔ 88.20 لاکھ ملازمین اس ایکٹ کے تحت آتے ہیں۔

ملازمین کا پراویڈنٹ فنڈ

ایمپلائز پراویڈنٹ فنڈ اور Miscellaneons پراویزن ایکٹ 1952 کے تحت پراویڈنٹ فنڈ، فیملی پنشن اور جمع کی جانے والی رقم سے جڑی انشورنس کی شکل میں ریٹائرمنٹ فوائد ملازمین کو دستیاب ہیں۔ 31 مارچ 1999 کو 177 صنعتیں اور کاروباری ادارے اس ایکٹ کے دائرے میں شامل تھے۔ جن میں تقریباً دو کروڑ 31 لاکھ 19 ہزار ملازمین آتے ہیں۔ اس قانون کے دائرے میں فی الحال وہی ادارے آتے ہیں جن میں 20 یا اس سے زیادہ لوگ کام کرتے ہوں۔ اور اس کے دائرے میں 5,000 روپے تک ماہانہ پانے والے ملازمین میں شامل کئے جاتے ہیں۔ اس قانون کے تحت کم از کم اشتراک حصہ 10 فی صد کا ہوتا ہے۔ لیکن 70 یا اس سے زیادہ ملازمین والے 172 صنعتوں /اداروں میں یہ حد بڑھ کر 12 فی صد کردی گئی ہے۔ اس ایکٹ کے تحت ہر ماہ جتنی رقم ملازم کی تنخواہ سے کٹتی ہے اتنی ہی رقم اداروں کے مالکان بھی دیتے ہیں۔

ملازمین کی ڈپازٹ سے جڑی انشورنس اسکیم

ملازمین کو مزید سماجی تحفظ فراہم کرنے کی غرض سے ایمپلائز پراویڈنٹ فنڈ کے ممبروں کے لئے 1976 میں ایمپلائز ڈپارٹ انشورنس اسکیم شروع کی گئی اور یکم اگست 1976 سے انہیں پراویڈنٹ فنڈ سے منسلک کردیا گیا۔ لوگوں کے لئے لاگو کیا گیا اس کے مطابق ملازم کی موت ہونے کی صورت میں اس کے وارث کو پراویڈنٹ فنڈ میں جمع رقم کے علاوہ وہ رقم بھی ملے گی جو پچھلے 12 مہینوں میں فنڈ میں جمع اوسط کے بچی ہوئی رقم کے برابر ہوگی۔ اس اسکیم کے تحت زیادہ سے زیادہ ادائیگی 60 ہزار روپے ہوگی اور اس کے لئے ملازمین کا اشتراک کچھ نہیں ہوگا۔

ایمپلائز پینشن اسکیم

یہ اسکیم 16 نومبر 1995 کو صنعتی کارکنوں کے لئے شروع کی گئی تھی۔ اسکیم کے تحت کوئی بھی کارکن تنخواہ کا 50 فیصد کی شرح سے ریٹائر ہونے کے بعد پنشن کا مستحق قرار پاتا ہے۔ پنشن پانے کے لئے کم سے کم دس سال تک ملازمت میں رہنا ضروری ہے۔ ملازم کی تنخواہ اور ملازمت کو دھیان میں رکھتے ہوئے ملازم کی موت ہونے کے بعد فیملی پنشن کی بھی گنجائش رکھی گئی ہے۔ فیملی پنشن کی رقم ماہانہ 450 روپے سے 2500 روپے کے درمیان ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ بیوہ کی پنشن کی 25 فیصد رقم بچوں کو بطور پنشن دی جاتی ہے۔ پنشن کے حقدار صرف دو بچے ہوتے ہیں جنہیں کم سے کم 150 روپے فی بچہ ماہانہ کی رقم بطور پنشن حاصل ہوتی ہے۔ اس اسکیم میں آجر 8.33 فی صد اور مرکزی حکومت 1.16 فی صد فی ماہ کا اشتراک کرتی ہے۔

25۔ مکانوں کی تعمیر (ہاؤسنگ)

قومی مکان سازی ورہائشی پالیسی

مکان سازی ایک ریاستی موضوع ہے۔ مگر مرکزی حکومت پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اجتماعی مکان سازی اسکیموں پر عمل درآمد کے پروگرام اور ضابطے تشکیل دے اور خاص طور پر سماج کے کمزورتر طبقات کے لئے مکان سازی کی اسکیموں اور پروگراموں پر عمل کرنے کے لئے راستہ ہموار کرے۔ لوگوں کو سر چھپانے کی جگہ فراہم کرنے کے لئے مکان سازی اور رہائش کی ایک نئی پالیسی 1998ء بنائی گئی ہے۔ جو کہ مکانوں کے امور پر توجہ دے گی۔ اس پالیسی کو منظور کرنے کے بعد 29 جولائی 1998ء کو پارلیمنٹ میں اسے پیش کیا گیا تھا۔ اس پالیسی کا مقصد فاضل مکانات کی تعمیر ہے تاکہ حکومت کے قومی ایجنڈے میں کئے گئے وعدہ کے مطابق ہر سال 20 لاکھ فاضل رہائشی اکائیاں تعمیر کی جاسکیں۔ اس کا مقصد بنیادی ڈھانچہ ہی کی طرح سے مکان سازی کو بھی ترجیحی درجہ دینا ہے۔ اس پالیسی کا مرکزی تصور مکان سازی کے متعلق امور اور ڈھانچہ جاتی مسائل کو زبردست سرکاری اور نجی حصہ داری سے حل کرنا ہے۔ اس سلسلہ میں حکومت مالی رعایتیں فراہم کرے گی، قانون اور ضوابط میں ضروری اصلاح کرے گی اور مناسب ماحول پیدا کرے گی۔

مکانوں کی قلت اور آبادی میں دھماکہ خیز اضافہ سے پیدا ہونے والے مسائل پر اس پالیسی میں توجہ دی گئی ہے اور پالیسی دستاویز میں مرکزی حکومت ریاستی حکومتوں، مقامی اتھارٹیز، مالی اداروں، ریسرچ کی معیار بندی، اور تکنیکی اداروں کے کرداروں کی الگ الگ وضاحت کی گئی ہے۔ چونکہ مکان سازی ایک ریاستی موضوع ہے اس لئے ریاستی حکومتوں کو ایسے بنیادی اقدامی منصوبوں اور پروگراموں کی تشکیل کرنی ہوگی جو مقامی حالات کے مطابق ہوں اور اس سلسلہ میں اسے مقامی اداروں اور شہریوں کے گروپوں سے تعاون بھی لینا ہوگا۔ حکومت کے قومی ایجنڈے میں سب کے لئے مکان سازی کو ترجیح دی گئی ہے اور کمزور طبقات کی ضروریات پر خاص توجہ دی گئی ہے۔ اس پروگرام کے تحت ہر سال 20 لاکھ نئے مکانات تعمیر تیار کرنے کی تجویز ہے۔ اس سلسلہ میں کمزور طبقات، کم آمدنی کے گروپوں، ایس سی/ایس ٹی اور دیگر ضرورت مند لوگوں کی ضروریات پر خاص طور پر توجہ دی جائے گی۔ 20 لاکھ اضافی مکانوں میں سے سات ہزار مکانات شہری علاقوں میں تعمیر کئے جائیں گے اور 13 ہزار مکانات دیہی علاقوں میں تعمیر کئے جائیں گے اس کے لئے مزید 4,000 کروڑ روپے کی سرمایہ کاری کی ضرورت ہوگی۔

مکان سازی کے لئے سرمایہ

قومی مکان سازی ورہائشی پالیسی پر عمل درآمد کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے گئے ہیں۔ (اے) ایک اقدامی منصوبہ تیار کیا گیا ہے۔ تاکہ حکومت کے قومی ایجنڈے میں سب کے لئے سر چھپانے کی جگہ فراہم کرنے کے وعدے کو پورا کیا جاسکے۔ شہری علاقوں میں سات لاکھ اضافی رہائشی یونٹوں کی تعمیر کے لئے حکومت کی جانب سے مالی اور تکنیکی امداد دی جائے گی۔ اس مقصد کے حصول کے لئے پرائیویٹ سیکٹر/کوآپریٹیوز اور غیر سرکاری تنظیموں/سی بی او کے ہمہ جہت اشتراک کی ضرورت ہوگی۔ (بی) 1988ء میں، ریزرو بینک آف انڈیا کی سب سبڈیری کے طور پر قائم کیا گیا نیشنل ہاؤسنگ بینک، محکمہ اقتصادیات کے

بنکاری ڈویژن کے انتظامی کنٹرول میں کام کر رہا ہے۔ یہ مختلف ایچ ایف آئی کی نگرانی اور کنٹرول کی خدمت انجام دے رہا ہے اور
اب تک اس نے 29 ایچ ایف آئی تسلیم کئے ہیں۔ (سی) لائف انشورنس کارپوریشن / جنرل انشورنس کارپوریشن کی راست اور
بالراست سرمایہ کاری میں اضافہ کردیا گیا ہے۔ (ڈی) 2000-1999ء کے دوران ہڈکو نے 8,899.89 کروڑ روپے کے
قرضوں کی منظوری دی اور اس مدت کے دوران 4,412.40 کروڑ روپے کے قرضے جاری کئے۔ ہڈکو نے جن رہائشی یونٹوں
کے لئے سرمایہ فراہم کیا ہے ان میں 98 فیصد سے زیادہ یونٹیں اقتصادی طور پر کمزور طبقات اور کم آمدنی والے گروپوں کے لئے
ہیں۔ 31 / مارچ 2000ء تک 14.54 لاکھ سے زیادہ رہائشی یونٹوں کی منظوری دی جاچکی تھی۔ 11.778.81 کروڑ روپے کی
قرض امداد سے 1745 اسکیمیں منظور کی گئیں۔ اور 22,117 رہائشی پلاٹوں کو اپ گریڈ کیا جائے گا۔ 8 مارچ 1999 کو ہڈکو نے
ہڈکو تو اس کے نام سے انفرادی بنیاد پر رقم فراہم کرنے کی ایک اسکیم شروع کی جس کے تحت ملک بھر میں 1,82,370 مکانوں کے
لئے 1259.97 کروڑ روپے منظور کئے گئے۔ سال 2000-1999 کے دوران اس اسکیم کے تحت 809.02 کروڑ روپے
جاری کئے۔ یہ منظوریاں ہڈکو کو مختلف رہائشی اسکیموں کے تحت دی گئی تھیں اور (ای) میٹروپولیٹن اور دوسرے بڑے شہروں میں
سڑک کی پٹریوں پر زندگی گزارنے والوں کے لئے رین بسیروں کی اسکیم کو قومی اقدام کے حصہ کے طور پر مرکزی امدادی پروگرام
کے تحت زیر عمل لایا جارہا ہے۔ اپریل 1991ء سے اب تک ہڈکو نے ملک کے مختلف حصوں میں پٹریوں پر زندگی گزارنے والے
4 لاکھ لوگوں کے لئے 101 اسکیموں کی منظوری دی ہے۔

ہاؤسنگ کے شعبہ میں تعمیراتی سامان اور ٹکنالوجی

مکان سازی میں ٹکنالوجی کے استعمال کی بڑی اہمیت ہے۔ تعمیر پر آنے والے مجموعی اخراجات میں تعمیراتی سامان کا
حصہ 65 تا 75 فیصد ہوتا ہے۔ دیہی اور شہری دونوں علاقوں میں مکانوں کی مانگ میں اضافہ کے ساتھ ہی تعمیراتی سامان کی
ضرورت میں بھی اضافہ ہورہا ہے۔ ٹکنالوجی کی ناکافی سہولیات، مرکزی اور ریاستی حکومتوں کی سطح پر تال میل اور ترقیاتی
پروگراموں کے فقدان پر حکومت توجہ مبذول کررہی ہے تاکہ مکان سازی کی سرگرمیوں میں اضافہ ہوسکے۔ روایتی تعمیراتی سامان
مثلاً لکڑی، بانس اور جھانکڑ وغیرہ تک رسائی کم ہونے کی وجہ سے مکان سازی کا مسئلہ اور نازک ہوگیا ہے۔ مختلف صنعتوں کی
جانب سے بائیوماس کے تجارتی استعمال نے صورت حال کو مزید نازک بنادیا ہے۔ ان حالات میں بائیوماس کے تجارتی استعمال کو
کم کرنے کے ساتھ ہی متبادل تعمیراتی سامان کی بہتر فراہمی کے ذریعہ مکانوں کی تعمیر کو ترجیح دینا ضروری ہے۔

اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل اقدامات کئے گئے ہیں: (اے) نویں منصوبہ کی مشق کے طور پر متبادل تعمیراتی سامان پیدا کرنے
کے امکانات کے ساتھ ہی کچھ اہم تعمیراتی سامان کی متوقع مانگ اور قلت کا اندازہ لگایا گیا۔ 2000-1999ء کے بجٹ میں نئے
اور کفایتی تعمیراتی سامان کے لئے کچھ اور مالی رعایتیں دی گئی ہیں (بی) بلڈنگ میٹریل اینڈ ٹکنالوجی پروموشن کونسل (بی ایم ٹی پی
سی) ایک رجسٹرڈ سوسائٹی کے طور پر وزارت شہری ترقی کے تحت کام کررہی ہے جس کا مقصد ٹکنالوجی کی نشاندہی، ویلیڈیشن، منتقلی
اور استعمال اور نیا تعمیراتی سامان بڑے پیمانہ پر پیدا کرنے کے لئے مناسب پلیٹ فارم فراہم کرنا ہے۔ کونسل نے راکھ اور دوسرا
کوڑا کرکٹ استعمال کرنے کے لئے بہت سی پیش قدمیاں کی ہیں اور سی پی ڈبلو ڈی اور بی آئی ایس نے نئے معیارات پیش کئے
ہیں ساتھ ہی مکان سازی کا کاروبار کرنے والوں کو مالی اداروں اور ریسرچ ایجنسیوں سے متعارف کرایا گیا ہے۔ راکھ سے تیار
ہونے والا عمارتی سامان پیدا کرنے والی متعدد یونٹیں ملک کے مختلف حصوں میں قائم کی جارہی ہیں۔ (سی) کچھ نئی ٹکنالوجیوں،
نئے عمارتی سامان اور کمپیونٹس کا ٹسٹ بھی کیا جاچکا ہے۔ اور بڑے پیمانے پر ان کی پیداوار شروع کرنے کا فیصلہ کرلیا گیا ہے
(ڈی) ہڈکو کی معرفت، مرکزی اسکیم کے طور پر بلڈنگ سنٹروں کا ایک نیٹ ورک قائم کردیا گیا ہے۔ جہاں مستریوں اور دیگر لوگوں
کو تربیت دی جائے گی تاکہ دیہی اور شہری علاقوں کو مناسب ٹکنالوجی منتقل کی جاسکے۔ 31 / مارچ 2000 تک 582 بلڈنگ

سنٹروں کے قیام کی منظوری دی جا چکی تھی۔ اور ان میں سے 356 میں کام بھی شروع ہو گیا تھا اور (ای) غیر سرکاری تنظیموں کو سرکاری کوششوں کو کامیاب بنانے کے لئے زیادہ سے زیادہ تعاون دیا جا رہا ہے۔

مکان سازی میں این آر آئی سرمایہ کاری اور ایف ڈی آئی

ملک میں مکانات کی زبردست قلت کے تناظر میں اس شعبہ میں سرمایہ کی کمی بھی ایک مسئلہ ہے۔ دستیاب گھریلو سرمایہ سے ضرورت پوری نہیں ہوتی اور مکانوں کی قلت بڑھ جاتی ہے۔ اس شعبہ میں وسائل ٹکنالوجی اور نظم و نسق کی خلیجیں بھی موجود ہیں۔

اقتصادی اصلاح، آزادانہ تجارت اور صنعتی پالیسی کے موجودہ عمل کی روشنی میں ہاؤسنگ اور غیر منقولہ جائیدادوں کے شعبوں کو کلیدی حیثیت حاصل ہو گئی ہے اور ان شعبوں میں سرمایہ کاری کی زبردست گنجائش پائی جاتی ہے۔ آزاد معیشت کی پالیسی سے این آر آئی ر پی آئی او اور اوسی بی کو فائدہ پہنچانے اور غیر ملکی زر مبادلہ کی آمد میں اضافہ کرنے کے ساتھ ہاؤسنگ کے شعبہ کے لئے وسائل میں اضافہ کرنے کے لئے بھی حکومت نے اس شعبہ میں این آر آئی سرمایہ کاری کی ایک اسکیم کا اعلان کیا ہے۔ اس اسکیم کے تحت ہندستانی قومیت نسل کے ہندستان میں نہ رہنے والے افراد (این آر آئی)، سمندر پار کی وہ بڑی کمپنیاں (اوسی بی) جن کی ملکیت کا بڑا حصہ این آر آئی ر پی او کے قبضہ میں ہو سرمایہ کاری کرا سکتے ہیں۔ ان کی سرمایہ کاری کے میدان حسب ذیل ہوں گے: (i) پلاٹوں کی مکمل ڈیولپمنٹ اور رہائشی مکانوں کی تعمیر (ii) مکانات پر مشتمل جائیدادوں جیسے رہائشی اور تجارتی عمارتوں بشمول بزنس سنٹروں اور دفتروں کی تعمیر (iii) مضافات بستیوں کی تعمیر (iv) شہری اور علاقائی سطح کی ڈھانچہ جاتی سہولیات بشمول سڑکوں اور پلوں کی تعمیر (v) تعمیراتی سامان کی پیداوار (vi) مکان سازی کی ترقی میں مالی اعانت اور (vii) اس شعبہ میں ایف ڈی آئی کی اجازت دینے پر غور ہو رہا ہے۔

قومی تعمیراتی تنظیم

قومی تعمیراتی تنظیم یا نیشنل بلڈنگ آرگنائزیشن (این بی او) کا قیام 1954ء میں اس وقت کی وزارت ورکس و ہاؤسنگ سے منسلک دفتر کے طور پر عمل میں آیا تھا۔ اس کے قیام کا بنیادی مقصد کم قیمت کی عمارتوں کی ڈیزائن سازی اور سماجی و اقتصادی پہلوؤں کے ساتھ مکانوں کی حالت میں سدھار لانا تھا۔ این بی او، اسکیپ (ای ایس سی اے پی) کے لئے ہاؤسنگ کے علاقائی مرکز کے طور پر بھی کام کرتا ہے۔ قومی ہاؤسنگ اور ہیبی ٹیٹ پالیسی کی ضروریات کی تکمیل کے لئے 1992ء میں این بی او کی تشکیل جدید کی گئی تھی تاکہ خاص طور پر سماجی و اقتصادی، نظم و نسق کے تعلق سے معلومات کے نظام اور اعداد و شمار جمع کرنے کا کام بہتر طور پر ہو سکے۔ عمارتی سامان اور ڈیزائنوں سے تعلق رکھنے والی خدمات این بی او کے دائرہ کار سے خارج کر کے بی ایم ٹی پی سی (بلڈنگ میٹریل اینڈ ٹکنالوجی پرموشن کونسل) کے حوالہ کر دی گئی تھیں جو کہ وزارت کی ایک خود مختار تنظیم ہے۔

مرکزی حکومت کے ملازمین کے لئے مکانات

مرکزی حکومت کے ملازمین کو مکانوں کی سہولیات کی فراہمی کے لئے سنٹرل گورنمنٹ ایمپلائز، ویلفیئر ہاؤسنگ آرگنائزیشن سی جی ای ڈبلو ایچ او) کا قیام ایک رجسٹرڈ سوسائٹی کے طور پر وزارت شہری ترقی کے تحت کیا گیا ہے۔ یہ ہیں۔ نیرول اور کھار گار (نئی ممبئی) پنچ کولہ، (گڑگاؤں فیز I اور II نوائیڈا (فیز I) نوائیڈا (فیز II) اور کلکتہ۔ چنئی، چنڈی گڑھ، بنگلور، کوچی اور احمد آباد ان رہائش اسکیموں میں سے چنئی، نیرول (نئی ممبئی) پنچ کولہ نوئیڈا (فیز I اور II) اور کلکتہ پروجیکٹ پورے ہو چکے ہیں۔ ان اسکیموں نے 2,782 رہائشی یونٹیں فراہم کی ہیں۔ گوڑگاؤں (فیز 1-1,088 یونٹیں) کھار گھر (1,230 یونٹیں) اور چنڈی گڑھ (305 یونٹیں) مکمل ہونے کے قریب ہیں۔ جن پروجیکٹوں کا اعلان کیا گیا ہے وہ یہ ہیں بنگلور (603 یونٹیں) کوچی 360 یونٹیں

2 فیز) اور گوڑ گاؤں فیز ii) 852 یونٹیں) ۔ان پروجیکٹوں پر مختلف مرحلوں میں ابتدائی کام جاری ہے ۔مزید برآن سی جی ای ڈبلو ایچ او نے لکھنؤ، میرٹھ پٹنے اور گریٹر نوئیڈا میں زمین کی خریداری کرلی ہے اور حیدرآباد اور وشاکھاپٹنم میں زمین خریدنے والا ہے ۔ان پروجکٹوں کے تحت 7,220 مکان بنائے جائیں گے۔

شہری زمین (سیلنگ تنسیخ ریگولیشن ری پیل) ایکٹ 1999

شہری زمین (سیلنگ اور ریگولیشن) تنسیخ قانون 1999, 22 مارچ 1999 گزٹ میں نوٹی فائی کیا گیا۔ یہ قانون اس موضوع سے متعلق آرڈی نینس کی جگہ پر لایا گیا۔ تنسیخ قانون ہریانہ، پنجاب، اترپردیش، گجرات، کرناٹک، مدھیہ پردیش، اور مرکز کے سبھی زیرانتظام علاقوں میں پہلے ہی نافذ ہو چکا ہے۔ آندھرا پردیش، آسام، بہار، مہاراشٹر، اڑیسہ، راجستھان، اور مغربی بنگال کی حکومتوں نے ابھی تک اسی قانون کو نافذ نہیں کیا ہے۔ سبھی ریاستوں اور مرکز کے زیرانتظام علاقوں کو رہنما اصول جاری کردیئے گئے ہیں۔ تنسیخ قانون سے عوامی اور نجی دونوں سیکٹروں رہائشی تعمیرات کے کاموں میں آسان ہوگی۔

سریع الحرکت شہری واٹر سپلائی پروگرام

مرکزی حکومت کی یہ اسکیم سریع الحرکت شہری واٹر سپلائی پروگرام 94-1993 کے دوران شروع کیا گیا۔ اسکے اہم مقاصد ہیں (ا) مقررہ مدت کے اندر 20 ہزار سے کم آبادی والے شہروں میں 1991 کی مردم شماری کے مطابق محفوظ اور کافی پانی کی فراہمی کی سہولیات فراہم کرنا (ب) معیار زندگی میں بہتری اور زندہ رہنے کے حالات میں سدھار (ج) سماجی ۔اقتصادی حالات کو بہتر بناکر اور پیداوار میں اضافہ سے ملک کے اقتصادی نظام کو مضبوطی فراہم کرنا۔

1991 کی مردم شماری کے مطابق 2 کروڑ 34 لاکھ کی آبادی والے 2,151 شہر اس اسکیم کے تحت امداد کے مجاز ہیں۔ سال 2000-1999 کے دوران اس پروگرام کے تحت 65 کروڑ روپے جاری کئے۔ مئی 2000 تک 201.57 کروڑ روپے جاری کئے۔ سال 01-2000 کے لئے اس پروگرام میں 87.9 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔

صفائی کرنے والوں کی نجات کے لئے اسکیم

اس مرکزی اسکیم پر وزارت شہری ترقی کی معرفت 90-1989ء سے عمل ہو رہا ہے۔ اس اسکیم کا مقصد نویں منصوبے کے دوران اس اسکیم کے تحت قدمچوں والی لیٹرینوں کی جگہ پر فلش کی لیٹرینوں اور کھلی جگھوں پر رفع حاجت کی روک تھام کے لئے نئی سینٹری یونٹوں کی تعمیر کی جاتی ہے۔ اس کا بنیادی مقصد صفائی کرنے والوں کو سروں پر میلا ڈھونے سے نجات دلانا ہے۔ اور اس سلسلہ میں وزارت کی جانب سے ہڈکو سے قرضوں کا بھی انتظام کیا جاتا ہے۔ اور یہ اسکیم ہڈکو کے ذریعہ لاگو کی جارہی ہے۔ اور اس کے لئے ہڈکو کو مرکزی حکومت سے سبسڈی اور ریاستوں اور مرکز کے زیرانتظام علاقوں سے قرض فراہم کرایا جاتا ہے۔

25 مئی 2000ء تک اس اسکیم کے تحت ہاتھ سے صفائی کرنے والے ایک لاکھ 22 ہزار افراد کو نجات دلانے کے لئے 1,322 قصبات میں 1825 اسکیموں کو منظوری دی جاچکی تھی۔ جن کے تحت 37,64,394 خشک بیت الخلاء کو فلش والے بیت الخلاء میں تبدیل کیا جائے گا نئی بیت الخلاء کی اکائیوں کو تعمیر کی جائے گا اس کام کے لئے ہڈکو کو 46,790 کروڑ روپے سبسڈی اور 610.75 کروڑ روپے قرض کے طور پر منظور کئے گئے ہیں۔ منظور رقم میں سے 246.93 کروڑ روپے کی سبسڈی اور 277.62 کرور روپے کا قرض ہڈکو جاری کیا جاچکا ہے اب تک کم لاگت والی 9,31,971 بیت الخلاء اکائیوں کی تعمیر پوری ہو چکی ہے۔ اور

3,73,874 اکائیوں پر کام چل رہا ہے۔

گنگا بیراج پروجیکٹ

حکومت ہند نے 10 اپریل 1999 کو 263.40 کروڑ روپے کی لاگت سے کانپور میں گنگا بیراج پروجکٹ کو منظوری دی۔ لاگت کا آدھا حصہ اتر پردیش کی حکومت کو قرض کے طور پر دیا جائے گا۔ سال 2001-2000 کے دوران وزارت نے 59.99 کروڑ روپے مختص کئے ہیں جس میں سے 26 اپریل 2000 تک 10 کروڑ روپے جاری کئے جا چکے تھے۔

ہندوستان پری فیب لمیٹڈ

ہندوستان پری فیب لمیٹڈ، حکومت ہند کی کمپنی ہے جو کہ 1995 سے وزارت شہری ترقی کے زیر انتظام کام کر رہی ہے۔ یہ تعمیراتی کام کے تعلق سے پروڈکشن یونٹ کے طور پر بھی اور ٹھیکہ پر سرگرم عمل ہے۔ کمپنی کا نظام ایک بورڈ آف ڈائریکٹرز کے سپرد ہے اور اس میں 31 مارچ 2000ء کو 674 ملازمین کام کر رہے تھے۔ اسکا بااختیار سرمایہ 10 کروڑ روپے اور ادا شدہ سرمایہ (پیڈ اپ) 6.97 کروڑ روپے ہے۔

چھوٹے اور درمیانہ قصبات کی مربوط ترقی

چھوٹے اور درمیانہ قصبات کی مربوط ترقی (آئی ڈی ایس ایم ٹی) کی اسکیم کا مقصد بنیادی ڈھانچہ اور خدمتی سہولیات سے علاقائی ترقیاتی مرکزوں کے فروغ میں تعاون دینا ہے۔ اس کی غایت یہ ہے کہ ان قصبات کو اقتصادی فروغ کے مرکزوں کی شکل دی جائے اور ان میں روزگار کے مواقع بھی پیدا کئے جائیں تاکہ دیہی علاقوں میں اور چھوٹے قصبوں سے بڑے شہروں اور میٹرو شہروں کی جانب ترک وطن کر کے لوگوں کے جانے کا سلسلہ روکا جا سکے۔ شہری علاقوں میں بنیادی ڈھانچہ کی فراہمی کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے آئی ڈی ایس ایم ٹی اسکیم کے رہنما اصولوں میں ترمیم کی گئی ہے یہ اسکیم چھٹے منصوبے سے زیر عمل تھی جس کو 18 جولائی 1995ء کو مرکزی کابینہ نے منظور کر کے تمام ریاستی حکومتوں اور مرکزی علاقوں کو بھیجا تھا۔ اس اسکیم میں اہم ترمیمات، حسب ذیل ہیں: (اے) آئی ڈی ایس ایم ٹی اسکیم کے دائرہ کو 5 لاکھ تک کی آبادی کے شہروں تک وسعت دینا (بی) نیا مالیاتی نظام (سی) منتخبہ قصبوں اور شہروں کے پروجیکٹوں کو زیر عمل لانے کے قابل بنانا (ڈی) ریاستی شہری ترقیاتی حکمت عملی کے دستاویز کی تیاری کے لئے سخت منصوبہ بندی کا عمل شہر/قصبہ کی ترقی کے منصوبے اور ان منصوبوں پر عمل درآمد کے لئے آئی ڈی ایس ایم ٹی پروجیکٹ کی رپورٹیں (ای) آئین کے 74 ویں ترمیمی ایکٹ کے مطابق میونسپل اصلاحات کا پیکج بشمول میونسپل سطح پر ریوالونگ فنڈ کا قیام تاکہ مسلسل بنیاد پر بنیادی ڈھانچہ کو فروغ دیا جا سکے۔ اسکیم کے تحت جاری کی جانے والی گرانٹ کا 75 فیصد حصہ پروجیکٹ کے کام سے ریوالونگ فنڈ میں منتقل کیا جانا چاہئے۔ (ایف) آئی ڈی ایس ایم ٹی پروجیکٹوں کی منظوری ریاستی سطح کی کمیٹی دے گی۔ اور (جی) ریاستی حکومتوں/میونسپلٹیوں کو 60 (مرکزی) 40 (ریاستی) بنیاد پر براہ تیاری ٹاؤن ڈولپمنٹ (سرمایہ کاری) منصوبہ جات اور پروجیکٹ رپورٹیں اسکیم کے نفاذ کے لئے۔

اس اسکیم پر نئے منصوبہ میں 2001-2000ء اس پروگرام کے لئے 60 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔

بہت بڑے شہروں کے متعلق اسکیم

میگا شہروں (بہت بڑے شہروں) میں بنیادی ڈھانچہ کی ترقی کے لئے جو مرکزی اسکیم 94-1993 سے چل رہی ہے اس کا نفاذ پانچ میگا شہروں ممبئی، چنئی، کلکتہ، حیدرآباد اور بنگلور پر ہوتا ہے۔ اس میں مرکزی اور ریاستی حکومتوں کی حصہ داری کا تناسب 25:25 کا ہے اور باقی ماندہ 50 فیصد رقم مالی اداروں سے حاصل کرنی ہے۔ اس اسکیم کے پروجیکٹوں کے یہ تین زمرے ہیں: (اے) ری میونریٹیو پروجیکٹ (بی) یوزر چارج پر مبنی پروجیکٹ اور (سی) بنیادی خدمات کے پروجیکٹ بنیادی مقصد یہ ہے کہ بڑے شہروں کو نویں منصوبہ کے آخر تک ریوالورنگ فنڈ قائم کرنے میں مدد دی جائے۔ نویں منصوبہ کے آخر تک میگا شہروں کو متواتر فنڈ مہیا کرانا ہے جس سے بلاواسطہ یا بالواسطہ لاگت وصولی تدابیر کو اپنا کر شہری بنیادی ڈھانچے میں مستحکم سرمایہ کاری کی جا سکے اب تک مرکز کی حصہ داری کے 513.85 کروڑ روپے نوڈل ایجنسیوں کو جاری کئے جا چکے ہیں۔

شہری نقشہ سازی

شہری نقشہ سازی اسکیم بطور پائلٹ پروجیکٹ مختلف ریاستوں کے 50 شہروں کا احاطہ کرنے کے لئے شروع کی گئی تھی۔ پہلے مرحلہ میں 6 ریاستوں کے 25 شہروں کا انتخاب کیا گیا تھا۔ اس پروجیکٹ کی ایگزیکیٹو ایجنسی نیشنل ریموٹ سنسنگ ایجنسی (این آر ایس اے) نے تمام شہروں کی سیریل فوٹوگرافی مکمل کر لی ہے۔ اور تین شہروں کو چھوڑ کر باقی تمام شہروں کے نقشے اور فضائی نقشے تیار کر لئے ہیں۔ ٹی سی پی او متعلقہ ریاستی ٹاؤن پلاننگ محکموں کے اشتراک سے فضائی فوٹوگرافوں کا جائزہ لے رہا ہے اور دیگر ثانوی اعداد و شمار معلومات جمع کر رہا ہے تاکہ عام موضوعاتی نقشہ جات اور گرافک اعداد و شمار جی آئی ایس کے فروغ کے لئے تیار کئے جا سکیں اور ٹاؤن پلاننگ محکموں، لوکل باڈیز، ڈولپمنٹ اتھارٹیز، پی ڈبلیو ڈی، ٹیکس حکام اور دیگر سکٹرل ڈولپمنٹ ایجنسیوں کے استعمال کے لئے کثیر المقاصد نقشوں کے طور پر معلومات کو مرتب کیا جا سکے۔ شہری نقشہ سازی اسکیم کے تحت ٹی سی پی او کو 99-1998 تک دی گئی 8.68 کروڑ روپے کی رقم میں سے 6.54 کروڑ روپے اب تک خرچ ہوئے ہیں۔

آٹھویں پانچ سالہ منصوبہ کے مطابق شہری نقشہ سازی اسکیم کے دوسرے مرحلے میں نویں منصوبہ کے دوران 25 شہروں کو شامل کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ شہری نقشہ سازی اسکیم کے دوسرے مرحلے کے لئے این آر ایس اے نے 13 شہروں کی تجویز رکھی ہے اور سروے کا بہت سا کام ہو چکا ہے یا ہو رہا ہے۔ باقی ماندہ شہروں کے لئے ریاستی حکومتیں تکنیکی معیارات داخل کر چکی ہیں یا داخل کرنے والی ہیں۔

محکمہ مرکزی تعمیرات عامہ

محکمہ مرکزی تعمیرات عامہ (سی پی ڈبلیو ڈی) تمام مرکزی سرکاری عمارتوں اور پراجیکٹوں کی تعمیر اور دیکھ بھال کی مرکزی سرکار کی سب سے بڑی ایجنسی ہے جس کے تحت ریلوے، دفاع، مواصلات، ایٹمی ایجنسی، ہوائی اڈے، (قومی اور بین الاقوامی) اور آل انڈیا ریڈیو کے کام آتے ہیں۔ اس محکمہ کا قیام 1863 میں اجمیر صوبائی ڈویژن کے قیام کی شکل میں عمل میں آیا تھا مگر باقاعدہ طور پر موجودہ شکل میں سی پی ڈبلیو ڈی کی تشکیل 1930 میں ہوئی تھی اور اس کے صدر دفاتر نئی دہلی میں تھے۔ اس محکمہ کا سربراہ ڈائریکٹر جنرل (ورکس) ہے۔ اس محکمہ کے چھ علاقائی مراکز ہیں جن کے نام ہیں۔ نئی دہلی ریجن، دہلی ریجن، شمالی ریجن، (تینوں کے صدر دفاتر نئی دہلی میں ہیں) مشرقی ریجن، جنوبی ریجن اور مغربی ریجن (ان کے صدر دفاتر بالترتیب کلکتہ، چنئی اور ممبئی میں)

سی پی ڈبلیو ڈی بہت سے پراجیکٹوں پر عمل کرتا ہے۔ جیسے مکان سازی اور دفتری کمپلکس اس کی ذمہ داری میں سرحدوں پر باڑھ لگانے، تیز روشنی کا انتظام کرنے اور ہند پاک سرحد اور بنگلہ دیش سرحد پر مشکل حالات میں سڑکوں کے پراجیکٹوں پر عمل

درآمد شامل ہے۔ سی پی ڈبلیو ڈی کے فیلڈ یونٹیں پورے ملک میں پھیلی ہوئی ہیں جو ملک کے دور دراز حصوں تک میں تعمیرات اور مرمت کے کام کرتی ہیں۔ اس کے ذریعہ پبلک سیکٹر کے اداروں اور خود مختار اداروں کے کام بھی کیے جاتے ہیں اس نے غیر ممالک میں بھی بہت سے کام کیے ہیں مثلاً سفارت خانوں اور اسپتالوں کی عمارتیں تعمیر کی ہیں اور نیپال میں سڑکیں اور پل تعمیر کیے ہیں۔

CPWD کو راشٹر پتی بھون نارتھ بلاک، ساؤتھ بلاک، پارلیمنٹ ہاؤس، وگیان بھون جیسی عظیم عمارتوں اور کئی کثیر منزلی عمارتوں اور اسٹیڈیم کا تعمیری سہرا حاصل ہے۔ موجودہ پارلیمنٹ ہاؤس کے قریب 191.91 کروڑ روپے کی تخمینہ لاگت سے بننے والے شاندار پارلیمنٹ لائبریری کی عمارت زیر تعمیر ہے۔ یہ محکمہ نئی تکنیک اور جدید ترین تکنالوجی کے استعمال کے ساتھ تعمیرات کے میدان میں آگے بڑھ رہا ہے۔

اس محکمہ نے ریسرچ تنظیموں کے اشتراک وتعاون سے تکنالوجی کے استعمال اور فروغ (ٹی اے ڈی) سیل قائم کیا ہے جس کا مقصد ماحول کے لئے سازگار تعمیراتی سامان اور تکنالوجی کی نشان دہی کرنا اور اسے استعمال میں لانا ہے۔ انسانی آبادیوں کے مسلسل فروغ کے لئے سی پی ڈبلیو ڈی ایک اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ اس نے ڈھانچوں کی بحالی میں بھی مہارت حاصل کی ہے۔

سی پی ڈبلیو ڈی نے معیارات اور شرحوں کے شیڈول منظم طور پر تیار کیے ہیں جن کو وقفہ وقفہ سے حالات حاضرہ کے مطابق بنایا جاتا ہے اور تازہ ترین تکنالوجی اور رجحانات کے ہم قدم رکھا جاتا ہے یہ معیارات اور شرحوں کے شیڈول دوسری تعمیراتی تنظیمیں بھی سرکاری اور نجی دونوں سیکٹروں میں استعمال کرتی ہیں۔

تعمیراتی ایجنسیاں

نیشنل بلڈنگ کنسٹرکشن کارپوریشن لمیٹڈ

نیشنل بلڈنگ کنسٹرکشن کارپوریشن لمیٹڈ (این بی سی سی) کا قیام پبلک سیکٹر کی انڈرٹیکنگ کے طور پر نومبر 1960 میں عمل میں آیا تھا۔ 31 مارچ 2000ء کو پیڈ اپ ایکوئی شیئر کیپٹل 111.65 کروڑ روپئے تھا اور نان کیومیلیٹو پریفرنس شیئر، 120 کروڑ روپئے بااختیار کیپٹل کے مقابلہ میں 30 کروڑ روپئے ہے۔ کمپنی ملک کے سبھی حصوں، میں اور غیر ممالک میں اپنی سرگرمیاں چلاتی ہے۔ سال 2000-1999 کے دوران قومی عمارت تعمیرات کارپوریشن لمیٹڈ نے 13.60 کروڑ روپے کا منافع کمایا اور 31 مارچ 2000 تک اس کے پاس 650 کروڑ روپے قیمت کے معاہدے تھے۔

کارپوریشن کئی ایریا میں کام کر رہا ہے۔ جیسے ماحولیاتی انجینیرنگ پلانٹ جن میں ''یو۔ ایس۔ اے۔ بی تکنالوجی کا استعمال کیا جاتا ہے۔ سلپ فارم اور جمپ فارم تکنالوجی کے استعمال سے ٹال اسٹیک اور کولنگ ٹاورس کی تعمیر۔ ریئیل اسٹیٹ پروجیکٹ کا فروغ، پروجیکٹ منتظمہ اور رکھ رکھاؤ معاہدے کارپوریشن کو دو عظیم ٹھیکے ملے ہیں جن میں پہلا سمہادری پر تھرمل پاور اسٹیشن (آندھرا پردیش) کے لئے 80 کروڑ کی لاگت سے دو نیچرل ڈرافٹ کولنگ ٹاورس کا ڈیزائن تیار کرنا اور تعمیر کرنا اور دوسرا 87 کروڑ کا معاہدہ مرادنگر کے پاس روپڑی گنگا نہر سیدلی کے سوبتا وہار تک 260 کیوسک پانی کی سپلائی بڑھانے کے لئے کام کے لئے ہے۔ کارپوریشن مہانگر ٹیلیفون کارپوریشن لمیٹڈ، دلی ودیوت بورڈ، ڈی۔ ڈی اے، نئی دلی میونسپل کارپوریشن اور دیگر اداروں کے لئے کئی منصوبوں پر کام کر رہا ہے۔ ان منصوبوں میں ٹرینچ لیس تعمیری تکنیک کا استعمال کیا جا رہا ہے۔

قومی راجدھانی خطہ منصوبہ بندی بورڈ

قومی راجدھانی خطہ منصوبہ بندی بورڈ (این سی آر پی بی) کا قیام ہریانہ، راجستھان اتر پردیش کی اسمبلیوں کی منظوری کے

ساتھ پارلیمنٹ کے ایک ایکٹ کے تحت 1985 میں عمل میں آیا تھا جس کا مقصد قومی راجدھانی خطہ (این سی آر) کی متوازن اور مناسب ترقی کی منصوبہ بندی کرنا اور اسے فروغ دینا ہے۔ قومی راجدھانی خطہ 30,242 مربع میٹر میں پھیلا ہوا ہے۔ اور اس کے تحت سارا قومی راجدھانی خطہ دلی، ہریانہ، راجستھان اور اتر پردیش کے کچھ حصے شامل ہیں۔ بورڈ نے علاقائی منصوبہ 2001ء این سی آر تیار کیا ہے اور علاقائی پلان، فنکشنل پلانوں اور سب ریجنل پلانوں کے نفاذ اور ان پر عمل درآمد میں تال میل پیدا کر رہا ہے۔ منصوبہ پر عمل درآمد کے لئے بورڈ کی جانب سے مرکزی اور ریاستی منصوبوں اور آمدنی کے دوسرے وسائل سے سرمایہ کے حصول کا انتظام کیا جاتا ہے۔ شریک ریاستوں اتر پردیش اور راجستھان نے اپنے اپنے ذیلی علاقوں کے لئے سب ریجنل پلان تیار کئے ہیں جن کو این سی آر پی بی نے اپنی منظوری دیدی ہے۔ بورڈ نے ٹرانسپورٹ، بجلی، ٹیلی کام اور صنعت کے لئے فنکشنل پلان بھی تیار کئے ہیں اس رپورٹ کی بنیاد پر علاقائی منصوبہ 2021ء کی تیاری کا عمل شروع کر دیا ہے۔ ہریانہ اور قومی راجدھانی خطہ دہلی کے لئے سب ریجنل پلان کی تیاری بھی متعلقہ ریاستی سرکاروں نے 2021 کے تناظر میں شروع کر دی ہے۔ 1996-97 کے دوران بورڈ نے ''ہڈکو'' سے 60 کروڑ روپے کا قرض حاصل کیا۔ 1997-98 اور 1998-98 میں بورڈ نے پونجی بازار سے علی الترتیب 226.40 کروڑ روپے اور 285 کروڑ روپے جٹائے۔

علاقے کی ترقی کے لئے بورڈ نے 3,814.53 کروڑ روپے لاگت کی 138 پروجیکٹوں کی منظوری دی ہے ان میں سے 57 پروجیکٹ پورے ہو چکے ہیں۔ بورڈ نے 1526.67 کروڑ روپے کے قرض منظور کئے ہیں۔ جس میں سے 31 مارچ 2000 تک ہریانہ، راجستھان اور اتر پردیش قومی خطہ راجدھانی سے 4 شہروں گوالیار، پٹیالہ، کوٹہ اور بریلی کے لئے 890.52 کروڑ روپے جاری کئے جا چکے ہیں۔ بورڈ نے اب تک ریاستوں کو 1,14,000 رہائشی پلاٹ رفلیٹ 17,000 کمرشیل پلاٹ دوکانیں اور تقریباً 10,000 صنعتی پلاٹوں رشیڈوں کی ترقی کے لئے امداد مہیا کی ہے۔

جھگی بستیوں کی ترقی کا قومی پروگرام

جھگی بستیوں کی ترقی کا قومی پروگرام 1996 میں کانپور میں شروع کیا گیا۔ اس پروگرام کے تحت شہری جھگی جھونپڑی بستیوں (سلم) کی ترقی کے لئے ریاستوں رمرکز کے زیر انتظام علاقوں کو اضافی امداد جاری کی جاتی ہے۔ پروگرام کا مقصد کافی اور اطمینان بخش پانی کی فراہمی، علاج کی سہولیات ابتدائی تعلیم کی سہولیات، تعلیم بالغاں وغیرہ کی سہولیات مہیا کرانا ہے۔ اس پروگرام کے تحت کیمونٹی اساس سہولتیں، پناہ گاہ کا انتظام، شہری غریب عورتوں کو با اختیار بنانا، تربیت، مہارت بڑھانے اور ان کاموں میں غیر سرکاری تنظیموں اور دیگر اداروں کی حصہ داری پر زیادہ دھیان دیا جاتا ہے۔ پروگرام کی شروعات سے مرکزی حکومت 1286.45 کروڑ روپے جاری کر چکی ہے جس میں سے سال 1999-2000 تک 483.58 کروڑ روپے کا استعمال کر تقریباً 2.90 کروڑ لوگوں کو فائدہ پہنچایا گیا۔

سورن جینتی شہری روزگار یوجنا

شہری انسداد غریبی کی تین اسکیموں۔ غریبوں کے لئے شہری بنیادی خدمات، نہرو روزگار اسکیم اور وزیر اعظم کا مربوط شہری انسداد غریبی کی جگہ پر یکم دسمبر 1997 سے ایک نئی اسکیم سورن جینتی شہری روزگار یوجنا شروع کی گئی۔ اس اسکیم کا مقصد دہاڑی روزگار کا اہتمام یا خود روزگار صنعت قائم کرنے کے لئے حوصلہ افزائی کر کے شہری بے روزگار یا نیم بے روزگار غریبوں کو فائدے مند روزگار مہیا کرانا ہے۔ اس کے تحت شہری بنیادی خدمات طرز پر کیمونٹی ساخت کی تشکیل کی جاتی ہے۔ اور شہری مقامی بلدیاتی اداروں اور کیمونٹی اداروں کی حصہ داری کے ذریعہ سے روزگار کے مواقع پیدا کئے جاتے ہیں۔ اس اسکیم میں مرکز اور ریاستوں کا تناسب 75:25 ہوتا ہے۔ اسکیم میں خصوصی پروگرام شامل ہیں۔ جیسے (i) شہری خود روزگار پروگرام (ii) شہری دہاڑی روزگار

پروگرام۔ سال 2000-1999 کے دوران سورن جینتی شہری روزگار پروگرام کے لئے ریاستوں اور مرکزی علاقوں میں شہری بنیادی خدمات پروگرام کے تحت 50.23 کروڑ روپے، شہری دہاڑی روزگار پروگرام کے تحت 51.57 کروڑ روپے اور کمیونٹی ساخت پروگرام کے تحت 16.97 کروڑ روپے جاری کئے گئے۔

شہری خود روزگار پروگرام

اس پروگرام کے 3 خصوصی اجزا ہیں (1) فائدہ بخش خود روزگار صنعت لگانے کے لئے شہری غریب کے طور پر استفادہ چاہنے والوں کی امداد (2) فائدہ بخش خود روزگار صنعت لگانے کے لئے شہری عورتوں کے گروپوں کو امداد اس ذیلی پروگرام کو 'شہری علاقوں میں عورتوں اور بچوں کی ترقی کی اسکیم' کہا جاتا ہے (3) فائدہ کے مجاز استفادہ کے لئے ممکنہ خواہش مند اور شہری روزگار پروگرام سے جڑے دیگر لوگوں کے ہنر، کاروباری مہارت بڑھانے کیلئے تربیت کا اہتمام۔

یہ پروگرام ہندوستان میں سبھی شہری قصبوں میں لاگو ہے اور شہروں کی غریب بستی گروپوں کی طرف خصوصی دھیان دیتے ہوئے سارے قصبے کی بنیاد پر لاگو کیا جاتا ہے۔ اس کا ہدف وہ شہری غریب لوگ ہیں جنہیں شہری غریبی لائن سے نیچے رہنے والے اشخاص کے طور پر جانا جاتا ہے۔ اس پروگرام کے تحت خاتون استفادے کی خواہش مندوں کی حصہ داری 30 فی صد سے کم نہیں ہونی چاہئے۔ درج فہرست ذات درج فہرست قبائل کو ان کی مقامی آبادی کے تناسب میں اس کا فائدہ حاصل ہوگا۔ پروگرام کے تحت 3 فی صد معذوروں کے لئے اس کا اہتمام ہونا چاہئے۔ اس پروگرام کے تحت فائدہ اٹھانے والوں کے لئے کوئی کم از کم صلاحیت نہیں رکھی گئی ہے۔ لیکن نویں کلاس سے زیادہ تعلیم حاصل کئے ہوئے لوگ اس اسکیم کا فائدہ نہیں اٹھا سکتے پروگرام کے تحت بیواؤں، طلاق شدہ عورتوں اور ایسی عورتوں کو ترجیح دی جائے گی جن کا خاندان محض ان کی آمدنی پر منحصر ہے۔ 31 مارچ 2000 تک 1,52,153 لوگوں کو پروگرام کے تحت تربیت دی گئی اور 1,78,717 لوگوں کو فائدہ پہونچایا گیا۔

شہری علاقوں میں عورتوں اور بچوں کی ترقیاتی پروگرام

شہری علاقوں میں خواتین اور بچوں ترقیاتی پروگرام کا مقصد شہروں کی غریب عورتوں کے گروپوں کو خود روزگار کی سرگرمیوں اور جستجو میں تعاون دینا ہے۔ اس اسکیم میں سبسڈی کی حد سوا لاکھ روپے یا پروجکٹ لاگت کا 50 فی صد، جو بھی کم ہو، ہوتا ہے۔ پروجیکٹ چلانے کے لئے کم از کم دس عورتوں کا گروپ ہونا چاہئے۔ اگر کوئی گروپ خود روزگار صنعتوں کے علاوہ اپنے آپ کو بچت اور قرض تنظیم کے طور پر تشکیل دیتا ہے تو اسے 1,000 روپے فی ممبر کی شرح سے 25,000 روپے کا اضافی مالی امداد تو اتر فنڈ کی شکل میں بھی دیا جاسکتا ہے۔ اس فنڈ کے ذریعہ کچے مال کی خرید اور مارکیٹنگ اصل سہولیات کے اخراجات بچوں کی دیکھ بھال کی سرگرمیوں پر ایک بار کا خرچ، 500 روپے تک گروپ ممبروں کے سفری اخراجات گروپ کے کسی ممبر کے ذریعہ اپنے یا اپنے شوہر یا بچے کے لئے مختلف اوقات میں کی گئی بچت سے بیمہ قسط کی ادائیگی جیسے کام کاج نمٹائے جاسکتے ہیں۔ ان کے علاوہ گروپ کے مفاد میں ریاست کے ذریعہ تصدیق شدہ کوئی دیگر اخراجات بھی فنڈ سے کیا جاسکتا ہے۔ تو اتر فنڈ کی سہولت کسی بھی گروپ کے ذریعہ اس کی تشکیل کے ایک سال بعد لی جاسکتی ہے۔ 31 مارچ 2000 اس اسکیم کے تحت 6,434 گروپوں کی تشکیل ہوئی اور 9,493 عورتوں نے اس کا فائدہ اٹھایا۔

شہری دہاڑی روزگار پروگرام

اس پروگرام کے تحت بلدیاتی اداروں کے دائرے میں غریبی خط سے نیچے رہ رہے لوگوں کو عوامی کار آمد اثاثوں اور سماجی اقتصادی اثاثوں کی تشکیل میں ان کی محنت کا استعمال کر کے فائدہ پہونچایا جائے گا۔ یہ پروگرام ایسے مقامی بلدیاتی اداروں میں

لاگو ہے۔ جہاں کی آبادی 1991 کی مردم شماری کے مطابق 5لاکھ سے کم ہے۔ پروگرام کے تحت سامان اور مزدو کا تناسب 60:40 رکھا جائے گا۔فائدہ اٹھانے والوں کو ہر ایریا کے لئے وقتاً فوقتاً نوٹیفائی کم از کم دہاڑی دی جائے گی۔اس پروگرام کو ریاستی علاقے کی جھگی بستیوں کے ماحول بہتری پروگرام اور جھگی بستیوں کی بہتری کے قومی پروگرام کے ساتھ ہم آہنگ کیا جاتا ہے۔اس پروگرام مندرجہ بالا دنوں پروگراموں یا ریاستی علاقوں کی دیگر کسی اسکیم کے متبادل کی شکل میں تیار نہیں کیا ہے۔ 31 مارچ2000 تک اس پروگرام کے تحت172:38 لاکھ دہاڑی روزگاروں کی تشکیل کی گئی۔

26۔ انصاف اور قانون

جمہوریہ ہند کا آئین دیگر حقوق کے علاوہ زندگی اور ذاتی آزادی کے تحفظ کی گارنٹی دیتا ہے۔ان حقوق کو ریاست کے ذریعہ سلب کرنے کے خلاف کافی تحفظ فراہم کرتا ہے۔

1950 میں ہندوستان کے جمہوری آئین کے نفاذ سے پہلے سے موجود قوانین پر کوئی آنچ نہیں آئی اور عدالتوں کا مربوط ڈھانچہ بھی برقرار رہا۔فوج داری قانون، دیوانی قانون، وصیت، وراثت، زراعتی زمین معاہدہ دستاویزات کے رجسٹریشن کے علاوہ مخصوص دستاویز سمیت معاہدہ قانون، قانونی دستاویزوں اور دستاویزوں کے رجسٹریشن اور قانون شہادت وغیرہ کو متوازی فہرست میں رکھ کر عدالتی ڈھانچے کے اتحاد اور یکسانیت کو محفوظ رکھا گیا۔

قانون کا سرچشمہ

ہندوستان میں قانون کے مخصوص سرچشمے آئین، قانون سازی، رواجی قانون اور مقدمے سے متعلق قانون ہیں۔پارلیمنٹ ریاستی رمجالس قانون ساز اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کی مجالس قانون سازی کے ذریعے قانون سازی کی جاتی ہے۔ان کے علاوہ بھی بہت سے قوانین ذیلی حیثیت میں موجود ہیں جن کو قاعدے ضابطے وغیرہ اور بائی لاز وغیرہ کہا جاتا ہے۔یہ مرکزی ر ریاستیں حکومتیں مقامی ادارے مثلاً میونسپلٹیاں گرام پنچایتیں اور لوکل باڈیز کے ذریعہ تشکیل دیے جاتے ہیں۔

یہ ذیلی قانون سازی پارلیمنٹ یا ریاستی یا مرکز کے زیر انتظام کے علاوہ کی مجالس قانون ساز کے زریعہ دیئے گئے اختیار کے تحت کی جاتی ہے۔قانون کے اہم وسائل اعلاترین عدالتوں جیسے سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ سے عبارت ہیں۔سپریم کورٹ کے فیصلے ہندستان کے اندر تمام عدالتوں پر نافذ ہوتے ہیں۔مقامی رسم ورواج جو کہ اخلاق و قانون وغیرہ کے منافی نہیں ہے بعض امور میں فیصلہ دیتے ہوئے پیش نظر رکھے جاتے ہیں۔

قانون سازی

پارلیمنٹ ان امور سے متعلق قوانین بناتی ہے جو مرکز کے دائرہ اختیار میں آتے ہیں اور ریاستی مجالس قانون ساز ان امور سے متعلق قانون سازی کرتی ہے جو ریاست کے دائرکار میں آتے ہیں جہاں تک کنکرنیٹ فہرست میں آنے والے امور کا تعلق ہے ان کے بارے میں پارلیمنٹ اور ریاستی مجالس قانون ساز دونوں ہی قوانین وضع کر سکتے ہیں لیکن پارلیمنٹ اور ریاستی مجالس ساز کے ذریعہ بنائے گئے قوانین میں اگر کوئی اختلاف ہوا تو پارلیمنٹ کے ذریعہ بنائے گئے قانون کا نفاذ ہوگا اور ریاستی مجالس قانون ساز کے ذریعہ گیا قانون ناجائز قرار پائیگا بشرطیکہ اسے صدر جمہوریہ کی منظوری کے لئے محفوظ رکھا گیا ہو اور اگر صدر جمہوریہ نے اسے منظور کر دیا تو متعلقہ ریاست میں وہ قانون نافذ ہو جائیگا۔

عدلیہ

سپریم کورٹ ملک کی سب سے بڑی عدالت ہے۔اور ہر ریاست یا کچھ ریاستوں کو ملا کر ان کے لئے ایک ہائی کورٹ کا نظام ہے۔ پھر ہائی کورٹ کی زیر نگرانی ماتحت عدالتیں ہیں۔ کچھ ریاستوں میں پنچایتی عدالتیں بھی ہیں جنہیں پنچایتی عدالت اور گرام کچہری وغیرہ کہا جاتا ہے پنچایتی عدالتیں دیوانی اور فوج داری کے مقامی اور چھوٹے موٹے مقدمے نپٹاتی ہیں۔ ریاستی قوانین کے ذریعہ عدالتوں کے دائرکار طے کر دیئے گئے ہیں۔ ہر ریاست عدالتی اضلاع میں منقسم ہے جس کا سربراہ ضلع سیشن جج ہوتا ہے اور جو تمام مقدمات کی سماعت کر سکتا ہے جن میں وہ جرائم بھی شامل ہیں جن کی سزا موت تک ہو سکتی ہے۔ وہ ضلع کا سب سے بڑا عدالتی حاکم ہوتا ہے۔ اور اس کے تحت منصفوں سب ججوں سول ججوں اور اسی طرح کے دوسرے ججوں کی عدالتیں ہوتی ہیں اسی طرح فوجداری کا نظام عدل چیف جیوڈیشیل مجسٹریٹ اور جیوڈیشیل مجسٹریٹوں پر مشتمل ہے جو درجہ اول اور درجہ دوئم کے ہوتے ہیں۔

سپریم کورٹ

ہندوستان کا سپریم کورٹ 25 ججوں پر مشتمل ہے۔ (چیف جسٹس کو چھوڑ کر) یہ جج 65 سال کی عمر پوری ہونے تک خدمت انجام دے سکتے ہیں اور سپریم کورٹ (اے) بھارت سرکار اور ایک یا ایک سے زیادہ ریاستوں میں تنازعات یا (بی) بھارت سرکار یا ایک سے زیادہ ریاستوں کے درمیان تنازعہ یا (سی) دو یا دو سے زیادہ ریاستوں کے بیچ تنازعات کی سماعت کا اختیار رکھتی ہے۔ ہندوستان کی سرحدوں میں واقع کسی بھی ہائی کورٹ کے کسی بھی فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل کی جا سکتی ہے۔ چاہے فیصلہ دیوانی، فوجداری یا کسی دیگر مقدمے سے متعلق یکم جولائی 2000 کو سپریم کورٹ کے ارکان یہ تھے:

چیف جسٹس اے ایس آنند۔ جج صاحبان۔ ایس پی بھروچا، ایس بی مجومدار، بی این کرپال، جی بی پٹنائک، کے ٹی تھامس، ایم جگناتھ راؤ، وی این کھرے، ایس راجندرا بابو، اے پی مشرا، ایس ایس محمد قادری، ایم بی شاہ، ڈی پی مہاپاتر، یو سی بنرجی، آر۔سی لاہوتی، این سنتوش ہیگڑے، آر پی سیٹھی ایس این پھوکن درے سوامی راجو، وائی کے سبروال، شریمتی روما پال، ایس این۔ وریاوا، ایس وی پاٹل اور کے جی بالاکرشن۔

ہائی کورٹ

ریاستی عدالتی نظام میں ہائی کورٹ کی حیثیت مسلم ہے۔ ملک میں کل 18 ہائی کورٹ موجود ہیں جن میں سے تین ہائی کورٹوں کے دائرہ اختیار میں ایک سے زیادہ ریاستیں ہیں۔ مرکز کے زیر نگرانی علاقوں میں صرف دلی کا اپنا ہائی کورٹ ہے باقی چھ مرکز کے زیر نگرانی علاقے دوسرے ہائی کورٹوں کے دائرہ اختیار میں ہیں۔ ہر ایک ہائی کورٹ میں ایک چیف جسٹس اور صدر جمہوریہ کے ذریعہ وقت وقت پر مقرر جج کام کرتے ہیں۔ ہندوستان کے چیف جسٹس اور متعلقہ ریاست کے گورنر سے مشورہ کر کے صدر جمہوریہ چیف جسٹس کی تقرری کرتے ہیں اسی طرح دوسرے ججوں کی تقرری بھی عمل میں آتی ہے لیکن متعلقہ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس سے بھی صلاح لی جاتی ہے۔ ہائی کورٹ کا جج 62 سال کی عمر ہونے تک کام کر سکتا ہے۔ سپریم کورٹ کے کسی جج کو جس طرح سبکدوش کیا جا سکتا ہے اسی طرح ہائی کورٹ کے ججوں کو بھی سبکدوش کیا جا سکتا ہے۔ جج کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہندوستان کا شہری ہو اور دس سال تک ہندوستان میں کسی عدالتی عہدہ پر خدمت انجام دے چکا ہو یا کسی ہائی کورٹ میں یا دو یا دو سے زیادہ ایسی عدالتوں میں اتنی ہی مدت کے لئے بطور ایڈووکیٹ خدمت انجام دے چکا ہو۔

ہر ہائی کورٹ کو اختیار ہے کہ کسی فرد یا اتھارٹی اور حکومت کو جو اس کے دائرہ اختیار میں ہو ہدایت، حکم یا رٹ جاری کرے

بشمول وہ رٹ جو حبس بیجا (ہیبس کارپس) کے خلاف ہو یا وہ رٹ مینڈامس، پرامبیشن کیووارنٹو، سرٹیورائی جو بنیادی حقوق کی بحالی کے لئے ہو۔ یہ اختیارات ہائی کورٹ بھی کلی یا جزوی طور پر کسی شخص یا حکومت یا اتھارٹی کے خلاف جاری کرسکتا ہے۔ چاہے وہ اس کے دائرۂ عمل سے باہر ہی کیوں نہ ہو مختلف ہائی کورٹوں میں ججوں اور ایڈیشنل ججوں کی مجموعی منظور شدہ تعداد 591 ہے جب کہ یکم مئی 2000 کو 454 جج خدمات انجام دے رہے تھے۔ جدول 26.1 میں ہائی کورٹوں کے مقامات اور ان کے دائرۂ عمل کے علاقوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔

جدول 26.1: ہائی کورٹوں کی نشست گاہ اور دائرۂ عمل

نام	سال	علاقائی دائرۂ عمل	نشست گاہ
الہ آباد	1866	اتر پردیش	الہ آباد (لکھنؤ میں بنچ)
آندھرا پردیش	1954	آندھرا پردیش	حیدرآباد
ممبئی	1862	مہاراشٹر، گوا، دادرا اور ناگر حویلی، دمن اور دیو	ممبئی (ناگپور، پناجی اور اورنگ آباد میں بنچیں)
کلکتہ	1862	مغربی بنگال	کلکتہ (پورٹ بلیر میں سرکٹ بنچ)
دلی	1966	دلی	نئی دہلی
گوہاٹی	1948[1]	آسام، منی پور، میگھالیہ ناگالینڈ، تریپورہ، میزورم اور اروناچل پردیش	(کوہیما، ایزاول امپھال شیلانگ اور اگرتلہ میں بنچیں)
گجرات	1960	گجرات	احمد آباد
ہماچل پردیش	1971	ہماچل پردیش	شملہ
جموں و کشمیر	1928	جموں و کشمیر	سری نگر اور جموں
کرناٹک	1884	کرناٹک	بنگلور
کیرالہ	1958	کیرالہ اور لکش دیپ	ارناکلم
مدھیہ پردیش	1956	مدھیہ پردیش	جبلپور (گوالیار اور اندور میں بنچیں)
مدراس	1862	تامل ناڈو اور پانڈیچری	چنئی
اڑیسہ	1948	اڑیسہ	کٹک
پٹنہ	1916	بہار	پٹنہ (رانچی میں بنچ)
پنجاب اور ہریانہ	1966	پنجاب، ہریانہ اور چنڈی گڑھ	چنڈی گڑھ
راجستھان	1949	راجستھان	جودھپور (جے پور میں بنچ)
سکم	1975	سکم	گنگٹوک

1۔ پہلے اس کا نام آسام ہائی کورٹ تھا 1971 میں اس کا نام گوہاٹی ہائی کورٹ رکھا گیا
2۔ پہلے اس کا نام میسور ہائی کورٹ تھا 1973 میں کرناٹک ہائی کورٹ رکھا گیا
3۔ پہلے اس کا نام پنجاب ہائی کورٹ تھا 1966 میں پنجاب اور ہریانہ ہائی کورٹ رکھا گیا۔

ہر ہائی کورٹ کو اپنے دائرہ عمل کی تمام عدالتوں پر نگرانی کے اختیارات حاصل ہیں۔ یہ ہر عدالت سے رپورٹ طلب کر سکتا ہے۔ عام ضوابط وضع اور جاری کر سکتا ہے ان پر عمل درآمد اور سماعت کے طریقوں تعین کر سکتا ہے اور اس بات کا بھی تعین کر سکتا ہے کہ ماتحت عدالتوں کے رجسٹر وغیرہ میں اندراجات کا طریقہ کیا ہوگا اور حساب کتاب کس طرح رکھا جائیگا۔

ماتحت عدالتیں

پورے ملک میں ماتحت عدالتوں کا ڈھانچہ اور طریقہ کار یکساں ہے۔ عدالتوں کے ناموں سے ان کے کام کی نوعیت کا پتہ چلتا ہے۔ یہ عدالتیں دیوانی اور فوجداری کے تمام معاملات پر جو کہ ان کے سامنے لائے جائیں، فیصلہ سناتی ہیں۔ یہ عدالتیں سول دفع 1908 اور سزا دستوری دفعہ 1973 میں مجوزہ قانون کے تحت کام کرتی ہیں نیز مقامی قوانین پر بھی ان عدالتوں کو دھیان دینا ہوتا ہے۔ آل انڈیا ججز ایسوسی ایشن کے ذریعہ 1989 میں دائر سول رٹ پٹیشن 1022 سپریم کورٹ کے حکم کے بموجب ماتحت عدالتوں کے ججوں کے دائرہ اختیارات اور ان کے دائرہ عمل میں یکسانیت قائم کر دی گئی ہے جیسے دیوانی عدالتوں میں ڈسٹرکٹ یا ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج، سول جج (سپر ڈیویزن اور سول جج (جونیئر ڈیویزن) وغیرہ۔ فوجداری عدالتوں میں سیشن جج، اڈیشنل جج، چیف جوڈیشیل مجسٹریٹ جرم و سزا دفعات کے مطابق جملہ ریاستی حکومتیں/مرکز کے زیر انتظام حکومتوں نے متذکرہ بالا عہدوں کو دھیان میں رکھتے ہوئے موجودہ عہدوں میں ضروری ردوبدل کر کے ان عہدوں میں یکسانیت قائم کر دی ہے۔

ہندوستانی آئین کی دفعہ 235 کے مطابق ماتحت عدالتوں کے ممبروں اور ان عدالتوں کا انتظام متعلقہ ہائی کورٹ کی نگرانی میں ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ دفعہ 309 اور دفعہ 233 اور 234 میں مجوزہ قانون کے مطابق ریاستی حکومتیں اپنے علاقائی ہائی کورٹ سے صلاح مشورہ کر کے ماتحت عدالتوں کے ممبروں کی خدمات کے متعلق شرائط وضوابط طے کرتی ہیں۔ ریاستیں عدالتی خدمات کے ممبروں پر یہی شرائط وضوابط نافذ ہوتے ہیں۔

پہلا نیشنل جیوڈیشیل پے کمیشن

سپریم کورٹ کے حکم کے مطابق مرکزی حکومت نے پہلی دفعہ مارچ 1996 میں نیشنل جیوڈیشیل پے کمیشن بنایا ہے۔ یہ کمیشن ریاستوں اور مرکز کے زیر نگرانی علاقوں کی عدالتوں کے فیصلوں کی حد میں اور موجودہ ججوں کے مشاہروں وغیرہ پر از سر نو غور کر کے اپنی سفارشات ریاستی حکومتوں کو پیش کرنا تھا۔ کمیشن نے 1999 میں اپنی رپورٹ سونپ دی۔ کمیشن کی اہم سفارشات میں عدالتی خدمات کے کیڈروں کا تین یونیفارم کیڈروں کا تملغم کرنا کیڈر کے حساب سے پے اسکیل، بھتے اور دیگر سہولیات، ماتحت عدالتوں اور عدالتی افسران کے لئے کوارٹر کی تعمیر پر ہونے والے اخراجات میں مرکز کی حصہ داری، ریٹائرمنٹ عمر میں اضافہ وغیرہ شامل ہیں۔

ماتحت عدلیہ ابتدائی طور پر ریاستی حکومتوں/ہائی کورٹوں کے معاملے ہیں۔ کمیشن کی سفارشات ریاستی حکومتوں/ہائی کورٹوں کو بھیج دی گئی ہیں۔ مرکز کے زیر انتظام علاقوں سے متعلق سفارشات مرکزی حکومت کے زیر غور ہے۔

فیملی کورٹ

فیملی کورٹ دفعہ 1984 کا مقصد شادی بیاہ، خاندان اور ان سے متعلق تنازعات کو صلح اور سمجھوتہ کے ذریعہ جلد از جلد تصفیہ کرنا ہے۔ ان قانون کے مطابق دس لاکھ سے زائد آبادی والے شہروں میں اور ان مقامات پر یہ عدالتیں قائم کی جاتی ہیں جہاں ریاستی حکومت ان کا قیام ضروری سمجھتی ہے اب تک قائم کی گئی 79 فیملی عدالتوں کی تفصیل اپنی اپنی ریاستوں کے مطابق اس

طرح ہے۔

آندھرا پردیش 7، آسام 1، بہار 2، گجرات 4، کرناٹک 8، کیرالہ 7، مہاراشٹر 16، منی پور 1، اڑیسہ 2، پانڈیچری 1، راجستھان 6، سکم 1، تامل ناڈو 6، اتر پردیش 16، اور مغربی بنگال 11۔ گجرات حکومت نے ایک اور پنجاب سرکار نے دو خاندانی امور سے متعلق عدالتوں کے قیام کا فیصلہ کیا ہے۔ قومی راجدھانی خطہ دلی سے یہ عرض کیا گیا ہے 15 فیملی کورٹ کی تشکیل کرے بھارت سرکار نے ہریانہ مدھیہ پردیش اور مرکز کے زیر انتظام علاقے انڈومان نکوبار میں فیملی عدالتیں قائم کرنے کے متعلق اعلانیہ جاری کر دیا ہے۔

نیشنل جیوڈیشیل اکادمی

جیوڈیشیل افسروں کو دوران خدمات تربیت دینے کے لئے مرکزی حکومت نے نیشنل جیوڈیشل اکیڈمی قائم کی ہے۔ سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ 1860 کے تحت 17 اگست 1993 کو اس اکیڈمی کا رجسٹریشن ہوا۔ اکیڈمی بھوپال میں ہے جبکہ اس کا رجسٹرڈ آفس نئی دہلی میں ہے۔ بھوپال میں اکیڈمی کی عمارت کی تعمیر کا کام 2001 تک پوری ہو جانے کی امید ہے۔ ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے جیوڈیشیل افسران اور سپریم کورٹ وہائی کورٹوں کے جیوڈیشیل افسران کو اس اکیڈمی میں تربیت دی جاتی ہے۔

قانونی امداد

آئین کی دفعہ A-39 میں غریبوں اور معاشرہ کے کمزور لوگوں کو مفت قانونی امداد فراہم کرنے کا انتظام ہے۔ قانونی امداد ایکٹ 1987 (1994 کے ایکٹ کے ذریعہ ترمیم شدہ) 9 نومبر 1995 کو نافذ کر دیا گیا۔ اس ایکٹ کا مقصد معاشرہ کے کمزور طبقوں کو قانونی امداد فراہم کرنے کے لئے ملک گیر پیمانے پر تنظیم بنانا ہے ملک میں ان طبقات کو قانونی امداد مفت فراہم کرنے اور اس کی نگرانی کرنے کے لئے نیشنل لیگل سروسز اتھارٹی قائم کی گئی ہے۔ اس ایکٹ کے تحت سپریم کورٹ قانون امدادی کمیٹی بنادی گئی ہے اس طرح ہر ایک ہائی کورٹ میں بھی مفت قانونی امدادی کمیٹی کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے یہ کمیٹیاں ہائی کورٹ میں پیش ہوئے مقدموں میں موزوں افراد کو مفت قانونی امداد دیں گی۔ اس ایکٹ کے تحت ریاستی قانونی امدادی کمیٹیاں ہائی کورٹ قانونی امدادی کمیٹیاں، ڈسٹرکٹ قانونی امدادی کمیٹیاں اور تعلقہ جاتی قانونی امدادی کمیٹیاں بھی قائم کرنے کا انتظام ہے۔

اس ایکٹ کی شق 3 کے تحت قائم مرکزی اتھارٹی قانونی جانکاریوں کو عام کرنے یونیورسٹیوں اور کالجوں میں قانونی امدادی مراکز کھولنے۔ عدالتوں سے منسلک لوگوں کو تربیت دینے نیز امدادی کمپنیوں اور لوک عدالتوں کا انعقاد کرنے جیسے صحت مند پروگراموں کے ذریعہ اس ایکٹ کو نافذ کرنے کا کام کر رہی ہے۔ نیشنل لیگل سروسز اتھارٹی اس ایکٹ سے بھر پور فائدہ اٹھانے کے لئے حکمت عملی اور پالیسیاں بھی بنا رہا ہے۔

اس ایکٹ کے تحت -/9,000 روپے سالانہ تک کی آمدنی والا ہر شہری ماتحت عدالتوں اور ہائی کورٹوں میں دائر مقدموں میں مفت قانونی امداد پانے کا حقدار ہے۔ جبکہ سپریم کورٹ میں آمدنی کی حد -/12,000 روپے ہے۔ ریاستی حکومتیں آمدنی کی یہ حدیں بڑھا بھی سکتی ہیں۔ شیڈول کاسٹ، شیڈول ٹرائب کاسٹ، خواتین، بچے اور معذوروں افراد پر سالانہ آمدنی کی یہ حد نافذ نہیں ہوتی نیشنل لیگل سروسز اتھارٹی کی زیر سرپرستی 12 ستمبر 1998 میں منعقد پہلے سالانہ عام اجلاس میں متفقہ طور پر یہ قرارداد پاس کی گئی کہ جملہ ریاستوں میں مفت قانونی امداد کے لئے سالانہ آمدنی کی حد میں اضافہ کیا جائے اور اسے ہائی کورٹ میں پیش مقدموں کے لئے -/25,000 روپے سالانہ اور سپریم کورٹ کے معاملے میں -/50,000 روپے سالانہ طے کیا جائے۔ اس کے

مطابق مرکزی حکومت نے آمدنی کی سالانہ حد 18 ہزار سے بڑھا کر 50 ہزار روپے کردی ہے۔ اس طرح کچھ ریاستوں۔ گجرات، ہماچل پردیش، اڑیسہ، سکم اور مرکز کے زیر انتظام علاقے چنڈی گڑھ نے اپنے سے متعلق ہائی کورٹوں میں پیش زیر غور معاملوں کی زیادہ سے زیادہ 12 ہزار سے بڑھا کر 25 ہزار روپے کردی ہے۔ دیگر زیادہ تر ریاستوں میں زیادہ سے زیادہ حد بڑھانے کے معاملے میں غور کیا جارہا ہے۔

حکومت نے 2000-2001 کے بجٹ میں نیشنل لیگل سروسز اتھارٹی کے لئے 6 کروڑ روپے مختص کئے ہیں تا کہ ریاستوں اور ضلعی اکائیوں کو فنڈ کی فراہمی کی جاسکے۔ یہ ادارہ ملک میں مفت قانونی امدادی سرگرمیوں پر نظر رکھتا ہے۔ ساتھ ہی ان کا تجزیہ بھی کرتا رہتا ہے۔ یہ اتھارٹی سماج کے کمزور طبقوں میں قانونی بیداری پیدا کرنے اور قانون کی اہمیت وافادیت کی جانکاری دینے کی حتی الامکان کوشش کررہی ہے۔ 31 دسمبر 1999 تک ملک کے مختلف حصوں میں تقریباً 40,415 لوک عدالتیں لگائی گئیں جن میں 97.20 لاکھ معاملات کا تصفیہ کیا گیا۔ ان عدالتوں کے ذریعہ روڈ ایکسیڈنٹ دعووں کے تقریباً 5,09,171 معاملوں میں 23.06 ارب روپے معاوضہ ادا کرنے کا فیصلہ سنایا گیا۔

نیشنل لیگل سروسز اتھارٹی کے تحت لوک عدالت کو سول کورٹ کے برابر کا درجہ دے دیا گیا ہے اور لوک عدالت کے ذریعہ کیا گیا ہر ایک فیصلہ آخری ہوتا ہے۔ یہ فیصلہ ہر فریق کو قبول کرنا پڑتا ہے اور اس فیصلے کے خلاف کسی بھی عدالت میں اپیل نہیں کی جاسکتی۔ ریاستی لیگل سروسز اتھارٹی کے پہلے اجلاس میں لئے گئے فیصلوں کا احترام کرتے ہوئے ملک کے ہر ضلع میں مستقل اور مسلسل لوک عدالتیں قائم کی جارہی ہیں مرکزی حکومت اور ریاستی حکومتوں کے مختلف شعبوں اور پبلک سیکٹر کے اداروں کیلئے الگ الگ لوک عدالتیں قائم کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں تا کہ سرکاری اداروں اور پبلک سیکٹر کے اداروں سے متعلق معاملات کا فیصلہ ان کی متعلقہ عمارتوں میں ہی کیا جاسکے۔

دلی ہائی کورٹ کی ہدایتوں کے مطابق دلی ودیوت بورڈ مہانگر ٹیلیفون نگم لمیٹیڈ، ڈی۔ ڈی اے۔ دلی میونسپل کارپوریشن، نئی دہلی میونسل کونسل، لائف انشورنس کارپوریشن اور تیس ہزاری پٹیالہ ہاؤس اور کڑکڑ ڈوما عدالتوں میں الگ سے منتقل اور تواتر لوک عدالتیں قائم کی گئیں جہاں 2,145 معاملے نمٹائے گئے۔ دلی ہائی کورٹ کے حکم کے بموجب حکومت ہند کی وزارت (محکمات میں منتقل لوک عدالتوں کے تشکیل کی ایک اسکیم لاگو کی گئی ہے۔)

اٹارنی جنرل

ہندستان میں اٹارنی جنرل کا تقرر صدر جمہوریہ کرتے ہیں اور وہ صدر کے نگاہ کرم پر ہی اپنے عہدہ پر برقرار رہ سکتے ہیں۔ اس عہدہ پر تقرری کے لئے بھی وہی ساری اہلیتیں اور قابلیتیں درکار ہوتی ہیں جو ایک ہائی کورٹ کے جج کے لئے ضروری ہیں۔ ہندوستان کے اٹارنی جنرل کا فرض ہے کہ وہ صدر جمہوریہ کے ذریعہ تفویض کئے معاملوں میں مرکزی حکومت کو مشورہ دے اور دوسرے قانونی کام کرے آئین یا کسی دوسرے قانون کے ذریعہ سونپے گئے کام کرے۔ اپنے فرائض منصبی کو خوش اسلوبی سے ادا کرنے کے لئے اٹارنی جنرل ملک کی سبھی عدالتوں میں پیش ہوسکتا ہے۔ اسے پارلیمنٹ کی کارروائی میں بھی حصہ لینے کا حق ہے لیکن وہ ووٹ نہیں دے سکتا۔ اٹارنی جنرل کی مدد کے لئے سالسٹر جنرل اور ایڈیشنل سالسٹر جنرل مقرر کئے جاتے ہیں۔

قانونی پیشہ

ملک میں قانونی پیشہ برائے وکلا ایکٹ 1961 کی رو سے ہندستانی کی بار کونسل کے ذریعہ بنائے گئے قوانین کے تحت کام کرتی ہے۔ ریاستوں کی بار کونسلوں اور بھارتی کونسلوں کو قائم کرنے اور وکیلوں کے کام کاج کے بارے میں یہ ایکٹ مکمل طور پر

ایک قانونی دستور ہے۔ اس ایکٹ کے تحت ایڈووکیٹ فہرست میں شامل کوئی بھی شخص ملک بھر کی عدالتوں میں کام کرسکتا ہے۔ کسی ریاست کی بارکونسل کی وکیلوں کی فہرست میں شامل کوئی وکیل ایک طے شدہ طریقہ کار کے ذریعہ کسی دوسری ریاست کی بارکونسل میں اپنا نام اندراج کرا سکتا ہے لیکن کوئی بھی شخص ایک سے زیادہ بارکونسلوں کا ممبر نہیں بن سکتا۔

وکیلوں کے دو درجے ہیں سینئر ایڈووکیٹ اور ایڈووکیٹ اگر سپریم کورٹ یا ہائی کورٹ یہ سمجھتا ہے کہ کوئی وکیل اپنی قابلیت ،قانونی سوجھ بوجھ اور اپنے تجربہ کی بنا پر سینئر ایڈووکیٹ کا رتبہ پانے کی اہلیت رکھتا ہے تو اس کی اجازت سے اسے سینئر ایڈووکیٹ بنایا جاسکتا ہے۔ سینئر ایڈووکیٹ، سپریم کورٹ میں ایڈووکیٹ آن ریکارڈ کے بغیر پیش نہیں ہوسکتا۔ اس طرح کسی دوسری عدالت یا ٹریبونل میں پیش ہونے والے وکیل کو ریاست کے وکیلوں کی فہرست میں ضرور شامل ہونا چاہئے۔ ایڈووکیٹ کی فہرست میں شامل ہونے کے لئے تعلیمی لیاقت مقرر کی گئی ہے۔ پیشہ وارانہ چال چلن اور اخلاقی ضابطوں کا تعین بھی کردیا گیا ہے۔ ریاستی بارکونسل اپنے ممبروں کے چال چلن کی نگرانی کرتی ہے جس کے فیصلہ کے خلاف بارکونسل آف انڈیا میں اپیل کی جاسکتی ہے اور اس کے فیصلہ کے خلاف سپریم کورٹ کا دروازہ کھٹکھٹایا جاسکتا ہے۔

ہندوستان کا لاء کمیشن

15ویں لاء کمیشن کی تشکیل یکم ستمبر 1997 کو تین سال کیلئے ہوئی تھی۔ اس کے چیئر مین آنریبل جسٹس بی پی جیون ریڈی ہیں۔ مسز جسٹس لیلا سیٹھ اور ڈاکٹر این ایم گھاٹیٹے کمیشن کے کل وقتی ممبر ہیں جب کہ ڈاکٹر این آر مادھومینن جناب بی۔ آر۔ آئرے اور پروفیسر آر۔ سی ہنکورانی جز وقتی ممبر اور جناب ٹی کے وشواناتھن ممبر سکریٹری ہیں۔ کمیشن کے دائرہ کار میں یہ امور ہیں۔

(i) پرانے قوانین پر نظر ثانی رانہیں ختم کرنا، (اے) ان قوانین کی نشاندہی کرنا جن کی اب کوئی ضرورت نہیں رہ گئی ہے یا جواب اقتصادی نرم کاری کے عصری تقاضوں کے مطابق نہیں ہیں اور فوری طور پر ختم کئے جاسکتے ہیں۔ (بی) ان قوانین کی نشاندہی کرنا جو آزاد معیشت کے موجودہ ماحول کے مطابق ہیں اور جن میں کسی ترمیم کی ضرورت نہیں ہے (سی) ان قوانین کی نشاندہی کرنا جن میں ترمیم کی ضرورت ہے اور انصاف وقانون ان میں ترمیم کرنے کا تقاضہ کرتے ہیں۔ مختلف وزارتوں رمحکموں کے ماہرین نے نظر ثانی رترمیمات کے لئے جو تجاویز پیش کی ہیں ان پر وسیع تر تناظر میں غور کر کے انہیں مربوط اور حالات کے مطابق بنانا (ای) ایک سے زیادہ وزارتوں رمحکموں کے تعلق سے کمیشن کو ملنے والی قانون سازی کی تجاویز پر غور کرنا (ایف) قانون کے شعبہ میں شہریوں کی شکایات کے ازالہ کے لئے فوری اقدام کرنا (ii) قانون اور غریبی (اے) غریبوں پر اثر انداز ہونے والے قانون پر غور کرنا اور سماجی واقتصادی قانون سازی کے لئے ضروری ماحول تیار کرنا (بی) ایسی سبھی تدابیر یں کرنا جن سے غریبوں کی امداد کے لئے قانون اور اس پر عمل درآمد کرنے کا راستہ صاف ہو سکے۔ (iii) عدالتی نظام کا وقت وقت پر جائزہ لیتے رہنا تا کہ ہمارا قانونی نظام موجودہ وقت کے ساتھ چل سکے خصوصاً (A) مقدمے کے فیصلے جلدی ہوں، التوا میں پڑے مقدموں کا تصفیہ جلدی ہو اور انصاف حاصل کرنے میں مصارف کم ہو۔ فیصلے درست اور غیر جانب دار ہوں۔ اس بنیادی نظام قانون سے انحراف کئے بغیر مقدموں کا فیصلہ جلدی اور کم خرچ میں ہو۔ (B) قانونی عمل سہل بنانا تا کہ تاخیر کے لئے ذمہ دار تکنیکی داؤ پیچوں اور مشکلات پر قابو پایا جاسکے۔ عدالتوں کی کارکردگی کو ہی مقصد و مدعا بنانا نہ کہ صرف عدالتوں کو حدف بنانا (C) قانونی چارہ جوئی کی طرف ہر سطح کے لوگوں میں بیداری پیدا کرنا۔ (4) آئین میں درج ریاستوں کے متعلق پالیسیوں کا تجزیہ و مشاہدہ کرنا اور ان کو مزید بہتر بنانے کے لئے تجویزیں پیش کرنا۔ جو ان پالیسیوں پر عمل پیرا ہونے کے لئے اور آئین کی تمہید میں درج مقاصد کو حاصل کرنے میں معاون ہوں۔ (5) عام اہمیت کے حامل مرکزی قوانین پر نظر ثانی کرنا تا کہ ان میں موجودہ بے قاعدگی، ابہام اور نابرابری کو دور کیا جاسکے۔ (6) پرانے پڑ چکے قانونوں کو یا پھر ان کے غیر ضروری حصوں کو حذف کر کے قانون کو موجودہ وقت کے مطابق بنانے کے

لئے حکومت کو اپنے خیالات سے آگاہ کرنا۔(7) قانون اور عدالتی عمل سے متعلق سونپے گئے کسی بھی موضوع پر اپنے خیالات حکومت کو بتانا۔

لاکمیشن نے کچھ موضوعات پر جواسے بھارت سرکار نے سونپے تھے غور وفکر کیا جب کہ ان مدعوں کی اہمیت کا پورا پورا خیال رکھتے ہوئے اپنی طرف سے بھی کاروائی کی اپنے قیام کے بعد سے کمیشن متعدد اہم موضوعات پر 174 رپورٹیں پیش کیں ہیں۔دہشت گردی سے نمٹنے کے لئے قانون اور ایڈووکیٹ ایکٹ 1861 کے جائزے کے بارے میں ورکنگ پیپرس رسوالنامے جاری کئے گئے تاکہ ان موضوعات پر عام لوگوں اور دیگر متعلقہ ایجنسیوں کے خیالات اور تجاویز حاصل ہوسکیں۔

کمیشن نے ابھی تک 174 رپورٹیں دی ہیں۔چار تازہ رپورٹیں ہیں'(ا) حیاتی تنوع بل 'Biodivesity Bill'zon) (2000 (ب) زنا کاری کے قوانین کا جائزہ (ج) دہشت گردی پراوسس بل 2000 (د) عورتوں کے جائداد حقوق کے بارے میں۔

انفورسمینٹ ادارے

پولیس

ملک میں امن وامان قائم رکھنے، جرم روکنے اور جرم کا پتہ لگانے کی ذمہ داری پولیس کو سونپی گئی۔آئین کے مطابق امن و امان کا قیام اور پولیس ریاستوں کی ذمہ داریاں ہیں اس لئے ریاستی حکومتیں پولیس کی دیکھ بھال کرتی ہیں۔

ریاستوں میں پولیس فورس کا ہیڈ ڈائرکٹر جنرل پولیس رانسپکٹر جنرل پولیس ہوتا ہے۔ریاستوں کو حسب ضرورت مختلف ٹریٹریز میں بانٹا گیا ہے جنہیں رینج کہتے ہیں۔ ہر رینج ڈپٹی انسپکٹر جنرل آف پولیس کے انتظام میں ہوتی ہے رینج میں کئی ضلع ہوتے ہیں ڈسٹرکٹ پولیس کو پولیس ڈویزنوں، سرکل اور تھانوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔سول پولیس کے علاوہ ریاستوں کی اپنی مسلح پولیس فورس اور خفیہ پولیس اور کرائم برانچیز وغیرہ بھی ہوتی ہیں۔ دلی، کلکتہ، ممبئی، چنئی، بنگلور، حیدرآباد، احمد آباد، ناگپور پونے وغیرہ بڑے شہروں میں پولیس انتظام پولیس کمشنر کے ماتحت ہوتی ہے جسے مجسٹریٹ کے اختیار بھی حاصل ہوتے ہیں۔

مختلف ریاستوں میں پولیس کے بھی اعلا عہدوں پر انڈین پولیس سروس (IPS) تعینات ہوتے ہیں انڈین پولیس سروس میں تقرری پورے ملک سے کی جاتی ہے۔ پولیس کے سپاہی سے لے کر ڈپٹی سپرٹینڈنٹ آف پولیس تک کے عہدوں پر تقرری، ترقی اور ان کا انتظام ریاستی حکومتیں دیکھتی ہیں۔ مرکزی سرکار کئی مرکزی فورس رکھتی ہے۔ مرکزی انٹیلیجنس بیورو (IB) سینٹرل بیورو آف انویسٹیگیشن ((CBI) مرکزی حکومت کے کئی اور ایسی ایجنسیاں وادارے ہیں جہاں پولیس آفیسروں کو تربیت دی جاتی ہے۔کچھ ادارہ جرم کو سائنسی طریقوں سے ثابت کرنے میں بھی مدد کرتے ہیں۔

سنٹرل بیورو آف انویسٹیگیشن

(CBI) سی بی آئی کا قیام 1963 میں ہوا۔اس کے قبل اسے اسپیشل پولیس اسٹبلشمینٹ کہا جاتا تھا۔دلی اسپیشل اسٹبلیشمنٹ ایکٹ 1946 کے تحت بنایا گیا تھا اور اس ایکٹ میں موجودہ ہدایتوں کی روشنی میں کام کرتا تھا۔ 1963 میں سی بی آئی کے بن جانے پر اس ادارے کا دائرۂ عمل بڑھا دیا گیا اور یہ دوسرے کاموں کے علاوہ انٹر پول کے تحت تفتیش کرنے والے ہندستان کے ادارے نیشنل سینٹرل بیورو اور سنٹرل فارسینک سائنس لیبارٹری کا کام بھی کرنے لگا۔

سی بی آئی مرکزی حکومت کا ایک اہم تفتیشی ادارہ ہے۔ تفتیش کا کام اسپیشل پولیس اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کے ذریعہ کیا جاتا ہے بیورو مرکزی حکومت کے دفاتروں اور اداروں کے کارکنوں کی بداخلاقی کے معاملے مرکزی حکومت کے مالی امداد یافتہ اداروں میں مرکزی حکومت کو نقصان پہنچانے والے معاملے۔ ایسے مرکزی قوانین کی خلاف ورزی کے معاملے جن پر حکومت عمل کروانا چاہتی ہے۔ دھوکہ دھڑی، جعلی، غبن کے بڑے بڑے معاملے پیشہ ور مجرموں اور گینگوں کے ایسے معاملے جن کا براہ اثر بین ریاستی یا بین الاقوامی ہوتا ہے کی جانچ پڑتال کرنے کا اختیار بیورو کو دہلی اسپیشل پولیس اسٹیبلشمنٹ ایکٹ 1946 کے تحت حاصل ہے۔ بیورو بین الاقوامی جرم میں ملوث مجرموں کے بارے میں اطلاعات جمع کرتا ہے اور مختلف ملکوں کے تفتیشی اداروں کی مدد سے انگلیوں کے نشانوں کی تصدیق کراتا ہے اسی طرح ملک کے مختلف انفورس منٹ ایجنسیوں انٹر پول کی اطلاعات فراہم کی جاتی ہیں۔

بھارت تبت سیما پولیس (آئی ٹی بی پی)

بھارت تبت سیما پولیس کی تشکیل چینی حملہ ہونے کے بعد اکتوبر 1962ء میں ہوئی تھی۔ یہ پولیس مندرجہ ذیل خدمت انجام دیتی ہے۔

(i) ہندوستان کی سرحدوں کی حفاظت کرتی ہے اور سرحدی علاقوں میں رہنے والوں میں سلامتی کا احساس پیدا کرتی ہے۔ (ii) سرحد کے آر پار جرائم اسمگلنگ، ناجائز آمدورفت اور دیگر ناجائز سرگرمیوں کی روک تھام کرتی ہے۔ (iii) حساس تنصیبات بینکوں اور خطرات سے دوچار افراد کی حفاظت کرتی ہے۔ اور (iv) کسی شورش کی صورت میں شورش زدہ علاقہ میں حالات پر قابو حاصل کرتی ہے۔

آئی ٹی بی پی کی 20 بٹالینس ہیں جن میں چار اسپلشٹ بٹالین، تین تربیت گاہیں اور چھ سیکٹر ہیڈ کوارٹرز ہیں ان میں سے ہر ایک کا سربراہ ڈی آئی جی ہوتا ہے۔ بھارت تبت سیما پولیس کے سپاہی بلند و بالا پہاڑوں پر تعینات ہیں اور بھارت تبت سرحد کی رکھوالی کرتے ہیں۔ یہ سرحد لداخ (جموں کشمیر) میں قراقرم سے لے کر لیپو لیکھ ادرے تک ہے۔ یہ لیکھ درہ بھارت تبت، نیپال سرحد پر واقع ہے۔ بھارت تبت سیما پولیس کے جوان کیلاش مانسرور زائرین کے ساتھ جاتے ہیں اور ان کی حفاظت اور راستے میں طبی سہولیات فراہم کرتے ہیں۔ بھارت تبت سیما پولیس کو سرحدی حفاظت کرنے کے علاوہ جنگ کرنے کی، باغیوں کا قلع قمع کرنے کی، دہشت پسندوں کی دھڑ پکڑ کرنے کی اور پہاڑوں پر جنگ کرنے کی تربیت خاص طور پر دی جاتی ہے۔ یہ فورس اپنا کام کرنے علاوہ VVIPS اور VIP حضرات کی حفاظت کرنے اور انتخابی عمل کے دوران امن وامان قائم کرانے، امدادی کاموں میں مدد کرنے اور نکسیلوں پر نظر رکھنے کا کام بھی کرتی ہے۔ بھارت تبت سیما پولیس سری لنکا میں بھارتی ہائی کمیشن کی حفاظت کا کام بھی انجام دے رہی ہے۔

بھارت تبت سیما پولیس کے جوان پہاڑوں پر چڑھنے اسکائنگ اور دریاؤں کی تیز لہروں میں کشتیاں چلانے میں ماہر ہوتے ہیں۔ اس فورس کے جوان اور افسر ماؤنٹ ایوریسٹ پر چار مرتبہ چڑھ چکے ہیں۔ یہ لوگ ہمالیہ، ایران، امریکہ اور آلپس پہاڑوں کی چوٹیوں پر سو سے زیادہ بار چڑھ چکے ہیں۔ ان جوانوں نے دو ندیوں میں کشتی مہم جوئی میں بھی حصہ لیا۔ جنوری 1998 اور 1999 اور 2000 میں یوم جمہوریہ کے موقع پر پریڈ میں حصہ لینے والی فورسوں میں بھارت تبت سیما پولیس کے دستہ کو بہترین مارچ کرنے والے دستے کی ٹرافی دی گئی۔

بارڈر سیکورٹی فورس (B.S.F)

بارڈر سیکورٹی فوس کا قیام 1965 میں ہوا۔ اس کے جوان بھارت کی بین الاقوامی سرحدوں کی نگرانی کرتے ہیں۔ ان دنوں

اس کی 157 بٹالین ہیں۔ یہ فورس کل 6475.7 کلومیٹر لمبی بین الاقوامی سرحد کی نگرانی کر رہا ہے۔ جس میں دشوار گزار پہاڑی
علاقے، ریگستانی درے دریاؤں کے کنارے اور دلدلی علاقے بھی شامل ہیں۔ سرحدی علاقوں میں رہنے والے لوگوں میں خود
حفاظتی جذبہ پیدا کرنے اور سرحد پر اسمگلنگ، غیر قانونی دراندازی جیسے سنگین جرائم روکنے کی ذمہ داری بھی اسی فورس پر ہے۔

آسام رائفلز

آسام رائفلز کی 165 سال پرانی شاندار تاریخ ہے۔ یہ ملک کا سب سے قدیم پیرا ملٹری فورس ہے۔ 1835ء میں کچھار
لیوی نام سے اس فورس کا قیام ہوا تھا۔ اب تو یہ ایک بہت بڑی فورس کی صورت میں موجود ہے اس وقت اس کی 31 بٹالین ہیں۔
اس فورس کی اہم ذمہ داری بھارت تبت اور بھارت میانمار سرحدوں کی نگرانی ملک کے شمال مشرق اور دوسرے علاقوں میں نیز
ضرورت پڑنے پر ان علاقوں سے باہر بھی غداروں کو نیست و نابود کرنا ہے۔ صدیوں سے قابل تعریف کام کرنے کے سبب اسے
''پہاڑوں پر رہنے والوں کا دوست'' اور ''شمال مشرق کا پہریدار'' کے لقبوں سے پکارا جاتا ہے۔

نیشنل سکوریٹی گارڈس

دہشت پسندوں، اغوا کاروں اور توڑ پھوڑ کرنے والوں کے خلاف کارروائی کرنے خاص خاص لوگوں کی حفاظت کرنے اور
اسی طرح کے دوسرے کاموں کو انجام دینے کے لئے اس فورس کو قائم کیا گیا۔ ملک میں دہشت پسندوں سے نبرد آزما ہونے کے
لئے یہ فورس کمال مہارت رکھتی ہے۔ یہ گارڈس ریاستوں کے پولیس کمانڈوز کی صلاحیت میں اضافہ کرنے کے لئے انہیں تربیت
دیتا ہے تاکہ دہشت پسندوں سے نپٹا جا سکے اور بموں کا پتہ لگا کر انہیں ناکام کیا جا سکتا ہے۔ اس فورس کی اپنی غیر معمولی صلاحیتوں
کا معیار بہت اعلا رکھنا پڑتا ہے۔ اس فورس نے ملک میں اب تک 96 آپریشن انجام دیے ہیں۔

سنٹرل ریزرو پولیس فورس (C.R.PF)

داخلی سیکورٹی قائم رکھنے کے لئے سی آر۔ پی۔ ایف بھارتی حکومت کی ایک فورس ہے 1939 میں قائم یہ فورس ابتدا میں
کراؤن ری پریزنٹیو پولیس کہلاتی تھی۔ 1949 سے اس کو سنٹرل ریزرو پولیس فورس کہا جانے لگا۔ اس فورس میں 123 بٹالین
ہیں جن میں 1,71,403 جوان شامل ہیں۔ ان میں 10 آر اے ایف بٹالین، 2 خواتین بٹالین 5 سگنل بٹالین اور ایک اسپیشل
ڈیوٹی گروپ ہے۔ قانون اور نظم وضبط بنائے رکھنے میں C.R.PF ریاستی پولیس کی بھی معاونت کرتی ہے۔

سردار بلبھ بھائی پٹیل نیشنل پولیس اکیڈمی

سردار بلبھ بھائی پٹیل نیشنل پولیس اکیڈمی ملک کی ایک اہم پولیس کا تربیتی ادارہ ہے اس میں آئی پی ایس کے آفیسروں کو
ابتدائی اور نوکری کے دوران تربیت دی جاتی ہے۔ 1948 میں راجستھان کے آبو پہاڑ پر قائم اکیڈمی کو 1975 میں حیدر آباد میں
منتقل کر دیا گیا یہ اکیڈمی انڈین پولیس سروس میں بھرتی کرنے والے افسروں کو تربیت دینے کا کام کرتی ہے۔ یہاں اس فورس
کے ماہرین، اعلی عہدوں کے افسروں کو تربیت دی جاتی ہے۔ یہاں تربیت لینے والوں کو انتظامی درس و تدریس، آئی پی ایس کے
افسروں کے لئے ورنیکل انٹرایکشن کورس، آئی اے۔ ایس افسروں کے لئے ورنکلی انٹر گریٹیڈ ٹریننگ پروگراموں کا انعقاد کیا جاتا
ہے۔ یہ آل انڈیا سروسز اور سول سروسز (گروپ اے) کے افسروں کو مجوزہ کورس اور I.A.S، I.P.S اور جیوڈیشری سروسز کے
سینئر افسروں کے لئے کم مدتی اسپیشل کورس، سیمینار، ورکشاپوں کا انعقاد کرتی ہیں۔ اور یہاں پولیس سے متعلق موضوعات پر
ریسرچ اور ان کے مطالعے کا کام کیا جاتا ہے۔

شہریوں کی حفاظت

دشمن کے حملہ کر دینے پر شہریوں کی جان بچانا، ان کی جائیدادوں کا نقصان نہ ہونے دینا اور صنعت وحرفت کو متاثر نہ ہونے دینا سول ڈیفنس کے مقاصد ہیں۔ شہریوں کی حفاظت کی غرض سے مرکزی حکومت ریاستوں کے چنے ہوئے شہروں کو مالی امداد فراہم کرتی ہے۔ سول ڈیفنس ایک رضا کارانہ بنیاد پر قائم ادارہ ہے اس میں بہت کم لوگوں کو مشاہرہ ملتا ہے۔ ہنگامی حالات میں رضا کاروں کی تعداد میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ اس وقت 32 ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے 225 شہروں میں شہریوں کی حفاظت کے ادارے کام کر رہے ہیں۔ ان کے رضا کاروں کی تعداد 9.92 لاکھ کرنے کا نشانہ ہے جب کہ موجودہ تعداد 4.66 اور 5.05 لاکھ بالترتیب تربیت یافتہ رضا کاروں کی ہے۔

وزارت داخلہ کے تحت ناگپور میں قائم نیشنل سول ڈیفنس کالج میں سول ڈیفنس اور ہنگامی حالات جیسے آفات سے متعلق تعلیم دی جاتی ہے۔ مارچ 2000ء تک اس کالج کے پانچ کورسوں میں 336 طالب علموں کو تربیت دی گئی۔ یہ کالج 1957 میں قائم ہوا تھا اب تک اس کالج سے 32,716 لوگوں کو تربیت دی جا چکی ہے۔

ہوم گارڈس

ہوم گارڈ ایک رضا کار فورس ہے۔ اس کا قیام دسمبر 1946 میں فرقہ وارانہ فسادات اور نقض امن پر قابو کرنے میں پولس کی مدد کرنے کے لئے عمل میں آیا تھا اس کے بعد مختلف ریاستوں میں شہریوں کے رضا کار دستوں کے قیام پر زور دیا گیا۔ 1962 میں چین کے حملہ کے بعد مرکزی حکومت نے ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے الگ الگ رضا کار دستوں کو ایک ہی رضا کار دستے میں ضم کر دینے کی تجویز رکھی اور نتیجہ میں ہوم گارڈ کی موجودہ شکل وجود میں آئی۔ ہوم گارڈ کی ذمہ داریوں میں قانون و انتظامیہ اور داخلی امور میں نقض امن قائم رکھنے میں پولیس کے مدد کرنا شامل ہے۔ اچانک رونما ہوئے کسی بھی حادثہ جیسے ہوائی حملے، آگ زنی، طوفان، زلزلے وبائی بیماریوں کے وقت میں لوگوں کی مدد کرنا۔ آپس میں بھائی چارہ کا فروغ کرنے اور پسماندہ طبقات کی مدد کرنے میں اور ان کی حفاظت کرنے میں حکومت کی مدد کرنا بھی ان کی ذمہ داری ہے۔ سماجی، معاشی اور عوامی فلاح و بہبود کے کاموں میں حصہ لینا اور شہریوں کے حق خود حفاظیت کو بڑھاوا دینا بھی شامل ہے۔ ہوم گارڈ فورس کی دو قسمیں ہیں دیہی اور شہری۔ سرحدی ریاستوں میں ہوم گارڈ دستہ کی بارڈر ونگ بٹالین بنائی گئی ہے۔ جو سیکورٹی فورسیز کے معاون کے طور پر کام کرتی ہے۔ ملک میں ہوم گارڈوں کے جوانوں کی تعداد 5,73,793 کرنے کا نشانہ ہے مگر ابھی یہ 4,90,300 تک ہی پہنچ پائی ہے۔

کیرل کے علاوہ تمام ریاستوں اور مرکزی علاقوں میں اس فورس جال پھیلا ہوا ہے۔ ریاستوں اور مرکزی علاقوں میں ہوم گارڈ کی تقرری کا کام ہوم گارڈ فورس ایکٹ اور مجوزہ قانون کے تحت ہوتا ہے۔ ہوم گارڈوں کے تقرر میں سماج کے ہر طبقہ کو نمائندگی دی جاتی ہے۔ جیسے ڈاکٹر، انجینئر، وکیل، اساتذہ، تاجر، سرکاری اہلکار اور پرائیویٹ اداروں میں کام کرنے والے افراد ڈگری کالجوں اور یونیورسیٹوں میں پڑھ رہے طالب علم صنعتی اور زراعتی مزدور وغیرہ 18 سے 50 سال کے درمیان کا ہر شخص ہوم گارڈ کی خدمت انجام دے سکتا ہے۔ ہر رضا کار کی خدمت کی مدت عام طور پر 3 سے 5 سال ہوتی ہے۔ ان رضا کاروں کو متعدد سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں جس میں وردی اور دھلائی بھتہ، دوران تربیت مفت قیام کی سہولت جرات مندانہ اور قابل فخر کارنامہ انجام دینے پر نقد انعامات اور میڈل وغیرہ شامل ہے۔ ہوم گارڈوں کو تربیت دینے کے لئے بلائے جانے پر ایک طے شدہ معمولی بھتہ دیا جاتا ہے۔ بطور ہوم گارڈ تین سال تک کام کر لینے والے لوگوں کو قانون اور نظم وضبط بنائے رکھنے، جرم روکنے ڈاکوؤں کو پکڑنے سرحد پر گشت لگانے سے سیلاب سے متاثرین کی مدد کرنے پبلک مقامات پر نشہ کرنے سے روکنے، آگ بجھانے، دوران انتخاب مدد کرنے اور عوامی فلاح و بہبود کے کاموں میں حصہ لینے کے لئے پولیس میں ٹریننگ دی جاتی ہے۔

ہوم گارڈوں سے متعلق مقصد ونشانہ وضع کرنے ،ان کی تقرری کرنے ٹریننگ دینے اسلحہ مہیا کرانے اور ان پر آئے مصارف،وزارت داخلہ برداشت کرتی ہے۔ریاستی حکومتوں کے ذریعہ ہوم گارڈوں پر کیئے گئے اخراجات جو مرکزی حکومت کی سطح کے ہی ہوتے ہیں۔کو مرکز ریاستی حکومتیں آدھا آدھا بانٹ لیتی ہیں۔2000-1999 میں ریاستی حکومتوں کے ذریعہ ہوم گارڈ فورس بنانے انہیں ٹریننگ دینے اور لوک سبھا رودھان سبھا کے عام انتخابات میں کی گئی ان کی تعیناتی پر 35 کروڑ روپے دیئے گئے 2001-2000 کے لئے بھی 35 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔

فائرسروس

فائرسروس ریاستوں کی ذمہ داری ہے۔اور فائرسروس خدمات ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے ذریعہ عمل میں لائی جاتی ہیں۔وزارت داخلہ،آگ سے حفاظت آگ بجھانے اور اس سے متعلق قوانین وضع کرنے میں ریاستوں رمرکزی علاقوں کو اور مرکزی وزارتوں کو اس سلسلے میں تکنیکی صلاح دیتا ہے۔ریاستوں میں فائرسروس خدمات کو جدید بنانے کے لئے وزارت داخلہ ان کو وزارت خزانہ کے شعبہ بیما کے ذریعہ قرض فراہم کراتا ہے۔

81-1980 سے اب تک ریاستی فائرسروس کی ترقی کے جنرل انشورنس کارپوریشن سے 293.30 کروڑ روپے کے قرض کا اہتمام کیا گیا ہے۔

ناگپور میں واقع فائرسروس کالج فائرسروس کے آفیسروں کے لئے مختلف ٹائپ کے کورسز تیار کرتا ہے۔1956 میں قائم یہ کالج اب تک 11,843 افراد کو ٹریننگ دے چکا ہے جن میں 12 ملکوں کے 71 غیر ملکی بھی شامل ہیں۔

دستیاب اعداد وشمار کے مطابق 2,029 فائراسٹیشن کام کر رہے تھے جن میں 66,152 کارکن اپنے فرائض انجام دے رہے تھے۔ان فائراسٹیشنوں کے پاس 6,457 آگ بجھانے کی گاڑیاں اور دوسرے ساز وسامان موجود تھے۔

ملک میں ہر سال 14 اپریل سے آگ سے بچاؤ ہفتہ منایا جاتا ہے یہ ہفتہ ان جانباز فائرسروس کے کارکنوں کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے ''یوم شہیداں'' کے طور پر منایا جاتا ہے جنہوں نے اپنا فرض ادا کرتے ہوئے اپنی جانیں قربان کردیں۔

سنٹرل انڈسٹریل سکوریٹی فورس

سرکاری صنعتی اداروں کی حفاظت کا کام انجام دینے کے لئے 1969 میں سینٹرل انڈسٹیریل سکوریٹی فورس (C.I.S.F) بنائی گئی ابتدا میں اس میں 3,000 کارکن تھے۔جو آج بڑھ کر 95,000 ہو گئے ہیں۔اس فورس پر مرکزی حکومت کے صنعتی اکائیوں کے اثاثے اور وہاں کام کرنے والے کارکنوں کی حفاظت کی ذمہ داری ہے 1986 کے CISF ایکٹ اور 1969 کے مجوزہ قوانین کے تحت اس فورس انتظام وانصرام دیکھا جاتا ہے۔اس وقت یہ فورس پبلک سیکٹر کی 248 اکائیوں میں تعینات ہے۔

نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف کرمنالوجی اینڈ فارینسک سائنس

جرائم اور فارینسیک سائنس کے متعلق اس ادارہ کا قیام 1972 میں نئی دہلی میں ہوا تاکہ تحقیق وتربیت کا کام کیا جائے۔اس ادارے میں جرم وسزا اور عدالتوں سے متعلق انہیں افراد کو دوران خدمات وقت وقت پر ٹریننگ مربوط تربیت دی جاتی ہے۔ملک بھر کے لئے سرکاری اور پبلک سیکٹرز کی اکائیوں نیز ہمسایہ ممالک سے آئے افسران طویل المعیاد اور قلیل المعیاد تربیت کے لئے یہاں آتے ہیں 2000-1999 کے دوران 65 کورسوں کا انعقاد ہوا جن میں محکمہ انصاف اور دفاعی خدمات سے تعلق رکھنے

والے 1,472 افسروں کو تربیت دی گئی۔ کرمنالوجی اور فارینگ سائنس میں یہ ادارہ حوالہ جاتی مرکز کی حیثیت رکھتا ہے اور اس کے پاس ایک بہت بڑی لائبریری بھی ہے۔ جرائم سے متعلق مختلف موضوعات پر یہ ادارہ ایک سہ ماہی مجلّہ بھی شائع کرتا ہے جس کا نام ہے انڈین جرنل آف کرمنالوجی کریمنلسٹکس۔

جیل خانے

ملکی آئین کی رو سے ''جیل خانے'' ریاستوں کی ذمہ داری ہیں۔ انڈین جیل خانہ ایکٹ اور اور جیل مینوئلز کے مطابق ریاستی حکومتیں جیل خانوں کا انتظام دیکھتی ہیں۔ جیل انتظامیہ کو جدید بنانے کے لئے مرکزی سرکار ریاستی حکومتوں کی ان کوششوں میں مالی تعاون دیتی ہے۔ جیل خانوں کی جدیدکاری منصوبہ کے تحت جیلوں میں سکوریٹی اور رسل و رسائل میں آسانیاں فراہم کرنے، جیل خانوں کی مرمت وغیرہ کرنے طبی سہولیات بہتر بنانے۔، دستکاری کی تربیت دینے خواتین قیدیوں کو سہولتیں فراہم کرنے وغیرہ کے لئے مرکزی حکومت کی طرف سے امداد دی جاتی ہے۔ خطرناک اور خونخوار مجرموں و دہشت گردوں کو جیل میں رکھنے کے لئے حفاظت کے اضافی انتظام کرنے کے واسطے کچھ ریاستوں کو مرکزی حکومت مالی امداد دے رہی ہے۔ 1993 سے مارچ 2000 تک مختلف ریاستی حکومتوں کو 72.78 کروڑ کی گرانٹ دی جا چکی ہے۔

پرسنل لا

بھارت میں مختلف مذہبوں اور مسلکوں کے ماننے والے رہتے ہیں اس لئے شادی بیاہ، طلاق، وراثت وغیرہ سے متعلق ان پر ان کے پرسنل لا نافذ ہوتے ہیں۔

شادی

شادی سے متعلق قانون کو مختلف مذہبوں کے لوگوں کے لئے مختلف ایکٹوں کے ذریعہ نافذ کیا گیا ہے۔ وہ درج ذیل ہیں۔

(1)	کنورٹ انقطاع شادی ایکٹ	1866
(2)	بھارتی طلاق ایکٹ	1869
(3)	بھارتی کرسچین شادی ایکٹ	1872
(4)	قاضی ایکٹ	1880
(5)	آنند شادی ایکٹ	1901
(6)	بچوں کی شادی پر روک ایکٹ	1929
(7)	پارسی شادی اور طلاق ایکٹ	1936
(8)	مسلمان شادی اور خلع ایکٹ	1939
(9)	اسپیشل شادی ایکٹ	1954

(10)	ہندو شادی ایکٹ	1955
(11)	غیر بھارتی شادی ایکٹ	1969
(12)	مسلم مطلقہ نان نفقہ ایکٹ	1986

اسپیشل میرج ایکٹ 1954 جموں وکشمیر کو چھوڑ کر پورے ملک میں نافذ ہے۔ یہ بھارت کے ان شہریوں پر بھی نافذ ہوتا ہے جو ریاست جموں وکشمیر کے رہنے والے ہیں اوران کی سکونت ان علاقوں میں ہے جہاں اس قانون کا نفاذ ہوتا ہے۔ جن لوگوں پر یہ ایکٹ نافذ ہوتا ہے وہ اس ایکٹ کے تحت رجسٹریشن کرا سکتے ہیں بھلے ہی وہ دوسرے مذہب کے ماننے والے ہیں۔ ایکٹ میں یہ بھی سہولت ہے کہ کسی دوسرے طریقہ سے ہوئی شادی بھی اگر ایکٹ کے منشاومقاصد پر پوری اترتی ہے تو اسے اسپیشل میرج ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ کیا جاسکتا ہے۔ حال ہی میں ایکٹ کے سیکشن 4(b)(iii) میں ترمیم کر کے ''یا مرگی'' لفظ کو ہٹا لیا گیا ہے۔

ہندو شادی ایکٹ 1955 کو نافذ کر کے ہندوؤں میں روایتی قانون کو ضابطہ بند کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ہندو شادی ایکٹ 1955 جموں وکشمیر کو چھوڑ کر پورے ملک میں نافذ ہے اور یہ ان ہندوؤں پر بھی نافذ ہوتا ہے جو ان ریاستوں میں سکونت رکھتے ہیں جہاں تک ایکٹ دائرۂ عمل ہے حالانکہ وہ ریاست اس قانون کے نفاذ کے علاقوں سے باہر ہے۔ اس کے علاوہ یہ جملہ ہندوؤں کے علاوہ بودھوں، سکھوں، جینیوں وغیرہ پر بھی نافذ ہوتا ہے۔ ان میں وہ سب شامل ہیں جو اپنے آپ کو مسلم، عیسائی پارسی یہودی نہیں مانتے لیکن یہ قانون تب تک شیڈیول ٹرائب قبائل پر نافذ نہیں ہوتا جب تک حکومت اسے گزٹ نہ کردے یا پھر کوئی ہدایت نامہ نہ جاری کردے۔ اسپیشل میرج ایکٹ 1954 کے ساتھ ہی اس ایکٹ میں ترمیم کر کے اسے میرج ایکٹ (ترمیم) 1999 بنایا گیا اور اس ایکٹ کے سیکشن 5ii (C) سے ''یا مرگی'' لفظ ہٹا دیا گیا۔

طلاق سے متعلق دفعات ہندو میرج ایکٹ کی دفعہ 13 اور خصوصی شادی ایکٹ کی دفعہ 27 میں شامل ہیں۔ ان دفعات کے تحت کسی شوہر یا بیوی کی جانب سے جن عام بنیادوں پر طلاق لی جاسکتی ہے ان کا تعلق بدچلنی، بھاگ جانے، بے رحمی، دماغی خرابی، جنسی بیماریوں جذام، باہمی مفاہمت اور سات سال تک زندہ ہونے کی کوئی خبر نہ ملے۔ جہاں تک عیسائی فرقے کا تعلق ہے۔ ہندوستانی عیسائی شادی ایکٹ 1872 کی دفعات اور ہندو طلاق ایکٹ 1869 کی دفعہ 10 میں ان کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس دفعہ کے تحت بیوی کے چال چلن کے خراب ہونے کی بنیاد پر شوہر اور شوہر کے کسی دوسرے مذہب اختیار کر لینے پر یا کسی دوسری عورت سے شادی کر لینے پر بیوی طلاق کی درخواست دے سکتی ہے یا مندرجہ ذیل بنیادوں سے طلاق کے لئے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ (A) شوہر کسی دوسری عورت سے ناجائز تعلق رکھتا ہو (b) ناجائز طور پر دوسری عورت رکھ لی ہو (c) کسی دوسری عورت سے ناجائز تعلقات رکھتے ہوئے شادی کر لی ہو (d) زنا اغلام بازی یا غیر فطری عمل کا عادی ہو جانوروں سے جنسی تعلق قائم رکھنے (e) دوسری عورت سے تعلق کے ساتھ ہی ایسی بے رحمی کا سلوک جو دوسری عورت کے تعلق کے بنا پر طلاق کا سبب ہو۔ اسے منیسا ایتورو (یہ رومن چرچ کے ذریعہ بنایا گیا طلاق کا ایک ایسا طریقہ ہے جو بدچلنی کی بنیاد پر عدالتی علاحدگی بے رحمی، بدکاری، بدنامی اور الگ رہنے کی بنیاد پر اختیار دیا جاسکتا ہے۔ (f) بدچلنی اور کسی سبب کے بغیر دو سال یا اس سے زیادہ عرصہ تک بیوی چھوڑے رکھنا۔

جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے ملک میں نافذ قانون مسلم قانون کے تحت ان کی شادیاں آتی ہیں، جہاں تک طلاق کا تعلق ہے مسلم عورت کو اپنی شادی کے انقطاع کے محدود اختیارات ہیں غیر تحریری اور رواج پر مبنی قانون مندرجہ ذیل شکلوں میں اسے طلاق حاصل کرنے کا حق ہے۔

طلاق تفویض (A) یہ طلاق کے لئے با اختیار بنانے کا طریقہ ہے اس کے مطابق شوہر معاہدہ شادی میں اپنے طلاق دینے کا اپنا حق دوسرے کو دے سکتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ دوسری بیوی لے آئے تو پہلی بیوی اسے طلاق دینے کا حق رکھتی ہے۔

(b) خلع: اس کے مطابق بیوی شوہر سے علاحدگی اختیار کر سکتی ہے۔ اس میں کچھ افہام و تفہیم بھی ہوتی ہے جیسے بیوی اپنا پورا مہر یا اس کا کچھ حصہ چھوڑ دیتی ہے۔

(c) مبارات باہمی رضامندی کے طلاق کو کہتے ہیں۔

مزید برآں مسلم شادی کو ختم کرنے کے ایکٹ مجریہ 1939 میں مندرجہ ذیل بنیادوں پر مسلم عورتوں کو طلاق لینے کا حق دیا گیا ہے۔ (1) چار سال سے شوہر لا پتہ ہو (2) دو سال سے شوہر اپنی بیوی کو نان نفقہ نہ دیتا ہو (3) شوہر کو سات سال یا اس سے زیادہ کی قید کی سزا ہوگئی ہو (4) تین سال تک شوہر کسی مناسب وجہ کے بغیر اپنی ازدواجی ذمہ داریاں ادا کرنے میں ناکام رہا ہو۔ (5) شوہر نامرد ہو (6) دو سال سے دماغی توازن درست نہ ہو (7) جذام میں مبتلا ہو یا کسی شدید جنسی بیماری کا شکار ہو (8) شادی 15 سال کی ہونے سے قبل ہوگئی ہو اور ملن نہ ہوا ہو اور (8) بے رحمی کا سلوک کر رہا ہو۔

پارسی شادی وطلاق ایکٹ 1936 پارسیوں کی ازدواجی زندگی سے تعلق رکھتا ہے ایکٹ میں "پارسی" کی تعریف پارسی زرتشی" کی گئی ہے۔ ایک زرتشی وہ ہے کہ جو زرتشت کے مذہب پر عمل پیرا ہو۔ اس کی ایک رخی اہمیت ہے۔ اس ایکٹ کے تحت ہر ایک شادی اور ہر ایک طلاق کو ایکٹ میں دیئے گئے ضابطہ کے مطابق رجسٹر ڈکرانا ضروری ہے۔ مگر ایکٹ کے تقاضوں کو پورا نہ کرنے سے شادی ناجائز نہیں ہوجاتی۔ یہ ایکٹ صرف یک زوجگی سے تعلق رکھتا ہے۔ پارسی شادی وطلاق (ترمیمی) ایکٹ 1988 (5 آف 1988) کے ذریعہ پارسی شادی وطلاق ایکٹ 1936 کی بعض دفعات کو وسعت دیدی گئی ہے۔ تا کہ انہیں ہندو شادی ایکٹ 1955 کے متوازن بنایا جاسکے۔

جہاں تک یہودیوں کے ازدواجی قوانین کا تعلق ہے ہندوستان میں کوئی باضابطہ قانون نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں وہ اپنے مذہبی قوانین پر عمل کرتے ہیں۔ یہودی شادی کو تہذیبی معاہدہ نہیں مانتے بلکہ انتہائی مقدس فریضہ میں مصروف دو افراد کے درمیانی تعلق یا رشتہ قرار دیتے ہیں۔ وہ اپنی شادی کو عدالتوں کے ذریعہ بدچلنی یا بے رحمانہ سلوک کی بنیاد پر ختم کر سکتے ہیں۔ یہودیوں میں یک زوجگی رائج ہے۔

بچوں کی شادی

بچپن کی شادی کی روک تھام ایکٹ مجریہ 1929ء میں 1978ء میں ترمیم کی گئی تھی جس کی رو سے شادی کے وقت مرد کی عمر 21 برس اور لڑکی کی عمر 18 برس ہونی چاہئے۔ اس قانون کو یکم اکتوبر 1978ء سے نافذ کیا گیا تھا۔

گود لینا

گرچہ گود لینے کے لئے کوئی عام قانون نہیں ہے مگر ایک قانون کے ذریعہ ہندوؤں میں اور رواج کے طور پر بہت معمولی تعداد میں افراد کے کچھ زمروں میں اس کی اجازت ہے۔ چونکہ گود لینا کسی بچہ کی قانونی وابستگی کی بات ہے اس لئے یہ پرسنل لاء کا معاملہ ہے۔ مسلمانوں، عیسائیوں، اور پارسیوں کا گود لینے کا کوئی قانون نہیں ہے اور وہ گارجیس اینڈ وارڈس ایکٹ 1890 کے تحت عدالت سے رجوع کرتے ہیں۔ مسلمان، عیسائی اور پارسی صرف اسی ایکٹ کے تحت کسی بچے کو اپنی سرپرستی میں لے سکتے

ہیں۔زیر سرپرستی بچہ، بالغ ہونے کے بعد قطع تعلق کرنے کے لئے آزاد ہوتا ہے۔اس کے ساتھ ہی اس طرح کے بچے کو موروثی
حقوق بھی نہیں حاصل ہوتے۔جو غیر ملکی کسی ہندستانی بچے کو گود لینا چاہتے ہیں وہ مذکورہ بالا ایکٹ کے تحت ہی عدالت سے رجوع
کرسکتے ہیں۔اگر عدالت سے یہ اجازت مل جائے کہ بچہ کو ملک سے باہر لے جایا جاسکتا ہے تو بیرون ملک گود لینے کا جو قانون نافذ
ہوتا ہے اس کے مطابق ہی سرپرست عمل کرتا ہے۔

گود لینے کے تعلق سے ہندو قانون میں ترمیم کی گئی ہے اور اسے ہندو اڈاپشن اینڈ مینٹیننس ایکٹ 1956 (1956 کا 78)
یعنی گود لینے اور گزارہ کے ہندو قانون کی شکل میں منضبط کیا گیا ہے۔جس کی رو سے کوئی ہندو مرد یا عورت قانونی طور پر کسی بیٹے یا
بیٹی کو گود لے سکتی ہے۔کسی نابالغ بچے کی سرپرستی کے سلسلہ میں جس طرح فیملی لاء کے دوسرے پہلوؤں کے سلسلہ میں کوئی
مشترکہ قانون نہیں ہے اس طرح اس بارے میں بھی کوئی مشترکہ قانون نہیں ہے۔ہندو قانون، مسلم قانون اور گارجینس اینڈ
وارڈس ایکٹ 1890 تین الگ الگ قانونی طریقے ہیں جو کہ رائج ہیں۔کوئی سرپرست (گارجین) یا تو قدرتی گارجین ہوگا یا
وصیت کی رو سے گارجین ہوگا یا عدالت کا مقرر کیا ہوا گارجین ہوگا۔سرپرستی کے سوال کا فیصلہ کرنے میں دو خاص باتوں کو مدنظر رکھنا
ہوتا ہے۔ایک یہ کہ سرپرستی میں لئے جانے کا مستوجب نابالغ ہو اور دوسری بات کا تعلق اس کی جائیداد پر ہے۔اکثر ایک ہی شخص
کی سپردگی میں ان دونوں کو نہیں دیا جاتا۔

ہندو مائینارٹی اینڈ گارجین ایکٹ 1956 (1956 کا 32) نے نابالغی اور سرپرستی کے تعلق سے ہندوؤں کے قوانین فراہم
کئے ہیں۔غیر منضبط قوانین ہی کی طرح اس نے والد کے اختیار اعلیٰ کی توثیق کی ہے۔اس کی رو سے جب تک کوئی بچہ 18 سال کا
نہ ہو جائے تب تک وہ نابالغ ہوتا ہے نابالغ لڑکوں اور غیر شادی شدہ لڑکیوں دونوں کا قدرتی گارجین پہلے باپ اور پھر ماں ہے۔
ماں کے حق کو اسی صورت میں ترجیح دی جاتی ہے جب وہ 5 سال سے کم عمر کے بچوں کو اپنی سرپرستی میں لینا چاہے۔ناجائز بچوں
کے سلسلہ میں کہے جانے والے باپ کے مقابلہ میں ماں کا حق زیادہ ہوتا ہے۔یہ ایکٹ کسی نابالغ بچے اور اس کی جائیداد کے
درمیان کوئی فرق نہیں کرتا اس لئے سرپرست کا کنٹرول دونوں پر ہوتا ہے۔ایکٹ میں کہا گیا ہے کہ گارجین شپ (سرپرستی) کے
سوال پر فیصلہ دیتے ہوئے عدالتوں کے پیش نظر بچہ کی بہبود کو اولین ترجیح دی جانی چاہئے۔

مسلم قانون کے تحت باپ کو اختیار اعلیٰ حاصل ہوتا ہے۔یہ قانون گارجین شپ (سرپرستی) اور سپردگی (کسٹڈی) میں بھی
فرق کو تسلیم کرتا ہے۔گارجین شپ کے تعلق سے سنیوں کے مطابق جائیداد کی نگرانی کے لئے باپ کو ترجیح دی جاتی ہے اور اس کی
عدم موجودگی میں اس کے وصی کو یہ حق حاصل ہوتا ہے۔اگر باپ نے کسی کو اپنا وصی نہیں مقرر کیا ہے۔تو سرپرستی کا حق دادا کو حاصل
ہوتا ہے۔جب کہ شیعوں میں والد کو کلی طور پر گارجین تسلیم کیا جاتا ہے مگر اس کی موت کے بعد دادا کو ذمہ داری سنبھالنے کا حق ہے نہ
کہ باپ کے مقرر کئے ہوئے وصی کو۔مگر دونوں فرقے اس بات پر متفق ہیں کہ اگر باپ زندہ ہے تو وہی کلی طور پر سرپرست ہوگا۔
والد کی موت کے بعد بھی ماں کو قدرتی طور پر گارجین کا درجہ نہیں حاصل ہوتا۔

جہاں تک قدرتی سرپرست کے حقوق کا تعلق ہے۔اس میں دو رائے نہیں کہ باپ جائیداد اور فرد دونوں کا سرپرست ہوتا
ہے۔اگر نابالغ بچہ ماں کی سپردگی میں ہوتا ہے تب بھی باپ کا عام حق نگرانی برقرار رہتا ہے۔لیکن باپ ماں کو وصیہ مقرر کرسکتا ہے۔
اس طرح ماں کو قدرتی گارجین تو نہ تسلیم کیا جائے گا مگر باپ اسے وصیہ مقرر کرسکتا ہے جس پر کسی اعتراض کی گنجائش نہیں ہے۔

مسلم قانون کی رو سے نابالغ بچے کو اپنی سپردگی میں لینے کا حق (حزانیت) ناقابل تردید ہے اور باپ بھی ماں کو اس حق سے
محروم نہیں کرسکتا۔جہاں تک ماں کی سپردگی کا حق ختم ہونے کی عمر کا تعلق ہے تو شیعہ فقہ کے مطابق حزانت کے سلسلہ میں بیٹے پر
ماں کا حق صرف دودھ پلانے کے عمر تک ہی ہے اور اس کی مدت دو سال ہے جب کہ حنفی فقہ میں اس کی مدت سات سال تک

ہے۔اس طرح شیعہ فقہ میں لڑکی پر ماں کا حق سرپرستی 7 سال کی عمر تک ہے جب کہ حنفی فقہ اس وقت تک کے لئے یہ حق دیتی ہے تب لڑکی بالغ ہوجائے۔سرپرست اور زیر ولایت بچوں کے سلسلہ میں عام قوانین گارجینس اینڈ وارڈس ایکٹ 1890 میں بیان کیے گئے ہیں جس میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ باپ کو سرپرستی کا بنیادی حق حاصل ہے اور یہ حق اس وقت تک کسی دوسرے کو نہیں مل سکتا جب تک یہ ثابت نہ ہوجائے کہ باپ نااہل ہے۔اس ایکٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ گارجین کی تقرری کا فیصلہ کرتے ہوئے بچے کی بہبود کو عدالتیں مدنظر رکھیں۔

گزارہ

شادی کی رو سے بیوی کے گزارہ کی ذمہ دار شوہر پر عاید ہوتی ہے اور پرسنل لاء کا ایک حصہ گزارہ کا حق ہے۔

ضابطہ فوجداری 1973 (1974 کا 2) کے تحت گزارہ کا حق صرف بیوی ہی اور زیر کفالت بچوں ہی کو نہیں ہے بلکہ ضعیف ماں باپ اور مطلقہ بیوی کو بھی ہے۔مگر بیوی وغیرہ کے دعوے کا انحصار شوہر کے پاس کافی وسائل کے ہونے پر ہے۔تمام زیر کفالت اشخاص کے لئے گزارہ کی زیادہ سے زیادہ رقم 500 روپے ماہانہ ہے۔گزارہ کے حق کو ضابطہ فوجداری کا حصہ بنا دینے سے اس کے اجزاء میں آسانی پیدا ہوگئی ہے مگر ضابطہ فوجداری کے تحت ان مطلقہ بیویوں کو جو مروجہ پرسنل لاء کے تحت رقم وصول کر چکی ہوں گزارہ کا دعویٰ کرنے کا حق نہیں ہے۔

ہندو قانون کے تحت بیوی کو اپنے شوہر سے گزارہ حاصل کرنے کا پورا پورا حق ہے۔لیکن جب وہ عصمت مآب نہیں رہ جاتی تو اپنے اس حق سے محروم ہوجاتی ہے۔اس کے اس حق کو ہندو اڈاپشن اینڈ مینٹیننس ایکٹ 1956 (1956 کا 78) کے ذریعہ ضابطہ بند کردیا گیا ہے۔گزارہ کی رقم کا تعین کرنے کے لئے عدالت بہت سے پہلوؤں کو مدنظر رکھتی ہے جن میں شوہر کی پوزیشن (حالت) اور ذمہ داریاں شامل ہیں۔عدالت یہ بھی طے کرتی ہے کہ آیا بیوی کا اپنے شوہر سے الگ رہنے کا دعویٰ منصفانہ ہے جب تک مقدمہ کا فیصلہ نہ ہوجائے تب تک کے لئے گزارہ کی ادائیگی کی بنیادوں کی اس ایکٹ میں وضاحت کی گئی ہے۔گزارہ کے مقدمہ کے اخراجات بیوی یا شوہر میں سے کسی ایک کو ادا کرنے ہوں گے بشرطیکہ انہیں اپنے اپنے گزارہ کے لئے آمدنی کا کوئی آزاد ذریعہ نہ حاصل ہو۔مستقل گزارہ ادا کرنے کے سلسلہ میں بھی اس اصول کا اطلاق ہوتا ہے۔

مسلم خواتین (طلاق کے بعد حقوق کا تحفظ) ایکٹ 1986 کے تحت ان مسلم خواتین کے حقوق کو تحفظ فراہم کیا جاتا ہے جن کو ان کے شوہروں نے طلاق دیدی ہے جنہوں نے اپنے شوہروں کو طلاق دیدی ہے۔اس ایکٹ کا تعلق دیگر متعلقہ امور سے بھی ہے۔اس ایکٹ کی رو سے مطلقہ مسلم عورت مندرجہ ذیل باتوں کی مستحق ہوگی (اے) اس کا سابق شوہر اسے عدت کی مدت کے دوران اسے مناسب گزارہ ادا کرے گا۔(بی) اگر مطلقہ عورت اپنے سابق شوہر کے بچوں کی ماں ہے اور ان بچوں کی دیکھ بھال بھی کرتی ہے تو سابق شوہر اپنے بچوں کی تاریخ ولادت سے دو سال تک کے لئے گزارہ ادا کرے گا (سی) مہر کی رقم کے مساوی رقم یا وہ رقم جو شادی کے تحت یا اس کے بعد طلاق دینے والے شوہر نے طے کی ہوگی مسلم قانون کے تحت مطلقہ کو ادا کی جائے گی اور (ڈی) شادی سے پہلے' شادی' کے وقت یا شادی کے بعد عورت کے رشتہ داروں یا شناساؤں نے یا شوہر کے رشتہ داروں اور شناساؤں نے عورت کو جو جائیداد دی ہوگی وہ سب واپس کرنی ہوگی۔

اس کے علاوہ ایکٹ کی رو سے یہ انتظام بھی ہے کہ اگر مطلقہ مسلم خاتون عدت کی میعاد گزر جانے کے بعد گزر بسر کے وسائل سے محروم ہے تو ان لوگوں کو جو اس کی موت کے بعد اس کی جائیداد کے حقدار ہوں گے مجسٹریٹ کی جانب سے مطلقہ عورت کی ضروریات کو اور جائیداد کے وارث قرار پانے والے شخص کی حیثیت کو مدنظر رکھتے ہوئے مناسب گزارہ کی رقم دینے کی اہلیت نہیں رکھتے تو مجسٹریٹ وقف ایکٹ 1995 کی دفعہ کے تحت قائم شدہ وقف بورڈ کو جو کہ عورت کے علاقہ میں موجود ہو اس قسم کی گزارہ

رقم کی ادائیگی کا حکم دے گا اور رقم کا تعین بھی کر دے گا۔

اگر اس عورت کے بچے ہیں تو مجسٹریٹ صرف ان بچوں کو ہی گزارہ بھتہ دینے کو کہے گا لیکن بچوں کو بھتہ دے پانے کی نااہلیت کی حالت میں وہ طلاق شدہ عورت کے ماں باپ کو گزارہ بھتہ دینے کا حکم دے گا۔

پارسی شادی اور طلاق ایکٹ 1936 کے تحت مقدمہ کے دوران اور مستقل طور پر بھی گزارہ ادا کرنے کا انتظام کیا گیا ہے مقدمہ کے دوران گزارہ کی رقم شوہر کی مجموعی آمدنی کے 20 فیصد کے مساوی، عدالت کی جانب سے مقرر کی جاسکتی ہے اور مستقل گزارہ کی رقم شوہر کے قوت ادائیگی، خود بیوی کے اثاثوں اور فریقین کے چال چلن کو مدنظر رکھ کر مقرر کی جاسکتی ہے مگر گزارہ کی ادائیگی کے حکم کا اطلاق اس وقت تک ہوگا جب تک کہ بیوی پارسا رہے اور دوبارہ شادی نہ کرے۔

ہندوستانی طلاق ایکٹ 1869 کا اطلاق عیسائی بیوی کے گزارہ کے حق سے ہے۔ ضابطے وہی ہیں جو پارسی قانون کے دوران مقدمہ اور مقدمہ کا فیصلہ ہونے کے بعد مستقل گزارہ کی رقم کا تعین کا طریقہ بھی پارسی قانون ہی جیسا ہے۔

وراثت

ہندوستان کے قانون وراثت کا نفاذ 1925 میں ہوا تھا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ اس وقت رائج بہت سے قوانین کو ایک قانون کی شکل میں یکجا کر دیا جائے۔ اس ایکٹ کے دائرۂ عمل سے مسلمانوں اور ہندوؤں کی وراثت کے معاملہ کو الگ کر دیا گیا تھا۔ اس اجتماعی قانون وراثت کے تحت دو اسکیموں کو منظور دی گئی تھی۔ ایک اسکیم کا تعلق ہندوستانی عیسائیوں اور یہودیوں اور خصوصی شادی ایکٹ 1954 کے تحت شادی کرنے والوں کی جائیداد سے دوسری اسکیم کا تعلق پارسیوں کے حقوق وراثت سے ہے۔ پہلی اسکیم میں جس کا اطلاق غیر پارسیوں پر ہوتا ہے۔ بناوصیت کئے مرنے والے کی بیوہ کو جائیداد کا ایک تہائی حصہ ملے گا اور مرنے والے کے صلبی وارثوں کے حقوق میں سدھار کے لئے اس قانون میں ترمیم کی گئی کہ اگر بناوصیت کئے موت ہو جائے اور مرنے والے کی جانشین صرف اس کے بیوہ ہو اور کوئی صلبی رشتہ دار نہ ہو اور اس کی چھوڑی ہوئی جائیداد کی کل مالیت 5,000 روپے سے زیادہ نہ ہو تو بیوہ کو یہ ساری جائیداد مل جائے گی اور اگر جائیداد کی مالیت 5,000 روپے سے زیادہ کی ہوئی تو چار فیصد سود کی حق دار ہوگی اور باقی میں وہ اپنے بناوصیت کے حصہ کی حقدار ہے۔ یہ ایکٹ کسی شخص کے ذریعہ وصیت کرنے کے حق پر کوئی پابندی نہیں لگاتا۔

دوسرے ایکٹ کا تعلق بناوصیت کئے مرنے والے پارسیوں کے وارثوں سے ہے۔ ہندوستانی وراثت (ترمیمی) ایکٹ 1991 (1991 کا 51 واں) کے تحت بیٹوں اور دختروں کو والدین کے جائیداد میں برابر کا حصہ دیا گیا ہے چاہے وہ جائیداد باپ کی ہو یا ماں کی۔ اس ایکٹ کی رو سے پارسیوں کو یہ اختیار ہے کہ وہ اپنی جائیداد کو کسی پابندی کے بغیر کسی مذہبی یا خیراتی مقصد وغیرہ سے وقف کر دیں۔ عملی طور پر اس ترمیم شدہ قانون کی رو سے اگر کوئی پارسی مرد یا عورت وصیت کئے بغیر ہی مر جائے تو بیوہ عورت یا جس کی بیوی مر گئی ہو اس مرد اور بچوں کے درمیان اس طرح تقسیم کی جائے گی کہ بیوہ یا رنڈوے کو مساوی حصہ ملے۔ اور اگر کوئی پارسی مر جائے اور اس کے پسماندگان میں بچوں کے علاوہ ماں باپ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک بھی رہ جائے یا بیوہ یا رنڈوہ اور بچے ہوں تو جائیداد اس طرح تقسیم ہوں گی۔ والدین یا ان میں سے کسی ایک کو ہر بچے کو ملنے والے حصہ کو نصف کے برابر حصہ ملے گا۔

ہندوؤں میں وصیت کئے بغیر مر جانے والے کی وراثت کا احاطہ ہندو وراثت ایکٹ 1956 (1956 کا 30) کرتا ہے۔ اس کا اطلاق ریاست جموں و کشمیر کو چھوڑ کر پورے ہندستان پر ہوتا ہے۔ اس ایکٹ کا قابل ذکر پہلو یہ ہے کہ وصیت کئے بغیر مر جانے والے کی جائیداد میں عورتوں کو بھی مردوں کے برابر حصہ ملتا ہے اور وارث عورتوں کو صرف ان کی زندگی ہی تک جائیداد کو استعمال

کرنے کی شق کو ختم کر دیا گیا ہے۔

ہندوستانی مسلمانوں کی بڑی تعداد سنی ہے اور حنفی فقہ پر عمل کرتی ہے۔ عدالتیں اس وقت تک یہ مان کر چلتی ہے کہ تمام مسلمان حنفی فقہ پر عمل کرتے ہیں جب تک کہ اس کے مغائر کوئی ثبوت نہ مل جائے تو گرچہ شیعہ اور سنی فقہ میں بہت سی باتیں مشترک ہیں مگر بعض باتوں میں اختلاف بھی ہے۔

سنی قانون شریعت وراثت کے تعلق سے آیات قرآنی کو ماقبل اسلام کے رواجی قانونی کا تتمہ قرار دیتا ہے۔ اور مرد کے زیادہ بہتر مقام کا داعی ہے۔ ہندو اور عیسائی قوانین کے برخلاف مسلم قانون کسی فرد کے وصیت کرنے کے حق کو محدود بناتا ہے۔ ایک مسلمان اپنی جائیداد کے صرف ایک تہائی حصہ تک کے لئے کسی کو وصی بنا سکتا ہے۔ اگر جائیداد ایک تہائی سے زیادہ نہیں ہے تو وارثوں کی مرضی کے بغیر اس کا وصی کسی کو بھی بنایا جاسکتا ہے لیکن وارثوں میں سے کسی ایک کو دوسرے وارثوں کی مرضی کے بغیر اس کا وصی کسی کو بھی بنایا جاسکتا ہے لیکن وارثوں میں سے کسی ایک کو دوسرے وارثوں کی مرضی کے خلاف وصی بنانا ناجائز ہے۔ وصیت کرنے والے کی زندگی میں، کسی کو وصی بنانے کے لئے وارثوں کی طرف سے دی گئی منظوری اس کی موت کے بعد واپس کی جاسکتی ہے۔ شعیہ قانون مسلمانوں کو ایک تہائی جائیداد کی کسی کے نام وصیت کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

پارلیمانی قوانین

1999 کے دوران، 49 بلوں کو ایکٹ بنایا گیا۔ ان ایکٹ کی فہرست اس طرح ہے۔

1- ہندوستانی درآمدات و برآمدات بنک (ترمیم) ایکٹ 1998

2- کپاس کو بیلنے یا اونٹنے کا عمل اور پریسنگ فیکٹری (ختم کرنا) ایکٹ 1998

3- زیادہ قیمتوں کے بینک نوٹ ترمیم (ڈیمانیٹائزیشن) ایکٹ 1998

4- ریلوے دوزی ٹربیونل (ترمیم) ایکٹ 1998

5- پارلیمنٹ میں تسلیم شدہ پارٹیوں اور گروپوں کے لیڈران اور چیف وہپ (سہولیات) (ترمیم) ایکٹ 1998

6- دلی ڈیولپمنٹ اتھاریٹی (انضباطی اختیارات کا جواز) ایکٹ 1998

7- ہائی کورٹ وسپریم کورٹ کے ججوں (تنخواہ اور شرائط خدمات) ترمیم ایکٹ 1998

8- کسٹم ڈیوٹی (ترمیم) ایکٹ 1998

9- تصرف (ریلوے) ایکٹ 1998

10- تصرف (نمبر 4) ایکٹ 1998

11- انکم ٹیکس (دوسری ترمیم) ایکٹ 1998

12- مالیات (نمبر 2) ترمیم ایکٹ 1998

13- گوا تصرف ایکٹ 1999 (ووٹ آن اکاؤنٹ)

ہیں۔ زیر سرپرستی بچہ، بالغ ہونے کے بعد قطع تعلق کرنے کے لئے آزاد ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس طرح کے بچے کو موروثی
حقوق بھی نہیں حاصل ہوتے۔ جو غیر ملکی کسی ہندستانی بچے کو گود لینا چاہتے ہیں وہ مذکورہ بالا ایکٹ کے تحت ہی عدالت سے رجوع
کر سکتے ہیں۔ اگر عدالت سے یہ اجازت مل جائے کہ بچہ کو ملک سے باہر لے جایا جا سکتا ہے تو بیرون ملک گود لینے کا جو قانون نافذ
ہوتا ہے اس کے مطابق ہی سرپرست عمل کرتا ہے۔

گود لینے کے تعلق سے ہندو قانون میں ترمیم کی گئی ہے اور اسے ہندو اڈاپشن اینڈ مینٹیننس ایکٹ 1956 (1956 کا 78)
یعنی گود لینے اور گزارہ کے ہندو قانون کی شکل میں منضبط کیا گیا ہے۔ جس کی رو سے کوئی ہندو مرد یا عورت قانونی طور پر کسی بیٹے یا
بیٹی کو گود لے سکتی ہے۔ کسی نابالغ بچے کی سرپرستی کے سلسلہ میں جس طرح فیملی لاء کے دوسرے پہلوؤں کے سلسلہ میں کوئی
مشترکہ قانون نہیں ہے اس طرح اس بارے میں بھی کوئی مشترکہ قانون نہیں ہے۔ ہندو قانون، مسلم قانون اور گارجینس اینڈ
وارڈس ایکٹ 1890 تین الگ الگ قانونی طریقے ہیں جو کہ رائج ہیں۔ کوئی سرپرست (گارجین) یا تو قدرتی گارجین ہوگا یا
وصیت کی رو سے گارجین ہوگا یا عدالت کا مقرر کیا ہوا گارجین ہوگا۔ سرپرستی کے سوال کا فیصلہ کرنے میں دو خاص باتوں کو مدنظر رکھنا
ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ سرپرستی میں لئے جانے کا مستوجب نابالغ ہو اور دوسری بات کا تعلق اس کی جائیداد پر ہے۔ اکثر ایک ہی شخص
کی سپردگی میں ان دونوں کو نہیں دیا جاتا۔

ہندو مائینارٹی اینڈ گارجین ایکٹ 1956 (1956 کا 32) نے نابالغی اور سرپرستی کے تعلق سے ہندوؤں کے قوانین فراہم
کئے ہیں۔ غیر منضبط قوانین ہی کی طرح اس نے والد کے اختیار اعلیٰ کی توثیق کی ہے۔ اس کی رو سے جب تک کوئی بچہ 18 سال کا
نہ ہو جائے تب تک وہ نابالغ ہوتا ہے نابالغ لڑکوں اور غیر شادی شدہ لڑکیوں دونوں کا قدرتی گارجین پہلے باپ اور پھر ماں ہے۔
ماں کے حق کو اسی صورت میں ترجیح دی جاتی ہے جب وہ 5 سال سے کم عمر کے بچوں کو اپنی سرپرستی میں لینا چاہے۔ ناجائز بچوں
کے سلسلہ میں کہے جانے والے باپ کے مقابلہ میں ماں کا حق زیادہ ہوتا ہے۔ یہ ایکٹ کسی نابالغ بچے اور اس کی جائیداد کے
درمیان کوئی فرق نہیں کرتا اس لئے سرپرست کا کنٹرول دونوں پر ہوتا ہے۔ ایکٹ میں کہا گیا ہے کہ گارجین شپ (سرپرستی) کے
سوال پر فیصلہ دیتے ہوئے عدالتوں کے پیش نظر بچہ کی بہبود کو اولین ترجیح دی جانی چاہئے۔

مسلم قانون کے تحت باپ کو اختیار اعلیٰ حاصل ہوتا ہے۔ یہ قانون گارجین شپ (سرپرستی) اور سپردگی (کسٹڈی) میں بھی
فرق کو تسلیم کرتا ہے۔ گارجین شپ کے تعلق سے سنیوں کے مطابق جائیداد کی نگرانی کے لئے باپ کو ترجیح دی جاتی ہے اور اس کی
عدم موجودگی میں اس کے وصی کو یہ حق حاصل ہوتا ہے۔ اگر باپ نے کسی کو اپنا وصی نہیں مقرر کیا ہے۔ تو سرپرستی کا حق دادا کو حاصل
ہوتا ہے۔ جب کہ شیعوں میں والد کو کلی طور پر گارجین تسلیم کیا جاتا ہے مگر اس کی موت کے بعد دادا کو ذمہ داری سنبھالنے کا حق ہے نہ
کہ باپ کے مقرر کئے ہوئے وصی کو۔ مگر دونوں فرقے اس بات پر متفق ہیں کے اگر باپ زندہ ہے تو وہی کلی طور پر سرپرست ہوگا۔
والد کی موت کے بعد بھی ماں کو قدرتی طور پر گارجین کا درجہ نہیں حاصل ہوتا۔

جہاں تک قدرتی سرپرست کے حقوق کا تعلق ہے۔ اس میں دو رائے نہیں کہ باپ جائیداد اور فرد دونوں کا سرپرست ہوتا
ہے۔ اگر نابالغ بچہ ماں کی سپردگی میں ہوتا ہے تب بھی باپ کا عام حق نگرانی برقرار رہتا ہے۔ لیکن باپ ماں کو وصیہ مقرر کر سکتا ہے۔
اس طرح ماں کو قدرتی گارجین تو نہ تسلیم کیا جائے گا مگر باپ اسے وصیہ مقرر کر سکتا ہے جس پر کسی اعتراض کی گنجائش نہیں ہے۔

مسلم قانون کی رو سے نابالغ بچے کو اپنی سپردگی میں لینے کا حق (حزانیت) ناقابل تردید ہے اور باپ بھی ماں کو اس حق سے
محروم نہیں کر سکتا۔ جہاں تک ماں کی سپردگی کا حق ختم ہونے کی عمر کا تعلق ہے تو شیعہ فقہ کے مطابق حزانت کے سلسلہ میں بیٹے پر
ماں کا حق صرف دودھ پلانے کے عمر تک ہی ہے اور اس کی مدت دو سال ہے جب کہ حنفی فقہ میں اس کی مدت سات سال تک

ہے۔اس طرح شیعہ فقہ میں لڑکی پر ماں کا حق سرپرستی 7 سال کی عمر تک ہے جب کہ حنفی فقہ اس وقت تک کے لئے یہ حق دیتی ہے جب لڑکی بالغ ہو جائے۔سرپرست اور زیر ولایت بچوں کے سلسلہ میں عام قوانین گارجینس اینڈ وارڈس ایکٹ 1890 میں بیان کئے گئے ہیں جس میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ باپ کو سرپرستی کا بنیادی حق حاصل ہے اور یہ حق اس وقت تک کسی دوسرے کو نہیں مل سکتا جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ باپ نااہل ہے۔اس ایکٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ گارجین کی تقرری کا فیصلہ کرتے ہوئے بچے کی بہبود کو عدالتیں مدنظر رکھیں۔

گزارہ

شادی کی رو سے بیوی کے گزارہ کی ذمہ داری شوہر پر عاید ہوتی ہے اور پرسنل لاء کا ایک حصہ گزارہ کا حق ہے۔

ضابطہ فوجداری 1973 (1974 کا 2) کے تحت گزارہ کا حق صرف بیوی ہی اور زیر کفالت بچوں ہی کو نہیں ہے بلکہ ضعیف ماں باپ اور مطلقہ بیوی کو بھی ہے۔مگر بیوی وغیرہ کے دعوے کا انحصار شوہر کے پاس کافی وسائل کے ہونے پر ہے۔تمام زیر کفالت اشخاص کے لئے گزارہ کی زیادہ سے زیادہ رقم 500 روپے ماہانہ ہے۔گزارہ کے حق کو ضابطہ فوجداری کا حصہ بنا دینے سے اس کے اجزاء میں آسانی پیدا ہوگئی ہے مگر ضابطہ فوجداری کے تحت ان مطلقہ بیویوں کو جو مروجہ پرسنل لاء کے تحت رقم وصول کر چکی ہوں گزارہ کا دعوی کرنے کا حق نہیں ہے۔

ہندو قانون کے تحت بیوی کو اپنے شوہر سے گزارہ حاصل کرنے کا پورا پورا حق ہے۔لیکن جب وہ عصمت مآب نہیں رہ جاتی تو اپنے اس حق سے محروم ہو جاتی ہے۔اس کے اس حق کو ہندو اڈاپشن اینڈ مینٹیننس ایکٹ 1956 (1956 کا 78) کے ذریعہ ضابطہ بند کر دیا گیا ہے۔گزارہ کی رقم کا تعین کرنے کے لئے عدالت بہت سے پہلوؤں کو مدنظر رکھتی ہے جن میں شوہر کی پوزیشن (حالت) اور ذمہ داریاں شامل ہیں۔عدالت یہ بھی طے کرتی ہے کہ آیا بیوی کا اپنے شوہر سے الگ رہنے کا دعوی منصفانہ ہے جب تک مقدمہ کا فیصلہ نہ ہو جائے تب تک کے لئے گزارہ کی ادائیگی کی بنیادوں کی اس ایکٹ میں وضاحت کی گئی ہے۔گزارہ کے مقدمہ کے اخراجات بیوی یا شوہر میں سے کسی ایک کو ادا کرنے ہوں گے بشرطیکہ انہیں اپنے اپنے گزارہ کے لئے آمدنی کا کوئی آزاد ذریعہ نہ حاصل ہو۔مستقل گزارہ ادا کرنے کے سلسلہ میں بھی اس اصول کا اطلاق ہوتا ہے۔

مسلم خواتین (طلاق کے بعد حقوق کا تحفظ) ایکٹ 1986 کے تحت ان مسلم خواتین کے حقوق کو تحفظ فراہم کیا جاتا ہے جن کو ان کے شوہروں نے طلاق دیدی ہے جنہوں نے اپنے شوہروں کو طلاق دیدی ہے۔اس ایکٹ کا تعلق دیگر متعلقہ امور سے بھی ہے۔اس ایکٹ کی رو سے مطلقہ مسلم عورت مندرجہ ذیل باتوں کی مستحق ہوگی (اے) اس کا سابق شوہر اسے عدت کی مدت کے دوران اسے مناسب گزارہ ادا کرے گا۔(بی) اگر مطلقہ عورت اپنے سابق شوہر کے بچوں کی ماں ہے اور ان بچوں کی دیکھ بھال بھی کرتی ہے تو سابق شوہر اپنے بچوں کی تاریخ ولادت سے دو سال تک کے لئے گزارہ ادا کرے گا (سی) مہر کی رقم کے مساوی رقم یا وہ رقم جو شادی کے تحت یا اس کے بعد طلاق دینے والے شوہر نے طے کی ہوگی مسلم قانون کے تحت مطلقہ کو ادا کی جائے گی اور (ڈی) شادی سے پہلے 'شادی' کے وقت یا شادی کے بعد عورت کے رشتہ داروں یا شناساؤں نے یا شوہر کے رشتہ داروں اور شناساؤں نے عورت کو جو جائیداد دی ہوگی وہ سب واپس کرنی ہوگی۔

اس کے علاوہ ایکٹ کی رو سے یہ انتظام بھی ہے کہ اگر مطلقہ مسلم خاتون عدت کی میعاد گزر جانے کے بعد گزر بسر کے وسائل سے محروم ہے تو ان لوگوں کو جو اس کی موت کے بعد اس کی جائیداد کے حقدار ہوں گے مجسٹریٹ کی جانب سے مطلقہ عورت کی ضروریات کو اور جائیداد کے وارث قرار پانے والے شخص کی حیثیت کو مدنظر رکھتے ہوئے مناسب گزارہ کی رقم دینے کی اہلیت نہیں رکھتے تو مجسٹریٹ وقف ایکٹ 1995 کی دفعہ کے تحت قائم شدہ وقف بورڈ کو جو کہ عورت کے علاقہ میں موجود ہو اس قسم کی گزارہ

رقم کی ادائیگی کا حکم دے گا اور رقم کا تعین بھی کر دے گا۔

اگر اس عورت کے بچے ہیں تو مجسٹریٹ صرف ان بچوں کو ہی گزارہ بھتہ دینے کو کہے گا لیکن بچوں کو بھتہ دے پانے کی نااہلیت کی حالت میں وہ طلاق شدہ عورت کے ماں باپ کو گزارہ بھتہ دینے کا حکم دے گا۔

پارسی شادی اور طلاق ایکٹ 1936 کے تحت مقدمہ کے دوران اور مستقل طور پر بھی گزارہ ادا کرنے کا انتظام کیا گیا ہے۔ مقدمہ کے دوران گزارہ کی رقم شوہر کی مجموعی آمدنی کے 20 فیصد کے مساوی، عدالت کی جانب سے مقرر کی جا سکتی ہے اور مستقل گزارہ کی رقم شوہر کے قوت ادائیگی، خود بیوی کے اثاثوں اور فریقین کے چال چلن کو مدنظر رکھ کر مقرر کی جا سکتی ہے مگر گزارہ کی ادائیگی کے حکم کا اطلاق اس وقت تک ہوگا جب تک کہ بیوی پارسا ہے اور دوبارہ شادی نہ کرے۔

ہندوستانی طلاق ایکٹ 1869 کا اطلاق عیسائی بیوی کے گزارہ کے سرق سے ہے۔ ضابطے وہی ہیں جو پارسی قانون کے دوران مقدمہ اور مقدمہ کا فیصلہ ہونے کے بعد مستقل گزارہ کی رقم کا تعین کا طریقہ بھی پارسی قانون ہی جیسا ہے۔

وراثت

ہندوستان کے قانون وراثت کا نفاذ 1925 میں ہوا تھا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ اس وقت رائج بہت سے قوانین کو ایک قانون کی شکل میں یکجا کر دیا جائے۔ اس ایکٹ کے دائرہ عمل سے مسلمانوں اور ہندوؤں کی وراثت کے معاملہ کو الگ کر دیا گیا تھا۔ اس اجتماعی قانون وراثت کے تحت دو اسکیموں کو منظور دی گئی تھی۔ ایک اسکیم کا تعلق ہندوستانی عیسائیوں اور یہودیوں اور خصوصی شادی ایکٹ 1954 کے تحت شادی کرنے والوں کی جائیداد سے دوسری اسکیم کا تعلق پارسیوں کے حقوق وراثت سے ہے۔ پہلی اسکیم میں جس کا اطلاق غیر پارسیوں پر ہوتا ہے۔ بناوصیت کئے مرنے والے کی بیوہ کو جائیداد کا ایک تہائی حصہ ملے گا اور مرنے والے کے صلبی وارثوں کے حقوق میں سدھار کے لئے اس قانون میں ترمیم کی گئی کہ اگر بناوصیت کئے موت ہو جائے اور مرنے والے کی جانشین صرف اس کے بیوہ ہو اور کوئی صلبی رشتہ دار نہ ہو اور اس کی چھوڑی ہوئی جائیداد کی کل مالیت 5,000 روپے سے زیادہ نہ ہو تو بیوہ کو یہ ساری جائیداد مل جائے گی اور اگر جائیداد کی مالیت 5,000 روپے سے زیادہ کی ہوئی تو چار فیصد سود کی حق دار ہوگی اور باقی میں وہ اپنے بناوصیت کے حصہ کی حقدار ہے۔ یہ ایکٹ کسی شخص کے ذریعہ وصیت کرنے کے حق پر کوئی پابندی نہیں لگاتا۔

دوسرے ایکٹ کا تعلق بناوصیت کئے مرنے والے پارسیوں کے وارثوں سے ہے۔ ہندوستانی وراثت (ترمیمی) ایکٹ 1991 (1991 کا 51 واں) کے تحت بیٹوں اور دختروں کو والدین کے جائیداد میں برابر کا حصہ دیا گیا ہے چاہے وہ جائیداد باپ کی ہو یا ماں کی۔ اس ایکٹ کی رو سے پارسیوں کو یہ اختیار ہے کہ وہ اپنی جائیداد کو کسی پابندی کے بغیر کسی مذہبی یا خیراتی مقصد وغیرہ سے وقف کر دیں۔ عملی طور پر اس ترمیم شدہ قانون کی رو سے اگر کوئی پارسی مرد یا عورت وصیت کئے بغیر ہی مر جائے تو بیوہ عورت یا جس کی بیوی مر گئی ہو اس مرد اور بچوں کے درمیان اس طرح تقسیم کی جائے گی کہ بیوہ یا رنڈوے کو مساوی حصہ ملے۔ اور اگر کوئی پارسی مر جائے اور اس کے پسماندگان میں بچوں کے علاوہ ماں باپ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک بھی رہ جائے یا بیوہ یا رنڈوہ اور بچے ہوں تو جائیداد اس طرح تقسیم ہوں گی۔ والدین یا ان میں سے کسی ایک کو ہر بچے کو ملنے والے حصہ کو نصف کے برابر حصہ ملے گا۔

ہندوؤں میں وصیت کئے بغیر مر جانے والے کی وراثت کا احاطہ ہندو وراثت ایکٹ 1956 (1956 کا 30) کرتا ہے۔ اس کا اطلاق ریاست جموں و کشمیر کو چھوڑ کر پورے ہندستان پر ہوتا ہے۔ اس ایکٹ کا قابل ذکر پہلو یہ ہے کہ وصیت کئے بغیر مر جانے والے کی جائیداد میں عورتوں کو بھی مردوں کے برابر حصہ ملتا ہے اور وارث عورتوں کو صرف ان کی زندگی ہی تک جائیداد کو استعمال

رنے کی شق کو ختم کردیا گیا ہے۔

ہندوستانی مسلمانوں کی بڑی تعداد سنی ہے اور حنفی فقہ پر عمل کرتی ہے۔ عدالتیں اس وقت تک یہ مان کر چلتی ہے کہ تمام سلمان حنفی فقہ پر عمل کرتے ہیں جب تک کہ اس کے مغائر کوئی ثبوت نہ مل جائے تو گرچہ شیعہ اور سنی فقہ میں بہت سی باتیں شترک ہیں مگر بعض باتوں میں اختلاف بھی ہے۔

سنی قانون شریعت وراثت کے تعلق سے آیات قرانی کو ماقبل اسلام کے رواجی قانونی کا تتمہ قرار دیتا ہے۔ اور مرد کے زیادہ بتر مقام کا دائی ہے۔ ہندو اور عیسائی قوانین کے برخلاف مسلم قانون کسی فرد کے وصیت کرنے کے حق کو محدود بناتا ہے۔ ایک سلمان اپنی جائیداد کے صرف ایک تہائی حصہ تک کے لئے کسی کو وصی بنا سکتا ہے۔ اگر جائیداد ایک تہائی سے زیادہ نہیں ہے تو ارثوں کی مرضی کے بغیر اس کا وصی کسی کو بھی بنایا جاسکتا ہے لیکن وارثوں میں سے کسی ایک کو دوسرے وارثوں کی مرضی کے بغیر اس کا وصی کسی کو بھی بنایا جاسکتا ہے لیکن وارثوں میں سے کسی ایک کو دوسرے وارثوں کی مرضی کے خلاف وصی بنانا ناجائز ہے۔ وصیت کرنے والے کی زندگی میں، کسی کو وصی بنانے کے لئے وارثوں کی طرف سے دی گئی منظوری اس کی موت کے بعد واپس کی جاسکتی ہے۔ شعیہ قانون مسلمانوں کو ایک تہائی جائیداد کی کسی کے نام وصیت کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

پارلیمانی قوانین

1999 کے دوران، 49 بلوں کو ایکٹ بنایا گیا۔ ان ایکٹ کی فہرست اس طرح ہے۔

1- ہندوستانی درآمدات و برآمدات بنک (ترمیم) ایکٹ 1998

2- کپاس کو بیلنے یا اونٹنے کا عمل اور پریسنگ فیکٹری (ختم کرنا) ایکٹ 1998

3- زیادہ قیمتوں کے بینک نوٹ ترمیم (ڈیمانیٹائزیشن) ایکٹ 1998

4- ریلوے دوزی ٹربیونل (ترمیم) ایکٹ 1998

5- پارلیمنٹ میں تسلیم شدہ پارٹیوں اور گروپوں کے لیڈران اور چیف وہپ (سہولیات) (ترمیم) ایکٹ 1998

6- دلی ڈیولپمنٹ اتھارٹی (انضباطی اختیارات کا جواز) ایکٹ 1998

7- ہائی کورٹ و سپریم کورٹ کے ججوں (تنخواہ اور شرائط خدمات) ترمیم ایکٹ 1998

8- کسٹم ڈیوٹی (ترمیم) ایکٹ 1998

9- تصرف (ریلوے) ایکٹ 1998

10- تصرف (نمبر 4) ایکٹ 1998

11- انکم ٹیکس (دوسری ترمیم) ایکٹ 1998

12- مالیات (نمبر 2) ترمیم ایکٹ 1998

13- گوا تصرف ایکٹ 1999 (ووٹ آن اکاؤنٹ)

رقم کی ادائیگی کا حکم دے گا اور رقم کا تعین بھی کرے گا۔

اگر اس عورت کے بچے ہیں تو مجسٹریٹ صرف ان بچوں کو ہی گزارہ بھتہ دینے کو کہے گا لیکن بچوں کو بھتہ دے پانے کی نااہلیت کی حالت میں وہ طلاق شدہ عورت کے ماں باپ کو گزارہ بھتہ دینے کا حکم دے گا۔

پارسی شادی اور طلاق ایکٹ 1936 کے تحت مقدمہ کے دوران اور مستقل طور پر بھی گزارہ ادا کرنے کا انتظام کیا گیا ہے مقدمہ کے دوران گزارہ کی رقم شوہر کی مجموعی آمدنی کے 20 فیصد کے مساوی، عدالت کی جانب سے مقرر کی جاسکتی ہے اور مستقل گزارہ کی رقم شوہر کے قوت ادائیگی، خود بیوی کے اثاثوں اور فریقین کے چال چلن کو مدنظر رکھ کر مقرر کی جاسکتی ہے مگر گزارہ کی ادائیگی کے حکم کا اطلاق اس وقت تک ہوگا جب تک کہ بیوی پارسا ہے اور دوبارہ شادی نہ کرے۔

ہندوستانی طلاق ایکٹ 1869 کا اطلاق عیسائی بیوی کے گزارہ کے سرق سے ہے۔ ضابطے وہی ہیں جو پارسی قانون کے دوران مقدمہ اور مقدمہ کا فیصلہ ہونے کے بعد مستقل گزارہ کی رقم کا تعین کا طریقہ بھی پارسی قانون ہی جیسا ہے۔

وراثت

ہندوستان کے قانون وراثت کا نفاذ 1925 میں ہوا تھا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ اس وقت رائج بہت سے قوانین کو ایک قانون کی شکل میں یکجا کردیا جائے۔ اس ایکٹ کے دائرہ عمل سے مسلمانوں اور ہندوؤں کی وراثت کے معاملہ کو الگ کردیا گیا تھا۔ اس اجتماعی قانون وراثت کے تحت دو اسکیموں کو منظور دی گئی تھی۔ ایک اسکیم کا تعلق ہندوستانی عیسائیوں اور یہودیوں اور خصوصی شادی ایکٹ 1954 کے تحت شادی کرنے والوں کی جائیداد سے دوسری اسکیم کا تعلق پارسیوں کے حقوق وراثت سے ہے۔ پہلی اسکیم میں جس کا اطلاق غیر پارسیوں پر ہوتا ہے۔ بناوصیت کئے مرنے والے کی بیوہ کو جائیداد کا ایک تہائی حصہ ملے گا اور مرنے والے کے صلبی وارثوں کے حقوق میں سدھار کے لئے اس قانون میں ترمیم کی گئی کہ اگر بناوصیت کئے موت ہو جائے اور مرنے والے کی جانشین صرف اس کے بیوہ ہوا اور کوئی صلبی رشتہ دار نہ ہوا اور اس کی چھوڑی ہوئی جائیداد کی کل مالیت 5,000 روپے سے زیادہ نہ ہو تو بیوہ کو یہ ساری جائیداد مل جائے گی اور اگر جائیداد کی مالیت 5,000 روپے سے زیادہ کی ہوئی تو چار فیصد سود کی حق دار ہوگی اور باقی میں وہ اپنے بناوصیت کے حصہ کی حقدار ہے۔ یہ ایکٹ کسی شخص کے ذریعہ وصیت کرنے کے حق پر کوئی پابندی نہیں لگاتا۔

دوسرے ایکٹ کا تعلق بناوصیت کئے مرنے والے پارسیوں کے وارثوں سے ہے۔ ہندوستانی وراثت (ترمیمی) ایکٹ 1991 (1991 کا 51 واں) کے تحت بیٹوں اور دختروں کو والدین کے جائیداد میں برابر کا حصہ دیا گیا ہے چاہے وہ جائیداد باپ کی ہو یا ماں کی۔ اس ایکٹ کی رو سے پارسیوں کو یہ اختیار ہے کہ وہ اپنی جائیداد کو کسی پابندی کے بغیر کسی مذہبی یا خیراتی مقصد وغیرہ سے وقف کردیں۔ عملی طور پر اس ترمیم شدہ قانون کی رو سے اگر کوئی پارسی مرد یا عورت وصیت کئے بغیر ہی مر جائے تو بیوہ عورت یا جس کی بیوی مرگئی ہو اس مرد اور بچوں کے درمیان اس طرح تقسیم کی جائے گی کہ بیوہ یا رنڈوے کو مساوی حصہ ملے۔ اور اگر کوئی پارسی مر جائے اور اس کے پسماندگان میں بچوں کے علاوہ ماں باپ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک بھی رہ جائے یا بیوہ یا رنڈوہ اور بچے ہوں تو جائیداد اس طرح تقسیم ہوں گی۔ والدین یا ان میں سے کسی ایک کو ہر بچے کو ملنے والے حصہ کو نصف کے برابر حصہ ملے گا۔

ہندوؤں میں وصیت کئے بغیر مر جانے والے کی وراثت کا احاطہ ہندو وراثت ایکٹ 1956 (1956 کا 30) کرتا ہے۔ اس کا اطلاق ریاست جموں و کشمیر کو چھوڑ کر پورے ہندوستان پر ہوتا ہے۔ اس ایکٹ کا قابل ذکر پہلو یہ ہے کہ وصیت کئے بغیر مر جانے والے کی جائیداد میں عورتوں کو بھی مردوں کے برابر حصہ ملتا ہے اور وارث عورتوں کو صرف ان کی زندگی ہی تک جائیداد کو استعمال

کرنے کی شق کو ختم کر دیا گیا ہے۔

ہندوستانی مسلمانوں کی بڑی تعداد سنی ہے اور حنفی فقہ پر عمل کرتی ہے۔ عدالتیں اس وقت تک یہ مان کر چلتی ہے کہ تمام مسلمان حنفی فقہ پر عمل کرتے ہیں جب تک کہ اس کے مغائر کوئی ثبوت نہ مل جائے تو گرچہ شیعہ اور سنی فقہ میں بہت سی باتیں مشترک ہیں مگر بعض باتوں میں اختلاف بھی ہے۔

سنی قانون شریعت وراثت کے تعلق سے آیات قرانی کو ماقبل اسلام کے رواجی قانونی کا تتمہ قرار دیتا ہے۔ اور مرد کے زیادہ بہتر مقام کا دائی ہے۔ ہندو اور عیسائی قوانین کے برخلاف مسلم قانون کسی فرد کے وصیت کرنے کے حق کو محدود بناتا ہے۔ ایک مسلمان اپنی جائیداد کے صرف ایک تہائی حصہ تک کے لئے کسی کو وصی بنا سکتا ہے۔ اگر جائیداد ایک تہائی سے زیادہ نہیں ہے تو وارثوں کی مرضی کے بغیر اس کا وصی کسی کو بھی بنایا جاسکتا ہے لیکن وارثوں میں سے کسی ایک کو دوسرے وارثوں کی مرضی کے بغیر اس کا وصی کسی کو بھی بنایا جاسکتا ہے لیکن وارثوں میں سے کسی ایک کو دوسرے وارثوں کی مرضی کے خلاف وصی بنانا ناجائز ہے۔ وصیت کرنے والے کی زندگی میں، کسی کو وصی بنانے کے لئے وارثوں کی طرف سے دی گئی منظوری اس کی موت کے بعد واپس کی جاسکتی ہے۔ شعیہ قانون مسلمانوں کو ایک تہائی جائیداد کی کسی کے نام وصیت کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

پارلیمانی قوانین

1999 کے دوران، 49 بلوں کو ایکٹ بنایا گیا۔ ان ایکٹ کی فہرست اس طرح ہے۔

1- ہندوستانی ورآمدات و برآمدات بنک (ترمیم) ایکٹ	1998
2- کپاس کو بیلنے یا او ننٹے کا عمل اور پریسنگ فیکٹری (ختم کرنا) ایکٹ	1998
3- زیادہ قیمتوں کے بنک نوٹ ترمیم (ڈیمانیٹائزیشن) ایکٹ	1998
4- ریلوے دوزی ٹربیونل (ترمیم) ایکٹ	1998
5- پارلیمنٹ میں تسلیم شدہ پارٹیوں اور گروپوں کے لیڈران اور چیف وہپ (سہولیات) (ترمیم) ایکٹ	1998
6- دلی ڈیولپمنٹ اتھاریٹی (انضباطی اختیارات کا جواز) ایکٹ	1998
7- ہائی کورٹ و سپریم کورٹ کے ججوں (تنخواہ اور شرائط خدمات) ترمیم ایکٹ	1998
8- کسٹم ڈیوٹی (ترمیم) ایکٹ	1998
9- تصرف (ریلوے) ایکٹ	1998
10- تصرف (نمبر 4) ایکٹ	1998
11- انکم ٹیکس (دوسری ترمیم) ایکٹ	1998
12- مالیات (نمبر 2) ترمیم ایکٹ	1998
13- گوا تصرف ایکٹ	1999 (ووٹ آن اکاؤنٹ)

رقم کی ادائیگی کا حکم دے گا اور رقم کا تعین بھی کردے گا۔

اگر اس عورت کے بچے ہیں تو مجسٹریٹ صرف ان بچوں کو ہی گزارہ بھتہ دینے کو کہے گا لیکن بچوں کو بھتہ دے پانے کی نااہلیت کی حالت میں وہ طلاق شدہ عورت کے ماں باپ کو گزارہ بھتہ دینے کا حکم دے گا۔

پارسی شادی اور طلاق ایکٹ 1936 کے تحت مقدمہ کے دوران اور مستقل طور پر بھی گزارہ ادا کرنے کا انتظام کیا گیا ہے مقدمہ کے دوران گزارہ کی رقم شوہر کی مجموعی آمدنی کے 20 فیصد کے مساوی، عدالت کی جانب سے مقرر کی جاسکتی ہے اور مستقل گزارہ کی رقم شوہر کے قوت ادائیگی، خود بیوی کے اثاثوں اور فریقین کے چال چلن کو مدنظر رکھ کر مقرر کی جاسکتی ہے مگر گزارہ کی ادائیگی کے حکم کا اطلاق اس وقت تک ہوگا جب تک کہ بیوی پارسا رہے اور دوبارہ شادی نہ کرے۔

ہندوستانی طلاق ایکٹ 1869 کا اطلاق عیسائی بیوی کے گزارہ کے سرق سے ہے۔ ضابطے وہی ہیں جو پارسی قانون کے دوران مقدمہ اور مقدمہ کا فیصلہ ہونے کے بعد مستقل گزارہ کی رقم کا تعین کا طریقہ بھی پارسی قانون ہی جیسا ہے۔

وراثت

ہندوستان کے قانون وراثت کا نفاذ 1925 میں ہوا تھا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ اس وقت رائج بہت سے قوانین کو ایک قانون کی شکل میں یکجا کردیا جائے۔ اس ایکٹ کے دائرہ عمل سے مسلمانوں اور ہندوؤں کی وراثت کے معاملہ کو الگ کردیا گیا تھا۔ اس اجتماعی قانون وراثت کے تحت دو اسکیموں کو منظوری دی گئی تھی۔ ایک اسکیم کا تعلق ہندوستانی عیسائیوں اور یہودیوں اور خصوصی شادی ایکٹ 1954 کے تحت شادی کرنے والوں کی جائیداد سے دوسری اسکیم کا تعلق پارسیوں کے حقوق وراثت سے ہے۔ پہلی اسکیم میں جس کا اطلاق غیر پارسیوں پر ہوتا ہے۔ بنا وصیت کئے مرنے والے کی بیوہ کو جائیداد کا ایک تہائی حصہ ملے گا اور مرنے والے کے صلبی وارثوں کے حقوق میں سدھار کے لئے اس قانون میں ترمیم کی گئی کہ اگر بنا وصیت کئے موت ہوجائے اور مرنے والے کی جانشین صرف اس کے بیوہ ہو اور کوئی صلبی رشتہ دار نہ ہو اور اس کی چھوڑی ہوئی جائیداد کی کل مالیت 5,000 روپے سے زیادہ نہ ہو تو بیوہ کو یہ ساری جائیداد مل جائے گی اور اگر جائیداد کی مالیت 5,000 روپے سے زیادہ کی ہوئی تو چار فیصد سود کی حق دار ہوگی اور باقی میں وہ اپنے بنا وصیت کے حصہ کی حقدار ہے۔ یہ ایکٹ کسی شخص کے ذریعہ وصیت کرنے کے حق پر کوئی پابندی نہیں لگاتا۔

دوسرے ایکٹ کا تعلق بنا وصیت کئے مرنے والے پارسیوں کے وارثوں سے ہے۔ ہندوستانی وراثت (ترمیمی) ایکٹ 1991 (1991 کا 51 واں) کے تحت بیٹوں اور دختروں کو والدین کے جائیداد میں برابر کا حصہ دیا گیا ہے چاہے وہ جائیداد باپ کی ہو یا ماں کی۔ اس ایکٹ کی رو سے پارسیوں کو یہ اختیار ہے کہ وہ اپنی جائیداد کو کسی پابندی کے بغیر کسی مذہبی یا خیراتی مقصد وغیرہ سے وقف کردیں۔ عملی طور پر اس ترمیم شدہ قانون کی رو سے اگر کوئی پارسی مرد یا عورت وصیت کئے بغیر ہی مرجائے تو بیوہ عورت یا جس کی بیوی مرگئی ہو اس مرد اور بچوں کے درمیان اس طرح تقسیم کی جائے گی کہ بیوہ یا رنڈوے کو مساوی حصہ ملے۔ اور اگر کوئی پارسی مرجائے اور اس کے پسماندگان میں بچوں کے علاوہ ماں باپ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک بھی رہ جائے یا بیوہ یا رنڈوہ اور بچے ہوں تو جائیداد اس طرح تقسیم ہوں گی۔ والدین یا ان میں سے کسی ایک کو ہر بچے کو ملنے والے حصہ کو نصف کے برابر حصہ ملے گا۔

ہندوؤں میں وصیت کئے بغیر مرجانے والے کی وراثت کا احاطہ ہندو وراثت ایکٹ 1956 (1956 کا 30) کرتا ہے۔ اس کا اطلاق ریاست جموں و کشمیر کو چھوڑ کر پورے ہندوستان پر ہوتا ہے۔ اس ایکٹ کا قابل ذکر پہلو یہ ہے کہ وصیت کئے بغیر مرجانے والے کی جائیداد میں عورتوں کو بھی مردوں کے برابر حصہ ملتا ہے اور وارث عورتوں کو صرف ان کی زندگی ہی تک جائیداد کو استعمال

کرنے کی شق کو ختم کر دیا گیا ہے۔

ہندوستانی مسلمانوں کی بڑی تعداد سنی ہے اور حنفی فقہ پر عمل کرتی ہے۔ عدالتیں اس وقت تک یہ مان کر چلتی ہے کہ تمام مسلمان حنفی فقہ پر عمل کرتے ہیں جب تک کہ اس کے مغائر کوئی ثبوت نہ مل جائے تو گرچہ شیعہ اور سنی فقہ میں بہت سی باتیں مشترک ہیں مگر بعض باتوں میں اختلاف بھی ہے۔

سنی قانون شریعت وراثت کے تعلق سے آیات قرانی کو ماقبل اسلام کے رواجی قانونی کا تتمہ قرار دیتا ہے۔ اور مرد کے زیادہ بہتر مقام کا دائی ہے۔ ہندو اور عیسائی قوانین کے برخلاف مسلم قانون کسی فرد کے وصیت کرنے کے حق کو محدود بناتا ہے۔ ایک مسلمان اپنی جائیداد کے صرف ایک تہائی حصہ تک کے لئے کسی کو وصی بنا سکتا ہے۔ اگر جائیداد ایک تہائی سے زیادہ نہیں ہے تو وارثوں کی مرضی کے بغیر اس کا وصی کسی کو بھی بنایا جاسکتا ہے لیکن وارثوں میں سے کسی ایک کو دوسرے وارثوں کی مرضی کے بغیر اس کا وصی کسی کو بھی بنایا جاسکتا ہے لیکن وارثوں میں سے کسی ایک کو دوسرے وارثوں کی مرضی کے خلاف وصی بنانا ناجائز ہے۔ وصیت کرنے والے کی زندگی میں، کسی کو وصی بنانے کے لئے وارثوں کی طرف سے دی گئی منظوری اس کی موت کے بعد واپس کی جاسکتی ہے۔ شعیہ قانون مسلمانوں کو ایک تہائی جائیداد کی کسی کے نام وصیت کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

پارلیمانی قوانین

1999 کے دوران، 49 بلوں کو ایکٹ بنایا گیا۔ ان ایکٹ کی فہرست اس طرح ہے۔

1- ہندوستانی درآمدات و برآمدات بنک (ترمیم) ایکٹ	1998
2- کپاس کو بیلنے یا اونٹنے کا عمل اور پریسنگ فیکٹری (ختم کرنا) ایکٹ	1998
3- زیادہ قیمتوں کے بینک نوٹ ترمیم (ڈیمانیٹائزیشن) ایکٹ	1998
4- ریلوے دوزی ٹریبونل (ترمیم) ایکٹ	1998
5- پارلیمنٹ میں تسلیم شدہ پارٹیوں اور گروپوں کے لیڈران اور چیف وہپ (سہولیات) (ترمیم) ایکٹ 1998	
6- دلی ڈیولپمنٹ اتھاریٹی (انضباطی اختیارات کا جواز) ایکٹ	1998
7- ہائی کورٹ و سپریم کورٹ کے ججوں (تنخواہ اور شرائط خدمات) ترمیم ایکٹ	1998
8- کسٹم ڈیوٹی (ترمیم) ایکٹ	1998
9- تصرف (ریلوے) ایکٹ	1998
10- تصرف (نمبر 4) ایکٹ	1998
11- انکم ٹیکس (دوسری ترمیم) ایکٹ	1998
12- مالیات (نمبر 2) ترمیم ایکٹ	1998
13- گوا تصرف ایکٹ	1999 (ووٹ آن اکاؤنٹ)

14- گوا تصرف ایکٹ	1999
15-شہری زمین (حد بندی اور ضابطہ) رد ایکٹ	1999
16-پارلیمنٹ کے ممبران کی تنخواہیں، بھتے اور پنشن (ترمیم) ایکٹ	1999
17-پیٹنٹ (ترمیم) ایکٹ	1999
18-ریلوے تصرف (ووٹ آن اکاؤنٹ) ایکٹ	1999
19-تصرف (ریلوے) ایکٹ	1999
20-تصرف (ریلوے) نمبر 2 ایکٹ	1999
21- کمپنیاں (ترمیم) ایکٹ	1999
22-تصرف (ووٹ آن اکاؤنٹ)	1999
23-تصرف ایکٹ	1999
24-تصرف (نمبر 2) ایکٹ	1999
25-تصرف (ریلوے) نمبر 3 ایکٹ	1999
26-تصرف (نمبر 3) ایکٹ	1999
27 -مالیات ایکٹ	1999
28-انکم ٹیکس (ترمیم) ایکٹ	1999
29-بھارتی ہنگامی فنڈ (ترمیم) ایکٹ	1999
30- عوامی نمائندگی (ترمیم) ایکٹ	1999
31- سیکورٹی قانون (ترمیم) ایکٹ	1999
32- سیکورٹی قانون (دوسری ترمیم) ایکٹ	1999
33-ہندوستانی اکثریت (ترمیم) ایکٹ	1999
34-ایڈمنسٹریٹو جنرل (ترمیم) ایکٹ	1999
35-اسپیشل پروٹکشن گروپ (ترمیم) ایکٹ	1999
36- نوٹری (ترمیم) ایکٹ	1999
37-تصرف (نمبر 4) ایکٹ	1999

38- کان اور معدنیات (ضابطہ، قانون اور ترقی) ترمیم ایکٹ 1999

39- شادی قانون (ترمیم) ایکٹ 1999

40- مرکزی صنعتی سیکورٹی فورس (ترمیم) اور مجاز ایکٹ 1999

41- انشورنس ضابطہ اور ترقیاتی اتھارٹی ایکٹ 1999

42- غیر ملکی زرمبادلہ منتظمہ ایکٹ 1999

43- تصرف (ریلوے) نمبر 14 ایکٹ 1999

44- خود فریب دماغی مفلوج (آٹزم سیریرل پالیسی مغل ریٹارڈیشن) کمزور دماغ اور کثیر معذور لوگوں کے بہبود کے لئے قومی ٹرسٹ ایکٹ 1999

45- نائب صدر کی پنشن (ترمیم) ایکٹ 1999

46- سول طریق عمل ضابطہ (ترمیم) ایکٹ 1999

47- ٹریڈ مارک ایکٹ 1999

48- اشیاء کی جغرافیائی شناخت (رجسٹریشن اور تحفظ) ایکٹ 1999

49- کاپی رائٹ (ترمیم) ایکٹ 1999

27 ۔نوجوانوں کے امور اور کھیل کود

نوجوان ہمارے معاشرے کے سب سے زیادہ چاق وچوبند حصے ہیں۔ وہ سماج کی معاشرتی، اقتصادی تبدیلیوں اور فروغ میں اہم کردار نبھاتے ہیں۔ قوم کی ترقی تبھی ممکن ہے۔ جب نوجوانوں کی توانائی کو تعمیری کاموں میں لگایا جائے۔ ارتقا کے عمل میں، نوجوانوں کو اہم ذمہ داری دینا بہت ضروری ہے۔ ہندوستان میں نوجوانوں کی تعداد کل آبادی کا ایک تہائی ہے۔ اس گروپ کی امیدوں کو پورا کرنے اور مثبت تبدیلیوں کے تعمیری عوامل کے طور پر بااختیار بنانے کے مقصد سے نوجوانوں کے امور اور کھیل کود محکمہ کئی پروگراموں پر عمل کر رہا ہے۔

نوجوانوں کے تعلق سے خدمات

نوجوانوں کی قومی پالیسی

حکومت ہند نے نوجوانوں کے تعلق سے اپنی قومی پالیسی 1988 میں بنائی تھی نوجوانوں کی قومی پالیسی کا مقصد ہمارے آئین میں دیئے گئے اصولوں اور اقدار کے لئے نوجوانوں میں احترام کا جذبہ دل میں بٹھانا، ہمارے تاریخی ورثہ کے بارے میں شعور کی افزائش کرنا، نظم وضبط، خوداعتمادی، عدل وصاف ستھرے کردار جیسی خوبیوں کے فروغ میں تعاون دینا اور ان کی شخصیت کے فروغ کے ساتھ ساتھ انہیں تعلیم کی سہولتیں فراہم کرانا ہے۔ اس کا مقصد بین الاقوامی امور کے بارے میں نوجوانوں کو چوکس بنانا اور عالمی امن کے قیام اور معقول عالمی اقتصادی نظام میں انہیں شامل کرنا بھی ہے۔

نوجوانوں کی نئی پالیسی کی ضرورت صرف ملک میں تیزی سے بدلتے معاشی، اقتصادی پس منظر کے لئے ہی نہیں بلکہ نوجوانوں کے مستقبل کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے بھی محسوس کی جارہی تھی۔ نئی قومی پالیسی تیار کرنے کا عمل مختلف ریاستی حکومتوں، سیاسی پارٹیوں کی نوجوان تنظیموں، پارلیمنٹ کے ممبروں، نوجوان تنظیموں و دیگر متعلقہ تنظیموں کے ساتھ صلاح ومشورے کے بعد شروع کی گئی تھی اور نوجوانوں کی نئی قومی پالیسی کے مسودے کو حکومت کو غور کرنے کے لئے بھیج دیا گیا۔

نئی پالیسی کے مسودے میں یہ مانا گیا ہے کہ نوجوانوں کی ترقی ایک کثیر پہلوئی تصور ہے اور اس کے لئے مکمل اور جامع نظریہ اپنایا جانا چاہئے۔ اس میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ فیصلہ لینے کے عمل اور اس کے نفوذ میں نوجوانوں کو مزید حصہ داری دی جانی چاہئے۔ اس میں نوجوانوں کے خصوصی استحقاق ومراعات اور ذمہ داریوں کی بھی تشریح کی گئی ہے۔

پالیسی کے کچھ اہم مقاصد ہیں: نوجوانوں کو تعلیم اور روزگار کے مناسب مواقع فراہم کرانا، سبھی بامعنی اطلاعات تک ان کی رسائی ہونے دینا، کھیل اور دیگر تفریحات کی کافی سہولیات مہیا کرانا، نوجوانوں میں ہندوستانی تاریخ، ثقافت اور ورثے کے بارے میں شعور پیدا کرنا اور ان میں سائنس سوچ کی نموئی کرنا۔ پالیسی کے مسودے میں چار اہم شعبوں پر زور دیا گیا ہے۔ جیسے نوجوانوں کو بااختیار بنانا، جنسی امتیاز کئے بغیر عدل وانصاف بین سکولرل نظریہ اور اطلاعات اور ریسرچ نٹ ورک،

پالیسی میں نوجوانوں سے متعلق شعبوں، جیسے۔ تعلیم، تربیت اور روزگار کو خاص اہمیت دی گئی ہے اور نوجوانوں کے کچھ خاص

طبقوں جسے معذورنو جوانوں، دیہی نو جوانوں، بے روزگار نو جوانوں اور یتیم بچوں کواعلی ترجیح دی گئی ہے۔ پالیسی میں نوعمرلڑکوں اورلڑکیوں کی صحت، ایڈزاور دیگر جنسی و بائی امراض، تغذیہ، ماحولیات، کھیل رتفریح آرام وفرصت، فن وثقافت جنسی امتیاز کئے بغیر انصاف، سائنس اورٹکنالوجی، شہری احساس وسوجھ بوجھ اورشہریت جیسے موضوعات پر خاص دھیان دیا گیا ہے۔

نیشنل سروس اسکیم

نیشنل سروس اسکیم جس کو عام طور پراین ایس ایس کے نام سے جانا جاتا ہے۔کی شروعات 1969 میں گاندھی جی کے سو سالہ یوم ولادت سے 37 یونیورسٹیوں میں ہوئی تھی۔اس کے دائرہ میں 40,000 طلبہ آتے تھے بنیادی مقصد یہ تھا کہ اجتماعی خدمت کے ذریعہ طلبہ کی شخصیت کو ابھارا جائے آج این ایس ایس میں 15.87 لاکھ طلبہ ہیں جن کا تعلق 175 یونیورسٹیوں اور 22 بیشتر سکنڈری کونسلوں سے ہے۔اس کی شروعات سے ہی یونیورسٹیوں، کالجوں، اور اعلی تعلیمی اداروں کے 1.52 کروڑ کروڑ سے زیادہ طلباء کواین ایس۔ایس کے رضا کاروں طور پر سے اس سے فائدہ پہونچا ہے۔زبردست مقبولیت اور مانگ کو دھیان میں رکھتے ہوئے اسے +2 سطح کے طلبا سے کچھ چنندہ اداروں میں شروع کردیا گیا۔

این۔اس۔ایس۔ میں دوطرح کے پروگرام شامل ہوتے ہیں۔روزمرہ کے کام کاج اوررضا کاروں کے ذریعہ چلائے جارہے خصوصی کیمپ۔ پروگرام باقاعدہ کے سرگرمیوں کے تحت دوسال تک رضا کار کےطور پر کام کرناپڑتا ہے۔اور سال میں کم سے کم 120 گھنٹے کیمونٹی خدمات کے کام کرنے پڑتے ہیں۔ان سرگرمیوں میں اپنائے گئے گاؤں اور تنگ بستیوں میں تعمیری کام، خون کا عطیہ،تعلیم بالغان اور غیررسمی تعلیم،صحت تغذیہ، خاندانی بہبود، ایڈس کے بارے میں بیداری مہم،شجرکاری اور کیمپوں میں میں بہتر پیدا کرنا وغیرہ شامل ہیں۔خصوصی کیمپ پروگراموں کے تحت ہرسال اپنائے گئے علاقوں میں 10 دن کی مدت کے کیمپوں کا انعقاد کیا جاتا ہے۔جن میں ''جنگل کاری، شجر کاری کے لئے نوجوان'' دیہی بازتعمیر کے لئے نوجوانان'''ترقی کے لئے نوجوانان''اجتماعی خواندگی کے لئے نوجوان''''دیہی بازتعمیر کے لئےنوجوانان''''ترقی کے لئےنوجوانان''اجتماعی خواندگی کے لئےنوجوان''سماج میں میل جول بڑھانے کے لئےنوجوان'' جیسے موضوع رکھے جاتے ہیں۔

نہرو یووا کیندر سنگھٹن

'نہرو یوا کیندر سنگھٹن (NYKS) امور برائے نوجوان اورمحکمہ کھیل کی ایک خودمختار تنظیم ہے۔ملک کے تقریباً سبھی ضلعوں میں نہرو یوا کیندر سنگھٹن کے ضلعی سطح کے دفاتر ہیں۔دنیا میں یہ سب سے بنیادی سطح پرعمل پذیر تنظیم ہے جو 1.81 لاکھ یوتھ کلبوں کے رجسٹرڈ 80 لاکھ سے زیادہ غیرطالب علم دیہی نوجوانوں کی ضرورت پوری کرتا ہے۔یہ نوجوان کلب تعلیم وتربیت، بیداری مہم، ہنرمندی کےفروغ اورخودروزگار،صنعت کی ترقی، کفایت شعاری اورتعاون اوراس کےعلاوہ کھیل اورمہم جوئی کے ذریعہ جسمانی نشوونما، اورجدیدخیالات کےظہور کواچھی طرح جاری رکھتے ہوئے اور ترقیاتی حکمت عملی کے ذریعہ ذہنی ارتقا کا کام بھی کرتے ہیں۔پروگراموں کےنفوذ کے لئے اس تنظیم کے پاس ہرضلع میں ضلعی نوجوان کوآرڈینیٹروں کےتربیت یافتہ کیڈر، قومی خدمات کےرضا کاروں اورنوجوان رہنماؤں کاایک نٹ ورک بناہوا ہے۔

نہرو یوا کیندر سنگھٹن کی طاقت بنیادی سطح پر یوتھ کلبوں کے جامع نٹ ورک میں پنہاں ہے۔NYKS کے باقاعدہ پروگرام ہیں۔یوتھ کلب فروغ پروگرام، پیشہ ورانہ تربیت پروگرام، بیداری مہم، ورک کیمپ، یوم قومی نوجوانان اور نوجوان ہفتہ کاانعقاد کھیل کی حوصلہ افزائی وترغیبی پروگرام اورثقافتی پروگرام۔

نہرو یوا کیندر سنگھٹن 11 دسمبر 1999 کو ملک بھر میں شروع کئے گئے،قومی بیداری مہم کے 'کمپین A پروگرام' بند نے ماترم

کے لئے ایک اہم ایجنسی تھی۔ایک ماہ طویل یہ مہم 12 جنوری 2000 کو گاندھی نگر، گجرات میں سوامی، وویکانند کے پیدائش کی سالگرہ کے موقع پر جیسے قومی یوم نوجوان کے طور پر منایا جاتا ہے۔ اختتام پذیر، ہوا۔

نہرو یوا کیندر سنگھٹن ایک ایجنسی کے طور پر نوجوانوں کے امور اور کھیل محکمہ کی ہے مندرجہ ذیل اسکیموں پر بھی عمل کرتا ہے۔
(ا) یوتھ فروغ مرکز (ب) یوتھ کلبوں کو مالی تعاون (ج) ضلع، ریاست اور قومی سطح پر بہترین یوتھ کلبوں کو ایوارڈ ، دینا۔

رضا کارانہ قومی خدمت اسکیم

رضا کارانہ قومی خدمت اسکیم کا آغاز 78-1977 میں ہوا تھا اس کا مقصد نوجوانوں کو خاص طور پر ان نوجوانوں کو جو اپنا پہلا ڈگری کورس مکمل کر چکے ہوں اور جن کی عمر 25 سال سے کم ہے رضا کارانہ طور پر ایک دو سال کے لئے قومی خدمات رضا کار کے طور پر اپنا نام درج کرا سکتے ہے۔ درج فہرست ذاتوں /درج فہرست قبائل اور خواتین رضا کاروں کے حوالے سے عمر اور تعلیمی لیاقت کے معاملے میں رعایت دی جا سکتی ہے۔ ہر رضا کار کو 500 روپے ماہانہ کا خصوصی وظیفہ اور 100 روپے سالانہ اتفاقی الاؤنس کے علاوہ 200 روپے ماہانہ کا مقررہ سفری الاؤنس بھی دیا جاتا ہے۔ اس وقت نہرو یوا کیندر سنگھٹن نیشنل سروس اسکیم اور بھارت واسکاؤٹ وگائیڈس وغیرہ میں 5,725 قومی خدمات رضا کار کام کر رہے ہیں۔

رضا کار تنظیموں کو مالی امداد

اس اسکیم کے تحت ان رضا کار تنظیموں کو مالی امداد مہیا کرائی جاتی ہے۔ جو ترقیاتی سرگرمیوں کے لئے خاص طور سے دیہی علاقوں میں نوجوانوں کو شامل کرتے ہیں۔ رجسٹرڈ اداروں، عوامی ٹرسٹ اور غیر منافع والی کمپنیاں چلاتے ہیں۔ خاص زور نوجوانوں کے لئے خود روزگار کے لئے حوصلہ افزائی کرنے کے لئے پیشہ وارانہ تربیت پروگرام پر دیا جاتا ہے۔ نوجوان قیادت تربیت پروگرام کو چلانے کے لئے بھی مدد دی جاتی ہے۔ تا کہ ایسے متحرک نوجوانوں کے کیڈر کی حوصلہ افزائی کی جا سکے جو دیہی علاقوں میں سماجی تبدیلیوں کے لئے ترغیب کار کے طور پر کام کر سکیں 2000-1999 کے دوران (31 جنوری تک) 85 رضا کار تنظیموں کے لئے 138 لاکھ روپے کی رقم جاری کی گئی جس سے 22,440 لوگ مستفید ہوئے۔

نوجوانوں کی تربیت

رضا کار تنظیموں، نہرو یوا کیندروں، این۔ ایس۔ ایس علاقائی مراکز، تعلیمی اداروں اور ریاستی حکومتوں /مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے ذریعہ اس اسکیم پر عمل کیا جاتا ہے۔ زراعت، مویشی پالنے، ڈیری، مرغی خانہ، کڑھائی وسلائی، ریڈیو ٹیلیفون مرمت، کمپیوٹر تربیت وغیرہ جیسے اہم شعبوں میں تربیت دی جاتی ہے۔ تاکہ دیہی نوجوانوں کے کام کرنے کی صلاحیت بڑھائی جا سکے اور خود روزگار کے لئے انہیں تیار کرنے کو بڑھاوا دیا جا سکے۔ 2000-1999 کے دوران (31 جنوری تک) 3,100 نوجوانوں کے تربیت کے لئے 63 رضا کار تنظیموں کو 116 لاکھ روپے کی رقم مہیا کرائی گئی۔

قبائلی نوجوانوں کی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی

پسماندہ قبائلی نوجوانوں میں نوجوان کی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کے لئے 1990 میں ایک خصوصی اسکیم شروع کی گئی تھی۔ اس اسکیم کے تحت رجسٹرڈ تنظیموں، نہرو یووا کیندروں، این ایس ایس علاقائی مرکزوں اور تعلیمی اداروں کو قبائلی نوجوانوں کے لئے ووکیشنل ٹریننگ کے پروگراموں پر عمل کرنے، نمائشوں کا اہتمام کرنے، قومی یک جہتی کے کام کرنے، نوجوانوں کے

بین ریاستی تبادلوں اور نوجوانوں میں قائدانہ صلاحیت پیدا کرنے کے لئے مالی امداد دی جاتی ہے تاکہ وہ خود روزگار کا موقعہ حاصل کرنے کے لئے پیشہ وارانہ تربیت پروگرام چلا سکیں۔

نوجوانوں کے لئے نمائش

اس اسکیم کا مقصد ہے۔(1) قومی ترقی کے مختلف شعبوں میں نوجوانوں کے ذریعہ کئے گئے اشتراک اور کام کاج کو تسلیم کرنا اور انہیں نمایاں کرنا (2) قومی اتحاد اور سیکولرزم کی حوصلہ افزائی کرنا (3) ملک کے دیگر حصوں کے لوگوں کے طرز حیات اور ثقافت کے بارے میں مزید جاننے کے لئے نوجوانوں کو اہل بنانا (4) مختلف ترقیاتی اور امور نوجوانان کے ساتھ لوک رقص، لوک گیتوں، پینٹنگ، آرٹ و دستکاری کتابوں وغیرہ کی نمائشیں۔ اس اسکیم کے تحت محکمہ بذا رضا کار تنظیموں کو مالی امداد فراہم کرتا ہے۔ این وائی کیندروں، این ایس ایس علاقائی مراکز، تعلیمی اداری بشمول یونیورسٹیاں ریاستی سرکاریں/مرکزی علاقوں کی سرکاروں کو مالی امداد فراہم کی جاتی ہے اس طرح کی نمائش کا انعقاد امور نوجوان اور کھیل کے محکمے کے ذریعہ کیا جاتا ہے

نوجوانوں کی ترقی کے لئے راجیو گاندھی قومی انسٹی ٹیوٹ

یہ ادارہ سری پیرم بدور (تامل ناڈو) میں قائم کیا گیا ہے جو کہ پورے ملک میں نوجوانوں سے تعلق رکھنے والی سرگرمیوں کی نگرانی کرتا ہے۔ اور ان میں تال میل بھی پیدا کرتا ہے۔ یہ اپنی نوعیت کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔ یہ ادارہ درج ذیل کام بھی کرے گا (1) نوجوان کے پروگراموں، پالیسیوں اور نفوذ کے بارے میں حکمت عملی طے کرنے کے لئے ایک ریسرچ ایجنسی اور تھنک ٹینک کے طور پر کام (2) نوجوانوں کے لئے کثیر پہلوؤی پروگراموں کا فروغ (3) امور نوجوان شعبے میں اعلی تعلیم کے لئے ایک ادارے کے طور کام (4) نوجوانوں کی ترقی سے متعلق اشاعت، اطلاعات دستاویزوں کے لئے ایک مرکز کے طور پر کام (5) ایک وسائل مرکز کے طور پر کام۔

اسکاؤٹنگ اور گائیڈنگ

اسکاؤٹنگ اور گائیڈنگ تحریک کا مقصد لڑکوں اور لڑکیوں کی کردار سازی ہے۔ اس کے ذریعہ ان میں حب الوطنی، دیش بھگتی اور دوسروں کے بارے میں سوچنے کا جذبہ پیدا کیا جاتا ہے۔ بھارت اسکاؤٹس اینڈ گائیڈس ملک کی ایک بڑی تنظیم ہے۔ کھیل اور نوجوانوں کے امور کا محکمہ اسے مالی امداد فراہم کرتا ہے۔ دنیا کی یہ تیسری سب سے بڑی تنظیم ہے جس کی ملک بھر میں 85 ہزار اکائیاں ہیں اور اس میں 23 لاکھ لوگ رجسٹرڈ ہیں ان اکائیوں کی سرگرمیوں میں تعلیم، بالغاں، شجر کاری، کیمونٹی خدمات، جذام مرض کے بارے میں بیداری اور صفائی وصحت کی حوصلہ افزائی وغیرہ شامل ہے۔

مہم جوئی کو فروغ

اس اسکیم کا مقصد نوجوان میں جوکھم اٹھانے، صبر وتحمل کی صلاحیت بڑھانے اور اجتماعی طور سے کام کرنے کا جذبہ پیدا کرنا اور ہنگامی حالت میں بھی چوکس رہنا اور فوری اہم اور موثر فیصلہ لینے کی صلاحیت کو فروغ دینا ہے۔ جوکھم کے کاموں کے کرنے کے لئے اداروں گروپوں، افراد و رضا کار تنظیموں کو مالی امداد دی جاتی ہے۔ اس اسکیم کے تحت آنے والی سرگرمیوں کی تعداد کافی بڑھ گئی ہے۔ 2000-1999 کے دوران فضائی کھیلوں (ایرو اسپورٹس) کی حوصلہ افزائی کے لئے رقم مہیا کرانے پر زیادہ زور دیا گیا۔ اس سال کے دوران جنوری 2000 تک 80 مہم جوئی پروگراموں کے لئے 140 لاکھ روپے کی رقم مہیا کرائی گئی۔

قومی یک جہتی کو فروغ

قومی یک جہتی کی حوصلہ افزائی کے لئے قومی اتحاد اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو مضبوط بنانے کے لئے نوجوانوں کے مختلف پروگراموں کو مالی امداد دی جاتی ہے۔ اس اسکیم میں ملک کے مختلف علاقوں کے نوجوانوں میں اور زیادہ سوجھ بوجھ اور تبادلہ کے لئے ڈھانچہ (ساخت) فراہم کرایا جاتا ہے اور قومی اتحاد کے کام میں رضا کار ایجنسیوں کو مزید شامل کیا جاتا ہے۔ اسی اسکیم کے تحت دو اہم پروگرام قومی اتحاد کیمپوں اور بین ریاستی نوجوانوں کے تبادلہ پروگراموں کا انعقاد کرتا ہے اس کے لئے فنڈ رضا کار نوجوان تنظیموں کے ذریعہ مہیا کرایا جاتا ہے۔

قومی یوتھ تقریب

چھٹے قومی یوتھ تقریب کا انعقاد 12 سے 16 جنوری 2000 تک گاندھی نگر (گجرات) میں کیا گیا۔ اس میں 23 ریاستوں / مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے تقریباً 2.500 نوجوانوں نے مختلف مقابلوں وثقافتی سیزبین میں حصہ لیا۔ تقاریب کا موضوع نئے ملنیم میں ہندوستان کا میلنیم'' تھا تقریب کے دوران 99-1998 کے قومی یوتھ ایوارڈ تقسیم کئے گئے۔

نوجوانوں کے ہوسٹل

اندرون ملک سفر کرنے کے سلسلہ میں نوجوانوں کی حوصلہ افزائی کے لئے نوجوانوں کے ہوسٹل (یوتھ ہوسٹل) تعمیر کئے جاتے ہیں۔ تاکہ نوجوانوں کو اپنے ملک کی شاندار ثقافتی روایت کے بارے میں اور تجربہ حاصل ہو سکے ان ہوسٹلوں کی تعمیر مشترکہ طور پر مرکزی اور ریاستی حکومتوں کی جانب سے کی جاتی ہے۔ مرکزی حکومت تعمیر کا خرچ برداشت کرتی ہے اور ریاستی حکومت کی جانب سے تیار زمین فراہم کی جاتی ہے اور مفت بجلی، پانی داخلہ کی سڑکوں اور اسٹاف کوارٹروں کا بھی انتظام کیا جاتا ہے۔ ہوسٹلوں کو چلانے کے سلسلہ میں ہونے والے شروع کے اخراجات بھی ریاستی حکومتیں برداشت کرتی ہیں۔ اب تک 59 یوتھ ہوسٹلوں کی تعمیر ہو چکی ہے اور 18 یوتھ ہوسٹل زیر تعمیر ہیں۔

دیہی نوجوان اور کھیل کلبوں کو امداد

یوتھ کلبوں کو امداد دینے کی اسکیم 87-1986 میں شروع کی گئی۔ نئے تعمیر شدہ یوتھ کلبوں کو مدد دینے کے لئے ایک ایجنسی کے طور پر نہرو یوا کیندر سنگھٹن کے ذریعہ اس اسکیم پر عمل کیا جارہا ہے۔ ہر یوتھ کلب کو 15 ہزار کی یکمشت مالی امداد دی جاتی ہے۔ یوتھ کلبوں کے امداد کی اسکیم 71-1970 میں دیہی کھیل پروگرام کے ایک حصے کے طور پر شروع کی گئی اس کا مقصد ہر بلاک میں رضا کار کھیل کلبوں / کھیل مراکز کی امداد کرنا ہے۔ اس کے لئے 30 ہزار روپے (قبائلی بلاک کے معاملے میں 45 ہزار روپے) تک یکمشت رقم دی جاتی ہے۔

نوجوانوں کی ترقی کے مراکز

نوجوانوں کی ترقی مراکز کی اسکیم 95-1994 میں شروع کی گئی تھی۔ اس کا مقصد دیہی سطح پر یوتھ کلبوں اور ضلع سطح پر نہرو یوا کیندروں کے درمیان ایک ثانوی متوازی نشت مہیا کرانا ہے۔ نوجوانوں کے ترقی کے مراکز اپنے تحت آنے والے گاؤں میں سبھی امور نوجوان سرگرمیوں کے لئے نقطہ ماسکہ بنے ہوئے ہیں۔ عام طور سے ایک مرکز 10 سے زیادہ گاؤں کو اپنے تحت نہیں لاتا ہے۔ اگر چہ ایک مرکز میں 10 سے زیادہ گاؤں کو شامل کیا جاسکتا ہے۔ 2000-1999 کے دوران ایسے 58 مراکز کے قیام

کے لئے 17,40,000 روپے کی رقم جاری کی گئی۔

قابل ذکر یوتھ کلبوں کو انعامات

قومی تعمیر کی کوششوں میں یوتھ کلبوں کی حصہ داری کا اعتراف کرنے اور انہیں زیادہ سرگرم حصہ داری کے لئے آمادہ کرنے کی غرض سے 93-1992 میں یہ اسکیم شروع کی گئی تھی۔ اس اسکیم پر نہرو یووا کیندر سنگھٹن کی معرفت، ریاست اور ملک کی سطحوں پر عمل کیا جا رہا ہے۔ یہ اسکیم تین سطحوں ضلع، ریاست اور قومی سطح پر چلائی جا رہی ہے۔ ضلعی سطح کے فاتح کو 10 ہزار روپے اور ریاستی سطح کے جیتنے والے کو 25 ہزار روپے دیئے جاتے ہیں۔ قومی سطح پر ایک لاکھ روپے 50 ہزار اور 25 ہزار کے 3 انعام دیئے جاتے ہیں۔ انعام کی رقم کا استعمال کمیونٹی پروجیکٹ کے عمل پذیری کے لئے کیا جاتا ہے۔

کھیل کود

قومی کھیل کود پالیسی

یہ تمر ر مدت کے پروگرام پر مبنی ہے اور اس کا مقصد گانووں اور قصبوں میں کھیل کود اور جسمانی تعلیم کا ڈھانچہ فراہم کرنے کے ساتھ کھلاڑیوں کو مطلوبہ ساز و سامان مہیا کرنا بھی ہے۔ اس اسکیم کے تحت حکومتیں کھیل کے میدانوں اور کھلے میدانوں کی حفاظت کرتی ہیں اور بین الاقوامی مقاموں میں قومی ٹیم کی شرکت کی تیاری کے پروگرام کے لئے موثر تربیت اور مقابلہ جاتی پروگرام پر عمل کرتی ہیں۔

تنظیمیں

اسپورٹس اتھارٹی آف انڈیا

حکومت ہند نے جنوری 1984 میں ہندوستانی کھیل اتھارٹی کا قیام ایک رجسٹرڈ سوسائٹی کے طور پر کیا تھا۔ شروع میں اس کا مقصد 1982 میں ایشیاڈ کے دوران دلی میں بنی کھیل کود کی بنیادی سہولیات کے کارگر رکھ رکھاؤ اور زیادہ سے زیادہ استعمال کو یقینی بنانا تھا۔ اب یہ ملک میں کھیلوں کی وسعت اور قومی و بین الاقوامی سطح پر کھیلوں میں خصوصی حصولیابی کے لئے کھلاڑیوں کی تربیت کی نوڈل ایجنسی بن گئی ہے۔ کھیلوں کی حوصلہ افزائی کرنے کے لئے چوٹی کی ایک ہی ایجنسی قائم کرنے کے مقصد سے یکم مئی 1987 کو نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف فزیکل ایجوکیشن اینڈ اسپورٹس (ایس۔این آئی۔پی۔آئی۔ایس) کو اسپورٹس اتھارٹی آف انڈیا میں ضم کر دیا گیا۔ اسکے نتیجے میں نیتا جی سبھاش قومی کھیل کود ادارہ (این۔ایس۔این۔آئی۔ایس) پٹیالہ اور بنگلور، کلکتہ اور گاندھی نگر میں اس کے مراکز اور ترونت پورم کے لکشمی بائی قومی فزیکل ایجوکیشن اسکول بھی اسپورٹس اتھارٹی آف انڈیا کے تحت آ گیا۔ اس کے 6 علاقائی مراکز: بنگلور، گاندھی نگر، کلکتہ، چنڈی گڑھ، دلی اور امپھال میں ہیں۔ ان مراکز کو خصوصی مرکز کے طور پر فروغ دینے کی ایک اسکیم شروع کی گئی ہے۔ اس کے دو ذیلی مراکز بھی ہیں۔ جن میں ایک گوہاٹی میں شمال مشرق مرکز اور اورنگ آباد میں مغربی مرکز کے تحت ہیں۔

اسپورٹس اتھارٹی آف انڈیا کی کئی اسکیم پروگرام عمل پذیر ہونے کی تیاری میں ہیں ذہانت کی تلاش اور تربیت اسکیم کے تحت اسپورٹس اتھارٹی آف انڈیا کے ذریعہ نیشنل اسپورٹس ٹیلنٹ کنٹسٹ کشتی کو بڑھاوا دینے کے اکھاڑوں کو اپنانا، آرمی بوائز اسپورٹس کمپنی (اے۔بی۔ایس۔سی) اسکیم جس کے تحت 14-8 سال کے عمر گروپ کی ذہانت تلاش کرنے اور انہیں سائنس پس منظر میں منظم تربیت دی جاتی ہے۔ اس اسکیم کی وسعت کے لئے مرکزی اسکولوں، نودے اسکولوں، بڑے رہائشی اسکولوں اور پبلک سیکٹر کی رہائشی بستیوں سے ذہانت تلاش کرنے کے لئے حال ہی میں منظوری مل گئی ہے۔ اسپورٹس اتھارٹی آف انڈیا کے

پاس خصوصی شعبوں میں کھیل کی حوصلہ افزائی کے لئے ایک اسکیم، قومی کوچنگ اسکیم ہے۔ اس کے علاوہ اسپورٹس اتھارٹی آف انڈیا کئی مرکزی اسکیموں پر بھی عمل کرتا ہے۔ حال میں کئی پبلک اور نجی کاروباری اداروں کے تعاون سے مختلف کھیلوں کے لئے علاقائی اور قومی اکادمیاں قائم کرنے کا کام بھی ہاتھ میں لیا گیا ہے۔

لکشمی بائی نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف فزیکل ایجوکیشن

لکشمی بائی نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف فزیکل ایجوکیشن، جسے لکشمی بائی قومی فزیکل ایجوکیشن اسکول کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ کا قیام حکومت ہند نے جنگ آزادی کے 100 سال پورے ہونے پر 1957 میں اگست کو کیا تھا۔ یہ ادارہ گوالیر میں واقع ہے۔ جہاں جنگ آزادی کی بہادر خاتون جھانسی کی رانی لکشمی بائی نے اپنی زندگی کی قربانی دی تھی۔ یہ محکمہ کا ایک خودمختار ادارہ ہے اور سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ 1995 میں ادارے کو یونیورسٹی کے مساوی ہونے کا درجہ دیا گیا۔

سال 2000-1999 کے لئے ادارے کا کل مدتی کورس مندرجہ ذیل ہے (1) فزیکل ایجوکیشن ڈگری (3 سالہ ڈگری نصاب) (2) فزیکل ایجوکیشن میں ماسٹر (دو سالہ ڈگری، پوسٹ گریجویٹ) (3) جسمانی تعلیم میں ماسٹر ڈگری (موسم گرما 3 سالہ ڈگری کورس) ملازمت پیشہ اساتذہ کے لئے (4) فزیکل ایجوکیشن میں ایم فل۔ (ایک سالہ نصاب) تعلیمی سال 1998 تک اس انسٹی ٹیوٹ سے گریجویٹ، پوسٹ گریجویٹ، وایم فل کرنے وطلبا کی تعداد علی الترتیب 3,015، 1,614 اور 206 ہے۔

کھیل کود کا ڈھانچہ تیار کرنے کے لئے امداد

مرکزی حکومت کی جانب سے ریاستی حکومتوں اور کھیل کود کی ریاستی کونسلوں وغیرہ کو کھیل کود کا ڈھانچہ تیار کرنے اور اسے بہتر بنانے میں تعاون دیا جاتا ہے۔ اسٹیڈیم، سوئمنگ پول، جمنازیا اور اسپورٹس کمپلیکس وغیرہ تعمیر کرنے کے لئے مالی امداد دی جاتی ہے۔ زیادہ تر مرکز اور ریاستوں کے درمیان 50:50 کی حصہ داری کی بنیاد پر امداد دی جاتی ہے۔ پہاڑی اور قبائلی علاقوں کے لئے مرکزی امداد 75 فیصد تک ہوگی۔ اس اسکیم کی توسیع ہونے کے بعد اس کا فائدہ ریاست/مرکز زیر انتظام، انتظامیہ کو ریاست/ضلع سطح کے کھیل کمپلکس بنانے میں دیا جاتا ہے۔ مرکزی اسکول/نودے ودیالیہ کمیٹی ریاست/مرکز کے زیر انتظام علاقے بھی اپنے اسکولوں میں کچھ سہولتوں کو تیار کرنے/اصلاح کرنے کے لئے 5 لاکھ روپے تک کی امداد حاصل کرنے کے اہل ہیں۔ اسکیم کے لئے 6.56 کروڑ کا لئے مختص کیا گیا ہے۔

سنتھیٹک ٹریک/مصنوعی میدانوں کے لئے امداد

مرکزی حکومت ہاکی کے لئے مصنوعی سطح اور والی بال باسکٹ بال اور ٹینس وغیرہ کے لئے مصنوعی سنتھیٹک ٹریک لگائے گئے ہیں۔ اسے دیکھتے ہوئے مرکزی حکومت نے اب ہاکی سرفیس اور اتھلیٹکس ٹریک پر ہی اپنا دھیان مرتکز رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس کے مطابق مصنوعی ٹریک بچھانے/ہاکی کے لئے میدان بچھانے یا پرانے ٹریک یا سطح کو پھر سے بچھانے کے لئے مرکزی امداد کل لاگت کا 50 فی صد یا ایک کروڑ روپے یا جو رقم کم ہو مقرر کی گئی ہے۔

یونیورسٹی سیکٹر میں کھیل کود کا فروغ

یونیورسٹیوں اور ڈگری کالجوں میں کھیلوں کو بڑھاوا دینے کے لئے مالی امداد دینے کی اسکیم کے تحت یونیورسٹیوں/ڈگری کالجوں کو کھیل کے میدانوں کے فروغ، انڈور اسٹڈیم/سہولت کی تعمیر کے لئے مالی امداد دی جاتی ہے۔ خصوصی درجے کی ریاستوں میں امداد کا تناسب 75:25 ہوتی ہے جب کہ دیگر ریاستوں میں زیادہ سے زیادہ حد میں یہ تناسب 50:50 ہے۔ کھیل سے متعلق

میں امداد کا تناسب 75:25 ہوتی ہے جب کہ دیگر ریاستوں میں زیادہ سے زیادہ حد میں یہ تناسب 50:50 ہے۔ کھیل سے متعلق سازوسامان کی خرید کے لئے بھی مدد دی جاتی ہے۔ جس کے لئے زیادہ سے زیادہ رقم 3 لاکھ روپے ہے۔ ہندوستانی یونیورسٹی یونین کو بھی کھلاڑیوں کے کوچنگ رتربیتی کیمپ کا انعقاد کرنے، بین یونیورسٹی ٹورنامنٹوں وغیر ملکی ٹورنامنٹوں میں حصہ داری کے لئے امداد فراہم کرائی جاتی ہے۔ ہر سال بین یونیورسی ٹورنامنٹوں میں اول مقام حاصل کرنے والے کو مولانا آزاد ٹرافی دی جاتی ہے۔ پہلے تین مقام حاصل کرنے والی یونیورسٹیوں کو کھیل کے سازوسامان خریدنے کے لئے ایک لاکھ، 30 ہزار روپے و 25 ہزار روپے کی حوصلہ افزائی رقم بھی دی جاتی ہے۔

خواتین کے لئے کھیل کی تقاریب

1975 میں عورتوں کے لئے کھیل کود کا قومی میلہ شروع کیا گیا تھا۔ اسپورٹس اتھاریٹی آف انڈیا کے ذریعہ منعقد قومی کھیل تقاریب میں بلاک، ضلع، ریاست مرکز کے زیر انتظام علاقے وقومی سطح پر ذہانت کی تلاش کی جاتی ہے۔ سبھی سطحوں پر 12 متعینہ سرگرمیوں میں مقابلے کا انعقاد کیا جاتا ہے۔

کھیل کود کے لئے اسکالرشپ

سال 71-1970 میں شروع اسپورٹ ٹیلنٹ سرچ اسکالرشپ اسکیم 1997 میں کھیل اسکالرشپ اسکیم کی شکل میں آگئی۔ اس اسکیم کے تحت قومی سطح، ریاستی سطح اور یونیورسٹی کالج سطح پر علی الترتیب 680 روپے، 450 روپے اور 750 روپے ماہانہ وظیفہ دیا جاتا ہے۔

انعامات

1961 میں ممتاز کھلاڑیوں کی خدمت کے اعتراف کے لئے ارجن ایوارڈ شروع کیا گیا۔ یہ ایوارڈ ارجن کی کانسہ کی ایک مورتی، ایک توصیفی سند ایک لاکھ 50 ہزار روپے نقد اور تقریب کے خاص لباس پر مشتمل ہے۔ 1997 کے لئے ارجن ایوارڈ 30 ممتاز کھلاڑیوں کو یکم ستمبر 1999 کو پیش کیا گیا اب تک 522 کھلاڑیوں کو یہ ایوارڈ دیا جا چکا ہے۔

درونا چاریہ پروگرام 1985 میں شروع کیا گیا۔ یہ ایوارڈ ان کوچوں کو دیا جاتا ہے جنہوں نے ایک سال کے دوران کسی کھلاڑی یا ٹیم کے جس نے قابل ذکر کامیابی حاصل کی ہو۔ تربیت دی ہو اور تین سال تک متواتر نمایاں خدمت انجام دی ہو۔ اس اسکیم میں ان لوگوں کے ناموں کو شامل کرنے پر غور کیا جارہا ہے جنہوں نے کھیل کا معیار بلند کرنے کے لئے زندگی بھر کام کیا ہو۔ یہ انعام 75000 روپے نقد کے ساتھ ہی، اعزازی پٹی، ایک توصیفی سند ایک مورتی، تقریب کا خاص لباس اور ٹائی دی جاتی ہے۔

قومی کھیل فیڈریشنوں کو مالی تعاون

محکمہ ہذا قومی کھیل مقابلوں کے انعقاد کے لئے تسلیم شدہ قومی کھیل فیڈریشنوں کے لئے مالی امداد مہیا کراتا ہے۔ کھیل سرگرمیوں کی ترجیحی وعمومی درجے کو بھی مالی امداد دی جاتی ہے۔ جو بین الاقوامی کھیل ٹورنامنٹوں رمقابلوں میں حصہ داری اور ہندوستان میں بین الاقوامی ٹورنامنٹوں کے انعقاد کے لئے بھی ہوتے ہیں۔ سال 2000-1999 کے دوران غیر ملکوں میں نمائش اور بین الاقوامی ٹورنامنٹوں کے اہتمام سرکاری خرچ پر کرنے کے 78 اور غیر سرکاری خرچ پر کرنے کے لئے قومی کھیل فیڈریشنوں

نوجوانوں کے امور اور کھیل کود کی 39 تجاویز کو منظوری دی گئی۔

کھیل سرگرمیوں کے فروغ کے لئے حوصلہ افزائی

راجیو گاندھی کھیل رتن ایوارڈ: (1) اس اسکیم کے ذریعہ کسی کھلاڑی یا ٹیم کے کھیل کے میدان میں شاندار مظاہرہ کے لئے ایک لاکھ روپے کا انعام دیا جاتا ہے۔ انعام کی رقم کو اب ایک لاکھ روپے سے بڑھا کر تین لاکھ روپے کر دیا گیا ہے۔ 99-1998 کے لئے یہ انعام اتھلیٹ جیوتر میہ سکدر کو دیا گیا۔

(2) بین الاقوامی کھیل کود کے مقابلوں میں تمغہ جیتنے والوں اور ان کے کوچوں کو اور کھیل کو کیریر کے طور پر اختیار کرنے کے لئے نوجوان نسل کو آمادہ کرنے بہتر کھلاڑیوں کو اور زیادہ کامیاں حاصل کرنے کے لئے اکسانے کے لئے 1986 میں خصوصی انعامات کی اسکیم شروع کی گئی تھی۔ بین الاقوامی مقابلہ میں کامیابی حاصل کرنے والے کھلاڑیوں اور کوچوں کو بھی یہ انعامات دیئے جاتے ہیں اب انعام کی رقم میں ترمیم کر دی گئی اور 75 ہزار سے 15 لاکھ روپے تک کے انعامات دیئے جاتے ہیں۔

(3) لائق کھلاڑیوں کو پینشن۔ 1994 میں شروع کی گئی اس اسکیم کے تحت اولمپک، ورلڈ کپ، ورلڈ چیمپئن شپ یا ایشیا اور دولت مشترکہ کھیلوں میں گولڈ میڈل جیتنے والے کھلاڑیوں کو پنشن دی جاتی ہے۔ اولمپک کھیلوں کے میڈل جیتنے والوں اور ورلڈ کپ اور ورلڈ چیمپئن شپ میں گولڈ میڈل جیتنے والوں کو 2.500 ماہانہ اور ورلڈ کپ، ورلڈ چیمپئن شپ کے سلور اور کانسے کے تمغوں کو جیتنے والے اور ایشیائی کھیلوں اور دولت مشترکہ کھیلوں کے گولڈ میڈل جیتنے والوں کو کی 2000 روپے ماہانہ روپے سالانہ کی پنشن 30 سال کی عمر ہو جانے پر دی جاتی ہے۔ جو تا حیات جاری رہتی ہے۔ اس وقت 210 کھلاڑیوں کو پنشن دی جا رہی ہے۔

(4) اسکولوں میں کھیلوں کی حوصلہ افزائی: یہ اسکیم 1986 میں شروع کی گئی جس کا مقصد اسکولوں میں کھیلوں کو حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ اسکولی بچوں میں کھیلوں کے لئے دلچسپی پیدا کرنے اور مختلف سطح پر اور زیادہ زور دینے کے مقصد سے یہ اسکیم تیار کی گئی ہے۔ ریاستی سطح یہ مقابلوں کے انعقاد کے لئے ریاستی حکومتوں کو مالی امداد ملتی ہے۔

کھلاڑیوں کی بہبود کے لئے قومی فنڈ

حکومت ہند نے 1982 میں کھلاڑیوں کی بہبود کے لئے قومی فنڈ قائم کیا تھا۔ اس کا خاص مقصد ان کھلاڑیوں کی مدد کرنا ہے جو اب کھیلوں میں سرگرمی سے حصہ نہیں لیتے۔ اور مشکل سے زندگی جی رہے ہیں۔ مالی امداد عام طور پر ماہانہ پنشن کی شکل میں دی جاتی ہے جو ڈھائی ہزار روپے تک ہوتی ہے۔ ان کے علاج کے لئے یک مشت رقم 40 ہزار تک بھی دی جاتی ہے کھیلوں میں حصہ لینے کے دوران جب کھلاڑیوں کو سنگین نوعیت کی یا مہلک چوٹ لگ جاتی ہے ان کی بھی مدد کی جاتی ہے۔

دیہی کھیل پروگرام

دیہی کھیل پروگرام کی عمل پذیر کھیلوں کو اور وسعت فراہم کرنے اور دور دراز کا دیہی علاقوں میں ٹیلنٹ کی تلاش کرنے میں کی جاتی ہے۔ 71-1970 میں یہ پروگرام کھیل کود کو بنیادی سطح پر مضبوط کرنے اور دیہی نوجوانوں کو کھیل کے قومی مین اسٹریم میں شامل ہونے کا موقع فراہم کرنے کے مقصد سے کیا گیا تھا۔

اس میں شمال مشرقی علاقوں پر خصوصی زور دیا گیا ہے۔ اس کے تحت بلاک، ضلع، ریاست/مرکز کے زیر انتظام علاقے او رقومی سطح پر 10 متعینہ سرگرمیوں کے مقابلے ہوتے ہیں جس کے لئے نوجوان امور اور کھیل محکمے ذریعہ مالی امداد مہیا کرائی جاتی

ہے۔2000-1999 میں تن سکیا، آسام میں مشرق شمالی کھیل تقریب کاانعقاد کیا گیا۔

بین الاقوامی تعاون

دولت مشترکہ میں نوجوان مردوں اور عورتوں کی نشوونما کو بڑھاوا دینے کے مقصد سے دولت مشترکہ نوجوان پروگرام (سی۔ وائی۔ پی) 1974 میں شروع ہوا۔ اس کے اہم مقاصد ہیں۔ قومی ترقی کے عمل میں نوجوانوں کے اشتراک کی حوصلہ افزائی و تائید، اقتصادی، سماجی، ثقافتی فروغ میں نوجوانوں کے ذریعہ کئے جانے والے اشتراک کو تسلیم کرنا، بے روزگاری کو دور کرنے کے لئے تعمیری سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی اور نوجوانوں کو بین الاقوامی سوجھ بوجھ کے مواقع فراہم کرنا۔ کامن ویلتھ نوجوان پروگرام ہیڈکوارٹر کامن ویلتھ سکریٹریٹ لندن میں ہے۔ اور اس کے چار علاقائی مراکز میں ایک چنڈی گڑھ میں، جو ایشیائی علاقوں کے لئے ہے۔ پروگرام کو مالی تعاون ممبر مالک دیتے ہیں۔ 2000-1999 میں دولت مشترکہ نوجوان پروگرام میں ہندوستان کا اشتراک 64.34 لاکھ روپے تھا۔

اقوام متحدہ کی رضاکار اسکیم

یہ اسکیم یو این ڈی پی کے تحت پوری دنیا میں چلائی جارہی ہے۔ اس کا مقصد ترقی یافتہ رترقی پذیر ملکوں کی مہارت سے کم ترقی یافتہ ملکوں کو فائدہ پہنچانا ہے۔ اور ان کی ترقی کے عمل میں سرعت پیدا کرنا ہے۔ 1970 میں اس کے بننے کے وقت سے ہی ہندوستان اس میں حصہ لیتا رہا ہے۔ یو این ڈی ایف کے خصوصی رضاکار فنڈ میں بھارت بھی اپنا حصہ ادا کرتا ہے۔ اور اس کا سالانہ اشتراک 15 ہزار امریکی ڈالر ہے۔ اس وقت 56 ہندوستانی باشندے اقوام متحدہ کے رضاکاروں کے طور پر غیر ممالک میں کام کررہے ہیں۔ اور 118 یو این ڈی پی کے بدلی جدول (روسٹر) میں کام پر تعینات کئے جانے کا انتظار کررہے ہیں۔

5 دسمبر ''بین الاقوامی رضاکاروں'' کے طور پر منایا جاتا ہے۔ اس اسکیم کے تحت سماجی خدمت انجام دینے والے رضاکاروں کو ایشیا پیسفک علاقہ میں کام کرنے کا موقع دیا جاتا ہے۔ جہاں وہ دیہی علاقوں اور گندی بستیوں میں کام کرسکتے ہیں۔ اس اسکیم کو گھریلو ترقی کی خدمت (ڈی ڈی ایس) کہتے ہیں فی الوقت بنگلہ دیش اور سری لنکا میں 18 ہندوستان ڈی ڈی ایس رضاکار غیر ملکوں میں کام کررہے ہیں۔ یو این ڈی پی نے 2001 رضاکاروں کا سال قرار دیا ہے۔

کھیلوں کی ترقی کے لئے قومی فنڈ

کھیلوں کی حوصلہ افزائی کے لئے حکومت، کارپوریشنوں، نجی سیکٹر اور انفرادی طور پر مالی وسائل اکٹھا کرنے کے لئے اس قومی فنڈ کا قیام عمل میں آیا ہے۔ محکمہ ہذا نے میں دو کروڑ روپے کی رقم فراہم کی تھی اور اس کے علاوہ مختلف ذرائع سے 10.10 لاکھ روپے کا اشتراک حاصل ہوا تھا۔

28- ہندوستان اور دنیا

غیر ممالک کے ساتھ ہندوستان کے تعلقات ملک کی خارجہ پالیسی کے اچھی طرح مستحکم اصولوں کے مطابق طے ہوتے
رہے ہیں۔ ملک کی خارجہ پالیسی ,قومی استطاعت کو فروغ دینے والی جامع کوششوں کا جزو لازمی ہے۔ معاشی ترقی، سماجی بہبود اور
معیار زندگی کو بہتری کے ذریعہ اور ملک کی خودمختاری، علاقائی اتحاد، اور سلامتی کی نہ صرف دفاع اور معاشی پہلوؤں کے نقطہ نگاہ
سے بلکہ وسیع تر مفہوم میں یہ اصطلاحات خارجہ پالیسی کے اہم مقاصد میں شامل ہیں۔

بھارت کے پڑوسی

ہندوستان افغانستان میں چل رہی خانہ جنگی پر فکر مند ہے اس کی خاص وجہ ہے طالبان کی انتہاپسندی اور غیر مصلحانہ سیاسی
رویہ ہے۔ ہندوستان کو یقین ہے کہ خانہ جنگی کا کوئی فوجی حل نہیں ہوسکتا۔ افغانستان کی آزادی خودمختاری، اتحاد اور علاقائی اتحاد
ضرور بنائے رکھنی چاہئے۔

ایران کے ساتھ ہندوستان کے تعلقات، کئی شعبوں میں مستقل ارتقا پذیر رہے ہیں۔ دونوں ملکوں کے درمیان اعلی سطح پر
باہمی مذاکرات جاری رکھنے کے سلسلے میں نیویارک میں 25 ستمبر 1999 کو وزیر خارجہ نے جمہوریہ اسلامی ایران کے وزیر خارجہ
ڈاکٹر سید کمال خرازی کے ساتھ بات چیت کی۔ اس موقع پر باہمی مفاد کے دوطرفہ، علاقائی اور بین الاقوامی معاملات پر غور وخوض
کیا گیا۔ خارجہ سکریٹری کے تہران دورے کے بعد نئی دلی اور تہران میں باہمی مفاد کے مختلف معاملات پر بات چیت کی گئی۔

پاکستان کے ساتھ عام تعلقات قائم کرنے کی مثبت سمت میں ہندوستان کی کوششوں کی جھلک اکتوبر۔ نومبر 1998 میں
منعقدہ آپسی مذاکرت کے پہلے دور میں ملی۔ اس کے بعد ہندوستان کے وزیر اعظم نے فروری 1999 میں لاہور کا تاریخی سفر کیا۔
لیکن اس کے جواب میں پاکستان نے جموں وکشمیر کے کارگل سیکٹر میں جان بوجھ کر اور منصوبے بند طریقے سے مسلح حملہ کردیا۔ اس
سے نہ صرف ہندوستان کے ساتھ غداری کی، بلکہ یہ بھی پتہ چل گیا کہ پاکستان کی ہندوستان کے ساتھ ہمیشہ دشمنی رہی ہے۔
پاکستان کے فوجیوں نے اور مکمل تربیت یافتہ، اسلحات سے لیس اور محرکہ کرائے کے غیر ملکی فوجیوں نے کنٹرول لائن پار کر
دراندازی کی۔ اس دراندازی کا مقصد ہندوستان کے دفاعی اہمیت کے لحاظ سے نہایت اہم سیکٹر کی پہاڑی چوٹیوں پر کنٹرول قائم
کرنا تھا۔ پاکستان کے ان ہتھیار بند دراندازوں کو بھگانے کے لئے ہندوستانی فوج نے 26 مئی 1999 کو آپریشن وجے کی مہم
شروع کی۔ ہندوستان کے فوجیوں نے دو مہینے میں پاکستان کو اپنی فوج ہٹا لینے کے لئے مجبور کردیا۔ اس فوجی کارروائی کے دوران
ہندوستان نے کبھی بھی کنٹرول لائن پار نہیں کی۔ بین الاقوامی کمیونٹی نے اس پالیسی کو بہت سراہا۔

ہوائی سرحدوں کی خلاف ورزی روکنے کے لئے 1991 میں ہندوستان اور پاکستان نے معاہدہ کیا تھا لیکن پاکستان نے اس
معاہدے کے خلاف ورزی کی۔ 10 اگست 1999 کے دن پاکستانی بحریہ کے نگراں اور حملہ آور ہوائی جہاز اٹلانٹک، نے کچھ کے
رن میں کئی بار ہندوستانی سرحدوں کے اندر اڑانیں بھریں۔ جب یہ پاکستان ہوائی جہاز انتباہ دینے رہنے کے باوجود نہیں اترا،
تب ہندوستانی فضائیہ کے جنگجو جہازوں نے اسے مار گرایا۔ 11 اگست 1999 کو گرے ہوئے پاکستانی جہاز کو دکھانے کے لئے

صحافیوں کو لے جاتے ہوئے ہندوستان کے تین ہیلی کاپٹروں پر پاکستان نے گولہ باری کی۔

چوبیس دسمبر 1999 کو پانچ لوگوں نے انڈین ایئر لائنس کے آئی۔سی 814 جہاز کا اغوا کرلیا اور وہ اسے کندھار لے گئے۔ حکومت ہند نے ایک پاکستانی شہری سمیت تین دہشت گردوں کو رہا کر، اسی ہوائی جہاز کے مسافروں، ملازمین اور جہاز کو بچایا اغوا کنندگان نے ایک مسافر کو وحشیانہ طریقہ سے جان سے مار دیا۔ اس بات کے پختہ ثبوت ہیں کہ جہاز کے اغوا کی وہ واردات پاکستان اور انتہاپسند گروپوں نے کرائی تھی۔

12 اکتوبر 1999 کو فوج کے ذریعہ حکومت کا تختہ پلٹ دینے کے بعد پاکستان میں اب فوجی حکومت ہے۔ پاکستان میں فوجی حکومت کے نتیجے میں ہندوستان کی سلامتی کو سخت خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ پاکستان کے ذریعہ کنٹرول لائن کی خلاف ورزی کرنے پر، سراسر معاہدہ کے خلاف ورزی کرنے اور سرحد پار سے ہندوستان کے خلاف دہشت گردوں کو لگاتار شہ دیتے رہنے کی وجہ سے ہندوستان، و پاکستان کے تعلقات خراب ہو گئے ہیں۔ دونوں ممالک کے درمیان مفید مذاکرات شروع کرنے کے لئے مناسب ماحول بنانے اور اعتماد بحال کرنے کی ذمہ داری پاکستان کی ہے۔

اس سال کے دوران ہندوستان اور بنگلہ دیش باہمی مفاہمت بڑھانے اور دونوں ملکوں کے تعلقات مضبوط بنانے کے خواہاں رہے ہیں۔ کلکتہ سے ڈھاکا جانے والی بس سروس کے افتتاح کے موقع پر وزیراعظم نے 19 اور 20 جون کو ڈھاکا کا سفر کیا۔ ان کے ساتھ وزیر خارجہ، وزیر ریلوے اور زمینی سطح کے نقل وحمل کے وزیر اور وزیر اعلی بنگال بھی تھے۔ مشترکہ ندی کمیشن کے 33 ویں سیشن کے موقع پر اپریل 1999 میں بنگلہ دیش کے آبی وسائل کے وزیر عبدالرزاق ہندوستان آئے۔ بنگلہ دیش کے وزیر صنعت و کامرس جناب طفیل احمد نے تجارت سے متعلق معاملات پر مذاکرات کے لئے 19 سے 24 مئی 1999 تک ہندوستان کا دورہ کیا۔ جنوری 2000 میں خارجی امور کے وزیر مملکت کا ڈھاکہ سفر کے دوران اگرتلہ اور ڈھاکا کے درمیان بس خدمات شروع کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس سال کے دوران سلامتی اور سرحدی انتظامیہ سے متعلق امور پر بھی غور وخوض کیا گیا۔

سری لنکا کے ساتھ ہندوستان کے تعلقات پر جوش و دوستانہ بنے رہے ہندوستان کا ہمیشہ یہی خیال رہے کہ سری لنکا کی نسلی جنگ کو ملک کے اتحاد، خودمختاری اور علاقائی اتحاد کی بنیاد پر پرامن طریقے سلجھانا چاہئے دلی 1998 میں آزاد تجارت معاہدے پر ہندوستان اور سری لنکا کے دستخط ہو جانے کے بعد کولمبو اور نئی دلی میں بات چیت کی گئی اور یہ طے کیا گیا کہ یکم مارچ 2000 سے آزاد تجارت معاہدے پر عمل شروع کر دیا جانا چاہئے۔ دونوں ملکوں کے درمیان ثقافتی اور تعلیمی تعلقات بڑھانے کے لئے سری لنکا کے وزیر خارجہ جناب لکشمن کادرگمار نے کولمبو میں 19 نومبر 1999 کو ہندوستان۔ سری لنکا فاؤنڈیشن کا افتتاح کیا۔

ہندوستان اور مالدیپ کے درمیان دوستانہ قریبی تعلقات قائم رہے ہندوستان خاص طور سے انسانی وسائل اور صحت کے شعبوں میں مالدیپ کی ترقی سے متعلق کوششوں میں تعاون دینے کا پابند ہے۔ تعلیم، دوائیں محصول، اور علم موسمیات کے شعبوں میں تعاون بڑھانے کے لئے کئی ماہرین ایک دوسرے کے ملک میں گئے۔

میانمار کے ساتھ موجودہ تعلقات مضبوط کرنے کے لئے مختلف شعبوں میں باہمی تعاون اور رابطہ بڑھانے کے لئے ہندوستان مثبت وتعمیری وعدہ وقول کی پابندی کی پالیسی پر عمل کرتا رہا۔ ریاستی امن اور ترقیاتی کونسل کے نائب صدر اور میانمار فوج کے کمانڈر ان چیف جنرل مونگ آئی 7 اور 8 جنوری 2000 کو شلانگ تشریف لائے، ان کے ساتھ دونوں ملکوں سے متعلق معاملات پر غور کیا گیا۔ ان میں سرحد کے آر پار دہشت گردی، مذہبی شدت پسندوں سے ملنے والی دھمکیاں، تجارتی اور معاشی تعلقات اور بجلی، کان وغیرہ کے شعبوں کے منصوبوں پر تبادلہ خیالات بھی شامل تھے۔ جون 1999 میانمار کے سائنس اور ٹکنالوجی وزیر کے ہندوستان دورے کے دوران سائنس اور ٹکنالوجی کے شعبوں میں تعاون کرنے کا معاہدہ کیا گیا۔

نیپال کے ساتھ ہندوستان کے تعلق اور زیادہ مضبوط کرنے اور دونوں ممالک کے درمیان کئی شعبوں میں آپسی تعاون
بڑھانے اور مضبوط کرنے کے لئے کئی قدم اٹھائے گئے۔ نیپال کے وزیر خارجہ نے 17 سے 19 اگست 1999 تک ہندوستان کا
دورہ کیا۔ ہندوستان کے وزیر خارجہ 8 سے 11 دسمبر 1999 تک نیپال کا دورہ کیا۔ دونوں ملکوں کے وزراء خارجہ نے یہ عہد دہرایا
کہ وہ اپنے علاقوں کو ایک دوسرے کے ملک کی سلامتی کے لئے خطرہ پیدا کرنے والی کارروائیوں کے لئے استعمال نہیں ہونے
دیں گے۔ یہ بھی طے کیا گیا کہ بھارت نیپال مشترکہ کمیشن کا کام پھر شروع کیا جائے گا۔ نیپال اور ہندوستان سرحدی ضلعوں میں
نقل وحمل اور مواصلات کے شعبوں سمیت اساسی ڈھانچوں کو فروغ دینے کے لئے تعاون بڑھایا جائے گا، دونوں ملکوں کے
درمیان سماجی، معاشی شعبوں میں ہو رہے فروغ کے بارے میں اطلاعات و تجربات کا باہمی تبادلہ کیا جائے گا اور سیلاب پر قابو
کھنے اور سیلاب آنے کی پہلے سے اطلاع دینے والے مشترکہ ٹاسک فورس بنائی جائے گی۔ حکومت ہند، نیپال کے جن اہم
پروجیکٹوں میں مالی تعاون کر رہی ہے۔ ان میں مشرق، مغرب اہم شاہراہ کے کوہل پور مہا کالی علاقے میں 22 پلوں کی تعمیر،
کاٹھمنڈو کے ویر اسپتال میں ایمرجنسی اور ٹراما ئی مرکز کی تعمیر، رکسول، سرسیا ریل لنک کی تعمیر، ٹنک پور، مہندر شہر کے درمیان سڑک
تعمیر اور مہا کالی معاہدے کے تحت کئی دیگر کام بھی شامل ہیں دھرن کے بی پی کوائرالا ہیلتھ انسٹی ٹیوٹ اور کاٹھمنڈو کے پرویکار
اسپتال میں میٹرنٹی اور نیونیٹل انٹنسیو کیر یونٹ قائم کرنے میں حکومت ہند امداد فراہم کیا۔ 24 دسمبر 1999 کو انڈین ایئر لائنس کی
فلائٹ آئی سی 814 کے جہاز کا اغوا ہو جانے پر۔

ہندوستان نے کاٹھمنڈو کے لئے انڈین ایئر لائنس کی اڑانیں ملتوی کر دی تھیں۔ اغوا کے اس حادثے کی پوری طرح جانچ
کرنے، حفاظتی انتظامات بڑھانے اور کاٹھمنڈو کو انڈین ایئر لائنس کی فضائی خدمات پھر شروع کرنے کے بارے میں دونوں ملکوں
کی حکومتوں نے اچھی طرح غور و خوض کیا۔ پہلی جون سے یہ اڑانیں پھر شروع کر دی گئیں۔ اگست 2000 کے پہلے ہفتے میں
نیپال کے وزیر اعظم ہندوستان آئے۔ دہشت گردی کی لعنت مٹانے کے لئے دونوں ملکوں نے باہمی تعاون کے فیصلے کو دہرایا۔

بھارت اور بھوٹان کے تعلقات باہمی مفاہمت و احترام پر مبنی ہیں۔ پانچ سالہ منصوبے کے تحت پابندی سے امداد دینے کے
علاوہ ہندوستان ان تین بڑے پروجیکٹوں میں بھی معاشی امداد دے رہا ہے۔ تال پن بجلی پروجیکٹ، کریچو پن بجلی پروجکٹ اور دنگ
سسم سیمنٹ پروجیکٹ۔

وزیر خارجہ نے 8 سے 11 اپریل تک بھوٹان کا سفر کیا۔ اور جدید درست شدہ پادر ہوائی اڈے کو باضابطہ سونپا۔ حکومت
ہند نے اسی کام میں بھوٹان کو 23 کروڑ روپے بھی زیادہ روپے کی امداد دی۔ شاہ بھوٹان جگمے سنگے وانگ چک 24 سے 27 مئی
1999 تک نجی طور پر ہندوستان آئے۔ ہندوستان یکم جولائی 1999 سے چوکھا بجلی ٹیرف میں ترمیم کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔

سال کے پہلے 6 مہینوں میں علاقائی تعاون، خاص طور سے سارک کے ڈھانچے میں اقتصادی تعاون کی رفتار بڑھی۔ سیٹل
میں عالمی تجارتی تنظیم کی میٹنگ میں حصہ لینے سے پہلے سارک کے ممبر ملکوں کی مجموعی پالیسی طے کرنے کے لئے گئے تبادلہ خیالات
میں ہندوستان نے سرگرم حصہ لیا۔ کولمبو میں سارک ملکوں کے 10 ویں چوٹی کانفرنس میں تشکیل شدہ ماہرین کمیٹی نے جنوبی ایشیا
آزاد تجارت علاقہ بنانے سے متعلق معاہدے کی شرطیں حتمی طور پر تیار کر لیں۔ سارک تنظیم نے کوالٹی اور پیمائش کے معیاروں میں
یکسانیت قائم کرنے کا کام بھی شروع کر دیا۔ اس سے علاقے کے اندر تجارت کرنے میں سہولیت ہو جائے گی۔ اقتصادی تعاون
کی رفتار بڑھانا سارک تنظیم کی اہم کامیابی ہے۔ امید ہے کہ اس کی وجہ سے سارک کی کھلی تجارت کا عمل شروع کرنے میں مدد ملے
گی نیویارک میں اقوام متحدہ جنرل اسمبلی کے 54 ویں اجلاس کے موقع پر سارک ممالک کے وزراء خارجہ نے 28 ستمبر 1999 کو
تبادلہ خیالات کیا۔ مئی 1997 میں مالے میں منعقدہ، نویں سارک چوٹی کانفرنس میں تشکیل شدہ ممتاز افراد کے گروپ کی رپورٹ
پر وزرا خارجہ نے غور و خوض کیا۔ پاکستان میں 12 اکتوبر 1999 کو فوج کے ذریعہ حکومت کا تختہ پلٹنے کی وجہ سے کاٹھمنڈو میں 26

سے 28 نومبر 1999 تک منعقد 11 ویں سارک چوٹی کانفرنس کو ملتوی کر دیا گیا۔

جنوب مشرقی ایشیا اور بحرالکاہل

جنوب مشرقی ایشیا علاقے کے ملکوں کے ساتھ ہندوستان کے تعلقات مختلف شعبوں میں بڑھے ہیں۔ خاص طور سے مشرق کے ممالک کی طرف دھیان دینے کی پالیسی پر عمل کرنے کی وجہ سے۔ اس پالیسی کا مقصد مشرقی ایشیائی تنظیم کے ملکوں کے ساتھ موجودہ تعلقات کو مزید مضبوط کرنا اور نئے تعلقات قائم کرنا ہے۔

جنوب مشرقی ایشیائی ممالک کی تنظیم (اسیان) اور اسیان علاقائی فورم کے ڈھانچے کے تحت ہندوستان نے جنوب مشرقی ایشیا ممالک کے ساتھ اور گہرا رابطہ بڑھانے کی کوشش کی۔ جولائی 1999 میں سنگاپور میں منعقد چھٹی اسیان علاقائی فورم اور اسیان وزراء کانفرنس کے بعد 32 ویں میٹنگ میں وزیر خارجہ کی قیادت میں ہندوستانی وفد نے شرکت کی۔

وزیر خارجہ نے اسیان ملکوں کے ساتھ اسیان علاقائی فورم کے ملکوں وزرا خارجہ کے ساتھ مذاکرات کئے۔ ان دنوں ہندوستان، اسیان ملکوں کے ساتھ تجارت اور پونجی سرمایہ سائنس اور ٹکنالوجی، سیاحت اور انسانی وسائل اور بنیادی ڈھانچہ ترقی وغیرہ کئی شعبوں میں تعاون کر رہا ہے۔ ہندوستان اور اسیان ملکوں کے درمیان 94-1993 میں تقریباً ڈھائی بلین (ڈھائی ارب) امریکی ڈالر کی تجارت ہوئی تھی۔ 99-1998 میں یہ تجارت بڑھ کر 5.36 بلین ڈالر کی ہوگئی۔ ہندوستان کو امید ہے اسیان ملکوں کے ساتھ تجارت مقدار اور کوالٹی دونوں ہی پہلوؤں سے بڑھے گی۔

ہندوستان اور ملیشیا کے تعلقات اعلیٰ سطحی غور و خوض اور دفاع، تجارتی، اقتصادی اور ثقافتی میدانوں میں تعاون بڑھنے کی وجہ سے مزید مضبوط ہوئے۔ جنوری 1999 میں تملناڈو کے وزیر اعلیٰ کی قیادت میں وفد ملیشیا گیا۔ دوسرے وفد نے شہری ہوا بازی اور سیاحت کے وزیر کی قیادت میں 8 سے 10 فروری تک ملیشیا کا دورہ کیا۔ ملیشیا کے ورکس وزیر داتو سیری سمیع ویلو ہندوستان آئے۔ اپریل 1999 میں ملیشیا کے پرائمری صنعت کے وزیر ڈاکٹر لم ویک یا ئیک کی قیادت میں اقتصادی اور تکنکل مشن ہندوستان آیا۔ اسیان ملکوں میں ملیشیا کے ساتھ ہندوستان کی سب سے زیادہ تجارت ہونے لگی ہے۔ (1998 میں دونوں ملکوں کے درمیان 1,891 ملین امریکی ڈالر کی تجارت ہوئی) ہندوستان میں راست پونجی سرمایہ لگانے والے ملکوں میں ملیشیا کا اہم مقام ہے۔

اس سال کے دوران سنگاپور کے ساتھ ہندوستان کی گہری دوستی مزید بڑھی جولائی میں ہندوستان کے وزیر خارجہ نے سنگاپور میں وہاں کے وزیر خارجہ کے ساتھ بات چیت کی۔ سنگاپور میں 18 سے 20 اکتوبر 1999 تک منعقد عالمی اقتصادی فورم کے مشرق ایشیا چوٹی کانفرنس میں وزیر توانائی نے حصہ لیا۔ ڈربن، جنوبی افریقہ میں منعقد کامن ویلتھ سربراہ کانفرنس کے موقع پر ہندوستان کے وزیر اعظم نے 15 نومبر 1999 کو سنگاپور کے وزیر اعظم گوہ چوک ٹونگ سے ملاقات کی۔ سنگاپور کے وزیر اعظم جنوری 2000 میں ہندوستان تشریف لائے۔ مالیات اور انفارمیشن ٹکنالوجی کے شعبوں سے متعلق دو مشترکہ ٹاسک فورس بنانے کا فیصلہ کیا گیا۔

برنئی دارالسلام کے ساتھ دو طرفہ تعلق بنانے اور تعاون بڑھانے کی کوشش کی گئی۔ جولائی 1999 میں سنگاپور میں منعقد اے آر ایف/اسیان پی ایم سی میٹنگوں کے موقع پر ہندوستان کے وزیر خارجہ نے برنئی کے وزیر خارجہ سے بات چیت کی۔ سافٹ ویئر، انفارمیشن ٹکنالوجی، پیٹرو کیمیکلس اور عمارت تعمیر اور توانائی سے متعلق کاموں کے لئے فراہمی اور صلاح دینے کے بارے میں ہندوستانی کمپنیوں نے برنئی کے ساتھ تجارتی اور اقتصادی تعلقات بڑھانے میں کافی پیش رفت کی۔

ہندوستان اور فلپینس کے تعلقات پر جوش اور دوستانہ بنے رہے۔ منیلا میں 28 جنوری 2000 کو پونجی سرمایہ بڑھانے اور

اس کے تحفظ کے بارے میں دونوں ملکوں کے درمیان معاہدے پر دستخط کئے گئے۔

ہندوستان اور تھائی لینڈ کے تعلقات روایتی گرمجوشی اور دوستانہ بنیاد پر قائم رہے۔ وزیر خارجہ جولائی 1999 میں تھائی لینڈ گئے اور وہاں امور خارجہ کے وزیر مملکت ڈاکٹر سکھ بندھ پری واتر کے ساتھ باہمی مفاد کے معاملوں پر بات چیت کیا۔ نومبر 1999 میں نئی دلی میں منعقد خلائی استعمال سے متعلق دوسرے وزراء کانفرنس میں تھائی لینڈ کے سائنس ٹکنالوجی اور ماحولیات کے وزیر نے حصہ لیا۔ ویا نتمائی میں منعقد ایشیا بحرالکاہل پارلیمنٹری کانفرنس کی ساتویں جنرل اسمبلی میں لوک سبھا کے چیئرمین کی قیادت میں وفد نے حصہ لیا جو کہ ماحولیات اور ترقیات کے موضوع پر تھی۔

ہندوستان اور انڈونیشیا کے تعلقات میں اطمینان بخش پیش رفت رہی۔ انڈونیشیا کے صدر محترم عبدالرحمٰن وحید 8 اور 9 فروری 2000ء کو ہندوستان تشریف لائے۔ ان کے اس سفر کے موقع پر سیاحت کے شعبے میں تعاون کرنے کے لئے معاہدے کے مسودے پر دستخط کئے گئے۔ معدنیات اور دھات تجارت کارپوریشن اور انڈونیشیا کی تجارتی تنظیم 'کادن' کے درمیان آپسی تجارت کرنے اور رکن انٹرنیشنل (انڈیا) اور متراجے گروپ (انڈونیشیا) کے درمیان ریل پروجیکٹ کے بارے میں دستخط کئے گئے۔ ہندوستان اور لاؤس کے درمیان دوستانہ اور گرمجوشانہ تعلقات بنے رہے۔ لاؤس کے وزیر زراعت اور جنگل بانی ڈاکٹر شیلن سپھانتوک مئی 1999 ہندوستان آئے۔ جنوری 1999 میں لاؤ پی ڈی آر کے ساتھ کئے گئے قرض معاہدے کے مطابق لاؤس کو نرم شرائط پر 20 لاکھ امریکی ڈالر قرض دینے کے بارے بینک معاہدہ کیا گیا۔

کمبوڈیا کے ساتھ ہندوستان کے تعلقات پر خلوص اور دوستانہ قائم رہے۔ کمبوڈیا کے وزیر اعظم ہون سین 19-17 فروری 2000 میں ہندوستان آئے۔ اس موقع پر مشترکہ تجارتی کمیشن بنانے اور ثقافتی تبادلہ پروگرام کے بارے میں دو معاہدوں پر دستخط کئے گئے۔ ویتنام کو نرم شرائط پر 60 کروڑ روپے کی ادائیگی کی مدت بڑھا دی گئی۔ تیل اور قدرتی گیس کارپوریشن کی بیرون ممالک میں تیل کی تلاش کرنے والی کمپنی او۔این۔جی۔سی ودیش لمیٹیڈ نے 29 اپریل 1999 کو دو معاہدوں پر دستخط کر دیڑھ ملین ڈالر لاگت کی ویتنام گیس پیداوار پروجیکٹ پر عمل شروع کر دیا۔

جولائی 2000 کے دوسرے ہفتے میں آسٹریلیا کے وزیر اعظم جان ہاورڈ ہندوستان تشریف لائے۔ انہوں نے دونوں ممالک کے درمیان آپسی تعلقات میں فروغ کی یقین دہانی کرائی کرائی۔ مئی 1998 میں ہندوستان کے ایٹمی تجربہ کے بعد دونوں ممالک کے تعلقات میں جور کاوٹیں پیدا ہو گئی تھیں۔ انہیں دور کرنے کے لئے آسٹریلیا کی سیاسی کوششوں کے نتیجے کے طور پر وزیر اعظم جان ہاورڈ ہندوستان آئے۔ ہندوستان اور پاپوا نیوگنی کے درمیان گہرا دوستانہ تعلق قائم رہا۔ ڈربن میں منعقد سربراہان کانفرنس کے موقع پر دونوں ملکوں کے وزیر اعظم نے دوطرفہ اور بین الاقوامی معاملات پر غور و خوض کیا۔

تقریباً 9 سال کے بعد سوا میں 2 مارچ 1999 کو فجی میں ہندوستانی ہائی کمشنر کا آفس پھر کھل گیا۔ آزاد فجی کی تاریخی میں پہلے ہندوستانی نژاد جناب مہندر پال چوہدری وزیر اعظم بنے۔ فجی کی نئی حکومت نے نئی دلی میں اپنا سفیر مقرر کرنے کا اعلان کیا۔ بعد میں جناب چودھری کو ان کے عہدے سے ہٹا دیا گیا۔ کموڈور بے وی۔ بنی مرامانجی کے نئے فوجی حاکم بنے۔

پوکھرن میں دوسرے ایٹمی تجربے کے بعد نیوزی لینڈ کے ساتھ تعلقات ساکت و جامد ہو گئے تھے لیکن اس کے بعد دونوں ممالک کے ساتھ باہمی تعلقات میں بہتری پیدا ہونے لگی۔ دوہرا ٹیکس وصول نہ کرنے سے متعلق معاہدے کے دورے دستاویز پر 21 جون 1999 کو نئی دلی میں دستخط کئے گئے۔ اس معاہدے کا مقصد ہندوستان اور نیوزی لینڈ کے درمیان ٹکنالوجی، تجارت اور دیگر خدمات کا باہمی لین دین بڑھانا ہے۔

مشرقی ایشیا

ہندوستان نے چین کے ساتھ ہمسائیگی، دوستانہ اور باہمی مفاد پر مبنی تعلقات قائم کرنے کی کوشش کی۔ چین کے وزیر خارجہ تانگ سے بات چیت کرنے کے لئے وزیر خارجہ 15-14 جون 1999 کو چین گئے۔ دونوں ملکوں کے درمیان سیاسی تعلقات قائم ہونے کی 50 ویں سالگرہ و یکم اپریل 2000 کو مشترکہ طور سے منانے کے لئے ہندوستان اور چین متفق ہوئے۔ یہ بھی طے کیا گیا کہ دونوں ملکوں کے درمیان اعتماد پیدا کرنے، اقتصادی، تجارتی تعلقات بڑھانے اور سلامتی وحفاظت سے متعلق بات چیت شروع کرنے کا بھی سلسلہ شروع کیا جائے گا۔ بیجنگ میں 26 اور 27 اپریل 1999 کو ہونے سرحدی تنازعات سے متعلق مشترکہ ٹاسک فورس کی 11 ویں میٹنگ میں دونوں ملکوں نے یہ یقین دہرایا کہ وہ ہندوستان اور چین کے سرحدی علاقوں میں (1993) حقیقی کنٹرول لائن پر امن و نیک نیتی کا جذبہ بنائے رکھیں گے۔ وہ ہندوستان وچین سرحدی علاقوں میں (1996) حقیقی کنٹرول لائن پر فوجی حلقے میں اعتماد کا ماحول پیدا کرنے کی کوششوں سے متعلق معاہدوں کی بھی پابندی کریں گے۔

سال کے دوران، تجارت، کامرس، صنعت، ماحولیات، بجلی، لوہا، اور فولاد، سائنس اور ٹکنالوجی، علم ادویہ، صحافت، ثقافت، کھیل کود کے شعبوں میں دونوں ملکوں کے درمیان عملی تبادلہ ہوا۔ چین، اور پرتگال حکومتوں کے مشترکہ کنٹرول پر وزیر مملکت برائے خارجی امداد نے 19 اور 20 دسمبر 1999 کو مکاؤ، چین کو سونپنے کی تقاریب میں ہندوستان کی نمائندگی کی۔ 1999 میں دونوں ملکوں کے درمیان 1.987 بلین امریکی ڈالر کی تجارت ہوئی جو 1998 کے تجارت کے مقابلے 3.4 فی صد زیادہ تھی۔ ہندوستان نے جاپان کے ساتھ باہمی مفاد کے دوستانہ تعلقات قائم رکھے۔ وزیر خارجہ نے 23 سے 26 نومبر 1999 تک جاپان کا سفر کیا۔ انہوں نے جاپان کے وزیر اعظم کے اوبوچی سے ملاقات کی اور جاپان کے وزیر خارجہ یوہوی کونوں اور دیگر وزراء سے بھی بات کی۔ دونوں ملکوں نے سائنس اور ٹکنالوجی، دفاع، پونجی سرمایہ اور ثقافت کے شعبوں میں لین دین بڑھانے کا فیصلہ کیا۔ دفاع کے بارے میں بھی مذاکرات شروع کرنے اور جاپان اور ہندوستان کے دانا لوگوں کی کمیٹی بنانے کے بارے میں بھی فیصلہ کیا گیا۔ ہندوستان کے وزیر دفاع نے پہلی بار 10 سے 14 جنوری 2000 تک جاپان کا دورہ کیا۔ اس دورے کے دوران سلامتی وحفاظت سے متعلق معاملات کے بارے میں پابندی سے تبادلہ خیال شروع کرنے اور دفاعی ملازمین کی تعلیم وتربیت کے بارے میں پابندی سے تبادلہ خیال شروع کرنے اور دفاعی ملازمین کی تعلیم وتربیت کے بارے میں تبادلہ کے کام کو وسعت فراہم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ جنوری سے اکتوبر 1999 تک جاپان کے ساتھ ہندوستان کی تجارت 388 ملین امریکی ڈالر کی ہوئی۔ جنوری سے اگست 1999 تک جاپان نے ہندوستان سے 31:02 ملین امریکی ڈالر (7. 13,027) ملین روپے) کی پونجی کی سرمایہ کاری کی۔

کوریا ریپبلک (ROK) کے ساتھ باہمی مفاہمت و پرخلوص تعلقات بنے رہے۔ دونوں ملکوں کے اعلیٰ سطحی وفود نے ایک دوسرے ملکوں کا دورہ کیا۔ جس کی وجہ سے اقتصادی اور ثقافتی تعلقات مضبوط ہوئے۔ 1999 میں ہندوستان کوریا پبلک کے درمیان کل ملا کر 2.31 ملین امریکی ڈالر کی تجارت ہوئی۔

ڈیموکریٹک پیوپل ریپلک آف کوریا (DPRK) کے ساتھ ہندوستان کے تعلقات دوستانہ بنے رہے۔ وزیر صحت عامہ ڈاکٹر کم سوہاک 24 سے 28 ستمبر 1999 کے درمیان ہندوستان آئے۔ انہوں نے ابتدائی صحت سے متعلق دیکھ بھال اور صحت کے شعبے میں اصلاح جیسے بین ملکی تعاون کے ترجیحی سیکٹر کے بارے میں تبادلہ خیال کیا۔ عوامی جمہوریہ ری پبلک کوریا کی سائنس اکادی کے صدر ڈاکٹر (پروفیسر) ری کوانگ ہونے خلائی اطلاق کے بارے میں ایسکیپ وزرا کانفرنس میں حصہ لیا۔ ایشیا اور بحرالکاہل علاقے کے ملکوں میں جاری رہ سکنے کے قابل ترقی وفروغ میں خلائی استعمال کے بارے میں یہ کانفرنس نئی دلی میں 15

سے 20 نومبر 1999 تک منعقد کیا گیا تھا۔ 25 جون 1999 کو شمالی کوریا کے جہاز کو وول سان کاند حلہ میں روک لیا گیا۔ اس میں میزائل بنانے کی مشینوں کے پرزے اور نقشے تھے۔ اس معاملے میں مناسب کارروائی کی جارہی ہے۔

ہندوستان اور منگولیا کے روایتی تاریخی تعلقات مضبوط کرنے کے لئے نائب صدر جمہوریہ نے 25 سے 29 اگست تک منگولیا کا سفر کیا۔ دونوں ملکوں نے تعاون کے نئے شعبوں میں اپنے تعلقات کو وسیع بنانے اور اس میں تنوع لانے کا فیصلہ لیا۔

وسطی ایشیا

تاریخی اور جغرافیائی نقطہ نگاہ سے دفاعی اہمیت کے وسطی ایشیا کے پڑوسی ممالک کے ساتھ ہندوستان کے تعلقات بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ یہ علاقے ہندوستان کے لئے اقتصادی اور دفاعی دونوں پہلوؤں سے بہت اہم ہیں۔

ازربائیجان کے ساتھ ہندوستان کے روایتی پرخلوص دوستانہ تعلقات مزید بڑھے۔ مارچ اپریل 1999 میں الماتی میں ہندوستان قزاق مشترکہ کمیشن کی میٹنگ منعقد کی گئی۔ قزاق پونجی سرمایہ کانفرنس کے موقع پر قزاقستان کے نائب وزیراعظم اور وزیر زراعت جناب کریبا جانوف مارچ 1999 میں نئی دہلی آئے۔ اگست 1999 قزاقستان کے نائب وزیراعظم وزیر خارجہ ہندوستان آئے انہوں نے مجرمانہ امور میں باہمی قانونی امداد کے معاہدے پر اور سیاست داں اور افسران کے پاسپورٹ پر ویزہ فیس وصول نہ کرنے کے معاہدے پر دستخط کئے۔ ہندوستان اور کرگیستان کے تعلقات میں مزید فروغ حاصل ہوا۔ اپریل 1999 کارگذار صدر اسکرا کا ایف ہندوستان کے سرکاری دورے پر تشریف لائے۔ اس موقع پر دوہرا ٹیکس وصول نہ کرنے کے معاہدے، مجرمانہ معاملات میں باہمی قانونی امداد معاہدہ 2000-1998 سالوں کے لئے ثقافتی تبادلہ پروگرام اور شہری ہوابازی سے متعلق معاملات پر معاہدے کے مسودے پر دستخط کئے۔ کرگز یوم آزادی تقاریب میں نائب صدر جناب کرشن کانت مہمان خصوصی تھے۔ تاجکستان کے خارجہ سکریٹری اپریل 1999 میں نئی دہلی آئے۔ انہوں نے ہندوستان سکریٹری (سابق) سے تبادلہ خیال کیا۔ دوشانبے میں ہندوستانی کمپنی پانچ ستارہ ہوٹل بنارہی ہے۔ اسی ہوٹل کی بنیاد دسمبر 1999 میں صدر رکھما نوف نے رکھی۔

ترکمنستان کے ساتھ تعلقات اچھے بنے رہے۔ مئی 1999 میں ترکمنستان کے وزیر خارجہ کے سفر کے موقع پر دونوں ملکوں کے درمیان تعلق بڑھانے کے معاہدے پر دستخط کئے گئے۔ توانائی کے شعبے کے لئے مشترکہ ٹاسک فورس بنانے کا بھی فیصلہ کیا گیا ہندوستان اور ترکی کے تعلقات میں بے پناہ پیش رفت ہوئی۔ دونوں ممالک کے اعلی سطحی سیاسی تبادلے نتیجے میں تجارتی، اقتصادی اور ثقافتی شعبوں میں تعاون بڑھانے کے لئے اہم اقدامات اٹھائے گئے۔ اگست 1999 میں ترکی میں زلزلہ آنے پر ہندوستان نے ترکی کے عوام کی امداد کے لئے ہر ممکنہ کوشش کی۔

ازبکستان کے ساتھ ہندوستان کے تعلقات میں مزید پیش رفت ہوئی۔ مئی 1999 میں وزیر خارجہ نے ازبکستان کا دورہ کیا۔ اس موقع پر دونوں ملکوں نے پونجی سرمائے کی حفاظت سے متعلق معاہدے پر دستخط کئے۔ ستمبر 1999 میں سکریٹری (سابق) تبادلہ خیالات کے لئے تاشقند گئے۔ ازبکستان کے ساتھ سائنس اور ٹکنالوجی کے شعبوں میں تعاون جاری رہا۔

خلیجی ممالک

خلیجی ممالک کے ساتھ ہندوستان کے گہرے تاریخی اور روایتی ثقافتی تعلقات ہیں۔ ہندوستان انہیں بہت اہمیت دیتا ہے۔ ان ممالک اور ہندوستان کے اعلی افسران ایک دوسرے کے ملک میں آتے جاتے رہے۔ اس کی وجہ سیاسی، معاشی اور ثقافتی

شعبوں میں آپسی تعلقات مزید بڑھانے اور مضبوط کرنے میں مدد ملی۔ ہندوستان اور بحرین کے درمیان گہرے قلبی تعلقات اور مضبوط ہوئے، خاص طور سے اقتصادی سیکٹر میں۔ بحرین میں پونجی سرمائے کے امکانات کا پتہ لگانے کے لئے ہندوستانی صفت کنفیڈریشن (CII) کا وفد اپریل 1999 میں بحرین گیا۔ برلا انسٹی ٹیوٹ آف ٹکنالوجی نے بحرین میں اپنی پہلی غیر ملکی شاخ قائم کی۔

عراق کے ساتھ ہندوستان کے روایتی تعلقات اس سال مزید مضبوط ہوئے۔ بغداد میں 27 سے 29 جولائی 1999 تک ہندوستان۔ عراق مشترکہ کمیشن کی 13 ویں اجلاس ہوا۔ ہندوستانی ٹکنالوجی اور اقتصادی تعاون پروگرام کے تحت ہندوستانی ماہرین طب کا ایک وفد تشویش ناک حالت میں مبتلا مریضوں کے علاج میں عراق کے ڈاکٹروں کی امداد کرنے کے لئے جولائی 1999 میں عراق گیا۔ عراق حکومت نے بھارت ہیوی الکٹریکلس لمیٹیڈ کو گیس ٹربائین بھیجنے کا آرڈر دیا۔ کویت کے ساتھ ہندوستان کے گہرے تعلقات دوستانہ بنے رہے۔ جانور اور مچھلی وسائل کے نائب ڈائرکٹر جنرل ڈاکٹر سلطان ال خلاف کی قیادت میں کویت کا وفد 10 سے 13 اگست 1999 تک بھارت آیا۔ اس میں لاپتہ لوگوں اور باہمی معاملات پر دونوں ممالک کے محکمہ خارجی امور کے افسران کے ذریعہ پابندی سے تبادلہ خیالات کرنے کے بارے میں معاہدے کے مسودے پر دستخط کر دینے سے دونوں ملکوں کے تعلقات میں مزید کشادگی فراہم ہوئی ہے۔

ہندوستان عمان کے درمیان قریبی تاریخ تعلقات اور ثقافتی یکسانیت ہے۔ مسقط میں 13 اپریل 1999 کو مجرموں کو سونپنے کے معاہدے پر دستخط کئے گئے منظم جرائم اور دہشت گردی کے خاتمے سے متعلق معاہدے کو توثیق کے دستاویز مئی 1999 میں دونوں ممالک کے نمائندگان کو مسقط میں دیئے گئے۔ عمان کی اے آئی مسرت آبی فراہمی پروجیکٹ ہوائی جہاز سے فوٹو لینے کے لئے قومی ریموٹ سنسنگ ایجنسی کی ٹیم 28 اپریل 1999 سے عمان میں کام کرنے گئی۔ بھارت ہیوی الکٹرانکس لمیٹیڈ کو عمان میں بجلی گھر کی پیداوار کی صلاحیت بڑھانے کے تقریباً دو کروڑ ستر لاکھ امریکی ڈالر کا کام ملا۔ مجوزہ ہندوستان عمان مشترکہ کیمیائی کھاد کارخانہ اور ہندوستان عمان تیل صاف کرنے کے کارخانے کو بنانے میں تعاون فراہم کرنے اور بات چیت کرنے کے لئے کیمکل اور فرٹلائزر وزیر 21 سے 24 نومبر 1999 تک عمان گئے۔ IOR-ARC کی وزراء کونسل کی خصوصی میٹنگ میں حصہ لینے کے لئے وزیر خارجہ نے 21 سے 23 جنوری 2000 تک عمان کا دورہ کیا۔

ہندوستان اور قطر کے درمیان روایتی پر خلوص دوستانہ تعلقات 6 سے 8 اپریل 1999 تک قطر کے امیر کی سرکاری دورے پر آنے کی وجہ سے مزید مضبوط ہوئے اسی سفر کے دوران دونوں ملکوں نے 6 معاہدوں کے دستاویزوں پر دستخط کئے۔ ان دونوں ملکوں میں پونجی سرمائے کو بڑھانے اور اس کے تحفظ، دوہرا ٹیکس وصول کرنے کے معاہدے اور غیر ملکی دفاتر کے درمیان تبادلہ خیالات سے متعلق معاہدے کے دستاویز بھی شامل ہیں۔ ہندوستانی سفارت خانے 21 سے 30 اپریل تک ڈولیا میں اور ہندوستانی ثقافتی ہفتے کا اہتمام کیا گیا۔ 31 جولائی 1999 کو قطر کی راس گیس اور ہندوستان کی پیٹری نٹ کمپنیوں نے مائع قدرتی گیس بیچنے اور خریدنے کے بارے میں لندن میں حتمی معاہدے پر دستخط کئے۔ اس کے مطابق قطر 2003 سے 25 سالوں تک بھارت کو ہر سال 75 میٹرک ٹن مائع گیس دے گا۔ 13 اکتوبر 1999 کو تیل اور قدرتی گیس کارپوریشن بھارت لمیٹیڈ نے منائی کارپوریشن کیو ایس سی کے ساتھ معاہدے کے دستاویز پر دستخط کئے۔

سعودی عرب کے ساتھ ہندوستان کے روایتی تعلقات مضبوط ہوتے گئے۔ سال 99-1998 میں دونوں ملکوں کے درمیان 2.6 بلین امریکی ڈالر کی تجارت ہوئی۔ سال کے دوران ہندوستان سے سعودی عرب کو 766 ملین ڈالر کا سامان برآمد کیا گیا جو پچھلے سال کے مقابلے 9 فی صد زیادہ تھا سعودی عرب میں مختلف شعبوں میں 25 سے زیادہ مشترکہ وینچر پر کام چل رہا ہے۔ سعودی عرب میں تقریباً 12 لاکھ ہندوستانی ہیں۔ یہ لوگ سالانہ دو بلین ڈالر ہندوستان بھیجتے ہیں۔ مارچ 1999 میں 98,072

ہندوستانی زائرین حج کا مقدس فریضہ ادا کیا۔ سفر حج کے دوران 30 رکنی خیر سگالی وفد بھی سعودی عرب گیا۔

ہندوستان اور متحدہ عرب امارات کے درمیان مختلف میدانوں میں دوطرفہ تعلقات میں مزید مضبوطی آئی۔ 15 اپریل 1999 کو وزیر خارجہ نے متحدہ عرب امارات کا سفر کے دوران متحدہ عرب امارات کے امور خارجہ کے وزیر مملکت شیخ حمدان بن زید النہیان سے ملاقات کی۔ وزیر خارجہ نے متحدہ عرب امارات کو 10R-ARC کا ممبر بنانے کی تجویز کا خیر مقدم کیا۔ متحدہ عرب امارات کے انصاف، اور اسلامی معاملات اور اوقاف کے وزیر 25 اور 26 اکتوبر 1999 کو ہندوستان تشریف لائے۔ اس سفر کے دوران مجرموں کو سونپنے کا معاہدہ، جرم کے معاملے میں باہمی قانونی امداد معاہدہ اور شہری اور تجارتی معاملات میں عدل اور عدالتی تعاون معاہدوں پر دستخط کئے گئے۔ انفارمیشن ٹکنالوجی میں ہندوستانی اہلیت میں افزائش کے لئے قومی سافٹ ویئر اور خدمات کمپنیوں کا وفد مئی 1999 میں متحدہ عرب امارات گیا۔

سال کے دوران ہندوستان اور یمن کے درمیان دوستی اور تعاون کے تعلقات میں اضافہ ہوتا رہا۔ تیل اور معدنیات وسائل کے وزیر جناب محمد ال خادم الوجیح کی قیادت میں وفد، جون 1999 میں ہندوستان آیا۔ دونوں ملکوں نے یمن سے ہندوستان کو تیل اور قدرتی گیس کے معاہدے پر دستخط کرنے کے امکانات پر بات چیت کی۔ اقتصادی، سائنسی اور ٹیکنکل شعبوں میں تعاون کرنے سے متعلق ہندوستان یمن مشترکہ کمیٹی کی سانا میں 18 سے 20 جولائی 1999 تک اجلاس ہوا۔ اس مشترکہ کمیٹی کے اجلاس کی کارروائی کی توثیق معاہدے پر ہوائی خدمات معاہدے پر بھی دستخط کئے گئے۔ اگست 1999 میں تقریباً 3,500 بوہرہ لوگوں نے یمن کی زیارت کیا۔

مغربی ایشیا اور شمالی افریقہ

مغربی ایشیا اور شمالی افریقہ کا علاقہ ایک طرح سے ہندوستان کا وسیع پڑوس ہے۔ ہندوستان اس علاقے میں معقول، جامع اور مستقبل قیام امن کی کوششوں کی لگاتار حمایت کرتا رہا ہے۔ یہ کوششیں اقوام متحدہ سیکورٹی کونسل کی متعلقہ تجاویز اور ''امن کی زمین'' کے اصولوں پر مبنی ہے۔

الجیریا کے ساتھ قریبی و پرخلوص تعلقات قائم رہے۔ تیل اور قدرتی گیس کمیشن نے اور گیس اتھارٹی انڈیا کے وفد نے 11 سے 14 اپریل 1999 تک الجیریا کا دورہ کیا۔ اس سفر کا مقصد ہائیڈروجن شعبے میں تعاون بڑھانا تھا جون 1999 میں الجیریا کے توانائی اور کان کے وزیر ڈاکٹر یوسف یوسفی کے ہندوستان دورے کے دوران ہائیڈروکاربن شعبے میں تعاون کا دھیان رکھتے ہوئے مشترکہ ٹاسک فورس بنائی گئی۔ دفاع کے شعبے میں تعاون کے امکانات پتہ لگانے کے لئے جنرل بیدی مراد محمد کی قیادت میں الجیریا کے آٹھ رکنی دفاع وفد نے 14 سے 23 نومبر 1999 تک ہندوستان کا دورہ کیا۔

مصر کے ساتھ ہندوستان کے تعلق مختلف شعبوں میں بڑھے۔ قاہرہ میں 17 مئی 1999 کو ہندوستان مصر مشترکہ تجارتی گروپ کا پہلا اجلاس ہوا۔ بنگلور میں 16 سے 18 اگست 1999 تک منعقدہ جی۔15 تنظیم کے وزراء کی میٹنگ میں مصری تجارت وفراہمی کے وزیر ڈاکٹر احمد غویلی نے اپنے ملک کے وفد کی قیادت کی۔ نیویارک میں 54 ویں اقوام متحدہ جنرل اسمبلی کے موقع پر وزیر خارجہ جسونت سنگھ نے 20 ستمبر 1999 کو مصر کے وزیر خارجہ امر موسیٰ سے ملاقات کی۔

اسرائیل کے ساتھ تعلقات اطمینان بخش ڈھنگ سے بڑھتے رہے۔ وزیراعظم کے چیف سکریٹری 2 سے 4 ستمبر 1999 تک اسرائیل کا دورہ کیا۔ انکا یہ سفر ہندوستان اسرائیل کے درمیان جاری سیاسی مذاکرات کے سلسلے میں تھا۔ کنی سیٹ کی ڈپٹی اسپیکر محترمہ ناؤمی چجان نے 23 اور 24 کو ہندوستان کا دورہ کیا۔

جارڈن کے ساتھ قریبی اور دوستانہ تعلقات بنے رہے۔ 8 فروری 1999 کو نائب صدر محترم کرشن کانت، عمان میں شاہ حسین تجہیز و تکفین میں ہندوستان کی نمائندگی کی۔ اس موقع پر انہوں نے شاہ عبداللہ ثانی سے ملاقات کی۔ 20 اپریل 1999 کو ہندوستان اور جارڈن نے دوہرا ٹیکس وصول نہ کرنے کے معاہدے پر دستخط کئے۔

لبنان کے ساتھ ہندوستان کے دلی تعلقات بنے رہے۔ ہندوستان چاہتا ہے کہ لبنان کی خود مختاری، اتحاد اور علاقائی سالمیت پھر قائم ہونی چاہئے اور اقوام متحدہ سیکورٹی کونسل کی تجویز 425 کے مطابق لبنان کے پورے علاقے پر لبنان کا ہی اقتدار ہونا چاہئے۔ جی۔ 77 کے ایشیائی گروپ کے میٹنگ میں حصہ لینے کے لئے ہندوستانی وفد نے 9 سے 12 اگست 1999 تک بیروت کا دورہ کیا۔

لیبیا کے ساتھ خیر سگالی اور تعاون کی بنیاد پر تعلقات بنے رہے۔ سابق وزیر اعظم اندر کمار گجرال نے 10 سے 14 نومبر 1999 تک لیبیا کا دورہ کیا۔ اس موقع پر انہوں نے لیبیا کے صدر کرنل معمر القذافی اور وزیر خارجہ جناب عمر مصطفیٰ منتصر سے ملاقات کی۔

مراکش کے ساتھ ہندوستان کے تعلقات مزید مضبوط ہوئے۔ ہندوستانی صنعت کنفڈریشن اور مراکش کی صنعت تنظیم نے معاہدے دستاویز پر دستخط کئے۔ اس دستاویز کا مقصد مشترکہ تجارتی کونسل کا قیام ہے۔ مرحوم شاہ حسین ثانی کی تجہیز و تکفین میں حصہ لینے کے لئے نائب صدر نے 25 اور 26 جولائی کو 1999 کو مراکش کا دورہ کیا۔ مراکش کے وزیر اعظم عبدالرحمٰن ال ایوسفی 21 سے 25 فروری تک ہندوستان کے سرکاری دورے پر تشریف لائے۔ اس موقع پر تجارتی آبی نقل و حمل اور اس سے متعلق بحری معاملوں کے بارے میں معاہدے پر زیر زمین اور کان کے شعبے میں معاہدے کے مسودے پر اور پرسار بھارتی، دور درشن اور ریڈیو فیوزن ٹیلی ویژن مار وکین کے درمیان معاہدے پر دستخط کئے گئے۔ ہندوستان، مراکش مشترکہ کیمیائی کھاد کارخانے میں اگست 1999 سے پیداوار شروع ہوگئی۔ بیرون ممالک میں ہندوستان کا سب سے بڑے مشترکہ کارخانوں میں کارخانہ بھی ہے۔ ہندوستان، فلسطین کی حمایت میں متواتر واضح الفاظ میں مستقل کرتا رہا ہے۔ ہندوستان فلسطین کے لوگوں کی مادی اور تکنیکی مدد بھی کرتا رہا ہے۔ ہندوستان اور فلسطین کے چوٹی کے لیڈروں کے درمیان سیاسی روابط قائم رہے۔ صدر یاسر عرفات نے 9 اور 10 اپریل 1999 کو ہندوستان کا دورہ کیا۔ ہندوستانی مدد سے پورے کئے جارہے پروجیکٹوں کا جائزہ لینے کے لئے وزارت خارجہ کے اعلیٰ افسران مئی 1999 میں غازہ گئے۔

صومالیہ اور مغربی سہارا میں امن اور عام حالت از سرنو بحال کرنے کے لئے ہندوستان اقوام متحدہ کی کوششوں کی حمایت کرتا رہا۔

جیبوتی کے وزیر خارجہ جناب علی عابدی فراح نے اقوام متحدہ جنرل اسمبلی کے اجلاس کے موقع پر نیویارک میں وزیر خارجہ سے 21 ستمبر 1999 کو ملاقات کی اس کے بعد وزیر خارجہ نے جیبوتی کے صدر جناب اسماعیل عمر گویلاح سے ملاقات کی۔

سوڈان کے ساتھ تعلقات مضبوط ہوئے۔ ہندوستان سوڈان کی علاقائی سالمیت اور خود مختاری کی پھر تائید کی۔ وزیر مملکت برائے امور خارجہ نے اقوام متحدہ جنرل اسمبلی کے 54 ویں اجلاس کے موقع پر سوڈان کے وزیر خارجہ ڈاکٹر عثمان اسماعیل سے 29 ستمبر 1999 کو ملاقات کی اور باہمی مفاد کے معاملات پر تبادلہ خیالات کیا۔

شام کے ساتھ قلبی دوستانہ تعلقات قائم رہے۔ نئی دلی میں 12 سے 16 اکتوبر 1999 تک منعقد ڈف ایکسپو انڈیا۔99 دفاع نمائش میں شام کے ڈپٹی چیف آف آرمی اسٹاف لیفٹیننٹ جنرل عبدالرحمٰن سید کی قیادت میں تین رکنی وفد نے حصہ لیا۔

اطلاعات ونشریات کے وزیر مملکت جناب ارون جیٹلی نے 28 سے 30 جنوری 2000 تک شام کا سفر کیا۔

ٹیونیشیا کے ساتھ ہندوستان کے تعلقات میں اطمینان بخش پیش رفت ہوئی۔ اقوام متحدہ جنرل اسمبلی کے 54 ویں اجلاس کے موقع پر وزیر خارجہ نے ٹیونیشیا کے وزیر خارجہ سید بن مصطفیٰ سے 24 ستمبر 1999 کو ملاقات کی۔ نومبر 1999 میں ٹیونیشیا کے بین الاقوامی تعاون اور بیرون ملک سرمایہ کاری کے وزیر کی ہندوستان آمد اور ٹیونیشیا کی کمپنیوں کے درمیان تجارت اور صنعتی تعاون بڑھانے کے لئے ہندوستان کے درآمد برآمد بینک نے ٹیونیشیا کے دو بینکوں کے ساتھ معاہدے کے دستاویز پر دستخط کئے۔

قاہرہ اور نئی دلی میں عرب لیگ کے ساتھ پابندی سے تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔

افریقہ (سہارا کا جنوبی علاقہ)

سہارا ریگستان کے جنوبی افریقی ممالک کے ساتھ حکومت ہند، پچھلے تقریباً 50 سالوں کے گہرے اور دوستانہ تعلقات سے حاصل فائدوں کو مزید بڑھانے کی پالیسی پر چلتی رہی ہندوستان اور ماریشش کے تعلقات بہت شاندار بنے رہے۔ تعلیم، سائنس، ٹکنالوجی، دفاع، کامرس اور صنعت کے شعبوں میں تعاون مزید بڑھا۔ ماریشش کو سب سے زیادہ مال بھیجنے والوں میں اب ہندوستان کا مقام تیسرا ہو گیا ہے۔ انڈین ٹریڈ پروموشن آرگنائزیشن نے ہندوستانی مصنوعات کی نمائش انڈا ایکسپو منعقد کی۔

ٹیلی کمیونکیشن کنسلٹنٹس (انڈیا) لمیٹڈ نے میڈگاسکر میں آپٹک فائبر اور ریڈیو ٹرانسمیشن کا جال بچھانے کا کام کامیابی سے مکمل کیا۔ ہندوستانی بحریہ کے دو جہاز کرشنا اور سجاتا اکتوبر 1999 میں خیر سگالی سفر پر ملاگاسی بندرگاہ ڈیوگو سواریز پر گئے۔

اس سال کے دوران ہندوستان اور سیشلس کے مضبوط دوستانہ تعلق تب ظاہر ہوئے۔ جب اکتوبر نومبر 199 میں ہندوستانی بحریہ کے دو جہازوں نے وہاں کا سفر کیا۔ اور جولائی میں سیشلس کے چھوٹے تاجروں کی ایسوسیشن کا وفد ہندوستان آیا۔

ایتھوپیا کے ساتھ ہندوستان کے روایتی سیاسی تعلقات بڑھتے رہے۔ ایتھوپیا حکومت نے ہندوستان کے چھوٹی اور منجولی مقدار کی صنعتوں میں اور ڈیری، زراعت اور زرعی صنعتوں کے شعبے میں اپنی دلچسپی پھر ظاہر کی۔ مئی میں ایتھوپیا کے ساتھ ثقافتی لین دین پروگرام پر دستخط کئے۔

ہندوستان نے کینیا، تنزانیہ، اور یوگانڈا کے ساتھ سیاسی، تجارتی اور اقتصادی تعلقات کو فروغ دیا ہے۔ اقوام متحدہ سلامتی کونسل کی بازتشکیل، تخفیف اسلحہ، اور منصفانہ اقتصادی عالمی نظام قائم کرنے کے بارے میں ہندوستان کی کوششوں کے لئے کینیا نے تعمیری نقطہ نگاہ اپنایا ہے۔ چھوٹی صنعتوں، ڈیری، زراعت اور سیاحت کے شعبوں میں دونوں ملکوں کے درمیان تعلقات بڑھانے کے لئے بھی کینیا نے دلچسپی ظاہر کی ہے۔ تنزانیہ کے سابق صدر جولیس نایریرے کے آخری رسوم میں حصے لینے کے لئے نائب صدر کرشن کانت کی قیادت میں ہندوستانی وفد اکتوبر 1999 میں گیا۔ اگست 1999 میں ہندوستانی صنعت کنفڈریشن نے دارالسلام میں ہندوستان میں بنی اشیاء کی نمائش لگائی۔ اب ہندوستان تجارت کے شعبے میں تنزانیہ کا سب سے بڑا حصہ دار بن گیا ہے۔ یوگانڈا کے عمارتی تعمیر کے وزیر مملکت اپنے ملک کے وفد کے لیڈر کی حیثیت سے 13 سے 16 اپریل 1999 تک نئی دلی کا دورہ کیا۔ انہوں نے بین الاقوامی نمائش بھارت تعمیر 1999 اور ماحولیات بھارت۔ 99 میں شرکت کی۔ کمپالہ میں ڈیجیٹل ویڈیو آڈیو وارتھ اسٹیشن بنانے کے لئے گجرات کمیونکیشن اینڈ الکٹرانکس لمیٹڈ نے 35 ملین امریکی ڈالر کا کام ہاتھ میں لیا۔

جنوبی افریقہ فروغ کمیونٹی کے ساتھ معاہدے کے دستاویز پر دستخط کرنے کے بعد ہندوستان SADC اور اس کے ممبر ممالک کے ساتھ دوطرفہ تعلقات میں بہتری کے لئے کوشاں ہے۔

16 جون 1999 کو تھابو ایم بے کی کے ذریعہ جنوبی افریقہ کے صدر کا عہدہ سنبھالنے کے موقع پر نائب صدر جناب کرشن کانت نے اس تقریب میں شرکت کی۔ جنوبی افریقہ نے نئے لیڈروں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ ہندوستان کے ساتھ ''اہم شراکت داری'' میں معاشی پہلو پر زیادہ دھیان دیا جانا چاہئے۔ جنوبی افریقہ کے ساتھ ہندوستان کی تجارت 20 گنا بڑھ کر 1.7 بلین امریکی ڈالر ہوگئی ہے۔ دفاع کے شعبے میں بھی تعاون بڑھ رہا ہے۔

نامیبیا کے ساتھ ہندوستان کے خیر سگالی اور قلبی تعلقات قائم رہے۔ 1999 کے دوران ہندوستان نامیبیا کی از سرنو تعمیر میں اشتراک دنیا رہا۔ جون 1999 میں نامیبیا کے وزیر خارجہ تھیو بین گری راب ہندوستان آئے۔ جولائی 1999 میں سام نجومہ کے بھارت دورے کے دوران نامیبیا کو 20 کروڑ روپے قرض دینے کے بارے میں درآمد برآمد بینک کے ساتھ معاہدے پر اور نامیبیا اور ہندوستان ایرو ناٹکس لمٹیڈ، بنگلور کے درمیان معاہدے دستاویز پر دستخط کئے گئے۔

بوتسوانہ میں صدارتی چناؤ میں ایک بار پھر اس بات کی تصدیق ہوگئی کہ یہ ملک جمہوری نظام میں یقین رکھتا ہے۔ اسکی وجہ ہندوستان بوتسوانہ کے درمیان تعلق اور گہرا بنانے کی بنیاد واضح ہوگئی ہے۔ اب کچھ ہندوستانی کمپنیاں بوتسوانہ میں صلاح کار کا کام شروع کرنے پر غور کررہی ہیں۔ بوتسوانہ حکومت نے مئی اور دسمبر 1999 میں دو تجارتی وفد ہندوستان بھیجے۔ کئی پروجیکٹ زیر غور ہیں۔

ہندوستان اور زمباوے کے درمیان آپس میں اور کثیر المقاصد تنظیموں میں قریبی تعاون قائم رہتا ہے۔ زمباوے کی صنعت اور کامرس کے نائب وزیر جناب اوبرٹ ایم مپو پیو نے اگست میں بنگلور میں منعقدہ W.T کے بارے میں جی 150 وزراء کانفرنس میں حصہ لیا۔ انہوں نے زمباوے میں گھڑیاں بنانے کا کارخانہ قائم کرنے کے بارے میں ہندوستان مشین ٹولس کے ساتھ معاہدے کے دستاویز پر دستخط کئے۔

ہندوستان اور زمبیا کے درمیان روایتی اور قلبی تعلقات قائم رہے۔ 1999 میں ہندوستانی کمپنی رائٹس کو اساسی ساخت کے سیکٹر میں ٹھیکہ ملا۔ زمبیا کی بجلی پیداواری سیکٹر میں کام کرنے کے لئے کئی ہندوستانی کمپنیاں کوشاں ہیں۔ زمبیا کے ذریعہ ہندوستان سے لئے گئے قرض کو واپس کرنے کی بات چیت کرنے کے لئے نائب وزیر مالیات ہندوستان آئے۔

انگولا میں خانہ جنگی جاری رہنے کے باوجود ہندوستان اور انگولا کے تعلقات دوستانہ بنے رہے ہندوستان۔ انگولا مشترکہ کمیشن بنانے کے معاہدے کا دونوں فریقوں نے توثیق کردی ہے۔ نائیجریا میں جمہوریت کے دوبارہ قیام سے ہندوستان کو خوشی ہوئی ہے۔ ہندوستان کی 50 ویں یوم جمہوریہ کی تقاریب میں اولوسیگن اوباسانجو مہمان خصوصی تھے۔ اگست 1999 میں بنگلور میں منعقد ڈبلو۔ ٹی۔ او کے بارے میں جی۔ 15 وزراء کانفرنس میں نائیجریا کے وزیر کامرس مصطفیٰ بلو نے شرکت کی۔

کیمرون کے وزیر اعظم چارلس اتواندی جولائی 1999 میں ہندوستان آئے۔ انہوں نے وزیر برائے فروغ انسانی وسائل سے بات چیت کی۔

سال کے دوران ہندوستان اور گھانا کے تعلقات شاندار بنے رہے۔ دونوں ملکوں سے ہر سال آپس میں تبادلہ خیالات کرنے کا فیصلہ لیا گیا ہے۔ دس سال کے بعد کینیا کے وزیر خارجہ 8 سے 12 دسمبر 1999 تک ہندوستان کے رسمی دورے پر آئے۔ اس سفر کے دوران وزراء سطح پر مشترکہ کمیشن بنانے کے معاہدے پر دستخط کئے گئے۔

موزمبیق، سینغال، برکینیا، فاسو اور کوت دی ایوری کے ساتھ ہندوستان کے تعلقات اور مضبوط ہوئے۔ ہندوستان افریقہ کے ممالک کو امداد دیتا رہا۔

یوروپ

مشرقی یوروپ

ہندوستان روسی فیڈریشن کے قریبی تعلقات تاریخی، دوستانہ اور وقت پر کھرے اترنے والے رہے ہیں۔ مشرق اور وسطی
یوروپ کے ممالک کے ساتھ ہندوستان کے روایتی تعلقات کی بنیاد خیر سگالی، دوستی اور قریبی تعاون رہا ہے۔ باہمی مفاد کے یہ
تعلقات سال کے دوران مزید مضبوط ہوئے اور مختلف شعبوں میں بڑھے۔ ہندوستان نے روس فیڈریشن کے ساتھ اپنے
تعلقات کی سطح دفاعی اہمیت کی شراکت تک بڑھانے کی کوشش کی۔ سال کے دوران سبھی سطحوں پر دونوں ممالک کے نمائندوں کی
آمدورفت کی روایت جاری رہی۔ 23 سے 25 مئی 1999 تک وزیر خارجہ نے روس کا سفر کیا۔ انہوں نے روس کے وزیر خارجہ
ایگور ایوانوف کے ساتھ دوطرفہ علاقائی اور بین الاقوامی معاملات پر تبادلہ خیال کیا۔ مشترکہ پریس کانفرنس میں روسی وزیر خارجہ
نے ہندوستان کو اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کا مستقل ممبر بنانے کی تائید کی۔ روس کے صدر ولادی میر پتین نے اکتوبر 2000 کے
پہلے ہفتے میں ہندوستان کا سفر کیا۔ اس دوران دونوں ملکوں کے درمیان حکمت عملی پر مبنی تعاون کے اعلانیہ پر دستخط کر کے کثیر
القاصد عالمی نظام قائم کرنے کی سمت کوشش جاری رکھنے پر اتفاق ظاہر کیا گیا۔

آرمینیا۔ ریپلک میں متعین ہندوستان کے پہلے ریذیڈنٹ سفیر اکتوبر 1999 میں اریوان پہنچ گئے۔ تبھی اکتوبر 1999 کے
وسط میں ہندوستان میں ارمینیا کا پہلا ریذیڈنٹ سفارت خانہ کام کرنے لگا۔

چیک ری پبلک کے نائب وزیر خارجہ جناب ہائی نیک کیوبیچیک 20 اگست 1999 کو ہندوستان آئے۔ چیف آف آرمی
اسٹاف 15 مئی 1999 کو چیک ریپبلک کے خیر سگالی دورے پر گئے۔ محکمہ فولاد کے سکریٹری نے 25 سے 29 جولائی 1999
تک یوکرین کا سفر کیا۔ انہوں نے یوکرین کی صنعتی پالیسی سے متعلق اول نائب وزیر، صنعتی پالیسی کے نائب وزیر اور نائب وزیر
خارجہ سے بات چیت کی۔ اقوام متحدہ جنرل اسمبلی کے 54 ویں اجلاس کے موقع پر وزیر خارجہ نے یوکرین کے وزیر خارجہ کے ساتھ
نیویارک میں 28 ستمبر 1999 کو بات چیت کیا۔

اقتصادی، سائنسی اور ٹکنیکل تعاون کے بارے میں ہندوستان بلغاریہ مشترکہ کمیشن کے تحت الکٹرانکس اور انفارمیشن ٹکنالوجی
سے متعلق ٹاسک فورس کی پہلی میٹنگ صوفیہ میں 21 سے 23 جولائی 1999 تک ہوئی۔ اس اجلاس کے دوران ٹاسک فورس
بنانے کے بارے میں معاہدے کے دستاویز پر دستخط کئے گئے۔ ستمبر 1999 میں سکریٹری (مغرب) صوفیہ گئے ان کے اس سفر
کے موقع پر ہندوستان بلغاریہ دوطرفہ پونجی سرمایہ تحفظ معاہدے کے توثیق کاغذوں کا تبادلہ کیا گیا۔

نیویارک میں اقوام متحدہ جنرل اسمبلی کے 54 ویں اجلاس کے موقع پر وزیر مملکت برائے امور خارجہ نے 28 ستمبر 1999 کو
پولینڈ کے نائب وزیر خارجہ سے ملاقات کی۔ چیف آف آرمی اسٹاف نے 11 سے 15 مئی 1999 پولینڈ کا خیر سگالی دورہ کیا۔
ہنگری کے وزیر خارجہ ڈاکٹر جانوس اتونمی نے 30 اکتوبر سے یکم نومبر 1993 تک ہندوستان کا دورہ کیا۔ انہوں نے دوطرفہ،
علاقائی اور بین الاقوامی معاملات پر وزیر خارجہ سے تبادلہ خیال کیا۔ چیف آف ایر اسٹاف نے 25 سے 28 اکتوبر 1999 تک
ہنگری کا رسمی دورہ کیا۔

رومانیہ کے صنعت اور کامرس وزیر جناب رادو برسیانو نے 13 سے 17 نومبر 1999 کو تک ہندوستان کا دورہ کیا۔ ان کے
اس سفر کے موقع پر ہندوستان رومانیہ مشترکہ کمیشن کا 14 واں اجلاس اور ہندوستان رومانیہ مشترکہ تجارتی کونسل کا ساتواں اجلاس نئی
دلی میں 15 اور 16 نومبر 1999 کو ایک ساتھ کیا گیا۔ مشترکہ کمیشن کے اجلاس کے بارے میں حکومتی معاہدے اور ہندوستان

اور رومانیہ درآمد برآمد بنکوں کے درمیان تعاون کے بارے میں معاہدے کے دستاویز پر دستخط کئے گئے۔

سلوواکیا کے وزیر خارجہ کے خصوصی سفیر جناب ماریَن توماسک 12 مئی 1999 کو ہندوستان آئے انہوں نے وزیر مملکت برائے امور خارجہ اور سکریٹری (مغرب) سے ملاقات کی۔

پچھلے سال سے حکومت ہند یوگوسلاویہ ریپبلک وفاق کے واقعات پر نظر رکھتی رہی ہے۔ خاص طور سے کوسوو میں۔ ہندوستان نے پھر کہا کہ یوگوسلاویہ ریپبلک وفاق کی خودمختاری اور علاقائی سالمیت کی خلاف ورزی نہیں کی جاسکتی۔ ہندوستان نے زور دیا کہ یہ مسئلہ پرامن طریقے سے سلجھایا جانا چاہئے۔ اور اس بارے میں اقوام متحدہ کے منشور پر عمل کیا جانا چاہئے۔

سکریٹری (مغرب) نے 13 اور 14 دسمبر 1999 کو براتیسلووا کا دورہ کیا۔ انہوں نے دوطرفہ، علاقائی اور بین الاقوامی معاملات پر سلوواک خارجی دفتر کے ڈائرکٹر جنرل سے بات چیت کی۔

مغربی یوروپ

ہندوستان کے لئے مغربی یوروپ کا علاقہ سیاسی اور معاشی دونوں ہی پہلوؤں سے قابل ذکر اہمیت رکھتا ہے۔ یوروپ یونین کے ممالک کے ساتھ ہندوستان کی سب سے زیادہ تجارت ہوتی ہے۔ اس یونین کے ممالک کا منظور شدہ غیر ملکی سرمایہ بھی دوسرا سب سے بڑا وسیلہ ہے۔ ہندوستان نے یوروپی یونین اور اس یونین کے ممالک کے ساتھ انفرادی طور پر بھی آپسی قریبی تعلقات بنایا ہوا ہے۔

اس سال کے دوران فرانس کے ساتھ ہندوستان کے تعلقات بہت بڑھے۔ وزیر خارجہ دوطرفہ مذاکرات کے لئے اور او آئی سی ڈی کی وزراء کانفرنس میں شرکت کرنے کے لئے 26.27 مئی 1999 کو فرانس گئے۔ اس موقع پر انہوں نے کارگل سے متعلق واقعات پر تفصیلی بات چیت کی۔ فرانس کے اعلیٰ تعلیم، تحقیق اور ٹکنالوجی وزیر جناب کلود الیگر نومبر 1999 میں ہندوستان آئے۔ فرانس کے نقل وحمل، عمارت اور تعمیرات عامہ کے وزیر جناب لوئی بسیون اور ہندوستان وفرانس اینسیٹو فورم کے شریک چیئرمین جناب فرانکوئی پونہ سے دسمبر 1999 میں ہندوستان تشریف لائے۔ جنوری اور جولائی 1999 میں ہندوستان وفرانس دفاعی باہمی کی مذاکرات کے تحت دوبار بات چیت ہوئی۔ فروری اور ستمبر 1999 میں فرانس وہندوستان اینسیٹو فورم کی میٹنگیں ہوئیں۔ ہندوستان، فرانس۔ مشترکہ اعلیٰ دفاعی کمیٹی کی دوسری میٹنگ 5 اور 6 جولائی 1999 کو ہوئی۔ نئی دلی میں 15-14 فروری 2000 کو ہندوستان۔ فرانس فورم کی چوتھی میٹنگ ہوئی۔ فرانس کے وزیر خارجہ جناب ہیوبرٹ ویدریس 17 اور 18 فروری 2000 کو ہندوستان آئے۔ ثقافت، تعلیم اور سائنس کے شعبوں میں تعاون کے لئے ہندوستان فرانس مشترکہ کمیشن کا 13 واں اجلاس 9 اور 10 مارچ 2000 کو منعقد کیا گیا۔ 6 سے 10 دسمبر 1999 فرانس۔ ہندوستان 2000 نمائش لگائی گئی۔

سال کے دوران ہندوستان اور یونائیٹڈ کنگ ڈم کے درمیان تعلقات دونوں ملکوں کے روایتی تعلقات کی بنیاد پر سیاسی اور تجارتی میدانوں میں مضبوط بنانے کی باہمی خواہش کے امتیازی حصہ رہے ہیں۔ برطانیہ کے کئی سینئر وزرا مختلف شعبوں میں باہمی مفاد کی بات چیت کرنے ہندوستان آئے۔ ان پر محترمہ پیٹریشیا ہیوٹ، وزیر اقتصادیات (فروری) جناب جان پریس کوٹ نائب وزیراعظم 4 سے 12 مارچ 2000، ماحولیات اور نقل وحمل کے وزیر 3 سے 4 دسمبر 1999 محترمہ کلیئر شارٹ بین الاقوامی فروغ کی وزیر 22 سے 28 مارچ 2000 اور محترم پیٹر ہین وزیر خارجہ دکامن ویلتھ 17 سے 19 نومبر 1999 کے نام قابل ذکر ہیں۔ دفاع کے شعبے میں ادارہ جاتی سطح پر تعاون از سرنو شروع ہوا۔ برطانیہ کے تجارت اور صنعت کے وزیر محترم اسٹیفن بائرس نے 6 سے 12 جنوری 2000 تک اپنے ہندوستانی دورے کے دوران اعلان کیا کہ برطانیہ کو امید ہے کہ دونوں ملکوں کے درمیان

سالانہ 35,000 کروپے کا کاروبار ہونے کا نشانہ کو امید ہے کہ دونوں ملکوں کے درمیان سالانہ 53,000 کروپے کا کاروبار ہونے کا نشانہ پورا کرلیا جائے گا۔ وزیر خارجہ 13 اور 14 جنوری 2000 کو برطانیہ کے دورے پر گئے۔ انہوں نے برطانیہ کے وزیر خارجہ اور کامن ویلتھ جناب رابن کوک اور نائب وزیر اعظم جون پریس کوٹ اور وزیر دفاع جناب جیوفری ہیون سے بات چیت کی۔ برطانیہ کے ان وزرا کے ساتھ وزیر خارجہ کی جامع بات چیت میں دوطرفہ تعلقات کا جائزہ لیا گیا اور تخفیف اسلحہ، بین الاقوامی سلامتی، بین الاقوامی دہشت گردی اور علاقائی فروغ پر بھی تبادلہ خیالات کیا گیا۔ برطانیہ کے خارجی اور کامن ویلتھ دفتر میں وزیر مملکت محترم کیتھ واج نے 31 جنوری سے 5 فروری 2000 تک ہندوستان کا سفر کیا۔

ہندوستان اور جرمنی کے درمیان بھی سطح پر رابطہ بنا رہا۔ یوروپ میں جرمنی کے ساتھ سب سے زیادہ اور دنیا میں دوسرے نمبر پر ہندوستان کی سب سے زیادہ تجارت ہوتی ہے۔ دونوں ملکوں کے درمیان 9 بلین ڈیوس مارک (DM) کی تجارت ہوئی۔ جرمنی سے کافی مقدار سے ٹکنالوجی کا سامان آیا اور 64 بلین روپے سے زیادہ منظور شدہ پونجی سرمایہ لگایا گیا۔ لیکن سال کے دوران دونوں ملکوں کے درمیان مندی آجانے سے معاشی تعلقات میں کمی آئی۔ وزیر خارجہ 30 ستمبر اور یکم اکتوبر کو جرمنی گئے۔ جرمنی کے صدر راؤ اور نائب وزیر اعظم اور خارجہ جناب فشچر کے باہمی اہمیت کے دوطرفہ، علاقائی اور بین الاقوامی معاملات پر بات کی۔ جرمنی کے وزیر اعظم شچر وڈر کے نجی نمائندے اور اقتصادی اور مالیاتی معاملوں کے ڈائرکٹر جنرل پروفیسر ڈاکٹر کلاز گریٹ شچمان نے 19 سے 21 ستمبر 1999 تک بھارت کا دورہ کیا۔ اس موقع پر انہوں نے ہندوستانی افسران اور ہندوستانی تاجروں کے ساتھ مفید تبادلہ خیالات کیا۔ ہندوستان۔ جرمن اعلی سطحی صلاح کار گروپ کا آٹھواں اجلاس بنگلور میں 13 اور 14 نومبر 1999 کو ہوا۔

ہندوستان اور آسٹریلیا کے معاملات میں سربراہ مملکت کے پہلے سرکاری دورے سے نئے دور کی شروعات ہوئی۔ ہندوستان کے صدر نے 7 سے 11 نومبر تک آسٹریلیا کا سفر کیا اور آسٹریلیا کے صدر تھامس کلیسٹل اور وزیر اعظم وکٹر کلیا سے ملاقات کی۔ اس سفر کے دوران دوہرا ٹیکس نہ وصول کرنے کے معاہدے پر اور دوطرفہ پونجی سرمائے کی افزائش اور تحفظ معاہدے پر دستخط کئے گئے۔ دونوں ملکوں کی تجارت، کامرس تعلقات کے جائزہ لینے سے متعلق ہندوستان۔ آسٹریا مشترکہ کمیشن کی باہمی تجارت اور کامرس کی تجدید سے متعلق میٹنگ 14 اور 15 اکتوبر 1999 کو ہوئی۔

وزیر خارجہ 11 اور 12 جنوری کو اٹلی گئے۔ انہوں نے اٹلی کے وزیر خارجہ لمبر تو دینی کے ساتھ کئی موضوعات پر بات چیت کی۔ سیاسی اور معاشی شعبوں میں دونوں ملکوں کے تعلقات کا جائزہ لینے کے علاوہ، انہوں نے بین الاقوامی دہشت گردی اور باہمی مفاد کے دیگر معاملوں پر بھی تبادلہ خیال کیا۔ ہندوستان اور اٹلی کے درمیان سالانہ دو بلین امریکی ڈالر کی تجارت ہوتی ہے۔ جو ہندوستان کے کلی عالمی تجارت کا تقریباً 3 فی صد ہے۔ ہندوستان میں اٹلی کا پونجی سرمایہ 700 ملین امریکی ڈالر تک ہوگیا ہے۔ جون 2000 کے آخری ہفتے میں وزیر اعظم اٹلی گئے۔ اور انہوں نے اٹلی کے صدر اور وزیر اعظم کے ساتھ علاقائی اور بین الاقوامی معاملات پر غور کیا۔ اٹلی نے سرحد پار سے ہورہی دہشت گردی کی کارروائیوں پر ہندوستان کی تشویش کو صحیح بتایا اور بین الاقوامی دہشت گردی کے بارے میں ہندوستان کے معاہدے کے مسودے کی تائید کی۔ اسپین کے ساتھ ہندوستان کے سیاسی تعلقات بہت اچھے ہیں۔ قطالونیہ (اسپین) صوبے کے صنعت، کامرس وسیاحت کے وزیر جناب انتونی سوبیرا اسپین کے تجارتی وفد کے ساتھ 13 اور 14 مئی کو ہندوستان آئے قطالونیہ کے صدر جناب موردی پوجوئی نے 6 سے 8 دسمبر 1999 تک ہندوستان کا سفر کیا۔ انہوں نے عالمی اقتصادی فورم کے ذریعہ منعقد ہندوستانی اقتصادی چوٹی کانفرنس 1999 میں شرکت کی۔ دونوں ملکوں کے درمیان تجارت بڑھانے کے لئے اسپین کو بھارت ایکسپو 2001 نمائش میں حصہ دار ملک کے طور پر منتخب کیا گیا ہے۔

پوپ جان پال ثانی نے 5 سے 7 نومبر 1999 تک ہندوستان کا دورہ کیا۔ اس دورے سے ہندوستان کے ویٹکن کے ساتھ

قلبی تعلقات اور مضبوط ہوئے۔

ہالینڈ کے ساتھ ہندوستان کے تعلقات کی خاص بات ڈچ وزیراعظم وم کاک کی 20 سے 25 نومبر 1999 تک ہندوستان کا سفر تھا۔ اس سفر کے موقع پر دونوں ملکوں کے تعلقات علاقائی واقعات اور بین الاقوامی معاملات پر غور وخوض کیا گیا۔ ہالینڈ کے غیر ملکی تجارت کے وزیر جناب گیرت ییسانے 9 سے 13 جنوری 2000 تک ہندوستان کا دورہ کیا۔ سال کے دوران بیلجیئم کے ساتھ ہندوستان کے تعلقات میں لگاتار اضافہ ہوا۔ ستمبر 1999 میں وزیر خارجہ کے برسلس کے سفر کے دوران بیلجیئم کے نائب وزیراعظم اور وزیر خارجہ جناب لوئی مائیکل کے ساتھ باہمی تعلقات، یوروپ اور ایشیا کے واقعات اور دیگر کئی معاملوں پر تبادلہ خیالات کیا گیا۔ دونوں ہی ملکوں نے آپسی تجارتی تعلقات بڑھانے پر زور دیا۔

ہندوستان اور گریک مشترکہ اقتصادی کمیشن کا چوتھا اجلاس ایتھنس میں 8 اور 9 جولائی 1999 کو ہوا۔ دوہرا ٹیکس وصول نہ کرنے کے معاہدے کے بارے میں بھی بات چیت کی گئی۔ نئی دلی میں 22 نومبر 1999 کو ہندوستان گریک مشترکہ کاروبار کونسل کی پہلی میٹنگ ہوئی۔

کوپن ہیگن میں 25 اور 26 مئی 1999 کو ڈنمارک کے محکمہ خارجہ کے افسران کے ساتھ بات چیت کا دوسرا دور ہوا۔ اس کے ذریعہ بھارت اور ڈنمارک کے درمیان رکی ہوئی سیاسی بات چیت از سرنو شروع کی گئی۔ 8 ستمبر 1999 کو ڈنمارک کے شاہی خارجہ دفتر کے ایشیا بحرالکاہل محکمہ کے سربراہ جناب سی۔ این۔ پیڈرسن کے ہندوستان سفر کے دوران سرکاری سطح پر بات چیت جاری رہی۔

جولائی 1999 میں ناروے وزارت خارجہ کے افسران کے ساتھ بات چیت کے پہلے دور میں ہندوستان ناروے کے تعلقات، یوروپ کے واقعات اور دیگر معاملات پر بات چیت کی گئی۔ ناورے کے وزیر خارجہ جناب ونٹ وولے باسک نے 7 سے 11 جنوری 2000 تک ہندوستان کا سفر کیا۔ ان کے ساتھ اعلیٰ افسران اور 26 رکنی تجارتی وفد بھی آیا۔ انہوں نے نئی دلی میں منعقد ہندوستانی صنعت کنفڈریشن کے حصہ دار چوٹی کانفرنس میں حصہ لیا۔

مئی 1999 میں اسٹاک ہوم میں سویڈن کے وزیر خارجہ کے افسران کے ساتھ باہمی مفاد کے معاملات پر تبادلہ خیال کیا گیا۔

فن لینڈ نے کارگل بحران پر غیر جانبداری کا رویہ اپنایا۔ ہندوستان۔ پاکستان پر نظر رکھنے کے لئے اقوام متحدہ نے جموں وکشمیر اور راولپنڈی میں فن لینڈ کے سات فوجی تعینات کر رکھے ہیں۔ ہیلسنکی میں 8 اور 9 جولائی 1999 کو وزیر خارجہ کے افسران کے ساتھ بات چیت کا دوسرا دور ہوا۔

سال کے دوران ہندوستان اور آئر لینڈ کے درمیان تجارت لگاتار بڑھتی رہی۔ ڈبلن میں اکتوبر 1999 کو دوہرا ٹیکس وصول نہ کرنے کے لئے سمجھوتے کی بات شروع کی گئی۔

پرتگال کے ساتھ تعلقات صحیح سمت میں بڑھتے رہے۔ پرتگال کے صنعت اور توانائی کے وزیر پروفیسر فرنانندو پاشیکو دونوں ملکوں کے درمیان تجارتی اور کاروبار کے نئے امکانات کا پتہ لگانے کے لئے مارچ 1999 میں بھارت آئے۔ جون 2000 کے آخری ہفتے میں وزیراعظم پرتگال گئے۔

انہوں نے پرتگال کے صدر اور وزیراعظم کے ساتھ دوطرفہ، علاقائی اور بین الاقوامی معاملات میں تبادلہ خیال کیا۔ پرتگال نے ہندوستان کے سلامتی کونسل کا مستقل رکن بنانے کے معقول کی حمایت کی۔ اس سفر کے دوران پرتگال نے دوطرفہ پونجی سرمایہ

تحفظ معاہدے پر دستخط کئے۔

سال کے دوران ہندوستان اور سوئٹزر لینڈ کے درمیان مستقل تجارتی تعلقات قائم رہے سوئٹزر لینڈ کے وزیر معاشیات جناب پاسکل کوچے پن نے 15 سے 21 فروری 2000 تک ہندوستان کا دورہ کیا۔ دوہرا ٹیکس نہ وصول کرنے کے معاہدے میں ترمیم کرنے کے غرض داشت کے سودے پر اور دوطرفہ پونجی سرمایہ تحفظ معاہدے پر دستخط کئے۔

ڈربن میں 12 سے 15 نومبر 1999 تک کامن ویلتھ سربراہان مملکت کانفرنس کے موقع پر ہندوستان نے پھر کہا کہ سائپرس کی خودمختاری، اتحاد اور علاقائی سالمیت بنائے رکھنی چاہئے۔ ہندوستان نے قبرص کے مقبوضہ علاقے میں الگ ریاست بنانے کی مخالفت کی۔

ہندوستان اور یوروپی یونین کے درمیان سال کے دوران عمیق تبادلہ خیالات ہوتے رہے۔ ہیلسنکی میں 3 دسمبر 1999 کو ہندوستان اور یوروپی یونین کے وزرا کی بات چیت کا 12 واں دور ہوا۔ اس موقع پر 21 ویں صدی میں جنوبی ایشیا کی سلامتی اور یوروپ وایشیا کے ملکوں کے باہمی تعلقات جیسے معاملوں پر تفصیلی غور وخوض کیا گیا۔ یہ طے کیا گیا کہ ہندوستان یوروپ یونین کے ملکوں کی ویسی ہی چوٹی کانفرنس کی جانی چاہئے۔ جیسا کہ یوروپی یونین کے ملکوں کی چوٹی کانفرنس امریکا، کناڈا، چین اور روس کے ساتھ کی گئی تھی۔ یہ کانفرنس جون 1999 میں یوروپی یونین کی صدارت کے لئے پرتگال کی صدارت ختم ہونے کے بعد کی جانی چاہئے۔ ہندوستان۔ یوروپی یونین مشترکہ کمیشن کی 10 ویں میٹنگ 14 اور 15 جنوری 1999 کو ہوئی۔ اس میں طے کیا گیا کہ ہندوستان۔ یوروپی یونین دانا لوگوں کی تنظیم بنائی جائے۔ ہندوستانی اور یوروپی یونین کے ملکوں کی چوٹی کانفرنس ہوتا کہ ہندوستان اور یوروپی یونین کے تعلقات مزید مضبوط ہوں ہندوستان اور یوروپی یونین کا سب سے پہلی چوٹی کانفرنس میں حصہ لینے کے لئے وزیراعظم نے 27 سے 29 جون 2000 تک کا وقت لسبن (پرتگال) میں گزارا۔ بین الاقوامی دہشت گردی کا مقابلہ کرنے کے لئے ہندوستان کے ذریعہ وسیع معاہدے کا یوروپی یونین نے پوری طرح حمایت کی۔ اس سفر کے دوران شہری ہوا بازی کے شعبوں میں اساسی ساختوں کی تعمیر میں مالی تعاون دینے کے لئے ہندوستان اور یوروپی یونین کے درمیان معاہدہ بھی کیا گیا۔

امریکا

شمالی امریکا

ریاستہائے متحدہ امریکا کے ساتھ دفاع اور ایٹمی ہتھیاروں کی توسیع نہ ہونے دینے کے بارے میں جاری بات چیت کے علاوہ، کئی دوطرفہ، علاقائی اور بین الاقوامی معاملات پر بات چیت ہوتی رہی۔ امریکا کے ساتھ جن معاملوں میں تعمیری بات چیت ہوئی، ان میں خاص طور سے قابل ذکر معاملے تھے۔ کارگل میں پاکستانی مسلح دراندازی، فوج کا پاکستان میں اقتدار پر قبضہ، افغانستان کی بدلتی ہوئی حالت اور دہشت گردی کے مسائل۔ مئی 1998 میں ہندوستان کے ایٹمی تجربات کے بعد امریکا نے اپنے قانونوں کے تحت ہندوستان کے خلاف جو پابندی لگادی تھی۔ ان میں سے کئی پابندیاں لاگو ہیں۔ جامع ایٹمی تجربہ پابندی معاہدہ سی ٹی بی ٹی، ایف، ایم۔ سی، ٹی برآمد کنٹرول، اور دفاعی معاملوں پر بات چیت کرنے کے نتیجے میں دفاع سے متعلق ہندوستان کی تشویش کو اب امریکہ کچھ اچھی طرح سمجھنے لگا ہے۔ کارگل میں پاکستانی مسلح دراندازی کے بارے میں امریکا نے واضح رویہ اپنایا اور کنٹرول لائن سے دراندازوں کو واپس جانے کو کہا۔

امریکی حکومت نے 27 اکتوبر 1999 کو کچھ اقتصادی پابندی ہٹالی۔ سبھی طرح کی دہشت گردی کا مقابلہ کرنے میں

ہندوستان اور امریکہ کے درمیان تعاون کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ہندوستان امریکا دہشت گردی مخالف مشترکہ ورکنگ گروپ بنانے کا اعلان دونوں ملکوں نے کیا۔ دہشت گردی کا مقابلہ کرنے کے لئے تشکیل شدہ اس ورکنگ گروپ کی پہلی میٹنگ واشنگٹن ڈی۔سی میں 7 اور 8 فروری 2000 کو ہوئی۔ بہت سالوں سے امریکا کا کوئی صدر ہندوستان نہیں آیا تھا۔

امریکی صدر بل کلنٹن کے 20 سے 25 مارچ 2000 تک ہندوستان دورے پر آنے سے یہ انتظار ختم ہوا۔ امریکہ کے صدر نے 22 سال بعد ہندوستان کا سفر کیا ہے۔ اس حقیقت سے اس سفر کی اہمیت اور امیدیں واضح ہیں۔ اگر چہ امریکی صدر نے جنوبی ایشیا کے 3 ملکوں کا دورہ کیا۔ لیکن ان کے اس سفر کا اہم مرکز ہندوستان ہی تھا۔ جناب کلنٹن نے 5 دنوں میں ہندوستان کے پانچ شہروں میں گئے۔ ایسا جامع دورہ انہوں نے کسی ملک میں نہیں کیا۔ اس سفر سے یہ واضح ہو گیا کہ مستقبل میں جنوبی ایشیا میں امریکہ اپنے ساتھی کے طور پر جمہوری طرز کی حکومت والے ہندوستان کو پسند کرے گا نہ کہ فوجی نظام حکومت والے پاکستان کو۔ محترم کلنٹن نے اپنے ہندوستانی سفر کا مقصد ان لفظوں میں ظاہر کیا۔ ''اس دوستی کو مضبوط کرنا، جو کلی کرہ زمین کے مستقبل کے لئے بہت اہم ہے''۔ وزیر اعظم اور صدر کلنٹن نے مشترکہ بیان میں 21 ویں صدی میں اس نئے تعلق کے بارے میں اپنے نقطہ نگاہ پر روشنی ڈالی۔ دونوں ملکوں کے درمیان یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ وہ جامع بنیاد پر کئی سطحوں پر ادارہ جاتی بات چیت کریں گے۔ وزیر اعظم اور امریکی صدر پابندی سے بات چیت کرتے رہیں گے۔ دونوں ملکوں کے وزرا اور افسران خارجہ پالیسی اور دفاعی معاملوں پر پابندی سے بات چیت کیا کریں گے۔ اقتصادی اور تجارتی معاملوں، دہشت گردی روکنے، توانائی، ماحولیات سائنس اور ٹکنالوجی سے متعلق موضوعات پر آپس میں بات چیت کرتے رہنے کی اچھی طرح مضبوط ادارہ جاتی اہتمام کر دیا گیا ہے۔ اس طرح کی بات چیت سے امریکہ کے ساتھ باہمی مفاد پر مبنی تعاون بڑھانے میں اور اپنے سیاسی، اقتصادی اور دفاع سے متعلق مفاد، دلچسپیوں میں پیش قدمی کرنے میں ہندوستان کو سہولت ہو جائیگی۔

ستمبر 2000 میں ہندوستان کے وزیر اعظم نے امریکہ کا دورہ کیا۔ اس سفر کے دوران ہندوستان اور امریکہ کے درمیان بجلی پروجیکٹوں، ای کامرس اور بنکنگ کے شعبوں میں 6 کھرب ڈالر قیمت کے پانچ کاروباری معاہدوں پر دستخط کئے گئے۔

مئی 1998 میں ہندوستان کے ایٹمی تجربے پر کناڈا نے ہندوستان کے ساتھ سیاسی تعلقات معطل کر دیا لیکن 1999 میں کناڈا کے ایشیا بحرالکاہل علاقوں کے خارجہ سکریٹری رینج ملسڈ چان کی قیادت میں کناڈا کا وفد 13 سے 15 مئی 1999 تک بھارت کے دورے پر آیا۔ جولائی 1999 میں سنگاپور میں منعقدہ اے آر ایف میٹنگ کے موقع پر وزیر خارجہ نے کناڈا کے وزیر خارجہ سے بات کی۔ نومبر میں ڈربن میں منعقد کامن ویلتھ کانفرنس کے موقع پر بھی دونوں ملکوں کے وزرا خارجہ نے بات کی۔ ان ملاقاتوں کے دوران وزیر خارجہ نے جامع ایٹمی تجربہ پابندی معاہدے (CTBT) اور ایٹمی توانائی کے بارے میں ہندوستان کے نظریات کو صحیح پس منظر میں پیش کیا۔ جنوری اگست 1999 کے دوران ہندوستان نے کناڈا کو 1.858 کروڑ روپے کا مال برآمد کیا جو کہ 10 فی صد زیادہ تھا۔ اسی مدت میں کناڈا سے 695 کروڑ روپے کا مال بھارت آیا، جو 21 فی صد زیادہ تھا۔ دونوں ملکوں کے کئی وفد ایک دوسرے ملکوں کے دورے پر گئے۔

لیٹن امریکا اور کیریبیائی بحر کے ممالک

لیٹن امریکا اور کیریبیائی بحر کے ممالک کے ساتھ ہندوستان کے تعلقات روایتی نقطہ نگاہ سے قلبی اور مسائل سے آزاد رہے ہیں۔ اس علاقے کے ملکوں کے لئے ہندوستان کی پالیسی کی یہی بنیاد رہی ہے کہ موجودہ تعلقات کو جامع اور مضبوط بنایا جائے اور معاشی پہلو پر زیادہ دھیان دیا جائے۔ اس وقت اس علاقے میں ہندوستان 13 ریذیڈنٹ سفارتی مشن اور ایک دفتر ہے۔ اس علاقے کے 11 ممالک کے ریذیڈنٹ مشن نئی دلی میں ہیں۔

حکومت ہند کے ''لیٹن امریکا اور کیریبیائی ممالک کے علاقوں پر دھیان دینے کے پروگرام'' کے مطابق اس علاقے میں
منعقد بین الاقوامی نمائشوں میں ہندوستان برآمدات افزائش کونسلوں اور تجارتی باڈیز نے حصہ لیا۔ تجارتی وفود نے اس علاقے
کے ملکوں کا دورہ کیا۔ اس کے نتیجے میں ہندوستان کی اشیا اور ٹکنالوجی کے شعبے میں ہندوستان کی ترقی کی معلومات اس علاقے کے
ملکوں کو حاصل ہوئی۔ بھارتی درشن، یوگ، مہاتما گاندھی اور ان کی تعلیمات اس علاقے کے بہت سے لوگوں کے لئے تخلیقی تحریک
اور ترغیبات کی باعث ہیں۔ لیٹن امریکا اور کیریبیائی ممالک نے اپنے 500 سے زیادہ اداروں، اسکولوں، کتب خانوں،
شاہراہوں، چوراہوں کے نام ہندوستان اور ہندوستانی رہنماؤں کی یاد میں رکھے ہیں۔ اس علاقے کے کئی ملکوں نے اپنے اہم
مقامات پر مہاتما گاندھی کے مجسمے لگا کر، راشٹر پتا کے لئے اپنی تعظیم کو ظاہر کیا ہے۔ کیریبیائی سمندر کے کچھ ملکوں میں کثرت سے
ہندوستانی نژاد رہتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے ثقافتی اثاثہ کے بارے میں بہت جذباتی ہوتے ہیں اور ان کے دلوں میں اس کی بڑی
عظمت حاصل ہے۔

اس علاقے کے ملک تیزی سے علاقائی گروپوں میں منظم ہو رہے ہیں۔ قومی اور بین الاقوامی معاملوں کے بارے میں پان
امریکی (امریکہ گیر) نظریئے کو فروغ دینے کا بھی رجحان ہے۔ ان باتوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے ہندوستان نے علاقائی تنظیموں
کے ساتھ ادارہ جاتی تعلق قائم کیا ہے۔ امریکی ریاستوں کی تنظیم، کیریبیائی ریاستوں کی تنظیم اور انڈین کمیونٹی کے ساتھ ہندستان
کے مشاہد تعلقات ہیں۔ جارج ٹاؤن (گیانا) میں متعین ہندستانی سفیر کیری کوم (کیریبیائی کمیونٹی) میں بھی ہندستان کے سفارتی
نمائندے ہیں ریو گروپ کے ملکوں کے ساتھ بات کرنے کا عمل شروع ہو گیا ہے۔ ہندوستان ایم۔ ای آر سی او ایس یو آر کے
ساتھ بھی ادارہ جاتی تعلق قائم کرنے کے لئے کوشاں ہے۔

ہندوستان کے سابق وزیر مملکت برائے خارجی امور کی قیادت میں ہندوستانی وفد نے ہوانا میں 5 سے 7 اپریل 1999
منعقد ہندوستان کیوبا مشترکہ کمیشن کے چوتھے اجلاس میں شرکت کی۔ ہندوستان اور کیوبا نے سائنس اور ٹکنالوجی کے شعبوں میں
تعاون کرنے کے لئے معاہدوں کے عرض داشت پر دستخط کئے۔ کیوبا کے نائب وزیر خارجہ نے 24 سے 27 نومبر 1999 تک نئی
دلی کا دورہ کیا۔

ہندوستان اور سورینام مشترکہ کمیشن کا دوسرا اجلاس 9 اور 10 اپریل 1999 کو ہوا۔ سیکریٹری (مغرب) نے 5 سے 19
جون 1999 تک کولمبیا، ایکوڈور، ارجنٹائنا اور برازیل کا دورہ کیا۔ اس سفر کے دوران انہوں نے ان ملکوں کو کارگل کے واقعات
کی معلومات فراہم کی اور باہمی دلچسپیوں کے معاملے پر بات چیت کی۔ ستمبر میں اقوام متحدہ جنرل اسمبلی کے موقع پر نیویارک میں
وزیر خارجہ نے برازیل، جمیکا، کیوبا اور گیانا کے وزرا خارجہ سے بات چیت کی۔ اس علاقے کے ملکوں کے اعلی افسران سے رابطہ
بنانے کی پالیسی کے مطابق یہ ملاقاتیں کی گئیں۔

ہندوستان اور وینزویلا کے درمیان توانائی کے سیکٹر میں تعاون کرنے کے لئے قائم مشترکہ ورکنگ گروپ کی میٹنگ 12 سے
15 جولائی 1999 تک کیراکس میں ہوئی۔ ہندوستان اور برازیل کے درمیان سائنس اور ٹکنالوجی معاہدے کے تحت موسم سے
متعلق تحقیق کے بارے میں دونوں ملکوں کے دوسرا ورکشاپ برازیل میں 20 سے 24 ستمبر 1999 تک منعقد کیا گیا۔
ہندوستان ڈومنکن ری پبلک کے درمیان سفارتی تعلقات قائم کرنے کے بارے میں معاہدے کے دستاویز پر 4 مئی 1999 کو
سنتو دومنگو میں دستخط کئے گئے۔

ارجنٹینا کی اقتصادی وزارت کے معاون سکریٹری، ڈاکٹر جولیو کیسرس کے ہندوستان سفر کے موقع پر دوطرفہ پونجی سرمایہ تحفظ
معاہدے پر 20 اگست 1999 کو دستخط کئے گئے۔ لیٹن امریکی ملکوں میں ارجنٹینا پہلا ملک ہے جس کے ساتھ ہندوستان نے دو

طرفہ یونجی سرمایہ تحفظ معاہدے پر دستخط کئے ہیں۔ یونیورسٹی میریدا، وینزویلا اور دلی یونیورسٹی اور جواہر لعل یونیورسٹی کے درمیان معاہدوں کے مسودے پر دستخط کئے گئے۔

اوروگوئے کے نائب صدر ڈاکٹر ہیوگو فرنانڈیز فین گولڈ 5 سے 9 دسمبر 1999 تک ہندوستان کا دورہ کیا۔ محکمہ خارجہ کے افسران کے درمیان بات چیت اور سفارتی اکادمیوں کے درمیان تعاون کے بارے میں معاہدوں کے دو دستاویزوں پر اور دونوں ملکوں کے سرکاری اور سفارتی درجے کے پاسپورٹ والوں کے لئے ایک دوسرے کے ملک کا ویزہ نہ لینے کے بارے میں معاہدوں پر دستخط کئے گئے۔

اقوام متحدہ اور بین الاقوامی تنظیمیں

اقوام متحدہ سے متعلق سبھی معاملوں میں ہندوستان نے سرگرم حصہ لیا۔ ستمبر 2000 میں ہندوستان کی اس تجویز کی حمایت کی گئی کہ بین الاقوامی دہشت گردی کا مقابلہ کرنے کے بارے میں وسیع معاہدہ کرنے پر غور کیا جانا چاہئے۔ نیویارک میں اقوام متحدہ کے ملینیم کانفرنس کو 8 ستمبر 2000 کو ہندوستان کے وزیراعظم نے خطاب کیا۔ اقوام متحدہ جنرل اسمبلی کا اجلاس اس بحث کے پس منظر میں ہوئی کہ انسانیت کی بنیاد پر دخل دی جانی چاہئے یا نہیں۔

سلامتی کونسل کے ممبروں کی تعداد میں اضافہ اور ہندوستان کی امیدواری

سیکورٹی کونسل کی از سر نو تشکیل کے بارے میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے تفصیلی غور و خوض کے ورکنگ گروپ کی بات چیت اس سال کے لئے 30 جولائی 1999 کو بنا کسی ٹھوس پیش رفت کے ختم ہوگئی۔ اقوام متحدہ کے 54 ویں اجلاس کے موقع پر کئی ملکوں نے اقوام متحدہ کی توسیع اور از سر نو تشکیل کے بارے میں اپنے خیالات ظاہر کئے۔ ان ملکوں میں روس، سائپرس، ویتنام، ماریشش اور لاؤس نے کہا کہ بڑھی ہوئی ممبر تعداد والی سلامتی کونسل میں ہندوستان کو بھی ممبر بنایا جانا چاہئے۔ وزیر خارجہ جناب جسونت سنگھ نے ہندوستانی وفد کی قیادت کی۔ انہوں نے 22 ستمبر 1999 کو مکمل اجلاس میں تقریر کی۔ انہوں نے اپنی تقریر میں نشیلی دواؤں کی اسمگلنگ کے لئے دہشت گردی کا سہارا لینے والوں سمیت دنیا میں دہشت گردی سے پیدا مسائل، ہندوستان پاکستان کے تعلقات میں حال ہی کے واقعات اور دنیا کو ایٹمی اسلحوں سے پاک کرنے کا خاص طور سے ذکر کیا۔ انہوں نے کہا کہ بڑھی ہوئی ممبر تعداد والی سلامتی کونسل میں ہندوستان کی رکنیت مستقل ہونی چاہئے۔

قیام امن

اقوام متحدہ، دنیا میں امن قائم کرنے کی جو کوششیں کر رہا ہے۔ ہندوستان انمیں سرگرم اشتراک کر رہا ہے۔ ہندوستانی فوجی، فوجی مبصر اور پولیس ملازمین ان دنوں اقوام متحدہ کے درج ذیل قیام امن کے عمل میں اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

مغربی سہارا (ایم آئی این آر ایس او)، کویت (UNICOM)، لبنان (UNIFIL) بوسنیا اور ہرزے گووینا (UNMIBH)، سیرالیون (UNAMSIL)، کانگو اور کوسوو میں اقوام متحدہ کا مشن (UNMIK)

تخفیف اسلحہ اور عالمی دفاع

کثیر قومی اور علاقائی تبادلہ خیالات میں ہندوستان نے تخفیف اسلحہ اور عالمی سلامتی سے متعلق معاملوں کی حمایت زوردار طریقے سے کی۔ دلی اور لاہور کے درمیان بس چلانے کے موقع پر وزیراعظم کا لاہور سفر اور ان کے پاکستان دورے کے موقع پر

معاہدوں پر دستخط کرنا اور وزیر خارجہ کا بیجنگ سفر سے ظاہر ہے کہ اگر سیاسی رہنما چاہیں تو اس ملاقات میں دو طرفہ سلامتی توازن میں ایٹمی اسلحوں کا بحران ختم کیا جا سکتا ہے۔

مئی 1998 کے ایٹمی تجربوں کے بعد دیگر ممالک کے ساتھ شروع کئے آپسی مذاکرات کے دوران دنیا میں ایٹمی اسلحوں کی وسعت کو روکنے اور تخفیف اسلحہ کے ساتھ ساتھ ہندوستان کی سلامتی سے متعلق مفاد کا بھی ذکر کیا گیا۔ ان تبادلہ خیالات کے نتیجے کے طور پر دنیا کے ممالک ہندوستان کی دفاع و سلامتی سے متعلق تشویش سے اچھی طرح واقف ہو گئے اور ان ملکوں نے اس بات کی ستائش بھی کہ مئی 1998 کے ایٹمی تجربوں کے بعد ہندوستان نے اپنی پالیسیوں اور رویے میں تحمل و ذمہ داری کا مظاہرہ کیا۔ نیویارک میں 11 اکتوبر سے 12 نومبر 1999 تک منعقد اقوام متحدہ جنرل اسمبلی کے 54ویں اجلاس کی اولین کمیٹی کے کئی تجاویز پر ہندوستان نے تبادلہ خیالات میں سرگرم طور پر حصہ لیا۔ اور ایٹمی اسلحہ کی تخفیف کے بارے میں اپنی پالیسی واضح کی۔ ہندوستان تخفیف اسلحہ کانفرنس کی سرگرمیوں میں اور اس کے پروگراموں اتفاق قائم کرنے کی کوششوں میں سرگرم حصہ لیا۔

کیمیائی اسلحہ معاہدے کے تخطیق کار کی ہندوستان نے اس معاہدے کے تحت اپنی ذمہ داریوں کو پورے خلوص کے ساتھ نبھانے کی کوشش کی۔ 1999 میں جنیوا میں منعقد حیاتیاتی اور زہریلے ہتھیاروں کے استعمال کو روکنے کے معاہدے پہ غیر رسمی تبادلہ خیال کے لئے مقرر ملکوں کے گروپ میں ہندوستان نے سرگرم کردار نبھایا۔

ان مذاکرات کا مقصد اتفاق رائے احکام کی بنیاد پر عرض داشت تیار کرنا تھا۔ ہندوستان اس خیال کی پوری تائید کرتا رہا کہ دشمن فوجیوں کے خلاف بارودی سرنگوں کا استعمال ہمیشہ کے لئے ختم کیا جانا چاہئے۔ ہندوستان نے ایسی سرنگیں بیرون ملک کبھی درآمد نہیں کیں۔ ہندوستان کا یہ بھی خیال ہے بین الاقوامی معاہدہ کر کے اس طرح کی سرنگوں کی درآمد کرنے والے ملکوں پر پابندیاں لگائی جانی چاہئے۔

انسانی حقوق

اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کمیشن، اقوام متحدہ جنرل اسمبلی اور اقتصادی اور سماجی کونسل کے اجلاسوں میں انسانی حقوق سے متعلق موضوعات پر تبادلہ خیالات میں ہندوستان نے سرگرم حصہ لیا۔ ہندوستان نے گزارش کی کہ انسانی حقوق سے متعلق موضوعات اور ترقی اور بین الاقوامی تعاون کے بارے میں تعمیری، متوازن اور معاون رویہ اپنانا چاہئے۔

عالمی صحت تنظیم (WHO)

مئی 1999 میں منعقد عالمی صحت اسمبلی کے مذاکرات میں ہندوستانی وفد نے کئی طریقے سے اشتراک کیا۔ اس موقع پر کئی فیصلے لئے گئے جن میں کچھ قابل ذکر فیصلے ہیں: سال 2001-2000 کا بجٹ قبول کرنا، تمباکو کے استعمال پر قابو رکھنے کے لئے اساسی معاہدوں کے بارے میں تحریک شروع کرنا، ملیریا کے خاتمے کے لئے دوبارہ کوشش شروع کرنا اور دواؤں کے بارے میں ترمیم شدہ پروگرام بنانا۔ ہندوستان نے یہ بھی بتایا کہ 2000 کے آخر تک پولیو کو مٹانے کا نشانہ پورا کرنے کے لئے ملک میں کتنی تیز کوشش کی جا رہی ہے۔

عالمی محنت تنظیم

جون 1999 میں منعقد عالمی محنت تنظیم کی کانفرنس میں جو معاہدہ عام اتفاق رائے سے منظور کیا گیا اس میں بچوں کے محنت کے سب سے برے رواجوں کو ختم کرنا اور ایسے رواجوں پر پابندی لگانے کے بارے سفارش بھی جوڑی گئی۔ مذاکرات میں

ہندوستانی وفد نے اہم کردار نبھایا اور معاہدے کی تفصیل میں اسکا بھی ذکر داخل کرایا کہ بچہ مزدوری کی اہم وجہ غریبی ہے۔

غذا اور زراعتی تنظیم

خوراک اور زراعتی تنظیم کے 30واں اجلاس روم میں 12 سے 23 نومبر 1999 تک منعقد کیا گیا۔اس میں ہندوستان کے وفد کی قیادت زراعت کے وزیر مملکت جناب ایس۔ بی۔ پی۔ بی کے ستیہ نارائن راؤ نے کیا۔

غیر جانب دار تحریک

اقوام متحدہ جنرل اسمبلی کے 54 ویں اجلاس کے موقع پر 24 ستمبر 1999 کو غیر جانبدار تحریک کے وزراء خارجہ کی میٹنگ ہوئی۔ سلامتی کونسل کی از سر نو تشکیل، خود اختیار اور دہشت گردی کے بارے میں اس میٹنگ میں غیر جانب دار ملکوں کے خیالات پھر ظاہر کئے گئے۔ اپریل 1999 میں ناٹو (NATO) کے ذریعہ منظور شدہ جدید معاہدہ دفاعی تصور (Alliance Strategic Concept) پر اور میزائلوں کو ضائع کرنے میزائل بنانے اور تعینات کرنے پر غیر جانبدار ممالک نے گہری تشویش کا اظہار کیا۔

دولت مشترکہ

ڈربن میں منعقد کامن ویلتھ سربراہان مملکت کانفرنس میں وزیر اعظم نے ہندوستانی وفد کی قیادت کی۔ اس کانفرنس کا قابل غور موضوع تھا۔ ''عوام پر مرکوز ترقی: ہمہ گیر کرہ ارض کا چیلنج'' وزیر مالیات نے دولت مشترکہ تجارت فورم میں سرکاری وفد کی قیادت کی۔ اس فورم کی میٹنگ سربراہان مملکت کانفرنس اعلانیہ میں پاکستان میں غیر آئینی طریقے سے حکومت کا تختہ پلٹنے پر ملامت کی گئی دولت مشترکہ وزرا ایکشن گروپ کی ان سفارشوں کی تائید کی گئی۔ جن میں کہا گیا تھا کہ پاکستان کو کامن ویلتھ کی کونسلوں سے عارضی طور پر ہٹا دینا چاہئے۔

بین الاقوامی قانون: ترقی اور سرگرمیاں

بین الاقوامی قانون اور اس سے متعلق رواجوں کے بارے میں مسائل حل کرنے کے لئے منعقد مختلف بین الاقوامی کانفرنسوں، میٹنگوں، مذاکرات، سیمینار اور تبادلہ خیالات میں ہندوستان نے حصہ لیا۔ ان میں یہ قابل ذکر تھے۔ بین الاقوامی قانون کمیشن کے 51 ویں اجلاس کی رپورٹ پر اقوام متحدہ جنرل اسمبلی میں غور، اقوام متحدہ بین الاقوامی تجارت کمیشن کا 32 ویں سالانہ کانفرنس، بحر ہند کے قریبی ممبر ملکوں کے درمیان علاقائی تعاون کے بارے میں قانون کے ماہرین قانون کی میٹنگ اور ثقافتی اثاثے کی حفاظت کے لئے 1954 کے ہیگ معاہدے ثانوی عرض داشت منظور کرنے کے منعقد سفارتی کانفرنس۔

کثیر پہلوئی اقتصادی تعلقات

کئی کثیر ملکی اور علاقائی تنظیموں کے صلاح ومشورے میں ہندوستان نے سرگرم کردار نبھایا جیسے: 15 ملکوں کی تنظیم (جی۔15)، 75 ممالک کی تنظیم (جی۔77) آسیان اور بحر ہند کے ساحلی ملک علاقائی تعاون (آئی او آر اے آر سی) ان تنظیموں میں تبادلہ خیالات کا اہم موضوع باہمی امور کے عالمی تجارت تنظیم سے متعلق معاملے تھے۔ سیٹل میں منعقد تجارت تنظیم کے وزرا کانفرنس میں یہ معاملے اٹھائے گئے۔ ہندوستان نے اگست 1999 میں بنگلور میں جی۔15 ملکوں کے وزرا کی میٹنگ کا انعقاد کیا۔ جس میں سیٹل میں ہونے والے عالمی تجارت تنظیم کے وزرا کانفرنس میں حصہ لینے سے متعلق تیاریاں کی گئیں۔

سیئٹل میں عالمی تجارت تنظیم کے وزرا کانفرنس میں ہندوستان نے یہ بات زور دے کر کہی کہ ارگوے مذاکرات کے دور میں
ہوئے معاہدوں میں عدم مساوات اور عدم توازن دور کیے جانے چاہئیں۔ یہ نا برابری کسی ملک میں کوئی مال زیادہ مقدار میں نہ
بھیجنے، مالی تعاون دینے، ٹی آر آئی پی خصوصی امتیازی برتاؤ سے متعلق اہتمام کے لاگو کرنے وغیرہ کے بارے میں ہے۔

سنگاپور میں 27 سے 28 جولائی 1999 کو اختتام پذیر آسیان ملکوں کی کانفرنس کے بعد 32 ویں وزرا کانفرنس ہندوستان نے
شرکت کی۔ ہندوستان آسیان، ہندوستان فنڈ اور آئی ٹی ای سی جیسی مختلف سرگرمیوں میں جو حمایت کی اس کی آسیان نے ستائش
کی۔

جی۔15 تنظیم کی سرگرمیوں میں ہندوستان نے سرگرم تعاون کیا۔ اقوام متحدہ جنرل اسمبلی اجلاس کے موقع پر جی۔15 کے
اعلیٰ افسران اور وزراء نے 22 اور 24 ستمبر 1999 کو آپس میں صلاح ومشورہ کیا۔ سیئٹل میں 30 نومبر سے 3 دسمبر 1999 تک
منعقد عالمی تجارت تنظیم کے وزراء کانفرنس میں اور مئی 2000 میں قاہرہ میں ہونے والے دسویں جی۔15 چوٹی کانفرنس میں باہمی
دلچسپی اور مفاد کے معاملوں پر جی۔15 ملکوں کے متفقہ خیالات پیش کرنے کے امکانات پر جی۔15 کے لیڈروں نے غور کیا۔ اس
طرح جمیکا میں منعقد جی۔15 نویں چوٹی کانفرنس کے فیصلے کے مطابق جی۔15 اور جی۔8 کے درمیان بات چیت شروع کرنے کی
سمت میں کی گئی کوششوں پر بھی غور کیا گیا۔

قاہرہ میں 23 اور 24 اکتوبر 1999 کو منعقدہ بین الاقوامی مالی انتظامیہ کے مالی مسائل اور اصطلاحات پر تبادلہ خیال کے
لئے جی۔15 کے ماہرین کی میٹنگ میں ہندوستانی وفد نے حصہ لیا۔ اقوام متحدہ جنرل اسمبلی کے اجلاس کے موقع پر ہندوستان نے
۔77 وزرا کے جنوب۔ جنوب فورم کی میٹنگ میں حصہ لیا۔ جی۔77 تنظیم کے وزرا نے جو اعلان نامہ تیار کیا۔ اس میں مختلف
اقتصادی اور سائنس موضوعات پر دھیان دلایا گیا ہے۔

بحر ہند کے ساحلی ممالک کے علاقائی تعاون تنظیم کی سرگرمیوں میں ہندوستان نے سرگرم حصہ لیا۔ اس تنظیم کی دوسری وزراء
کانفرنس 30 اور 31 مارچ 1999 کو ماپوتو، موزمبیق میں، جس میں وزیر خارجہ نے ہندوستانی وفد کی قیادت کی۔ اس موقع پر تنظیم
کی ممبر شپ بڑھانے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس کے مطابق بنگلہ دیش، ایران، سیشلس، تھائی لینڈ، اور متحدہ عرب امارات کو ممبر بنایا گیا اور
مصر و جاپان کو تبادلہ خیالات میں شرکت کے لئے مدعو کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

ہندوستان'' بنگلہ دیش۔ بھارت، میانمار، سری لنکا، تھائی لینڈ، اقتصادی تعاون'' تنظیم کے کاموں میں بھی سرگرم حصہ لیا۔
اس تنظیم کا اقتصادی فورم قائم کرنے کی ابتدائی میٹنگ میں (8 اور 9 نومبر 1999) اور اصل کاری سکٹورل کمیٹی (10 نومبر
1999) کی ڈھاکا میں منعقد میٹنگ میں حکومت ہند کے وفد نے حصہ لیا۔ تجارت اور سرمایہ کاری سے متعلق سکیٹر کمیٹی نے اس تنظیم
کے ممبر ملکوں کے درمیان اطلاعات کے لین دین کے اہم کردار پر اور ممبر ملکوں کے پونجی سرمایہ افزائش تنظیموں کے کام پر غور کیا۔
ہندوستان نے عالمی انٹیلکچویل اثاثے کی ذیلی علاقائی فورم کی میٹنگ نئی دلی میں 18 اور 19 نومبر 1999 کو منعقد کی۔ اس میٹنگ
میں مندرجہ بالا 5 ملکوں کے درمیان انٹیلکچویل اثاثے کے حقوق کے بارے میں غور کیا گیا۔ اقتصادی تعاون اور فروغ تنظیم، کی
وزرا کونسل اور چنندہ، غیر ممبر ملکوں کے درمیان پیرس میں 26 مئی 1999 کو منعقد خصوصی مذاکرات میں وزیر خارجہ نے حصہ لیا۔
اس میٹنگ میں اقتصادی تعاون اور فروغ تنظیم کے 29 ممبر ملکوں نے کئی اہم اقتصادی معاملوں کے بارے میں اہم غیر رکن ملکوں
کے ساتھ پالیسی میں یکسانیت لانے پر غور کیا۔

جنوب، جنوب کے ملکوں کے ضمن میں ترقی پذیر ملکوں کے درمیان تکنیکی تعاون کا جائزہ لینے والی اعلیٰ سطحی کمیٹی کے 11 ویں
کانفرنس میں حکومت ہند کے وفد نے شرکت کی۔ یہ کانفرنس نیویارک میں یکم جون سے 4 جون 1999 تک ہوا۔ ہندوستان نے

افریقہ، ویسٹرن امریکا اور جنوبی بحرالکاہل کے ملکوں کے لئے خصوصی ٹرسٹ فنڈ قائم کرنے کا اعلان کیا۔

افریقہ کی ترقی کے بارے میں دوطرفہ ٹوکیو بین الاقوامی کانفرنس میں حتمی طور پر تیار کئے گئے ٹوکیو پروگرام کی علاقائی جائزہ کمیٹی کی میٹنگ میں ہندوستان شامل ہوا۔ یہ میٹنگ 23 سے 25 نومبر 1999 تک لساکا، زمبیا میں ہوئی۔

تکنیکی تعاون

ہندوستان، ہندوستانی تکنیکی اور اقتصادی تعاون پروگرام اور خصوصی کامن ویلتھ افریقی امداد اسکیم کے تحت ایشیا، افریقہ، لیٹن امریکا، مشرقی یوروپ اور بحرالکاہل علاقے کے 141 ترقی پذیر ملکوں کو تکنیکی امداد دیتا ہے۔ یہ امداد درج ذیل طریقوں سے دی جاتی ہے۔

تربیت (فوجی اور شہری دونوں ہی طرح کی) کام اور کاموں سے متعلق امداد مشاورتی خدمات اور قابل عمل مطالعات، ماہرین کو بھیجنا، اور ہندوستان کے اعلیٰ افسران اور با اختیار لوگوں کے مطالعاتی سفر۔ سال 2000-1999 کے لئے شہری تربیت کے لئے 1,967 جگہیں مقرر کی گئی تھیں۔ ان میں 240 جگہیں بحرالکاہل علاقہ، کیری کوم اور وسطی امریکہ کے 24 ملکوں کے لئے تھے۔ بڑوسی ملکوں میں پہلی بار ہندوستانی تکنیکی اور اقتصادی تعاون پروگرام کے تحت شہری (سول) تربیت دی گئی۔ مطالعاتی سفر پروگرام اور اقتصادی تعاون پروگرام کے تحت شہری (سول) تربیت دی گئی۔ مطالعاتی سفر پروگرام کے تحت مختلف دوست ملکوں کے با اختیار افسران کو ہندوستان آنے کی دعوت دی جاتی ہے اور ہندوستانی اہلیت وصلاحیت کی معلومات دی جاتی ہے اور ان کی دلچسپی کے شعبوں میں تبادلہ خیالات کرنے کا موقع دیا جاتا ہے۔ ترقی پذیر ملکوں کی حکومتوں کی گزارشوں پر تکنیکی اور فروغ سے متعلق موضوعات پر صلاح دینے کے لئے ہندوستانی ماہرین، صلاح کار کی حیثیت سے بیرون ملک بھیجے جاتے ہیں۔

تجارت اور اصل کاری افزائش

حکومت ہند اور ریاستی حکومتوں نے ملک میں اصل کاری، خاص طور سے راست پونجی سرمایہ بڑھانے کے لئے کئی اقدامات کئے۔ اس طرح کی پونجی سرمائے کے لئے بنیادی ڈھانچوں کے شعبوں میں خاص طور سے توانائی، بجلی، ٹیلی مواصلات اور انفارمیشن ٹکنالوجی پر خاص زور دیا گیا۔ ہندوستان کے بارے میں اقتصادی خبریں ہندوستانی سفارت خانوں وغیرہ کو پابندی سے بھیجے جاتے ہیں۔ ان اطلاعات کی پالیسی میں اہم فیصلوں اور نئے مواقع پر خاص دھیان دلایا جاتا ہے۔ ہندستانی سفارت خانوں سے کہا گیا کہ وہ پونجی سرمایہ افزائش سیمینار اور ورکشاپ منعقد کریں اور پونجی سرمایہ کرنے والوں کی مدد اور رہنمائی کریں۔ وزارت خارجہ کے اصل کاری افزائش اور محکمہ تشہیر نے ہندوستان: کام کرنے کے لئے۔ ایک جائزہ کتابچہ کی 10 ہزار کاپیاں شائع کیں۔ غیر ملکی تاجروں کے لئے انٹرنیٹ پر جلد ہی ایک خصوصی ویب سائٹ قائم کر دیا جائے گا۔ اس میں پالیسیوں کے بارے میں تازہ اطلاعات اور ہندوستان میں پونجی سرمایہ لگانے کے طریقے بتائے جائیں گے۔

بیرون ملک تشہیر

بیرون ملک میں تشہیر کرنے کے لئے ہندوستان نے کئی ذرائع کا استعمال کیا۔ اس میں کتابیں، فلمیں، صحافیوں سے بات چیت اور الکٹرانک آلات کا استعمال بھی شامل ہے۔ وزارت خارجہ کے ویب سائٹ میں متواتر نئی اطلاعات شامل کی جاتی ہیں۔ مواد اور اعتماد کے لحاظ سے یہ بیرون ممالک میں بہت مقبول ہو رہی ہیں۔ اوسطاً 22 لاکھ افراد ہر ماہ اس کے ذریعہ معلومات حاصل کر رہے ہیں۔ ہندوستانی اور غیر ممالک کے اہم صحافیوں کے درمیان مذاکرات کئے گئے۔ بیرون ملکوں سے ہندوستان آنے

والے اور ہندوستان سے بیرون ممالک جانے والے اعلیٰ افسران کے پروگراموں میں صحافیوں کو پابندی سے شامل کرنے کے
لئے وزارت نے انتظام کیئے۔ جموں و کشمیر کے کارگل علاقے میں پاکستانی حملے کے بعد رونما ہونے والی سیاسی اور فوجی واقعات
کے بارے میں وزارت نے مغربی اور بین الاقوامی صحافیوں کو روزانہ دیگر وزارتوں کے تعاون سے اطلاعات دینے کا بھی انتظام
کیا گیا۔

قنصلی خدمات اور بیرون ممالک میں بسے ہندوستانی

ہندوستانی نژاد کارڈ

ساٹھ لاکھ ہندوستانی شہری اور بیرون ممالک میں بسے ہوئے دو کروڑ سے بھی زیادہ ہندوستان نژاد، ہندوستان کی خارجہ
پالیسی کو مجموعی طور پر آگے بڑھانے میں بہت معاون ثابت ہوئے ہیں۔ حکومت کے ذریعہ صراحت کئے ہوئے ممالک میں بسے
ہندوستانی نژاد لوگوں کو حکومت ہندوستانی نژاد کارڈ (PIO) دینا شروع کیا ہے۔ ان کارڈ والوں کو ہندوستان آنے کے لئے ویزہ
نہیں لینا ہوگا اور انہیں معاشی، تعلیمی، مالیاتی اور ثقافتی شعبوں میں خصوصی فائدے فراہم کئے جائیں گے۔

قنصلی خدمات

غیر مقیم ہندوستانیوں رمحنت کاروں کے مسائل، خاص طور سے خلیجی ممالک میں ہندوستانیوں کے مسائل کے بارے میں
حکومت چوکس رہتی ہے۔ قونصل دفتر سے متعلق ان لوگوں کے مسائل حل کرنے اور ہندوستانی محنت کاروں کو ضروری سہولیات
دلانے کے لئے حکومت ہند خلیجی ممالک کی حکومتوں سے رابطہ بنائے رکھتی ہے۔ بیرون ممالک میں ہندوستانیوں کی رحلت
ہو جانے پر ہندوستان قونصل اور دیگر دفاتر نعش کو جلد وطن بھیجنے کی رسمی کارروائیاں پوری کرنے میں مدد کرتے ہیں۔ مقامی اور
ہندوستانی افسران سے رابطہ قائم کرتے ہیں اور مرحوم شخص کے رشتہ داروں کو لگاتار اطلاعات فراہم کرتے ہیں

دوطرفہ معاہدے

منظم جرائم کا مقابلہ کرنے کی بین الاقوامی کوششوں میں تعاون دینے کے لئے کئی ممالک کے ساتھ قنصلی سطح پر معاہدے کئے
گئے۔ ان کے مطابق قانونی اور ادارہ جاتی ڈھانچہ بنایا گیا ہے۔ ان معاہدوں میں مجرموں کو سونپنے کے معاہدے، دیوانی اور
فوجداری کے معاملوں میں باہمی قانونی امداد معاہدوں اور قنصلی معاہدوں کا اہتمام کیا گیا۔

اکتوبر 1999 قزاکستان کے وزیر خارجہ کی ہندوستان آمد کے موقعے پر فوجداری کے معاملوں میں آپسی قانونی تعاون
معاہدے پر دستخط کئے گئے۔ نومبر 1999 میں متحدہ عرب امارات کے ساتھ مجرم سونپنے کے معاہدے، فوجداری کے معاملوں میں
باہمی قانونی امداد اور دیوانی وتجارتی معاملوں میں عدالتی اور قانونی تعاون کے بارے میں معاہدے کئے گئے۔ ریاستہائے متحدہ
امریکا کے ساتھ مجرم سونپنے جس معاہدے پر دستخط کئے گئے تھے۔ اس کی جولائی 1999 میں توثیق کر دی گئی۔ ٹیونیشیا، عمان، پولینڈ
اور منگولیا کے ساتھ بھی مجرم سونپنے کے معاہدے کئے گئے۔ فوجداری کے معاملوں میں باہمی قانونی تعاون کرنے اور دیوانی
معاملوں آپسی قانونی امداد کے بارے میں منگولیا سے معاہدے کئے گئے۔

غیر ملکی خدمات ادارہ

غیر ملکی خدمات ادارے، ہندوستان اور [illegible] کے درمیان باہمی خیر سگالی بڑھانے کے لئے ہمیشہ کوشاں

رہے۔ غیر ملکی سفارت کاروں کے لئے 23 ویں اور 24 پیشہ سے متعلقہ نصابات کا جنوری اور مارچ 2000 میں انعقاد کیا گیا۔ ہندوستان میں متعین غیر ملکی سفارت کاروں کے لئے ،ہندوستان کا تعارف، کے بارے میں 10 واں مخصوص پروگرام ایک سے پانچ نومبر 1999 تک منعقد کیا گیا۔ نئی دلی میں متعین سفارت کاروں اور ہندوستانی خارجہ خدمات کے پروفیشنلز کے درمیان تبادلہ خیالات کی بھی سہولتیں بھی ادارے نے فراہم کی۔ ادارہ جاتی تعاون کے بارے میں ادارے نے روس، کروایشیا اور اروگئے کی سفارتی اکادمیاں اور ویت نام کے بین الاقوامی معاملات کے ادارے کے ساتھ معاہدے پر دستخط کئے گئے۔

بیرون ممالک ہندی کا فروغ

ہندی کا استعمال لگاتار بڑھانے کی سمت وزارت خارجہ مستقل کوشاں رہا ہے۔ دوطرفہ معاہدے، معاہدے، معاہدے کے دستاویزات، سرٹی فیکیٹ، صدر جمہوریہ کی تقریر PAC پیراگراف، وزارت خارجہ کی سالانہ رپورٹیں، پارلیمنٹ کے سوالات اور دیگر دستاویزوں کو ہندی اور انگریزی دونوں میں تیار کیا گیا۔ ہندی کو سرکاری زبان اعلان کرنے کی 50 ویں سالگرہ کے موقع پر برطانیہ میں چھٹا عالمی ہندی کانفرنس 14 سے 18 ستمبر 1999 تک منعقد کیا گیا۔ اس میں 700 سے زیادہ افراد شامل ہوئے اور اکیڈمک سیشن کے لئے تقریباً 300 مقالات موصول ہوئے۔

ہندوستانی سفارت خانوں/دفاتر کی لائبریری میں استعمال کے لئے اور ہندی تدریس میں لگے تعلیمی اداروں اور رضا کار تنظیموں کو بطور ہدیہ دینے کے لئے ہندوستانی آرٹ، تاریخ، ادب، زبان، مذہب اور فلسفہ سے متعلق کتابیں ارسال کی گئیں۔ ہندوستانی سفارت خانوں/دفاتر نے خصوصی کلاسوں، فلم نمائش، سیمنار اور ہندی میں مقابلہ کا اہتمام کروا کے ہندی کو تقویت پہونچائی۔

ثقافتی تعلقات

ہندوستان ثقافتی تعلقات کونسل، ہندوستان اور دنیا کے ممالک کے درمیان ثقافتی تعلق اور باہمی خیر سگالی بڑھانے کے لئے اور ایسے تعلق قائم کرنے اور بحال کرنے کے لئے کوشش کرتی رہی۔ اس کونسل کی اہم سرگرمیاں اس طرح ہیں: غیر ملکی طلباء کے لئے وظیفہ پروگراموں پر عمل کرنا، ہندوستانی زبان اور دیگر متعلقہ مضامین پڑھانے کے لئے بیرون ملک مدرس بھیجنا، سہ ماہی رسائل اور دیگر کتابیں شائع کرنا، بھارت، آسٹریلیا کل اور آج، سیمینار کا انعقاد، روسی شاعر الکساندر ایس، پشکن پر منعقد سیمینار میں تعاون، فلمیں جاری کرنا، فنکاروں، ثقافتی وفود، عالموں اور نمائشوں کو ایک دوسرے کے ملک میں بھیجنا، ہندوستان آئے خصوصی مہمانوں کو کتابیں، آرٹ اشیاء پیش کرنا اور ہندوستانی سفارت خانوں کے ذریعہ بیرون ملک لائبریریوں اداروں کو کتابیں وغیرہ دینا۔

کونسل نے دلی اور دیگر شہروں میں ثقافتی پروگرام منعقد کئے اور 57 ممالک میں 61 ثقافتی وفود بھیجے۔ کونسل نے میانمار، ویت نام، فرانس، سنگاپور، چین، بلغاریہ، یوگانڈا، نامیبیا، بنگلہ دیش، نیپال، سری لنکا، جرمنی، آسٹریلیا اٹلی اور مصر سے آئے ثقافتی نمائندوں کی میزبانی کی۔ ان ثقافتی گروپوں نے تھیٹر، لوک ناچ اور موسیقی، مغربی کلاسیکل موسیقی اور پہلے پروگرام پیش کئے۔ ہندوستان کی مربوط ثقافتی وراثت کے بارے میں اور شعور بڑھانے کے لئے بیرون ممالک میں ہندوستان کے 14 ثقافتی مراکز اور ہندوستانی سفارت خانے کوشاں رہے۔

29۔ریاستیں اور مرکزی علاقے

آندھراپردیش

رقبہ	2,75,068 مربع کلومیٹر	آبادی	6,65,08,008
راجدھانی۔	حیدرآباد	اہم زبانیں۔	تیلگواوراردو

تاریخ اورجغرافیہ

آندھراپردیش کا ذکر سب سے پہلے دو ہزار قبل مسیح کے ایتریا برہمن میں ملتا ہے۔اس کے مطابق آندھراپردیش کے
باشندے اصلاً شالی بھارت کے رہنے والے آریا تھے جوونڈیا پہاڑ کے جنوب میں بس گئے اور بعد میں غیر آریائی لوگوں میں مل
گئے۔مورخین کے مطابق آندھراپردیش کی باقاعدہ تاریخ 236ءق م سے شروع ہوتی ہے۔اسی سال اشوک اعظم کی موت واقع
ہوئی تھی۔اس کے بعد کئی صدیوں تک ستواہن،شک،اکشواکو،مشرقی چالکیہ اورکاکاتیہ حکمرانوں نے اس تیلگوملک پرحکومت کی۔
آندھراپردیش پرحکومت کرنے والے دوسرے حکمرانوں میں وجے نگراورقطب شاہی کے علاوہ نظام کے نام سے مشہور میر
قمرالدین اوران کی نسل کے لوگوں کے نام شامل ہیں۔سترہویں صدی کے بعدرفتہ رفتہ انگریز حکمرانوں نے نظام کے علاقوں کو
اپنی حکومت میں شامل کرلیااورایک صوبہ مدراس کے نام سے قائم کیا۔آزادی کے بعد تیلگوزبان والے علاقے کومدراس پریسیڈنسی
سے علیحدہ کیا گیااوریکم اکتوبر 1953ءکونئی ریاست آندھراپردیش بنائی گئی۔ریاستوں کی تنظیم نو سے متعلق قانون کی منظوری کے
بعد 1956ء میں حیدرآباداورآندھراکے انضمام کے بعدآندھراپردیش کے نام سے یہ صوبہ وجود میں آیا۔آندھراپردیش کے شمال
میں اڑیسہ اور مدھیہ پردیش،مغرب میں مہاراشٹراورکرناٹک،جنوب میں تمل ناڈواورمشرق میں خلیج بنگال ہے۔اس کے سمندری
ساحل کی لمبائی تقریباً 974 کلومیٹر ہے۔

زراعت

آندھراپردیش کے 70 فی صدعوام کا خاص پیشہ زراعت ہے۔وہاں کے لوگوں کی پسندیدہ خوراک بھی چاول ہی ہے۔
ساری فصلوں کی پیداوارکا اسی سے 80 سے 85 فی صد تقریباً فیصد دھان ہوتا ہے۔دوسری اہم فصلوں میں جوار،باجرا،مکئی،تل،
کٹی، دالیں،تمباکو، ارنڈی، کپاس اور گنا وغیرہ شامل ہیں۔ریاست کے 23 فیصد علاقے میں جنگلات ہیں۔جنگلوں کی اہم
پیداوار ہیں ٹیک،سفیدہ،کاجو،بانس وغیرہ۔

آبپاشی

ریاست میں آبپاشی کے اہم پراجکٹوں میں ناگارجن ساگر پراجیکٹ،پرکاشم بیراج،سرآرتھرکارٹن بیراج،تنگ بھدرلولیول
نہرکرنول کڈپہ نہر،قدم پروجیکٹ روم پیرو نالہ پروجیکٹ اور بالائی پینار پروجیکٹ شامل ہیں۔ دیگر زیرعمل پروجیکٹ سری رام

ساگر، وام سادھارا، سری سیلم رائٹ برانچ، پیلرو ریز روائر اسکیم، گوداوری ڈیلٹا سسٹم وغیرہ ہیں۔ تیلگو گنگا پروجیکٹ کے لئے 80 کروڑ روپے (2000-1999) مختص کرکے اسے ترجیحی بنیاد پر مکمل کیا جارہا ہے۔ اس سے چنئی کے لئے پینے کا پانی فراہم کیا جائے گا اور 36,030 ہیکٹر زمین سیراب ہوگی۔ تمام آبپاشی وسائل سے مجموعی طور پر 59.25 لاکھ ہیکٹر رقبہ سیراب ہوتا ہے۔

ریاست میں کسانوں کی بھلائی کے لئے 19 اپریل 1997ء سے آندھرا پردیش کسانوں کے لئے آبپاشی نظام کا قانون برائے 1997 عمل میں آیا۔ اس قانون کے تحت پانی کا استعمال کرنے والوں کی تنظیمیں بنائی گئیں۔ آندھرا پردیش ملک کی پہلی ریاست جہاں آبپاشی کے ذرائع کے انتظام میں کسانوں کو بھی حصہ دار بنایا گیا ہے۔ ریاست میں انتخابات کے ذریعے پانی استعمال کرنے والوں کی 10,292 تنظیمیں اور پانی تقسیم کرنے والوں کی 174 کمیٹیاں قائم کی گئی ہیں۔ اور ان کو مفید ڈھنگ سے کام کرنے کے قابل بنانے کے لئے 164 کروڑ روپے دیئے گئے۔ اب حکومت نے ریاست کی تمام چھوٹی اور بری آبپاشی اسکیموں کو پوری طرح قابل استعمال بنانے کے لئے 2000-1999 میں ان تنظیموں کو 993-190 کروڑ روپے دیئے ہیں۔

بجلی

ریاست کے اہم بجلی پراجیکٹوں میں ناگارجن اور نیلم سنجیوا ریڈی ساگر (شری سیلم پن بجلی پراجیکٹ)، اپری سلیرو، زیریں سلیرو، تنگ بھدر پن بجلی پراجیکٹ، نیلور، راما گنڈم، کوٹھا گنڈم، وجے واڑہ اور مُدّا نور حرارتی بجلی پراجیکٹ وغیرہ شامل ہیں۔ مارچ 1999ء تک ریاست میں بجلی کی نصب شدہ صلاحیت 7329 میگاواٹ تھی سبھی 26565 گاؤوں میں بجلی پہنچائی جا چکی ہے 18 لاکھ 80 ہزار 777 سیٹ بجلی سے چل رہے ہیں۔

770 میگاواٹ صلاحیت والا سلیم پن بجلی پراجیکٹ اور 960 میگاواٹ صلاحیت والا ناگارجن ساگر پراجیکٹ ریاست میں پن بجلی کے اہم ذرائع ہیں۔ 1,260 میگاواٹ صلاحیت والا وجے واڑہ حرارتی بجلی گھر اور 1,180 میگاواٹ صلاحیت والا کوٹھا گنڈم حرارتی بجلی گھر حرارتی بجلی کے اہم ذرائع ہیں۔ کوئلے پر منحصر ایک ہزار میگاواٹ کا سمہادری حرارتی بجلی گھر کا مقصد پورے آندھرا پردیش میں بجلی کی ضرورت پوری کرنا ہے۔

صنعتیں اور معدنیات

حیدرآباد اور وشاکھا پٹنم کے آس پاس مختلف بڑی صنعتوں میں مشینی اوزار، دوائیں، بجلی، بھاری مشینیں، کھاد، الیکٹرانک سامان، کیمیائی سامان، اسپیٹس، کانچ اور گھڑیاں وغیرہ تیار کئے جاتے ہیں آندھرا پردیش میں اچھی قسم کے کریولائٹ ایسبسٹاس کے بڑے ذخیرے موجود ہیں۔ بھارت میں بیرائٹس کی مجموعی پیداوار کا تقریباً 93 فی صد آندھرا پردیش میں ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ یہاں تانبا، مینگنیز، ابرک، کوئلہ اور چونا پتھر جیسی اہم معدنیات کی پیداوار بھی ہوتی ہے۔ مینگنیز پیدا کرنے میں اس ریاست کا دیش میں چھٹا اور ابرک اور چونا پتھر پیدا کرنے میں دوسرا مقام ہے۔ پورے جنوبی بھارت میں سنگرینی کوئلہ کانوں سے کوئلے کی سپلائی ہوتی ہے۔ انفارمیشن ٹکنالوجی پارکوں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ ریاستی حکومت حیدرآباد میں اطلاعاتی ٹکنالوجی کے انڈین انسٹی ٹیوٹ (آئی آئی آئی ٹی) کو بھی فروغ دے رہی ہے۔

ریاست میں 2,539 بڑے اور اوسط درجے کی صنعتیں ہیں جن پر مجموعی طور پر 37,693.57 کروڑ روپے خرچ کئے جا چکے ہیں۔ ان صنعتوں میں 7,43,994 افراد کو روزگار ملا ہوا ہے۔ ان کے علاوہ ریاست میں 1,32,504 چھوٹی صنعتوں میں 289.61 کروڑ روپے کا سرمایہ لگا ہوا ہے۔ اور ان صنعتوں میں 11,63,022 افراد کو روزگار ملا ہوا تھا

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

آندھراپردیش سے ہوکر گزرنے والی قومی شاہراہوں کی لمبائی 3.005 کلومیٹر ہے اور ریاستی شاہراہوں اور ضلع پرچار پریشدوں سے لی گئی سڑکوں کی لمبائی 4.37.975 کلومیٹر ہے۔ ریاست میں ضلع سڑکوں کی لمبائی 1.05.674 کلومیٹر ہے۔

ریلوے

آندھراپردیش کے تقریباً 4.248 کلومیٹر طویل ریل راستوں میں تین ہزار 3.378 کلومیٹر بڑی لائنیں اور 870 کلومیٹر چھوٹی لائنیں ہیں۔

ہوائی خدمات

آندھراپردیش میں اہم ہوائی اڈے حیدرآباد میں تیروپتی اور وشاکھاپٹنم میں ہیں۔ حیدرآباد ہوائی اڈے سے بین الاقوامی پروازیں ہوتی ہیں۔

بندرگاہیں

آندھراپردیش کی سب سے اہم بندرگاہ وشاکھاپٹنم ہے۔ ان کے علاوہ کاکی ناڈہ، مچھلی پٹنم، بھیمونی پٹنم، کرشناپٹنم، واذار لیووا اور کالنگاپٹنم میں چھوٹی بندرگاہیں ہیں۔

سیاحتی مقامات

آندھراپردیش کے اہم سیاحتی مقامات میں حیدرآباد کا چار مینار، سالار جنگ میوزیم اور گولکنڈہ کا قلعہ، وارنگل کا ہزار ستونوں والا مندر اور قلعہ، یادارگری گٹا کا شری لکشمی نرسمہا سوامی مندر، ناگارجن کونڈا بودھ استوپ، ترومالا تروپتی، کاشری ونکٹیشور مندر سری سیلم کا شری ملک ارجن واسی مندر، وجے واڑا کا کنک درگا مندر اور بارسلے پہاڑیاں اور اراکو گھاٹی وغیرہ شامل ہیں۔ حیدرآباد کے حسین ساگر جھیل میں بدھ پرنیا پراجیکٹ کے تحت تیلگو کی 33 مشہور شخصیتوں کے آدم قد مجسمے نصب کئے گئے ہیں۔ اور جھیل کے وسط میں جبرالٹر چٹان پر مہاتما بدھ کا ساٹھ فٹ لمبا مجسمہ نصب کیا گیا ہے۔ یہ چٹان حیدرآباد اور سکندرآباد شہروں کو الگ کرتی ہے۔ 2000-1999 کے دوران سیاحت کے فروغ کے لئے ریاستی حکومت نے 45 کروڑ روپے مختص کئے ہیں

حکومت

گورنر	: ڈاکٹر سی رنگاراجن	چیف سکریٹری:	پی۔ وی۔ راؤ
وزیراعلی:	: این چندرابابو نائیڈو	چیف جسٹس:	من موہن سنگھ لبراہن
اسپیکر:	: کے۔ پرتبھا بھارتی	ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار:	آندھراپردیش

ضلعوں کی آبادی، علاقہ اور صدر دفاتر

نمبر شمار	ضلع	رقبہ (ہزار مربع کلومیٹر میں)	آبادی	صدر دفتر
1	عادل آباد	16.1	20,82,479	عادل آباد
-2	اننت پور	19.1	31,83,814	اننت پور
-3	چتور	15.2	32,61,118	چتور
-4	کڈپا	15.4	22,67,769	کڈپا
-5	مشرقی گوداوری	10.8	45,41,222	کاکی ناڈا
-6	گنٹور	11.4	41,06,999	گنٹور
-7	حیدرآباد	0.2	31,45,939	حیدرآباد
-8	کریم نگر	11.8	30,37,486	کریم نگر
-9	کھمم	16.0	22,15,809	کھمم
-10	کرشنا	18.7	36,98,933	مچھلی پٹنم
-11	کرنول	17.7	29,73,024	کرنول
12	محبوب نگر	18.4	30,77,050	محبوب نگر
-13	میڈک	9.7	22,69,800	سنگاریڈی
-14	نلگونڈا	14.2	28,52,092	نلگونڈا
-15	نیلور	13.1	23,92,260	نیلور
-16	پرکاسم	17.6	27,59.166	آنگول
-17	نظام آباد	8.0	20,37,621	نظام آباد
-18	رنگاریڈی	7.5	25,52,966	حیدرآباد
-19	شری کاکولم	5.8	23,21,126	شری کاکولم
-20	وشاکھاپٹنم	11.2	32,85,092	وشاکھاپٹنم
-21	وجے نگرم	6.5	21,10,943	وجے نگرم
-22	ورنگل	12.9	28,18,832	ورنگل
-23	مغربی گوداوری	7.7	35,17,568	ایلورو

اروناچل پردیش

رقبہ:83743 مربع کلومیٹر　　آبادی: 8,64,558

اہم زبانیں: مونپا، میجی، آکا، شیرڈوکپین، بیٹنگ اپاتانی، تاگن، ہل میری، آدی، دگاروسمی، ایدومشمی، خامتی میجومشمی، نوکٹے، تنگسا اور وانچو

راجدھانی ایٹانگر

تاریخ اور جغرافیہ

اروناچل پردیش کو پہلے نارتھ ایسٹرن فرانٹیر ایجنسی نیفا کے نام سے جانا جاتا تھا۔ شمال مشرق سرحدی ریاست اروناچل

پردیش مغرب میں بھوٹان، شمال مشرق میں تبت، شمال میں چین اور مشرق میں میانمار کی بین الاقوامی سرحدوں سے متصل ریاست ہے۔ اور اندرون ملک یہ آسام اور ناگالینڈ ریاستوں کے سرحدوں پر واقع ہے۔ اس علاقہ میں چھوٹی پہاڑیاں اور پہاڑوں کا سلسلہ ہے جس کی اونچائی آسام کے میدانی علاقے کی طرف آتے ہوئے کم ہوتی جاتی ہے اور یہ کمینگ، سبان سیری، سیانگ، لوہت اور تراپ ندیوں کی وجہ سے کئی گھاٹیوں میں بٹے ہوئے ہیں۔

اس علاقے کی تاریخ کا کوئی رکارڈ موجود نہیں مگر کچھ باتیں جواب تک لوگوں میں چلی آرہی ہیں اور اس کے علاقہ پہاڑوں کے دامن میں پائی گئی کچھ اشیاء کی کھوج اور تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ یہ سامان تقریباً پہلی صدی عیسوی کے ہیں۔ تاریخی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ یہ علاقہ نہ صرف مشہور تھا بلکہ یہاں کے باشندوں کے تعلقات ملک کے بقیہ علاقوں کے لوگوں سے بھی گہرے تھے اس وقت کی اشیاء کی مقدار سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ برہمپتر ندی کے شمال ساحل سے لیکر پہاڑوں کے دامن تک کے علاقے میں ایسے افراد بستے تھے جو سیاسی، تہذیبی اور زندگی کے دوسرے شعبے میں کافی ترقی یافتہ تھے۔

شروعاتی ریکارڈوں اور دوسرے شواہد سے اروناچل پردیش اور آسام کے تعلقات اور اس علاقے پر اہوم راجا کے اثرات کا پتہ چلتا ہے۔ بہر حال اس علاقے میں حکومت کا باقاعدہ نظام آزادی کے بعد ہی نافذ ہوا۔ اروناچل پردیش کی جدید تاریخ 24 فروری 1826 کو ینڈابو معاہدے کے بعد آسام پر برطانوی حکومت سے شروع ہوتی ہے۔

1962ء سے قبل یہ علاقہ عام طور پر شمال مشرق سرحدی ایجنسی (NEFA) کے نام سے جانا جاتا تھا اور قانونی طور پر یہ آسام کا ایک حصہ تھا۔ اس کی جنگی اہمیت کی وجہ سے 1965ء تک اس علاقے کی نگرانی وزارت امور خارجہ کے ذریعہ ہوئی اور اس کے بعد آسام کے گورنر کے ذریعہ وہاں کی حکومت وزارت امور داخلہ کے قبضے میں رہی۔ 1972 میں اسے مرکز کے زیر انتظام علاقہ بنادیا گیا اور اس کا نام اروناچل پردیش رکھ دیا گیا۔ 20 فروری 1987 کو اسے بھارتیہ یونین کی 24 ویں ریاست کا درجہ ملا۔

آبپاشی اور باغبانی

یہاں کے عوام کا اہم پیشہ زراعت ہے۔ یہاں کی معیشت میں جو ہمیشہ یہاں کی جھوم کھیتی پر منحصر ہے تبدیلی آتی گئی۔ اناج کی پیداوار 99-1998 میں 2,03,287 میٹرک ٹن ہوگئی۔ نقدی فصل جیسے آلو اور باغبانی کی فصلیں مثلاً سیب، سنترے اور انناس کی کھیتی کی حوصلہ افزائی کر کے یہاں کی زراعتی معیشت کو کثیر جہتی بنانے کے لئے اقدامات کئے گئے تھے۔

صنعت اور معدنیات

صنعت اور معدنیات کے شعبے میں اس ریاست میں تیزی سے ترقی ہوئی ہے۔ کوئلہ، تیل اور گیس، ڈولومائٹ، چونا پتھر، گریفائٹ، سنگ مرمر، سیسہ اور جستا جیسی معدنیات کے ذخیروں کا تحفظ اور ان کا پتہ لگانے کی خاطر یہاں 1991 میں اروناچل پردیش کی معدنیات کی ترقی اور تجارت سے متعلق کارپوریشن (APMDTCL) قائم کی گئی۔ چانگلینگ ضلع کے خاسانگ علاقے میں ناچک، نامفونگ کوئلے کی کانوں میں جس کا کام APMDTCL کے حوالے ہے تقریباً 84.33 ملین ٹن کوئلہ ہونے کا اندازہ ہے۔ اروناچل پردیش میں معدنیات کی صنعتیں قائم کرنے کے لئے قابل ذکر اقدامات کئے گئے ہیں۔

اروناچل پردیش میں ترقی کی پھر حوصلہ افزائی کی جارہی ہے۔ ریاست میں 18 اوسط درجے کی صنعتیں اور 5,224 چھوٹی صنعتی اکائیوں کا اندراج ہے۔ ان کے علاوہ سیمنٹ کا ایک چھوٹا پلانٹ، پھلوں کو ڈبہ بند کرنے کا ایک پلانٹ اور ایک سٹرونیلا تیل صاف کرنے کا کارخانہ ہے۔ مقامی صنعت کاروں کی ریاست میں چائے کی باغبانی کرنے کے لئے حوصلہ افزائی کی جارہی ہے۔

دو صنعتی تربیتی اداروں کے ذریعے تکنیکی تعلیم دی جارہی ہے۔ایک ادارہ روئنگ میں اور دوسرا داپوریجو میں ہے۔اس وقت ریاست میں 88 دستکاری اور بنائی کے مراکز مختلف تجارتوں کے دستکاروں کو تربیت دیتے ہیں۔

آبپاشی اور بجلی

1998-99 تک 87,578 ہیکٹر رقبہ میں آبپاشی کا انتظام ہے۔ریاست میں پانی سے بجلی تیار کرنے کے نہایت روشن امکانات ہیں۔ریاست میں 1981 بجلی پیدا کرنے کی ریاست کی مجموعی صلاحیت 30,735 میگاواٹ ہے۔ریاست کے 3,649 گاؤں میں سے 2,597 گاؤں کی برق کاری کی جاچکی ہے۔

ٹرانسپورٹ

اروناچل پردیش میں قومی شاہراہوں کی مجموعی لمبائی 330 کلومیٹر ہے۔

تیوہار

ریاست کے کچھ اہم تیوہاروں میں ادیسوں کا موپن اور سولنگ، مونپاؤں اور شیر دک پنوں کے لوسار، ہل میریوں کے بوری بوٹ، اپاتانیوں کے ڈری، تاگنس کے سی دونیائی، ایدومشمیوں کے ریہہ، نیشنگوں کے نیوکم، نوکٹیوں کے چالو لوکو وغیرہ اہم ہیں۔زیادہ تر تیوہاروں میں جانوروں کی قربانی کا رواج ہے۔

سیاحتی مقامات

سیاحوں کی دلچسپی کے مراکز میں توانگ، براگ، بوندیلا، تیپی، ایناگر، مالی نیتھن، لیکابالی، پاسی گھاٹ، الونگ، تیزو، میاؤ، روئنگ، داپوریجو، نمدا پھا، بھسمک نگر، پرشورام کنڈ اور کھونسا وغیرہ شامل ہیں۔

حکومت

گورنر	اروند دوے	چیف سکریٹری	پی۔ایم نائر		
وزیراعلیٰ	مکت متھی	ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار	گواہاٹی ہائی کورٹ		
اسپیکر	تامیوتا گا				

ضلعوں کی آبادی، رقبہ اور صدر دفاتر

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر	آبادی	صدر دفتر
1	توانگ	2,172	28,287	توانگ
2-	مغربی کمانگ	7,422	56,421	بومڈیلا
3-	مشرقی کمانگ	4,134	50,395	سیپا
4-	پاپم پارے	2,875	72,811	ایناگر (یوپیا)
5-	نچلی سوبان سیری	10,135	83,167	زیرو

6-	اوپری سوبان سیری	7,032	50,086	داپوریزو
7-	مغربی سیانگ	8,325	89,936	الونگ
8-	مشرقی سیانگ	4,005	71,864	پاسی گھاٹ
9-	اوپری سیانگ	6,188	27,779	ینگکیونگ
10-	دیبانگ گھاٹی	13,029	43,068	انینی
11-	لوہت	11,402	1,09,706	تیزو
12-	چانگلانگ	4,662	95,530	چانگلانگ
13-	تراپ	2,362	85,508	کھونسا
14-	کیرنگ کومے	NA	NA	الانیگ پنگئے

آسام

رقبہ	78438 مربع کلومیٹر	آبادی-	2,24,14,322
راجدھانی	دسپور	اہم زبان-	آسامی

تاریخ اور جغرافیہ:-

کچھ ماہرین یہ مانتے ہیں کہ آسام کا لفظ سنسکرت کے لفظ اسم سے بنا ہے جس کے معنی ہوتے ہیں بہت خوبصورت یا لافانی۔ لیکن آج بیشتر ماہرین یہ مانتے ہیں کہ یہ لفظ بنیادی طور پر لفظ ''اہوم'' سے بنا ہے برطانوی حکومت میں ضم ہو جانے سے قبل لگاتار چھ سو برسوں سے بھی زیادہ عرصے تک اس زمین پر اہوم راجاؤں نے حکومت کی۔ آسام میں تہذیب وتمدن کی ایک شاندار روایت رہی ہے درحقیقت آسام اپنی قدرتی خوبصورتی، تہذیب کی دولت اور اپنے انسانی وسائل کا ایک خوبصورت سنگم ہے۔ آسٹرک، منگول، دراوڑی اور آریائی جیسے مختلف قبائل کی آماجگاہ ہونے کی وجہ سے اس صوبے میں مشترک تہذیب کو پھلنے پھولنے کا موقع ملا۔ یہ سارے قبائل زمانہ قدیم سے اس پردیش کی پہاڑیوں اور گھاٹیوں میں وقتاً فوقتاً آکر بس گئے۔

پرانے زمانے میں آسام پراگ جیوتش پور کے نام سے مشہور تھا بعد میں اس کا نام کام روپ پڑ گیا۔ کام روپ صوبے کا قدیم ترین ذکر الہ آباد میں سمدر گپت کے شیلا لیکھ میں ملتا ہے اس شیلا لیکھ میں کام روپ کا ذکر ''پرتینت'' یعنی سرحدی صوبے کے طور پر ملتا ہے جو گپتا حکومت کے تحت تھا اور گپتا حکومت کے ساتھ اس کے دوستانہ تعلقات تھے چین کا ایک بڑا عالم اور سیاح ہوئین سانگ تقریباً 743ء میں راجا کمار بھاسکر ودمن کی دعوت پر کام روپ آیا۔ اس نے کام روپ کا ذکر'' کامولوپا'' کے نام سے کیا ہے۔ گیارہویں صدی کے عرب مورخ البیرونی کی کتاب میں بھی'' کام روپ'' کا ذکر ملتا ہے۔ اس طرح رزمیہ زمانے سے بارہویں صدی تک پورے آریاورت میں مشرقی سرحدی سلطنت کو پراگ جیوتش اور کام روپ کے نام سے جانا جاتا تھا۔ یہاں کے حکمراں خود کو پراگ جیوتش نریش کہا کرتے تھے۔

1228ء میں مشرقی پہاڑیوں پر ''اہوم'' افراد کی آمد سے آسام کی تاریخ میں ایک نیا دور آیا۔ انہوں نے تقریباً چھ سو سال تک آسام پر حکومت کی۔ حکومت میں ہر طرف غیر یقینی حالات اور لڑائی جھگڑے پھیل جانے کے سبب ''اہوم'' حکمرانوں کی طاقت جب کم ہونے لگی تب مشرقی سرحد سے برمی لوگ اس پردیش میں داخل ہوئے۔ عین اسی وقت انگریز بھی وہاں پہنچے اور 1826 کے ''یان دابو'' معاہدے کے تحت برمی لوگوں نے آسام کو انگریزوں کے حوالے کر دیا۔

بھارت کے شمال مشرقی سرحد کی رکھوالی کرنے والا آسام جنگی نظریئے سے بہت اہمیت کا حامل ہے۔ یہ بھوٹان اور بنگلہ دیش

سے متصل بھارت کی بین الاقوامی سرحدوں سے گھرا ہے۔ اس کے بقیہ حصوں میں پہاڑی علاقے ہیں۔ آسام کے شمال میں بھوٹان اور اروناچل پردیش، مشرق میں منی پور، ناگالینڈ اور اروناچل پردیش اور جنوب میں میگھالیہ، میزورم اور تری پورہ ہیں۔ اس صوبے کے میدانی علاقوں کا موسم گرم ہے جس میں نمی بھی ملی ہوئی ہے اور پہاڑی علاقوں کا موسم ٹھنڈا ہے۔

زراعت

آسام ایک زراعت پیشہ ریاست ہے اس ریاست کی تقریباً 80 فیصد آبادی زراعت پر منحصر ہے اور زراعت ہی یہاں کی معاشی ترقی کی بنیاد ہے۔ صوبے کے عوام کی صلاحیت کا تقریباً 74 فیصد حصہ زراعت اور اس سے متصل کاموں پر خرچ ہوتا ہے یہاں کی خاص فصل چاول ہے نقدی فصلیں پٹسن، چائے، کپاس، تیلوں کے بیج، گنا، آلو وغیرہ ہیں۔ صوبے کی باغبانی کی اہم فصلیں سنترا اور لیموں کی طرح کے دوسرے پھل کیلا، اناس، سپاری، ناریل، امرود، لیچی، آم، کٹھل وغیرہ ہیں۔ ان کی باغبانی چھوٹے پیمانے پر کی جاتی ہیں، ریاست میں تقریباً 39.44 لاکھ ہیکٹر زمین پر کھیتی ہوتی ہے۔ ان میں سے 27.51 لاکھ ہیکٹر رقبے فیصد سے زیادہ زمین پر اناج کی فصلیں پیدا کی جاتی ہیں۔

جنگلات

آسام اپنے جنگلات اور مختلف قسم کے جانوروں اور پیڑ پودوں کے لئے مشہور ہے۔ مارچ 1999 میں صوبے میں 20.24 لاکھ ہیکٹر زمین پر جنگلات تھے جن میں 17.42 ہیکٹر زمین پر مخصوص جنگلات تھے۔ آسام کے پورے علاقے کے 22.21 فیصد علاقے میں مخصوص جنگلات ہیں۔

جنگلی جانور

صوبے میں ایک قومی پارک اور 11 جنگلی جانوروں کی حفاظت کے مقامات ہیں۔ کاجی رنگا قومی پارک اور مانس ٹائیگر پروجکٹ (نیشنل پارک) دنیا بھر میں مشہور ہیں۔

صنعت

آسام میں زراعت پر مبنی صنعتوں میں چائے کی صنعت کا اہم مقام ہے۔ صوبے میں تقریباً 2.31 لاکھ ہیکٹر رقبہ میں چائے کے باغ ہیں۔ چائے کے باغوں کی تعداد 850 ہے۔ پوری دنیا میں چائے کی پیداوار کا تقریباً 15 فیصد صرف آسام میں ہوتا ہے۔ چائے کی برآمد کا گوہاٹی مرکز سی ٹی سی قسم کی چائے کی برآمد کا دنیا کا سب سے بڑا مرکز بن گیا ہے۔ اس طرح زراعت پر مبنی چائے کی صنعت صوبے کی سب سے بڑی صنعت ہے جس سے کافی رقم حاصل ہوتی ہے۔ آسام معدنیات میں پٹرولیم، قدرتی گیس، چونا پتھر اور کوئلے سے مالا مال ہے۔ صوبے کی دوسری اہم صنعتوں میں پٹرولیم کی کھوج، کھدائی اور پٹرولیم کی صفائی سے متعلق صنعتیں شامل ہیں۔ نمالی گڑھ میں تیس لاکھ ٹن کی صلاحیت والا تیل صاف کرنے کا چوتھا کارخانہ شروع ہوگیا ہے جس پر 2350 کروڑ روپے خرچ ہوتے ہیں۔ 1998 کے دوران آسام میں 5.251 لاکھ میٹرک ٹن خام تیل، 12,570 مکعب میٹر، قدرتی گیس۔ 57.50 لاکھ میٹرک ٹن کوئلہ اور 48.50 لاکھ میٹرک ٹن چونا پتھر کی پیدائش ہوئی۔

بیلی پاڑہ اور مانیا میں صنعتی فروغ کے دو مراکز قائم کئے جا رہے ہیں۔ تینگا کھاٹ میں مجوزہ میگا گیس کریکر (Mega-Gas Cracker) پراجکٹ سے امید ہے کہ ریاست میں پلاسٹک کے سامان تیار کرنے والی کئی اکائیاں شروع ہو جائیں گی۔ اس

سے سالانہ تین لاکھ ٹن آتھی لین حاصل ہوگا۔ اپنے آرٹ اور دستکاروں کے لئے آسام ہمیشہ مشہور رہا ہے۔ ہتھ کرگھا، ریشم، بینت اور بانس کی چیزیں، غلیچوں کی بنائی، لکڑی، پیتل اور دوسری دھاتوں سے خوبصورت چیزیں بنانا وغیرہ یہاں کی گھریلو صنعتوں میں شامل ہیں۔ آسام میں کئی قسم کے ریشم مثلاً انڈی، مونگا، تسر اور شہتوت وغیرہ کی پیداوار ہوتی ہے۔ مونگا تو ریشم کی ایک ایسی قسم ہے جو پوری دنیا میں صرف آسام میں ہوتی ہے۔ سوآل کوچی (Sualkochi) میں دستکاری کی اشیا، کی برآمد کو فروغ دینے کے لئے پراجکٹ قائم کئے گئے ہیں جہاں سے مل بیری اور موگا قسم کے ریشمی کپڑے برآمد کئے جائیں گے۔

آبپاشی اور بجلی

ریاست میں 97-1996 4.83 لاکھ ہیکٹر علاقے میں آبپاشی کی سہولت فراہم کی جاچکی ہے 2000 -1999 میں دس بڑے اور 1.327 چھوٹے آبپاشی کے پروجیکٹوں کو پورا کیا جائے گا۔

آسام میں بجلی کی پیداوار کی صلاحیت اس وقت تقریباً 574.40 میگاواٹ ہے۔ صوبے کے اہم بجلی گھروں میں چندر پور حرارتی بجلی پراجکٹ اور نام روپ حرارتی بجلی پراجکٹ کے علاوہ ایک چھوٹا پن بجلی پراجکٹ اور کچھ چلتی پھرتی گیس ٹربائن اکائیاں شامل ہیں۔ بون گائی گاؤں کے حرارتی بجلی گھر کو دوبارہ چالو کرکے اور نجی سرمایہ کاری سے کربی لانپی پروجیکٹ سے ریاست میں بجلی کی فراہمی میں اضافہ ہوگا۔ تپائی کھ ڈیم پروجیکٹ کی منظوری مل چکی ہے۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

96-1995 میں آسام میں سڑکوں کی لمبائی 33.110 کلومیٹر تھی ان میں قومی شاہراہیں 2.070 کلومیٹر، ریاستی شاہراہ 2.177 کلومیٹر اور پی ڈبلیو ڈی اور 28.861 کلومیٹر لمبی دوسری سڑکیں شامل ہیں۔

ریلوے

اس وقت آسام کے ریل راستوں کی لمبائی 3.816.15 کلومیٹر ہے جس میں چھوٹی ریلوے لائن اور بڑی ریلوے لائن دونوں شامل ہیں۔ گوہاٹی سے ڈبروگڑھ تک ریلوے لائن بچھانے کا کام پورا ہو چکا ہے۔ برہم پتر ندی پر جوگی گھوپا۔ پنچ رتن میں تیسرا پل "نرنارائن سیتو" بنانے کا کام پورا ہوگیا ہے اور پندرہ اپریل 1998 کو آمدورفت کے لئے کھول دیا گیا ہے۔

ہوائی خدمات

آسام میں جن ہوائی اڈوں سے باقاعدہ ہوائی جہازوں کی پروازیں ہوتی ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ لوک پریہ گوپی ناتھ بوردولوئی ہوائی اڈہ (گوہاٹی) سلونی باڑی (تیز پور)، موہن باڑی (ڈبروگڑھ)، لیلا باڑی (لکھیم پور)، کمبھی گرام (سلچر)، اور یا (جورہٹ) میں ہیں۔

تیوہار

آسام میں مختلف قسم کے رنگارنگ تیوہار منائے جاتے ہیں۔ "بیہو" آسام کا خاص تیوہار ہے۔ یہ سال میں تین بار منایا جاتا ہے۔ رنگالی بیہو یا بوہاگ بیہو فصل ہونے کی شروعات کی علامت ہے۔ اور اس سے نئے سال کی شروعات بھی ہوتی ہے۔ بھوگلی

بیہو یا ماگھ بیہو فصل کی کٹائی کا تیوہار ہے اور کاتی بیہو یا کانگلی بیہو بہار کے موسم کا ایک سادگی بھرا تیوہار ہے۔

زیادہ تر تیوہار مذہبی بنیاد پر منائے جاتے ہیں۔ ریاست میں رہنے والے ویشنولوگ اہم ویشنوسنتوں کے یوم پیدائش اور برسی کے موقع پر دن بھر بھجن گاتے ہیں اور رواج کے مطابق اسٹیج پر ''بھاونا'' ڈرامہ کرتے ہیں۔ کاماکھیا مندر میں امبوباشی اور اوماننده اور دوسری جگہوں پر شیوراتری میلہ، اشوک اشٹمی میلہ، راش میلہ، پرشورام میلہ، امبو باشی میلہ، دول یاترا جاترا، عید کرسمس اور درگا پوجا وغیرہ دوسرے مذہبی تیوہار بھی ریاست میں جوش وخروش کے ساتھ منائے جاتے ہیں۔

سیاحتی مقامات

گوہاٹی میں اور اس کے آس پاس اہم سیاحتی مقامات میں کاماکھیا مندر، اوماننده (موردیپ)، نگرہ مندر، وششٹ آشرم، ڈول گووند، گاندھی منڈپ، چڑیا گھر، ریاستی میوزیم، شکیشورمندر، گیتامندر، اور آثار قدیمہ میں مدن کامدیو مندر اور سرائے گھاٹ پل شامل ہیں۔ ریاست کے دوسرے سیاحتی مقامات میں کاجی رنگا قومی پارک، (ایک سینگ والے گینڈوں کے لئے مشہور) مانس (باگھ پراجکٹ)، پوبی تورا اور اورنگ (جنگلی جانوروں کے حفاظتی مقامات)، شیوساگر (شیومندر، رنگ گھر کاریگ گھر)، تیج پور (مہا بھیرو مندر خوبصورت مناظر کے مقامات)، بھالک پنگ (انگ لنگ)، ہاف لانگ (صحت کے لئے مفید جگہ اور جاتنگا پہاڑیاں) ماجلی (دنیا کا سب سے بڑی دریائی جزیرہ)، چندوبی جھیل (پکنک کی جگہ) حاجو (بودھ، ہندمت اور اسلام کے ملن کی جگہ) تباداوہ (بہت بڑے سنت شنکر دیو کی پیدائش کی جگہ) اور سوال کوچی (ریشم کی صنعت کے لئے مشہور) شامل ہیں۔

حکومت

گورنر	ریٹائرڈ لفٹننٹ ایس کے سنہا	چیف سکریٹری		پرنب کماربورا	
وزیر اعلیٰ	پرفول کمار مہنتا	چیف جسٹس		برجیش کمار	
اسپیکر	گنیش کٹم	ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار		تمام شمال مشرقی ریاستیں	

ضلعوں کی آبادی، رقبہ اور صدر دفاتر

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر	آبادی (لاکھ میں)	صدر دفتر
-1	دھبری	2,838	13.32	ڈھبوری
-2	کوکری جھار	3,129	8.01	کوکری جھار
-3	بونگائی گاؤں	2,510	8.08	بونگائی گاؤں
-4	گوال پاڑہ	1,824	6.68	گوال پاڑہ
-5	بارپیٹا	3,245	13.86	بارپیٹا
-6	نل باڑی	2,277	10.16	نل باڑی
-7	کامروپ	4,345	20.00	گوہاٹی
-8	درانگ	3,481	12.99	منگل دوئی

-9	سونت پور	5,324	14.24	تیج پور
-10	لکھیم پور	2,277	7.52	شمالی لکھیم پور
-11	دھیماجی	3,237	4.79	دھیماجی
-12	ماری گاؤں	1,704	6.40	ماری گاؤں
-13	نوگاؤں	3,831	18.93	نوگاؤں
-14	گولہ گھاٹ	3,502	8.28	گولہ گھاٹ
-15	جورہاٹ	2,851	8.71	جورہاٹ
-16	شیوساگر	2,668	9.08	شیوساگر
-17	تین سکھیا	3,790	9.62	تین سکھیا
-18	ڈبروگڑھ	3,381	10.42	ڈبروگڑھ
-19	کاربی آنگ لونگ	10,434	6.63	دیتھو
-20	شمالی کچھار ہلز	4,888	1.51	ہاف لانگ
-21	کریم گنج	1,809	8.27	کریم گنج
-22	ہیلاکانڈی	1,327	4.49	ہیلاکانڈی
-23	کچھار	3,786	12.15	سلچر

بہار

علاقہ:	1,73,877 مربع کلومیٹر		
راجدھانی:	پٹنہ	آبادی:	8,63,74,465
		اہم زبان:	ہندی

تاریخ اور جغرافیہ

بہار کا ذکر ویدوں، پرانوں، اور قدیم کہانیوں میں ملتا ہے۔ بہار مہاتما بدھ اور 24 تیرتھنکروں کی جگہ رہی ہے۔ قبل مسیح سے ہی اس علاقے پر بمبسار، ادین، چندر گپت موریہ، سمراٹ اشوک جیسے حکمرانوں کے علاوہ شنگ اور کنو راجاؤں نے حکومت کی۔ اس کے بعد کشان حکمرانوں اور پھر گپت سلطنت کے چندر گپت وکرامادتیہ نے بہار پر حکومت کی۔ عہد وسطی میں اس علاقے پر مسلمان حکمرانوں کا قبضہ رہا۔ بہار کو سب سے پہلے فتح کرنے والا مسلم حکمراں محمد بن بختیار خلجی تھا۔ خلجی سلطنت کے بعد تغلق سلطنت اور مغلیہ سلطنت کا قبضہ رہا۔ مغلیہ سلطنت کے بکھرنے پر انگریزوں نے 1757ء میں پلاسی کی جنگ کے بعد بہار میں اپنے قدم جمانے شروع کئے۔ کئی لڑائیوں کے بعد انگریزوں نے اس علاقے میں اپنی پوزیشن مستحکم کر لی۔ 1911ء تک بہار بنگلہ پریسی ڈنسی کا حصہ رہا۔ 12 دسمبر 1911ء کو بہار اور اڑیسہ کو الگ صوبہ بنا دیا گیا۔ 1936ء میں بہار علیحدہ صوبہ ہو گیا۔

بہار بھارت کی اہم ریاستوں میں ایک ہے۔اس کے شمال میں نیپال، مشرق میں مغربی بنگال، مغرب میں اتر پردیش اور مدھیہ پردیش اور جنوب میں اڑیسہ ہے۔ یہاں بہت ساری ندیاں بہتی ہیں جن میں سب سے اہم ندی گنگا ہے۔ دوسری ندیاں ہیں۔سون، پن پن، پھلگو، کرمناشا، درگاوتی، دامودر، سورن ریکھا، براکیر، کول، کوسی، گنڈک، گھاگھرا وغیرہ۔

زراعت

زراعت کے تحت بہار کا جغرافیائی رقبہ تقریباً 173.30 لاکھ ہیکٹر ہے۔اس میں صرف 76 لاکھ ہیکٹر پر ہی درحقیقت کاشتکاری ہوتی ہے۔کل قابل زراعت زمین ویسے ریاست میں تقریباً 105.1 لاکھ ہیکٹر قابل کاشت زمین موجود ہیں۔ جب کہ قریب 34.53 لاکھ ہیکٹر زمین پر آبپاشی ہوتی ہے۔ جب کہ 42.11 لاکھ ہیکٹر زمین پر آبپاشی کے لئے مختلف سہولتیں موجود ہیں۔ یہاں کے اناج کی اہم فصلوں میں دھان، گیہوں، مکئی، اور دالیں شامل ہیں۔اہم نقدی فصلوں سے گنا، آلو، تمباکو، تیل کے بیج، پیاز، مرچ، پٹسن، اور میستا وغیرہ شامل ہیں۔تقریباً 29 لاکھ ہیکٹر میں جنگلات ہیں یہ ریاست کے مجموعی جغرافیائی رقبہ کا تقریباً 17 فیصد حصہ ہے۔

صنعت اور معدنیات

ریاست کی اہم صنعتوں میں دو انٹیگریٹیڈ فولادی پلانٹ بوکارو اسٹیل اور ٹاٹا آئرن اینڈ اسٹیل شامل ہیں۔جن کی مجموعی تقریباً 72 لاکھ ٹن چنڈی میں اسپنج لوہے کا پلانٹ ہے جہاں کوئلہ استعمال ہوتا ہے۔رانچی میں واقع اوشامارٹین انڈسٹریز اس علاقے کا سب سے زیادہ اسٹیل کا تار بنانے والا کارخانہ ہے۔ جمشید پور میں ٹاٹا انجینئرنگ اینڈ لوکوموٹیو کمپنی کا بھاری گاڑی بنانے والا پلانٹ ہے۔ بھارت کا سب سے بڑا ڈیزل انجن بنانے کا پلانٹ ٹاٹا کمنس جمشید پور میں ہے۔ہیوی انجینئرنگ کارپوریشن کا رانچی میں بھاری پلانٹ بنانے والا کارخانہ ہے۔ جمشید پور میں ٹاٹا ٹمکن کا ٹیپر بیرنگ پلانٹ ہے۔موری میں بھارت المونیم کمپنی کا المونیم پلانٹ، مظفر پور اور مکامہ میں بھارت ویگن لمٹیڈ کا ریلوے ویگن پلانٹ ہے۔ ہندوستان کاپر کارپوریشن کا تانبا پگھلانے کا پلانٹ گھاٹ شیلا میں ہے۔ جادوگوڑا میں بھارت یورنیم کارپوریشن کا یورنیم کمپلکس ہے۔ ہندوستان زنک لمٹیڈ کا دھنباد میں جستہ پگھلانے کا پلانٹ ہے۔ برونی میں بھارتیہ تیل کارپوریشن کا تیل صاف کرنے کا کارخانہ ہے۔ برونی کا ایچ۔ ایف۔ سی۔ ایل۔سندری کا ایف۔سی۔آئی۔اور امجھورے کا پی۔ پی۔ سی۔ ایل ریاست کے تین کھاد پلانٹ ہیں۔ ہنجاری، جمشید پور، سندری اور چائباسہ میں 30 لاکھ ٹن سالانہ صلاحیت کے کیبل یونٹ اور جمشید پور میں بھارتیہ کیبل کمپنی کا بجلی کے کیبل کا یونٹ ہے۔انڈو اساہی پترا تو ریاست کا سب سے بڑا اسٹیل گلاس یونٹ ہے۔ سیوان، بھاگلپور، پنڈول، مقامہ، اور گیا میں پانچ بڑی سوت کتائی کی ملیں ہیں۔

شمالی وسطی بہار میں 46،000 ٹی پی ڈی کرشنگ صلاحیت والی چینی ملیں ہیں 13 چینی ملیں نجی سکٹر میں اور 15 چینی ملیں سرکاری سیکٹر میں ہیں۔اس کے علاوہ شمالی اور وسطی بہار میں بڑی تعداد میں شراب بنانے، چمڑا پکانے اور چمڑا تیار کرنے کی صنعتیں ہیں۔کٹیہار اور سمستی پور میں پٹسن کی تین بڑی ملیں ہیں۔تقریباً 15 ہزار کروڑ روپے کے سرمائے سے جو نئے پراجیکٹ چلائے جارہے ہیں ان میں زنک آکسائیڈ اور زنک پراجیکٹ، بوکارو اسٹیل لمٹیڈ اور ٹسکو کی جدید کاری اور توسیع کا پراجیکٹ، صنعتی الکوہل اور کاغذ پلانٹ، تانبا، گرینائٹ کی کٹائی اور پالش، کرسٹل گلاسز اسٹیل رولنگ مل، المونیم پلانٹ، کولڈ، رولڈ اسٹیل کمپلکس، کوئلہ دھلائی کا پلانٹ اور سلیگ سیمنٹ، یہاں ملنے والے اسٹیل بلاسٹ اور بھٹی پراجیکٹ شامل ہیں۔

بہار اپنے معدنیات کے ذخیرے کے لئے مشہور ہے۔ یہاں ملنے والی معدنیاتی پیداوار میں کوئلہ، خام لوہا، چونا پتھر، ابرک،

پائرائٹ، باکسائٹ، خام تانبا، گرینائٹ وغیرہ شامل ہیں۔ بہار یورانیم اور پائرائٹ پیدا کرنے والی ملک کی واحد ریاست ہے۔

آبپاشی اور بجلی

دوسرے بہار ریاستی آبپاشی کمیشن 1994ء کے اندازے کے مطابق بہار میں آبپاشی کی مجموعی صلاحیت 122.98 لاکھ ہیکٹر
ہے۔اس میں سے 66.295 لاکھ ہیکٹر بڑے اور منجھلے آبپاشی نظاموں کے تحت اور 56.685 ہیکٹر چھوٹے آبپاشی نظام کے تحت
ہے۔ 99-1998 کے اواخر میں آبپاشی کی مجموعی صلاحیت 27.828 لاکھ ہیکٹر کے مساوی تھی۔ بارہویں پانچسالہ منصوبہ کے
اختتام تک 66.295 لاکھ ہیکٹر زمین آبپاشی کی سہولیات کے تحت آجائے گی۔

سرکاری شعبہ میں ریاست کے اہم بجلی پراجکٹ یہ ہیں:۔ بہار ریاستی بجلی بورڈ دامودر گھاٹی کارپوریشن کے تحت پترا تو حرارتی
بجلی گھر(840 میگاواٹ)، برونی حرارتی بجلی گھر(320 میگاواٹ) مظفر پور حرارتی بجلی گھر(220 میگاواٹ) سوبرن ریکھا پن
بجلی گھر(130 میگاواٹ) اور کوسی پن بجلی گھر(192 میگاواٹ) اور تینوگھاٹ بجلی کارپوریشن لمیٹڈ کے تحت مرکزی سیکٹر کے اہم بجلی
گھر مندرجہ ذیل ہیں۔

بوکارو حرارتی بجلی گھر (830 میگاواٹ) چندر پورا حرارتی بجلی گھر(750 میگاواٹ) دامودر گھاٹی کارپوریشن کی پنچیت پن
بجلی گھر(80 میگاواٹ) میتھون پن بجلی گھر(60 میگاواٹ) اور تلیا پن بجلی گھر(4 میگاواٹ) پنچیت بائیڈل بجلی گھر(180 ایم
ڈبلیو) اور قومی حرارتی بجلی کارپوریشن کے تحت کہل گاؤں سوپر حرارتی بجلی گھر(840 میگاواٹ)

اس کے علاوہ بہار کو قومی حرارتی بجلی کارپوریشن کے تحت فرکا سوپر حرارتی بجلی گھر اور تلچیر سوپر حرارتی بجلی پراجیکٹ میں
دامودر گھاٹی کارپوریشن کے درگاپور حرارتی بجلی گھر سے اور قومی پن بجلی کارپوریشن کے چکا پن بجلی گھر سے بھی اپنے حصے کی بجلی ملتی
ہے۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

مارچ 1999ء تک بہار میں 20.973.7 کلومیٹر پکی سڑکیں تھیں۔ ان میں سے 3.075.7 کلومیٹر قومی شاہراہیں
اور 17.898 بڑی ضلعی سڑکیں اور دیہی سڑکیں تھیں۔

ریلوے

بہار میں ریل لائنوں کا جال بچھا ہوا ہے۔ مکامہ میں صرف ایک ریلوے پل ہونے کی وجہ سے بہار کے ٹرانسپورٹ نظام میں
تھوڑی پریشانی ہے۔ کچھ اہم مقامات کو جوڑنے والی ریل لائنوں جیسے مظفر پور، سمستی پور، برونی، کٹیہار اور مظفر پور۔ چھپرا سیوان کو
بڑی لائن میں بدلا گیا ہے۔ پٹنہ، دھنباد، گیا، مظفر پور، برونی، کٹیہار اور سمستی پور جمشید پور اور رانچی وغیرہ ریاست کے اہم ریلوے
جنکشن ہیں۔

فضائی خدمات

ریاست میں پٹنہ، رانچی، جمشید پور، اور گیا میں ہوائی اڈے ہیں۔

سیاحتی مقامات

ریاست کے اہم سیاحتی مقامات مندرجہ ذیل ہیں۔ راجگیر (بدھوں کا تیرتھ مقام)، بودھ گیا (بدھ کا سب سے بڑا تیرتھ استھان) گیا (ہندوؤں کا ایک اہم تیرتھ استھان) نالندہ، (دنیا کی پہلی بودھ یونیورسٹی کے باقیات) ویشالی (چھٹی صدی ق م میں دنیا کی پہلی جمہوریہ) پاواپوری (بھگوان مہاویر کی جائے وفات)، رانچی (آبشار اور خوبصورت مناظر) جمشید پور (اسپات نگر) ہزاری باغ (جنگلی جانوروں کا قومی پارک) بیتیا (پلاموتوی پارک) بھیم باندھ (گرم پانی کے چشمے) منار (صوفی مخدوم کی درگاہ) وکرم شیلا (بدھ یونیورسٹی کے باقیات) توپچانچی (قدرتی مناظر) دیوگھر (ہندو مندر) پٹنہ (قدیم شہر پاٹلی پترا) اور سہسرام (شیر شاہ کا مقبرہ) وغیرہ۔

حکومت

گورنر	ونود پانڈے،	چیف سکریٹری	وی۔ایس۔دوبے
وزیر اعلیٰ	محترمہ رابڑی دیوی،	چیف جسٹس	روی ایس دھون
اسپیکر	سدانند سنگھ	ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار	بہار

ضلعوں کے رقبہ، آبادی اور صدر دفاتر

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر	آبادی	صدر دفتر
1۔	اڑریا	2,796.8	16,11,638	اڑریا
2۔	اورنگ آباد	3,389.2	15,39,988	اورنگ آباد
3۔	بیگوسرائے	1,889.1	18,14,773	بیگوسرائے
4۔	بھاگلپور	2,501.9	32,047	بھاگلپور
5۔	بانکا	3,020.2	12,92,504	بانکا
6۔	بھوجپور	2,337	28,80,447	آرا
7۔	بکسر	1,633.6	10,87,676	بکسر
8۔	بھبھوا	1,840.3	9,83,269	بھبھوا
9۔	بوکارو	2,860.9	14,54,416	بوکارو
10۔	چترہ	3,700.2	6,12,713	چترہ
11۔	دربھنگہ	2,502	25,10,959	دربھنگہ
12۔	دیوگھر	2,478.6	9,33,113	دیوگھر
13۔	دھنباد	2,074.8	26.74,652	دھنباد

14-	دمکا	5,518.2	14,95,709	دمکا
15-	مشرقی چمپارن	4,154.8	30.43.061	موتی ہاری
16-	مشرقی سنگھبوم	3.533.3	16.13.088	جمشید پور
17-	گیا	4,941	26,64,803	گیا
18-	گریڈیہہ	4,887	22,25,480	گریڈیہہ
19-	گوڈا	2,110.4	8,61.182	گوڈا
20-	گوپال گنج	2,009.2	17,04,310	گوپال گنج
21-	گملہ	1,932.8	11,53,976	گملہ
22-	گڑھوا	4,063.5	8,01,350	گڑھوا
23-	ہزاری باغ	7,277.1	8,43.544	ہزاری باغ
24-	جہاں آباد	1,569.3	11.74,900	جہاں آباد
25-	جموئی	2,996.5	10,51.527	جموئی
26-	کوشی	1,195.6	2,47,525	سہرسا
27-	کٹیہار	3,009.9	18,25.380	کٹیہار
28-	کھگریا	1,48 5.8	9.87.227	کھگریا
29-	کشن گنج	1,938.5	1,84,107	کشن گنج
30-	کوڈرما	2,410	6,29,264	کوڈرما
31-	لوہارڈاگا	2,835.4	2,88.886	لوہارڈاگا
32-	مدھے پورہ	1,797.4	11,77,708	مدھے پورہ
33-	مدھوبنی	3,477.8	28,32,024	مدھوبنی
34-	لکھی سرائے رمونگیر رشیخ پورہ	3,302.2	30,60,072	لکھی سرائے رمونگیر رشیخ
35-	مظفر پور	3,122.7	29,53,903	مظفر پور
36-	نالندہ	2,361.7	19,97,995	بہار شریف
37-	نوادہ	2,497.5	13,59,694	نوادہ
38-	پلامو	7,975.8	23,51,191	ڈالٹن گنج
39-	پاکور	1,805	5,64,253	پاکور

-40	پٹنہ	3,130.1	36.18,211	پٹنہ
-41	پورینا	3.202.30	18,78.885	پورینا
-42	رانچی	7.973.8	22,14,080	رانچی
-43	روہتاس	3,838.2	2,90,685	سہسرام
- 44	صاحب گنج	3,405.6	-	صاحب گنج
-45	سستی پور	2,578.7	-	سستی پور
-46	سارن	2,624.1	25,72,980	چھپرا
-47	سیتامڑھی رشوہار	2,627.7	23,91,495	سیتامڑھی رشوہار
-48	سیوان	2,213	2,17.097	سیوان
-49	سوپال	2,984.9	-	سوپال
-50	ویشالی	1,995.3	21,46,065	حاجی پور
-51	مغربی چمپارن	4,249.9	23,33.666	بیتیا
-52	مغربی سنگھبوم	8,012	17,87,955	چائباسا

نومبر 2000 میں ایک الگ جھاڑکھنڈ ریاست بن گئی ہے۔ جس میں یہ اضلاع شامل ہیں۔ رانچی، گملا، لوہردگگا، پالاموَ، گڑھوا، دھنباد، بوکارو، ہزاری باغ، چھترا، گریڈیہہ، کودارما، مشرقی سنگھ بھومی، دمکا، دیوگھر، گوڈا، پاکور، صاحب گنج۔

گوا

رقبہ: 3,702 مربع کلومیٹر	آبادی 11,69,793
راجدھانی:۔ پناجی	اہم زبانیں۔ کونکنی اور مراٹھی

تاریخ اور جغرافیہ

گوا زمانہ قدیم میں گوماچل، گوپک پتن، گوپک پوری، گواپوری گوماتنک وغیرہ کئی ناموں سے مشہور رہا ہے۔ اس کی ایک لمبی تاریخی روایت رہی ہے۔ گوا کی ابتدائی تاریخ سے متعلق کوئی واضح جانکاری نہیں ملتی ہے۔ پہلی صدی عیسوی میں گوا ستواہن کا ایک حصہ تھا۔ اس کے بعد کدمب، ملکھیڑ کے راشٹرکٹوں، چالوکیہ اور سلہار حکمرانوں نے اس پر حکومت کی۔ چودہویں صدی کے آخر میں یادو راجاؤں کی حکومت ختم ہوئی اور دلی کے خلجی حکمرانوں نے اس پر قبضہ کرلیا۔ اس طرح گوا میں مسلم حکومت آئی۔ 1498ء میں واسکوڈی گاما نے بھارت آنے کے لئے سمندری راستے کی کھوج کی، اس کے بعد کئی پرتگالی مہم جو بھارت آئے۔ 1510ء میں الفانسو ڈی البوقر نے وجے نگر کے حکمراں کی مدد سے گوا پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کرلیا۔ 1542ء میں عیسائی سنت فرانس زیویئر کے گوا آنے کے بعد یہاں تبدیلی مذہب کا کام شروع ہوا۔ سترہویں صدی کے آخری نصف کے کچھ برسوں کے علاوہ جب کہ شواجی نے گوا اور آس پاس کے کچھ علاقوں پر قبضہ کیا پورے علاقے پر پرتگالیوں کی حکمرانی رہی۔ بھارت کے آزاد

ہونے کے بعد بھی گوا پرتگالیوں کے قبضے میں رہا لیکن پرتگالی حکمران گوا کے عوام کی امیدوں کو پورا نہیں کر پائے اور آخر کار دسمبر 1961ء میں گوا کو آزاد کرا لیا گیا۔ اس کے ساتھ دمن اور دیو کو ملا کر مرکز کی نگرانی والا علاقہ بنایا گیا۔ 30 مئی 1987ء کو گوا کو مکمل ریاست کا درجہ دے دیا گیا۔ اور دمن اور دیو کو الگ مرکز کے زیر انتظام علاقہ بنا دیا گیا۔ گوا جزیرہ نمائے ہند کے مغربی ساحل پر واقع ہے اس کے شمال میں تیرے کھول ندی بہتی ہے جو گوا کو مہاراشٹر سے الگ کرتی ہے۔ جنوب میں کرناٹک کا شمالی کنارا ضلع مشرق میں مغربی گھاٹ اور مغرب میں بحیرہ عرب ہے۔ پناجی، مرگاؤں، واسکو، مپوسا اور پونڈا گوا کے اہم شہر ہیں۔

زراعت

چاول یہاں کی خاص فصل ہے۔ اس کے علاوہ دالیں، راگی اور کچھ دوسرے اناج کی فصلوں کی پیداوار بھی ہوتی ہے۔ ناریل، کاجو، سپاری، اور گنا جیسی نقدی فصلوں کے ساتھ ساتھ اناس، آم اور کیلا کی بھی گوا میں پیداوار ہے۔ گوا میں 2,27,029 ٹن دھان، 64,00 ٹن گنے اور 90 کروڑ 121 ملین ناریل پھلوں کی پیداوار ہوتی ہے۔ ریاست میں 1,424 مربع کلومیٹر سے زائد علاقے میں جنگلات ہیں۔

آبپاشی اور بجلی

سیلاؤلیم اور انجونیم جیسے باندھوں اور آبپاشی کے چھوٹے پراجکٹوں کے شروع ہو جانے سے زیر آبپاشی والے رقبہ میں اضافہ ہو رہا ہے۔ تلاری باندھ پر بھی کام شروع ہو گیا ہے۔ ان پراجکٹوں سے اب تک مجموعی طور پر 43,000 ہیکٹیر زمین کی آبپاشی کی صلاحیت پیدا ہو چکی ہے۔ ریاست کے سبھی گاؤں میں بجلی پہنچائی جا چکی ہے۔ اور صد فی صد برق کاری کا نشانہ حاصل کر لیا گیا ہے۔

صنعتیں اور معدنیات

ریاست میں چھوٹی صنعتوں کی تعداد 5,765 ہے جن میں مجموعی طور پر 219.09 کروڑ روپئے کا سرمایہ لگا ہے اور 39,432 افراد کو روزگار حاصل ہے۔ جہاں تک بڑے اور اوسط درجے کی صنعتوں کا سوال ہے۔ 1998ء فروری تک اس طرح کی اکائیوں کی تعداد 140 تھی۔ ان میں 1,555.65 کروڑ روپے کا سرمایہ لگا ہے۔ اور 18,923 افراد کو روزگار ملا ہوا ہے۔ ریاست میں 16 صنعتی علاقے ہیں اور ایک نیا الکٹرانک نگر بنایا جا رہا ہے۔ ریاست میں معدنیات کی پیداوار میں فیرومینگنیز، باکسائٹ خام لوہا وغیرہ شامل ہیں اور ان کی برآمد سے ریاست کے معاشی نظام میں بہت مدد ملتی ہے۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

ریاست میں قومی شاہراہوں کی لمبائی 224 کلومیٹر اور ریاستی سڑکوں کی لمبائی 232 کلومیٹر ہے۔ اس کے علاوہ 815 کلومیٹر ضلعی سڑکیں ہیں۔

ریلوے

گوا کونکن ریلوے کے ذریعے دلی، ممبئی، بنگلور، اور ترواننت پورم سے جڑا ہے۔ اس ریل راستے پر مختلف تیز رفتار ریل

گاڑیاں شروع کی گئی ہیں۔ واسکوڈاگاماساؤتھ سنٹرل ریلوے کے بنگلوراور بیلگام اسٹیشنوں سے جڑا ہے۔ اس راستے کا استعمال فی الحال سامان کی نقل وحمل کے لئے کیا جارہا ہے۔

ہوائی خدمات

ڈابولم ہوائی اڈے سے ممبئی، دلی، ترواننت پورم، کوچی، چنئی، اگاتی اور بنگلور کے لئے باقاعدہ ہوائی پروازیں ہوتی ہیں۔

بندرگاہ

مارموگام ریاست کی اہم بندرگاہ ہے۔ یہاں مال بردار جہازوں کے لئے سہولتیں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ پاناجی، تیرا کول، چوپڑا بیتول اور تال پونا میں بھی بندرگاہ ہیں۔ مگران میں پاناجی سب سے زیادہ مصروف بندرگاہ ہے۔ حال میں یہاں جہازوں کے لئے گودی شروع کی گئی ہے۔

سیاحتی مقامات

گوا کے اہم سیاحتی مقامات میں کولوا، کالن گٹے، واگانور باگا، ہرل، انجنا، اور میرامار سمندری ساحل، پرانے گوا میں باسیلکا آف نام جیسوس اور سے کیتھڈرل کاویلم، مارڈال، منگیشی اور بونڈورامندر، اگوڈا، تیریکھول، چپورااور کابوڈی داما قلعہ وغیرہ شامل ہیں۔ قدرتی خوبصورتی کے لئے مشہور دودھ ساگرا اور ہروالم جھرنے اور مایم جھیل ہیں۔ ریاست میں جنگلی جانوروں کی کئی حفاظت گاہیں ہیں جیسے بونڈلہ، کوٹی گاؤں اور مولیم میں جنگلی جانوروں کی حفاظت گاہیں۔ ان کے علاوہ ڈاکٹر سلیم علی کے نام سے چڑیوں کا پارک بھی ہے۔ ان کا مجموعی رقبہ 354 مربع کلومیٹر ہے۔

حکومت

گورنر:	محمد فضل	چیف سکریٹری:	اشوک ناتھ
وزیراعلیٰ:	منوہر پریکار	ہائی کورٹ کادائرہ اختیار:	گوا ممبئی

ہائی کورٹ کے پاناجی بنچ کے دائرہ اختیار میں آتا ہے

ضلعوں کی آبادی رقبہ اور ضلع صدر دفاتر

ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر میں	آبادی	صدر دفاتر
1۔شمالی گوا۔	1736	664804	پناجی
2۔جنوبی گوا	1966I	504989	مرگاؤں

گجرات

رقبہ:	1,96,024 مربع کلومیٹر	آبادی:	4,13,09,582
راجدھانی:	گاندھی نگر	اہم زبان:	گجراتی

تاریخ اور جغرافیہ

گجرات کی تاریخ دو ہزار سال قبل مسیح سے شروع ہوتی ہے۔ یہ بھی مانا جاتا ہے کہ بھگوان کرشن متھرا چھوڑ کر سوراشٹر کے مغربی ساحل پر جا بسے جو دوارکا یعنی داخلے کا دروازہ کہلایا۔ بعد میں اس پردیش پر موریہ، گپت، پرتیہار اور مختلف حکمرانوں نے حکومت کی۔ چالکیہ (سولنکی) حکمرانوں کا عہد حکومت گجرات کے لئے ترقی اور فروغ کا عہد تھا۔ محمود غزنوی کی لوٹ مار کے باوجود چالکیہ حکمرانوں نے یہاں کے عوام کی خوشحالی اور بھلائی کا پورا پورا خیال رکھا۔ اس سنہری دور کے بعد گجرات کو مسلمانوں، مراٹھوں اور انگریزی حکومتوں کے دوران برے دن دیکھنے پڑے۔

آزادی سے قبل گجرات کا موجودہ رقبہ دو حصوں میں تقسیم تھا۔ ایک انگریزوں کا رقبہ اور دوسرا دیسی ریاستوں کا علاقہ، ریاستوں کی تشکیل نو کی وجہ سے سوراشٹر، کچھ اور انگریزوں کی حکومت والے گجرات کے علاقے کو ملا کر بمبئی ریاست کی تشکیل ہوئی۔ یکم مئی 1960 موجودہ گجرات ریاست وجود میں آئی۔ گجرات بھارت کے مغربی ساحل پر بسا ہوا ہے۔ اس کے مغرب میں بحیرہ عرب شمال میں پاکستان شمال مشرق میں راجستھان، جنوب مشرق میں مدھیہ پردیش اور جنوب میں مہاراشٹر ہے۔

زراعت

گجرات کپاس، تمباکو اور مونگ پھلی پیدا کرنے والی ملک کی اہم ریاست ہے اور یہ کپڑا، تیل اور صابن جیسی اہم صنعتوں کے لئے خام مال فراہم کرتا ہے۔ یہاں کی دیگر اہم نقدی فصلوں میں اسبغول سفید زیرہ دھان، گیہوں، اور باجرہ شامل ہیں۔ گجرات کے جنگلات میں ساگوان، کھیر، چندن، ہلداریو، اور بانس جیسی لکڑیوں کی قسمیں پائی جاتی ہیں۔

صنعت

ریاست میں صنعتی ڈھانچے میں دھیرے دھیرے تنوع پیدا ہو رہا ہے۔ اور کیمکل، پیٹروکیمکل، کھادیں، انجینئرنگ، اور الکٹرانک صنعتوں کو فروغ حاصل ہو رہا ہے۔ دسمبر 1999 میں ریاست میں 19,771 کارخانے درج رجسٹر تھے جس میں اوسطا 8.65 لاکھ لوگوں کو یومیہ روزگار ملا ہوا تھا۔

چھوٹی صنعتوں کے شعبہ میں ریاست میں دسمبر 1999 کے آخر میں 2,33,777 لاکھ رجسٹرڈ یونٹیں تھیں۔ بنیادی ڈھانچوں کے ساتھ گجرات صنعتی ترقی کارپوریشن (جی آئی ڈی سی) کو صنعتی بستیاں بسانے کی ذمہ داری دی گئی ہے۔ 31 مارچ 1999 کے جی آئی ڈی سی نے 260 صنعتی بستیاں بسائی تھیں ان میں جھگاڑیا واگرہ اور ساوکی کی بڑی صنعتی بستیاں شامل ہیں۔

آبپاشی و بجلی

ایک اندازے کے مطابق ریاست میں زمینی سطح پر جو پانی موجود ہے اس سے 64.88 لاکھ ہیکٹر زمین کی آبپاشی ہو سکتی ہے جس میں سردار سروور نرمدا پراجکٹ کی 17.92 لاکھ ہیکٹر کی صلاحیت بھی شامل ہے۔ ریاست میں جون 1999 تک آبپاشی کی مجموعی صلاحیت بڑھ کر 36.43 لاکھ ہیکٹر تک پہنچ گئی تھی۔ نئے اندازے کے مطابق زمینی سطح کے پانی کے ذرائع سمیت سارے ذرائع سے آبپاشی کی مجموعی صلاحیت 30.95 لاکھ ہیکٹر ہے۔

دسمبر 1999 کے آخر تک بجلی کی قائم شدہ صلاحیت 8,017 میگاواٹ تھی۔ ریاست کے کل 18,028 گاؤں میں سے 17,940 گاؤں میں بجلی پہونچادی گئی تھی۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

ریاست کی سڑکوں کی مجموعی لمبائی تقریباً 72,590 کلومیٹر ہے۔ زمینی سطح سڑکوں کی لمبائی 68,519 کلومیٹر۔

ہوائی خدمات

ریاست کا اہم ہوائی اڈہ احمد آباد میں ہے۔ یہاں سے ممبئی دلی اور دوسرے شہروں کے لئے روزانہ پروازیں ہوتی ہیں۔ احمد آباد ہوائی اڈے کو اب بین الاقوامی ہوائی اڈے کا درجہ حاصل ہوگیا ہے۔ ریاست میں اس کے علاوہ نو اور ہوائی اڈے وڈورا، بھاؤنگر، بھج، سورت، جام نگر، کانڈلہ کیشوڈ، پوربندر اور راجکوٹ میں ہیں۔

بندرگاہ

گجرات میں چالیس بندرگاہیں ہیں جن میں کانڈلہ بندرگاہ سب سے اہم ہے۔ 99-1998 میں گجرات کے مجھلے اور چھوٹے بندرگاہوں سے 250.83 لاکھ ٹن مال ڈھویا گیا جب کہ کانڈلہ بندرگاہ سے 406.37 لاکھ میٹرک ٹن مال ڈھویا گیا۔

تیوہار

بھادر پد مہینہ میں (اگست۔ستمبر) شکل پکش میں چوتھے پانچویں اور چھٹے روز ترنیتر گاؤں میں بھگوان شیو کے احترام میں ترنیتر میلا لگتا ہے بھگوان کرشن کی رکمنی سے شادی کی یاد میں چیتر (مارچ۔اپریل) کے شکل پکش میں نویں روز پوربندر کے پاس مادھوپور میں مادھوراؤ میلہ لگتا ہے اس موقع پر کرشن اور رکمنی کی چوری چھپے شادی کرنے کی رسم بھی ادا ہوتی ہے۔ شمالی گجرات کے بناس کانٹھا ضلع میں امباجی نام کا میلہ منعقد کیا جاتا ہے ریاست کا سب سے بڑا دوارکا میلہ بھگوان کرشن کے یوم پیدائش کے موقع پر بڑے جوش و خروش سے منایا جاتا ہے۔ اسکے علاوہ گجرات میں مکر سنکرانتی، نوراتری، ڈانگی دربار، شاملاجی میلے اور بھاوناتھ میلے وغیرہ بھی لگتے ہیں۔

سیاحتی مقامات

ریاست میں دوارکا سومناتھ پلی تانہ، پاورگڑھ، امباجی، بھدریشور شاملاجی، ترنگا اور گرنار جیسے مذہبی مقامات کے علاوہ مہاتما گاندھی کی جائے پیدائش پوربندر اور آثار قدیمہ اور قدیم اور فن تعمیر کے نظریے سے قابل ذکر پاٹن، سدھ پور، گھملی، ڈبھوئی، واڈنگر، مذھیرا، لوتھل اور احمد آباد جیسے مقامات بھی ہیں۔ احمد آباد، مانڈوی، چورواڑ، ابھرات، اور بیتھل کے خوبصورت سمندری ساحل، سپوتارا پہاڑی رقبہ، گیر میں شیروں کی حفاظت گاہ اور کچھ میں جنگلی گدھوں کی حفاظت گاہیں بھی سیاحوں کی دلکشی کے مراکز ہیں۔

حکومت

گورنر	سندر سنگھ بھنڈاری	چیف سکریٹری	ایل۔این۔ایس مکندن
وزیراعلی	کیشو بھائی پٹیل	چیف جسٹس	ڈی۔ایم۔دھرما دھیکاری
اسپیکر	دھیرو بھائی شاہ	ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار	گجرات

ضلعوں کا رقبہ، آبادی اور صدر دفاتر

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر	آبادی	صدر دفتر
1-	احمد آباد	8,707	48,01,812	احمد آباد
2-	امریلی	6,760	12,52,589	امریلی
3-	بناس کانٹھا	12,703	21,62,578	پالن پور
4	بھروچ	9,038	15,46,145	بھروچ
5-	نرمدا[1]	-	-	راج پپلا
6-	بھاؤنگر	11,155	22,92,026	بھاؤنگر
7-	گاندھی نگر	649	4,08,992	گاندھی نگر
8-	جام نگر	14,125	15,63,558	جام نگر
9-	جوناگڑھ	10,607	23,94,859	جوناگڑھ
10-	پوربندر[1]	-	-	پوربندر
11-	کچھ	45,652	12,62,507	بھج
12-	کھیڑا	7,194	34,40,897	کھیڑا
13-	آنند[1]	-	-	آنند
14-	مہسانہ	9,027	29,37,870	مہسانہ
15-	پٹن[1]	-	-	پٹن
16-	پنچ محل	8,866	29,56,458	گودھرا
17-	دوحد[1]	-	-	دوحد
18-	راجکوٹ	11,203	25,14,122	راجکوٹ
19-	سابرکانٹھا	7,390	17,61,086	ہمت نگر
20-	سورت	7,657	33,97,900	سورت
21-	سریندرنگر	10,489	12,08,872	سریندرنگر
22-	ولساڑ	5,244	21,73,762	ولساڑ

-23	نوساری[1]	-	-	نوساری
-24	وڑوڈرا	7,794	30,89,610	وڑوڈرا
-25	ڈانگ	1,764	1,44,091	اہوا

نمبر 1: 2 اکتوبر 1997 سے نئے ضلعوں کی تشکیل رقبے اور آبادی پرانے اضلاع میں شامل

ہریانہ

رقبہ	44.212 مربع کلومیٹر	آبادی	1,64,63,648
راجدھانی	چنڈی گڑھ	اہم زبان	ہندی

تاریخ اور جغرافیہ

ہریانہ کی شاندار تاریخ ویدوں کے عہد سے شروع ہوتی ہے۔ یہ ریاست راجا بھرت کی جائے پیدائش تسلیم کی جاتی ہے جس کے نام پر اس ملک کا نام بھارت پڑا۔ عظیم رزمیہ مثنوی مہابھارت میں ہریانہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ کوروں اور پانڈو کی لڑائی اس ہریانہ کے کروشیتر میں ہوئی تھی۔ مسلمانوں کی آمد اور دلی کے بھارت کی راجدھانی بننے سے پہلے تک بھارت کی تاریخ میں ہریانہ اہم رول ادا کرتا رہا۔ اس کے بعد ہریانہ دلی کا ہی ایک حصہ بن گیا اور 1857 میں آزادی کی پہلی جنگ تک یہ گمنام رہا۔ 1857 کی بغاوت کو کچل دینے کے بعد جب برطانوی حکومت پھر سے قائم ہوئی تو جھجھر اور بہادر گڑھ کے نوابوں، بلب گڑھ کے راجا اور ریواڑی کے راؤ تلا رام کی حکومت چھین لی گئی ان کے علاقے یا تو برطانوی علاقے میں ملا لئے گئے یا پٹیالہ، نابھ اور جیند کے حکمرانوں کو سونپ دیئے گئے۔ اس طرح ہریانہ پنجاب ریاست کا حصہ بن گیا۔ یکم نومبر 1966 کو پنجاب کی تشکیل نو کے بعد ہریانہ ایک مکمل ریاست بن گیا۔

ہریانہ کے مشرق میں اتر پردیش، مغرب میں پنجاب اور ہماچل پردیش اور جنوب میں راجستھان ہے۔ قومی راجدھانی خطہ دلی ہریانہ سے جڑا ہوا ہے دلی کی سرحد کے تین طرف ہریانہ کا رقبہ ہے۔

زراعت

ہریانہ کے 80 فیصد عوام کا خاص پیشہ زراعت ہے۔ اناج کی پیداوار جو ہریانہ کو ریاست کا درجہ ملنے کے وقت 25.92 لاکھ ٹن تھی۔ 2000-1999 میں بڑھ کر 121.09 لاکھ ٹن ہو جانے کی امید ہے۔ چاول گیہوں جوار، باجرہ، مکئی، جو، گنا، کپاس، دالیں، تیلوں کے بیج اور آلو ریاست کی اہم فصلیں ہیں ان کے علاوہ گنا، کپاس جیسی نقدی فصلیں بھی دوسری فصلوں کے طور پر پیدا کی جارہی ہیں۔ سورج مکھی، سویابین اور پھل اور سبزیوں کی پیداوار کو بھی فروغ دیا جارہا ہے ریاست میں چھوٹی اور بڑی کاشتکاری کو بھی فروغ دینے کے اقدامات کئے جارہے ہیں عالمی بنک نے ہریانہ میں زراعت کے شعبے میں انسانی وسائل کے فروغ کے لئے 53.74 کروڑ روپے کا ایک پراجکٹ منظور کیا ہے۔ پانچ سال کا یہ منصوبہ اگست 1995 میں شروع ہوا۔ جس میں سے 5.72 کروڑ روپے کی رقم محکمہ زراعت کے مخصوص تھی۔ مارچ 2000 تک 3.55 کروڑ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

صنعت

ہریانہ نے صنعت کے شعبے میں شاندار ترقی کی ہے۔ ریاست میں بڑی اور اوسط درجے کی صنعتوں کی تعداد
1999-2000 کے آخر تک بڑھ کر 1023 پہنچ گئی ہے چھوٹی اور گھریلو صنعتوں کی تعداد میں 79,678 سے بڑھ کر
76,978 تک پہنچ گئی ہے۔ ان اکائیوں میں تقریبا سات لاکھ افراد کو روزگار حاصل ہے۔ ملک میں کاروں کی مجموعی تعداد کا
80 فیصد ہریانہ میں تیار ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ یہاں دو تہائی موٹر سائیکلیں اور ٹریکٹر اور ایک چوتھائی سائیکلیں اور سینیٹری جی آئی
پائپ گیس اسٹوو اور سائنسی آلات کے سامان بھی یہاں تیار کئے جاتے ہیں۔ آج ملک میں اس کو پہلا مقام حاصل ہے۔ ہاتھ
سے بنے اونی غالیچوں اور رنگ برنگے ہینڈلوم کے سامان کی وجہ سے پانی پت بھارت کی بنکر نگری کے نام سے مشہور ہے۔ برآمد
کے شعبے میں بھی ریاست نے شاندار کامیابی حاصل کی ہے۔ ہریانہ کی سالانہ برآمد 99-1998 میں 4,163.21 کروڑ روپے
تک پہنچ گئی ہے جو اب تک سب سے زیادہ ہے۔

1991 میں نافذ حکومت ہند کی اقتصادی نرم کاری اور لائسنس سے آزاد ہونے کی پالیسی کے بعد سے ہریانہ سے صنعتی
اکائیاں قائم کرنے کے لے صنعت کاروں نے 24,021 کروڑ روپے کے سرمائے والے 2,313 صنعتی کمپنیاں قائم کرنے
کے لئے عرض داشت پیش کی ہیں۔ ان میں سے 1,128 عرض داشتوں پر عمل ہو چکا ہے۔ گڑگاؤں ضلع کے مینسر علاقے میں
ایک مثالی صنعتی شہر کو فروغ دیا گیا ہے باول (ریواری) میں ایک ترقیاتی مرکز کے پہلے مرحلے نے کام شروع کر دیا ہے۔ اور
منابا (انبالہ) میں ایک دوسرے ترقیاتی مرکز کو فروغ دینے کے لئے زمین لے لی گئی ہے۔ ماروتی صنعت اور ہیرو ہونڈا جیسے
شاندار پروجیکٹوں نے بڑے پیمانے پر اپنا توسیعی پروگرام شروع کر دیا ہے۔ انڈین آئل کارپوریشن بھی تیل صاف کرنے کے لئے
کارخانہ (پانی پت) کی صلاحیت 60 لاکھ میٹرک ٹن سالانہ سے بڑھا کر 120 لاکھ میٹرک ٹن سالانہ کرنے کے لئے 3,365
کروڑ روپے کا اضافی سرمایہ لگا کر توسیع کر رہا ہے۔ انڈین آئل کارپوریشن 4,228 کروڑ روپے کا سرمایہ لگا کر ایک پیٹرو کیمکل
کمپلکس بھی لگا رہا ہے۔

آبپاشی اور بجلی

ستلج اور رویاس ندیوں پر بنے کثیر مقصدی پراجکٹوں سے فائدہ اٹھانیوالی ریاستوں میں پنجاب اور راجستھان کے ساتھ
ہریانہ بھی شامل ہے۔ ریاست کے بڑے آبپاشی پراجکٹوں میں مغربی یمنا نہر، بھاکھڑہ نہر کا نظام اور گوڑگانوں نہر شامل ہیں۔
ریاست نے پانی کو نچلی سطح سے اوپر تک سوکھی ڈھلانوں پر چڑھانے میں کامیابی حاصل کی۔ یہ ایک نئی کوشش ہے جس نے
بھارت میں پہلی بار ''لفٹ'' آبپاشی کو عملی جامہ پہنایا۔ ریاست میں جوئی سیوانی لوبارو اور جواہر لال نہرو لفٹ پراجکٹوں سے
سوکھے علاقوں سمیت اونچائی والے علاقوں پر آبپاشی کرنے میں کافی مدد ملی ہے۔ ہریانہ میں ریتیلے اور اوبڑ کھابڑ علاقوں میں
چھڑکاو اور ڈرپ تکنیک سے آبپاشی شروع ہوگئی ہے گوڑگانوں نوین منصوبہ میں ضلع کے میوات علاقے میں زمین کے نیچے کا پانی
کھارا ہونے کی وجہ سے پمپ لگانے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ سرکار اس علاقے کے لئے 208 کروڑ روپے کی لاگت سے
800 کیوبک صلاحیت کا میوات لفٹ آبپاشی منصوبہ شروع کر رہی ہے۔

ریاست نے 95-1994 میں چھ سالہ ہریانہ آبی وسائل کونسولیڈیشن پراجیکٹ کا کام اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔ اس پراجیکٹ
کا مقصد ریاست میں موجود پانی کے سبھی ذرائع کا بہتر اور کفایتی انتظام کرنا ہے تاکہ پہلے سے موجود نہروں اور آبپاشی نظام کو صحیح
کر کے پانی برابر تقسیم کیا جا سکے۔ 200 کروڑ روپے کی لاگت سے ہتھنی کنڈ بیراج کی تعمیر مکمل کی جا چکی ہے اور بیراج سے
ہریانہ، یوپی اور دہلی کو آبپاشی کے لئے اضافی پانی ملے گا۔

ہریانہ ملک کی پہلی ریاست ہے جہاں 1970ء میں ہی سبھی گاؤں میں بجلی پہنچا دی گئی تھی۔ 1966ء میں ریاست میں 20,000 ٹیوب ویل (ٹل کوپ) تھے جن کی تعداد 2000ء میں بڑھ کر 3.60 لاکھ ہوگئی ہے۔ جہاں 1966ء میں روزانہ بجلی کی فراہمی 17 لاکھ یونٹ تھی وہیں آج یہ 4.15 کروڑ یونٹ روزانہ ہوگئی ہے۔ بجلی استعمال کرنے والوں کی تعداد بھی بڑھی ہے اور یہ 1967ء میں محض تین لاکھ تھی جواب 1999ء میں 34 لاکھ ہوگئی ہے۔ اسی مدت میں بجلی پیدا کرنے کی مجموعی صلاحیت 343 میگاواٹ سے بڑھ کر 2,783.52 میگاواٹ ہوگئی ہے۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

ہریانہ کے سبھی گاؤں پکی سڑکوں سے جڑے ہوئے ہیں۔ ریاست میں سڑکوں کی مجموعی لمبائی 22,895 کلومیٹر ہے۔ 1966ء میں یہ لمبائی 5,100 کلومیٹر تھی۔ قومی شاہراہ نمبر ایک کو دلی سرحد کے پاس مورتھل سے کرنال تک چار لین والا بنانے کا کام پورا ہو چکا ہے۔ اور شاہ آباد سے پنجاب کی سرحد تک کا کام تیزی سے چل رہا ہے۔ اسی طرح قومی شاہراہ نمبر دو کو بلب گڑھ سے اتر پردیش کی سرحد تک چار لین کا بنایا جاچکا ہے۔

ریلوے

دلی سے آگرہ اجمیر، فیروز پور اور چنڈی گڑھ تک کی ریل لائنیں ریاست سے ہو کر گزرتی ہیں۔ امبالہ، پانی پت اور جاکھل یہاں کے اہم ریلوے اسٹیشن ہیں۔ جگادھری شہر میں ریل کا ورک شاپ ہے۔

فضائی خدمات

ہریانہ میں پانچ غیر فوجی ہوائی اڈے حصار، کرنال، پنجور، نارنول اور بھوانی میں ہیں۔

سیاحتی مقامات

ہریانہ میں 46 سیاحتی مقامات ہیں جہاں ہر سال 67 ہزار سیاح آتے ہیں۔ کچھ اہم سیاحتی مراکز یہ ہیں:۔

بلو بے (سالکھ) اسکائی لارک (پانیپت) چکرورتی لیک اور اوسس (اوچانہ) پراکیت (پپلی) کنگ فشر (انبالہ) میگ پائی (فرید آباد) ڈیبچک (ہوڈل) شمع (گوڑگانوں) جنگل ببلر (داروہیڑا) گوریا (بہادر گڑھ) مینا (روہتک) بلیو برڈ (حصار) ریڈ بشپ (پنچ کولہ) اور پنجور گارڈن (پنجور) دہلی کے نزدیک سورج کنڈ اور بڈکھل جھیل، سلطان پور چڑیوں کی محفوظ پناہ گاہ (سلطان پور گوڑگانوں) اور دمدمہ (گوڑگانوں) مورنی ہلز اور سیاحوں کی دلچسپی کے دوسرے مقامات۔

سورج کنڈ میں دنیا بھر میں مشہور دستکاری میلہ ہر سال فروری میں لگتا ہے۔

حکومت

گورنر	بابو پرمانند	چیف سکریٹری	آر ایس ورما
وزیراعلیٰ	او پی چوٹالہ	چیف جسٹس	اے بی سہاریا

ضلعوں کا رقبہ آبادی اور صدر دفاتر

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر	آبادی	صدر دفتر
1۔	امبالہ	1.569	7.97.480	امبالہ
2۔	بھوانی	5.140	11.39.718	بھوانی
3۔	فرید آباد	2,760	14,77.240	فرید آباد
4۔	فتح آباد	2,491	6,38,162	فتح آباد
5۔	گوڑگانوں	2.760	11,46,090	گڑگاؤں
6۔	حصار	3,788	12,06,472	حسار
7۔	جھجر	1,868	7,07.064	جھجر
8۔	جیند	2,736	9,63.104	جیند
9۔	کیتھل	2,799	8,20,685	کٹھیار
10۔	کرنال	2.471	10,42,141	کرنال
11۔	کوروکشیتر	1.217	6.41.943	کروشیتر
12۔	مہندرگڑھ	1.683	6.81.869	نارنول
13۔	پنچ کولا	816	3,19,398	پنچ کلا
14۔	پانی پت	1,250	6,77,157	پانی پت
15۔	ریواڑی	1,559	6,23,301	رواڑی
16۔	روہتک	1,668	7,91,887	روہتک
17۔	سرسا	4,276	9,03,536	سرسا
18۔	سونی پت	2,260	10,64,521	سونی پت
19۔	یمنانگر	1,756	8,21,880	یمنانگر

ہماچل پردیش

رقبہ: 55.673 مربع کلومیٹر
آبادی: 51,70877
راجدھانی: شملہ
اہم زبانیں: ہندی اور پہاڑی

تاریخ اور جغرافیہ

اس علاقے میں قدیم زمانے میں ایک قبیلہ رہتا تھا جسے داس کہا جاتا تھا۔ بعد میں آریہ یہاں پہنچے اور انہوں نے قبیلے کے افراد کو خود میں ملا لیا۔ اس کے بعد کی صدیوں میں پہاڑی راجاؤں نے موریہ، کشان، گپت حکومتوں اور قنوج کے حکمرانوں کی سرپرستی قبول کرلی۔ مغلیہ عہد میں پہاڑی ریاستوں کے راجاؤں نے کچھ معاہدے کئے جن کے تحت مغلوں کے ساتھ ان کے تعلقات برقرار رہے۔ انیسویں صدی میں راجا رنجیت سنگھ نے اس علاقے کے کئی حصے اپنی سلطنت میں شامل کر لئے یا وہاں اپنے نمائندے مقرر کردیئے۔ جب انگریز یہاں آئے تو انہوں نے گورکھا افراد کو شکست دے کر کچھ حکمرانوں کے ساتھ معاہدے کر لئے اور کچھ دوسرے راجاؤں کی ریاستیں اپنی حکومت میں شامل کرلیں۔ 1947ء تک کم وبیش یہی حالات برقرار رہے۔ آزادی کے بعد اس علاقے کو تقریباً 30 دیسی ریاستوں کو ملا کر 15 اپریل 1948ء کو موجودہ ہماچل پردیش ریاست بنائی گئی۔ پہلی نومبر 1966ء کو جب پنجاب کی تشکیل نو ہوئی تو اس کے کچھ علاقے ہماچل پردیش میں ملا دیئے گئے۔ 25 جنوری 1971ء کو ہماچل پردیش مکمل ریاست بنی۔ ریاست کے شمال میں جموں وکشمیر، مغرب اور جنوب مغرب میں پنجاب، جنوب میں ہریانہ، جنوب مشرق میں اتر پردیش اور مشرق میں تبت ہے۔

زراعت

ہماچل پردیش کی معیشت بنیادی طور پر زراعت اور جانور پالنے کے پیشے پر منحصر ہے۔ ریاست کی آبادی کا تین چوتھائی سے زیادہ حصہ ان ہی پیشے سے منسلک ہے۔ کسانوں کے پاس زمین بہت کم ہے۔ 83.7 فی صد سے زیادہ کسان چھوٹے یا بہت چھوٹے کاشتکاروں کے درجہ میں آتے ہیں۔ کھیتی کے لحاظ سے الگ الگ موسمی حالات کی وجہ سے باغبانی اور نقدی فصلوں کے یہاں شاندار امکانات ہیں۔ بدل بدل کر فصلیں پیدا کر کے کسانوں کی فی ہیکٹر آمدنی زیادہ کردی گئی ہے۔ ریاست میں پھلوں کی پیداوار 4.84 لاکھ ٹن ہونے لگی ہے۔ اناج کی پیداوار 17.02 لاکھ ٹن اور سبزیوں کی پیداوار بھی 5 لاکھ ٹن تک پہنچ گئی ہے۔ بڑے پیمانے پر مشروم کی کھیتی کی جارہی ہے۔ دودھاری نسل کے جانوروں کے ذریعہ دودھ دینے والے جانوروں کی نسل اچھی کر کے زراعت سے متعلق کاموں کو بڑھایا جارہا ہے۔ خرگوش پالنے، مچھلی پالنے اور پھولوں کی کھیتی جیسے کاموں کو بھی فروغ دیا جارہا ہے۔ ہماچل پردیش اچھی قیمتیں دے کر پیداواروں کو بہتر اور فائدے مند قیمت فراہم کراتا ہے۔ اس کے تحت سیب، آلو، سنترا، کنو، گلگل، ادرک، چلغوزا وغیرہ مختلف فصلوں کے لئے سودمند قیمتیں دی جاتی ہیں۔ پھلوں کو ڈبہ بند کرنے کے سب سے بڑے کارخانے کے شروع ہونے کے بعد اب پھلوں اور سبزیوں کی پیکنگ کے لئے شکن دار گتے کے ڈبے بنانے کی فیکٹری بھی کھولی گئی ہے۔ اس سے یہاں صنوبر کی طرح کی عمارتی لکڑیوں کے جنگلوں کی کٹائی روکنے میں مدد ملی ہے۔ ریاست کے مجموعی علاقے کے قریب 64 فیصد حصے میں جنگلات ہیں۔

صنعت

ہماچل پردیش نے نئی صنعتی پالیسی مرتب کی ہے۔ اس کے تحت ریاست میں زراعت اور باغبانی پیداوار، جڑی بوٹیوں، اون، ریشم اور الکٹرانکس جیسی صنعتوں کو ترجیح دی جارہی ہے۔ ریاست میں 179 بڑی اور منجھلی صنعتیں ہیں اور 28 ہزار چھوٹی صنعتیں اکائیاں ہیں۔ ان میں 1.47 لاکھ سے زیادہ افراد کو روزگار ملا ہوا ہے۔ ریاست میں 30 صنعتی علاقے اور 10 صنعتی کمپلکس بنائے گئے ہیں۔ سنسار پور میں اندازے کے مطابق 22.77 کروڑ روپئے کی لاگت سے ایک ترقیاتی مرکز بنایا گیا ہے۔ بڈی میں 20.03 کروڑ روپے کے سرمائے سے برآمد کو فروغ دینے کے لئے صنعتی پارک بنایا جارہا ہے۔ سولن میں نجی

علاقے میں شراب بنانے کی صنعت ہے۔ پروانو میں ایشیا کا سب سے بڑا پھلوں کو ڈبہ بند کرنے کا کارخانہ ہے۔ شملہ کے پاس شوگھی میں ایک الکٹرانک کمپلکس بنایا جا رہا ہے۔ چھوٹی صنعتوں میں مائکرواسکوپ، گھڑی کے پرزے، ڈاکٹری اور صنعتی تھرمامیٹر، اسپتالوں میں کام آنے والے سامان، گرم کرنے کے کام آنے والے آلات وغیرہ تیار کئے جا رہے ہیں۔ دیہی صنعتوں میں بھیڑ پالنا، لکڑی پر نقاشی، لوہار کے کام، کتائی بنائی، چمڑا کمانا، چینی مٹی کے برتن، ہینڈلوم اور دستکاری کے سامان اور بانس کی دستکاری کی اکائیاں شامل ہیں۔

ریاست مرکزی اسکیم کے تحت 10 ہتھ کرگھا فروغ مرکز قائم کئے گئے ہیں۔ جن کے تحت 2.500 ہتھ کرگھے شامل ہیں۔ منڈی اور کلو ضلع میں 18 پروجیکٹ شروع کئے گئے ہیں جن سے 2000 بنکروں کے کوآپریٹو کمیٹیوں کے ذریعہ امداد فراہم کی جائے گی۔ ریشم کی صنعت سے 700 خاندانوں کو اضافی روزگار حاصل ہو رہا ہے۔ 2000-1999 میں 1.09 لاکھ ریشمی دھاگوں کی پیداوار ہوئی۔

ریاست کی اہم معدنیات میں چونا پتھر، راک سالٹ، جپسم، سلکا بالو، بیرائٹ وغیرہ شامل ہیں۔ ہماچل پردیش میں معدنیات پر منحصر قریب 300 صنعتیں جیسے پتھر توڑنے کی مشین، چھوٹے سیمنٹ پلانٹ، کیلشیم کاربونیٹ اکائیاں، چونا پتھر کا پاؤڈر بنانے کی اکائیاں وغیرہ قائم کی گئی ہیں۔ ریاست میں تین بڑے سیمنٹ کارخانے پہلے سے کام کر رہے ہیں۔

آبپاشی اور بجلی

ریاست میں بڑے اور منجھلے بجلی گھروں کی محدود گنجائش ہے۔ بڑی اور مجھولی آبپاشی اسکیم کے تحت 150 ہیکٹر کے لئے 16.80 کروڑ روپے فراہم کئے گئے۔ اس بات کی کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ زیادہ سے زیادہ ہیکٹر رقبے میں مختلف منجھلے اور چھوٹی آبپاشی پروجکٹ شروع کئے جائیں۔ حکومت ہند کے ذریعہ منظور شدہ 102.71 کروڑ روپے کی لاگت والی سوان چینلائیزیشن منصوبے سے 2.260 ہیکٹر قابل زراعت زمین کو سیلاب سے بچایا جائے گا اور 1.000 ہیکٹر زمین دوبارہ حاصل کی جا سکیں گی۔ پچھلے دو سالوں میں بڑی اور منجھلی آبپاشی اسکیموں کے تحت 150 ہیکٹر کا رقبہ لانے کے لئے 12.25 کروڑ روپے دئے گئے تھے۔ دسمبر 1998 تک 4.120 ہیکٹر رقبہ کو چھوٹی آبپاشی اسکیموں کے تحت لایا جا چکا تھا۔

ریاست میں 25.000 میگاواٹ کی زبردست پن بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ یہ صلاحیت پانچ ندیوں کے نشیبی علاقوں بڑی، منجھلی، چھوٹی اور بہت چھوٹی پن بجلی پروجیکٹ لگا کر حاصل کی جا سکتی ہے۔ چھٹے پانچ سالہ منصوبے کے بعد ریاست میں پن بجلی پیداوار کو اعلیٰ ترجیح دی جا رہی ہے۔ جون 1998 کے آخر تک ریاست کے سارے گاؤوں میں بجلی پہونچا دی گئی ہے۔

جون 1999 میں 300 میگاواٹ صلاحیت کے چمیرا مرحلہ 2 پن بجلی پروجیکٹ کا دسمبر 1999 میں 2.015 میگاواٹ صلاحیت کی پارتی پن بجلی پروجیکٹ، اور جون 2000 میں 800 میگاواٹ صلاحیت کی کول ڈیم پروجکٹ کا افتتاح کیا گیا۔ دیگر بڑے رواں پروجکٹ ہیں۔ بھابا اضافہ اسکیم، دھنوی پن بجلی پروجکٹ 22.5 میگاواٹ لارجی پن بجلی پروجکٹ (126 میگاواٹ) اور کھولی پن بجلی پروجکٹ 12 میگاواٹ ریاستی سرکار نے 8 پن بجلی پراجکٹ نجی سیکٹر کو سونپ دئے ہیں ان کے نام ہیں بسپا پن بجلی پروجکٹ (300 میگاواٹ) ہیولی پن بجلی پروجکٹ (231 میگاواٹ) دھمواری سوند پن بجلی پروجکٹ (70 میگاواٹ) کرچھم وانکٹو پن بجلی پروجکٹ (1000 میگاواٹ) نیوگل پن بجلی پروجکٹ (15 میگاواٹ)، الین دوہنگن پن بجلی پروجکٹ (192 میگاواٹ)، سورکنڈو (162 میگاواٹ) اور بودحل (70 میگاواٹ)

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

ہماچل پردیش میں اس وقت 20,276 کلومیٹر لمبی سڑکیں ہیں۔ ریاست میں تین قومی شاہراہیں ہیں۔ ریاست کے 16,997 گاؤں میں سے 7,652 گاؤں پکی سڑکوں سے جڑے ہیں۔

ریلوے

ریاست میں پٹھان کوٹ سے جوگندر نگر اور کالکا سے شملہ میٹر گیج اور چھوٹی ریل لائنیں ہیں۔ ننگل سے تلواڑہ کے بیچ بن رہی بڑی ریل لائن پر اونا تک ریل گاڑیاں چلنے لگی ہیں۔

فضائی خدمات

ہماچل پردش میں بھنتار (کلوگھاٹی) جبار ہٹی (شملہ) اور گگل (کانگڑا) میں تین ہوائی اڈے ہیں۔ ریاستی سرکار نے مختلف جگہوں پر 35 ہیلی پیڈ بنائے ہیں۔ حکومت نے چمبا میں ہنجرارو، ستروندی اور رکھنڈی، مراہل میں ہیلی پیڈ بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔

سیاحتی مقامات

سیاحوں کی دلچسپی کے اہم مقامات ہیں۔ شملہ، پالمپور، دھرم شالہ، کلومنالی اور چمبا ڈہوزی، تیرتھ کے اہم مندر ہیں۔ بھیم کالی، سریان، ہلکوٹی، جوالہ جی، چامنڈہ دیوی، چنت پرنی، رنیکا اور ریواسر دیوتھ سدھ اور نینا دیوی، کانگڑا گھاٹی میں "ہینگ گلائڈنگ" مقابلے ہوتے ہیں۔ سولنگ نالہ کی ڈھلانیں سردی کے کھیلوں کے لئے مشہور ہوتی جارہی ہے۔ شملہ، چمبا اور دھرم شالہ میں میوزیم اور نگر میں آرٹ گیلری ہے۔ چمبا ضلع کے کھجیار سیاحتی مقام کو ہماچل پردیش کا سوئزرلینڈ کہا جاتا ہے۔

حکومت

گورنر	سورج بھان	چیف سکریٹری	اے کے گوسوامی
وزیراعلیٰ	پریم کمار دھومل	ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار	ہماچل پردیش
اسپیکر:	گلاب سنگھ ٹھاکر		

ضلعوں کے رقبہ، آبادی اور صدر دفاتر

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر	آبادی	صدر دفتر
1-	بلاس پور	1,167	2,95,387	بلاس پور
2-	چمبا	6,528	3,93,286	چمبا
3-	ہمیر پور	1,118	3,69,128	ہمیر پور
4-	کانگڑا	5,739	11,74,072	دھرم شالہ
5-	کنور	6,401	71,270	رکانگ پیو

6-	کلو	5,503	3,02,432	کلو
7-	لاہول اسپتی	13,835	31,294	کلونگ
8-	منڈی	3,950	7,76,372	منڈی
9-	شملہ	5,131	6,17,404	شملہ
10-	سرمور	2,825	3,79,695	ناہن
11-	سولن	1,936	3,82,268	سولن
12-	اونا	1,540	3,78,269	اونا

جموں وکشمیر

رقبہ: 2,22,236 مربع کلومیٹر

راجدھانی سری نگر (گرمی میں)	آبادی	77,18,700	
جموں (سردی میں)	اہم زبانیں۔	اردو، کشمیری، ڈوگری، پہاڑی بالٹی، لداخی، پنجابی، گجری اور دادری	

(1) علاقے میں پاکستان کے غیر قانونی قبضے والا 78,114 مربع کلومیٹر رقبہ، پاکستان کے ذریعے غیر قانونی طور پر چین کو دیا گیا 5180 مربع کلومیٹر رقبہ اور چین کے غیر قانونی قبضے والا 37,555 مربع کلومیٹر رقبہ شامل ہیں۔

(2) آبادی میں چین اور پاکستان کے غیر قانونی قبضے والے علاقوں کی آبادی شامل نہیں ہے۔ کیونکہ وہاں مردم شماری نہیں کی جا سکی۔

تاریخ اور جغرافیہ

راج ترنگنی اور نیل مت پران میں یہ ذکر ملتا ہے کہ وادیٔ کشمیر کبھی بہت بڑی جھیل ہوا کرتی تھی۔ اس کہانی کے مطابق کشیپ منی نے یہاں سے پانی نکال لیا اور اسے خوبصورت رہائشی مقام میں تبدیل کر دیا۔ ماہرین ارضیات کے مطابق اندورن زمین تبدیلیوں کی وجہ سے کھادنائر، بارہ مولا میں پہاڑوں کے دھنسنے سے جھیل کا پانی بہہ کر نکل گیا۔ اس طرح زمین پر جنت کہلانے والا کشمیر وجود میں آیا۔ تیسری صدی قبل مسیح میں راجا اشوک نے کشمیر میں بودھ دھرم کو فروغ دیا۔ بعد میں کنشک نے اسے اور استحکام بخشا۔ چھٹی صدی کی ابتداء میں کشمیر پر ہونوں کا قبضہ ہو گیا۔ اگر چہ 530ء میں یہ وادی پھر آزاد ہو گئی لیکن اس کے فوراً بعد ہی کشمیر پر اجین حکمرانوں کا قبضہ ہو گیا۔ وکرمادیتہ حکمرانوں کے زوال کے بعد کشمیر پر مقامی حکمرانوں نے حکومت شروع کر دی۔ وہاں ہندو اور بودھ کی مشترک تہذیب کو فروغ حاصل ہوا۔ کشمیر کے ہندو راجاؤں میں للتادتیہ (697-738) سب سے مشہور راجا ہوئے جن کی حکومت مشرق میں بنگال تک، جنوب میں کونکن، شمالی مغرب میں ترکستان اور شمالی مشرق میں تبت تک پھیلی ہوئی تھی۔ للتادتیہ نے بہت ساری خوبصورت عمارتیں بنوائیں۔ کشمیر میں تیرہویں چودہویں صدی میں مذہب میں اسلام کا داخلہ ہوا۔ اس وقت کشمیر میں مسلمان اکثریت میں ہیں۔ مسلم حکمرانوں میں زین العابدین (70-1420) سب سے مشہور ہیں جو کشمیر میں اس وقت حکمراں ہوئے جب تاتاریوں کے حملے کے بعد ہندو راجا سنگھ دیو بھاگ گئے۔ بعد میں چک راجاؤں نے زین العابدین کے بیٹے حیدر شاہ فوج کو بے دخل کر دیا اور 1586ء تک کشمیر پر راج کیا۔ 1586ء میں اکبر نے کشمیر کو جیت لیا۔

1752ء میں کشمیر اس وقت کے کمزور مغل حکمرانوں کے قبضے سے نکل کر افغانستان کے احمد شاہ ابدالی کے قبضے میں چلا گیا۔ 67 سال تک پٹھانوں نے یہاں حکومت کی۔

جموں کا ذکر مہابھارت میں بھی ملتا ہے۔ حال ہی میں ہڑپا تہذیب کے دو باقی ماندہ چیزیں اور اکھنور موریہ، کشن اور گپت عہد کے سامان ملے ہیں جن سے جموں کی قدیم صورت حال پر روشنی پڑتی ہے۔ جموں 22 پہاڑی ریاستوں میں بٹا ہوا ہے۔ ڈوگرا حکمراں مالدیو نے کئی علاقوں کو جیت کر اپنی عظیم ریاست قائم کی۔ 1733ء سے 1782ء تک راجا رنجیت دیو نے جموں پر حکومت کی۔ لیکن ان کے جانشین کمزور تھے۔ اس لئے مہاراجا رنجیت سنگھ نے جموں کو پنجاب میں ملالیا۔ بعد میں انہوں نے ڈوگرا شاہی خاندان کے راجا گلاب سنگھ کو جموں ریاست سونپ دی۔ گلاب سنگھ، رنجیت سنگھ کے گورنروں میں سب سے زیادہ طاقتور بن گئے اور تقریباً پورے جموں علاقے کو انہوں نے اپنی ریاست میں ملالیا۔ 1947ء تک جموں پر ڈوگرا راجاؤں کی حکومت رہی۔ اس کے بعد مہاراجہ ہری سنگھ نے 26 اکتوبر 1947ء کو بھارت میں جموں کے ضم ہو جانے کے معاہدے پر دستخط کر دئے۔

شمالی طول البلد جموں و کشمیر ریاست '17-°32 اور '58-°36 اور '26-°73 اور '30-°83 مشرقی ارض البلد کے درمیان بسا ہوا ہے۔ جغرافیائی حساب سے اس علاقے کو چار علاقوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ پہلا پہاڑی اور پہاڑیوں کا میدان جو کنڈی پٹی کے نام سے جانا جاتا ہے۔ دوسرا پہاڑی رقبہ جس میں شوالک پہاڑیاں شامل ہیں۔ تیسرا وادی کشمیر کے پہاڑ اور پیر پنچال پہاڑوں کا سلسلہ اور چوتھا تبت سے متصل لداخ اور کرگل کا رقبہ۔

صنعت

دستکاری کشمیر کی روایتی صنعت ہے۔ اس صنعت کی روزگار پیدا کرنے کی صلاحیت اور ہاتھ سے بنی چیزوں کی ملک اور بیرون ملک مانگ کے پیش نظر سرکار دستکاری کو اولین ترجیح دے رہی ہے۔ دست کاری کے سامان میں خاص طور سے کاغذ سے بنے سامان، لکڑی پر نقاشی، قالین، شال اور کشیدہ کاری کے سامان شامل ہیں۔ دستکاری کی صنعت سے خاص طور پر قالین بنانے کی صنعت سے بڑی تعداد میں غیر ملکی کرنسی حاصل ہو رہی ہے۔ پچھلے چار سالوں میں دستکاری اشیاء کی پیداوار میں 140 فی صد کا اضافہ ہوا۔ سالانہ دستکاری اشیا کی برآمد 293 کروڑ روپے سے بڑھ کر 557 کروڑ روپے ہوگئی اور قالین کی برآمد بڑھ کر 273 کروڑ روپے ہوگئی۔ ان میں 40,000 دستکار کام کر رہے تھے۔

دستکاری کارپوریشن اونی چیزوں مثلاً گرم کپڑے بلیزر، کمبل، شال وغیرہ سامان تیار کرتا ہے۔ 1987ء کے ایک معائنے کے مطابق ریاست میں دستکاری کے ہنروں کی تعداد تقریباً 36,827 تھی۔ اس کے بعد اس تعداد میں ہر سال دو ہزار کا اضافہ ہوا۔ رنگ ریتھ میں نو کروڑ روپے سافٹ ویر ٹکنالوجی پارک لگایا جا رہا ہے۔ 30 کروڑ روپے کی لاگت کے صنعتی ترقیاتی مرکز سامبا کا پہلا مرحلہ پورا ہوگیا ہے اور 54 کروڑ روپے کی لیسی پورا مرکز ترقی پر ہے۔ کرتھولی میں 13.87 کروڑ روپے کی برآمد افزائش صنعتی پارک قائم کیا جا رہا ہے۔ کھن موہ میں 9.76 کروڑ روپے کا ایک فوڈ پارک قائم کیا جا رہا ہے۔ 125.50 کروڑ روپے کی نو صنعتی پراجیکٹ بھی لگائے جا رہے ہیں۔

زراعت

ریاست کے تقریباً 80 فی صد عوام زراعت پر منحصر ہیں۔ دھان، گیہوں اور مکئی یہاں کی اہم فصلیں ہیں۔ کچھ حصوں میں جو، باجرا، اور جوار اگائی جاتی ہے۔ لداخ میں چنے کی کھیتی ہوتی ہے۔

1996-97ء کے دوران ریاست میں اناج کی پیداوار 13.33 ٹن تھی جو 1998-99ء میں بڑھ کر تقریباً 16.76 لاکھ ٹن

ہوگئی۔ 2000-1999 میں کھاد کی ضرورت بڑھ کر 19 لاکھ ٹن تک پہنچ گئی۔ ریاست میں بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر تقریباً 4.85 لاکھ کنبے باغبانی کے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ پھلوں کے باغ کا رقبہ 20,000 ہیکٹر ہے اور پولی گرین ہاؤسوں کی تعداد 37,000 ہے۔

آبپاشی اور بجلی

آٹھویں پانچ سالہ منصوبے میں ریاست میں آبپاشی کے لئے اور سیلاب کی روک تھام کے لئے (جس میں کمانڈ علاقے کی ترقی شامل ہے) 205.52 کروڑ روپے کی تجویز تھی۔ 97-1996ء کے آخر تک مجموعی طور پر 4.47 لاکھ ہیکٹر زمین کی آبپاشی کا انتظام کیا جا چکا تھا۔

آٹھویں پانچ سالہ منصوبے میں بجلی کے سیکٹر کے لئے 1,175.48 کروڑ روپے کی تجویز تھی۔ ریاست میں آبادی والے 6,477 گاؤں میں سے 6,241 میں 1995.96 تک بجلی پہنچائی جا چکی تھی۔ 96-1995ء کے آخر تک بجلی کی مجموعی صلاحیت 396.63 میگاواٹ تھی۔ 450 میگاواٹ کی باگھرلیار پن بجلی پروجیکٹ ایک بین الاقوامی ادارے کو مختص کر دیا گیا۔ 3 دیگر بڑے منصوبے 330 واٹ کی کشن گنگا، 250 میگاواٹ کی یوری۔ 12 اور 120 میگاواٹ کی سیوا۔ 2 کا ریاست کے علاقوں میں توسیع کی جائے گی۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

ریاست میں مارچ 1998 تک مختلف طرح کی سڑکوں کی مجموعی لمبائی 13,540 کلومیٹر تھی۔

ریلوے

اب تک ریل خدمات صرف جموں تک ہیں۔ جموں۔ اودھم پور ریل لائن بنانے کا کام جاری ہے۔ اودھم پور سے سری نگر تک ریل لائن کے معائنے کا کام شروع ہوگیا ہے۔

ہوائی خدمات

سری نگر، جموں اور لیہہ، ریاست کے اہم ہوائی اڈے ہیں جو جموں وکشمیر کو ہوائی راستے سے ملک کے دوسرے حصوں سے جوڑتے ہیں۔

سیاحتی مقامات

وادی کشمیر کو زمین کی جنت کہا جاتا ہے۔ سری نگر میں چشمہ شاہی، شالی مار باغ، ڈل جھیل اور وادیوں میں گلمرگ، پہلگام اور سون مرگ وغیرہ اور جموں کے نزدیک ویشنو دیوی مندر اور پٹنی ٹاپ ریاست کے اہم سیاحتی مقامات ہیں۔ 1999ء میں ریشنو دیوی مندر کے لئے جانے والوں عازمین کی تعداد 21.69 لاکھ تھی جو 1995ء میں بڑھ کر 40.12 لاکھ ہوگئی۔ امرناتھ جی کے لئے جانے والوں کی تعداد بھی 2000ء میں 1.50 لاکھ ہوگئی۔ 1999 میں 2.17 لاکھ سیاح وادی کشمیر میں آئے۔

تیوہار

ہرسال بھادوں مہینے کے کرشن پکچھ کے آٹھویں روز جنم اشٹمی کا تیوہار منایا جاتا ہے۔آشون مہینے میں شکل پکشن میں دسویں روز یعنی دشمی کو داون پر رام کو فتح کی یاد میں دسہرا یا وجے دشمی کا تیوہار منایا جاتا ہے۔شیوراتری بھی جموں وکشمیر میں عقیدت ومحبت کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ریاست میں منائے جانے والے چار مسلم تیوہار ہیں۔عیدالفطر،عیدالضحیٰ،عید میلادالنبی اور معراج عالم۔ محرم بھی منایا جاتا ہے۔

لداخ کا دنیا میں مشہور ہیمس غار تیوہار جون مہینے میں منایا جاتا ہے۔اس تیوہار کی خاص بات اس موقع پر ہونے والا مکھوٹا ناچ ہے۔لیہہ میں اسپتک بودھ وہار میں ہرسال جنوری میں ہونے والے تیوہار میں کالی کے بڑے مجسمے کی نمائش ہوتی ہے۔اس کے علاوہ چیتر کے مہینے میں گرمی کے موسم کی شروعات کا تیوہار لوہڑی اور رامبن اور پڑوس کے گاؤں میں سنگھ سنکرانتی اور بھدرواار کشتوار میں میلہ پات منایا جاتا ہے۔

حکومت

گورنر	جی سی سکسینا	چیف سکریٹری	اشوک جیٹلی
وزیراعلیٰ:	ڈاکٹر فاروق عبداللہ	چیف جسٹس	ڈاکٹر بی۔پی۔صراف
اسپیکر:	عبدالاحد وکیل	ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار: جموں، کشمیر اور لداخ	

ضلعوں کے رقبے، آبادی اور صدر دفاتر

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر	آبادی	صدر دفتر
1-	اننت ناگ	3,984	8,26,291	اننت ناگ
2-	بڈگام	1,371	4,97,346	بڈگام
3-	بارہ مولا	4,588	8,61,214	بارہ مولا
4-	ڈوڈہ	11,691	5,25,326	ڈوڈہ
5-	جموں	3,097	12,07,996	جموں
6-	کارگل	14,036	81,067	کارگل
7-	کٹھوا	2,651	4,92,288	کٹھوا
8-	کپواڑہ	2,379	4,16,404	کپواڑہ
9-	لیہہ	82,665	89,974	لیہہ
10-	پلوامہ	1,398	5,16,441	پلوامہ
11-	پونچھ	1,674	2,92,207	پونچھ

-12	راجوری	2,630	4,17,333	راجوری
-13	سری نگر	2,228	8,92,506	سری نگر
-14	ادھم پور	4,550	6,02,807	ادھم پور

(1) اس علاقے میں 37555 مربع کلومیٹر کا وہ رقبہ بھی شامل ہے جس پر چین کا غیر قانونی قبضہ ہے۔

کرناٹک

رقبہ: 1,91,791 مربع کلومیٹر آبادی: 4,49,77201

راجدھانی: بنگلور

اہم زبان: کنڑ

تاریخ اور جغرافیہ

کرناٹک کی تقریباً دو ہزار برسوں کی تحریر شدہ تاریخ موجود ہے۔ کرناٹک پر نند، موریہ اور ستواہن حکمرانوں کی حکومت رہی۔ اس کے علاوہ چوتھی صدی کے وسط سے اس ریاست پر مقامی کدمب اور گنگا حکمرانوں کا قبضہ رہا۔ شروان بیل گولہ میں گمتیشور کا مجسمہ گنگا حکمرانوں میں ہی کسی حاکم نے بنوایا تھا۔ بادامی کے چالوکیہ حکمرانوں نے (500-753) نرمدا سے کاویری تک پھیلے علاقے میں پلکسین دوئم (609-642) کے وقت سے حکمرانی کی اور اس نے قنوج کے راجا ہرش وردھن کو شکست دی۔ ان حکمرانوں نے بادامی۔ آیہول اور پٹڈکل میں تاریخی اہمیت کی حامل بہت سارے خوبصورت تعمیری کام کیے۔ آیہول کا مندر فن تعمیر کا ایک خوبصورت نمونہ ہے۔ مالکھیڈ کے راشٹرکوٹ (753-973) راجا قنوج حکومت کے اثر و رسوخ والے دور میں قنوج کے حکمرانوں سے ٹیکس وصول کرتے تھے۔ اس عہد میں کنڑ ادب کی ترقی ہوئی۔ بھارت کے بڑے جین دانشوران ان راجاؤں کے درباروں کی رونق بڑھاتے تھے۔ کلیان کے چالوکیہ راجاؤں (973-1189) اور ہوئے بیڈو کے ان کے ہوسالہ سامنتوں سے خوبصورت مندر بنوائے اور ادب اور پینٹنگ کے فن کی حوصلہ افزائی کی مشہور منصف وگیا نیشور جو میتا کشرو کا مصنف ہے کلیان میں ہی رہتا تھا۔ مشہور مذہبی رہنما باساویشورا کلیان کا ایک وزیر تھا۔ وجے نگر حکومت (1336-1646) نے اپنی شاندار روایت کو آگے بڑھایا اور فن، مذہب اور کنڑ، تیلگو اور تمل ادب کی حوصلہ افزائی کی۔ بہمنی سلطانوں (جن کی راجدھانی گلبرگہ اور بیدر تھی) اور بیجاپور کے عادل۔ شاہوں نے خوبصورت عمارتیں تعمیر کرائیں اور اردو اور فارسی ادب کی حوصلہ افزائی کی۔ پرتگالیوں کی آمد سے ریاست میں کئی نئی فصلوں مثلاً تمباکو، مکئی، مرچ، بادام، آلو وغیرہ کھیتی ہونے لگی۔ پیشوا (1818) اور ٹیپو سلطان (1799) کی شکست کے بعد کرناٹک انگریزی حکومت کے قبضے میں چلا یا گیا۔ انیسویں صدی میں عیسائی مشنریوں نے انگریزی کی تعلیم اور مشینوں کی چھپائی سے روشناس کرایا اور ٹرانسپورٹ، مواصلات اور صنعتوں کے شعبے میں انقلاب آیا۔ شہروں میں اوسط درجے کے لوگوں کا طبقہ وجود میں آیا۔ میسور کے حکمرانوں نے صنعت کاری اور نئی تہذیب کے فروغ میں مدد کی۔ آزادی کے تحریک کے بعد کرناٹک کو متحد کرنے کی تحریک نے بھی زور پکڑا۔ آزادی کے بعد 1956ء میں ایک نیا متحد میسور صوبہ وجود میں آیا اور 1973ء میں اس کا نام بدل کر کرناٹک کیا گیا۔

کرناٹک، گوا اور مہاراشٹر کے جنوب میں آندھرا پردیش کے مغرب میں، تمل ناڈو کے شمال مغرب میں اور کیرل کے شمال میں ہے۔ ریاست میں تقریباً 400 کلومیٹر لمبا سمندری ساحل ہے۔ سمندری ساحل کے تقریباً متوازی مغربی گھاٹوں کا سہیادری پہاڑوں کا سلسلہ ہے۔

زراعت

کرناٹک ریاست میں تقریباً 65 فی صد افراد کی محنت زراعت اور اس سے متعلقہ کاموں پر لگتی ہے۔ ریاست کے قریب 1.90.49.836 لاکھ ہیکٹر کے مجموعی جغرافیائی علاقے میں سے 1.25.84.462 لاکھ ہیکٹر سے زیادہ زمین زراعت کے لائق ہے۔ یہاں کی اہم فصلیں دھان، جوار، راگی، باجرہ، مکئی، گیہوں اور دالیں ہیں۔ تیلوں کے بیج کی پیداوار میں اس ریاست کا ملک میں ساتواں مقام ہے۔ ریاست میں اناج کی پیداوار 93-1990ء میں 76.04 لاکھ ٹن تھی، جو 97-1996 میں بڑھ کر 93.97 لاکھ ٹن ہوگئی۔ 18 لاکھ ہیکٹر کے علاقے میں باغبانی کی فصلیں ہوتی ہیں جن سے ہر سال 60 ارب روپئے کی قیمت کے 124 لاکھ ٹن پھلوں کی پیداوار ہوتی ہے۔ ریاست میں اناج پیداوار (93-1990) میں 76.04 لاکھ ٹن ہوگیا۔ تلہن کی پیداوار میں یہ ریاست ملک میں 7 ویں نمبر پر ہے۔ کرناٹک میں 30.62.391 ہیکٹر علاقے میں جنگلات ہیں جو ریاست کے مجموعی علاقے کا 20.10 فی صد ہے۔ ریاست میں جنگلی جانوروں اور خصوصی طور پر کمیاب نسلوں کے جنگلی جانوروں کی حفاظت کے لئے پانچ قومی پارک اور 21 حفاظتی مقامات ہیں۔ ٹائیگروں کی کم ہوتی تعداد کو روکنے کے لئے دو ٹائیگر پروجیکٹ۔ ایک باندی پور قومی پارک اور ایک بھادرا جنگل حیات پناہ گاہ (Sanctuary) میں شروع ہوگیا ہے۔

آبپاشی اور بجلی

کرناٹک میں 2,600 مربع کلومیٹر کا رقبہ ندیوں کے بہاؤں کے تحت آتا ہے۔ بیسن والے مجموعی علاقے میں کرشنا 58.66 فیصد کاویری 18.97 فیصد 2.32 فیصد، شمالی پینار 3.62 فیصد، جنوبی پینار 1.97 فی صد، پلار 1.56 فی صد اور مغربی کی جانب بہنے والی ندیوں 12.88 فی صد کے بیسن شامل ہیں۔ ان ندیوں کی پانی جمع کرنے کی اوسط سالانہ صلاحیت 97,352 کیوبک میٹر ہے۔ ریاست میں سبھی ذرائع سے آبپاشی کی مجموعی صلاحیت 55 لاکھ ہیکٹر ہونے کا اندازہ لگایا گیا ہے۔ بڑے اور اوسط درجے کے پراجیکٹوں سے 35 لاکھ ہیکٹر، چھوٹے پراجیکٹوں سے دس لاکھ ہیکٹر اور زیر زمین آبی ذرائع سے دس لاکھ ہیکٹر زمین کی آبپاشی ہوتی ہے۔

98-1997ء کے دوران مجموعی طور پر 15,449 میگا یونٹ بجلی پیدا کی گئی اور پڑوسی ریاستوں اور مرکز کے پراجیکٹوں سے 41.472 ارب یونٹ بجلی لی گئی۔ ریاست کے اہم بجلی پراجکٹوں میں کالی ندی مرحلہ۔ اول اور مرحلہ دوم۔ شراوتی، گوروسوپا (وارابی) اور شیوسمدرم پن بجلی پراجیکٹ شامل ہیں۔ رائے پور میں حرارتی بجلی گھر ہے اور بنگلور کے پاس تیلا بانکا میں ڈیزل سے چلنے والی بجلی کی اکائی ہے۔ کاروار کے نزدیک کیگا میں ایک ایٹمی بجلی گھر قائم کیا جا رہا ہے۔ 31 مارچ 1989ء تک ریاست کے سارے گاؤں کی صد فی صد بجلی کاری کی جا چکی تھی۔

صنعتیں اور معدنیات

کرناٹک صنعتی سیکٹر میں مجموعی قومی پیداوار کا چار فی صد پیدا کرتا ہے۔ ریاست کی مجموعی آمدنی کا 20 فی صد حصہ صنعتوں سے حاصل ہوتا ہے۔ سرکاری صنعتوں میں اہم بھارت ارتھ موورس لمیٹڈ بھارت الکٹرانکس، بھارت ہیوی الکٹریکلس، ہندوستان ایروناٹکس لمیٹڈ، ہندوستان مشین ٹولس، انڈین ٹیلی فون انڈسٹریز، نیو گورنمنٹ الکٹرک فیکٹری، منگلور کیمیکلز اینڈ فرٹیلا ئزرس اور وہیل اور ایکسل فیکٹری وغیرہ ہیں۔ مشترک اور نجی سیکٹروں نیز چھوٹے صنعتی سیکٹروں میں بھی بہت ساری فیکٹریاں ہیں۔ ان فیکٹریوں کے ذریعے تیار کئے جانے والے سامانوں میں شیشہ، بیٹریاں، اسپارک پلگ، لیمپ، ریل کے ڈبے، طیارے، ٹیلی فون کے سامان، الکٹرانک اور ٹیلی مواصلات کے سامان، پہئے اور ایکسل، بجلی کے موٹر، کپڑا، ریشم، چندن کا

تیل، بجلی کا سامان، چینی مٹی کے برتن، چینی، کاغذ، اخباری کاغذ، کپیسٹر، کھاد، موٹر سائیکل، کھدائی کے سامان، سیمنٹ وغیرہ شامل
ہیں۔ بھدرواتی کا وشویشوریا آئرن اینڈ اسٹیل لمٹیڈ 77 ہزار ٹن کی سالانہ صلاحیت کے ساتھ خصوصی اسٹیل اور کئی دھات کو ملا کر
اسٹیل یعنی ALLOY تیار کرتا ہے۔ اس خصوصی اسٹیل میں آمیزو اسٹیل اور فیرو سلکین میں لوہا۔ 11.097
مینگنیز۔1.34.585 تانبا۔87.802 (ٹنوں میں) سونا۔429 کلوگرام اور چاندی 380 کلوگرام سالانہ ہوتا ہے۔ ریاست کا
ایک اور اہم پراجیکٹ چک منگلور ضلع میں کدریکھ خام لوہا پراجیکٹ ہے۔ ریاست میں 9.780 بڑی بڑی اور اوسط درجے کی
صنعتیں ہیں جن میں 1565454 سو کروڑ روپئے کا سرمایہ لگا ہوا ہے۔ اور ان میں 8.68.932 افراد روزگار سے لگے ہوئے
ہیں۔ چھوٹی صنعتوں کے سیکٹر میں ایک 2.800 کروڑ چھوٹی صنعتوں کی اکائیاں ہیں جن میں مختلف قسم کے سامان تیار کئے جاتے
ہیں۔ چھوٹی صنعتوں کے سیکٹر میں 1.473 روپئے کا سرمایہ لگا ہوا ہے اور تقریباً 14 لاکھ تین ہزار افراد کو ان اکائیوں میں روزگار
حاصل ہے۔ چندن کا تیل اور چندن کے صابن کے لئے یہ دنیا بھر میں مشہور ہے۔

یہ ریاست معدنیات کے وسائل سے مالا مال ہے۔ اعلی درجے کا خام لوہا، تانبا، مینگنیز، کرومائٹ، چینی مٹی، چونا پتھر اور
میکنا نائٹ یہاں کی اہم معدنیات ہیں۔ اس ریاست کو ملک میں سب سے زیادہ سونا پیدا کرنے والی ریاست کا درجہ حاصل ہے۔
یہ صوبہ فیلسائٹ پیدا کرنے والا واحد صوبہ اور مولڈنگ ریت اور بلوری پتھر پیدا کرنے والا ایک اہم صوبہ ہے۔ یہاں گرینائٹ
کے بھی بہت سارے ذخیرے ہیں۔

انفارمیشن ٹکنالوجی

کرناٹک۔ سلکن ریاست، انفارمیشن ٹکنالوجی اور دیگر علم پر مبنی صنعتوں کے لئے بہت ہی معقول ہدف ہے۔ ریاست میں
سرمایہ کاری پالیسی بہت ہی دوستانہ ہے۔ حال ہی میں ریاست نے میلینئم ٹکنالوجی پالیسی ''مبتی'' کا اعلان کیا ہے۔ ای۔ گورنس
ایریا میں ریاست نے اہم پہل کی ہے اور یہ سبھی ٹریزری (خزانوں) کو کمپیوٹرائیزڈ کرنے کا منصوبہ بنا رہی ہے۔ 60 لاکھ کسانوں
کی ملکیت والی 1.9 کروڑ زمین کے ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کر دئے گئے ہیں۔ ریاست نے انفارمیشن ٹکنالوجی فرموں کے لیبر قانونوں
کو آسان بنایا ہے اور انفارمیشن ٹکنالوجی پارکوں کے لئے بڑے پیمانے پر ترغیبات دینے کا اعلان کیا ہے۔ ریاست کا منصوبہ ہے
کہ سبھی 177 انجینئرنگ کالجوں کو نٹ ورک سے جوڑ دیا جائے اور 300 کالجوں، 150 آئی۔ ٹی۔ آئی۔ 100 پولی ٹیکوں اور
1,000 اسکولوں میں انفارمیشن ٹکنالوجی شروع کی جائے۔ ہندوستان میں ہونے والے سافٹ ویر کی درآمد میں کرناٹک کا ایک
تہائی حصہ ہوتا ہے۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

1996-97ء میں کرناٹک میں 1.997 کلومیٹر قومی شاہراہوں سمیت 1.15.718 کلومیٹر سڑکیں موٹر گاڑی چلائے
جانے کے لائق ہیں۔ ان میں 96 ہزار کلومیٹر پکی سڑکیں ہیں جو سڑکوں کی مجموعی لمبائی کا 69 فی صد ہیں۔

ریلوے

کرناٹک میں 2.173 کلومیٹر بڑی لائن، 917 کلومیٹر میٹر گیج اور 102 کلومیٹر چھوٹی لائنوں کو ملا کر مجموعی طور پر 3.192
کلومیٹر لمبی ریلوے لائنیں ہیں۔ قریب 300 کلومیٹر ریل لائنوں کو بڑی لائن میں بدلنے کا کام چل رہا ہے۔

ہوائی خدمات

ریاست کے اہم ہوائی اڈے بنگلور، بلگام، منگلور اور ہبلی میں ہیں۔ بنلور سے بھارت کے اہم شہروں کے لئے براہ راست پروازیں ہوتی ہیں۔

بندرگاہ

ریاست کا نیو منگلور بندرگاہ سال بھر کھلا رہنے والا اہم بندرگاہ ہے جہاں خاص طور پر مال بردار جہاز آتے ہیں۔ اس بندرگاہ پر کدرے مکھ کے لوہے کی کان سے نکلے خام لوہے کی برآمد اور کچے تیل، کوئلے اور سیال پیٹرولیم گیس کے نقل وحمل لئے خصوصی انتظامات کئے گئے ہیں کاروار بندرگاہ کی بھی جدید کاری کی جارہی ہے۔ وہاں بحری فوج کے ''سی برڈ'' پراجیکٹ پر کام چل رہا ہے۔

سیاحتی مقامات

خوبصورت پارکوں اور صنعتوں کا شہر بنگلور سیاحت کے نظرئے سے بھی ریاست کا ایک اہم شہر ہے۔ ورنداون باغ کے لئے مشہور ایک قدیم ریاست کی راجدھانی میسور اور ٹیپو سلطان کی راجدھانی سری رنگا پٹنم کے علاوہ شروَن بیلا گولہ بھی قابل دید مقام ہے جہاں 57 فٹ اونچا گمتیشور کا مشہور مجسمہ سیاحوں کے لئے دلکشی کا سامان ہے۔ بیلور، ہالے بیڈو، اور سوم ناتھ پور میں مشہور ہوئسالہ یادگاریں ہیں۔ بادامی، آہولے اور پٹڈاکل جیسے مقامات چٹانوں کو کاٹ کر بنائے گئے تیرہ سو سال قدیم مندروں کے لئے مشہور ہ۔ ہمپی میں مشہور کھلا میوزیم (قدیم وجے نگر) ہے۔ گلبرگہ، بیدر اور بیجاپور قدیم یادگاروں کے لئے جانے جاتے ہیں۔ منگلور اور کاروار کے بندرگاہ سمندری ساحل سیاحوں کے اہم مراکز ہیں۔ ان کے علاوہ گوکرن، اڈپی، دھرم استھل، میل کوٹ، گنگاپور اور سونداتی وغیرہ اہم مذہبی مقامات ہیں۔ سیاحت کے شعبے نے ریاست میں 212 مقامات کو سیاحتی مقامات کے طور پر منتخب کیا ہے۔ ریاست کی راجدھانی بنگلور بھی سیاحوں کا ایک اہم مرکز ہے۔ یہاں گرینائٹ پتھروں سے بنا ''ودھان سبھا'' خوبصورت کبن پارک اور لال باغ مشہور ہیں۔

حکومت

گورنر:	وی ایس رماد یوی	چیف سکریٹری:	بی کے بھٹاچاریہ		
وزیراعلیٰ:	ایس ایم کرشنا	چیف جسٹس:	اشوک بھان		
		ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار:	کرناٹک ریاست		

ضلعوں کے رقبے، آبادی اور صدر دفاتر

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر	آبادی	صدر دفتر
1۔	بنگلور	2.190	48.39.162	بنگلور
2۔	بنگلو (دیہی)	5.815	16.73.194	بنگلور
3۔	بیلگام	13.415	35.84.606	بیلگام

-4	بیلاری	9,885	18,90,092	بیلاری
-5	بیدر	5,448	12,56,000	بیدر
-6	بیجاپور	17,069	29,28,000	بیجاپور
-7	چک منگلور	7,201	10,17283	چک منگلور
-8	چترورگ	10,852	21,80,443	چترورگ
-9	جنوبی کنٹر	8,441	26,94,264	منگلور
-10	دھارواڑ	13,738	23,03,150	دھارواڑ
-11	گلبرگہ	16,224	25,82,169	گلبرگہ
-12	ہاسن	6,814	15,69,684	ہاسن
-13	کوڈگو	4,102	22,16,889	مرکیرا
-14	کولار	8,223	22,16,889	کولار
-15	منڈیا	4,961	16,44,374	منڈیا
-16	میسور	11,954	13,65,018	میسور
-17	رائچور	14,017	23,18,884	رائچور
-18	شموگا	10,553	19,10,000	شموگا
-19	ٹمکر	10,598	23,05,819	ٹمکر
-20	شمالی کنٹر	10,291	12,20,260	کارواڑ

نوٹ: 1997 میں سات نئے ضلع بنائے گئے ہیں باگلکوٹ، دیونگر، گدنا، باویری، کپل اڑپی اور چراج نگر

کیرالہ

رقبہ: 38,863 مربع کلومیٹر

راجدھانی: ترواننت پورم   آبادی 2,90,98,518

اہم زبان: ملیالم

تاریخ اور جغرافیہ

کیرل کی قدیم تاریخ کافی حد تک رسموں میں پوشیدہ ہے۔ کیرل کے وجود سے متعلق قدیم دور سے یہ روایتی کہانی چلی آرہی ہے۔ جس کے مطابق کیرل سمندر میں سے نکلا ہے۔ وشنو کے ایک اوتار پرشورام نے شتریو کے خلاف ایک عظیم جنگ چھیڑی تھی لیکن بعد میں بے شمار لوگوں کی موت پر پرشورام کو پشیمانی ہوئی اور وہ اپنے گناہوں کے پچھتاوے کے لئے پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گئے۔ پچھتاوے کا درد دل میں لئے پرشورام نے اپنی کلہاڑی سمندر میں پھینک دی۔ کہتے ہیں کہ جہاں یہ کلہاڑی گری وہیں سے

یعنی گوکرنم سے کنیا کماری کے بیچ کی جگہ پر آدھا چاند کی شکل کا زمین کا ایک حصہ سمندر سے اوپر آیا۔ اگر اس کہانی کو چھوڑ بھی دیں جب بھی کیرل کی تہذیب بھارت کی تہذیب کا ایک اٹوٹ حصہ رہی ہے۔ درحقیقت کیرل کی تاریخ قدیم رسموں اور نئے اقدار کے مل جانے اور جذب ہو جانے کی کہانی ہے۔ مشرق میں مغربی گھاٹ اور مغرب میں بحیرۂ عرب کے درمیان واقع اس ریاست کا عرض 35 کلومیٹر سے 120 کلومیٹر تک ہے۔ جغرافیائی لحاظ سے کیرل کو پہاڑی علاقے، گھاٹی، وسطی میدان اور ساحلی علاقوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

زراعت

زراعت یہاں کے عوام کا خاص پیشہ ہے۔ تقریباً 50 فی صد آبادی اپنی روزی روٹی کے لئے زراعت پر منحصر ہے۔ کیرل میں زراعتی علاقوں کی ایک خصوصیت کہ یہاں نقدی فصلیں زیادہ پیدا کی جاتی ہیں۔ ناریل، ربڑ، کالی مرچ، الائچی، گنا، کاجو، سپاری، چائے، ادرک، جائے پھل، دارچینی اور لونگ وغیرہ پیدا کرنے والا ایک اہم ریاست کیرل ہے۔ اناج میں چاول اور ٹو پیو کا یہاں کی اہم فصلیں ہیں۔ ناریل یہاں کی سب سے اہم نقدی فصل ہے۔ 99-1998 میں ناریل کی پیداوار 667.20 کروڑ ہوئی ملک بھر میں ناریل پیداوار کا 41 فی صد حصہ کیرل میں ہوتا ہے۔ ناریل کی سپلائی میں یہ ریاست اہم بنی ہوئی ہے۔ کیلا، اناس، آم، کٹہل یہاں کی خاص فصل ہے۔ 99-1998 میں کالی مرچ کی پیداوار کی اجارہ داری قائم رہی اور ریاست میں 86 فیصد رقبہ میں ربڑ 53 فیصد رقبہ میں الائچی اور 27 فیصد رقبہ میں کافی اور 9 فیصد رقبہ میں چائے ہوتی ہے۔ 99-1998 میں 5.12 لاکھ ٹن ربڑ کی پیداوار اور کافی کی پیداوار 61.150 ٹن رہی۔ 99-1998 میں ہی 7.24 لاکھ ٹن چاول 68.373 ٹن چائے اور 64.335 ٹن کالی مرچ پیدا ہوئی۔

صنعت

کیرل میں صنعتی ترقی کے روشن امکانات ہیں۔ یہاں پر پن بجلی، گھنے جنگلات، المینائٹ اور موتو زائٹ وغیرہ نایاب معدنیات اور ٹرانسپورٹ اور مواصلات جیسی بنیادی سہولتیں موجود ہیں۔ یہاں کے روایتی صنعتوں میں ہینڈلوم، کاجو، ناریل کے ریشے اور دستکاری شامل ہیں۔ دیگر اہم صنعتوں میں ربڑ، چائے، چینی مٹی کے برتن، بجلی اور الکٹرانک کے سامان، ٹیلی فون کے تار، ٹرانسفارمر، اینٹ اور ٹائلیں، دوائیں، اور کیمکلز، انجینئرنگ کے سامان، پلائی وڈ، رنگ روغن بیٹری اور سگار، صابن، تیل، کھاد، کھادی، اور دیہی صنعتوں کی پیداوار شامل ہیں۔

ان کے علاوہ باریک سامان، مشینی آلات، پیٹرولیم سے تیار ہونے والی اشیاء لگدی پینٹ، کاغذ، اخباری کاغذ، کانچ اور ایسے دھاتوں کی پیداوار کے لئے جن میں لوہا نہ ہو ریاست میں کئی کارخانے لگائے گئے ہیں۔ برآمد کی جانے والی اشیاء میں اہم کاجو، چائے، کافی، مسالے، سمندری خوراک، شیشہ اور ناریل ریشہ وغیرہ ہیں۔ ریاست میں المینائٹ، روٹائل، مونو زائٹ، زرکون، سلیمنائٹ، چکنی مٹی، اور کوارٹز ریت جیسی اہم معدنیات بھی کافی مقدار میں موجود ہیں۔ 1998 کے آخر تک کیرل میں 17.719 کارخانے تھے جس میں 4.36 لاکھ لوگ کام کر رہے تھے۔

1999 تک قائم شدہ 134 اکائیوں میں سے 27 ٹکنا پارک ابلاغ کے شعبوں سے تعلق رکھتے ہیں سافٹ ویر ٹکنالوجیکل پارک آف انڈیا کے تروانت پورم میں واقع کمپلکس اور تمام کمپیوٹر سافٹ ویر ٹکنالوجی کو برآمد کرنے میں مصروف ہیں اس ٹکنو پارک میں 31 کمپنیاں کام کر رہی ہیں اور اس پر 6.545 لاکھ روپے کا سرمایہ لگا ہوا ہے۔ ریاست کے کھادی اور دیہی صنعت کے شعبے میں 1.91.672 لوگ کام کر رہے ہیں۔

آبپاشی اور بجلی

کیرل میں آبپاشی کا نظام بڑے اوسط اور چھوٹے پراجکٹوں کے علاوہ زمین کے پانی اور کمانڈ ایریا ترقی پروگراموں پر منحصر ہے۔ ملم پوجا، چالا کنڈی، پیچی، پمبا، پیریار، چتر پوجا، کنیاڈی، نیئر اور چم منی ریاست کے بڑے آبپاشی پراجیکٹ ہیں۔ پوتنڈی گانیتری ولیار، وجھالی، منگلم اور چیرا کوجھی اوسط درجے کی پراجیکٹ ہیں۔ ان کے علاوہ سات آبپاشی کے بڑے پراجیکٹوں کلڈا، پچھاسی، مواتو پوجا، ادم لیار، کاراپارا۔ کریارئی، چیلیار اور کانچی رپ پوجا کا کام جاری ہے 99-1998 کے دوران 364 میگاواٹ بجلی کی پیداوار ہوئی ہے۔ دسمبر 1999 تک ریاست کی قائم شدہ صلاحیت 23.835 تھی۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

ریاست میں سڑکوں کی مجموعی لمبائی 2.19.805 لاکھ کلومیٹر ہے۔ قومی شاہراہ نمبر 17 قومی شاہراہ نمبر 47 اور قومی شاہراہ نمبر 49 ریاست سے گزرتی ہیں۔ ان کی کل لمبائی 1.011 کیلومیٹر ہے۔

ریلوے

ریاست میں ریلوے لائنوں کی مجموعی لمبائی 1.050 کلومیٹر ہے اور یہ ملک کے سبھی اہم جگہوں سے ریل کے ذریعے جڑی ہوئی ہے۔ بڑی لائن 933 کیلومیٹر اور چھوٹی لائن 117 کیلومیٹر لمبی ہے۔

ہوائی خدمات

ریاست میں تین اہم ہوائی اڈے تیرونت پورم، کوچی اور کوزی کوڈ میں ہیں۔ اس میں پہلے دو بین الاقوامی ہوائی اڈہ ہیں۔

بندرگاہ

16 بندرگاہوں میں سے کوچی کیرل کا اہم بندرگاہ ہے۔ غیر ملکی تجارت اور ساحلی تجارت کو فروغ دینے میں اس بندرگاہ کا اہم رول ہے۔ اس کے علاوہ ریاست میں تین اوسط درجے کے اور دس چھوٹے بندرگاہ ہیں۔

تیوہار

کیرل میں مختلف شاندار تیوہار منائے جاتے ہیں۔ ان میں سے بیشتر تیوہار مذہبی ہیں جو ہندو عقیدوں کے مطابق ہیں۔ کیرل کے تقریباً ہر گاؤں کے اپنے میلے، تیوہار اور دوسرے خوشی کے مواقع ہیں۔ اونم کیرل کا خاص تیوہار ہے جو اب سارے ملک میں مشہور ہو چکا ہے۔ یہ تیوہار فصل کی کٹائی کے موقعے پر منایا جاتا ہے۔ اور پوری ریاست کے لوگ جوش و خروش کے ساتھ اس میں شامل ہوتے ہیں۔ اونم کا تیوہار راجا مہابلی کی واپسی کی خوشی میں منایا جاتا ہے۔ ایسا مانا جاتا ہے کہ مہابلی نے کافی عرصے تک کیرل پر حکومت کی لیکن وشنو نے وامن کی شکل اختیار کر کے مہابلی کو سپرد آتش کر دیا۔ اب یہ تیوہار حکومت کے زیر انتظام قومی تیوہاروں کے طور پر منایا جانے لگا ہے۔ ویشو کیرل کا ایک دوسرا تیوہار ہے جو علم فلکیات کے مطابق نئے سال کے موقعے پر منایا جاتا ہے۔ کیرل میں نوراتری تیوہار سرسوتی پوجا کے طور پر منایا جاتا ہے۔ مہا شیوراتری کا تیوہار پیریار ندی کے ساحل پر رنگا رنگ

طریقے سے منایا جاتا ہے اور اس کا مقابلہ پریاگ کے کنبھ میلے سے کیا جاتا ہے۔ سبری مالا اپّن مندر میں مکرواِلکو کے موقعے پر منائے جانے والے 41 دنوں کے میلے میں ملک اور بیرون ملک کے لاکھوں افراد شامل ہوتے ہیں۔ ولم کلی یا کشتیوں کی رفتار کا مقابلہ کیرال کا ایک اپنا خصوصی تیوہار ہے۔ پنّ امدا جھیل میں منعقد ہونے والی نہرو ٹرافی کو چھوڑ کر باقی سبھی کشتیوں کی رفتار کے مقابلے کی کوئی نہ کوئی مذہبی اہمیت ہے۔ تریچور میں ہر سال اپریل میں پورم تیوہار منایا جاتا ہے جس میں سجے دھجے ہاتھیوں کا جلوس نکلتا ہے اور آتشبازی کے مظاہرے ہوتے ہیں۔ کرسمس و ر ایسٹر عیسائیوں کے اہم تیوہار ہیں۔ پانوا ندی کے کنارے ہر سال ایشیا میں عیسائیوں کا سب سے بڑا اجلاس مرامون ہوتا ہے۔ مسلمان عید، بقر عید، رمضان اور محرم کے علاوہ جرم اور نیرچا تیوہار مناتے ہیں۔

سیاحتی مقامات

کیرل میں جنگلی جانوروں کی حفاظت کے خوبصورت مقامات پیریار ندی کے کنارے تھیکاڈی پلکٹر ضلع میں، پارامبی کلم اور منتھاواڑی، سلطان بتھیری اور وائناڈ میں ہیں۔ کوولم سمندری ساحل دنیا بھر میں مشہور سیاحت کا مقام ہے۔ تیروننت پورم میں پدمنابھ سوامی مندر جنوبی بھارت کے فن تعمیر کا خوبصورت نمونہ ہے۔ پتھنم تھٹا ضلع میں بھگوان ایپا کا سبری ملا مندر مشہور مذہبی مقام ہے۔ راجدھانی تیروننت پورم میں مختلف مندر مسجد اور گرجا گھر ہیں۔ ویلی لیگون، نیپار، باندھ، اور پون موڈی جیسے مشہور پہاڑی سیاحتی مقامات سیاحوں کی دلکشی کے مراکز ہیں۔ نیپار باندھ قدرتی خوبصورتی کے لئے مشہور ہے۔ تیروننت پورم شہر سے باہر ویلی لیگون میں کشتیوں کی سواری کے انتظامات بھی ہیں۔ سیاحت کے نظریے سے دوسرے اہم مقامات میں آدی شنکر آچاریہ کی جائے پیدائش کالڑی، کاسرگاڈ میں بیکل سمندری ساحل کا سیاحتی مقام، پلکاڈ میں مالم پوشا، پک کوڈے جھیل، کروادیپ، پکشی پتھم اور وائناڈ میں ہدک کیلغا رو غیرہ شامل ہیں۔ تریپور ضلع میں کتھ کلی کا مشہور مرکز کلا منڈلم رقص سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے قابل دید ہے۔

حکومت

گورنر:	جسٹس سکھ دیو سنگھ کنگ	چیف سکریٹری:		ایم موہن کمار	
وزیر اعلیٰ:	ای کے نینار	چیف جسٹس:		اے۔ وی ساونت	
اسپیکر	ایم وجے کمار	ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار		کیرل اور لکش دیپ	

ضلعوں کے رقبے، آبادی اور صدر دفاتر

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر	آبادی	صدر دفتر
1۔	الپوجا	1.414	20,01.217	الپوجا
2۔	کنور	2.966	22,51.727	کنور
3۔	ارناکلم	2.407	28,17.236	ارناکلم
4۔	اڈکی	5,019	10.78,066	پیلیوو
5۔	کاسرگاڈ	4.992	10.71.508	کاسرگاڈ

6۔	کوٹایم	2,203	18,28,271	کوٹایم
7۔	کوزی کوڈ	2,345	26,19,941	کوزی کوڈ
8۔	ملاپورم	3,550	30,96,330	ملاپورم
9۔	پالکڈ	4,480	23,82,235	پالکڈ
10۔	پتھنام تھیٹا	2,642	11,88,332	پتھنام تھیٹا
11۔	کولم	2,491	24,07,566	کولم
12۔	تریچور	3,032	27,37,311	تریچور
13۔	تریونتاپورم	2,192	29,46,650	تریونتاپورم
14۔	وائناڈ	2,132	6,72,128	کلپیٹا

مدھیہ پردیش

رقبہ: 4,43,446 مربع کلومیٹر

راجدھانی: بھوپال — آبادی: 6,61,81,000

اہم زبان: ہندی

تاریخ اور جغرافیہ

مدھیہ پردیش بھارت کے وسطی حصے میں واقع ہے۔ راجا اشوک نے سب سے پہلے اجین پر حکومت کی۔ وسطی بھارت کا کافی بڑا حصہ گپت سلطنت (300-550) کا حصہ تھا۔ گیارہویں صدی کی ابتدا میں مسلمان وسطی بھارت آئے۔ سب سے پہلے محمود غزنوی یہاں آیا۔ اور پھر محمد غوری آیا جس نے یہاں کے کچھ حصوں کو اپنی دلی کی سلطنت میں ملا لیا۔ وسطی بھارت مغلیہ سلطنت کا بھی حصہ رہا۔ مراٹھوں کا اثر شروع ہونے کے بعد سے 1794ء میں مادھوجی سندھیا کی موت تک وسطی بھارت پر مراٹھوں کا بول بالا رہا۔ لیکن اس کے بعد چھوٹی چھوٹی آزاد ریاستیں قائم ہونے لگیں۔ یہ آزاد ریاستیں ہی آگے چل کر برطانوی حکومت کے قیام کا ہونے کا سبب بنیں۔ اندور کی رانی اہلیا بائی ہولکر، گونڈ، مہارانی کملا دیوی اور رانی درگاوتی وغیرہ کچھ عظیم خواتین حکمرانوں نے اپنی زبردست حکومت کی صلاحیت کا مظاہرہ کر کے اپنے نام تاریخ میں سنہری حروف میں درج کرا لئے۔ ایک نومبر 1956ء میں وجود میں آنے والا مدھیہ پردیش سات ریاستوں سے گھرا ہے۔ شمال مغرب میں راجستھان، شمال میں اتر پردیش شمالی مشرق میں بہار، مشرق میں اڑیسہ، جنوب میں آندھرا پردیش اور مہاراشٹر کے علاوہ مغرب میں گجرات ریاست کی مجموعی آبادی کے 23.3 فی صد لوگ درج فہرست قبائل کے ہیں۔ ملک میں درج فہرست قبائلوں کی مجموعی آبادی کا پانچواں حصہ مدھیہ پردیش میں رہتا ہے۔

زراعت

زراعت ریاست کی معیشت کی بنیاد ہے۔ ریاست کی 76.8 فی صد آبادی دیہی علاقوں میں رہتی ہے اور زراعت پر منحصر ہے۔ ریاست کی تقریباً 43.7 فی صد زمین قابل زراعت ہے۔ آبپاشی کا مجموعی رقبہ 65.6 لاکھ ہیکٹر ہے جو 1998-99ء

ریاست کی فصل والے مجموعی علاقے کا 32.9 فی صد تھی۔ مدھیہ پردیش میں تیلوں کے بیج، دالیں سویابین، چنا اور السی کی خاص پیداوار ہوتی ہے۔ گیہوں، چاول، جوار، گنا، کپاس ارہر اور سرسوں ریاست میں پیدا کی جانے والی اہم فصلیں ہیں۔ 99-1998ء میں یہاں اناج کی مجموعی پیداوار 19.70 ملین میٹرک ٹن، تیلوں کے بیج 5.6 ملین میٹرک، سویابین 4.47 ملین ٹن کپاس 426 ہزار گانٹھیں، (ایک گانٹھ 170 کلوگرام) اور گنے سے گڑ کی پیداوار 19.7 لاکھ ٹن رہی تھیں۔

صنعت اور معدنیات

مدھیہ پردیش الکٹرانکس، ٹیلی مواصلات، پیٹروکیمیکل، موٹر گاڑیوں جیسے اعلیٰ تکنیکی صنعتوں کے شعبے میں داخل ہو گیا ہے۔ ٹیلی مواصلات نظام کے لئے آپٹیکل فائبر بنانے والی یہ ملک کی پہلی ریاست ہے۔ اندور کے پاس پیتھم پور میں بڑی تعداد میں موٹر گاڑی کی صنعتیں قائم کی گئی ہیں۔ ریاست میں پبلک سیکٹر کی اہم صنعتیں بھلائی کا فولادی کارخانہ، بھوپال میں بھارت ہیوی الکٹریکلس لمیٹڈ، کوربہ میں بھارت الومینیم کمپنی، ہوشنگ آباد میں سیکورٹی پیپرمل، دیواس میں نوٹ چھاپنے کا پریس، نیپانگر کی اخباری کاغذ کی مل اور نیچ کی الکلائڈ فیکٹری ہیں 99-1998 میں 650 لاکھ میٹر کپڑا، ہتھ کرگھا سیکٹر پاورلوم سے تیار کیا گیا ہے۔ 99-1998 میں 33.5 لاکھ ٹن قابل فروخت اسٹیل اور 91.8 ہزار ٹن الومینیم کی پیداوار ہوا۔ سمینٹ کی پیداوار 153.9 لاکھ ٹن اور اخباری کاغذ 55.5 ہزار ٹن ہوا۔ پیتھم پور میں ایئر کارگو کمپلکس، انڈو جرمن ٹول روم اور اندرون ملکی کنٹینر ڈپو بنائے جارہے ہیں۔ ریاست میں مختلف معدنیات کا بھی پتہ لگایا گیا ہے۔ ریاست میں مجموعی طور پر 25 قسم کی معدنیات کا پتہ لگایا گیا ہے۔ اور ان کی کانکنی کی جارہی ہے۔ ان میں خام لوہا، چینی مٹی، خام تانبا، ہیرا، سلکا، ڈولومائٹ، مینگنیز، کوئلہ وغیرہ شامل ہیں۔

معدنیات کی پیداوار کے شعبے میں ریاست کا اہم مقام ہے۔ اس وقت ریاست میں 25 قسم کے معدنیات پائی جاتی ہیں۔ ان کی مجموعی قیمت 5,574.51 کروڑ روپئے ہے جو تیل اور قدرتی گیس کے علاوہ ملک میں 99-1998ء میں معدنیات کی مجموعی پیداوار کا 24.46 فی صد ہے۔ ریاست میں کوئلہ، باکسائٹ، خام لوہا، خام مینگنیز، راک فاسفیٹ، ڈولومائٹ، خام تانبا اور چونا پتھر بڑے پیمانے پر نکالے جارہے ہیں۔ مدھیہ پردیش بھارت کا واحد صوبہ ہے جہاں ٹن اور ہیرے کی پیداوار ہوتی ہے۔ 99-1998 میں کوئلے اور کچے لوہے کی پیداوار بالترتیب 857.6 لاکھ ٹن اور 165.7 لاکھ ٹن رہا۔ ہیرے کی پیداوار 34,600 کیریٹ اور باکسائٹ کی 7.36 لاکھ ٹن تھا۔ چونے کی پیداوار 269.3 لاکھ ٹن اور تانبے کی 22.2 لاکھ ٹن رہی۔ چندیری اور مہیشور میں روایتی دستکاری اور ہنڈلوم سے بنے کپڑے کے لئے یہ ریاست مشہور ہے۔

آبپاشی اور بجلی

99-1998ء میں 65.6 لاکھ ہیکٹر علاقے میں آبپاشی کی سہولت موجود تھی۔ اس میں 12.7 لاکھ ہیکٹر دھان، 33.4 لاکھ ہیکٹر گیہوں اور 10.5 لاکھ ہیکٹر دالوں کے لئے۔ آبپاشی علاقوں میں 1990 سے گیہوں اور دالوں کی فصل میں خاص اضافہ ہوا ہے۔ آبپاشی کا سب سے اہم ذریعہ کنواں تھا۔

ریاست کے تقریباً 56.4 فی صد لاکھ ہیکٹر زمین کی آبپاشی کنوؤں سے 26.7 لاکھ ہیکٹر زمین کی آبپاشی نہروں سے کی جاتی ہے۔ اس وقت ریاست میں بجلی پیدا کرنے کی مجموعی صلاحیت 4,260 میگاواٹ ہے جس میں 873.15 میگاواٹ بجلی پن بجلی کے طور پر حاصل ہوتی ہے۔ مرکزی حصہ داری والی صنعتوں کے ذریعے پیدا کی گئی بجلی 68,259 گاؤوں میں پہنچ چکی ہے جو گاؤوں کی مجموعی تعداد کا 95 فی صد ہے۔ آبپاشی کے 12.80 لاکھ پمپ سیٹوں کو بجلی فراہم کرائی گئی ہے۔ 25.06 لاکھ گھروں میں ایک پوائنٹ کا بجلی کنکشن دیا گیا ہے۔

شمسی توانائی اور بایوگیس جیسے توانائی کے غیر روایتی ذرائع کی صلاحیت کا فائدہ اٹھانے کے لئے قدم اٹھائے جا رہے ہیں۔ 10 میگاواٹ صلاحیت کے بایوماس گیسی فائر قائم کئے جا رہے ہیں۔ فضائی توانائی سے بجلی تیار کرنے کے لئے دیواس کے پاس 1.5 میگاواٹ کی صلاحیت کا تجارتی ونڈ فارم قائم کیا جا رہا ہے۔ اور اس کے پہلے مرحلے میں 4 میگاواٹ اکائی نے کام کرنا شروع کر دیا ہے۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

1998-99ء میں مدھیہ پردیش میں سڑکوں کی مجموعی لمبائی ایک لاکھ کلومیٹر سے زائد تھی۔ اس میں 1,00,600 کلومیٹر پکی سڑکیں شامل ہیں۔ قومی شاہراہوں کی لمبائی 4,882 کیلومیٹر اور ریاستی شاہراہوں کی لمبائی 9,882 کیلومیٹر تھی۔

ریلوے

شمالی بھارت کو جنوبی بھارت سے جوڑنے والی اہم ریلوے لائن مدھیہ پردیش سے ہو کر گزرتی ہے۔ ریاست میں بھوپال، بلاس پور، بینا، گوالیار، اندور، اٹارسی، جبل پور، کٹنی، رتلام اور اجین اہم جنکشن ہیں۔ ریلوے لائنوں کی لمبائی 5,761.5 کلومیٹر تھی۔ علاقائی ریلوے کے صدر دفاتر بھوپال، رتلام، جبل پور اور بلاس پور میں ہیں۔

فضائی خدمات

بھوپال، گوالیار، اندور، کھجوراہو اور رام پور میں ہوائی اڈے ہیں جہاں سے دلی، ممبئی، وارانسی، ناگپور، رائے پور اور بھونیشور کے لئے فضائی خدمات موجود ہیں۔

تیوہار اور میلے

بستر کے قبائلی افراد اپنے عقیدے اور اتحاد کی علامت کے طور پر دشہرہ مناتے ہیں۔ قبائل کا دوسرا اہم تیوہار بھگوریا ہے جو جھبوا میں روایتی جوش و خروش کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ کھجوراہوں، بھوجپور، پنچ مڑھی اور اجین میں شیوراتری کے تیوہار میں مقامی روایتوں کی جھلک بھی نظر آتی ہے۔ چترکٹ اور اوڑچھا میں رام نومی تیوہار منعقد کرنے کی انوکھی روایت ہے۔ اور چھا، مالوہ اور پنچ مڑھی کے میلوں میں تہذیب و فن کا خوبصورت امتزاج نظر آتا ہے۔ گوالیار کے تانسین موسیقی، میلے میہار کے استاد علاؤالدین خاں موسیقی میلے اجین کے کالی داس سمارو ہ اور کھجوراہوں کے رقص میلے کی وجہ سے مدھیہ پردیش فن سے شوق رکھنے والے افراد کی محبوب ریاست ہے۔

سیاحتی مقامات

جھلیں اور پہاڑیاں ہیں جن کی وجہ سے مدھیہ پردیش کی قدرتی خوبصورتی میں چار چاند لگ جاتے ہیں۔ اپنی عہد وسطی کی خصوصیتوں کو دامن میں چھپائے یہاں کے شہر، دور دراز علاقوں میں جانوروں کے حفاظتی مقامات، ناقابل یقین قدرتی خوبصورتی والے مقامات اور ملک کے سب اہم تیرتھوں والا مدھیہ پردیش سیاحوں کی دلچسپی کا مرکز ہے۔ پنچ مڑھی کی انوکھی خوبصورتی، بھیڑا گھاٹ کی چمک دمک والی سنگ مرمر کی چٹانیں، اور شور کرتے ہوئے دھواں دار آبشار، کانھا قومی پارک، جہاں عجیب و غریب بارہ

سنگھے رہتے ہیں باندھوگڑھ قومی پارک جہاں قامہ ہے اور قبل تاریخ غاریں ہیں اور حیات جنگل سے یہ سب عظیم قدرتی حسن کی جھلکیاں ہیں۔ مدھیہ پردیش کے پیش بہا خزانے میں قامہ محل، استوپ، غاریں، اور یادگاریں ہیں۔

گوالیار، شیوپوری، اور چھا، کھجوراہو، سانچی، مانڈو، پنچ مڑھی، بھیڑا گھاٹ، بھیم بیکا، کانہہ، باندھوگڑھ، پنا، پنچ اور ستپورہ قومی پارک کے علاوہ یہاں اجین، چترکوٹ، مہیشور اور اونکاریشور جیسے سیاحوں کی دلچسپی کے مختلف اہم مراکز ہیں جہاں ہر سال بڑی تعداد میں ملک اور بیرون ملک سے سیاح آتے ہیں۔

حکومت

گورنر:	ڈاکٹر بھائی مہاویر	چیف جسٹس:	جسٹس اے کے ماتھر
وزیراعلیٰ:	ڈگ وجے سنگھ	ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار:	مدھیہ پردیش
اسپیکر:	شری نواس تواری		
چیف سکریٹری:	کے ایس شرما		

ضلعوں کے رقبے، آبادی اور صدر دفاتر

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر	آبادی	صدر دفاتر
1۔	بالاگھاٹ	9.229	13.62.731	بالاگھاٹ
2۔	بستر	39.114	22.70.472	جگدل پور
3۔	بیتول	10.043	11.80.527	بیتول
4۔	بھنڈ	4.459	12.14.480	بھنڈ
5۔	بھوپال	2.772	13.50.302	بھوپال
6۔	بلاسپور	19.897	37.96.553	بلاسپور
7۔	چھتر پور	8.687	11.58.553	چھتر پور
8۔	چھندواڑا	11.815	15.63.332	چھندواڑا
9۔	دموہ	7.306	8.97.544	دموہ
10۔	دتیا	2.038	3.97.743	دتیا
11۔	دیواس	7.020	10.32.522	دیواس
12۔	دھار	8.153	13.66.626	دھار
13۔	درگ	8.537	23.98.497	درگ
14۔	مشرقی نماڑ	10.779	14.32.855	کھنڈوا
15۔	گنا	11.065	13.09451	گنا
16۔	گوالیار	5.214	14.14.948	گوالیار

ہوشنگ آباد	13,65,970	10,037	ہوشنگ آباد	17-
اندور	18,30,870	3,898	اندور	18-
جبل پور	26,45,232	10,160	جبل پور	19-
جھبوا	11,29,356	6,782	جھبوا	20-
منڈلا	12,91,313	13,269	منڈلا	21-
منڈسور	15,55,481	9,791	منڈسور	22-
مورینا	17,07,619	11,594	مورینا	23-
نرسنگھ پور	7,84,523	5,133	نرسنگھ پور	24-
پنا	6,84,721	7,135	پنا	25-
رائے گڑھ	17,24,420	12,924	رائے گڑھ	26-
رائے پور	39,02,609	21,258	رائے پور	27-
رائے سین	8,77,369	8,466	رائے سین	28-
راج گڑھ	9,92,315	6,154	راج گڑھ	29-
راج نند گاؤں	14,39,524	11,127	راج نند گاؤں	30-
رتلام	9,71,309	4,861	رتلام	31-
ریوا	15,50,140	6,314	ریوا	32-
ساگر	16,46,198	10,252	ساگر	33-
ستنا	14,62,412	7,502	ستنا	34-
سیہور	8,40427	6,578	سیہور	35-
سیونی	9,99,762	8,758	سیونی	36-
شہڈول	17,43,068	14,028	شہڈول	37-
شاجاپور	10,32,520	6,196	شاجاپور	38-
شیوپوری	11,31,933	10,278	شیوپوری	39-
سدھی	13,71,935	10,256	سدھی	40-
امبیکاپور	20,82,930	22,337	سرگوجا	41-
ٹیکم گڑھ	9,40,609	5,048	ٹیکم گڑھ	42-
اجین	13,86,465	6,091	اجین	43-
ودشا	9,71,097	2,742	ودشا	44-
کھرگون	20,26,317	13,450	مغربی نماڑ	45-

46-	بڑوانی	-	8,32,422	کھرگون
47-	شیوپور	-	4,31,480	شیوپور
48-	ڈنڈوری	-	5,83,019	ڈنڈوری
49-	کوڑیہ	-	5,00758	بیکنٹھ پور
50-	جشپور	-	6,56,352	جشپور
51-	زنجگیر چپا	-	11,10,200	زنجگیر چپا
52-	کوربہ	-	8,25,891	کوربہ
53-	کانکیر	-	5,32,151	کانکیر
54-	دانتے واڑہ	-	6,22,267	دانتے واڑہ
55-	کنئی	-	8,81,925	کنئی
56-	نیچ	-	5,98,339	نیچ
57-	امریہ	-	4,20,815	امریہ
58-	مہاسامند	-	7,91,197	مہاسامند
59-	دھمتری	-	5,87,679	دھمتری
60-	بردا	-	3,80,762	بردا
61-	کوردھا	-	5,13,496	کوردھا

نومبر 2000 میں ایک نئی ریاست چھتیس گڑھ کی تشکیل ہوئی، جس میں مدھیہ پردیش کے یہ اضلاع شامل ہیں۔ بستر، بلاس پور، ورگ، رائے گڑھ، راج نندگاؤں، سرگوجا، کوریہ، جشپور، زنجگیر چپا، کوربہ، کانکیر، دانتے واڑہ، مہاسمند، دھمتری اور کوردھا۔

مہاراشٹر

رقبہ:	3,07,713 مربع کلومیٹر	آبادی:	7,89,37,187
راجدھانی:	ممبئی	اہم زبان:	مرا

تاریخ اور جغرافیہ

مہاراشٹر کے پہلے مشہور حکمراں ستواہن (230 سے 225 قبل مسیح) تھے جنہوں نے مہاراشٹر ریاست قائم کی تھی۔ انہوں نے اپنے بہت سارے ادبی، فنی اور تاریخی ثبوت چھوڑے ہیں۔ ان کے عہد حکومت میں انسانی زندگی کے ہر شعبے میں خوب ترقی ہوئی۔ اس کے بعد واکاٹک آئے جنہوں نے ملک گیر ریاست چین بھارتیہ قائم کی۔ ان کے عہد حکومت میں مہاراشٹر میں تعلیم فن او رمذہب کی خوب خوب ترقی ہوئی۔ ان کے عہد کے دوران ہی اجنتا کے غاروں میں اعلیٰ درجے کی تصویریں دیواروں پر بنوائیں

گئیں۔ واکاٹک کے بعد کچھ عرصے کے لئے کلچری حکمرانوں نے حکومت کی اور پھر چالوکیہ حکومت پر قابض ہو گئے۔ اس کے بعد ساحلی علاقوں میں شیلا باروں کے علاوہ مہاراشٹر پر راشٹر کوٹ اور یادو حکمرانوں کا قبضہ رہا۔ یادو حکمرانوں نے مراٹھی کو حکومت کی زبان بنائی اور جنوب کے ایک بڑے حصے پر اپنا اقتدار قائم کیا۔

حالانکہ بہمنی سلطانوں نے مہاراشٹر اور اس کی تہذیب میں ایک حد تک اپنی تہذیب شامل کیا مگر شیواجی کی قیادت میں مہاراشٹر کی ہر طرح سے ترقی ہوئی اور یہ ایک علیحدہ پہچان بن کر ابھرا۔ شیواجی نے سوراج اور قومیت کے ایک نئے جذبے کو جنم دیا۔ ان کی زبردست طاقت نے مغلوں کو بھارت کے اس حصے میں آگے نہیں بڑھنے دیا۔ پیشواؤں نے جنوب کی پہاڑیوں سے لے کر پنجاب کے ''اٹک'' تک مراٹھوں کی برتری ثابت کی۔

جنگ آزادی میں مہاراشٹر سب سے آگے تھا۔ انڈین نیشنل کانگریس یہیں قائم کی گئی۔ ممبئی اور مہاراشٹر کے دوسرے شہروں کے بہت سارے لیڈروں نے پہلے تلک اور بعد میں مہاتما گاندھی کی رہنمائی میں کانگریس کی تحریک کو آگے بڑھایا۔ گاندھی جی نے اپنی تحریک کا مرکز مہاراشٹر کو بنایا تھا۔ گاندھی جی کے زمانے میں سیواگرام قومیت پرست بھارت کی راجدھانی بنا رہا۔ زبان کی بنیاد پر ریاستوں کی تشکیل نو کے نتیجے میں ایک مئی 1960ء کو مہاراشٹر ریاست کی حکومت کا نظام سامنے آیا۔

یہ ریاست آس پاس کے ان علاقوں کو ملا کر بنائی گئی جہاں مراٹھی زبان بولی جاتی تھی اور جو پہلے چار علیحدہ علیحدہ انتظامیہ کے دائرہ اختیار میں تھیں ان میں اصل برطانوی ممبئی ریاست میں شامل ڈمن اور گوا کے بیچ کے اضلاع، حیدرآباد کے نظام کی ریاست کے پانچ ضلعے وسطی ریاست مدھیہ پردیش کے جنوب کے آٹھ اضلاع اور آس پاس کی ایسی کئی ریاستیں شامل تھیں جو چھوٹی تھیں اور نزدیکی ضلعوں میں مل گئی تھیں۔ مہاراشٹر بھارت جزیرہ نما کے شمال میں واقع ہے اور جغرافیائی لحاظ سے ایک جیسا ہے۔ یہاں کا ممبئی بندرگاہ بحیرہ عرب کا ایک اہم بندرگاہ ہے۔ یہ ریاست عام طور پر ایک سطح مرتفع رقبہ ہے۔

مہاراشٹر اونچی اور چوڑی زمینوں میں ایک سطح مرتفع رقبہ ہے۔ اس کے اٹھے ہوئے مغربی کنارے سہادری پہاڑی سلسلہ بناتے ہیں اور سمندر کے متوازی ہیں۔ اور ان کا ڈھلان آہستہ آہستہ مشرق اور جنوب مشرق میں ہوتا ہے۔ ریاست کے شمالی حصے میں ستپورا کی پہاڑیاں ہیں جب کہ اجنتا اور ست مالا پہاڑیاں ریاست کے وسط سے ہو کر گزرتی ہیں۔ بحیرہ عرب مہاراشٹر کے مغربی حدود کا رکھوالا ہے۔ جب کہ گجرات اور مدھیہ پردیش اس کے شمال کی پڑوسی ریاستیں ہیں۔ ریاست کے مشرقی کنارے پر بھی مدھیہ پردیش ہے اور اس کے جنوب میں کرناٹک اور آندھرا پردیش ہیں۔ مہاراشٹر میں بارش زیادہ تر جنوب مغربی مانسون کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اس ریاست کے ساحلی علاقوں میں زبردست بارش (تقریباً 2000 ملی میٹر) ہوتی ہے جب کہ وسطی علاقے میں بہت کم بارش (500 ملی میٹر کے قریب) ہوتی ہے۔ مشرقی حصوں میں اوسط بارش (تقریباً 1000 ملی میٹر ہوتی ہے)

زراعت

1991ء کی مردم شماری کے مطابق مہاراشٹر کے تقریباً 61 فی صد کام کرنے والے افراد زراعت اور اس سے متعلق کاموں پر منحصر تھے۔ ریاست کا تقریباً 33.50 لاکھ ہیکٹر کا رقبہ آبپاشی کا رقبہ ہے۔ یہاں کی اہم فصلیں دھان، جوار، باجرا، گیہوں، تور، مونگ، اڑہر، چنا اور دوسری دالیں ہیں۔ یہاں کے تیلوں کے بیج کی اہم فصلوں میں مونگ پھلی، سورج مکھی، سویابین وغیرہ شامل ہیں۔ اہم نقدی فصلیں کپاس، گنا، ہلدی اور سبزیاں ہیں۔ ریاست کے ایک بڑے حصے میں باغبانی ہوتی ہے۔ یہاں تقریباً ساڑھے 10-91 لاکھ ہیکٹر زمین میں مختلف طرح کے پھل، مثلاً آم، کیلا، سنترا، انگور، کاجو وغیرہ کی فصلیں پیدا کی جاتی ہیں۔

صنعت

ملک کے شمالی اور جنوبی حصوں کے درمیان واقع ہونے کی وجہ سے مہاراشٹر کو کافی فائدہ ملا ہے اور اس نے خود کو معاشی اور صنعتی زاویئے سے مضبوط کرلیا ہے۔ مہاراشٹر کی راجدھانی ممبئی دیش کی مالی اور تجارتی کارروائیوں کا مرکز ہے اور ریاست کو پورے ملک کا پاور ہاؤس مانا جاتا ہے۔ ریاست کی معیشت میں صنعتی شعبے کا اہم رول ہے۔ اشیائے خوردنی، تمباکو اور اس سے بنی چیزیں، سوتی کپڑا، چمڑے سے بنا سامان، کاغذ اور اس سے بنی چیزیں طباعت و اشاعت، ربڑ، پلاسٹک، پیٹرولیم اور کوئلے سے بنی چیزیں، بنیادی کیمیکل اور ان کے سامان، دھات کے سامان اور کل پرزے، بجلی کی اور دوسری طرح کی مشینیں، دوسرے ساز و سامان کے علاوہ ٹرانسپورٹ کے سامان اور کل پرزے وغیرہ ریاست کی صنعتی پیداوار میں اہم ہیں۔ 98-1997ء میں صنعتی پیداوار کرنے والے علاقوں کی اکائیوں (مندرجہ اور غیر مندرجہ دونوں) سے ریاست کی مجموعی آمدنی میں 24.5 فیصد حصہ حاصل ہوا جب کہ زراعت کا حصہ 15.2 فی صد رہا۔

صنعتوں کے سالانہ معائنے کے مطابق قیمت کے لحاظ سے ملک میں مندرجہ ذیل صنعتوں کی مجموعی پیداوار کا ایک چوتھائی سے بھی زیادہ مہاراشٹر میں پیدا ہوا۔ مثلاً کیمکل اور ان کے سامان، ربڑ، پلاسٹک، پیٹرولیم اور کوئلے کے سامان، دھات کے سامان اور کل پرزے، مشینیں اور سامان (ٹرانسپورٹ کے سامان کو چھوڑ کر) ٹرانسپورٹ کے سامان اور کل پرزے، صنعتی پیداوار کرنے والی دوسری بنیادی سامانوں کی مرمت اور پانی کے پراجیکٹ وغیرہ۔

آبپاشی اور بجلی

جون 1998 کے آخر تک 33 بڑے، 177 مجھلے اور 2032 چھوٹے آبپاشی پراجیکٹ مکمل کرلئے گئے تھے۔ اس کے علاوہ 27 بڑے، 86 مجھلے اور 281 چھوٹے پراجکٹوں کا کام چل رہا تھا۔ ریاست میں آبپاشی کا مجموعی رقبہ تقریباً 33.06 لاکھ ہیکٹر ہو چکا تھا۔

مہاراشٹر ریاست کی بجلی پیدا کرنے کی مجموعی صلاحیت 12.248 میگاواٹ ہے۔ 1999-1998 میں پلانٹ لوڈ فیکٹر 67.5 فی صد تھا اور بجلی پیداوار 5.797.3 کروڑ کلوواٹ تھا۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

ریاست میں سڑکوں کی مجموعی لمبائی 2.06.891 کلومیٹر ہے جس میں قومی شاہراہوں کی لمبائی 3.399 کلومیٹر ریاستی شاہراہوں کی 33.223 کلومیٹر، اہم ضلع سڑکوں کی 45.016 کلومیٹر دیگر ضلع سڑکوں کی لمبائی 42.973 کلومیٹر اور دیہی سڑکوں کی مجموعی لمبائی 82.280 کلومیٹر ہے۔

ریلوے

مہاراشٹر میں 5.465 کلومیٹر لمبی ریل لائنیں ہیں۔ ان میں سے تقریباً 4.040 کلومیٹر بڑی ریل لائنیں، 510 کلومیٹر میٹر گیج اور 915 کلومیٹر چھوٹی ریل لائنیں ہیں۔

فضائی خدمات

ریاست میں مجموعی طور پر 24 ہوائی اڈے اور ہوائی پٹیاں ہیں۔ ان میں سے 17 مہاراشٹر حکومت کے اختیار میں ہیں۔ چار ہوائی اڈوں پر بین الاقوامی ہوائی اڈہ اتھارٹی اور بھارت کی ہوائی اڈے کی اتھارٹی کا اختیار ہے۔ بقیہ تین پر وزارت دفاع کا اختیار ہے۔ ریاستی حکومت کے اختیار والے ہوائی اڈوں میں رتناگیری (کرڑ)، (فالٹن) دھولے، چندر پور، ناندیڑ، جلگاؤں، کولہاپور، شولاپور، عثمان آباد، امراوتی، بارہ متی، گوندیا، کیوت، لاتور، سانگلی اور یوت محل۔

بندرگاہ

ممبئی اہم بندرگاہ ہے اور یہ ملک کا سب سے بڑا بندرگاہ بھی ہے۔ ریاست میں 50 چھوٹے بندرگاہ ہیں۔

سیاحتی مقامات

اجنتا، الورا، الیفینٹا، کنہیری اور کارلہ گپھائیں یہاں کے اہم سیاحتی مقامات ہیں۔ مہابلیشور، ماتھیرین اور پنچگنی، جواہر، مالشیج گھاٹ، امبولی چکھل دھارا، اور پنہالا پہاڑی مقامات ہیں۔ پنڈھرپور، ناسک، شرڈی ناندیڑ، اوندھا ناگ ناتھ، تریمبکیشور، تلجاپور، گنپتی پلے، بھیم شنکر، ہری ہریشور اور شیگاؤں اہم مذہبی مقامات ہیں۔

حکومت

گورنر:	ڈاکٹر پی سی الکزینڈر	چیف جسٹس:	جسٹس بی۔ پی سنگھ
وزیر اعلیٰ:	ولاس راؤ دیشمکھ	ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار:	مہاراشٹر اور گوا
چیف سکریٹری:	اے ایل بونگیروار		

ضلعوں کے رقبے آبادی وار صدر مقام

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر	آبادی	صدر مقام
1۔	احمد نگر	17,048	33,72,935	احمد نگر
2۔	اکولہ	10,574	13,51,959	اکولہ
3۔	امراوتی	12,210	22,00,057	امراوتی
4۔	اورنگ آباد	10,107	22,13,779	اورنگ آباد
5۔	بھنڈارا	3,895	10,04,662	بھنڈارا
6۔	بیڑ	10,693	18,22,072	بیڑ
7۔	ممبئی نگر	69	31,74,889	ممبئی نگر
8۔	ممبئی سب اربن	534	67,51,002	باندرہ

-9	بلڈانا	9,661	1,886,299	بلڈانا
-10	چندرپور	11,443	1,771,994	چندرپور
-11	دھولے	8,063	14,73,170	دھولے
-12	گڈچرولی	14,412	787,010	گڈچرولی
-13	جلگاؤں	11,765	31,87,634	جلگاؤں
-14	جالنا	7,718	13,64,425	جالنا
-15	کولہاپور	7,685	29,89,507	کولہاپور
-16	لاتور	7,157	16,76,641	لاتور
-17	ناگپور	9,892	32,87,139	ناگپور
-18	ناندیڑ	10,528	23,30,374	ناندیڑ
-19	ناسک	15,530	38,51,352	ناسک
-20	عثمان آباد	7,569	12,76,327	عثمان آباد
-21	پربھنی	6,517	13,05,494	پربھنی
-22	پونے	15,643	55,32,532	پونے
-23	رائے گڑھ	7,152	18,24,816	علی باغ
-24	رتناگری	8,208	15,44,057	رتناگری
-25	سانگلی	8,572	22,09,488	سانگلی
-26	ستارہ	10,480	24,51,372	ستارہ
-27	سندھودرگ	5,207	8,32,152	کدال
-28	شولاپور	14,895	32,31,057	شولاپور
-29	تھانے	9,558	52,49,176	تھانے
30	وردھا	6,309	10,67,357	وردھا
-31	یوت محل	9,892	32,87,139	یوت محل
-32	نندوربار	5,034	10,62,545	نندوربار
-33	واشم	5,134	8,62,312	واشم
-34	گوندیہ	5,425	11,02,967	گوندیہ

-35	ہنگولی	8,0924	4,524	ہنگولی

منی پور

رقبہ:	22,327 مربع کلومیٹر	آبادی:	18,37,149
راجدھانی:	امپھال	اہم زبان:	منی پوری

تاریخ اور جغرافیہ

حالانکہ منی پور کی تحریری تاریخ موجود نہیں پھر بھی اس کا وجود نہایت قدیم زمانے سے ہے۔ مورخین کے مطابق 33 عیسوی میں پاکھنگبا نے یہاں کی سات اہم ریاستوں میں سے ایک پر حکومت کی اور ایک طویل عہد سلطنت کی شروعات کی ہے۔ جو 1891 تک منی پور پر قائم رہیں۔ 1891 میں منی پور برطانوی حکومت کے قبضے میں آ گیا اور اس کے بعد 15 اکتوبر 1949 کو بھارتیہ یونین میں حصہ "سی" کو ریاست کے طور پر شامل ہوا۔ 51-1950 میں یہاں مشاورتی طرز حکومت کی ریاست قائم کی گئی۔ بعد میں 1957 میں اس کی جگہ پر ایک علاقائی کونسل قائم کی گئی جس میں 30 منتخب اور دو نامزد ممبران تھے۔ اس کے بعد 1963 میں مرکز کی نگرانی والے علاقوں سے متعلق قانون کے تحت 30 منتخب اور تین نامزد ممبران کی ایک قانون ساز اسمبلی قائم کی گئی۔ 19 دسمبر 1969 سے یہاں کے حاکم کا درجہ چیف کمشنر سے بڑھا کر لفٹیننٹ گورنر کر دیا گیا۔ 21 جنوری 1972 کو منی پور کو مکمل ریاست کا درجہ دے دیا گیا۔

جغرافیائی زاویے سے یہ ریاست دو حصوں میں بٹی ہوئی ہے۔ پہاڑی حصے میں پانچ اور میدانی حصے میں چار ضلعے ہیں منی پور مشرق میں میانمار، جنوب مشرق میں میاماں کی چن پہاڑیاں، شمال میں ناگالینڈ، مغرب میں آسام اور جنوب اور جنوب مغرب میں میزورم سے گھرا ہوا ہے۔

زراعت

زراعت اور اس سے متعلق کام دیہی علاقوں کے زیادہ تر افراد کے روزگار کا واحد سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ ریاست کی معیشت بھی زراعت پر منحصر ہے۔ 1946 میں ایک عام شروعات کے بعد آج ریاست میں اپنی تربیت شدہ انسانی وسائل اتنی بڑی تعداد میں ہیں کہ مختلف پراجکٹوں اور زراعت سے متعلق پروگراموں کو خود عمل میں لا سکتے ہیں۔

جنگلات

ریاست میں مجموعی طور پر 17,418 مربع کلومیٹر کے علاقے میں جنگلات ہیں۔ ان میں سے 1,467 مربع کلومیٹر ریزرو جنگلات، 4,171 مربع کلومیٹر محفوظ جنگلات ہیں۔ اس کے علاوہ ریاست میں 11,750 مربع کلومیٹر میں غیر درجہ بند جنگلات ہیں۔ منی پور کے جنگلات میں جنت کا پھول کہے جانے والے "شیرائے لی لی" ملتے ہیں جو دنیا میں کہیں اور نہیں ہوتے۔ منی پور اپنے مختلف پیڑ پودوں اور جنگلی جانوروں کے لئے جانا جاتا ہے۔ یہاں کئی طرح کے شاذ و نادر نسل کے پیڑ پودے اور جانور ملتے ہیں۔ یہاں شنگائی بھی رہتے ہیں جس کی نسل دنیا میں کہیں کہیں ملتی ہے۔

آبپاشی اور بجلی

ریاست میں بڑے اور منجھلے آبپاشی پراجکٹوں کی شروعات دیر سے ہوئی مگر تقریباً 18 سال سے کم وقت میں وہاں قابل ذکر ترقی ہوئی ہے۔ مجموعی طور پر 54.100 ہیکٹر زمین میں آبپاشی کا انتظام کرادیا گیا تھا۔ مارچ 2000 تک بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت 12.998 کلوواٹ تھی۔ 2001 گاؤں میں برق کاری ہو چکی تھی۔ مرکزی علاقے کے بجلی گھروں مثلاً (این ایچ پی سی کے ''لوٹک'' پن بجلی گھر NEEPCO کو پلی پن بجلی گھر اور کا کتھائی گنڈی حرارتی بجلی گھر) سے منی پور کو اس کا حصہ ملنے سے ریاست میں بجلی سپلائی میں قابل ذکر ترقی ہوئی۔

صنعت

اپنی جغرافیائی حالت کی وجہ سے منی پور صنعت کے شعبے میں پچھڑا ہوا ہے۔ لیکن اب یہاں تیزی سے صنعت کاری کی جارہی ہے۔ مارچ 1998 تک ریاست میں 9.247 چھوٹی صنعتی اکائیاں مندرج ہو چکی تھیں۔ 33.84 کروڑ روپے کا سرمایہ لگا ہوا تھا اور جن میں 47.157 افراد کو روزگار حاصل تھا۔ مختلف صنعتی کارپوریشنوں اور اداروں کو مضبوط بنانے پر خصوصی توجہ دی جارہی ہے منی پورا سپننگ ملز کارپوریشن لمیٹڈ کو 2000-1999 کے لئے 2.17 کروڑ روپے ایکوئی حصص کے طور دے گئے ہیں اس رقم سے اس کارپوریشن میں نئی جان ڈالی جارہی ہے۔ منی پور سمنٹ لمیٹڈ کے لئے بھی 2000-1999 میں باز آباد کاری پروگرام کے لئے 110 لاکھ روپے ایکوئی حصص کے طور پر مختص کئے گئے 2000-1999 میں منی پور ڈرگ اینڈ فار ماسیوٹکل لمیٹڈ کو 5 لاکھ روپے دئے۔ الکٹرانکس اور پلاسٹک صنعت کے شعبے میں تربیت دینے کی بنیادی تکنیکی سہولیات فراہم کرنے کے لئے مرکزی حکومت نے امپھال میں الکٹرانکس ڈیزائن ٹکنالوجی مرکز اور مرکزی پلاسٹک انجینیرنگ ادارے کی ایک شاخ قائم کی ہے۔ مرکزی حکومت نے 30 کروڑ روپے کی لاگت کا ایک ترقی مرکز لام لائی۔ نیپٹ میں منظور کیا ہے۔ کھنوتا چکجن میں 15 کروڑ روپے لاگت کا برآمد افزائشی صنعتی پارک اور مور یہہ اور امپھال کے دو تجارتی مراکز کے مرکزی حکومت نے 2 کروڑ روپے کی رقم جاری کی ہے۔ اس کے علاوہ 9.160 افراد کو روزگار فراہم کرنے کے لئے 450 چھوٹی اور بہت چھوٹی اکائیاں قائم کرنے کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

ریاست میں 7.667 کیلومیٹر کچی اور پکی سڑکیں 31 مارچ 2000 کو تھیں۔ قومی شاہراہوں کی لمبائی 434 کیلومیٹر ریاستی شاہراہوں کی لمبائی 1.262 ضلعی سڑکوں کی لمبائی 1.946 کیلومیٹر اور دیہی سڑکوں کی لمبائی کی 3.925 کیلومیٹر تھی۔

ریلوے

مئی 1990 میں جیری بام تک ریلوے لائن پہنچنے کے ساتھ ہی یہ ریاست بھی ملک کے ریلوے نقشے میں شامل ہوگئی۔

فضائی خدمات

امپھال ریاست کا واحد ہوائی اڈہ ہے۔ یہاں سے کلکتہ، دیماپور، سلچر ایزروی، گوہاٹی دہلی کے لئے انڈین ایئر لائنس اور

جیٹ ایئرویز کی فضائی خدمات موجود ہیں۔ جیٹ ایئرویز کی اڑانیں امپھال کو کلکتہ اور گوہاٹی سے جوڑتی ہیں۔

تیوہار

ریاست کے اہم تیوہار ہیں ڈول یاترا، لائی ہراوبا، ہکرو، ہیتونگبہ، راس لیلا، چیئراوبا، ننگول چاک، کوؤبہ، رتھ یاترا، کرسمس، کٹ، لوئی گائی منی، گنگ، گائی اور عید الفطر، عید الضحیٰ

سیاحتی مقامات

ریاست میں سیاحوں کی دلچسپی کے کچھ اہم مقامات مندرجہ ذیل ہیں۔

شری گووندا جی مندر، خوریام بند بازار (آئی ایم اے مارکیٹ) جنگ میں ہلاک ہونے والے فوجیوں کے قبرستان، شہید مینار، کھونگام پٹ آرکیڈریم، منی پور کا چڑیا گھر، سنگدر باندھ، تلکھابل، آئی این اے میموریل (موئرنگ) لوکتک جھیل، کیبل لام جاؤ قومی پارک، پھبالا، وشنو پور کا وشنو مندر، سیندرا، کینا، ہیتھاؤ جھیل، کھونگجوم جنگ، میموریل، بھارت امن یادگار لوکاپ چنگ (لامدان) اور اکھرول، سیروئی ہلس، کھانگ کوئی گپھا، ماؤ، چوڑا چاند پور، تمینگ لانگ، بارک آبشار، ایم ایم ٹی اے کمپلکس اور ماسی کمپلکس (کبراؤ) وغیرہ۔

حکومت

گورنر:	وید مراوہ		
وزیر اعلیٰ:	ڈبلو نیپاماچا سنگھ	چیف سکریٹری	راکیش
اسپیکر:	ڈاکٹر ایس دھن انجے		

منی پور ریاست گوہاٹی ہائی کورٹ کے دائرہ اختیار میں آتا ہے۔ 14 مارچ 1992 سے امپھال میں گوہاٹی ہائی کورٹ کی بنچ نے کام کرنا شروع کر دیا ہے۔

ضلعوں کے رقبے آبادی اور صدر مقام

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر	آبادی	صدر دفتر
1-	بشن پور	496	1,80,773	بشن پور
2-	چندیل	3,313	71,014	چندیل
3-	چوراچاند پور	4,570	2,76,184	چوڑاچاند پور
4-	امپھال مغربی	1,228	3,80,801	امپھال
5-	سیناپتی	3,271	2,08,406	سیناپتی
6-	امپھال مشرقی		3,30,460	پوروم پٹ

7۔	تاینگ لونگ	4.391	86.278	تاینگ لانگ
8۔	تھوبل	514	2.93.958	تھوبل
9۔	اکھرول	4.544	1.09.275	اکھرول

میگھالیہ

رقبہ: 22.429 مربع کلومیٹر آبادی: 17.74.778

راجدھانی: شیلونگ اہم زبانیں: کھاسی، گارو اور انگریزی

تاریخ اور جغرافیہ

میگھالیہ کا قیام آسام کے تحت 2 اپریل 1970 کو ایک خودمختار ریاست کے طور پر عمل میں آیا۔ ایک مکمل ریاست کی حیثیت سے میگھالیہ 21 جنوری 1972 کو وجود میں آیا۔ اس کی شمالی اور مشرقی سرحد میں آسام سے اور جنوبی اور مغربی سرحدیں بنگلہ دیش سے ملتی ہیں۔ میگھالیہ جس کے لفظی معنی ہوتے ہیں 'بادلوں کا گھر' بنیادی طور پر ایک پہاڑی ریاست ہے۔ اسے اب 7 انتظامیہ ضلعوں میں بانٹ دیا گیا ہے۔ یہ ضلع ہیں۔ جینتا ہلس، مشرقی ہلس، مغربی کھاسی ہلس، مشرقی کھاسی ہلس، کھاسی، جینتیا اور گارو معاشرے کے لوگ رہتے ہیں۔ قبائلی معاشرے کے یہ افراد نہایت قدیم اور خاص قبائلی افراد کی نسلیں ہیں۔ میگھالیہ کے وسط اور مشرقی حصے میں کھاسی اور جینتیا پہاڑیاں ہیں۔ اس وسیع پہاڑی علاقے میں پھیلا میدان، پہاڑیاں اور ندی گھاٹیاں ہیں۔ اس پہاڑی کے جنوبی علاقے میں گہری کھائیاں اور اونچے نیچے ڈھلان ہیں۔ اور پہاڑ کے نیچے زمین کی ایک پتلی پٹی بنگلہ دیش کی بین الاقوامی سرحد سے ملی ہے۔ اس پہاڑی ریاست میں کئی ندیاں بہتی ہیں جن میں کشتی چلانا ممکن نہیں۔ گارو پہاڑیوں میں شمال کی جانب بہنے والی ماندا، دارمنگا اور جنجیرم ندیاں اور مغرب کی طرف بہنے والی رنگے اور گھول ندیاں ہیں۔ گارو پہاڑی کی سب سے بڑی ندی سمسانگ اور ایک ندی بوگئی جنوب کی طرف بہتی ہے۔ کھاسی اور جینتیا پہاڑیوں اور شمال کی جانب بہنے والی ندیاں کھری، امیم، امدریو، اور امتھین ہیں۔ ان کے علاوہ جینتیا پہاڑی اور شمالی کچھار پہاڑی کی سرحد پر کپلی ندی ہے۔ کنشی، امیم، مافلانگ، اور او ماگوٹ ندیاں جنوب کی جانب بہہ کر بنگلہ دیش داخل ہوتی ہیں۔

زراعت اور آبپاشی

میگھالیہ بنیادی طور پر ایک زراعت پیشہ ریاست ہے۔ یہاں کے 80 فی صد عوام اپنے روزگار کے لئے زراعت پر منحصر ہیں۔ اس پہاڑی ریاست کا جغرافیہ ایسا ہے کہ یہاں زیادہ علاقے میں کھیتی کرنے کی گنجائش بہت کم ہے۔ یہاں کی مٹی اور یہاں کا موسم باغبانی کے لئے بہت عمدہ ہیں اس لئے باغبانی کی ترقی کی یہاں کافی گنجائش ہے۔ اس لئے ریاست میں ایسے پھلوں اور سبزیوں کی باغبانی کے اچھے امکانات ہیں جو معتدل، منطقہ اور نیم منطقہ علاقوں میں ہوتے ہیں۔

چاول اور مکئی یہاں کی اہم فصلیں ہیں ان کے علاوہ سنترے (کھاسی مندارن) اناس، کیلا، کٹھل، آلو بخارا، ناشپاتی اور آڑو جیسے پھلوں کے لئے میگھالیہ مشہور ہے۔ روایتی طور پر پیدا کی جانے والی نقدی فصلوں میں آلو، ہلدی، ادرک، کالی مرچ، سپاری، پان، نیچی یوکا، چھوٹے ریشے والی کپاس، پٹ سن، اور میستا، سرسو، اور توریاں شامل ہیں۔ اس وقت غیر روایتی پھلوں جیسے تیلوں کے بیج (مونگ پھلی، سویابین اور سورج مکھی) کاجو، چائے اور کافی مشروم، جڑی بوٹیاں، آرکڈ اور تجارت کے مقصد سے اگائے جانے والے پھولوں کی باغبانی پر خاص دھیان دیا جارہا ہے۔ زمین کی سطح کے اور زیرزمین پانی سے ریاست کی آبپاشی کی

صلاحیت 2.18 لاکھ ہیکٹر ہے اور اب تک 55.182 ہیکٹر کی صلاحیت پیدا کی جا چکی ہے۔

صنعت اور معدنیات

چیرا پونجی میں سرکاری سیکٹر کی سیمنٹ فیکٹری میں پھر سے صلاحیت پیدا کی گئی ہے تاکہ یہاں کی پیداوار ہر سال 1,65,000 میٹرک ٹن ہو سکے۔ میگھالیہ الکٹرانک ترقی کارپوریشن کی ٹائنیم کپیسٹر اکائی میں جوائنٹ کمپنی میں ہے پیداوار ہو رہی ہے۔ مشرقی گارو پہاڑی ضلع کے ڈمس اور جینتیا پہاڑی ضلع کے سٹنگا میں سیمنٹ کے چھوٹے کارخانوں میں بھی پیداوار شروع ہو چکی ہے۔ ریاست میں سروس صنعت، بیکری، فرنیچر، لوہے اور اسٹیل کے فیبریکیشن، ٹائر مرمت اور مسالے وغیرہ چھوٹی صنعتوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ سرکار نجی صنعت کاری کو بڑھاوا دینے کے لئے کئی طرح سے حوصلہ افزائی کر رہی ہے۔ میگھالیہ صنعتی ترقی کارپوریشن صنعتی اکائیوں کو معین مدت کے لئے قرض دے کر اور شیئر سرمایہ لگا کر بھی ان کی مدد کر رہا ہے۔

میگھالیہ کی معدنیات کے ذخیرے میں کوئلہ، سلی مینائٹ، چونا پتھر، ڈولومائٹ، فائر کلے، فیلسپار، کوارٹز، اور شیشہ بنانے میں کام آنے والی بالو شامل ہیں۔ ریاست میں اندازے کے مطابق 56.2 کروڑ ٹن کوئلے اور 450 کروڑ ٹن چونا پتھر کا ذخیرہ ہے۔

سیاحتی مقامات

میگھالیہ میں جگہ جگہ ایسے خوبصورت سیاحتی مقامات ہیں جہاں قدرت اپنے پورے حسن اور آب و تاب کے ساتھ بے نقاب ہوتا ہے۔ راجدھانی شیلانگ میں کئی خوبصورت مقامات ہیں۔ ان میں وارڈ لوک، لیڈی ہائیڈری پارک، پولو گراؤنڈ، چھوٹا چڑیا گھر، ایلیفینٹ فالس اور شیلانگ پہاڑی اہم ہیں۔ شیلانگ پہاڑی سے پورے شہر کا نظارہ دکھائی دیتا ہے۔ یہاں کا گولف کورس ملک کے بہترین گولف کورسوں میں ایک ہے۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

تین قومی شاہراہیں میگھالیہ سے گزرتی ہیں۔ ان کی مجموعی لمبائی 456.54 کلومیٹر ہے۔ ریاست میں پکی اور کچی سڑکوں کی مجموعی لمبائی 8.480 کلومیٹر تھی۔

فضائی خدمات

ریاست کا واحد ہوائی اڈہ امروئی میں ہے۔ جو شیلانگ سے 35 کلومیٹر دور ہے۔

تیوہار

''کا پامبلانگ نونگروم'' جو نونگروم ناچ کے نام سے مشہور ہے کھاسیوں کا ایک اہم تیوہار ہے۔ یہ اچھی فصل کے لئے خدا کا شکر یہ ادا کرنے اور امن و ترقی کی دعا کرنے کے لئے ہر سال پانچ دن تک منایا جاتا ہے۔ اس موقع پر ناچ ہوتا ہے جس میں سبھی لوگ شامل ہو کر لے تال کے ساتھ ناچتے ہوئے عوامی فلاح و بہبود کی دعائیں کرتے ہیں۔ یہ مذہبی تیوہار اکتوبر نومبر میں شیلانگ سے تقریباً 11 کلومیٹر دور 'اسمت' نامی گاؤں میں منایا جاتا ہے جو کھیارم قبیلے کے کھیا کا صدر دفتر ہے۔

''شاد سُکھن سیم'' کھاسیوں کا ایک اور اہم تیوہار ہے۔اس کے معنی ہوتے ہیں ''خوش دلی سے کیا گیا رقص'' یہ بھی خدا کا شکر ادا کرنے کے لئے منایا جاتا ہے۔مرد اور عورتیں روایتی پوشاک اور زیور پہن کر بانسری اور ڈھولک کی تال پر رقص کرتے ہیں۔یہ تیوہار ہر سال اپریل کے دوسرے ہفتے میں تین دن تک شیلانگ میں منایا جاتا ہے۔''بہدینگ کھلام'' جینتیا آدی واسیوں کا سب سے اہم تیوہار ہے۔یہ عام طور پر جولائی کے مہینے میں جووائی قصبے میں منایا جاتا ہے۔اس میں بانسری اور ڈھولک کی تال پر بڑے اور چھوٹے رقص ہوتے ہیں۔گارو آدی واسیوں کا سب سے اہم تیوہار ''ونگالہ'' ایک ہفتے تک منایا جاتا ہے۔اس میں یہ لوگ اپنے سب سے بڑے دیوتا سالجونگ (سورج دیوتا) کو خوش کرنے کے لئے قربانی دیتے ہیں۔میلے کی شروعات کھیتوں میں ''رگلا'' نام کی آسان اور دلچسپ رسم سے ہوتی ہے۔اس کے بعد ''ساست سوآ'' رسم کھیا کے گھر پر منعقد ہوتی ہے۔بچے، بوڑھے، لڑکے لڑکیاں سبھی رنگ برنگ کے کپڑے پہن کر ڈھول کی تھاپ پر ناچتے ہیں۔

حکومت

گورنر:	ایم ایم جیکب	چیف سکریٹری:	جے پی سنگھ
وزیراعلیٰ: ای۔کے۔موا لنگ		میگھالیہ ہائی کورٹ گوہاٹی ہائی کورٹ کے دائرہ اختیار میں آتا ہے شیلانگ میں کورٹ کی ایک شاخ بھی ہے	

ضلعوں کا رقبہ آبادی اور صدر مقام

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر	آبادی	صدر دفتر
1۔	مشرقی گارو ہلس	2,603	1,88,830	ولیم نگر
2۔	مشرقی کھاسی ہلس	2,748	5,37,906	شیلانگ
3۔	جینتیا ہلس	3,819	2,20,473	جووائی
4۔	مغربی گارو ہلس	3,714	4,03,027	ترا
5۔	مغربی کھاسی ہلس	5,247	2,20,157	نانگسٹن
6۔	ری بھوئی	2,448	1,27,312	نانگپوہ
7۔	جنوبی گارو ہلس	1,850	77,073	بگھماره

میزورم

رقبہ:	21,081 مربع کلومیٹر	آبادی	6,89,756
راجدھانی:	آئزول	اہم زبانیں	میزو اور انگریزی

تاریخ اور جغرافیہ

میزورم پہاڑی ریاست ہے۔20 فروری 1987 میں یہ بھارت کی 23 ویں ریاست بنی تھی۔1972 میں مرکز کی نگرانی والا

رقبہ بننے سے قبل یہ آسام کا ایک ضلع تھا۔ 1891 میں برطانوی حکومت کے قبضے میں جانے کے بعد کچھ برسوں تک شمال کالوشائی پہاڑی رقبہ آسام کے اور جنوبی حصہ بنگال کے ماتحت رہا۔ 1898 میں دونوں کو ملا کر ایک ضلع بنا دیا گیا۔ جس کا نام تھا لوشائی ہلس ضلع اور یہ آسام کے اعلیٰ کمشنر کے زیر انتظام تھا۔ 1972 میں شمال مشرقی علاقے کی تشکیل نو کا قانون نافذ ہونے پر میزورم کو مرکز کی نگرانی والے علاقے کا درجہ حاصل ہو گیا۔ بھارت سرکار اور میزو نیشنل فرنٹ کے درمیان 1966 میں ہوئے تاریخی معاہدے کے تحت 20 فروری 1987 کو اسے مکمل ریاست کا درجہ دیا گیا۔ میزورم کے مشرق اور جنوب میں میانمار اور مغرب میں بنگلہ دیش ہے۔ اس لئے بھارت کے شمالی مشرقی علاقے میں یہ جنگی اہمیت والی ایک اہم ریاست ہے۔ میزورم میں پہاڑ شمال سے جنوب کی جانب پھیلے ہیں۔ مشرق میں اونچے پہاڑ ہیں۔ اور شمال سے جنوب تک پہاڑوں کی اونچائی کم ہوتی گئی ہے۔ پہاڑوں کی اوسط اونچائی تقریباً 900 میٹر ہے۔ سب سے اونچی چوٹی نیلا پروت (پھونگ پوئی م) ہے جس کی اونچائی 2.210 میٹر ہے۔ میزورم میں قدرتی نظارے بکھرے پڑے ہیں۔ چاروں طرف دلکش مناظر اور پرکشش پھول پودے اور جانور نظر آتے ہیں۔ ریاست میں تقریباً ہر طرح کے پیڑ پودے پائے جاتے ہیں۔

میزو لفظ کے وجود کے بارے میں کچھ واضح نہیں ہے۔ 19 ویں صدی میں یہاں برطانوی مشنریوں کا اثر ہوا اور اس وقت زیادہ تر میزو افراد عیسائی مذہب کے ہی ماننے والے ہیں۔ مشنریوں کی کارروائی کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ وہاں کے عوام میں تعلیم آ گئی۔ تعلیم کا خوب بول بالا ہوا۔ میزو زبان کا اپنا کوئی رسم الخط نہیں ہے۔ مشنریوں سے میزو زبان اور رسمی تعلیم کے لئے رومن رسم الخط کو اپنایا۔

زراعت

میزورم کے 60 فی صد عوام زراعت پیشہ ہیں۔ زراعت کا سب سے اہم طریقہ یہاں جھوم کھیتی ہے۔ باغبانی کے لئے ایک اندازے کے مطابق 4.40.000 ہیکٹر علاقے موجود ہیں لیکن صرف 25 ہزار ہیکٹر علاقے میں باغبانی کی جا رہی ہے۔ باغبانی کی اہم فصلیں سنترا، نیبو، کاغذی، لیموں، سادے پھل، ہٹ کوزا، جامر، اناس، اور پپیتا ہیں۔ دوسری فصلوں میں گنا، مرچی، ادرک اور کپاس ہیں۔ سیرنگ میں ادرک سکھانے کے پلانٹ اور پھلوں کا رس گاڑھا کرنے کے پلانٹ کے قیام سے عوام ادرک اور دوسرے پھلوں کی باغبانی میں زیادہ دلچسپی لینے لگے ہیں حال ہی میں زراعتی شعبے نے پہاڑی ڈھلانوں پر مستقل کھیتی کے طریقوں کی طرف دھیان دیتے ہوئے پہاڑی ڈھلانوں پر باڑ لگا کر کھیتی کا ایک نیا کنٹور نظام شروع کیا ہے۔ اس شعبے نے 2245 ہیکٹیر علاقے کے لئے 55 آبپاشی پراجکٹ مکمل کر لئے تھے۔

آبپاشی

ایک اندازے کے مطابق میزورم میں تقریباً 70 ہزار ہیکٹیر آبپاشی والا رقبہ ہے۔ اس میں 45 ہزار ہیکٹر بہاؤ رقبہ میں ہے۔ اور 25 ہزار ہیکٹیر ندی سے پانی کھینچ کر آبپاشی کئے جانے والے رقبہ ہیں۔ 69 آبپاشی کے چھوٹے پراجکٹ مکمل ہو جانے کے بعد اب آبپاشی والا رقبہ بڑھ کر 7.260 ہیکٹیر ہو گیا ہے اور زمین سے دو یا تین فصلیں پیدا کی جا سکتی ہیں۔

صنعت

مکمل میزورم ایک پچھڑا رقبہ تسلیم کیا جاتا ہے اور اسے ایسے علاقوں کے درجے میں رکھا گیا ہے جہاں صنعتیں نہیں ہیں۔ حالانکہ پچھلی دہائی میں یہاں پر صنعتوں کی ترقی کے لئے مجموعی کوششیں کی گئی ہیں ریاست میں صنعتی ترقی کے لئے 1989 میں میزورم سرکار نے صنعتی پالیسی مرتب کی۔ پالیسی سے متعلق تجاویز میں اولین ترجیح والی صنعتوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ یہ صنعتیں

ہیں زراعت اور جنگلات والی صنعتیں۔ اس کے بعد کرگھا، دست کاری، الیکٹرانکس اور صارفین کی اشیاء بنانے والی صنعتیں۔ کرگھا اور دست کاری اور ارضیات اور کانکنی جیسی دو مکمل اکائیوں کے ساتھ ساتھ آئزول میں ریشم کے کیڑے پالنے کا کام بھی ہو رہا ہے۔

تیریگ میں ادرک سکھانے کا پلانٹ:۔ ادرک تیل اور اولیوریزن پلانٹ اور وینٹ میں پھلوں کا رس بنانے والی اکائی کو تجارتی مقاصد کے تحت چلانے کے لئے میزورم کی اشیائے خوردنی اور اس سے متعلق صنعتوں کی کارپوریشن (MIFCO) میں تبادلہ کر دیا گیا۔ کارپوریشن نے کئی ملٹی پلانٹ کے قائم کرنے کا کام مکمل کرلیا ہے اور اس پلانٹ نے کام کرنا شروع کر دیا ہے۔ ریاست نے چائے کے باغات رصنعتیں لگانے میں فروغ اور ٹکسٹائل کی بہتری کا کام وبت ایریا کے آس پاس شروع کیا ہے۔

بجلی

ریاست میں 132 کلوواٹ کی سیرچھپ۔ مار پار ٹرانسمیشن لائن تحصیلیم تک پوری ہوگئی ہے۔ 132 کلوواٹ کا لنگلیئی سب اسٹیشن اور سیتوکل اور کھاؤزل میں 66 کلوواٹ سب اسٹیشنوں کا کام بھی مکمل ہوگیا ہے۔ مرکزی سرکار نے 60 میگاواٹ صلاحیت والا تو ئیریال پن بجلی پراجیکٹ ترقی پر ہے۔ کولوڈین مرحلہ۔ 1 کے ڈی۔ پی۔ آر کی صلاحیت 120 میگاواٹ ہے۔ برہم پتر بورڈ اور مرکزی آبی کمیشن نے اسے ریاستی حکومت کو سونپ دیا ہے۔ 3 میگاواٹ کی تیسی ریٹی پن بجلی پروجیکٹ بھی شروع ہو چکا ہے اور 23 ڈیزل سے چلنے والے بجلی گھر کام کر رہے ہیں۔ 695 گاؤوں میں بجلی پہونچادی گئی ہے اور 577 کلومیٹر لمبی 132 کلومیٹر لائن پوری ہوگئی ہے۔

ٹرانسپورٹ

ریاست میں سڑکوں کی مجموعی لمبائی 3.954 کلومیٹر ہے۔ ریاست میں بیرابی کو ریل لائن سے جوڑا گیا ہے۔ ریاست کی راجدھانی آئزول فضائی راستے سے جڑی ہے۔ پی۔ ڈبلیو۔ ڈی (محکمہ تعمیرات عامہ) نے 2.103 کلومیٹر راستوں کو پکا کرنے اور کولتار بچھانے کا کام پورا کرلیا ہے۔

تیوہار

میزو لوگ بنیادی طور پر کسان ہیں۔ اس لئے ان کے تمام کام اور تیوہار جنگل کی کٹائی کر کے کی جانے والی جھوم کھیتی سے ہی جڑی ہیں۔ تیوہار کے لئے میزو لفظ کٹ ہے۔ میزو افراد کے تین اہم تیوہار ہیں۔ چپچار کٹ، ممکٹ اور پال کٹ۔

سیاحتی مقامات

سمندری سطح سے تقریباً چار ہزار فٹ کی اونچائی پر واقع پہاڑی شہر آئزول میزو عوام کا ایک مذہبی اور ثقافتی مرکز ہے۔ یہاں دستکاری کی چیزیں بھی ملتی ہیں۔ برما کی سرحد کے نزدیک چمپھائی ایک خوبصورت سیاحتی مقام ہے تامدل ایک قدرتی جھیل ہے جہاں پکنک کی جدید سہولتیں مہیا کی جارہی ہیں یہ آئزول سے 60 کلومیٹر اور خوبصورت سیاحتی مقام سیتوکل سے 10 کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے۔ یہ پہاڑی سیاحتی مقام تھینجال سے پانچ کلومیٹر دور ہے۔ سیاحت کے محکمے نے جوکوٹنگ اور لونگ لیئی میں سیاحوں کے لئے رہنے کی جگہ بوراتھیال میں ریستوراں اور زوبیک کے نزدیک ضلع پارک میں ایک پکنک ہٹ بنائی ہے۔

حکومت

گورنر:	اے پدمانابن	چیف سکریٹری: ایچ وی لل رنگا
وزیراعلیٰ:	زورم تھنگا	ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار: یہ گوہاٹی ہائی کورٹ کے دائرہ اختیار میں آتا ہے
اسپیکر:	آر ال ال ویا	میزورم میں ہائی کورٹ کی ایک بنچ ہے۔

ضلعوں کے علاقے، آبادی اور صدر مقام

نمبر شمار	ضلع	مربع کیلومیٹر	آبادی	صدر مقام
-1	آئیزول	12.581	4,78,465	آئزول
-2	لنگ لیئی	4,536	1,11,415	لنگ لیئی
-3	چھیم توئی پوئی	3,957	99,886	سیہا
-4	لونگتلائی	-	-	لونگتلائی
-5	چمپھائی	-	-	چمپھائی
-6	کولاسب	-	-	کولاسب
-7	ممت	-	-	ممت
-8	سرچپ	-	-	سرچپ

ناگالینڈ

رقبہ: 16,579 مربع کلومیٹر

راجدھانی: کوہیما آبادی: 12,09,546

اہم زبانیں: انگامی، آؤ، چانگ، کونیاک، لوتھا، سنگتام، سیما اور اکھیسانگ

تاریخ اور جغرافیہ

شمال مشرقی بھارت کے دوسرے علاقوں کی طرح ناگا لوگوں کی آمد اور ترقی کے بارے میں پرانے زمانے سے ہی کہانیاں اور مقامی باتیں چلی آرہی ہیں۔ بنیادی طور پر ناگا افراد قبائلی افراد ہیں جن کا نظام حکومت بہت کارگر ہوتا ہے۔ بارہویں اور تیرہویں صدی میں ناگا افراد کا اہوم افراد سے تعلق قائم ہوا۔ مگر اس سے بھی ان کے روایتی طور طریقوں میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ انیسویں صدی میں انگریزوں کے آنے پر یہ رقبہ برطانوی حکومت کے تحت آگیا۔

آزادی کے بعد 1957 میں اسے مرکز کی نگرانی والا رقبہ بنا کر آسام کے گورنر کے حکومتی اختیارات کے تحت رکھ دیا گیا۔ تب اسے ''ناگاہلس'' تیونسانگ علاقے کا نام دیا گیا لیکن اس سے مقامی باشندوں کی امیدیں پوری نہیں ہوئیں اور ان میں بے اطمینانی پھیل گئی۔ اس لئے 1961 میں اس کا نام ناگالینڈ رکھ کر اسے ریاست کا درجہ دے دیا گیا۔ ایک دسمبر 1963 کو اس کے باقاعدہ ریاست ہونے کا اعلان کر دیا گیا۔ ناگالینڈ ملک کے دور شمالی مشرقی علاقے میں واقع ہے۔ اس کے مغرب اور شمال میں

آسام اور اروناچل پردیش، مشرق میں میانمار (برما) اور جنوب میں منی پور ہے۔

زراعت

ریاست کی 84.45 فی صد آبادی کا خاص پیشہ کاشتکاری ہے۔ یہاں کے اناج کی اہم فصل چاول ہے 2000-1999 میں تقریباً 84,800 ہیکٹر میں جھوم کھیتی اور 63,000 ہیکٹر میں سیڑھی نما کھیتوں میں چاول کی کھیتی ہو رہی تھی۔

صنعت

ریاست میں صنعت کاری کا کام ابتدائی مراحل میں ہے اور زیادہ صنعت قائم کرنے کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔ دیما پور میں ناگالینڈ چینی مل ہے جس کی صلاحیت ایک ہزار ٹن روزانہ کی ہے۔ تزٹ میں ایک پلائی وڈ فیکٹری اور تولی میں پلپ اور پیپر مل ہے۔ ریاست میں ایک کھانڈ ساری مل بھی ہے جس کی سالانہ صلاحیت 200 میٹرک ٹن ہے۔ اہم گھریلو صنعتوں میں ہینڈ لوم اور دستکاری ہیں جو زیادہ تر کوآپریٹو کمپنیاں چلاتی ہیں۔ دیما پور کے پاس صنعتی فروغ کا مرکز قائم کیا جا رہا ہے۔ صنعت کاروں کی رہنمائی اور پونجی امداد کے لئے ناگالینڈ صنعتی فروغ کارپوریشن حوصلہ افزائی کرنے والی اہم تنظیم کے طور پر کام کر رہا ہے۔ وزیبو میں سیمنٹ کے ایک چھوٹے پلانٹ میں سیمنٹ بنانے کا کام شروع ہو گیا ہے۔ دیما پور میں واقع پھل اور بناسپتی پروسسنگ اور کولڈ اسٹوریج پلانٹ کی قائم شدہ صلاحیت 5 میٹرک ٹن روزانہ ہے۔

آبپاشی اور بجلی

چھوٹے آبپاشی پراجکٹوں میں چھوٹی پہاڑی ندیوں کا استعمال گھاٹیوں میں دھان کی کھیتی کے لئے کیا جاتا ہے۔ چھوٹے آبپاشی پراجکٹوں کے تحت 2000-1999 میں زمین کی سطح کے پانی سے 4,900 ہیکٹر اور زیر زمین پانی سے 21 ہیکٹر زمین کی آبپاشی کا انتظام کر لیا گیا تھا۔ ریاست میں 1,196 گاؤں میں بجلی پہنچائی جا چکی ہے۔ اس طرح ناگالینڈ نے سبھی دیہی علاقوں میں بجلی پہنچانے کا مقصد حاصل کر لیا ہے۔ لیکمیر و میں 24 میگاواٹ صلاحیت کے پن بجلی پراجیکٹ کا کام چل رہا ہے۔ دریانگ میں 75 میگاواٹ صلاحیت کا پن بجلی پروجکٹ جلد ہی شروع کر دیا جائے گا۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

ریاست میں سڑکوں کی مجموعی لمبائی 9,860 کلومیٹر ہے جس میں قومی شاہراہیں، ریاستی شاہراہیں اور ضلع سڑکیں شامل ہیں۔ ناگالینڈ ریاستی ٹرانسپورٹ کی بسیں ہر روز 60 راستوں پر 20,696 کلومیٹر کا سفر طے کرتی ہیں۔

ریل اور فضائی خدمات

ناگالینڈ کا محض ایک ریلوے اسٹیشن اور محض ایک ہوائی اڈہ دیما پور میں ہے۔ وہاں سے کلکتہ اور گوہاٹی کے لئے ہفتہ میں دو دن انڈین ایئر لائنز کی بوئنگ خدمات موجود ہیں۔

تیوہار

ریاست کے چند اہم تیوہار یہ ہیں۔ سیکرینئی مواتسو، تولونی اور توکوایموگ مختلف قبائل کے لوگ اپنے اپنے خاص موسمی تیوہار بڑے جوش وخروش سے رقص وموسیقی کے خوبصورت ماحول میں مناتے ہیں۔

حکومت

گورنر:	او پی شرما	چیف سکریٹری:	اے ایم گوکھلے
وزیر اعلیٰ:	ایس سی ضمیر	ناگالینڈ گوہاٹی ہائی کورٹ کے دائرہ اختیار میں آتا ہے	
اسپیکر:	ممبو وپچو بے	کوہیما میں اس کی ایک شاخ ہے۔	

ضلعوں کے رقبے، آبادی اور صدر مقام

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر	آبادی	صدر دفتر
1۔	کوہیما	4,041	3,87,581	کوہیما
2۔	موکوک چینگ	1,615	1,58,374	موکوک چنگ
3۔	مون	1,786	1,49,699	مون
4۔	پھیک	2,026	1,02,156	پھیک
5۔	توین سانگ	4,228	2,32,906	توین سانگ
6۔	ووکھا	1,628	82,612	ووکھا
7۔	جونہے بوٹو	1,255	97,218	جونہے بوٹو
8۔	دیما پور	-	-	دیما پور

اڑیسہ

رقبہ:	1,55,707 مربع کلومیٹر	آبادی	3,16,59,736
راجدھانی:	بھونیشور	اہم زبان	اڑیہ

تاریخ اور جغرافیہ

اڑیہ لوگوں کی سرزمین اڑیسہ زمانہ قدیم میں کلنگ کے نام سے مشہور تھی۔ تیسری صدی قبل (261 ق م) میں موریہ حکمراں اشوک نے کلنگ فتح کرنے کے لئے ایک طاقتور فوج بھیجی جس سے کلنگ کے عوام نے جم کر مقابلہ کیا۔ اشوک نے کلنگ کو فتح تو کرلیا لیکن جنگ کی قتل وغارت گری سے اشوک کو بہت پشیمانی ہوئی۔ اشوک کی موت کے بعد کلنگ پھر سے خودمختار ہوگیا۔ دوسری صدی قبل مسیح میں کھارویلا راجا کی حکومت میں کلنگ طاقتور بن گیا۔ کھارویلا کی موت کے بعد اڑیسہ کی شہرت ختم ہوگئی۔ چوتھی

صدی میں سمدر گپت نے اڑیسہ پر حملہ کیا اور یہاں کے پانچ راجاؤں کو شکست دی۔ 610ء میں اڑیسہ پر ششا نک راجا کا قبضہ ہوگیا۔ ششا نک کی موت کے بعد ہرش وردھن نے اڑیسہ پر فتح حاصل کی۔

ساتویں صدی میں اڑیسہ پر بہیں کے حکمرانوں کی حکومت رہی۔ 1795ء میں مہا شیو گپت یجاتی دوئم اڑیسہ کا حاکم ہوا اور اس کے عہد سے ہی اڑیسہ کی تاریخ کا سنہری دور شروع ہوا۔ اس نے کلنگ، کنگوڈا، اتکل اور کوشل کو ایک کر کے کھارویلا کی طرح ایک عظیم حکومت قائم کی۔ گنگا حکمرانوں کے دور حکومت میں اڑیسہ کی خوب ترقی ہوئی۔ ایسا مانا جاتا ہے کہ اسی دور کے حکمرانوں میں ایک حاکم نرسنگھ دیو نے دنیا بھر میں مشہور کونارک کا سوریہ مندر بنوایا۔

سولہویں صدی کے وسط سے 1592 تک اڑیسہ پر پانچ مسلم حکمرانوں نے حکومت کی۔ 1592 میں اکبر نے اڑیسہ کو اپنی حکومت میں شامل کرایا۔ مغلوں کے زوال کے بعد اڑیسہ پر مراٹھوں کا قبضہ ہوگیا۔ 1803ء میں انگریزوں کے قبضے میں جانے سے قبل تک اڑیسہ پر مراٹھا حکمرانوں نے حکومت کی۔

1 اپریل 1936 کو اڑیسہ کو الگ ریاست کا درجہ دے دیا گیا۔ آزادی کے بعد اڑیسہ کی اور آس پاس کی ریاستوں نے اپنی خودمختاری بھارت سرکار کے حوالے کر دی۔ 1949 میں دئے گئے ریاستوں کو ضم کرنے کے حکم کے تحت 19 اگست 1949 کو اڑیسہ کی سبھی ریاستوں کو مکمل طور پر اڑیسہ میں ضم کر دیا گیا۔ اگر چہ اڑیسہ کے کلنگ، اتکل اور اڈرا جیسے کئی قدیم نام ہیں لیکن ریاست کے باہر یہ پردیش بھگوان جگناتھ کی سرزمین کے نام سے مشہور ہے۔ بھگوان جگناتھ اڑیسہ کی سماجی، تہذیبی اور مذہبی زندگی سے بہت گہرے جڑے ہوئے ہیں۔ مختلف ادوار میں اڑیسہ کے عوام پر بدھ جین مت، عیسائی اور اسلام مذاہب کے کافی اثرات مرتب ہوئے۔

اڑیسہ بھارت کے جزیرہ نما کے شمال مشرقی حصے میں 17°.49 شمالی اور 22°.34 شمالی طول البلد اور 81°.29 مشرق سے 87°.29 مشرقی ارض البلد کے درمیان بسا ہوا ہے۔ اس کے مشرق میں خلیج بنگال، شمال میں بہار، مغرب میں مدھیہ پردیش، شمال مشرق میں مغربی بنگال اور جنوب میں آندھرا پردیش ہے۔ اس ریاست کو عام طور پر چار جغرافیائی علاقوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ یہ علاقے ہیں۔ شمالی سطح مرتفع، وسطی ندی بیسن، مشرقی پہاڑیاں اور ساحلی میدان۔

زراعت

ریاست کی معیشت میں زراعت کا اہم مقام ہے۔ اس سے 64 فی صد دیہی عوام کو بلاواسطہ یا بالواسطہ طور پر روزگار حاصل ہے۔ چاول اڑیسہ کی اہم فصل ہے۔ اور 99-1998 کے دوران 53.9 لاکھ میٹرک ٹن چاول کی پیداوار ہوئی۔ گنا ریاست کی سب سے اہم نقدی فصل ہے۔ گنے کی پیداوار میں ہر سال اضافہ ہو رہا ہے۔ 99-1998 میں تخمینا 1.77 لاکھ میٹرک ٹن ہوئی۔

آبپاشی اور بجلی

اگست 99-1998 کے اختتام تک آبپاشی کے بڑے، اوسط اور چھوٹے پراجکٹوں اور دوسرے پراجکٹوں کے ذریعہ 24.69 لاکھ ہیکٹر زمین کی آبپاشی کا انتظام کیا جا چکا ہے۔ ان کے علاوہ سرکار نے چند دیگر اقدامات بھی کئے ہیں

99-1998 میں مجموعی طور بجلی کی نصب شدہ صلاحیت 4,020.33 میگاواٹ تھی اس میں سے 1,206.76 میگاواٹ بجلی دستیاب تھی اس کے علاوہ 467.19 میگاواٹ بجلی ریاستی حصہ کے طور پر مرکز سے ملی ریاست کے 46989 مواضعات میں سے 34,442 مواضعات میں 99-1998 تک برق کاری ہو چکی تھی۔

صنعت

اڑیسہ صنعتی فروغ اور سرمایہ کاری کارپوریشن اوراڑیسہ صنعتی فروغ کارپوریشن لمیٹڈ اوراڑیسہ اسٹیٹ الیکٹرانکس ڈیولپمنٹ کارپوریشن ریاست میں صنعتوں کے فروغ کے لئے کام کررہی 3 بڑی ایجنسیاں ہیں۔ اور ساتھ ہی بڑی اور اوسط درجے کی صنعتوں کی مالی امداد کررہی ہیں۔ اڑیسہ صنعتی فروغ کارپوریشن (IDCO) اوراڑیسہ ریاستی مالی کارپوریشن OSFC جیسی دیگر کارپوریشن بھی ریاست میں صنعتوں کے فروغ میں اہم رول ادا کررہی ہیں۔ 99-1998 میں تقریباً 59,079 چھوٹی صنعتیں تھیں۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

ریاست کی مختلف سڑکوں کی لمبائی اس طرح ہیں۔

ریاستی شاہراہوں کی لمبائی 3,977 کلومیٹر،

قومی شاہراہوں کی لمبائی 2,484 کلومیٹر،

ایکسپریس شاہراہوں کی لمبائی 67 کلومیٹر،

دیہی سڑکوں کی لمبائی 24,552 کلومیٹر،

اورضلعی سڑکوں کی لمبائی 9,133 کلومیٹر

ریلوے

99-1998 کے آخر تک اس ریاست میں ریل راستوں کی مجموعی لمبائی 2,317 کلومیٹر تھی۔ ان میں 2,173 کلومیٹر لائنیں اور 144 کلومیٹر چھوٹی لائنیں شامل ہیں۔

ہوائی خدمات

بھونیشور ہوائی اڈے کی توسیع اور جدید کاری جاری ہے۔ اس ہوائی اڈے سے دلی، کلکتہ، چینئی، ناگپور، اور حیدرآباد کے لئے سیدھی پروازیں ہوتی ہیں۔ اس وقت ریاست کے مختلف مقامات پر 17 ہوائی پٹیاں اور 17 ہیلی پیڈ ہیں۔

بندرگاہ

ریاست کی واحد بڑی اور اہم بندرگاہ پردیپ ہے۔ ریاستی حکومت نے گوپال پور بندرگاہ کو پورے سال کام کرنے والا بندرگاہ بنانے کے لئے کام تیزی سے شروع کررکھا ہے ریاستی حکومت نے نجی سرمایہ کاری سے دھمارا میں ایک میگاواٹ بنانے کا فیصلہ کیا ہے اور دور دراز علاقوں تک مشینی کشتیوں سے آمدورفت کا انتظام کیا گیا ہے۔

سیاحتی مقامات

اڑیسہ کی راجدھانی بھونیشور لنگراج مندر کے لئے مشہور ہے جب کہ پوری، جگن ناتھ مندر اور خوبصورت سمندری ساحل کے لئے مشہور ہے۔ ریاست کے دوسرے مشہور سیاحتی مراکز میں کونارک، نندن کانن، چلکا جھیل، دھولی بودھ مندر، ادے گیری، کھنڈا گیری کی قدیم گپھائیں، رتنا گیری، للیت گیری اور ادے گیری کی بودھ تصاویر اور قدیم گپھائیں، سپتاسیا کا خوبصورت پہاڑی منظر، سملی پال قومی پارک اور باگھ پراجیکٹ، اوشا کوٹھی میں جنگلی جانوروں کی حفاظت کے مقامات، ہیرا کنڈ باندھ، ددما جھرنا، گوپال پور سمندری ساحل، ہری شنکر، نرسنگھ ناتھ، تارا تارنی، تپت پانی، بھتار کنیکا، بھیم کنڈ، کپلاش وغیرہ شامل ہیں۔

حکومت

گورنر:	ایم ایم راجندرن	چیف سکریٹری:	ایس۔ایم پٹنائک
وزیر اعلیٰ:	نوین پٹنائک	چیف جسٹس:	بسواناتھ اگروال
اسپیکر:	شرت کمار کار	ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار:	اڑیسہ

ضلعوں کی آبادی۔ رقبہ اور صدر مقام

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر میں	آبادی	صدر مقام
1۔	انگول	6,347	9,61,037	انگل
2۔	بالاسور	3.706	16,96,583	بالاسور
3۔	بولن گیر	6,552	12,30,938	بولن گیر
4۔	باؤدھ	4,289	3.17,622	باؤدھ
5۔	بھدرک	2,788	11,05,834	بھدرک
6۔	بارگڑھ	5,832	12.07.172	بارگڑھ
7۔	کٹک	3.915	19,72,739	کٹک
8۔	دیوگڑھ	2,781	2,34,238	دیوگڑھ
9۔	گنجم	8,033	27,04,056	چھترپور
10۔	ڈھینکانل	4,597	9,47,870	ڈھینکانل
11۔	گجپتی	3,056	4,54,708	پارلاکھیمنڈی
12۔	جگت سنگھ پور	1,759	10.14,242	جگت سنگھ پور
13۔	جاج پور	2,885	13,86,177	پنی کوٹی
14۔	رسوگوڈا	2,202	4,46,726	رسوگوڈا

15-	کیونجھر	8,336	13,37,026	کیونجھر
16-	کالاہانڈی	8,197	11,30,903	کالاہانڈی
17-	کوراپٹ	8,534	10,29,986	کوراپٹ
18-	کیندرہ پاڑہ	2,546	11,49,501	کیندرپاڑہ
19-	کھردا	2,888	15,02,014	کھردا
20-	میورکھنج	10,410	18,84,580	باری پاڑہ
21-	ملکان گیری	6,115	4,21,917	ملکان گیری
22-	نورنگ پور	5,135	8,46,659	نورنگ پورہ
23-	نیا گڑھ	3,954	7,82,647	نیا گڑھ
24-	نواپاڑہ	3,408	4,69,482	نواپاڑہ
25-	پوری	3,055	13,05,365	پوری
26-	کندھامل	6,004	5,46,281	پھول بنی
27-	رائے گڑھ	7,585	7,13,984	رائے گڑھ
28-	سمبل پور	6,702	8,09,017	سمبل پور
29-	سندرگڑھ	9,942	15,73,617	سندرگڑھ
30-	سون پور	2,284	4,76,815	سون پور

پنجاب

رقبہ: 50,362 مربع کلومیٹر

راجدھانی: چنڈی گڑھ — آبادی: 20,281,969

اہم زبان: پنجابی

تاریخ اور جغرافیہ

قدیم پنجاب کسی زمانے میں بھارت ایرانی وسیع علاقے کا حصہ رہا ہے۔ بعد کے برسوں میں اس پر موریہ، یونانی، شک، کشان، گپت، جیسی مختلف طاقتوں کا عروج وزوال ہوا۔ عہد وسطی میں پنجاب مسلمانوں کے ماتحت رہا۔ سب سے پہلے غزنوی، غوری، غلام سلطنت، خلجی سلطنت، تغلق، لودی اور مغل سلطنتوں کا پنجاب پر قبضہ رہا۔ پندرہویں اور سولہویں صدی میں پنجاب کی تاریخ نے کروٹ لی۔ گرونانک دیو کی تعلیمات سے یہاں بھکتی تحریک نے زور پکڑا۔ بادی النظر میں سکھ مذہب ایک مذہبی اور سماجی تحریک تھا جس کا اہم مقصد مذہب اور سماج میں پھیلے غلط رواجوں کو ختم کرنا تھا۔ دسویں گرو گوبند سنگھ جی نے سکھوں کو خالصہ کے طور پر منظم کیا اور انہیں صدیوں کے استحصال اور ظلم کے خلاف متحد کیا۔ انہوں نے حب الوطنی، مذہبی احترام اور انسانی

قدروں کی بنیاد پر پنجابی ریاست قائم کی۔ ایک فارسی مصنف کے الفاظ میں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے پنجاب کو "ماتم کدہ" سے بالال باغ بہشت یعنی جنت میں تبدیل کردیا۔ لیکن ان کی موت کے بعد آپسی لڑائی جھگڑوں اور انگریزوں کی چالوں کے سبب پوری ریاست تتر بتر ہوگئی۔ انگریزوں اور سکھوں کے درمیان دو جنگوں کے بعد 1849 میں پنجاب برطانوی حکومت کے قبضے میں آگیا۔

جنگ آزادی میں گاندھی جی کی آمد سے پہلے ہی پنجاب میں برطانوی حکومت کے خلاف بغاوت کا پرچم بلند ہو چکا تھا۔ انگریزوں کے خلاف یہ بغاوت اصلاحی اور مذہبی تحریکوں کی شکل میں ظاہر ہو رہی تھی۔ سب سے پہلے اپنے اصولوں اور اپنی حکومت پر یقین رکھنے والی نامدھاری طبقے نے بغاوت کا پرچم بلند کیا۔ بعد میں لالہ لاجپت رائے نے جنگ آزادی میں اہم رول ادا کیا۔ چاہے ملک میں ہو یا بیرون ملک میں، پنجاب جنگ آزادی میں ہر مورچے پر آگے رہا اور اس نے کافی مشکلات کا سامنا کیا۔ ملک کی آزادی کے بعد بھی پنجاب کے دکھوں کا خاتمہ نہیں ہوا اور اسے تقسیم کے سانحے کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ لاکھوں لوگ خوفناک یادیں لے کر بھارت آئے۔ ان کی بازآبادکاری کے ساتھ ساتھ ریاست کو نئے سرے سے تشکیل دینے کا بھی مسئلہ تھا۔ مشرقی پنجاب کی آٹھ دیسی ریاستوں کو ملا کر نئی ریاست پیپسو پٹیالہ اور مشرقی پنجاب اسٹیٹس یونین (PEPSU) بنایا گیا۔ پٹیالہ کو اس کی راجدھانی قرار دیا گیا۔ 1956 میں (PEPSU) کو پنجاب میں ضم کردیا گیا۔

پنجاب ملک کے شمالی مغربی حصے میں واقع ہے۔ اس کے مغرب میں پاکستان، شمال میں جموں وکشمیر، شمالی مشرق میں ہماچل پردیش اور جنوب میں ہریانہ اور راجستھان ہیں۔

زراعت

زراعت پنجاب کی معیشت کی بنیاد ہے۔ مجموعی جغرافیائی علاقے کے 86 فی صد حصے پر کاشتکاری کی جاتی ہے۔ حالانکہ پنجاب کا رقبہ ملک کے مجموعی علاقے کا 1.53 فی صد ہی ہے مگر 2000-1999 کی فصل کے فروخت کے وقت پنجاب نے مرکزی پول کے 58 فی صد چاول دیا۔ گیہوں اور چاول کے علاوہ مکئی، چنا، اور دالیں یہاں کی اہم فصلیں ہیں۔ ریاست میں 2000-1999 میں اناج کی مجموعی پیداوار 252 لاکھ ٹن ہونے کی امید ہے۔ پنجاب سے مشروم شہد، مرچ، آلو کے چپس اور ٹماٹر پیسٹ برآمد کئے جاتے ہیں۔

صنعت

پنجاب میں چھوٹی صنعتی اکائیوں کی تعداد 1.99 لاکھ ہے۔ 8.80 افراد کو روزگار دینے والی یہ اکائیاں سائکلوں کے حصے، پرزے، مشین (سلائی) ہاتھ کے اوزار، مشینوں کے حصے پرزے، موٹر گاڑیوں کے کل پرزے، الکٹرانک کے سامان، کھیل کود کے سامان، چمڑوں کے سامان، سرجری کے سامان، پوشاک، بنائی کے سامان، نٹ بولٹ، کپڑا، چینی، سبزیاں، اناج کے تیل وغیرہ پیدا کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ 31 مارچ 2000 تک 2.30 لاکھ افراد کو روزگار دینے والی 642 بڑی اور منجھلی اکائیاں بھی ہیں۔ ریاست میں بڑی تعداد میں انفارمیشن ٹکنالوجی اور سافٹ ویئر فروغ کی کمپنیاں آرہی ہیں۔ موہالی میں ارتھ اسٹیشن قائم ہو جائے اور ریاست میں فائبر آپٹک کی بنیاد تیار ہو جانے کی وجہ سے انفارمیشن ٹکنالوجی صنعت کے فروغ کے لئے اساسی ڈھانچہ تیار ہوگیا ہے۔ موہالی میں ایک انفارمیشن ٹکنالوجی پارک بھی قائم کیا جا رہا ہے۔ پنجاب ملک کی ان چار ریاستوں میں سے ایک ہے جنہیں بین الاقوامی صنعتی حصہ داری کے لئے ٹکنالوجی بیورو نئی دلی سے انٹرنیٹ کے ذریعہ جوڑ دیا گیا ہے اور ساتھ ہی اقوام متحدہ صنعتی فروغ تنظیم کے تحت پورے ملک کے اعلیٰ سطحی ٹکنالوجی مراکز سے بھی جوڑا گیا ہے۔ اس سے پنجاب کی صنعتی اکائیوں کو جدید تکنیک

حاصل کرنے اور تکنیکی حصہ داری کی تجاویز کو قطعی شکل دینے میں آسانی ہوگی۔ پنجاب الکٹرانک کے شعبے میں ایک اہم ریاست کے طور پر سامنے آرہا ہے۔ پنجاب کے نئے صنعتی ماحول سے متاثر ہوکر بہت سے غیر مقیم ہندوستانیا شندے اور غیر ملکی کمپنیاں یہاں صنعت قائم کرنے یا موجودہ اکائیوں کے ساتھ مل جل کر کام کرنے کے لئے سامنے آئی ہیں۔ ضلع بٹنڈہ میں تیل صاف کرنے کا ایک کارخانہ قائم کیا گیا ہے۔

آبپاشی اور بجلی

بھاکڑا ننگل کمپلکس کی تعمیر کے پراجیکٹ کے تحت بھاکڑا باندھ، بھاکڑا، مین لائن، ننگل پن بجلی چینل، گنگووال، اور کوٹلہ بجلی گھر، ہری کے بیراج، سرہند رفیڈر اور مادھوپور ہیڈورک کو بیرج میں تبدیل کرنے کے پراجیکٹوں نے ریاست کی آبپاشی اور بجلی کی پیداوار کی صلاحیت بڑھانے میں اہم رول ادا کیا ہے۔ راوی ندی کے فاضل پانی کو ویاس ندی میں لے جانے کے لئے مادھوپور ویاس نہر بنائی گئی۔ اسی طرح ویاس اور ست کو جوڑنے والی نہر کے پراجکٹ کے ذریعے ویاس ندی کے پانی سے سالار پور میں بجلی بنانے اور اس کے بعد پانی کو گووند ساگر جھیل، پونگ باندھ میں لے جانے کا انتظام کیا گیا ہے۔ مکیریان بجلی پراجکٹ او رویاس۔ ستلج کولنک پراجیکٹ آبپاشی اور بجلی کی پیداوار کے اہم پراجیکٹ ہیں۔ آبپاشی کی سہولت والے 60 فی صد علاقوں کی ٹیوب ویل سے آبپاشی کی جاتی ہے جب کہ بقیہ 40 فی صد علاقوں کی نہروں سے آبپاشی کی جاتی ہے۔

1998-99 میں 210×2 میگاواٹ صلاحیت کا ایک اور بجلی گرو گوبند تھرمل پاور پلانٹ کے نام سے بھٹنڈہ کے نزدیک بہرہ محبت میں چالو کیا گیا ہے۔ دھان کے پیال سے جل کھڑی میں حرارتی بجلی تیار کرنے کا کارخانہ ہندوستان میں اپنی نوعیت کا پہلا کارخانہ ہے جس کی بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت 10 میگاواٹ ہے پنجاب میں سو فیصد برق کاری ہوچکی ہے۔

اس وقت پنجاب ریاستی بجلی بورڈ کی نصب شدہ صلاحیت 2677 میگاواٹ ہے۔ بورڈ کے پن بجلی گھروں کی صلاحیت خالصہ کی تین صد سالہ سالگرہ کے موقع پر شری آنند پور صاحب کو پی ای ڈی اے نے ملک کا پہلا شمسی شہر بنایا۔ 5 کلوواٹ صلاحیت کے 3 فوٹو وولٹیک بجلی کے کارخانے اس مقدس شہر کے 3 تاریخی گردواروں میں قائم کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ آس پاس کے 14 گاؤں میں 350 شمسی سڑکیں بنائی گئی ہیں۔ جالندھر کے نزدیک سردار سورن سنگھ قابل تجدید توانائی کی قومی ادارے کے قیام کے لئے حکومت ہند نے 38 کروڑ روپیے کی گرانٹ دی ہے۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

ریاست میں سڑکوں کی لمبائی 44,076 کلومیٹر ہے جس میں سے 42,589 کلومیٹر ریاستی سڑکیں ہیں اور 1,487 کلومیٹر قومی شاہراہیں ہیں۔ ریاست کے سبھی گاؤں کو پکی سڑکوں سے جوڑ دیا گیا ہے۔

ریلوے

پنجاب سے ہوکر گزرنے والی ریل لائنوں کی مجموعی لمبائی تقریباً 3,726.06 کلومیٹر ہے۔ پنجاب میں امرتسر سے پاکستان کے لئے ریل راستہ ہے۔

فضائی خدمات

پنجاب میں امرتسر، بھٹنڈا، لدھیانہ، اور پٹیالہ میں شہری ہوابازی کلب ہیں۔اس کے علاوہ چنڈی گڑھ میں گھریلو ہوائی اڈہ اور راجہ سانسی امرتسر میں بین الاقوامی ہوائی اڈہ ہے۔اور دو ہوائی اڈے پٹیالہ اور سانہوال (لدھیانہ) میں ہیں۔

تیوہار

دسہرہ، دیوالی، ہولی جیسے تیوہاروں کے علاوہ ریاست میں بیساکھی، ہولہ محلہ، بسنت، ماگھی تیوہار اور میلے بھی منائے جاتے ہیں۔

سیاحتی مقامات

پنجاب کے سیاحتی ترقی کارپوریشن کے 32 سیاحتی کمپلکس اور ہولی ڈے ہوم ہیں۔ریاست کے اہم سیاحتی مراکز ہیں۔ امرتسر کا سنہرا مندر، درگیانہ مندر اور جلیان والا باغ، آنند پور صاحب، تخت کیشگوہ صاحب، آنند پور صاحب بھاکڑا باندھ، مغل یادگاریں، تمام اور خاص باغ، سرہند میں افغان حکمرانوں کی قبریں اور شیخ احمد کا روضہ جالندھر میں سوڈل مندر اور مہارشی بالمیکی کی یاد میں بنایا گیا رام تیرتھ ہیں۔

حکومت

گورنر:	لیفٹیننٹ جنرل (سبکدوش) جے ایف آر جیکب	چیف سکریٹری:	آر ایس مان
وزیراعلی:	پرکاش سنگھ بادل	ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار پنجاب اور ہریانہ ہائی کورٹ چنڈی گڑھ	
چیف جسٹس	:جسٹس اے وی سباریا		

ضلعوں کے علاقے آبادی اور صدر مقام

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر	آبادی	صدر دفتر
1-	امرتسر	5,075	25,03,165	امرتسر
2-	بھٹنڈا	3,377	9,79,566	بھٹنڈا
3-	فریدکوٹ	1,472	4,51,406	فریدکوٹ
4-	فتح گڑھ صاحب	1,180	4,62,693	فتح گڑھ صاحب
5-	فیروزپور	5,865	16,06,092	فیروزپور
6-	گروداس پور	3,570	17,57,808	گروداس پور
7-	ہوشیارپور	3,310	12,98,185	ہوشیارپور
8-	جلندھر	2,658	16,47,492	جلندھر

-9	کپورتھلا	1.646	6.48.516	کپورتھلا
-10	لدھیانہ	3.744	24.26.883	لدھیانہ
-11	مانسا	2.174	5.80.397	مانسا
-12	موگا	1.672	6.26.391	موگا
-13	مکتسر	2.596	6.53.079	مکتسر
-14	نواں شہر	1.258	5.31.253	نواں شہر
-15	پٹیالہ	3.627	15.21.330	پٹیالہ
-16	روپ نگر	2.117	9.02.264	روپ نگر
-17	سنگرور	5.021	16.85.449	سنگرور

راجستھان

رقبہ: 3.42.239 مربع کلومیٹر   آبادی: 4.40.05.990

راجدھانی: جے پور

اہم زبانیں: ہندی اور راجستھانی

تاریخ اور جغرافیہ

رقبے کے نظریے سے [illegible]تھان بھارت کی دوسری سب سے بڑی ریاست ہے۔ آزادی سے پہلے یہ رقبہ راجپوتانہ
(راجپوتوں کی جگہ) کہلاتا تھا۔ اس جنگجو قوم نے صدیوں اس پر راج کیا۔ راجستھان کی تاریخ ماقبل تاریخ کے زمانے سے شروع
ہوتی ہے۔ 3 ہزار سے 1 ہزار سال قبل مسیح کے دوران یہاں کی ثقافت سندھ گھاٹی ثقافت کی طرح تھی۔ ساتویں صدی میں یہاں
چوہان راجپوتوں کا اثر بڑھنے لگا اور 12 ویں صدی تک یہاں ان کی حکومت قائم ہوگئی تھی۔ چوہانوں کے بعد اس جنگجو قبیلے کی
باگ ڈور میواڑ کے گہلوتوں نے سنبھالی۔ میواڑ کے علاوہ جو دوسری ریاستیں تاریخی اعتبار سے اہمیت کی حامل رہیں ان میں
مارواڑ، جے پور، بندی، کوٹہ، بھرت پور، اور الور شامل ہیں۔ بقیہ بھی ریاستیں انہیں ریاستوں سے بنیں۔ ان بھی ریاستوں نے
1818 میں برطانوی حکومت کے ماتحت رہنے کا معاہدہ قبول کرلیا جس سے عوام میں بے چینی پھیل گئی۔

1857 کی بغاوت کے بعد عوام نے مہاتما گاندھی کی قیادت میں خود کو متحد کیا اور جنگ آزادی میں حصہ لیا۔ 1935 میں
انگریزی حکومت والے بھارت میں ریاستی خودمختاری نافذ کرنے کے نتیجے میں راجستھان میں شہری آزادی اور سیاسی حقوق کی
لڑائی اور زور پکڑ گئی۔ 1948 میں ان بکھری ریاستوں کو متحد کرنے کا عمل شروع ہوا جو 1956 میں ریاستوں کی تشکیل نو سے متعلق
قانون نافذ ہونے تک جاری رہا۔ سب سے پہلے 1948 میں متسیہ یونین بنی جس میں کچھ ہی ریاستیں شامل ہوئیں۔ رفتہ رفتہ
بقیہ ریاستیں بھی اس میں شامل ہوتی گئیں۔ 1949 تک بیکانیر، جے پور، جودھپور اور جے سلمیر جیسی اہم ریاستیں اسمیں شامل
ہوچکی تھیں اور اسے وسیع تر راجستھان متحدہ ریاستوں کا نام دیا گیا۔ آخرکار 1956 میں موجودہ راجستھان ریاست وجود میں آئی
اور اجمیر، آبو روڈ تعلقہ اور سنیل ٹپا کو بھی اس میں شامل کرلیا گیا۔

راجستھان کی مکمل مغربی سرحد پر پاکستان ہے جب کہ شمال میں پنجاب، شمالی مشرق میں ہریانہ، مشرق میں اترپردیش،

جنوب مشرق میں مدھیہ پردیش اور جنوب میں گجرات ہے۔

زراعت

ریاست میں 99-1998 میں زراعت کے قابل مجموعی رقبہ 257 لاکھ ہیکٹر تھا اور اندازے کے مطابق اناج کی پیداوار 129.24 لاکھ ٹن رہی۔ ریاست کی اہم فصلیں چاول، جو، جوار، باجرہ، مکئی، چنا، گیہوں، تیلوں کے بیج، کپاس، دالیں اور تمباکو ہیں۔ اس کے علاوہ گزشتہ چھ برسوں میں سبزیوں اور سنترا اور مالٹا جیسی لیموں کی نسل کے پھلوں کی پیداوار میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ یہاں کی نقدی فصلیں لال مرچ، میتھی، ہینگ، سرسوں اور زیرہ ہیں۔

صنعت اور معدنیات

راجستھان اپنی روایتی تہذیب سے مالا مال ہونے کے ساتھ ساتھ معدنیات سے بھی مالا مال ہے اور اب وہ صنعتی شعبے میں بھی تیزی سے ابھر رہا ہے۔ ریاست کے اہم مرکزی اداروں میں دیبری (ادے پور) میں جستے گلانے کا پلانٹ، کھیتری (جھنجھنو) میں تانبا پراجیکٹ اور کوٹا میں چھوٹے سامانوں کا کارخانہ شامل ہیں۔ 2000-1999 میں ریاست میں چھوٹی صنعتوں کی 2.08 لاکھ اکائیاں تھیں جن میں 26.78 کروڑ روپئے کا سرمایہ لگا تھا اور تقریباً 7.89 لاکھ افراد کو روزگار ملا ہوا تھا۔ اہم صنعتوں میں، کپڑے، اونی کپڑے، چینی، سیمنٹ، کانچ، آکسیجن، کیڑا مارنے کی دوائی، جستہ، کھاد، ریل کے ڈبے، پانی اور بجلی کے میٹر، ٹیلی ویژن سیٹ، سوڈیم پلانٹ، رنگ، بال بیئرنگ، سلفیورک تیزاب، سنتھیٹک دھاگے وغیرہ شامل ہیں۔ بیش قیمتوں اور کم قیمتوں والے پتھروں کے علاوہ کاسٹک سوڈا، کیلشیم کاربائڈ، نائلون اور ٹائز وغیرہ دوسری اہم صنعتی اکائیاں ہیں۔

ملک میں جستہ کانسنٹریٹ، چنا اور ماتڑا یعنی گارنیٹ کی مکمل پیداوار راجستھان میں ہوتی ہے۔ جپسم، خام چاندی اسبسٹ، فیلسپار، اور ابرک کی پیداوار بھی راجستھان میں ہوتی ہے۔ سیتاپور (جے پور) میں برآمد کو فروغ دینے کے لئے ملک کا پہلا پارک بنایا گیا ہے جس نے کام کرنا شروع کر دیا ہے۔

آبپاشی اور بجلی

ریاست میں 2000-1999 کے دوران 28,700 ہیکٹر زائد زمین کے لئے آبپاشی کا انتظام کر دیا گیا ہے اور ریاست کی آبپاشی کی مجموعی صلاحیت 47.20 ہیکٹر ہوگئی ہے۔ 2000-1999 میں ریاست میں 1,10,869.30 لاکھ یونٹ بجلی تیار کی گئی۔ اس کے علاوہ پڑوسی ریاستوں سے 1,21,368.7 لاکھ یونٹ بجلی خریدی گئی۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

مارچ 2000 میں راجستھان کی سڑکوں کی مجموعی لمبائی 85,008 کلومیٹر تھی۔

ریلوے

جودھ پور، جے پور، بیکانیر، سوائی مادھو پور، کوٹا، اور بھرت پور ریاست کے اہم ریلوے جنکشن ہیں۔

فضائی خدمات

دلی اور ممبئی سے جے پور، جودھ پور اور ادے پور کے لئے باقاعدہ فضائی خدمات موجود ہیں۔

تیوہار

راجستھان میں میلوں اور تیوہاروں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ہولی، دیوالی، وجیادشمی، محرم، کرسمس جیسے اہم تیوہاروں کے علاوہ کئی دیوی دیوتاؤں، سنتوں، مقامی نامور مردوں اور عورتوں کے یوم پیدائش منائے جاتے ہیں۔ یہاں کے اہم میلے تیج، گنگور (جے پور) اجمیر شریف اور گلیا کوٹ کا سالانہ عرس، جینشور (ڈونگر پور) کا قبائلی کنبھ، شری مہاویر (سوائی مادھو پور میلہ) جھیشور جی میلہ (مقام - بیکانیر)، کارتک پورنیما اور جانوروں کا میلہ (پشکر - اجمیر) اور شیام جی میلہ (سیکر) وغیرہ ہیں۔

سیاحتی مقامات

جے پور، جودھپور، ادے پور، بیکانیر، ماؤنٹ آبو، الور میں باگھوں کی حفاظت گاہ سرسکا، بھرت پور کا کیوریونیشنل پارک، اجمیر، جے سلمیر، پالی اور چتوڑگڑھ وغیرہ سیاحوں کی دلچسپی کے اہم مراکز ہیں۔

حکومت

گورنر:	جسٹس انشومان سنگھ	چیف سکریٹری:	اندر جیت کھنہ
وزیراعلیٰ:	اشوک گہلوت	چیف جسٹس:	جسٹس اے۔ بی۔ لکشمن
ڈپٹی اسپیکر:	پارس رام مدرنیا		

ضلعوں کے علاقے آبادی اور صدر مقام

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر	آبادی	صدر مقام
1۔	اجمیر	8,481	17,29,207	اجمیر
2۔	الور	8,380	22,96,580	الور
3۔	بانسواڑہ	5,037	11,55,600	بانسواڑہ
4۔	باڑمیر	28,387	14,35,222	باڑمیر
5۔	بھرت پور	5,066	16,51,584	بھرت پور
6۔	بھیلواڑہ	10,455	15,93,128	بھیلواڑہ
7۔	بیکانیر	27,244	12,11,140	بیکانیر
8۔	بوندی	5,550	7,70,248	بوندی
9۔	چتوڑگڑھ	10,856	14,84,190	چتوڑگڑھ

10-	چورو	16,830	15,43,211	چورو
11-	دھولپور	3,034	7,49,479	دھولپور
12-	ڈونگرپور	3,770	8,74,549	ڈونگرپور
13-	گنگانگر	7,944	14,02,444	گنگانگر
14-	جے پور	11,588	38,87,895	جے پور
15-	جے سلمیر	38,401	3,44,517	جے سلمیر
16-	جالور	10,640	11,42,563	جالور
17-	ل واڑہ	6,219	9,56,971	ل واڑہ
18-	جھنجھنو	5,928	15,82,421	جھنجھنو
19-	جودھپور	22,850	21,53,483	جودھپور
20-	کوٹہ	5,481	12,20,505	کوٹہ
21-	ناگور	17,718	21,44,810	ناگور
22-	پالی	12,387	14,86,432	پالی
23-	سوائی مادھوپور	5,043	8,75,752	سوائی مادھوپور
24-	سیکر	7,732	18,42,914	سیکر
25-	ٹونک	5,136	6,54,029	ٹونک
26-	سروہی	7,194	9,75,006	سروہی
27-	ادے پور	12,511	20,66,580	ادے پور
28-	دوسا	2,950	9,94,431	دوسا
29-	باران	6,955	8,10,326	باران
30-	راج سمند	4,768	8,22,721	راج سمند
31-	ہنمان گڑھ [1]	12,690	12,20,333	ہنمان گڑھ
32-	کرولی [2]	5,014	9,27,719	کرولی

سکم

رقبہ: 7,096 مربع کلومیٹر آبادی: 4,06,457

راجدھانی: گنگٹوک   اہم زبانیں: لیپچا، بھٹیا، نیپالی اور لمبو

تاریخ اور جغرافیہ

سکم کی ابتدائی تاریخ 13 ویں صدی سے شروع ہوتی ہے جب لیپچا کے سربراہ تھکیو تگ تھکیک اور تبت کے راجکمار کھے بھمسا کے درمیان شمالی سکم میں کاوی کے مقام پر بھائی چارے کے ایک معاہدے پر دستخط ہوئے تھے۔ اس کے بعد 1641 میں تبت کے بڑے سنتوں نے یکسام کا تاریخی سفر کیا اور جہاں انہوں نے کھے۔ بھومسا کی چھٹی نسل کے پھنسوگ نامیال سے ملاقات کی اور یکسام میں سکم کے پہلے چوگیال کے طور پر اس کی تاج پوشی کی۔ اور 1642 میں سکم میں نامکیال سلطنت وجود میں آئی۔ وقت کے ساتھ سیاسی حالات میں تبدیلی آتی رہی اور سلطنت کی جگہ جمہوریت نے لے لی۔ 1975 میں سکم بھارتیہ یونین کا ایک حصہ بن گیا۔ سکم اونچے مشرقی ہمالیہ کے وسط میں واقع ہے۔ اس کے مغرب میں نیپال، جنوب مشرق میں بھوٹان، شمال اور شمال مشرق میں تبت اور جنوب میں مغربی بنگال کا دارجلنگ ضلع واقع ہے۔ بودھ گرو پدم سمبھو نے اپنے تبت کے قیام کے دوران اس مقام کو مقدس و متبرک مقام بنایا۔ یہاں سبھی فرقے کے لوگ میل ملاپ سے رہتے ہیں۔

یہاں مختلف قسم کی کندرائیں، گھاٹیاں اور پہاڑی درے ہیں۔ شمالی سکم کی شولبامو جھیل سے نکلنے والی رنگت تستا اور مغربی سکم کے راتھونگ گلیشیر سے نکلنے والی رنگیت ریاست کی دو اہم ندیاں ہیں۔

نیپال سے متصل سکم کی مغربی سرحد پر کنچن چنگا چوٹی اپنی حیرت زدہ کر دینے والی خوبصورتی کے لئے مشہور ہے۔ 28.808 فٹ اونچی یہ چوٹی دنیا کی تیسری سب سے اونچی چوٹی ہے۔ پیڑ پودوں کی چار ہزار سے بھی زیادہ نسلیں شاز آرچڈ انغاب مصری، ایک خاص پھول) اور روڈ وڈینڈران کی ہزاروں شکلوں اور سائزوں کی تقریباً 700 نسلیں سکم میں پائی جاتی ہیں۔ سکم کا ایک تہائی حصہ دیودار، سال، پائنر اور بانج کے جنگلوں سے بھرا ہے۔ اس کے علاوہ یہاں ماس، گھاس، فرن اور بانس کی کئی قسمیں پائی جاتی ہیں جن کی وجہ سے یہ پہاڑی ریاست خوبصورت رنگوں سے مزین نظر آتی ہے۔

زراعت

سکم کی معیشت بنیادی طور پر زراعت پر منحصر ہے۔ مکئی، چاول، گیہوں، بڑی الائچی، ادرک اور سنترا یہاں کی اہم فصلیں ہیں۔ سکم ملک میں الائچی کی سب سے زیادہ پیداوار کرنے والی ریاست ہے اور اس کے بیشتر زمینی حصے میں الائچی کی پیداوار ہوتی ہے۔ ادرک آلو سنترا اور غیر موسمی سبزیاں یہاں کی دوسری نقدی فصلیں ہیں۔ ریاست میں صرف 11 سے 12 فی صد زمین ہی زراعت کے قابل ہے اس لئے پیداوار بڑھانے کے لئے علاقے کی توسیع کے امکانات محدود ہیں۔ اس وجہ سے زراعت کی ترقی کے لئے کئے جانے والے اقدام میں پیداوار بڑھانے اور فی کس آمدنی میں اضافہ کرنے پر خصوصی زور دیا جا رہا ہے۔ اس وقت باغبانی، نقدی فصلوں اور پھولوں کی کھیتی پر زور دیا جا رہا ہے۔ زراعتی پیداوار بڑھانے کے لئے ذرائع کا بہتر استعمال کیا جا رہا ہے۔

صنعت

صنعتی طور پر صنعت کو پچھڑا ہوا رقبہ تسلیم کیا گیا ہے۔ اور صنعت کے محکمے نے صنعتوں کے فروغ کے لئے کئی منصوبے شروع کئے ہیں۔ ریاست میں صنعتی فروغ کا ماحول تیار کرنے کے لئے 10 اپریل 1996 سے نئی صنعتی پالیسی نافذ کی گئی ہے۔ صنعت کا محکمہ مختلف طریقوں سے چھوٹی اور گھریلو صنعتوں کی ترقی پر ہی زور نہیں دے رہا ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ مقامی بے روزگار افراد

کو کامیاب صنعت کار بنا کر روزگار کے نئے مواقع فراہم کررہا ہے۔ گنگٹوک میں واقع ہینڈ لوم اور دستکاری کا ڈائرکٹوریٹ نوجوانوں کو فنون اور دستکاری کی تربیت دیتا ہے۔

جنوبی سکم کے ''ٹیمی ٹی اسٹیٹ'' نے بہترین چائے کی پیداوار کرنے میں اندرون ملک اور بیرون ملک دونوں بازاروں میں اپنا اہم مقام بنایا ہے۔ 98-1997 میں ٹیمی چائے باغ میں 1,16,000 کلوگرام چائے کی پیداوار ہوئی۔ سکم میں سرکار کے تین ادارے ہیں۔

سکم ٹائم کارپوریشن ریاستی سرکار کا یہ کارپوریشن ایچ ایم ٹی کی مدد سے قائم کیا گیا ہے۔ اس میں گھڑیاں بنائی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ اس میں ڈیجیٹل گھڑیاں اور ایم آئی چپس بھی بنائے جاتے ہیں۔

سکم جیویلس لمیٹیڈ یہ ریاست کی سب سے جدید اور بہت سارے نازک سامان بنانے والی صنعت ہے۔ پانی اور بجلی کے میٹروں اور گھڑیوں وغیرہ کے لئے جیویل بیرنگ بنائی جاتی ہے۔ ریاست میں دس معاون اکائیاں قائم کی گئیں ہیں جن میں ہرسال گھڑیوں کے لئے 6 کروڑ جیویل تیار کئے جائیں گے۔

سکم صنعتی کارپوریشن مارچ 1997 میں قائم شدہ سکم صنعتی کارپوریشن، ریاستی مالی کارپوریشن اور چھوٹی صنعتوں کے فروغ کی کارپوریشن کا رول ادا کررہا ہے۔ یہ گھریلو، چھوٹی اور منجھلی صنعتیں قائم کرنے کے علاوہ، ہوٹل، اسپتال، نرسنگ ہوم وغیرہ کھولنے اور ٹیکسی خریدنے کے لئے طویل مدتی قرض فراہم کراتا ہے۔

آبپاشی اور بجلی

ساتویں پانچ سالہ منصوبے 90-1985 کے دوران خریف اور ربیع کی فصلوں کے لئے آبپاشی کے نئے منصوبے شروع کئے گئے۔ پانی کی نکاسی کے کھلے راستوں کو مٹی کے تودے گرنے سے ہونے والے نقصان سے بچانے کے لئے ڈوبنے والے علاقوں میں پتھر کے ہیوم پائپ اور ایچ ڈی پی ای پائپوں کا استعمال کیا گیا۔ 6,359 ہیکٹر آبپاشی سے زائد صلاحیت پیدا کی گئی جس میں سے 5,530 ہیکٹر کی صلاحیت کا استعمال کیا گیا۔ سکم نے زراعتی مالی کارپوریشن کی مدد سے پوری ریاست میں آبپاشی کا ایک بڑا منصوبہ تیار کرنے کے لئے اقدامات کئے ہیں۔ شمالی سکم میں لاچنگ میں 200 کلوواٹ چھوٹے پن بجلی پراجیکٹ نے کام کرنا شروع کردیا ہے۔ اسی طرح کے دو پراجیکٹ آٹھویں منصوبے کے دوران مرحلے وار شروع کیے جانے ہیں۔ ریاست کی بجلی پیدا کرنے کی مجموعی صلاحیت تقریباً 8,000 میگاواٹ ہے۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

گنگٹوک سڑک راستے سے دارجلنگ، کالم پو، سلی گڑی اور دوسرے ضلعی مرکزوں سے جڑا ہے۔ ریاست میں سڑکوں کی لمبائی 2,383 کلومیٹر ہے۔

ریلوے

ریاست کے نزدیک کے ریلوے اسٹیشن سلی گڑی (114 کلومیٹر) اور نیو جلپائی گڑی (125 کلومیٹر) ہیں۔ جہاں سے کلکتہ، دلی، گوہاٹی، لکھنؤ، اور ملک کے دوسرے اہم شہروں کے لئے آمدورفت ہے۔

فضائی خدمات

ریاست میں کوئی ہوائی اڈہ نہیں ہے۔ شمالی بنگال کے باگڈوگرا ہوائی اڈے سے ہی ریاست کے عوام کو فضائی خدمات فراہم ہوتی ہیں۔ یہ گنگٹوک سے 124 کلومیٹر دور ہے۔ باگڈوگرا سے کلکتہ، دلی اور شمال مشرقی شہروں کے لئے انڈین ائیر لائنز اور جیٹ ایئرویز کی باقاعدہ فضائی خدمات موجود ہیں۔

تیوہار

سکم میں خصوصی طور پر بھوٹیا، لیپچا اور نیپالی نسل کے لوگ رہتے ہیں۔ ماگھ سنکرانتی، درگا پوجا، لکشمی پوجا اور چیت دشائی نیپالیوں کے اہم تیوہار ہیں۔ پھانگ لیبسانی، لالونگ اور لوسار بھوٹیا باشندوں کے تیوہار ہیں۔ لیپچا باشندوں کے افراد نامسونگ اور تیندونگ ہولوروم فات تیوہار مناتے ہیں۔

سیاحتی مقامات

گنگٹوک، باسحم، یمتھانگ، ڈبڑی، جونگری، وارسے، تاشیدنگ، رمٹیک مٹھ، پیمایانگسے مٹھ، تسونگو اور فوڈونگ مٹھ سکم کے اہم سیاحتی مقامات ہیں۔

حکومت

گورنر:	چودھری رندھر سنگھ	چیف سکریٹری:	ڈیلو زنگ
وزیراعلیٰ:	پون چاملنگ	چیف جسٹس:	آر۔ ایس دیال
اسپیکر:	سی پی سبا	ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار:	سکم

ضلعوں کے رقبے آبادی اور صدر مقام

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر	آبادی	صدر مقام
-1	مشرقی ضلع	954	1,78,452	گنگٹوک
-2	شمالی ضلع	4,226	31,240	مانگن
-3	جنوبی ضلع	750	98,604	نامچی
-4	مغربی ضلع	1,166	98,161	گیالشنگ

تمل ناڈو

رقبہ: 1,30,058 مربع کلومیٹر	آبادی: 5,78,68,155
راجدھانی: چینئی	اہم زبان: تمل

تاریخ اور جغرافیہ

تمل ناڈو کی تاریخ بہت قدیم ہے۔ اگرچہ پہلے زمانے کے سنگم گرنتھوں میں اس علاقے کی تاریخ کا غیر واضح ذکر ملتا ہے لیکن تمل ناڈو کی تحریر شدہ تاریخ پلاوا راجاؤں کے زمانے سے ہی ملتی ہے۔

جنوبی بھارت پر کئی صدیوں تک چولا، چیرا اور پانڈیا راجاؤں کی حکومت رہی۔ چوتھی صدی کے پہلے نصف میں پلاوا کی سلطنت قائم ہوئی۔ انہوں نے ہی دراوڑوں کے مشہور طریقہ کار کے مطابق مندر تعمیر کرنی شروع کی۔ آخری پلاوا راجا "اپراجت" تھے جن کی حکومت میں تقریباً دسویں صدی میں چول حکمرانوں نے "وجے لایا ش" اور آدتیہ کی رہنمائی میں اپنی اہمیت بڑھائی۔ گیارہویں صدی کے آخر میں تمل ناڈو پر چالکیہ، چولا، پانڈیا جیسے مختلف حکمرانوں نے حکومت کی۔ اس کے بعد دو سو برسوں میں جنوبی بھارت میں چول حکومت قائم ہوئی۔ مسلمانوں نے بھی آہستہ آہستہ اپنی پوزیشن مضبوط کر لی اور چودہویں صدی کے وسط میں بہمنی سلطنت قائم ہوئی۔ تقریباً اسی وقت وجے نگر حکومت نے اپنی پوزیشن مستحکم کر لی اور مکمل جنوبی بھارت تک اپنا اثر ورسوخ قائم کیا۔ صدی کے آخر تک وجے نگر حکومت جنوب کی طاقتور ترین حکومت کی شکل اختیار کر چکی تھی لیکن اسی دوران یوروپ کے تاجر جنوبی بھارت میں اپنے پیر جمانے کے لئے ایک دوسرے سے نبرد آزما ہونے لگے۔ پرتگال، ہالینڈ، فرانس اور برطانیہ کے تاجروں نے اپنے تجارتی مراکز قائم کر لئے جنہیں ان دنوں فیکٹری کہا جاتا تھا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی نے 1611 میں مچھلی پٹنم (جو اب آندھرا پردیش میں ہے) میں اپنی فیکٹری لگائی اور آہستہ آہستہ انہوں نے مقامی حکمرانوں کو آپس میں لڑا کر ان کے علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ برطانوی افراد نے سب پہلے تمل ناڈو میں اپنی بستی بسائی۔ 1901 میں مدراس پریزیڈنسی بنی جس میں جنوبی جزیرہ نما کے بیشتر حصے شامل تھے۔ بعد میں مجموعی طور پر مدراس ریاست پھر سے تشکیل دیا گیا اور موجودہ تمل ناڈو موجود میں آیا۔

تمل ناڈو کے شمال میں آندھرا پردیش اور کرناٹک، مغرب میں کیرل، مشرق میں خلیج بنگال اور جنوب میں بحر ہند ہے۔

زراعت

ریاست کی معیشت بنیادی طور سے زراعت پر منحصر ہے کیونکہ یہاں کی 70 فی صد سے زیادہ آبادی کاشتکاری کرتی ہے۔ اناج کی اہم فصلوں میں چاول، جوار، راگی، باجرہ، مکئی، اور دالیں شامل ہیں۔ ریاست میں زیر زراعت رقبہ 6.56 ملین ہیکٹر ہے اہم تجارتی فصلوں میں گنا، کپاس، تل، مونگ پھلی، ارنڈی، سورج مکھی، مرچ، کیلا، آم، کافی، چائے، ربڑ، کاجو، ناریل وغیرہ شامل ہیں۔ ریاست کی اہم جنگلاتی پیداوار میں عمارتی لکڑی، چندن، پلپ لکڑی اور جلاون کی لکڑی شامل ہیں۔ دوسری پیداوار وں میں بانس، یوکلپٹس، ربڑ، چائے، کاجو، شہد، ہاتھی دانت وغیرہ شامل ہیں۔

بایو کھاد کی پیداوار اور ان کے استعمال میں تمل ناڈو کا ساری ریاستوں میں اہم مقام ہے۔ کم بارش والے علاقوں میں زرعی تکنیک میں بہتری پیدا کر کے پیداوار بڑھانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

صنعتیں اور معدنیات

اہم صنعتوں میں سوتی کپڑے، کھاد، کاغذ اور اس سے بنی دوسری اشیاء، طباعت اور اس سے متعلقہ صنعتیں، ڈیزل انجن، آٹو موبائل اور ان کے کل پرزے، سائیکل، سیمنٹ، چینی، لوہا، فولاد، ریل انجن اور سواری کے ڈبے وغیرہ شامل ہیں۔ منظور شدہ رواں اومل پذیر سرمائے کی آمدنی میں تملناڈو نے ملک میں پہلا مقام حاصل کیا ہے۔ ریاست میں مختلف پبلک سیکٹر کے کارخانے ہیں۔ ان میں اہم کارخانیں ہیں نویلی لگنائٹ کارپوریشن، انٹگرل کوچ فیکٹری، ہائی پریشر بوائلنگ پلانٹ، ہندوستان فوٹو

فلپس، ہندوستان ٹیلی پرنٹرس، مدراس رفائنریز، مدراس فرٹیلائزرس، ہیوی وہیکل فیکٹری اور پوگالور پیپر فیکٹری۔ دیش میں کتائی کی مجموعی صلاحیت کا تقریباً ایک چوتھائی حصہ تمل ناڈو میں ہے۔ بین الاقوامی آٹو کمپنی ہیونڈی موٹرس اور میوتشی نے پیداوار شروع کردی ہے اور فورڈ کار پروجکٹ نے 1999 میں پیداوار شروع کردی۔

انفارمیشن ٹکنالوجی کو تملناڈو کے صنعتی سیکٹر خاص اہمیت دی گئی ہے۔ اور حکومت نے انفارمیشن ٹکنالوجی کی پالیسی جاری کی ہے۔ سافٹ ویر ٹیکنیکی پارک ''ٹائیڈل'' کا قیام تھارامنی میں اور انفارمیشن ٹکنالوجی ادارے کا قیام چینئی میں کیا گیا ہے۔

تمل ناڈو چمڑے کے سامان، انجینئرنگ کے سامان، تمباکو، دست کاری کی اشیاء اور کالے گرینائٹ پتھر برآمد کرنے والی اہم ریاست ہے۔ تملناڈو میں ملک کے ممبر صنعتی سرمائے کا 27.06 فی صد ہوتا ہے۔ تملناڈو کی صنعتی ترقی 8.7 فی صد سے بڑھ 15.02 فی صد ہوگئی ہے۔

آبپاشی اور بجلی

آزادی کے بعد سے ریاست میں شروع کیے گئے آبپاشی پراجکٹوں میں اہم یہ ہیں۔ متور ہلی بھوانی، امرواتی، ویگئی، پیرمبی کلما، الیار، کرشنا گیری، ستنور، کلم بازی، تنابیئی اونچی سطح کی نہر، گوکھندی، چتار چنم اور پیٹا یار تمل ناڈو آبی وسائل منصوبہ بنایا گیا ہے۔ اور اقتصادی امداد کی خاطر عالمی بینک کو بھیجی گئی ہے۔ اس منصوبے سے کاویری آبی نظام کے علاوہ بقیہ سارے بڑے اور اوسط آبپاشی پراجیکٹوں کی جدید کاری ہوجائے گی اور ہر سسٹم کی آبپاشی صلاحیت بڑھے گی اور ادھوری پڑی 9 آبپاشی پروجیکٹ جلدی پورے ہوجائیں گے۔

ریاست میں بجلی مجموعی نصب شدہ صلاحیت 7.203 میگاواٹ ہے۔ بجلی کی مجموعی پیداوار لگ بھگ 38.313 ایم یو ہے۔ 196 میگاواٹ کا پہلا نجی پاور پراجیکٹ دسمبر 1998 میں پیداوار شروع کرچکا ہے یہ چینئی کے نزدیک بھیسن برج پر واقع ہے۔ آئندہ دس سالوں میں 10.878 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کے لئے تمل ناڈو بجلی بورڈ نے 16 نجی کمپنیوں کی نشاندہی کی ہے جن دیگر اہم پراجیکٹوں کو مکمل کیا گیا ان میں 2.000 میگاواٹ کا جنوبی مدراس حرارتی تھرمل پاور پروجیکٹ چینور شامل ہے جو کہ قومی حرارتی بجلی کارپوریشن کے اشتراک سے بنا ہے۔ 100×2 میگاواٹ نیوکلیائی بجلی پروجیکٹ کوڈن کلم میں روس کی مدد سے قائم کیا جارہا ہے۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

تمل ناڈو میں سڑکوں کی مجموعی لمبائی تقریباً 1,50.095 لاکھ کلومیٹر ہے۔ اس میں سے سرفیس روڈ 60.212 لاکھ کیلومیٹر ہے۔

ریلوے

ریاست میں چینئی، مدورائی، تیروچیراپلی، کوئم بتور اور سلیم اہم جنکشن ہیں۔ 626 ریلو اسٹیشن ہیں اور ریلوے لائن کی مجموعی لمبائی 3991 کیلومیٹر ہے۔

فضائی خدمات

چنئی ہوائی اڈہ جنوب کا بین الاقوامی ہوائی اڈہ ہونے کی وجہ سے فضائی کمپنیوں کا اہم مرکز بن گیا ہے۔اس کے علاوہ کوئم بتور، سلیم، تیروچیراپلی اور مدورائی میں بھی ہوائی اڈے ہیں۔

بندرگاہیں

چنئی اور توتی کورن ریاست کے اہم بندرگاہیں اور کڈالور، اور ناگ پٹنم سمیت سات چھوٹے بندرگاہ ہیں۔

تیوہار

فصل کٹائی کا تیوہار پونگل تمل مہینے مرگا جی کے آخری دن (وسط جنوری کے آس پاس) سے شروع ہوکر چار روز تک منایا جاتا ہے۔کسان اپنی اچھی فصل کے لئے شکریہ ادا کرنے کی غرض سے سورج، زمین اور جانوروں کی پوجا کرتے ہیں۔پونگل کے بعد جنوبی تملناڈو کے کچھ حصوں میں جلی کٹو (تمل ناڈو اسٹائل کی سانڈوں کی لڑائی) ہوتا ہے۔تملناڈو میں النکن اللور، جلی کٹو کے لئے بہت مشہور ہے۔تمل مہینے آدی کے اٹھارہویں دن ندیوں کے کنارے ''آدی پیروک'' تیوہار منایا جاتا ہے۔اس میں برسات کی پہاڑوں سے ندیوں میں آئے پانی کو خوش آمدید کہا جاتا ہے۔اس کے ساتھ ہی نئی فصل کی بووائی سے متعلق کام بھی شروع ہوجاتا ہے۔اس تیوہار میں پانی سے بھری کاویری ندی کو عورت کی علامت مان کر اسے چاول کے بنے ایک خاص پکوان ''چترانم'' پیش کیا جاتا ہے۔یہ مانا جاتا ہے کہ بھگوان شیو نے برہما اور وشنو کے درمیان اپنی برتری ثابت کرنے کی لڑائی ختم کرانے کے لئے ایک پرنور پہاڑ کی شکل اختیار کی تھی۔بھگوان شیو کی یاد میں ہی کارتک مہینے میں ریاست بھر میں اور خاص کر تیروَن ملے میں گھر گھر دیا جلا کر'' کارتک دیپم'' تیوہار منایا جاتا ہے۔مارچ اپریل میں تمل ناڈو کے سبھی شیو مندروں میں مندر تیوہار ''پانگنی اتیرم'' منایا جاتا ہے۔پوجا کے دسویں دن شاندار تھ یاترا نکالی جاتی ہے۔چنئی میں ملا پور کے کپالیشور مندر میں ''اروپتی موار'' تیوہار منایا جاتا ہے۔اہم دیوی مورتی کے ساتھ سبھی 63 شیو سنتوں کو ایک جلوس کی شکل میں مندر کا چکر لگانے کے لئے لے جایا جاتا ہے۔''چترے'' مدورائی کا بہت مقبول تیوہار ہے۔اسے دیوی میناکشی اور بھگوان سندیشور کی آسمان پر شادی ہونے کی یاد میں اپریل مئی میں ایک مہینے تک منایا جاتا ہے۔جنوری فروری میں کامل کے روز مدورائی میں وندیا مریم مندر کے تالاب میں کشتی کا تیوہار منایا جاتا ہے۔دسمبر جنوری میں ویشنو مندروں میں 20 دن کا برہم اتسو منایا جاتا ہے۔اس موقع پر شری رنگم، کانچی پورم اور شری ولی پتور میں بڑی تعداد میں عقیدت مند جمع ہوتے ہیں۔مائنر بیسلکا میں ہرسال سات ستمبر سے دس دنوں کا ویلنکنی تیوہار منایا جاتا ہے۔ناگور میں ناگور کنڈری منایا جاتا ہے۔سنت شاعر تیاگ راج کے احترام میں ہرسال جنوری میں تیروویور میں سنگیت کا جلسہ ہوتا ہے۔ملک بھر سے موسیقار وہاں جمع ہوکر اس جلسے میں حصہ لیتے ہیں۔ریاست کے پہاڑی مقامات لوٹی، کوڈائی کنال اور یرکاڈ میں ہرسال مئی میں گرمی کا تیوہار منایا جاتا ہے۔اس میں ثقافتی پروگراموں کے تحت پھول کی نمائش اور کشتی کی نمائش منعقد کی جاتی ہے۔جنوری میں ملا پورم میں ناچ تیوہار، مہاشیوراتری (فروری مارچ) پر چدمبرم میں نیا نجلی اور بارہ برسوں میں ایک بار کمبکونم میں ''مہاماگھم'' منعقد کیا جاتا ہے۔جولائی اگست میں ''کورتالم'' میں ''سرل بجا'' منایا جاتا ہے۔ایک تیوہار کے ایک حصے کے طور پر جون میں ثقافتی پروگرام منعقد کئے جاتے ہیں۔کرشنا گیری میں ''کل ہندام تیوہار'' منایا جاتا ہے۔ان سب کے علاوہ دسمبر جنوری کے دوران چنئی میں ہرسال دنیا بھر میں مشہور رقص و موسیقی کا تیوہار منایا جاتا ہے۔کنتھوری تیوہار اصلاً ایک سیکولر تیوہار ہے۔جس میں مختلف فرقوں کے عقیدت مند سنت فقیر قادر والی کی درگاہ پر اکٹھا ہوتے ہیں۔فقیر قادر والی کے سنا گرد خاندان میں سے کسی ایک کو پیر یا روحانی لیڈر چنا جاتا ہے۔اور جس کی عزت افزائی کی جاتی ہے۔اس تقریب کے دسویں دن فقیر کی درگاہ پر چندن گھسا

جاتا ہے۔ اور اس مقدس چندن کو سب لوگوں میں بانٹ دیا جاتا ہے۔

سیاحتی مقامات

چینئی، مملا پورم، کوولونگ (سمندری ساحل) پیچو بار، کانچی پورم، کنیکونم، دھارا سرم، ترنکلیار، چدمبرم، تیرو ننا ملے، ہنری رنگم، مدورائی، رامیشورم، تیرونیلولی، کنیا کماری، تنجاور، ویلنکنی، ناگور، نارتھملے، چتان وسال، مووارکوئل، بلگو ٹملے (یادگار مرکز) کورٹلم، ہوگے نکل، پاپناشم، سرولی (آبشار)، اوٹی، (اوگ منڈلم)، کوڈائی کنال، یرکاڈ، ایلاگیری کوئی ہلس (پہاڑی مقام)، گوبندی (چینئی) مدوملائی، انا ملائی، مندانتھرائی، کالاکاڈ (جنگلی جانوروں کے تحفظ کا مقام) ویدنتنگل اور پوائنٹ کیلیمیئر (پرندوں کے تحفظ کا مقام) ویدنتنگل چینئی کے قریب وندالور چڑیا گھر۔

حکومت

گورنر: جسٹس فاطمہ بی بی — چیف سکریٹری: اے پی متوسوامی

وزیراعلی: ایم کروناندھی — چیف جسٹس: من موہن سنگھ لبراہن

سپیکر: پی ٹی آر پالانیول راجن — ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار: تمل ناڈو اور پانڈیچری

ضلعوں کی آبادی، رقبہ اور صدر مقام

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر	آبادی	صدر مقام
1-	چینئی	174	38,41,395	چینئی
2-	کانچی پورم	4,433	2,44,21,79	کانچی پورم
3-	تیرولور	3,424	22,11,414	تیرودلور
4-	ویلور	6,077	30,26,432	ویلور
5-	تیرووملئی	6,191	20,42,979	تیرووملئی
6-	الور	3,999	21,31,968	الور
7-	ولوپورم	7,217	27,46,465	ولوپورم
8-	سیم	5,220	26,62,164	سیم
9-	نمکل	3,429	12,34,218	نمکل
10-	دھرم پوری	9,622	24,28,596	دھرم پوری
11-	پوڈک ٹائی	4,651	13,27,148	پودک کوٹئی
12-	اے روڈ	8,209	23,20,263	اے روڈ

13-	نیل گیری	2.549	7,10,214	ادگامنڈلم
14-	کوئم بتور	7.469	35,08,374	کوئم بتور
15-	تری چراپلی	5.114	21,96,473	تری چراپلی
16-	کیور	2.896	8,54,162	کیور
17-	پیرامبلور	3.691	10,87,413	پیرامبلور
18-	تنجاور	3.397	20,53,760	تنجاور
19-	ناگ پٹنم	2.716	13,77,601	ناگ پٹنم
20-	تیرودرور	2.161	11,00,096	تیرودرور
21-	مدورائی	3.676	24,00,339	مدورائی
22-	تھینی	2.889	10,49,323	تھینی
23-	ڈنڈی گل	6.058	17,60,601	ڈنڈی گل
24-	رام ناتھ پورم	4.232	11,44,040	رام ناتھ پورم
25-	شیوگنگائی	4,086	10,78,190	شیوگنگائی
26-	وردھ نگر	4,288	15,65,037	وردودھ نگر
27-	تیرونلویلی	6,810	25,01,832	تیرونلویلی
28-	ٹوٹی کورن	4.621	14.55,920	ٹوٹی کورن
29-	کنیا کماری	1.685	16,00,349	ناگرکوئل

نوٹ: نمبر شمار 15، 16، 17، 21 اور 22 کا رقبہ مصدقہ نہیں ہے۔

تری پورہ

رقبہ:	10.491.69	آبادی:	27,57,205
راجدھانی:	اگرتلہ	اہم زبانیں:	بنگالی اور کوکبورلاک اور منی پور

تاریخ اور جغرافیہ

تری پورہ کی تاریخ بہت قدیم اور بہت طویل ہے۔ اس کی اپنی انوکھی قبائلی تہذیب اور دلچسپ مقامی کہانیاں ہیں۔ تری پورہ کی تاریخ کو تری پورا راجاؤں کے بارے میں راج مالا کی کہانیوں اور مسلمان تاریخ نویسوں کے بیان سے سمجھا جاسکتا ہے۔ مہا بھارت اور پرانوں میں بھی تری پورہ کا ذکر ملتا ہے۔ راج مالا کے مطابق تریپورہ کے حکمرانوں کو 'فا' کے لقب سے پکارا جاتا تھا جس کا معنی ہیں 'باپ'۔ چودہویں صدی میں بنگال کے حکمرانوں کے ذریعے تریپورہ کے راجا کی مدد کئے جانے کا بھی ذکر ملتا ہے۔

تریپورہ کے حکمرانوں کو بار بار مغل حکمرانوں کے حملے کا بھی سامنا کرنا پڑا جس میں حملہ آوروں کو کم یا زیادہ کامیابی ملتی رہتی تھی۔

کئی جنگوں میں تریپورہ کے حکمرانوں نے بنگال کے سلطانوں کو شکست دی۔ انیسویں صدی میں مہاراجہ ویر چندر مانکیہ بہادر کے عہد حکومت سے تریپورہ میں نئے عہد کا آغاز ہوا۔ انہوں نے اپنے حکومتی نظام کی جدید کاری برطانوی بھارت کے طرز حکومت پر کی اور کئی اصلاحات کیں۔

ان کے بعد آنے والے حکمرانوں نے 15 اکتوبر 1949 تک تریپورہ پر حکومت کی۔ اس کے بعد تریپورہ بھارت یونین میں شامل ہوگیا۔ شروع میں یہ درجہ 'C' کے تحت آنے والی ریاست اور 1956 میں مرکز کے زیر انتظام والے اس علاقے نے 1972 میں مکمل ریاست کا درجہ حاصل کیا۔ تریپورہ بنگلہ دیش اور برما کے دریائی خلیجوں کے درمیان واقع ہے۔ اس کے تین طرف بنگلہ دیش ہے اور صرف شمال مشرق میں یہ آسام اور میزورم سے جڑا ہوا ہے۔

آبپاشی اور بجلی

ریاست میں کل زیر آبپاشی رقبہ 64.665 ہیکٹر امید ہے کہ 1.17 لاکھ ہیکٹر زمین میں مزید آبپاشی ہو سکے گی اس میں سے 13.000 ہیکٹر میں درمیانہ آبپاشی اسکیموں 66.000 ہیکٹر میں چھوٹی آبپاشی اسکیموں اور 38.000 ہیکٹر میں زیر زمین میں پانی کے استعمال سے آبپاشی ہوگی۔ پنکو کے تحت میلا گھر میں 500 میگاواٹ کی ایک حرارتی بجلی گھر پروجکٹ شروع کیا جارہا ہے۔ جس سے اس ریاست میں مانگ سے زیادہ بجلی پیدا ہونے لگے گی اس وقت 130 میگاواٹ کی کھپت ہے۔ اور 56 میگاواٹ بجلی اس کے اپنے پروجکٹ سے پیدا کی جارہی ہے۔ NEEPCO نے اپنے رام چندر نگر حرارتی بجلی گھر کو چالو کردیا ہے جس میں مرحلے میں 21 میگاواٹ بجلی پیدا کی جارہی ہے۔ 31 مارچ 2000 تک حالانکہ ریاستی بجلی محکمے کے پاس 1.89.695 صارفین تھے، پھر بھی اس کے دیہی الکٹریفکیشن پروگرام کو بہت کامیابی ملی۔ اب تک 861 گاؤں میں سے 815 گاؤں اور 4.727 میں سے 3.775 پروں میں بجلی پہونچادی گئی۔ "کیٹر جیوتی" پروگرام کے تحت ریاست نے 2000-1999 میں قریبی لائن سے نیچے کے درجے کے 18.385 خاندانوں کو بجلی کے کنکشن دے گئے۔ ریاست نے بارام پور میں مجوزہ 21 میگاواٹ کی ایک نیا بجلی پروجکٹ ہاتھ میں لیا ہے۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

تریپورہ میں سڑکوں کی مجموعی لمبائی 12.547 کیلومیٹر ہے اس میں سے اہم ضلعی سڑکیں 454 کیلومیٹر اور دوسری سڑکیں 1.463 کیلومیٹر ہے۔

ریلوے

شمالی تریپورہ ضلع میں ریلوے لائن کمارگھاٹ تک بڑھا کر اسے آسام کے ساتھ جوڑا گیا ہے۔ ریاست میں ریلوے لائنوں کی مجموعی لمبائی محض 44 کیلومیٹر ہے۔ شمالی سرحدی ریلوے نے اگرتلہ تک ریل لائن کی توسیع کے لئے پراجیکٹ شروع کیا ہے۔ اگرتلہ سے سب روم تک ریل لائن بچھانے کے پراجیکٹ کے لئے معائنہ کا کام شروع ہوگیا ہے۔

فضائی خدمات

تریپورہ کا اہم ہوائی اڈہ اگرتلہ میں ہے جو کلکتہ اور گوہاٹی دہلی سے جڑا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ کیلاشہر، کمال پور اور کھوائی میں بھی ہوائی اڈے ہیں مگر فی الحال ان کا استعمال نہیں ہو رہا ہے۔

سیاحتی مقامات

ریاست کے اہم سیاحتی مقامات مندرجہ ذیل ہیں۔ اگرتلہ میں احینت محل، کنجابن محل، جگن ناتھ مندر، لکشمی نارائن مندر، اوما مہیشوری مندر، وینو ون وہار، مہاراجا ویر وکرم کالج، ریاستی عجائب گھر، اور راوندر کانن، پرانے اگرتلہ میں 14 دیوی مندر، برہما کنڈ، کملا ساگر، سیپاہی جالا میں جنگلی جانوروں کے تحفظ کا مقام، میلہ گھاٹ میں نیر محل، ترشنا میں جنگلی جانوروں کے تحفظ کا مقام، ڈمبور جھیل میں کوکونٹ جزیرہ بولو نیا میں پلک، دیوتا مورا، تیرتھ مکھ، مندر گھاٹ، نبر جھیل، تریپورہ، سندری مندر، بھونیشوری مندر، ادے پور میں دور مسم اور پیرا تیا کے محفوظ جنگلات، کیلاشہر کمار گھاٹ، انوکوٹی، اور جمپوئی پہاڑیاں۔ 2000-1999 تک تقریبا 2,38,998 ہزار ملکی اور 1203 غیر ملکی سیاحوں نے تریپورہ کی سیر کی۔

تیوہار

ریاست کے اہم تیوہار اس طرح ہیں۔ تیرتھ مکھ اور اناکوٹی کا مکر سنکراش کا تیوہار ہولی، اناکوٹی کا اشوک اشٹمی تیوہار، موہن پور میں برہما کنڈ تیوہار، راش تیوہار، بنگالی نیا سال کا تیوہار، گڑیا تیوہار، بیجو تیوہار، ہوجاگری تیوہار، منسا منگل تیوہار کے موقع پر کشتیوں کی دوڑ، کیر اور کھرچی تیوہار، شرداتسو، دوالی، جمپوئی ہلس میں کرسمس، بدھ پرنیا وغیرہ۔

حکومت

گورنر:	سدھیشور پرساد	چیف سکریٹری:	وی تلسی داس
وزیر اعلی:	مانک سرکار	یہ تریپورہ، گوہاٹی ہائی کورٹ کی اگرتلہ بنچ کے دائرہ اختیار میں آتا ہے۔	
اسپیکر:	جتیندر سرکار		

ضلعوں کے علاقے، آبادی اور صدر مقام

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر	آبادی	صدر مقام
1-	شمالی تریپورہ	2,820.63	4,67,147	کیلاشہر
2-	جنوبی تریپورہ	2,151.77	7,17,100	ادے پور
3-	مغربی تریپورہ	2,996.82	12,93,861	اگرتلہ
4-	ڈھلائی	2,522.47	2,79,097	امباسہ

اتر پردیش

رقبہ:	2,94,411	آبادی:	13,91,12,287

راجدھانی: لکھنؤ   اہم زبانیں: ہندی اور اردو

تاریخ اور جغرافیہ

اتر پردیش کی تاریخ بہت قدیم اور دلچسپ ہے۔ ویدوں کے آخری دور میں اسے برہمرشی دیش یا مدھیہ دیش کے نام سے جانا جاتا تھا۔ یہاں ویدوں کے عہد کے کئی عظیم سادھو سنت ہوئے مثلاً بھاردواج، گوتم یگیہ ولکی، وشسٹھ، وشوامتر، بالمیکی وغیرہ۔ یہاں آریوں کی کئی مقدس کتابیں بھی مرتب کی گئیں۔ بھارت کی عظیم رزمیہ منظومات مشہور یاں رامائن اور مہابھارت کی کہانی بھی اسی علاقے سے جڑی ہوئی ہے۔

چھٹی صدی قبل مسیح میں اتر پردیش میں دو مذاہب جین مت اور بدھ مت تھے۔ بدھ نے اپنی پہلی تعلیم سارناتھ میں دی اور اتر پردیش کے ہی کشی نگر میں انہوں نے آخری سانس لی۔ اتر پردیش کے کئی شہر جیسے ایودھیا، پریاگ، وارانسی اور متھرا علمی مراکز بن گئے تھے۔ ہندو مذہب کے عظیم مصلح شری شنکرا چاریہ نے بھی اپنا ایک آشرم اتر پردیش ہی کے بدری ناتھ میں عہد وسطی میں قائم کیا تھا۔ عہد وسطی اتر پردیش مسلم حکمرانوں کے ماتحت رہا جس سے ہندومت اور اسلام کے میل سے ایک مشترک تہذیب وجود میں آئی۔ تلسی داس، سورداس، رامانند اور ان کے مسلمان شاگرد کبیر کے علاوہ کئی دوسرے سنتوں نے ہندی اور دوسری زبانوں کے فروغ میں مدد کی۔

اتر پردیش نے اپنی علمی برتری کو انگریزوں کے دور حکومت میں بھی برقرار رکھا۔ انگریزوں نے آگرہ اور اودھ نام کی دوصوبوں کو ملا کر ایک صوبہ بنایا اور اس کا نام ممالک متحدہ آگرہ اودھ رکھا آگرہ اور اودھ متحدہ ریاست کے نام سے پکارا جانے لگا۔ بعد میں 1935 میں اسے مخفف طور پر صرف صوبہ متحدہ کا نام دیا گیا۔ آزادی کے بعد جنوری 1950 میں اس کا نام اتر پردیش رکھا گیا۔ اتر پردیش کی شمالی سرحد تبت اور نیپال سے متصل ہے۔ اس کے شمال مغرب میں ہماچل پردیش، مغرب میں ہریانہ، جنوب میں، مدھیہ پردیش، اور مشرق میں بہار ریاست ہے۔ اتر پردیش کو تین امتیازی حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ (1) شمال میں پہاڑوں کا سلسلہ (2) جنوبی پہاڑ اور پہاڑیاں اور (3) گنگا کا میدان

زراعت

اتر پردیش کے تقریباً 78 فی صد عوام کا اہم پیشہ زراعت ہے۔ ریاست میں زراعت کے قابل زمین مجموعی طور پر 167.32 لاکھ ہیکٹر ہے۔ 98-1997 میں اتر پردیش میں 401.55 لاکھ میٹرک ٹن اناج پیدا ہوا تھا

صنعتیں اور معدنیات

مارچ 1998 کے آخر تک ریاست میں مجموعی طور پر 2.266 بڑی اور اوسط درجے کی صنعتیں تھیں۔ جن میں 41.266.20 روپے کا سرمایہ لگا ہوا تھا اور ان 7.38.582 افراد برسر روزگار تھے۔ اس کے علاوہ 3.42.000 صنعتی یونٹیں تھیں جن میں 3.991.22 کروڑ روپے کا سرمایہ لگا ہوا تھا اور 15.69.892 افراد کام کر رہے تھے۔ 1996 کے آخر تک ریاست میں تقریباً 37.27 لاکھ ٹن چینی، اتر پردیش میں 68 کاٹن ملی ہیں۔ 2011 تک نوئیڈا اتھارٹی کے تحت 102 سیکٹر کو ترقی دینے کی اسکیم ہے۔ اس اتھاریٹی میں صنعتی علاقے، رہائشی علاقے، گروپ ہاؤسنگ سیکٹر، رہائشی عمارتیں، کمرشیل ادارے اور ادارہ جاتی سیکٹر شامل ہیں۔ نوئیڈا اور گریٹر نوئیڈا کے نمونے پر ریاست میں دیگر صنعتی ایریا کو بھی فروغ دینے کے لئے قدم اٹھائے گئے ہیں۔ سافٹ ویئر برآمد کو بڑھاوا دینے کے لئے کانپور میں ایک سافٹ ویر پارک قائم کیا گیا ہے۔

پبلک سیکٹر کے تحت چونا پتھر، میگنسائیٹ، کوئلہ، راک فاسفیٹ، ڈولومائٹ اور سلکن ریت کی کانکنی کی جاتی ہے۔ چھوٹی معدنیات کی پیداوار اور چھوٹی معدنیات جیسے چونا پتھر، سلکا، میگنسائٹ، فائر و فائلائٹ اور ڈائیوس پار کی پیداوار کا زیادہ تر کام نجی سیکٹر کرتے ہیں۔

آبپاشی اور بجلی

1999-2000 کے دوران اس ریاست میں آبپاشی کی صلاحیت بڑھا کر 267.99 لاکھ ہیکٹر کی سطح تک پہنچانے کے لئے 2,094.5256 کروڑ روپے خرچ کئے گئے۔ آٹھویں پانچ سالہ منصوبے کے تحت 2,599.34 کروڑ روپے خرچ کرکے 8.84 لاکھ ہیکٹر کی آبپاشی کی صلاحیت حاصل کر لینے کی تجویز ہے۔ جن 38 بڑے اور اوسط درجے کے پراجکٹوں کو آٹھویں پانچ سالہ منصوبے میں لے جایا جاتا تھا انہیں اسی ساتویں پانچ سالہ منصوبے کی مدت میں ہی مکمل کر لینے کی تجویز ہے۔ اترپردیش ریاستی بجلی بورڈ اپریل 1959 کو اپنے قائم ہونے کے بعد سے ہی پوری ریاست میں بجلی کی پیداوار، تقسیم اور ٹرانسمیشن کا کام انجام دے رہا ہے۔ ریاستی بجلی بورڈ کے قائم ہونے کے وقت پن بجلی گھروں اور حرارتی گھروں کو ملا کر بجلی پیدا کرنے کی اس کی مجموعی صلاحیت 2635 میگاواٹ تھی جو اب بڑھ کر 5414 میگاواٹ ہوگئی ہے 31 مارچ 2000 مرکزی بجلی اتھارٹی (CEA) کے معیار مطابق معیار 31 مارچ 1999 تک ریاست کے 89,117 ہزار گاؤں میں بجلی لگ چکی تھی اور 65,027 گاؤں کو ایل ٹی مینس کے ذریعے بجلی پہنچائی جا رہی تھی۔ اس کے علاوہ 63,282 ہریجن بستیوں میں بھی برق کاری کی جا چکی تھی۔

ٹرانسپورٹ

سڑک

1998-99 کے آخر تک کلومیٹر 1,21,761 سڑکیں تھیں۔ اس میں 4,036 قومی شاہراہیں 9,637 کلومیٹر ریاستی شاہراہیں یا 9,911 کلومیٹر ضلعی سڑکیں 25,246 کلومیٹر سڑکیں اور 72,931 کلومیٹر دیہی سڑکیں تھیں۔

ریلوے

ریلوے کے شمالی نیٹ ورک کا سب سے اہم جنکشن لکھنؤ ہے۔ دیگر اہم جنکشنوں میں آگرہ، کانپور، الہ آباد، مرادآباد، مغل سرائے، وارانسی، جھانسی، گورکھپور، گونڈا، فیض آباد، بریلی اور سیتاپور شامل ہیں۔

ہوائی خدمات

ریاست میں لکھنؤ، کانپور، وارانسی، الہ آباد، آگرہ، جھانسی، بریلی، ہنڈن (غازی آباد) گورکھپور، سرساوا (سہارنپور)، پنت نگر (نینی تال)، جولی گرانٹ (دہرادون) اور فرصت گنج (رائے بریلی) میں ہوائی اڈے ہیں۔

تیوہار

دنیا کا شاید سب سے بڑے میلہ کنبھ میلہ ہری دوار اور الہ آباد میں ہر بارہویں سال لگتا ہے۔ اس کے علاوہ ہر چھ سال میں انہیں مقامات پر اردھ کنبھ میلہ بھی لگتا ہے۔ بھارت کے ہر علاقے سے عقیدت مند اور سنیاسی اس موقعے پر سنگم میں غوطہ لگانے کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ الہ آباد میں ہر سال سردیوں میں یعنی جنوری میں ماگھ میلہ لگتا ہے جہاں لوگ ایک مہینے تک قیام کرتے

ہیں اور ہر صبح سنگم میں غوطہ زن ہوتے ہیں۔ دوسرے میلوں میں متھرا، ورنداون اور ایودھیا کا جھولہ میلہ ہے۔ ان میلوں میں مجسموں کو تقریباً پندرہ دنوں تک سونے اور چاندی کے جھولوں میں رکھا جاتا ہے۔ کارتک پورنیما کے موقعے پر گنگا میں غوطہ لگانا بہت زیادہ پاکیزہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ اور اس کام کے لئے گڑھ مکیشور، سورن، راج گھاٹ، کاکورا، مبتھور، کانپور، الہ آباد، وارانسی، ایودھیا، اور ہری دوار میں بڑی تعداد میں لوگ جمع ہوتے ہیں۔ آگرہ ضلع کے بٹیشور قصبے میں جانوروں کا ایک مشہور میلہ لگتا ہے۔ بارہ بنکی ضلع کا دیوا میلہ مسلم صوفی وارث شاہ کی وجہ سے کافی مشہور ہوگیا ہے۔ ان کے علاوہ، ریاست میں ہندو اور مسلمانوں کے اہم تیوہار بھی منائے جاتے ہیں۔

سیاحتی مقامات

اتر پردیش میں مختلف قسم کے سیاحوں کی دلچسپی کے لئے مختلف قسم کی چیزیں ہیں۔ مذہبی اہمیت کے قدیم مقامات میں وارانسی، پوڑی، وندھیا چل، ایودھیا، چترکٹ، پریاگ، باگیشور، جاگیشور، نیمی شرانیہ، متھرا، ورنداون، ہری دوار، رشی کیش، بدری ناتھ، کدار ناتھ، گنگوتری، نانک متا، ہیم کنڈ صاحب، دیوا شریف، پیران کلیر، فتح پور میں شیخ سلیم چشتی کی درگاہ، سارناتھ، شراوستی، کشی نگر، سنکسا، کمپل، پیپراوہ اور کوشمبی وغیرہ اہم ہیں۔

آگرہ، ایودھیا، سارناتھ، وارانسی، لکھنؤ، متھرا، پریاگ، جھانسی، گورکھپور، جونپور، قنوج، مہوبہ، دیوگڑھ، بھٹور اور وندھیا چل میں ہندو اور مسلم کی تعمیرات اور تہذیب کے بیش بہا خزانے موجود ہیں۔

اتر پردیش میں کئی خوبصورت مناظر کے مقامات ہیں جیسے الہ آباد میں سنگم، ہنڈن (غازی آباد) مرزاپور کا ٹانڈہ جھرنا وغیرہ کماؤں کی پہاڑیاں تو دیکھتے ہی بنتی ہیں اور ہمالیہ کی گھاٹیوں کا خوبصورت منظر دلکش اور مسحور کن ہے۔

حکومت

گورنر:	وشنو کانت شاستری		
وزیر اعلیٰ:	راج ناتھ سنگھ	چیف سکریٹری	بھولا ناتھ تیواری
اسپیکر:	کیسری ناتھ ترپا	چیف جسٹس:	شیامل کانت سین
		ہائی کورٹ کا دائرۂ اختیار:	اتر پردیش

ضلعوں کی آبادی رقبہ اور صدر مقام

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر	آبادی	صدر مقام
1-	آگرہ	4,027	27,51,021	آگرہ
2-	علی گڑھ	5,019	32,95,982	علی گڑھ
3-	ایٹا	4,446	22,44,998	ایٹا
4-	فیروزہ آباد	2,361	15,33,054	فیروزہ آباد
5-	مین پوری	2,760	13,16,746	مین پوری
6-	متھرا	3,811	19,31,186	متھرا

7-	مہامایہ نگر		1,13,285	ہاتھرس
8-	اعظم گڑھ	4,234	31,53,885	اعظم گڑھ
9-	بلیا	2,981	22,62,273	بلیا
10-	مئو	1,713	14,45,782	مئو
11-	کوشامبی	2,015	11,57,402	کوشامبی
12-	فتح پور	4,152	18,99,241	فتح پور
13-	پرتاپ گڑھ	3,717	22,10,700	پرتاپ گڑھ
14-	الہ آباد	2,261	49,21,313	الہ آباد
15-	چترا کوٹ	3,513	5,95,996	چترا کوٹ دھام
16-	بدایوں	5,168	24,48,338	بدایوں
17-	بریلی	4,120	28,34,616	بریلی
18-	پیلی بھیت	3,499	12,83,103	پیلی بھیت
19-	شاہ جہاں پور	4,575	19,87,395	شاہ جہاں پور
20-	فیض آباد	4,511	29,78,484	فیض آباد
21-	امبیڈکر نگر	-	-	اکبر پور
22-	بہرائچ	6,877	27,63,750	بہرائچ
23-	بارہ بنکی	4,402	24,23,136	بارہ بنکی
24-	گونڈا	7,352	3573,075	گونڈا
25-	سلطان پور	4,436	25,58,970	سلطان پور
26-	ٹہری گڑھوال	5,438	6,82,535	ٹہری
27-	چمولی	9,126	4,54,871	چمولی
28-	دہرہ دون	3,088	10,25,679	دہرادون
29-	ٹہری گڑھوال	4,421	5,80,153	نیو ٹہری
30-	اتر کاشی	8,016	2,39,709	اتر کاشی
31-	گورکھپور	3,325	30,66,002	گورکھپور
32-	دیوریا	2,613	21,43,745	پڈرونہ

33-	کشی نگر	2,832	22,96,279	کشی نگر
34-	مہاراج گنج	2,948	16,76,378	مہاراج گنج
35-	باندہ	7,624	18,62,139	باندہ
36-	ہمیرپور	4,098	8,98,326	ہمیرپور
37-	جالون	4,565	12,19,377	اورئی
38-	للیت پور	5,039	7,52,043	للیت پور
39-	مہوبہ	3,068	5,68,165	مہوبہ
40-	نسی	5,024	14,29,698	نسی
41-	کانپور (شہر)	1,065	24,18,487	کانپور
42-	کانپور (دیہات)	5,111	21,38,317	اکبرپور
43-	فرخ آباد	4,274	24,40,266	فتح گڑھ
44-	اٹاوہ	4,326	21,24,655	اٹاوہ
45-	لکھنؤ	2,528	27,62,801	لکھنؤ
46-	ہردوئی	5,986	27,47,082	ہردوئی
47-	لکھیم پوری کھیری	7,680	24,19,234	کھیری
48-	رائے بریلی	4,609	23,22,810	رائے بریلی
49-	سیتاپور	5,743	28,57,009	سیتاپور
50-	اناؤ	4,558	22,00,397	اناؤ
51-	نینی تال	6,794	15,40,174	نینی تال
52-	ادھم سنگھ نگر	3,358	9,14,861	رودراپور
53-	الموڑا	5,385	8,36,617	الموڑا
54-	پتھوراگڑھ	8,856	5,66,408	پتھوراگڑھ
55-	بلندشہر	4,352	28,49,859	بلندشہر
56-	میرٹھ	3,911	34,47,912	میرٹھ
57-	غازی آباد	2,590	27,03,933	غازی آباد
58-	گوتم بدھ نگر	1,501	1,46,514	نوائیڈا

59-	مرادآباد	5,967	41,21,035	مرادآباد
60-	بجنور	4,561	24,54,521	بجنور
61-	رام پور	2,367	15,02,141	رام پور
62-	جیوتیبا پھولے نگر	2,470	13,29,554	امروہہ
63-	سہارنپور	3,689	23,09,029	سہارنپور
64-	ہردوار	2,360	11,24,488	ہردوار
65-	مظفرنگر	4,008	28,42,543	مظفرنگر
66-	وارانسی	4,036	37,82,949	وارانسی
67-	جونپور	4,038	32,14,636	جونپور
68-	چندولی	2,485	12,74,839	چندولی
69-	غازی پور	3,377	24,16,617	غازی پور
70-	سنت روی داس نگر	1,056	10,77,633	بھدوہی
71-	مرزاپور	4,522	16,57,139	مرزاپور
72-	سونبھدر	6,788	10,75,041	رابرٹس گنج
73-	بستی	3,733	27,38,522	بستی
74	بلرام پور	3,457	13,68,630	بلرام پور
75-	شراوستی	2,186	9,23,377	شراوستی
76-	سدھارتھ نگر	3,495	17,07,685	نوگڑھ
77-	چمپاوت	1,712	1,93,337	چمپاوت
78-	باگیشور	1,626	2,24,172	باگیشور
79-	رودر پریاگ	2,439	2,00,451	رودر پریاگ
80-	باغپت	1,345	10,30,399	باغپت
81-	قنوج	2,058	11,55,847	قنوج
82-	اوریا	2,054	10,00,035	اوریا
83-	سنت کبیر نگر		9,73,385	(خلیل آباد)

نومبر 2000 سے الگ اترانچل ریاست بن گئی ہے جس میں یہ اضلاع شامل کئے گئے ہیں۔ پوڑی گڑھوال، چمولی دہرہ

دون، ٹہری، اترکاشی اور پریاگ، نینی تال، المورہ، پتھوراگڑھ، باگیشور، چمپاوت اودھم سنگھ نگر اور ہری دوار۔

مغربی بنگال

رقبہ:	88,752 مربع کلومیٹر	آبادی:	6,79,82,732
راجدھانی:	کلکتہ	اہم زبان:	بنگالی

تاریخ اور جغرافیہ

ہندستان کی قبل تاریخ کے ذکروں میں بھی بنگال کا ایک اہم مقام ہے۔ سکندر کے حملے کے وقت بنگال پر گنگاری دئی نام کی حکومت تھی۔ گپتا اور موریہ حکمرانوں کا بنگال پر کوئی خاص اثر نہیں پڑا۔ بعد میں ششانک بنگال کا راجا بنا۔ بتایا جاتا ہے کہ اس نے ساتویں صدی کے پہلے نصف میں شمال مشرقی بھارت میں اہم رول ادا کیا۔ اس کے بعد گوپال راجا بنا اور پالا خاندان کی سلطنت قائم کی جس نے صدیوں تک حکمرانی کی اور عالی شان حکومت قائم کی۔ پالا راجاؤں کے بعد بنگال پر سین حکمرانوں کا قبضہ ہوا جسے دلی کے مسلم حکمرانوں نے شکست دی۔ سولہویں صدی میں مغلیہ دور شروع ہونے سے قبل بنگال پر بہت سارے مسلمان بادشاہوں اور سلطانوں نے حکومت کی۔

مغلوں کے زوال کے بعد جدید بنگال کی تاریخ یوروپی اور برطانوی تجارتی کمپنیوں کی آمد سے شروع ہوتی ہے۔ 1757 میں پلاسی کی جنگ نے اس وقت تاریخ کا رخ موڑ دیا جب انگریزوں نے پہلی بار بنگال اور بھارت میں اپنے پاؤں جمائے۔ 1905 میں سیاسی فائدے کے لئے انگریزوں نے بنگال کی تقسیم کا اعلان کیا لیکن کانگریس کی قیادت میں عوام کی بڑھتی ہوئے مخالفت کے پیش نظر 1911 میں بنگال کو دوبارہ ملا دیا گیا۔ اس سے جنگ آزادی کا شعلہ اور بھڑک اٹھا۔ اس کے نتیجے میں 1947 میں ہمیں آزادی ملی اور ملک تقسیم ہوگیا۔ 1947 کے بعد دیسی ریاستوں کو ضم کرنے کا کام شروع ہوا اور 1956 میں ریاستوں کی تشکیل نو سے متعلق 1956 کے قانون کے مطابق کچھ نواحی ریاستوں کے بنگلہ زبان والے علاقوں کو بھی مغربی بنگال میں ضم کردیا گیا۔

اس ریاست کے مشرق میں بنگلہ دیش، مغرب میں نیپال، شمال مشرق میں بھوٹان، شمال میں سکم، مغرب میں بہار، جنوب مغرب میں اڑیسہ اور جنوب میں خلیج بنگال ہے۔

زراعت

ریاست کی آمدنی میں زراعت کا اہم رول ہے۔ ریاست کے ہر چار میں سے تین افراد بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر زراعت سے منسلک ہیں۔ 99-1998 میں ریاست میں مجموعی طور 143.67 لاکھ ٹن اناج کی پیداوار ہوئی جس میں چاول کی پیداوار 133.16 لاکھ ٹن تھی مغربی بنگال بھارت میں سب سے زیادہ چاول پیدا کرنے والی ریاست ہے۔ 99-1998 میں گیہوں اور دالوں کی پیداوار بالترتیب 7.78 لاکھ ٹن اور 1.26 لاکھ ٹن رہی۔ پٹ سن کی پیداوار 99-1998 میں 73.73 لاکھ گانٹھیں ہوئی تھیں۔ 98-1997 میں تیلوں کے بیج کی پیداوار 3.82 لاکھ ٹن اور آلو کی پیداوار 66.89 لاکھ ٹن ہوئی تھی۔

صنعت اور معدنیات

مغربی بنگال ملک کی اہم صنعتی ریاستوں میں ایک ہے۔ 1998 میں یہاں مندرج صنعتی اکائیوں کی تعداد 11,416

تھی۔ صنعتی سرمائے کاری کو بڑھاوا دینے کے لئے بنی ریاستی سطح کی ایجنسی مغربی بنگال صنعتی ترقی کارپوریشن کے پاس 25 نومبر 1999 تک 183 پروجکٹ کی تجاویز تھی جن پر 2,273.16 کروڑ روپے کے قرض دئے جانے تھے۔ جن میں سے 37 صنعتی اکائیوں کو 888.2 کروڑ روپے کے قرض دے گئے۔ 5,200 کروڑ روپے لاگت کی ہلدیہ پیٹروکیمیکلس پروجیکٹ کے علاوہ عمل پذیر دیگر پروجیکٹ ہیں۔ تسوبیشی کیمکل کارپوریشن کے پی ٹی اے بنانے والی 1,600 کروڑ کا پروجکٹ، ہلدیہ میں واقع ساؤتھ ایشین پیٹروکام لمٹیڈ کی 450 کروڑ روپے برآمد رخی بوتل گریڈ پیٹ ریجن پروجیکٹ، رشرا میں بھوشن انڈسٹری کا 300 کروڑ روپے کا رالنگ مل اور ہلدیہ میں واقع انڈین ریفنس کی 140 کروڑ روپے کی ریسن پروجیکٹ۔ اس کے علاوہ 1,600 کروڑ روپے کا میگا سٹی پروگرام شروع کیا جارہا ہے۔ جس کے لئے مرکزی حکومت نے ابھی تک 109 کروڑ روپے جاری کئے ہیں اور ریاستی حکومت کے 210 کروڑ مہیا کرائے ہیں۔

مغربی بنگال صنعتی ترقیاتی کارپوریشن نے اب تک 12 صنعتی کمپلکس (ترقیاتی مراکز) قائم کئے ہیں۔ یہ مرکز 2,000 ایکٹر رقبے میں بنائے گئے ہیں اور خاص طور سے صنعتی ڈھانچے کے فروغ کے لئے بنائے گئے ہیں۔ یہ ترقیاتی مراکز سڑکیں، پانی بجلی، پانی کی نکاسی وغیرہ کا کام کروار ہے ہیں۔ ان میں سے 1,160 ایکٹرز مین 216 صنعتی اکائیوں کو بانٹ دی گئی ہیں۔ مغربی بنگال صنعتی ترقی کارپوریشن جلپائی گڑی، مالوہ اور بربھوم ضلعوں میں ایک ایک میگا گروتھ سینٹر قائم کرے گا۔ 99-1998 میں رجسٹرڈ اکائیوں کی تعداد 13,156 تھی۔

بجلی اور آبپاشی

اس وقت مغربی بنگال میں بجلی کی تیاری مغربی بنگال ریاستی بجلی بورڈ، مغربی بنگال بجلی ترقی کارپوریشن لمٹیڈ، کلکتہ بجلی سپلائی کارپوریشن اور درگاپور پراجیکٹ لمٹیڈ کے ذریعے ہوتی ہے۔ 99-1998 کے دوران ریاست میں مجموعی طور پر 1,54,690 لاکھ یونٹ بجلی کی پیدوار ہوئی۔ 2000-1999 میں (نومبر 1999 تک) تک 29,534 گاؤں میں بجلی پہنچائی جا چکی تھی اور 1,08,049 ٹیوب ویلوں کو بجلی مل رہی تھی۔ کٹیر جیوتی اور لوک دیپ پراجکٹوں کے تحت نومبر 1999 تک 1,18,051 گھروں کو بجلی فراہم کی گئی۔

99-1998 میں ریاست میں چھوٹی آبپاشی کی صلاحیت 71.70 لاکھ ہیکٹرس کے لئے پیدا کی گئی شمالی بنگال ترائی ترقی پروجیکٹ کے تحت مکمل کی گئی 88 چھوٹی آبپاشی اسکیمیں صارفین کو سونپ دی گئی ہیں۔ سالانہ تقریباً 8 سے 10 ہزار ہیکٹر اضافی چھوٹی آبپاشی قوت کی تشکیل دی جاتی ہے۔ فی الوقت 3 کانگسا باتی ریزوائر پراجیکٹ، دامور دیلی پراجیکٹ اور تیستا بیراج پراجیکٹ پر کام چلا رہا ہے توقع ہے کہ اس میں سے پہلے دو پراجیکٹ نویں منصوبے کے آخر تک مکمل ہو جائیں گے 1998 تک 93,610 ہیکٹر کی مجموعی آبپاشی صلاحیت تیستا پروجکٹ کے ذریعہ تشکیل کی گئی۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

31 مارچ 1997 تک ریاست میں سڑکوں کی مجموعی لمبائی 76,040 کلومیٹر تھی جس میں 1,651 کلومیٹر لمبی قومی شاہراہیں شامل تھیں۔ مارچ 1997 تک سرکاری تعمیراتی شعبے کے مطابق سڑکوں کی لمبائی اس طرح تھی۔

ریاستی سڑکیں	3,418 کلومیٹر

پی ڈبلیو ڈی کے تحت 12.288 کلومیٹر

ضلعی بورڈ کیس 31.064 کلومیٹر تھی

ریلوے

1998-99 میں ریاست میں بڑی ریل لائن، میٹرگیج اور چھوٹی لائنوں کو ملا کر مجموعی طور پر 3.802.82 کلومیٹر لمبی ریل لیں تھی۔ ریاست کے اہم ریلوے جنکشن باوڑہ، آسنسول، سیالدہ، بنڈل، بردوان، کھڑگپور اور نئی جلپائی گڑی ہیں۔

فضائی خدمات

کلکتہ کے قریب ڈمڈم بین الاقوامی ہوائی اڈہ ہے۔ ریاست کے دوسرے ہوائی اڈہ بیلور گھاٹ، کوچ بہار، مالدہ، باگڈوگرا، اگرتلہ، بہار، بیرکپور، کلئی کنڈا ہیں۔

بندرگاہ

ریاست کا سب سے اہم بندرگاہ کلکتہ ہی ہے۔ اس کے بعد ہلدیہ بندرگاہ کا نام آتا ہے۔

تیوہار

درگا پوجا ریاست کا سب سے اہم تیوہار ہے۔ اس کے علاوہ کالی پوجا یا دوالی بسنت پنچمی، لکشمی پوجا، ہولی، شیوراتری، جنم اشٹمی، عیدالفطر، وغیرہ تیوہار بھی ریاست میں منائے جاتے ہیں۔

سیاحتی مقامات

اہم سیاحتی مقامات مندرجہ ذیل ہیں۔ کلکتہ، دیگھا (مدنا پور) بک کھالی سی-سمندری تفریح گاہ ساگر جزیرہ اور سندر بن (جنوبی 24 پرگنہ) بنڈیل، تارکیشور، کمار پوک (ہگلی) اور گادیارہ (باوڑہ)، شانتی نکیتن اور بکریشور (وربھوم)، درگا پور (بردوان)، بکٹ منی پور اور وشنو پور (بانکورہ)، ایودھیا ہلس (پرولیا)

مرشد آباد، گور اور پانڈوا (مالدہ)، دارجلینگ، مرک، کالم پونگ، سنڈاک پھو، پھلوٹ اور کرسیانگ (دار جلنگ) اور جلدہ پاڑہ اور ددوار (جلپائی گڑ)

حکومت

گورنر: ویرین جے شاہ

وزیر اعلیٰ: بدھ دیو بھٹاچاریہ

اسپیکر: ہاشم عبدالحلیم

چیف سکریٹری: منیش گپتا

چیف جسٹس: اشوک ماتھر

ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار: مغربی بنگال اور انڈمان اور نکوبار جزائر

ضلعوں کے رقبے، آبادی اور صدر مقام

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر	آبادی	صدر مقام
1-	بانکڑہ	6.882	28.05.065	بانکڑہ
2-	بردوان	7.024	60.50.605	بردوان
3-	بیر بھوم	4.545	25.55.664	سیوڑی
4-	کلکتہ	18.733	43.99.819	کلکتہ
5-	دارجلنگ	3.149	12.99.919	دارجلنگ
6-	ہاوڑہ	1.467	37.29.644	ہاوڑہ
7-	ہگلی	3.149	43.55.230	ہگلی
8-	جلپائی گڑی	6.227	28.00.543	جلپائی گڑی
9-	کوچ بہار	3.387	21.71.145	کوچ بہار
10-	مالدہ	3.733	26.37.032	انگلش بازار
11-	مودنی پوری	14.081	83.31.912	مودنی پور
12-	مرشد آباد	5.324	47.40.149	برہام پور
13-	نادیا	3.927	38.52.097	کرشن نگر
14-	شمالی 24 پرگنہ 2	14.052.67	72.81.881	علی پور
15-	جنوبی 24 پرگنہ	-	57.15.030	بارہ سات
16-	پرولیہ	6.295	22.24.577	پرولیا
17-	شمالی دیناج پور	3.180	19.26.729	رائے گنج
18-	جنوبی دیناج پور 3	2.183	12.00.924	بیلور گھاٹ

1۔ اس میں تین بلدیاتی ادارے (گارڈن ریچ 12.05 مربع کلومیٹر، جنوبی آپ نگر 30.38 مربع کلومیٹر اور جادو پور 40 مربع کلومیٹر بھی شامل ہیں۔ آبادی کے اعداد و شمار دونوں ضلعوں کو ملا کر دئے گئے ہیں۔

2۔ آبادی کے اعداد و شمار دونوں ضلعوں کو ملا کر دئے گئے ہیں۔

انڈومان نکوبار جزائر

رقبہ:	8.249 مربع کلومیٹر	آبادی:	2.80.661

راجدھانی: پورٹ بلیئر   اہم زبانیں: ہندی، نکوباری، تمل، بنگلہ، ملیالم اور تیلگو

تاریخ اور جغرافیہ

انڈمان میں نکوبار جزائر جو مرکز کے زیر انتظام والا رقبہ ہے 6 ڈگری اور 16 ڈگری شمالی طول البلد اور 92 ڈگری
اور 96 ڈگری مشرقی ارض البلد کے درمیان واقع ہے۔ یہ میانمار کے کیپ نگریس سے 193 کلومیٹر کلکتہ سے 1.255 کلومیٹر اور
چنئی سے 1.190 کلومیٹر دور ہے۔ رچی مجموعہ جزائر اور لیبیرنتھ جزائر دو اہم گروپ ہیں۔ نکوبار جزائر انڈومان کے جنوب میں
چھوٹے انڈومان جزیرے سے 121 کیلومیٹر کی دوری پر واقع ہے یہاں آبادی والے کل 36 جزائر ہیں جن میں 24 انڈمان اور
12 نکوبار ضلع میں ہیں۔ یہاں کے اصل باشندے شکار اور مچھلیاں پکڑ کر اپنا گزارا کرتے ہیں۔ انڈومان کے جزائر میں
چار گریٹ انڈمانی، اونگے، جروا اور سینٹی نلی نام کی چار نگریتو قبائل ہیں اور نکوبار جزائر میں نکوباری اور شمپین نام کی دو منگولی ذاتیں
ہیں۔ ان میں جروا اور سینٹی نلی ذاتیں تو اپنے تن کو ڈھکنا تک نہیں سیکھ پائی ہیں۔

انڈمان نکوبار جزائر کی جدید تاریخ 1789 سے یہاں اسٹیٹ انڈیا کمپنی کے ذریعے ایک بستی قائم کرنے کے بعد شروع
ہوئی۔ حالانکہ بعد میں (1796 میں) یہ بستی خالی کردی گئی۔ 1857 میں ہوئی بھارت کی پہلی جنگ آزادی کے بعد 1858 میں
برطانوی حکومت نے ان جزائر کو تاعمر قید کی سزا پانے والے افراد کے لئے استعمال کیا۔ تب اسے کالا پانی کہا جاتا تھا۔ سب سے
پہلے باغیوں، سیاسی قیدیوں اور خطرناک مجرموں کو بھارت سے لے جاکر بسایا جاتا تھا۔ دوسری جنگ عظیم یعنی عالمی جنگ تک یہ
سلسلہ قائم رہا۔ اس عالمی جنگ کے دوران 1942 میں انڈومان اور نکوبار پر جاپانی فوجیوں نے قبضہ کرلیا بعد میں 1945 میں
برطانوی بھارت کی سرکار نے ان جزیروں پر دوبارہ قبضہ کرلیا اور 1947 میں بھارت کے آزاد ہونے تک یہاں کا کام کاج اپنے
قبضے میں رکھا۔

زراعت

علاقے میں 49.539 ہیکٹر زمین پر کھیتی کی جاتی ہے۔ دھان یہاں کے اناج کی اہم فصل ہے جو زیادہ تر انڈومان جزائر
میں پیدا کی جاتی ہے۔ نکوبار جزائر کی اہم فصلیں ناریل اور سپاری ہیں۔ یہاں دالیں، تیلوں کے بیج اور سبزیاں اگائی جاتی ہیں۔
پھر خریف کی فصل بوئی جاتی ہے۔ جس میں دھان کی کاشت ہوتی ہے یہاں کے کسان پہاڑی زمین پر مختلف قسم کے پھل جیسے
آم، سپوٹا، سنترا، کیلا، پپیتا، اناس اور قند مول وغیرہ پیدا کرتے ہیں۔ یہاں ایک سے زیادہ فصلوں کے نظام کے تحت مسالے
جیسے مرچ، لونگ، جاپھل اور دارچینی بھی پیدا کیے جاتے ہیں۔ ان جزائر میں ربڑ، ریڈ آئل، کھجور، کاجو وغیرہ محدود پیمانے پر بھی
میں پیدا کیے جاتے ہیں۔

جنگلات

7.171 مربع کلومیٹر حصے میں جنگلات ہیں۔ تقریباً ہر طرح کے درخت جیسے سدا بہار درخت، پہاڑیوں پر ہونے والے سدا
بہار درخت اور ساحل اور ترائی کے جنگلات پائے جاتے ہیں۔ انڈومان نکوبار میں مختلف قسم کی لکڑیاں پائی جاتی ہیں۔ سب سے
اہم لکڑیاں پوڈوک اور گرجن کی ہیں۔ یہ نکوبار میں نہیں ملتی۔ اس وقت ان جزائر میں 7.613 مربعد کلومیٹر زمین پر جنگلات ہیں۔

صنعت

اس ریاست میں اوسط درجے کی چار صنعتی اکائیوں کے علاوہ 1.316 مندرج چھوٹی صنعتیں، دیہی صنعتیں اور دستکاری کی

اکائیاں ہیں۔ حال ہی میں قائم کی گئی انجینئرنگ اکائیوں میں پولیتھین بیگ، پی وی سی صنعت، ہلکے مشروب، اسٹیل فرنیچر، بیکری کے سامان اور المونیم کے دروازے اور کھڑکیاں، وغیرہ تیار کئے جاتے ہیں۔ انڈمان نکوبار انٹگریٹیڈ ترقی کارپوریشن 1988 میں قائم کیا گیا۔ اس نے جٹ ریویز کے بااختیار ایجنٹ کے طور پر سول سپلائی، سیاحت، مچھلی پالنے کی صنعت اور صنعتی مالیے کے شعبے میں کام کرنا شروع کردیا ہے۔

ٹرانسپورٹ

جزائر میں آمدورفت فضائی اور آبی راستوں سے ہوتی ہے۔ انڈین ایئر لائنس ہفتے میں چار بار کلکتہ سے پورٹ بلیئر اور ہفتے میں تین بار چینئی سے پورٹ بلیئر کے لئے فضائی خدمات انجام دیتی ہے۔ پانی کے جہاز بھی پورٹ بلیئر سے کلکتہ، چینئی وشاکھاپٹنم کے بیچ میں آتے جاتے رہتے ہیں۔ پانی جہاز کے ڈائرکٹوریٹ کے پاس جزیروں کے درمیان آمدورفت کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے کئی جہاز ہیں۔

تجارتی کاموں کے لئے قائم کی گئی ریاستی ٹرانسپورٹ خدمات نے شمال میں وگلی پور سے لے کر جنوب میں کیمپبل کے خلیج تک مرکز کے انتظام والے اس علاقے کے گیارہ اہم جزیروں تک خدمات میں اضافہ کیا ہے۔ اس محکمے نے انڈمان ٹرنک سڑک خدمات بھی شروع کی جو راجدھانی کو مایا بندر سے شمالی سب ڈویژن صدر مقام اور وسطی انڈمان کو تین پھیری ناؤں کا انتظام کرکے ٹرانس شمپیٹ خدمات سے جوڑتی ہے جن کی مجموعی دوری 272 کلومیٹر ہے۔

سیاحتی مقامات

گھنے جنگلات سے ڈھکے ہوئے۔ لامحدود نباتات وحیاتات (اجنبی ومختلف اقسام کے) خوبصورت ساحل، دل کو لبھانے والے زیر زمین مونگا، مرجان اور بحری حیات اور ''جزائر زمرد'' کے نام سے مشہور انڈمان نکوبار جزائر ماحولیات کے زاویے سے محفوظ سیاحت کے لئے بہترین جگہ ہے۔ یہاں کے اہم سیاحتی مراکز حسب ذیل ہیں۔ سیلولر جیل، قومی میموریل، میرین عجائب گھر، بحری میرین عجائب گھر، روس جزیرہ، چاتھم سامل، چڑیا ٹاپو، زراعت فرم شپ گھاٹ، باڑو میں جانوروں کی حفاظت گاہ، کاربن کا چھوٹی کھانیاں اور دوسرے سمندری ساحل ہمفری، نیچ میموریل ماؤنٹ ہیریئر وغیرہ ہیں۔ پورٹ بلیئر میں انڈمان پانی کے کھیلوں کا کمپلکس اور بہادری پر مبنی آبی کھیل، بچوں کا پارک، ترنتال، فوڈپلازا وغیرہ۔ گاندھی پارک (بچوں کا پارک، آبی کھیل اور ایک جاپانی بنکر وغیرہ کے ساتھ) ایک دوسرا بڑا سیاحتی مرکز ہے۔

مہاتما گاندھی بحری قومی پارک، روس جزیرہ، وائپر جزیرہ، نیل جزیرہ، رنگت مایا بندر اور دگلی پور وغیرہ اس جزیرے میں سیاحوں کی دلچسپی کے مراکز ہیں۔ بہترین سیاحت کے لئے اپریل سے مئی تک کا موسم بہت بہتر ہے۔ 1998 میں 79,647 سیاح آئے جن میں 4,915 غیر ملکی تھے۔

حکومت

لیفٹیننٹ گورنر: ایشوری پرشاد گپتا

چیف سکریٹری: انل بیجال

انڈمان نکوبار جزائر کلکتہ ہائی کورٹ کے دائرہ اختیار میں آتے ہیں

ضلعوں کے رقبہ، آبادی اور صدر مقام

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر	آبادی	صدر مقام
1۔	انڈومان	6.408	2.41.453	پورٹ بلیئر
2۔	نکوبار	1.841	39.208	نکوبار

چنڈی گڑھ

رقبہ:	114 مربع کلومیٹر	آبادی	8.76 لاکھ
راجدھانی:	چنڈی گڑھ	اہم زبانیں:	ہندی، پنجابی اور انگریزی

تاریخ اور جغرافیہ

شیوالک پہاڑیوں کے دامن میں خوبصورت مناظر کے درمیان واقع چنڈی گڑھ صحیح معنوں میں ایک خوبصورت شہر ہے۔ فرانس کے بہترین ماہر تعمیرلی کربوزیے کے ذریعے تعمیر کیا گیا۔ یہ شہر جدید تعمیرات اور شہر بسانے کے خوبصورت فن کی نمائندگی کرتا ہے۔ چنڈی گڑھ، اور اس کے آس پاس کے علاقوں کو ایک نومبر 1966 کو مرکز کے زیرانتظام علاقہ بنایا گیا۔ یہ پنجاب اور ہریانہ کی بھی مشترکہ راجدھانی ہے۔ اس کے شمال مغرب میں پنجاب اور مشرق جنوب میں ہریانہ کی ریاستیں ہیں۔

زراعت

اس وقت اس علاقے میں تقریباً 1.650 ہیکٹر زمین قابل زراعت ہے۔ ان میں سے 1.580 ہیکٹر علاقے میں آبپاشی کی سہولتیں ہیں۔ گیہوں، مکئی، سبزیاں، چارہ اور دھان یہاں کی اہم فصلیں ہیں۔

صنعت

چنڈی گڑھ میں بڑی اور منجھلی صنعتوں کی تعداد 15 ہے۔ ان میں دو پبلک سیکٹر میں ہیں۔ 3.018 سے زیادہ چھوٹی صنعتیں اکائیاں مندرج ہیں جن میں 28.500 ہزار افراد کو روزگار ملا ہوا ہے۔ چنڈی گڑھ سے سالانہ 60 کروڑ روپے تک کا مال برآمد کیا جاتا ہے۔ پڑوسی ریاستوں نے اس شہر کے پاس میں صنعتی جائدادوں کو فروغ دیا ہے۔ جس کے نتیجے میں پروانو بڈی، ڈیرا باسی، موہا کی اور پنچ کلا میں بڑی تعداد میں صنعتیں لگائی گئی ہیں۔ اس مرکز کے زیرانتظام علاقوں کو آج پورے ملک میں سب سے زیادہ آمدنی فی شخص والے علاقے کے طور پر فخر حاصل ہے۔ صنعتی اکائیوں کو بجلی فراہم کرانے کے معاملے میں ریاستی انتظامیہ نے حال ہی میں اپنی پالیسی میں ترمیم کیا ہے۔ ان صنعتی اکائیوں کو فراخی سے بجلی مہیا کرائی جارہی ہے۔ اس کے لئے بنائی گئی کمیٹی نے 600 معاملات میں وسعت کی منظوری فراہم کی اور نئے کنکشنوں کو بھی منظوری دی۔ وزیراعظم روزگار یوجنا کے تحت 2000-1999 میں اداروں کو قرض منظور کئے گئے اور 2001-2000 میں 100 معاملوں کا نشانہ رکھا گیا۔

بجلی

چنڈی گڑھ کو ضرورت کی بجلی پڑوسی ریاستوں اور مرکزی پراجیکٹوں سے ملتی ہے۔ بھاکھڑا میں پیدا ہونے والی بجلی سے

چنڈی گڑھ کو 3.5 فی صد حصہ ملتا ہے۔ حرارتی ،ایمی اور گیس پر منحصر مرکزی پیداوار اور پراجکٹوں سے چنڈی گڑھ کو 80 میگاواٹ بجلی ملتی ہے۔ اسکے بعد بجلی کی جو کمی ہوتی ہے۔ وہ مرکزی پراجیکٹوں اور BBMB سے پوری کی جارہی ہے۔ چنڈی گڑھ کے آس پاس کے سبھی گاؤں میں بجلی پہنچ گئی ہے اور سڑکوں گلیوں میں روشنی کا انتظام بھی کیا جارہا ہے۔

ٹرانسپورٹ

چنڈی گڑھ سے ہوکر گزرنے والی قومی شاہراہ 15.275 کلومیٹر لمبی ہے۔ چنڈی گڑھ ریل سڑک اور ہوائی خدمات سے بھی جڑا ہوا ہے۔

سیاحتی مقامات

اہم سیاحتی مقامات راک گارڈن، ذاکر روز گارڈن، خوشبو باغ، شانتی کنج، سکھنا جھیل، میوزیم اور آرٹ گیلری، ٹیرس گارڈن، بوگن بیلیا گارڈن، پنجاب یونیورسٹی کامپلکس، بین الاقوامی گڑیوں کا میوزیم برن پارک، لاگ ہٹ (خدا علی شیر) لیزرویلی، مجسموں کی قومی گیلری وغیرہ اہم ہیں۔

حکومت

ایڈمنسٹریٹر:	لیفٹیننٹ جنرل (سبکدوش) جے ایف آر۔ جیکب		
ہائی کورٹ:	کادائرہ اختیار:	پنجاب اور ہریانہ ہائی کورٹ کے دائرہ اختیار میں آتا ہے	

دادر اور نگر حویلی

رقبہ:	491 مربع کلومیٹر	آبادی:	1,38,477
راجدھانی:	سلواسہ	اہم زبانیں:	گجراتی ہندی

تاریخ اور جغرافیہ

اس علاقے کے کچھ گاؤں کی مالیہ کے بارے میں 17 دسمبر 1779 کو مراٹھا حکومت اور پرتگالیوں کے درمیان ہوئے معاہدے کے مطابق پرتگالیوں کو 12 ہزار روپئے کے معاوضے کی ادائیگی کے بارے میں اور اس سے قبل سمندر کے استعمال کے بارے میں مراٹھوں اور پرتگالیوں کے درمیان طویل عرصے تک لڑائی چلتی رہی۔ اس علاقے پر 2 اگست 1954 تک پرتگالیوں کا قبضہ رہا۔ 1954 میں انہوں نے خود اسے آزاد کردیا۔ کچھ وقفے تک اس علاقے میں ایک ایڈمنسٹریٹر رہا۔ بعد میں اس علاقے کو بھارت کی یونین میں ضم کردیا گیا۔ اس کے مطابق یہ سابق پرتگالی رقبہ 11 اگست 1961 سے بھارت کا اٹوٹ حصہ بن گیا۔ تب سے اسے مرکز کے زیر انتظام رقبہ ہونے کا درجہ حاصل ہے اور ایک حاکم کے ذریعے یہاں کی حکومت چلتی ہے۔

پرتگال کے قبضے سے آزاد ہونے کے بعد سے اس علاقے میں ایک ورشٹ پنچایت ،حکومت کی مشاورتی کمیٹی کے طور پر کام کررہی تھی۔ لیکن اسے اگست 1989 میں ختم کردیا گیا اور دادر نگر حویلی کے لئے پردیش کاؤنسل کا اعلان کردیا گیا۔ اس وقت مرکز کی نگرانی والا رقبہ دمن اور دیو کے ساتھ اس کا مشترک حکومتی نظام ہے اور بعد میں کل ہند سطح پر آئینی ترمیم کے مطابق دادر اور نگر حویلی ضلع پنچایت اور 11 گرام پنچایت تشکیل دی گئیں۔

دادر اور نگر حویلی 491 مربع کلومیٹر میں پھیلا مرکز کی نگرانی کے تحت چھوٹا سا رقبہ ہے۔ یہ گجرات اور مہاراشٹر ریاستوں سے گھرا ہے۔ یہ رقبہ دو حصوں میں بٹا ہوا ہے۔ ایک دادر اور دوسرا نگر حویلی۔ یہاں مجموعی طور پر 72 گاؤں ہیں جن میں ایک گاؤں کو شمار تقریباً غیر آباد اور پانچ دوسرے گاؤں کے کچھ حصے دمن گنگا آبپاشی پراجیکٹ کے تعمیری کام کی وجہ سے ڈوب گئے۔ یہ پراجیکٹ دادر اور نگر حویلی، دمن اور دیو اور گجرات کا مشترکہ پراجیکٹ ہے۔ سب سے نزدیک کا ریلوے اسٹیشن اس علاقے کے صدر مقام سلواسہ سے تقریباً 18 کلومیٹر دور واپی میں ہے۔

زراعت

دادر اور نگر حویلی بنیادی طور پر ایک دیہی اور قبائلی رقبہ ہے جہاں 79 فی صد آبادی قبائلی کی ہے۔ مجموعی جغرافیائی علاقے کے تقریباً 23.775 ہیکٹیر میں کاشتکاری ہوتی ہے۔ اہم فصل دھان ہے۔ ناگلی اور پہاڑی جو بھی اہم فصلیں ہیں۔ آم، چیکو، اور کیلے وغیرہ کی بھی پیداوار ہوتی ہے۔

اس کے مجموعی جغرافیائی علاقے کے 40 فی صد حصے میں جنگلات ہیں۔ مجموعی آبادی کے 79 فی صد عوام کافی حد تک جنگلوں پر منحصر ہے۔ قبائلی افراد کو جنگل کی پیداوار مفت حاصل کرنے کے خصوصی اختیار دئے گئے ہیں۔

صنعت

1965-66 سے قبل اس علاقے میں کوئی صنعتی اکائی نہیں تھی۔ صرف کچھ دستکار روایتی طور پر برتن، چپل، جوتے جیسے چمڑے کا کچھ سامان اور بانس کی چیزیں بناتے تھے۔ کچھ گاؤں میں چند افراد کے پاس ہی دستکاری کا فن ہوتا تھا۔ 1967-68 میں دان صنعتی کوآپریٹو یونین لمیٹڈ نے کوآپریٹیو سیکٹر میں صنعتی اسٹیٹ قائم کر کے چھوٹے پیمانے پر صنعتی ترقی کے کام کی شروعات کی۔ اس کے بعد سلواسہ، مسات اور کھدولی میں تین سرکاری صنعتی بستیاں قائم کی گئیں۔ مارچ 2000 تک 8 8 9 صنعتیں کام کر رہی تھیں جن میں گھریلو، دیہی اور چھوٹی صنعتیں اور ٹیکسٹائل، انجینیئرنگ، پلاسٹک، الکٹرانک، کیمیکل، دوائیں وغیرہ کی 312 منجھولی صنعتیں تھیں۔ ان صنعتوں میں 27.733 سے زیادہ افراد کو روزگار حاصل ہے اور یہ صنعتیں 2.000 کروڑ روپئے سے زیادہ قیمت کے سامان تیار کرتی ہیں۔ ان صنعتوں کی حوصلہ افزائی بھی کی جاتی ہے مثلاً پندرہ سال کے لئے بکری کے ٹیکس کو ہٹالیا جاتا ہے یا بجلی میں سبسیڈی اور رعایتی شرح پر رقم کا انتظام وغیرہ۔ یہاں کوئی چنگی نہیں لی جاتی ہے۔

آبپاشی اور بجلی

اس علاقے میں آزادی سے قبل کسی طرح کی آبپاشی کی سہولت نہیں تھی اور کاشتکاروں کو مکمل طور پر بارش پر منحصر رہنا پڑتا تھا۔ بعد میں خاطر خواہ انتظامات کئے گئے اور اس علاقے میں مختلف جگہوں پر 91 لفٹ آبپاشی پراجیکٹ مکمل کی گئیں۔ کثیر مقصدی دمن گنگا آبپاشی پراجیکٹ بھی تقریباً آخری مرحلے سے گزر رہا ہے۔ بجلی گجرات ریاستی بجلی بورڈ سے خریدی جاتی ہے۔ اس مرکز کے زیر انتظام علاقے کے ہر حصے میں بجلی پہنچ گئی ہے۔

ٹرانسپورٹ

اس علاقے میں اپنا کوئی ٹرانسپورٹ نظام نہیں ہے۔ یہاں گجرات ریاستی ٹرانسپورٹ اور مہاراشٹر ریاستی ٹرانسپورٹ کی خدمات کا استعمال کیا جاتا ہے۔ سڑکوں کی مجموعی لمبائی 533.94 کلومیٹر ہے۔ جس میں 467 کلومیٹر سڑکیں پکی ہیں۔

68 گاؤں ایسی سڑکوں سے جڑے ہیں جو ہر موسم میں ٹھیک رہتی ہیں۔ ممبئی سے احمد آباد کا ریلوے راستہ واپی سے جڑا ہوا ہے۔ سب سے نزدیک کا ہوائی اڈہ ممبئی ہے۔

سیاحتی مقامات

گھنے جنگلی علاقے اور اچھے موسم کی وجہ سے دادرا اور نگر حویلی میں سیاحتی مقامات کو اولین ترجیح دی گئی ہے۔ اہم سیاحتی مقامات میں تاڑکیشور، شیو مندر، وراندون، کھان ویل کا ہرن پارک، وانگنگا جھیل اور دیپ پارک، دادرا، اون وبار پارک، جانوروں کا چھوٹا پارک، بچوں کا پارک، آدی واسی تہذیبی میوزیم اور سلواسہ کا ہیراون پارک، دودھانی اور لوباڑی کا کھاندیو جنگل میں پانی کے کھیلوں کا انتظام کیا جارہا ہے۔ کھانویل اور چوڑا باغات میں کٹیروں اور دودھانی میں خیموں میں سیاحوں کے ٹھہرنے کا انتظام ہے۔

تیوہار

اس علاقے میں عام طور سے سارے ہندو، مسلم اور عیسائی تیوہار منائے جاتے ہیں۔ قبائلی افراد اپنے تیوہار مناتے ہیں۔ ورلی اور کوکنا قبائل دوالی کو ''برش'' کے نام سے مناتے ہیں۔ کوکنا قبیلے کے افراد ''اواتچ'' تیوہار ہی مناتے ہیں جس میں خاص طور پر عورتیں حصہ لیتی ہیں۔ ڈھوڈیا اور ورلی قبائل ایک اور تیوہار ''دوسو'' مناتی ہیں۔ ڈھوڈیا قبیلہ راکھی بندھن کا تیوہار بھی مناتا ہے۔ ورلی، کوکنا اور کولی قبائل ''بھاوڑا'' تیوہار مناتے ہیں۔ یہاں کے سبھی ذاتوں کے افراد فصل کاٹنے سے پہلے گرام دیوی کی اور فصل کاٹنے کے بعد ''کالی پوجا'' کا تیوہار مناتے ہیں۔

حکومت

ایڈمنسٹریٹر:	او۔ پی کیلکر
ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار:	ممبئی ہائی کورٹ کے تحت

دمن اور دیو

رقبہ:	112 مربع کلومیٹر	آبادی:	1,01,586
راجدھانی:	دمن	اہم زبان:	گجراتی

تاریخ اور جغرافیہ

دمن اور دیو اور گوا ملک کی آزادی کے بعد بھی پرتگال کے ماتحت رہے۔ 1961 میں انہیں بھارت کا حصہ بنادیا گیا۔ یہ رقبہ پہلے مرکز کے زیر انتظام رقبہ گوا، دمن اور دیو کا حصہ تھے۔ 30 مئی 1987 کو گوا کو ریاست کا درجہ دیے جانے کے بعد دمن اور دیو کو الگ مرکز کے زیر انتظام رقبہ بنایا گیا۔ دمن ممبئی سے تقریباً 193 کلومیٹر دور ہے۔ یہ شمال میں کولاک ندی، مشرق میں گجرات، جنوب میں کلائی ندی اور مغرب میں کھمبے کی خلیج سے گھرا ہے۔ گجرات کا والساڑ دمن کا پڑوسی ضلع ہے۔ دیو دو پلوں سے جڑا ہوا جزیرہ ہے۔ گجرات کا جوناگڑھ دیو کا پڑوسی ضلع ہے۔

زراعت اور آبپاشی

یہاں کی اہم فصلیں دھان، راگی، باجرہ، جوار، مونگ پھلی، دالیں، سیم، گیہوں، سپوتا، کیلا، پپیتا، ناریل، گنا اور آم ہیں۔ اس علاقے میں کوئی بڑا جنگل نہیں ہے۔ آبپاشی کا مجموعی رقبہ 1,121.03 ہیکٹیر ہے جس میں سے 833.73 ہیکٹر دمن میں اور 287 ہیکٹیر دیو میں ہے۔

صنعت اور بجلی

دمن اور دیو میں 1,600 چھوٹی صنعتیں ہیں۔ دمن میں اومنی بس صنعتی فروغ کارپوریشن کے ذریعہ صنعتوں کو فروغ دینے کے لئے دو صنعتی علاقے بنائے گئے ہیں۔ داجول، بھامپور، کدائیاں دوسرے صنعتی علاقے ہیں۔

سبھی گاؤں میں بجلی پہنچ رہی ہے۔ دمن اور دیو کو مغربی علاقے کے مرکزی بجلی گھروں سے مناسب بجلی مل رہی ہے۔ دمن میں 66/11 کلوواٹ کے تین سب اسٹیشن ہیں۔ ایک کاچی گام میں (30 ایم وی اے) کا اور دوسرا دلواڑہ میں (20 ایم وی اے) کا 66/11 کلوولٹ کا ایک سب اسٹیشن داجیل (10 ایم وی اے) میں بنایا جا رہا ہے۔ جس سے سیاحتی مقامات کی بجلی کی مانگ پوری ہو سکے گی۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

دمن اور دیو میں سڑکوں کی مجموعی لمبائی بالترتیب 191 کلومیٹر اور 70 کلومیٹر ہے۔

ریلوے

دمن اور دیو ریل لائنوں سے نہیں جڑے ہیں۔ دمن کا سب سے نزدیک کا ریلوے اسٹیشن واپی ہے جو مغربی ریلوے کے ممبئی دلی راستے پر واقع ہے۔ دیو کا نزدیکی ریلوے اسٹیشن میٹر گیج لائن پر واقع دلواڑہ ہے۔

فضائی خدمات

دمن اور دیو دونوں جگہوں پر ہوائی پٹی دیو فضائی خدمات سے جڑا ہے۔ ممبئی سے دیو تک کی باقاعدہ فضائی سروس موجود ہے۔

سیاحتی مقامات

دمن کے اہم سیاحتی مراکز میں دیوکا بیچ، جامپور بیچ، کاچھی گام تال، ستیہ ساگر پارک، دلواڑہ، کڑیا سرودر، نانی دمن جیٹی گارڈن وغیرہ شامل ہیں۔ اس کے علاوہ یہاں کے پرانے چرچ، قلعے، لائٹ ہاؤس اور سمر ہاؤس بھی قابل دید ہیں۔

جالندھر بیچ، نگوا بیچ اور گھوگھلا میں بچوں کا پارک کچھ اور سیاحتی مراکز ہیں۔ 98-1997 میں دمن میں 4,38,340 اور دیو میں 1,50,000 سیاح آئے۔

حکومت

ایڈمنسٹریٹر:	او پی کیلکر
کلکٹر:	وجے کمار

اس وقت مہاراشٹر اور گوا ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام رقبہ دادر اور نگر حویلی اور دمن اور دیو کے لئے ممبئی ہائی کورٹ ہی مشترک ہائی کورٹ ہے

ضلعوں کے رقبے، آبادی اور صدر مقام

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر	آبادی	صدر مقام
1-	دمن	72	62,101	دمن
2-	دیو	40	39,485	دیو

فی الحال مہاراشٹر اور گوا ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں دادار نگر حویلی اور دمن دیو کے لئے ممبئی میں ایک ہی ہائی کورٹ ہے

دلی

رقبہ:	1,483 مربع کلومیٹر	اہم زبانیں:	ہندی، پنجابی اور اردو
آبادی:	94,20,644	راجدھانی:	دہلی

تاریخ اور جغرافیہ

دلی پرانے زمانے سے اپنا ایک اہم مقام رکھتی ہے۔ مہابھارت میں بھی اس کا ذکر ملتا ہے۔ بعد میں دلی کی حکومت ایک خاندان سے دوسرے خاندان کو ملتی گئی۔ یہ موریہ، گپتا، پال خاندانوں سے ہوتی ہوئی آخرکار بارہویں صدی میں چوہان حکمرانوں کے قبضے میں آ گئی۔ اس کے بعد تقریباً چار صدیوں تک افغان اور مسلم حملہ آوروں کے قبضے میں رہ کر سولہویں صدی میں مغلوں کے تحت آ گئی۔ اٹھارہویں صدی کے آخری اور انیسویں صدر کے پہلے نصف میں انگریز حکومت نے دلی پر قبضہ کر لیا اور 1911 میں تمام سرگرمیوں کا مرکز بنی۔ 1947 کے بعد دہلی کو ہندوستان کی راجدھانی بنایا گیا اور اسے 1956 میں مرکز کی نگرانی والا رقبہ بنا دیا گیا۔ دیش کے شمالی حصے میں واقع دلی مشرق کے علاوہ ہر طرف سے ہریانہ ریاست سے گھری ہے۔ مشرق میں اتر پردیش کی سرحد اسے چھوتی ہے۔ دلی کی تاریخ میں 69 ویں آئین ترمیم ایک اہم واقعہ ہے جس کے نتیجہ میں قومی راجدھانی خطہ ایکٹ 1991 کے اطلاق ہونے سے دلی میں اسمبلی کی تشکیل ہوئی۔

زراعت

گیہوں، باجرہ، جوار اور مکئی یہاں کی اہم فصلیں ہیں۔ لیکن اب کسان اناج والی فصلوں کے بجائے پھلوں اور سبزیوں، دودھ کی پیداوار اور مرغی پالنے جیسے کام کو زیادہ ترجیح دے رہے ہیں۔ یہ کام کاشتکاری کے مقابلے میں زیادہ نفع بخش ثابت ہوئے

ہیں۔

صنعت

دلی نہ صرف شمالی بھارت کا سب سے بڑا تجارتی مرکز ہے بلکہ یہ چھوٹی صنعتوں کا بھی سب سے بڑا مرکز ہے۔ 1974 کے بعد یہاں بڑی تعداد میں صنعتی اکائیاں قائم ہوئی ہیں۔ ان میں ٹیلی ویژن ٹیپ ریکارڈر، بلکی انجینئرنگ کے سامان، مشینیں، موٹر گاڑیوں کے حصے پرزے، ریزر بلیڈ، کھیل کود کے سامان، سائیکلیں، پی وی سی سے بنے سامان، جوتے، چپل، کپڑا، کھاد، دوائیں، ہوزری کے سامان، وچمڑے کے سامان اور مشروب بنانے جیسی صنعتیں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ دھاتوں کی ڈھلائی اور الکٹرو پلیٹنگ، پرنٹنگ اور اسٹور کرنے والی کئی اکائیاں بھی یہاں قائم ہوئی ہیں۔ دلی کی جدید ملینیم صنعتی پالیسی کے تحت الکٹرانکس، ٹیلی کمیونیکیشن سافٹ ویر صنعت اور انفارمیشن ٹکنالوجی کو خدمات کے اہل بنانے والی صنعتوں کے لگانے پر زور دیا گیا ہے۔ دلی میں چھوٹی صنعتی سیکٹر کی صرف ایسی اکائیاں لگانے کی اجازت ہے جن سے آلودگی نہیں ہوتی اور جن میں پانی، بجلی اور جگہ کی کم ضرورت ہوتی ہے اور جو ماہر کاریگروں پر منحصر ہے۔

رہائشی اور صنعتوں کے لئے ممنوع علاقوں میں کام کرنے والی اکائیوں کو دوسرے مقامات پر لے جانے کے لئے قومی راجدھانی کا خطہ دلی کی حکومت نے 1,065 ایکڑ زمین اپنے قبضے میں لی ہے۔ یہ زمین بوانا اور ہولمبی کلاں اور ہولمبی خورد میں صنعتی کمپلکس بنانے کے لئے لی گئی ہے۔ جھلمل صنعتی ایریا میں لگائی جانے والی 378 گھریلو فیکٹریوں کے بنانے کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ مختلف جگہوں پر فلیٹوں میں لگائی جانے والی 5,800 فیکٹریاں لگانے کی بھی تجویز ہے۔

آبپاشی

دلی میں دیہاتوں کے تیزی سے اربنائزیشن ہونے کی وجہ سے آبپاشی کے تحت آنے والی قابل زراعت زمین دھیرے دھیرے کم ہوتی جارہی ہے۔ ریاست میں ''کیشو پور بہاو آبپاشی اسکیم مرحلہ۔ 3 اور ''کورونیشن ٹریٹمنٹ پلانٹ کے ذریعہ بہتری و بہاو وسعت آبپاشی نظام نام کی دو اسکیمیں چلائی جارہی ہیں۔ قومی راجدھانی خطہ، دلی کے دیہی علاقوں میں 350 ہیکٹر کی آبپاشی 52 ریاستی ٹیوب ویلوں کے ذریعہ اور 13,76 ہیکٹر کی آبپاشی اضافی پانی کے ذریعہ کی جارہی ہے۔ اس کے علاوہ 4,900 ہیکٹر زمین کی آبپاشی ہریانہ حکومت کے تحت مغربی جمنا نہر کے ذریعہ کی جارہی ہے۔

بجلی

دلی میں بجلی کی مانگ اب تک کی سب سے زیادہ یعنی 2509 میگاواٹ ہوگئی ہے راجدھانی میں بجلی پیدا کرنے کی ذمہ داری دلی بجلی بورڈ پر ہے بورڈ کا راج گھاٹ بجلی گھر اندر پرستھا اسٹیشن اور بدر پور تھرمل پاور بجلی گھر سمیت گیس ٹربائن پر مبنی اکائی اور کوڑے کچڑے کی گرمی سے بجلی پیدا کرنے والی 13 اکائیاں قائم کی گئی ہیں ان سے بجلی کی پیداوار بڑھانے میں مدد ملی ہے دہلی میں 850-900 میگاواٹ بجلی کی پیداوار ہورہی ہے اس کے علاوہ باقی بجلی نیشنل تھرمل پاور کارپوریشن کے بدر پور کے حرارتی بجلی گھر سے لی جارہی ہے۔

دہلی بجلی بورڈ نے نویں پانچ سالہ منصوبہ میں کئی بجلی پیدا کرنے والے پلانٹ لگانے کی اسکیم بنائی ہے ان موانہ میں 421 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت والی پہلی اکائی اور 600 میگاواٹ کی دوسری اکائی۔ اندر پرستھا اسٹیٹ میں پرگتی کمبائنڈ سائیکل پروجیکٹ شامل ہیں۔ دہلی بجلی بورڈ کے ٹرانسمیشن اور تقسیم کے نظام کو بہتر بنایا جارہا ہے۔

ٹرانسپورٹ

دلی سڑکوں، ریل لائنوں اور فضائی خدمات کے ذریعہ بھارت کے سبھی حصوں سے جڑا ہوا ہے۔ یہاں تین ہوائی اڈے ہیں۔ بین الاقوامی پروازوں کے لئے اندرا گاندھی بین الاقوامی ہوائی اڈہ، اندرون ملک پروازوں کے لئے پالم ہوائی اڈہ اور تربیتی پروازوں کے لئے صفدر جنگ ہوائی اڈہ استعمال کیا جارہا ہے۔ دلی میں تین اہم ریلوے اسٹیشن بھی ہیں۔ یہ دلی جنکشن، نئی دہلی ریلوے اسٹیشن اور حضرت نظام الدین ریلوے اسٹیشن کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ کشمیری گیٹ کے بین ریاستی بس ٹرمنل کے علاوہ سرائے کالے خاں اور آنند وہار میں بھی بین ریاستی بس ٹرمنل بنائے گئے ہیں۔

تیوہار اور میلے

بڑا شہر ہونے کی وجہ سے یہاں دیش کے مختلف حصوں کے لوگ رہتے ہیں اور بھارت کے سبھی اہم تیوہار یہاں منائے جاتے ہیں۔ ان کے علاوہ دلی کی سیاحتی اور ٹرانسپورٹ کے فروغ کی کارپوریشن کچھ سالانہ تیوہار بھی منعقد کرتے ہیں۔ پتنگ اڑانے کا تیوہار، روشن آرا تیوہار، شالیمار تیوہار، قطب تیوہار، موسم سرما کا میلہ، باغوں اور سیاحت کا میلہ اور آم تیوہار دلی میں سالانہ منعقد ہوتے ہیں جو ایک توجہ کا مرکز بن گئے ہیں۔

سیاحتی مقامات

دلی کے اہم سیاحتی مقامات میں لال قلعہ، جامع مسجد، قطب مینار، انڈیا گیٹ، برلا مندر، ہمایوں کا مقبرہ، اور لوٹس ٹیمپل وغیرہ شامل ہیں، دلی ریاست کی سیاحت اور ٹرانسپورٹ کی کارپوریشن سیاحوں کو یہاں کی مختلف جگہوں کی سیر کرانے کے لئے خصوصی بس خدمات فراہم کرتی ہے۔ کارپوریشن نے پیرا سیلنگ، راک کلائمبنگ، اور بوٹنگ جیسے کاموں کے لئے سہولتیں پیدا کی ہیں۔ کارپوریشن کے ذریعہ دلی میں پانچ کافی ہوم بھی چلائے جارہے ہیں۔

حکومت

لیفٹیننٹ گورنر:	وجے کپور	ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار: دلی
وزیراعلیٰ:	شیلا دکشت	چیف جسٹس: ارجیت پسایت
اسپیکر:	چودھری پریم سنگھ	
چیف سکریٹری:	پی۔ ایس۔ بھٹناگر	

لکش دیپ

رقبہ:	32 مربع کلومیٹر	آبادی:	51,681
راجدھانی:	کوارتی	اہم زبان:	ملیالم

تاریخ اور جغرافیہ

ان جزائر کی ابتدائی تاریخ کے بارے میں بہت زیادہ معلوم نہیں ہے۔ یہ مانا جاتا ہے کہ امینی، کالپینی، اندروت اور کوارتی اور

اکاتی جزائر پر پہلے پہل لوگ آکر بسے۔ پہلے یہ تسلیم کیا جاتا تھا کہ جزائر میں آکر بسنے والے لوگ ہندو تھے اور تقریباً چودہویں صدی میں کسی وقت عرب تاجروں کے اثر سے مسلمان بن گئے۔ بہرحال حال ہی میں آثار قدیمہ کی کھدائی سے پتہ چلتا ہے کہ تقریباً چھٹی یا ساتویں صدی کے آس پاس یہاں بودھ رہتے تھے۔ سب سے پہلے اسلام مذہب کو اپنانے والے جن باشندوں کا پتہ چلتا ہے وہ 139 ہجری سال (آٹھویں صدی) کے وقت کے معلوم ہوتے ہیں۔ اس تاریخ کا پتہ اگاتی میں حال ہی میں تلاش کیے گئے مقبروں کے پتھروں پر کندہ تاریخوں سے چلتا ہے۔ یہ بات مقامی روایات سے ثابت ہوتی ہے کہ اس جزیرے میں عرب صوفی عبیداللہ 41 ہجری میں اسلام لے کر آئے۔

شاید سولہویں صدی میں ان جزائر میں بسنے والے افراد کو پرتگالیوں کے قبضے میں جانے سے بچنے کے لئے چرکال کے راجا کی مدد لینی پڑی۔ اس سے وہ یہاں اپنا رسوخ قائم کر سکا اور بعد میں ان جزائر کو کنانور میں موپلا قوم کے سربراہ علی راجا کو جاگیر کے طور پر دے دیا۔ ارکل حکومت اچھی نہیں رہی اور 1787 میں ٹیپو سلطان نے ان جزائر پر قبضہ کرنے کی شمال کے جزیروں کے باشندوں کی درخواست منظور کرلی۔ ٹیپو سلطان کے زوال کے بعد یہ جزیرے ایسٹ انڈیا کمپنی کے اختیار میں دے دیے گئے لیکن ان پر کنانور کے حکمراں اس وقت تک حکومت کرتے رہے۔ جب تک کہ آخر کار بیسویں صدی کے آغاز میں انگریزوں نے ان پر قبضہ نہیں کر لیا۔ 1956 میں ان جزائر کو ملا کر مرکز کی نگرانی والا رقبہ بنا دیا اور تب سے اس کی حکومت مرکزی سرکار کے منتخب حاکم کے ذریعے چل رہی ہے۔ 1973 میں لکا جزیرہ، مینیکائے، اور امین جزائر کا نام لکشدیپ کر دیا گیا۔

☆ لکش دیپ، مونگے کے جزائر کا ایک گروپ ہے جس میں 12 مرجان کا جزیرہ تین سمندر میں سطح کے برابر اونچی چٹانیں اور غرقاب ریتیلے ساحل شامل ہیں۔ یہاں کے مجموعی 36 جزائر میں سے صرف 10 میں آبادی ہے۔ یہ جزیرے شمالی طول البلد میں 8 اور 12.3 پر اور مشرق میں 71 اور 74 ارض البلد پر کیرلہ کے ساحل سے تقریباً 280 سے 480 کلومیٹر دور بحیرہ عرب میں پھیلے ہوئے ہیں۔

زراعت

اس علاقے کی واحد اہم فصل ناریل ہے۔ اس کی پیداوار ہر سال 2.77 کروڑ ناریل ہے۔ یہ 27.50 مربع کلومیٹر میں پیدا کیا جاتا ہے۔

ماہی گیری

یہاں کا اہم پیشہ ماہی گیری ہے۔ اس علاقے کے چاروں طرف کے سمندر میں بہت زیادہ مچھلیاں ہیں۔ لکش دیپ میں فی کس مچھلی کی دستیابی ملک میں سب سے زیادہ ہے۔

صنعت

ناریل کے ریشے اور اس سے بننے والی اشیاء یہاں کی اہم پیداوار ہیں۔ سرکاری علاقے کے تحت ناریل کے ریشوں کی سات فیکٹریاں، ریشہ کی پیداوار اور نمائش کے پانچ مراکز اور ایک ریشہ بننے والی اکائی ہے۔ ان اکائیوں میں 98-1997 کے دوران 400 میٹرک ٹن ناریل ریشوں اور 50 میٹرک ٹن سُتلی کی پیداوار ہوئی۔ اس کے علاوہ ناریل کے ریشے سے بنی چٹائیوں اور دریوں وغیرہ کی بھی پیداوار ہوئی۔ مختلف جزائر میں نجی سیکٹروں میں بھی کئی اکائیاں کام کر رہی ہیں۔

ٹرانسپورٹ

ان جزائر سے کوچین اور بیپور بندرگاہ تک مسافروں کو لانے اور لے جانے کے لئے ایم وی ٹیپو سلطان، ایم وی بھارت سیما اور ایم وی لکش دیپ جہاز ہیں۔ اور مال ڈھونے کے لئے ایم۔عبیداللہ، ایم۔وی تھنا کارا، ایم۔وی۔ چتریم اور ایم۔وی۔ لکش دیپ نام کے مال بردار جہاز ہیں۔ جو اس جزیرے کو اہم جگہوں سے جوڑتے ہیں۔ 60 میٹرک ٹن کا تیل بردار ایم وی سبیلی یہاں کے چھوٹے جہازوں اور موٹر کشتیوں وغیرہ کو ایندھن فراہم کرتا ہے۔ خدیجہ بیوی اور حمیدہ بی جہاز سینی کائے کے علاوہ دوسرے جزیروں کو آپس میں جوڑتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک جزیرے سے دوسرے جزیرے اور اہم جگہ سے جوڑنے کے لئے ہیلی کاپٹر کی خدمات بھی موجود ہیں۔ کوچین سے اگتی کے لئے روزانہ اور گوا کے لئے ہفتے میں دو دن انڈین ایئر لائنس کی فضائی خدمات بھی ہیں۔

سیاحتی مقامات

لکش دیپ نے 97-1996 میں ماحول کی حفاظت کے نظریے سے سب سے اچھی تنظیم کا قومی سیاحتی ایوارڈ حاصل کیا۔ اس علاقے میں سیاحت ایک اہم صنعت بنتی جا رہی ہے۔ 98-1997 میں 4,391 سیاح یہاں آئے۔ ان میں سے 11,62 نے بنگرام کے بین الاقوامی سیاحتی مرکز کا سفر کیا۔

حکومت

ایڈمنسٹریٹر: چمن لعل

لکش دیپ کیرالہ ہائی کورٹ کے دائرہ اختیار میں آتا ہے۔

پانڈیچری

رقبہ: 492 مربع کلومیٹر	آبادی: 8,07,785		
راجدھانی: پانڈیچری	اہم زبانیں: تمل تیلگو، ملیالم، فرانسیسی، اور انگریزی		

تاریخ اور جغرافیہ

پانڈی چیری کے علاقے میں پانڈی چیری، کرائکل، ماہے اور ینام علاقے شامل ہیں جہاں پہلے فرانسیسیوں کی حکومت تھی۔ پانڈی چیری اس علاقے کی راجدھانی ہے جو کبھی بھارت میں فرانسیسیوں کا صدر مقام ہوا کرتا تھا۔ اس کے مشرق میں بنگال کی کھاڑی اور بقیہ تین طرف تمل ناڈو کا جنوبی آرکاٹ ضلع ہے۔ پانڈی چیری سے تقریباً 150 کلومیٹر دور جنوب میں مشرقی ساحل پر کرائکل ہے جبکہ ''ماہے'' مغرب میں مالابار ساحل پر واقع ہے۔ یہاں پر کالی کٹ ہوائی اڈے سے پہونچا جا سکتا ہے جو ماہے سے 70 کلومیٹر دور ہے۔ ''ینام'' آندھرا پردیش کے مشرقی گوداوری ضلع سے متصل ہے اور وشاکھاپٹنم سے 200 کلومیٹر کی دوری پر ہے۔

زراعت

یہاں کے 45 فیصد عوام زراعت اور اس سے متعلق پیشوں میں لگے ہوئے ہیں اور اس علاقے کی 90 فیصد زراعتی زمین پر

آبپاشی کی سہولتیں موجود ہیں۔

دھان یہاں کی اہم فصل ہے۔ جوار، باجرہ، کپاس گنا، مونگ پھلی اور دالیں یہاں کی اہم نقدی فصلیں ہیں۔ 2000-1999 میں 26,436 ہیکٹر زمین پر دھان کی کھیتی ہوئی۔ اناج کی پیداوار 1,05,584 میٹرک ٹن رہنے کا اندازہ ہے۔ کپاس اور گنے کی پیداوار بالترتیب 180 کلوگرام کی 2,840 گانٹھیں اور 2,45,225 میٹرک ٹن رہی ہے۔

صنعت

1950 کی دہائی میں شروع میں پانڈی چیری میں 8,000 لوگوں کو صنعتی سیکٹروں میں روزگار ملا ہوا تھا جبکہ جون 31 مارچ 2000 تک 74,454 افراد کو صنعتی سیکٹروں میں روزگار ملا ہوا تھا۔ ان صنعتوں میں 13.64 ارب روپے کا سرمایہ لگا ہوا تھا۔ اس علاقے کی صنعتوں میں 10.84 ارب روپے کی سرمایہ کاری ہوئی ہے۔ صنعتوں میں کپڑا، چینی، سوتی دھاگا، کاغذ، اسپرٹ اور بیئر، پوٹاشیم کلوریٹ، چاول کی بھوسی کا تیل، موٹر گاڑیوں کے حصے پرزے، صابن، امینوایسڈ، ڈسپوزیبل سرنج، روفنگ شیٹ، نائلون مونوفیلامنٹ، سخت گلیٹن کیپسول، واشنگ مشین، چمڑے کے جوتے۔ کاسٹک سوڈا، ایل پی جی سلینڈر، آکسیجن اور اسٹیلین گیس، صنعتی تیزاب، کمپیوٹر مانیٹر، اورکی بورڈ، اسٹارٹر، بجلی کی موٹر وغیرہ جیسی چیزیں تیار کی جاتی ہیں۔

آبپاشی اور بجلی

پانڈیچری میں آبپاشی زیادہ تر تالابوں اور پمپوں سے ہوتی ہے۔ یہاں 6,456 ہیکٹر صلاحیت والے 84 تالاب ہیں جن میں دو (آؤسیٹری اور باہور) نسبتاً زیادہ بڑے ہیں۔ پمپوں سے آبپاشی کا انتظام نجی علاقوں میں ہے۔ پانڈیچری میں یوروپین کمیشن کی مدد سے سبھی تالابوں کی جدید کاری کی تجویز ہے۔ اس پر 34.73 کروڑ روپے خرچ ہوں گے۔ اس بڑے پراجیکٹ سے زیر زمین میں پانی کی سطح بڑھانے میں مدد ملے گی۔ اس وقت مرکز کے زیر انتظام علاقے پانڈیچری کے پاس بجلی پیدا کرنے کے لئے اپنا کوئی بجلی گھر نہیں ہے۔ بجلی کی ضرورت مرکزی سرکار کے بجلی گھروں اور پڑوسی ریاستوں کے بجلی بورڈوں سے بجلی خرید کر پوری کی جاتی ہے۔ پھر بھی بجلی کی بڑھتی ہوئی مانگ ک پورا کرنے کے لئے آٹھویں پانچ سالہ منصوبے میں کرائکل میں 32.5 میگاواٹ کی صلاحیت کا ایک گیس سے چلنے والا بجلی پلانٹ 3 جنوری 2000 سے شروع ہوگیا ہے۔ اسے جلدی شروع کرنے کے لئے پانڈیچری بجلی کارپوریشن لمیٹڈ قائم کیا گیا ہے۔ گیس سے چلنے والے اس بجلی گھر کے سب اسٹیشن 110/111 کے وی 16 جولائی 1997 سے شروع ہوگیا ہے۔ گیس بجلی پلانٹ 1999 سے شروع ہو جانے کی امید ہے۔ پانڈیچری میں دیہی الکٹریفکشن کا کام 1972 میں پورا ہوگیا تھا۔ ایک 230 کے وی۔ 110 کے وی سب اسٹیشن کا کام پورا ہونے والا ہے۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

ریاست میں سرکاری تعمیر کے محکمے کی سڑکوں کی مجموعی لمبائی 576.637 کلومیٹر ہے۔ اس میں 68.566 کلومیٹر قومی شاہراہیں، 24.889 کلومیٹر ریاستی شاہراہیں۔ 225.36 کلومیٹر ضلع سڑکیں اور 257.666 کلومیٹر دیہی سڑکیں شامل ہیں۔

ریلوے

پانڈیچیر میٹر گیج ریل لائن سے چینئی سے جڑا ہے۔ بڑی ریل لائن کا قریبی اسٹیشن ولو پورم جنکشن ہے جو یہاں سے

40 کلومیٹر دور ہے۔

فضائی خدمات

قریبی ہوائی اڈہ چینئی پانڈیچری سے 160 کلومیٹر کی دوری پر ہے۔

سیاحتی مقامات

کسی زمانے میں بھارت میں فرانسیسی بھارت کی راجدھانی رہنے کی وجہ سے پانڈیچری میں اس زمانے کی کئی یادیں موجود ہیں۔ یہاں کی سڑکیں، عمارتوں وغیرہ میں فرانسی اثرات کی جھلک نظر آتی ہے۔ پانڈیچری کرائیکل، ینام اور ماہے انڈین یونین میں 1954 میں شامل ہوئے تھے۔ اس کے اہم سیاحتی مقامات شری اروند آشرم، اوروولے، بیچ، شاہی عمارت کے پیچھے بھارت، سرکار کا پارک، پانڈیچری عجائب گھر، پہلی عالمی جنگ میموریل، بوٹینیکل گارڈن، کوری بھارتھی، بھارتھی داسن میوزیم مندر اور چرچ۔

حکومت

گورنر:	ڈاکٹر رجنی رائے	اسپیکر:	اے۔وی۔ سبرامنیم
وزیراعلیٰ:	پی۔ شنملم	چیف سکریٹری:	ٹی ٹی جوزف:

پانڈیچری مدراس ہائی کورٹ دائرہ اختیار میں آتا ہے۔

ضلعوں کے رقبے آبادی اور صدر مقام

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر	آبادی	صدر مقام
1۔	کرائکل	160	1.45.703	کرائکل
2۔	ماہے	9	33.447	ماہے
3۔	پانڈیچری	293	60.8.338	پانڈیچری
4۔	ینام	30	20.297	ینام

30 ۔خاص قومی واقعات

(اکتوبر 1999 سے ستمبر 2000)

اکتوبر

2- وزیراعظم اٹل بہاری واجپائی کے ذریعہ نئی دلی میں مہاتما گاندھی کی زندگی پرملٹی میڈیا کمپیکٹ ڈسک کا اجراء۔

5- چاندی پورعبوری تجربہ گاہ سے ہندوستان کے انتہائی جدید اوسط دوری کے زمین سے ہوا میں مار کرنے والے میزائل آکاش کا کامیاب تجربہ۔

7- کرناٹک میں جنتادل (یونائیٹڈ) کی اسمبلی انتخاب میں شکست کے بعد وزیراعلی جے۔ایچ پٹیل نے استعفی دیا۔

9- 31دسمبراور یکم جنوری کے درمیان کی رات وائی۔2 کے مسئلے سے بچنے کے لئے بین الاقوامی راستوں پر سبھی جہازوں نے 12 ہزارفٹ سے زیادہ اونچائی پراڑان بھری جب کہ گھریلوسیکٹر میں اس سے نیچے اڑان بھری۔

11- صدر جمہوریہ کے۔آر۔نارائن نے اٹل بہاری واجپئی کوحکومت کی تشکیل کے لئے دعوت دی۔

13- اٹل بہاری واجپئی کی قیادت میں 70 ممبروں کی ملی جلی حکومت نے نئی دلی میں حلف لیا۔

16- کونکن ریلوے نے حادثات سے بچاؤ کے لئے ایک جدید تصادم مخالف آلے سسٹم کوفروغ دیا۔

- راجیہ سبھا کی نائب چیئرمین نجمہ ہبت اللہ برلن میں 102 ویں بین پارلیمنٹری کانفرنس میں انٹر پارلیمنٹری یونین کی صدر چنی گئی۔

- دوسرے قومی لیبر کمیشن کی تشکیل

17- پاکستان نے ہندوستان کے ساتھ اپنی سرحد پرفوج کم کرنیکا یک طرفہ اعلان کیااور ہندوستان کے ساتھ بشمول کشمیر سبھی امور پر بلاشرط نتیجہ خیز گفتگو کی تجویز رکھی۔

- کرناٹک میں ایس۔ایس کرشنا کی قیادت میں 42 ممبران کی کانگریس وزارتی کونسل کی تشکیل ہوئی۔

18 مہاراشٹر میں کانگریس لیجس لیچر پارٹی کے لیڈر ولاس راؤ دیش مکھ نے وزیراعلی کے طور پر حلف لیا۔چھگن بھجبل نئے نائب وزیراعلی بنے۔

- اڑیسہ، مغربی بنگال اور آندھرا پردیش میں سمندری طوفان سے کم سے کم 79 لوگ مارے گئے اور ایک ہزار سے زیادہ زخمی ہوئے۔

20- پسماندہ ذات کمیشن نے جاٹوں اور دیگر کئی ذاتوں اور ذیلی ذاتوں کو دیگر پسماندہ طبقات کے درجے میں شامل کرنے کی سفارشوں کو مرکزی وزارتی کونسل نے منظوری فراہم کی۔

- حکومت نے یکم جنوری 2001 سے وٹامن بی کمپلکس کی مقررہ مقدار کے مرکبات پر انسانوں کے استعمال کے لئے پابندی لگائی۔

21- فلم پروڈیوسر بی آر چوپڑہ کو 1998 کے دادا صاحب پھالکے ایوارڈ کے لئے چنا گیا۔

- جی ایم سی بالایوگی متفقہ رائے سے 13 ویں لوک سبھا کے اسپیکر منتخب ہوئے۔

23- مہاراشٹر میں ولاس راؤ دیش مکھ قیادت والی ڈیموکریٹک فرنٹ حکومت نے ریاستی اسمبلی میں اعتماد کا ووٹ حاصل کرلیا۔

- عالمی تجارت تنظیم کے اپیلی ادارے نے ہندوستان سے کپڑوں کی برآمدات پر لگائی گئی ترکی کی مقدار سے متعلق پابندی کے تنازعہ پر ہندوستان کے حق میں فیصلہ دیا۔

24- حکومت نے کارپوریٹ سے متعلق قانون وضابطے کے موجودہ قانونوں کا جائزہ لیا اور ان میں تبدیلیوں کی سفارش کے لئے 10 رکنی ماہرین کمیٹی کی تشکیل کی۔

- وزیراعظم اٹل بہاری واجپئی نے اڑیسہ میں طوفان راحت کاموں کے لئے 200 کروڑ روپے کی خصوصی پیشگی امداد دینے کا اعلان کیا۔

25- ہندوستان اور متحدہ عرب امارات کے درمیان حوالگی ملزمین کے معاہدے پر دستخط کئے۔

27- پی ایم سعید دوبارہ اتفاق رائے سے لوک سبھا کے ڈپٹی اسپیکر منتخب ہوئے۔

- اڑیسہ میں خطرناک سمندری طوفان

29- نشیلی اشیاء کی اسمگلنگ اور دیگر خطرناک جرائم سے حاصل دولت کے بارے میں حکومت نے بلیک منی کو جائز بنانے سے روکنے کے متعلق بل 1999 پیش کیا۔

29- ہندوستانی ریزرو بینک نے بینکنگ سسٹم کو 7,0000 کروڑ روپے جاری کئے ساتھ ہی نقد جمع تناسب (سی۔آر آر) میں ایک فیصد کٹوتی کا بھی اعلان کیا۔ اسے 6 نومبر کو 0.5 صدفی صد کے دو مرحلوں میں لاگو کیا جاسکا۔

30- اڑیسہ میں خطرناک سمندری طوفان کو وزیراعظم نے قومی مصیبت کا اعلانیہ جاری کیا اور ریاست کو فوری طور پر

300 کروڑ جاری کرنے کی منظوری دی۔

31- سابق صدر جمہوریہ ڈاکٹر شنکر دیال شرما کو قوم کے اتحاد کے لئے اشتراک پر اندرا گاندھی ایوارڈ۔

نومبر

1- ہریش سالوے ہندوستان کے سالسٹر جنرل مقرر۔

- ہریانہ کی حکومت نے چنگی ختم کی اور بڑھاپے کی پنشن کو 100 روپے سے بڑھا کر 200 روپے کیا۔

- سپریم کورٹ نے ممبئی کی خصوصی عدالت کے، ہرشد مہتا کو پانچ سال کی سخت قید کی سزا پر روک لگائی وار کروڑوں روپے کی سیکورٹی گھپلوں کے معاملے میں ماروتی اودیوگ کے 38 کروڑ 97 لاکھ روپے کی ہیرا پھیری کے ملزم قرار دیئے جانے کو چیلنج کرنے والی عرضی منظور کی۔

2- ہندوستان کے سابق چیف جسٹس جگدیش شرن شرما کو قومی انسانی حقوق کمیشن کے صدر کے طور پر تقرر کیا۔

- حکومت نے اعلان کیا کہ ملک کے سبھی 11 کے بڑے بندرگاہوں میں وائی۔2 کے سے نمٹنے کی صلاحیت ہے۔

- ہندوستان اور نیوزی لینڈ کے درمیان تیسرا کرکٹ ٹیسٹ میچ برابر رہا۔ ہندوستان نے سیریز 0-1 سے جیت لی۔

3- پاکستان کی حمایت یافتہ دہشت گرد تنظیم لشکر طیبہ کے خودکشی دستے نے سری نگر میں ہندوستانی فوج کے ایک میجر اور 5 دیگر لوگوں کو مار دیا۔

- جدہ میں اگلے سال کے لئے ہندوستانی زائرین حج کی تعداد 91 ہزار سے بڑھا کر ایک لاکھ 20 ہزار کر دی گئی۔

4- عالمی بینک کی ایک جماعت نے راجستھان بجلی بورڈ کو 60 کروڑ روپے قرض دینے کی منظوری دی۔

5- عیسائیوں کے اعلی مذہبی پیشوا پوپ جان پال ثانی کی نئی دلی آمد۔

- وزیراعظم نے طوفان ادہ اڑیسہ کو قومی مصیبت فنڈ سے 100 کروڑ روپے کی اضافی رقم دینے کا اعلان کیا۔

- ہندوستان اور روس نے ایک دفائی معاہدے پر دستخط کئے۔ اس کے تحت سکھوئی 30 جنگجو جٹ جہازوں اور پن ڈبوں کی مشترکہ اور لائسنس شدہ پیداوار روس میں بنی طویل دوری تک مار کرنے والے باسبر جہازوں، قبل انتباہ نظام اور جہاز بردار جہازوں کی فروخت ممکن ہو سکے گی۔

6- ایم۔ ایس۔ سوامی ناتھن کو بایوٹیکنالوجی کے فائدے ترقی پذیر ممالک کو مہیا کرانے کے لئے یونیسکو کا گاندھی گولڈ میڈل ایوارڈ دیا گیا۔

7- اروناچل پردیش سیکٹر میں ہندوستان چین سرحد پر چین کی سرگرمیوں میں اضافے کے بعد ہندوستانی فوج کو بے حد چوکس کر دیا گیا۔

-8 مرکزی وزارت داخلہ نے نیشنل لبریشن فرنٹ آف تری پورہ اور آل تری پورہ ٹائیگر فورس پر لگی پابندی مزید 6 مہینے کے لئے بڑھادی۔

-9 مرکزی حکومت نے اڑیسہ کے طوفان زدہ اضلاع میں دیہی علاقوں میں 1,000 روپے تک کے ٹیلیفون بل معاف کئے۔ ساتھ ہی ٹیلیفون کے کرایوں اور کال کی شرح میں بھی رعایتیں دیں۔

- حیدرآباد میں نیوزی لینڈ کے ساتھ دوسرے یک روزہ بین الاقوامی کرکٹ میچ میں 331 رن کی شراکت نبھاکر، سچن تندولکر اور راہول دروڑ نے یک روزہ میچوں میں نیا ریکارڈ قائم کیا۔

-10 مرکزی کیبنٹ نے کانگریس صدر سونیا گاندھی اور ان کے بچوں کو ایس۔پی۔جی تحفظ مہیا کرانے کا فیصلہ کیا۔

-12 وزیراعظم اٹل بہاری واجپائی نے اقتصادی صلاح کار کونسل، بنیادی ساخت کے ٹاسک فورس اور بین ریاستی کونسل کی دوبارہ تشکیل کی۔

- رام پرکاش گپت کو اتر پردیش کے وزیراعلی کے طور پر حلف دلائی گئی۔

- پاکستان، کامن ویلتھ ممالک کے وزرا کونسل سے معطل۔

- حکومت نے نئی پنج سالہ کپڑا برآمد کوٹہ پالیسی کا اعلان کیا۔

- اڑیسہ میں سمندری طوفان سے مرنے والوں کی تعداد 9,504۔

-15 ایم۔ایم راجندرن نے اڑیسہ کے گورنر کی ذمہ داری سنبھالی۔

- مرکزی وزارت قانون نے ملک بھر میں مستقل لوک۔عدالتوں کا سلسلہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔

-16 قومی حرارتی بجلی کارپوریشن، قومی آبی توانائی کارپوریشن میں حکومت کے صدفی صد شیئر 4,500 کروڑ روپے میں خریدیگا۔

-17 نئی دہلی میں یک روزہ بین الاقوامی کرکٹ میچ میں نیوزی لینڈ کو ہرا کر ہندوستان کے 3.2 سے سیریز جیت لی۔

- مرکز نے جموں وکشمیر کی مالی، ترقیاتی اور سلامتی کی ضرورتوں کی دیکھ ریکھ کے لئے ذیلی کمیٹی تشکیل دی۔

-18 اڑیسہ کے طوفان زدہ ضلعوں میں اقتصادی طور پر کمزور طبقوں کے لئے 75 ہزار مکانوں کی تعمیر کے لئے دو اسکیموں کو ہاؤسنگ اینڈ اربن ڈیولپمنٹ کارپوریشن رقم مہیا کرائے گا۔

- آندھرا پردیش فورینسک سائنس لیبوریٹریز، انٹرنیشنل اسٹنڈرڈ آرگنائزیشن (آئی۔ایس۔او 9002) کی سرٹیفیکٹ حاصل کرنے والا ملک کا پہلا سرکاری ادارہ بنا۔

مرکزی وزراتوں کو ہدایت دی گئی کہ وہ اپنے بجٹ کا 10 فی صد حصہ مشرق شمالی علاقوں کے ترقی کے لئے مختص

کریں۔

- مرکزی وزارت نے قومی پسماندہ طبقات کمیشن کی 126 مزید ذاتوں کو دیگر پسماندہ درجے کی فہرست میں شامل کرنے کی سفارشات کو منظوری دی۔
- صدر جمہوریہ نے ونود چندر پانڈے کو بہار اور وریندر جے شاہ کو مغربی بنگال کا گورنر مقرر کیا۔ وید ماروہ منی پور کے اور محمد فضل گوا کے گورنر بنائے گئے۔
- مرکزی کیبنٹ نے پارلیمنٹ کے اگلے سیشن میں جغرافیائی نشاندہی کرنے والی اشیاء (رجسٹریشن اور تحفظ) ایکٹ پیش کئے جانے کو منظوری دی۔
- ڈاکٹر محمد یونس کو سال 1999 کا اندرا گاندھی ایوارڈ دیا گیا
- اسٹیٹ بینک آف انڈیا نے سونا جمع کرنے کی اسکیم شروع کی۔
- اسرو (ISRO) نے فرانس کی تنظیم سی۔این۔ای۔ایس کے ساتھ مل کر ساری دنیا میں ٹراپیکل آب و ہوا پر ریسرچ میں تعاون کی شروعات کی۔

20- سکم سیکٹر میں ہندوستان و چین کے درمیان رابطہ قائم کرنے کے لئے ناتھولا درے پر ہاٹ لائن شروع کی گئی۔
- مرکز نے طوفان زدہ اڑیسہ میں راحت کاموں کے لئے 300 کروڑ روپے کی مالی امداد کو منظوری دی۔
- وزارت اطلاعات و نشریات نے مرکزی کیبنٹ سے پرنٹ میڈیا پالیسی 1955 کا جائزہ لینے کی سفارش کی، تاکہ سائنس اور ٹکنالوجی سے متعلق خصوصی وسائل کے ہندوستانی ایڈیشن شائع کرنے کی اجازت دی جا سکے۔

21- جی۔پی۔گوسینکا فکی کے نئے صدر منتخب۔
- ہندوستان اور فرانس، پانی کے موثر منتظمہ و استعمال کے لئے جدید لیزر ٹکنالوجی کو فروغ دینے کے متعلق مشترکہ تحقیق پر متفق۔

22- وزیر اعظم نے اپنی وزارتی کونسل میں توسیع کی اور وزیروں کے محکمات میں پھیر بدل کیا۔
- حکومت نے پرسار بھارتی کے ڈھانچے کے تجزیے کے لئے کمیٹی کی تشکیل کی۔ ممبران میں انفوسس کے صدر اور سی او، این، آر نارائن مورتی، ڈسکوری چینل کے سربراہ کرنک اور مارکیٹنگ کے ماہر شنو سین شامل کئے گئے۔
- مرکزی حکومت نے راجیہ سبھا کے لئے لتا منگیشکر، پھلی نریمن، چوراما سوامی اور رنا دیش کھ کو نامزد کرنے کا اعلان کیا۔

- راجیہ سبھا کے سابق ممبر، بی جے پی کے وشنو کانت شاستری ہماچل پردیش کے گورنر مقرر۔

-23 آسام کے گورنر لفٹننٹ جنرل ایس۔کے سنہا شمالی مشرقی کونسل کے نئے چیئر مین۔

-24 گوا میں فرانسکو سارڈ نہا کی قیادت میں 11 رکنی انڈین نیشنل کانگریس (سارڈ ہنسا گروپ) وزارتی کونسل نے حلف لیا۔

- جاپان کے وزیر اعظم نے ہندوستانی وزیر خارجہ کو بتایا کہ ہندوستان جامع ایٹمی تجربے پر پابندی کا معاہدہ (C.T.B.T) پر دستخط کرنے کے بعد ہی جاپان اس پر لگائے گئی اقتصادی پابندی ہٹانے پر غور کرے گا۔

-25 وزیر دفاع کے سائنسی صلاح کار ڈاکٹر اے۔پی۔جے عبدالکلام کو حکومت ہند کا پرنسپل سائنسی صلاح کار مقرر کیا گیا۔ان کا درجہ کیبنٹ وزیر کے مساوی ہوگا۔

-26 طوفان سے متاثرہ چھوٹی صنعتوں کی دوبارہ فروغ کے لئے مرکز نے 300 کروڑ روپے کے پیکج کا اعلان کیا۔

-27 بھارتیہ جنتا پارٹی نے اتر پردیش کے سابق وزیر اعلیٰ کلیان سنگھ کو پارٹی کی ابتدائی رکنیت سے خارج کیا۔

- لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) جے۔ایف۔آر جیکب نے پنجاب کے گورنر کے عہدے کی ذمہ داری سنبھالی۔

-30 گوا میں فرانسیکو سارڈ ہنسا حکومت نے اعتماد کا ووٹ حاصل کرلیا۔

- ماہر عمرانیات پروفیسر ایم۔این۔سری نواس کا 83 سال کی عمر میں رحلت۔

- ایچ۔آئی۔وی ایڈس پر اقدام متحدہ پروگرام اور عالمی صحت تنظیم کی رپورٹ کے مطابق ہندوستان میں 40 لاکھ لوگ، ایچ آئی۔وی سے متاثر ہیں۔

دسمبر

-2 ویتنام کے صدر تران ڈک سوانگ نئی دلی پہونچے۔دونوں ملکوں نے سیاسی اور اقتصادی اشتراک بڑھانے کے لئے چار معاہدہ پر دستخط کئے۔

- للت مان سنگھ نے نئے خارجہ سکریٹری کی ذمہ داری سنبھالی۔

- راجیہ سبھا نے تین بل پاس کئے ہیں۔یہ ہیں شادی قانون (ترمیم) بل، ہندوستانی اکثریت (ترمیم) بل۔ 1999 اور منتظم عوی بل 1999۔

-3 بیمہ قانون ترقیاتی اتھاریٹی بل لوک سبھا میں پاس۔اس سے بیمہ کاروبار میں نجی ہندوستانی اور غیر ملکی کمپنیوں کے داخلے کی اجازت مل سکے گی۔

- لوک سبھا نے غیر ملکی زرمبادلہ ضابطہ قانون (پھیرا) کی جگہ لینے کے لئے نئے غیر ملکی زرمبادلہ منتظمہ قانون (نیما) بل کومنظوری دی۔ ساتھ ہی ناجائز دولت سے متعلق منی لانڈرنگ (روک) بل بھی پاس کیا۔
- کرناٹک میں وی۔ ایس۔ رمادیوی پہلی خاتون گورنر بنیں۔

-6 اڑیسہ میں ریاستی کانگریس کمیٹی کے صدر ہیمانند بسوال، گردھر گومانگ کی جگہ نئے وزیر اعلیٰ بنے۔
- لندن میں ہندوستان کی یکتا مکھی مس ورلڈ منتخب۔

-7 چیف ججوں کی سالانہ کانفرنس میں ججوں نے پندرہ نقطی اخلاقی ضابطوں کومنظور دی۔ اس میں ان کی اور ان کے متعلقین کے جائداد کا اعلان بھی شامل ہے۔

-8 راجیہ سبھا نے بیمہ قانون ترقیاتی اتھاریٹی بل کومنظوری دی۔

-9 راجیہ سبھا میں غیر ملکی زرمبادلہ منتظمہ قانون (نیما) کومنظوری دی۔

-10 بھارتیہ جنتا پارٹی نے اتر پردیش کے سابق وزیر اعلیٰ کلیان سنگھ کو6 سال کے لئے پارٹی سے نکالا۔
- امریکی کثیر قومی کمپنی کوجینٹرکس نے سرکاری منظوری ملنے اور مفاد عامہ کی عرضیاں نمٹانے میں تاخیر کی بنیاد پر کرناٹک کی ایک ارب30 کروڑ ڈالر کی توانائی پروجیکٹ سے اپنے ہاتھ کھینچ لئے۔
- پارلیمنٹ نے خصوصی حفاظتی دستہ (ترمیم) بل1999 کومظوری دی۔ اس کے تحت سابق وزراء اعظم اور ان کے خاندان کے ارکان کو 10 سال تک مزید حفاظت فراہم کرنے کا اہتمام ہے اگر ان کے لئے واقعتا خطرہ ہو۔

-11 وزیر اعظم اٹل بہاری واجپئی نے سافٹ ویر اور ٹکنالوجی صنعت کے لئے100 کروڑ روپے کی قومی صنعت فنڈ کا اجراء کیا۔

-12 لوک سبھا نے ہندوستانی اکثریت ترمیم بل، منتظمین کے لئے عموی ترمیم بل اور نوٹری ترمیم بل پاس کئے۔

-13 وزیر اعظم نے سینج وادی میں800 میگاواٹ کی آبی توانائی پروجیکٹ کی بنیاد رکھی اور ہماچل پردیش کے لئے40 کروڑ روپے کی مالی امداد فراہم کرنے کا اعلان کیا۔

-15 ہریانہ کے گورنر نے وزیر اعلیٰ کی سفارش پر اسمبلی تحلیل کی۔

-16 مرکزی حکومت نے1400 کروڑ روپے کے قومی ایڈس کنٹرول پروگرام کے دوسرے مرحلے کی رسمی شروعات کی۔

-17 بھارتیہ جنتا پارٹی کے نکالے گئے لیڈر کلیان سنگھ نے راشٹریہ کرانتی پارٹی نام کی نئی سیاسی پارٹی بنائی۔
- نائب صدر جمہوریہ نے کانگریسی لیڈر پرنو مکھرجی کو سال1997 اور ایس جے پال ریڈی کو1998 کے بہترین

پارلیمنٹری ایوارڈ سے نوازا۔

- مئی 1998 میں پوکھرن ایٹمی تجربوں کے بعد امریکا نے جن 250 کمپنیوں پر پابندی لگائی تھی۔ان میں سے 51 پر سے پابندی ہٹی۔

- صدر جمہوریہ کے۔آر۔ نارائن نے 1998 کے سنگیت ناٹک اکاڈمی ایوارڈ دیے۔

18- سری لنکا میں مشتبہ خودکشی دستے کے ذریعہ کئے گئے۔ بم دھماکوں میں صدر چندریکا کمارتنگا بال بال بچیں۔ 11 لوگ مارے گئے۔

- کوچی میں زمین سے ہوا میں مار کرنے والی میزائل ،ترشول، کا کامیاب تجربہ۔

20- آندھراپردیش کے گورنر ڈاکٹر سی۔ رنگ راجن نے حیدرآباد میں انڈین اسکول آف بزنس کی بنیاد رکھی۔

22- لوک سبھا نے ٹریڈ مارک بل 1999 اور 1957 کے کاپی رائٹ ایکٹ میں ترمیم سے متعلق بل پاس کیا۔

23- پارلیمنٹ کے موسم سرما کے سیشن کے آخری دن خواتین ریزرویشن بل لوک سبھا میں پیش کیا گیا۔

24- انڈین ایرلائنس کی کاٹھمانڈو سے نئی دہلی آرہی ایربس۔ آئی سی814 اغوا کرلی گئی اس جہاز میں 189 مسافر سوار تھے۔

- وزیراعظم نے بہار کی کوئل کارو اور پاور گرڈ پروجکٹوں اور کوسی علاقے میں سیلاب کنٹرول کے منصوبہ عمل کے لئے تقریبا 12,000 کروڑ روپے کے پیکج کا اعلان کیا۔

25- انڈین ایرلائنس کے اغوا کنندگان نے کشمیر میں بند پانچ دہشت گردوں کو رہا کرنیکا مطالبہ کیا۔ان مشتبہ مسلم دہشت گردوں نے ایک مسافر کو مارنے کے بعد دبئی میں 27 اور قندھار میں ایک مسافر کو رہا کردیا۔

26- سابق صدر جمہوریہ شنکر دیال شرما کا انتقال۔

28- ہندوستانی اولمپک یونین نے ہاکی کے جادوگر دھیان چند اور اتھلیٹ پی ٹی اوشا کو ملینیئم کھلاڑی منتخب کیا۔

31- 8 دن کے انڈین ایرلائنس جہاز کے اغوا بحران کا اختتام۔حکومت نے اغوا کنندگان سے جہاز میں پھنسے 155 مسافروں کے بدلے جیلوں میں بند تین دہشت گردوں کو رہا کرنے کا معاملہ کیا۔

جنوری

1- ملک نے کسی بھی اہم سیکٹر میں جیسے کہ بجلی، ٹیلی مواصلات، شہر ہوابازی وغیرہ میں وائی 2 کے مسائل کا سامنا کیے بغیر سال 2000 میں داخل ہوا۔

-3 جموں میں بارودی سرنگ پھٹنے سے 16 اموات اور 23 زخمی

-5 بین الاقوامی ٹینس فیڈریشن نے لینڈر پیس اور مہیش بھوپتی کو مردوں کے عالمی ڈبلس چمپئن ہونے کا اعلان کیا۔

-6 انڈین ایئر لائن کی بس آئی۔سی 814 کے پانچ دہشت گردوں کی شناخت کر لی گئی اور ممبئی میں ان کے چار اہم ساتھی گرفتار کر لئے گئے۔

-7 اپریل 1999 میں کارگل سیکٹر میں پاکستانی دراندازی کے سلسلے میں خفیہ ایجنسیوں کی ناکامیوں کی جانچ کر رہی کے سبرامینم کمیٹی نے اپنی رپورٹ سونپی۔

- تبتی بودھوں کے چار فرقہ میں سے ایک کے سربراہ نوعمر کرماپالا ماگیان ترنلے دور جی چین سے فرار ہو کر ہندوستان میں دھرم شالہ پہونچے۔

-8 حکومت نے اندرا گاندھی نیشنل سینٹر برائے آرٹ ٹرسٹ کی دوبارہ تشکیل کی۔

- الیکشن کمیشن نے بہار، اڑیسہ، منی پور، اور ہریانہ اسمبلیوں کے تین مراحل کے انتخابی پروگراموں کا اعلان کیا۔

-9 آسٹریلیا نے ہندوستان کے ساتھ وہاں کھیلی جا رہی کرکٹ ٹیسٹ سیریز 0-3 سے جیتی۔

-10 وزیر اطلاعات و نشریات ارون جیٹلی نے نئی دلی میں ہندوستان کی 31 ویں بین الاقوامی فلم تقریب کا افتتاح کیا۔

-12 ٹی۔ایس کرشنا مورتی کا بطور الیکشن کمشنر تقرری۔

-13 روس کے نائب وزیر اعظم وکٹر کرسٹکو باہمی تعاون کے بارے میں بات چیت کے لئے نئی دہلی پہونچے۔

-14 حکومت نے چھوٹی بچت اور عوامی پروویڈنٹ فنڈ کی سود شرح ایک فی صد گھٹائی۔

-14 صدر جمہوریہ کے۔آر۔نارائن نے سوشل ورکر بابا آمٹے کو 1999 کا گاندھی امن انعام سے نوازا۔

-17 حکومت کے ساتھ تنخواہ میں اضافے سے متعلق بات چیت ناکام رہنے پر ملک کے سبھی 11 بڑے بندرگاہوں کے ملازمین کی ہڑتال۔

-18 سنگاپور کے وزیر اعظم کی چھ دن کے ہندوستان کے دورے پر نئی دلی میں آمد۔

- مرکزی کامرس و صنعت وزارت نے 40 کروڑ 75 لاکھ روپے کی چمڑا صنعت کی تجدید کاری کی اسکیم شروع کی۔

-19 حکومت نے ہندوستانی کمپنیوں کو، وزارت مالیات کی قبل منظوری کے بغیر، امریکی ڈپازٹری ریسٹ (اے۔ڈی۔آر) اور گلوبل ڈپازٹری ریسٹ (جی۔ڈی۔آر) حاصل کرنے کی منظوری دی۔

-20 دس دن کا، ہندوستان کا 31 ویں بین الاقوامی فلم تقریب (IFFI-2000) کا اختتام۔ جے راج کی ہدایت میں ہندوستانی مندرج کرونم، اور یاشو پھر باتا کی ہدایت میں بنی فلم جاپانی فلم پو پیایا کو مشترکہ طور پر گولڈ پی کاک ایوارڈ

دیا گیا۔ ایشیا کے بہترین ہونہار ہدایت کار کا سلور پی کاک ایوارڈ فلم ٹانگ ناک کے لئے تھائی لینڈ کے نوجی نمی بوتر کو گیا۔ سری لنکا کے لیسٹر جیمس پیریز کو لائف ٹائم اچیومنٹ انعام دیا گیا۔

- جنوبی ہندی صنعتی دنیا کے بزرگ ایم۔اے۔ چدمبرم کا انتقال۔

21- ہندوستانی دفاعی سائنس دانوں کے ذریعہ "چھوڑو اور بھول جاؤ رہنما سسٹم" کا کامیاب ٹیسٹ، جے ناگ، کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ جو دنیا میں پہلا تیسری نسل کا اینٹی ٹینک میزائل ہے۔

22- ملک کی 11 بڑے بندرگاہ اور گودی ملازمین کی پانچ دن پرانی ہڑتال، ان کے نمائندوں اور مرکزی زمینی سطح کی نقل وحمل کے وزیر راج ناتھ سنگھ کے درمیان معاہدے کے بعد ختم ہوگئی۔

- جموں ڈویژن کے جمب علاقے میں پاکستان کے حملے کے منہ توڑ جواب دیتے ہوئے ہندوستانی فوجیوں نے کم از کم 25 پاکستانی فوجیوں کو مار گرایا۔

- وزیر اعظم نے مشرق شمالی علاقوں اور سکم کے سماجی واقتصادی ترقی کے لئے 10.271 کروڑ روپے کے پروگرام کا اعلان کیا۔

23- بحر ہند کے ساحلی ممالک کے یونین کے درمیان علاقائی تعاون کے دوروزہ وزارتی سطح کی میٹنگ کا اختتام۔

- قومی پیمانے پر پلس پولیو انسداد پروگرام کے چوتھے اور آخری مرحلے میں ملک بھر کے ساڑھے 6 لاکھ سے زیادہ مراکز میں تقریباً 13 کروڑ 50 لاکھ بچوں کو پولیو کی خوراک پلائی گئی۔

24- لوک سبھا اور ریاستی اسمبلیوں میں درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائلیوں کے لئے ریزرویشن 25 جنوری 2000 سے مزید 10 سالوں کے لئے بڑھانے سے متعلق (29 ویں ترمیم) بل 1999 کو صدر نے منظوری فراہم کی۔

- نائیجیریا کے صدر اولوسیگم اوباسانجو کی نئی دلی آمد۔

- مرکزی حکومت نے ٹیلی کام ریگولیٹری اتھارٹی کی باز تشکیل اور ٹیلی مواصلات تنازعات کو نمٹانے کے لئے اور اپیل ٹریبونل کی تشکیل کے لئے آرڈیننس جاری کیا۔

25- صدر نے ہندوستانی جمہوریت کی گولڈن جبلی کے موقع پر قوم کو خطاب کیا اور ملک کے عوام کو سماجی واقتصادی عدم توازن کے لئے خبردار کیا۔

25- بہادری اور خصوصی خدمات میڈلوں کا اعلان میجر سدھیر کمار کو بعد رحلت اشوک چکر۔ سپاہی اعلی کم اے۔ اوکو کارگل مہم میں ان کے کام کے لئے مہاویر چکر۔

- حکومت نے انڈین ایرلائنس کی نجی کاری کے عمل کی شروعات کی اور ماڈرن فوڈس انڈیا لمیٹڈ کے فروخت کی منظوری دی۔

-26 صدر کے آر۔ نارائن نے 50 ویں سالانہ یوم جمہوریہ پریڈ کی سلامی لی۔ نائجیریا کے صدر تقریب کے خصوصی مہمان۔

- دوردرشن نے دو نئے چینل شروع کئے۔ کشمیری چینل کشیر اور تعلیمی چینل گیان درشن۔

-27 صدر جمہوریہ نے آئین کو منظور کئے جانے کے 50 سال پورے ہونے کے موقع پر قومی گیت کا ایک البم جاری کیا۔

-28 اسٹیٹ بینک آف انڈیا کے سابق چیئرمین ایم۔ ایس۔ ورما تین سال کے لئے باز تشکیل کئے گئے ٹیلی کام ریگولیٹری اتھارٹی کے چیئرپرسن مقرر کئے گئے۔

- ہندوستان و نائجیریا نے نشیلی اشیا کی ناجائز تجارت کو روکنے کے لئے آپسی تعاون کے معاہدے پر دستخط کئے۔

-31 برطانیہ نے قلیل مدتی ویزہ کی درخواست کرنے والے ہندوستانیوں سے 10 ہزار پونڈ کے نقد بانڈ بھرنے کو کہا۔

- مرکزی وزیر مالیات یشونت سنہا نے داوس میں 30 ویں عالمی اقتصادی فورم کی میٹنگ میں عالمی رہنماؤں سے ہمہ گیریت (گلوبلائزیشن) میں غیر جانب داری بنائے رکھنے پر زور دیا۔

- وارانسی میں کئی سماجی، ثقافتی گروپوں نے دیپا مہتہ کی فلم واٹر کی شوٹنگ میں رکاوٹ پیدا کی۔ ان کا الزام ہے کہ یہ فلم ہندوستان کی تشبیہ اور ثقافت کو داغدار کرتی ہے۔

فروری

-1 آسٹریلائی مشنری گراہم اسٹورٹ اسٹینس اور ان کے دولڑکوں کے قتل کے ملزم دارا سنگھ عرف رویندر کمار پال میور بھنج ضلع پولیس نے گرفتار کیا۔

-2 تملناڈو کی سابق وزیراعلیٰ جے للتا کو کرپشن کے الزام میں ایک سال کی سخت قید اور 1000 روپے جرمانے کی سزا سنائی گئی۔

- پورولیا ہتھیار معاملے میں پیٹر بلیچ اور لاٹویہ کے پانچ شہریوں کو عمر قید کی سخت سزا اور ہر ایک کو 25 ہزار روپے جرمانے کی سزا۔ ان لوگوں پر ریاست کے خلاف جنگ کی سازش کرنے کا الزام۔

- مشہور تبلہ بجانے والے استاد اللہ رکھا کا انتقال۔

- ہندوستان اور برطانیہ، دونوں ملکوں کے درمیان اور اس کے علاوہ بھی ہوائی خدمات کی نرم کاری پر متفق۔

8- مرکز نے دو مہینوں کے لئے پیاز کا برآمد کوٹہ بڑھا کر دو لاکھ ٹن کیا اور چینی پر برآمد محصول بڑھا کر 60 فی صد کر دیا۔

- انڈونیشیا کے صدر عبدالرحمٰن واحد کا دو دن کے دورے پر نئی دلی آمد۔

- مرکزی وزیر مالیات نے انفوسس چیئرمین نارائن مورتی کو سال 1999 کے لئے کارپوریٹ انتظامیہ میں بہترین کے پہلے قومی انعام سے نوازا۔

12- بہار اور منی پور میں اسمبلی انتخاب کے پہلے مرحلے کی رائے دہی میں کم از کم 22 لوگ مارے گئے اور کئی زخمی ہوئے۔

- مشہور ستار بجانے والے پنڈت روی شنکر کو فرانس کا اعلیٰ شہری ایوارڈ۔ کمانڈر ڈی لائیزن ڈی آنیور۔

13- حکومت نے جسٹس ایم۔ این وینکٹ چلیا کی صدارت میں 11 رکنی آئین کے جائزے کے لئے کمیشن کی تشکیل کا اعلان کیا۔

15- مرکزی وزارت نے نئی قومی آبادی پالیسی کو منظوری دی۔

- مرکزی اگلے 25 سالوں کے لئے 1971 کی آبادی کی بنیاد پر لوک سبھا میں عوامی نمائندگان کی تعداد کو جیوں کا تیوں بنائے رکھنے کا فیصلہ کیا اس طرح لوک سبھا کے ممبروں کی تعداد 543 ہی بنی رہے گی۔

- حکومت ہندوستانی فولاد اتھارٹی لمٹیڈ کو بحال کرنے کے لئے اور اس کو نئی زندگی فراہم کرنے کے لئے 8,454 کروڑ روپے کے پیکج کی منظوری دی۔

16- ہندوستان اور سوئزرلینڈ نے آپسی سرمائے کی افزائش اور تحفظ کے معاہدے پر دستخط کئے۔

- دوردرشن نے آسٹریلیا کے اہم کھیل چینل، چینل 9 کے ساتھ ہندوستان میں کھیلے جانے والے بین الاقوامی کرکٹ میچوں کی نشریات کے بارے میں دو سال کے معاہدے پر دستخط کئے۔

18- کمبوڈیا کے وزیر اعظم سام دیوہن سین کا دو دن کے سرکاری دورے پر نئی دلی آمد۔

19- دوردرشن نے اگلے ساڑھے چار سال تک ہندوستان میں کھیلے جانے والے بین الاقوامی میچوں کے دنیا بھر میں نشریاتی حقوق کے بارے میں ٹرانس ورلڈ انٹرنیشنل اسٹر سیکان کے ساتھ 4 کروڑ 37 لاکھ 50 ہزار ڈالر کے معاہدے پر دستخط کئے۔

20- مدھیہ پردیش کے بستر ضلع میں نارائن پور تھانے کے قریب نکسلیوں کے ذریعہ بارودی سرنگ کے دھماکے 22

پولیس ملازمین مارے گئے۔

- سچن ٹنڈولکر نے ہندوستانی کرکٹ ٹیم کی کپتانی چھوڑی۔
- ساہتیہ اکادمی نے ملک کے 22 اہم ادیبوں کو ایوارڈ دینے کا اعلان کیا۔
- رتو پرنو گھوش کی ہدایت کاری اور انو پم کھیر کی بنائی فلم باڑی والی کو برلن فلم تقریب میں سب سے زیادہ قابل ذکر ایشیائی فلم کے نٹ پیک ایوارڈ۔
- تھائی لینڈ پر 1-3 کی جیت درج کر۔ ہندوستان نے مئی 2000 میں کوالالم پور میں کھیلے جانے والے تھامس کپ کے مردوں کے فائنل کے لئے کوالیفائی کر لیا ہے۔

-21 وزیر اعظم نے سال 99-1998 کے لئے شانتی سوروپ بھٹناگر ایوارڈ دیے۔

- عالمی تجارتی تنظیم میں چین کے داخلے کے بارے میں بھارت اور چین نے باہمی معاہدے پر دستخط کئے۔
- یوروپ اور ایشیا کے مصنفین کو کامن ویلتھ ایوارڈ میں سلمان رشدی کی دی گراؤنڈ بنیتھ ہر فیٹ کو بہترن کتاب اور راج کمل جھا کی دی بلو بیڈ اسپریڈ کو بہترین اول کتاب منتخب کیا گیا۔

-24 سول پروسیڈر کوڈ میں ترمیم کے خلاف وکیلوں نے قومی سطح پر ہڑتال کی۔

- لوک سبھا میں سبرامنیم کمیٹی کی رپورٹ لوک سبھا کے سامنے رکھے جانے کے بعد حکومت نے قومی سلامتی و حفاظت کے انتظام کے جائزے کے احکامات صادر کرنے کا فیصلہ کیا۔

-25 مرکزی وزیر ریلوے ممتا بنرجی نے ریل بجٹ پیش کیا۔ اس میں ضروری اشیاء کے علاوہ دیگر سامان کے مال بھاڑے میں 5 فی صد کے اضافے کا اعلان کیا گیا ہے۔

- ہریانہ میں انڈین نیشنل لوک دل اور بی جے پی کے اتحاد اور اڑیسہ میں بیجو جنتا دل اور بی جے پی کے اتحاد نے اسمبلی انتخابات میں اکثریت حاصل کی، جب کہ بہار اسمبلی میں کسی بھی پارٹی کو اکثریت نہیں ملی۔
- عالمی صحت تنظیم نے اعلان کیا کہ بھارت، گنی ورم، سے آزاد ملک ہے۔

-26 سوربھ گانگلی، جنوبی افریقہ کے ساتھ 5 یک روزہ بین الاقوامی کرکٹ میچوں کی سیریز اور شارجہ میں کوکا کولا کپ سیریز کے لئے ہندوستانی ٹیم کے کپتان مقرر۔

-28 مرکزی وزیر مالیات یشونت سنہا نے پارلیمنٹ میں اقتصادی سروے پیش کیا۔

-29 وزیر مالیات نے سال 2001-2000 کا مرکزی بجٹ پیش کیا۔

مارچ

-2 منی پور میں یابنگ بالے نیامچہ سنگھ کی قیادت میں متحدہ فرنٹ کی 34 رکنی وزارت کونسل نے حلف دلایا گیا۔

- انڈین نیشنل لوک دل کے اوم پرکاش چوٹالہ نے کروکشیتر میں ہریانہ کے وزیراعلیٰ کے طور پر حلف لیا۔

-3 سمتا پارٹی کے لیڈر نتیش کمار بہار کے نئے وزیراعلیٰ بنے۔

-4 بزرگ کیمونسٹ لیڈر گیتا مکھر جی کی رحلت۔

-5 اڑیسہ میں بیجو جنتادل کے صدر نوین پٹانک کی قیادت میں 25 رکنی وزارتی کونسل (بی۔جی۔ڈی اور بی جے پی محاذ) کو حلف دلایا گیا۔

-6 میگھالیہ کے وزیراعلیٰ بی بی لنگ دوہ نے استعفیٰ دیا۔

- ہندوستان اور چین کے درمیان باہمی دلچسپی کے بین الاقوامی اور علاقائی امور پر دوفریقی دفاعی بات چیت شروع۔

-8 حکومت گجرات نے اپنے ملازمین کو آر۔ایس۔ایس کارکن بننے کی اجازت دینے والا پہلے کا احکام منسوخ کیا۔

- میگھالیہ میں ای۔کے ماولانگ نے وزیراعلیٰ کے عہدے کا حلف لیا۔

-10 بہار کے وزیراعلیٰ نتیش کمار نے گورنر کو اپنا استعفیٰ سونپا۔

- ہندی مصنف نرمل ورما اور پنجابی ناول نگار گردیال سنگھ کو مشترکہ طور پر 1999 کا گیان پیٹھ ایوارڈ دیئے جانے کا اعلان کیا گیا۔

-11 بہار میں قومی جنتادل کے رابڑی دیوی کو وزیراعلیٰ کے عہدے کا حلف دلایا گیا۔انہیں 10 دن کے اندر اپنی اکثریت ثابت کرنی ہے۔

- کے۔ایس۔سدرشن آر۔ایس۔ایس کے نئے صدر۔

-13 لوک سبھا نے ٹیلی کام ریگولیٹری اتھارٹی آف انڈیا (ترمیم) بل 2000 کو منظوری دی۔اس میں اتھارٹی کو دو حصوں ٹربیونل اور ریگولیٹر میں بانٹنے کا اہتمام ہے۔

-15 لوک سبھا نے ریل بجٹ 01-2000 پاس کیا۔

- راجیہ سبھا نے ٹیلی کام ریگولیٹری اتھارٹی آف انڈیا (ترمیم) بل 2000 پاس کیا۔جو کہ لوک سبھا میں پہلے ہی سے پاس ہو چکا تھا۔

16- کیبنٹ نے نوکریوں میں ریزرویشن کی اہلیت والی 90 مزید ذاتوں وار دیگر پسماندہ طبقات کو فہرست میں شامل کرنے کا فیصلہ کیا۔

17- بھارت نے آسٹریلیا کے ساتھ وذ ودرہ میں چوتھا یک روزہ میچ جیتا۔

- پانڈیچری میں تمل منیلا کانگریس کی حمایت واپس لینے کے بعد اکثریت نہ ہونے کی وجہ سے وزیر اعلیٰ آر۔ وی جانکی رمن نے استعفیٰ دیا۔

19- امریکہ کے صدر بل کلنٹن 5 دن کے سرکاری دورے پر نئی دلی آئے۔

21- وزیر اعظم اٹل بہاری واجپئی اور امریکی صدر بل کلنٹن نے سیاسی نظریاتی بیان پر دستخط کئے۔ اس میں دنیا کے ان سب سے عظیم دو جمہوریتوں کے درمیان جدید تعلقات کی سمت اور ساخت کی تشریح کی گئی ہے۔

- امریکی صدر نے ہندوستان کے خلاف لگائی گئی اقتصادی پابندیوں کو مزید نرم کیا تاکہ ہندوستانی معاشی بازاروں کی جدید کاری کے لئے ڈھائی کروڑ ڈالر مالیاتی اداروں میں اصلاح اور وسعت کا پروگرام (FIRE) شروع کیا جاسکے۔

- کشمیر وادی کے اننت ناگ ضلع میں چٹی سنگھ پورا گاؤں میں نامعلوم دہشت گردوں نے 35 سکھوں کو گولی مار کر ختم کر دیا۔

- ہندوستان اور امریکہ نے ایک مشترکہ سائنس اور ٹکنالوجی فورم کے قیام کے بارے میں ایک معاہدے پر دستخط کئے۔

22- فرنچ گیانا میں کورسیو سے یوروپ کے بے انتہا جدید ایرین 5 راکٹ سے ہندوستان کے تیسری نسل کے پہلے سٹیلائٹ ان سیٹ۔ 3 بی کامیابی سے لانچ کیا گیا۔

- حکومت نے تیل پول کھانے کا خسارہ کم کرنے کے لئے رسوئی گیس، مٹی کے تیل اور جہازوں کے ٹربائن ایندھن کے ایکس اسٹوریج قیمتوں میں اضافے کا اعلان کیا۔

- کانگریس (آئی) لیڈر پی شنوگم کو پانڈیچری کے وزیر اعلیٰ کی حلف دلائی گئی۔

22- ہندوستان اور امریکہ کے درمیان توانائی اور ماحولیات میں تعاون کے ایک معاہدے پر دستخط کئے گئے۔

24- ہندوستانی ہاکی کے عظیم شخص اودھم سنگھ (82) کا انتقال ہو گیا۔

- ہندوستانی اور امریکی تاجروں نے ممبئی میں تین ارب ڈالر کے نو معاہدوں پر دستخط کئے۔

- امریکی صدر بل کلنٹن کے ممبئی سفر کے دوران، امریکی کامرس سکریٹری ولیم ڈیلی نے ریلائنس گروپ کے

چیئرمین دھیرو بھائی امبانی کو 20 ویں صدی کے صنعت کار ایوارڈ سے نوازا۔

-28 ہندوستان اور ویتنام نے عظیم فوجی تعاون کے لئے دفاعی معاہدے پر دستخط کئے۔

-29 آئین کے عمل کے تجزیے کے لئے بنائے گئے قومی کمیشن نے جن شعبوں کی نشاندہی کی ہے۔ان پر غور کرنے کے لئے 10 رکنی ماہرین کمیٹی کے گروپ کی تشکیل کی گئی۔

- ہندوستان اور نائیجریا کے درمیان توانائی شراکت کی حکمت عملی کے لئے اسوجا میں تیل معاہدے پر دستخط کئے گئے۔

- سپریم کورٹ کے ذریعہ درج فہرست ذاتوں، درج فہرست قبائل کے امیدواروں کے لئے نوکریوں میں ریزرویشن پر لگائی گئی 50 فی صد کی حد ختم کرنے کے مقصد سے حکومت آئین میں ترمیم بل لانے کا فیصلہ کیا۔

- کیبنٹ نے رجسٹریشن (ترمیم) بل 2000 کو لاگو کرنے منظوری دی جس سے 1908 کے رجسٹریشن قانون 1882 کے جائداد منتقلی قانون اور 1899 میں ہندوستانی اسٹیمپ قانون میں تبدیلی کی راہ آسان ہوگئی ہے۔

-30 صدر جمہوریہ نے 70 معزز لوگوں کو پدم وبھوشن، پدم بھوشن اور پدم شری ایوارڈوں سے نوازا۔

- ترکی کے وزیراعظم بولیت ایسوٹ، تین دن کے سرکاری دورے پر نئی دلی پہونچے۔

- مرکزی وزیر کامرس نے 2001-2000 کے لئے نئی درآمد۔برآمد پالیسی کا اعلان کیا۔اس میں 714 اشیاء کی درآمد پر لگی کمیتی پابندی ہٹانے کا اہتمام ہے۔

اپریل

-1 ریزرو بینک آف انڈیا نے بینک شرح اور نقد جمع تناسب میں ایک فیصد کی کی اور ساتھ ہی بچت کھاتوں کی شرح بھی ساڑھے چار سے گھٹا کر چار فی صد کی۔

- مرکزی حکومت نے راجدھانی میں سلفر سے آزاد پیٹرول کی قیمت میں 13 پیسے فی لیٹر اور ڈیزل کی قیمت میں 52 پیسے فی لیٹر کا اضافہ کیا۔

-2 سپریم کورٹ نے اپنے ایک فیصلے میں سکھوں کی پاک کتاب گروگرنتھ صاحب کو قانونی شخص کی تشبیہ دی۔

- مغربی بنگال کے وزیراعلیٰ جیوتی بسو نے 5.170 کروڑ کی روپے کی ہلدیہ پیٹرو کیمکلس لمیٹڈ، پروجکٹ کی اساسی اکائی کا افتتاح کیا اور 420 کے پی ٹی اے نیپتھا کریکر پلانٹ قوم کو سونپا۔

-4 مرکزی جانچ بیورو نے بہار کی وزیراعلیٰ رابڑی دیوی اور سابق وزیراعلیٰ لالو پرساد یادو کے خلاف آمدنی سے زیادہ

جائیداد کے معاملے میں چارج شیٹ داخل کی۔

- وزیراعظم اٹل بہاری واجپئی نے ہندی میں آئین کو ویب سائٹ سمویدھان ڈاٹ کام کا افتتاح کیا۔ یہ ہندی پورٹل ویب دنیا ڈاٹ کام کا حصہ ہے۔

-5 بہار کی وزیر اعلیٰ رابڑی دیوی اوران کے شوہر لالو پرساد یادو نے آمدنی سے زیادہ جائداد رکھنے کے معاملے میں سی بی آئی کی خصوصی عدالت کے سامنے پیش ہوئے۔

-6 حکومت نے مائع شدہ پیٹرولیم گیس (ایل۔ پی۔ جی) کو گاڑیوں کے ایندھنوں کے طور پر استعمال کی اجازت دی۔

- صدر جمہوریہ نے کارگل جنگ کے دوران بہادری دکھانے والے 39 لوگوں کو شامل کر کے 55 دفاعی ملازمین کو بہادری انعام دئے۔

-7 دلی پولیس نے کرکٹ میں سٹے بازی اور میچ فکسنگ کے کروڑوں معاملوں کا پردہ فاش کرنے کا دعویٰ کیا۔ اس میں جنوبی افریقہ کے کپتان ہینسی کرونئے اور دیگر 5 کرکٹ کھلاڑیوں کے شامل ہونے کی بات کہی گئی ہے۔

-11 ملک میں ہی ترقی یافتہ 150 کلومیٹر کی مار کرنے والی میزائل دھنش کا اڑیسہ ساحل کے قریب نیول بردار شپ سے تجربہ کیا گیا۔

-12 مرکزی کیبنٹ نے چھ گھریلو ہوائی اڈوں۔ گوا، حیدرآباد، احمد آباد، گوہاٹی امرتسر، کوچی کو بین الاقوامی درجہ دینے کا فیصلہ کیا۔

-17 کامن ویلتھ ممالک کے خواتین کے فلاح و بہبود اور ترقی سے متعلق وزارا کی سہ روزہ کانفرنس نئی دلی میں شروع۔

-18 کارگل جائزہ کمیٹی کی سفارشوں کے مدنظر قومی سلامتی نظام کا جائزہ لینے کے لئے وزیراعظم نے وزراء کے گروپ کی تشکیل کی۔

-20 میچ فکسنگ کے بارے میں چندر چوڑ کمیٹی کی رپورٹ لوک سبھا میں پارلیمنٹ کے سامنے رکھی گئی۔

-21 سپریم کورٹ نے ایک فیصلے میں کہا کہ بیوی بیٹی، جس کی اپنی کوئی آمدنی نہ ہو اور شوہر کی بھی کوئی جائداد نہ ہو، اپنے باپ یا ماں سے رکھ رکھاؤ کا دعویٰ کر سکتی ہے۔

-22 مرکز نے گجرات، مہاراشٹر، راجستھان اور آندھرا پردیش میں بہت زیادہ خشک سالی کی حالت سے نمٹنے کی تدابیر کا اعلان کیا۔

-25 سپریم کورٹ نے کرناٹک کو الماٹی ڈیم کی اونچائی 509 میٹر سے بڑھا کر 519.6 میٹر دور کرنے کی اجازت دی۔ لیکن یہ بھی ہدایت دی کہ آندھرا پردیش تب تک اسی اضافی پانی کا استعمال کر سکتا ہے جب تک نیائریبونل پانی کی

تقسیم کے بارے میں کوئی فیصلہ نہ کرے۔

- تملناڈو کی کے گورنر فاطمہ بی بی نے راجیو گاندھی قتل کیس میں نلنی کی موت کی سزا کو عمر قید میں تبدیل کیا۔

26- عالمی بینک نے ہندوستان کے کئی پروجکٹوں کے لئے 75 کروڑ ڈالر کے قرض منظور کئے۔

27- ہندوستانی ریزرو بینک کے گورنر نے سال 2001-2000 کے لئے مالی اور قرض پالیسی کا اعلانیہ جاری کیا۔

28- راجستھان میں بھرت پور سے چار کلومیٹر در سیوار شہر میں فوج کے اسلحہ خانے میں زبردست آگ لگی اس میں 2,000 ٹن گولہ بارود رکھا جاتا ہے۔

30- ہندوستان اور عمان نے مشترکہ طور پر کھاد اور تیل صاف کرنے کے کارخانے لگائے اور انفارمیشن ٹکنالوجی میں تعاون بڑھانے سے متعلق معاہدے پر دستخط کئے۔

مئی

1- ازبکستان کے صدر اسلام کاریموف کا دہشت گردی کے خطرات سے نمٹنے کا خاکہ طے کرنے کے لئے نئی دلی آمد

3- مرکزی وزیر مالیات یشونت سنہا کے ذریعہ سرمایہ کاروں، کمپنی کے پونجی فنڈوں وغیرہ میں کچھ رعایتوں کی تجاویز اور کسٹم ڈیوٹی اور ایکسائز میں کچھ تبدیلیوں کا اعلان جاری کیا گیا۔

- ہندوستان نے سری لنکا میں فوجی مداخلت کا مضبوطی سے انکار کیا لیکن یہ بھی کہا کہ وہ انسانی بنیاد پر تعاون دینے کے لئے تیار ہے۔

4- جموں وکشمیر میں امن بحال کرنے کے مرکزی کوششوں کے تحت جے۔کے۔ایل۔ایف سربراہ کے علاوہ حریت کے پانچ بڑے لیڈروں کو رہا کیا گیا۔

5- حکومت نے گجرات، راجستھان اور آندھرا پردیش کے خشک سالی سے متاثرہ علاقوں کے لئے مرکزی امداد کے طور پر گیہوں اور چاول بھیجے۔

9- دسویں مالی کمیشن کی سفارشوں کی بنیاد پر ریاستوں کو ٹیکس آمدنی کا 29 فی حصہ دینے کے بارے میں آئین میں ترمیم بل کو لوک سبھا نے منظوری دی۔

10- روپے کی قیمت میں 37 پیسے کی گراوٹ، ڈالر کی قیمت 44 روپے 8 پیسے جو کہ اب تک کی سب سے کم قیمت ہے۔

11- این۔ڈی۔اے حکومت کی پست زدہ (زوال پذیر) اقتصادی، صنعتی اور غریب مخالف پالیسیوں کے خلاف بڑی مزدوری یونینوں کی قومی سطح کی عام ہڑتال۔

-12 بھارت کی آبادی ایک ارب کو عبور کر گئی۔

- پلاننگ کمیشن کے ڈپٹی چیئرمین کرشن چندر پنت نے آبادی پالیسی کے نفوذ کے لئے جائزہ، نگرانی اور رہنما اصولوں کے لئے سو رکنی قومی آبادی کمیشن کے تشکیل کا اعلان کیا۔

- ہندوستان نے یوروپی پٹنٹ آفس میں نیم کے پٹنٹ کا معاملہ جیتا۔

- مرکزی وزارت نے بہار، اتر پردیش اور مدھیہ پردیش میں سے بالترتیب جھارکھنڈ، اترانچل اور چھتیس گڑھ کی نئی ریاستوں کی تشکیل سے متعلق تین بلوں کو منظوری دی۔

-14 مرکز نے ایل۔ٹی۔ای پر لگی پابندی مزید دو سال کے لئے بڑھائی۔

- زمین سے ہوا میں مار کرنے والی میزائل ترشول کا کوچی میں کامیاب تجربہ کیا گیا۔

-15 جموں وکشمیر کے اننت ناگ ضلع میں مانڈی پور کے قریب ایک طاقتور بم دھماکے میں ریاست کے توانائی وزیر غلام حسن بٹ اور چار دیگر مارے گئے۔

-17 پارلیمنٹ نے ای۔کامرس اور ای۔گورنس کی اجازت دینے انفارمیشن اور ٹکنالوجی بل کو منظوری دی۔

-21 مغربی تریپورہ میں ممنوع نیشنل لبریشن فرنٹ کے چھاپہ ماروں کی نسلی تشدد میں مرنے والوں کی تعداد 45 ہوئی۔

-22 مشہور شاعر اور فلمی گیت کے مصنف مجروح سلطان پوری (78) رحلت کر گئے۔

-26 نجی کاری میں متعلق کیبنٹ کمیٹی نے ایرانڈیا کے 60 فی صد شیئر فروخت کرنے کا فیصلہ کیا۔

-27 وزیراعظم نے اپنی وزارتی کونسل میں معمولی پھیر بدل کے ساتھ تین نئے وزراء کو شامل کیا۔ یہ ہیں: سمتا پارٹی کے نتیش کمار اور بیجو جنتا دل کے ارجن سیٹھی اور بے کے ترپاٹھی۔

-28 صدر جمہوریہ کے۔آر۔نارائن چین کے 6 روزہ دورے پر روانہ۔

جون

-2 دہلی، راجستھان کے بعد دوسری ایسی ریاست بنی جہاں جاٹوں کو دیگر پسماندہ طبقات میں ریزرویشن دیا گیا۔

-9 ملک کے چاروں کونوں کو جوڑنے والی 54 ہزار کروڑ روپے کی قومی شاہراہ ترقیاتی پروجیکٹ کے لئے عالمی بینک نے 51 کروڑ 60 لاکھ ڈالر کے قرض منظور کیے۔

سابق اولمپک ہاکی کھلاڑی نور محمد کا 80 سال کی عمر میں انتقال۔

10- وزیراعظم نے ٹیلی مواصلات کے محکمے (ڈی۔او۔ٹی) اور ٹیلی مواصلات خدمات کے محکمے (ڈی۔ٹی۔ایس) میں کام کرنے والے ملازمین کو، مفت ٹیلیفون پیکج، دینے کے وزیر مواصلات کے اعلانیہ کی توثیق کی۔

11- کانگریس (آئی) لیڈر اور سابق مرکزی وزیر راجیش پائلٹ کی سڑک حادثے میں موت۔

12- حکومت نے بجلی، تیل کی صفائی اور ای کامرس شعبوں میں خود منظوری کے ذریعہ 100 فی صد غیر ملکی سرمایہ کاری کی اجازت دی۔

- وزراء گروپ نے مواصلات بل 2000 کی اصولی طور پر منظوری دی اسی بل میں ایک آزاد مواصلات کمیشن قائم کر کے، اطلاعات، مواصلات اور تفریح سیکٹروں کو ایک ساتھ لانے کی تجویز ہے۔

13- پاکستان نے ہندوستان کے ساتھ ایٹمی اور دیگر روایتی میدانوں میں باہمی محتاط جذبے کے ساتھ قابو رکھنے کی حکمت عملی کی تجویز پیش کی۔

14- بابو پرماند ہریانہ کے نئے گورنر، ایم ایم جیکب، ایک اور نئے مدت عہدہ پر میگھالیہ کے گورنر بنے رہیں گے۔

16- ہندوستان کی اوسط دوری کی زمین سے زمین پر مار کرنے والی میزائل پرتھوی کا چاندی پور رینج سے ایک اور کامیاب تجربہ کیا۔

17- لیفٹننٹ جنرل کے۔ ایم سیٹھ سدھیشور پرساد کی جگہ پر تریپورہ کے گورنر بنے۔

- ایر مارشل ونود پانڈے ایر اسٹاف کے وائس چیف بنے۔

19- انفارمیشن ٹکنالوجی بل 2000 اور آئین (81 ویں ترمیم) بل کو صدر جمہوریہ کی منظوری۔

20- مرکز نے غریبی لائن سے نیچے کے لوگوں کے لئے جن شہری بیمہ یوجنا نام کی گروپ بیمہ اسکیم کی منظوری دی۔

21- دلی کے آرک بشپ ایلن ڈی لاسٹک کی پولینڈ میں ایک سڑک حادثے میں موت۔

24- مرکزی کیبنٹ نے انفارمیشن ٹکنالوجی اداروں میں کمپیوٹر سہولیات کی جدید کاری کے لئے 89 کروڑ 85 لاکھ روپے منظور کئے۔

25- مرکزی وزیر مواصلات نے ٹیلی مواصلات خدمات کے محکمے (ڈی۔ٹی۔ایس) کو دو حصوں۔ ٹیلی مواصلات آپریشن اور ٹیلی مواصلات خدمات میں تقسیم کرنے کا اعلان کیا۔

26- جموں وکشمیر اسمبلی نے ریاست کو اور زیادہ خود مختاری دینے سے تعلق ریاستی خود مختاری کمیٹی کی رپورٹ کو منظور کرنے کی تجویز کی توثیق کی۔

-27 ہندوستان اور روس اپنی فوج اور تکنیکی تعاون بڑھانے اور وزارت دفاع کی سطح پر مشترکہ کمیشن تشکیل دینے پر متفق۔

-28 ہندوستان اور یوروپی یونین کے لسبن میں منعقدہ پہلی چوٹی کانفرنس کے موقع پر دونوں فریقوں کے درمیان شہری ہوابازی پروجیکٹ کے لئے 3 کروڑ 20 لاکھ یوروز کے معاہدے پر دستخط کئے۔

-29 اقوام متحدہ ترقیاتی پروگرام کی انسانی فروغ رپورٹ 2000 کے مطابق انسانی ترقی کے معاملے میں 174 ممالک میں ہندوستان کا 128 واں مقام ہے۔

جولائی

-4 جموں وکشمیر کے ریاست کو 1953 کے پہلے کا درجہ بحال کرنے سے متعلق خودمختاری کی تجویز کو مرکزی کیبنٹ نے نامنظور کر دیا۔

- وزیراعظم کے ذریعہ چنئی میں 540 کروڑ روپے کا ٹائڈل پارک کمپلکس کا افتتاح اس کی تعمیر سافٹ ویر اور انفارمیشن ٹکنالوجی کی بین الاقوامی کمپنیوں کو لبھانے کے مقصد سے کی جارہی ہے۔

-5 ملک میں ہی میں بنا کثیرالمقاصد زمین سے ہوا میں مار کرنے والی میزائل آکاش کا چاندی پور آن سی کے عارضی تجرباتی مرکز سے کامیاب تجربہ۔

- اڑیسہ میں نندکانن زولاجیکل پارک میں سات سفید ٹائیگروں سمیت بنگال ٹائیگر نسل کل 10 ٹائیگروں کی موت۔

-6 47ویں قومی فلم تقریب ایوارڈ 2000 کا اعلان موہن لعل کو وان پرستھم فلم کے لئے بہترین ایکٹر کا ایوارڈ۔

-7 حکومت نے قومی ٹیکہ کاری پروگرام میں ہیپ ٹائٹس-B کے ٹیکے بھی شامل کرنے کا فیصلہ کیا۔

- یکم اکتوبر 2000 میں ہندوستانی اور نیپالی شہریوں کو ایک دوسرے کے ملک میں جہاز سے سفر کرتے وقت شناختی کارڈ ساتھ میں رکھنے ہوں گے۔

-10 آسٹریلیا کے وزیراعظم جان ہاورڈ دون کے سرکاری دورے پر نئی دہلی پہونچے۔

-11 ادیب امرتا پریتم پنجابی ادب کے اعلی ایوارڈ شتابدی سمان، پہلے سے نوازا گیا۔

-14 کاویری آبی تنازعہ ٹربیونل کے احکامات کے مطابق، کرناٹک تملناڈو کے میور تالاب کی کاویری ندی سے 6 ارب مکعب فٹ پانی چھوڑنے پر راضی۔

-16 ملک کے کئی حصوں میں 150 سالوں میں سب سے طویل مدت مکمل چاند گرہن دیکھا گیا۔

-17 پٹنہ ہوائی اڈے کے قریب الائنس ایر کے بوئینگ۔737 جہاز کے حادثہ ہو جانے سے اس میں سوار 51 مسافروں سمیت 57 لوگوں کی موت۔

- ہندوستان اور چین کے درمیان پہلی بار بیجنگ میں انفارمیشن ٹکنالوجی، سرمایہ کاری اور مشترکہ وینچر کے بارے میں معاہدوں پر دستخط کئے۔

-18 کیبنٹ نے کیبل ٹی۔وی ایکٹ 1995 میں ترمیم کی منظوری دے دی ہے۔تاکہ جی ٹی وی، سونی اور اسٹار جیسے چینلوں پر قابو رکھا جا سکے۔

-19 ہندوستان کی پہلی میزائلوں سے لیس پن ڈبی۔سندھوشستر کو روس میں، سنٹ پیٹرس برگ میں بحریہ میں شامل کیا گیا۔

- مہاراشٹر حکومت کے ذریعہ شیوسینا سربراہ بال ٹھاکرے کی گرفتاری کی کارروائی شروع کئے جانے کے خلاف شیوسینا کے تین مرکزی وزرا کا استعفی وزیراعظم نے نامنظور کیا۔

-20 فلم ایکٹر دلیپ کمار آٹھویں راجیوگاندھی قومی سدبھاؤنا ایوارڈ کے لئے چنے گئے۔

- انکم ٹیکس اور سی۔بی۔آئی افسران نے نامی گرامی کرکٹ کھلاڑیوں کے گھروں دفتروں پر چھاپے مارے۔

-21 حکومت نے عوامی تقسیم نظام کے تحت فروخت کئے جانے والے چاول اور گیہوں کی قیمتوں میں کمی کرنے کا اعلان کیا۔

-22 صدر جمہوریہ نے پورولیا ہتھیار معاملے میں روس کے آبائی باشندگان 5 پائلٹوں کا جرمانہ معاف کیا اور ان کی عمر قید کی سزا بھی فوری طور پر معاف کردی۔

-24 پاکستان کی حمایت یافتہ دہشت گرد تنظیم حزب المجاہدین نے جموں وکشمیر میں تین مہینے کے لئے اپنی سرگرمیوں کو روکنے یک طرفہ اعلان کیا اور مرکز کے ساتھ بات چیت کے رضامندی ظاہر کی۔

- ایس۔وجے لکشمی، ملک کی پہلی خاتون گرینڈ ماسٹر بنیں۔

-25 ہندوستانی سوشل ورکر ارونا رائے اور جاکن آر پوکھم کو سال 2000 کا ریمن میگا سیسے ایوارڈ دیا گیا۔

- پی۔ٹی۔اوشا نے بین الاقوامی مقابلوں سے ریٹائرمنٹ لینے کا اعلان کیا۔

-26 حکومت نے جھینگا کے چارے کے طور پر وٹامن اے کے انفرادی برآمدات پر پابندی لگائی۔

-28 حکومت نے جموں وکشمیر میں امن بحال کرنے کے لئے دہشت گرد تنظیم حزب المجاہدین کو بات چیت کی رسمی

دعوت دی۔

- دوردرشن نے اپنا بین الاقوامی کوریج بڑھانے کے لئے سی۔این۔این کے ساتھ معاہدہ کیا۔

-28 حکومت نے نئی زراعتی پالیسی کا اعلان کیا جس میں موجودہ 1.5 فی صد کی ترقی شرح کے مقابلے 2005 تک 4 فی صد سالانہ ترقی شرح کا ہدف رکھا گیا ہے۔

-29 ہندوستانی فوج نے جموں وکشمیر میں حزب المجاہدین کے خلاف سبھی کارروائیاں ملتوی کیں۔

- مرکزی کیبنٹ نے محکمہ ریلوے کو قومی سطح کی براڈ بینڈ مواصلات اور ملٹی میڈیا نیٹ ورک قائم کرنے کے لئے اپنے مواصلاتی نٹ ورک کا استعمال کرنے کے لئے علیحدہ کارپوریشن تشکیل کرنے کی منظوری دی۔

-30 پاکستان میں واقع دہشت گرد تنظیم حزب المجاہدین نے حکومت ہند اور کشمیری لیڈروں کی مجوزہ بات چیت میں شامل ہونے کے لئے اپنے تین ممبروں کی ٹیم کے ناموں کا اعلان کیا۔

- جنرل پرویز مشرف نے ہندوستان پاکستان کے درمیان جنگ نہ ہونے دینے سے متعلق معاہدے پر دستخط کرنے کی پیش کش کی۔

-31 لوک سبھا چھتیس گڑھ ریاست تشکیل سے متعلق بل پاس۔

- کنڑ فلم ایکٹر راج کمار اور ان کے تین ساتھیوں کا گجور سے چندن اسمگلر ویرپن کے ذریعہ اغوا۔

- مرکزی حکومت اور نیشنل سوشلسٹ کونسل آف ناگالینڈ کے درمیان یکم اگست 2000 سے ایک سال کے لئے جنگ بندی جاری رکھنے پر اتفاق۔

- جسٹس بی۔ایم۔لعل، ایم۔آر۔ٹی پی کمیشن کے چیئرمین مقرر۔

اگست

-1 اترانچل ریاست کی تشکیل سے متعلق بل لوک سبھا میں آواز دووٹ کے ذریعہ پاس۔

- اردو شاعر علی سردار جعفری کا انتقال۔

- جموں وکشمیر میں پہلگام کے قریب 11 امرناتھ زائرین سمیت کم از کم 21 لوگوں کو گولی مار کر ختم کر دیا گیا۔

- لوک سبھا نے جھارکھنڈ کی تشکیل سے متعلق بل آواز ووٹ کے ذریعہ پاس کیا۔

-3 مرکزی حکومت اور حزب المجاہدین کے نمائندوں کے درمیان بات چیت سری نگر میں شروع۔

-5 آزاد ہندوستان کی پہلی کرکٹ ٹیم کے کپتان لالہ امرناتھ (88) کا نئی دلی میں انتقال۔

- پرانی دلی ریلوے اسٹیشن نے دنیا میں کسی بھی اسٹیشن سے زیادہ ریل گاڑیوں کی آمد ورفت کا انتظام کرنے کی صلاحیت اور سب سے بڑی روٹ ریلے انٹر لاکنگ سسٹم حاصل کر گینز بک آف ورلڈ ریکارڈس میں نام درج کرایا۔

-6 کنڑ فلم ایکٹر راج کمار اور تین دیگر یرغمالیوں کو رہا کرانے کے لئے ویرپن کی زیادہ تر مطالبات تملناڈو اور کرناٹک حکومتیں راضی۔

-8 حزب المجاہدین نے کشمیر میں اپنی سرگرمیوں کو روکنے والی 24 جولائی کو کی گئی اعلانیہ واپس لی۔

- کرناٹک کے سابق وزیر اعلی ایس۔ نجلنگپا (98) کا انتقال۔

-9 حکومت نے گیہوں کے کھلے بازار میں فروخت اسکیم کے تحت جاری کرنے کی قیمت میں 150-100 روپے فی کوئنٹل کی زبردست کمی کی۔

- راجیہ سبھا نے چھتیس گڑھ بل کو منظوری دی۔

- کیبنٹ نے یکم ستمبر 2000 سے 31 اگست 2003 تک تین سال کے لئے لاکمیشن کے بازتشکیل کی منظوری دی۔

- تین سالوں کے وقفے کے بعد ہندوستان نے چینی کی برآمدات پھر شروع کی۔

-10 سری نگر میں ایک کار بم دھماکے میں 'ہندوستان ٹائمس' کے ایک فوٹوگرافر سمیت کم از کم 15 لوگ مارے گئے۔

- پاکستان کے ذریعہ سرحد پار سے دہشت گردی کو حمایت کئے جانے پر ہندوستان نے ٹورنٹو میں ہونے والی سہارا کپ کرکٹ سیریز سے نام واپس لیا۔

- راجیہ سبھا نے اترانچل بل کو منظوری دی۔

- وزیر اعظم نے سماج کے کمزور طبقات کے لئے نئی بیمہ اسکیم شروع کی۔

-11 دادا صاحب پھالکے ایوارڈ یافتہ ایکٹر، بی۔ جے راج (91) سال کا ممبئی میں انتقال۔

- مشہور گاندھی وادی ڈاکٹر اوشامہتہ (80) سال کا انتقال۔

- راجیہ سبھا نے جھارکھنڈ ریاست بل پاس کیا۔

- لوک سبھا نے سبھی ٹیلیویژن چینلوں پر اشتہار اور پروگراموں کے لئے اخلاقی ضابطہ لاگو کرنے اور کیبل آپریٹروں کے لئے دوردرشن کے کم سے کم تین چینل دکھانا ضروری کرنے کے لئے بل پاس کیا۔

-14 صدر جمہوریہ کے آر نارائن نے یوم جمہوریہ کی قبل شام قوم کو خطاب کیا۔

- صدر جمہوریہ نے سنسکرت، پالی، عربی اور فارسی کے 22 علماء کو ان زبانوں کے فروغ میں اشتراک کے لئے اعزازات عطا کئے۔
- ہندوستان میں ہیوی ویٹ باکسر اور درونا چاریہ ایوارڈ یافتہ کیپٹن ہوا سنگھ کا ہریانہ کے بھوانی میں انتقال۔

15- وزیر اعظم اٹل بہاری واجپئی نے یوم جمہوریہ کے موقع پر لال قلعہ سے قوم کو خطاب کیا۔

16- فجی کے معزول وزیر اعظم مہندر پال چودھری ہندوستان کے 10 دن کے سرکاری دورہ پر نئی دہلی پہونچے۔

18- فلسطینی لیڈر یاسر عرفات کی نئی دہلی آمد۔

20- ودیش سنچار نگم لمیٹڈ کے انٹیل سیٹ کے ذریعہ مشرق شمالی علاقے کو وکرم ارتھ اسٹیشن سے جوڑنے والے ایک ارتھ اسٹیشن کا گوہاٹی میں افتتاح۔

- ہندوستانی کرکٹ کنٹرول بورڈ نے کھلاڑیوں اور عہدہ داروں کے لئے اخلاقی ضوابط کی منظوری دی۔ اس کے تحت سٹے بازی اور میچ فکسنگ میں شامل پائے گئے کھلاڑیوں پر تاحیات کرکٹ کھیلنے پر پابندی لگائی جا سکے گی۔
- دلیپ کمار کو نئی دہلی میں راجیو گاندھی قومی سدبھاؤنا ایوارڈ عطا کیا گیا۔

21- پارلیمنٹ نے کیبل ٹیلی ویژن نٹ ورکوں میں یکسانیت لانے کے لئے اور فحش و اخلاق سے گرے ہوئے پروگراموں کو دکھانے کے لئے نشریات پر روک لگانے سے متعلق بل کو منظوری دی۔

23- مرکزی وزیر توانائی پی۔ آر کمار منگلم کا نئی دہلی میں انتقال۔

23- وزیر صحت نے 2003 تک ملک سے مرض جذام (کوڑھ) کے خاتمے کا نشانہ مقرر کرنے کا اعلان کیا۔

- حکومت کی ایک اسکیم کے مطابق اگلے ایک سال میں ملک بھر کے 40 شہروں میں 24 گھنٹے کے ایف۔ ایم نیوز چینل شروع کئے جائیں گے۔

24- موسیقار کلیان جی شاہ (72) کا ممبئی میں انتقال۔

- نئی دہلی میں ہندوستان، جاپان بین الاقوامی شراکت کی میٹنگ کو خطاب کرتے ہوئے جاپان کے وزیر اعظم نے ترقی پذیر ممالک میں انفارمیشن ٹکنالوجی کو بڑھاوا دینے کے لئے ایشیا میں 15 ارب ڈالر خرچ کرنے کا اعلان کیا۔

25- ہندوستان کا کم دوری کا زمین سے ہوا میں مار کرنے کثیر المقاصد میزائل ترشول کامیابی کے ساتھ چھوڑا گیا۔

28- ٹیلی کام ریگولیٹری اتھاریٹی آف انڈیا نے اسی سال یکم اکتوبر سے مارچ 2002 قومی اور بین الاقوامی لمبی دوری کی فون کالوں کی شرح کم کرنے کا اعلان کیا۔

- جکارتا میں 13 ویں ایشیائی ٹریک اینڈ فیلڈ مقابلے کے پہلے دن ہندوستان کے شکتی سنگھ (شاٹ پٹ) اور نیلم

بے سنگھ (ڈسکس) گولڈ میڈل جیتے۔

-29 حکومت نے 2001-2000 کے خریف موسم کی سبھی فصلوں کی کم از کم تائید قیمت کا اعلان کیا۔

-30 وزیر اعظم نے چھوٹے صنعتی سیکٹروں کے لئے نئے پیکج کا اعلان کیا۔

- جسٹس بی۔پی جیون ریڈی 16 ویں لا کمیشن کے چیئرمین مقرر کئے گئے۔

-31 گیارہویں مالیاتی کمیشن نے اپنی دوسری رپورٹ صدر جمہوریہ کو بھیجی۔

- حکومت ٹیلی مواصلات خدمات محکمہ (ڈی۔ٹی۔ایس) کو یکم اکتوبر سے کارپوریشن میں بدلنے کا فیصلہ کیا۔

- مرکزی کیبنٹ نے آئی۔ٹی بازتشکیل منصوبہ کو منظوری دی۔

- یونین کیبنٹ نے لوک سبھا اور ریاستوں کی اسمبلیوں میں سیٹوں کی تعداد سال 2026 تک جیوں کا تیوں رکھنے کا فیصلہ کیا۔

- ٹیلی کام آپریشن محکمہ نے ایس۔ٹی۔ڈی/آئی۔ایس۔ڈی/پی۔سی۔او کے الاٹ منٹ سے ہونے والی تاخیر کم کرنے کے لئے الاٹ منٹ پروسیس کو آسان بنایا۔

ستمبر

-1 انڈین ایرلائنس نے 2 ستمبر از ان سیکٹروں میں اکانامی درجے میں نئے کرائے لاگو کئے۔

-4 کیبنٹ نے مارچ 2002 تک عوامی سیکٹر کی اکائیوں کو قیمت ترجیحی منصوبہ جاری رکھنے کی منظوری دی۔

- حکومت نے نیشنل ٹیکسٹائلز کارپوریشن کی سبھی ممکنہ منافع والی ملوں کو بحال کرنے کے ترمیم شدہ پیکج اور ان کے ملازمین کے لئے رضاکارانہ سبکدوش اسکیم پیکج کی توثیق کی۔

-5 فلم ہدایت کار رشی کیش مکھرجی سال 1999 کے دادا صاحب پھالکے ایوارڈ کے لئے چنے گئے۔

- صدر کے آر نارائن نے نئی دلی میں 284 اساتذہ کو قومی ایوارڈ عطا کئے۔

- حکومت نے فیصلہ لیا ہے لائنس سال 2001-2000 کے دوران گیہوں کی برآمدات کی اجازت دی جائے اور گیہوں برآمدات کی حد 20 لاکھ ٹن طے کی جائے۔

-6 اقتصادی معاملات کی کیبنٹ کمیٹی نے بین الاقوامی فون خدمات پر ودیش سنچار نگم لمیٹڈ کی اجارہ داری۔ہدف سے دو سال قبل، یکم اپریل 2002 سے ختم کرنے کا فیصلہ کیا۔

- صدر جمہوریہ نے کیبل ٹیلی ویژن نٹ ورک ضابطہ (ترمیم) بل 2000 کو منظوری دی۔

-7 وزیراعظم، ملینیم چوٹی کانفرنس میں حصہ لینے نیویارک پہونچے۔

- مرکز نے بنی ہوئی بیٹری پر ایکسائز ڈیوٹی دوگنی کردی۔

- الیکشن کمیشن نے لوک شکتی کو ریاستی سطح کی پارٹی کے طور پر تسلیم کیا۔

-8 وزیراعظم اٹل بہاری واجپائی نے اقوام متحدہ ملینیم چوٹی کانفرنس کو خطاب کیا۔

- صنعت وکامرس کے وزیر مرسول مارن نے 2.416 کروڑ روپے قیمت کے 76 غیر ملکی سرمائے کی منظوری دی۔

- مرکز نے ترمیم شدہ کیبل ٹیلی ویژن نٹ ورک (قانون) ضابطہ۔1994 میں تبدیلی کر، کیبل آپریٹروں کے ذریعہ نشریاتی حق حاصل کئے بغیر فیچر فلموں اور دیگر پروگراموں کے نشر کرنے پر روک لگائی۔

- ہندوستان نے امریکا اور جاپان سے مکمل این لین کی درآمد پر اینٹی ڈمپنگ ڈیوٹی لگائی۔

-9 فلم ہدایت کار بدھ دیوداس گپت کو، اپنی فلم دی ریسلرس کے لئے وینس فلم تقریب خاص ہدایت کار کا ایوارڈ۔

-11 ٹیلی مواصلات پر 29 رکنی غیر مقیم ہندوستانیوں کی مشاورتی کمیٹی کی تشکیل۔

-12 کپل دیو نے ہندوستانی کرکٹ ٹیم کے کوچ کا عہدہ چھوڑا۔

- ہندوستان، روس اور ایران کی حکومتوں نے نقل وحمل گلیارا بنانے کے معاہدے پر دستخط کئے، تا کہ ایشیا نے یوروپ کے درمیان مالوکو زیادہ تیزی سے اور کم لاگت میں لایا جا سکے۔

- وزیر مالیات یشونت سنہا نے عالمی بینک بین الاقوامی مالیاتی فنڈ کی فروغ کمیٹی کے صدر منتخب۔

- ہندوستان۔اشیا کو خریدنے کی صلاحیت (پی۔پی۔پی) میں امریکا چین اور جاپان کے بعد چوتھے مقام پر پہونچا۔

-13 ہندوستان۔امریکہ تجارت میٹنگ کو خطاب کرتے ہوئے وزیراعظم اٹل بہاری واجپئی نے اگلے سال امریکا سے ہندوستان میں پونجی سرمائے کے لئے پانچ ارب کا نشانہ مقرر کیا۔انہوں نے پروجیکٹوں کے کام میں تیزی لانے کے لئے اپنے دفتر میں ایک پالیسی ساز منتظمہ گروپ قائم کرنے کا اعلان کیا۔

- مائکروسافٹ کمپنی کے سربراہ بل گیٹس کی نئی دہلی آمد۔

-14 اگلے تین سالوں میں مائکروسافٹ کارپوریشن، ہندوستان میں واقع اپنے سافٹ ویر ترقیاتی مراکز میں پانچ کروڑ ڈالر کا سرمایہ لگائے گا۔

- وزیراعظم اٹل بہاری واجپئی نے امریکی مشترکہ کانگریس کانفرنس کو خطاب کیا۔

- غیر ملکی سرمایہ پروموشن بورڈ نے ایک ارب 61 کروڑ روپے قیمت کے 28 تجاویز کو منظوری دی۔

حکومت نے 30 ستمبر کو غیر آئیوڈین والے نمک کی فروخت پر لگی پابندی ہٹائی۔

-15 وزیراعظم کے امریکی سفر کے دوران ہندوستان اور امریکہ کے درمیان بجلی، ای۔کامرس اور بنکنگ سیکٹر کے پروجیکٹوں کے لئے 5 ارب ڈالر کے پانچ کاروباری سودوں پر دستخط کئے۔

-17 مغربی بنگال، پنجاب اور کرناٹک کے سابق گورنر دھرم ویر (93) کا نئی دہلی میں انتقال۔

-19 بھارت کی کرنم ملیشوری نے سدنی اولمپک میں ویٹ لفٹنگ میں سلور میڈل جیتا۔

- چندی پور کے عبوری تجربہ مقام سے زمین سے ہوا میں مار کرنے والی میزائل آکاش کا کامیاب تجربہ۔

- وزیراعظم اٹل بہاری واجپئی دو ہفتے کی امریکی سفر کے بعد وطن واپس پہونچے۔

-20 ہندوستان اور روس انفارمیشن ٹکنالوجی میں حصہ داری بڑھانے کے لئے ادارہ قائم کرنے پر راضی۔

-21 حکومت نے اگلے یکم اکتوبر سے ایس۔ٹی۔ڈی کی شرح میں 33 فی صد تک کمی کی۔

-25 حکومت نے غیر منصوبہ اخراجات اور ایندھن کے خرچ میں 10 فی صد کٹوتی کا اعلان کیا۔

-26 ہندوستان کے کم دوری کے زمین سے ہوا میں مار کرنے والے میزائل کا بھونیشور کے قریب چاندی پور کے عبوری تجربہ مقام سے دوبار کامیاب تجربہ۔

-27 مرکزی حکومت نے اگلے سال سے پدم ایوارڈ پانے والوں کی تعداد 60 سے بڑھ کر 100 کرنے کا فیصلہ کیا۔

-28 ہندوستان اور فرانس نے انفارمیشن ٹکنالوجی معاملات کی معلومات کے مبادلہ اور تعاون کے پروموشن کے ایک معاہدے پر دستخط کئے۔

- سال 2000 کے جمنالال بجاج ایوارڈوں کے لئے جنوبی افریقہ کے آرک بشپ ڈسمانڈ ٹوٹو اور بھاسکر ہیر جی ساوے کو منتخب کیا گیا۔

- لداخ میں دنیا کی سب سے زیادہ اونچائی پر واقع رصدگاہ نے کام کاج شروع کیا۔

-29 سابق وزیراعظم پی۔وی نرسمہا راؤ اور ان کے کیبنٹ کے ممبر بوٹا سنگھ کو خصوصی عدالت نے جھارکھنڈ مکتی مورچہ معاملے میں 1991 میں کانگریس کی اقلیتی حکومت کو بچانے کے لئے پارلیمنٹ کے ممبران کو رشوت دے کر ان کے ووٹ خریدنے کا مجرم قرار دیا۔

کیبنٹ کمیٹی نے ٹی۔آر۔پرساد کی کیبنٹ سکریٹری کے طور پر تقرری کی توثیق کی۔

حکومت نے رسوئی گیس، پیٹرول، ڈیزل اور مٹی کے تیل کے قیمتیں فوری طور سے بڑھائیں۔

وزیراعظم کے امریکی دورے کے بعد ہندوستان میں تقریباً 20 ڈالر کے راست غیر ملکی سرمائے کی امید ہے۔

-30 جنرل ایس۔پدم نابھن نے چیف آف آرمی اسٹاف کا عہدہ سنبھالا۔

- وزیراعظم نے اپنی کیبنٹ میں توسیع کی۔ دو نئے کیبنٹ وزیر اور چار وزیر مملکت شامل کئے گئے۔ کل وزرا کی تعداد 75 ہوئی۔
- مغربی بنگال میں سیلاب سے مرنے والوں کی تعداد 758 ہو گئی۔
- الیکشن کمیشن نے ہندوستانی مارکس وادی کمیونسٹ پارٹی کی قومی پارٹی کے طور پر تسلیم شدہ حیثیت ختم کی اور اسے مغربی بنگال، کیرل اور تریپورہ میں ریاستی پارٹی کے طور پر تسلیم کیا۔

-30 نیتاجی سبھاش چندر بوس کے بھتیجے ڈاکٹر مسٹر کمار بوس (80) کا کلکتہ میں انتقال۔

31۔ اطلاعات عامہ

ہندوستان کے صدور جمہوریہ

نام	مورخہ	مدت
ڈاکٹر راجیندر پرساد	(1884-1963)	26 مئی 1950۔13 مئی 1962
ڈاکٹر سروپلی رادھا کرشن	(1888-1975)	13 مئی 1962۔13 مئی 1967
ڈاکٹر ذاکر حسین	(1897-1969)	13 مئی 1967۔3 مئی 1969
وراہ گیری وینکٹ گری	(1884-1980)	3 مئی 1969۔20 جولائی 1969 عبوری
جسٹس محمد ہدایت اللہ	(1905-1992)	20 جولائی 1969۔24 اگست 1969 (عبوری)
وراہ گیری وینکٹ گری	(1884-1980)	24 اگست 1969۔24 اگست 1974
فخرالدین علی احمد	(1905-1977)	24 اگست 1974۔11 فروری 1977
بی۔ڈی۔جتی	(1913پ)	11 فروری 1977۔25 جولائی 1977 (عبوری)
نیلم سنجیوا ریڈی	(1913-1996)	25 جولائی 1977۔25 جولائی 1982
گیانی ذیل سنگھ	(1916-1994)	25 جولائی 1982۔25 جولائی 1982
آر وینکٹ رمن	(1910پ)	25 جولائی 1987۔25 جولائی 1992
ڈاکٹر شنکر دیال شرما	(1918-1999)	25 جولائی 1992۔25 جولائی 1997
کے۔آر۔نرائنن	(1920پ)	25 جولائی 1997۔تا حال

نائب صدور جمہوریہ

نام		مدت
ڈاکٹر سروپلی رادھا کرشنن	(1888-1975)	1962-1952
ڈاکٹر ذاکر حسین	(1897-1969)	1967-1962
وراہ گری وینکٹ گری	(1884-1980)	1969-1967
گوپال سروپ پاٹھک	(1896-1982)	1974-1969
بی ڈی جتی	(پ۔1913)	1979-1974
جسٹس محمد ہدایت اللہ	(1905-1992)	1984-1979
آر وینکٹ رمن	(پ-1910)	1987-1984
ڈاکٹر شنکر دیال شرما	(1918-1999)	1992-1987
کے آر نارائنن	(پ-1920)	1997-1992
کرشن کانت	(پ-1927)	1997۔تا حال

ہندوستان کے وزرائے اعظم

نام		مدت
جواہر لال نہرو	(1889-1964)	15 اگست 1947۔27 مئی 1964
گلزاری لال نندا	(1898-1997)	27 مئی 1964۔ 9 جون 1964 (عبوری)
لال بہادر شاستری	(1904-1966)	9 جون 1964۔11 جنوری 1966
گلزاری لال نندہ	(1898-1997)	11 جنوری 1966۔24 جنوری 1966 (عبوری)
اندرا گاندھی	(1917-1984)	24 جنوری 1966۔24 مارچ 1977
مرارجی رنچھوڑ جی ڈیسائی	(1896-1995)	24 مارچ 1977۔28 جولائی 1979
چرن سنگھ	(1902-1987)	28 جولائی 1979۔14 جنوری 1980
اندرا گاندھی	(1917-1984)	14 جنوری 1980۔31 اکتوبر 1984
راجیو گاندھی	(1944-1991)	31 اکتوبر 1984۔1 دسمبر 1989
وشوناتھ پرتاپ سنگھ	(پ1931)	2 دسمبر 1989۔10 دسمبر 1990
چندر شیکھر	(پ1927)	11 نومبر 1990۔21 جون 1991
پی وی نرسمہا راؤ	(پ1921)	21 جون 1991۔16 مئی 1996
اٹل بہاری واجپئی	(پ1926)	16 مئی 1996۔1 جون 1996
ایچ ڈی دیوگوڑا	(پ1933)	1 جون 1996۔21 اپریل 1997
اندر کمار گجرال	(پ1933)	21 اپریل 1997۔18 مارچ 1998
اٹل بہاری واجپئی	(پ1926)	19 مارچ 1998۔13 اکتوبر 1999
اٹل بہاری واجپئی	(پ1926)	13 اکتوبر 1999۔تا حال

ہندستان کے چیف جسٹس

نام	مدت
ہری لعل جے کانیا	26 جنوری 1950۔ 6 نومبر 1951
ایم پتانجلی شاستری	7 نومبر 1951۔3 جنوری 1954
مہر چند مہاجن	4 جنوری 1954۔22 دسمبر 1954
بی۔کے۔مکھرجی	23 دسمبر 1954۔31 جنوری 1956
ایس۔آر۔داس	1 فروری 1956۔30 ستمبر 1959
بھونیشور پرساد سنہا	1 اکتوبر 1959۔31 جنوری 1964
پی۔بی گجیندر گڈکر	1 فروری 1964۔15 مارچ 1966
اے۔کے سرکار	16 مارچ 1966۔29 جون 1966
کے سبا راؤ	30 جون 1966۔11 اپریل 1967

کے۔این۔وانچو	12اپریل1967۔24فروری1968
ایم ہدایت اللہ	25فروری1968۔16دسمبر1970
جے۔سی شاہ	17دسمبر1970۔21جنوری1971
ایس۔ایم۔سیکری	22جنوری1971۔25اپریل1973
اے۔این۔رے	26اپریل1973۔27جنوری1977
ایم۔ایچ بیگ	28جنوری1977۔21فروری1978
وائی۔وی چندر چوڑ	22فروری1978۔11جولائی1985
پی۔این۔بھگوتی	12جولائی1985۔20دسمبر1986
رگھونندن سوروپ پاٹھک	21دسمبر1986۔18جون1989
ای۔ایس۔وینکٹ رمیا	19جون1989۔17دسمبر1989
ایس مکھرجی	18دسمبر1989۔25ستمبر1990
رنگناتھ مشر	25ستمبر1990۔24نومبر1991
کے۔این سنگھ	25نومبر1991۔12دسمبر1991
ایم۔ایم ایچ کانیا	13دسمبر1991۔17نومبر1992
ایل۔ایم شرما	18نومبر1992۔11فروری1993
ایم۔این وینکٹ چلیا	12فروری1993۔24اکتوبر1994
اے۔ایم احمدی	25اکتوبر1994۔24مارچ1997
جے۔ایس ورما	25مارچ1997۔17جنوری1998
ایم۔ایم پنچھی	18جنوری1998۔9اکتوبر1998
اے۔ایس آنند	10اکتوبر1998۔تا حال

ہندوستان کے چیف الیکشن کمشنر

نام	مدت
سوکمار سین	21مارچ1950۔19دسمبر1958
کے۔وی کے سندرم	20دسمبر1958۔30ستمبر1967
ایس۔پی سین ورما	1اکتوبر1967۔30ستمبر1972
ڈاکٹر ناگیندر سنگھ	1اکتوبر1972۔6فروری1973
ٹی سوامی ناتھن	7فروری1973۔17جون1977

ایس۔ایل شکدھر	18 جون 1977 ۔ 17 جون 1982
آر کے ترویدی	18 جون 1982 ۔ 13 دسمبر 1985
آر۔وی۔ایس پیری شاستری	1 جنوری 1986 ۔ 25 نومبر 1990
محترمہ وی۔ایس۔رما دیوی	15 نومبر 1990 ۔ 12 دسمبر 1990 (جنوری)
ٹی۔این شیشن	12 دسمبر 1990 ۔ 11 دسمبر 1996
ایم۔ایس گل	12 دسمبر 1996 ۔ تاحال

شہری انعامات

بھارت رتن: یہ ایوارڈ ادب آرٹ اور سائنس کی ترویج وترقی کے لئے خصوصی خدمات اور عوامی خدمات میں کار ہائے نمایاں انجام دینے کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔

پدم وبھوشن: یہ ایوارڈ کسی بھی شعبے میں نمایاں خدمات کے لئے تفویض کیا جاتا ہے اس میں سرکاری اہل کاروں کے ذریعے انجام دی گئیں خدمات بھی شامل ہیں۔

پدم بھوشن: یہ ایوارڈ کسی بھی شعبے میں نمایاں اور قابل ذکر خدمات کے لئے تفویض کیا جاتا ہے۔اس میں سرکاری اہل کاروں کی خدمات بھی شامل ہے۔

پدم شری: یہ ایوارڈ کسی بھی میدان میں خصوصی اور نمایاں خدمات کے لئے پیش کیا جاتا ہے اس میں سرکاری اہل کاروں کی خدمات بھی شامل ہیں۔

سپریم کورٹ کے فیصلے کے پیش نظر حکومت نے پدم انعامات کی سمت متعین کرنے کے لئے اور کچھ دیگر پہلوؤں پر غور وخوض کے لئے ہندوستان کے نائب صدر جمہوریہ کی صدرات میں ایک اعلی سطحی مبصر کونسل تشکیل دی۔اس کونسل نے اپنی رپورٹ نومبر 1996 میں پیش کی اور حکومت نے اسے منظور کرلیا جس کے بعد ان انعامات کو دوبارہ 1997 میں شروع کیا گیا ہے۔سال 2000 میں کسی کو بھی بھارت رتن ایوارڈ نہیں دیا گیا۔ 26 جنوری 2000 کو 75 پدم ایوارڈ (13 پدم وبھوشن، 20 پدم بھوشن، 46 پدم شری) کا اعلان کیا گیا۔یہ ایوارڈ 30 مارچ 2000 کو منعقد تقریب میں صدر جمہوریہ نے یہ ایوارڈ پیش کئے۔

بھارت رتن سے سرفراز افراد

نام		سال
ڈاکٹر سروپلی رادھا کرشنن	(1888-1975)	1954
چکرورتی راج گوپالا چاری	(1878-1972)	1954
ڈاکٹر چندر شیکھر وینکٹ رمن	(1888-1970)	1954

ڈاکٹر بھگوان داس	(1869-1958)	1955
ڈاکٹر موکشا گنڈم وشویشریہ	(1861-1962)	1955
جواہر لال نہرو	(1889-1964)	1955
گووند بلبھ پنت	(1887-1961)	1957
ڈاکٹر دھونڈو کیشو کاروے	(1858-1962)	1958
ڈاکٹر ودھان چندر رائے	(1882-1962)	1961
پروشوتم داس ٹنڈن	(1882-1962)	1961
ڈاکٹر راجیندر پرساد	(1884-1963)	1962
ڈاکٹر ذاکر حسین	(1897-1969)	1963
ڈاکٹر پانڈورنگ وامن کانڑے	(1890-1972)	1963
لال بہادر شاستری	(1904-1966) رحلت کے بعد	1966
اندرا گاندھی	(1917-1984)	1971
وراہ گری وینکٹ گری	(1894-1980)	1975
کماراسوامی کامراج	(1903-1975) رحلت کے بعد	1976
میری ٹریسا بوزاکسو (مدر ٹریسا)	(1910-1997)	1980
آچاریہ ونوبا بھاوے	(1895-1982) رحلت کے بعد	1983
خان عبدالغفار خاں	(1890-1988)	1987
مرودو گوپالن رام چندرن	(1917-1987)	1988
ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر	(1891-1956) بعدرحلت	1990
ڈاکٹر نیلسن منڈیلا	(پ1918)	1990
راجیو گاندھی	(1949-1991) بعدرحلت	1991
سردار بلبھ بھائی پٹیل	(1975-1950) بعدرحلت	1991
مرارجی رن چھوڑ جی دیسائی	(1896-1995)	1991
سبھاش چندر بوس	(1897-1945) بعدرحلت	1992
مولانا ابوالکلام آزاد	(1888-1958) بعدرحلت	1992
جے۔آر۔ڈی۔ٹاٹا	(1904-1993)	1992

ستیہ جیت رے	(1922-1992)	1992
ارونا آصف علی	(1909-1996)بعد رحلت	1997
گلزاری لال نند	(1898-1999)بعد رحلت	1997
ڈاکٹر ابولفقیر زین العابدین ابوا کلام	(1913)	1997
مدورائی شمکھو دیو بشولکشمی	(1916)	1998
چدمبرم سبرامنیم	(1910)	1998
لوک نائک جے پرکاش نرائن	(1902-1920)	1999
پروفیسر امرتیہ سین	(1933)	1999
لوک پریہ گوپی ناتھ باردولوئی	(1980-1950)	1999
پنڈت روی شنکر	(1920)	1999

سال 2000 میں دیئے گئے عوامی انعامات

پدم وبھوشن

بھیرو دت پانڈے

پنڈت ہری پرساد چورسیا

پنڈت جس راج موتی رام

پروفیسر کاکاران نند ناتھ

گرو کیلو چرن مہاپاتر

ڈاکٹر کرشن بہاری لعل

ڈاکٹر کرشن سوامی کستوری رنگن

میدا ولوز ہم

ڈاکٹر منوہر سنگھ گل

سکندر بخت

ترلوک سنگھ

پدم بھوشن

انل کمار اگروال

پروفیسر برج باسی لعل

دھرم استھلا ویریندر ہیگڑے

پروفیسر (ڈاکٹر) ہربنس سنگھ وزیر

ہوسے لزری پوریوگ نرھم شاردا پرساد

سوامی کلیان دیو

مرحوم کارمشی جیٹھا بھائی سومیا

بیگم قدسیہ اعزاز رسول

پروفیسر (ڈاکٹر) پکیری سوامی چندر شیکھرن

پروفیسر پاوگڑاو بنکا اندریسن

ڈاکٹر رگھوناتھ اننت ماسیلکر

محترمہ رادھا ریڈی

راجا ریڈی

رجنی کانت

رام نرائن اگروال

رتن نول ٹاٹا

محترمہ شرن رانی باکلیوال

مرحوم واسدیو کال کونتے آنرے

مولانا وحید الدین خاں

پدم شری: 42

ساہتیہ اکادمی انعامات 1999

مصنف	تخلیق	زبان
میدنی چودھری	بپنیہ سمیہ (ناول)	آسامی
نونیتا دیوسین	نونیتا (نظم و کہانی)	بنگالی
مرحوم کلدیپ سنگھ جندر ہیا	ہانگوئی پاشاکاری (شاعری)	ڈوگری
مرحوم اے کے رام انوجن	دی کلکٹڈ پوئم آف اے۔ رام انوجن (شاعری)	انگریزی
نرنجن نرہری بھگت	گجراتی ساہتیہ۔ پورواردھ۔ اترادھ (ادبی تنقید)	گجراتی
ونود کمار شکلا	دیوار میں ایک کھڑکی رہتی تھی (ناول)	ہندی
مرحوم ڈی آر ناگراج	ساہتیک کتھن (ادبی تنقید)	کنڑ

اے۔رشید نازکی	وحرت (شاعری)	کشمیری
شرت چندر شینائی	انتر ناد (شاعری)	کونکنی
ساکیت آنند	گن نائک (کہانی)	میتھلی
سی۔وی۔سری رمن	سری رمنتے کتھاکل	ملیالم
ایس لاچیا تینی	ہی تا کمبو بودیندا	منی پوری
رنگ ناتھ پٹھارے	تامرپٹ (ناول)	مراٹھی
وکرم ویرتھاپا	بیسوں شتابدی کی مونالیسا	نیپالی
ہری پرساد داس	گر بھ گرہ (شاعری)	اڑیا
نرنجن سنگھ تسنیم	گواچےارتھ (ناول)	پنجابی
واسو آچاریہ	سیرروگھر (شاعری)	راجستھانی
سری نواس رتھ	تادیوگنگا نام شیودھارا (شاعری)	سنسکرت
واسدیو موہن	برف جو تھاہی پال (شاعری)	سندھی
ایس عبدالرحمان	آلاپنائی (شاعری)	تمل
تلم پٹی وینکٹ سبیا	کتھاشلپم (ادبی تنقید)	تیلگو
بشیر بدر	آس (شاعری)	اردو

نوبل انعام یافتہ ہندوستانی

امرتیہ سین (پ 1933)

معاشیات کے لئے 1998 کا نوبل ایوارڈ حاصل کرنے والے پروفیسر امرتیہ سین یہ انعام حاصل کرنے والے پہلے ایشیائی ہیں۔شانتی نکیتن میں پیدا ہونے والے امرتیہ سین کی حیثیت رفاہی معاشیات میں ستون اول کی ہے جنہوں نے رفاہ ونشونما کے مختلف شعبوں پر متعدد کتابیں اور مقالے تصنیف کی ہیں پروفیسر سین عام ماہرین معاشیات میں سے نہیں ہیں۔وہ ماہر معاشیات ہونے کیساتھ ساتھ انسانیت پسند بھی ہیں انہوں نے نسائیت، غریبی، جمہوریت جنسی اور سماجی معاملات پر جو کتابیں لکھی ہیں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔کیلتھ ایرو نام کے ماہر معاشیات نے ''ناممکن الوقوع نظری حقیقت'' کی اپنی تحقیق میں کہا تھا افراد کی انفرادی پسند کو ملا کر مکمل سماج کے لئے کوئی ایک قابل یقین پسند کا تعین کرنا ممکن نہیں ہے۔پروفیسر سین نے حساب کی بنیاد پر یہ ثابت کیا ہے کہ سماج اس طرح نتیجوں کے اثر کو کم کرنے کے طریقے تلاش کر سکتا ہے۔

سبرامنیم چندر شیکھر (1910-1995) 1983 میں علم طبیعی کے لئے نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر سبرامنیم چندر شیکھر فلکیات طبیعی کے

ماہر تھے۔ ان کی تعلیم مدراس کے پریزی ڈینسی کالج میں ہوئی وہ نوبل انعام یافتہ سری۔ وی رمن کے بھتیجے تھے۔ بعد میں ڈاکٹر چندر شیکھر امریکہ چلے گئے تھے جہاں انہوں نے علم فلکیات طبیعی اور ہیئت کے موضوع پر کئی کتابیں لکھیں۔ انہوں نے وہائٹ ڈوارف باسم سیاروں کی تلاش کی اور ان کے اصول متعین کئے۔ ان سیاروں کے لئے انہوں نے جو حد مقرر کی ہے وہ چندر شیکھر حد کہلاتی ہے ان اصولوں کی بنیاد پر کائنات کی تخلیق کے سلسلے میں متعدد راز فاش ہوتے ہیں۔

مدر ٹریسا (1997-1910) مدر ٹریسا کو 1997 میں نوبل امن ایوارڈ پیش کیا گیا۔ مدر کی پیدائش البانیہ میں اسکو پیجے کے مقام پر ہوئی جواب یوگوسلاویہ کا حصہ ہے۔ ان کے بچپن کا نام یگنس گونکسہا بوجار یو تھا۔ 1928 میں وہ آئرلینڈ کی تنظیم "سسٹرس آف لوریٹو" میں شامل ہوئیں اور مشنری بن کر 1929 میں کلکتہ آگئیں۔ انہوں نے بے سہارا اور بے گھر بار لوگوں کے دکھ دور کرنے کا عظیم عہد کیا۔ غریبوں اور بیمار لوگوں کی خدمت کے لئے انہوں نے "مشنریز آف چیریٹی" نام کی ایک تنظیم قائم کی۔ اور کوڑھ کے مریضوں، نشیلی اشیاء استعمال کرنے والے لوگوں غریبوں اور لاچاروں کے لئے "نرمل ہردیہ" نام کی تنظیم بنائی۔ جوان کارگزاریوں کا مرکز بنی انہوں نے پوری تندہی سے نہ صرف بے سہارا لوگوں کی بے لوث خدمت کی بلکہ امن عالم کے لئے بھی کوششیں کیں۔ انہیں کی بدولت ہندوستان امن کے لئے نوبل انعام حاصل کر سکا ہے۔

ہرگووند کھورانہ (پ 1922) ہرگوبند کھرانا کو ادویہ کے میدان میں بہترین تحقیق کے لئے 1968 کا نوبل انعام دیا گیا۔ ہندوستانی نژاد ڈاکٹر کھرانا کی پیدائش پنجاب کے رائے پور ضلع میں ہوئی (جواب پاکستان میں ہے) انہوں نے "لور پول" یونیورسٹی سے کیمسٹری میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ 1960 میں وہ وسکانسن یونیورسٹی میں لکچرر مقرر ہوئے انہوں نے اپنی تحقیق میں جینٹک کوڈ کو بیان کیا اور پروٹین کے اجتماع میں اس کے کردار کا پتہ لگایا۔

چندر شیکھر وینکٹ رمن (1970-1888) فزکس کے لئے نوبل انعام حاصل کرنے والے پہلے ہندوستانی سر چندر شیکھر وینکٹ رمن تھے۔ انہوں نے 1930 میں یہ انعام حاصل کیا۔ رمن کی پیدائش تملناڈو میں تروچراپلی کے پاس تروونائیکاول میں ہوئی۔ انہوں نے مدراس ریزی ڈینسی کالج میں تعلیم حاصل کی بعد میں وہ کلکتہ یونیورسٹی نے فزکس کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ چندر شیکھر وینکٹ رمن نے متعدد انعامات اور اعزاز حاصل کئے انہیں "سر" کے خطاب سے بھی نوازا گیا۔ آپٹکس کے شعبے میں اہم تحقیق کے لئے انہیں نوبل انعام سے نوازا گیا۔ انہوں نے اپنی تحقیق میں اس بات کا پتہ لگایا کہ کس طرح روشنی میں دیگر ویلینتھ موجود رہتی ہیں۔ ان کی یہ تحقیق "رمن ایفیکٹ" کے نام سے موسوم ہے۔

رونذر ناتھ ٹھاکر (1941-1861) رونذر ناتھ ٹھاکر ادب کے لئے نوبل انعام حاصل کرنے والے پہلے ہندوستانی تھے۔ گرو دیو کے نام سے مشہور رونذر ناتھ ٹھاکر کی پیدائش 7 مئی 1861 میں کلکتہ میں ہوئی۔ انہیں ان کے نظموں کے مجموعے "گیتا نجلی" کے لئے 1913 نوبل انعام برائے ادب سے نوازا گیا رونذر ناتھ ٹھاکر نے متعدد پریم گیت بھی لکھے ہیں۔ گیتا نجلی اور سادھنا ان کی اہم تصنیف میں عظیم شاعر، ڈرامہ نگار اور ناول نگار کے روپ میں مصرف گرو دیو نے ہندوستان کا قومی گیت بھی لکھا ہے۔ 1901 میں انہوں نے شانتی نکیتن کو قائم کیا جو بعد میں وشو بھارتی یونیورسٹی کے نام سے مشہور ہوا۔

کمانڈران چیف

نام	مدت
جنرل سررائے بوچر	1 جنوری 1948۔ 14 جنوری 1949
جنرل (اب فیلڈ مارشل) کے ایم کری اپا	15 جنوری 1949۔ 14 جنوری 1953

جنرل مہاراج راجندر سنگھ جی	13 جنوری 1953ء - 31 مارچ 1955

آرمی چیف

نام	مدت
جنرل مہاراج راجیند رسنگھ جی	کیم اپریل 1955 - 14 مئی 1955
جنرل ایس۔ایم شری ننیش	15 مئی 1955 - 7 مئی 1957
جنرل کے۔ایس تھمیا	8 مئی 1957 - 7 مئی 1961
جنرل آر این تھاپر	8 مئی 1961 - 19 نومبر 1962
جنرل جے۔این چودھری	20 نومبر 1962 - 7 جون 1966
جنرل پی پی کمار منگلم	8 جون 1966 - 7 جون 1969
جنرل ایس۔ایچ۔ایف جے مانک شاہ	8 جون 1969 - 31 دسمبر 1972
فیلڈ مارشل ایس۔ایس۔ایچ جے مانک شاہ	1 جنوری 1973 - 14 جنوری 1973
جنرل جی جی بیوور	15 جنوری 1973 - 31 مئی 1975
جنرل ٹی۔این رینا	1 جون 1975 - 31 مئی 1978
جنرل او پی ملہوترا	1 جون 1978 - 31 مئی 1981
جنرل کے وی کرشنا راؤ	1 جون 1981 - 31 جولائی 1983
جنرل اے۔ایس وید	1 اگست 1983 - 31 جنوری 1986
جنرل کے سندر جی	1 فروری 1986 - 30 اپریل 1988
جنرل وی۔این شرما	1 مئی 1988 - 30 جون 1990
جنرل ایس۔ایف راڈرگس	کیم جولائی 1990 - 30 جون 1993
جنرل بی سی جوشی	کیم جولائی 1993 - 18 نومبر 1994
جنرل ایس رائے چودھری	22 نومبر 1994 - 30 نومبر 1997
جنرل وی۔پی ملک	1 اکتوبر 1997 - 30 ستمبر 2000
جنرل ایس پدم ناتھن	کیم اکتوبر 2000 تا حال

چیف آف نیول اسٹاف

نام	مدت
وائس ایڈمیرل آر ڈی کٹاری	22اپریل1958۔4جون1962
وائس ایڈمیرل بی۔ایس۔سومن	5جون1962۔3مارچ1966
ایڈمیرل اے کے چٹرجی	4مارچ1966۔27فروری1970
ایڈمیرل ایس ایم نندا	1مارچ1970۔28فروری1973
ایڈمیرل ایس این کوہلی	1مارچ1973۔28فروری1976
ایڈمیرل جے۔ایل کرسچن	1مارچ1979۔28فروری1982
ایڈمیرل جے ایل پریرا	1مارچ1979۔28فروری1982
ایڈمیرل او۔ایس۔ڈاسن	1مارچ1982۔30نومبر1984
ایڈمیرل آر۔ایچ تہیلیانی	1دسمبر1984۔30نومبر1987
ایڈمیرل جے۔جی ناڈکرنی	1دسمبر1987۔30نومبر1990
ایڈمیرل ایل رام داس	1دسمبر1990۔30ستمبر1993
ایڈمیرل وی۔ایس شیخاوت	1اکتوبر1993۔30ستمبر1996
ایڈمیرل وشنو بھاگوت	1اکتوبر1996۔30دسمبر1998
ایڈمیرل سشیل کمار	30دسمبر1998۔تا حال

چیف آف ایر اسٹاف

نام	مدت
ایر مارشل سر تھامس ایلمسٹ	15اگست1947۔21فروری1950
ایر مارشل سر رونالڈ لویلا چیمبر	22فروری1950۔9دسمبر1951
ایر مارشل سر جیرالڈ گبس	10دسمبر1951۔31مارچ1954
ایر مارشل ایس مکھرجی	1اپریل1954۔8نومبر1960
ایر مارشل اے۔ایم انجینئر	1دسمبر1960۔31جولائی1964
ایر چیف مارشل ارجن سنگھ	1اگست1964۔15جولائی1969

ایر چیف مارشل پی۔سی لال	16 جولائی 1969 - 15 جنوری 1973
ایر چیف مارشل او پی مہرا	16 جولائی 1973 - 31 جنوری 1976
ایر چیف مارشل ایچ مول گاؤکر	1 فروری 1970 - 31 اگست 1978
ایر چیف مارشل آئی ایچ لطیف	1 ستمبر 1981 - 31 ستمبر 1981
ایر چیف مارشل دلباغ سنگھ	1 ستمبر 1981 - 31 ستمبر 1984
ایر چیف مارشل ایل ایم کاترے	4 دسمبر 1984 - 1 جولائی 1985
ایر چیف مارشل ڈی اے لافونتین	3 جولائی 1985 - 31 جولائی 1988
ایر چیف مارشل ایس کے مہرا	1 اگست 1988 - 31 جولائی 1991
ایر چیف مارشل این سی سوری	1 اگست 1991 - 31 جولائی 1993
ایر چیف مارشل ایس کے کول	اگست 1993 - 31 دسمبر 1995
ایر چیف مارشل ایس کے سرین	1 جنوری 1996 - 31 دسمبر 1998
ایر چیف مارشل اے وائی ٹپنس	کیم جنوری 1999 - تا حال

پرم ویر چکر

میجر سومناتھ شرما کماؤں رجمنٹ بعد از مرگ نومبر 1947	(کشمیر میں فوجی کارروائی 48-1947)
سیکنڈ لیفٹیننٹ آر آر رانے، کور آف انجینئرس اپریل 1948	(کشمیر میں فوجی کارروائی 48-1947)
کمپنی حولدار میجر پیرو سنگھ راجپوتانہ رائفلس بعد از مرگ: جولائی 1948	(کشمیر میں فوجی کارروائی 48-1947)
لانس نائیک کرم سنگھ، سکھ رجمنٹ بعد از مرگ اکتوبر 1948	(کشمیر میں فوجی کارروائی 48-1947)
نائیک جدوناتھ سنگھ، راجپوت رجمنٹ بعد رحلت دسمبر 1948	(کشمیر میں فوجی کارروائی کامئی 48-1947)
کیپٹن گربچن سنگھ سلاریا گورکھا رائفلس بعد رحلت دسمبر 1961	(کانگو)
میجر دھن سنگھ تھاپا گورکھا رائفلس اکتوبر 1962	(لداخ)
صوبے دار جوگندر سنگھ سکھ رجمنٹ بعد رحلت اکتوبر 1962	(نیفا)
میجر شیطان سنگھ کماوں رجمنٹ بعد رحلت نومبر 1962	(لداخ)
کمپنی کوارٹر ماسٹر حولدار عبدالحمید گرینیڈیرس بعد رحلت ستمبر 1965	(پاکستان کے خلاف فوجی کارروائی)
لیفٹیننٹ کرنل اے بی تاراپور پونا ہورس بعد رحلت ستمبر 1965	(پاکستان کے خلاف فوجی کارروائی)
میجر ہوشیار سنگھ گرینیڈیرس دسمبر 1971	(ہندو پاک جنگ)

لانس نائک البرٹ یک۔ برگیڈ آف گارڈس 1971	(ہندو پاک جنگ) بعد رحلت
سیکنڈ لیفٹیننٹ ارن کھیتر پال 17 پونا ہورس بعد رحلت دسمبر 1971	(ہندو پاک جنگ)
فلائنگ آفیسر نرمل جیت سنگھ سیکھوں فلائنگ برانچ (پائلٹ) بعد رحلت دسمبر 1971 (ہندو پاک جنگ)	
نائب صوبے دار بانا سنگھ جے اینڈ کے لائٹ انفنٹری جون 1987	(سیاچن گلیشر پر فوجی کارروائی)
میجر رام سوامی پرمیشورن مہار رجمنٹ بعد رحلت نومبر 1987	(سری لنکا میں ہندوستانی امن فوج کی کارروائی)
کیپٹن وکرم بترا/13 جے اے کے رائفل (بعد رحلت) جون 1999	(کارگل میں آپریشن وجے)
لیفٹیننٹ منوج کمار پانڈے 1/11 جی آر (بعد رحلت) جون 1999	(کارگل میں آپریشن وجے)
رائفل مین سنجے کمار 13 جے۔ اے کے رائفل جون 1999	(کارگل میں آپریشن وجے)
گرینڈیر یوگیندر سنگھ یادو 18 گرینڈیرس جون 1999	(کارگل میں آپریشن وجے)

بہادری کے لئے انعامات

یوم جمہوریہ 1999 کے موقع پر درج ذیل بہادری کے لئے انعامات کا اعلان کیا گیا۔

کیرتی چکر	06	(سبھی بعد رحلت)
ویر چکر	02	(01-بعد رحلت)
شوریہ چکر	26	(14 بعد رحلت)
بار سینا میڈل (G)	02	2
سینا میڈل (G)	141	(44 بعد رحلت)
نوسینا میڈل (G)	03	-
وایوسینا میڈل (G)	02	-

اس کے علاوہ آپریشن وجے کے لئے یوم جمہوریہ 1999 کے موقع پر بہادری اور خصوصی خدمات کے لئے مندرجہ ذیل انعامات کا بھی اعلان کیا گیا۔

پرم ویر چکر	4	(2 بعد رحلت)
مہاویر چکر	9	(6 بعد رحلت)

ویر چکر	55	(31 بعد رحلت)
سروتم یدھ سیوا میڈل	1	
اتم یدھ سیوا میڈل	7	
یدھ سیوا میڈل	8	
بارٹو سینا میڈل	1	
سینا میڈل	83	(32 بعد رحلت)
وایو سینا میڈل	24	(5 بعد رحلت)
روانگی کاغذوں میں خصوصی ذکر	73	

یوم جمہوریہ 2000 کے موقع پر بہادری اور خصوصی خدمات کے لئے درج ذیل اعلانیہ جاری کیا گیا۔

	سالانہ ایوارڈ	آپریشن وجے
اشوک چکرا	1	-
مہاویر چکر	-	1
کیرتی چکر	4 (3 بعد رحلت)	-
ویر چکر	1 (4 بعد رحلت)	17
شوریہ چکر	19 (8 بعد رحلت)	1
پرم وششٹ سیوا میڈل	24	-
سروتم یدھ سیوا میڈل	1	-
بارٹو اتی وششٹ سیوا میڈل	2	-
اتی وششٹ سیوا میڈل	45	-
یدھ سیوا میڈل	5	13
بارہ ٹو وششٹ سیوا میڈل	2	-
وششٹ سیوا میڈل	88 (1 بعد رحلت)	-
بارٹو سینا میڈل	1	-

سینا میڈل رنو سینا میڈل	119 (38بعد رحلت)	106 (48بعد رحلت)
سینا میڈل	18 (1بعد رحلت)	16
نو سینا میڈل	8	-
بارنو وایو سینا میڈل	1	-
وایو سینا میڈل	13	-
روانگی کا ندوں میں خصوصی ذکر	69 (1بعد رحلت)	128 (43بعد رحلت)

قومی شاہراہیں اور ان کی لمبائی

نمبر شمار	قومی شاہراہ نمبر	لمبائی کلومیٹر میں	شروع اسٹیشن	اختتامی اسٹیشن
1	2	3	4	5
1	1	456	دہلی	پاکستانی سرحد (نزد امرتسر)
2	1A	663	جالندھر	اڑی
3	1B	189(107+82)	بٹوٹ	سمتھنپاس
4	1C	15	ڈومیل	کٹرہ
5	2	1490	دلی	کلکتہ
6	3	1161	آگرہ	ممبئی
7	4	1235	چنئی	تھانے (ممبئی)
8	4A	153	بیل گاؤں	پنجی
9	4B	27	پنول اوڑاں	(کالاسبولی-پالیے)
10	5	1533	چنئی	جھار پورور یا جنکشن این ایچ 6 اڑیسہ کے سمیت
11	5A	77	ہری داس پور	پارہ دیپ
12	6	1949	کلکتہ	ہزیرا
13	7	2,369	وارانسی	کنیا کماری
14	7A	51	پلیان کوٹے	توتو کورین
15	8	1428	دلی	ممبئی

16	8A	473	احمد آباد	ماندوی
17	8B	206	پور بندر	بامن بور
18	8C	46	چلوڑا	سرکھیج
19	8D	127	جیت پور	سومناتھ
20	9	841	پونے	مچھلی پٹنم
21	10	403	دلی	پاکستان سرحد (فاضلکا کے نزدیک)
22	11	582	آگرہ	بیکانیر
23	11A	64	منوہر پور	دوسہ
24	12	890	جبل پور	جے پور
25	13	691	شولاپور	منگلور
26	14	450	بیور	رادھن پور
27	15	1526	پٹھان کوٹ	سمکیالی
28	16	460	نظام آباد	جگدل پور
29	17	1269	پنویل	ادھہ پلی (کوچنگ کے نزدیک)
30	17A	19	پور تعلیم	مرمگاؤں
31	17B	40	پنڈہ	واسکو
32	18	369	چتور	کورنول
33	19	240	غازی پور (این ایچ 29 پر)	پٹنہ کے نزدیک
34	20	220	پٹھان کوٹ	منڈی
35	21	323	چنڈی گڑھ	منالی
36	21A	65	پنجور	صدر گھاٹ
37	22	459	امبالہ	شپ قالہ
38	23	459	چاس	نیوتا (تلچیر کے نزدیک)
39	24	438	دلی	لکھنؤ
40	24A	17	بخشی کا تلاب	این ایچ 28 (چنہات)
41	25	319	لکھنؤ	شیوپوری

42	25A	31	این ایچ 25	بخشی کا تالاب (19 کلومیٹر)
43	26	396	جھانسی	لکھناڈون
44	27	93	الہ آباد	منگوان
45	28	570	لکھنؤ	بریلی
46	28A	68	پپرا کوٹھی	رکسول (نیپال سرحد)
47	29	196	وارانسی	گورکھپور
48	30	230	موہنیا	بختیار پور
49	30A	65	فتوہا	بارہ
50	31	1125	برہی	گوہاٹی
51	31A	92	سیوک	گنگٹوک
52	31B	19	اتری سالمارا	جوگی ڈھوپا
53	31C	235	گلگب کے سامنے	بجنی کے نزدیک این ایچ 31 جنکشن
54	32	179	گوبند پور	جمشید پور
55	33	352	برہی	بہرا گوبرا
56	34	443	کلکتہ	دل کولا
57	35	61	بارہ سات	بن گاؤں (بنگلہ دیش سرحد)
58	36	170	نوگاؤں	دیما پور
59	37	680	بجرتن	سیکھوا گھاٹ (گول پرہ کے نزدیک)
60	37A	23	گواڑی تال	تیج پور کے نزدیک
61	38	54	مکوم	لیکھ پانی
62	39	436	نم لی گڑھ	میاما سرحد (مورے کے نزدیک)
63	40	216	جوازبات	جوائی
64	41	51	گوالگھاٹ	بلدیا
65	42	261	کٹک	سنبل پور
66	43	551	رائے پور	نتولسا
67	44	630	شیلونگ	سبروم

68	44A	230	ایزول	منو
69	45	387	چینئی	ڈنڈی گل
70	45A	190	ولوپورم	ناگ پٹنم
71	45B	257	تیروچی	توتوکورین
72	46	132	کرشناگیری	رانی پیٹ
73	47	640	سیلم	کنیاکماری
74	47A	6	ویلنگ ڈن آئی لینڈ	کوچین بائی پاس این ایچ 47
75	48	328	نیلامنگلہ	منگلور بنگلور کے نزدیک
76	49	440	مدورائی	دھنش کوڑی این ایس 49 کا ایکسٹینشن
77	50	192	کوچین	مدورائی سے کوچین 280 کلومیٹر
			ناسک	پونا
78	51	149	پیکن (این ایچ 37 پر)	ڈالو
79	52	850	بیہاناچرالی	این ایچ 37 کے ساتھ جنکشن
			(این ایچ 31 پر)	(سیکھوا گھاٹ کے نزدیک)
80	52A	57	بندرودیوا	گوہ پور
81	52B	31	کلاجان	ڈبروگڑھ
82	53	320	بدرپور کے پاس	اسچال کے پاس (این ایچ 39 پر)
			(این ایچ 44 پر)	
83	54	850	ڈبوکا	توئی پانگ
84	54A	9	تھوریات	لنگ لیئی
85	54B	27	وینس سیڈل	ساہیا
86	55	77	سلی گڑی	دارجلنگ
87	56	285	لکھنؤ	وارانسی
88	56A	13	این ایچ 28 (چنہات)	این ایچ 56 (16 کلومیٹر)
89	56B	19	این ایچ 56 (16 کلومیٹر)	این ایچ 25 (9 کلومیٹر)
90	57	310	مظفر پور	پورنیا

91	این ای-1	93	احمد آباد	بڑودرا
92	58	527	غازی آباد	مانا
93	59	350	احمد آباد	اندور
94	60	305	بالاسور	آسنسول
95	61	240	کوہیما	جھانسی
96	62	195	ڈامرا	ڈالو
97	63	432	انکولا	گوٹی
98	64	261	چنڈی گڑھ	ڈبوالی
99	65	690	انبالہ	پالی
100	66	244	پونڈی	کرشنا گیری
101	67	357	ناگاپٹنم	کوئمبتور
102	68	134	ارنڈ پیٹ	سیلم
103	69	350	ناگپور	عبیداللہ گنج
104	70	170	جالندھر	منڈی
105	71	307	جالندھر	باول
106	71A	72	روہتک	پانی پت
107	72	200	انبالہ	ہردوار
108	73	188	روڑکی	آنولہ
109	74	300	ہری دوار	بریلی
110	75	460	گوالیر	ریوا
111	76	1,007	پنڈواڑہ	الہ آباد
112	77	142	حاجی پور	سون برسا
113	78	559	کٹنی	گملا
114	79	500	اجمیر	گھاٹ بیلود (اندور)
115	80	310	موکاما	فرخا
116	150	700	آئی جول	کوہیما

بھارت-2001

800

117	200	740	رائے پور	چاندی خول
118	201	310	بوری گما	بارگڑھ
119	202	280	حیدرآباد	بھیمالی پٹنم
120	203	59	بھونیشور	پوری
121	204	126	رتناگری	کولھاپور
122	205	442	اننت پور	چینئی
123	206	363	تمکور	ہوناوار
124	207	155	ہوسور	نیلامنگلا
125	208	195	کولم	ترومنگلم (مدورے)
126	209	456	ڈنڈی گل	بنگلور
127	210	160	تریچی	رام ناتھ پورم
128	211	400	سولاپور	دھولے
129	81	100	کورا	مالدہ
130	82	130	گیا	موکامہ
131	83	130	پٹنہ	زوبھی
132	84	60	آرا	بکسر
133	85	95	چھپرا	گوپال گنج
134	86	360	کانپور	ساگر
135	87	83	رامپور	نینی تال
136	88	115	شملہ	ماتور
137	89	300	اجمیر	بیکانیر
138	212	250	کوزی کوڈ	کلے گل
139	213	130	پال گھاٹ	کوزی کوڈ
140	214	270	کانھی پوڈی	پہارو
141	215	348	پانی کولی	راجامنڈرا
142	152	40	پتھر کوچی	بھوٹان سرحد

143	151	14	کریم گنج	بنگلہ دیش سرحد

کل لمبائی 38,517 کلومیٹر

اہم ریل گاڑیاں

نمبر شمار	ریل گاڑیوں کے نمبر اور نام	جن دو مقامات کے درمیان چلتی ہیں
شتابدی ایکسپریس		
1	2001/2002	نئی دہلی۔بھوپال،
2	2003/2004	نئی دہلی۔لکھنؤ
3	2005/2006	نئی دہلی۔کالکا
4	2007/2008	چنئی۔میسور (منگل کو چھوڑ کر ہفتے میں چھ دن)
5	2009/2010	بمبئی سنٹرل۔احمد آباد (جمعہ کو چھوڑ کر ہفتے میں چھ دن)
6	2011/2012	نئی دہلی۔چندی گڑھ
7	2013/2014	نئی دہلی۔امرتسر
8	2015/2016	نئی دہلی۔اجمیر (اتوار کو چھوڑ کر ہفتے میں چھ دن)
9	2017/2018	نئی دہلی۔دہرہ دون (چھ دن)
10	2019/2020	ہاوڑا۔بوکارو اسٹیل سٹی (اتوار کو چھوڑ کر ہفتے میں چھ دن)
11	2021/2022	ہاوڑا۔راوڑکیلا (سنیچر کو چھوڑ کر ہفتے میں چھ دن)
12	2023/2024	چنئی۔کوئمبتور (بدھ کو چھوڑ کر ہفتے میں چھ دن)
13	2027/2028	بمبئی سنٹرل۔پونہ
14	2029/2030	نئی دہلی۔امرتسر (ہفتہ میں چھ دن)
15	2031/2032	نئی دہلی۔امرتسر (ہفتہ میں ایک دن اتوار کو)
16	2033/2034	راجمندری۔سکندرآباد
17	2035/2036	چنئی۔تروپتی

راجدھانی ایکسپریس

1	2301/2302	نئی دہلی ہاوڑہ وایا گیا (ہفتے میں پانچ دن)
2	2305/2306	نئی دہلی ہاوڑہ وایا پٹنہ (ہفتے میں دو دن)
3	2309/2310	نئی دہلی پٹنہ (ہفتے میں دو دن)
4	2421/2422	نئی دہلی - ہاوڑہ - بھوبنیشور (ہفتے میں دو دن)
5	2423/2424	نئی دہلی - گوہاٹی (ہفتے میں دو دن)
6	2423A/2424A	نئی دہلی - ڈبروگڑھ ٹاؤن راجدھانی ایکسپریس (ایک دن)
7	2425/2426	نئی دہلی - جموں توی (ہفتے میں ایک دن)
8	2429/2430	حضرت نظام الدین - سکندرآباد - بنگلور (ہفتے میں دو دن)
9	2431/2432	حضرت نظام الدین - مڈگاؤں - ترواننت پورم (ہفتے میں دو دن)
10	2433/2434	حضرت نظام الدین - چنئی (ہفتے میں دو دن)
11	2435/2436	نئی دہلی گوہاٹی (ہفتے میں دو دن)
12	2437/2438	حضرت نظام الدین - سکندرآباد (ہفتے میں ایک دن)
13	2951/2952	نئی دہلی - ممبئی سنٹرل (ہفتے میں ایک دن)
14	2953/2954	حضرت نظام الدین - ممبئی سنٹرل اگست کرانتی (ہفتے میں چھ دن)
15	2957/2958	نئی دہلی - احمد آباد (ہفتے میں تین دن)

سپر فاسٹ ریل گاڑیاں

1	2123/2124	ممبئی - پونہ (دکن کوین ایکسپریس)
2	2133/2134	لکھنؤ - ممبئی سی ایس ٹی (پشپک ایکسپریس)
3	2137/2138	ممبئی سنٹرل - فیروز پور (پنجاب میل)
4	2179/2180	حضرت نظام الدین - گوالیار (تاج ایکسپریس)
5	2303/2304	نئی دہلی - پٹنہ - ہاوڑہ پوروا ایکسپریس (ہفتے میں چار دن)
6	2307/2308	ہاوڑہ - جودھپور ایکسپریس (ہفتے میں چھ دن)

7	2307A/2308A	ہاوڑا۔میرا روڈ۔بیکانیر (لنک ایکسپریس)
8	2101/2102	کرلا ہاوڑہ سپر ڈیلکس
9	2103/2104	کرلا۔ناگپور سپر ڈیلکس ایکسپریس
10	2105/2106	ممبئی۔ناگپور ودربھا ایکسپریس
11	2141/2142	کرلا پٹنہ سپر فاسٹ ایکسپریس
12	2155/2156	حبیب گنج۔نظام الدین ایکسپریس
13	2165/2166	کرلا وارانسی ایکسپریس
14	2311/2312	ہاوڑہ۔دہلی۔کالکا (کالکا میل)
15	2313/2314	ہاوڑہ۔جودھپور (بیکانیر ایکسپریس)
16	2381/2382	نئی دہلی۔ہاوڑہ، پوروا ایکسپریس وایا گیا (ہفتے میں تین دن)
17	2391/2392	نئی دہلی۔پٹنہ (مگدھ ایکسپریس)
18	2401/2402	نئی دہلی۔پٹنہ (شرم جیوی ایکسپریس)
19	2403/2404	دلی۔جموں توی ایکسپریس (پوجا ایکسپریس)
20	2407/2408	حضرت نظام الدین۔ناگپور۔گونڈوانہ ایکسپریس (ہفتے میں 4 دن)
21	2409/2410	حضرت نظام الدین۔بلاس پور۔گونڈوانہ ایکسپریس (ہفتے میں 3 دن)
22	2411/2412	حضرت نظام الدین۔جبلپور گونڈوانہ ایکسپریس
23	2413/2414	دلی۔جے پور اجمیر ایکسپریس
24	2417/2418	نئی دہلی۔الہ آباد (پریاگ راج ایکسپریس)
25	2419/2420	نئی دہلی۔لکھنؤ (گومتی ایکسپریس) ہفتے میں چھ دن
26	2461/2462	جودھپور۔دہلی (منڈور ایکسپریس)
-27	2465/2466	۔جے پور۔جودھپور ایکسپریس
28	2467/2468	جے پور بیکانیر ایکسپریس
29	2471/2472	جموں توی۔ممبئی سنٹرل
30	2473/2474	احمد آباد۔نئی دہلی۔جموں توی (سرودیہ ایکسپریس)

راجدھانی ایکسپریس

1	2301/2302	نئی دہلی ہاوڑہ وایا گیا (ہفتے میں پانچ دن)
2	2305/2306	نئی دہلی ہاوڑہ وایا پٹنہ (ہفتے میں دو دن)
3	2309/2310	نئی دہلی پٹنہ (ہفتہ میں دو دن)
4	2421/2422	نئی دہلی۔ہاوڑہ۔بھونیشور (ہفتے میں دو دن)
5	2423/2424	نئی دہلی۔گوہاٹی (ہفتے میں دو دن)
6	2423A/2424A	نئی دہلی۔ڈبروگڑھ لنک راجدھانی ایکسپریس (ایک دن)
7	2425/2426	نئی دہلی۔جموں توی (ہفتے میں ایک دن)
8	2429/2430	حضرت نظام الدین۔سکندرآباد۔بنگلور (ہفتے میں دو دن)
9	2431/2432	حضرت نظام الدین۔مڈگاؤں۔ترواننت پورم (ہفتے میں دو دن)
10	2433/2434	حضرت نظام الدین۔چینئی (ہفتے میں دو دن)
11	2435/2436	نئی دہلی گواہاٹی (ہفتے میں دو دن)
12	2437/2438	حضرت نظام الدین۔سکندرآباد (ہفتے میں ایک دن)
13	2951/2952	نئی دہلی۔ممبئی سنٹرل (ہفتے میں ایک دن)
14	2953/2954	حضرت نظام الدین۔ممبئی سنٹرل اگست کرانتی (ہفتے میں چھ دن)
15	2957/2958	نئی دہلی۔احمدآباد (ہفتے میں تین دن)

سپرفاسٹ ریل گاڑیاں

1	2123/2124	ممبئی۔پونہ (دکن کوین ایکسپریس)
2	2133/2134	لکھنؤ۔ممبئی سی ایس ٹی (پشپک ایکسپریس)
3	2137/2138	ممبئی سنٹرل۔فیروزپور (پنجاب میل)
4	2179/2180	ضرت نظام الدین۔گوالیار (تاج ایکسپریس)
5	2303/2304	ئی دہلی۔پٹنہ۔ہاوڑا پوروا ایکسپریس (ہفتے میں چار دن)
6	2307/2308	ہاوڑا۔جودھپور ایکسپریس (ہفتے میں چھ دن)

7	2307A/2308A	ہاوڑا۔میراروڈ۔بیکانیر(لنک ایکسپریس)
8	2101/2102	کرلاہاوڑہ سپرڈیلکس
9	2103/2104	کرلا۔ناگپور سپرڈیلکس ایکسپریس
10	2105/2106	ممبئی۔ناگپوروِدربھاایکسپریس
11	2141/2142	کرلاپٹنہ سپرفاسٹ ایکسپریس
12	2155/2156	حبیب گنج۔نظام الدین ایکسپریس
13	2165/2166	کرلاوارانسی ایکسپریس
14	2311/2312	ہاوڑہ۔دہلی۔کالکا(کالکامیل)
15	2313/2314	ہاوڑہ۔جودھپور(بیکانیرا ایکسپریس)
16	2381/2382	نئی دہلی۔ہاوڑہ،پورواایکسپریس وایاگیا(ہفتے میں تین دن)
17	2391/2392	نئی دہلی۔پٹنہ(مگدھ ایکسپریس)
18	2401/2402	نئی دہلی۔پٹنہ(شرم جیوی ایکسپریس)
19	2403/2404	دہلی۔جموں توی ایکسپریس(پوجاایکسپریس)
20	2407/2408	حضرت نظام الدین۔ناگپور۔گونڈوانہ ایکسپریس(ہفتے میں 4دن)
21	2409/2410	حضرت نظام الدین۔بلاس پور۔گونڈوانہ ایکسپریس(ہفتے میں 3دن)
22	2411/2412	حضرت نظام الدین۔جبلپورگونڈوانہ ایکسپریس
23	2413/2414	دہلی۔جے پوراجمیرا ایکسپریس
24	2417/2418	نئی دہلی۔الہ آباد(پریاگ راج ایکسپریس)
25	2419/2420	نئی دہلی۔لکھنؤ(گومتی ایکسپریس)ہفتے میں چھ دن
26	2461/2462	جودھپور۔دہلی(منڈورا ایکسپریس)
.27	2465/2466	۔جے پور۔جودھپورا ایکسپریس
28	2467/2468	جے پور بیکانیرا ایکسپریس
29	2471/2472	جموں توی۔ممبئی سنٹرل
30	2473/2474	احمدآباد۔نئی دہلی۔جموں توی(سرودیہ ایکسپریس)

31	2475/2476	جموں توی۔راجکوٹ
32	2477/2478	جام نگر۔نئی دہلی۔جموں توی
33	2779/2780	حضرت نظام الدین۔واسکو(گوا ایکسپریس)
34	2497/2498	نئی دہلی۔امرتسر(شان پنجاب)
35	2553/2554	نئی دہلی۔برونی۔(ویشالی ایکسپریس)
36	2605/26-6	چنئی۔تروچی پلوا ایکسپریس
37	2607/2608	چنئی۔بنگلور۔(لال باغ ایکسپریس)
38	2615/2616	نئی دہلی۔چنئی(جی ٹی۔ایکسپریس)
39	2617/2618	ارناکلم۔حضرت نظام الدین۔منگلا لکشدیپ(ایکسپریس)
40	2621/2622	نئی دہلی۔چنئی۔(تملناڈو ایکسپریس)
41	2625/2626	نئی دہلی۔تریوندرم(کیرل ایکسپریس)
42	2627/2628	نئی دہلی۔بنگلور(کرناٹک ایکسپریس)
43	2639/2640	چنئی۔بنگلور۔(ورنداون ایکسپریس)
44	2643/2644	تریوندرم۔نظام الدین ایکسپریس
45	2673/2674	چنئی۔کویمبور چیرن ایکسپریس
46	2675/2676	چنئی۔کوئمبتور۔(کوئی ایکسپریس)
47	2677/2678	کوئمبتور۔بنگلور(انٹرسٹی ایکسپریس)
48	2703/2704	ہاوڑا۔سکندرآباد(فورلکنما ایکسپریس)
49	2711/2712	وجےواڑا او چنئی۔(پناکینی ایکسپریس)
50	2713/2714	وجےواڑا۔سکندرآباد(ساتواہن ایکسپریس)
51	2715/2716	ناندیڑ۔امرتسر(ہفتے میں ایک دن)
52	2723/2724	نئی دہلی۔حیدرآباد(اے پی ایکسپریس)
53	2725/2726	ہبلی۔بنگلور۔(انٹرسٹی ایکسپریس)
54	2747/2748	گنٹور۔سکندرآباد پلناڈ ایکسپریس

55	2759/2760	چنئی۔حیدرآباد(چارمینار ایکسپریس)
56	2801/2802	نئی دہلی۔پوری(پروشوتم ایکسپریس)
57	2803/2804	وشاکھاپٹنم۔نظام الدین۔سورن جینتی ایکسپریس
58	2815/2816	نئی دہلی۔پوری(ہفتے میں چاردن)
59	2821/2822	ہاوڑا۔بھوبنیشور(دھولی ایکسپریس)
60	2841/2842	ہاوڑا۔چنئی(کرومنڈل ایکسپریس)
61	2859/2860	ہاوڑا۔ممبئی سی ایس ٹی۔(گیتانجلی ایکسپریس)
62	2901/2902	ممبئی۔احمدآباد۔(گجرات میل)
63	2903/2904	ممبئی۔امرتسر۔(گولڈن ٹیمپل میل)
64	2915/2916	دلی۔احمدآباد(آشرم ایکسپریس)
65	2925/2926	ممبئی۔امرتسر۔(پچھم ایکسپریس)
66	2927/2928	ممبئی۔وڈودرا ایکسپریس
67	2933/2934	ممبئی۔احمدآباد(کاراوتی ایکسپریس)
68	2955/2956	ممبئی۔جے پور ایکسپریس
69	2961/2962	اندور۔باندرا۔(آونتکا ایکسپریس)
70	2963/2964	باندرہ بڑودرہ۔سایاجی نگر ایکسپریس

لمبی دوری کی کچھ اہم ریل گاڑیاں

1۔	1019/1020	ممبئی سی ایس ٹی۔بھوبنیشور کونارک ایکسپریس
2۔	1077/1078	جموں توی۔پونے(جہیلم ایکسپریس)
3۔	1081/1082	ممبئی سی ایس ٹی۔کنیاکماری
4۔	3003/3004	ہاوڑا۔ممبئی۔سی ایس ٹی میل
5۔	3005/3006	امرتسر۔ہاوڑا میل
6۔	3073/3074	ہاوڑا۔جموں توری(ہمگری ایکسپریس)(ہفتے میں تین دن)

7-	4055/4056	دہلی ڈبروگڑھ (برہم پترا میل)
8-	4095/4096	نئی دہلی کالکا۔ ہمالیہ کوین
9-	4229/4230	نئی دہلی۔لکھنو (لکھنو میل)
10-	5207/5208	امرتسر۔ بروتی ایکسپریس
11-	5609/5610	دہلی۔گواہاٹی (اودھ۔آسام)
12-	5621/5622	نئی دہلی۔گواہاٹی۔(این ای۔ایکسپریس)
13-	5645/5646	گواہاٹی۔دادر۔(ہفتے میں دو دن)
14-	6003/6004	چنئی۔ہاوڑا میل
15-	6317/6318	جموں توی۔کنیا کماری (ہم ساگر ایکسپریس) (ہفتے میں ایک دن)
16-	6319/6320	چنئی۔ترونیتو رم میل
17	6505/6506	حضرت نظام الدین۔میسور وایا ہبلی (سورن جینتی ایکسپریس) ہفتے میں ایک دن
18-	6529/6530	ممبئی سی ایس ٹی۔بنگلور۔(اوین ایکسپریس)
19-	6717/6718	چنئی مدورائی (پانڈین ایکسپریس) ایم جی
20-	6877/6878	چنئی۔تریچراپلی (روک فورٹ ایکسپریس) ایم جی
21-	7007/7008	حیدرآباد۔وشاکھاپٹنم (گوداوری ایکسپریس)
22-	8001/8002	ہاوڑا۔ممبئی سی ایس ٹی۔میل
23-	9101/9102	ممبئی۔احمد آباد (گجرات)
24	2803/2804	حضرت نظام الدین۔وشاکھاپٹنم (سورن جینتی ایکسپریس)
25	8603/8604	دہلی بٹیا (سورن جینتی ایکسپریس) ہفتے میں دو دن۔
26-	8605/8604	دہلی۔بٹیا۔ گولڈن جبلی ایکسپریس (ہفتے میں ایک دن)
27-	8605/8606	دہلی۔بٹیا۔وایا گوسوہ (گولڈن جبلی ایکسپریس (ہفتے میں ایک دن)
28-	6505/6506	حضرت نظام الدین۔میسور (وایا ہبلی) گولڈن جبلی ایکسپریس (ہفتے میں ایک دن)

ہندوستان کی کچھ اہم پہاڑی چوٹیوں کی اونچائی

نمبر شمار	پہاڑی چوٹی	بلندی سطح سمندر سے (میٹروں میں)
1	کے ٹو	8,611
2	کنچن جنگھا	8,598
3	ناگا پربت	8,126
4	گاشیر برم	8,068 پاکستان کے قبضے میں
5	براڈ پیک	8,047 پاکستان کے قبضے میں
6	دستیگل سر	7,885 پاکستان کے قبضے میں
7	ماشیر برم (مشرقی)	7,821
8	نندا دیوی	7,817
9	ماشیر برم (مغربی)	7,806 پاکستان کے قبضے میں
10	لاکاپوش	7,788 پاکستان کے قبضے میں
11	کامیت	7,756
12	سا سیر کانگری	7,672
13	سکیا نگ کانگری	7,544 پاکستان کے قبضے میں
14	سیا نگ کانگری	7,422 پاکستان کے قبضے میں
15	چوکھمبا (بدری ناتھ چوٹی)	7,138
16	ترشول (مغرب)	7,138
17	نن کون	7,135
18	پوہوتری	7,128
19	کانگو	7,090
20	دوناگری	7,066

ہندوستان کی کچھ اہم دریا اوران کی لمبائیاں

نمبر شار	ندی	لمبائی (کلومیٹر)
1-	سندھ	2,900
2-	برہمپترا	2,900
3-	گنگا	2,510
4-	گوداوری	1,450
5-	نرمدا	1,290
6-	کرشنا	1,290
7-	مہاندی	890
8-	کاویری	760

آئینی ترمیمات

(1) آئین (پہلی ترمیم) ایکٹ 1950۔اس ترمیم میں آئین کی دفعہ 19 میں دیئے گئے آزادی تقریر اور اظہار کے حقوق اور کوئی پیشہ، تجارت یا کاروبار کرنے کے حقوق پر پابندی لگانے کے لئے نئی بنیاد فراہم کی گئیں۔ان پابندیوں کا تعلق، عوامی نظم ونسق، غیر ممالک کے ساتھ دوستانہ تعلقات یا آزادی تقریر کے حق کے ضمن میں خلاف قانون حرکت اور تجارتی یا تکنیکی ڈگری عطا کرنے یا کوئی تجارت یا کاروبار شروع کرنے کے حق سے متعلق ریاست وغیرہ کے ذریعہ کوئی تجارت، کاروبار، صنعت یا سروس شروع کرنے سے ہے۔اس ترمیم کے ذریعہ دونئی دفعات 31A اور 31B اور نویں شڈیول کو شامل کیا گیا۔ تا کہ اصلاح اراضی کے قانون کو چیلنج نہیں کیا جاسکے۔

(2) آئین (دوسری ترمیم) ایکٹ، 1952۔اس ترمیم کے ذریعہ لوک سبھا کے انتخاب کے لئے نمائندگی کی تناسب کو دوبارہ ترتیب دیا گیا۔

(3) آئین (تیسری ترمیم) ایکٹ، 1954۔اس ترمیم کے ذریعہ ساتویں شڈیول کی فہرست III (مشترکہ فہرست Concurrent) کا قائم مقام جدول انٹری 33 کو کیا گیا تا کہ یہ دفعہ 369 کے مطابق ہوسکے۔

(4) آئین (چوتھی ترمیم) ایکٹ، 1955۔ذاتی ملکیت کی لازماً حصول کی ریاستی اختیارات کو صحیح طریقے سے واضح کرنے اور اسے ان معاملوں میں جہاں ریاست کی انضباطی اور امتناعی قوانین کے نفاذ سے کسی فرد کو ملکیت سے محروم کردیا گیا ہو، الگ کرنے کے لئے آئین کی دفعہ (2)31 میں ترمیم کی گئی۔آئین کی دفعہ 31A کے دائرہ اثر کی توسیع انسداد زمین داری جیسے فلاحی قوانین تک کرنے اور شہری اور دیہی علاقوں کی مناسب پلاننگ اور ملک کے معدنیات اور تیل کے ذخیروں پر پورا کنٹرول کرنے کے لئے اس دفعہ میں ترمیم کی گئی۔نویں شڈیول چھا ایکٹ بھی شامل کئے گئے۔ریاستی اجارہ داری کی ممانعت کرنے والے قوانین کے حق میں دفعہ 305 میں بھی ترمیم کی گئی۔

(5) آئین (پانچویں ترمیم) ایکٹ، 1956۔ اس ترمیم کے ذریعہ دفعہ 3 میں ترمیم کر کے صدر کو یہ اختیار دیا گیا کہ وہ ریاستی مقننہ کے ذریعہ اپنی اپنی ریاستی علاقوں، سرحدوں وغیرہ کو اثر انداز کرنے والے مرکزی قوانین سے متعلق اپنی رائے ارسال کرنے کے لئے کوئی وقت مقرر کر سکتے ہیں۔

(6) آئین (چھٹی ترمیم) ایکٹ، 1956۔ اس ترمیم کے ذریعہ بین ریاستی تجارت اور کامرس میں اشیا کی خرید و فروخت پر محصول سے متعلق دفعات 269 اور 286 میں چند تبدیلیاں کی گئیں۔ آئین کی ساتویں شڈیول کی یونین لسٹ میں ایک جدول 92A شامل کیا گیا۔

(7) آئین (ساتویں ترمیم) ایکٹ، 1956۔ ریاستی بازتشکیل کمیشن کی سفارشات کو نافذ کرنے اور لازمی تبدیلیوں کو شامل کرنے کے مقصد سے یہ ترمیم کی گئی۔ عام طور پر موجودہ ریاستوں اور ریاستی علاقوں کی تقسیم ریاست اور مرکزی علاقہ کے روپ میں بانٹا گیا گیا۔ اس ترمیم میں لوک سبھا کی ساخت، ہر ایک مردم شماری کے بعد اس کی باز ترتیب، نئے ہائی کورٹ کا قیام، ہائی کورٹ کے ججوں سے متعلق انتظامات رکھے گئے ہیں۔

(8) آئین (آٹھویں ترمیم) ایکٹ، 1960۔ پارلیمنٹ اور ریاستی مقننہ میں درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبیلوں کے لئے اور نامزدگی کے ذریعہ انگلو انڈین برادری کے لئے نشستیں محفوظ کرنے کے وقفہ کو دس برسوں تک بڑھانے کے لئے دفعہ 334 میں ترمیم کی گئی۔

(9) آئین (نویں ترمیم) ایکٹ، 1960۔ ہندوستان اور پاکستان کی حکومتوں کے مابین ہوئے قرار کے مطابق پاکستان کو کچھ علاقہ منتقل کرنے کے لئے یہ آئینی ترمیم کی گئی یہ ترمیم اس لئے بھی ضروری تھی کہ بیرو باڑی کی منتقلی کے معاملے میں سپریم کورٹ نے فیصلہ دیا تھا کہ کسی علاقے کو کسی دوسرے ملک کو منتقل کرنے کے لئے قرار کو دفعہ 3 کے تحت بنائے گئے کسی قانون کے ذریعہ عمل ہی نہیں لایا جا سکتا لیکن اسے آئین کی ترمیم کے ذریعہ عمل میں لایا جا سکتا ہے۔

(10) آئین (دسویں ترمیم) ایکٹ، 1961۔ دادر اور نگر حویلی کے علاقے کو مرکزی علاقے کے روپ میں شامل کرنے اور صدر کی ضابطگی کے اختیار کے مطابق انتظامیہ کا اہتمام کرنے کے لئے دفعہ 240 اور پہلی شڈیول میں ترمیم کی گئی۔

(11) آئین (گیارہویں ترمیم) ایکٹ، 1961۔ اس ترمیم کا مقصد آئین کے دفعات 66 اور 71 کا اس لحاظ سے ترمیم کرنا تھا کہ مناسب حلقہ انتخابات کنندگان کی کسی خالی جگہ کی بنیاد پر صدر اور نائب صدر کے انتخاب کو چیلنج نہ کیا جا سکے۔

(12) آئین (بارہویں ترمیم) ایکٹ، 1962۔ اس ترمیم کے ذریعہ گوا، دمن اور دیو کو مرکزی علاقے کے روپ میں شامل کیا گیا اور اس مقصد کے لئے دفعہ 240 میں ترمیم کی گئی۔

(13) آئین (تیرہویں ترمیم) ایکٹ، 1962۔ اس ترمیم کے ذریعہ حکومت ہند اور ناگا پیپلس کانوینشن کے مابین ہوئے قرار کی تائید میں ناگالینڈ ریاست کے متعلق ایک خاص کلاز 371A کا اضافہ کیا گیا۔

(14) آئین (چودہویں ترمیم) ایکٹ۔ 1962۔ اس ایکٹ کے ذریعہ پانڈیچری کو مرکزی علاقہ کے روپ میں پہلی شڈیول میں شامل کیا گیا۔ اس ایکٹ کے ذریعہ ہماچل پردیش، منی پور، تریپورا، گوا، دمن اور دیو اور پانڈیچری کے لئے، پارلیمانی قانونی کے ذریعہ مقننہ کی تشکیل دی گئی۔

(15) آئین (پندرہویں ترمیم) ایکٹ، 1963۔ اس ترمیم کے ذریعہ عدالتوں اور ججوں کی سبکدوشی کی عمر میں اضافہ کرنے اور

ایک ہائی کورٹ سے دوسرے ہائی کورٹ میں تبادلہ کئے جانے والے ججوں کو تلافی بھتہ دینے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔اس ایکٹ کے ذریعہ سبکدوش ججوں کو ہائی کورٹ کے جج کے روپ میں تقرر کا اہتمام کیا گیا ہے۔دفعہ 226 کی توسیع کی گئی ہے تاکہ ہائی کورٹ کو یہ اختیار دیا جاسکے کہ وہ کسی سرکاری عہدیدار کو ہدایت ،حکم یا رٹ جاری کرسکیں۔اگر اس اختیار کے استعمال کے عمل کی وجہ ان علاقوں میں پیدا ہوئی جس میں وہاں کی ہائی کورٹ اپنے دائرے اختیار کا استعمال کرتا ہے۔خواہ اس سرکاری عہدہ دار کا تعلق ان علاقوں سے نہ ہو۔اس ایکٹ کے ذریعہ سروس کمیشن کے چیئرمین کی غیر حاضری میں اس کے اختیاروں کا استعمال ایک ممبر کے ذریعہ کئے جانے کی گنجائش ہے۔

(16) آئین (سولہویں ترمیم) ایکٹ، 1963۔اس ایکٹ کے ذریعہ دفعہ 19 میں ترمیم کی گئی جس میں ہندوستان کی اقتدار اعلی اور سالمیت کے حق میں تقریر اور اظہار کی آزادی، پرامن اور بغیر اسلحہ کے اجلاس اور تنظیم بنانے کے حقوق پر پابندی عائد کی گئی۔ پارلیمنٹ اور ریاستی مقننہ کے انتخاب کے لئے امیدواروں کے ذریعہ لیے جانے والے حلف میں ترمیم کر کے ایک اور شرط رکھی گئی کہ وہ ہندوستان کی اقتدار اعلا اور سالمیت کو برقرار رکھیں گے۔ان ترامیم کا مقصد قومی یک جہتی کو فروغ دینا تھا۔

(17) آئین (سترہویں ترمیم) ایکٹ، 1964۔دفعہ 31A میں مزید ترمیم کی گئی جس کے مطابق نجی کھیتی کی زمین کا حصول تب تک نہیں کیا جاسکتا جب تک کہ معاوضے کی شکل میں اس زمین کی بازاری قیمت ادا نہ کردی جائے۔ساتھ اس ترمیم کے ذریعہ متذکرہ دفعہ میں دی گئی املاک کی تعریف کی توسیع استقداری اثر سے کی گئی ہے۔نویں شیڈیول کی بھی ترمیم کی گئی اور اس میں مزید 44 ایکٹ شامل کئے گئے۔

(18) آئین (اٹھارویں ترمیم) ایکٹ، 1966۔اس ایکٹ کے ذریعہ دفعہ 3 کی ترمیم یہ ظاہر کرنے کے لئے کی گئی کہ ریاست لفظ میں مرکزی علاقہ بھی شامل ہوگا اور اسی دفعہ کے مطابق نئی ریاست بنانے کے اختیار میں کسی ریاست یا مرکزی علاقے کے ایک حصے کو کسی دوسری ریاست یا مرکزی علاقہ سے ملا کر ایک نئی ریاست یا مرکزی علاقہ بنانے کا اختیار شامل کیا گیا۔

(19) آئین (انیسویں ترمیم) ایکٹ، 1966 انتخابی ٹرابیونلوں کو ختم کرنے اور ہائی کورٹ کے ذریعہ انتخابی عرض داشتوں کی سماعت کئے جانے کے فیصلے کے نتیجے میں دفعہ 324 کی ترمیم اس لازمی تبدیلی کے لئے کی گئی۔

(20) آئین (بیسویں ترمیم) ایکٹ، 1966۔یہ ترمیم، چندر موہن بنام اتر پردیش معاملے میں سپریم کورٹ کے اس فیصلے کی وجہ سے عمل میں آئی جس میں سپریم کورٹ نے اتر پردیش ریاست میں ضلع ججوں کی قطعی تقرری کو مسترد کردیا تھا۔ایک نئی دفعہ 233A کا اضافہ کیا گیا۔اور گورنر کے ذریعہ کی گئی تقرری کو جائز بنادیا گیا۔

(21) آئین (اکیسویں ترمیم) ایکٹ، 1967۔اس ترمیم کے ذریعہ سندھی زبان کو آٹھویں شیڈیول میں شامل کیا گیا۔

(22) آئین (بائیسویں ترمیم) ایکٹ، 1969 یہ ایکٹ آسام ریاست میں ایک نئی خودمختار ریاست میگھالیہ قائم کرنے کے لئے عمل میں آیا۔

(23) آئین (23ویں ترمیم) ایکٹ، 1969۔درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبیلوں اور اینگلو انڈین افراد کے لئے پارلیمنٹ اور ریاستی مقننہ میں نشستوں کی تحفظ کی مدت مزید 10 برسوں تک بڑھانے کے لئے دفعہ 334 میں ترمیم کی گئی۔

(24) آئین (24ویں ترمیم) ایکٹ، 1971۔یہ ترمیم گولک ناتھ کے معاملے سے پیدا شدہ حالات کے ضمن میں عمل میں آئی، چنانچہ اس ایکٹ کے ذریعہ بنیادی حقوق کے ساتھ ساتھ آئین میں ترمیم کرنے کے لئے پارلیمنٹ کے اختیارات سے متعلق تمام طرح کی شکوک وشبہات کو رفع کرنے کے لئے دفعہ 13 اور دفعہ 368 میں ترمیم کی گئی۔

(25) آئین (25ویں ترمیم) ایکٹ، 1971۔ اس ترمیم کے ذریعہ بینکوں کو قومیانے کے معاملے کو مدنظر رکھتے ہوئے دفعہ 31 میں ترمیم کی گئی۔ لفظ 'معاوضہ' کو مناسب معاوضہ کے روپ میں قانونی وضاحت (تشریح) کو دھیان میں رکھتے ہوئے 'معاوضہ' کی جگہ لفظ 'رقم' رکھا گیا۔

(26) آئین (26ویں ترمیم) ایکٹ، 1971۔ اس ترمیم کے ذریعہ ہندوستانی ریاستوں کے حکمرانوں کے ''پروی پرس'' اور خصوصی مراعات کو ختم کیا گیا۔ یہ ترمیم مادھوراؤ کے معاملے میں سپریم کورٹ کے فیصلے کے نتیجے میں پاس ہوئی۔

(27) آئین (27ویں ترمیم) ایکٹ، 1971۔ اس ترمیم ایکٹ کو شمال مشرقی ریاستوں کی بازتنظیم کی وجہ سے پیدا شدہ ضرورتوں کو مدنظر رکھ کر پاس کیا گیا۔ ایک نیا دفعہ 239B کا اضافہ کیا گیا۔ جس کی وجہ سے چند مرکزی علاقوں کی انتظامیہ آرڈیننس نافذ کرنے کی مجاز ہوگئیں۔

(28) آئین (28ویں ترمیم) ایکٹ، 1972۔ یہ ترمیم ہندوستانی سول سروس کے ممبران کی چھٹی، پنشن اور تادیبی معاملات سے متعلق مخصوص مراعات کو ختم کرنے کے لئے پاس کی گئی۔

(29) آئین (29ویں ترمیم) ایکٹ، 1972۔ آئین کی نویں شیڈیول میں ترمیم کر کے اس میں اصلاح اراضی سے متعلق کیرل کے دو ایکٹ شامل کئے گئے۔

(30) (30ویں ترمیم) ایکٹ، 1972۔ اس ترمیم کا مقصد دفعہ 133 کی ترمیم کر کے اس میں مقررہ 20000 کا ویلوایشن ختم کرنا اور اس کی جگہ پر سول کارروائی میں سپریم کورٹ میں اپیل کا انتظام کرنا ہے جو صرف ہائی کورٹ کی اس سند پر ہی کی جاسکے گی کہ اس معاملے میں عام اہمیت کی قانون کے ٹھوس سوال شامل ہیں اور ہائی کورٹ کی رائے میں اس سوال پر سپریم کورٹ کے ذریعہ فیصلہ لئے جانے کی ضرورت ہے۔

(31) آئین (31ویں ترمیم) ایکٹ، 1973۔ اس ایکٹ کے ذریعہ دوسری باتوں کے علاوہ لوک سبھا میں ریاستوں کی نمائندگی کی تعداد کی آخری حد 500 سے بڑھا کر 525 اور مرکزی علاقوں کے نمائندوں کی تعداد کی آخری حد 25 سے کم کر کے 20 کر دی گئی۔

(32) آئین (32ویں ترمیم) ایکٹ، 1973 اس ایکٹ کے ذریعہ آندھرا پردیش ریاست کے مختلف علاقوں میں مساوی مواقع فراہم کرنے والے اہتمام کو نافذ کرنے کے لئے ضروری آئینی اتھاریٹی فراہم کی گئی اور پبلک سروس سے متعلق شکایتوں کی سماعت کے لئے ایک ٹرابیونل قائم کیا گیا۔ اس کے ذریعہ پارلیمنٹ کو اس بات کا اختیار دیا گیا کہ وہ اس ریاست میں ایک مرکزی یونیورسٹی قائم کرنے کے لئے قانون بنا سکتی ہے۔

(33) آئین (33ویں ترمیم) ایکٹ، 1974۔ اس ترمیم کے ذریعہ پارلیمنٹ کے ممبران اور ریاستی مقننہ کے ذریعہ بنائے گئے مزید 20 کاشتکاری اور اصلاح اراضی کے قوانین کو نویں شیڈیول میں شامل کیا گیا۔

(34) آئین (34ویں ترمیم) ایکٹ، 1974۔ اس ترمیم کے ذریعہ پارلیمنٹ کے ممبران اور ریاستی مقننہ کے ذریعہ تشکیل دیئے گئے مزید 20 کاشتکاری اور اصلاح اراضی کے قوانین کو نویں شیڈول میں شامل کیا گیا۔

(35) آئین (35ویں ترمیم) ایکٹ، 1974۔ اس ایکٹ کے ذریعہ ایک نیا دفعہ 2A کا اضافہ کیا گیا جس کے ذریعہ سکم کو ہندوستانی یونین کے ایک شریک ریاست کا درجہ دیا گیا۔ دفعہ 81-80 میں لازمی ترمیم کئے گئے۔ ایک نئی شڈیول یعنی 10ویں

شڈیول کا اضافہ کیا گیا جس میں سکم کے ہندوستانی یونین میں شریک ہونے کی شرطیں دی گئیں ہیں۔

(36) آئین (36ویں ترمیم) ایکٹ، 1975۔ سکم کو ہندوستانی یونین کا کامل ممبر بنانے اور آئین کی پہلی شڈیول میں شامل کرنے اور سکم کو راجیہ سبھا اور لوک سبھا میں ایک ایک نشست دینے کے لئے یہ ایکٹ پاس کیا گیا۔ آئین (35ویں ترمیم) ایکٹ کے ذریعہ جوڑے گئے دفعہ 2A اور دسویں شڈیول کو الگ کر کے دفعہ 80 اور 81 میں صحیح طور پر ترمیم کی گئی۔

(37) آئین (37ویں ترمیم) ایکٹ، 1975۔ اس ایکٹ کے ذریعہ مرکزی علاقے اروناچل پردیش میں مقننہ قائم کی گئی۔ آئین کے دفعہ 240 میں بھی ترمیم کی گئی اور یہ گنجائش رکھی گئی کہ قانون ساز اسمبلیوں والے دیگر مرکزی علاقوں کی طرح مرکزی علاقہ اروناچل پردیش کے لئے ضابطے بنانے کے لئے صدر کے اختیار کا استعمال اس وقت کیا جاسکے گا جب قانون ساز اسمبلی یا تو برخواست ہوگئی ہو یا کام معطل ہوں۔

(38) آئین (38ویں ترمیم) ایکٹ، 1975۔ اس ایکٹ کے ذریعہ دفعہ 123، 213، اور 352 میں ترمیم کر کے یہ اہتمام کیا گیا کہ ان دفعات میں مذکور صدر یا گورنر کے آئینی فیصلے کو کسی عدالت میں چیلنج نہ کیا جاسکے۔

(39) آئین (39ویں ترمیم) ایکٹ، 1975۔ اس ایکٹ کے ذریعہ صدر، نائب صدر، وزیراعظم اور لوک سبھا کے اسپیکر کے انتخاب سے متعلق تنازعوں پر ایسی اتھارٹی کے ذریعہ غور کیا جاسکے گا جو پارلیمانی قانون کے ذریعہ بحال کیا جائے۔ اس ایکٹ کے ذریعہ 9ویں شڈیول میں چند مرکزی قوانین کو بھی شامل کیا گیا۔

(40) آئین (40ویں ترمیم) ایکٹ، 1976۔ اس ایکٹ کے ذریعہ قومی بحری خطے یا ملک کے زمینی حصے کے اندر یا پوری طرح ہندوستان کے معاشی علاقے میں آنے والی تمام کانوں، معدنی اشیا اور دوسری قیمتی اشیا کو یونین کے اختیار میں شامل کیا گیا۔ اس ضمن میں اس بات کی بھی گنجائش رکھی گئی کہ ہندوستان کے معاشی علاقے کے تمام دیگر وسائل بھی پوری طرح یونین کے اختیار میں ہوں گے۔ اس ایکٹ کے ذریعہ اس بات کی بھی شرط رکھی گئی ہے کہ قومی آبی خطہ اور ملک کے زمینی علاقے اور معاشی علاقے کی حدود پوری طرح ہوں گی جو وقتاً فوقتاً پارلیمنٹ کے ذریعہ یا پارلیمنٹ کے ذریعہ بنائے گئے قانون کے مطابق مقرر کی جائیں گی۔ ساتھ ہی نویں شڈیول میں کچھ اور ایکٹ شامل کئے گئے۔

(41) آئین (41ویں ترمیم) ایکٹ، 1976۔ اس ایکٹ کے ذریعہ دفعہ 316 میں ترمیم کر کے ریاستی پبلک سروس کمیشن اور متحدہ پبلک سروس کمیشن کے ممبروں کی سبکدوشی کی عمر کو 60 برس سے بڑھا کر 62 برس کردیا گیا۔

(42) آئین (42ویں ترمیم) ایکٹ، 1976۔ اس ایکٹ کے ذریعہ آئین میں متعدد اہم ترامیم کی گئیں، یہ ترامیم خاص طور پر سورن سنگھ کمیشن کی سفارشات کو نافذ کرنے کے لئے تھیں۔

چند اہم ترامیم، سماج واد، سیکولرزم اور قومی سالمیت کے اعلی معیار کو صاف طور پر واضح کرنے، ہدایتی اصولوں کو مزید وسیع کرنے اور انہیں ان بنیادی حقوق جن کی آڑ لے کر سماجی اور معاشی اصلاحات کو بے اثر بنایا جا رہا تھا۔ پر ترجیح دینے کے مقصد سے کئے گئے۔ اس ترمیمی ایکٹ کے ذریعہ شہریوں کے بنیادی فرائض سے متعلق ایک سے نئے باب کا اضافہ کیا گیا اور سماج مخالف سرگرمیوں سے خواہ وہ افراد کے ذریعہ ہوں یا تنظیموں کے ذریعہ، سے عہدہ برآمد ہونے کے لئے خاص اہتمام کئے گئے۔ قانون کے آئینی جواز سے متعلق سوالوں پر فیصلے لینے کے لئے ججوں کی کم سے کم تعداد مقرر کرنے اور کسی قانون کو آئینی نقطہ نظر سے مسترد کرنے کے لئے کم از کم دو تہائی ججوں کی خصوصی اکثریت فراہم کرنے کی عدلیہ سے متعلق شرائط میں بھی ترمیم کی گئی۔

ہائی کورٹوں میں غیر فیصل معاملوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کو کم کرنے کے لئے اور سروس، مالگزاری، سماجی اور معاشی ترقی اور فروغ سے

متعلق دیگر اہم معاملات کوجلد نمٹانے کے لئے اس ترمیمی ایکٹ کے ذریعہ آئین کے دفعہ 136 کے ذیل میں ایسے معاملات میں سپریم کورٹ کے دائرہ اختیار کو محفوظ رکھتے ہوئے انتظامی اور دیگر ٹرابونلوں کی تشکیل کے لئے قانونی گنجائش رکھی گئی ہے دفعہ 226 کے ذیل میں ہائی کورٹ کی رٹ دائرہ اختیار میں بھی چند ترامیم کی گئیں۔

(43) آئین (43ویں ترمیم) ایکٹ، 1977۔اس ایکٹ کے ذریعہ منجملہ دیگر امور کے آئین (42ویں ترمیم) ایکٹ۔1976 کے نفاذ سے سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے دائرہ اختیار میں جو کمی ہوگئی تھی اسے بحال کرنیکا اہتمام کیا گیا اور اس مطابقت سے مندرجہ بالا ترمیم کے ذریعہ آئین میں شامل کئے گئے دفعہ 32A، 131A، 144A، 226A اور 228A کو اس ایکٹ کے ذریعہ منسوخ کردیا گیا۔ اس کے ایکٹ کے مطابق دفعہ 31D کو بھی جس کی ذریعہ قوم دشمن سرگرمیوں کے لئے خصوصی قانون وضع کرنے کے لئے پارلیمنٹ کوخاص اختیارات دیئے گئے تھے منسوخ کردیا گیا۔

(44) آئین (44ویں ترمیم) ایکٹ، 1978 ۔حق ملکیت کوجس کی وجہ سے آئین میں کئی ترامیم کرنی پڑیں، بنیادی حقوق کے زمرے سے ہٹا کر صرف قانونی حق رہنے دیا گیا۔ پھر بھی یہ اہتمام کیا گیا کہ ملکیت کے حق کو بنیادی حقوق کی فہرست سے ہٹانے سے اقلیتوں کو اپنی پسند کے تعلیمی اداروں کے قیام اور اس کے انتظام وانصرام سے متعلق حقوق پر کوئی اثر نہ پڑے۔آئین کی دفعہ 352 میں ترمیم کرکے یہ اہتمام کیا گیا کہ ہنگامی صورت حال کے اعلان کی ایک وجہ مسلح بغاوت ہوگی۔اندرونی بدنظمی، اگر یہ مسلح بغاوت نہیں ہے تو ہنگامی صورت حال کے اعلان کی بنیاد نہیں ہوگی۔ذاتی آزادی کے حق کو جیسا کہ دفعہ 21 اور 22 میں ذکر ہے اس اہتمام کے ذریعہ زیادہ موثر بنایا گیا ہے۔اس کے مطابق احتیاطی نظر بندی کے سلسلے میں فرد کو کسی بھی حالت میں دو مہینے سے زیادہ مدت کے لئے نظر بند رکھنا غیر قانونی ہوگا۔ جب تک کہ مشاورتی بورڈ رپورٹ نہیں دیتا کہ اس کی نظر بندی کے مناسب وجوہات ہیں۔اس کے لئے مزید تحفظ کی فراہمی اس طرح سے کی گئی کہ مشاورتی بورڈ کا صدر کسی ہائی کورٹ کا موجودہ جج ہوگا اور بورڈ کی تشکیل اس ہائی کورٹ کے چیف جسٹس کی سفارشوں کے مطابق کی جائیں گی۔

تاخیر سے بچنے کے لئے دفعہ 132، 133 اور 134 میں ترمیم کی گئی اور ایک نئی دفعہ 134A شامل کی گئی، جس کے ذریعہ یہ اہتمام کیا گیا کہ فیصلہ، ڈگری، آخری حکم یا سزا سنائے جانے کے فوراً بعد متعلقہ فریق کے زبانی درخواست کی بنیاد پر یا اگر ہائی کورٹ مناسب سمجھے تو خود ہی سپریم کورٹ میں اپیل دائر کرنے کے سرٹیفکیٹ منظور کئے جانے پر غور کرے۔اس ایکٹ کے ذریعہ کی گئی دوسری ترامیم خاص طور پر اندرونی ہنگامی صورت حال کی مدت کے دوران کی گئی ترامیم کی وجہ سے پیدا شدہ آئینی تحریف کو دور کرنے یا سدھارنے کے لئے ہیں۔

(45) آئین (45ویں ترمیم) ایکٹ، 1980۔ یہ ایکٹ پارلیمنٹ اور ریاستی مقننہ میں درج فہرست ذاتوں، درج فہرست قبیلوں اور انگلو انڈین افراد کے لئے نشستوں کے تحفظ سے متعلق اہتمام کو مزید 10 برسوں کی مدت کے لئے بڑھانے کے مقصد سے پاس کیا گیا۔

(46) آئین (46ویں ترمیم) ایکٹ، 1982۔اس کے ذریعہ دفعہ 209 میں ترمیم کی گئی تا کہ بین ریاستی تجارت اور کامرس کے دوران ارسال کئے جانے والے اشیا پر لگایا گیا محصول ریاستوں کے حوالے کردیا جائے۔اس دفعہ کی ترمیم اس لحاظ سے بھی کی گئی کہ پارلیمنٹ قانون کے ذریعہ یہ طے کرسکے کہ کن حالات میں ارسال کیا جانے والا مال بین ریاستی تجارت یا کامرس کے دوران بھیجا ہوا مانا جائے گا۔نویں شیڈیول میں ایک نئی انٹری 92B بھی شامل کی گئی، تا کہ ایسے حالات میں مال بین ریاستی تجارت یا کامرس کے دوران بھیجا جائے تو اس مال پر محصول لگایا جاسکے۔

دفعہ 286 کے کلاز (3) کی ترمیم کی گئی تا کہ پارلیمنٹ قانون کے ذریعہ معاہدہ کار کی تکمیل کے دوران اشیاء کے تبادلے میں کرایہ

خریدی یا قسطوں کی ادائیگی کی بنیاد پر مال کی سپردگی پر محصول لگانے کے نظام شرحوں اور دیگر باتوں سے متعلق پابندی اور شرطوں کی صراحت کر سکے۔

اشیا کی خرید وفروخت پر محصول کی تصریح میں یہ اضافہ کرنے کے لئے دفعہ 366 میں مناسب ترمیم کی گئی کہ اس میں منضبط اشیا کے جانچ کے لئے تبادلہ معاہدہ کار کی تعمیل سے متعلق اشیا کی شکل میں ملکیت کا تبادلہ کرایہ خریدی یا قسطوں میں ادائیگی وغیرہ کے نظام میں اشیا کی سپردگی کو بھی شامل کیا جا سکے۔

(47) آئین (47ویں ترمیم) ایکٹ، 1984۔ اس ترمیم کا مقصد آئین کی نویں شیڈول میں اصلاح اراضی کے چند ایکٹس کو شامل کرنا ہے تاکہ ان ایکٹوں کو نافذ کئے جانے میں رکاوٹ ڈالنے والی مقدمے بازی کو رد کیا جا سکے۔

(48) آئین (48ویں ترمیم) ایکٹ، 1984۔ آئین کی دفعہ 356 کے مطابق پنجاب ریاست کے متعلق صدر کے ذریعہ جاری کردہ رسمی اعلان تب تک ایک برس سے زیادہ مدت تک نافذ نہیں رہ سکتے جب تک کہ مندرجہ بالا دفعہ کے کلاز (5) میں درج شرط پوری نہیں ہوتی۔ چونکہ ایسا محسوس کیا گیا ہے کہ مندرجہ بالا رسمی اعلان کا عمل میں رہنا ضروری ہے۔ اس لئے یہ ترمیم کی گئی ہے تاکہ اس معاملے میں دفعہ 356 کلاز (5) میں درج شرطیں نافذ نہ ہونے پائیں۔

(49) آئین (49ویں ترمیم) ایکٹ، 1984۔ تریپورا حکومت نے سفارش کی تھی کہ آئین کی چھٹی شیڈول کے اہتمام کو اس ریاست کے قبائلی علاقوں میں نافذ کیا جائے۔ اس ایکٹ کے ذریعہ کی گئی ترمیم کا مقصد اس ریاست میں کام کر رہی خود مختار ضلع کونسل کو آئینی تحفظ فراہم کرنا ہے۔

(50) آئین (50ویں ترمیم) ایکٹ، 1984۔ آئین کی دفعہ 33 کے ذریعہ پارلیمنٹ کو یہ تعین کرنے کے لئے قانون بنانے کا اختیار دیا گیا کہ آئین کے حصہ-III کے ذریعہ بحال کسی افسر کو مسلح فوجوں یا عوامی نظم ونسق بنائے رکھنے کے لئے تعینات افواج پر لاگو کرنے میں کسی حد تک ممنوع یا منسوخ کیا جائے تاکہ ان کے ذریعہ فرائض کی صحیح ادائیگی اور ان میں ضابطگی قائم رکھنے کو یقینی بنایا جا سکے۔

دفعہ 33 کے حجم میں مندرجہ ذیل امور کو لانے کے لئے اس کی ترمیم زیر غور ہے:-

(i) ریاست کی یا اس کے ذریعے یا قبضے کی ملکیت کی حفاظت کے لئے تعینات فوجوں کے ممبر یا

(ii) سراغ رسانی یا فوجی سراغ رسانی کے مقاصد کے لئے ریاست کے ذریعہ قائم بیورو یا دوسری تنظیموں میں بحال افراد۔

(iii) کسی فورس، بیورو یا تنظیم کی غرض کے لئے قائم ٹیلی مواصلاتی نظام میں تعینات یا اس سے متعلق افراد۔

تجربے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ذریعہ فرائض کی صحیح انجام دہی اور ان میں نظم ونسق بنائے رکھنے کو یقینی بنانے کی ضرورت قومی مفاد میں اشد ضروری ہے۔

(51) آئین (51ویں ترمیم) ایکٹ، 1984۔ اس ایکٹ کے ذریعہ دفعہ 330 میں ترمیم کی گئی تاکہ میگھالیہ، ناگالینڈ، اروناچل پردیش اور میزورم کی درج فہرست قبیلوں کے لئے پارلیمنٹ میں نشستیں محفوظ کی جا سکیں۔ ساتھ ہی مقامی قبائیلیوں کی آرزوؤں کو پورا کرنے کے لئے دفعہ 332 میں ترمیم کر کے ناگالینڈ اور میگھالیہ کی قانون ساز اسمبلیوں میں بھی اسی طرح کا تحفظ فراہم کیا جائے۔

(52) آئین (52ویں ترمیم) ایکٹ، 1985۔ اس ترمیم کے ذریعہ یہ اہتمام کیا گیا کہ اگر کوئی ممبر پارلیمنٹ یا قانون ساز اسمبلی کا ممبر دل بدل کرتا ہے یا پارٹی کے ذریعہ معطل کر دیا جاتا ہے جس نے انتخاب میں اسے امیدوار بنایا تھا یا کوئی آزاد ممبر جو منتخب ہونے کے چھ مہینے کے اندر کسی سیاسی پارٹی کا ممبر بن جاتا ہے وہ ایوان کا ممبر ہونے کے نااہل قرار دیا جائے گا اس ایکٹ میں سیاسی پارٹیوں میں تقسیم اور ادغام سے متعلق مناسب اہتمام ہے۔

(53) آئین (53ویں ترمیم) ایکٹ، 1986۔ یہ بھارتی حکومت اور میزورم حکومت کے ذریعہ میزورم نیشنل فرنٹ کے ساتھ 30 جون 1986 کو ہوئے سمجھوتے کو عمل میں لانے کے لئے بنایا گیا ہے۔ اس کے لئے نئی دفعہ 371G کا آئین میں اضافہ کیا گیا ہے جس میں دیگر باتوں کے علاوہ میزولوگوں کے مذہبی اور سماجی رسم و رواج، روایتی قانون اور قانون کے متعلق پارلیمنٹ کے ذریعہ قانون بنانے کی ممانعت ہے دیوانی اور فوجداری سے منسلک معاملوں، جن پر میزولوگوں کے روایتی قانون کے مطابق فیصلہ کیا جاتا ہے اور زمین کی ملکیت اور تبادلے سے متعلق بھی تب تک پارلیمانی قانون لاگو نہیں ہوگا، جب تک میزورم کی قانون ساز اسمبلی اسے منظوری نہیں دے دیتی۔ لیکن یہ دفعہ میزورم ریاست میں ترمیم کے جاری ہونے سے قبل نافذ ہونے والے مرکزی قوانین پر لاگو نہیں ہوگی۔ نئے دفعہ میں یہ بھی گنجائش ہے کہ میزورم قانون ساز اسمبلی میں کم از کم 40 ممبر ہوں گے۔

(54) آئین (54ویں ترمیم) ایکٹ، 1986۔ اس ایکٹ کے ذریعہ عدالت عظمیٰ اور عدالت عالیہ کے ججوں کی تنخواہوں میں درج ذیل طریقے سے اضافہ کیا گیا ہے۔

بھارت چیف جسٹس:	10,000 روپے ماہانہ
سپریم کورٹ کے جج:	9,000 روپے ماہانہ
ہائی کورٹ کے چیف جسٹس:	9,000 روپے ماہانہ
ہائی کورٹ کے جج:	8,000 روپے ماہانہ

اس ایکٹ کے ذریعہ دوسرے شیڈیول کے حصہ "D" میں ترمیم کر کے تنخواہوں میں مذکورہ طریقے سے اضافہ کیا گیا اور دفعہ 125 و 221 میں گنجائش رکھی گئی ہے کہ پارلیمنٹ مستقبل میں قانون بنا کر ججوں کی تنخواہوں میں اصلاح کر سکتی ہے۔

(55) آئین (55ویں ترمیم) ایکٹ، 1986۔ اس میں مرکزی علاقے اروناچل پردیش کو ریاست کا درجہ دیئے جانے کے بھارتی حکومت کی تجاویز کو لاگو کیا گیا ہے اس کے لئے آئین میں ایک نئی دفعہ 371H کا اضافہ کیا گیا ہے۔ دیگر باتوں کے علاوہ اس دفعہ میں اروناچل پردیش کے گورنر کو ریاست کی انتہائی نازک حالت کی وجہ سے قانون اور نظم و نسق کے لئے خصوصی ذمہ داری سونپی گئی ہے اس کے ذریعہ اپنے فرائض کو پورا کرنے کیلئے گورنر وزارتی کونسل سے صلاح و مشورہ کر کے کی جانے والی کارروائی سے متعلق اپنا ذاتی فیصلہ لے سکیں۔ اگر صدر چاہیں تو گورنر کی یہ ذمہ داری ختم کی جا سکتی ہے۔ نئی دفعہ کے مطابق یہ بھی اہتمام کیا گیا ہے کہ اروناچل پردیش ریاست کی مجلس قانون ساز میں ممبروں کی تعداد 30 سے کم نہیں ہوگی۔

(56) آئین (56ویں ترمیم) ایکٹ، 1987۔ بھارتی حکومت نے مرکزی علاقے گوا، دمن اور دیو کے گوا ضلع میں شامل علاقے کو گوا ریاست کی شکل میں اور اسی مرکزی علاقے کے میں دمن اور دیو میں شامل علاقے کو دمن اور دیو نامی ایک نئے مرکزی علاقے کے روپ میں قائم کرنے کا اہتمام کیا ہے اس ضمن میں یہ تجویز بھی رکھی گئی کہ نئی ریاست گوا کی قانون ساز اسمبلی میں 40 منتخب ممبران ہوں گے مرکزی علاقے گوا، دمن اور دیو کی موجودہ قانون ساز اسمبلی میں 30 منتخب ممبر اور تین نامزد ممبران ہیں۔ ایسا خیال کیا گیا کہ جب تک موجودہ قانون ساز اسمبلی کی پانچ سال کی مدت ختم نہ ہو نئے انتخاب نہ کرائے جائیں۔ تب تک گوا

ریاست کے لئے بنی نئی قانون ساز اسمبلی میں ڈمن و دیو کی نمائندگی کرنے والے دو ممبروں کو شامل نہ کیا جائے۔ اس لئے نئی ریاست گوا کو ایسی قانون ساز اسمبلی دینے کا عہد کیا گیا، جس میں 30 سے کم نمائندے نہ ہوں۔ اس ترمیم نے مندرجہ بالا تجویز کو موثر بنانے کے لئے مطلوبہ خاص تجاویز کو موثر بنایا۔

(57) آئین (57 ویں ترمیم) ایکٹ، 1987۔ آئین (51 ویں ترمیم) ایکٹ، 1984، ایوان زیریں میں ناگالینڈ، میگھالیہ، میزورم اور اروناچل پردیش کے درج فہرست قبائل کے لئے نشست محفوظ کرنے اور آئین کی دفعہ 330 اور 332 کو صحیح طور پر ترمیم کر کے ناگالینڈ اور میگھالیہ کی قانون ساز اسمبلیوں میں درج فہرست قبائل کے لئے نشستیں محفوظ کرنے کے لئے نافذ کیا گیا تھا۔ اگرچہ یہ علاقہ قبائلی اکثریت والا ہے لیکن اس ترمیم کا مقصد یہ تھا کہ اس علاقے میں رہنے والے قبیلے اپنی کم از کم نمائندگی تو کر ہی سکیں کیونکہ وہ ترقی یافتہ طبقے کے لوگوں کے ساتھ انتخاب لڑنے کے اہل نہیں ہیں اگرچہ آئین (51 ویں ترمیم) ایکٹ رسمی طور پر نافذ تھا پھر بھی یہ پوری طرح سے تب تک عمل میں نہیں آسکتا تھا جب تک یہ طے نہ ہو جائے کہ ان علاقوں میں درج فہرست قبائل کیلئے کون کون سی نشستیں محفوظ کرنی ہیں۔ کسی بھی ریاست میں درج فہرست ذات و قبائل کیلئے سیٹوں کا ریزرویشن آئین کی دفعہ 332 کے مطابق آئین کی دفعہ 332(3) کی شرائط کو مدنظر رکھ کر ہی طے کیا جاتا ہے لیکن شمال مشرقی ریاستوں کے تاریخی پس منظر کو دھیان میں رکھتے ہوئے ان ریاستوں کے درج فہرست قبائل کی ترقی اور دوسری متعلقہ چیزوں پر غور کر کے یہ ضروری سمجھا گیا کہ ان علاقوں میں رہنے والے درج فہرست قبائل کے تحفظ کے لئے خاص اہتمام کئے جائیں تا کہ یہ لوگ بھی جیسا کہ آئین میں مذکور ہے نارمل زندگی گزار سکیں۔ آئین کی دفعہ 332 کو عارضی پرووِیژن بنانے کے لئے پھر سے ترمیم کی گئی جس سے دفعہ 170 کے مطابق سال 2000 کے بعد پہلی مردم شماری کی بنیاد پر درج فہرست قبائل کیلئے سیٹوں کے ریزرویشن کا دوبارہ تعین کیا جا سکے اس ترمیم میں یہ خواہش ظاہر کی گئی کہ اگر ایسی ریاستوں کی قانون ساز اسمبلی (جو ترمیم شدہ ایکٹ کے نافذ ہونے کی تاریخ تک وجود میں تھیں) میں سبھی نشستیں درج فہرست قبائل کے ممبران کے قبضے میں ہوں تو ایک کو چھوڑ کر سبھی سیٹیں درج فہرست قبیلوں کے لئے محفوظ کی جائیں اور دوسرے کسی معاملے میں جہاں پر سیٹوں کی تعداد کل سیٹوں کی تعداد کے برابر ہو، ایک ایسا تناسب ہو جس میں موجودہ قانون ساز اسمبلی کے ممبران کی تعداد موجودہ قانون ساز اسمبلی کی کل تعداد کے برابر ہو۔ یہ ایکٹ ان مقاصد کا حصول کرتا ہے۔

(58) آئین (58 ویں ترمیم) ایکٹ، 1987۔ ہندی میں آئین کے معتبر متن کی مانگ عام طور سے رہی ہے، آئین کو قانونی عمل میں آسانی سے لایا جا سکے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کا ہندی متن بھی معتبر ہو۔ آئین کا ہندی ترجمہ نہ صرف قانون ساز اسمبلی کے ذریعہ شائع شدہ ہندی ترجمے کے مطابق ہو، بلکہ ہندی میں مرکزی ایکٹوں کے معتبر متن کی زبان، اسلوب و اصطلاحات کے بھی معیار کا ہو۔ آئین میں ترمیم کر کے صدر جمہوریہ کو یہ اختیار فراہم کیا گیا ہے کہ وہ اپنے اختیارات کے تحت آئین کے ہندی ترجمے کو جس پر قانون ساز اسمبلی کے اراکین نے دستخط کئے ہوں اور جن میں ان سبھی ترمیمات کو شامل کر لیا گیا ہو جس سے یہ ہندی زبان کے مرکزی ایکٹوں کے معتبر متن کی زبان اسلوب و اصطلاحات کے مطابق ہو شائع کرا سکے۔ صدر جمہوریہ کو یہ اختیار بھی دیا گیا ہے کہ وہ آئین میں کی گئی ہر ایک انگریزی ترمیم کا ہندی ترجمہ شائع کروائیں۔

(59) آئین (59 ویں ترمیم) ایکٹ، 1988۔ اس ایکٹ کے ذریعہ آئین کی دفعہ 356(5) کی ترمیم کی گئی جس سے کہ دفعہ 356 کے شق (1) کے تحت صدر جمہوریہ کے باضابطہ اعلان کو ایک سال کی مدت سے آگے توسیع کی جا سکے اور اگر ضروری ہو تو ریاست پنجاب میں تشدد آمیز حالت بنی رہنے کی وجہ سے دفعہ 356 کی شق (4) کے تحت اسے تین سال کے میعاد تک موثر بنایا جا سکے۔ اس ایکٹ کے ذریعہ جنگا کی حالت سے متعلق آئین کی دفعہ 352 کا ریاست پنجاب میں اسے نافذ کئے جانے کی بابت ترمیم کئے جانے کے بعد، دفعہ 358 اور 359 کی بھی ترمیم کی گئی ہے ریاست پنجاب سے متعلق دفعات

352، 358 اور 359 کی ترمیم کی تاریخ 30 مارچ 1988 سے، جو اس ترمیم کے آغاز کی تاریخ ہے دو سال کی مدت تک کے لئے ہی کارگر رہیں گی۔

(60) آئین (60 ویں ترمیم) ایکٹ، 1988۔ یہ ایکٹ، آئین کی دفعہ 276 کی شق (2) کی اس طرح سے ترمیم کرتا ہے جس سے کہ پیشوں تجارتوں، پیشوں اور روزگاروں پر ٹیکس کی تحدید کو 250 روپے سالانہ بڑھا کر 2,500 روپے سالانہ کیا جا سکے۔ اس محصول میں اضافہ کرنے سے صوبوں کو فاضل وسائل اکٹھا کرنے میں مدد ملے گی۔ اسی کے ساتھ شق (2) کی شرائط کو اٹھا لیا گیا ہے۔

(61) آئین (61 ویں ترمیم) ایکٹ، 1989۔ اس ایکٹ کے ذریعہ آئین کی دفعہ 326 میں ترمیم کرکے رائے دہندگی کی عمر 21 سے گھٹا کر 18 سال کر دی گئی ہے تاکہ ملک کے اس نوجوان طبقے کو جسے ابھی تک کوئی نمائندگی نہیں مل سکی تھی، اپنے خیالات کو ظاہر کرنے کا موقع مل سکے اور وہ سیاسی عمل کا حصہ بن سکیں۔

(62) آئین (62 ویں ترمیم) ایکٹ، 1989۔ آئین کی دفعہ 334 میں یہ قانونی گنجائش ہے کہ درج فہرست ذاتوں، قبیلوں کی سیٹوں کے ریزرویشن اور ایوان زیریں و اسمبلیوں میں اینگلو انڈین فرقے کی نمائندگی سے متعلق انتظام آئین میں نافذ ہونے کے 40 سال بعد ختم ہو جائے گا۔ حالانکہ درج فہرست ذاتوں و قبیلوں نے پچھلے 40 سالوں میں قابل ذکر ترقی کی ہے لیکن قانون ساز اسمبلی کے سامنے اس طرح کا انتظام کرتے وقت جو وجوہ تھیں، وہ ابھی بھی برقرار ہیں اس ایکٹ کے ذریعہ دفعہ 334 میں ترمیم کرکے یہ انتظام کیا گیا ہے کہ درج فہرست ذاتوں و قبیلوں کا ریزرویشن اور اینگلو انڈین فرقے کی نامزدگی کے ذریعہ آنے والے 10 سالوں تک نمائندگی جاری رہے گی۔

(63) آئین (63 ویں ترمیم) ایکٹ، 1989۔ آئین (59 ویں ترمیم) ایکٹ مارچ 1988 میں نافذ کیا گیا جس سے پنجاب میں ہنگامی صورتحال کا اعلان اور صوبے میں صدارتی حکومت کی مدت کے بارے میں کچھ تبدیلیاں کی گئی تھیں اس پر دوبارہ غور کرنے پر حکومت نے فیصلہ کیا کہ ترمیم میں پنجاب میں ہنگامی حالات کے اعلان سے متعلق جس خصوصی افسر کا انتظام کیا گیا تھا اس کی اب ضرورت نہیں رہی۔ چنانچہ دفعہ 356 کی شق (5) اور 359 کو ہٹا دیا گیا ہے۔

(64) آئین (64 ویں ترمیم) ایکٹ، 1990۔ اس ایکٹ کے ذریعہ آئین کی دفعہ 356 کی شق 4 و 5 کے تحت آئین کی دفعہ 356 کی شق (1) کے تحت پنجاب کے بارے میں 11 مئی 1987 کو ترمیم کئے گئے اعلان نامہ کو ساڑھے تین سال کے لئے اور بڑھا دیا گیا۔

(65) آئین (65 ویں ترمیم) ایکٹ، 1990۔ آئین کی دفعہ 338 میں ایک خصوصی افسر کا اہتمام کیا گیا ہے جو آئین کے تحت درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبیلوں کو فراہم کئے گئے تحفظ کے معاملوں کی جانچ کریگا اور اس سے متعلق اپنی رپورٹ صدر جمہوریہ کو ارسال کرے گا اس دفعہ میں ترمیم کرا اور اس میں درج فہرست ذاتوں و قبیلوں کیلئے قومی کمیشن کی تشکیل کا اہتمام کیا گیا ہے جس میں ایک صدر ایک نائب صدر اور پانچ دیگر ارکان ہوں گے، جن کا تقرر صدر جمہوریہ اپنی مہر سے کریں گے۔ ترمیم شدہ دفعہ میں کمیشن کے فرائض کے بارے میں تفصیلات درج ہیں اور ان اقدام کے بارے میں بھی تفصیل فراہم کی گئی ہے جو اسے مرکز و صوبائی سرکاروں کو کمیشن کی رپورٹ پر موثر عمل آوری کے لئے اٹھانے ہوں گے۔ اس میں یہ بھی اہتمام کیا گیا ہے کہ کمیشن کے پاس شکایت پر کی جانے والی جانچ کے دوران وہ سبھی اختیارات ہوں گے جو کہ ایک دیوانی عدالت کو حاصل ہوتے ہیں اور کمیشن کی رپورٹ پارلیمنٹ اور اسمبلیوں کے سامنے رکھی جائے گی۔

(66)-(66ویں ترمیم) ایکٹ، 1990 اس ایکٹ کے تحت زمین اصلاحات اور زرائتی زمین کی حد بندی سے متعلق صوبائی سرکاروں کے ایکٹوں کو آئین کی نویں فہرست میں شامل اور محفوظ کر دیا گیا ہے۔ جنہیں آندھرا پردیش، بہار، گجرات، ہماچل پردیش، کرناٹک، کیرل، مدھیہ پردیش، اڑیسہ، مہاراشٹر، راجستھان، تمل ناڈو، اتر پردیش، مغربی بنگال اور مرکزی علاقے پانڈیچری کی انتظامیہ نے اسے اس طرح بنایا تھا کہ انہیں عدالت میں چیلنج نہ کیا جا سکے۔

67-(67ویں ترمیم) ایکٹ، 1990۔ آئین کی 64ویں ترمیم میں پنجاب سے متعلق 11 مئی 1987 کو کئے گئے اعلان کو تین سال سے بڑھا کر چار سال کیا گیا تھا۔ 67ویں ترمیم کے تحت دفعہ 356 کی شق 4 میں دوبارہ ترمیم کر کے اس میعاد کو بڑھا کر پانچ سال کر دیا گیا ہے۔

68-(68ویں ترمیم) ایکٹ، 1991۔ آئین کی 67ویں ترمیم کے تحت پنجاب کے بارے میں 11 مئی 1987 کو کئے گئے اعلان کو بڑھا کر چار سال کیا گیا تھا۔ 68ویں ترمیم کے تحت دفعہ 356 کی شق (4) میں ترمیم کر کے اس مدت کو بڑھا کر پانچ سال کر دیا گیا ہے۔

69-(69ویں ترمیم) ایکٹ، 1991۔ بھارت سرکار نے 24 دسمبر 1987 کو دہلی انتظامیہ سے متعلق متفرق معاملوں کا مطالعہ کرنے اور انتظامی امور کو چست و درست بنانے کی حکمت عملی تیار کرنے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل کی تھی۔ تفصیلی جانچ پڑتال اور مطالعے کے بعد اس کمیٹی نے یہ سفارش کی تھی کہ دہلی ایک مرکزی علاقہ بنی رہے اور اس میں ایک مجلس قانون ساز اور وزارتی کونسل بھی ہو۔ جو عام آدمی سے متعلق معاملوں کے بارے میں پوری طرح سے مناسب اختیار بھی رکھتی ہو۔ کمیٹی نے یہ سفارش بھی کی تھی کہ استحکام اور پائیداری کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسا انتظام کیا جائے، جس سے قومی راجدھانی کو دیگر مرکزی علاقوں کے مقابلے میں ایک خصوصی درجہ حاصل ہو۔ یہ ایکٹ متذکرہ بالا سفارشوں کو نافذ کرنے کے لئے پاس کیا گیا۔

آئین (70ویں ترمیم) ایکٹ 1992 آئین (69ویں ترمیم) بل، 1991 اور قومی راجدھانی علاقہ سرکار، بل 1991 پر پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں خیالات کا اظہار کرتے وقت مرکزی علاقوں کی اسمبلیوں کے منتخب ممبروں کو بھی آئین کی دفعہ 54 کے تحت صدر جمہوریہ کے انتخاب کے لئے حلقہ انتخاب کنندگان میں شامل کرنے کی تائید میں خیالات ظاہر کئے گئے۔ اس وقت صدر جمہوریہ کے انتخاب سے متعلق دفعہ 54 میں حلقہ انتخاب کنندگان کے لئے فقط منتخب پارلیمنٹ ممبروں اور ریاستوں کے اسمبلی اراکین (اس میں مرکزی علاقے شامل نہیں ہیں) کو شامل کرنے کا جواز ہے۔ اسی طرح دفعہ 55 میں اس طرح کے انتخاب کے طریقے کے لئے ریاستوں کی اسمبلیوں کی بھی بات کی گئی ہے۔

دفعہ 55 میں شامل کی گئی ایک توضیح کے مطابق، دفعہ 54 و 55 میں 'ریاست' کے حوالے میں اس بات کا اہتمام کیا گیا ہے کہ اس میں صدر جمہوریہ کے انتخاب کے لئے حلقہ انتخاب کنندگان میں قومی راجدھانی علاقہ دہلی اور مرکزی علاقہ پانڈیچری کو بھی شامل کیا جائیگا، اس سے دفعہ کے 239 کی شرائط کے تحت مرکزی علاقہ قومی خطہ راجدھانی علاقہ دہلی کی مجوزہ اسمبلیوں کے منتخب ممبران کو بھی حلقہ انتخاب کنندگان میں شامل کیا جا سکے گا۔

(71)-(71ویں ترمیم) ایکٹ، 1992۔ آئین کی آٹھویں فہرست میں کچھ زبانیں اور شامل کرنے کی مانگ چل رہی تھی اس قانون سے آئین کی آٹھویں فہرست میں ترمیم کر کے اس میں کونکنی، منی پوری اور نیپالی زبانوں کو شامل کیا گیا ہے۔

72-(72ویں ترمیم) ایکٹ، 1992۔ ریاست تریپورا میں جہاں گڑبڑی کا ماحول بنا ہوا ہے۔ امن اور میل جول قائم کرنے کے لئے 12 اگست 1988 کو بھارت سرکار اور تریپورا قومی رضاکاروں کے بیچ ایک سمجھوتے پر دستخط کئے گئے۔ اس معاہدے کو نافذ

کرنے کے لئے آئین (72 ویں ترمیم) ایکٹ، 1992 کے ذریعے آئین کی دفعہ 332 میں ترمیم کی گئی ہے، تاکہ تریپورا ریاستی اسمبلی میں درج فہرست قبیلوں کے لئے ریزرو سیٹوں کی تعداد طے کرنے کے لئے، عارضی انتظام کیا جا سکے، جب تک کہ آئین کی 170 ویں دفعہ کے تحت سال 2000 کے بعد پہلی مردم شماری کی بنیاد پر سیٹوں کا تال میل نہ ہو جائے۔

73-(73 ویں ترمیم) ایکٹ، 1992۔ آئین کی دفعہ 40 میں محفوظ کئے گئے ریاستوں کے ہدایتی اصولوں میں سے ایک میں یہ کہا گیا ہے کہ ریاستوں کو گاؤں کی پنچایتیں تشکیل کرنے اور انہیں یہ بھی اختیار فراہم کرنے کے لئے اقدام کرنا چاہئے جو انہیں ایک خود اختیار حکومت کی اکائیوں کی شکل میں کام کرنے کے لئے ناگزیز ہیں۔

مذکورہ بالا بیان کو ذہن میں رکھتے ہوئے آئین میں پنچایت سے منسلک ایک نیا پیراگراف 9 کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اس کا مقصد دیگر چیزوں کے علاوہ ایک گاؤں میں یا گاؤں کے ایک گروپ کو ایک پنچایت بنانا، گاؤں کی سطح یا دیگر سطحوں پر پنچایتیں تشکیل کرنا، گاؤں اور اس کے بیچ کی سطح پر پنچایتوں کی سبھی سیٹوں کے لئے براہ راست چناؤ کرانا، ایسی سطحوں پر اگر پنچایتوں کے سرپنچ ہیں تو ان کا انتخاب کرانا، پنچایتوں میں رکنیت کے لئے اور سبھی سطحوں پر پنچایت کے عہدیدران کے انتخاب کے لئے آبادی کی بنیاد پر درج فہرست ذات اور درج فہرست قبائل کے لئے سیٹوں کا تحفظ، عورتوں کے لئے کم از کم ایک تہائی سیٹوں کا تحفظ، پنچایتوں کے کام کاج کے لئے پانچ سال کی مدت طے کرنے اور اگر کوئی پنچایت منسوخ ہو جاتی ہے تو چھ ماہ کے اندر اس کا انتخاب کرانے کا نظم ونسق کرنا ہے۔

74-(74 ویں ترمیم) ایکٹ، 1993۔ مختلف وجوہ کی بنا پر کئی ریاستوں کے بلدیاتی ادارے کمزور اور بے اثر ہو گئے ہیں۔ ان میں معمول کے مطابق انتخاب نہ ہونا، طویل عرصے تک ان کا منسوخ رہنا اور فرائض وحقوق یا اختیارات کا مناسب تبادلہ نہ ہونا شامل ہے۔ نتیجتاً بلدیاتی ادارے ایک خود اختیار حکومت کی سرگرم یا مرتعش اکائی کے طور پر موثر ڈھنگ سے کام نہیں کر پا رہے ہیں۔

ان خامیوں کو دیکھتے ہوئے آئین میں میونسپلٹیوں کے بارے میں ایک نیا حصہ 9A شامل کیا گیا ہے۔ تاکہ دیگر چیزوں کے علاوہ درج ذیل اہتمام کئے جا سکیں۔ تین طرح کے بلدیاتی اداروں کی تشکیل، جیسے کہ گاؤں سے شہری علاقے میں تبدیل ہو رہے علاقوں کے لئے ''نگر پنچایتیں'' چھوٹے شہری علاقوں کے لئے بلدیاتی کونسل اور بڑے شہری علاقوں کے لئے میونسپل کارپوریشن۔

75-(75 ویں ترمیم) ایکٹ، 1994۔ ان دنوں مختلف ریاستوں میں جو کرایہ کنٹرول قانون نافذ ہیں، ان میں کئی خامیاں ہیں، جن کی وجہ سے بہت سارے قوانین غیر موثر ثابت ہو رہے ہیں۔ کرایہ کنٹرول قوانین کے کچھ مضر نتائج ہیں۔ مسلسل بڑھتی ہوئی مقدمے بازی، عدالتوں کے ذریعہ وقت پر انصاف نہ دے پانا، کرایہ کنٹرول قوانین سے بچنے کے طریقے نکالنا اور کرایے کے لئے ملنے والے مکانوں میں لگاتار ہونے والی کمی۔

سپریم کورٹ نے ملک میں کرایہ کنٹرول قوانین کی غیر یقینی اور غیر مدلل کیفیت کو مدنظر رکھتے ہوئے پربھاکرن نائر اور دیگر بنام تمام ناڈو ریاست (سول رٹ درخواست نمبر 506، آف 1986) اور دیگر رٹ مقدموں کے حوالے میں یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ سپریم کورٹ اور عدالت عالیہ کو کرایہ قوانین کے بوجھ بارے میں آزاد کر دینا چاہئے۔ ان مقدموں میں اپیل کرنے کے مواقع کم کر دینے چاہئیں۔ کرایہ کنٹرول قانون، آسان، ذی فہم اور واضح ہونا چاہئے۔ مقدمے بازی کا اختتام جلد ہی ہو جانا چاہئے۔

اسی لئے اس قانون کے ذریعے آئین کے حصے 14 (اے) کی دفعہ 323 (بی) میں ترمیم کی گئی ہے۔ تاکہ کرایہ داروں اور مکان

مالکوں کو وقت پر راحت مل سکے۔ اس ترمیم میں ریاستی سطح پر کرایہ ٹریبونل قائم کئے جانے کی تجویز ہے اور عدالتوں میں مکان مالک۔ کرایہ دار سے متعلق مقدمے قائم کرنے پر روک لگانے کا انتظام ہے۔ اس انتظام کی وجہ سے ایسے مقدموں کے فیصلوں کی اپیل آئین کی دفعہ 136 کے تحت فقط سپریم کورٹ میں کی جا سکے گی۔

76-(76 ویں ترمیم) ایکٹ، 1994۔ پسماندہ طبقات، درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبیلوں کے لئے تعلیمی اداروں میں اور سرکاری نوکریوں میں مقام محفوظ کرنے کی پالیسی کی طویل تاریخ 1921 میں تمل ناڈو سے شروع ہوئی تھی۔ ریاستی سرکار زیادہ تر لوگوں کی ضرورت کے مطابق محفوظ مقام کی تعداد وقت وقت پر بڑھاتی رہیں۔ اب محفوظ سیٹوں کی تعداد بڑھ کر 69 فیصد ہوگئی ہے۔ 18 فیصد درج فہرست ذاتیں، ایک فی صد درج فہرست قبائل اور 50 فیصد دیگر پسماندہ طبقات، سپریم کورٹ نے اندرا ساہنی اور دیگر بنام بھارت سرکار اور دیگر (Air 1993 sc 477) میں 16 نومبر 1992 کو فیصلہ دیا کہ دفعہ 16(4) کے تحت کل محفوظ جگہوں کی تعداد 50 فیصد سے زائد نہیں ہونی چاہئے۔

تمل ناڈو سرکار نے تمل ناڈو کے پسماندہ طبقات، درج فہرست ذاتیں، درج فہرست قبائل (تعلیمی اداروں میں سیٹوں اور ریاستی نوکریوں میں تقرری یا عہدہ محفوظ کرنے) سے متعلق بل 1993 پاس کر کے اسے آئین کی دفعہ 31C کی شرائط کے تحت صدر مملکت کے پاس غور کرنے کے لئے بھارت سرکار کو بھیجا۔ بھارت سرکار نے صوبائی سرکار کے اس قانون کی شرائط کی تائید کی اور صدر جمہوریہ نے تمل ناڈو کے اس بل کو منظوری دے دی۔ اس فیصلے کے بعد یہ ضروری تھا کہ 1994 کے تمل ناڈو کے ایکٹ، 45 کو آئین کی نویں فہرست کے دائرے میں لایا جائے، تاکہ آئین کی دفعہ 318 کے تحت عدالتوں کے ذریعے غور نہ کرنے کے بارے میں اس قانون کو تحفظ فراہم ہو سکے۔ درج بالا مقاصد کو پورا کرنے کے لئے اس قانون کے ذریعے آئین میں ترمیم کی گئی ہے۔

77-(77 ویں ترمیم) ایکٹ، 1995۔ درج فہرست ذات اور درج فہرست قبائل طبقے کے لوگوں کو 1955 سے ہی عہدوں کی ترقی میں ریزرویشن کی سہولیت حاصل ہے۔ لیکن اندرا ساہنی دیگر بنام بھارت سرکار اور دیگر ان کے مقدمے میں 16 نومبر 1992 کو سپریم کورٹ نے اپنے فیصلے میں یہ کہا ہے کہ آئین کی دفعہ 16(4) کے تحت تقرریوں یا عہدوں کا ریزرویشن فقط شروع کی کی جانے والی تقرری پر نافذ ہوتا ہے اور اسے عہدوں میں ترقی کے معاملے میں ریزرویشن پر لاگو نہیں کیا جا سکتا ہے۔ عدالت عظمی کے اس فیصلے سے درج فہرست ذات و قبائل کے مفاد پر منفی اثر پڑے گا۔ چونکہ درج فہرست ذات و قبائل کے لوگوں کی صوبائی نوکریوں میں نمائندگی ابھی اس سطح تک نہیں پہنچی ہے جس سطح تک ہونا چاہئے تھا، اس لئے درج فہرست ذات و قبائل کے لئے عہدوں کی ترقی میں ریزرویشن فراہم کرنے کی موجودہ چھوٹ کو جاری رکھنا ضروری ہے۔ درج فہرست ذات و قبائل کے مفاد کے تحفظ کے تئیں سرکار وعدے کے مطابق سرکار نے مذکورہ ذاتوں کو عہدوں کی ترقی میں ریزرویشن کی موجودہ پالیسی کو جاری رکھنے کا فیصلہ کیا ہے اس کیلئے یہ ضروری تھا کہ آئین کی دفعہ 16 میں ایک نئی شق (4A) جوڑ کر اس میں ترمیم کی جائے تاکہ درج فہرست ذات و قبائل کو ترقی میں ریزرویشن فراہم کیا جا سکے یہ ایکٹ مذکورہ مقاصد کو پورا کرنے کے لئے ہے۔

(78) آئین (78 ویں ترمیم) ایکٹ، 1995۔ آئین کی دفعہ 31B نویں فہرست میں شامل ان قوانین کو اس بنیاد پر قانونی چنوتی دینے سے آئینی آزادی فراہم کرتی ہے کہ اس سے آئین کے حصہ 3 میں محفوظ بنیادی حقوق کی پامالی ہوتی ہے۔ اس فہرست میں مختلف صوبائی سرکاروں و مرکزی سرکار کے ذریعہ بنائے گئے قوانین کی فہرست ہے جو دیگر اشیا کے علاوہ زمین کے ساتھ ساتھ جائداد کے مفاد اور حقوق کو متاثر کرتے ہیں۔

جب کبھی پہلے یہ محسوس کیا گیا کہ جن ترقی پسندانہ قوانین کی تدابیر عوام کے مفاد میں کی گئی ہے انہیں مقدمے بازی کا خطرہ ہے تو اس

کے لئے نویں فہرست کا سہارا لیا گیا۔ اس کے مطابق زمینی اصلاحات اور زرعی زمین کی حد بندی سے متعلق مختلف ریاستی کے قوانین کو پہلے ہی نویں فہرست میں شامل کرلیا گیا ہے چونکہ سرکار زمینی اصلاحات کو اہمیت دینے کے تئیں وعدے کی پابند ہے۔ اس لئے زمینی اصلاحات قوانین کو نویں فہرست میں شامل کرنے کا فیصلہ کیا گیا تاکہ انہیں عدالتوں میں چیلنج نہ کیا جاسکے۔ بہار، کرناٹک، کیرل، اڑیسہ، راجستھان، تمل ناڈو اور مغربی بنگال کی ریاستی حکومتوں نے زمین سے منسلک اپنے قوانین کو نویں فہرست میں شامل کرنے کا مشورہ دیا ہے۔

چونکہ ان قوانین میں ترمیم کو جو پہلے ہی نویں فہرست میں شامل ہیں، قانونی چیلنج سے خودنجات نہیں ملی ہوئی ہے۔ بلکہ نویں فہرست میں کچھ بنیادی قوانین کے ساتھ ساتھ کئی ترمیم شدہ قوانین کو بھی شامل کیا گیا ہے تاکہ یہ یقینی بنایا جاسکے کہ نافذ ہونے پر یہ قوانین مقدمے بازی سے متاثر نہیں ہوں گے۔

یہ ایکٹ مذکورہ مقاصد کے حصول کیلئے ہے۔ سال 1998 کے دوران آئین میں ترمیم نہیں کی گئیں۔

(79)۔ آئین (79 ویں ترمیم) ایکٹ 1999 اس ایکٹ کے ذریعہ حکومت کے درج فہرست ذاتوں درج فہرست قبائل اور اینگلو انڈین کے لئے لوک سبھا میں اور ریاستوں کی اسمبلیوں میں ریزرویشن 10 سالوں کے لئے بڑھا دیا گیا ہے۔

(80)۔ آئین (80 ویں ترمیم) ایکٹ 2000۔ دسویں مالیاتی کمیشن کی سفارشوں کی بنیاد پر (آئین 80 ویں ترمیم) ایکٹ۔ 2000 میں یونین اور ریاستوں کے درمیان ٹیکسوں سے حاصل آمدنی تقسیم کرنے کے بارے میں میں متبادل اسکیم پر عمل کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اس اسکیم کے مطابق انکم ٹیکس، ایکسائز ڈیوٹی، خصوصاً ایکسائز ڈیوٹی اور ریل مسافروں کے کرایوں پر ٹیکس کے بدلے گرانٹ کے لئے اب تک ریاستی حکومتوں کو مرکزی ٹیکسوں اور محصولات سے حاصل کل آمدنی کا جتنا حصہ ملتا تھا اب اس کا 26 فی صد حصہ ریاستوں کو دیا جائے گا۔

(81)۔ آئین (81 ویں ترمیم) ایکٹ۔ 2000 اس ترمیم کے ذریعہ یہ اہتمام کیا گیا ہے۔ کہ آئین کے آرٹیکل 16 کے کسی بھی اہتمام کے تحت درج فہرست ذاتوں اور درج ذیل قبائل کے لئے سال میں جتنی خالی سرکاری آسامایاں محفوظ ہیں۔ اگر وہ اسامی اس سال نہیں بھری جاتی ہے تو ان پر اگلے سال میں یا سالوں میں جو تقرری کی جائے گی انہیں علیحدہ درجہ کی تقرری سمجھی جائے گی اور اس درجے کی تقرریوں کو متعلقہ تقرر ری سال میں کل اسامیوں کے 50 فی صد محفوظ اسامیوں کی زیادہ سے زیادہ حد مقرر کرنے کے لئے شامل نہیں کیا جائے گا۔

(82)۔ آئین (82 ویں ترمیم) ایکٹ 2000۔ اس ترمیم کے ذریعہ یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ یونین یا کسی ریاست کے امور سے متعلق کسی خدمات کے کن ہی درجوں یا درجہ یا اسامیوں پر ترقی دینے کے لئے درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کے ممبروں کے حق میں کسی امتحان کی اہلیت مارکس میں تعین قدر کے معیاروں میں نرمی برتنے کے لئے کسی اہتمام کو آئین کے آرٹیکل 335 کا کوئی بھی پرویزن ریاست کو نہیں روک سکے گا۔

(83)۔ آئین (83 ویں ترمیم) 2000 ایکٹ۔ اس قانون کے ذریعہ آئین کے آرٹیکل 243 ایم میں ترمیم کر یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ درج فہرست قبائل سے پوری طرح آباد اروناچل پردیش کی پنچایتوں میں درج فہرست قبائل کے لئے کسی طرح کے ریزرویشن کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

ضمیمہ

بھارت سرکار

کے آر نرائن ۔ راشٹر پتی (صدر)

کرشن کانت ۔ اپ راشٹر پتی (نائب صدر)

کیبنٹ وزرا

(14 نومبر 2000 کو)

اٹل بہاری واجپئی	سرکاری عملہ، عوامی شکایت اور پنشن کی وزارت منصوبہ بندی اور پروگرام پر عمل درآمد کی وزارت ایٹمی توانائی کا محکمہ اور خلائی محکمہ
ایل کے اڈوانی	وزیر داخلہ
ٹی۔ آر۔ بالو	وزیر ماحولیات و جنگلات
سکھدیو سنگھ ڈھنڈسا	وزیر کیمکل و فرٹلائزر
جگموہن	وزیر شہری ترقی وانسداد غریبی
ڈاکٹر مرلی منوہر جوشی	وزیر فروغ انسانی وسائل، سائنس و ٹکنالوجی اور بحری فروغ
اوما بھارتی	وزیر امور نوجوان و کھیل
پرمود مہاجن	وزیر پارلیمانی امور و انفارمیشن ٹکنالوجی
رام نائک	وزیر پیٹرولیم و قدرتی گیس

جول اورام	وزیر امور قبائل
رام ولاس پاسوان	وزیر مواصلات
سندر لعل پٹوا	وزیر معدنیات
کانشی رام رانا	وزیر ٹیکسٹائیل
جسونت سنگھ	وزیر خارجہ
یسونت سنہا	وزیر مالیات
شرد یادو	وزیر شہری ہوابازی
انت کمار	وزیر ثقافت وسیاحت
ممتا بنرجی	وزیر ریلوے
جارج فرنانڈیز	وزیر دفاع
منوہر جوشی	وزیر بھاری صنعتیں اور عوامی انٹرپرائزز
شانتا کمار	وزیر امور صارف وغذا اور عوامی تقسیم
ارون جیٹلی	وزیر قانون وانصاف اور امور کمپنی، اضافی ذمہ داری برائے جہاز رانی
وینکیا نائڈو	وزیر دیہی ترقی
مراسولی مارن	وزیر کامرس وصنعت
نتیش کمار	وزیر زراعت
ارجن سیٹھی	وزیر آبی وسائل
سریش پربھو	وزیر توانائی
ڈاکٹر ستیہ نارائن جاٹیا	وزیر محنت
ڈاکٹر سی۔ پی ٹھاکر	وزیر صحت وخاندانی بہبود
سشما سوراج	وزیر اطلاعات ونشریات

وزرائے مملکت (آزاد چارج)

شریمتی مینکا گاندھی	سماجی انصاف اور بااختیار بنانے کی وزیر
میجر جنرل (ریٹائرڈ) بی سی۔کھنڈوری	وزیر برائے زمینی نقل وحمل وقومی شاہراہ
ارون شوری	وزیر برائے ڈس انوسٹمنٹ (آزاد چارج)، وزیر مملکت برائے شماریات، پروگرام کا نفوذ، محکمہ انتظامی اصلاح اور محکمہ عوامی شکایات
شریمتی وسندھرا راجے	چھوٹی صنعتوں، زراعتی اور دیہی صنعتوں کی وزیر (آزاد چارج)، وزیر مملکت برائے محکمہ عملہ وتربیت، محکمہ پنشن اور پنشنرز کی فلاح و بہبود، محکمہ ایٹمی توانائی وخلاء
برج کشور ترپاٹھی	وزارت فولاد میں وزیر مملکت
ایم کانپن	وزارت غیر روایتی توانائی وسائل میں وزیر مملکت (آزاد چارج)
این ٹی شنگم	وزارت کوئلہ میں وزیر مملکت

وزرائے مملکت

رمیش ویشیہ	اطلاعات ونشریات کی وزارت میں وزیر مملکت
وجے چکرورتی	وزارت آبی وسائل میں وزیر مملکت
شری رام چوہان	امور صارفین، خوراک وعوامی تقسیم میں وزیر مملکت
بنڈارو دتاتریہ	وزارت شہری ترقی وانسداد غریبی میں وزیر مملکت
سنتوش گنگوارا	وزارت پیٹرولیم وقدرتی گیس میں وزیر مملکت
جے سنگھ راؤ گائکواڑ پاٹل	وزارت معدنیات میں وزیر مملکت
پروفیسر چمن لعل گپتا	وزارت شہری ہوابازی میں وزیر مملکت
سید شاہنواز حسین	فروغ انسانی وسائل میں وزارت میں وزیر مملکت
ڈاکٹر ولبھ بھائی رام جی بھائی کتھیریا	بھاری صنعتوں اور عوامی کاروباری اداروں کے محکمہ میں وزیر مملکت
پھگن سنگھ کلستے	امور قبائل وزارت میں وزیر مملکت
وی دھننجے کمار	وزارت ٹکسٹائلز میں وزیر مملکت

محترمہ سمترا مہاجن	فروغ انسانی وسائل میں وزیر مملکت
شبھاش مہیریا	وزارت دیہی ترقی میں وزیر مملکت
محترمہ جے ونتی مہتہ	وزارت توانائی میں وزیر مملکت
منی لعل	وزارت محنت میں وزیر مملکت
عمر عبداللہ	وزارت کامرس وصنعت میں وزیر مملکت
اجیت کمار پانجہ	وزارت امور خارجہ میں وزیر مملکت
ڈاکٹر دیویندر پردھان	زراعت کی وزارت میں وزیر مملکت
ای پنوسوامی	وزارت پیٹرولیم اور قدرتی گیس میں وزیر مملکت
اے راجا	وزارت صحت وخاندانی بہبود میں وزیر مملکت
اوراجگو پال	وزارت پارلیمانی اور ریلوے کی وزارت میں وزیر مملکت
ڈاکٹر رمن	وزارت کامرس اور صنعت میں وزیر مملکت
جی این رام چندرن	وزارت مالیات میں وزیر مملکت
سی ودیا ساگر راؤ	وزارت امور داخلہ میں وزیر مملکت
بچی سنگھ راوت	وزارت سائنس وٹکنالوجی وزیر مملکت
تپن سکدر	وزارت مواصلات میں وزیر مملکت
دگ وجے سنگھ	ریلوے کی وزارت میں وزیر مملکت
وی سرینواس پرساد	امور صارف اور خوراک وعوامی تقسیم کی وزارت میں وزیر مملکت
آئی ڈی سوامی	وزارت امور داخلہ میں وزیر مملکت
ڈاکٹر (شریمتی) ریتا ورما	دیہی ترقی کی وزارت میں وزیر مملکت
بالا صاحب وکھے پاٹل	وزارت خزانہ میں وزیر مملکت
حکم دیو نارائن یادو	وزارت جہاز رانی میں وزیر مملکت
شری پد یسو نائک	وزارت زراعت میں وزیر مملکت
ستیہ برت مکھرجی	وزارت کیمکل وفرٹلائزر میں وزیر مملکت
کرشنا راجو	وزارت امور خارجہ میں وزیر مملکت

ٹھاکر چوبا سنگھ — وزارت زراعت میں فوڈ پروسسنگ کے وزیر مملکت

پی رادھا کرشن — وزارت امور نوجواں وکھیل میں وزیر مملکت

ممبران پارلیمنٹ

راجیہ سبھا

(2 جولائی 2000 کو)

چیئرمین: کرشن کانت

ڈپٹی چیئرمین: ڈاکٹر (شریمتی) نجمہ ہپت اللہ

نام ریاست	پارٹی رگروپ
آندھرا پردیش (18)	
1۔این آر دسری	سی پی آئی
2۔سی رام چندریا	تلگو دیشم
3۔ڈاکٹر دیپاری نارائن راؤ	کانگریس
4۔کے ایم سیف اللہ	تلگو دیشم
5۔رام موئی ریڈی شری گیر یڈی	تلگو دیشم
6۔رومنڈلا رام چدریا	تلگو دیشم
7۔شریمتی جے پردا نہاٹا	تلگو دیشم
8۔کے ایم خان	کانگریس
9۔ڈاکٹر الادی پی راجکمار	تلگو دیشم
10۔ڈاکٹر وائی رادھا کرشن مورتی	سی پی آئی (ایم)

11-کے کاوو ینکٹ راؤ	تلگودیشم
12-وائی وینکٹ راؤ	تلگودیشم
13-پی پربھاکر ریڈی	تلگودیشم
14-ڈاکٹر وائی لکشمی پرساد	تلگودیشم
15-سولی پیٹارام چندر ریڈی	تلگودیشم
16-ڈاکٹر ڈی وینکٹیشور راؤ	بی جے پی
17-کے راماموہن راؤ	تلگودیشم
18- محترمہ ونگا گیتا	تیلگودیشم

اروناچل پردیش (1)

19-نبام ربیا	آزاد

آسام (7)

20- کرنیندو بھٹا چارجی	کانگریس
21- ڈاکٹر جیوسری گوسوامی مہنتا	اے جی پی
22-برکانت وارث	اے ایس ڈی سی
23- دروپد بوروگوہین	سی پی آئی
24-ڈاکٹر من موہن سنگھ	کانگریس
25-ڈاکٹر ارون کمار شرما	اے جی پی
26-شریمتی بسنتی شرما	کانگریس

بہار (22)

27- ایس ایس اہلوالیہ	بی جی پی
28- پریمشو کمار اگروال	بی جے پی
29-شریمتی سروج دوبے	آرجے ڈی

30-انل کمار	آر جے ڈی
31- محترمہ کم کم رائے	آر جے ڈی
32-رام دیو بھنڈاری	آر جے ڈی
33- گیا سنگھ	سی پی ایم آئی
34-ڈاکٹر بھاگنی رام	کانگریس
35- مہندر پرساد	کانگریس
36- مولانا عبیداللہ اعظمی	جنتادل
37-وی۔ دھادریو	آر جے ڈی
38-روی شنکر پرساد	بی جے پی
39-ڈاکٹر رمیندر کمرایادوروی	آر جے ڈی
40- ناگیندر ناتھ اوجھا	سی پی آئی
41-پریم چندر گپتا	آر جے ڈی
42- شتروگھن سنہا	بی جے پی
43-راجیو رنجن شاہ	جے ڈی سیکولر
44- وجے سنگھ یادو	آر جے ڈی
45- آر۔ کے۔ آنند	جے۔ ایم۔ ایم
46-رنجن پرساد یادو	آر جے ڈی
47- کپل سبل	کانگریس
48- شیبو سورین	جے ایم ایم

گوا (1)

49-ایڈوآرڈو فلیرو	کانگریس

گجرات (11)

5-اجت رے دیوشنکر دوے	بی جے پی
5-ارون جیٹلی	بی جی پی
5-بنگارو لکھشمن	بی جے پی
5-راجو پرمار	کانگریس
5-احمد پٹیل	کانگریس
5-ڈاکٹر اے کے پٹیل	بی جے پی
5-للت بھائی مہتہ	بی جے پی
5-محترمہ سونیا شاردا	بی جے پی
5-گوپال سنگھ جی سولنکی	بی جے پی
5-بچانی لیکھراج	بی جے پی
6-برہم کمار بھٹ	کانگریس

ہریانہ (5)

6-بنارسی داس گپتا	کانگریس
62-فقیر چند ملانا	آئی این ایل ڈی
63-دیوی لال	آئی این ایل ڈی
6-سوراج کوشل	ایچ وی پی
65-لکھشمن سنگھ	کانگریس

ہماچل پردیش (3)

66-کرپال پرمار	بی جی پی
67-انل شرما	ایچ وی سی
68-شریمتی چندریش کماری	کانگریس

جموں اور کشمیر (4)

69-غلام نبی آزاد	کانگریس
70-مرزا عبدالرشید	این سی
71-شریف الدین شارق	این سی
72-کشوک تھسے	این سی

کرناٹک (12)

73-ایس آر بومئی	جنتادل
74-کے بی۔کرشن مورتی	کانگریس
75-محترمہ بسمبارائے کر	کانگریس
76-آسکر فرنانڈیز	کانگریس
77-کے رحمان خاں	کانگریس
78-رام کرشن ہیگڑے	جنتادل
79-ایچ کے جاوڑے گوڑا	جنتادل
80-سی ایم ابراہیم	جنتادل
81-ایم راج شیکھر مورتی	کانگریس
82-کے۔سی۔کوندیا	کانگریس
83-پروفیسر اے لکشمی ساگر	جنتادل
84-ایم وینکیا نائیڈو	بی جی پی

کیرالہ (9)

85-بے چتر ونجن	سی پی آئی
86-کورمبیل احمد حاجی	مسلم لیگ
87-وی۔وی۔راگھون	سی پی آئی
88-ایم بے ورکے متھل	کیرل کانگریس

89-ایس رام چندرن پلئی	سی پی آئی (ایم)
90-سی او پیلوس	سی پی آئی (ایم)
91-این کے پریم چندرن	آر ایس پی
92-ایم پی عبدالصمد صمدانی	مسلم لیگ
93-اے وجے راگھون	سی پی آئی (ایم)
مدھیہ پردیش (16)	
94- لکھی رام اگروال	بی جے پی
95- سکندر بخت	بی جے پی
96-ہنس راج بھاردواج	کانگریس
97- عبدالغفور قریشی	کانگریس
98- کیلاش جوشی	بی جی پی
99-بال کوی بیراگی	بی جے پی
100-دلیپ سنگھ جدیو	کانگریس
101- بھگت رام منہر	آئی این سی
102-وکرم ورما	بی جے پی
103- سریش پچوری	آئی این سی
104-ارجن سنگھ	کانگریس
105-اوراج گوپال	بی جے پی
106- سریندر کمار سنگھ	کانگریس
107-پی کے مہیشوری	کانگریس
108- جھمک لال بھینڈیا	کانگریس
109 محترمہ مابل ربیلو	کانگریس

ضمیمہ

69- غلام نبی آزاد	کانگریس
70- مرزا عبدالرشید	این سی
71- شریف الدین شارق	این سی
72- اشوک جھسے	این سی

کرناٹک (12)

73- ایس آر بومئی	جنتادل
74- کے پی۔ کرشن مورتی	کانگریس
75- محترمہ بمبارائے کر	کانگریس
76- آسکر فرنانڈیز	کانگریس
77- کے رحمان خاں	کانگریس
78- رام کرشن ہیگڑے	جنتادل
79- ایچ کے جاوڑے گوڈا	جنتادل
80- سی ایم ابراہیم	جنتادل
81- ایم راج شیکھر مورتی	کانگریس
82- کے۔ سی۔ کوندیا	کانگریس
83- پروفیسر اے لکشمی ساگر	جنتادل
84- ایم وینکیا نائیڈو	بی جی پی

کیرالہ (9)

85- جے چترونجن	سی پی آئی
86- کورمبیل احمد حاجی	مسلم لیگ
87- وی۔ وی۔ راگھون	سی پی آئی
88- ایم۔ جے ور کے متاتھل	کیرل کانگریس

89-ایس رام چندرن پلئی	سی پی آئی (ایم)
90-سی او پیلوس	سی پی آئی (ایم)
91-این کے پریم چندرن	آر ایس پی
92-ایم پی عبدالصمد صمدانی	مسلم لیگ
93-اے وجے راگھون	سی پی آئی (ایم)

مدھیہ پردیش (16)

94- لکھی رام اگروال	بی جے پی
95- سکندر بخت	بی جے پی
96- ہنس راج بھاردواج	کانگریس
97- عبدالغفور قریشی	کانگریس
98- کیلاش جوشی	بی جے پی
99-بال کوی بیراگی	بی جے پی
100-دلیپ سنگھ جدیو	کانگریس
101- بھگت رام منہر	آئی این سی
102-وکرم ورما	بی جے پی
103- سریش پچوری	آئی این سی
104-ارجن سنگھ	کانگریس
105-اوراج گوپال	بی جے پی
106-سریندر کمار سنگھ	کانگریس
107-پی کے مہیشوری	کانگریس
108-جھمک لال بھینڈیا	کانگریس
109 محترمہ مابل ربیلو	کانگریس

ضمیمہ

مہاراشٹر (19)

110-بی پی آپٹے	بی جے پی
111-سریش اے کیشوانی	آئی این ڈی
112-ایس بی چوان	کانگریس
113-وید پرکاش پی گوئل	بی جے پی
114-یوسف سرور خاں عرف دلیپ کمار	کانگریس
115-ڈاکٹر (شریمتی) نجمہ ہپت اللہ	کانگریس
116-مکیش آر پٹیل	ایس ایچ ایس
117-رام جیٹھ ملانی	آئی این ڈی
118-وجے جے دردا	آئی این ڈی
119-سوریہ بھان پاٹل وہادے	بی جے پی
120-آدک شرودکر	ایس ایچ ایس
121-آر-ایس گوائی	آر پی آئی
122-سریش کلماڈی	آئی این سی
123-پرپھل پٹیل	این سی پی
124-پرمود مہاجن	بی جے پی
125-ستیش پردھان	ایس ایچ ایس
126-این کے پی سالوے	کانگریس
127-سنجے نروپم	ایس ایچ ایس
128-پرتیش نندی	ایس ایچ ایس

منی پور (1)

129-ڈبلو انگیو سنگھ	کانگریس

میگھالیہ (1)

130-اونوارڈ ایل نونگدو	کانگریس

میزورم (1)

131-بی فیثی	کانگریس

ناگالینڈ (1)

132-سی۔ ایوک ضمیر	کانگریس

اڑیسہ (10)

133-من موہن سال	بی جے پی
134-بی۔ جے پانڈا	بی جے ڈی
135-مورس کوجور	کانگریس
136-بیر بھدرا سنگھ	بی جے ڈی
137-ڈاکٹر ایم این داس	کانگریس
138-دلیپ رے	بی جے ڈی
139-رام چندر کھونٹیا	کانگریس
140-اننت سیٹھی	کانگریس
141-محترمہ فریدہ ٹوپنو	کانگریس
142-رنگناتھ مشر	کانگریس

پنجاب (7)

143-برجندر سنگھ ہمدرد	آئی این ڈی
144-سرادر بلوندر سنگھ بھندر	ایس اے ڈی
145-سردار گروچرن سنگھ توہڑا	ایس اے ڈی
146-سکھدیو سنگھ بسرا	ایس اے ڈی

147-راج مہندر سنگھ	ایس اے ڈی
148-لالچیت رائے	بی جے پی
149-سکھ دیو سنگھ ڈھنڈسا	ایس اے ڈی

راجستھان(10)

150-رام داس اگروال	بی جے پی
151-آر۔ پی گوینکا	بی جے پی
152-کرشن کمار برلا	کانگریس
153-محترمہ جمنا دیوی بارو پال	کانگریس
154-مول چند مینا	کانگریس
155-سنتوش بگروڈیا	کانگریس
156-ڈاکٹر مہیش چندر شرما	بی جے پی
157-احمد الدین احمد خاں (درو)	کانگریس
158-جسونت سنگھ	بی جے پی
159-ڈاکٹر ایل ایم سنگھوی	بی جے پی

سکم(1)

160-کے جی بھوٹیا	ایس ڈی ایف

تامل ناڈو(18)

161-ایس آئی راج	ڈی ایم کے
162-ایم اے قادر	ڈ ایم کے
163-وی پی دریسوامی	ڈی ایم کے
164-پی این سوا	ڈی ایم کے ا (1)
165-پی سندر راجن	اے آئی اے ڈی ایم کے

166-این تھلاوی سندرم	اے آئی اے ڈی ایم کے
167-ایس تیرے کاتن	اے آئی اے ڈی ایم کے
168-جی کے موپنار	ٹی ایم سی (ایم)
169-او ایس ضیان	اے آئی اے ڈی ایم اے
170-محترمہ جینتی نٹراجن	ٹی ایم سی (ایم)
171-پروفیسر ایم شنکر لنگم	ڈی ایم کے
172-آر مارگ بندھو	اے آئی اے ڈی ایم کے
173-ڈاکٹر ڈی مستان	آئی این ڈی
174-ایس شوبھراشیم	ڈی ایم کے
175-ایس بدلتائی ویرمنی	ڈی ایم کے
176-این راجندرم	آئی این ڈی
177-کا-راسوبیان	ڈی ایم کے
178-ایس پیٹر الفانس	ٹی ایم سی (ایم)

تری پورہ(1)

179-کھگین داس	سی پی آئی (ایم)

اتر پردیش(34)

180-سنگھ پریا گوتم	بی جے پی
181-گھن شیام چندر کھاروار	بی ایس پی
182-ترلوکی ناتھ چترویدی	بی جے پی
183-اکھیلیش داس	کانگریس
184-منور حسن	ایس پی
185-آر این آریہ	بی ایس پی
186-گاندھی آزاد	بی ایس پی

187- کانشی رام	بی ایس پی
188-چودھری چنی لال	بی جے پی
189-بلبیر کے۔ پنج	کانگریس
190-دارا سنگھ چوہان	ایس پی
191-رما شنکر کوشک	ایس پی
192-رام ناتھ کووند	بی جے پی
193-منوہر کانت دھیانی	بی جے پی
194-ڈاکٹر سوامی ساکشی مہاراج	ایس پی
195-محمد اعظم خاں	ایس پی
196-نریندر موہن	بی جے پی
197-جنیشور مشرا	ایس پی
198-بلونت سنگھ رامووالیہ	آزاد
199-دینا ناتھ مشر	بی جے پی
200-ڈاکٹر اختر حسن رضوی	آزاد
201-امر سنگھ	ایس پی
202-دیوی پرشاد سنگھ	بی جے پی
203-محترمہ سشما سوراج	بی جے پی
204-ارون شوری	بی جے پی
205-راجناتھ سنگھ سوریہ	بی جے پی
206-بی پی سنگھل	بی جے پی
207-راجیو شکلا	اے بی ایل ٹی سی
208-راج ناتھ سنگھ	بی جے پی
209-پروفیسر رام بخش سنگھ ورما	بی جے پی
210-پروفیسر۔ ایم۔ ایم اگروال	ایس پی

211-پروفیسر رام گوپال یادو	ایس پی
212-خان غفران زاہدی	کانگریس
213-ڈی پی یادو	آئی این ڈی

مغربی بنگال(16)

214-نلوتپال بسو	سی پی آئی (ایم)
215-دیو برت بسواس	اے آئی ایف بی
216-ابانی رائے	آر ایس پی
217-ڈاکٹر بپلب داس گپتا	سی پی آئی (ایم)
218-منوج بھٹاچاریہ	آر ایس پی
219-محترمہ سرلا مہیشوری	سی پی آئی (ایم)
220-دیا ناروما	سی پی آئی (ایم)
221-محمد سلیم	سی پی آئی (ایم)
222-شنکر رائے چوہدری	آئی این ڈی
223-دیپانکر مکھرجی	سی پی آئی (ایم)
224-پرنب مکھرجی	کانگریس
225-شریمتی چندرا کلا پانڈے	سی پی آئی (ایم)
226-براتن سین گپتا	سی پی آئی (ایم)
227-جیبن رائے	سی پی آئی (ایم)
228-جیتا بھٹاچاریہ	آئی این ڈی
229-محترمہ پروفیسر بھارتی رائے	سی پی آئی (ایم)

مرکزی علاقے

دہلی(3)

230-ڈاکٹر اے آر قدوائی	کانگریس

231-ڈاکٹر کرن سنگھ	کانگریس
232-محترمہ امبکا سونی	کانگریس

پانڈیچری (1)

233-سی پی تھرونو کراسو	ڈی ایم کے

صدر جمہوریہ کے ذریعہ نامزد (12)

234-فالی ایس نریمان

235-محترمہ لتا منگیشکر

236-چو-ایس راماسوامی

237-محترمہ شبانہ اعظمی

238-ڈاکٹر (محترمہ) پی سیلوی داس

239-نانا دیشمکھ

240-کرتار سنگھ دگل

241-کلدیپ نیر

242-ڈاکٹر راجہ رامنا

243-ڈاکٹر سی نرائن ریڈی

244-مرنال سین

245-چودھری ہرموہن سنگھ یادو[1]

1-ایس پی سے تعلق

لوک سبھا

(29 اگست 2000 کو)

اسپیکر: جی ایم سی بال یوگی

ریاست حلقۂ انتخاب	ممبر کا نام	پارٹی رگروپ
آندھرا پردیش (42)		
1-عادل آباد	ڈاکٹر سمندر اال وینو گوپال	ٹی ڈی پی
2-امالا پورم (ایس سی)	گنتی موہن چندر بال یوگی	ٹی ڈی پی
3-انا کاپلی	گنتا سری نواس راؤ	ٹی ڈی پی
4-اننتاپور	کالوا سری نواسولو	ٹی ڈی پی
5-باپٹلا	ڈی راما نائیڈو	ٹی ڈی پی
6-بھدراچلم (ایس ٹی)	محترمہ ڈمپا میری وجیہ کماری	ٹی ڈی پی
7-بوبلی	بوچا ستیہ نارائن	آئی این سی
8-چتوڑ	نوتھنا کالوا رام کرشنا ریڈی	ٹی ڈی پی
9-کڈپہ	وویکانند وائی ایس ریڈی	آئی این سی
10-ایلورو	بولا بلی رامیہ	ٹی ڈی پی
11-گنٹور	یمپارالا وینکٹیشور راؤ	ٹی ڈی پی
12-ہنم کونڈا	چاڈا سریش ریڈی	ٹی ڈی پی
13-ہندوپور	بی کے پرتھا سارتھی	ٹی ڈی پی
14-حیدرآباد	سلطان صلاح الدین اویسی	اے آئی ایم آئی ایم
15-کاکی ناڈا	مدرا گڈا پدمنابھم	ٹی ڈی پی
16-کریم نگر	چناامینی ودیا ساگر راؤ	بی جے پی

17- کھمام	شریمتی رینوکا چودھری	آئی این سی
18- کرنول	کمبھالا پتی ای کرشنا مورتی	ٹی ڈی پی
19- مچھلی پٹنم	امباتی برہمانیا	ٹی ڈی پی
20- محبوب نگر	اے پی جتندر ریڈی	بی جے پی
21- میڈک	اے نریندر	بی جے پی
22- میریال گوڑا	جے پال سدینی ریڈی	آئی این سی
23- ناگر کرنول (ایس سی)	ڈاکٹر منڈا جگن ناتھ	ٹی ڈی پی
24- نل گونڈا	گوتھا سوکیندر ریڈی	ٹی ڈی پی
25- نندیال	بھوما ناگی ریڈی	ٹی ڈی پی
26- نراسرا پیٹ	جنار دھن این ریڈی	آئی این سی
27- نرساپور	اپلا پتی ونکلن کرشنم راجو	بی جے پی
28- نیلور (ایس سی)	ڈاکٹر راجیشورا ماوکالا	ٹی ڈی پی
29- نظام آباد	گندم گنگا ریڈی	ٹی ڈی پی
30- اونگول	کرنم بلرام کرشن مورتی	ٹی ڈی پی
31- پردتھی پورم (ایس ٹی)	دادی چلپو کا ویرا گوری شنکر راؤ	ٹی ڈی پی
32 - پیڈاپلی (ایس سی)	ڈاکٹر شریمتی سی سکنا کماری	ٹی ڈی پی
33- راجہ مندری	ستیہ نارائن ایس بی پی بی کے راؤ	بی جے پی
34- راجم پیٹ	گنی پتی رمیہ	ٹی ڈی پی
35- سکندر آباد	بنڈرا رو تا تریہ	بی جے پی
36- سدی پیٹ (ایس سی)	ملیالا راجیا	ٹی ڈی پی
37- سری کا کولم	کنی جارا پوریر نائیڈو	ٹی ڈی پی
38- ثنالی	رو ماریڈی وینکٹیشورلو	ٹی ڈی پی
39- تیروپتی (ایس سی)	ڈاکٹر این ونکٹا سوامی	بی جے پی

40-وجے واڑا	گندے راما موہن	ٹی ڈی پی
41-وشاکھاپٹنم	ایم وی وی ایس مورتی	ٹی ڈی پی
42-وارنگل	بوڈا کنتی ونکٹیشور راؤ	ٹی ڈی پی
اروناچل پردیش (2)		
43-اروناچل (پورب)	وانگ چا راجکمار	آئی این سی
44-اروناچل (پچھم)	جاربوم گاملنگ	آئی این سی
آسام (14)		
45-آٹونامس ضلع (ایس ٹی)	ڈاکٹر جینت رونگ پی	سی پی آئی (ایم ایل)
46-بارپیٹا	اے ایف غلام عثمانی	آئی این سی
47-دھوربی	عبدالحمید	آئی این سی
48-ڈبروگڑھ	پبن سنگھ گھاٹووار	آئی این سی
49-گواہاٹی	محترمہ بجے چکرورتی	بی جے پی
50-جورہاٹ	بجے کرشن ہندیق	آئی این سی
51-کلیابور	تیرون گوگوئی	آئی این سی
52-کریم گنج (ایس سی)	نیپال چندر داس	آئی این سی
53-کوکراجھار (ایس ٹی)	سن سوما کھنگور بوسو موتھیری	آئی این ڈی
54-لکھیم پور	محترمہ رانی نارہ	آئی این سی
55-منگل ڈوئی	مادھب راج بشی	آئی این سی
56-نوگانگ	راجن گودہین	بی جے پی
57-سلچر	سنتوش موہن دیو	آئی این سی
58-تیزپور	مونی کمار سبا	آئی این سی

بہار (54)

59-اریریا(ایس سی)	سکھدیو پاسوان	آر جے ڈی
60- آرہ	رام پرساد سنگھ	آر جے ڈی
61-اورنگ آباد	محترمہ شیاما سنگھ	آئی این سی
62- باگہا(ایس سی)	مہندر ابیٹھا	جے ڈی یو ایس
63-بلیا	رام جیون سنگھ	جے ڈی یو
64-بانکا	دگو جے سنگھ	جے ڈی یو
65-بارہ	نتیش کمار	جے ڈی یو
66-بیگو سرائے	راجو سنگھ	آئی این سی
67-بتیا	ڈاکٹر مدن پرساد جیسوال	بی جے پی
68-بھاگلپور	سبودھ رے	سی پی آئی (ایم)
69- بکرم گنج	محترمہ کانتی سنگھ	آر جے ڈی
70- بکسر	لال منی چوبے	بی جے پی
71-چھپرا	راجیو پرتاپ روڈی	بی جے پی
72-چترا	محترمہ ناگ منی	آر جے ڈی
73-دربھنگہ	کیرتی جھا آزاد	بی جے پی
74-دھنباد	پروفیسر محترمہ ریتا ورما	بی جے پی
75-دمکا(ایس ٹی)	بابو لال مرانڈی	بی جے پی
76- گیا(ایس سی)	رام جی مانجھی	بی جے پی
77- گریڈیہہ	رویندر کمار پانڈے	بی جے پی
78- گوڈا	جگدمبی پرساد یادو	بی جے پی
79- گوپال گنج	رگھوناتھ جھا	جے ڈی یو
80- حاجی پور(ایس سی)	رام ولاس پاسوان	جے ڈی یو
81-ہزاری باغ	یشونت سنہا	بی جے پی

82-جہاں آباد	ارون کمار	جے ڈی یو
83-جمشید پور	محترمہ ابھا مہتو	بی جے پی
84-جھنجھار پور	دیویندر پرساد یادو	جے ڈی یو
85-کٹیہار	نکھل کمار چودھری	بی جے پی
86-کھگریا	شریمتی رینو کماری	جے ڈی یو
87-کھونٹی (ایس ٹی)	کریا منڈا	بی جے پی
88-کشن گنج	شہنواز حسین سید	بی جے پی
89-کوڈرما	تلک دھاری پرساد سنگھ	آئی این سی
90-لوہارڈاگا (ایس ٹی)	پروفیسر ڈوکھا بھگت	بی جے پی
91-مادھے پورہ	شرد یادو	جے ڈی یو
92-مدھوبنی	حکم دیونارائن یادو	بی جے پی
93-مہاراج گنج	پربھوناتھ سنگھ	جے ڈی یو
94-مونگیر	برہمانند منڈل	جے ڈی یو
95-موتی ہاری	رادھا موہن سنگھ	بی جے پی
96-مظفر پور	کیپٹن جے نارائن پرساد نشاد	جے ڈی یو
97-نالندہ	جارج فرنانڈیز	جے ڈی یو
98-نوادہ (ایس سی)	ڈاکٹر سنجے پاسوان	بی جے پی
99-پالامو (ایس سی)	برج موہن رام	بی جے پی
100-پٹنہ	سی پی ٹھاکر	بی جے پی
101-پورنیہ	راجیش رنجن آزاد	
102-راج محل (ایس ٹی)	تھامس ہانسڈا	آئی این سی
103-رانچی	رام ٹہل چودھری	بی جے پی
104-روسیرا (ایس سی)	رام چندر پاسوان	جے ڈی یو

105- سہرسہ	دنیش چندر یادو	جے ڈی یو
106- سمستی پور	منجے لال	جے ڈی یو
107- سہسرام (ایس سی)	منی لال	بی جے پی
108- شیوہر	محمد انوار الحق	آر جے ڈی
109- سنگھ بھوم (ایس ٹی)	لکشمن گلوا	بی جے پی
110- سیتامڑھی	نول کشور رائے	جے ڈی یو
111- سیوان	محمد شہاب الدین	آر جے ڈی
112- ویشالی	رگھونش پرساد سنگھ	آر جے ڈی

دہلی (7)

113- چاندنی چوک	وجے گوئل	بی جے پی
114- مشرقی دہلی	لال بہاری تیواری	بی جے پی
115- قرول باغ (ایس سی)	شریمتی انیتا آریہ	بی جے پی
116- نئی دہلی	جگ موہن	بی جے پی
117- باہری دہلی	صاحب سنگھ ورما	بی جے پی
118- صدر دہلی	مدن لال کھورانہ	بی جے پی
119- جنوبی دہلی	وجے کمار ملہوترا	بی جے پی

گوا (2)

120- مورموگاؤ	رما کانت	بی جے پی
121- پناجی	شری پدیا سو نائک	بی جے پی

گجرات (21)

122- احمد آباد	ہرین پاٹھک	بی جے پی
123- امریلی	دلیپ سنگھانی	بی جے پی

124- آنند	دیپک بھائی چمن بھائی پٹیل	بی جے پی
125- بانس کانٹھا	ہری بھائی چودھری	بی جے پی
126- بڑودہ	محترمہ جیا بین ٹھکر	بی جے پی
127- بھاؤنگر	راجندر سنگھ رانا	بی جے پی
128- بھڑوچ	من سکھ بھائی واسوا	بی جے پی
129- بلسار (ایس ٹی)	منی بھائی راجی بھائی چودھری	بی جے پی
130- چھوٹا اودے پور (ایس ٹی)	رام سنگھ رٹھاوا	بی جے پی
131- دھندھوکا (ایس سی)	رتی لال کالی داس ورما	بی جے پی
132- دوہد (ایس ٹی)	بابو بھائی کھیم بھائی کٹارا	بی جے پی
133- گاندھی نگر	لال کرشن اڈوانی	بی جے پی
134- گودھرا	بھوپندر سنگھ پربھات سنگھ گوہنگی	بی جے پی
135- جام نگر	چندریش بھائی والجی بھائی کورا ڑیہ	بی جے پی
136- جونا گڑھ	بھاؤنا بین دیوراج بھائی چیکھالیہ	بی جے پی
137- کیرا	دنشا پٹیل	آئی این سی
138- کپاڑونج	شنکر سنگھ لکشمن سنگھ واگھیلا	آئی این سی
139- کچھ	پشپا دھان سمبھو دھان گذھوی	بی جے پی
140- مانڈوی (ایس ٹی)	مان سنگھ بھائی کلیان جی پٹیل	بی جے پی
141- مہسانہ	آتمارام مگن بھائی پٹیل	آئی این سی
142- پٹن (ایس سی)	پروین چندر سوما بھائی راشٹر پال	آئی این سی
143- پوربندر	گوردھن بھائی جادھو بھائی جادیا	بی جے پی
144- راج کوٹ	ڈاکٹر ولبھ بھائی رام جی بھائی کتھیریا	بی جے پی
145- سابر کانٹھا	شریمتی نشا امر سنگھ چودھری	آئی این سی
146- سورت	کاشی رام رانا	بی جے پی

147- سریندر نگر	ساوشی بھائی کانجی بھائی ملوانہ	آئی این سی

ہریانہ (10)

148- انبالہ (ایس سی)	رتن لال کٹاریہ	بی جے پی
149- بھوانی	اجے سنگھ چوٹالہ	آئی این ایل ڈی
150- فرید آباد	رام چندر بیڈا	بی جے پی
151- حصار	سریندر سنگھ بروالہ	آئی این ایل ڈی
152- کرنال	آئی ڈی سوامی	بی جے پی
153- کوروکشیتر	پروفیسر کیلاشو دیوی	آئی این ایل ڈی
154- مہندر گڑھ	ڈاکٹر سدھا یادو	بی جے پی
155- روہتک	اندر سنگھ	آئی این ایل ڈی
156- سرسہ (ایس سی)	ڈاکٹر سوشیل کمار اندورا	آئی این ایل ڈی
157- سونی پت	کشن سنگھ سنگوان	بی جے پی

ہماچل پردیش (4)

158- ہمیر پور	سریش چندیل	بی جے پی
159- کانگڑہ	شانتا کمار	بی جے پی
160- منڈی	مہیشور سنگھ	بی جے پی
161- شملہ (ایس سی)	لیفٹننٹ کرنل دھنی رام شنڈیل	ایچ وی سی

جموں و کشمیر (6)

162- اننت ناگ	علی محمد نائک این سی	
163- بارہمولا	عبدالرشید شاہین	این سی
164- جموں	ویشنو دت شرما	بی جے پی
165- لداخ	حسن خاں	این سی

166-سری نگر	عمر عبداللہ	این سی
167-ادھم پور	پروفیسر چمن لال گپتا	بی جے پی

کرناٹک (28)

168-باگل کوٹ	آر ایس پاٹل	آئی این سی
169-بنگلور (شمال)	سی کے جعفر شریف	آئی این سی
170-بنگلور (جنوب)	اننت کمار	بی جے پی
171-بلگام	امر سنگھ وسنت راؤ پاٹل	آئی این سی
172-بیلاری	کے۔باسوانا گوڈ	آئی این سی
173-بیدر (ایس سی)	رام چندر ویراپہ	بی جے پی
174-بیجاپور	بانس گوڑ دامن گوڑا پاٹل	بی جے پی
175-چمراج نگر (ایس سی)	وی سرینواس پرساد	جے ڈی یو
176-چک منگلور	ڈی سی سریکانت اپا	بی جے پی
177-چک بالاپور	آر ایل جلپا	آئی این سی
178-چکوڈی (ایس سی)	جگا جناگی رمیش چندراپہ	جے ڈی یو
179-چتر اورگا	کے ششی کمار	جے ڈی یو
180-داونگیر	جی ملکارجن اپہ	بی جے پی
181-دھارواڑ نارتھ	وجے سنکیشور	بی جے پی
182-دھارواڑ ساؤتھ	پروفیسر آئی جی سندی	آئی این سی
183-گلبرگہ	اقبال سرادگی احمد	آئی این سی
184-حسن	جی پتاسوامی گوڑا	آئی این سی
185-کنک پورہ	ایم وی چندر شیکرا مورتی	آئی این سی
186-کنارا	محترمہ مارگریٹ الوا	آئی این سی

187- کولار (ایس سی)	کے ایچ منی اپہ	آئی این سی
188- کوپل	ایچ جی راموا	آئی این سی
189- مانڈیہ	امبریش	آئی این سی
190- منگلور	دھننجے کمار	بی جے پی
191- میسور	سری کانتا دتا نرسمہا راجہ واڈیار	آئی این سی
192- رائچور	اے وینکٹیش نائک	آئی این سی
193- شموگہ	ایس بنگاراپہ	آئی این سی
194- تمکور	جی ایس باسوارا ج	آئی این سی
195- اوڈوپی	ونے کمار سورکے	آئی این سی

کیرالا (20)

196- اڈور (ایس سی)	سریش کوڈی کنل	آئی این سی
197- الپپی	سدھیرن وی ایم	آئی این سی
198- بڑاگارا	محترمہ اے کے پریما جم	سی پی آئی (ایم)
199- کالی کٹ	کے مرلی دھرن	آئی این سی
200- کنور	اے پی عبداللہ کٹی	سی پی آئی (ایم)
201- چیرانکل	ورکالا رادھا کرشن	سی پی آئی (ایم)
202- ارناکولم	ایڈن جارج	آئی این سی
203- ایڈکی	کے فرانسس جارج	کے ای سی
204- کاسرا گوڈا	ٹی گووندن	سی پی آئی (ایم)
205- کوئیلان	پی راجندرن	سی پی آئی (ایم)
206- کوٹائیم	سریش کروپ	سی پی آئی (ایم)
207- منجیری	ای احمد	ایم یو ایل

208- ماوے لیکرا	رمیش چینی تھالا	آئی این سی
209- مکندا پورم	کے کروناکرن	آئی این سی
210- موواتو پوژا	پی سی تھامس کے سی (ایم)	
211- اوتاپالم (ایس سی)	ایس اجے کمار	سی پی آئی (ایم)
212- پال گھاٹ	این این کرشنا داس	سی پی آئی (ایم)
213- پونانی	غلام محمود بنات والا	ایم یو ایل
214- تیروننتا پورم	وی ایس سوا کمار	آئی این سی
215- تریچور	اے۔سی۔جوش	آئی این سی

مدھیہ پردیش (40)

216- بالاگھاٹ	پرہلاد سنگھ پٹیل	بی جے پی
217- بستر (ایس ٹی)	بلی رام کشیپ	بی جے پی
218- بیتول	وجے کمار کھنڈیل وال	بی جے پی
219- بھنڈ	ڈاکٹر رام لکھن سنگھ	بی جے پی
220- بھوپال	محترمہ اوما بھارتی	بی جے پی
221- بالاسپور (ایس سی)	پنولال موہلے	بی جے پی
222- چھندواڑہ	کمل ناتھ	آئی این سی
223- دموہ	ڈاکٹر رام کرشن کسمار یہ	بی جے پی
224- دھار (ایس ٹی)	گجندر سنگھ راجوکھیڑی	آئی این سی
225- درگ	تاراچند ساہو	بی جے پی
226- گونا	مادھوراؤ سندھیا	آئی این سی
227- گوالیار	جے بھان پوایا سنگھ	بی جے پی
228- ہوشنگ آباد	سندر لال پٹوا	بی جے پی

229-اندور	شریمتی سمترا مہاجن	بی جے پی
230-جبلپور	جے شری بنرجی (بھابھی جی)	بی جے پی
231-جنجگیر	چرن داس مہنت	آئی این سی
232-جھبوا (ایس ٹی)	کانتی لال بھوریہ	آئی این سی
233- کانکیر (ایس ٹی)	سوہن پوتائی بی جے پی	
234- کھجوراہو	ستیہ ورت چترویدی (ونو وبھیا)	آئی این سی
235- کھنڈوا	نند کمار سنگھ چوہان	بی جے پی
236- کھرگانوں	تاراچند پٹیل آئی این سی	
237-مہاسمند	شیام چرن شکلا	آئی این سی
238-منڈلا (ایس ٹی)	فگن سنگھ کلستے	بی جے پی
239-مندسور	ڈاکٹر لکشمی نارائن پانڈے	بی جے پی
240-مورینا (ایس سی)	اشوک چھوی رام ارگیل	بی جے پی
241-رائے گڑھ (ایس ٹی)	سائی وشنو دیو	بی جے پی
242-رائے پور	رمیش بیس	بی جے پی
243-راج گڑھ	لکشمن سنگھ	آئی این سی
244-راج نندگانوں	ڈاکٹر رمن	بی جے پی
245-ریوا	سندر لال تیواری	آئی این سی
246-ساگر (ایس سی)	ویریندر کمار	بی جے پی
247- سارن گڑھ (ایس سی)	پی آر کھونٹے بی جے پی	
248-ستنا	رامانند سنگھ	بی جے پی
249- سیونی	رام نریش ترپاٹھی	بی جے پی
250- شہڈول (ایس ٹی)	دلپت سنگھ	بی جے پی
251- شجاع پور (اس سی)	تھاور چند گہلوت	بی جے پی

252-سدھی (ایس ٹی)	چندر پرتاپ سنگھ	بی جے پی
253-سرگوجہ (ایس ٹی)	کھیل سائی سنگھ	آئی این سی
254-اجین (ایس سی)	ڈاکٹر ستیہ نارائن جاٹیہ	بی جے پی
255-ودیشہ	شوراج سنگھ چوہان	بی جے پی

مہاراشٹر (48)

256-احمد نگر	دلیپ کمار من سکھ لال گاندھی	بی جے پی
257-اکولہ	پرکاش یشونت امبیڈکر	بی بی ایم
258-امراوتی	گڑھے اننت مہادریویا	ایس ایچ ایس
259-اورنگ آباد	چندرکانت کھیرے	اس ایچ ایس
260-بارہمتی	شرد چندر گووندراؤ پوار	این سی پی
261-بیز	جے سنگھ راؤ گانگواڈ پاٹل	بی جے پی
262-بھنڈارا	چنی لعل بھاؤ ٹھاکر	بی جے پی
263-بلڈھانہ (ایس سی)	ادسول آنند وٹھوبا	ایس ایچ ایس
264-چندراپور	نریش کمار چنا لعل پگلیا	آئی این سی
265-چیمور	پروفیسر نام دیو ہریابی دواتھے	بی جے پی
266-دہانو (ایس ٹی)	ونگا چنتامنی	بی جے پی
267-دھولیا (ایس ٹی)	رام داس روپا گوت	بی جے پی
268-ایران ڈول	انا صاحب ایم کے پاٹل	بی جے پی
269-ہنگولی	شواجی گیا نباراؤ مانے	ایس ایچ ایس
270-اچھل کرانجی	محترمہ نوددیتا سنبھاجی راؤ مانے	این سی پی
271-جلگاؤں	وائی جی مہاجن	بی جے پی
272-جالنا	دانوے راؤ صاحب داداراؤ پاٹل	بی جے پی
273-کراڈ	ایس ڈی (مروگکر) پاٹل	این سی پی

274- کھیڈ	اشوک نامدیو راؤ مہول	این سی پی
275- کولابا	رام سیٹھ ٹھاکر	پی ڈبلیو پی آئی
276- کولہاپور	منڈلک سدا شوراؤ دادو با	این سی پی
277- کوپر گاؤں	بالا صاحب دگھے پاٹل	ایس ایچ ایس
278- لاتور	شوراج پاٹل	کانگریس
279- مالیگاؤں (ایس ٹی)	ہری بھاؤ شنکر مہالے	جے ڈی ایس
280- ممبئی شمال	رام نائک	بی جے پی
281- ممبئی شمال سنٹرل	منوہر گجانن جوشی	ایس ایچ ایس
282- ممبئی شمال مغرب	سنیل دت	کانگریس
283- ممبئی شمال شرق	کریٹ سمیا	بی جے پی
284- ممبئی جنوب	جیاونتی مہتہ	بی جے پی
285- ممبئی جنوب سنٹرل	موہن وشنو راؤلے	ایس ایچ ایس
286- ناگپور	ولاس مٹیم وار	آئی این سی
287- ناندیڑ	بھاسکر راؤ باپو راؤ کھتا گاؤنکر	آئی این سی
288- نندور بار (ایس ٹی)	مانک راؤ ایچ گاوت	آئی این سی
289- ناسک	دھیکالے اتم ناتھ جی راؤ	ایس ایچ ایس
290- عثمان آباد (ایس سی)	شواجی وٹھل راؤ کامبلے	ایس ایچ ایس
291- پنڈھر پور (ایس سی)	رام داس اٹھاولے	آئی این ڈی
292- پربھنی	سریش راما راؤ جادھو	ایس ایچ ایس
293- پونے	پردیپ راوت	بی جے پی
294- راجہ پور	سریش پربھو ایس ایچ ایس	
295- رام ٹیک	سبودھ موہتے	اس ایچ ایس
296- رتنا گیری	انت گنگارام گیتے	ایس ایچ ایس
297- سانگلی	پرکاش وسنت راؤ پاٹل	آئی این سی

298-ستارہ	لکشمن راؤ باپانڈورنگ جادھو پاٹل	آئی این سی
299-شوالا پور	سشیل کمار شنڈے	کانگریس
300-تھانے	پرکاش پرانجپے	ایس ایچ ایس
301-وردھا	محترمہ پربھاراؤ	کانگریس
302-واشم	بھوانا پنڈرنگ گاؤلی	اس ایچ ایس
303-ایوت محل	اتھم راؤ دیوراؤ پاٹل	آئی این سی

منی پور (2)

304-اندرونی منی پور	ٹھاکر چوبا سنگھ	ایم ایس سی پی
305-باہری منی پور (ایس ٹی)	ہول کھوما تنگ باؤکپ	این سی پی

میگھالیہ (2)

306-شیلانگ	(پٹی ریل کندیہ)	کانگریس
307-تورا	پرنو اگیتوک سنگما	این سی پی

ناگالینڈ (1)

308-ناگالینڈ	کے اسنگیا سنگتم	آئی این سی

اڑیسہ (21)

309-آسکا	محترمہ کمدنی پٹنائک	بی جے پی
310-بالاسور	ایم اے کھارابیلا سوین	بی جے پی
311-برہم پور	انادی چرن ساہو	بی جے پی
312-بھدرک (ایس سی)	ارجن چرن سیٹھی	بی جے ڈی
313-بھوبنیشور	پرسنا کمار پاٹ سانی	بی جے ڈی
314-بولنگیر	محترمہ سنگیتا کماری سنگھ دیو	بی جے پی
315-کٹک	بھارتو ہری مہتاب	بی جے ڈی

316-دیوگڑھ	دیبیندر پردھان	بی جے پی
317-ڈھینکنال	کماکھیا پرساد سنگھ دیو	آئی این سی
318-جگت سنگھ پور	ترلوچن قانون گو	بی جے ڈی
319-جاجپور (ایس سی)	جگناتھ ملک بی جے ڈی	
320-کالاہانڈی	بکرم کیشری دیو	بی جے پی
321-کیندرپارہ	پربھات کمار سامنترے	بی جے ڈی
322-کیونجھر (ایس ٹی)	اننتا نائک	بی جے پی
323-کوراپٹ (ایس ٹی)	محترمہ ہیما گوماگ	کانگریس
324-میوربھنج (ایس ٹی)	مرموسلکھان	بی جے پی
325-نورنگ پور (ایس ٹی)	پرسورام مجھی بی جے پی	
326-پھول بنی (ایس ٹی)	پدمانوابہیرا	بی جے ڈی
327-پوری	براجا کشور ترپاٹھی	بی جے ڈی
328-سمبل پور	پرسنا آچاریہ	بی جے ڈی
329-سندرگڑھ (ایس ٹی)	جیول اورم	بی جے پی

پنجاب(13)

330-امرتسر	رگھونندن لعل بھاٹیہ	آئی این سی
331-بھٹنڈہ (ایس سی)	بھان سنگھ بھورا	سی پی آئی
332-فرید کوٹ	جگمیت سنگھ برار	آئی این سی
333-فیروز پور	زورا سنگھ	ایس اے ڈی
334-گرداس پور	ونود کھنہ	بی جے پی
335-ہوشیارپور	چرنجیت سنگھ چینی	آئی این سی

336-جالندھر	بلبیر سنگھ	آئی این سی
337-لدھیانہ	گروچرن سنگھ غالب	آئی این سی
338-پٹیالہ	پرنیت کور	آئی این سی
339-پھلور (ایس سی)	سنتوش چودھری	کانگریس
340-روپڑ (ایس سی)	شمشیر سنگھ	آئی این سی
341-سنگرور	سمرن جیت سنگھ مان	ایس اے ڈی (ایم)
342-ترن تارن	ترلوچن سنگھ تور	ایس اے ڈی

راجستھان (25)

343-اجمیر	رسا سنگھ راوت	بی جے پی
344-الور	ڈاکٹر جسونت سنگھ یادو	بی جے پی
345-بانسواڑہ (ایس ٹی)	تاراچند بھاگورا	آئی این سی
346-بارمیر	کرنل سونارام چودھری	کانگریس
347-بیانہ (ایس سی)	بہادر سنگھ	بی جے پی
348-بھرت پور	وشویندر سنگھ بی جے پی	
349-بھیلواڑہ	وجیندر پال سنگھ	بی جے پی
350-بیکانیر	رامیشور لعل دودی	آئی این سی
351-چورو	رام سنگھ کسوان	بی جے پی
352-چتوڑگڑھ	سری چند کرپلانی	بی جے پی
353-دوسا	محترمہ رما پائلٹ	آئی این سی
354-گنگانگر (ایس سی)	نہال چند چوہان	بی جے پی
355-جے پور	گردھاری لعل بھارگو	بی جے پی
356-جالور (ایس سی)	بوٹا سنگھ	آئی این سی

357- جھالاوار	محترمہ وسندھرا راجے	بی جے پی
358- جھنجھنو	سیس رام اولا	آئی این سی
359- جودھپور	جسونت سنگھ وشنوئی	بی جے پی
360- کوٹہ	رگھوویر سنگھ کوشل	بی جے پی
361- ناگور	رام رگھوناتھ چودھری	آئی این سی
362- پالی	پشپ جین	بی جے پی
363- سالمبر (ایس ٹی)	بھیرو لعل مینا آئی این سی	
364- سوائی مادھوپور (ایس ٹی) جس کور		بی جے پی
365- سیکر	سبھاش مہاریا	بی جے پی
366- ٹونک (ایس سی)	شیام لعل بنسی وال	بی جے پی
367- اودے پور	محترمہ گرجا ویاس	آئی این سی

سکم (1)

368- سکم	بھیم پرساد دوہال	ایس ڈی ایف

تامل ناڈو (39)

369- ارکونام	ڈاکٹر ایس جگترا کشن	ڈی ایم کے
370- چنگل پٹو	اے کے مورتی	پی ایم کے
371- چنائی سنٹرل	مارا سیولی مارن	ڈی ایم کے
372- چنائی شمال	سی کپوسوامی	ڈی ایم کے
373- چنائی جنوب	ٹی آر بالو	ڈی ایم کے
374- چدمبرم (ایس سی)	ای۔ پنوسوامی	پی ایم کے
375- کوئمبتور	سی پی رادھا کرشنن	بی جے پی
376- کڈالور	ادھی سنکر	ڈی ایم کے

377-دیم م پوری	پی ڈی ایلنگووان	پی ایم کے
378-ڈنڈی گل	سی سرینواسن	اے آئی اے ڈی ایم کے
379-گوپی چیتی پالم	کے کے کالیاپن	اے آئی اے ڈی ایم کے
380-کرور	ایم چنا سوامی	اے اے آئی اے ڈی ایم کے
381-کرشنا گری	وی ورتن سلوان	ڈی ایم کے
382-مدورائی	پی موہن	سی پی آئی (ایم)
383-مینلاڈرن	منی شنکر ایر	ڈی ایم کے
384-ناگ پٹنم (ایس سی)	اے کے ایس وجین	ڈی ایم کے
385-ناگرکوئل	پان رادھا کرشنن	بی جے پی
386-نیل گری	ایم ماسٹر ماتھن	بی جے پی
387-پلانی	پی کمار سوامی اے آئی اے ڈی ایم کے	
388-پیرمبور (ایس سی)	اے راجا	ڈی ایم کے
389-پیریاکلم	دینا کرن	اے آئی اے ڈی ایم کے
390-پولاچی (ایس سی)	ڈاکٹر سی کرشنن	ایم ڈی ایم کے
391-پڈک کٹائی	تھیرونوکاراسو	(ایم جی آر) اے آئی ڈی ایم کے
392-رام ناتھ پورم	کے ملائی سامی	اے آئی اے ڈی ایم کے
393-راسی پورم (ایس سی)	ڈاکٹر وی سروجا	اے آئی اے ڈی ایم کے
394-سلیم	ٹی ایم سیلوا گنپتی	اے آئی اے ڈی ایم کے
395-سوائنگا	ای ایم سدرشن نچیپن	آئی این سی
396-سواکاشی	وائیکو	ایم ڈی ایم کے
397-سری پیرومبدور (ایس سی) اے کرشنا سوامی		ڈی ایم کے
398-تین کاسی (ایس سی)	ایس مروگیسن	اے آئی اے ڈی ایم کے

399- تنجاور	ایس ایس پالانی منکم	ڈی ایم کے
400- تندی ونم	این رام چندرن گنگی	ایم ڈی ایم کے
401- تیروچیندور	اے ڈی کے جیا سیلان	ڈی ایم کے
402- تیروچن گوڑے	ایم کنپن	ایم ڈی ایم کے
403- تیروچیراپلی	-	-
404- تیرونیلوپلی	پی ایچ پانڈیان	اے آئی اے ڈی ایم کے
405- تیروپتھور	ڈی وینو گوپال	ڈی ایم کے
406- واندا واسی	ایم دورائی	پی ایم کے
407- ویلور	این ٹی شان منگم	پی ایم کے

تری پورہ (2)

408- تری پورہ (مشرق)	باجوبن ریان	سی پی آئی (ایم)
409- تیری پورہ (مغرب)	سمر چودھری	سی پی آئی (ایم)

اتر پردیش (85)

410- آگرہ	راج ببر	ایس پی
411- اعظم گڑھ	رما کانت یادو	ایس پی
412- اکبر پور (ایس سی)	محترمہ مایاوتی	بی ایس پی
413- علی گڑھ	محترمہ شیلا گوتم	بی جے پی
414- الہ آباد	ڈاکٹر مرلی منوہر جوشی	بی جے پی
415- الموڑہ	بچی سنگھ راوت	بی جے پی
416- امیٹھی	محترمہ سونیا گاندھی	کانگریس
417- امروہہ	راشد علوی	بی ایس پی
418- آنولہ	کنور سروج سنگھ	ایس پی

419- باغپت	اجیت سنگھ	آر ایل ڈی
420- بہرائچ	پدم سین چودھری	بی جے پی
421- بلیا	چندر شیکھر	ایس جی پی آر
422- بلرام پور	رضوان ظہیر خاں	ایس پی
423- باندہ (ایس سی)	رام سجیون	بی ایس پی
424- بانس گاؤں	راج نرائن پاسی	بی جے پی
425- بارہ بنکی (ایس سی)	رام ساگر	ایس پی
426- بریلی	سنتوش کمار گنگوار	بی جے پی
427- بستی (ایس سی)	سری رام چوہان	بی جے پی
428- بجنور (ایس سی)	شیش رام سنگھ روی	بی جے پی
429- بلہور	شیام بہاری مشرا	بی جے پی
430- بدایوں	سلیم اقبال شیروانی	ایس پی
431- بلند شہر	چھتر پال سنگھ	بی جے پی
432- چائل (ایس سی)	سریش پاسی	بی ایس پی
433- چندوسی	جواہر لعل جے سوال	ایس پی
434- دیوریہ	شری پرکاش منی ترپاٹھی	بی جے پی
435- ڈومریا گنج	رام پال سنگھ	بی جے پی
436- ایٹہ	کے آر دیویندر سنگھ یادو	ایس پی
437- اٹاوہ	رگھوراج سنگھ شاکیہ	ایس پی
438- فیض آباد	ونے کٹیار	بی جے پی
439- فرخ آباد	چندر بھوشن سنگھ عرف منو بابو	ایس پی
440- فتح پور	اشوک کمار پٹیل	بی جے پی
441- فیروز آباد (ایس سی)	رام جی لعل سمن	ایس پی

442- گڑھوال (ایس سی) میجر جنرل (ریٹائرڈ) بھون چندر کندروڑی — بی جے پی

443- گھاٹم پور (ایس سی) پیارے لعل شنکھوار — بی ایس پی

444- غازی پور	منوج	بی ایس پی
445- گھوسی	بال کرشنا چوہان	بی ایس پی
446- گونڈہ	برج بھوشن شرن سنگھ	بی جے پی
447- گورکھپور	آدتیہ ناتھ	بی جے پی
448- ہمیر پور	اشول کمار سنگھ چندیل	بی ایس پی
449- باپوڑ	ڈاکٹر رمیش چندر تومر	بی جے پی
450- ہردوئی (ایس سی)	جے پرکاش	اے بی ایل ٹی سی
451- ہردوار (ایس سی)	ہرپال سنگھ ساتھی	بی جے پی
452- ہاتھرس (ایس سی)	کشن لعل دلیر	بی جے پی
453- جالون (ایس سی)	برج لعل کھبری	بی ایس پی
454- جلیسر	پروفیسر ایس پی سنگھ باگھیل	ایس پی
455- جونپور	چمیانند سوامی	بی جے پی
456- جھانسی	سجان سنگھ بندیلا	آئی این سی
457- کیرانہ	امیر عالم	آر ایل ڈی
458- قیصر گنج	بینی پرساد ورما	ایس پی
459- قنوج	اکھلیش یادو	ایس پی
460- کانپور	کیپٹن سری پرکاش جیسوال	آئی این سی
461- خلیل آباد	بھال چند یادو	ایس پی
462- کھیری	روی پرکاش ورما	ایس پی
463- خورجہ (ایس سی)	اشوک کمار پردھان	بی جے پی
464- لعل گنج (ایس سی)	ڈاکٹر بالی رام	بی ایس پی

465- لکھنؤ	اٹل بہاری باجپئی	بی جے پی
466- مچھلی شہر	چندر ناتھ سنگھ	ایس پی
467- مہاراج گنج	کنور اکھیلیش سنگھ	ایس پی
468- مین پوری	بلرام سنگھ یادو	ایس پی
469- متھرا	چودھری تیج ویر سنگھ	آئی این سی
470- میرٹھ	اوتار سنگھ بھڈانہ	کانگریس
471- مرزاپور	محترمہ پھولن دیوی	ایس پی
472- مسرکھ (ایس سی)	محترمہ سشیلا سروج	ایس پی
473- موہن لعل گنج (ایس سی)	محترمہ رینا چودھری	ایس پی
474- مرادآباد	چندر وجے سنگھ عرف بے بی راجہ	اے بی ایل ٹی سی
475- مظفر نگر	سعید الزماں	آئی این سی
476- نینی تال	نرائن دت تیواری	آئی این سی
477- پڈرونہ	رام نگینہ مشرا بی جے پی	
478- پھولپور	دھرم راج سنگھ پٹیل	ایس پی
479- پیلی بھیت	محترمہ مینکا گاندھی	آئی این ڈی
480- پرتاپ گڑھ	محترمہ راج کماری رتنا سنگھ	آئی این سی
481- رائے بریلی	کیپٹن ستیش شرما	آئی این سی
482- رام پور	محترمہ بیگم نور عرف مہتاب زمانی بیگم	آئی این سی
483- رابرٹس گنج (ایس سی)	رام شکل	بی جے پی
484- سہارنپور	منصور علی خاں	بی ایس پی
485- سید پور (ایس سی)	سروج طوفانی	ایس پی
486- سلیم پور	ببن راج بھر	بی ایس پی
487- سنبھل	ملائم سنگھ یادو	ایس پی

488- شاہ آباد	داؤد احمد	بی ایس پی
489- شاہ جہاں پور	جتندر پرساد کور	کانگریس
490- سیتاپور	راجیش ورما	بی ایس پی
491- سلطانپور	جے بھدرا سنگھ	بی ایس پی
492- ٹہری گڑھوال	مہارجہ منیدر شاہ	بی جے پی
493- اناؤ	دیپک کمار	ایس پی
494- وارانسی	شنکر پرساد جیسوال	بی جے پی

مغربی بنگال (42)

495- علی پوردوار (ایس ٹی)	جاچم بکسا	آر ایس پی
496- آرام باغ	انل باسو	سی پی آئی (ایم)
497- آسنسول	بکاش چودھری	سی پی آئی (ایم)
498- بلورگھاٹ (ایس سی)	رانین برمن آر ایس پی	
499- بنکورہ	باسودیب آچاریہ	سی پی آئی (ایم)
500- بارسات	ڈاکٹر رنجیت کمار پانجہ	ٹی سی
501- بیرک پور	تارت بارن توپدر	سی پی آئی (ایم)
502- بیرہاٹ	اجے چکربرتی	سی پی آئی
503- برہمپور	ادھیر رنجن چودھری	آئی این سی
504- بیربھوم (ایس سی)	راماچندر ڈوم	سی پی آئی (ایم)
505- بول پور	سومناتھ چٹرجی	سی پی آئی (ایم)
506- بردوان	سرنکھل آنندا	سی پی آئی (ایم)
507- کلکتہ شمال مشرق	اجیت کمار پانجہ	ٹی سی
508- کلکتہ شمال مغرب	سدیب بندوپدھیائے	ٹی سی

509- کلکتہ جنوب	محترمہ ممتا بنرجی	ٹی سی
510- کونٹائی	نتیش سین گپتا	ٹی سی
511- کوچ بہار (ایس سی)	امریندر رائے پردھان	اے آئی ایف بی
512-دارجلنگ	ایس پی لیپچا	سی پی آئی (ایم)
513-ڈائمنڈ باربر	سامک لاہری	سی پی آئی (ایم)
514-ڈم ڈم	تپن سکدر	بی جے پی
515-درگاپور (ایس سی)	سنیل خان	سی پی آئی (ایم)
516-ہگلی	روپ چند پال	سی پی آئی (ایم)
517-ہوڑہ	سودیش چکر برتی	سی پی آئی (ایم)
518- جادوپور	محترمہ کرشنا بوس	ٹی سی
519-جلپائی گڑی	محترمہ مناتی سین	سی پی آئی (ایم)
520-جنگی پور	ابوالحسنات خاں	سی پی آئی (ایم)
521- جھارگرام (ایس ٹی)	روپ چند مرمو	سی پی آئی (ایم)
522-جوپائگر (ایس ٹی)	سنت کمار منڈل	آر ایس پی
523- کٹوا	محبوب زاہدی	سی پی آئی (ایم)
524- کرشنا گار	ستیہ برتا مکھر جی	بی جے پی
525-مالدہ	اے بی اے غنی خاں چودھری	آئی این سی
526- متھرا پور (ایس ٹی)	پروفیسر رادھیکا رنجن پرمانک	سی پی آئی (ایم)
526-موناپور	اندر جیت گپتا	سی پی آئی
528-رشد آباد	معین الحسن	سی پی آئی (ایم)
529- ناد یوپ	آنند موہن بسواس	ٹی سی
530-پنس کورا (ایس سی)	ڈاکٹر بکرم سرکار	ٹی سی
531-پرولیا	بیر سنگھ مہتو	اے آئی ایف بی

532-رائے گنج	پریہ رنجن داس منشی	آئی این سی
533- سریم پور	اکبر علی کھندوکر	ٹی سی
534 -تملک	لکشمن چندر سیٹھ	سی پی آئی (ایم)
535- انو بیریا	حنان ملا	سی پی آئی (ایم)
536-وشنو پور (ایس سی)	محترمہ سندھیا بوری	سی پی آئی (ایم)

جزائر اندومان نکوبار (1)

537-جزائر انڈمان نکور (1)	بشنو پاڈارائے	بی جے پی
538-چنڈی گڑھ (1)	پون کمار بنسل	آئی این سی
539- دمن دیو (1)	دہیا بھائی ولبھ بھائی پٹیل	آئی این سی
540- دادراور ناگر حویلی (1)	موہن بھائی سنجی بھائی دیلکر	آئی این ڈی
541- لکشد یپ (1)	پی ایم سعید	آئی این سی
542-میزورم (ایس ٹی)	وینلا ل زاوما	آئی این ڈی
543- پانڈیچری	ایم-او-ایچ فاروق	آئی این سی

اینگلو انڈین (2)

544-ڈینزل.جی.اٹکنسن	نامزد
545-ڈاکٹر (محترمہ) بیٹرکس ڈیسوزا	نامزد

پارٹیوں رگروپوں کے جو مخفف استعمال ہوئے ہیں وہ اس طرح ہیں۔

بھارتی جنتا پارٹی (بی جے پی)، کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا (مارکسسٹ) (سی پی آئی ایم)، کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا (سی پی آئی)، کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا مارکسسٹ لینسسٹ) (سی پی آئی (ایم ایل)، سماج وادی پارٹی (ایس پی)، آل انڈیا انا ڈراوڈ منرا کنڈگم (اے آئی اے ڈی ایم کے)، تیلگو دیشم پارٹی (ٹی ڈی پی)، بیجو جنتا دل (بی جے ڈی)، ڈراوڈ منکوا کنگڈم (ڈی ایم کے) شوسینا (ایس ایچ ایس)، بہوجن سماج پارٹی (بی ایس پی) ریولیشنری سوشلسٹ پارٹی (آر ایس پی)، پٹلی ملکل کچی (پی ایم کے)، مارو ملار چی ڈراوڈ منکترا کنگڈم (ایم ڈی ایم کے) تمل منیلا کانگریس (ٹی ایم سی)، آل انڈیا فارورڈ بلاک (اے آئی ایف بی)، مسلم لیگ (ایم یو ایل) نیشنل کانفرنس (این سی)، پی زینٹ اینڈ ورکرس پارٹی (پی ڈبلو پی)، سماج وادی جنتا پارٹی راشٹری (ایس جے پی آر) سکم ڈیموکریٹک فرنٹ (ایس ڈی ایف)، کیرالہ کانگریس (ایم) (کے سی ایم) آٹونمس اسٹیٹ ڈیما

نڈ کمیٹی (اے ایس ڈی سی)، آل انڈیا مجلس اتحاد المسلمین (اے آئی ایم آئی ایم)، منی پور اسٹیٹ کانگریس، پارٹی (ایم ایس سی پی)، انڈین نیشنل لوک دل (آئی این ایل ڈی)، ہماچل وکاس کانگریس (ایچ وی سی)، شیرومنی اکالی دل مان (ایس اے ڈی ایم)، جنتا دل سیکولر (جے ڈی ایس)، نیشنلسٹ کانگریس پارٹی (این سی پی)، اکھل بھارتیہ لوک تانترک کانگریس (اے بی ایل ٹی سی)، بھارتیہ بہوجن مہا سنگھ (بی بی ایم)، راشٹریہ لوک دل (آر ایل ڈی) ایم جی آر انڈیا انا ڈراوڈ منیترا کنگزم (ایم جی آر اے آئی اے ڈی ایم کے) آزاد (آئی این ڈی) کانگریس (آئی این سی)۔

قیمت:-/250